علامہ کمال الدین الدمیری

کی شہرہ آفاق کتاب

حیاتُ الحیوان

اوّل

حیوانات

کا بے مثال اِنسائیکلوپیڈیا

المیزان

بچھڑے ہوئے سے ملنے کی دعا، صـ 82

شراب نوشی سے چھٹکارا صـ 49

دعا صـ 273

امام شافعی رحمہ اللہ نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی قمیص کا دھوون اپنے جسم پر ملا صـ 179

ناشکرا مالدار جس کا مال اور بیوی اللہ تعالیٰ نے مسکین سائل کو دے دی صـ 645

اونٹ بول پڑا صـ 280 درود شریف

Marfat.com

علامہ کمال الدین الدمیریؒ کی شہرہ آفاق کتاب

حیوانات کا بے مثال انسائیکلوپیڈیا

حیات الحیوان

اوّل

حروفِ تہجی کی ترتیب سے معلومات کا عظیم خزانہ جس میں صدہا جانوروں کے نام کنیت لغوی تشریحیں
ان کی عادات اور خصائل قرآن واحادیث کے متعلقہ حوالہ جات شرعی حلت وحرمت طبی فائدے
ان کے حوالے سے خوابوں کی تعبیر تعویذات وعملیات نیز نادرودلچسپ واقعات واشعار و
ضرب الامثال کا مخزن۔ جدید ومفید حواشی کے ساتھ

ترجمہ

مولانا محمد احمد
فاضل جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد

مولانا مفتی نورالاسلام حقانی
فاضل دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

المیزان ناشران وتاجران کتب

الکریم مارکیٹ اردو بازار، لاہور پاکستان فون: ۷۲۱۲۷۶۲، ۷۱۲۲۹۸۱-۰۴۲

Marfat.com

المیزان

عصر حاضر کے تقاضوں سے ہم آہنگ

کاپی رائٹ رجسٹریشن

حیات الحیوان (اُردو) مکمل کے ترجمہ وکمپوزنگ کے جملہ حقوق بحق المیزان محفوظ ہیں۔
اس کا کوئی بھی حصہ پبلشر کی تحریری اجازت کے بغیر نہیں چھاپا جاسکتا۔

سلسلہ مطبوعات۔ ۱۹۰/۱

سن اشاعت ۲۰۰۸ء
محمد شاہد عادل نے
حاجی حنیف پرنٹرز سے چھپوا کر
المیزان اُردو بازار لاہور سے شائع کی۔

Marfat.com

فہرست

حالات علامہ دمیریؒ ---------- 24
حیاۃ الحیوان الکبریٰ پر ایک نظر ---------- 26
مقدمہ مصنف ---------- 31

باب الھمزہ

اَسَدٌ (شیر) ---------- 32
شیر کے نام ---------- 32
شیر کی اقسام ---------- 33
شیر کی صفات ---------- 33
شیر کے متعلق احادیث ---------- 34
سیدنا سفینہؓ اور شیر ---------- 35
نبی ﷺ کی عتبہ کے خلاف بددعا ---------- 35
جذام اور متعدی بیماری کا حکم۔فائدہ ---------- 36
دانیال نبی علیہ السلام کا واقعہ ---------- 37
فائدہ ---------- 37
ابراہیم بن ادہم اور شیر ---------- 38
بعض تعویذات۔فائدہ ---------- 38
ایک بادشاہ کا واقعہ ---------- 39
نوح علیہ السلام اور ابلیس ---------- 40
ایک ذیلی بات ابو مسلم خراسانی کے واقعات ---------- 40
شرعی حکم ---------- 43
ضرب الامثال ---------- 44
چوہے کی کہانی ---------- 48
طبی فوائد اور خواص ---------- 48
تعبیر الرؤیا ---------- 49
علم الکلام کا حکم ---------- 49
توحید کیا ہے؟ ---------- 52
علم نجوم کی حقیقت ---------- 53
الابل (اونٹ) ---------- 54
اونٹ کے اوصاف ---------- 55
اونٹ کی اقسام ---------- 56
اونٹ کی عادتیں ---------- 57
اونٹ کا شرعی حکم ---------- 59
اونٹوں کی مثالیں ---------- 60
طبی فوائد اور خواص ---------- 60
تعبیر الرؤیا ---------- 61
الابابیل (سنونو) ---------- 61
الاتان (گدھی) ---------- 62
ایک گدھے والے کا قصہ ---------- 62
ضرب الامثال ---------- 64
تعبیر الرؤیا ---------- 64
الاخطب (لٹورا) ---------- 64
الاخیضر (سبز مکھی) ---------- 65
الاخیل (سبز پرندہ) ---------- 65
الاربد (مٹیالا سانپ) ---------- 65
الارخ (جنگلی گائے) ---------- 65
الارضہ (دیمک) ---------- 66
دیمک کی طبعی دانائی ---------- 66
شرعی حکم ---------- 67
ضرب الامثال ---------- 67
تعبیر الرؤیا ---------- 67
الارقم (دھاری دار سانپ) ---------- 67
الارنب (خرگوش) ---------- 68

Marfat.com

عجیب وغریب واقعات ---------- 68
فائدہ ---------- 68
شرعی حکم ---------- 69
ضرب الامثال ---------- 69
قاضی شریح کے عجیب واقعات ---------- 70
طبی فوائداور خواص ---------- 71
تعبیرالرؤیا ---------- 72
الارنب البحری (سمندری خرگوش) ---------- 72
شرعی حکم ---------- 73
الارویۃ (جنگلی بکری) ---------- 73
شرعی حکم ---------- 74
ضرب الامثال ---------- 74
سعید بن زید کی بددعا ---------- 74
طبی فوائداور خواص ---------- 74
الاساریع (سرخ کیڑا) ---------- 75
شرعی حکم ---------- 75
طبی فوائداور خواص ---------- 75
تعبیرالرؤیا ---------- 75
الاسفع (شکرا) ---------- 75
الاسقنقور ---------- 76
الاسود السالخ (سیاہ ناگ) ---------- 76
دھوکہ کی سزا ---------- 77
نبی ﷺ کا معجزہ ---------- 77
صدقہ کی وجہ سے موت سے بچنے کا قصہ ---------- 77
الاصرمان (بھیڑیا) ---------- 78
الاصلۃ (سانپ) ---------- 78
الأطلس (بھیڑیا) ---------- 79
الاطوم (سمندری کچھوا) ---------- 79
الاطیش (پرندہ) ---------- 79
امام اشہب کے حالات ---------- 79
امام شافعیؒ ---------- 80
الاغثر (آبی پرندہ) ---------- 80
الافال و الافائل (چھوٹے چھوٹے اونٹ) ---------- 81
الافعی (مادہ سانپ) ---------- 81
سانپ کے واقعات ---------- 81
بچھڑے ہوئے سے ملنے کی دعا ---------- 82
ضرب الامثال ---------- 82
شیخ صالح کے قتل کی وجہ ---------- 84
چند نہایت سمجھدار نوجوانوں کا قصہ ---------- 90
طبی فوائداور خواص ---------- 94
اقہبان (ہاتھی اور بھینس) ---------- 94
الاملول (ریگستانی پرندہ) ---------- 95
الانس ---------- 95
الانسان ---------- 95
خلق قرآن کی بحث ---------- 96
انسان کی پیدائش سب سے اچھی ہے ---------- 96
عجیب واقعہ ---------- 97
ضرورتوں کے پورا کرنے کے وظائف ---------- 98
خواب میں نبی ﷺ کی زیارت کا وظیفہ ---------- 98
قرض، خوف، خیر و برکت، سلامتی، حفاظت، اور غربت کے خاتمہ وغیرہ کے لئے وظائف ---------- 99
جن لوگوں کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے ---------- 101
فوائد مجربہ ---------- 101
فائدہ ---------- 105
فائدہ ---------- 106
سردرد کا نسخہ ---------- 106

Marfat.com

طبی فوائد اور خواص ---------------- 107
عورت کا بانجھ پن معلوم کرنے کا طریقہ ---------- 111
تعبیر الرؤیا ---------------- 111
انسان الماء (پانی کا انسان) ---------------- 113
شرعی حکم ---------------- 114
الانقد (سیہی) ---------------- 114
ضرب الامثال ---------------- 114
دانت درد کا نسخہ ---------------- 114
الانکلیس (مچھلی) ---------------- 116
الانن (سیاہ پرندہ) ---------------- 116
الانیس (تیرانداز پرندہ) ---------------- 116
شرعی حکم ---------------- 116
الانوق (ایک شکاری پرندہ) ---------------- 117
بروزن فعول ---------------- 117
ضرب الامثال ---------------- 117
اشعار سے قبولیت دعا ---------------- 118
الاوز (بطخ) ---------------- 119
بطخ کی خصوصیات ---------------- 120
حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شہادت ---------- 120
حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی قبر کہاں ہے؟ ---------- 122
فائدہ اجنبیہ ---------------- 122
سیرت رحمت عالم ﷺ ---------------- 122
خلافت ابوبکر الصدیقؓ ---------------- 124
خلافت حضرت عمرؓ ---------------- 126
ایک عجیب قصہ ---------------- 128
حضرت عمرؓ کے کارنامے ---------------- 129
حضرت عمرؓ کی شہادت ---------------- 130
خلافت حضرت عثمانؓ ---------------- 131
فتنوں کا آغاز ---------------- 132
حضرت عثمانؓ کا محاصرہ ---------------- 133
شہادت اور مدت خلافت ---------------- 134
خلافت امیر المومنین علی بن ابی طالبؓ ---------- 135
عمدہ فائدہ ---------------- 135
ان انبیاء کا ذکر جو ختنہ کئے ہوئے پیدا ہوئے ---------- 135
کاتبین رسول اللہ ---------------- 136
زمانہ رسالت میں حافظین قرآن ---------------- 136
نبیؐ کے سامنے گردنیں اڑانے والے صحابہ ---------- 136
آپ کے محافظ صحابہ کرام ---------------- 136
نبی ﷺ کے دور میں فتویٰ دینے والے صحابہ ---------- 136
مدینہ کے تابعین کرام جن تک فتویٰ پہنچتا ہے ---------- 136
جنہوں نے ماں کی گود میں کلام کیا ---------------- 136
مرنے کے بعد جنہوں نے کلام کی ---------------- 136
جو اپنی ماں کے پیٹ میں مدت حمل سے زیادہ عرصہ رہے 136
نمرود کا ذکر ---------------- 137
فرعونوں کا ذکر ---------------- 137
وہ اصحاب المذاہب جن کے مذہب کی پیروی کی گئی -- 137
معتمد اصحاب الحدیث ---------------- 137
حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی بیعت ---------- 137
حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شہادت ---------- 138
خلافت امیر المومنین حسنؓ ---------------- 139
حسنؓ کے محاسن ---------------- 140
مدت خلافت ---------------- 141
خلافت امیر المومنین معاویہ بن سفیانؓ ---------- 141
حضرت معاویہؓ کے اوصاف وخصائل ---------- 142
خلافت یزید بن معاویہ ---------------- 143
حضرت حسینؓ کی شہادت ---------------- 143

Marfat.com

خلافت معاویہ بن یزید بن معاویہ ---------- 146
خلافت مروان بن الحکم ---------- 147
خلافت عبدالملک بن مروان ---------- 148
سکوں پر مہروں کی ابتداء ---------- 148
عبداللہ بن زبیرؓ کا قتل ---------- 151
عبدالملک کی وفات ---------- 152
خلافت عبداللہ بن زبیرؓ ---------- 152
ایک عجیب واقعہ ---------- 152
آپ کی مدت خلافت ---------- 153
خلافت ولید بن عبدالملک ---------- 153
خلافت سلیمان بن عبدالملک ---------- 154
اخلاق وعادات ---------- 154
وفات اور مدت خلافت ---------- 156
خلافت عمر بن عبدالعزیزؒ ---------- 156
آپ کے فضائل وخصائل ---------- 157
آپؒ کی اصلاحات ---------- 157
وفات اور مدت خلافت ---------- 161
خلافت یزید بن عبدالملک ---------- 162
خلافت ہشام بن عبدالملک ---------- 163
خلافت ولید بن یزید بن عبدالملک ---------- 164
خلافت یزید بن الولید بن عبدالملک بن مروان ---------- 166
خلافت ابراہیم بن الولید ---------- 166
خلافت مروان بن محمد ---------- 167
خلافت عباسیہ ---------- 168
خلافت ابوالعباس سفاح ---------- 168
خلافت ابوجعفر المنصور ---------- 169
خلافت محمد المہدی ---------- 170
خلافت موسیٰ الهادی ---------- 170
خلافت ہارون رشید ---------- 170
ہارون الرشید کا خوف خدا ---------- 171
خلافت محمد الامین ---------- 172
مامون کی پیدائش کیسے ہوئی؟ ---------- 174
خلافت عبداللہ المامون ---------- 175
خلافت ابواسحٰق ابراہیم المعتصم ---------- 176
امام احمد اور فتنہ خلق قرآن میں ثابت قدمی ---------- 176
خلافت ہارون واثق باللہ ---------- 181
خلق قرآن پر ایک مناظرہ ---------- 182
خلافت جعفر المتوکل ---------- 185
خلافت محمد المنتصر باللہ ---------- 187
خلافة احمد المستعين بالله وهو السادس فخلع وقتل ---------- 187
اس کا عشق ---------- 188
خلافت ابی عبداللہ المعتز باللہ بن المتوکل ---------- 191
خلافت جعفر المہدی باللہ بن ہارون ---------- 191
خلافت ابی القاسم احمد المعتمد علی اللہ بن المتوکل ---------- 194
خلافت ابی العباس احمد المعتضد باللہ بن الموفق ---------- 195
خلافت ابی محمد علی المکتفی باللہ بن المعتضد ---------- 195
خلافت ابوالفضل جعفر المقتدر باللہ ---------- 196
خلافت عبداللہ بن عبدالمعتز المرتضیٰ باللہ ---------- 197
خلافت محمد القاہر باللہ ---------- 198
خلافت ابوالعباس احمد الراضی باللہ بن المقتدر ---------- 199
خلافت ابراہیم المقتفی باللہ ---------- 200
خلافت عبداللہ المستکفی باللہ بن المکتفی بن المعتضد ---------- 200
خلافت ابوالفضل المطیع للہ بن المقتدر ---------- 201
خلافت ابوبکر عبدالکریم الطائع للہ ---------- 201
خلافت ابوالعباس احمد قادر باللہ بن اسحٰق ---------- 205

Marfat.com

خلافت ابوجعفر عبداللہ قائم بامراللہ بن قادر باللہ ------ 205
خلافت ابوالقاسم المقتدی بامراللہ بن محمد بن قائم ----- 206
خلافت المستظہر باللہ ابوالعباس احمد ------------ 206
خلافت ابومنصور الفضل المسترشد باللہ ------------ 207
خلافت ابومنصور جعفر الراشد باللہ ------------ 207
خلافت ابی عبداللہ محمد المقتفی لامراللہ ------------ 208
خلافت ابوالمظفر یوسف المستنجد باللہ بن المقتفی --- 208
خلافت المستضی بنوراللہ بن المستنجد ------------ 209
خلافت ابوالعباس احمد الناصرلدین اللہ ------------ 209
خلافت الظاہر بامراللہ بن ناصرلدین اللہ ---------- 209
خلافت المستعصم باللہ ------------ 211
مستنصر باللہ احمد بن خلیفہ ظاہر باللہ ------------ 212
خلافت الحاکم بامراللہ ------------ 212
خلافت المستکفی بامراللہ ابی الربیع سلیمان بن الحاکم بامراللہ 212
خلافت الحاکم بامراللہ احمد بن المستکفی باللہ ---------- 213
خلافت المعتضد باللہ ------------ 213
خلافت المتوکل علی اللہ ------------ 213
خلافت المستعین باللہ ------------ 213
فصل ملوک وسلاطین اور امراء خلفاء کے فرائض وواجبات 215
خلافت المعتضد باللہ ابوالفتح داؤد ------------ 218
خلافت المستکفی باللہ ------------ 218
بلغ کا حکم ------------ 221
طبی فوائد اور خاصیتیں ------------ 222
الالفۃ ------------ 222
الالق ------------ 222
الاودع ------------ 223
الاورق ------------ 223
الاوس ------------ 223
حضرت اویس قرنیؒ کے حالات ------------ 223
الایلس ------------ 224
الایم والاین ------------ 224
الایل ------------ 225
زہر کا تریاق ------------ 225
ارسطو کا قول ------------ 225
تتمہ ------------ 226
امام زجاجیؒ ------------ 227
شرعی حکم ------------ 227
طبی فوائد اور خواص ------------ 228
ابن آوی ------------ 228
شرعی حکم ------------ 228
طبی فوائد اور خواص ------------ 228

باب الباء الموحدۃ

البابوس ------------ 229
البازی ------------ 229
عبداللہ بن مبارک کے واقعات ------------ 229
رشید کا عجیب واقعہ ------------ 231
باز کی قسمیں ------------ 231
شرعی حکم ------------ 233
ضرب الامثال ------------ 234
ایک کہانی ------------ 234
طبی فوائد اور خواص، تعبیر الرؤیا ------------ 236
الباذل ------------ 236
الباقعۃ ------------ 237
بالام ------------ 237
یہودی کے سوالات اور نبی ﷺ کے جوابات ------------ 237

Marfat.com

البال---------------------------------- 239
الببر ------------------------------------ 239
شرعی حکم ---------------------------------- 239
طبی فوائد اور خواص --------------------------- 240
البغاء (طوطا)------------------------------ 240
شرعی حکم ---------------------------------- 243
طبی فوائد اور خواص --------------------------- 243
تعبیر الرؤیا -------------------------------- 243
البیع------------------------------------ 243
المجع------------------------------------ 243
البخزج---------------------------------- 243
البخاق ---------------------------------- 244
البخت ----------------------------------- 244
البدنة (قربانی) ----------------------------- 245
سب سے پہلے حرم میں قربانی لانے والے -------------- 245
قربانی کے اوپر سواری -------------------------- 246
البذج ------------------------------------ 247
ضرب الامثال ------------------------------- 248
البراق ----------------------------------- 248
معراج میں جبرائیل علیہ السلام کا ساتھ ---------------- 249
نبی ﷺ کی مختصر سیرت ------------------------ 250
البرزون---------------------------------- 251
حضرت عمرؓ کی آمد شام -------------------------- 253
ایک عجیب وغریب واقعہ ------------------------- 253
خالد کی سفاح کو نصیحتیں اور انجام ------------------ 254
شرعی حکم --------------------------------- 256
طبی فوائد اور خواص، تعبیر الرؤیا ------------------- 256
برغش----------------------------------- 256
البرغن---------------------------------- 257
البرغوث --------------------------------- 257
شرعی حکم -------------------------------- 257
فائدہ------------------------------------ 258
ضرب الامثال ------------------------------ 258
اس کی خاصیت------------------------------ 258
پسوؤں کو بھگانے کا نسخہ ----------------------- 260
تعبیر الرؤیا ------------------------------- 260
البرا ------------------------------------ 260
البرقانة --------------------------------- 260
البرقش ---------------------------------- 261
البركة----------------------------------- 261
البشر (انسان)------------------------------ 261
البط------------------------------------ 261
حکم اور خواص ----------------------------- 261
بطخ کے متعلق احادیث------------------------- 261
ایک مسئلہ -------------------------------- 262
ضرب الامثال ------------------------------ 262
ایک اہل حدیث خلیفہ کی بہادری ------------------ 263
سلطان نور الدین زنگی ------------------------ 265
البطس ---------------------------------- 267
البعوض --------------------------------- 267
مچھر کیسے کاٹتا ہے --------------------------- 267
دنیا کے ذلیل ہونے کا مطلب -------------------- 269
نمرود اور مچھر ----------------------------- 271
مچھر کی تخلیق ------------------------------ 271
زمخشری کے حالات--------------------------- 272
غم دور کرنے کا وظیفہ ------------------------ 272

Marfat.com

مصیبت سے نجات کا وظیفہ ---------- 273
موسیٰ کاظم کے حالات ---------- 273
شرعی حکم ---------- 274
فائدہ ---------- 274
حسن حسینؓ کے متعلق مناظرہ ---------- 275
یحییٰ بن یعمر کے حالات ---------- 276
حضرت علی کرم اللہ وجہہ خواب میں ---------- 276
حیص بیص کے حالات ---------- 277
ضرب الامثال ---------- 278
فائدہ ---------- 278
البعیر (اونٹ) ---------- 278
فرع ---------- 279
نبی ﷺ کا معجزہ ---------- 279
بولنے والا اونٹ ---------- 280
ایک مظلوم اونٹ ---------- 280
امام فضیل بن عیاضؒ کی نصیحتیں اور حالات ---------- 281
امام اوزاعیؒ کیا تھے؟ ---------- 285
شرعی حکم ---------- 286
ضرب الامثال ---------- 286
کچھ عقلمند لوگوں کے قصے ---------- 287
بغاث ---------- 287
شرعی حکم ---------- 288
ضرب الامثال ---------- 288
البغل ---------- 288
اخلاق زین العابدین ---------- 289
امام ابوحنیفہؒ کا حسن سلوک اور حالات ---------- 291
نضر بن شمیل کا علمی تبحر ---------- 292
امام ابو یوسفؒ رشید کے دربار میں ---------- 293
ابو یوسف اور کچھ لطیفے ---------- 294
خچر بے اولاد کیوں؟ ---------- 295
ایک رافضی کا واقعہ ---------- 295
فائدہ ---------- 296
ایک اور فائدہ ---------- 297
نبی ﷺ کی خچریں ---------- 297
نبی ﷺ کا معجزہ ---------- 297
شرعی حکم ---------- 298
ایک فقہی مسئلہ ---------- 298
ضرب الامثال ---------- 298
ایک مزیدار قصہ ---------- 299
ایک حیرت انگیز واقعہ ---------- 300
ایک ڈاکو پادری اور فوجی ---------- 302
طبی فوائد اور خواص ---------- 303
تعبیر الرؤیا ---------- 304
البغیبغ ---------- 304
البقر الاھلی (گھریلو گائے) ---------- 304
گائے کی کئی قسمیں ہیں ---------- 305
وضع حمل میں آسانی کے وظائف ---------- 306
ایک بادشاہ کی ناانصافی کا قصہ ---------- 307
ایک عجیب واقعہ ---------- 309
دودھ اور ملاوٹ ---------- 310
شرعی حکم ---------- 310
گائیوں کی زکوۃ ---------- 311
تین قاضیوں کا قصہ ---------- 311
ضرب الامثال ---------- 312
طبی فوائد اور خواص ---------- 312
تعبیر الرؤیا ---------- 312

Marfat.com

البقر الوحشی ---- 313
نبی ﷺ کی غیبی اطلاع ---- 314
شرعی حکم ---- 314
ضرب الامثال ---- 314
طبی فوائد اور خواص ---- 314
بقر الماء (سمندری گائے) ---- 315
بقرة بنی اسرائیل (بنی اسرائیل کی گائے) ---- 315
البق (پسو) ---- 315
شرعی حکم ---- 315
طبی فوائد اور خواص ---- 316
ایک متعلقہ حدیث ---- 316
شرعی حکم ---- 316
ضرب الامثال ---- 316
تعبیر الرؤیا ---- 317
بکر ---- 317
مثالی حکمران عمرؓ ---- 318
ضرب الامثال ---- 318
البلبل (بلبل) ---- 319
تعبیر الرؤیا ---- 322
بلح ---- 322
بلشون ---- 322
بلصوص (ایک پرندہ ہے) ---- 322
بنات الماء ---- 322
بنات وردان ---- 323
البهار ---- 323
البهثة ---- 323
البهرمان ---- 323
البهمة ---- 323
بهيمة ---- 323
جانور کو باندھ کر مارنے کی ممانعت ---- 325
جانور میدان حشر میں ---- 325
ایک فرعی مسئلہ ---- 328
ضرب الامثال ---- 328
البوم والبومة ---- 328
ایک الو کی کہانی ---- 329
غریبوں کی بددعا ---- 329
شرعی حکم ---- 330
اذان کا فائدہ ---- 330
طبی فوائد اور خواص ---- 330
تعبیر الرؤیا ---- 331
البوه ---- 331
شرعی حکم اور تعبیر الرؤیا ---- 331
بوقیر ---- 331
بینیب ---- 332
البیاح ---- 332
ابو براقش ---- 332
ابو برا ---- 332
ابو بریص ---- 332

باب التاء

تالب (پہاڑی بکرا) ---- 333
تبیع ---- 333
تبشر ---- 333
التتفل ---- 333
التدرج ---- 333
شرعی حکم ---- 334

Marfat.com

طبی خواص ---------- 334
التخس ---------- 334
التفلق ---------- 334
التفلة ---------- 334
شرعی حکم ---------- 335
ضرب الامثال ---------- 335
التم ---------- 335
التمساح ---------- 335
اس کی خصوصیات ---------- 336
شرعی حکم ---------- 336
ضرب الامثال ---------- 336
طبی فوائد اور خواص ---------- 336
تعبیر الرؤیا ---------- 337
التمیلة ---------- 337
التنوط ---------- 337
شرعی حکم ---------- 337
طبی فوائد اور خواص ---------- 337
التنین ---------- 337
موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی کا قصہ ---------- 339
شرعی حکم ---------- 339
طبی خواص اور فوائد ---------- 339
تعبیر الرؤیا ---------- 339
التورم ---------- 339
التولب ---------- 340
التیس ---------- 340
حلالہ بے حیائی ہے ---------- 340
علیؓ کا مقام ---------- 341
ایک عجیب بکرا ---------- 342
حجاج بن یوسف کے قصے ---------- 342
حجاج کے خطبہ کی تفسیر ---------- 346
سعید بن جبیرؒ کا قتل اور حجاج ---------- 350
ضرب الامثال ---------- 350
طبی فوائد اور خواص ---------- 351

باب الثاء المثلثة

ثاغیه ---------- 351
ثرمله ---------- 351
ثعبان ---------- 351
مشکل کے بعد آسانی کا ایک عجیب وغریب قصہ ---------- 351
آخر شراب چھوڑ دی ---------- 353
ثعالة ---------- 359
ضرب الامثال ---------- 359
ثعبة ---------- 360
الثعلب ---------- 360
بتوں کے ساتھ لومڑوں کا سلوک ---------- 360
لومڑی کی چالاکیاں ---------- 361
شیر، لومڑی اور گدھے کی کہانی ---------- 363
لومڑی کی چالاکی کا قصہ ---------- 363
جانوروں کی سمجھداری کے چند قصے ---------- 363
وحشی غیرت مند عقاب ---------- 364
شکرہ اور سرخاب ---------- 365
شکرہ اور ہرنی ---------- 365
عقاب اور بوڑھا آدمی ---------- 366
عقاب اور شیر ---------- 366
زبان پر کنٹرول کریں ورنہ!!! ---------- 367
اور لومڑی پکڑی گئی!!! ---------- 367

Marfat.com

شرعی حکم ---------- 368
ضرب الامثال ---------- 369
طبی فوائداور خواص ---------- 369
تعبیر الرؤیا ---------- 370
الثفا ---------- 370
الثقلان ---------- 371
الثلج ---------- 371
الثنی ---------- 371
الثور ---------- 371
بیل کا ذکر حدیث میں ---------- 371
ابتدائے تخلیقات کائنات ---------- 371
جنت کی پہلی غذا ---------- 372
سورج' چاند قیامت کے روز اللہ کے حضور ---------- 372
ضرب الامثال ---------- 374
بیل اور شیر ---------- 375
طبی فوائد اور خواص, تعبیر الرؤیا ---------- 375
الثول ---------- 376
الثیتل ---------- 376

باب الجیم

الجاب ---------- 376
الجارف ---------- 376
الجارجة ---------- 376
الجاموس (بھینس) ---------- 376
شرعی حکم اور خواص ---------- 377
تعبیر الرؤیا ---------- 377
الجان ---------- 377
موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی ---------- 377
الجبهة ---------- 378
الجثله ---------- 279
الجحل ---------- 379
الجحمرش ---------- 379
الجحش ---------- 379
الجخدب ---------- 379
الجدجد ---------- 380
الجدایا ---------- 380
الجدی ---------- 380
ضرب الامثال ---------- 381
طبی فوائداور خواص ---------- 381
تعبیر الرؤیا ---------- 381
الا جدل ---------- 381
ضرب الامثال ---------- 381
الجذع ---------- 382
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ---------- 382
طوبیٰ کا درخت ---------- 383
الجراد ---------- 383
سر درد کے نسخے ---------- 384
حضرت ایوب علیہ السلام کا واقعہ ---------- 385
ٹڈیوں سے بچنے کا تعویذ ---------- 387
دوسرا نسخہ ---------- 388
شرعی حکم ---------- 388
ضرب الامثال ---------- 390
عربوں کی غیرت ---------- 390
طبی فوائد اور خواص ---------- 390
تعبیر الرؤیا ---------- 391
الجراد البحری ---------- 391

Marfat.com

الجرارة ---------- 391
الجرذ (چوہا) ---------- 392
قیس کی سخاوت ---------- 393
خواص اور شرعی حکم ---------- 393
تعبیر الرؤیا ---------- 394
الجرجس ---------- 394
الجوارس ---------- 394
الجرو ---------- 394
جرم آخر کب تک؟؟ ---------- 395
الجریث ---------- 396
شرعی حکم ---------- 396
طبی فوائد اور خواص ---------- 396
الجزور ---------- 396
جزور کا شرعی حکم ---------- 398
الجساسة ---------- 398
جعار ---------- 399
الجعدة ---------- 399
الجعل (گبریلا) ---------- 399
شرعی حکم ---------- 401
ضرب الامثال ---------- 401
طبی فوائد اور خواص، تعبیر الرؤیا ---------- 401
الجعول ---------- 402
جفرة ---------- 402
شرعی حکم ---------- 403
طبی خواص اور تعبیر الرؤیا ---------- 403
جلکی ---------- 403
الجلالة ---------- 403
الجلم ---------- 403
الجمل ---------- 403
جنگ جمل کے حالات ---------- 404
قومے سے سجدے کو کیسے جائیں؟ ---------- 408
نبی ﷺ کی شفقت ---------- 409
اونٹ بول پڑا ---------- 409
ایک عجیب وغریب واقعہ ---------- 410
فائدہ ---------- 410
نظر بد سے بچنے کا نسخہ ---------- 410
نظر بد کا عجیب واقعہ ---------- 410
کرامت کی حقیقت ---------- 411
ضرب الامثال ---------- 411
تعبیر الرؤیا ---------- 412
جمل البحر ---------- 413
جمل الماء ---------- 413
جمل الیهود ---------- 413
الجمعلیلة ---------- 413
جمیل و جمیل ---------- 413
الجنبر ---------- 414
الجندب ---------- 414
الجندع ---------- 414
الجن ---------- 414
جنوں اور انسانوں کی اقسام ---------- 414
شرعی حکم ---------- 415
نبی ﷺ کی جنوں سے ملاقات ---------- 416
نبی ﷺ کا ایک جن کو قید کر کے چھوڑ دینا ---------- 419
جنوں کے قصے ---------- 420
ایک نیک جن کی موت ---------- 421
جنوں کی لڑائی ---------- 422

Marfat.com

ایک صحابی کی جن سے کشتی ---------- 422
ایک بوڑھے جن کا واقعہ ---------- 423
ایک جن کی دعوت توحید ---------- 423
جن کی کشتی اور ایک وظیفہ ---------- 425
مسئلہ ---------- 425
کیا ابلیس کی بیوی ہے؟ ---------- 425
شیطان کی مختلف ڈیوٹیاں اور قسمیں ---------- 426
نوٹ ---------- 426
فائدہ ---------- 427
شیطان کافر کیوں ہے؟ ---------- 428
فائدہ ---------- 429
کیا جنوں میں رسول ہیں؟ ---------- 430
کیا جنوں سے شادی ہو سکتی ہے؟ ---------- 431
ابن عربی کی جنی سے شادی ---------- 431
فرع ---------- 432
تتمہ ---------- 432
ایک جن کی نصیحت ---------- 433
خواص ---------- 434
تعبیر الرؤیا ---------- 435
جنان البیوت (گھروں کے جن) ---------- 436
الجند بادستر ---------- 436
الجنین ---------- 437
جھبر (ریچھ) ---------- 439
الجواد ---------- 439
امت محمدیہ کتنی جنت میں جائے گی؟ ---------- 440
یہودی کا خط ---------- 440
ایک بادشاہ کا خواب اور تعبیر ---------- 441
ایک بھولا ہوا خواب ---------- 442
ابن القریۃ کا قصہ ---------- 443
سلیمان علیہ السلام کی عجیب وغریب کرسی ---------- 446
قصہ بے وفا عاشق کا اور عشق مجازی کی حقیقت ---------- 447
محبت حقیقی ---------- 448
عشق ومحبت کے راز ---------- 449
ایک ولی کی کرامت ---------- 450
الجواف ---------- 450
الجوذر ---------- 451
الجوزل ---------- 453
جیال ---------- 453
شرعی حکم ---------- 453
ضرب الامثال ---------- 453
ابو جرادۃ ---------- 453

باب الحاء المهملة

حاتم ---------- 453
الحاریہ ---------- 454
الحباب ---------- 454
الحبتر ---------- 454
الحبث ---------- 454
حباحب (جگنو) ---------- 454
شرعی حکم ---------- 455
الحباری (سرخاب) ---------- 455
شرعی حکم ---------- 456
ضرب الامثال ---------- 456
طبی فوائد ---------- 456
خوابوں کی تعبیر ---------- 457
حبرج ---------- 457

Marfat.com

الحبر کی (چچڑی) ---------- 457
حبلق ---------- 457
حبیش ---------- 458
الحجر ---------- 458
شرعی حکم ---------- 458
تعبیر ---------- 458
الحجروف ---------- 458
الحجل ---------- 458
فائدہ ---------- 459
شرعی حکم ---------- 459
دوسرا فائدہ ---------- 460
ضرب الامثال ---------- 460
طبی فوائد ---------- 461
تعبیر الرؤیا ---------- 461
الحداۃ (چیل) ---------- 461
ایک چیل کا قصہ ---------- 462
دعا کی قبولیت کا عجیب واقعہ ---------- 463
شبلی کی کرامت ---------- 463
ایک عجیب کرامت ---------- 464
شرعی حکم ---------- 464
ضرب الامثال ---------- 464
الخواص ---------- 464
تعبیر الرؤیا ---------- 465
الحذف ---------- 465
الحر ---------- 465
الحرباء ---------- 466
شرعی حکم ---------- 467
ضرب الامثال ---------- 467
الخواص ---------- 467
تعبیر الرؤیا ---------- 467
الحرذون ---------- 467
شرعی حکم ---------- 468
طبی فوائد اور خواص ---------- 468
تعبیر الرؤیا ---------- 468
الحرشاف (یا) الحرشوف ---------- 468
حرقوص ---------- 468
شرعی حکم ---------- 470
الحریش ---------- 470
شرعی حکم ---------- 470
طبی فوائد اور خواص ---------- 470
الحسبان ---------- 470
الحساس ---------- 471
الحسل ---------- 471
شرعی حکم ---------- 471
ضرب الامثال ---------- 471
الحسیل ---------- 471
حسون ---------- 471
الحشرات ---------- 472
فائدہ ---------- 472
شرعی حکم ---------- 472
الحشو و الحاشیة ---------- 473
الحصان ---------- 473
گھوڑی کے دو قصے ---------- 473
الحصور ---------- 476
فائدہ اجنبیہ ---------- 476
حضاجر ---------- 476

Marfat.com

الحضب ---------- 477
الحفان ---------- 477
الحفص ---------- 477
الحقم ---------- 477
الحلزون ---------- 477
شرعی حکم ---------- 477
طبی فوائد خواص ---------- 477
الحلکہ و الحلکاء و الحلکاء ---------- 477
الحلم ---------- 477
شرعی حکم ---------- 479
ضرب الامثال ---------- 479
الحمار الاھلی (گھریلو گدھا) ---------- 479
ایک نادر واقعہ ---------- 480
ایک اور عجیب واقعہ ---------- 483
ایک ولی کی کرامت ---------- 483
ایک اور فائدہ ---------- 483
بنی اسرائیل کی تباہی ---------- 485
روم کے بادشاہ کا خط ---------- 490
حلاج کے قتل کا واقعہ ---------- 491
محمد بن ابی بکر کے حالات ---------- 494
سفیان کے عجیب واقعے ---------- 495
عورتوں کے فریب کا عجیب واقعہ ---------- 496
ایک ذہین لڑکا ---------- 498
کچھ مزاحیہ قصے ---------- 499
بچوں کی ذہانت ---------- 500
حاکم بامراللہ کے قتل کا قصہ ---------- 500
حاکم کے حالات ---------- 501
ذیلی بات ---------- 502
شرعی حکم ---------- 503
ضرب الامثال ---------- 504
طبی فوائد اور خواص ---------- 505
تعبیر الرؤیا ---------- 506
الحمار الوحشی ---------- 507
۲۰۰ سال کا گدھا ---------- 507
شرعی حکم ---------- 509
ضرب الامثال ---------- 510
طبی فوائد اور خواص ---------- 511
تعبیر الرؤیا ---------- 511
حمار قبان ---------- 511
شرعی حکم ---------- 513
ضرب الامثال ---------- 513
طبی فوائد اور خواص ---------- 513
تعبیر الرؤیا ---------- 513
الحمام ---------- 513
کبوتر بازی کا شرعی حکم ---------- 515
فائدہ ---------- 521
اس کا شرعی حکم ---------- 521
عبدالرحمٰن قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق کی ایک نصیحت 523
ضرب الامثال ---------- 524
طبی فوائد اور خواص ---------- 525
تعبیر الرؤیا ---------- 526
الحمد ---------- 527
الحمر ---------- 527
شرعی حکم ---------- 527
ضرب الامثال ---------- 528
طبی خواص و تعبیر ---------- 528

Marfat.com

الحمسة ---------- 528
الحماط ---------- 528
الحمك ---------- 528
الحمل ---------- 528
ایک قصائی اور ایک درویش ---------- 529
ایک عجیب بات ---------- 529
حمنان ---------- 530
الحمولة ---------- 531
الحميمق ---------- 531
حميل حر ---------- 531
الحنش ---------- 531
الحنظب ---------- 532
الحوار ---------- 532
ضرب الامثال ---------- 533
الحوت ---------- 533
ضرب الامثال ---------- 534
فائدہ ---------- 535
ایک من گھڑت قصہ ---------- 535
سلیمان علیہ السلام کی دعوت ---------- 536
حکم، خواص، تعبیر ---------- 536
حوت الحیض ---------- 536
شرعی حکم ---------- 536
طبی فوائد اور خواص ---------- 537
ایک ملحقہ مسئلہ ---------- 537
موسیٰ علیہ السلام اور یوشع علیہ السلام کی مچھلی ---------- 537
اشارہ ---------- 537
اشارة ---------- 538
خضر علیہ السلام کی نصیحتیں ---------- 541
تتمہ ---------- 542
عجیبة ---------- 542
الحوشی ---------- 543
الحوصل ---------- 543
شرعی حکم ---------- 543
الحلان ---------- 543
حیدرہ ---------- 544
علیؓ کی بہادری کے قصے ---------- 544
لشکر کی ترتیب کیسی ہو ---------- 546
الحیرمة ---------- 546
الحية (سانپ) ---------- 546
بسم اللہ کی تاثیر کا قصہ ---------- 551
ایک عجیب قصہ ---------- 552
عجیب وغریب واقعے ---------- 552
سانپ اور انسان کا قصہ ---------- 553
فائدہ اخری ---------- 555
سانپ اور بچھوں کے کاٹے کے دم ---------- 555
سانپ کا ایک عجیب وغریب واقعہ ---------- 556
صحابہ کا گستاخ ---------- 557
تتمہ ---------- 558
تذنیب ---------- 558
عماد الدولہ کے عجیب واقعات ---------- 559
شرعی حکم ---------- 559
سانپوں کو بھگانے کا نسخہ ---------- 561
ضرب الامثال ---------- 562
طبی خواص ---------- 562
تعبیر الرؤیا ---------- 563
الحیوت ---------- 564

Marfat.com

الحیدوان ---- 564
قمری ---- 564
الحیقطان ---- 564
الحیوان ---- 564
شرعی حکم ---- 566
طبی فوائد اور خواص ---- 567
تعبیر الرؤیا ---- 567
ام حبین ---- 568
شرعی حکم ---- 569
ام حسان ---- 570
ام حسیس ---- 570
ام حفصه ---- 570
ام حمارس ---- 570

باب الخاء المعجمه

الخاز ---- 570
ضرب الامثال ---- 571
خاطف ظله ---- 572
الخاطف ---- 572
الخبهقعی ---- 572
الختق ---- 572
الخدارية ---- 572
الخدرنق ---- 573
الخراطین ---- 573
الخرب ---- 573
بے ادبی علم کی قدر ختم کر دیتی ہے ایک واقعہ ---- 574
امام محمدؒ اور امام کسائیؒ کا مناظرہ ---- 574
ضرب الامثال ---- 574
الخرشة ---- 574
خرشقلا ---- 575
الخرشنه ---- 575
الخرق ---- 575
الخرنق ---- 575
بنی اسرائیلی کے مکر کا قصہ ---- 576
الخروف ---- 576
ضرب الامثال ---- 577
تعبیر الرؤیا ---- 577
الخزر ---- 577
الخشاش ---- 577
الخشاف ---- 578
الخشرم ---- 578
الخشف ---- 578
الخضاری ---- 579
الخضرم ---- 579
الخضیراء ---- 579
الخطاف ---- 579
فائدہ ---- 581
شرعی حکم ---- 582
طبی خواص ---- 583
تعبیر الرؤیا ---- 583
الخطاف ---- 584
الخفاش (چمگادڑ) ---- 584
تتمہ ---- 584
فرع ---- 585
شرعی حکم ---- 586
طبی خواص ---- 587

Marfat.com

فالج کا علاج ---- 587
تعبیر الرؤیا ---- 587
الخنان ---- 587
الخلنبوس ---- 588
الخلد ---- 588
بعض مجرب فوائد ---- 591
شرعی حکم ---- 591
ضرب الامثال ---- 592
طبی فوائد اور خواص ---- 592
تعبیر الرؤیا ---- 592
الخلفة ---- 592
فائدہ ---- 593
فائدہ اخریٰ ---- 593
فرع ---- 594
تذنیب ---- 594
الخمل ---- 596
الخنتعة ---- 596
الخندع ---- 596
الخنزیر البری ---- 596
خنزیر کی عجیب بات ---- 597
فائدہ ---- 598
دنیا پرست عالم کی سزا کا واقعہ ---- 599
شرعی حکم ---- 599
ضرب الامثال ---- 601
اشارہ ---- 601
طبی خواص ---- 602
تعبیر الرؤیا ---- 603
الخنزیر البحری ---- 603
الخنسفاء ---- 604
شرعی حکم ---- 605
ضرب الامثال ---- 605
طبی فوائد اور خواص ---- 605
تعبیر الرؤیا ---- 606
الخنوص ---- 606
طبی فوائد اور خواص ---- 606
الخیتعور ---- 606
الخیدع ---- 606
الاخیل ---- 607
الخیل ---- 607
فائدہ ---- 608
دوسرا فائدہ ---- 611
گھوڑوں کی قسمیں ---- 612
نبی ﷺ کے گھوڑوں کے نام ---- 612
ظالم سے بچنے کا وظیفہ ---- 613
مسئلہ ---- 613
گھوڑے کب پیدا ہوئے ---- 613
جواب ---- 614
شرعی حکم ---- 617
ضرب الامثال ---- 618
طبی فوائد اور خواص ---- 618
تعبیر الرؤیا ---- 618
گھوڑے کے بارے میں کچھ تجربات ---- 618
ام خنور ---- 619

باب الدال المهملة

الدابة ---- 619
کب کیا پیدا ہوا ---- 620

Marfat.com

ایک عجیب واقعہ ---------- 620
گناہ پر آنکھ پھوڑ دی---------- 621
جادوگر اور لڑکا ---------- 622
فرع---------- 625
فرع---------- 626
سوار ہونے کا مسنون طریقہ ---------- 626
فرع---------- 627
فرع---------- 627
فائدہ---------- 629
فائدہ---------- 631
فرع---------- 632
داجن ---------- 634
تتمہ ---------- 634
الدارم ---------- 635
الدبی ---------- 635
الدب ---------- 636
شرعی حکم ---------- 636
شیر اور ریچھ---------- 636
ریچھ اور آدمی ---------- 637
ضرب الامثال ---------- 637
طبی فوائد اور خواص ---------- 637
تعبیر الرؤیا ---------- 638
الدبدب ---------- 638
الدبر ---------- 638
دبسی ---------- 639
شرعی حکم ---------- 640
طبی فوائد اور خواص ---------- 640
الدجاج ---------- 641
ذہانت کا قصہ ---------- 643
قرآن پر عمل کیوں نہ کیا؟ ---------- 643
زیادہ کھانے والوں کے عجیب قصے ---------- 644
ناشکری کی سزا---------- 645
شرعی حکم ---------- 646
فرع---------- 646
فرع---------- 646
ضرب الامثال ---------- 647
طبی فوائد اور خواص ---------- 647
تعبیر الرؤیا ---------- 649
الدجاجة الحبشية ---------- 650
الدج ---------- 651
الدحرج ---------- 651
الدخاس ---------- 651
دخس ---------- 651
الدخل ---------- 651
الدراج (تیتر)---------- 651
شرعی حکم ---------- 652
ضرب الامثال ---------- 652
طبی فوائد اور خواص ---------- 652
تعبیر الرؤیا ---------- 653
الدراج ---------- 653
فائدہ اجنبی ---------- 653
الدرباب ---------- 653
الدرحرج ---------- 654
شرعی حکم ---------- 654
الدرص ---------- 654
ضرب الامثال ---------- 654

Marfat.com

الدرة ---------- 654
دماسه ---------- 654
الدعسوقة ---------- 655
الدعموص ---------- 655
فائدہ ---------- 656
ضرب الامثال ---------- 656
الدغفل ---------- 656
الدغتاش ---------- 657
شرعی حکم ---------- 657
الدقيش ---------- 657
شرعی حکم ---------- 657
دلدل ---------- 657
شرعی حکم ---------- 658
ضرب الامثال ---------- 658
خواص اور تعبیر ---------- 658
الدلفين ---------- 658
شرعی حکم ---------- 659
طبی فوائد اور خواص ---------- 659
تعبیر الرؤیا ---------- 659
الدلق ---------- 659
طبی خواص ---------- 660
الدلم ---------- 660
الدلهامه ---------- 660
الدم ---------- 660
الدنة ---------- 660
دنيلس ---------- 660
شرعی حکم ---------- 660
الدهانج ---------- 662
الدوبل ---------- 662
الدود ---------- 662
صنوبر اور کدو کا مناظرہ ---------- 667
شرعی حکم ---------- 667
ضرب الامثال ---------- 668
طبی فوائد اور خواص، تعبیر الرؤیا ---------- 668
دؤالة ---------- 668
الدودمس ---------- 669
الدوسر ---------- 669
الديسم ---------- 669
شرعی حکم ---------- 669
الديك ---------- 669
نکتہ ---------- 672
ایک عجیب حکایت ---------- 672
شرعی حکم ---------- 673
ضرب الامثال ---------- 673
اولیات عمرؓ ---------- 674
حماد اور خلیفہ ہشام ---------- 676
طبی فوائد اور خواص ---------- 677
تعبیر الرؤیا ---------- 678
ديك الجن ---------- 679
ديلم ---------- 680
ابن داية ---------- 680
فائدہ ---------- 680
تم ہی بتاؤ ---------- 681
الدئل ---------- 681
ہمسایہ کو بیچ دیا ---------- 683
پاد کو چھپاؤ ---------- 683

Marfat.com

سمجھدار عورت ---------- 683

باب الذال معجمه

ذو اله ---------- 684
الذباب ---------- 684
گروتو بسم اللہ کہو ---------- 685
محافظ فرشتے ---------- 686
فضول سوال مت کر ---------- 687
مکھی کیوں بنائی گئی؟ ---------- 688
تکبر مت کرو ---------- 688
شرعی حکم ---------- 689
مکھی کا کھانے پینے میں گرنا ---------- 689
فرع ---------- 690
ضرب الامثال ---------- 691
مال سے کسی کو خریدا نہیں جاسکتا ---------- 692
طبی فوائد اور خواص ---------- 692
تعبیر الرؤیا ---------- 693
الذر ---------- 693
آخر وہ بھی مرگئی ---------- 694
ایک کھجور کا صدقہ ---------- 694
چند عبرت انگیز واقعات ---------- 695
خوبصورتی تکبر نہیں ---------- 695
تعبیر الرؤیا ---------- 697
الذراح ---------- 697
شرعی حکم ---------- 697
طبی فوائد اور خواص ---------- 697
الذرع ---------- 698
الذعلب ---------- 698
الذئب ---------- 698
عورت کی بے وفائی اور مرد کی وفا ---------- 699
باحیاء عورت ---------- 700
فطرت نہیں بدلتی ---------- 701
بھیڑیے کی بات آدمی سے ---------- 703
سلیمان علیہ السلام کی عقلمندی ---------- 704
صدقہ سے بلا ٹلنے کا عجیب قصہ ---------- 705
شرعی حکم ---------- 706
ضرب الامثال ---------- 706
طبی فوائد اور خواص ---------- 707
خواب کی تعبیر ---------- 708
ذو اله ---------- 708
الذيخ ---------- 708
مشرک کبھی جنت میں نہیں جائے گا ---------- 709

باب الراء مهمله

راحلة ---------- 710
الرال ---------- 711
الراعی ---------- 711
الربی ---------- 712
الرباح ---------- 712
الرباح ---------- 713
الربح ---------- 713
الربية ---------- 713
الرتوت ---------- 713
الرثيلا ---------- 713
الرخل ---------- 714
الرخ ---------- 714

Marfat.com

تعبیرالرؤیا ---------- 715
الرخمة ---------- 715
شرعی حکم ---------- 715
ضرب الامثال ---------- 716
طبی فوائد اور خواص ---------- 716
تعبیرالرؤیا ---------- 716
الرشا ---------- 716
رشك ---------- 717
داڑھی میں بچھو ---------- 717
رفراف ---------- 718
الرق ---------- 718
الركاب ---------- 718
الركن ---------- 719
الرمكة ---------- 719
الرهدون و الرهدنة ---------- 719
الروبيان ---------- 719
طبی خواص ---------- 719
الريم ---------- 720
ام الرباح ---------- 720
ابوالرياح ---------- 720
ذورميح ---------- 720

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حالات علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ

نام وکنیت: علامہ کمال الدین ابوالبقاء محمد بن موسیٰ بن عیسیٰ بن علی الدمیری الشافعی۔

ولادت: ۷۴۲ھ کے اوائل میں قاہرہ میں پیدا ہوئے' وہاں ہی نشوونما پائی۔ یہاں ہی انہوں نے کپڑے سلائی کا کام سیکھ لیا۔

اسم گرامی: آپ کا نام پہلے بلا اضافت ''کمال'' تھا جیسا ان کے اپنے ہاتھ ان کی بعض کتب میں دیکھا گیا۔ چونکہ اس نام میں خودستائی اور عجب کا شائبہ موجود تھا اس لیے انہوں نے خود اپنا نام محمد رکھ لیا اور پہلا نام بالکل ترک کر دیا۔

دمیرہ: مصر میں ایک بستی ہے۔ اگرچہ آپ ۷۴۲ھ کے اوائل میں قاہرہ میں پیدا ہوئے مگر یہ بستی آپ کی اصلی سکونت گاہ ہے۔

تحصیل علم: علم کی تحصیل آپ نے بہاء الدین احمد السبکی' الشیخ جمال الدین الاسلوی' اور قاضی کمال الدین النویری المالکی سے علم حاصل کیا پھر انہوں نے ہی انہیں سند التحصیل اور اجازۃ الفتوی والتدریس عطا کی۔ پھر آپ نے ادب کی تحصیل شیخ برہان الدین القیراطی سے کی۔ اس کے بعد جامع الترمذی المظفر العطار المصری سے پڑھی اور ابن احمد الفرضی الدمشقی سے مسند احمد پڑھی پھر آپ نے قاہرہ میں محمد بن علی الحراوی' بلقینی اور ابن الملقن وغیرہ سے بھی علم حاصل کیا اس کے علاوہ بھی متعدد مقامات میں سے تحصیل علم کیا۔ یہاں تک کہ آپ علم تفسیر' حدیث' فقہ' اصول' اور ادب وغیرہ علوم میں کمال تک پہنچ گئے۔

افتاء تدریس واقراء: سند لینے کے بعد آپ نے ہر میدان میں دین کی خدمت کی قاہرہ میں آپ جامع ازہر غالباً ہفتہ کے دن طلبہ کو خطاب فرماتے۔ قبہ بیبرسیہ میں حدیث کا درس دیا کرتے۔ جمعہ کے دن باب النصر کے اندر مدرسہ ابن البقری میں لوگوں کو وعظ وتذکیر کیا کرتے۔ حسینیہ میں جامع الظاہر میں بھی درس دیتے اسی طرح مکہ میں درس کا کام فرماتے۔ مکہ میں آپ نے افتاء کا کام بھی کیا وہاں انہوں نے وقفے وقفے سے کئی سال قیام کیا پھر متعدد مقامات پر آپ وعظ وخطبہ ارشاد فرماتے رہے زبان میں بلا کی تاثیر بھی اور علمیت اس پر مستزاد۔

مکہ میں ہی آپ نے ام احمد فاطمۃ بنت یحییٰ بن عباد الصنہاجی سے شادی کی جو وہاں کی ہی رہائشی تھی۔ آپ کی اس سے اولاد بھی وہاں ہوئی دو لڑکیاں ام حبیبہ اور ام سلمہ اور ایک بیٹا عبدالرحمن۔

سب سے پہلی مرتبہ آپ ۷۶۲ھ میں آئے اور دوسرے سال حج کیا۔ دوسری مرتبہ ۷۷۵ھ میں آئے اور آئندہ سال حج کیا۔ اسی دفعہ شادی بھی کی۔ پھر اس کے بعد تیسری مرتبہ ۷۸۰ھ میں آئے اور آئندہ سال حج کیا۔ اس کے بعد ۷۹۹ھ میں

Marfat.com

آئے اور آئندہ سال حج کیا۔ پھر قاہرہ چلے گئے۔ پھر وہاں ہی مقیم رہے ۳ جمادی الاولیٰ ۸۰۸ھ کو وہاں ہی وفات پائی۔ جامعہ سعید السعداء کے قریب------------ کے قبرستان میں دفن ہوئے۔

عبادت وزہد: مقریزی کہتے ہیں کہ میں کئی سال تک آپ کے ساتھ رہا اور کئی مرتبہ ان کی مجلس وعظ میں شامل ہوا کیونکہ وہ مجھے بہت اچھے لگتے' میں نے ان سے بہت استفادہ کیا۔ میں ان سے اللہ کے لیے محبت کرتا تھا اور وہ مجھ سے کیونکہ وہ نہایت خوش اخلاق' نیک سیرت' عمدہ کردار کے مالک تھے۔ اور عبادت پر مداومت کرنے والے تھے۔ ایک مرتبہ مجھے ملے اور کہا میں نے ایک خواب دیکھا کہ میں ایک آدمی سے کہہ رہا ہوں بیت اللہ العتیق کو دیکھے ہوئے عرصہ ہو گیا دوبارہ زیارت کا شوق دل کو ستا رہا ہے تو وہ کہنے لگا کہ یہ دعا بکثرت پڑھو:

لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ الْفَتَّاحُ الْعَلِيْمُ الرَّقِيْبُ الْمَنَّانُ.

آپ پھر یہ دعا بکثرت پڑھنے لگے تو آئندہ سال حج پر چلے گئے۔

آپ بہت بڑے عبادت گزار قائم اللیل اور صائم النہار تھے۔ قرآن مجید کی تلاوت بھی بہت کرتے ساری ساری رات قیام کرتے مسلسل روزے رکھتے۔ ان کی بہت سی کرامات لوگوں میں مشہور تھیں مگر آپ اپنی ان کرامات کو چھپاتے تھے کچھ غیب کی باتیں بھی ان سے منسوب کی جاتیں مگر آپ ان سب باتوں کو مخفی رکھتے تھے اور خوابوں کی طرف منسوب کر دیتے۔

بعض اذکار پر مواظبت کرتے تھے اور نہایت خشوع اور خشیت سے بکثرت روتے رہتے۔

تصانیف: آپ نے بہت بڑی علمی کتب چھوڑی ہیں۔ جن میں مندرجہ ذیل کتب ہیں

النجم الوھاج فی شرح المنہاج: اس کتاب میں سبکی اور السنوی کی کتب کو ملخص کیا اور ایسے انداز سے اس کو ترتیب دیا کہ اس کا بہت فائدہ ہو سکے ربیع الثانی ۷۶۸ھ میں اس سے فارغ ہوئے۔

ارجوزۃ فی الفقہ: آپ نے فقہ میں ایک بہت لمبا قصیدہ تحریر کیا جس میں بڑے اچھے فوائد اور عمدہ غرائب بیان کئے ہیں۔

الدیباچہ شرح السنن لابن ماجہ: اس کتاب کا مسودہ آپ نے تیار کر دیا تھا اور پانچ جلدوں میں اس کو مکمل کیا مگر اس کی تحریر اور تبییض کا موقعہ آپ کو نہیں مل سکا کچھ حصہ صاف کر کے تحریر کیا مگر آپ کو موت نے اس کی تکمیل کی فرصت نہیں دی۔

حیوۃ الحیوان الکبریٰ: اس کتاب کو بھی انہوں نے نہایت عمدگی سے تصنیف فرمایا اس میں اپنی وسعت علمی اور کثرت معلومات کا اظہار فرمایا یہ آپ کی نہایت نفیس اور عمدہ کتاب ہے اس میں بہت زیادہ فوائد ذکر کئے گئے بہت سی معلومات بطور تضمین و استطراد کے ذکر کئے گئے ہیں اس میں فقہ حدیث تفسیر تاریخ ادب امثال' طب وغیرہ کے عمدہ و نادر معلومات درج ہیں۔ ایسی کتاب نہ اس سے قبل لکھی گئی اور نہ ہی اس کے بعد اس پر کچھ اضافہ کیا جا سکا۔

محمد احمد

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حیاۃ الحیوان الکبریٰ پر ایک نظر

نام: یہ کتاب علامہ کمال الدین ابوالبقاء محمد بن عیسیٰ بن علی الدمیری رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۸۰۸ھ کی تصنیف ہے۔

لغوی تشریح: الحیوان صیغة الصفة من حیی یحیی بمعنی ضد مات وہ زندہ ہوگیا۔

الحیوان: کل ما فیه حیٰوة ناطقا کان او غیر ناطق ہر وہ جانور جس میں زندگی ہو چاہے ناطق یا غیر ناطق۔

قرآن مجید میں اس لفظ کا سورۃ عنکبوت ۲۹ میں بمعنی حقیقی اور واقعی زندگی پر اطلاق ہوا ہے۔ حدیث میں ایک جنت کے چشمہ کا نام ہے جس میں جہنم سے رہائی کے بعد اہل دوزخ کو داخل کیا جائے گا جس سے وہ بالکل درست ہو جائیں گے۔

علم الحیوان: وہ علم ہے جس میں حیوانات کی انواع' فوائد ونقصانات' عجائبات وغرائبات اور لوازمات و خصائص بیان کئے گئے ہیں۔

موضوع: اس علم کا موضوع وہ حیوانات ہیں خشکی کے ہوں یا سمندری' ٹانگوں کے بل چلنے والے ہوں یا پیٹ کے بل' فضا میں اڑنے والے ہوں یا زمین پر چلنے پھرنے والے۔ الغرض اس علم کا مقصد حیوانات علاج وانتفاع اور ان کے نقصانات سے بچنے کی تدابیر کرنا اور عجیب وغریب احوال وکیفیات سے آگاہی۔

علم الحیوانات پر کتب: اس موضوع پر اسلام سے قبل اور بعد از ظہور اسلام کتب لکھی گئیں۔ ریموقراتیس نے اس موضوع پر ایک کتاب الحیوان تحریر کی جس میں جانوروں کے طبائع اور منافع بیان کئے گئے۔

پھر ارسطاطالیس نے ایک کتاب الحیوان لکھی جس کے انیس مقالے ہیں۔ ابن البطریق نے اس کو عبرانی سے عربی میں منتقل کیا۔ حیوان غیر ناطق کی صفات اور منافع ومضرات پر ارسطو کی بھی ایک کتاب ہے۔

اس کے بعد ابوعثمان عمرو بن بحر الجاحظ البصری المتوفی ۲۵۵ھ نے بہت بڑی کتاب لکھی جس کی ابتداء ان الفاظ سے ہے:

جنبك الله تعالٰی الشبهة و عصمك من الحيرة الخ

جاحظ کی اس تصنیف پر صغدی نے یوں تبصرہ کیا ہے کتاب ہذا اور ان کی دیگر اکثر تصانیف سے جو شخص واقف ہے۔ اور ان کے استطرادات وانتقالات پر نظر کرتا ہے کہ وہ کس طرح بات سے دوسری بات کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں اور بات سے بات نکال کر کئی ضمنی باتیں بیان کرنے لگتے ہیں ایسا شخص معلوم کرسکتا ہے کہ بات کی مختلف جہات میں ان سے کئی علمی کمزوریاں بھی صادر ہو جاتی ہیں اس میں علمی گہرائی اور ہمہ گیری تک نہیں پہنچ پاتے۔ صغدی کی بات واقعی قابل غور ہے کیونکہ جاحظ ایک ادیب اور فصاحت بلاغت کا مردِ میدان ہے۔ وہ اس موضوع کا شہسوار نہیں ہے اس لیے ان سے کوتاہی کا صدور تعجب انگیز نہیں۔ بہرحال ان کی کاوش اور محنت قابل داد ہے۔ ان کی کتاب کا اختصار ابوالقاسم ہبۃ اللہ المتوفی ۶۰۸ھ نے کیا اور موفق بغدادی نے بھی اس کا اختصار کیا۔

Marfat.com

اسی طرح ابن ابی الاشعث نے بھی ایک کتاب الحیوان لکھی اور اس کا بھی اختصار موفق بغدادی نے کیا۔

ساتویں صدی ہجری میں امام زکریا بن محمد بن محمد القزوینی المتوفی ۶۸۲ھ---۱۲۸۳ء نے کتاب عجائب المخلوقات و الحیوانات وغرائب الموجودات لکھی۔

علامہ دمیری کی حیوۃ الحیوان: ان کے بعد علامہ کمال الدین محمد بن موسیٰ بن عیسیٰ الدمیری المتوفی ۸۰۸ھ نے کتاب الحیوان لکھی ہے یہ کتاب اپنے فن میں بہت مشہور ہے مصنف کتاب بہت بڑے فقیہ فاضل اور علوم دینیہ کے بہت بڑے محقق قرآن وحدیث کے اجل عالم ہیں مگر وہ فن حیوانات کے آدمی نہیں اور نہ ہی انہوں نے کتاب ہذا تصنیف کرتے وقت اس موضوع کو پیش نظر رکھا بلکہ یہ کتاب لکھنے سے ان کا مقصد یہ تھا کہ الفاظ کی تصحیح کی جائے اور مبہم اسماء کی وضاحت کی جائے اسی لیے وہ اپنی کتاب کے شروع میں فرماتے ہیں:

لم یسألنی احد تصنیفه و انما دعانی الی ذالك انه وقع فی بعض الدروس ذکر مالك الحزین و الذبح المنحوس فحصل بذالك مایشبه حرب البسوس فاستخرت الله سبحانه و تعالی فی وضع کتاب فی هذا الشان و رتبته علی حروف العجم۔

یعنی مجھے کسی نے ایسی کتاب لکھنے کا نہیں کہا چونکہ بعض دروس میں مالک الحزین اور منحوس بجو کا اس طور پر ذکر ہوا کہ جنگ بسوس کی طرح حالات پیش آ گئے تو میں نے اللہ تعالیٰ سے استخارہ کر کے یہ کتاب شروع کر دی اور حروف تہجی پر میں نے اس کو ترتیب دیا۔

بنابریں اس کتاب میں بعض غیر معتبر چیزیں بھی آ گئیں۔

امام دمیری کہتے ہیں میں نے اس کتاب کو پانچ ساٹھ کتب اور شعرائے عرب کے ننانوے دراوین سے مدون کیا ہے اور اس کے دو نسخے بنائے: (۱) کبریٰ جس میں تعبیر الرؤیا اور تاریخی زیادات موجود نہیں۔

(۲) صغریٰ جس میں یہ زیادات نہیں ہیں۔ ۷۷۳ھ میں اس کی تحریر سے آپ فارغ ہوئے۔

اس کتاب سے اعتناء اور قبول عام: اس کتاب کی کچھ مختصرات بھی ہیں ان میں سے ایک شیخ شمس الدین محمد بن ابی بکر بن الامامینی المتوفی ۸۲۸ھ کی مختصر کتاب اس میں وہ کہتے ہیں کہ میرے شیخ کی یہ کتاب اپنے باب میں بہت عمدہ کتاب ہے۔ اس میں شرعی احکام' احادیث نبویہ' نہایت مفید وعظ' عمدہ فوائد' ضرب الامثال' نادر اشعار' عجیب وغریب خواص ورموز ہیں مگر بعض مقامات پر غیر مناسب طول آ گیا ہے جسے اختصار کیا اور اس کا نام عین الحیاۃ رکھا اور ہندوستان کے بادشاہ امیر احمد شاہ بن مظفر شاہ کو بطور تحفہ پیش کی۔ ۸۲۳ھ میں وہ اس کے اختصار سے فارغ ہوئے۔

ایک اور عمر بن یونس بن عمر الحنفی نے اس پر ایک اور مختصر کتاب لکھی جس میں صرف حیوانوں کے خواص اور لغوی معانی ذکر کئے کچھ اس میں عجائب چیزیں شامل کیں۔ اسی طرح شیخ تقی محمد بن احمد الفاسی المتوفی ۸۳۲ھ نے بھی اس کا اختصار کیا۔

سخاوی اصل کتاب کے متعلق کہتے ہیں کہ ایک شے سے دوسری شے کی طرف ان کے کثرت استطراد وانتقال کے باوجود

Marfat.com

بڑی نفیس کتاب میرا خیال ہے کہ اس میں کچھ باہر سے اشیاء شامل کر دی گئیں کیونکہ کئی مناکیر اور غیر معیاری باتیں اس میں موجود ہیں اور ''فاسی'' نے ان کو اس سے نکال دیا ہے اور کئی ایسی چیزوں کی نشاندہی کی جن کا اصل میں ہونا ضروری تھا۔

ایک مختصر علی قاری ۱۰۱۶ھ نے بھی اس کا اختصار کیا جس کا نام انہوں نے بہجۃ الانسان فی مہجۃ الحیوان ہے اور کہا کہ میں نے اس کو مکہ میں ۱۰۰۳ میں تالیف کیا۔

ایک مختصر جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر السیوطی المتوفی ۹۱۱ھ میں لکھی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے اس سے بہت سی زوائد اشیاء حذف کر دیں اور اس میں دو اضافے کئے۔ ایک حیوانوں کے متعلق زائد فوائد دوسرا جوان سے لغوی تشریحات فوت ہو گئی تھیں اپنی بات کو انہوں نے ''قُلْتُ'' اور ''انتھی'' سے الگ کر دیا۔ اس کا نام دیوان الحیوان رکھا۔

اس کتاب کی شرح اور ذیل قاضی جمال الدین محمد بن علی بن محمد الشیبی المکی المتوفی ۸۳۷ نے طیب الحیاہ کے نام سے لکھی۔

حکیم شاہ محمد قزوینی نے سلطان سلیم خان قدیم کیلئے اس کا فارسی میں ترجمہ کیا اور اس میں کچھ چند چیزوں کا اضافہ بھی کیا۔

فارسی ادب حیوانات کی کہانیاں: فارسی ادب میں حیوانات کی کہانیاں اخلاقی نقطہ نظر سے تخلیق کی گئیں اسی طرح صوفیانہ اصطلاحات کی تشریح و توضیح ہے۔ سنائی م ۵۲۵ھ۔ ۱۱۳۱ء کی حدیقۃ الحقیقۃ شیخ عطار م ۶۲۷ھ۔ ۱۲۲۹ء۔ مثنویاں اسرار نامہ وغیرہ خصوصاً مثنوی مولانا روم متوفی ۶۷۲ وغیرہ کتب ہیں مرتبین نے اخلاق اور صوفیانہ اصطلاحات کو ملحوظ رکھا۔

حیوانات کا تنوع اور عربی زبان کی وسعت: حیوانات کی انواع و اقسام اور ان کے لوازمات و خصوصیات اور اسماء و صفات میں تفاوت بہت زیادہ ہے اور ان کی باریک سے باریک خصوصیت کو بھی ملحوظ رکھا جاتا ہے اسی فرق کی وجہ سے صرف گھوڑے کے لیے ایک سو بیس الفاظ ہیں اور صرف اونٹ کے لیے عربی زبان میں ایک سو ساٹھ الفاظ ہیں۔ اسی طرح تمام حیوانات کے اعضاء و اشغال و دیگر صفات کو پیش خاطر رکھنا اور اس فرق کو ادا اور بیان کرنا یہ عربی زبان کا ہی خاصہ ہے۔

کچھ جانور جنگلی ہوتے ہیں کچھ گھریلو۔ کچھ ٹانگوں پر چلتے ہیں' کچھ پیٹ کے بل اور کچھ ہوا میں اڑتے ہیں' کچھ ایسے بھی ہیں جن کے نام انسانوں کی طرف کنیت سے بنائے گئے جس طرح ابن العرس ابو زہرہ ام حبین۔

علم حیوانات اور انسان: اس سلسلے میں علم حیوان کی غرض میں کچھ کر دیا گیا۔ تمام اقوام دنیا حیوانات میں بھی انسانوں کی سی صفات اور محاسن و معائب ثابت کرتے اور گردانتے ہیں' مثلاً شجاعت اور جرأت و پیش قدمی میں شیر کو بطور مثال بیان کیا جاتا ہے۔ مالک سے وفاداری و جاں نثاری اور اس کی اطاعت و تحفظ میں گھوڑا اور کتا اپنی نظیر نہیں رکھتے اسی طرح مکاری اور دغا بازی میں لومڑی کی شہرت پوری دنیا میں زبان زد عام و خاص ہے۔

حیوانات اور عرب: عرب اپنے روزمرہ کی زندگی میں حیوانات کو بہت اہمیت دیتے ہیں۔ منافع و مضرات اور خصوصیات جاننے کے علاوہ وہ اپنے اور اپنے قبائل کے نام بھی بعض دفعہ حیوانات کے نام پر بنو کلاب بنو اسد وغیرہ رکھتے اسی طرح وہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ مقتول کی روح پرندوں کی شکل میں اس کے انتقام نہ لئے جانے تک قبر کے آس پاس پھرتی رہتی ہے۔ اسلام نے سختی سے ایسے توہمات کی تردید کی ہے چنانچہ فرمایا: لا طیرۃ و لا ھامۃ۔

Marfat.com

اسی طرح عرب پرندوں سے فال لیتے تھے اسلام نے ان کے ان شرکیات کی تردید کی۔
البتہ قرآن وحدیث میں بعض حیوانات کی عقل مندی اور دیگر اعلیٰ صفات کا ذکر کیا گیا ہے۔
مثلاً قرآن میں شہد کی مکھی ہدہد چیونٹی وغیرہ کا ذکر قرآن مجید میں کیا گیا اسی طرح احادیث میں بھی اونٹوں اور گھوڑوں وغیرہ کے واقعات آتے ہیں جنہوں نے مالکوں کے ظلم وستم کی آپ ﷺ سے شکایت کی تھی تو نبی ﷺ نے ان کے مالکوں سے باز پرس کی اوران کے مسائل حل کیے۔

علم الحیوانات اور مسلمان: مسلمانوں نے اس علم سے خاطر خواہ تعلق قائم نہیں کیا۔ اور یہ علم مسلمانوں میں کوئی خاص مقبولیت نہ حاصل کرسکا۔ خوارزمی' غزالی' ابن خلدون اور قلقشندی وغیرہ نے اس علم میں کوئی دلچسپی نہیں لی۔

ابوعثمان عمرو بن بحر الجاحظ نے کتاب الحیوان لکھی جو کافی ضخیم تھی مگر انہوں نے بھی اس تصنیف کا مقصد الحیوانات سے بحث کرنا نہیں بتایا بلکہ بیان کیا کہ یہ کتاب لکھنے کا مقصد حیوانات کی اہمیت ظاہر کرنا یا ان کا خصوصی و جامع مطالعہ کرنا نہیں بلکہ میرا مقصد اس سے صرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک کی قدرتیں اور عظمتیں اجاگر کرسکوں اسی ذات جل وعلیٰ کی تمجید وتہلیل کو واضح کرسکوں جس نے کوئی چیز بھی بیکار اور لغو پیدا نہیں کی۔

یہ کتاب ادبیت اور علمیت کے لحاظ سے خزینۂ معلومات ہے اس میں حیوانات کی اقسام' ان کی صفات' ان کی جبلی عادات اور جذباتی نفسیات کے ساتھ ساتھ ان کی فصیح وبلیغ اسلوب ہیں' حکایات اور اشعار بھی درج ہیں۔

حیوۃ الحیوان پر ایک نظر:

علامہ کمال الدین دمیری المتوفی ۸۰۸ھ...... ۱۴۰۵ء نے یہ کتاب ۷۷۳ھ میں ۵۶۰ کتب اور ۱۹۹ دواوین الشعراء سے منتخب کرکے اور مدد لے کر تصنیف کی حروف تہجی کی ترتیب سے حیوانات کے نام ذکر کیے۔

(۱) آپ سب سے پہلے اس حیوان کی لغوی اور صرفی ونحوی توضیح کرتے ہیں۔
(۲) پھر اس کی لوازمات وخصوصیات طبعی' اخلاق وعادات بیان کرتے ہیں۔
(۳) اس کے متعلقہ واقعات قرآن وحدیث اور تاریخ وسیر کی روشنی میں بیان کرتے ہیں۔
(۴) ایک چیز کا ذکر کرتے ہوئے کسی دوسری چیز کا ذکر آجائے تو اس کی طرف استطرادو انتقال کر جاتے ہیں۔ مثلاً لفظ اوز کے ذکر میں پوری تاریخ اسلام سیرت النبی' خلافت راشدہ' خلافت بنوامیہ اور خلافت عباسیہ بیان کردی۔
(۵) اس دوران میں نہایت نادر ونایاب اور سبق آموز واقعات نہایت انوکھے اور اچھوتے انداز میں بیان کرتے ہیں کبھی ان واقعات کو غریبہ کا نام دے دیتے' کبھی کسی نام سے بیان کرتے ہیں۔ دلچسپ معلومات کے ساتھ عمدہ اشعار بھی بیان کرتے ہیں۔
(۶) ان ضمنی یا ارادی واقعات وتوضیحات کے دوران آپ کی کوشش ہوتی ہے کہ قاری کو ایسی ایسی معلومات مہیا کریں جن سے بڑی بڑی کتابیں بھی خالی ہیں۔ اور دلچسپی بھی قائم رہے۔
(۷) فقہی احکامات بیان کرتے ہوئے نہایت ٹھوس اور مضبوط دلائل پیش کرتے اور نہایت انصاف سے مسئلہ کی تحقیق

Marfat.com

کرتے کوئی فرقہ وارانہ تعصب یا تنگ نظری کو قریب تک نہیں آنے دیتے اور مختلف فقہاء کے مذاہب کے بھی دلائل ذکر کرتے ہیں۔

(۸) اسناد حدیث پر بحث کرتے ہیں تو نہایت انصاف جرح وتعدیل سے کام لیتے ہیں۔

(۹) حیوانات کی شعیدائی یا طبی خصوصیات کا بھی ذکر کرتے ہیں اس طرح ایک اور ماہر تجربہ کار حکیم کی طرح مریض اور دوا کے متعلق ایک ایک جزئی کا ذکر کرتے ہیں اور اسباب واحتیاطی تدابیر بھی بیان کرتے ہیں۔

(۱۰) حیوانات کے متعلق ضرب الامثال بھی آپ بیان کرتے ہیں۔

(۱۱) آخر میں نہایت مہارت سے خواب کی تعبیر بیان کرتے ہیں۔

الغرض آپ نے حیوانات سے متعلق معلومات بہم پہنچانے میں کوئی علمی تشنگی اور کوئی کمی نہیں چھوڑی۔

حیوۃ الحیوان کے تراجم: مختلف زبانوں میں اس کا ترجمہ کیا گیا۔

ایک ترجمہ فارسی زبان حکیم شاہ محمد قزوینی نے کیا جو کہ سلطان سلیم خان قدیم کی کتاب ہے اور کچھ چیزوں کا اس میں اضافہ کیا۔.........ایک ترجمہ ترکی زبان میں بھی ہوا جو الدمیری کے ایک معاصر محمد بن سلیمان نے کیا تھا۔

اردو میں ایک ترجمہ اس سے قبل ہوا ہے جو ادارہ اسلامیات لاہور نے چھپوایا مگر اس میں کتاب سے بہت اشیاء متروک تھیں بہت سے واقعات اشعار وغیرہ ترجمہ سے رہ گئے تھے۔ بلکہ اگر اس کو تلخیص کہا جائے تو بجا ہوگا۔

ہم نے ترجمہ ہذا کرتے وقت مندرجہ ذیل امور کو ملحوظ رکھا ہے:

(۱) ترجمہ حتی الامکان بامحاورہ اور سلیس کیا تاکہ ہر آدمی اس سے استفادہ کر سکے۔

(۲) مصنف کے قائم کردہ عنوانات کے علاوہ سہولت کے لیے کچھ ذیلی عنوانات قائم کیے گئے۔ آیات واحادیث ادعیہ امثلہ اشعار وغیرہ میں عربی عبارت بھی شامل کر کے
اس کا ترجمہ کیا گیا تاکہ ہر پڑھنے والا کما حقہ مستفید ہو سکے۔

(۳) بعض اوقات اصل کتب سے مراجعت کر کے تصحیح وتحقیق کی گئی تاکہ غلطی کا امکان باقی نہ رہے۔

(۴) کتاب کے پروف پڑھنے اور تصحیح کرنے میں نہایت محنت اور جانفشانی سے کام لیا تاکہ غلطی کا وقوع قارئین کے لیے باعث کوفت نہ ہو۔

(۵) ترجمے سے کوئی عبارت یا شعر یا کوئی دیگر حصہ عبارت کو فروگزاشت نہیں ہونے دیا۔ تاکہ علامہ دمیری کی بیان کردہ معلومات سے کوئی بات رہ نہ جائے۔

مگر اس کے باوجود ہم انسان ہیں جو خطاء ونسیان سے مرکب ہیں اگر کوئی کوتاہی یا غلطی ہو تو مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کا تدارک وتصحیح ہو سکے۔

والسلام
محمد احمد
نور الاسلام حقانی

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ مصنف

تمام تعریف اس اللہ تعالیٰ کے لئے سزاوار ہے کہ جس نے دو چھوٹی چھوٹی چیزیں دل اور زبان عطا فرما کر نوع انسانی کو تمام کائنات پر شرف و اعزاز بخشا اور اپنی دو عظیم الشان نعمتوں زبان اور بیان کی بدولت اس کو تمام جانداروں پر فضیلت اور برتری بخشی اور عقل و ادراک کی وہ بالاتری عنایت فرمائی جس کے ذریعے وہ بہترین ترازو میں تمام امور کے حسن و قبح کو معلوم کرتا اور پرکھتا ہے اور اللہ کی وحدانیت پر مضبوط اور واضح ثبوت مہیا کرتا ہے۔ میں اس کی بہت زیادہ تعریف کرتا ہوں جس نے ہم پر ہر طرح کے احسانات اور انعامات کی مسلسل بارش نازل فرمائی اور اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی ذات عبادت کے لائق نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور اس کی ذات پاک کی حقیقت کو ہمارے ناقص اذہان اپنی قائم کردہ حدود اور نشانات کے ذریعے ادراک کرنے سے قاصر ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ ہمارے سردار حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں جنہیں مخصوص طور پر نہایت واضح دلائل اور بینات عطا کی گئیں۔ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ اور آپ ﷺ کی آل اور اصحاب رضی اللہ عنہم پر ہمیشہ درود اور سلام بھیجتا رہے جب تک زمین و آسمان اور اوقات و ازمان موجود ہیں۔

حمد و صلوٰۃ کے بعد اس کتاب کے تصنیف کرنے کا نہ تو مجھ سے کسی نے مطالبہ کیا اور نہ ہی اس کی تالیف پر مجھے میری اپنی افتادِ طبع نے مجبور کیا بلکہ اس تصنیف کے لئے یہ بات تحریک بنی کہ بعض ایسے دروس و اسباق سامنے آئے جن کا پوشیدہ رکھنا ایسے ہی ناممکن ہے جیسے شادی کے بعد خوشبو کو نظر انداز کیا جانا ناممکن ہے۔ ان دروس میں بگلے اور منحوس بھیڑیے کا ذکر کیا گیا جس سے جنگ بسوس کی سی گنجلک صورت حال بن گئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ درست اور صحیح خیالات غلط اور کمزور آراء کے ساتھ خلط ملط ہو گئے اور گدھ اور شتر مرغ میں فرق کرنا مشکل ہو گیا اور بچھو زہریلے سانپ سے چھیڑ خانی کرنے لگے۔ اونٹنی کے چھوٹے چھوٹے بچے بڑے بڑے اونٹوں سے مقابلہ کرنے لگے اور لوگوں نے پہاڑی بکروں کو اتنی آزادی دے دی کہ وہ (بڑے بڑے) اونٹوں کے ساتھ ساتھ چرنے لگے اور مچھلی اور گوہ کو ایک جگہ اکٹھا کرنے کا فیصلہ سنا دیا گیا اور بجو کے طبعی اخلاق ہر کوئی اپنانے لگا اور پیشواؤں نے چیتے کا لباس پہننا شروع کر دیا اور کبوتری کے ہار کی طرح سب لوگوں نے ان جہالتوں اور گمراہیوں کو اپنے گلوں میں قلادوں کی طرح ڈال لیا۔

والقوم إخوان و شتى في الشيم   وقيل في شأنهم اشتدى زيم

لوگ آپس میں بھائی بھائی ہیں لیکن خصائل میں مختلف ہیں
ان کے بارے میں کہا گیا ہے کہ متفرق قطعات اکٹھے بھی ہو گئے اور جدا بھی

Marfat.com

اور عمر رسیدہ آدمی اپنے آپ کو قطا پرندے سے بھی زیادہ سچا سمجھنے لگا اور کم عمر والوں کو چھوٹی چڑیا کی طرح خطا کار گردانے لگا۔ علم و کرم میں کمال کو پہنچنے والے رشد و ہدایت سے محروم سمجھے جانے لگے اور تجربہ کار ماہر محقق میدان سے روتے ہوئے واپس لوٹنے لگے اور عقل مند آدمی اشقر پرندے کی طرح حیران و پریشان ہونے لگا اور کسی چیز کی تلاش میں نکلنے والا آدمی حبارٰی جیسے بلید پرندے کی طرح افسوس کرتے ہوئے خالی ہاتھ لوٹنے لگا اور سننے والا یہ کہنے لگا کہ جنگلی گدھے کا شکار کر کے سب کچھ پالیا اور نگران اعلیٰ بار بار سیٹی بجانے والے کی طرح خاموش کروا رہا تھا اس وقت میں نے کہا کہ حکمتوں کے گھر میں ہی ان کے حصول کے لئے آیا جاتا ہے اور کمان درست کرنے والے ماہر کو جب تیر دیا جائے تو وہی اس کے درست ہونے کا فیصلہ کر سکتا ہے اور گھڑ دوڑ میں سبقت لے جانے والے کو میدان مسابقت میں ہی پرکھا جا سکتا ہے اور صبح کے وقت مالدار آدمی کے ہی عطاء و احسان پر تعریف کی جاتی ہے۔

تو اس معاملے میں ایک کتاب وضع کرنے پر میں نے اللہ تعالیٰ کریم و منان سے استخارہ کیا اور میں نے اس کا نام ''حیات الحیوان'' رکھا ہے اور اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اس کو جنت کے گھر میں میری کامیابی کا سبب بنا دے اور رہتی دنیا تک لوگوں کو اس کے ساتھ فائدہ پہنچاتا رہے۔ بے شک وہ بڑا مہربان اور رحم والا ہے اور میں نے اس کو حروف تہجی کی ترتیب سے مرتب کیا ہے تاکہ جانوروں کے ناموں کے بارے میں معلومات حاصل کرنا آسان ہو۔

باب الهمزہ

اَسَدٌ (شیر)

یہ درندوں میں سے ایک مشہور درندہ ہے۔ اس کی جمع اسود، اسد، آسد اور آساد ہے اور اس کی مونث اسدۃ ہے اور بخاری کی حدیث ام ذرع میں ایک عورت کا اپنے خاوند کے بارے میں یوں بیان ہے کہ جب وہ گھر میں آتا ہے تو وہ چیتے کی طرح ہو جاتا ہے اور جب گھر سے نکلتا ہے تو شیر بن جاتا ہے اور اس کے بہت سے نام ہیں۔

شیر کے نام:

ابن خالویہ نے اس کے پانچ سو نام اور صفات شمار کی ہیں اور علی بن قاسم بن جعفر لغوی نے اس سے بھی ایک سوتیس زیادہ بیان کی ہیں اس کے ناموں میں سے زیادہ مشہور یہ ہیں۔ اسامہ، بیہس، ناج، جخدب، حرث، حیدرہ، دواس، رئبال، زفر، سبع، صعب، ضرغام، ضیغم، طیثار، عنبس، غضنفر، فرافصہ، قسورہ، کہمس، لیث، متانس، متهیب، ھرماس، ورد اور ناموں کا زیادہ ہونا مسمی (نام والے کے) معزز ہونے کی دلیل ہوتی ہے اور اس کی کنیتوں میں کچھ کنیتیں یہ ہیں ابوالابطال، ابوحفص، ابوالاخیاف، ابوالزعفران، ابوشبل، ابوالعباس، ابوالحرث اور ہم نے اپنی کتاب میں سب سے پہلے اس کا ذکر اس لئے کیا ہے کہ یہ تمام وحشی جانوروں سے معزز اور بلند مرتبہ ہے کیونکہ اس کا مقام اس کی طاقت اور شجاعت اور سنگ دلی اور چالاکی، بدمزاجی اور بدخلقی کی وجہ سے تمام جانوروں کے مقابلے میں خوفناک بادشاہ کا سا ہے۔ اور اسی لئے طاقت، دلیری، بہادری، جرأت اور حملہ آوری میں اس سے مثال دی جاتی ہے اور اسی وجہ سے حمزہؓ بن عبدالمطلب کو اللہ کا شیر

Marfat.com

کہا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ حمزہؓ کو شیر کہا جانا یہ شیر کے لئے عزت وفخر کا باعث ہے اسی طرح نبی ﷺ کے شہسوار ابوقتادہ پر یہ نام بولا گیا جیسے کہ صحیح مسلم باب اعطاء القاتل سلب المقتول میں ابوبکرؓ کا فرمان ہے کہ نبی ﷺ قریش کے ایک بجو کو یہ مال مسلوب نہیں دیں گے کہ اللہ کے شیروں میں سے ایک شیر کو چھوڑ دیں جو اللہ اور اس کے رسول کے لئے جنگ کرتا ہے اور اس بجو کو دے دیں اور اس کا مفصل بیان ضاد معجمہ کے بیان میں آئے گا۔ انشاء اللہ

شیر کی اقسام: شیر کی بہت سی قسمیں ہیں۔ ارسطو نے کہا ہے کہ میں نے ایک ایسا شیر بھی دیکھا ہے جس کا چہرہ انسان کے چہرے سے مشابہت رکھتا ہے اس کا جسم شدید سرخ ہے اور اس کی دم بچھو کی دم سے مشابہ ہے شاید یہ وہی شیر ہے جس کو ورد یعنی گلاب کا پھول کہا جاتا ہے اور ان میں سے ایک گائے کی شکل کا شیر بھی ہوتا ہے جس کے ایک بالشت سیاہ رنگ کے سینگ ہوتے ہیں اور جو مشہور درندہ شیر کے نام سے موسوم ہے۔

شیر کی صفات: حیوانات کی طبیعتوں کے متعلق گفتگو کرنے کے ماہر لوگ کہتے ہیں کہ اس کی مؤنث صرف ایک بچہ جنتی ہے جسے وہ ایک گوشت کے لوتھڑے کی طرح جنم دیتی ہے جس میں کوئی حس وحرکت نہیں ہوتی پھر وہ اس کی تین دن تک نگرانی کرتی ہے اس کے بعد اس کا باپ آ کر اس میں بار بار پھونک مارتا ہے یہاں تک کہ وہ ذی روح ہو کر حرکت کرنے لگتا ہے اور اس کے اعضاء کھل جاتے ہیں اور شکل وصورت واضح ہو جاتی ہے پھر اس کی ماں آ کر اسے دودھ پلاتی ہے اور وہ اپنی پیدائش سے سات دن بعد اپنی آنکھیں کھولتا ہے پھر جب اس کے بعد اس کی عمر چھ ماہ تک ہو جاتی ہے تو اسے اپنے لئے خوراک حاصل کرنے پر تعلیم وتربیت کے ذریعے لگایا جاتا ہے ماہرین علم الحیوانات کہتے ہیں کہ شیر کو بھوک اور پیاس پر صبر کرنے میں وہ مقام حاصل ہے جو کسی اور جانور کو نہیں اور شیر کی خودداری میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ دوسرے کا شکار کردہ جانور کبھی نہیں کھاتا اور جب اپنے شکار سے بھی سیر ہو جائے تو پھر اس کی طرف دوبارہ رخ نہیں کرتا اور جب بھوکا ہوتا ہے تو اس کے اخلاق بگڑ جاتے ہیں اور جب کھانے سے بھر جاتا ہے تو ورزش کرنے لگتا ہے اور وہ اس پانی میں کبھی منہ نہیں ڈالتا جس سے کتے نے پانی پیا ہو اور اس بات کی طرف کسی شاعر نے اشارہ کیا ہے۔

واترك حبها من غير بغض　　و ذاك لكثرة الشركاء فيه

''اور تو اس کی محبت کو بغیر بغض کے ترک کر دے۔ اس لئے کہ اس میں تمہارے اور بھی بہت سے رقیب ہیں''۔

إذا وقع الذباب على طعام　　رفعت يدى و نفسى تشتهيه

''جب کسی کھانے میں مکھی گر جائے۔ تو اس کھانے سے ہاتھ اٹھ جاتا ہے اگر چہ میرا دل چاہتا ہو۔''

و تجتنب الأسود ورود ماءٍ　　إذا كان الكلاب و لغن فيه

''جب کتے کسی پانی میں منہ ڈال دیں۔ تو شیر اس پانی سے کبھی نہیں پیتا۔''

بعض شاعروں نے قلم کے بارے میں نہایت عجیب ولطیف بات بیان کی ہے۔

و أرقش مرهوف الشباة مهفهف　　يشتت شمل الخطب وهو جميع

''اور بہت سے نازک قلم ہیں جو تیز دھار والے اور موٹے ہیں جو اکٹھے مسائل ومعاملات کو متفرق کر دیتے ہیں اور

Marfat.com

خود اکٹھا رہتے ہیں۔''

تدین لہ الآفاق شرقًا و مغربًا ۔۔۔ وتعنو لہ ملاکھا و تطیع

''تمام مشرق و مغرب کے آفاق اس کے لئے مطیع ہو جاتے ہیں۔اور تمام دنیا کی حکومتیں اس کے لئے فرمانبردار ہو جاتی ہیں۔''

حمى الملك مفطومًا كما كان تحتمي ۔۔۔ بہ الأسد في الآجام وهو رضيع

''قلم ملک کی حفاظت جوان ہو کر کرتا ہے۔اس طرح جیسے شیر کچھار میں دودھ پینے کے وقت کرتا ہے۔''

جب وہ گوشت کھاتا ہے تو گوشت کو بغیر چبائے نوچ نوچ کر کھاتا ہے۔اور اس کے منہ سے بہت کم تھوک نیچے گرتا ہے۔اسی لئے اس کو اندرونی بھاپ والے جانور سے موصوف کیا جاتا ہے اور اس میں بہادری اور بزدلی کی صفت پائی جاتی ہے۔اس کی بزدلی اس بات سے ظاہر ہوتی ہے کہ یہ مرغ کی آواز اور تھال بجنے کی آواز اور بلی سے بھی گھبرا جاتا ہے۔اور جب آگ دیکھتا ہے تو حیران رہ جاتا ہے۔اس کی پکڑ شدید ترین ہے۔درندوں میں سے کسی کے ساتھ یہ الفت نہیں کرتا۔کیونکہ ان میں سے کسی کو بھی اپنا ہمسر نہیں سمجھتا۔جب اس کا چمڑا کسی دوسرے جانور کے چمڑے پر رکھا جائے تو اس چمڑے کے بال گرنے لگتے ہیں اور حیض والی عورت کے قریب انتہائی کوشش کے باوجود نہیں جا سکتا۔وہ بخار میں ہمیشہ مبتلا رہتا ہے۔اس کے بڑھاپے کی علامت یہ ہے کہ اس کے دانت گرنے لگتے ہیں۔

شیر کے متعلق احادیث: ابن سبع سبتی نے شفاء الصدور میں عبداللہ بن عمر بن الخطابؓ سے روایت بیان کی ہے کہ وہ کسی سفر پر نکلے تو سفر کے دوران ایک قوم سے گزرے جو بیٹھے ہوئے تھے۔تو آپ نے پوچھا ان کو کیا ہو گیا ہے۔وہ کہنے لگے راستے میں شیر ہے جس نے ان کو خوفزدہ کر رکھا ہے۔

وہ سواری سے اترے اور چل کر اس کی طرف گئے اور اس کو کان سے پکڑ کر راستے سے ایک طرف لے گئے۔پھر کہنے لگے کہ نبی ﷺ نے تیرے بارے میں اپنے فرمان میں جھوٹ نہیں فرمایا۔کہ تو ابن آدم پر اس لئے مسلط ہو گیا ہے کہ وہ غیر اللہ سے ڈرتے ہیں۔اگر یہ آدمی صرف اللہ ہی سے ڈرتے تو' تو ان پر مسلط نہ ہوتا۔اور اگر آدمی صرف اللہ ہی سے امید رکھے تو اللہ اس کو کسی دوسرے کے سپرد نہیں کرتا۔

عبدالرحمٰن بن آدم سے ابو داؤد میں یوں روایت ہے (ابو داؤد میں عبدالرحمٰن بن آدم کی صرف یہی ایک روایت ہے) وہ ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ عیسیٰ بن مریمؑ زمین پر اتریں گے۔اور ان کے سر پر تری نہ ہونے کے باوجود اس سے قطرے گر رہے ہوں گے۔وہ صلیب کو توڑ دیں گے اور خنزیر کو قتل کر دیں گے۔اور مال کے فیض کو عام کر دیں گے۔زمین میں اس قدر امن ہو جائے گا۔کہ اونٹ شیروں کے ساتھ گائیں چیتوں کے ساتھ' بکریاں بھیڑیوں کے ساتھ چریں گی۔اور بچے سانپوں سے کھیلیں گے اور سب چیزیں ایک دوسرے کو نقصان نہیں پہنچائیں گی۔اور وہ زمین پر چالیس سال تک زندہ رہیں گے پھر وہ فوت ہو جائیں گے اور مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے اور دفن کر دیں گے۔

ثور بن یزید کی زندگی کے حالات میں ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں ذکر کیا ہے کہ مجھے یہ بات موصول ہوئی کہ شیر صرف اسی کو

Marfat.com

کھاتا ہے جوحرام کام کا مرتکب ہوتا ہے۔

سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ اور شیر: شیر کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام سفینہ کا ایک مشہور قصہ بزاز' طبرانی' عبدالرزاق' حاکم وغیرہم نے روایت کیا ہے اور بخاری نے بھی اس کو اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے کہ وہ (سفینہ) حجاج کے زمانے تک زندہ رہے۔ محمد بن منکدر نے ان سے یہ روایت کی وہ فرماتے ہیں میں ایک کشتی میں سوار ہوا۔ تو وہ ہوا کے تھپیڑوں سے ٹوٹ گئی۔ تو میں اس کے ایک تختے پر سوار ہو کر شیر کی ایک جھاڑی کے پاس جا پہنچا۔ وہ میری طرف بڑھا تو میں نے اس سے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام سفینہؓ ہوں اور میں حواس باختہ تھا۔ وہ اپنے کندھے سے مجھے دھکیلنے لگا یہاں تک مجھے راستے پر پہنچا دیا۔ پھر اس نے آواز نکالی تو میں سمجھا کہ یہ سلام کہہ رہا ہے۔

بیہقی میں دلائل النبوہ میں ابن منکدر سے یوں روایت آئی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام سفینہ لشکر سے گم ہو کر روم کی سرزمین میں پہنچ گیا پھر روم میں قید میں ہوگیا۔ تو لشکر کی تلاشی میں وہاں سے بھاگا تو راستہ میں اس کو ایک شیر ملا۔ اس نے شیر سے کہا اے ابوالحارث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام سفینہ ہوں۔ میرے ساتھ ایسے ایسے حالات پیش آئے ہیں۔ اور اس کو اپنا واقعہ سنایا۔ تو شیر دم ہلاتا ہوا اس کے پہلو میں آ کر کھڑا ہوگیا۔ پھر وہ اس کے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔ وہ جب بھی کوئی آواز سنتا تو اس کی طرف جھک جاتا اسی طرح وہ لشکر سے جا ملا تو شیر واپس آ گیا۔ سفینہ کے نام میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ ''رومان'' ہے۔ بعض ''مہران'' اور بعض ''طہمان'' اور بعض ''عمیر'' ذکر کرتے ہیں۔ صحیح مسلم میں اس کی صرف ایک ہی حدیث ہے اور اسی طرح ترمذی' نسائی اور ابن ماجہ میں بھی ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عتبہ کے خلاف بددعا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عتبہ بن ابی لہب پر یہ بددعا کی تھی کہ اس پر اپنے کتوں میں سے ایک کتا مسلط کر دے۔ تو شام کی سرزمین میں زرقاء کے مقام پر شیر نے اسے پھاڑ ڈالا۔ یہ روایت ابونوفل بن ابی عقرب اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں جسے حاکم نے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ صحیح الاسناد ہے۔ اور حافظ ابونعیم نے بھی اسود بن ہبار تک اپنی سند سے روایت کیا ہے۔ کہ ابولہب اور اس کے بیٹے نے شام کے سفر کی تیاری کی اور میں بھی ان کے ساتھ سفر پر نکل پڑا۔ ہم ایک راہب کے گرجے کے قریب شراۃ مقام پر اترے۔ تو راہب نے کہا!

یہاں تمہیں کس نے اتارا ہے یہاں تو درندے ہیں۔ ابولہب کہنے لگا تم میری عمر اور حق کو جانتے ہو۔ تو ہم نے کہا' جی ہاں اس نے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے میرے بیٹے کے خلاف بددعا کی ہے اس لئے تم اپنا سامان اس گرجے پر جمع کر دو۔ پھر اس پر میرے بیٹے کے لئے بستر بچھا دو۔ پھر اس کے آس پاس سو جاؤ ہم نے اسی طرح کیا۔ سامان کو جمع کیا یہاں تک کہ وہ بہت اونچا ہوگیا۔ اور ہم نے اس کے گرد دائرہ بنا لیا اور عتبہ سامان کے اوپر سو گیا۔ پھر شیر نے آ کر ہمارے چہروں کو سونگھا پھر وہ کود کر سامان کے اوپر چڑھ گیا۔ وہاں اس نے عتبہ کے سر کو کاٹ ڈالا عتبہ نے آواز نکالی! اے کتے میری تلوار۔ پھر اسکے منہ سے کوئی بات نہ نکل سکی۔ ایک روایت میں ہے کہ شیر کودا اور اوپر جا کر اس کو صرف ایک دفعہ پنجہ مار کر پھاڑ ڈالا تو اس نے کہا مجھے اس نے مار دیا۔ پھر وہ اسی وقت مر گیا۔ ہم شیر کو ڈھونڈنے لگے مگر وہ ہم کو نہ ملا۔ نبیؐ نے اس کو کتے کا نام اس لئے دیا تھا کہ وہ پیشاب کے وقت اپنا پاؤں اٹھاتا تھا۔

Marfat.com

جذام اور متعدی بیماری کا حکم: فائدہ: امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں نبیؐ سے روایت کیا ہے کہ آپؐ نے فرمایا فِـرَّ مِنَ الْمَجْذُوْمِ فِرَارَكَ مِنَ الْاَسَدِ یعنی کوڑھ والے سے اس طرح بھاگو جس طرح شیر سے بھاگا جاتا ہے ایک اور حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے ایک کوڑھ والے کے ہاتھ کو پکڑ کر اپنے ساتھ کھانے پر بٹھالیا اور یہ "بِسْمِ اللّٰهِ ثِقَةً بِاللّٰهِ وَ تَوَكُّلًا عَلَيْهِ" پڑھ کر کھانے لگے۔ امام شافعیؒ نے میاں بیوی کے عیوب میں ذکر فرمایا ہے کہ "جذام اور برص متعدی بیماریاں ہیں۔ اور کہا ہے کہ مجذوم کی اولاد اکثر جذام میں مبتلا ہو جاتی ہے۔" اور آپ کی بات کا مطلب یہ ہے کہ جذام خود بخود متعدی نہیں بلکہ اللہ کے حکم سے متعدی ہوتا ہے۔ اس لئے کہ اللہ کا یہ قانون ہے کہ بیمار آدمی سے میل جول کی وجہ سے تندرست آدمی بھی بیمار ہو جاتا ہے۔ کبھی کبھی یہ قضاء وقدر کے موافق ہوتا ہے لیکن بظاہر ایسے لگتا ہے جیسے یہ متعدی ہونے کا اثر ہے۔ حالانکہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ "لَا عَدْوٰی وَلَا طِيَرَةَ" کوئی متعدی بیماری نہیں اور بدشگونی بھی کوئی چیز نہیں۔ جیسے عنقریب اس کا ذکر آئے گا۔ انشاء اللہ۔ اور امام شافعی کا یہ فرمان کہ "مجذوم کا بچہ بہت کم ہی جذام سے محفوظ رہتا ہے۔ اس کا مطلب صیدلانی نے یوں بیان کیا ہے کہ "باپ کی کوئی رگ بچے کی طرف کھینچ کر آجاتی ہے تو وہ بھی مجذوم ہو جاتا ہے۔

اور نبی ﷺ نے اس آدمی کو کہ جس نے آپؐ سے آکر کہا کہ میری بیوی نے سیاہ بچہ جنم دیا ہے (جبکہ ہم دونوں سفید ہیں) فرمایا "شائد کوئی رگ اس کو کھینچ لائی ہو" اس طریقے سے احادیث میں مطابقت ہو جاتی ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ "تندرست آدمی کے پاس بیمار کو نہ لایا جائے۔" نیز ایک کوڑھے آدمی نے بیعت کے لئے آپ کی طرف ہاتھ بڑھایا تو آپؐ نے اس کی طرف ہاتھ نہ بڑھایا بلکہ فرمایا کہ اپنے ہاتھ کو روک لے کہ میں نے تجھ سے بیعت لے لی۔

مسند احمد میں ہے کہ نبیؐ نے ارشاد فرمایا "کوڑھے کی طرف اپنی نظر کو زیادہ نہ بڑھاؤ اور جب اس سے کلام کرو تو تمہارے اور اس کے درمیان ایک نیزہ بھر فاصلہ ہونا چاہیے۔

شیخ صلاح الدین عراقی نے "قواعد" میں ذکر فرمایا ہے کہ جب ماں برص اور جذام کی بیماری میں مبتلا ہو تو اس سے پرورش کے حقوق ساقط ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ اس کے میل جول اور دودھ پلانے سے بچے پر بیماری آنے کا خدشہ ہے۔ اور انہوں نے آپؐ کے اس فرمان سے دلیل لی ہے۔ لَا يُوْرَدُ ذُوْ عَاهَةٍ عَلٰى مُصِحٍّ" کہ بیمار کو صحت مند کے پاس نہ لایا جائے۔ انہوں نے جو کچھ بیان کیا وہ بالکل ظاہر اور پسندیدہ ہے۔ اور حنابلہ میں سے ابن تیمیہؒ صاحب المحرر کا فتویٰ بھی اسی کی تائید کرتا ہے۔ اور مالکیہ کے ائمہ نے بھی اس بات کی صراحت کی ہے کہ بیمار آدمی تندرست لوگوں کی بستیوں کے کیمپوں وغیرہ میں اگر بلا اجازت جانا چاہے تو اس کو روکا جا سکتا ہے اور اگر وہاں کا رہائشی بیمار ہو جائے تو اس کو وہاں سے ہٹایا اور نکالا جا سکتا ہے۔ اور ہمارے ساتھیوں نے صراحت سے ذکر کیا ہے کہ اگر امت کا سربراہ جذام کی بیماری میں مبتلا ہو جائے تو اس کو فائدہ کا موقع دینا امت پر واجب ہے اور یہ بات مشکل ہونے کے باوجود روضہ میں مذکور ہے کہ بیوی کو اپنے مجذوم خاوند کے ساتھ رہنے کا اختیار دیا گیا ہے۔ اور حکومتی اختیارات کے ساتھ ان میں جدائی بھی ڈالی جاسکتی ہے۔ واللہ اعلم

اور حدیث میں آیا ہے کہ نبیؐ نے ایک عورت کو کہا کہ "اَكَلَكِ الْاَسَدُ" تو اس کو شیر کھا گیا۔ طبرانی، ابو منصور دیلمی اور حافظ منذری نے ابو ہریرہؓ سے بیان کیا ہے کہ نبیؐ نے ارشاد فرمایا کہ شیر اپنی چنگاڑ میں کیا کہتا ہے۔ تو صحابہ نے عرض کیا اللہ اور اس کا

Marfat.com

رسول زیادہ جانتے ہیں۔تو آپ نے فرمایا وہ کہتا ہے "اے اللہ مجھے نیکوکار آدمی پر مسلط نہ کرنا۔"

دانیال نبی علیہ السلام کا واقعہ:

فائدہ ۲: ابن سنی نے داؤد بن حسین سے "عمل الیوم واللیلۃ" میں بیان کیا ہے کہ عکرمہ ابن عباس سے بیان کرتے ہیں کہ علیؓ نے فرمایا جب تو اس وادی میں ہو جہاں تجھے شیر کا خوف ہو تو یہ کہو "اَعُوْذُ بِدَانِیَالٍ وَّ بِالْجُبِّ مِنْ شَرِّ الْاَسَدِ" میں شیر کے شر سے دانیال نبی اور کنویں کی پناہ چاہتا ہوں۔" [1]

اس روایت میں انہوں نے بیہقی کی "شعب الایمان" کی اس روایت کی طرف اشارہ کیا ہے دانیالؑ کو کنویں میں پھینکا گیا اور ان پر درندوں کو ڈال دیا گیا تو درندے ان کو چاٹنے لگے اور فرمانبردار ہو گئے۔تو ان کے پاس ایک فرشتہ آیا تو انہوں نے پوچھا تو کون ہے؟ تو انہوں نے کہا میں تیرے رب کا ایلچی ہوں۔اس نے مجھے تیری طرف کھانا دے کر بھیجا ہے۔تو دانیالؑ نے دعا کی "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَا یَنْسٰی مَنْ ذَکَرَہٗ" تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں کہ جو آدمی اس کا ذکر کرتا ہے وہ اس کو کبھی نہیں بھلاتا۔اور ابن ابی الدنیا نے روایت کیا ہے کہ بخت نصر نے دو شیروں کو بھڑکا کر کنویں میں ڈال دیا پھر حکم دیا تو دانیالؑ کو ان کے سامنے پھینک دیا گیا۔آپؑ وہاں پر کچھ وقت ٹھہرے رہے پھر ان کو کھانے کی حاجت ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے ارمیاءؑ کو "شام" میں یہ وحی فرمائی کہ وہ دانیال کے پاس کھانا اور پینا لے کر جائیں تو وہ ان کے پاس عراق کی سرزمین میں پہنچ جائیں۔تو وہ کھانا لے کر عراق کی سرزمین میں پہنچ گئے۔یہاں تک کہ وہ کنویں کی منڈیر پر کھڑے ہو کر کہنے لگے دانیال' دانیال' تو دانیالؑ نے پوچھا کون ہے؟ انہوں نے کہا ارمیاء دانیال کہنے لگے۔تم کس طرح آئے ہو۔تو وہ کہنے لگے مجھے تیرے رب نے تیری طرف بھیجا ہے۔تو انہوں نے کہا۔تمام تعریف اللہ کی ہے جو اپنے یاد کرنے والے کو کبھی نہیں بھولتا اور جو اس سے امید رکھے وہ اس کو کبھی ناکام نہیں کرتا اور جو اس پر توکل کرے تو وہ اپنے علاوہ کسی کے حوالے نہیں کرتا اور جو نیکی کا بدلہ نیکی سے دیتا ہے اور صبر کا بدلہ نجات اور مغفرت سے دیتا ہے۔اور ہماری تکلیف اور مصیبت کو دور کر دیتا ہے۔اور جب ہمیں اپنے اعمال پر کوئی امید نہیں ہوتی تو وہ ہمارا سہارا بنتا ہے۔اور جب تمام وسائل و اسباب ٹوٹ جائیں تو وہ ہماری امیدوں کا مرکز ہو جاتا ہے۔(ابن الدنیا)

ابن ابی الدنیا نے ایک اور سند سے یوں ذکر کیا ہے کہ دانیالؑ کے زمانے میں جو بادشاہ تھا اس کے پاس نجومی اور دانا لوگ آئے اور کہنے لگے فلاں رات جو بچہ پیدا ہوگا وہ تیری بادشاہی کو ختم کر دے گا۔تو اس نے اس رات پیدا ہونے والے تمام بچوں کے بارے میں قتل کا حکم دے دیا۔جب دانیال پیدا ہوئے تو ان کی ماں نے انہیں شیر اور شیرنی کی کچھار میں پھینک دیا۔تو ساری رات شیر اور شیرنی انہیں پیار کرتے رہے۔تو اللہ نے انہیں بچا لیا اور وہ نبوت کے مرتبہ کو پہنچ گئے۔اور جو ان کے مقدر میں تھا وہ ہو کر رہا۔پھر ابن ابی الدنیا اپنی سند سے عبدالرحمٰن بن ابی الزناد کے طریق سے بیان کرتے ہیں کہ ان کے باپ نے کہا کہ میں نے ابو بردہ بن ابو موسیٰ اشعری کے ہاتھ میں ایک انگوٹھی دیکھی جس کے نگ پر دو شیر نقش تھے ان کے درمیان ایک آدمی تھا جسے شیر

[1] اس کی اسناد میں عبدالعزیز بن عمران متروک ہے اور ابن ابی حبیبہ جو کہ ابراہیم بن اسماعیل ہے یہ بھی ضعیف ہے۔داؤد بن حسین کے بارے میں حافظ ابن حجر کہتے ہیں کہ ثقہ ہے مگر جب عکرمہ سے روایت کرے تو اس کی روایت کا اعتبار نہیں ہے۔نیز پناہ صرف اللہ کی ذات یا اس کی صفات کی لی جا سکتی ہے۔کسی دوسرے کی پناہ درست نہیں۔("ذکر الٰہی" ترجمہ عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی ص ۳۰۵)

Marfat.com

چاٹ رہے تھے تو ابو بردہ نے کہا یہ دانیالؑ کی انگوٹھی ہے تو اسے ابو موسیٰ اشعری نے لے کر دفن کر دیا۔ تو ابو موسیٰ نے ان شہر والوں سے دانیال کی انگوٹھی کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ دانیالؑ نے اس پر اپنی اور دو شیروں کی تصویر نقش کی جس میں شیروں کو انہیں چاٹتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔ یہ کام انہوں نے اس لئے کیا کہ وہ اس بارے میں اللہ کی نعمت کو کبھی نہ بھولیں۔

دمیری کہتے ہیں چونکہ دانیالؑ اول آخر درندوں سے آزمائے گئے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کی پناہ کو خطرناک درندوں سے بچنے کا ذریعہ قرار دیا۔

دینوری نے ''مجالسہ'' میں معاذ بن رفاعہ سے بیان کیا ہے۔ کہ یحییٰ بن ذکریا دانیالؑ کی قبر سے گزرے تو انہوں نے قبر سے ایک آواز سنی ''وہ ذات پاک ہے جو اپنی قدرت اور بندوں پر موت کے ذریعے غالب آنے کی وجہ سے معزز ہوئی۔ پھر وہ چل دیئے تو آسمان سے آواز آئی۔ اَنَا الَّذِیْ تَعَزَّزْتُ بِالْقُدْرَةِ وَ قَهَرْتَ الْعِبَادَ بِالْمُوْتِ. ''میں ہی وہ ذات ہوں جو قدرت سے معزز ہوں اور موت کے ذریعے مخلوق پر غالب ہوں۔ جس نے یہ الفاظ کہے اس کے لئے ساتوں آسمان' ساتوں زمین اور جو ان میں ہے بخشش مانگتے ہیں۔ دانیالؑ کو اللہ تعالیٰ نے بخت نصر کے زمانے میں نبوت وحکومت عطا فرمائی تھی۔ مورخین کہتے ہیں۔ بخت نصر نے ان کو بنی اسرائیل کے دیگر قیدیوں کے ساتھ قید کر دیا۔ پھر بخت نصر نے ایک ڈراؤنا خواب دیکھا جس کی تعبیر سے تمام لوگ عاجز آ گئے پھر اس کی تعبیر دانیالؑ نے بیان فرمائی۔ جو اس کو پسند آئی۔ تو اس نے آپ کی عزت و توقیر کی۔

کہا جاتا ہے کہ ان کی قبر نہر سوس میں ہے۔ ابو موسیٰ نے ان کی قبر دیکھی اور انہیں نکال کر کفن دیا' نماز پڑھی اور پھر نہر سوس میں دفنا دیا اور اس پر پانی چھوڑ دیا۔

ابراہیم بن ادہم اور شیر: ''مجالسہ'' میں ہے کہ عبدالجبار بن کلیب نے کہا کہ ایک دفعہ ہم سفر میں ابراہیم بن ادھم کے ساتھ تھے کہ ہمارے سامنے شیر آ گیا۔ تو ابراہیم نے کہا کہ یہ دعا پڑھو:

اَللّٰهُمَّ احْرِسْنَا بِعَيْنِكَ الَّتِیْ لَا تَنَامُ وَ احْفَظْنَا بِرُكْنِكَ الَّذِیْ لَا يُرَامُ وَ ارْحَمْنَا بِقُدْرَتِكَ عَلَيْنَا لَا نَهْلِكُ وَ اَنْتَ رَجَائُنَا يَا اللّٰهُ يَا اللّٰهُ يَا اللّٰهُ.

اے اللہ! ہماری اس آنکھ سے حفاظت کر جو کبھی سوتی نہیں اور اپنے غلبہ سے جس تک کسی کی رسائی نہیں اور ہم پر اپنی قدرت سے رحم فرما جب تو ہماری امید ہو تو ہم کبھی ہلاک نہیں ہوں گے۔ یا اللہ' یا اللہ' یا اللہ۔

تو شیر ہمارے سامنے سے بھاگ گیا۔ راوی کہتا ہے کہ مجھے جب بھی کوئی خوفناک معاملہ پیش آتا ہے تو میں یہی دعا پڑھتا ہوں۔ تو مجھے فائدہ ہی ہوتا ہے۔

بعض تعویذات۔ فائدہ: محققین علماء نے کہا ہے کہ خوف وخطر اور ہم وغم کے لئے یہ آیتیں اپنے پاس رکھنا نہایت مجرب ہے۔ اللہ اس کی تمام حالات میں دشمنوں پر مدد فرمائے گا اور اس کے امور میں برکت عطا فرمائے گا۔ یہ آیتیں امراض باطنہ کے لئے بھی نہایت مفید ہیں۔ اور جسمانی تکالیف میں بھی مفید ہے۔ ان دونوں آیات میں سے ہر ایک میں مکمل حروف تہجی موجود ہیں۔ ایک صاف برتن میں اس کو لکھ کر عرق گلاب' خوشبودار تیل یا تلوں کے تیل سے۔ دھویا جائے۔ اور بطور طلاء یعنی مالش درد کی جگہ پھوڑا' پھنسی' آسیب' بخار' گیس' مسہ' ابھار اور تمام زخموں پر استعمال کیا جائے۔ تو عام طور پر اس دن بیماری دور ہو جاتی ہے۔

Marfat.com

جس کا کئی دفعہ تجربہ کیا گیا ہے۔ اور یہ چھپے ہوئے بھیدوں میں سے ہے۔ اسی طرح شیخ یافعی نے بیان فرمایا ہے پہلی آیت یہ ہے ﴿ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا - الی - عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ﴾ (آل عمران: ۱۵۴) دوسری آیت ﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ﴾ سے آخر تک۔ (الفتح ۲۹)

ایک بادشاہ کا واقعہ: بعض مؤرخین نے لکھا ہے۔ ایک بادشاہ اپنے ملک میں گھومنے پھرنے کے لئے نکلا تو ایک بڑی بستی میں جا نکلا تو اس میں اکیلا داخل ہوا۔ اسے پیاس لگی تو بستی کے ایک گھر کے دروازے پر کھڑا ہوا اور پانی مانگا۔ اس کے پاس ایک خوبصورت عورت پانی کا جگ لے کر نکلی اور اسے پکڑا دیا۔ اس نے جب اس عورت کو دیکھا تو اس پر فریفتہ ہو گیا اور اس سے برائی کا ارادہ کیا۔ عورت جانتی تھی کہ وہ اس سے بچ نہیں سکتی تو وہ اندر جا کر ایک کتاب لے آئی اور کہا کہ آپ اس کو دیکھیں اس وقت تک کہ میں اپنا ضروری بناؤ سنگھار کر کے واپس آ جاؤں۔ بادشاہ نے کتاب لی اس میں زنا کے متعلق زجر و توبیخ اور جوزانی کے لئے اللہ نے دردناک عذاب تیار کیا ہے دیکھا تو اس کے رونگٹے کھڑے ہو گئے تو توبہ کی نیت کر لی اور عورت کو بلا کر اس کو کتاب دی اور چلا گیا۔ عورت کا خاوند گھر میں موجود نہیں تھا وہ جب آیا تو اس نے اس کو سارا واقعہ سنایا۔ تو خاوند اپنے دل میں حیران رہ گیا اور ڈرا کہ اس میں تو بادشاہ کی غرض شامل ہو گئی ہے۔ پھر وہ اس سے جماع پر جرأت نہ کر سکا۔ یہ معاملہ کچھ عرصہ تک چلتا رہا پھر اس نے اپنے رشتہ داروں کو اپنے اور خاوند کے حالات سے مطلع کیا وہ یہ معاملہ بادشاہ تک اٹھا لے گئے۔ جب وہ بادشاہ کے سامنے پیش ہوئے تو عورت کے رشتہ داروں نے کہا کہ ہمارے آقا بادشاہ کو اللہ عزت عطا فرمائے۔ اس شخص نے ہم سے کھیتی باڑی کے لئے ایک زمین بطور اجرت لی تھی۔ تو اس نے کچھ عرصہ اس میں کھیتی باڑی کی پھر اس کو بیکار چھوڑ دیا نہ تو اس میں کوئی کھیتی باڑی کرتا ہے اور نہ اس کو چھوڑتا ہے کہ وہ ہم اس آدمی کو دیں جو اس میں کھیتی باڑی کر لے اور اس سے ہماری زمین کو نقصان پہنچ رہا ہے اور زمین کے استعمال نہ کرنے کی وجہ سے اس کے خراب ہو جانے کا ہم کو خدشہ ہے۔ تو بادشاہ نے عورت کے خاوند سے کہا کہ زمین کی بیجائی سے تجھے کون سی چیز روکتی ہے۔ اس نے کہا ہمارے آقا کو اللہ عزت دے، مجھے معلوم ہوا ہے کہ میری زمین میں شیر داخل ہوا ہے۔ اور میں اس سے خوف زدہ ہوں اور میں اس کے پاس جانے کی قدرت نہیں رکھتا کیوں کہ مجھے علم ہے کہ میں شیر سے مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتا۔ بادشاہ معاملے کو سمجھ گیا کہنے لگا۔ اوئے! بیشک تمہاری زمین پاک ہے بیج بونے کے قابل ہے۔ اسی میں فصل بو شیر اس کی طرف آئندہ کبھی نہیں آئے گا۔ پھر اس کے لئے اور اس کی بیوی کے لئے انعام کا حکم دیا اور اس کو واپس بھیج دیا۔

''تاریخ ابن خلکان'' میں ہے کہ جب مازیار بادشاہ معتصم کے پاس آیا حالانکہ اس پر انتہائی غضب ناک تھا۔ تو معتصم سے کہا گیا۔ امیر المومنین جلدی نہ کریں اس کے پاس بہت سا مال ہے تو اس وقت معتصم نے ''ابوتمام'' کا یہ شعر پڑھا:

إنّ الأسود أسود الغاب همّتها ... يوم الكريهة في المسلوب لا السلب

''بے شک جنگل کے شیر کا جنگ میں اصل مقصد مال نہیں بلکہ مال والا ہوتا ہے۔''

اور خالد کاتب نے کیا خوب کہا ہے۔

علم الغيث الندى حتى إذا ... ما وعاه علم البأس الأسد

''میرے ممدوح نے بارش کو عطا و سخا کا سبق پڑھایا۔ یہاں تک کہ اس نے اسے یاد کر لیا اور اس نے شیر کو بھی جنگی

Marfat.com

تربیت دی۔"

فـإذا الـغيـث مـقـر بـالـنـدى　　و إذا الـلّيـث مـقـر بـالـجـلـد

"بارش اس کی سخاوت کا اقرار کرتی ہے اور شیر اس کی مضبوطی کا اعتراف کرتا ہے۔"

خالد کاتب کے یہ شعر بھی ہیں۔

ظـفـر الـحـب بـقـلـب دنف　　بك و الـسـقـم بـجـسـم نـاحـل

"تیرے ساتھ محبت کمزور دل پر کامیاب ہوگئی اور کمزور جسم پر بیماری غالب آ گئی۔"

وبـكـى الـعـاذل لـي مـن رحـمـتـي　　فـبـكـائـي لـبـكـاء الـعـاذل

میری نرم دلی کو دیکھ کر ملامت گر رونے لگا۔ اسے روتا دیکھ کر میں بھی رونے لگا۔"

خالد کاتب ایک بوڑھا آدمی تھا۔ بینگنوں کے موسم میں اس پر سیاہی غالب آ جاتی۔ بچے اس کے پیچھے دوڑتے۔ اور "یا خالد یا بارد" کہہ کر آوازے کستے۔ ایک دن وہ معتصم کے محل سے اپنی پشت ٹیک کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا میں بارد یعنی ٹھنڈا کیسے ہوسکتا ہوں حالانکہ میں نے یہ شعر کہے ہیں۔

بـكـى عـاذلـي مـن رحـمـتـي فـرحـمـتـه　　وكـم مـسـعـد مـن مـثـلـه ومـعـيـن

"مجھے ملامت کرنے والے میری نرمی کی دم سے رو پڑے تو مجھے اس پر رحم آنے لگا اور اس جیسے کتنے ہی میرے غم میں معاون اور مددگار ہیں۔"

ورقـت دمـوع الـعـيـن حـتـى كـأنّهـا　　دمـوع دمـوعـي لا دمـوع جـفـونـي

"میری آنکھوں کے آنسو نرم ہوگئے گویا کہ وہ میری پلکوں کے نہیں بلکہ میرے آنسوؤں کے آنسو ہیں۔"

نوح علیہ السلام اور ابلیس: روضۃ العلماء میں ہے کہ نوحؑ نے جب انگور کا درخت لگایا تو ابلیس لعین نے اس میں پھونک کر اسے سکھا دیا۔ تو نوحؑ اس پر بہت غمگین ہوئے اور اس معاملے میں فکرمند ہو کر بیٹھ گئے۔ ابلیس نے آ کر ان سے ان کی فکرمندی کے متعلق پوچھنے لگا۔ آپؑ نے اسے بتایا تو وہ کہنے لگا کہ اے اللہ کے نبیؑ اگر آپ اس کو ہرا بھرا کرنا چاہتے ہیں۔ تو مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس پر سات چیزیں ذبح کروں۔ تو اس نے شیر، ریچھ، چیتا، گیدڑ، کتا، لومڑی اور مرغ ذبح کر کے ان کا خون اس انگور کی جڑوں میں بہایا تو وہ اسی وقت ہرا بھرا ہو گیا۔ اور وہ سات رنگوں کا حامل بن گیا حالانکہ اس کا پہلے ایک ہی رنگ تھا۔ اسی وجہ سے شراب پینے والا شیر کی طرح دلیر، ریچھ کی طرح طاقتور، چیتے کی طرح غضب آلود، گیدڑ کی طرح بھبکیاں مارنے والا، کتے کی طرح لڑنے والا، لومڑی کی طرح چاپلوسی کرنے والا۔ مرغ کی طرح آواز نکالنے والا ہوتا ہے۔ تو نوحؑ کی قوم پر شراب حرام کر دی گئی۔ نوحؑ کا نام عبدالجبار تھا۔ اور اپنی امت کے گناہوں پر نوحہ کرنے کی وجہ سے ان کا نام نوحؑ رکھا گیا۔ ان کا ایک بھائی صابی بن لامک تھا اور اسی کی طرف صابئین کا دین منسوب ہے۔ جیسا کہ علماء نے بیان کیا ہے۔

ایک ذیلی بات ابومسلم خراسانی کے واقعات: ابومسلم خراسانی کا نام عبدالرحمٰن بن مسلم تھا اور وہ ابوامیہ کے معاملے سے فراغت کے بعد عام طور پر یہ شعر کہتا تھا۔

Marfat.com

أدركت بالحزم والكتمان ما عجزت	عنه ملوك بني مروان إذ حشدوا

''ہوشیاری اور راز کو چھپا کر میں نے وہ کچھ حاصل کر لیا جس سے بنو مروان کے بادشاہ اکٹھے ہو کر بھی عاجز رہ گئے۔''

مازلت أسعى بجهدي في دمارهم	والقوم في غفلة بالشام قد رقدوا

''میں انہیں تباہ کرنے میں ہمیشہ اپنی جدوجہد میں مصروف رہا اور وہ لوگ شام میں غفلت کی نیند سوئے رہے۔''

حتى ضربتهمو بالسيف فانتبهوا	من نومة لم ينمها قبلهم أحد

''جب میں نے ان پر تلوار کا وار کیا تو وہ اپنی اس نیند سے بیدار ہوئے جس نیند کی طرح پہلے کوئی نہ سویا تھا۔''

ومن رعى غنمًا فى أرض مسبعة	ونام عنها تولى رعيها الأسد

''اور جو درندوں کی سرزمین میں بکریاں چھوڑ کر سو جاتا ہے تو اس کی نگرانی شیر ہی کرتا ہے۔''

ابن خلکان ابو مسلم خراسانی کے حالات کے بارے میں یوں بیان کرتا ہے کہ ابو العباس سفاح ابو مسلم خراسانی کی بہت تعظیم کرتا تھا۔ کیونکہ اس نے اس کو بنایا اور سکھایا تھا۔ جب سفاح مر گیا تو اس کا بھائی منصور حکومت کا والی بنا۔ تو ابو مسلم سے کچھ ایسی باتیں سامنے آئیں جنہوں نے منصور کے سینے میں غصے کی آگ بھڑکا دی۔ اس نے اس کو قتل کرنے کا ارادہ کر لیا۔ پھر اپنی رائے پر پختگی کے لئے کبھی مشورے کرتا کبھی اپنی رائے کا ظہار کرتا۔ ایک دن اس نے مسلم بن قتیبہ سے کہا کہ ابو مسلم کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے۔ تو اس نے کہا اے امیر المومنین لَوْ كَانَ فِيهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا یعنی اگر زمین و آسمان میں اللہ کے علاوہ اور معبود ہوتے تو یہ دونوں برباد ہو جاتے۔ اس کا اشارہ اس طرف تھا کہ ابو مسلم کی موجودگی میں اس ملک میں اور کسی کی حکومت نہیں اور وہ سمجھتا ہے اَنَا وَلَا غَيْرِىْ (یعنی میرے علاوہ کوئی نہیں) خلیفہ نے کہا ابن قتیبہ بس تیرا اتنا کہنا ہی کافی ہے۔ تو نے یہ بات یاد رکھنے والے کان میں ڈال دی ہے۔ پھر منصور ابو مسلم کو ہمیشہ دھوکا دینے کے لیے تیار رہا۔ یہاں تک کہ ایک دن جب کہ وہ مدائن میں موجود تھا تو اس نے ابو مسلم کو پیش کرنے کا حکم دیا۔ بادشاہ نے اسے قتل کرنے کے لئے کچھ لوگ ترتیب دے رکھے تھے۔ اور انہیں کہہ رکھا تھا کہ جب تم مجھے دیکھو کہ میں اپنے ہاتھ سے اپنے چہرے کو صاف کر رہا ہوں اسی وقت اس کو مار ڈالنا۔ جب ابو مسلم منصور کے پاس پہنچا تو منصور نے اس سے ہونے والی خطاؤں پر اسے متنبہ کیا پھر اپنے چہرے کو پونچھنے لگا تو ان لوگوں نے جلدی سے دبوچ لیا۔ تو وہ چیخنے لگا امیر المومنین! مجھے اپنے دشمنوں کے لئے زندہ رہنے دو۔ منصور نے اسے کہا اے اللہ کے دشمن۔ تجھ سے بڑا دشمن میرا کون ہو سکتا ہے۔ جب وہ قتل کر دیا گیا تو اس کے ساتھی بھڑک اٹھے۔ تو منصور نے ان پر روپے پیسے کی بارش کا حکم دے دیا۔ تو ان کا جوش ٹھنڈا ہو گیا۔ پھر ابو مسلم کا سر ان کی طرف پھینک دیا۔ پھر اسے ایک چٹائی میں لپیٹ دیا گیا۔ پھر جعفر بن حنظلہ منصور کے پاس آئے تو ابو مسلم کو ایک چٹائی میں لپٹا ہوا دیکھ کر کہنے لگے۔

امیر المؤمنین اس دن کو اپنی خلافت کا پہلا دن شمار کیجئے۔ پھر یہ شعر پڑھے:

فألقت عصاها واستقر بها النوى	كما قر عينًا بالإياب المسافر

''اس عورت نے اپنی عصا پھینک دی اور جدائی پر اس کو قرار آ گیا جیسے مسافر گھر لوٹ کر آنکھوں کو ٹھنڈا کرتا ہے۔''

زعمت أنّ الدين لا يقتضى	فاستوف بالكيل ابا مجرم

Marfat.com

''اے ابومجرم تو نے یہ سمجھا تھا کہ قرضہ کبھی ادا نہیں ہوگا اب تو اسے پورا تول کر لے لے۔''

پھر منصور حاضرین کی طرف متوجہ ہوا جبکہ ابومسلم اس کے سامنے پڑا ہوا تھا اور یوں کہنے لگا۔

اشرب بكأس كنت تستقي بها أمرّ في الحلق من العلقم

''اس پیالے میں جس میں تو ہمیشہ پیا کرتا تھا اب ایلوے سے بھی کڑوے گھونٹ اپنے گلے سے اتار۔''

أبا مجرم ما غيّر اللّٰه نعمة على عبده حتى يغيّرها العبد

''اے ابومجرم اللہ اپنے بندے پر جو احسان فرماتا ہے اس کو کبھی نہیں بدلتا جب تک کہ بندہ اس کو خود نہ بدلے۔''

ابومسلم کو ابومجرم بھی کہا جاتا تھا اس لئے ابودلامہ یوں کہتا ہے:

أفي دولة المنصور حاولت غدره ألا أنّ أهل الغدر آبؤك الكرد

''کیا حضور کی حکومت میں تو غداری کرنا چاہتا ہے خبردار تیرے کرد آباء بھی غدار ہیں۔''

أبا مجرم خوّفتني القتل فانتحى عليك بما خوفتني الأسد الورد

اے ابومجرم تو نے مجھے مار ڈالنے سے ڈرایا تھا اب اسی پیاسے شیر نے جس سے تو نے مجھے ڈرایا تھا تجھے کنارے لگا دیا۔''

فمن أطاعك فانفعه لطاعته كما أطاعك و ادلله على الرشد

''جو تیری اطاعت کرے تو اس کی اطاعت کی وجہ سے اسے فائدہ پہنچاؤ اور ہدایت پر اس کی راہنمائی کرو۔''

جب منصور نے ابومسلم کو قتل کیا تو لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ابومسلم نے شروع میں تو ہم پر احسانات کئے لیکن آخر میں ہمارے ساتھ برے سلوک سے پیش آیا۔ اور نابغہ ذبیانی نے نعمان بن منذر کو کیا خوب کہا۔

ومن عصاك فعاقبه معاقبة تنهى الظلوم ولا تقعد على ضمد

''اور جو تیری نافرمانی کرے اس کو تو ایسی سزا دے جو ظالم کو اس کے ظلم سے روک دے اور کبھی بھی بات دل میں رکھ کر نہ بیٹھ رہنا۔''

"ضَمَد" کا معنی اس شعر میں کینہ ہے۔ ابومسلم کا قتل شعبان ۱۳۶ یا ۱۳۷ میں ہوا۔ ابن خلکان وغیرہ نے کہا کہ ابومسلم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سنی بھی ہے اور اس سے روایت بھی کی گئی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے ایک دن خطبہ دیا تو ایک آدمی اٹھا اور کہنے لگا۔ یہ کیا سیاہ لباس ہے جو میں آپ پر دیکھ رہا ہوں۔ تو ابومسلم نے کہا کہ مجھے ابوزبیر نے جابر بن عبداللہ سے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن جب مکہ میں داخل ہوئے تو آپؐ کے سر پر سیاہ عمامہ تھا اور یہ رعب دار اور حکومتی لباس ہے پھر ابومسلم نے کہا اے غلام اس کی گردن اڑا دو۔

میں کہتا ہوں کہ جابرؓ کی حدیث صحیح مسلم میں ہے۔ ابن رفعہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھے اور آپ کے سر پر سیاہ عمامہ تھا جس کا ایک کنارہ انہوں نے کندھوں کے درمیان لٹکا رکھا تھا۔ یہ بھی صحیح مسلم میں موجود ہے۔

ابن رفعہ نے کہا اس کے بعد خطبے کے دوران بنی عباس کا سیاہ پگڑی شعار بن گیا۔

Marfat.com

ابو مسلم نے جن لوگوں کو باندھ کر یا جنگوں کے دوران قتل کیا ان کو شمار کیا گیا تو ان کی تعداد چھ لاکھ تھی۔ اس کے نسب میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں عربی ہے بعض کہتے میں عجمی ہے کچھ اسی کو کردوں میں بتاتے ہیں۔ اور بیان کیا جاتا ہے کہ عبداللہ بن مبارک سے پوچھا گیا کہ ابو مسلم بہتر ہے یا حجاج؟ انہوں نے کہا میں یہ نہیں کہتا ہے کہ ابو مسلم کسی سے بھی بہتر ہے۔ لیکن یہ کہتا ہوں کہ حجاج اس سے بھی برا تھا۔ ابو مسلم نہایت فصیح اور معاملہ فہم تھا۔ اور اس جیسا مزاح کرنے والا کبھی نہیں دیکھا گیا۔ کبھی بھی اس پر خوشی یا غمی کے آثار ظاہر نہیں ہوئے اور وہ سال میں صرف ایک دفعہ ہی عورتوں کے پاس جاتا۔ اور کہا کرتا تھا کہ جماع دیوانگی ہے۔ اور انسان کو سال میں ایک ہی دفعہ دیوانہ ہونا کافی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ابو مسلم سے پوچھا گیا۔ کہ بنو امیہ کے ہاتھ سے حکومت نکلنے کا سبب کیا چیز تھی؟ تو وہ کہنے لگا۔ اس لئے کہ انہوں نے اپنے آپ پر اعتماد کرتے ہوئے اپنے دوستوں کو دور کر دیا اور الفت دلانے کے لئے دشمنوں کو نزدیک کر لیا۔ تو دشمن نزدیک کرنے سے ان کا دوست نہ بن سکا لیکن دوست دور کرنے سے دشمن بن گیا۔ اور ابو مسلم بنو امیہ کی حکومت کو ختم کرنے والا اور بنو عباس کی حکومت کو زندہ کرنے والا تھا۔ اور ابن اثیر وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ جب منصور نے ابن ہبیرہ کا محاصرہ کیا تو کہا کہ ابن ہبیرہ عورتوں کی خندقوں میں چھپ جاتا ہے۔

جب یہ بات ابن ہبیرہ کو پہنچی تو اس نے اس کی طرف یہ پیغام بھیجا کہ تو نے ایسی ایسی بات کی ہے؟ تو پھر سامنے آ کر مقابلہ کرتا کہ تجھے پتہ چلے۔ تو منصور نے کہا۔ میں تیرے لئے اور اپنے لیے ایک ہی مثال پاتا ہوں کہ جیسے ایک شیر تھا جو خنزیر سے ملا تو خنزیر نے اس سے کہا کہ اگر ہمت ہے تو میرے مقابلے میں آؤ۔ تو اس نے کہا کہ میری تجھ سے برابری نہیں۔ اگر تیری طرف سے مجھے کوئی نقصان پہنچا تو یہ ہمیشہ مجھ پر عار رہے گی۔ اگر میں نے تجھے قتل کر دیا تو میں نے خنزیر کو قتل کیا تو اس پر میری کوئی تعریف نہیں کرے گا اور تجھے مارنے میں مجھے کوئی فخر نہیں ہوگا۔ تو خنزیر نے اس سے کہا اگر تو میرا مقابلہ نہیں کرتا تو میں درندوں سے کہہ دوں گا کہ تو مجھ سے ڈر گیا ہے۔ تو شیر نے کہا کہ تیرے خون سے اپنی ہتھیلی کو رنگنے سے آسان تیرے جھوٹ کی ذلت برداشت کر لینا ہے۔

شرعی حکم: امام شافعیؒ احمدؒ ابو حنیفہؒ داود ظاہری اور جمہور کہتے ہیں کہ شیر کا کھانا حرام ہے کیونکہ امام مسلم نے اپنی صحیح میں نبی ﷺ سے بیان کیا ہے کہ کُلُّ ذِیْ نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ فَاَکْلُهٗ حَرَامٌ۔

درندوں میں سے ہر کچلی والا جانور کھانا حرام ہے۔''

لیکن ہمارے ساتھی کہتے ہیں کہ ذی ناب سے مراد وہ جانور ہے جو اپنی کچلیوں کے ساتھ مضبوط پکڑتا ہو اور شکار کرتا ہو۔ الماوردی کی کتاب ''الحاوی'' میں یوں ہے کہ امام شافعی فرماتے ہیں کہ جس جانور کی کچلیاں مضبوط ہوں اور کسی حیوان پر اسے حاصل کرنے کے لئے حملہ کرے۔ پس اس کا اپنی کچلیوں کے ساتھ حملہ کرنا اس کی حرمت کی علت ہے۔ ابو اسحاق مروزی کہتے ہیں کہ ذی ناب وہ جانور ہے کہ جس کی زندگی کی گزران اس کی کچلیوں پر ہو۔ پس یہی اس کی حرمت کی علت ہے۔

امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں سباع وہ جانور ہے جو اپنی کچلیوں سے چیرتا پھاڑتا ہے۔ اگر چہ وہ خود حملہ نہ کرے۔ اور اگر چہ اپنی کچلیوں پر اس کی گزران نہ ہو۔ پس یہ تین علتیں ہیں۔ اس میں ابو حنیفہ کی دلیل عام ہے۔ امام شافعی کی درمیانی ہے۔ اور مروزی کی خاص ہے ان پہلی دو علتوں کی وجہ سے بجو بھی حلال ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ بظاہر سو جاتا ہے یہاں تک کہ شکار کر لیتا ہے۔ اور امام

Marfat.com

شافعی کے قول کی بناء پر بلیاں بھی حلال ہوں گی۔

کیونکہ ان کی کچلیاں مضبوط نہیں ہوتیں۔ اور اپنی کمزوری کی وجہ سے یہ کو شکاریوں کی مطلوب ہوتی ہے اور ہمارے ساتھیوں نے اس کے حرام ہونے کو صحیح کہا ہے۔ جیسا کہ اس کا ذکر سین مہملہ کے باب میں آئے گا۔ انشاء اللہ۔ اور امام شافعی کی بیان کردہ علت کی بنا پر گیدڑ بھی حلال ہوگا۔ کیونکہ وہ ابتداء حملہ نہیں کرتا اور امام مروزی کی علت کی وجہ سے حرام ہوگا اس لئے کہ وہ اپنی کچلیوں کی بنا پر زندہ رہتا ہے۔ کما سیاتی ان شاء اللہ۔ اور امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ سب کچلیوں والے جانوروں کا کھانا مکروہ ہے اور وہ حرام نہیں کہتے اور انہوں نے اللہ کے اس فرمان سے دلیل لی ہے:

قُلْ لَّآ اَجِدُ فِیْ مَآ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰی طَاعِمٍ یَّطْعَمُهٗٓ . الخ (الانعام: ۱٤٥)

اور ہمارے ساتھیوں نے مذکورہ حدیث سے دلیل لیتے ہوئے کہا اس آیت میں صرف یہ خبر دی ہے کہ اس وقت صرف مذکورہ آیت میں حرام چیزوں کا پتا تھا۔ پھر بعد میں یہ وحی کی گئی کہ درندوں میں سے ہر کچلی والا جانور حرام ہے۔ تو اس کو قبول کرنا اور اس پر عمل کرنا لازم ہے۔ امام شافعی کہتے ہیں کہ عرب مندرجہ ذیل جانوروں کو نہیں کھاتے۔ شیر' بھیڑیا' کتا' چیتا' ریچھ' چوہا' بچھو' سانپ' چیل' کوے' گدھ' بغاث' شکرہ اور اسی طرح حشرات اور پرندوں میں سے شکاری جانور۔

اور شیر کو بیچنا بھی جائز نہیں اس لئے کہ اس کا کوئی فائدہ نہیں اور اس کا شکار کھانا بھی اللہ نے حرام قرار دیا ہے۔

ضرب الامثال: عربوں کی اکثر مثالیں چوپایوں سے بیان کی جاتی ہیں وہ جب بھی کسی کی مذمت یا تعریف کرتے ہیں تو انہیں مثالوں کے ساتھ کرتے ہیں۔ اس لئے کہ انہوں نے اپنی رہائش گاہیں درندوں سانپوں اور کیڑے مکوڑوں کے درمیان بنا رکھی تھی۔ اسی وجہ سے وہ مثالیں بھی انہیں جانوروں سے دیتے تھے۔ امام احمدؒ نے حسن اسناد سے اور حسن بن عبداللہ عسکری نے بھی عبداللہ بن عمرو بن العاص سے یہ روایت بیان کی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے ایک ہزار مثالیں یاد کی ہیں۔ اسی لئے عسکری نے اپنی کتاب ''الامثال'' میں نبی ﷺ کی احادیث پر مشتمل ایک ہزار مثالیں ذکر کی ہیں۔ پس جو چیز شیر کو دیگر جانوروں سے خاص کرتی ہے وہ یہ ہے کہ انہوں نے یہ محاورہ بنا رکھا ہے کہ فلاں آدمی شیر سے زیادہ معزز ہے اور شیر سے زیادہ جوش والا اور شیر سے بڑا اور شیر سے بہادر اور شیر سے زیادہ دلیر ہے۔ اور انہوں نے شیر سے ڈرنے کی بھی مثالیں بیان کی ہیں۔ اور لیلیٰ کے مجنوں نے کہا کہ جس کا نام عامر بن قیس تھا۔ (اس میں اختلاف ہے)

یقولون لی یومًا وقد جئت حیهم   وفی باطنی نار یشب لهیبها

''ایک دن جب میں ان کے محلے میں پہنچا جب کہ میرے دل میں آگ کے شعلے بھڑک رہے تھے۔ تو انہوں نے مجھ سے کہا۔''

اما تختشی من اسدنا فاجبتهم   هوی کل نفس این حل حبیبها

''کیا تو ہمارے شیروں سے نہیں ڈرتا تو میں نے ان کو جواب دیا کہ آدمی اس طرف جانا چاہتا ہے جہاں اس کے محبوب کی جگہ ہو۔''

اسد الشریٰ سے مثالیں بھی بیان کی جاتیں ہیں۔ وہ شیروں کا مسکن اور سلمٰی کا راستہ تھا (جو ایک مشہور محبوبہ تھی)۔

Marfat.com

چنانچہ فرزدق نے کہا:

و إن الّذی یسعی لیفسد زوجتی کساع إلی أسد الشری یشتبیلها

''بے شک جو میری بیوی کو خراب کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ گویا کہ وہ اسد الشریٰ کی طرف جا کر شیر کے بچوں کو اٹھانے کی کوشش کر رہا ہے۔''

اور فرزدق کی طرف ایک نہایت قابل احترام بات منسوب کی جاتی ہے جس کی وجہ سے اس کے لئے جنت کی امید کی جاتی ہے۔ اور وہ بات یہ ہے کہ ہشام بن عبدالملک نے جب اپنے باپ کے دور حکومت میں حج کے دوران بیت اللہ کا طواف کیا اور کوشش کی حجر اسود تک پہنچے اور اس کو بوسہ دے سکے تو بھیڑ کی زیادتی کی وجہ سے ایسا نہ کر سکا۔ تو اس کے لئے ایک کرسی لگائی گئی کہ وہ اس پر بیٹھ کر لوگوں کو دیکھے۔ اس کے ساتھ شام کے معززین بھی موجود تھے۔ کہ اسی دوران حضرت زین العابدینؒ تشریف لائے اور وہ نہایت خوبصورت اور خوشبو سے معطر تھے۔ انہوں نے بیت اللہ کا طواف کیا۔ جب حجر اسود پر پہنچے تو لوگ ان کے لئے الگ ہو گئے۔ تو انہوں نے حجر اسود کا بوسہ لے لیا۔ ایک شام کے آدمی نے ہشام سے پوچھا کہ یہ شخص کون ہے کہ جس سے سب لوگ اتنا زیادہ ڈرتے ہیں۔ ہشام نے کہا میں اسے نہیں جانتا۔ اس نے یہ بات اس لئے کہی کہ شام کے لوگ اس کی طرف متوجہ نہ ہو جائیں اور کہیں اس میں دلچسپی نہ لینے لگیں۔ فرزدق وہاں موجود تھا اس نے کہا میں اسے جانتا ہوں۔ شامی نے کہا یہ کون ہے۔ تو فرزدق نے یہ شعر کہے:

هذا ابن خیر عباد اللّٰه کلّهم هذا التقیّ النقیّ الطاهر العلم

''یہ اللہ کے تمام بندوں میں سے بہترین کا بیٹا ہے۔ یہ پرہیزگار صاف ستھرا اور سردار ہے۔''

هذا الّذی تعرف البطحاء و طأته و البیت یعرفه و الحل و الحرم

''یہ وہ شخص ہے جس کی رفتار کو بطحا کی پوری وادی' بیت اللہ اور حل وحرم اس کو جانتے ہیں۔''

اذا راته قریش قال قائلها الی مکارم هذا ینتهی الکرم

''جب قریش اس کو دیکھتے ہیں تو ان کا کہنے والا یہ کہتا ہے کہ اس کے اعلیٰ کارناموں پر تمام اعزازات ختم ہیں۔''

ینمی الی ذروة العز التی قصرت عن نیلها عرب الاسلام و العجم

''عزت کے اس اعلیٰ مرتبہ فائز ہے کہ جس کے حاصل کرنے سے عرب وعجم کے مسلمان آدمی قاصر ہیں۔''

یکاد یمسکه عرفان راحته رکن الحطیم اذا ما جاء یستلم

''جب یہ بوسہ دینے کے لئے آتا ہے تو رکن اور حطیم اس کی بہترین ہتھیلی کو اپنے ساتھ چمٹا لینا چاہتے ہیں۔''

فی کفه خیزران ریحه عبق من کف اروع فی عرنینه شمم

''اس کی ہتھیلی میں ایک شاہی عصا ہے جس میں سے عمدہ ہتھیلی کی وجہ سے خوشبو مہک رہی ہے۔ اس کی ناک عمدہ اور خوبصورت ہے۔''

یغضی حیاء ویغضی من مهابته فما یکلم الا حین یبتسم

Marfat.com

''حیاء سے اپنی آنکھوں کو جھکاتا ہے اور اس کی ہیبت سے لوگ بھی اپنی نگاہوں کو جھکا لیتے ہیں۔ تو جب وہ مسکراتا ہے تو تب لوگوں کو بات کرنے کی ہمت ہوتی ہے۔''

ینشق نور الهدی من نور غرته کالشمس ینجاب عن اشراقها القتم

''اس کی روشن پیشانی سے ہدایت کا نور پھوٹتا ہے۔ جس طرح سورج کے طلوع ہونے سے تاریکی بھاگ جاتی ہے۔''

مشتقة من رسول الله نبعته طابت عناصره والخیم والشیم

''اس کا نسب اور اصل نبی ﷺ کی ذات سے نکلتا ہے۔ اس کی نسل اور عادات وخصائل سب عمدہ ہیں۔''

هذا ابن فاطمة ان کنت جاهله بجده انبیاء الله قد ختموا

''اگر تو اس کو نہیں جانتا تو یہ فاطمہ کا بیٹا ہے۔ اس کے دادا پر اللہ کے انبیاء ختم ہو گئے۔''

الله شرفه قدما وعظمه جری بذاك له فی لوحه القلم

''اللہ نے اس کو زمانہ قدیم سے شرافت وعظمت بخشی اور اسی طرح قلم نے اس کی تقدیر میں لکھ دیا ہے۔''

ولیس قولك من هذا بضائره العرب تعرف من انکرت والعجم

''اور تیرا اس کو نہ پہچاننا اس کو کوئی نقصان نہیں دے سکتا۔ جس کو تو نہیں جانتا اس کو عرب وعجم سب جانتے ہیں۔''

کلتا یدیه غیاث عم نفعهما یستوکفان ولا یعروهما عدم

''اس کے دونوں ہاتھ بادل کی طرح ہیں جس کا نفع عام ہے۔ وہ دونوں برستے ہیں اور ان کو افلاس کا ڈر نہیں۔''

سهل الخلیقة لا تخشی بوادره یزینه اثنان حسن الخلق والشیم

''اچھے اخلاق والا ہے اس کی جلد بازی سے کوئی خوف زدہ نہیں ہوتا اور اس کو دو چیزیں مزین کر رہی ہیں' اخلاق' اور خصائل کی اچھائی۔''

حمال اثقال اقوام اذا افتر حوا حلو الشمائل یحلو عنده "نعم"

''جب لوگ چاہیں تو یہ ان کے بوجھ اٹھا سکتا ہے۔ میٹھے اخلاق والا ہے اور نعم کا لفظ اس کے نزدیک بہت ہی پیارا ہے۔''

ما قال لا قط الا فی تشهده لو التشهد کانت لاؤه نعم

''اس نے کلمہ شہادت کے علاوہ کبھی بھی کلمہ ''لا'' زبان پر نہیں لایا۔ اگر کلمہ شہادت نہ ہوتا تو اس کا ''لا'' بھی ''نعم'' ہوتا۔''

عم البریة بالاحسان فانقشعت عنها الغیابة والاملاق والعدم

''اس کا احسان تمام مخلوق پر عام ہے اس کی وجہ سے مخلوق سے دوری' فقیری اور افلاس ختم ہو گیا۔''

من معشر حبهم دین وبغضهمو کفر وقربهمو منجی ومعتصم

Marfat.com

''یہ ان لوگوں سے تعلق رکھتا ہے جن سے محبت کرنا دین ہے اور جن سے بغض رکھنا کفر ہے ان کا قرب نجات اور جہنم سے بچاؤ ہے۔''

ان عد اھل التقی کانوا ائمتھم او قیل من خیر اھل الارض قیل ھمو

''اگر اہل تقویٰ کو شمار کیا جائے تو یہ ان کے امام ہوں گے۔ اور جب پوچھا جائے کہ زمین کا بہترین انسان کون ہے تو کہا جائے گا کہ یہی ہیں۔''

لا یستطیع جواد بعد غایتھم ولا یدانیھمو قوم وان کرموا

''اس کی انتہا کے بعد سخی کو سخاوت کرنے کی طاقت باقی نہیں رہتی۔ اور لوگ جتنے بھی سخی ہو جائیں اس تک ان کی رسائی ناممکن ہے۔''

ھم الغیوث اذا ما ازمة ازمت والاسد اسد الشری والباس محتدم

''قحط سالی کے وقت یہ برسنے والا بادل بن جاتا ہے۔ اور خوفناک جنگ کے وقت ''اسد الشریٰ'' کا شیر بن جاتا ہے۔''

لا ینقص العسر بسطا من اکفھم سیان ذلك ان اثروا وان عدموا

''اس کی ہتھیلیوں کی کشادگی کو تنگ دستی کم نہیں کر سکتی۔ یہ فقیر ہو یا مالدار دونوں حالتوں میں برابر ہے۔''

مقدم بعد ذکر اللہ ذکر ھمو فی کل بدء و مختوم بہ الکلم

''اللہ کے ذکر کے بعد اس کا ذکر ہر چیز کے شروع میں اور ہر کلام کے آخر میں مقدم ہے۔''

ای الخلائق لیست فی رقابھم لاولیة ھذا اولہ نعم

''مخلوق میں ایسا کوئی نہیں جس کی گردن پر اس کا احسان نہ ہو۔''

من یعرف اللہ یعرف اولیة ذا فالدین من بیت ھذا نالہ الامم

جو اللہ کو پہچانتا ہے وہ اس کی اولیت کو بھی پہچانتا ہے۔ تمام لوگوں کو اسی گھر سے دین ملا۔''

ہشام فرزدق پر غضبناک ہوا اور اس کے قید کرنے کا حکم دیا۔ امام زین العابدین نے اس کی طرف بارہ ہزار درہم بھیجے لیکن اس نے واپس کر دیئے اور کہا میں نے یہ تعریف کسی عطیے کے لئے نہیں کی بلکہ اللہ کے لئے کی ہے۔ پھر زین العابدین نے دوبارہ اس کی طرف واپس بھیجے اور کہا کہ ہم اہل بیت جب کسی چیز کو بخش دیتے ہیں تو اس کو واپس نہیں لیتے اور اللہ تیری نیت کو جانتا ہے وہ اس کا تجھے بدلہ دے گا۔ اللہ تعالیٰ تیری کوشش کی قدر دانی کرے۔ پھر جب اس کے پاس خط پہنچا تو اس نے عطیہ قبول کر لیا۔

فرزدق کا اصل نام ہمام بن غالب تھا۔ فرزدق اس کا لقب تھا جو نام پر غالب آ گیا فرزدق آٹے کے پیڑوں کو کہتے ہیں۔ اس کا واحد ''فرزدقۃ'' ہے۔ یہ لقب اس لئے رکھا گیا کہ اس کو چیچک نکل آئی تھی وہ صحیح ہو گیا لیکن اس کے چہرے پر سرخ پھولے ہوئے نشان باقی رہ گئے۔ اور کہا گیا ہے کہ اس کا یہ لقب اس کی کوتاہ جسمی اور سخت گوئی کی وجہ سے مشہور ہو گیا تھا۔ ابن خلکان نے کہا کہ محمد بن سفیان فرزدق کے آباء واجداد میں سے ایک ہے۔ اور وہ ان تین آدمیوں میں سے ہے جن کے زمانہ جاہلیت میں محمد

Marfat.com

نام رکھے گئے اس لیے کہ نبی ﷺ سے پہلے صرف تین آدمیوں کے نام محمد رکھنے کا پتا چلتا ہے ان کے آباء و اجداد کسی بادشاہ کے پاس وفد بن کر گئے جس کے پاس پہلی کتاب کا علم تھا۔ تو اس نے آپ ﷺ کے نام اور مبعوث ہونے کی خبر دی۔ ان تینوں میں سے ہر ایک کی بیوی حاملہ تھی تو ان میں سے ہر ایک نے نذر مانی کہ اگر اس کے ہاں لڑکا پیدا ہوا تو اس کا نام محمد رکھے گا۔ تو انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اور وہ تینوں محمد بن سفیان بن مجاشع ''فرزدق کا دادا اور دوسرا محمد بن احیحہ بن جلاح ''عبدالمطلب کا اخیافی بھائی'' اور تیسرا محمد بن حمران بن ربیعہ تھا۔ اور نبی ﷺ سے پہلے احمد نام کسی کا نہیں رکھا گیا۔

چوہے کی کہانی: ابن ابی حاتم نے اپنی اسناد سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب نوحؑ نے کشتی میں ہر چیز کے دو جوڑے سوار کر لئے تو اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ہم کیسے مطمئن ہوں گے یا ہمارے چوپائے کیسے مطمئن ہوں گے جبکہ ہمارے ساتھ شیر بھی موجود ہے۔ تو اللہ نے اس پر بخار طاری کر دیا۔ یہ پہلا بخار ہے جو زمین پر اتارا گیا۔ تو اس کو اب ہمیشہ بخار چڑھا رہتا ہے۔ پھر انہوں نے چوہے کی شکات کی کہ یہ شرارتی ہے ہمارے پینے اور سامان کو خراب کر دے گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے شیر کی طرف الہام کیا اس نے چھینک ماری تو اس سے بلی نکل آئی۔ تو چوہا بلی سے چھپنے لگا یہ روایت مرسل ہے۔

اور ابونعیم نے حلیہ میں وہب بن منبہ کے حالات زندگی میں کہا ہے کہ جب نوحؑ کو حکم ہوا کہ وہ ہر چیز کے دو جوڑے کشتی میں سوار کریں تو انہوں نے دعا کی اے اللہ شیر اور گائے سے کیسے معاملہ کروں گا۔ اور اونٹنی اور بھیڑیے سے کس طرح معاملہ کروں گا اور لومڑی اور کبوتر سے کیسے معاملہ کروں گا۔ تو اللہ نے ان کی طرف وحی کی کہ ان کے درمیان دشمنی کس نے ڈالی۔ انہوں نے کہا کہ تو نے یارب' تو اللہ نے کہا میں ہی ان کے دلوں میں الفت بھی ڈال دوں گا پھر وہ ایک دوسرے کو تکلیف نہیں دیں گے۔

طبی فوائد اور خواص: عبدالملک بن زہیر الخواص المجربۃ کے مصنف نے یوں کہا ہے کہ جس نے شیر کی چربی اپنے جسم پر طلاء کر لی۔ تو درندے اس سے بھاگ جاتے ہیں۔ اور ان سے اس کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ اور اس کی آواز جب گھڑیال سن لے تو مر جاتا ہے۔ نر شیر کا پتہ انڈے میں ملا کر مہینے کی ابتدائی تواریخ میں پیا جائے تو عورتوں پر قادر نہ ہونے والا اس پر قادر ہو جاتا ہے۔ اور جس کے اوپر اس کے بالوں کا ٹکڑا لٹکایا جائے تو اس سے وہ مرگی دور ہو جاتی ہے جو بلوغ سے پہلے کی ہو۔ اور اگر مرگی بعد میں لاحق ہو تو۔ یہ فائدہ مند نہیں ہے۔ اور جب اس کے بال کسی جگہ جلائے جائیں تو وہاں سے تمام درندے بھاگ جاتے ہیں۔ اور اس کا گوشت فالج زدہ کے لئے مفید ہے۔ اور جب اس کی جلد کا ٹکڑا کپڑوں والے بکس میں رکھا جائے تو اس کو کوئی کیڑا اور دیمک نہیں لگتی۔ اور اس کا دانت جب کوئی انسان اپنے پاس رکھے گا تو وہ دانتوں کے درد سے محفوظ رہے گا۔ اور جب اس کی چربی ہاتھوں اور پاؤں پر لگائی جائے تو سردی کی تکلیف سے محفوظ رہیں گے۔ اور جب اس کو جسم پر مل لیا جائے تو جوئیں قریب نہیں آتیں۔ اور جو انسان اس کی دم کو اپنے پاس رکھے گا۔ تو کسی حیلہ گر کا حیلہ اس پر کارگر نہ ہوگا۔ اور ہرمس نے کہا کہ شیر کے چمڑے پر بیٹھنے سے بواسیر اور گنٹھیا کی بیماری ختم ہو جاتی ہے۔ اور کہا کہ جس شخص نے اس کی پیشانی اور گیسوؤں کی چربی میں گلاب کا عرق ملا کر چہرے پر ملا تو بادشاہ اور تمام لوگ اس سے ڈر جائیں گے اور طبری نے کہا شیر کے پتے کا سرمہ بینائی کو تیز کرتا ہے۔ اور کہا کہ شیر کے پتے کو ایک دانق کے برابر آب اسبغول اور پودینہ میں ملا کر پینے سے یرقان میں فائدہ ہوتا ہے۔ اور اس کے خصیتین جب مصطگی اور بورق احمر میں ملا کر خشک کر کے' کوٹ کر اور ستو سے ملا کر نہار منہ گرم پانی سے پئیں تو یہ ہر

Marfat.com

قسم کے پیٹ درد کے لئے مفید ہے۔جیسے آنتوں کی اینٹھن، قولنج، بواسیر اور عورتوں کے رحم کی تکلیف اور پسلی کا درد اور اس کا دماغ زیتون کے پرانے تیل میں ملا کر مالش کرنے سے اختلاج اور رعشہ کی بیماری دور ہو جاتی ہے اور شیر کی چربی منہ پر اور تمام جسم پر لگانے سے سستی اور تھکن اور چہرے کا ہر عیب دور ہو جاتا ہے۔اور اس کے گوبر کو خشک کر کے ملنے والی خوشبو میں ملا کر استعمال کرنے سے برص کی بیماری میں فائدہ ہوتا ہے۔اور اگر اس کا گوبر ایسے انسان کو کہ جو شراب سے صبر نہ کر سکتا ہو بے علمی میں ایک دانق وزن کے برابر پلایا جائے تو وہ شراب سے نفرت کرے گا بلکہ اسے دیکھنا بھی پسند نہیں کرے گا۔اور اس کا پتہ شہد میں ملا کر خنازیر (کنٹھ مالا) پر لگانے سے وہ دور ہو جاتی ہیں۔اور اس کی چربی تھوم میں کوٹ کر جسم پر ملنے سے درندے اس کے قریب نہیں آتے۔

تعبیر الرؤیا: خواب میں شیر سے مراد سخت جنگجو، ظالم چھپ کر اور ظاہر حملہ کرنے والا اور اپنی جرأت سے غلبہ پانے والا، اس کے دوست اور دشمن اس سے محفوظ نہیں ہوتے۔دشمن کے مسلط ہونے سے بھی اس کی تعبیر دی جاتی ہے۔بعض دفعہ یہ موت پر دلالت کرتا ہے۔کیونکہ یہ جان سے بھی مار دیتا ہے۔بعض دفعہ اس کا دیکھنا مریض کی صحت اور تندرستی کی دلیل ہوتا ہے۔جو شخص اس کو خواب میں ایسی جگہ سے دیکھے جہاں سے شیر نے اس کو نہ دیکھا ہو پھر وہ خواب دیکھنے والا اس سے بھاگ گیا ہو تو ہر خوف والی چیز سے وہ نجات پاتا ہے۔اور علم و حکمت کو حاصل کرتا ہے۔کیونکہ اللہ نے قرآن میں فرمایا فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ فَوَهَبَ لِي رَبِّي حُكْمًا وَجَعَلَنِي مِنَ الْمُرْسَلِينَ یعنی میں جب تم سے ڈر کر بھاگا تو اللہ نے مجھے علم و حکمت عطا کیا اور مجھے رسول بنا دیا۔ جو شخص اس کو دیکھ کر بھاگ جائے اس کو بادشاہ کی طرف سے ہم و غم پہنچ سکتا ہے لیکن ہلاکت اور بیماریوں سے نجات مل جائے گی۔

اور جس نے خواب میں دیکھا کہ شیر نے اس کو گرا لیا مگر اسے قتل نہیں کیا تو ایسا شخص دائمی بخار میں مبتلا ہو جائے گا۔کیونکہ شیر کو بھی ہمیشہ بخار لاحق رہتا ہے۔یا اس کو جیل میں ڈال دیا جائے گا کیونکہ بخار مومن کا قید خانہ ہے۔اور کبھی اس پر سے گر جانا بیماری کی علامت ہے۔اور جس نے دیکھا کہ اس نے شیر کی ہڈی یا بال یا گوشت حاصل کیا ہے تو وہ بادشاہ یا دشمن کی طرف سے مال پائے گا۔جو شخص یہ دیکھے کہ وہ شیر پر سوار ہو اور وہ اس سے ڈر بھی رہا ہو تو وہ بڑی مصیبت میں پڑ جائے گا اور اگر اس سے ڈر نہ رہا ہو تو دشمن پر غالب آ جائے گا۔اگر وہ شیر کے ساتھ خواب میں لیٹا اور ڈر بھی نہ رہا ہو تو وہ دشمن سے امن میں رہے گا۔اور جو شخص شیر کو لوگوں پر حملہ کرتا ہوا دیکھے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ بادشاہ اپنی رعایا پر ظلم کرے گا۔اور جو خواب میں دیکھے کہ اس نے شیر کا سر کھا لیا ہے۔تو بادشاہی حاصل کرے گا اور جو دیکھے کہ وہ شیر کو چرا رہا ہے تو وہ ظالم بادشاہ سے بھائی چارہ کرے گا۔اور جس نے دیکھا کہ وہ شیر کے بچے کو اپنی گود میں لیے ہوئے ہے۔تو اگر اس کی عورت حاملہ ہے تو وہ بچہ جنے گی ورنہ وہ حاکم وقت کے بیٹے کو اپنی گود میں اٹھائے گا۔جیسا کہ ابن سیرین نے تعبیر بیان کی ہے۔اور جس نے دیکھا کہ شیر نے اس کی زیارت کی ہے تو ایسا شخص بیمار ہوگا۔اور جو شخص یہ دیکھے کہ شیر نے اس کو مار ڈالا ہے تو اگر وہ غلام ہے تو آزاد ہو جائے گا وگرنہ اس کو بادشاہ کی طرف سے خوف پہنچے گا۔شیر کی آواز بادشاہ کی زجر و توبیخ پر دلالت کرتی ہے اور جو خواب میں دیکھے کہ شیر اس سے چاپلوسی کر رہا ہے تو اس کے ہاتھ سے عجیب و غریب کام واقع ہوں گے۔اور بعض دفعہ دشمن پر غالب آنے پر دلالت کرتا ہے۔

علم الکلام کا حکم: امام شافعیؒ کہتے ہیں کہ لوگوں کو علم کلام کی خواہش نفس والی باتیں معلوم ہو جائیں تو وہ اس سے ایسے بھاگیں جیسے شیر سے بھاگا جاتا ہے۔امام غزالیؒ نے احیاء العلوم میں لکھا ہے اگر تم کہو کہ علم نجوم کی طرح جدل اور علم کلام مذموم ہے یا وہ

Marfat.com

مباح ہے یا مندوب ہے تو اس سلسلے میں تم کو معلوم ہونا چاہیے کہ لوگوں نے اس مسئلے میں حد سے تجاوز کی ہے۔ کچھ اس کو بدعت کہتے ہیں اور کچھ اس کو حرام کہتے ہیں۔ اور کچھ کہتے ہیں کہ آدمی شرک کے علاوہ جس گناہ کے ساتھ بھی اللہ سے ملاقات کرے تو اس سے بہتر ہے کہ وہ علم کلام کے ساتھ اللہ سے ملاقات کرے۔ اور بعض اس کو فرض عین یا فرض کفایہ کہتے ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ تمام اللہ کی قربت والے اعمال سے افضل ہے۔ کیونکہ یہ علم توحید کو ثابت کرتا ہے اور اللہ کے دین کا دفاع کرتا ہے اور جو علماء علم الکلام کی تحریم کے قائل ہیں ان میں امام شافعیؒ مالکؒ احمدؒ سفیان اور تمام اہل حدیث ہیں۔ ابن عبدالاعلیٰ نے کہا ہے کہ میں نے معتزلہ کے ایک متکلم حفص الفرد سے امام شافعی کو مناظرہ کرتے ہوئے سنا۔ وہ فرمارہے تھے کہ انسان اللہ سے شرک کے علاوہ جس گناہ کے ساتھ بھی ملاقات کرے یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ علم کلام کے ساتھ اللہ سے ملاقات کرے۔ اور یہ بھی کہا کہ میں نے علم کلام کی ان چیزوں پر اطلاع پائی ہے جن کی مجھے امید بھی نہیں تھی۔ شرک کے علاوہ کسی بھی گناہ میں مبتلا ہونا علم کلام میں نظر کرنے سے بہتر ہے۔ کرابیسی بیان کرتے ہیں کہ امام شافعی سے علم کلام کی کسی بات کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ناراض ہو گئے اور کہا کہ ایسے سوالات حفص الفرد اور اس کے ساتھیوں (اللہ انہیں ذلیل کرے) سے پوچھے جاتے ہیں۔ جب امام شافعی بیمار ہوئے تو حفص الفرد آیا اور کہنے لگا کہ میں کون ہوں۔ تو آپ نے کہا کہ تو حفص الفرد ہے اور تو جن عقائد کا حامل ہے جب تک ان سے تو بہ نہ کرے تو اللہ تعالیٰ تیری حفاظت اور نگرانی نہ کرے۔ اور امام شافعی نے یہ بھی فرمایا کہ جب تم کسی آدمی کو یہ کہتے ہوئے سنو کہ اسم ہی مسمیٰ ہوتا ہے یا مسمیٰ کا غیر ہوتا ہے۔ تو گواہ رہو کہ وہ اہل کلام میں سے ہے اور اس کا کوئی دین نہیں۔ اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اہل کلام کے بارے میں میرا یہ فیصلہ ہے کہ انہیں ڈنڈوں سے مارا جائے اور انہیں گلی کوچوں میں گھمایا جائے اور کہا جائے کہ یہ اس شخص کی سزا ہے جو کتاب وسنت چھوڑ کر علم کلام کو اپنا لے امام احمدؒ فرماتے ہیں علم کلام والا آدمی کبھی فلاح نہیں پا سکتا۔

اور جو شخص علم کلام میں غور وفکر کرتا ہے تو ضرور اس کے دل میں بیماری ہے۔ اور آپ نے اس کی بڑی مذمت کی ہے اور حارث محاسبی کے زہد اور پرہیزگاری کے باوجود اس سے ترک کلام کر دیا۔ اس لئے کہ اس نے بدعتیوں کے رد میں ایک کتاب لکھی تو امام صاحب نے اس سے فرمایا۔ تو ہلاک ہو۔ تو بدعتیوں کی بدعات کو نقل کر کے ان کی تردید کرتا ہے۔ اس طرح تو اہل بدعت کے کلام کے مطالعہ پر لوگوں کو ابھارتا ہے۔ اور یہ چیز ان کو رائے اور بحث کی طرف بلاتی ہے۔ اور امام احمد نے یہ بھی فرمایا کہ متکلمین زندیق ہوتے ہیں۔ اور امام مالکؒ نے فرمایا کہ اہل بدعت اور اہل ھویٰ کی شہادت جائز نہیں ہو سکتی۔ امام مالک کے اصحاب نے اس کی یہ تفسیر کی ہے کہ اس سے مراد اہل کلام اہل ھویٰ ہیں چاہے کسی مذہب کے ہوں۔ امام ابو یوسف نے کہا کہ جس نے علم کلام سیکھی وہ زندیق ہے۔ اور اس مسئلہ پر سلف کے تمام اہل حدیث متفق ہیں۔ اور اس بارے میں جو انہوں نے سختی کی ہے وہ شمار سے باہر ہے۔

لیکن فریق ثانی نے دلیل کے طور پر یہ کہا ہے کہ اگر علم کلام لفظ اور عرض وغیرہ نئی اصطلاحات کی وجہ سے ممنوع ہے کہ جو صحابہ کے دور میں موجود نہیں تھیں تو یہ بات اسی طرح ہے لیکن ہر علم میں نئی اصطلاحات تفہیم کے لیے بنائی گئی ہیں علم حدیث ہو یا علم تفسیر ہو یا فقہ کی تصنیف ہو۔ ان میں کبھی کبھی پیش آنے والی صورتوں کو سمجھنے کے لیے اصطلاحات بنائی گئی ہیں۔ اگرچہ ان کا وقوع نادر الوجود ہوں۔ یا ذہن کو تیز کرنے کے لئے بنائی گئی ہیں۔ تو ہم بھی اسی طرح ضرورت کے وقت یعنی شبہہ کے اٹھنے اور بدعتی کے

Marfat.com

بھڑکنے کے وقت مناظرے کا طریقہ ترتیب دیتے ہیں۔ نیز یہ ذہن کو تیز کرنے کے لئے یا دلائل کو جمع کرنے کے لئے ہے تا کہ بوقت مناظرہ دلائل سے عاجز نہ ہو اور وہ بالبداہت انہیں پیش کرسکیں کہ جیسے لڑائی کے دن سے پہلے اسلحہ کو تیار کیا جاتا ہے۔

اگر تم کہو کہ اس معاملے میں تمہارا پسندیدہ مسلک کون سا ہے؟ تو جان لو کہ اس معاملے میں حق بات یہ ہے کہ ہر حال میں علم کلام کی مذمت بالاطلاق درست نہیں۔ اسی طرح مطلقاً ہر حال میں اس کی تعریف کرنا بھی غلط ہے۔ بلکہ اس کے دونوں پہلوؤں کو الگ الگ دیکھنا پڑے گا۔ تو یہ بات جان لینی چاہیے کہ بعض دفعہ کوئی چیز اصلاً لذاتہ حرام ہوتی ہے۔ جیسے مردار، شراب وغیرہ ذات سے میری مراد یہ ہے کہ اس کی حرمت اس سبب کی وجہ سے ہے جو اس کی ذات میں موجود ہے جیسے شراب میں نشہ اور مردار میں موت اور اس وصف والی چیز کے بارے میں جب پوچھا جائے گا تو ہم اپنی بات کو بلاتقیید حرمت کی طرف موڑیں گے اور کہیں گے یہ چیز بالکل حرام ہے اور اضطراری حالت میں بھی مردار کی طرف توجہ نہیں کی جاتی اور نہ ہی شراب کا گھونٹ بھرنے کی طرف توجہ کی جاتی ہے، اور نہ ہی گلے میں اٹکی ہوئے کھانے کو نیچے اتارنے کے لئے جبکہ شراب کے علاوہ کوئی چیز نہ ملتی ہو۔ کبھی کبھی کوئی چیز اپنی ذات کی وجہ سے حرام نہیں ہوتی بلکہ کسی بیرونی وصف کی وجہ سے حرام ہوتی ہے۔ جیسے بیع خیار میں اپنے مسلمان بھائی کی بیع پر بیع کرنا۔ یا اذان کے وقت خرید و فروخت کرنا، یا جیسے مٹی کھانا باعث ضرر ہونے کی وجہ سے حرام ہے۔ اور جس کا تھوڑا یا زیادہ ہونا اپنے نقصان دہ ہونے کی وجہ سے مطلقاً حرام ہے۔ جیسے زہر ہے۔ یہ کھانے والے کو وہ تھوڑی ہو یا زیادہ مار ڈالتی ہے۔ اور بعض چیزیں ایسی ہیں۔ جو زیادہ ہوں تو نقصان دیتی ہیں۔ تو اس پر مطلق اباحت کا حکم لگایا جائے گا۔ جیسے شہد کہ اس کا کثرت استعمال گرم مزاج کو نقصان دہ ہوگا۔ مٹی کھانے کی طرح۔ شراب پر حرمت کا اطلاق اور شہد پر حلت کا اطلاق اغلب احوال کو دیکھتے ہوئے لگایا گیا ہے۔ پھر اگر ایک چیز کو مختلف احوال پیش آجائیں تو ہمیں ان کی تفصیل میں جانا پڑے گا۔

اب ہم اصل مسئلے کی طرف لوٹتے ہیں۔ اور ہم کہیں گے کہ اس میں فائدہ بھی ہے اور نقصان بھی اور جب حالات تقاضا کریں تو یہ فائدہ کے وقت حلال ہے بلکہ مستحب ہے یا واجب ہو جاتا ہے۔ مگر نقصان کے وقت اس کو حرام کہا جائے گا۔ اس کا نقصان یہ ہے کہ یہ دل میں شکوک شبہات پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ عقائد میں تزلزل اور ان کی پختگی میں کمی پیدا کرتا ہے۔ اور یہ تو ابتدائی حالت ہوتی ہے (جو اس کے ضرر کی وجہ سے لاحق ہوتی ہے) اور اس حالت سے دلیل کے ساتھ حقیقت کی طرف آنا مشکوک فیہ ہو جاتا ہے اور ان حالات کا اثر مختلف اشخاص پر مختلف ہوتا ہے۔ یہ ضرر تو اعتقادی ہے۔ اور اس کا دوسرا ضرر بدعتی کے اعتقاد کا بدعت پر مضبوط ہونا ہے۔ اس حیثیت سے ان کے دعوے ان کے دل سے اٹھتے ہیں اور ان پر ان کا اصرار و جمود شدت اختیار کر جاتا ہے۔ لیکن یہ ضرر اس تعصب کی وجہ سے ہے جو جدل و مناظرہ سے پیدا ہوتا ہے۔ اور جہاں تک اس کے نفع کا تعلق ہے تو لوگوں کا کہنا ہے کہ اس سے حقائق کا کشف اور اس کی معرفت پیدا ہوتی ہے۔ اور حالانکہ یہ بات ہو ہی نہیں سکتی۔ بلکہ اس کا صرف ایک فائدہ ہے۔ وہ یہ ہے کہ عوام کے عقائد کی نگہداشت اور حفاظت کی جائے تا کہ اس میں بدعتیوں کے شبہات جدل کی مختلف اقسام سے پیدا نہ ہوں۔ کیونکہ عام آدمی کمزور ہوتا ہے۔ مبتدعین کا جھگڑا اسے راستے سے بھٹکا دیتا ہے۔ اور لوگوں پر سلف کے اجماعی عقیدے کو اپنانا لازم ہے۔ اور علماء پر لازم ہے کہ وہ عوام کو مبتدعین کی شبہات میں ڈالنے والی باتوں سے محفوظ رکھیں۔ اور یہ چیز ان پر فرض کفایہ ہے۔ جس طرح اموال کی حفاظت اور قضا اور وہ ولایت وغیرہ کے تمام حقوق کی حفاظت فرض ہے۔ اور

Marfat.com

جب تک علماء اس کی نشر واشاعت اس کی درس وتدریس اور اس کے بحث مباحثہ کے لئے تیار نہیں ہوں گے۔ یہ علم باقی نہ رہے گا۔ اور اگر یہ بالکل چھوڑ دیا گیا تو یہ مٹ کر رہ جائے گا۔ اور مبتدعین کے شبہات کو (حل کرنے کے لئے) بغیر علم حاصل کئے صرف طبیعت اور فطرت کی بنیاد پر حل نہیں کیا جا سکتا۔ تو اس علم کی درس وتدریس فروض میں سے ہونی چاہیے لیکن اس کا پڑھنا عوام کے لئے درست نہیں ہے۔ جس طرح کہ فقہ اور تفسیر پڑھتے ہیں۔ کیونکہ یہ دوا کی طرح ہے اور فقہ غذا کی طرح۔ اور غذا کے ضرر کا کوئی خطرہ نہیں ہوتا جبکہ دوا کے ضرر سے بچنا ضروری ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ علم کلام کی صنعت مناظرہ کے طریقے کو جاننا مخالف کے دعاوی کے مناقضات کو اکٹھا کرنا کثرت سوال اور شبہات کے پیدا کرنا ہیں تو زبان درازی کی قدرت کو اور الزامات لگانے کو ایک جماعت توحید کے نام سے موسوم کرتی ہے۔ یہاں تک کہ ان میں سے ایک جماعت نے اپنے آپ کو اہل عدل اور اہل توحید کی صفت سے متصف کیا ہے۔

توحید کیا ہے؟ لیکن تم جان لو کہ توحید کچھ اور ہی چیز ہے کہ جس کو متکلمین میں سے اکثر لوگ سمجھ نہیں سکتے اور اگر سمجھ بھی لیں تو اس کو اپنا نہیں سکتے۔ اور توحید یہ ہے کہ انسان یہ عقیدہ رکھے کہ تمام امور صرف اللہ کی طرف سے ہیں تمام اسباب وسائل سے اپنی توجہ ہٹا کر خیر وشر کا صادر ہونا بھی صرف اللہ کی ہی طرف سے جانے۔ اور یہ بہت اعلیٰ اور عزت والا مقام ہے۔ توحید ایسا نفیس جوہر اور اصل ہے کہ جس کے دو چھلکے ہیں۔ ان میں سے ایک دوسرے کے مقابلے میں گری کے زیادہ دور ہوتا ہے۔ ان میں سے دور والا یہ ہے کہ آدمی اپنی زبان سے لا الہ الا اللہ کہے۔ اور اس کو توحید بمقابلہ تثلیث کہا جاتا ہے۔ جو نصاریٰ کا عقیدہ ہے لیکن اس توحید کا اقرار تو منافق بھی کرتا ہے۔ کہ جس کا ظاہر باطن کے خلاف ہو اور دوسرا قریب والا چھلکا یہ ہے کہ اس ظاہری بات کے مفہوم کا انکار اس کے دل میں بالکل نہ ہو بلکہ دل کا اس پر اعتقاد بھی اور وہ اس کی تصدیق بھی کرتا ہے۔ یہ عام لوگوں کی توحید ہے۔ اور متکلمون اس قریب والے چھلکے کے نگران اور محافظ ہیں جو انہیں مبتدعین کی تلبیسات سے بچاتے ہیں۔ اور لوگوں نے ان چھلکوں کے ناموں کو اپنا لیا اور اصل گودے کو بالکل چھوڑ دیا ہے۔ اصل گودا اور جوہر صرف توحید ہے۔ اور وہ یہی ہے کہ آدمی تمام معاملات کو اللہ کی طرف سے سمجھے اور تمام اسباب ووسائل سے اپنی توجہ ہٹا لے اور صرف اللہ کی ہی عبادت کرے اور اس میں کسی دوسرے کو شریک نہ کرے۔ اور خواہشات کی اتباع انسان کو توحید سے خارج کر دیتی ہے۔ کیونکہ ہر وہ آدمی جو خواہشات کی پیروی کرتا ہے تو گویا کہ اس نے ان کو معبود بنا رکھا ہے۔ جیسے اللہ قرآن مجید میں فرماتے ہیں۔

اَفَرَاَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰهُ.

''کہا کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا ہے کہ جس نے اپنی خواہش کو اپنا معبود بنا رکھا ہے۔''

حدیث میں آتا ہے: اَبْغَضُ اِلٰهٍ عُبِدَ فِى الْاَرْضِ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ الْهَوٰى.

''اللہ کے نزدیک سے برا معبود جس کی زمین میں بندگی کی جاتی ہے خواہش ہے۔''

اور یہ بات تحقیق سے ثابت ہے کہ جو غور وفکر کرے وہ یہ جان لیتا ہے کہ بت کی بندگی کرنے والا بھی حقیقت میں اپنی خواہش کی بندگی کرتا ہے کیونکہ اس کا نفس آباء واجداد کے دین کی طرف مائل ہے۔ تو وہ اس میلان کی پیروی کر رہا ہے۔ اور محبوب چیزوں کی طرف دل کا جھکاؤ بھی خواہشات میں سے ایک ہے۔ اور مخلوق کی طرف توجہ کرنا اور ان پر ناراض ہونا یہ بھی انسان سے

Marfat.com

توحید کو نکال دیتا ہیں۔ کیونکہ جو تمام امور اللہ کی طرف سے جانتا ہے وہ کیسے مخلوق پر ناراض ہو سکتا ہے۔ پس توحید اس بلند مقام کا نام ہے جو مقامات صدیقین میں سے ایک مقام ہے۔ پس غور کریں کہ اس کو کس طرف پھیر دیا گیا ہے اور کون سے دور والے چھلکے کو انہوں نے کافی سمجھ لیا۔ موحد تو اسے کہتے ہیں۔ جو صرف ایک پر ہی نظر رکھتا ہو اور اسی کی طرف توجہ کرتا ہو یعنی اس کا دل صرف اللہ کی طرف متوجہ ہو۔ اور میں نے اس مقام کے متعلق اپنی کتاب الجوہر الفرید فی علم التوحید میں اتنی تفصیل سے بات کی ہے جو دل کو ٹھنڈا کرتی ہے اور تمام الجھنوں کو دور کرتی ہے۔ وہاں میں نے سیر حاصل بات کی ہے۔ اور اس میں صحابہ اور علماء کے اکثر اقوال ذکر کیے ہیں۔ جو اس کو دیکھنا چاہے تو اسے میری کتاب کے پانچویں باب کے آٹھویں حصہ کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔

علم نجوم کی حقیقت: جان لو کہ یہ بات پہلے گزر چکی ہے کہ علم نجوم کا حاصل کرنا بری بات ہے۔ اب ہم کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اِذَا ذُكِرَ الْقَدْرُ فَامْسِكُوْا وَ اِذَا ذُكِرَ النُّجُوْمُ فَامْسِكُوْا وَاِذَا ذُكِرَ اَصْحَابِيْ فَامْسِكُوْا یعنی جب تقدیر کی بات ہو تو چپ رہو۔ اور جب ستاروں کی بات ہو تو رک جاؤ اور جب میرے صحابہ کی بات کی جائے تو زبانوں کو روک لو اور آپ ﷺ نے فرمایا۔ اَخَافُ عَلٰى اُمَّتِيْ ثَلَاثًا حَيْفَ الْاَئِمَّةِ وَالْاِيْمَانَ بِالنُّجُوْمِ وَالتَّكْذِيْبَ بِالْقَدْرِ۔

مجھے اپنی امت پر تین قسم کے فتنوں کا ڈر ہے ان میں ایک ظالم حکمرانوں کا ستاروں پر ایمان لانے کا اور تقدیر کو جھٹلانے کا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ علم نجوم صرف اتنا سیکھو کہ جس سے تم سمندر اور خشکی میں راستہ معلوم کر سکو پھر رک جاؤ۔ اور نبی ﷺ نے علم نجوم کے حاصل کرنے سے تین وجوہات کی بنا پر ڈانٹا ہے۔

پہلی وجہ: یہ ہے کہ یہ اکثر مخلوق کے لئے نہایت مضر ہے۔ کیونکہ اگر انہیں یہ باور کرایا جائے کہ یہ آثار واحوال ستاروں کی گردش کی وجہ سے وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ تو ان کے دل میں یہ بات جاگزیں ہو جائے گی یہ ستارے ہی حقیقی مؤثر ہیں اور یہی امور کائنات کی تدبیر کرنے والے معبود ہیں۔ کیونکہ یہ آسمانی جواہر ہیں تو جب ان کی عظمت دل میں بیٹھ جائے گی تو دل انہیں کی طرف متوجہ رہے گا اور ہر قسم کی خیر وشر کو انہیں کی طرف سے سمجھ کر اپنا خوف و رجاء ان سے وابستہ کر دے گا۔ اور اس کے دل سے اللہ کی یاد مٹ کر رہ جائے گی۔ کیونکہ کمزور آدمی کی نظر وسائط پر ہی رک جاتی ہے۔ اور پختہ یقین والے آدمی کی نظر میں سورج، چاند، ستارے سب اللہ کے حکم سے مسخر ہوتے ہیں۔

دوسری وجہ: علم کلام کے نوع انسانی کے لئے مضر ہونے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ علم نجوم کے تمام احکام محض تخمینہ اور اٹکل پچو ہیں۔ لوگوں میں سے کوئی بھی اس کا یقینی یا ظنی ہونا معلوم نہیں کر سکتا۔ تو ان بیہودہ باتوں کی وجہ سے کسی پر حکم لگانا جہالت کا حکم ہے۔ تو اس علم کی مذمت محض جہالت کی وجہ سے ہے نہ کہ علم کی وجہ سے۔ مؤرخین کے بیان کے مطابق اس کا صرف ادریسؑ کو علم تھا۔ لیکن اب یہ علم مٹ چکا ہے۔ اب اہل نجوم صحت وصواب کو بہت کم ہی پا سکتے ہیں۔ کیونکہ وہ بعض اسباب پر اطلاع پا سکتے ہیں۔ لیکن بہت سے شروط کے بعد بمشکل اس کا مسبب حاصل کیا جا سکتا ہے۔ لیکن وہ شروط بھی معلوم کرنا انسانی طاقت سے باہر ہے۔ اگر کبھی اتفاقیہ طور پر اللہ کی مرضی سے بقیہ اسباب بھی وجود میں آ جائیں تو اس کے احکام درست قرار دیے جا سکتے ہیں۔ اور اگر ایسے نہ ہو سکے تو غلط ہوں گے۔ اور یہ چیز انسان کے اندازے کی طرح ہوگی کہ جیسے وہ پہاڑوں سے جمع ہوتے، اٹھتے ہوئے بادل کو دیکھ کر یہ اندازہ لگاتا ہے کہ آج بارش ہوگی۔ لیکن بعض اوقات سورج کی وجہ سے دن گرم ہو جاتا ہے اور بادل پھٹ جاتے

Marfat.com

ہیں۔ اور کبھی اس کے برعکس بارش بھی ہو جاتی ہے۔ تو اس سے پتہ چلا کہ محض بادلوں کا وجود بارش کے برسنے کے لئے کافی نہیں ہے جبکہ دوسرے اسباب موجود نہ ہوں۔ اسی طرح ملاح کا معمول کی ہواؤں پر اعتماد کرتے ہوئے یہ گمان کرنا کہ کشتی سلامت رہے گی وہ چونکہ ان ہواؤں کے پوشیدہ' اسباب سے آگاہ نہیں ہوتا اس لیے وہ تخمینے میں کبھی صحت وصواب کو پہنچ جاتا ہے اور کبھی غلطی کر جاتا ہے۔ اس وجہ سے علم نجوم سے لوگوں کو روک دیا گیا۔

تیسری وجہ: اس کی تیسری وجہ یہ ہے کہ اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اور اس میں انسان کی عمر جو اس کا نہایت عمدہ اور نفیس سرمایہ ہے وہ اس میں بے فائدہ ضائع ہو جاتا ہے۔ اور آخر کار نقصان ہی نقصان ہے۔

نبی ﷺ ایک آدمی کے پاس سے گزرے جس کے پاس لوگ جمع تھے تو آپؐ نے پوچھا یہ کیا ہو رہا ہے۔ لوگ کہنے لگے یہ آدمی بہت بڑا علامہ ہے۔ آپؐ نے پوچھا یہ کیا علم رکھتا ہے۔ انہوں نے کہ علم شعر اور علم نسب کو جانتا ہے۔ تو آپؐ نے فرمایا یہ علم بے فائدہ ہے اور اس علم کا نہ ہونا بالکل مضر نہیں۔

اور آپؐ نے فرمایا علم تو صرف یہ تین چیزیں ہیں محکم آیات کا علم یا سنت ثابتہ کا علم یا علم المیراث۔ اس سے پتہ چلا کہ علم میں غور وخوض کرنا خطرہ میں کودنے اور جہالت میں بلا فائدہ داخل ہونے کی طرح ہے۔ اس لئے کہ جو ہونا ہے۔ وہ ہو کر رہتا ہے۔ اس سے بچاؤ ناممکن ہے۔ علم طب اس کے برعکس ہے کیونکہ اس کی ضرورت ہر وقت لاحق رہتی ہے۔ اور اس کے اکثر دلائل بھی معلوم کئے جاسکتے ہیں۔ اسی طرح خوابوں کی تعبیر کا علم ہے۔ اگرچہ وہ بھی تخمینہ اور اندازہ ہی ہے لیکن چونکہ وہ نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے اور اس میں خطرہ بھی کوئی نہیں ہے اس لئے ہماری اس کتاب کی زیادہ تر باتیں انہیں دو علوم منقول سے متعلق ہوں گی۔ ان کے ضروری ہونے کی وجہ سے اور ان کے اکثر دلائل کا علم ہونے کی وجہ سے اس میں غلطی کا امکان کم ہوتا ہے۔ واللہ الموفق للصواب۔

الابل (اونٹ)

با پر زیر پڑھی جاتی ہے اور کبھی ہلکا کرنے کے لئے ساکن بھی پڑھا جاتا ہے۔ ابل اونٹ کو کہتے ہیں۔ اور یہ وہ اسم واحد ہے جو جمع یا اسم جمع نہ ہونے کے باوجود جمع پر بھی بولا جاسکتا ہے۔ کیونکہ یہ اسم جنس ہے۔ اسی طرح ابن سیدہ نے کہا ہے اور جوہری نے کہا کہ اس کے لفظ سے اس کا واحد نہیں ہے۔ اور یہ لفظ مونث ہے۔ اس لئے کہ وہ جمع جس کے لفظ میں اس کی واحد موجود نہ ہو تو جب یہ غیر آدمیوں کے بولا جائے تو ہمیشہ مونث ہی استعمال ہوتا ہے اور جب اس کی تصغیر لائی جائے تو آخر میں "ۃ" آئے گی۔ جیسے ابیلہ اور غنیمہ وغیرہ ہے کبھی کبھی ابل کو باء کے سکون سے اُبل بھی کہتے ہیں کما تقدم (اس کی جمع آبال ہے اور جب اس کو منسوب کریں تو باء کی زبر کے ساتھ ابلی ہو جائے گا۔

اور ابن ماجہ میں عروہ بارقی سے منقول ہے کہ اونٹ اپنے مالک کے لئے باعث عزت ہے اور بکریاں اس کے لئے باعث برکت ہیں اور گھوڑوں کی پیشانی میں قیامت کے دن تک بھلائی رکھی گئی ہے۔ اور حضرت وہب کی حدیث میں ہے کہ آدمؑ اپنے مقتول بیٹے پر کئی سال (غم زدہ ہونے کی وجہ سے) اپنی بیوی حواء کے پاس نہ گئے۔ یعنی کئی سال تک اس سے ہمبستر نہ ہوئے

Marfat.com

بلکہ اس سے ڈرتے رہے۔ اور اونٹوں کو رات کی بیٹیاں بھی کہا جاتا ہے۔ جب یہ جوان ہو جائیں تو مذکر، مونث دونوں کے لئے بعیر کالفظ بولا جاتا ہے۔ اس کی جمع ابعرۃ اور بُعران اور بِعران آتی ہے۔ اور دو دانت والی جوان اونٹنی کو شارف کہا جاتا ہے۔ اس کی جمع شرف ہے۔ کام کرنے والے اونٹ دو کہانوں والے ہوتے ہیں۔

اونٹ کے اوصاف: اونٹ بھی عجیب قسم کے حیوانات میں سے ہیں۔ اگرچہ لوگ انہیں کثرت سے دیکھنے کی وجہ سے عجیب خیال نہیں کرتے۔ اور یہ بڑے جسم والا اور جلد مطیع ہونے والا جانور ہے۔ بہت زیادہ وزن اٹھا بھی سکتا اور وزن لے کر بیٹھ بھی سکتا ہے۔ اس کی نکیل ایک چوہا بھی پکڑ کر جدھر چاہے لے جا سکتی ہے۔ اور اس کی پشت پر مکان رکھا جا سکتا ہے جس میں انسان اپنے کھانے پینے پہننے اور برتن اور تکئے سمیت بیٹھ سکتا ہے گویا کہ وہ اپنے گھر میں ہے۔ اور گھر کی چھت بھی اور بنائی جا سکتی ہے اور وہ ان سب چیزوں کو لے کر چل سکتا ہے۔ اسی لئے اللہ نے کہا ہے۔ ﴿اَفَلَا یَنْظُرُوْنَ اِلَی الْاِبِلِ کَیْفَ خُلِقَتْ﴾ کیا یہ لوگ اونٹوں کو نہیں دیکھتے کہ ان کو کیسے پیدا کیا گیا ہے؟ اور اللہ نے اس کو لمبی گردن والا اس لئے بنایا ہے تاکہ یہ اس کے سہارے سے آسانی سے اٹھ بیٹھ سکے۔ کسی حکیم کے سامنے جب اونٹ کے متعلق گفتگو کی گئی اور اس کی عجیب وغریب پیدائش کا ذکر کیا گیا اور وہ ایسی سرزمین میں پروان چڑھا تھا کہ جس میں اونٹ نہیں تھے تو کچھ دیر سوچ کر بولا ایسا جانور لمبی گردن والا ہی ہو سکتا ہے چونکہ اللہ کا ارادہ اسے خشکی کی کشتی بنانے کا تھا۔ اس لئے اس کو پیاس برداشت کرنے کا حوصلہ دے دیا۔ یہاں تک کہ اس کو دس دس دن تک پیاس محسوس نہیں ہوتی۔ اللہ نے اس کو ایسا بنایا ہے کہ وہ ہر قسم کا سبزہ چاہے میدانی ہو یا جنگلی چر لیتا ہے جس کو دوسرے جانور نہیں کھاتے۔ سعید بن جبیرؒ سے منقول ہے کہ میں قاضی شریح سے اس وقت ملا جب وہ کہیں جا رہے تھے۔ تو میں نے کہا کہاں کا ارادہ ہے۔ انہوں نے کہا میں جانوروں کے باڑے کی طرف جا رہا ہوں تو میں نے پوچھا وہاں کیا کریں گے۔ تو انہوں نے کہا کہ اونٹوں کو دیکھوں گا کہ وہ کیسے پیدا کئے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تم ان جانوروں پر اور کشتیوں پر سوار ہوتے ہو۔ اللہ نے جانوروں کو کشتیوں کے ساتھ ملا کر ذکر کیا کیونکہ یہ خشکی کی کشتیاں ہیں۔ جیسے ذوالرمہ شاعر کہتا ہے۔

سَفِیْنَۃُ بَرٍّ تَحْتَ خَدِّیْ زِمَامُھَا

''وہ خشکی کی کشتی ہے کہ اس کی باگ میرے رخسار کے نیچے ہے۔''

دوسری جگہ اپنی اونٹنی صیدح کو یوں مخاطب کرتا ہے۔

سمعت الناس ینتجعون غیثا فقلت لصیدح انتجعی بلالا

''میں نے لوگوں سے سنا کہ وہ بارش تلاش کرتے ہیں۔ تو میں نے بھی صیدح سے کہا کہ تو بھی تری تلاش کر۔''

صیدح شاعر کی اونٹنی کا نام ہے۔ اس کو سیبویہ نے حکایۃً ''الناس'' کے رفع سے پڑھا ہے اور دوسروں نے نصب سے پڑھا ہے اور ہر ایک کی خاص وجہ ہے جس کا ذکر الصیدح کے باب الصاد مہملہ میں آئے گا اور کبھی کبھی اونٹ دس دس دن تک پانی سے صبر کر سکتے ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کی گردنوں کو اس لئے لمبا بنایا ہے کہ یہ بوجھ لے کر اٹھنے میں اس سے مدد لے سکیں اور حدیث میں ہے: لَا تَسُبُّوا الْاِبِلَ فَاِنَّ فِیْھَا رُقُوْءُ الدَّمِ وَ مَھْرُ الْکَرِیْمَۃِ. کہ اونٹ کو گالی نہ دو اس لئے کہ یہ خون کو روکنے والا ہے اور شریف آدمی کی جان کا معاوضہ ہے۔ یعنی اونٹ بطور دیت ادا کئے جاتے ہیں۔ اس طرح لوگوں کے خون کے بہنے سے محفوظ ہو

Marfat.com

جاتے ہیں۔اور یہ بڑی فصیح و بلیغ عبارت ہے۔اونٹوں کو برا بھلا نہ کہواس لئے کہ وہ اللہ کی دی ہوئی کشادگیوں میں سے ایک فراخی ہےاس کوابن سیدہ نے حکایت کیا ہے۔

اور ایک حدیث جسے ہم جانتے ہیں وہ یہ ہے کہ ہوا کو گالی نہ دو کیونکہ یہ اللہ کی پھونک ہےاور صحیحین میں ابوموسیٰ اشعری سے روایت ہے کہ نبیؐ نے فرمایا:

قرآن مجید کا خیال رکھواللہ کی قسم جس طرح اونٹ اپنی رسیوں سے نکل جاتے ہیں۔اس سے بھی زیادہ جلدی یہ قرآن دلوں سے نکل جاتا ہےاور صحیحین میں ہی ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبیؐ نے فرمایا:

کہ بیشک قرآن کی مثال باندھے ہوئے اونٹوں کی طرح ہے اگران کا مالک ان کی رسیوں کا خیال رکھے گا تو وہ رکے رہیں گے جب ان سے غفلت کرے گا تو بھاگ جائیں گے۔جب قرآن والا رات دن کے پڑھنے سے اس کی نگرانی کرتا رہے تو یاد رہے گا اگرنہیں کرے گا تو بھول جائے گا۔نیز صحیحین میں ہے کہ نبیؐ نے فرمایا لوگ ان سواونٹوں کی طرح ہیں جن میں سے تجھے سواری کے قابل ایک بھی نہیں ملے گا۔اوراس کا بیان ان شاءاللہ باب الراءالمہملہ راحلہ کے لفظ پر آئے گا۔

اونٹ کی اقسام

(۱) الارجیۃ : وہ اونٹ ہیں جوقبیلہ ہمدان کی شاخ ''بنوارحب'' کی طرف منسوب ہیں ابن صلاح کہتے ہیں' ارحبیہ اہل یمن کے اونٹ ہیں۔

(۲) الشذقمیہ : یہ شذقم نامی اونٹ کی طرف منسوب اونٹ ہیں جونعمان بن منذر کاعمدہ ترین اونٹ تھا۔

(۳) العیدیۃ : عین مہملہ کی کسرہ سے پڑھا جاتا ہے' یہ بنی العید قبیلے کی طرف منسوب ہے جو''صاحب کفایۃ'' کے بقول بنی مہرۃ کی ایک شاخ ہے۔

(۴) المجدیۃ : یہ یمن کے وہ اونٹ ہیں جومعزز شمار ہوتے ہیں۔

(۵) الشدنیۃ : بقول صاحب الکفایۃ یہ سانڈیا کسی شہر کی طرف منسوب اونٹ ہوتے ہیں۔

(۶) المہریۃ : مہرۃ بن حیدان کی طرف منسوب ہیں بقول ابن الصلاح مہرۃ کی جمع مہاری ہےاور یہ قبیلہ کا سردار ہے۔اور جوغزالی نے کہا ہے کہ یہ ردی اونٹوں کو کہتے ہیں تو یہ بات صحیح نہیں ہےاوران میں سے جنگل کے رہنے والے اونٹوں کو وحشی اونٹ کہتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ یہ عاد وثمود کے اونٹوں کی نسل سے ہیں۔

اور جن اونٹوں کو''العیس'' کہا جاتا ہے وہ اس لئے کہ یہ سخت قوۃ والے ہوتے ہیں اور''شملال'' ہلکے اونٹوں کو کہتے ہیں۔اور کام کرنے والے اونٹوں کو''الیعملہ'' کہتے ہیں اور الوجناء بھی سخت مزاج اونٹوں کو کہتے ہیں اور ایسے ہی''الناجیۃ'' تیز رو اونٹوں کو اور''العوجاء'' دبلے اونٹوں کو کہتے ہیں۔الشمردلۃ لمبے اونٹوں کواور الھجان معززاونٹوں کو کہتے ہیں۔اور الکوماء'' کاف کی ضمہ کے ساتھ''اس اونٹنی کو کہتے ہیں جس کی کوہان اونچی ہواور''الحرف'' چھریرے بدن والی اونٹنی کو کہتے ہیں۔

کعب بن زہیر شاعر کہتا ہے

Marfat.com

حــرف ابــو هـــا اخــوهـــا مــن مهــجــنــة
وعـــمهـــا خـــالهـــا قـــوداء شـــمـــلــيــل

''حرف وہ اونٹنی ہے کہ جس کے باپ اور بھائی سفید نسل کے شریف اونٹ ہیں۔ اور اس کے چچا اور ماموں اونچی گردنوں والے اور تیز رفتار ہیں۔''

قوداء لمبی گردن والی اونٹنی کو اور الشملیل تیز رفتار اونٹنی کو کہتے ہیں اور مھجنۃ کا مطلب ہے کہ سفید نسل کے شریف اونٹ ہیں۔ اور ابوھا اخوہا کا مطلب ہے کہ وہ دونوں معزز ہیں۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ نر اونٹ کو اس کی ماں کے ساتھ جفتی کرائی گئی تو اس اونٹنی سے جو اونٹ پیدا ہوا وہ اس کا باپ بھی ہے اور بھائی بھی۔ اس وجہ سے ایسا اونٹ عربوں کے ہاں بہترین سمجھا جاتا ہے اور پہلے قول کو ابوعلی القالی نے ابوسعید کے واسطے سے ذکر کیا ہے۔ اور کعبؓ کے اچھے اور عمدہ ترین شعروں میں سے یہ بھی ہے کہ۔

لـو كـنـت اعـجـب مـن شـئ لا عـجـبـنـي ســعــي الـفـتـي وهـو مـخـبـوء لـه الـقـدر

ا-''اگر مجھ کو کوئی چیز اچھی لگتی تو مجھے نوجوانوں کی کوشش اچھی لگتی حالانکہ اس کا انجام اس سے پوشیدہ ہے۔''

يـسـعـي الـفـتـي الامـور لـيـس يـدركـهـا فـالـنـفـس واحدة و الـهـم مـنـتـشـر

۲-نوجوان ان امور کے حصول کے لئے کوشش کرتا ہے کہ جن کو وہ حاصل نہیں کر سکتا۔ پس جان ایک ہے اور ارادے مختلف ہیں۔

والـمـرء مـا عـاش مـمـدود لـه امـل لا تـنـتـهـي الـعـيـن حتـي يـنـتـهـي الاثـر

۳-اور انسان جب تک زندہ رہتا ہے اس کی امیدیں بڑھتی رہتی ہیں۔ جب تک (زندگی) کا نشان ختم نہیں ہوتا اس وقت تک طلب باقی رہتی ہے۔''

حیوانات کی طبیعتوں کے بارے میں ماہرین کا کہنا ہے کہ

جس طرح نر اونٹ غصہ کی حالت میں بدخلق ہو جاتا ہے اس طرح کوئی نر سانڈ نہیں ہوتا اس کے منہ سے جھاگ نکلتی ہے اور بلبلاتا ہے اگرچہ اس پر اس کی عام عادت سے کئی گنا زیادہ لاد دیا جائے تو پھر بھی اٹھا لیتا ہے اس حالت میں وہ کھانا کم کر دیتا ہے اور شقشقہ کو باہر نکال لیتا ہے اور شقشقہ وہ سرخ جلد ہے جس کو اونٹ اپنے پیٹ سے نکال کر پھنکارتا ہے۔ تو اس کی باچھ سے ظاہر ہوتی ہے لیکن وہ (شقشقہ) پہچانی نہیں جاتی۔ لیث کہتے ہیں کہ یہ کیفیت صرف عربی اونٹوں میں ہوتی ہے۔ لیکن یہ بات محل نظر ہے۔

سیدنا علیؓ فرماتے ہیں کے بیشک خطابت شیطان کی جھاگ ہے۔ آپؓ نے فصیح اور منطقی آدمی کو بڑبڑانے والے اونٹ سے تشبیہ دی اور اس کی زبان کو اونٹ کے منہ سے نکلنے والی جھاگ سے۔

اور امام حاکم نے فاطمہ بنت قیسؓ کی حدیث میں بیان کیا ہے کہ نبیؐ نے اس کو کہا کہ معاویہؓ تو مفلوک الحال ہیں اور ابوجہم کے تجھ پر غصہ کرنے سے میں ڈرتا ہوں۔

اونٹ کی عادتیں: اونٹ کی عادت ہے کہ سال میں صرف ایک بار جفتی کرتا ہے اور کافی دیر تک جفتی کرتا ہے اور اس

Marfat.com

دوران کافی دفعہ اس کا انزال ہوتا ہے۔ اور اسی لئے اس کے بعد اس کو کمزوری اور سستی لاحق ہو جاتی ہے اور اونٹنی تین سال بعد حاملہ ہوتی ہے اسی لئے اس کو حقہ کہتے ہیں کیونکہ وہ اس سے موٹی ہو جاتی ہے۔

ماہرین حیوانات کا کہنا ہے کہ اونٹ سب سے زیادہ کینہ پرور جانور ہے اس کی طبیعت میں برداشت اور حملہ کرنے کی صفت بھی ہے۔

صاحب المنطق نے ذکر کیا ہے کہ اونٹ اپنی ماں پر جفتی نہیں کرتا۔ انہوں نے کہا کہ گزشتہ زمانے میں ایک آدمی تھا اس نے اونٹنی کو ایک کپڑے سے ڈھانکا پھر اس کے بچے کو اس پر (جفتی کرنے کیلئے) چھوڑا۔ پھر جب اس کو اس بات کا پتہ چلا تو اس اونٹ نے اپنے ذکر کو کاٹ ڈالا۔ پھر اس آدمی پر حملہ کر کے اس کو قتل کر دیا۔ اور ایک دوسرے اونٹ نے ایسا ہی کیا تو جب اس اونٹ کو پتہ چلا کہ (یہ اونٹنی) اس کی ماں ہے تو اس نے اپنے آپ کو ہلاک کر ڈالا۔

اور ہر جانور کا پتہ ہوتا ہے سوائے اونٹ کے۔ اسی لئے اس میں صبر و تحمل بہت زیادہ ہوتا ہے اور فرمانبرداری ہوتی ہے اور اونٹ کی کنیت ابوایوب ہے۔ اس کے جگر میں ایسی چیز ہوتی ہے جو پتے کی طرح ہوتی ہے اور وہ چیز غالباً ایک کھال ہے جس میں لعاب لگا ہوتا ہے۔ اگر اس کا سرمہ آنکھوں میں لگایا جائے تو کم نظری کی پرانی بیماری میں فائدہ ہوتا ہے۔ اونٹ کو کانٹے والے درخت اچھے لگتے ہیں اور اس کی آنتیں اس کو ہضم کر دیتی ہیں اور اکثر طور پر اس کی آنتیں جو کو ہضم نہیں کر سکتیں اور عربوں میں عجیب خیال پایا جاتا ہے کہ جب ان کے اونٹوں کو خارش ہوتی ہے تو وہ صحیح اونٹوں کو داغ دیتے ہیں تا کہ بیمار اونٹ صحیح ہو جائے اور اس کے معنی کے متعلق نابغہ کا شعر ہے۔

وحملتنی ذنب امری و ترکته
کذا العر یکوی غیره وهو راتع

''اور مجھے کسی آدمی کا گناہ جب غصہ دلاتا ہے تو میں اس کو چھوڑ دیتا ہوں جیسے خارشی اونٹ کو چرتا ہوا چھوڑ دیتے ہیں اور صحیح اونٹوں کو داغ دیتے ہیں۔''

یہی بات کسی نے اس طرح کہی ہے۔

غیری جنی وانا المعاقب فیکم
فکاننی سبابة المتندم

''کوئی اور گناہ کرتا ہے اور سزا مجھے ملتی گویا کہ میں شرمندہ ہونے آدمی کی انگلی ہوں۔''

ابوعبید القاسم بن سلام نے اس کا انکار کیا ہے۔ اور ایک جماعت نے ابو ہریرہؓ کی حدیث کو روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ کے پاس بنی فزارہ کا ایک شخص آیا اور کہا کہ میری بیوی نے سیاہ لڑکے کو جنم دیا ہے۔ تو نبی ﷺ نے اس سے پوچھا کہ تمہارے اونٹ ہیں۔ اس نے کہا جی ہاں! آپ نے کہا ان کے رنگ کیسے ہیں۔ اس نے کہا! سرخ ہیں۔ آپؐ نے پوچھا کیا ان میں کوئی خاکستری رنگ کا ہے؟ اس نے کہا جی ہاں ہے۔ آپؐ نے فرمایا تیرے لڑکے کا معاملہ بھی یہی ہے۔

وہ کہنے لگا لیکن یہ کہاں سے آ گیا۔ آپؐ نے فرمایا ہوسکتا ہے کہ اس کو کسی رگ نے کھینچ لیا ہو۔ لفظ اسد پر کلام کرتے ہوئے

Marfat.com

اس حدیث کی طرف اشارہ ہو چکا ہے۔

اور آپؐ نے اس کو صرف یہ کہا کہ ''ہو سکتا ہے اس کو کسی رگ نے کھینچ لیا ہو۔''

اور آپؐ نے سے اس لڑکے کو اپنے نسب سے خارج کرنے کی اجازت نہیں دی۔

اور اسی حدیث میں مذکور شخص کا نام ضمضم بن قتادہ العجلی ہے۔ اور اس کو ابن عبدالبر نے ''استیعاب'' میں ذکر نہیں کیا۔ اور اس آدمی کی اس کے سوا کوئی حدیث نہیں ہے۔ اور بعض مسندات میں اس کا یہ نام ہے۔ اور اس کو عبدالغنی نے اس نے زیادتی حسنہ کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ! وہ عورت بنی عجل کی تھی۔ وہ آدمی مدینہ میں بنی عجل کی بوڑھی عورتوں کے پاس آیا۔ ان عورتوں سے اس کا لا بچہ جننے والی عورت کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ اس کے آباء واجداد میں سیاہ رنگ کا آدمی گزرا ہے۔ علامہ عبدالغنی نے کہا کہ اس آدمی کا نام ضمضم بن قتادہ عجلی تھا۔ اور ابوبکر خطیب نے کہا کہ ان عورتوں نے اس کو جواب دیا تھا کہ اس عورت کی دادی کالی تھی۔

اونٹ کا شرعی حکم: اونٹ کا کھانا نص اور اجماع سے حلال ہے۔ اللہ نے فرمایا۔

اُحِلَّتْ لَكُم بَهِيمَةُ الْاَنْعَامِ تمہارے لئے مویشی حلال کر دیئے گئے ہیں۔ لیکن یعقوبؑ نے اپنے آپ پر اونٹ کا گوشت اور دودھ حرام کر لیا تھا۔ تو صحیح بات یہ ہے کہ ان کا اپنا اجتہاد تھا۔ اور اس کا سبب یہ تھا کہ وہ گاؤں میں رہتے تھے اور ان کو عرق النساء کی بیماری ہو گئی تھی اور اس بیماری کی وجہ ان کو یہ پتہ چلی کہ اس کی وجہ اونٹ کا گوشت اور دودھ ہے۔ تو انہوں نے اس لئے اس کو اپنے اوپر حرام کر لیا اور اسرائیل عبرانی لفظ ہے اور علماء نے اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو ٹوٹنے کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔ اکثر علماء اونٹ کے گوشت سے وضو کے نہ ٹوٹنے کے قائل ہیں۔ اور باقی وضو ٹوٹنے کے قائل ہیں۔ پہلا موقف خلفاء اربعہ ابوبکر، عمر، عثمان، علی رضی اللہ عنہم اور ابن مسعود، ابی بن کعب، ابن عباس، ابو درداء، ابوطلحہ الانصاری، ابو امامہ باہلی اور عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہم نے اختیار کیا ہے اور جمہور تابعین اور امام مالک، امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رحمہم اللہ علیہ اور ان کے اصحاب رحمہم اللہ نے بھی اسی موقوف کو اختیار کیا ہے۔ اور جن لوگوں نے وضو کے ٹوٹنے کا موقوف اختیار کیا ہے ان میں احمد، اسحٰق بن راہویہ، یحیٰی بن یحیٰی، ابن المنذر، ابن خزیمہ رحمہم اللہ شامل ہیں اور اصحاب شافعی میں سے امام بیہقی نے بھی اسی مذہب کو اختیار کیا ہے۔ جو امام شافعی کا قدیم قول ہے۔ اور اس کی دلیل عنقریب باب الجیم میں جزور کے ذکر میں آئے گی۔ اور اونٹ کی کوھان کے بارے میں امام احمد سے دو روایتیں ہیں (یعنی جواز اور عدم جواز اکل) اور اونٹ کے دودھ پینے کے جواز کے بارے میں بھی امام احمد کے اصحاب کی دو آراء ہیں اونٹ کے باڑے میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ باڑہ وہ ہوتا ہے جہاں اونٹ وغیرہ پانی پینے کے بعد آتے ہیں۔

ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ میں براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد وضو کے بارے میں پوچھا گیا تو آپؐ نے فرمایا،

اس سے وضو کرو۔ اور آپؐ سے بکریوں کا گوشت کھا کر وضو کرنے کے متعلق پوچھا گیا تو آپؐ نے فرمایا، تم اس کے (کھانے کے) بعد وضو نہ کرو۔ اور آپؐ سے اونٹ کے باڑہ میں نماز پڑھنے کے متعلق سوال کیا گیا ہے تو آپ نے فرمایا، ان کے باڑوں میں نہ پڑھو۔ بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھنے کے متعلق پوچھا گیا تو آپؐ نے فرمایا، ان میں نماز پڑھو اس لئے کہ وہ

Marfat.com

بابرکت ہیں۔ اور امام نسائی اور ابن حبان نے عبداللہ بن مغفلؓ سے روایت کیا ہے کہ نبیؐ نے فرمایا' بے شک اونٹ شیاطین سے پیدا کئے گئے ہیں۔

اس کی زکاۃ پانچ اونٹوں میں ایک بکری ہے اور دس اونٹوں میں دو بکریاں ہیں اور پندرہ اونٹوں پر تین بکریاں ہیں۔ بیس اونٹوں پر چار بکریاں پھر اس کے بعد پچیس اونٹوں پر ایک بنت مخاض اور چھتیس اونٹوں پر ایک بنت لبون' چھیالیس اونٹوں پر ایک حقہ' اکسٹھ اونٹوں پر ایک جزعہ' چھہتر اونٹوں پر ایک بنت لبون' اکانوے اونٹوں پر دو حقے' ایک سو اکیس اونٹوں پر تین بنت لبون ادا کرنی ہوں گی' اس کے بعد ہر چالیس اونٹوں پر ایک بنت لبون دینی ہوگی۔ اور ہر پچاس اونٹوں پر ایک حقہ ادا کرنا ہوگا۔ (نوٹ بنت مخاض ایک سال کی اور بنت لبون دو سالہ اونٹنی کو کہتے ہیں اور تین سالہ اونٹنی کو حقہ اور چار سالہ اونٹنی کو جذعہ کہتے ہیں) اور جو بکری ادا کرنی ہے وہ ایک سالہ بھیڑ ہو یا دو سالہ بکری ہو اور زکاۃ کے باقی احکام مشہور ہیں۔

تتمہ: متولی فرماتے ہیں۔ اگر کسی آدمی نے کسی کے لئے اونٹوں کی وصیت کی تو جائز ہے کہ اس کو نر اونٹ دیا جائے یا مادہ لیکن اگر اس کو اونٹ کا بچہ یا ایک سالہ اونٹ دیا جائے تو اس کو قبول کرنا اس کے لئے لازم نہیں ہے۔ کیونکہ اس کو اونٹ نہیں کہا جا سکتا۔

اونٹوں کی مثالیں: امام مسلمؒ اور امام ترمذیؒ نے عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کیا ہے' نبیؐ نے فرمایا' لوگ ان سو اونٹوں کی طرح ہوں گے جن میں ایک بھی سواری کے قابل نہیں۔ مطلب یہ ہے کہ لوگوں میں بہتر لوگ بہت تھوڑے ہوں گے۔ اور اس کا معنی عنقریب باب الراء المھملہ میں راحلۃ کے ذکر میں آئے گا۔ اور ازہری نے کہا کہ دنیا میں کامل تارک دنیا اور آخرت میں رغبت رکھنے والے بہت تھوڑے ہیں جیسے اونٹوں میں سواری کے قابل اونٹ تھوڑے ہیں۔ اور عربوں نے کہا' انہوں نے ان کو جی بھر کر گالیاں دے کر ان کا پیٹ بھرا اور اونٹ لے کر چلے گئے۔ کہا جاتا ہے کہ اس مثال کو سب سے پہلے کعب بن زہیر نے کہا۔ اور یہ مثال اس شخص کے لئے بولی جاتی ہے کہ جو صرف باتیں ہی کر سکتا ہو۔ اور عرب کہتے ہیں۔ اے سعد! اونٹوں کے قریب اس طرح نہیں جاتے۔ یہ مثال اس شخص کے لئے بولی جاتی ہے جو بتکلف کوئی کام کرے مگر پھر بھی ٹھیک نہ کر سکے۔ اس مثال کو علیؓ نے اس حدیث میں بیان کیا ہے جس کو بیہقی نے روایت کیا ہے اور انہوں نے کہا اے اونٹو! اپنے باڑوں کی طرف واپس آ جاؤ۔ یہ مثل اس شخص کے لئے بولی جاتی ہے جو ایسی چیز سے بھاگے جو اس کے لئے ضروری ہو۔

طبی فوائد اور خواص: ابن زہیر وغیرہ نے کہا ہے کہ جب اونٹ کی نگاہ سہیل ستارے پر پڑتی ہے تو وہ اسی وقت مر جاتا ہے۔ اونٹ کا گوشت اور ایک سال کا مینڈھا اور پہاڑی مینڈے کا گوشت بیکار ہوتا ہے اور اگر اونٹ کے بالوں کو جلا کر بہتے ہوئے خون پر چھڑکا جائے تو وہ اس کو روک دیتا ہے۔ اور اس کے پستان کا سرا کسی عاشق کی آستین میں باندھ دیا جائے تو اس کا عشق زائل ہو جاتا ہے۔ اور جب نشئی کو اونٹ کا پیشاب پلایا جائے تو اسی وقت ٹھیک ہو جاتا ہے۔ اور اس کا گوشت قوت باہ کو زیادہ کرتا ہے اور جماع کے بعد تازگی پیدا کرتا ہے۔ اور اونٹ کا پیشاب جگر کے ورم میں فائدہ دیتا ہے اور قوت باہ میں اضافہ کرتا ہے۔ اور اونٹ کی پنڈلی کا مغز اگر عورت طہر کے بعد تین دن تک کسی روئی یا اون کے ٹکڑے میں رکھ کر باندھ لے پھر اس سے جماع کیا جائے تو وہ بانجھ ہونے کے باوجود حاملہ ہو جائے گی۔ اور عنقریب انسان کے لفظ میں کلام کرتے ہوئے اس قاعدے کا ذکر آئے گا کہ جس کو حاذق اطباء نے ذکر کیا ہے جس کے ذریعے بانجھ عورت کا پتہ چل جاتا ہے۔

Marfat.com

تعبیر الرؤیا: اہل تعبیر نے کہا ہے کہ جس نے خواب میں دیکھا کہ وہ سو اونٹوں کا مالک ہے تو اس کا مطلب ہے کہ وہ صاحب قدر جماعت پر حکومت کرے گا۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ فضول مال کا مالک ہوگا۔ اور اسی طرح جب وہ دیکھے کہ اس کو بکریوں کا ریوڑ یا ایک بکری یا اونٹ ملے ہیں تو اس کی بھی وہی تعبیر ہوگی۔ اور انہوں نے کہا ہے کہ جس نے خواب میں دیکھا کہ وہ اونٹوں کا مالک ہے تو یہ اس کے اچھے انجام اور دین واعتقاد میں سلامت کی علامت ہے جیسے اللہ کا ہے۔ اَفَلَا یَنْظُرُوْنَ اِلَی الْاِبِلِ کَیْفَ خُلِقَتْ ''کیا وہ اونٹوں کی طرف نہیں دیکھتے کہ ان کو کیسے پیدا کیا گیا ہے۔'' اور اگر کوئی کہے کہ میں نے بہت سے اونٹ دیکھے تو کبھی بھی یہ برے اعمال کی دلیل ہوتا ہے اس فرمان الٰہی کی وجہ سے۔ وَلَا یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰی یَلِجَ الْجَمَلُ فِیْ سَمِّ الْخِیَاطِ ''اور وہ جنت میں داخل نہیں ہوں گے یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں داخل ہو جائے۔ اور بموجب فرمان الٰہی اِنَّهَا تَرْمِیْ بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ كَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ ''بے شک وہ بڑے بڑے محلوں کی طرح انگارے برسائے گا۔'' جیسے کالے کالے اونٹ ہوں۔ اور اگر کوئی کہے کہ میں نے مویشی دیکھے اور میں خواب میں ان کو چرا رہا ہوں۔ تو یہ مشکل کاموں کے آسان ہو جانے کی دلیل ہے اور اس پر اللہ کی نعمتوں کا ظہور ہوگا۔ بموجب فرمان الٰہی۔

وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ فِیْهَا دِفْءٌ وَّ مَنَافِعُ وَ مِنْهَا تَاْكُلُوْنَ سے تَسْرَحُوْنَ تک۔'' اور اس نے چوپاؤں کو پیدا کیا اس میں تمہارے لئے جاڑے سے بچاؤ کا سامان اور بہت سے فائدے ہیں۔ ان میں سے بعض کو تم کھاتے ہو اور بعض پر سواری کرتے ہو۔ آخر تک۔

اور جس نے دیکھا کہ وہ خالص عربی اونٹ چرا رہا ہے۔ تو وہ دیہاتی قوم کا سردار بنایا جائے گا اور جس نے ایک شہر میں بہت سے اونٹ دیکھے تو یہ چیز بیماریوں اور جنگوں پر دلالت کرتی ہے۔ الجیلی کہتے ہیں کہ جس نے خواب میں دیکھا کہ وہ بہت سے اونٹوں کا مالک ہے تو اس کو حکومت اور سطوت حاصل ہوگی اور ارطامیدورس نے کہا ہے کہ جس نے خواب میں اونٹ کا گوشت کھایا وہ بیمار ہوگا۔ عظیم تابعی امام المعبرین محمد بن سیرینؒ کہتے ہیں کہ اونٹوں کا گوشت خواب میں کھانے میں کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ فِیْهَا دِفْءٌ وَّ مَنَافِعُ وَ مِنْهَا تَاْكُلُوْنَ اور اس نے چوپاؤں کو پیدا کیا جس میں تمہارے جاڑے سے بچاؤ کا سامان اور بہت سے فائدے ہیں۔ ان میں سے بعض کو تم کھاتے ہو۔

اس پر بقیہ کلام ان شاء اللہ لفظ جمل باب الجیم میں آئے گی۔ واللہ اعلم۔

الابابیل (سنونو)

اس کا واحد ابالہ ہے۔ ابوعبید القاسم بن سلام کہتے ہیں کہ اس کا کوئی واحد اس کے لفظ سے نہیں بعض کہتے ہیں کہ اس کا واحد ابول بروزن عجول ہے بعض کہتے ہیں کہ اس کا واحد ابیل بروزن سکیت ہے۔ بعض کہتے ہیں اس کا واحد ابیال بروزن دینار ہے۔ فارسی نے کہا ہے۔ کہ اس نے اس کے واحد کے بارے میں سنا ہے کہ وہ ابالہ بتشدید ہے۔ فراء کہتے ہیں ابالہ بتخفیف ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان وارسل علیھم طیرا ابابیل کے بارے میں اختلاف ہے۔ سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ یہ وہ پرندے ہیں جو آسمان اور زمین کے درمیان گھونسلہ بناتے ہیں۔ اور بچے نکالتے ہے۔ اور ان کے پرندوں کی طرح ٹیڑھی چونچ ہوتی ہے۔

Marfat.com

اوران کی ہتھیلیاں کتوں کی ہتھیلیوں کی طرح ہوتی ہے۔عکرمہ کہتے ہیں یہ سبز رنگ کے پرندے ہیں جو سمندر سے نکلے تھے۔ان کے سر درندوں کی طرح تھے۔ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ اصحاب الفیل پر ایسے پرندے بھیجے جیسے لم ڈھینگ اور چمگادڑ ہوتے ہیں۔ عبادہ بن صامت کہتے ہیں کہ یہ پرندے زرزور ہیں۔ عائشہؓ فرماتی ہیں۔ یہ پرندے سنونو کی طرح ہیں اور خطاطیف کہلاتے ہیں۔اور انشاء اللہ باب السین میں آئے گا کہ وہ سنونو ہیں جو اب بھی مسجد حرام میں رہتے ہیں۔اس کا واحد سنونۃ ہے۔اور ابیل عیسائیوں کے راہب کو کہتے ہیں اسی لئے وہ عیسٰیؑ کو ابیل الابیلیین کہتے ہیں شاعر نے کہا۔

اما ودماء مائرات تخلاها علی قنة العزی وبالنسر عندما

''خبردار بہت سے بہنے والے خون ہیں کہ جنہیں تم عزی اور نسر کی چوٹی پر رنگ دینے والی لکڑی خیال کرتے ہو۔''

وما سبح الرهبان فی کل بیعة ابیل الابیلیین عیسی بن مریما

''اور جو راہب ہر گرجے میں عیسٰی بن مریمؑ کی تسبیح بیان کرتے ہیں۔''

لقد ذاق منا عامر یوم لعلع حساما اذا ما هز بالکف صمما

''ولعلع کے دن عامر نے ہم سے تلواروں کا مزا چکھا جبکہ اس کو ہتھیلی میں حرکت دی جائے تو اپنا کام کر دکھاتی ہے۔''

ابالۃ کسرہ کے ساتھ۔لکڑیوں کے گھٹے کو بھی کہتے ہیں۔اور مثال ہے۔

ضغث علی ابالة یعنی کہ ایک مصیبت پر دوسری مصیبت کا آپڑنا۔

الاتان (گدھی)

ہمزہ کی زبر سے اور دو نقطوں والی تاء کے ساتھ اتان کا لفظ گدھی سے تھوڑے بڑے جانور پر بولا جاتا ہے۔ اتانة کہنا جائز نہیں۔اور کہا جاتا ہے آتُن جیسے اعناق اور اعنق ہے۔اور بہت سے لوگ اَتن اور اُتن بھی کہتے ہیں۔کہا جاتا ہے۔ استاتن الرجل یعنی آدمی نے گدھی خریدی اور اس کو اپنے پاس رکھ لیا۔

ایک گدھے والے کا قصہ: محمد بن علام لکھتے ہیں مجھے قریش کے ایک آدمی نے بتایا کہ ایک دفعہ خالد بن عبداللہ قشیری (جو کہ عراق کا امیر تھا) شکار کے لئے نکلا اور اپنے ساتھیوں سے بچھڑ گیا۔تو اس کا گزر ایک اعرابی کے پاس سے ہوا جو ایک لاغر سی گدھی پر سوار تھا۔اور اس کے ساتھ ایک بوڑھی عورت بھی تھی تو خالد نے اس سے پوچھا تم کس خاندان سے تعلق رکھتے ہو۔تو اس نے کہا اہل فضائل و مفاخر سے اور اعلیٰ حسب و نسب سے تعلق ہے۔تو خالد نے کہا تب تو تم مضر قبیلے سے تعلق رکھتے ہو۔تو اس میں سے کس شاخ سے متعلق ہو اس نے کہا جو گھوڑوں پر سوار ہو کر نیزے چلاتے ہیں اور مصیبتوں کے نزول کے وقت انہیں گلے لگاتے ہیں۔اس نے کہا تب تو تم بنو عامر سے تعلق رکھتے ہو۔تو پھر ان میں سے تمہارا تعلق کس شاخ سے ہے۔اس نے کہا کہ سخاوت سیادت اور اہل عطاء سے میرا تعلق ہے۔ اچھا تو تم جعفر قبیلے سے تعلق رکھتے ہو۔تو ان کی کون سے شاخ سے متعلق ہو۔ اس نے اس کے چاندوں اس کے سورجوں اور اس کے جھاڑی والے شیروں سے میرا تعلق ہے۔اس نے کہا پھر تو تم خاص الخاص لوگوں میں سے ہو۔ان شہروں میں تمہارا آنا کیسے ہوا۔اس نے کہا عطاو بخشش کرنے والوں کی کمی کی وجہ سے اور گردش زمانہ کی وجہ

Marfat.com

سے۔ خالد نے کہا تمہارا ارادہ کہاں کا ہے۔ اس نے کہا میں تمہارے اس امیر کی طرف جانا چاہتا ہوں جسے اس کی حکومت نے بلندی عطا کی اور اس کے خاندان نے اسے گرا دیا ہے۔ اس نے کہا تم اس سے کیا چاہتے ہو۔ اس نے کہا اس کا مال چاہتا ہوں تا کہ اس کے آباؤ اجداد کو عزت مل سکے خالد نے کہا۔ میرا خیال ہے کہ تم نے اس کے بارے میں کچھ شعر بھی کہے ہوں گے۔ تو اس دیہاتی نے اپنی عورت سے کہا کہ اس کو شعر سناؤ اس نے کہا کہ کمینے آدمی کی تعریف کی ہمیں کیوں تکلیف دیتے ہو۔ ٹھہرو! کیونکہ کمینے کی تعریف کرنا بھی ذلالت ہے۔ تو اس آدمی نے کہا سناؤ تو سہی تو اس نے سنائے۔

الیك ابن عبداللہ بالجد ارقلت بنا البید عیس کالقسی سواھم

''اے ابن عبداللہ ہمیں ہماری گھوڑی بیابانوں سے تیز رفتاری کے ساتھ ہم کو آپ کے پاس لے آئی گویا کہ تیز رفتاری سے اس کے کمر دوہری ہوگئی۔''

علیھا کرام من ذوابة عامر اضربھم جدب السنین العوارم

''اس گھوڑی پر سوار ہو کر بنو عامر کے وہ شریف آدمی تیرے پاس آئے ہیں کہ جنہیں سخت مشکل اور سالوں کے قحط نے تکلیف میں مبتلا کر دیا ہے۔''

یردن امرء یعطی علی الحمد مالہ وھانت علیہ فی الثناء الدراھم

''وہ ایسے آدمی کی تلاش میں ہیں جو تعریف کرنے پر مال عنایت کرے۔'' دراہم کی بخشش تعریف کے مقابلے میں اس کے اوپر آسان ہے۔''

فان تعط مانھوی فھذا ثناونا وان تکن الاخری فما ثم لائم

''اگر آپ ہمیں جو ہم چاہتے ہیں ہم کو عطا فرما دیں تو ہم آپ کے ثنا خواں ہوں گے اور اگر ایسا نہ ہو تو آپ کی کوئی ملامت نہیں کر سکتا۔''

خالد نے کہا۔ اے عبداللہ آپ اور آپ کے شعر بہت عمدہ ہیں لیکن آپ ایک لاغر گدھی پر سوار ہو کر آئے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ آپ ایک گھوڑی پر آئے ہیں۔ اور آپ نے اپنے شعروں میں اپنے ممدوح کا ان الفاظ میں ذکر کیا ہے جس طرح آپ ہم سے بیان نہیں کرتے۔ تو اس آدمی نے کہا بھائی جان شعروں میں جھوٹ بولنا عام گفتگو میں کمینے کی تعریف میں تکلف کرنے سے کم تر ہے۔ تو خالد نے کہا۔ کیا تو امیر خالد کو پہچانتا ہے۔ تو اس نے کہا نہیں! تو خالد نے کہا کہ وہ تو میں ہی ہوں۔ تو اس اعرابی نے کہا تجھے اللہ واسطہ کیا تو واقعی خالد ہے۔ اس نے کہا اللہ کی قسم جس کے نام سے تو مجھ سے سوال کر رہا ہے میں ہی وہ خالد ہوں اور میں تجھے بخشش ضرور کروں گا۔ اور تجھے اس تیری بدگوئی کا بدلہ ہرگز نہیں دوں گا۔ تو اس شخص نے اپنی بیوی سے کہا اے ام جحش اپنی گدھی کا منہ پھیر لو اور واپس چلو۔ خالد نے اس عورت سے کہا تم ایسا نہ کرو تم بھی اور تمہارا خاوند بھی میرے پاس ٹھہرو اس شخص نے کہا اللہ کی قسم نہیں جس کو میں نے اس کی ناپسندیدہ بات سنا دی ہے۔ اس سے میں ایک درہم بھی نہیں لے سکتا۔ پھر اس نے اپنی گدھی کا منہ پھیرا اور چل دیا۔ خالد نے کہا۔ ایسے کاموں کی وجہ سے ہی اس نے اور اس کے آباء نے وہ کچھ حاصل کیا جو اس نے حاصل کیا ہے۔

Marfat.com

امام بیہقی نے ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ نبیؐ نے فرمایا جو اون کا لباس کا پہنے اور بکری کا دودھ نکالے اور گدھی پر سوار ہو تو ایسے آدمی کے دل میں ذرا برابر بھی تکبر نہیں ہوتا۔ اسی طرح کی روایت ''کامل'' نے بھی عبدالرحمٰن بن عمار بن سعد کے حالات میں ذکر کی ہے۔ اور جابرؓ اور ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبیؐ نے فرمایا۔ اون کا لباس' فقیر مومنوں کی ہم نشینی اور گدھوں پر سواری' بکریاں باندھنا اور اپنے اہل و عیال کے ساتھ مل کر کھانا یہ تکبر سے بیزاری کی علامت ہے۔

''استیعاب'' میں ہے کہ زرارہ بن عمرو نخعی ۹ ہجری نصف رجب میں نبیؐ کے پاس حاضر ہوا۔ کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ میں نے اپنے سفر کے دوران ایک خواب دیکھا ہے۔ جس نے مجھے خوف زدہ کر دیا ہے۔ آپ نے فرمایا کیا خواب دیکھا ہے؟ اس نے کہا کہ میں نے ایک گدھی کو دیکھا کہ جس کو پیچھے گھر میں چھوڑ آیا ہوں۔ اس نے ایک سرخ اور سیاہ دو رنگ کا بکری کا بچہ جنا۔ اور میں نے ایک آگ دیکھی جو زمین سے نکل رہی ہے۔ وہ میرے اور میرے بیٹے عمرو کے درمیان حائل ہوگئی اور وہ کہہ رہی ہے کہ یہ شعلے ہی شعلے اندھے اور بینا کو جلا دیں گے۔ تو نبیؐ نے اس کو کہا کہ کیا تم نے اپنے گھر میں کوئی لونڈی چھوڑی ہے۔ جو اپنے حمل کو پوشیدہ رکھے ہوئے ہو۔ اس نے کہا جی ہاں' آپ نے فرمایا اس کا ایک لڑکا ہوگا جو تیرا بیٹا ہے۔ اس شخص نے کہا کہ یہ سیاہ اور سرخ کہاں سے آ گیا؟ فرمایا قریب تو آ ذرا۔ جب وہ پاس آیا تو آپ نے فرمایا کیا تجھے برص تو نہیں تھا؟ جسے تو چھپاتا ہو' وہ کہنے لگا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا ہے آپ سے پہلے اس بات کا کسی کو علم نہیں ہو سکا۔ آپؐ نے فرمایا وہ سرخ و سیاہ رنگ یہی ہے اور جو آگ تم نے دیکھی ہے وہ میرے بعد ایک فتنہ کی علامت ہے۔ اس نے پوچھا اللہ کے رسول وہ فتنہ کیسا ہوگا؟ فرمایا لوگ اپنے امام کو مار ڈالیں گے اور اس طرح جھگڑیں گے جس طرح سر کی ہڈیاں ہوتی ہیں اور پھر آپؐ نے اپنی انگلیوں کو ایک دوسرے میں داخل کیا۔ اور فرمایا مومن کا خون دوسرے مومن کے نزدیک پانی سے بھی زیادہ میٹھا ہوگا۔ بداعمال لوگ یہ سمجھیں کہ وہ نیکی کر رہے ہیں۔ اور اگر تو مر گیا تو وہ فتنہ تیرے بیٹے کو ضرور پہنچے گا اور اگر تیرا بیٹا پہلے مر گیا تو وہ فتنہ تجھے ضرور ہی پہنچے گا۔ اس نے کہا اللہ کے رسول اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ فتنہ مجھے نہ پہنچے علماء کہتے ہیں یہ وہی فتنہ تھا جس میں حضرت عثمانؓ شہید ہوئے۔

ضرب الامثال: کہا جاتا ہے کان حمارا فاستاتن ''وہ گدھا تھا پھر گدھی بن گیا۔'' یہ مثال اس شخص کے لئے بولی جاتی ہے جو عزت دار ہونے کے بعد ذلیل ہو جائے۔

تعبیر الرؤیا: گدھی کو خواب میں دیکھنے سے مراد وہ عورت ہے جو خاوند کی معیشت میں معاون ہو' بہت خیر و برکت والی ہو' مسلسل مفادات والی ہو' اور نسل والی ہے۔ اتان کا لفظ ایتان سے نکلا ہے جس کا معنی آمدن ہے۔

الاخطب (لٹورا)

یہ احمر کے وزن پر ہے کہا جاتا ہے کہ یہ لٹورے کو کہتے ہیں اور بقول شاعر

ولا انثنی من طیرۃ عن مریرۃ　　　اذا الاخطب الداعی الدوح صرصرا

''میں کسی مشکل کام سے بدفالی کی وجہ سے نہیں ہٹتا جبکہ آواز کرنے والا شکرا درخت پر بیٹھ کر آواز نکالے۔''

Marfat.com

اوراخطب ایسے گدھے کو کہتے ہیں جس کی پیٹھ پر سبز رنگ غالب ہوفراء کہتے ہیں کہ خطاایسی گدھی کو کہتے ہیں جس کی پیٹھ پر سیاہ دھاریاں ہوں اوراس کا مذکرا خطب ہے۔

الاخیضر (سبز مکھی)

ابن سیدہ نے کہاہے یہ ایک سبز رنگ کی مکھی ہے جو سیاہ مکھی کے برابر ہوتی ہے۔

الاخیل (سبز پرندہ)

یہ ایک سبز رنگ کا پرندہ ہے جس کے بازوؤں میں اس کے رنگ کے خلاف چمکدار نشانات ہیں- اوراس کا نام بھی ان تلوں کی وجہ سے یہ رکھا گیا ہے۔ بعض نے کہا کہ الاخیل سے مراد شکراک پرندہ ہے۔ اور جب یہ لفظ نکرہ ہوتو منصرف ہوگا مگر جب اس کو بطور نام رکھا جائے تو پھر یہ غیر منصرف ہوگا۔ اور کچھ لوگ اس کو نکرہ ہو یا معرفہ بہرصورت غیر منصرف خیال کرتے ہیں اوراس کو اصل میں تخیل کی ایک صفت سمجھتے ہیں اور شاعر کے اس شعر سے دلیل سمجھتے ہیں۔

ذرینی وعلمی بالامور و شیمتی فما طائری فیها علیك باخیلا

''مجھے معاملات کے بارے میں میرے علم اور میری عادت کو چھوڑ دو تیرے بارے میں میرے دل کو کوئی بدشگونی نہیں ہے۔''

الاربد (مٹیالا سانپ)

یہ سانپوں کی ایک قسم ہے۔ جس کے کاٹنے سے چہرہ مٹیالا ہو جاتا ہے۔ اور انہیں باتوں میں عبدالملک بن عمیر کی حکایت ہے۔ کہ میں نے زیاد کو مغیرہ بن شعبہ کی قبر پر کھڑا ہوکر یہ شعر کہتے ہوئے سنا۔

ان تحت الاحجار حزما و عزما وخصیما الد ذا معلاق

''پتھروں کے نیچے ایک مضبوط گٹھا ہے اور پرعزم جھگڑالو عظیم دشمن ہے۔''

حیة فی الوجار اربد لاینـ فع منه السلیم نفث الراقی

''بے شک سوراخ کے نیچے ایک سانپ ہے کہ جس کے ڈسے ہوئے کو دم کرنے والے کا دم فائدہ نہیں دے سکتا۔''

پھر کہا خدا کی قسم جس سے میں دشمنی کرتا ہوں اس سے شدید دشمنی کرتا ہوں اور جس کو میں بھائی بناتا ہوں۔ اس کے ساتھ میں بھائی چارے کا رشتہ مضبوط رکھتا ہوں۔ پھر اس نے مہلہل کا یہ شعر پڑھا۔

ان تحت الاحجار حزما و جودا وخصیما الد ذا معلاق

''کہ پتھروں کے نیچے ایک مضبوط گٹھا کی طرح سخت حملہ آور دشمن موجود ہے۔''

الارخ (جنگلی گائے)

ابن دوستویہ نے کہا کہ یہ مونث کا صیغہ ہے اور دو دانت والی گائے کو کہتے ہیں جو ابھی تک جفتی نہ کی گئی ہو۔ اس کی جمع اروخ

Marfat.com

اور اراخ ہے۔

اور ابن دستویہ کہتے ہیں کہ مجھے مزینہ قبیلے کے اعرابی نے مکہ کے راستہ میں اپنے بارے میں ایک شعر سنایا۔

ایام عهدی فی فیك كانها ارخ یرود بروضة مثقال

''میری زندگی کے ایام تمہارے ساتھ ایسے گزرے ہیں۔ جیسے جنگلی گائے گھنے جنگل میں خوش رہتی ہے۔''

جوہری کہتے ہیں کہ ارخ جنگلی گائے کو کہتے ہیں۔ صاحب کتاب ''مغرب'' نے کہا ہے کہ ارخ جنگلی گائے کے بچے کو کہتے ہیں۔

الارضه (دیمک)

یہ لفظ ہمزہ کے فتح ساتھ اور راء اور ضاد معجمہ کے ساتھ ہے۔ یہ چھوٹا سا جانور ہے جو مسور کے آدھے دانے کے برابر ہوتا ہے۔ یہ لکڑی کو کھا جاتا ہے۔ اس کو سرفہ بھی کہتے ہیں۔ یہ زمین کے ان کیڑے مکوڑوں میں سے ہے جن کا ذکر قرآن میں بھی ہے۔ ہم اس کا ذکر باب السین میں عنقریب کریں گے چونکہ اس کا سارا کام زمین کے بارے میں ہی ہوتا ہے۔ اس لئے یہ اس کی طرف منسوب ہو کر الارضہ کہلانے لگی۔ ''اشکال'' میں قزوینی نے کہا کہ دیمک جب دو سال کی ہو جاتی ہے تو اس کے دو لمبے لمبے پر نکل آتے ہیں جن سے وہ اڑتی ہے۔ اور یہ وہ جانور ہے جس نے جنوں کو سلیمانؑ کی موت کے متعلق بتایا تھا۔ اور چیونٹی اس کی دشمن ہوتی ہے۔ حالانکہ وہ اس سے چھوٹی ہوتی ہے۔ یہ چونکہ اس کو پیچھے سے جا پکڑتی ہے اور اٹھا کر اپنی بل میں پہنچا دیتی ہے۔ اور جب یہ اس کو سامنے سے ملے تو چیونٹی اس پر غالب نہیں آسکتی۔ کیونکہ یہ اس کا مقابلہ کرتی ہے۔ انتہی

دیمک کی طبعی دانائی: اور اس کی یہ خصوصیت ہے کہ یہ اپنے لئے لکڑیاں جمع کر کے بہترین گھر بناتی ہے۔ جس طرح مکڑی اپنا گھر بناتی ہے جو نیچے سے بلندی کی طرح بنتا چلا جاتا ہے۔ اور اس کے گھر کے کسی ایک جانب ایک چوکور دروازہ ہوتا ہے۔ اور اس کا گھر ایک تابوت کی طرح ہوتا ہے۔ اور اسی سے پہلے لوگوں نے اپنے مُردوں کے لئے تابوت بنانا سیکھا۔ صحیحین وغیرہ۔ میں ہے کہ قریش کو جب جعفر طیارؓ اور ان کے ساتھیوں کے ساتھ نجاشی حسن سلوک کا واقعہ پہنچا۔ تو ان پر یہ بات گراں گزری تو وہ رسول اللہؐ اور آپ کے اصحاب پر بہت غضبناک ہو گئے اور بنو ہاشم کے خلاف ایک حلف نامہ لکھا کہ وہ ان کے ساتھ تجارت میل ملاپ اور نکاح وغیرہ کے تعلقات نہیں رکھیں گے۔ جس نے یہ معاہدہ لکھا تھا۔ اس کا نام بغیض بن عامر ہے۔ اس کا ہاتھ شل ہو گیا تھا۔ انہوں نے یہ صحیفہ کعبہ کے درمیان میں لٹکا دیا اور بنو ہاشم کو شعب ابی طالب میں محرم ۷ نبوی کو محصور کر دیا لیکن بنو عبدالمطلب نے اس معاہدہ کا ساتھ نہ دیا۔ قریش نے ان سے ہر قسم کا سامان اور ماپ تول کی اشیاء منقطع کر دیں یہاں تک کہ یہ خاص موسم کے علاوہ باہر بھی نہیں نکل سکتے تھے۔ حتیٰ کہ وہ انتہائی مشقت میں پھنس گئے اور یہ سلسلہ تین سال تک جاری رہا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو صحیفے کے بارے میں اطلاع دی کہ دیمک نے اس کو بالکل کھا لیا ہے۔ اور ظلم و جور کے تمام الفاظ ختم ہو چکے ہیں۔ صرف اللہ کا نام باقی رہ گیا ہے۔ ابو طالب نے جب یہ بات قریش کو بتائی تو انہوں نے اوپر چڑھ کر وہ تحریر دیکھی تو وہ ویسی ہی تھی جیسے نبیؐ نے ان کو بتایا تھا۔ تو انہوں نے ان کو گھاٹی سے باہر نکالا۔ ابن سعد نے اور ابن ماجہ نے اپنی سنن میں ابی بن کعب

Marfat.com

سے یوں بیان کیا ہے کہ نبیؐ ایک تنے کی طرف نماز پڑھتے تھے۔ تو جب نبیؐ کے لئے منبر بن گیا تو یہ تنا آواز کر کے ایسے رونے لگا جیسے دس ماہ کی گابھن اونٹنی روتی ہے۔ یہاں تک کہ نبیؐ نے اس کو اپنے ہاتھ سے دلا سا دیا تو وہ چپ ہو گیا۔ جب مسجد گرائی گئی اور نئی بنائی گئی تو ابی بن کعب اس تنے کو اپنے گھر میں لے گئے۔ یہاں تک کہ یہ بوسیدہ ہو گیا اور اس کو دیمک کھا گئی۔ دیمک کے متعلق بقیہ بیان باب الدال مہملہ لفظ دابہ اور دود الفا کھہ میں ہوگا۔

شرعی حکم: اس کا حکم یہ ہے کہ اس کی گندگی کی وجہ سے اس کا کھانا حرام ہے۔ اور چونکہ یہ زمین سے مٹی نکالتی ہے۔ اس لئے قاضی حسین نے کہا کہ اگر وہ اس کو اینٹوں وغیرہ سے نکالے تو اس سے تیمم جائز ہے۔ اگرچہ اس کے ساتھ اس کا لعاب بھی ملا ہوتا ہے کیونکہ یہ پاک ہے اور یہ اس طرح ہے جیسے مٹی کو سرکہ اور گلاب کے پانی سے گوندھ دیا گیا ہو۔ اور وہ کتابوں یا لکڑی وغیرہ سے مٹی نکالے تو اس سے تیمم جائز نہیں ہے اس لئے کہ وہ مٹی نہیں ہے۔

ضرب الامثال: لوگ کہتے ہیں۔ اَکَلُ مِنْ اَرْضَۃِ ''وہ آدمی دیمک سے بھی زیادہ کھانے والا ہے۔'' یہ جملہ بسیار خور کے لئے کہا جاتا ہے۔ نیز کہا جاتا ہے کہ اَصْنَعُ مِنْ اَرْضَۃِ یعنی یہ دیمک سے بھی بڑا کاریگر ہے یہ بات عمدہ کاریگر کے لئے بولی جاتی ہے۔

تعبیر الرؤیا: اس کا خواب میں دیکھنا علم میں بحث مباحثہ اور جدل و منازعہ کی طلب پر دلالت کرتا ہے۔

الارقم (دہاری دار سانپ)

یہ اس سانپ کو کہا جاتا ہے۔ جس میں سفیدی اور سیاہی ہو۔ یہ ایسے ہوتا ہے کہ گویا اس کے جسم پر لکھا گیا ہے یا نقش بنایا گیا ہے۔

غرائب اور نوادر واقعات بیان کرنے والوں نے بیان کیا ہے کہ ایک آدمی کی ہڈی کسی نے توڑ دی تو وہ حضرت عمرؓ کے پاس قصاص طلب کرنے کے لئے حاضر ہوا۔ تو آپ نے اسے قصاص دینے سے انکار کر دیا۔ تو اس آدمی نے کہا کہ تب تو وہ ارقم سانپ کی طرح ہے کہ جس کو اگر مار دیا جائے تو وہ ضرور انتقام لیتا ہے اور اگر چھوڑ دیا جائے تو کھا جاتا ہے۔ یعنی اگر تو اس کو چھوڑ دے گا تو وہ تجھے کھالے گا اور اگر تو اسے قتل کر دے گا تو اس کے عوض میں تجھے قتل کیا جائے گا۔ ابن اثیر نے نہایۃ میں کہا ہے۔ کہ لوگ جاہلیت میں یہ خیال کرتے تھے کہ جان کا قصاص جن ضرور لیتے ہیں۔ جان اس سانپ کو کہتے ہیں جو باریک ہو۔ اکثر اس کا قاتل مرجاتا ہے۔ یا وہ دیوانہ ہو جاتا ہے۔

اور یہ اس شخص کی طرح ہے کہ جس پر دو مصیبتیں اکٹھی ہو جائیں۔ پھر اسے پتا نہ چلے کہ مجھے کیا کرنا چاہیے۔ اور اس شخص کا مطلب یہ تھا کہ اس پر ہڈی کا ٹوٹنا بھی اور قصاص کا نہ ہونا دو مصیبتیں آ گئی ہیں۔ بعض نے کہا کہ ارقم سرخ و سفید سانپ کو کہتے ہیں۔ مہذب الملک اس کی تشبیہ دیتے ہوئے یوں کہتا ہے۔

کانون اذھب بردہ کانوننا ما بین سادات کرام حذق

''ہماری انگیٹھی نے ان کی انگیٹھی کی سردی کو دور کر دیا جو کہ ہوشیار اور شریف سرداروں پر مشتمل تھی۔''

Marfat.com

بـــــارا قـــم البـــطـــون ظهـــورهـــا سـود تـــلـــغــلـــغ بـــالـــلـــســان الازرق

ان زہریلے ارقم سانپوں کے ذریعے جن کے پیٹ سرخ اور پشت سیاہ ہے جو نیلی زہریلی زبان سے جھاگ نکال رہے ہیں۔''

الارنب (خرگوش)

اس کی جمع ارانب ہے۔ یہ جانور بکری کے بچے کے مشابہ ہوتا ہے۔ زرانے کے برعکس اس کے پاؤں چھوٹے اور پچھلی ٹانگیں لمبی ہوتی ہیں۔ اپنے پچھلے پاؤں کے ساتھ یہ زمین پر چلتا ہے۔ یہ اسم جنس ہے اور مذکر مونث دونوں پر بولا جاتا ہے۔

جاحظ نے کہا جب ارنب کہا جائے تو صرف مونث ہی مراد ہوتی ہے جیسے عقاب صرف مونث کے لئے ہے۔ تو اس لئے تم **هذه العقاب** اور **هذه الارنب** کہو گے۔ مبرد نے کامل میں کہا ہے کہ عقاب مذکر اور مونث دونوں پر بولا جاتا ہے۔ لیکن اس میں تمیز صرف اسم اشارہ کے ساتھ ہو سکتی ہے جیسے ارنب ہے۔ اور مذکر ارنب کو خذز کہا جاتا ہے اور اس کی جمع خزان جیسے صرد اور صردان اور مونث کے لئے عکرشہ کا لفظ ہے اور ارنب کے بچے کو خرنق کہتے ہیں۔ پہلے وہ خرنق ہوتا ہے پھر سخلہ بنتا ہے پھر ارنب بنتا ہے۔ اور اسی قسم میں سے مذکر کا آلہ تناسل لومڑ کے آلہ تناسل کی طرح ہے۔ جس کا آدھا حصہ ہڈی اور آدھا گوشت ہے۔ کبھی کبھی جفتی کے وقت مونث مذکر پر سوار ہو جاتی ہے۔ کیونکہ اس میں شہوت زیادہ ہوتی ہے۔ اور حاملہ ہونے کے باوجود جفتی ہوتی ہے۔ یہ ایک سال مذکر ہوتا ہے اور ایک سال مونث ہوتا ہے۔ اور اللہ پاک ہر چیز پر قادر ہے۔

عجیب وغریب واقعات: ابن اثیر نے ''الکامل'' میں ۶۲۳ھ کے واقعات کے ضمن میں بیان کیا ہے کہ اسی کے دوست نے ایک خرگوش کو شکار کیا جس کے دو خصیتین ایک ذکر اور مونث کی شرمگاہ تھی۔ جب انہوں نے اس کا پیٹ چاک کیا تو انہوں نے اس میں بھی یہی کچھ دیکھا۔ نیز کہا اور اس سے بھی عجیب بات یہ ہے کہ ہمارے ایک پڑوسی کی بیٹی کا نام صفیہ تھا۔ وہ پندرہ سال تک مونث ہی رہی۔ پھر اس کا ذکر ظاہر ہو گیا اور اس کی داڑھی نکل آئی۔ اور اس کی دو شرمگاہیں' مرد کی اور عورت کی بن گئیں۔ اور عنقریب اس قسم کی بات الضبع کے ضمن میں بیان کی جائے گی۔

اور خرگوش آنکھیں کھول کر سوتا ہے اور بسا اوقات شکاری اسے اس حالت میں پا کر بیدار سمجھتا ہے اور کہتے ہیں کہ جب یہ سمندر کو دیکھتا ہے تو مر جاتا ہے۔ اسی لئے یہ ساحل سمندر پر نہیں پایا جاتا۔ اور یہ بات میرے نزدیک بھی صحیح نہیں ہے۔ عرب اپنی جھوٹی باتوں میں ایک یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ جن اس کے حیض کی وجہ سے بھاگ جاتے ہیں۔ شاعر کہتا ہے۔

وضـــحـك الا رانـــب فـــوق الـــصـــفـــا كـــمـــثـــل دم الـــحـــرب يـــوم الـــلـــقـــا

''اور صفا پہاڑی پر خرگوشوں کے حیض کا خون ایسے ہے جیسے مقابلہ کے دن جنگ کا خون ہوتا ہے۔''

فائدہ: جن حیوانوں کو حیض آتا ہے وہ چار ہیں۔ عورت' بجو' چمگادڑ اور خرگوش۔ کہا جاتا ہے کہ کتی بھی ایسے ہی ہے۔ سنن ابوداؤد میں جابر بن حویرث کی حدیث میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبیؐ نے خرگوش کے بارے میں فرمایا کہ اس کو حیض آتا ہے۔ ابن معین کہتے ہیں کہ میں جابر بن حویرث کو نہیں پہچانتا۔ اور ابن حبان نے اس کو ثقات میں بیان کیا ہے۔ اور محدثین کے ہاں

Marfat.com

اس کی صرف یہی حدیث معروف ہے۔

بیہقی نے ابن عمرؓ سے بیان کیا ہے کہ نبیؐ کے پاس ایک خرگوش لایا گیا۔ تو آپؐ نے نہ اس کو کھایا اور نہ اس سے روکا اور کہا کہ یہ حیض والی ہوتی ہے۔

یہ گوشت کھاتا ہے۔ اور جگالی بھی کرتا ہے اور مینگنیاں کرتا ہے۔ اس کے جبڑوں کے اندرونی حصہ میں بال ہوتے ہیں۔ اسی طرح اس کے پاؤں کے نیچے بھی بال ہوتے ہیں۔

شرعی حکم: تمام علماء کے نزدیک خرگوش حلال ہے مگر عبداللہ بن عمرو بن العاص اور ابن ابی لیلیٰؒ سے منقول ہے کہ وہ اس کے کھانے کو مکروہ سمجھتے تھے ہماری دلیل وہ حدیث ہے جس کو انس بن مالک سے ایک جماعت نے روایت کیا کہ ہم نے مرالظہران میں ایک خرگوش کو بھگایا تو لوگ دوڑ کر اس کے اوپر غالب آ گئے۔ لوگ اسے پکڑ کر ابوطلحہ کے پاس لے آئے تو انہوں نے اس کو ذبح کیا اور اس کے سرین اور ران نبیؐ کو بھیج دی تو آپؐ نے اس کو قبول فرمالیا۔ بخاری شریف میں کتاب الھبہ میں ہے کہ آپؐ نے اس کو قبول بھی کیا اور کھایا بھی اور ابوداؤد کے الفاظ یوں ہیں کہ میں نوجوان تھا۔ تو میں نے ایک خرگوش کو شکار کر کے بھونا تو ابو طلحہ نے مجھے اس کا سرین دے کر نبیؐ کے پاس بھیجا۔ اور آپؐ سے اس بارے میں پوچھا گیا تو آپؐ نے فرمایا یہ حلال ہے۔ احمدؒ نسائی' ابن ماجہ اور حاکم اور ابن حبان نے محمد بن صفوان سے روایت کیا ہے کہ اس نے دو خرگوش شکار کیے تو ان کو پتھر کے دو ٹکڑوں سے ذبح کیا اور نبیؐ کے پاس لے آیا۔ تو آپؐ نے اس کے کھانے کا حکم دیا۔ اور یہ حدیث معجم ابن قانع نے محمد بن صفوان سے یا صفوان بن محمد سے روایت کی ہے۔ اور ابن ابی لیلیٰ نے اور ان کے موافقین نے اس حدیث کو دلیل بنایا ہے جس کو امام ترمذی نے حبان بن جزء سے روایت ہے وہ اپنے بھائی خذیمہ بن جزء سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسولؐ سے عرض کی آپ خرگوش کے بارے میں کیا حکم فرماتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا میں نہ اس کو کھاتا ہوں اور نہ حرام کرتا ہوں۔ میں نے پوچھا اللہ کے رسولؐ کس وجہ سے؟ تو آپؐ نے فرمایا میں سمجھتا ہوں کہ اسے حیض آتا ہے۔

میں نے پوچھا آپؐ بجو کے بارے میں کیا خیال رکھتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا بجو کو کون کھاتا ہے۔ امام ترمذی نے کہا اس کی اسناد قوی نہیں ہیں اور اس روایت کو ابن ماجہ نے ابی بکر ابن ابی شیبہ سے بیان کیا ہے کہ اور اس میں لومڑ اور گوہ کا بھی ذکر ہے۔ اور بعض روایات میں ہے کہ میں نے آپؐ سے بھیڑے کے بارے میں پوچھا تو آپؐ نے فرمایا جس آدمی میں تھوڑی سی بھلائی ہو بھیڑیا نہیں کھاتا۔ اور خرگوش کی حرمت پر کوئی ضعیف حدیث بھی دلالت نہیں کرتی۔ اور زیادہ سے زیادہ ان روایات میں خرگوش کی کراہت کا ذکر ہے اور ساتھ کھانے کا جواز بھی ہے۔

ضرب الامثال: عرب کہتے ہیں اِقْطِفْ مِنْ اَرْنَبٍ وَاَطْعِمْ اَخَاكَ مِنْ كُلْيَةِ اَرْنَبٍ خرگوش کو پکڑ کر اپنے بھائی کو گردہ کھلا دے۔ اور یہ مثال اس مثال کی طرح ہے کہ اَطْعِمْ اَخَاكَ مِنْ عَقَنْقَلِ الضَّبِّ اپنے بھائی کو گوہ کی عقنقل کھلاؤ۔ یہ دونوں مثالیں عرب غم خواری کے لئے بیان کرتے ہیں۔ اور ان کی مشہور مثالوں میں سے ایک یہ بھی ہے فی بیتہ یوتی الحکم اور عربوں کے گمان کے مطابق یہ بات جانوروں کی اپنی زبان سے نکلی ہوئی ہے۔ کہتے ہیں کہ خرگوش نے ایک شکار کہیں سے اٹھایا تو اس سے لومڑ نے چھین کر کھالیا تو یہ دونوں جھگڑا لے کر گوہ کے پاس گئے۔'' ارنب نے کہا اے ابوحسل اس نے کہا سمیعا دعوت تو نے

Marfat.com

جس کو بلایا ہے اس نے سن لیا۔ ہم تیرے پاس جھگڑا لے کر آئے ہیں۔ اس نے کہا عادلا حکیما یعنی تم انصاف والے اور سمجھدار کے پاس آئے ہو۔ اس نے کہا پھر ہمارے گھر آؤ۔ تو اس نے کہا فی بیته یوتی الحکم حاکم کے پاس اس کے گھر میں جایا جاتا ہے۔ خرگوش نے کہا میں نے ایک کھجور پائی۔ اس نے کہا حلوة فکلیها یعنی میٹھی چیز ہے اسے کھالو اس نے کہا کہ اس کو لومڑ نے چھین لیا ہے۔ اس نے کہا لنفسه بغی الخیر بھلائی اپنے لئے تلاش کی جاتی ہے۔ خرگوش نے کہا پھر میں نے اس کو تھپڑ لگایا گوہ نے کہا بحقك اخذت تو نے اپنا حق وصول کر لیا۔ اس نے کہا پھر اس نے مجھے بھی تھپڑ لگایا۔ گوہ نے کہا حر انتصر لنفسه آزاد آدمی اپنا بدلہ ضرور لیتا ہے۔ خرگوش نے کہا تو ہمارے درمیان فیصلہ کر۔ گوہ نے کہا قد قضیت فیصلہ تو میں کر دیا ہے۔

تو اس کے یہ سارے اقوال مثالیں بن گئے۔ اور اسی طرح کا ایک واقعہ ہے کہ عدی بن ارطاط قاضی شریح کے پاس اس کی مجلس قضا میں حاضر ہوا۔ تو اس سے کہا تو کس جگہ ہے؟ قاضی نے کہا تیرے اور دیوار کے درمیان۔ عدی نے کہا میرا مقدمہ سنیں۔ قاضی نے کہا للاستماع جلست سننے کے لئے ہی تو میں بیٹھا ہوں۔ وہ کہنے لگا میں نے ایک عورت سے شادی کی ہے۔ قاضی نے کہا بالرفاه و البنین مبارک ہو اللہ تجھے بیٹے دے۔ اس نے کہا اس کے گھر والوں نے شرط لگائی ہے کہ میں اپنی بیوی کو ان کے گھر سے باہر نہ نکالوں۔ قاضی نے کہا اوف لھم بالشرط ان کی شرط کو پورا کرو۔ اس نے کہا میں تو وہاں سے نکلنا چاہتا ہوں۔ قاضی نے کہا فی حفظ الله تو اللہ آپ کو محفوظ رکھے اس نے کہا ہمارے درمیان فیصلہ کرو۔ قاضی نے کہا قد فعلت میں نے تو فیصلہ کر دیا ہے۔ وہ کہنے لگا۔ کس کے خلاف فیصلہ دیا ہے۔

قاضی نے کہا علی ابن املك تیری ماں کے بیٹے کے خلاف۔ اس نے کہا کسی کی شہادت سے قاضی نے کہا بشھادة ابن اخت خالك تیری ماموں کے بھانجے کی شہادت سے۔

قاضی شریح کے عجیب واقعات: یہ شریح قاضی، حارث بن قیس کندی کے بیٹے ہیں۔ ان کو حضرت عمرؓ نے کوفے کا قاضی مقرر کیا۔ وہاں یہ ۷۵ سال رہے اور بجز تین سال کے بلاناغہ فیصلے کرتے رہے یہ تین سال فتنہ عبداللہ بن زبیر کے تھے۔ اس میں اس نے حجاج کو استعفیٰ دیا اور اس نے اسے قبول کر لیا پھر اس نے وفات تک کسی آدمی کے درمیان فیصلہ نہیں کیا۔ قاضی شریح نامور تابعین میں سے تھے۔ یہ لوگوں میں سے سب سے زیادہ قضا کے ماہر تھے۔ اور یہ ان چار سرداروں میں سے ایک ہیں کہ جن کے اس وقت ڈاڑھی نہیں آئی تھی۔ (۱) عبداللہ بن زبیر۔ (۲) قیس بن سعد بن عبادہ۔ (۳) احنف بن قیس کہ جن کی عقل کی مثالیں بیان کی جاتی ہیں اور ان میں چوتھے یہ قاضی شریح ہیں۔

بیان کیا جاتا ہے کہ قاضی شریح کا بیٹا بیمار ہوگیا تو ان پر بڑی گھبراہٹ طاری ہوئی پھر جب وہ مرگیا تو آپ نے بالکل گھبراہٹ کا اظہار نہ کیا۔ کسی نے اس بارے میں پوچھا تو کہنے لگے اس پر میری گھبراہٹ بطور رحمت اور شفقت تھی۔ پھر جب وہ فوت ہوگیا تو میں اللہ کی تقدیر پر راضی ہوگیا اس کو ابن خلکان وغیرہ نے ذکر کیا ہے۔

امام ابوالفرج ابن جوزیؒ نے فرمایا ہے کہ زیاد نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ اے امیر المومنین میں نے اپنے بائیں ہاتھ سے آپ کے لئے عراق کا کنٹرول قائم کیا ہے۔ اب آپ کی اطاعت کے لئے میرا دایاں ہاتھ خالی ہے۔ لہٰذا مجھے حجاز کا بھی حاکم بنا دیجئے تو عبداللہ بن عمرؓ کو یہ بات مکہ میں پہنچی تو انہوں نے دعا کی اللھم اشغل یمین زیاد بما شئت اے اللہ تو خود ہی

Marfat.com

زیاد کے دائیں ہاتھ کو ہم سے دور رکھ۔ تو اس کے دائیں ہاتھ میں طاعون کی بیماری لگ گئی۔ تو تمام ڈاکٹروں کی رائے اس بات پر اکٹھی ہوگئی کہ اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے۔ تو اس نے قاضی شریح سے مشورہ لیا۔ تو اس نے اسے نہ کاٹنے کا مشورہ دیا اور کہا کہ رزق تقسیم ہو چکا ہے اور موت کا وقت بھی معلوم ہے اور میں یہ ناپسند کرتا ہوں کہ آپ کی کچھ زندگی دنیا میں بغیر ہاتھ کے گزرے۔ اور اگر آپ کی موت آچکی ہے۔ تو یہ بھی مجھے پسند نہیں کہ آپ اللہ کو کٹے ہوئے ہاتھ کے ساتھ ملیں تو جب وہ پوچھے کہ تم نے اسے کیوں کاٹا تو تم یہ کہو کہ تیری تقدیر سے بھاگ کر اور تیری ملاقات کو ناپسند کرتے ہوئے میں نے ایسا کیا کہتے ہیں کہ پھر زیاد اسی دن مر گیا۔ تو لوگوں نے قاضی شریح کو زیاد کا ہاتھ کاٹنے سے منع کرنے پر ملامت کی کیونکہ وہ اس سے بغض رکھتے تھے تو اس نے کہا کہ اس نے مجھ سے مشورہ لیا تھا اور یہ بات بھی ہے کہ جس سے مشورہ لیا جاتا ہے وہ امانت دار ہوتا ہے۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو میں یہ چاہتا کہ وہ ایک دن اپنا ہاتھ کاٹے اور دوسرے دن اپنا پاؤں کاٹے اور روزانہ ایک ایک عضو کر کے کاٹتا رہے۔

اسی مفہوم کو ابوالفتح بستی نے اپنے ایک قصیدے میں یوں بیان کیا ہے۔

لا تستشر غیر ندب حازم فطن　　قد استوت منه اسرار واعلان

''ہوشیار، سمجھدار اور عقلمند آدمی کے سوا کسی سے مشورہ نہیں کرنا چاہیے اس لئے کہ اس کو ظاہر اور باطن سب کا ایک جیسا علم ہوتا ہے۔''

فللتدابیر فرسان اذا رکضوا　　فیها ابروا کما للحرب فرسان

''اور تدبیروں کے ایسے شہسوار ہیں کہ جب وہ اس میدان میں قدم رکھتے ہیں۔ تو ایسے آگے بڑھتے ہیں کہ جیسے جنگ کے شہسوار ہوتے ہیں۔''

اور عنقریب اس قصیدہ کا ذکر لفظ ثعبان کے ذکر میں آئے گا۔ ان شاء اللہ

تاریخ ابن خلکان میں قاضی شریح کے حالات میں یوں مذکور ہے کہ اس سے حجاج کے بارے میں پوچھا گیا کہ کیا وہ مومن تھا۔ اس نے کہا ہاں! وہ طاغوت پر ایمان رکھتا تھا۔ مگر اللہ کا کفر کرتا تھا۔ قاضی شریح ؒ ۷۹ھ یا ۸۰ ہجری کو ۱۲۰ سال کی عمر میں فوت ہوا۔

طبی فوائد اور خواص: جاحظ نے کہا کہ عرب جاہلیت میں کہا کرتے تھے کہ جس نے خرگوش کا ٹخنہ لٹکا لیا اس پر نظر یا جادو اثر نہیں کرتے کیونکہ جن اس کے حیض کی وجہ سے بھاگتے ہیں۔ خشکی کے خرگوش کا دماغ بھون کر کھانے سے بیماری سے پیدا ہونے والا رعشہ دور ہو جاتا ہے۔ اور جب اس کا دو دانوں کے برابر دماغ گائے کے دو اوقیہ دودھ میں ملا کر پیا جائے تو یہ پینے والا کبھی بوڑھا نہیں ہوگا۔ اور عجیب ترین بات یہ ہے کہ جب اس کا انفحہ کو کینسر زدہ جگہ پر طلاء کیا جائے تو اس سے عجیب وغریب فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ نیز اگر حاملہ عورت مذکر خرگوش کا انفحہ پیئے تو بچہ مذکر پیدا ہوگا۔ اگر مونث خرگوش کا انفحہ پیئے تو بچہ مونث ہوگا اور اگر اس کا گوبر عورت پر لگایا جائے تو وہ اس وقت تک حاملہ نہیں ہوگی جب تک یہ اس پر لٹکا رہے گا۔

بقول بقراط خرگوش کا گوشت گرم خشک ہوتا ہے۔ قبض کرتا ہے اور پیشاب آور ہوتا ہے۔ اور ان میں سب سے عمدہ خرگوش وہ ہے جو کتے سے شکار کیا جائے۔ یہ موٹاپے کی بے قراری میں بھی مفید ہے۔ لیکن اس سے نیند ختم ہو جاتی ہے۔ اور سوداء کی بیماری

Marfat.com

لاحق ہو جاتی ہے۔ تر مصالحہ اس کے ضرر کو دور کرتا ہے۔ یہ ٹھنڈے مزاج والوں کے موافق ہے۔ اگر اس کا دماغ سیاہ مرچ کے ساتھ ملا کر کھایا جائے تو رعشہ کی بیماری میں مفید ہے۔ خشک گھاس کھانے کی وجہ سے اس کے گوشت کی تاثیر خشک ہو جاتی ہے۔ کیونکہ جو بھی خشک گھاس کھاتا ہے اس کی تاثیر گھر میں چرنے والوں کی بنسبت زیادہ خشک ہوتی ہے اگر کوئی آدمی خرگوش کا دماغ ایک دانق لے کر اس کے اوپر کافور دو دانے کے برابر ڈال کر پی لے تو وہ جس کو بھی ملے گا وہ آدمی اس سے محبت کرے گا۔ اور جو عورت بھی اس کو دیکھے گی اس پر عاشق ہو جائے گی اور اس کے ساتھ زندگی گزارنے کا مطالبہ کرے گی۔ خرگوش کا خون جو عورت پی لے وہ کبھی حاملہ نہیں ہوتی۔ اسی طرح اگر اس کے خون کو سفید داغوں اور چھائیوں پر ملا جائے تو وہ زائل ہو جاتی ہیں۔ اور اگر کوئی عورت خرگوش کا دماغ کھائے۔ اور اس میں سے کچھ اپنے پاس اٹھائے۔ تو اگر اس سے اس کا خاوند ہمبستری کرے تو وہ ضرور حاملہ ہوگی۔ انشاء اللہ۔ اور اس کو بچوں کے مسوڑھوں پر لگایا جائے تو ان کے دانت جلدی نکل آتے ہیں۔ اور جب خرگوش کے خون کا سرمہ لگایا جائے تو آنکھوں میں بال نہیں اگتے۔ قزوینی نے عجائب المخلوقات میں کہا ہے کہ مہرارس نے کہا ہے کہ خرگوش کا پتہ اگر گھی اور عورت کے دودھ میں ملا کر بطور سرمہ استعمال کیا جائے تو آنکھ کی سفیدی ختم ہو جاتی ہے۔ اور زخم ٹھیک ہو جاتے ہیں۔ اس کا خون سفید اور سیاہ دانوں پر لگانے سے آفاقہ ہوتا ہے۔ اور خرگوش کا گوشت ہمیشہ کھانا اس شخص کے لئے فائدہ ہے جو بستر پر پیشاب کر دیتا ہو۔ ارسطو نے کہا کہ اگر خرگوش کے انفحہ کو سرے میں ملا کر پیا جائے تو سانپوں کے زہر میں یہ مفید ہے۔ اور جب اسے لوبیہ کے دانے کے برابر پیا جائے تو چوتھے کے بخار میں مفید ہوتا ہے اگر اس کو درہم برابر پیا جائے تو جنین ساقط ہو جاتا ہے۔ ولادت میں آسانی ہو جاتی ہے۔

اور اس کا انفحہ خطمی بوٹی میں ملایا جائے پھر اس کو جسم میں داخل شدہ تیز پھالے پر رکھا جائے تو وہ آسانی سے باہر نکل آتا ہے۔ اور یہاں تک کہ بدن کے کانٹے کو بھی اللہ کے حکم سے یہ نکال دیتا ہے۔

اور خرگوش کا گوبر جب حمام میں دھونی دیا جائے تو جو بھی اسے سونگھے گا اس کے گوز (پاد) نکل جائیں گے۔ اور اس کو اپنے نیچے والے حصہ پر اختیار نہیں رہے گا۔ اور اگر اس کو داد اور داغوں پر ملا جائے تو ان کو ختم کر دیتا ہے اور جب خرگوش کے خصیتین ڈسی ہوئی جگہ پر لگائے جائیں تو زہر قاتل کو زائل کر دیتی ہے۔ اور اگر اس کی چربی کسی عورت کے تکئے کے نیچے رکھی جائے تو وہ نیند میں اپنے کام کے بارے میں بتا دیتی ہے۔ اور خرگوش کی ڈاڑھ جب ڈاڑھ درد والے آدمی پر لٹکائی جائے تو اس کا درد رک جاتا ہے۔

تعبیر الرؤیا: خواب میں خرگوش کو دیکھنا خوبصورت عورت ہوتا ہے۔ لیکن اس میں الفت اور محبت نہیں ہے۔ اگر وہ اس کو ذبح کر دے تو اس کی بیوی مر جائے گی۔ اور جس نے دیکھا کہ وہ خرگوش کا پکا ہوا گوشت کھا رہا ہے تو اس کے پاس غیر متوقع جگہ سے رزق آئے گا۔ اور جس نے خواب میں خرگوش کا شکار کیا یا اسے بطور ہدیہ ملا یا اس نے اسے خریدا تو اسے رزق حاصل ہوگا۔ اگر وہ مجرد ہو تو اس کی شادی ہو جائے گی اور اگر اس کا بچہ نہیں تو اس کے ہاں بچہ ہوگا۔ یا وہ دشمن پر غالب آ جائے گا۔

الارنب البحری (سمندری خرگوش)

قزوینی نے کہا کہ یہ ایک ایسا جانور ہے جس کا سر خرگوش کی طرح ہے لیکن باقی بدن مچھلی کی طرح ہے۔ رئیس ابن سینا نے کہا

Marfat.com

کہ یہ ایک چھوٹا سا جانور ہے جو سیپیوں میں پیدا ہوتا ہے اور یہ زہریلے جانوروں میں سے ہے اور اس کو اگر پیا جائے تو بندہ مر جاتا ہے۔

شرعی حکم: اس کا کھانا اس کے زہر کی وجہ سے حرام ہے۔ اور یہ علماء کے اس قول سے مستثنیٰ ہوگا کہ جو چیز خشکی میں کھانی جائز ہے تو ایسی ہی سمندری چیز بھی کھانی درست ہے۔ کیونکہ یہ شکل میں اس کے مشابہ نہیں ہے اگرچہ نام میں مشابہت ہے۔

الاروية (جنگلی بکری)

یہ ہمزہ کے ضمہ اور واؤ کے سکون سے ہے اور واو کے کسرہ اور یاء کی تشدید سے ہے یہ جنگلی بکروں میں سے مونث کے لئے مستعمل ہے اس کی جمع اراوی ہے اور اسی نام سے عورت کو موسوم کیا جاتا ہے۔ اور یہ افعولۃ کے وزن پر ہے یعنی الاروویۃ پھر دوسری واؤ کو یاء سے بدل دیا تو پھر اس کو مابعد سے ادغام کیا اور یاء کو سلامت رکھنے کے لئے پہلی واؤ کو کسرہ دیا۔ تو اروية بن گیا۔ تین بکروں کی جمع اراوی افاعیل کے وزن پر بنتی ہے اور جب تین سے زیادہ ہو جائیں تو ان کی جمع اروی افعل کے وزن غیر قیاسی آئے گی۔ بعض کہتے ہیں کہ پہاڑی بکریوں کو اروی کہتے ہیں۔

حدیث شریف میں ہے کہ نبی ﷺ کو احرام کی حالت میں ایک جنگلی بکری بطور ہدیہ دی گئی۔ اور اس روایت میں یہ بھی ہے کہ عبداللہ بن عمر نے احد کے دن کے بارے میں کہا کہ میں پہاڑ میں اس طرح جگہ ڈھونڈ رہا تھا جیسے پہاڑی بکرا جگہ تلاش کرتا ہے تو میں نبیؐ کے پاس پہنچا تو آپ صحابہ کی جماعت میں موجود تھے اور آپؐ پر یہ وحی نازل ہو رہی تھی۔ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ''اور محمد ﷺ تو ایک رسول ہیں کہ جن سے پہلے بھی کئی رسول گزر چکے ہیں۔''

جامع ترمذی کے کتاب الایمان میں ہے کہ عوفؓ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ دین مدینہ کی طرف ایسے سکڑ کر آ جائے گا جیسے سانپ اپنے بل کی طرف لوٹ آتا ہے۔ اور دین حجاز میں اس طرح بند ہو جائے گا جیسے پہاڑی بکرا پہاڑ کی چوٹی پر پابند ہو جاتا ہے۔ اور یہ کہ دین کی ابتدا غریبانہ ہوئی تھی اور عنقریب وہ پھر غریب ہو جائے گا تو خوشخبری ہے غرباء کے لئے جو اس چیز کی اصلاح کرتے جس کو لوگوں نے میری سنت میں سے میرے بعد خراب کر دیا۔

تفسیر ابن ابی حاتم میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت یونسؑ ایک کنارے پر جب ڈالے گئے۔ تو اللہ نے ان پر ایک کدو کا درخت اگا دیا اور ایک جنگلی بکری ان کے لئے مہیا کر دی جو انہیں صبح و شام جنگل سے آ کر دودھ پلاتی یہاں تک کہ آپ کا گوشت بھر گیا۔ ابن عطیہ کہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے انہیں کدو کے سائے میں پالا اور جنگلی بکری کے ذریعے انہیں صبح شام خوراک مہیا کی۔ بعض کہتے کہ انہیں کدو سے غذا مہیا کی۔ اور اس سے انہیں قسم قسم کے کھانے اور اپنی مرضی کی چیزیں مل جاتی تھیں۔ اور یہ اللہ کی مہربانی اور فضل سے تھا۔ ابن جوزی حضرت حسنؓ سے بیان کرتے ہیں۔ کہ اللہ نے جو یہ فرمایا ہے کہ وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ تو وہ ایک جنگلی بکرا تھا جو ثبیر پہاڑ سے اتر کر آیا تھا۔ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کی حدیث میں ہے کہ اس نے ایک آدمی سے سنا کہ اس نے پہلے بات کی اور پھر اس کو گرا دیا۔ تو عوف نے کہا کہ اس نے جنگلی بکرے اور شتر مرغ کو ایک جگہ اکٹھا کر دیا ہے یعنی اس نے متضاد باتوں کو

Marfat.com

ایک کردیا ہے۔
کیونکہ پہاڑی بکرا پہاڑوں کی چوٹیوں پر رہتا ہے اور شتر مرغ نرم زمین میں رہتا ہے۔اور پہاڑی بکرے کی فطرت میں ہے کہ وہ اپنی اولاد پر نہایت شفقت کرتا ہے۔ جب ان میں سے کوئی بھی شکار ہو جائے تو وہ اس کے ساتھ مل کر شکار ہونے پر راضی ہو جاتا ہے اور اس کے ساتھ جال میں رہنے پر تیار ہو جاتا ہے۔ نیز اس کی فطرت میں والدین سے نیکی کرنا بھی ہے۔اور جو کھانا چاہیں وہ ان کو ایسی سب مختلف چیزیں مہیا کرتا ہے۔اور جب وہ کھانے سے عاجز آ جائیں تو یہ ان کو چبا کر کھلاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس کی دونوں سینگوں میں دو سوراخ ہوتے ہیں کہ جن سے یہ سانس لیا ہے اور اگر وہ دونوں بند ہو جائیں تو یہ مر جاتا ہے۔

شرعی حکم: اور اس کا حکم یہ ہے کہ یہ حلال ہے جیسا کہ ان شاء اللہ وعل کی تشریح میں آئے گا۔

ضرب الامثال: لوگ کہتے ہیں انما فلان کبارح الاروی یعنی فلاں آدمی پہاڑی بکرے کی شام کی طرح ہے۔اور اس لئے ہے کہ پہاڑی بکرے کا ٹھکانہ پہاڑ ہیں تو لوگ اس کو دن بارات کی بھی وقت نہیں دیکھ سکتے۔ مگر مدت بعد۔ اس لئے یہ مثال اس شخص کے لئے بیان کی جاتی ہے۔ جس سے احسان اور نیکی ہی دکھائی دے۔

دوسری مثال یہ ہے کہ کہتے ہیں کہ تکلم فلان فجمع بین الاروی والنعام اس مثال کی تشریح پہلے گزر چکی ہے۔ یعنی جس طرح پہاڑی بکرا اور شتر مرغ اکٹھے نہیں ہو سکتے اسی طرح دو مختلف چیزیں جیسے خیر اور شر اکٹھی نہیں ہو سکتیں۔

سعید بن زید کی بد دعا۔ تنبیہ: امام مسلم نے روایت کیا ہے کہ سعید بن زید جو کہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں ان سے ایک عورت اروی بنت اویس جھگڑا کر کے والی مدینہ مروان کی عدالت میں لے گئی جو کہ حیرہ کی سرزمین میں تھا اس عورت نے کہا کہ اس نے میرا حق دبا لیا اور میری زمین چھین لی۔ سعید نے کہا میں اس پر کیسے ظلم کر سکتا ہوں حالانکہ میں نبی ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ فرما رہے تھے۔ مَنِ اقْتَطَعَ شِبْرًا مِّنْ اَرْضٍ ظُلْمًا طَوَّقَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ سَبْعِ اَرْضِيْنَ کہ جس نے کسی کی ایک بالشت زمین بھی چھینی اللہ اس کے گلے میں قیامت کے دن سب زمینوں کا طوق پہنائے گا۔اور فرمانے لگے کہ اس کو اور اس کے معاملے کو چھوڑ دو۔اور یہ دعا کی۔

اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَتْ كَاذِبَةً فَاَعْمِ بَصَرَهَا وَاجْعَلْ قَبْرَهَا فِیْ بِئْرِهَا اے اللہ اگر یہ عورت جھوٹی ہے تو اس کو اندھا کر دے اور اس کی قبر اس کے کنویں میں بنا دے۔ تو وہ عورت اندھی ہوگئی پھر ایک سیلاب آیا جس سے اس کی زمین کی حدیں سامنے آ گئیں جب روی کو اللہ نے اندھی بنا دیا تو وہ دیواروں کو چھوتی اور کہتی۔ مجھے سعید کی بد دعا لگ گئی ہے۔ ایک دفعہ وہ چل رہی تھی کہ اچانک کنویں میں گر کر مر گئی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے سعید بن زید سے عرض کی تھی کہ وہ اس کے لئے دعا کرے تو انہوں نے فرمایا کہ میں اللہ کو وہ چیز کیسے واپس کر دوں جو اس نے مجھے عنایت کی ہے۔ کہتے ہیں کہ اہل مدینہ میں سے جب کوئی کسی کے خلاف بد دعا کرتا تو کہتا۔ اعماہ الله کما اعمی اروی اللہ اس کو ایسے اندھا کرے جیسے اروی کو اندھا کیا۔ پھر جاہل لوگوں نے اس طرح کہنا شروع کر دیا اعماہ الله کما اعمی الاروی اللہ اس کو ایسے اندھا کرے جیسے اس نے پہاڑی بکرے کو اندھا کیا ہے۔ کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ پہاڑی بکری بہت اندھا ہوتا ہے۔اور صحیح بات پہلی ہی ہے۔

طبی فوائد اور خواص: جب اس کا سینگ اور کھر لے کر اس میں تیل ملایا جائے اور پھر بہت دوڑنے والے آدمی کے بدن

Marfat.com

اور پنڈلیوں پر ملا جائے تو اس سے تھکاوٹ کے آثار ایسے دور ہو جاتے ہیں۔ گویا کہ وہ چلا ہی نہیں۔

الاساریع (سرخ کیڑا)

ہمزہ کی فتح کے ساتھ یہ سبزی کا ایک سرخ رنگ کا کیڑا ہے۔ جب اس کی کھال اتر جاتی ہے تو وہ پتنگا بن جاتا ہے۔ ابن مالک نے کہا کہ ابن سکیت کہتے ہیں۔ اس کی اصل یسروع ہے مگر عربی کلام میں یفعول کا وزن نہیں ہے۔ کچھ لوگوں نے کہا کہ اساریع سرخ سروں والے اور سفید جسموں والے کیڑے ہیں جو ریتلے علاقوں میں ہوتے ہیں۔ اس کے ساتھ عورتوں کی انگلیوں کو تشبیہ دی جاتی ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اساریع کیچوے کو کہتے ہیں۔ صحیح بات یہ ہے وہ کیچوا نہیں ہے۔ جیسا کہ باب الشین میں **شحمة الارض** کے ذکر میں اس کا بیان آئے گا۔ کفایہ میں ہے کہ اساریع ایسے سفید اور لمبے لمبے کیڑے ہیں جو ریگستان میں پائے جاتے ہیں۔ اور ان کے ساتھ عورتوں کی انگلیوں کو تشبیہ دی جاتی ہے اور انہیں بنات النقا بھی کہتے ہیں ہیں۔ ادب الکاتب میں بھی یہی بات مذکور ہے۔ اور اس میں یہ بھی ہے کہ اساریع ریگستان کے سفید اور نرم کیڑے ہوتے ہیں۔ جن کے ساتھ عورتوں کی انگلیوں کو تشبیہ دی جاتی ہے۔ اس کا واحد اسروع ہے۔ اور ابن مالک نے اپنی شرح **المنتظم الموجز فیما یھمز و مالا یھمز**" میں لکھا ہے کہ یسروع اور اسروع یہ سبزی کے کیڑے ہوتے ہیں کہ جب ان کی کھال اتر جائے تو یہ پتنگے بن جاتے ہیں۔ اس نے کہا کہ یہی قول ابن سکیت کا ہے۔ اور بعض نے کہا ہے کہ اساریع اور یساریع سرخ سروں والے اور سفید جسموں والے ریگستانی کیڑے ہیں جن سے عورتوں کی انگلیوں کو تشبیہ دی جاتی ہے اور جو ابن سکیت نے کہا ہے وہ اس طرح نہیں ہے۔ کیونکہ اس نے اصلاح المنطق میں کہا ہے کہ وہ ریتلے علاقے میں ہوتے ہیں اور جب ان کی چمڑی اتر جائے تو پتنگے بن جاتے ہیں۔ اور شائد کہ یہ رمل کا لفظ بقل سے بدل گیا ہو۔

شرعی حکم: اس کا کھانا حرام ہے کیونکہ یہ زمین کے کیڑے مکوڑوں میں سے ہے۔

طبی فوائد اور خواص: اگر اس کیڑے کو پیس کر کٹے ہو پٹھے پر رکھا جائے تو فوراً بہت فائدہ دیتا ہے۔ امام رازی نے الحاوی میں لکھا ہے کہ اساری کو دھو کر خشک کیا جائے اور پھر کوٹ کر تلوں کے تیل میں ملا کر ذکر پر طلاء کیا جائے تو وہ سخت ہو جاتا ہے۔

تعبیر الرؤیا: یسروع کو خواب میں دیکھنے سے مراد چور ہے جو تھوڑا تھوڑا کر کے چیزیں چراتا ہے اور ظاہری طور پر پرہیز گار بنتا ہے۔ مگر اس کا حال اور منافقت چھپ نہیں سکتی۔ اہل تعبیر کہتے ہیں یہ وہ کیڑا ہے جو انگوروں اور ککڑیوں کی بیلوں میں ہوتا ہے۔

الاسفع (شکرا)

اسفع شکرے کو کہتے ہیں جمع کے لئے بھی سفع کا لفظ بولتے ہیں۔ اور سفعۃ سرخی مائل سیاہی کو کہتے یں اور عورت کے دونوں رخساروں کی سیاہی کو بھی سفعہ کہتے ہیں۔ جیسے صحیح بخاری میں ہے کہ **فقامت امراۃ سفعاء الخدین** یعنی سیاہ رخساروں والی عورت کھڑی ہوئی۔ کبوتری کو بھی سفعاء کہتے ہیں کیونکہ اس کی گردن میں سیاہی ہوتی ہے۔

Marfat.com

الاسقنقور

ابن بختیشوع نے کہا کہ یہ جنگلی مگر مچھ کو کہتے ہیں۔اس کا گوشت درجہ ثانیہ گرم ہوتا ہے۔جب اس میں نمک ملا ہو اور اس میں سے ایک مثقال شوربہ پیا جائے تو قوت باہ بڑھ جاتی ہے اور شہوت میں ہیجان آ جاتا ہے اور ٹھنڈے گردے گرم ہو جاتے ہیں اور ان کی درد ختم ہو جاتی ہے۔ابن زہر نے کہا کہ یہ ایک مصری جانور ہے جس کی شکل چھپکلی کی طرح ہے مگر جسم بڑا ہوتا ہے۔جب اس کی آنکھ اس شخص پر لٹکائی جائے جو رات کو گھبراتا ہے تو وہ تندرست ہو جاتا ہے۔جبکہ وہ خرابی عقل کی وجہ سے نہ ہو ارسطاطالیس نے اپنی کتاب ''الحیوان الکبیر'' میں لکھا ہے کہ کوئی شخص اس کو پی لے تو اس کی قوت باہ بڑھ جاتی ہے اور مصر کے علاوہ تمام شہروں میں شہوت بڑھاتا ہے۔اور یہ بادشاہان ہند کے لئے بہترین تحفہ ہے۔وہ اسے سونے کی چھری سے ذبح کرتے ہیں اور اس میں مصر کا نمک بھر کر اپنی سرزمین میں لے آتے ہیں۔پھر اس نمک میں سے جب ایک مثقال انڈے یا گوشت پر رکھ کر کھالیں تو بہت فائدہ دیتا ہے۔اور مگر مچھ کے بارے میں آئندہ باب التمساح میں آئے گا کہ وہ خشکی میں انڈے دیتا ہے۔اور ان میں سے جو پانی میں گر جائے وہ پانی کا مگر مچھ بن جاتا ہے اور جو خشکی میں رہ جاتی وہ خشکی کا مگر مچھ بن جاتا ہے اور اس کا ذکر ان شاء اللہ باب السین المہملہ میں آئے گا۔اور اس کا حکم سقنقور ہندی کا سا حکم ہے۔

الاسود السالخ (سیاہ ناگ)

یہ سانپوں کی وہ قسم ہے جو نہایت سیاہ رنگ کا ہوتا ہے۔اس کا یہ نام اس لئے رکھا گیا ہے کہ اس کا چمڑا ہر سال اتر جاتا ہے۔مونث کے لئے سالخة کا لفظ مستعمل نہیں ہے اسی طرح تثنیہ کے لئے سالخان کے بجائے سالخ ہی ہوگا۔ابوزید اور اصمعی کے قول کے مطابق صفت کو بطور تثنیہ نہیں لایا جا سکتا۔لیکن ابن درید سے اس کا تثنیہ لانا بھی منقول ہے۔اور زیادہ مشہور پہلی بات ہے اور جمع کے لئے اساود سالخہ اور سوالخ استعمال ہوتا ہے۔اسی طرح ابن سیدہ نے کہا ہے۔ابوداؤد نسائی اور حاکم میں عبداللہ بن عمر سے صحیح سند سے مروی ہے کہ نبیؐ جب سفر فرماتے تو رات کے وقت یہ دعا پڑھتے: یَا اَرْضُ رَبِّیْ وَ رَبُّكِ اللّٰهُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّكِ وَ شَرِّ مَا فِیْكِ وَ شَرِّ مَا خُلِقَ فِیْكِ وَ مِنْ شَرِّ مَا یَدُبُّ عَلَیْكِ وَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ اَسَدٍ وَّ اَسْوَدَ وَ مِنَ الْحَیَّةِ وَالْعَقْرَبِ وَ مِنْ شَرِّ سَاكِنِی الْبَلَدِ وَ مِنْ وَّالِدٍ وَّ مَا وَلَد۔ ساکن البلد سے مراد جن اور والد وما ولد سے مراد ابلیس اور شیاطین ہیں۔ترجمہ یہ ہوا کہ اے زمین میرا اور تیرا رب اللہ ہے۔جس اللہ کی پناہ تیری برائی سے چاہتا ہے اور اس برائی سے جو تجھ میں ہے اور جو چیز تجھ میں پیدا کی گئی ہے اس کی برائی سے اور اس چیز کی برائی سے جو تجھ پر چلتی ہے اور شیر اور سیاہ ناگ اور سانپ بچھو جنوں اور شیاطین اور ان کی اولاد کے شر سے۔صحیحین میں ہے کہ نبیؐ نے دو سیاہ رنگ والوں کو نماز میں مارنے کا حکم دیا ایک سانپ اور ایک بچھو۔ابن ہشام نے کتاب التیجان میں یہ شعر لکھا ہے۔

ما بال عینك لا تنام كانما كحلت اماقیها بسم الاسود

''کیا وجہ ہے کہ تیری آنکھ نہیں سو رہی گویا کہ ان کے کوئیوں میں کالے ناگ کا سرمہ ڈالا گیا ہے۔''

حنقا علی سبطین حلا یثربا اولی لهم بعقاب یوم اسود

Marfat.com

''ان دونواسوں پرغضب ناک ہونے کی وجہ سے جو یثرب میں اترے ہیں ان کے لئے سیاہ دن کے عذاب سے ہلاکت ہو۔''

اورامام شافعی کے یہ شعر بھی ہیں۔

والشاعر المنطیق اسود سالخ والشعر منه لعابه ومجاجه

''بہت باتونی شاعرسیاہ ناگ ہےاورشعراس کاتھوک اورجھاگ ہیں۔''

وعداوة الشعراء داء معضل ولقد یهون علی الکریم علاجه

''اور''شعرا کی کی بیماری بڑی پیچیدہ سی ہوتی ہےلیکن شریف آدمی پراس کاعلاج بھی بہت آسان ہے۔''

دھوکہ کی سزا: امام بیہقی نے''شعب''میں عبدالحمید سے بیان کیا ہے کہ میں ابن عباس کے پاس تھا تو ایک آدمی آیا۔اس نے کہا کہ ہم حج کے لئے آئے تو جب ہم مقام صفاح پر پہنچے تو ہمارا ایک ساتھی فوت ہوگیا۔ہم نے اس کے لئے قبرکھودی تو ایک سیاہ ناگ نکل آیا۔اس نے ساری قبرکوگھیرلیا تو ہم نے ایک اورقبرکھودی تو وہاں سے بھی ایک سیاہ سانپ نکل آیا۔جو قبرکوگھیرے ہوئے تھا۔پھرہم نے تیسری قبرکھودی تو وہاں بھی ایسے ہی تھا۔راوی کہتے ہیں کہ ہم اس کو چھوڑ کر آپ کے پاس مسئلہ لے کر آئے۔ابن عباسؓ نے کہا یہ اس کا وہ عمل تھا جس کو وہ کرتا تھا۔جاؤاس کوان قبروں میں سے کسی ایک میں دفن کردو۔اللہ کی قسم اگرتم اس کے لئے ساری زمین بھی کھودڈالوتوتم کو یہی چیز ملے گی۔تو ہم نے اس کوان قبروں میں سی ایک قبرمیں ڈال دیا۔پھرجب ہم اپنے گھرپہنچے تو ہم اس کی عورت کے پاس گئے اوراس سے اس کے بارے میں پوچھا۔تو اس نے کہا کہ میراخاوند غلہ بیچتا تھا تو اپنے گھروالوں کی خوراک ہرروزاس سے نکال کراس میں اتنا ہی جوکا بھوسہ ملاکربیچ دیتا تو اسی لئے اس کو یہ عذاب ہورہا تھا۔

نبی ﷺ کا معجزہ: اورطبرانی نے''معجم الاوسط''میں اوربیہقی نے''دعوات الکبیر''میں عکرمہ عن ابن عباس بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ نبیؐ جب قضائے حاجت کاارادہ کرتے تو دورجاتے۔ایک دن قضائے حاجت کے لئے نکلے تو ایک درخت کے نیچے بیٹھےاوراپنے موزے اتارے راوی کہتے ہیں کہ جب ان میں سے ایک کو پہنا تو اچانک ایک پرندہ آیا اورآکر دوسرے موزے کو اٹھاکرآسمان کی طرف اڑگیا۔اس میں سے ایک سیاہ رنگ کا سانپ نکل آیا۔نبیؐ نے فرمایا یہ کرامت ہے کہ جس سے اللہ نے مجھے نوازا۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَنْ یَّمْشِیْ عَلٰی بَطْنِهٖ وَمِنْ شَرِّ مَنْ یَّمْشِیْ عَلٰی رِجْلَیْنِ وَمِنْ شَرِّ مَنْ یَّمْشِیْ عَلٰی اَرْبَعٍ ''اے اللہ میں ہراس چیز سے تیری پناہ چاہتا ہوں جو پیٹ کے بل چلتی ہے یادو یا چاروں ٹانگوں پرچلتی ہے۔''

صدقہ کی وجہ سے موت سے بچنے کا قصہ: اورعنقریب باب الغین معجمہ میں غراب کے لفظ پراس قسم کی ایک حدیث ہم بیان کریں گےانشاءاللہ اوروہ صحیح الاسناد ہے۔

امام احمد نے کتاب الزہد میں سالم بن ابی الجعد سے بیان کیا ہے کہ صالحؑ کی قوم میں سے ایک آدمی نے انہیں تکلیف پہنچائی۔تولوگوں نے کہا اے اللہ کے نبی اس کے خلاف بدعا کیجئے۔صالحؑ نے فرمایا!جاؤتم اس سے کفایت کئے گئےوہ آدمی ہرروزلکڑیاں کاٹنے جایا کرتا تھا۔ایک دن وہ گیا تو اس کے پاس دوروٹیاں تھیں۔ایک اس نے کھالی اوردوسری کسی کوصدقہ کردی۔پھروہ اپنی لکڑیاں لے آیا اوروہ ٹھیک ٹھاک تھا۔لوگ صالحؑ کے پاس آئے کہنے لگے۔وہ تو ایندھن لے کرصحیح سالم واپس آگیا

Marfat.com

ہے۔صالح علیہ السلام نے اسے بلایا اور پوچھا کہ آج تو نے کیا کام کیا ہے۔اس نے کہا کہ میں جب گھر سے نکلا تو میرے پاس دو روٹیاں تھیں ایک میں نے صدقہ کر دی اور دوسری کھائی۔صالح ؑ نے فرمایا اپنا لکڑیوں کا گٹھہ کھول۔اس نے گٹھہ کھولا تو اچانک اس میں سے ایک موٹا کالا سانپ نکل آیا۔جو تنے کی جڑ کو کاٹ رہا تھا۔آپ نے فرمایا: یہ سانپ اس صدقہ کرنے کی وجہ سے تمہارے قریب نہیں آیا۔اور عنقریب اسی طرح ایک واقعہ بھیڑے کے بیان میں باب الذال معجمہ میں آئے گا۔انشاءاللہ

طبرانی نے اپنی ''معجم کبیر'' میں ابو ہریرہؓ سے بیان کیا ہے کہ نبیؐ نے فرمایا ایک جماعت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزری۔ تو آپؑ نے فرمایا ان میں سے ایک آدمی ان شاءاللہ آج مر جائے گا۔وہ چلے گئے اور پھر شام کو واپس لوٹے تو ان کے ساتھ لکڑیوں کے گٹھے تھے۔آپ نے فرمایا گٹھے نیچے اتار دو۔پھر اس کو کہا جس کے متعلق آپ نے مرنے کی خبر دی تھی کہ اپنا ایندھن کھول۔اس نے کھولا تو اچانک اس میں ایک سیاہ سانپ تھا۔آپ نے کہا کہ تو نے آج کیا عمل کیا ہے۔اس نے کہا کہ میں نے کوئی نیک عمل نہیں کیا۔آپ نے فرمایا غور کر کہ تو نے کیا عمل کیا ہے۔اس نے کہا میں نے صرف یہ کیا ہے کہ میرے پاس روٹی کا ایک ٹکڑا تھا تو مجھ سے ایک گزرنے والے مسکین نے سوال کیا تو میں نے اس کا کچھ حصہ اسے دے دیا۔آپؑ نے فرمایا اسی لئے اس سانپ کو تجھ سے ہٹا دیا گیا۔

الاصرمان (بھیڑیا)

بھیڑیا اور کوا۔ابن سکیت نے کہا ہے کہ بھیڑے اور کوے کو اصرمان اس لئے کہتے ہیں۔کہ وہ لوگوں سے کٹ کر رہتے ہیں۔ اور رات اور دن کو بھی اصرمان کہتے ہیں کیونکہ وہ بھی ایک دوسرے سے جدا جدا رہتے ہیں۔امام احمد نے صحیح سند کے ساتھ ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ مجھے لوگوں نے ایک آدمی کے متعلق بتایا جو جنت میں بغیر نماز پڑھے داخل ہو گیا جب لوگوں نے اس کو نہ پہچانا تو اس سے پوچھا کہ تو کون ہے۔اس نے کہا میں اصیرم بن عبدالاشہل ہوں۔عامر بن ثابت بن قیس کہتے ہیں۔میں نے محمود بن لبید سے پوچھا کہ اصیرم کا واقعہ کیا ہے۔اس نے کہا کہ وہ اپنی قوم سے اسلام کا انکار کرتا رہا۔احد کے دن نبیؐ احد پہاڑ کی طرف گئے تو اس وقت اس کے سامنے اسلام کی حقانیت آ گئی اور وہ مسلمان ہو گیا۔اور تلوار لے کر جنگ لڑا اور قتل ہو گیا تو یہ بات نبیؐ سے لوگوں نے بیان کی کہ وہ جنت والوں میں سے ہے۔رضی اللہ عنہ

الاصلة (سانپ)

یہ ایک بڑے سر والا اور چھوٹے جسم والا سانپ ہوتا ہے۔جو سوار پر کود کر اس کو مار ڈالتا ہے۔یہ بات ابن انباری نے کہی ہے۔ بعض کہتے ہیں وہ بڑا خبیث سانپ ہے۔اس کی ایک ہی ٹانگ ہوتی ہے جس پر وہ کھڑا ہو کر گھومتا ہے اور پھر اچھل کر ڈس لیتا ہے۔اس کی جمع اصل ہے۔اصمعی نے اس موقع پر یہ شعر کہے ہیں۔

یا رب ان کان یزید قد اکل   لحم الصدیق عللا بعد نہل

''اے رب اگر یزید نے دوست کا گوشت سیر ہو کر کھا لیا ہے۔''

فاقدر لہ اصلة من الاصل   کیساء کالقرصة او خف الجمل

Marfat.com

''تو اس کے لئے اڑنے والا سانپ مقدر کر دے جو روئی کی طرح یا اونٹ کے پاؤں کی طرح کنڈلی مارنے والا ہو۔''

جاحظ کہتے ہیں دیہاتی لوگ کہتے ہیں کہ یہ سانپ جس جگہ سے گزرتا ہے اس کو جلا دیتا ہے۔ گویا کہ اس کا نام اصلہ اسی لئے رکھا گیا کہ یہ ہر چیز کو ہلاک کر دیتا ہے اور اس کو جڑ سے اکھیڑ دیتا ہے۔ دجال کے بیان والی حدیث میں آیا ہے۔ کہ کانّ راسہ اصلة گویا اس کا سر اصلہ سانپ کی طرح ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اصلہ سانپ کی طرح ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اصلہ سانپ کا منہ انسان کی طرح ہوتا ہے اور وہ بہت بڑا ہوتا ہے۔ اور وہ اتنا بڑا ہزار سال بعد ہوتا ہے۔ اس کی خاصیت یہ ہے کہ اس کی طرف دیکھنے سے موت واقع ہو جاتی ہے۔ عنقریب کا کچھ بیان حاء مہملہ میں سانپ کے ذکر میں آئے گا۔ ان شاءاللہ۔

الأطلس (بھیڑیا)

یہ وہ بھیڑیا ہے جس کا رنگ سیاہی مائل خاکستری ہے اور اس رنگ کی ہر چیز کو اطلس کہتے ہیں۔ محمد بن سلیمان ہاشمی کی تعریف کرتے ہوئے کمیت نے یہ شعر کہے:

تلقی الامان علی حیاض محمد ثولاء مخرفة وذئب اطلس

''محمد کے حوضوں پر شہد کی مکھیوں اور اطلس بھیڑیے نے پناہ حاصل کر لی ہے۔''

لا ذی تخاف ولا لھذا جرأة تھدی الرعیة ما استقام الریس

''نہ بھیڑیے کو شہد کی مکھی کو خوف ہے اور نہ ہی شہد کی مکھی اس کے خلاف (حملہ کی) جرأت کرتی ہے۔ جب سردار سیدھا ہے تو رعیت بھی سیدھے راستے پر رہتی ہے۔''

اس سے جوہری نے یہ دلیل لی ہے کہ رئیس کی ایک لغت قیم کی طرح ریس بھی ہے۔

الاطوم (سمندری کچھوا)

بقول جوہری یہ سمندری کچھوے کو کہتے ہیں۔ بعض نے کہا کہ یہ سخت جلد والی مچھلی ہے۔ جس کا چمڑا اونٹ کے چمڑے کی طرح ہوتا ہے۔ اس سے شتر بانوں کے لیے موزے بنائے جاتے ہیں۔ بعض نے کہا ہے کہ اطوم گلہری کو کہتے ہیں اور بعض کے نزدیک گائے کو کہتے ہیں۔ بقول ابن سیدہ اس کا یہ نام اس کی سخت جلد اور مچھلی سے مشابہ ہونے کی وجہ سے رکھا گیا ہے۔

الاطیش (پرندہ)

بقول ابن سیدہ یہ ایک پرندہ ہے۔ اور طیش عقل کی کمی کو کہتے ہیں۔

امام اشہب کے حالات: ہمارے امام شافعی فرماتے ہیں۔ کہ میں نے اشہب سے بڑا فقیہ کوئی نہیں دیکھا۔ کاش اس میں طیش نہ ہو۔ اور یہ اشہب عبدالعزیز فقیہی مالکی مصری کا بیٹا ہے۔ یہ اشہب اس سال پیدا ہوئے جس سال امام شافعی پیدا ہوئے یعنی ۱۵۰ھ میں۔ اور امام شافعی کے اٹھارہ دن بعد فوت ہوئے۔ ابن عبدالحکیم نے کہا میں نے اشہب کو امام شافعی کے لئے موت کی دعا کرتے ہوئے سنا۔ اس بات کا جب امام شافعیؒ سے ذکر کیا گیا تو وہ کہنے لگے۔

Marfat.com

تمنی رجال ان اموت وان امت فتلك سبيل لست فيه باوحد

''کچھ لوگ میرے مرنے کی آرزو کرتے ہیں اور اگر میں مرجاؤں تو اس راستہ کا میں اکیلا راہی نہیں ہوں۔''

فقل للذی یبغی خلاف الذی مضی تهيا لاخری مثلها فکأن قد

''تو جوشخص امر ربی کے خلاف کوئی اور بات چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ اس جیسی کسی اور بات کے لئے تیار رہے۔''

کہتے ہیں کہ امام شافعیؒ فوت ہوئے تو اشہب نے ان کے ترکے میں سے ایک غلام خریدا۔ ابن عبدالحکیم نے کہا کہ پھر اشہب کی وفات کے تیس دن بعد میں نے ان کے ترکے سے وہی غلام خرید لیا۔

امام شافعیؒ: ''مصابیح الظلم'' میں ہے کہ ابن عبدالحکیم نے کہا کہ جب امام شافعیؒ کی ماں ان سے حاملہ ہوئی تو ان کی ماں نے خواب میں دیکھا کہ ان کی شرمگاہ سے ایک مشتری ستارہ نکلا یہاں تک کہ وہ مصر میں جا ٹوٹا اور ہر شہر میں اس کے ٹکڑے گرے تو اصحاب تعبیر نے اس کی یہ تاویل کی کہ ان سے ایک ایسا عالم پیدا ہوگا جس کا علم اہل مصر سے خاص ہوگا اور پھر وہ تمام شہروں میں پھیل جائے گا۔ تمام علماء نے اس بات پر اتفاق کیا کہ آپ ثقہ پرہیزگار امانت دار زاہد ہیں۔ یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اصول فقہ میں کلام کیا اور اس کے مسائل کا استنباط کیا۔

جب ان کے پاس تر کھجوریں لائی جاتیں۔ تو انہیں مخاطب ہو کر فرماتے تم کتنی اچھی اور میٹھی ہو مگر علم تم سے بھی زیادہ پاکیزہ اور اچھا ہے اور پھر ان کھجوروں کو نہ لیتے۔ انہوں نے ایک لونڈی خریدی جب رات ہوئی تو وہ پڑھائی پر متوجہ رہے اور لونڈی ان سے خلوت کی منتظر رہی مگر انہوں نے اس کی طرف کوئی توجہ نہ دی۔ تو وہ غلاموں کے تاجر کے پاس گئی اور کہنے لگی تم نے مجھے ایک دیوانے کے ساتھ قید کر رکھا ہے۔ امام شافعی کو جب یہ بات پہنچی تو کہنے لگے۔ مجنوں تو وہ شخص ہوتا ہے جو علم کی قدر و منزلت جانتے ہوئے اسے ضائع کر دے اور اس میں سستی کرے یہاں تک وہ علم اس سے حاصل ہونے سے رہ جائے۔ امام شافعی بڑے سخی' شریف اور صاحب فضیلت تھے۔ ان کے ذمہ کسی کی کوئی چیز نہ ہوتی اور نہ وہ کسی چیز کو ذخیرہ بناتے وہ بڑے بہادر تھے۔ ان کے فضائل شمار سے باہر ہیں۔ ۱۵۰ھ میں غزہ میں پیدا ہوئے۔ کما تقدم۔ اور کہا جاتا ہے کہ یہ وہی سال ہے جس میں امام ابوحنیفہ فوت ہوئے اور ''تھذیب الاسماء واللغات'' میں ہے کہ بعض لوگوں نے کہا کہ امام ابوحنیفہ ۱۵۱ھ میں فوت ہوئے۔ بعض نے ۱۵۳ھ کہا ہے اور بعض نے اس کے علاوہ بھی کہا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ اس دن فوت ہوئے جس دن امام شافعی پیدا ہوئے۔ نہ کہ اس سال میں۔ بعض نے کہا امام شافعی عسقلان میں پیدا ہوئے اور بعض کے بقول یمن میں پیدا ہوئے۔ اور ابن خلکان نے پہلی بات کو درست قرار دیا ہے۔ اور انہیں غزہ سے مکہ لے جایا گیا جبکہ وہ چھ سال کے تھے۔ اور آپ مصر میں ۱۹۹ھ میں پہنچے بعض نے ۲۰۱ھ کہا ہے اور وہاں اپنی وفات ۲۰۴ھ تک رہے۔ اور آپ کی قبر مصر میں مقام قرافہ میں واقع ہے۔ آپ نے کل ۵۴ سال عمر پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ ورضوانہ۔

الاغثر (آبی پرندہ)

بقول ابن سیدہ: یہ وہ آبی پرندہ ہے جس کی گردن لمبی ہے اور گھنے پروں والا ہے۔

Marfat.com

الافال و الافائل (چھوٹے چھوٹے اونٹ)

چھوٹے چھوٹے اونٹوں کو کہتے ہیں جو تقریباً ایک سال کے ہوتے ہیں ان کا واحد افیل ہے اور مونث افیلۃ ہے۔ اور ان کا ذکر عنقریب تبیع میں آئے گا۔ انشاء اللہ

الافعی (مادہ سانپ)

سانپوں میں سے مادہ کو الافعی کہتے ہیں اور نر سانپ کو افعوان کہتے ہیں۔ زبیدی کہتے ہیں کہ افعی ایک سفید دھاری دار، باریک گردن اور چوڑے سر والے سانپ کو کہتے ہیں۔ ان میں سے بعض کی سینگیں ہوتی ہیں۔ اس کی کنیت ابوحیان اور ابو یحییٰ ہے کیونکہ وہ ہزار برس تک عمر پاتا ہے۔ اور یہ نہایت سیاہ اور بہادر سانپ ہوتا ہے۔ انسان پر اچھل کر حملہ کرتا ہے اور خطرناک سانپوں میں سے ہے۔ اور ان میں سے بجستان کے سانپ زیادہ شریر ہیں۔

سانپ کے واقعات: ابن شبرمہ نے ان کا ایک عجیب واقعہ بیان کیا ہے۔ کہ ان میں سے ایک سانپ نے ایک بچے کو پاؤں میں ڈس لیا تو اس بچے کی پیشانی پھٹ گئی۔ اور بیان کیا جاتا ہے کہ شبیب بن شبہ منصور کے پاس گیا۔ تو اس نے کہا شبیب کیا تو بجستان گیا ہے مجھے پتہ چلا ہے کہ وہاں بہت زیادہ سانپ ہیں۔ تو اس نے کہا۔ امیر المومنین! ہاں میں وہاں گیا ہوں۔ تو اس نے کہا وہاں کے افاعی سانپوں کے متعلق بتاؤ! اس نے جواب دیا کہ وہ باریک گردنوں والے، چھوٹی دموں والے، بڑے منہ والے، نیالے رنگ والے، اور سیاہ سفید داغوں والے ہوتے ہیں گویا کہ ان کو حمرہ کی نشان دار چادریں پہنائیں گئیں ہیں ان میں سے بڑے سانپ موت ہیں اور چھوٹے تلواریں ہیں۔ بقول قزوینی یہ چھوٹی دم والا ایسا سانپ ہے جو خبیث ترین سانپوں میں سے ہے۔ جب اس کی آنکھ پھوڑ دی جائے تو فوراً پھر ٹھیک ہو جاتی ہے اور یہ اپنی آنکھوں کو کبھی بند نہیں کرتا اور سردیوں میں مٹی کے اندر چودہ مہینے تک چھپا رہتا ہے۔ پھر اس وقت نکلتا ہے جبکہ اس کی آنکھیں اندھی ہو چکی ہوتی ہیں۔ پھر وہ سونف کے درخت کو تلاش کر کے اس سے اپنی آنکھ رگڑتا ہے۔ تو اس کی روشنی واپس آ جاتی ہے۔ زمخشری بیان کرتے ہیں کہ افعی جب ایک ہزار سال کا ہو جائے تو اندھا ہو جاتا ہے۔ پھر اللہ اس کو الہام کرتا ہے کہ وہ اپنی آنکھ کو تر سونف کے پتوں سے ملے جس سے اس کی نظر واپس آ جائے گی۔ بسا اوقات وہ دور جنگل میں ہوتا ہے۔ تو اس کے درمیان اور سبزے کے درمیان کئی دنوں کی مسافت ہوتی ہے۔ تو اس کے لئے اتنی بڑی مسافت کو کم کر دیا جاتا ہے۔ پھر وہ بعض باغوں میں سونف کے درختوں کے پاس آ جاتا ہے۔ اور اس میں اس کو غلطی نہیں لگتی۔ پھر اس سے وہ اپنی آنکھ کو رگڑتا ہے تو وہ درست ہو جاتی ہے۔ اور جب اس کی دم کاٹ دی جائے تو یہ پہلے کی طرح ٹھیک ہو جاتا ہے۔ اور جب اس کے دانت اکھیڑ دیے جائیں تو تین دن بعد پھر اگ آتے ہیں اور جب اس کو ذبح کر دیا جائے تو اس کا جسم تین دن تک متحرک رہتا ہے۔ یہ انسان کے شدید ترین دشمنوں میں سے ہے۔ جنگلی گائے اس کو تیزی سے کھا جاتی ہے۔ کہتے ہیں کہ اس نے ایک اونٹنی کو اس کے ہونٹ پر ڈسا جبکہ اونٹنی کا ایک دودھ پیتا بچہ تھا۔ تو وہ بچہ ماں کے مرنے سے بھی پہلے مر گیا۔ جب یہ بیمار ہوتا ہے تو زیتون کے پتے کھانے سے فوراً شفایاب ہو جاتا ہے۔ بعض افاعی اپنے منہ کی جانب سے جفتی ہوتے ہیں جب مذکر مونث سے وطی کرتا ہے۔ تو وہ اس پر غشی کھا کر گر جاتا ہے۔ تو مادہ اس کی شرمگاہ کی طرف جا کر اس خوب کاٹتی

Marfat.com

ہے تو وہ نر فوراً مر جاتا ہے جو ہری بیان کرتے ہیں۔ کشیش الافعی وہ آواز ہے جو اس کے منہ کے بجائے اس کے چمڑے سے آتی ہیں۔ چنانچہ رجز پڑھنے والا شاعر کہتا ہے۔

کان صوت شخبها المرفض کشیش افعی ازمعت لعض

''گویا کہ اس کے بہنے والے خون کی آواز سانپ کے چمڑے کی آواز کی طرح ہے جب وہ کاٹنے کا مصمم ارادہ کرلے۔''

فهی تحك بعضها ببعض

''تو اس وقت وہ اپنے بعض حصے کو بعض کے ساتھ رگڑتا ہے۔''

الشیخ ابوالحسن علی بن محمد زین صغیر صوفی کہتے ہیں کہ میں تبوک کے ایک جنگل میں تھا۔ تو پانی پینے کے لئے کنویں کے پاس آیا۔ تو میرا پاؤں پھسلا اور میں کنویں میں گر پڑا کنویں میں' میں نے ایک وسیع کونہ دیکھا اس جگہ کو میں صاف کر کے وہاں بیٹھ گیا۔ اسی دوران مجھے ایک آواز آئی میں نے دیکھا ایک سانپ مجھ پر گر پڑا اور میرے گرد دائرہ بنالیا اور میں خاموشی سے سہا بیٹھا رہا۔ اس نے مجھے اپنی دم سے لپٹ کر باہر نکال دیا اور اپنی دم کو کھول کر چلا گیا۔

بچھڑے ہوئے سے ملنے کی دعا: جعفری الخالدی کہتے ہیں کہ میں نے ابوالحسن المزین الصغیر کو الوداع کیا تو میں نے ان سے کہا کہ مجھے کوئی توشہ دیجئے انہوں نے کہا جب تیری کوئی چیز گم ہو جائے اور تو چاہے کہ وہ اللہ تجھ کو واپس کر دے یا تجھے بچھڑے ہوئے انسان سے ملا دے تو یہ کہو:

يَا جَامِعَ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيهِ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ اَجْمَعْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ كَذَا.

''اے لوگوں کو جمع کرنے والے قیامت کے دن میں کہ جس میں کوئی شک نہیں بے شک اللہ وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ اے اللہ مجھے اور اس چیز کو جمع کر دے۔'' تو اللہ اس چیز کو یا اس انسان کو اس سے ملا دیتا ہے۔

جعفر خالدی کہتے ہیں کہ میں نے جب بھی یہ دعا کی اللہ نے اس کو قبول فرمالیا۔

یہ ابوالحسن مکہ میں ۳۲۸ھ میں فوت ہوئے۔

الحاریة سانپ بھی افعی کی ایک قسم ہے۔ نابغہ ذبیانی اس بارے میں کہتے ہیں۔

حاریة قد صغرت من الکبر مهزوءة الشدقين حولاء النظر

''حاریہ سانپ بڑے سانپوں میں سے چھوٹا سانپ ہے۔ اس کے جبڑے کھلے ہوتے ہیں اور یہ بھینگا ہوتا ہے۔''

حدیث میں آتا ہے کہ جب نبی ﷺ فوت ہوئے تو ابوبکر صدیق کو شدید غم لاحق ہوا جس غم میں گھل گھل کر وہ فوت ہو گئے۔

ضرب الامثال: اظلم من الافعی یعنی یہ افعی سانپ سے بھی زیادہ ظالم ہے۔ اور یہ اس لئے کہتے ہیں کہ یہ اپنے لئے بل نہیں بناتا بلکہ دوسروں کے بل میں جا کر داخل ہو جاتا ہے۔ بقول شاعر

وانت کالافعی التی لا تحتفر ثم تجیء مبادرا فتحتجر

Marfat.com

"تو سانپ کی طرح ہے جو اپنی بل نہیں کھودتا بلکہ دوسروں کی بل میں جلدی سے داخل ہو جاتا ہے۔"

تو جس گھر کا یہ ارادہ کر لیتا ہے اس کو اس کے گھر والے اس کے لئے خالی چھوڑ کر بھاگ جاتے ہیں۔ عرب کہتے ہیں تَحَكَّكَتِ الْعَقْرَبُ بِالْاَفْعٰى بچھو نے سانپ کے ساتھ اپنے آپ کو رگڑا۔ یہ مثال اس وقت بیان کی جاتی ہے جب کمزور آدمی طاقتور آدمی سے مناظرہ یا مکالمہ کرے۔ اس کا ذکر عنقریب بچھو کے بیان میں آئے گا۔ نیز یہ مثال بھی ہے کہ رَمَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰى بِالْاَفْعٰى حَارِيَةِ اللہ اس پر افعی حاریہ کو مسلط کرے۔ اور یہ وہ سانپ ہے جس کا ڈسا ہوا فوراً مر جاتا ہے۔ ایک مثال یہ بھی ہے۔ مِنْ لَسَعَتْهُ الْاَفْعٰى مِنْ جَرِّ الْحَبْلِ يَخَافُ جس کو افعی سانپ نے ڈسا ہو تو وہ رسی کے کھینچے سے بھی ڈرتا ہے۔

صالح بن عبدالقدوسؒ نے کیا خوب کہا۔

المرء يجمع والزمان يفرق ويظل والخطوب تمزق

"آدمی جمع کرتا رہتا ہے اور زمانہ اسے بکھیرتا رہتا ہے۔ اور انسان ٹانکے لگاتا ہے اور مصیبتیں اس کو پھاڑ دیتی ہیں۔"

والأن يعادی عاقلا خير له من ان يكون له صديق احمق

"کسی عقل مند سے اس کا دشمنی رکھنا بہتر ہے اس بات سے کہ وہ کسی بیوقوف سے دوستی لگائے۔"

فاربا بنفسك ان تصادق احمقا ان الصديق على الصديق مصدق

"بیوقوف آدمی کے ساتھ دوستی لگانے سے باز آ جاؤ۔ کیونکہ دوست دوست کی تصدیق کرنے والا ہوتا ہے۔"

وزن الكلام اذا نطقت فانما يبدی عقول ذوی العقول المنطق

"بولنے سے پہلے بات کو تول لو کیونکہ عقل مندوں کی عقل کو ان کی زبان ہی ظاہر کرتی ہے۔"

ومن الرجال اذا استوت اخلاقهم من يستشار اذا استشير فيطرق

اور جب آدمیوں کے اخلاق درست ہو جائیں تو اس وقت جب صاحب مشورہ سے مشورہ طلب کیا جائے تو اپنا سر جھکا لیتا ہے۔"

حتى يحل بكل واد قلبه انّ الغريب بكل سهم يرشق

"یہاں تک کہ ہر وادی میں اس کا دل اترتا ہے۔ پھر وہ غور کر کے اصل بات کو جان لیتا ہے تب وہ کلام کرتا ہے۔"

لا الفينك ثاويا فی غربة فيری ويعرف ما يقول فينطق

"میں تجھے غریبی میں کبھی ٹھہرا ہوا نہ پاؤں کیونکہ غریب ہر آدمی کے تیر کا شکار ہو جاتا ہے۔"

ما الناس الا عاملان فعامل قد مات من عطش وآخر يغرق

"لوگ صرف دو قسم کے کام کرنے والے ہوتے ہیں۔ کچھ پیاسے مر جاتے ہیں اور کچھ عیش و عشرت میں غرق ہو جاتے ہیں۔"

والناس فی طلب المعاش وانما بالجد يرزق منهم من يرزق

"لوگ معاش کی تلاش میں مصروف ہوتے ہیں۔ پھر ان میں سے جس کو بھی رزق ملتا ہے تو وہ اسکو اپنی کوشش کے

Marfat.com

موافق ہی ملتا ہے۔"

لو یرزقون الناس حسب عقولهم الفیت اکثر من تری یتصدق

"اگر لوگوں کو ان کی عقلوں کے مطابق رزق دیا جائے تو تم دیکھو گے کہ اکثر لوگ صدقہ کر رہے ہوں۔"

لکنه فضل الملیك علیهم هذا علیه موسع ومضیق

"لیکن اللہ کا یہ ان سب پر فضل ہے کہ ان میں سے کسی کی روزی تنگ اور کسی کی کشادہ ہے۔"

و اذا الجنازة و العروس تلاقیا ورایت دمع نوائح یترقرق

"جب جنازہ اور دولہا آمنے سامنے آ جائیں تو تم دیکھو گے کہ نوحہ کرنے والوں کے آنسو ٹپک رہے ہوں گے۔"

سکت الذی تبع العروس مبهتا و رایت من تبع الجنازة ینطق

"جو دلہا کے پیچھے ہوگا وہ آدمی حیران ہو کر کھڑا ہو جائے گا۔ مگر جنازے کے پیچھے جانے والا آدمی روتا ہی رہے گا۔"

و اذا امرو لسعته افعی مرة ترکته حین یجر حبل یفرق

"جب کسی مرد کو افعی سانپ ایک دفعہ ڈس لے تو اس کی حالت ایسی ہو جاتی ہے کہ وہ رسی کے ملنے سے بھی ڈر جاتا ہے۔"

بقی الذین اذا یقولوا یکذبوا ومضی الذین اذا یقولوا یصدقوا

"جھوٹ بولنے والے لوگ باقی رہ گئے اور سچ کہنے والے لوگ چلے گئے۔"

اس کے بہترین شعروں میں سے یہ شعر بھی ہیں:

ما یبلغ الاعداء من جاهل ما یبلغ الجاهل من نفسه

"دشمنوں کو جاہل آدمی سے اتنا نقصان نہیں پہنچتا جتنا جاہل کو خود اپنے آپ سے نقصان پہنچتا ہے۔"

والشیخ لا یترك اخلاقه حتی یواری فی ثری رمسه

"اور بوڑھا آدمی اپنی عادات کو نہیں چھوڑ سکتا یہاں تک کہ اس کو اس کی قبر کی مٹی میں چھپا دیا جائے۔"

اذا ارعوی عاد الی جهله کذی الضنی عاد الی نکسه

"جب اس کا شباب ختم ہو جاتا ہے تو وہ اپنی جہالت کی طرف لوٹ آتا ہے۔ جیسے لاغر آدمی اپنی بیماری کی طرف واپس لوٹ آتا ہے۔"

وان من ادبته فی الصبا کالعود یسقی الماء فی غرسه

"جس کو تو بچپن میں ادب سکھائے گا وہ ایسے ہے جیسے لکڑی کو سینچتے وقت پانی دیا جاتا ہے۔"

حتی تراه مورقا ناضرا بعد الذی ابصرت من یبسه

"یہاں تک کہ تو اسے ہرا بھرا پتوں والا دیکھے گا۔ حالانکہ پہلے تو نے اسے خشک دیکھا تھا۔"

شیخ صالح کے قتل کی وجہ: اس کا یہ شعر والشیخ لا یترك اخلاقه اور اس کے بعد والا شعر اس کے قتل کا باعث بنے۔

Marfat.com

اور یہ واقعہ اس طرح ہوا کہ خلیفہ مہدی نے اس پر زندیق ہونے کی تہمت لگائی۔ اور اس کو پیش کرنے کا حکم دیا اس نے جب اس سے بات چیت کی تو اسے اس کا کلام اچھا لگا اس نے اسے چھوڑ دیا جب یہ واپس جانے لگا تو اس نے اس سے کہا کیا تو نے یہ شعر نہیں کہا کہ والشیخ لا یترك اخلاقه اس نے کہا کیوں نہیں اے امیر المومنین میں نے یہ کہے ہیں۔

اس نے کہا کہ پھر تو تو بھی اپنے اخلاق کو نہیں چھوڑے گا۔ پھر اس نے اس کو قتل کرنے کا حکم دے دیا اور اس کو پل پر سولی دی گئی۔ اور یہ ۱۹۷ھ کا واقعہ ہے۔ اور اس کے بہترین شعروں میں سے ایک شعر یہ بھی ہے۔

اذا لم تستطع شیئا فدعه	وجاوزه الی ما تستطیع

''جب تو کسی کام کی طاقت نہ رکھتا ہو تو اس کو چھوڑ کر اس کام میں لگ جا جس کی تجھ میں طاقت ہے۔''

اور یہ ابن درید کے قول کی طرح ہے۔

من لم یقف عن انتهاء قدره	تقاصرت عنه فسیحات الخطا

''جو اپنی قدر و منزلت کی انتہا پر نہ ٹھہرے تو وہ قدموں کے کھلے میدانوں سے پیچھے رہ جاتا۔''

اور یہ صالح بن عبدالقدوس صاحب فلسفہ بھی ہے۔ اس کو اس کے زندیق ہونے کی وجہ سے مہدی نے قتل کر دیا۔ یہ بصرہ میں وعظ اور قصہ گوئی کرتا تھا اور قلیل الحدیث ہے اور ثقہ بھی نہیں ہے۔ بعض نے کہا کہ اس کو کسی نے خواب میں دیکھا تو اس نے کہا کہ میں اپنے رب کے سامنے پیش ہوا ''جس پر کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔'' تو اللہ نے مجھ سے مہربانی کا سلوک کیا اور فرمایا کہ جس چیز کی تجھے تہمت لگائی جاتی تھی میں میں جانتا ہوں کہ تو اس سے بری ہے۔

بعض شعراء نے قندیل کے وصف کے بارے میں بڑے عمدہ اشعار تشبیہ دیتے ہوئے کہے ہیں۔

وقندیل کان الضوء منه	محیا من حویت اذا تجلی

''اور بہت سی قندیلوں سے روشنی اس طرح پھوٹتی ہے۔ جیسے محبوب کا چمکتا ہو چہرہ ہو۔''

اشار الی الدجا بلسان افعی	فشمر ذیله فرقا وولی

''گویا اس قندیل نے زہریلے افعی سانپ کی زبان سے اندھیرے کی طرف اشارہ کیا تو وہ ڈر کر دم دبا کر بھاگ گیا۔''

افعوان بہادر سیاہ سانپ کو کہتے ہیں جو انسان پر کود کر حملہ کرتا ہے۔ اس کی کنیت ابوحیان ابو یحیٰی ہے کیونکہ یہ ہزار سال تک زندہ رہتا ہے۔ اور بعض شعراء نے کیا خوب کیا ہے۔

صرمت حبا لك بعد وصلك زینب	والدهر فیه تغیر وتقلب

''زینب نے اپنے وصال کے بعد اپنی محبت کو ختم کر لیا تجھ سے اور زمانے میں تبدیلیاں اور انقلاب آتا رہتا ہے۔

نشرت ذوائبها التی تزهو بها	سودا وراسك كالثغامة اشیب

''اس نے اپنے سیاہ گیسو پھیلائے ہوئے ہیں جن سے وہ کھل اٹھتی ہے۔ اور تمہارا سر سفید گھاس کی طرح بوڑھا ہو چکا ہے۔''

واستنفرت لما راتك واطلما	کانت تحن الی لقال و ترغب

Marfat.com

''اور جب تجھے دیکھ لیتی ہے تو تجھ سے دور بھاگتی ہے اور اس سے پہلے وہ لمبے زمانے تک تیری ملاقات کا شوق و رغبت رکھتی تھی۔''

وکذاک وصل الغانیات فانہ ... آل ببلقعة و برق خلب

''گانے والیوں کا وصال اسی طرح ہوتا ہے کہ اس کا انجام ویرانی ہے۔ دھوکہ دینے والی بجلی ہے۔''

فدع الصبا فلقد عداك زمانہ ... وازھد فعمرك مر منہ الاطیب

''بچپن کی حرکات چھوڑ دو کیونکہ اس کا دور گزر چکا ہے۔ اور تم دنیا سے بے رغبت ہو جاؤ کیونکہ تمہاری عمر کا بہترین حصہ گزر چکا ہے۔''

ذھب الشباب فمالہ من عودة ... واتی المشیب فاین منہ المھرب

''جوانی چلی گئی اب وہ واپس نہیں آئے گی۔ بڑھاپا آ گیا ہے تو اب اس سے بھاگ کر کہاں جاؤ گے۔''

دع عنك ما قد كان فی زمن الصبا ... واذكر ذنوبك وابكھا یا مذنب

''جو بچپن کے زمانے میں ہوا اسے بھول جاؤ۔ اور اپنے گناہوں کو یاد کرو اور ان پر آنسو بہاؤ۔''

واذكر مناقشة الحساب فانہ ... لا بد یحصی ما جنیت ویكتب

''اور اللہ کے حساب کے وقت کو یاد کرو۔ کیونکہ جو کچھ تم نے کمایا ہے اس کو شمار کیا جا رہا اور لکھا جا رہا ہے۔''

لم ینسہ الملكان حین نسیتہ ... بل اثبتاہ وانت لاہ تلعب

''فرشتے اس کو نہیں بھولے جبکہ تم نے اسے بھلا دیا ہے بلکہ انہوں نے اس کو تمہارے اعمال نامے میں لکھ دیا ہے اور تم غفلت میں پڑے کھیل رہے ہو۔''

والروح فیك ودیعة اودعتھا ... ستردھا بالرغم منك وتسلب

''اروح تمہارے اندر امانت کے طور پر رکھی گئی ہے۔ وہ تمہارے نہ چاہنے کے باوجود تجھ سے چھین کر واپس لے لی جائیں گی۔''

وغرور دنیاك التی تسعی لھا ... دار حقیقتھا متاع یذھب

اور تیری دنیا کا دھوکہ جس کے لئے تم اتنی کوشش کر رہے ہو۔ یہ ایک ایسا گھر ہے جس کی حقیقت صرف یہ ہے کہ وہ ایک جانے والا سامان ہے۔''

واللیل فاعلم والنھار كلاھما ... انفاسنا فیھا تعد وتحسب

''اور یہ جان لو کہ رات اور دن دونوں میں ہمارے لئے جانے والے سانس شمار کئے جا رہے ہیں۔''

وجمیع ما خلفتہ وجمعتہ ... حقا یقینا بعد موتك ینھب

''اور جو چیز بھی تم نے اکٹھی کر کے اپنے پیچھے چھوڑ رکھی ہے پکی بات ہے کہ وہ تمہارے مرنے کے بعد لوٹ لی جائے گی۔''

Marfat.com

تبا لدار لا یدوم نعیمها ومشیدها عما قلیل یخرب

''اس گھر کے لئے ہلاکت ہو کہ جس کی نعمتیں ناپائیدار ہیں اور ان میں سے مضبوط ترین عمارت بھی بہت جلد برباد ہو جاتی ہے۔''

فاسمع هدیت نصیحة اولا کها بر نصوح للامور مجرب

''(اللہ تجھے ہدایت دے) اس آدمی کی نصیحت سنو جو نیک ہے خیر خواہ اور تجربہ کار ہے۔''

صحب الزمان واهله مستبصرا ورای الامور بما توب وتعقب

''جس نے زمانے کے ساتھ اور زمانے والوں کے ساتھ بابصیرت زندگی گزاری اور وہ معاملات کے انجام اور ان کی انتہا کو جانتا ہے۔''

لا تامن الدهر الخون فانه ما زال قدما للرجال یودب

''خائن دنیا سے تم بالکل بے خوف نہ ہو کیونکہ یہ پرانے زمانے سے لوگوں کو ادب سکھا رہی ہے۔''

وعواقب الایام فی غصاتها مضض یذل له الاعز الانجب

''اور زمانے کے انجام اپنی تنگیوں میں تکلیف دہ ہیں کہ بڑا معزز اور شریف آدمی بھی ان کے لئے ذلیل ہو جاتا ہے۔''

فعلیك تقوی الله فالزمها تفز ان التقی هو البهی الاهیب

''اللہ کے ڈر کو اپنے اوپر لازم کر لو تو کامیاب ہو جاؤ گے کیونکہ ڈرنے والا آدمی ہی رونق دار اور رعب دار ہوتا ہے۔''

واعمل بطاعته تنل منه الرضا ان المطیع له لدیه مقرب

''اس کی فرمانبرداری کے اعمال سرانجام دو تو اس سے رضامندی حاصل کر لے گا۔ کیونکہ فرمانبردار آدمی اس کا مقرب بن جاتا ہے۔''

واقنع ففی بعض القناعة راحة والیاس مما فات فهو المطلب

''اور قناعت کرو کیونکہ بعض دفعہ قناعت میں ہی راحت ہوتی ہے۔ اور فوت شدہ چیز سے مایوس ہونا تمہارا مطلوب ہونا چاہیے۔''

فاذا طعمت کسیت ثوب مذلة فلقد کسی ثوب المذلة اشعب

''جب تم طمع کرو گے تو تمہیں ذلت کا لباس پہنایا جائے گا۔ کیونکہ مال جمع کرنے والے کو ذلت کا یہی لباس پہنایا جاتا ہے۔''

وتوق من غدر النساء خیانة فجمیعهن مکاید لك تنصب

''عورتوں کے دھوکے اور خیانت سے بچو تو ان کے سب مکر و فریب تیرے لئے ہی نصب کئے گئے ہیں۔''

لا تامن الانثی حیاتك انها کالافعوان یراع منه الانیب

''اپنی ساری زندگی عورت سے بے خوف نہ ہونا کیونکہ وہ سانپوں کی طرح ہیں کہ بڑی کچلیوں والا بھی ان سے ڈرتا

Marfat.com

ہے۔''

لا تامن الانثی زمانك كله یوما ولو حلفت یمینا تكذب

''تو اپنی پوری زندگی میں ایک دن بھی عورت سے بے خوف نہ رہو۔ اگرچہ وہ قسم کھالے پھر بھی وہ جھوٹی ہی ہوگی۔''

تغری بلین حدیثها وكلامها واذا سطت فهی الصقیل الا شطب

''وہ تمہاری طرف اپنی نرم گفتگو اور کلام سے ڈورے ڈالے گی مگر جب اس کا مقصد پورا ہو جاتا ہے تو کاٹنے والی تلوار بن جاتی ہے۔''

وابدا عدوك بالتحیة ولتكن منه زمانك خائفا تترقب

''اور اپنے دشمن کو پہلے سلام کرو اور اس سے ہر وقت تجھ کو خوف زدہ اور محتاط رہنا چاہیے۔''

واحذره ان لاقیته متبسما فاللیث یبدو نابه اذ یغضب

''اور جب تم اس سے ملو کہ وہ مسکرا رہا ہو تو پھر بھی اس سے بچو کیونکہ شیر اس وقت کچلیاں دکھاتا ہے جب وہ غضبناک ہوتا ہے۔''

ان العدو وان تقادم عهده فالحقد باق فی الصدور مغیب

''بے شک دشمن کی دشمنی کا زمانہ پرانا ہو چکا ہو پھر بھی اس کے سینے میں چھپا ہوا کینہ باقی رہتا ہے۔''

واذا الصدیق لقیته متملقا فهو العدو وحقه یتجنب

''اور جب چاپلوسی کرنے والے دوست کو ملو تو سمجھ لو کہ وہ تمہارا دشمن ہے اور اس لائق ہے کہ اس سے بچا جائے۔''

لاخیر فی ود امیرء متملق حلو اللسان وقلبه یتلهب

''چاپلوس آدمی سے دوستی لگانے میں کوئی خیر و برکت نہیں وہ میٹھی زبان والا ہوتا ہے مگر اس کا دل حسد سے بھڑک رہا ہوتا ہے۔''

یلقاك یحلف انه بك واثق واذا توارى عنك فهو العقرب

''وہ جب تم سے ملتا ہے تو وہ قسمیں کھاتا ہے کہ اس کو تم پر مکمل اعتبار ہے لیکن جب تمہارے پاس نہیں ہوتا تو بچھو بن جاتا ہے۔''

یعطیك من طرف اللسان حلاوة ویروغ منك كما یروغ الثعلب

''وہ زبان کے ایک کنارے سے میٹھی باتیں کرتا ہے حالانکہ وہ لومڑی کی طرح دھوکے باز ہوتا ہے۔''

وصل الكرام وان رموك بجفوة فالصفح عنهم بالتجاوز اصوب

''اچھے لوگوں سے میل ملاپ رکھو اگرچہ کبھی وہ زیادتی بھی کر دیں تو ان کی غلطی کو معاف کر دینا ہی بہتر ہے۔''

واختر قرینك واصطفیه تفاخرا ان القرین الی المقارن ینسب

''اپنا دوست چن کر اختیار کرو اس حال میں کہ وہ تمہارے لئے باعث فخر ہو کیونکہ دوست اپنے دوست کی ہی طرف

Marfat.com

منسوب ہوتا ہے۔"

ان الغنی من الرجال مکرم وتراہ یرجی ما لدیہ و یرھب

"لوگوں میں مالدار آدمی ہی معزز ہوتا ہے اور تم دیکھو گے کہ اس کی بھلائی کی امید بھی کی جاتی ہے اور اس سے لوگ ڈرتے بھی ہیں۔"

ویبش بالترحیب عند قدومہ ویقام عند سلامہ ویقرب

"اس کے آنے پر لوگ مبارک باد سے اس کا استقبال کرتے ہیں اور اس کے سلام کے وقت کھڑے ہو جاتے ہیں اور اس کے قریب ہوتے ہیں۔"

والفقر شین للرجال فانہ حقا یھون بہ الشریف الا نسب

"اور مردوں کے لئے فقیری بدنما عیب ہے۔ شریف النسب آدمی بھی اس سے یقیناً ذلیل ہو کر رہ جاتا ہے۔"

واخفض جناحك للاقارب کلھم بتذلل واسمع لھم ان اذنبوا

"اپنے تمام رشتہ داروں کے لیے نرم گوشہ رکھو اگر وہ گناہ بھی کریں تو پھر بھی ان کی بات کو سنو۔"

ودع الکذوب فلا یکون لك صاحبا ان الکذوب یشین حرا یصحب

"اور جھوٹے آدمی کا کبھی ساتھ نہ دو۔ کیونکہ جس آزاد آدمی کے ساتھ جھوٹا ہوتا ہے وہ اس کو عیب دار بنا دیتا ہے۔"

وزن الکلام اذا نطقت ولا تکن ثرثارۃ فی کل ناد تخطب

"اور بولنے سے پہلے بات کو تولو اور باتونی نہ بنو کہ ہر مجلس میں خطاب کرتے رہو۔"

واحفظ لسانك واحترز من لفظہ فالمرء یسلم باللسان ویعطب

"اور اپنی زبان کی حفاظت کرو اور اس کے الفاظ سے احتراز کرو کیونکہ آدمی زبان کی وجہ سے سلامت رہتا ہے اور اس کی وجہ سے ہلاک ہو جاتا ہے۔"

والسر فاکتمہ ولا تنطق بہ ان الزجاجۃ کسرھا لا یشعب

"اور بھید کو ہمیشہ چھپا کر رکھو اس کو زبان پر نہ لاؤ بیشک شیشہ جب ٹوٹ جاتا ہے تو اس کو جوڑا نہیں جا سکتا۔"

وکذاك سر المرء ان لم یطوہ نشرتہ السنۃ تزید وتکذب

"اسی طرح آدمی جب اپنے بھید کو نہیں چھپاتا تو زبانیں اس کو بڑھا چڑھا کر پھیلا دیتی ہیں اور اس میں جھوٹ بھی شامل کر دیتی ہیں۔"

لا تحرصن فالحرص لیس بزائد فی الرزق بل یشقی الحریص ویتعب

"لالچ کبھی نہ کرو کیونکہ لالچ سے تمہارے رزق میں کبھی اضافہ نہیں ہو سکتا بلکہ حریص آدمی تھک جاتا ہے اور بدبخت ہو جاتا ہے۔"

ویظل ملھوفا یروم تحیلا والرزق لیس بحیلۃ یستجلب

Marfat.com

''اور وہ افسوس زدہ ہو جاتا ہے اور رزق حاصل کرنے کے حیلے تلاش کرتا ہے حالانکہ اس کو صرف حیلوں سے حاصل نہیں کیا جا سکتا۔''

کم عاجز فی الناس یاتی رزقہ رغدا ویحرم کیس ویخیب

''کتنے ہی عاجز لوگوں کو اللہ رزق عطا فرماتا ہے اور کتنے ہی ہوشیار آدمی رزق سے محروم اور ناکام ہو جاتے ہیں۔''

وارع الامانة والخیانة فاجتنب واعدل ولا تظلم یطب لك مکسب

''اور امانت دار بنو اور خائن نہ بنو اور ہمیشہ انصاف کرو ظلم ہرگز نہ کرو اس سے تمہاری کمائی عمدہ ہو جائے گی۔''

واذا اصابك نکبة فاصبر لھا من ذا رایت مسلما لا ینکب

''جب تمہیں کوئی مصیبت پہنچے تو اس پر صبر کرو۔ تم نے ایسا کون سا مسلمان دیکھا ہے جس کو تکلیف نہیں پہنچتی۔''

واذا رمیت من الزمان بریبة او نالك الامر الاشق الاصعب

''جب تمہیں زمانے کی طرف سے کوئی مصیبت پہنچے یا تمہیں سخت یا مشکل معاملہ پیش آئے۔''

فاضرع لربك انہ ادنی لمن یدعوہ من حبل الورید واقرب

''تو اپنے رب کے سامنے عاجزی کرو کیونکہ جو آدمی اسے پکارتا ہے تو وہ اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔''

کن ما استطعت عن الانام بمعزل ان الکثیر من الوری لا یصحب

''جتنی طاقت رکھ سکو مخلوق سے دور رہو کیونکہ مخلوق میں سے اکثر دوستی کے قابل نہیں ہوتے۔''

واحذر مصاحبة اللئیم فانہ یعدی کما یعدی الصحیح الاجرب

''کمینے کی دوستی سے بچو کیونکہ وہ ایسے بیماری پھیلاتا ہے جیسے خارشی آدمی تندرست کو خارش زدہ کر دیتا ہے۔''

واحذر من المظلوم سھما صائبا واعلم بان دعاءہ لا یحجب

''اور مظلوم کے سیدھے تیر سے بچو اور جان لو کہ اس کی بد دعا اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہوتا۔''

و اذا رایت الرزق عز ببلدة وخشیت فیھا ان یضیق المذھب

''اور جب دیکھو کہ ایک شہر میں تمہاری گزران مشکل ہو چکی ہو اور تجھے یہ خوف ہو کہ یہاں میرے لئے راستے تنگ ہو جائیں گے۔''

فارحل فارض اللہ واسعة الفضا طولا وعرضا شرقھا والمغرب

''تو وہاں سے کوچ کر جاؤ کیونکہ اللہ کی زمین بلحاظ لمبائی' چوڑائی' مشرق اور مغرب کھلی فضا والی ہے۔''

فلقد نصحتك ان قبلت نصیحتی فالنصح اغلی ما یباع ویوھب

''میں نے تمہیں نصیحت کی ہے اگر تم میری نصیحت کو قبول کر لو کیونکہ نصیحت بہت مہنگی ہوتی ہے نہ اس کو بیچا جا سکتا ہے اور نہ یہ ہبہ کی جاتی ہے۔''

چند نہایت سمجھ دار نوجوانوں کا قصہ: امام ابن الفرج جوزی کی ''الاذکیاء'' وغیرہ میں ہے کہ جب نزار بن معد کی

Marfat.com

وفات کا وقت قریب آیا تو اس نے اپنا مال اپنے چار بیٹوں مضر' ربیعہ' ایاد' انمار' میں تقسیم کیا اور کہا کہ بیٹو یہ سرخ رنگ کے چمڑے کا خیمہ اور جو مال اس کے مشابہ ہے وہ مضر کا ہے اور یہ سیاہ خیمہ اور اس کے مشابہ مال ربیعہ کا ہے۔ اور یہ خادم اور جو اس کے مشابہ مال ہے وہ ایاد کا ہے یہ چاندی کی تھیلی اور بیٹھک بیٹھنے کے لئے انمار کی ہے۔ پھر اس نے کہا اگر تمہیں اس معاملے میں کوئی مشکل پیش آجائے یا تقسیم کرنے میں تمہارا اختلاف ہو جائے تو افعی بن افعی جرہمی کے پاس جا کر اس سے فیصلہ کروالینا۔ جب نزار فوت ہوا تو وہ افعی کی طرف گئے جو کہ نجران کا بادشاہ تھا۔ دوران سفر مضر نے ایک سرزمین میں چرا ہوا گھاس دیکھا تو اس نے کہا کہ جس اونٹ نے یہ گھاس چرا ہے وہ ایک آنکھ سے کانا ہے ربیعہ نے کہا کہ اس کا ایک پاؤں پھرا ہوا ہے۔ ایاد نے کہا کہ وہ دم کٹا بھی ہے۔ اور انمار نے کہا کہ وہ بدک کر بھاگنے والا بھی ہے وہ تھوڑے ہی چلے تھے کہ انہیں ایک آدمی مل گیا جس نے ان سے اونٹ کے بارے میں سوال کیا تو مضر نے کہا کیا وہ ایک آنکھ سے کانا تھا۔ تو اس آدمی نے کہا جی ہاں! تو ربیعہ نے اس سے پوچھا کیا وہ ایک جانب جھکا ہوا تھا۔ اس نے کہا جی ہاں! ایاد نے کہا کیا وہ دم کٹا بھی تھا؟ اس نے کہا جی ہاں! انمار نے کہا کیا وہ بدک کر بھاگنے والا تھا! تو اس نے کہا ہاں جی! مجھے بتایئے کہ وہ کہاں ہے۔ انہوں نے اس کے سامنے قسم کھائی کہ انہوں نے اس کو نہیں دیکھا مگر وہ اصرار کرنے لگا۔ اور کہنے لگا کہ میں اس بات پر کیسے یقین کرلوں کہ تم نے اسے نہیں دیکھا حالانکہ تم میرے اونٹ کی صفات بالکل ٹھیک بتارہے ہو۔

وہ ان کے ساتھ چلتا رہا یہاں تک کہ وہ نجران میں افعی جرہمی کے پاس جا پہنچے۔ اس اونٹ والے بوڑھے نے کہا کہ انہوں نے میرا اونٹ غائب کردیا ہے کیونکہ انہوں نے میرے اونٹ کے صفات بالکل ٹھیک بیان کی ہیں پھر یہ بھی کہتے ہیں کہ انہوں نے اسے دیکھا ہی نہیں۔ تو افعی نے ان سے پوچھا کہ تم نے اس کو دیکھے بغیر کیسے اس کی صفات بیان کیں۔

مضر نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ اس نے گھاس کو ایک جانب سے چرا ہے اور دوسری جانب کو بالکل چھوڑ دیا ہے تو مجھے معلوم ہو گیا یہ گھاس چرنے والا جانور کانا ہوگا۔ ربیعہ نے کہا کہ میں نے اس کی اگلی ٹانگو میں ایک ٹانگ کا نشان زیادہ گہرا پایا تو مجھے معلوم ہو گیا کہ اس نے اپنے ایک طرف ٹیڑھا ہونے کی وجہ سے گھاس کو روند کر خراب کردیا ہے۔ ایاد نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ اس کی مینگنیاں ایک جگہ جمع تھیں تو مجھے پتہ چل گیا کہ یہ دم کٹا ہے۔ کیونکہ اگر دم والا ہوتا مینگنیوں کو بکھیر دیتا۔ عمار نے کہا کہ میں نے اسے دیکھا ہے کہ وہ گھنا گھاس چر کر آگے نرم گھاس کی طرف دوڑ کر چلا گیا۔ اس سے مجھے معلوم ہوا کر وہ بدکنے والا ڈرپوک جانور ہے۔ تب افعی نے بوڑھے سے کہا کہ انہوں نے تیرا اونٹ نہیں لیا اس کو جا کر تلاش کرو۔ پھر افعی نے اس سے پوچھا کہ تم کون ہو۔ جب انہوں نے اسے اپنا تعارف کرایا۔ تو اس نے انہیں خوش آمدید کہا اور کہا کہ تم اتنے سمجھدار معلوم ہوتے ہو پھر بھی تم میری ضرورت محسوس کرتے ہو۔ اتنا کہہ کہ ان کے لئے کھانا اور پینا منگوایا۔ جب وہ کھا پی چکے تو مضر نے کہا کہ میں نے آج کے دن جیسا عمدہ شراب کبھی نہیں دیکھا کاش کہ وہ کسی قبرستان کا نہ ہوتا۔ ربیعہ نے کہا میں نے آج جیسا عمدہ گوشت کبھی نہیں دیکھا کاش کہ وہ کتیا کے دودھ کا پلا ہوا نہ ہوتا۔ ایاد نے کہا کہ میں نے آج جیسا مالدار آدمی نہیں دیکھا مگر یہ اس کا بیٹا نہیں ہے جس کی طرف اسے منسوب کیا جاتا ہے۔ انمار نے کہا میں نے آج جیسی عمدہ روٹی کبھی نہیں دیکھی کاش کہ آٹا گوندھنے والی عورت حائضہ نہ ہوتی۔ افعی نے ان کی باتیں سننے کے لئے ایک آدمی مقرر کر رکھا تھا جس نے اسے سنی ہوئی ساری باتیں بتادیں۔ اس نے شراب والے

Marfat.com

آدمی کو فوراً بلایا اور اس سے پوچھا کہ تو شراب کہاں سے لایا ہے اور قصہ کیا ہے۔ اس نے کہا یہ اس انگور کی ہے جس کو آپ کے باپ کی قبر پر گاڑا گیا تھا۔ ہمارے پاس اس سے عمدہ شراب نہیں تھی۔ اور چرواہے سے پوچھا کہ اس گوشت کا قصہ کیا ہے۔ اس نے کہا کہ یہ اس بکری کا گوشت ہے جس کو ہم نے کتیا کا دودھ پلایا تھا۔ بکریوں میں اس سے موٹی بکری کوئی نہیں تھی۔ پھر وہ اپنے گھر گیا اور آٹا گوندھنے والی لونڈی سے پوچھا تو اس نے کہا کہ وہ واقعی حائضہ تھی۔ پھر وہ اپنی ماں کے پاس گیا اور اس سے اپنے باپ کے بارے میں پوچھا۔ تو اس نے بتایا کہ وہ لاولد بادشاہ کی بیوی تھی۔ میں نے یہ ناپسند کیا کہ اس بادشاہ کی بادشاہی ہاتھ سے نکل جائے۔ تو اس نے ایک مہمان کو اپنے پاس موقعہ دیا تو اس نے اس سے جماع کیا تو اس سے تم پیدا ہوئے۔

یہ بادشاہ ان کے اس معاملے سے بڑا حیران ہوا۔ تو اس نے ایک آدمی خفیہ طور پر ان کے پاس بھیجا تا کہ وہ ان سے ان کی کہی ہوئی باتوں کے متعلق پوچھے تو مضر نے کہا کہ مجھے یہ ایسے معلوم ہوا کہ جب شراب پی جاتی ہے تو اس سے غم دور ہوتا ہے اور یہ جب ہم نے پی تو اس کے برعکس ہم کو غم لاحق ہو گیا۔ ربیعہ نے کہا کہ مجھے اس گوشت کے متعلق ایسے پتہ چلا کہ بکری کا گوشت اور باقی تمام جانوروں کے گوشت کی چربی گوشت کے اوپر ہوتی ہے سوائے کتوں کے۔ تو مجھے پتہ چل گیا کہ یہ ایسی بکری کا گوشت ہے جسے کتیا کا دودھ پلایا گیا ہے۔ تو اس گوشت نے یہ خاصیت وہاں سے لے لی۔ ایاد نے کہا کہ بادشاہ اپنے اس باپ کا بیٹا نہیں ہے جس کی طرف اسے منسوب کیا جاتا ہے کیونکہ اس نے کھانا ہمارے لئے تیار کرایا مگر ہمارے ساتھ بیٹھ کر کھایا نہیں۔ میں نے بات اس کی طبیعت سے معلوم کی ہے۔ کیونکہ اس کا باپ ایسا نہیں تھا۔ انمار نے کہا کہ میں نے آٹا گوندھنے والی عورت کے حائضہ ہونے کو اس طرح معلوم کیا کہ جب روٹی توڑی جاتی ہے تو کھانے میں پھول جاتی ہے مگر یہاں اس کے خلاف تھا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ آٹا گوندھنے والی عورت حائضہ تھی افعی کو اس آدمی نے جا کر جب بتایا تو وہ کہنے لگا کہ یہ تو پکے شیطان ہیں پھر ان کے پاس آیا کہ اپنا واقعہ بیان کرو تو انہوں نے اپنے باپ کی وصیت اور اپنے اختلاف کا تمام واقعہ بیان کر دیا۔ تو اس بادشاہ نے کہا کہ جو سرخ قبہ کے مشابہ مال ہے وہ مضر کا ہے اس طرح تمام دینار اور اونٹ سرخ رنگ کے مضر کی ملکیت ہیں۔ تب سے اس کا نام مضر الحمراء رکھ دیا گیا۔ پھر اس نے کہا کہ سیاہ خیمے کے مشابہ جو جانور اور مال ہے۔ وہ ربیعہ کا ہے تو اس طرح اس کے گھوڑے سیاہ رنگ والے ربیعہ کو ملیں گے تو اس کا نام ربیعہ الفرس رکھ دیا گیا۔ پھر اس نے کہا جو خادم کے مشابہ ہیں اور مال میں سے سیاہ اور سفید رنگ کے ہیں وہ ایاد کا مال ہے یعنی اس طرح سیاہ سفید گھوڑے وغیرہ ایاد کو ملیں گے۔ اور انمار کے متعلق اس نے فیصلہ کیا کہ دراہم اور زمین ایاد کی ملکیت ہے وہ اس کے پاس سے اپنے گھر یہی فیصلہ لے کر چلے گئے۔ اور عنقریب باب الکاف میں کتے پر گفتگو ہوئی جس کو سہیلی نے نقل کیا کہ ربیعہ اور مضر مومن تھے۔ اور وفیات الاعیان میں ابن تلمیذ شیخ النصاریٰ والاطباء کے حالات زندگی میں ہے کہ اس کے درمیان اور اوحد الزمان ہبۃ اللہ الحکیم کے درمیان ناچاقی تھی اور یہ یہودی تھا پھر آخر عمر میں مسلمان ہو گیا۔ جب یہ کوڑھا ہوا تو اس نے اپنا علاج اس طرح کیا کہ سانپوں کو بھوکا کر کے اپنے اوپر چھوڑ دیا تو انہوں نے اسے اچھی طرح کاٹا تو اس طرح وہ کوڑھ سے تندرست ہو گیا لیکن زہر کی وجہ سے اندھا ہو گیا۔ ابن تلمیذ نے اس کے بارے میں یہ شعر کہے۔

لنا صدیق یہودی حماقتہ　اذا تکلم تبدو فیہ من فیہ

''ہمارا ایک ایسا یہودی دوست ہے کہ جب وہ کلام کرتا ہے تو اس کے منہ سے اس کی حماقت سامنے آتی ہے۔''

Marfat.com

یتیــه والـکـلـب اعـلـی مـنـــه مـنـزلة کـــانـــه بـعـد لـم یـخـرج مـن التیـــه

''وہ زمین میں حیران وسرگرداں پھرتا ہے اور کتا مرتبے میں اس سے اعلیٰ ہے گویا کہ وہ تیہ کے میدان سے ابھی تک نہیں نکلا۔''

ابن تلمیذ متواضع اور منکسر المزاج تھا۔ اور اوحد الزمان انتہائی متکبر تھا۔ اور بدیع الاسطرلابی نے انکے بارے میں یہ شعر کہے:

ابـوالـحـسـن الـطـبـیـب ومـقـتـفـیـــه ابـو الـبـرکـات فـی طـرفـی نـقـیـض

''ڈاکٹر ابوالحسن اور اس کے پیچھے آنے والا ابوالبرکات دونوں الٹ سمتیں ہے۔''

فهـذا بـالـتـواضـع فـی الـثـریـــا وهــذا بــالـتـکـبـر فـی الـحـضـیـض

''پہلا تواضع کی وجہ سے اوج ثریا پہ مقیم ہے اور دوسرا اپنے تکبر کی وجہ سے انتہائی پستی میں جا گرا ہے۔''

ابوالحسن بن تلمیذ نے میزان کے بارے میں کیا خوب کہا ہے۔

مـــا واحـــد مـــخـتـلف الاســـمـــاء یـــعـدل فـی الارض وفـــی الـسـمـــاء

''وہ ایک نہیں بلکہ مختلف ناموں والا ہے یہ زمین اور آسمان میں انصاف کرتا ہے۔''

یـــحـــکـــم بـــالـــقـــسـط بـلا ریـــاء اعـــمـــی یـــری الارشـــاد کـل راء

''یہ بغیر دکھلاوے کے انصاف کے ساتھ فیصلہ کرتا ہے یہ اندھا ہے لیکن ہر دیکھنے والے کو سیدھا راستہ دکھاتا ہے۔''

اخـــرس لا مــــن عـــلـة وداء یـغـنـــی عـن الـتـصـریـح بـالایـمـاء

''یہ گونگا ہے مگر بیماری یا علت کی وجہ سے نہیں اور یہ اشاروں سے وہ چیز بتاتا ہے کہ جس کو صراحت سے بیان کرنے کی ضرورت نہ رہے۔''

یـــجـــیـــب ان نـــاداه ذوامـتـــراء بـــالـــرفـــع والـــخـفـض عـن الـنـداء

''اور اگر اس کو کوئی شک کرنے والا پکارے تو یہ اس کو بلند یا پست ہو کر جواب دیتا ہے۔''

یـفـصـــح ان عـلـــق فـــی الـهـواء

''اگر اس کو فضا میں لٹکایا جائے تو یہ زیادہ وضاحت سے بیان کرتا ہے۔''

اور شاعر کا مختلف الاسماء کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اسطرلاب میزان شمس کو کہتے ہیں اور شاعر کا یہ کہنا کہ یہ زمین اور آسمان میں انصاف کرتا ہے اس کا معنی تمام آلات رصد ہیں۔ کلام کا ترازو ''نحو'' ہے اور شعروں کا ترازو ''عروض'' ہے اور معانی کا ترازو ''منطق'' ہے۔ یہ سبھی میزان ہیں اور اس کے علاوہ بھی کئی ہیں۔ اور **اسطرلاب** سورج کے ترازو کو کہتے ہیں۔ کیونکہ اسطر کا معنی یونانی زبان میں میزان ہے اور لاب شمس کو کہتے ہیں اور پہلا شخص جس نے یہ میزان بنایا وہ بطلیموس تھا۔ اس کے بنانے کا بھی ایک عجیب واقعہ ہے جس کی طوالت کی وجہ سے ہم اسے چھوڑ رہے ہیں۔ ابن تلمیذ بہت سے علوم کا جامع تھا۔ یہاں تک کہ وہ اپنے معاملے سے تعجب کر رہا تھا کہ کمال فہم اور کامل عقل کے باوجود وہ اسلام سے محروم کیوں رہا اور اللہ کے اس فرمان کا یہی بھید ہے کہ **وَمَنْ يُضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ** اور جس کو اللہ گمراہ کردے تو اس کو کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔

Marfat.com

نسئل الله الوفات علی التوحید. آمین

ابن تلمیذ ۵۶۰ھ ماہ میں فوت ہوا۔

طبی فوائد اور خواص: اس کا خون آنکھ میں لگانے سے نظر تیز ہوتی ہے۔ اس کا دل خشک کر کے انسان پر باندھنے سے جادو اثر نہیں کرتا۔ افعی کی داڑھ لٹکانے سے داڑھ کے درد میں نفع ہوتا ہے۔ اور عورت کی ران سے لٹکائی جائے تو اس کو حمل نہیں ہوتا۔ قزوینی ابن زہر اور بختیشوع نے کہا کہ افعی کا دل اگر چوتھے کے بخار والے آدمی پر لٹکایا جائے تو وہ تندرست ہو جاتا ہے۔ اور اس کی چربی تمام کیڑوں کے ڈسنے میں مفید ہے اگر بال کسی جگہ سے بھی اکھیڑ کر اس کے اوپر اس کی چربی مل دی جائے تو وہاں بال نہیں اگتے۔ اگر منہ میں نوشادر کو اس کے گھلنے تک رکھا جائے پھر اس کو سانپ یا افعی کے منہ میں تھوکا دیا جائے تو وہ اسی وقت مر جاتے ہیں۔ جب افعی کا چمڑا سرکہ میں پکا کر اس کی کلی کی جائے تو دانتوں اور داڑھوں کے درد میں مفید ہے۔ اور جب اس کو مٹی میں باریک کر کے سرمہ ڈالا جائے تو آنکھ کی بینائی کے لئے مفید ہے اور اس کی چربی کا طلا بواسیر کے لئے فائدہ مند ہے۔ اور آنکھ کی سفیدی کے لئے سرمہ مفید ہے اور اس کا پتہ فوری طور پر زہر ہے۔ بقراط کے بقول جس نے سانپ کا گوشت کھایا تو وہ تمام مشکل امراض سے بچ جاتا ہے۔

عمرو بن یحییٰ علوی بیان کرتے ہیں کہ ہم مکہ کے راستہ میں تھے کہ ہم میں سے ایک آدمی کو استسقاء کی بیماری لاحق ہوگی۔ تو اچانک دیہاتیوں نے ہم سے اونٹوں کی ایک قطار چرالی۔ ان کے ساتھ یہ آدمی بھی تھا۔ پھر جب ہم کوفہ لوٹے تو ہم نے دیکھا کہ وہ آدمی ٹھیک ٹھاک ہے۔ تو ہم نے اس سے پوچھا تو اس نے جواب دیا کہ جب وہ عربی مجھے اپنے گھر کی طرف لے کر گئے تو چند فرسخ دور اپنے مکانات کے آخر میں انہوں نے مجھے پھینک دیا اور میں مرنے کی آرزو کر رہا تھا۔ اچانک میں نے ان کو دیکھا کہ وہ سانپوں کا شکار کر کے ان کی دم اور سر کاٹ کر ان کو بھون رہے ہیں۔ تو میں نے اپنے دل میں سوچا کہ یہ لوگ ان کے کھانے کے عادی ہیں۔ اس لئے ان کو نقصان نہیں دیتا۔ شائد کہ میں اس کو کھا کر مر جاؤں اور زندگی سے چھٹکارا پالوں۔ تو میں نے ان سے یہ گوشت مانگا تو ایک آدمی نے میری طرف اس کو پھینک دیا تو میں اس کو کھا کر گہری نیند سو گیا۔ جب جاگا تو پسینہ میں شرابور تھا۔ تو میری طبیعت سو مرتبہ سے بھی زیادہ دفعہ بدلتی رہی۔ جب صبح ہوئی تو میرا پیٹ سکڑ چکا تھا تو میں نے اس سے کھانا مانگا۔ جو میں کھا کر ان کے پاس ہی ٹھہرا رہا۔ جب مجھے تندرستی کا یقین ہو گیا تو میں ان کے ساتھ کوفہ میں آ گیا۔

اقہبان (ہاتھی اور بھینس)

یہ ہاتھی اور بھینس کہتے ہیں روبہ نے اپنی بہادری اور سخت کوشی کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

لیث یدق الاسد الهموسا　　　والاقهبین الفیل والجاموسا

''(میں) ایسا شیر ہوں جو چیرنے پھاڑنے والے شیر کو ہاتھی اور بھینس کو بھی مار ڈالتا ہوں۔''

Marfat.com

الاملول (ریگستانی پرندہ)

یہ ایک چھوٹا سا ریتلا جانور ہے جو قطا پرندہ کی طرح ہے یہ ابن سیدہ نے کہا ہے۔

الانس

اس کا معنی بشر یعنی انسان ہے۔ اس کا واحد اِنسی اور اَنَسی ہے اور اس کی جمع اناسی ہے۔ اگر تم اس لفظ کو انسان قرار دو پھر بھی اس کی جمع اناسی ہوگی۔ تو نون کے عوض یا آ جائے گی۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَاَنَاسِیَّ کَثِیْرًا۔ (اور بہت سے لوگ) اسی طرح الاناسیة بھی الصیارفہ اور الصیاقلة کی طرح آتا ہے۔ اور عورت کو بھی انسان ہی کہا جاتا ہے انسانة نہیں کہا جاتا۔ اور عام لوگ انسانة بھی کہتے ہیں۔ جوہری نے یہ شعر پڑھے ہیں۔

انسانة فتانة بدر الدجی منها خجل

''وہ ایسی انسان ہے جو فتنے میں ڈالنے والی ہے تاریکی کا چاند بھی اس سے شرمندہ ہے۔''

اذا زنت عینی بها فبالدموع تغتسل

''جب میری آنکھ اس پر جا پڑے تو آنسوؤں سے غسل کرتی ہے۔''

الانسان

عالم دنیا کی ایک قسم ہے۔ اس کی جمع الناس ہے۔ جوہری کہتے ہیں کہ انسان کا وزن فعلان ہے۔ اس کی تصغیر میں یاء کا اضافہ کیا جاتا ہے اور اُنیسیان کہا جاتا ہے۔ جیسے رجل کی تصغیر رویجل ہے۔ کچھ لوگوں نے کہا کہ انسان کی اصل انسیان بروزن افعلان تھی۔ تو یاء کو کثرت استعمال کی وجہ سے تخفیف کے طور پر حذف کر دیا گیا۔ جب اس کی تصغیر لائی جائے تو یاء کو دوبارہ واپس لے آتے ہیں۔ کیونکہ تصغیر میں مکبر نہیں پایا جاتا ہے اس کی دلیل ابن عباسؓ کا یہ قول ہے کہ انسان کا نام انسان اس لئے رکھا کہ اس سے جو وعدہ لیا گیا وہ اس بھول گیا۔ اور الاناس ''ناس'' کی ایک لغت ہے۔ اور اصل بھی اسی طرح ہے بعد میں اس کو مخفف کہا گیا۔ فرمان الٰہی ہے:

﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍo﴾

''اور ہم نے انسان کو بہترین سانچے میں پیدا کیا۔''

اس سے اس کا معتدل اور مساوی الاعضاء ہونا مراد ہے کیونکہ تمام چیزیں اپنے چہرے کے بل اوندھی پیدا ہوئیں مگر اس کو اللہ تعالیٰ نے سیدھا پیدا کیا اور اس کی بولنے والی زبان ہے اور پکڑنے والے ہاتھ اور انگلیاں ہیں۔ عقل سے اس کو زینت دی گئی حکم کے ساتھ اس کو ادب سکھایا گیا تمیز کے ساتھ اس کو مہذب بنایا گیا اور اپنے کھانے پینے کی چیزیں اپنے ہاتھ سے لیتا ہے۔

طبرانی نے معجم الاوسط میں صحابی ابو مزینة دارمیؓ سے بسند صحیح بیان کیا ہے۔ کہ جب دو آدمی صحابہ میں سے ملتے۔ تو جب تک وہ ایک دوسرے پر سورۃ العصر نہ پڑھ لیتے جدا نہ ہوتے۔

Marfat.com

خلق قرآن کی بحث: ابن عطیہ کہتے ہیں کہ قرآن کے غیر مخلوق ہونے کی یہ بھی دلیل ہے۔ کہ اللہ نے قرآن کا ذکر اپنی کتاب عزیز میں ۵۴ مرتبہ فرمایا ہے۔ جن میں سے ایک جگہ بھی اس کے لئے صراحت تو کجا خلق کے لفظ کا ارشارہ تک نہیں فرمایا۔ لیکن انسان کا ذکر قرآن میں اس کی تہائی کے برابر یعنی ۱۸ دفعہ آیا ہے۔ جن میں ہر جگہ پر اس کے مخلوق ہونے پر نص موجود ہے۔ اسی طرح ان دونوں کا ذکر قرآن مجید کے اس مقام پر بھی جدا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اَلرَّحْمٰنُ٥ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ٥ خَلَقَ الْاِنْسَانَ٥﴾ (الرحمن: ۱ - ۲)

''یعنی رحمان کے قرآن سکھایا اور انسان کو پیدا کیا۔''

انسان کی پیدائش سب سے اچھی ہے: امام قاضی ابوبکر بن عربی المالکی فرماتے ہیں۔ اللہ کی کوئی پیدائش بھی انسان سے اچھی نہیں۔ کیونکہ اس کو اللہ تعالیٰ نے زندہ، عالم، قادر، متکلم، سمیع، بصیر، مدبر اور حکیم پیدا کیا ہے اور یہ اللہ عزوجل کی صفات ہیں۔

اور اسی بارے میں اللہ کا فرمان وضاحت کے ساتھ آیا ہے کہ

﴿اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰى صُوْرَتِهٖ.﴾ ''اللہ نے آدم (علیہ السلام) کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔''

یعنی ان صفات پر جن کا ہم نے ابھی ذکر کیا ہے۔ میں کہتا ہوں یہاں اصولِ دین کے بارے میں اصحاب الکلام کے لئے گفتگو کا بڑا وسیع میدان ہے مگر ہم اس سے اعراض کرتے ہیں۔ کیونکہ اس کتاب میں ہماری اس سے کوئی غرض نہیں۔ یہی ابوبکر بسند خود فرماتے ہیں کہ موسیٰ بن عیسیٰ ہاشمی اپنی بیوی سے بہت محبت رکھتا ہے۔ ایک دن اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر تو چاند سے خوبصورت نہ ہو تو تجھے تین طلاقیں۔ تو وہ اس سے پردہ کرنے لگی اور کہنے لگی کہ میں مطلقہ ہو چکی ہوں۔ وہ رات انہوں نے بہت مشکل سے گزاری۔ صبح وہ منصور کے پاس گیا اور اسے یہ بات بتائی اس نے تمام فقہا کو اکٹھا کر کے یہ مسئلہ پوچھا۔ تو سب نے طلاق کے نفاذ کا فتویٰ دیا مگر ایک نے کہا کہ طلاق نہ ہوئی کیونکہ اللہ نے فرمایا ہے:

﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْۤ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ٥﴾

منصور نے کہا کہ جو تو کہتا ہے یہی صحیح ہے۔ پھر اس نے اس کی بیوی کی طرف یہ فتویٰ بھیج دیا۔ اور یہ جواب امام شافعی سے منقول ہے اور میرے نزدیک موسیٰ بن عیسیٰ کے بجائے عیسیٰ بن موسیٰ ہے جو منصور کا ولی عہد تھا۔ پھر اس سے ولی عہدی لے کر اپنے بیٹے مہدی کو دے دی۔ پہلے گزر چکا ہے کہ امام شافعی ۱۵۰ھ میں پیدا ہوئے اور منصور کی وفات ابن خلکان کے مطابق ۱۵۸ھ میں ہے تو یہ بات کیسے تصور کی جا سکتی ہے کہ امام شافعی اس وقت مفتی کے مقام پر فائز ہوں۔

مجھے اس حکایت نے ایک اور واقعہ یاد دلا دیا ہے۔ جو زمخشری نے **یستفتونک فی النساء** کے ضمن میں ذکر کیا ہے۔ کہ عمران بن حطان خارجی جو نہایت سیاہ رنگ کا تھا اور اس کی عورت جمیل ترین عورتوں میں تھی۔ ایک دن اس نے اپنے خاوند کو دیر تک دیکھنے کے بعد کہا الحمد للہ۔ اس نے کہا تجھے کیا ہوا؟ تو اس نے جواب دیا میں نے اللہ کی تعریف اس لئے کی میں اور تم دونوں جنت میں ہوں گے۔ اس نے پوچھا کیسے؟ عورت نے جواب دیا کیونکہ آپ کو میرے جیسی عورت ملی تو آپ نے اللہ کا شکر ادا کیا اور مجھے آپ جیسا مرد ملا تو میں نے صبر کیا اور اللہ تعالیٰ کا اپنے صابر اور شاکر بندوں سے جنت کا وعدہ ہے۔

ابن الجوزی کی "الاذکیاء وغیرہ" میں ہے کہ یہ عمران بن حطان خارجی تھا۔ یہ وہی ہے جس نے مندرجہ ذیل اشعار میں

Marfat.com

عبدالرحمٰن بن ملجم لعنہ اللہ کی علی بن ابی طالب کے قتل تعریف کی ہے۔

یا ضربة من تقی ما اراد بها الا لیبلغ من ذی العرش رضوانا

''اس پرہیزگار آدمی کی ضرب کیا ہی اچھی ہے کہ اس نے اس کے ذریعے عرش والے کی رضا مندی تک ہی پہنچنے کا ارادہ کیا ہے۔''

انی لاذکرہ یوما فاحسبہ اوفی البریة عند اللہ میزانا

''میں جس دن بھی اسے یاد کرتا ہوں تو میں اسے اللہ کے ترازو میں سب مخلوق سے بڑھ کر شمار کرتا ہوں۔''

اکرم بقوم بطون الارض اقبرھم لم یخلطوا دینھم بغیا وعدوانا

''وہ لوگ کتنے اچھے ہیں کہ زمین کے پیٹ جن کی قبریں بن گئیں۔ اور انہوں نے اپنے دین میں کسی سرکشی کو شامل نہیں کیا۔''

یہ بات ابوطیب طبری کو پہنچی کو اس نے یہ جواب دیا۔

انی لا برا مما انت قائلہ فی ابن ملجم الملعون بھتانا

''جو تو نے ابن ملجم ملعون کے بارے میں بہتان باندھا ہے میں اس سے بری ہوں۔''

انی لا ذکرہ یوما فالعنہ دینا والعن عمران بن حطانا

''میں جس دن بھی اسے یاد کرتا ہوں تو دین سمجھ کر میں اس کو بھی اور عمران بن حطان کو بھی لعنت کرتا ہوں۔''

علیك ثم علیہ الدھر متصلا لعائن اللہ اسرار واعلانا

''تم پر بھی اور اس پر بھی مسلسل ہر وقت علانیہ اور پوشیدہ لعنتیں ہوں۔''

فانتم من کلاب النار جاء لنا نص الشریعة برھانا و تبیانا

''شریعت کی نص ہمارے لئے بطور دلیل بیان ہوئی ہے کہ تم جہنم کے کتے ہو۔''

اس میں ابوالطیب نے نبی ﷺ کی اس حدیث کی طرف اشارہ کیا ہے جس میں آپ نے فرمایا اَلْخَوَارِجُ کِلَابُ النَّارِ یعنی خارجی جہنم کے کتے ہیں۔

عجیب واقعہ: ابن نجار کی تاریخ بغداد میں علی بن نصر والد قاضی عبدالوہاب کے حالات میں دیکھا ہے کہ جو کہ ثقہ اور عادل راوی ہیں کہ انہوں نے کہا کہ میں نے عزالدولہ بن بویہ کے ایام حکومت میں اپنے ترکی غلاموں میں سے ایک غلام کی لڑکی سے شادی کرائی جو ہمارے پڑوس میں تھی۔ اس لڑکی کی والدہ ہمارے گھر سے مانوس تھی۔ وہ پردے دار اور پاکدامن تھی۔ جب شادی کو دو سال گزر گئے تو یہ اپنے ترکی غلام کے پاس آیا۔

تو اس غلام نے کہا کہ یہ عورت جس سے آپ نے میری شادی کروائی ہے۔ اس سے میرا ایک بچہ پیدا ہوا میں اس کی کسی بات پر شکوہ شکایت نہیں کرتا مگر بات یہ ہے کہ اس نے ابھی تک مجھے میرا بیٹا نہیں دکھایا۔ میں اس سے جب بھی دیکھنے کا مطالبہ کرتا ہوں تو یہ اس بات سے مجھے ہٹا دیتی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ اس کو بلا کر اس سے اس بارے میں پوچھیں۔ کہتے ہیں کہ میں

Marfat.com

نے اس لڑکی کی والدہ کو بلایا اور پردہ کے پیچھے سے اس عورت سے وہ بات کی جو اس کے خاوند کے مجھے بتائی تھی۔ تو اس نے مجھ سے راز دانہ طور پر کہا۔ جناب عالی اس نے سچ کہا ہے۔ اور ہم نے اس کا بیٹا اس سے اس لئے دور رکھا ہے کہ ہم نہایت بری مصیبت میں بتلا ہیں۔ کہ اس کی بیوی نے ایک ایسا بچہ جنا جو سیاہ و سفید ہے سر سے لے کر ناف تک سفید ہے اور باقی بدن سیاہ ہے۔ ترکی نے جب یہ بات سنی تو چیخ کر کہنے لگا کہ یہ تو میرا بیٹا ہے۔ کیونکہ میرا دادا ترک کے شہروں میں اسی طرح تھا۔ میں اس بیٹے سے راضی ہوں تو وہ عورت خوش ہوگئی اور بچے کو ظاہر کر دیا اور چلی گئی۔

ابن بختیشوع جس کا معنی عبدالمسیح ہے' نے اپنی کتاب الحیوان کو انسان کے ذکر سے شروع کیا ہے اور کہا کہ وہ مزاج کے لحاظ سے تمام حیوانات سے زیادہ معتدل ہے اور افعال کے رو سے نہایت کامل ہے اور حس کے لحاظ سے نہایت حساس ہے اور رائے کو نافذ کرنے والا ہے۔

اور یہ تمام مخلوق پر غالب آنے والے اور حکمران اور بادشاہ کی طرح ہے۔ یہ اس لئے ہے کہ اللہ نے اس کو ایسی عقل بخشی ہے کہ جس سے وہ تمام حیوانات سے ممتاز ہوتا ہے۔

یہ حقیقت میں دنیا کا بادشاہ ہے۔ اسی لئے پرانے لوگوں میں سے ایک قوم نے اس کا نام ''عالم اصغر'' رکھا ہے۔

ضرورتوں کے پورا کرنے کے وظائف:

شیخ شہاب الدین احمد بونیؒ اپنی کتاب ''سرالاسرار'' میں عبداللہ بن عمرؓ سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا جس کو کوئی ضرورت پیش آئی ہو تو وہ بدھ جمعرات جمعہ کا روزہ رکھے جب جمعہ کا دن ہو تو پاک صاف ہو کر جمعہ کو جائے اور یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ بِاِسْمِكَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَاَسْأَلُكَ بِاِسْمِكَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ الَّذِیْ مَلَاَتْ عَظْمَتُهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَسْأَلُكَ بِاِسْمِكَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَنَتْ لَهُ الْوُجُوْهُ وَ خَشَعَتْ لَهُ الْاَبْصَارُ وَ وَجِلَتِ الْقُلُوْبُ مِنْ خَشْیَتِهٖ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَ اَنْ تُعْطِیَنِیْ مَسْاَلَتِیْ وَ تَقْضِیَ حَاجَتِیْ اور یہاں اپنی ضرورت کا نام لے کر آگے یہ پڑھے۔ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ.

اور یہ وظیفہ بہت مجرب ہے اور عمدہ بھید ہے۔

خواب میں نبی ﷺ کی زیارت کا وظیفہ: جس نے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَحْمَدُ رَسُوْلُ اللّٰهِ جمعہ کے دن جمعہ کی نماز کے بعد باوضو ہو کر ۳۵ مرتبہ لکھ کر اپنے پاس اٹھائے رکھا تو اللہ تعالیٰ اس کو اطاعت کی قوت اور برکت پر مدد عطا فرمائے گا اور اس کو شیطان کے وسوسوں سے محفوظ رکھے گا اور اگر وہ ہر روز طلوع شمس کے وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتے وقت اس کاغذ پر نظر جمائے رکھے گا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار اس کو کثرت سے نصیب ہوگا یہ ایک بہت عمدہ بھید ہے اور مجرب ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کو خواب میں ۹۹ مرتبہ دیکھا تو کہا اگر میں نے اللہ تعالیٰ کو

Marfat.com

۱۰۰ اسویں مرتبہ دیکھا تو اس سے ضرور کوئی سوال کروں گا۔ تو جب انہوں نے اللہ تعالیٰ کو ۱۰۰ اسویں مرتبہ دیکھا تو اس سے سوال کیا اے میرے پروردگار لوگ قیامت کے روز کس عمل سے نجات پائیں گے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جس نے روزانہ صبح شام تین مرتبہ یہ دعا پڑھی۔

سُبْحَانَ الْاَ بَدِیِّ الْاَبَدِ سُبْحَانَ الْوَاحِدِ الْاَحَدِ سُبْحَانَ الْفَرْدِ الصَّمَدِ سُبْحَانَ مَنْ رَّفَعَ السَّمَآءَ بِغَیْرِ عَمَدٍ سُبْحَانَ مَنْ بَسَطَ الْاَرْضَ عَلٰی مَاءٍ جَمَدٍ سُبْحَانَہٗ لَمْ یَتَّخِذْ صَاحِبَۃً وَّلَا وَلَدًا سُبْحَانَہٗ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ.

اور امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں جس نے فجر کی نماز اور صبح کے درمیان ہر روز چالیس مرتبہ یہ دعا پڑھی تو اس کے دل کو اللہ اس دن زندہ رکھے گا جس دن تمام دل مر جائیں گے دعا یہ ہے۔

یَاحَیُّ یَا قَیُّوْمُ یَا بَدِیْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ یَا اَللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَسْاَلُکَ اَنْ تُحْیِیَ قَلْبِیْ بِنُوْرِ مَعْرِفَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ.

قرض، خوف، خیر و برکت، سلامتی، حفاظت اور غربت کے خاتمہ وغیرہ کے لیے وظائف:

کتاب البستان میں ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص یہ پسند کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کی ملاقات تک اس کے ایمان کی حفاظت فرمائے تو اس کو چاہیے کہ ہر شام کو مغرب کی سنتوں کے بعد بغیر کلام کیے دو رکعتیں پڑھے اور ہر رکعت میں ایک مرتبہ سورۂ فاتحہ اور معوذتین پڑھے اور پھر سلام پھیر دے راوی کہتا ہے کہ یہ بڑا غنیمت والا فائدہ ہے۔ یہ روایت امام نسفی نے لمبی سند سے بیان کی اس میں سورۂ اخلاص سے پہلے سورقدر پڑھنے کا اضافہ ہے اور یہ بھی ہے کہ سلام کے بعد پندرہ دفعہ سبحان اللہ کہے پھر یہ پڑھے

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الْعَالِمُ مَا اَرَدْتُّ بِھَتَیْنِ الرَّکْعَتَیْنِ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھُمَا لِیْ ذُخْرًا یَوْمَ لِقَائِكَ اَللّٰھُمَّ احْفَظْ بِھِمَا دِیْنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ وَ بَعْدَ وَفَاتِیْ.

جس نے یہ دعا پڑھی اللہ تعالیٰ اس کو ایمان کے سلب ہونے سے محفوظ فرمائے گا اور یہ عظیم اہم فائدوں میں سے ہے اور بعض حکماء اور فصیح علماء سے پوچھا گیا کہ انسان میں کون سی خصلت سب سے بہتر ہے تو انہوں نے کہا دین ہے۔ اس نے پوچھا جب دو خصلتیں ہوں تو کون کون سی بہتر ہوں گی انہوں نے فرمایا دین اور مال بہتر ہیں پوچھنے والے نے کہا تین خصائل بہتر کون کون سی ہیں تو انہوں نے فرمایا دین' مال اور حیاء۔ اس نے پوچھا چار بہتر خصلتیں کون کون سی ہیں انہوں نے فرمایا۔ دین' مال حیاء اور حسن خلق۔ اس نے پوچھا کہ پانچ بہتر خصائل کون سی ہیں انہوں نے فرمایا۔ دین' مال' حیاء حسن خلق اور سخاوت اور جس میں یہ پانچ خصائل جمع ہو جائیں تو پرہیز گار صاف ستھرا اور اللہ کا دلی ہوگا اور شیطان سے محفوظ رہے گا اور یہ بھی کہا کہ مومن نیک خوش طبع اور نرم خو ہوتا ہے وہ لعنت کرنے والا' چغل خور' غیبت کرنے والا' حاسد' کینہ پرور' بخیل اور متکبر نہیں ہوتا۔ وہ اعلیٰ نیکیوں اور اچھے اخلاق کی تلاش میں رہتا ہے اگر وہ اہل آخرت کے ساتھ چلے تو ان میں سب سے زیادہ پرہیز گار آنکھ نیچے رکھنے والا ہاتھ کا سخی ہوتا

Marfat.com

ہے۔وہ کسی سائل کو خالی نہیں موڑتا وہ عطیہ دینے میں بخل نہیں مسلسل غموں میں گھرا رہتا ہے اور پے در پے احسان کرنے والا ہوتا ہے وہ ہمیشہ تول کر بولتا ہے اور اپنی زبان کی حفاظت کرتا اور اچھے اعمال اپناتا ہے۔اور سچے کاموں پر ہی امید لگاتا ہے اور اپنے اوقات ضائع ہو جانے پر افسوس کرتا ہے گویا کہ وہ اپنے رب کو دیکھ رہا ہے جس نے اسے پیدا کیا ہر وقت اس کا خیال کرتا ہے اور دشمن کی حق بات کو رد نہیں کرتا اور دوست کی جھوٹی بات کو باطل قرار دیتا ہے۔زیادہ معاونت کرنے والا ہوتا ہے کم مشقت برداشت کرنے والا ہوتا ہے اپنے بھائی کے ساتھ اس کی پرانی صحبت کی وجہ سے تنگی کے وقت نرمی اختیار کرتا ہے یہ خالص مومنین اور رب العالمین کو ایک ماننے والوں کی صفات ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے نیک اور موحد بندوں میں سے ایک آدمی نے ابراہیم بن ادھم کی صحبت اختیار کی تو اس سے کہا کہ مجھے اللہ کا اسم اعظم سکھایئے کہ جس کے ذریعے جب دعا کی جائے تو وہ قبول کرتا ہے اور جب اس کے ذریعے سوال کیا جائے تو وہ عطا کرتا ہے تو انہوں نے فرمایا تم یہ کلمات صبح وشام پڑھا کرو اس لئے کہ یہ وہ دعا ہے کہ اس کے ساتھ اگر کوئی خوفزدہ آدمی دعا کرے تو اس کو امن نصیب ہوگا اور جو سائل بھی سوال کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کا سوال پورا فرمائیں گے اور وہ کلمات یہ ہیں:

يَا مَنْ لَّهٗ وَجْهٌ لَّا يَبْلٰى وَ نُوْرٌ لَّا يُطْفٰى وَاِسْمٌ لَّا يُنْسٰى وَبَابٌ لَّا يُغْلَقُ وَ سِتْرٌ لَّا تُهْتَكُ وَ مُلْكٌ لَّا يَفْنٰى اَسْاَلُكَ وَاَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِجَاهِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تَقْضِيَ حَاجَتِيْ وَ تُعْطِيَنِيْ مَسْاَلَتِيْ.

اور بعض علماء نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم جس کے ذریعے جب دعا کی جائے تو قبول فرماتا ہے۔اور جب سوال کیا جائے تو وہ عطا فرماتا ہے وہ یہ ہے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ بِاَنِّيْ اَشْهَدُ اَنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ الْاَحَدُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ بِاَنَّ لَكَ الْحَمْدُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْحَنَّانُ الْمَنَّانُ بَدِيْعُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ يَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ.

اور امام نووی رحمہ اللہ سے اللہ تعالیٰ کے اسم اعظم کے متعلق پوچھا گیا کہ وہ کیا ہے اور کون سا ہے اور کون سی سورت میں ہے تو انہوں نے جواب دیا اس بارے میں کافی حدیثیں ہیں سنن ابن ماجہ وغیرہ میں ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبیؐ نے فرمایا کہ اسم اعظم تین سورتوں میں ہے۔ البقرۃ' آل عمران اور طٰہٰ میں۔

اور بعض متقدمین ائمہ نے کہا ہے کہ اسم اعظم الحی القیوم ہے کہ وہ سورہ بقرہ میں آیت الکرسی کے اندر اور سورۂ آل عمران کے شروع اور سورۂ طٰہٰ میں اللہ تعالیٰ اس فرمان میں ہے۔

﴿وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ.﴾

اور یہ استنباط بہت اچھا ہے۔واللہ اعلم

اور صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہؓ سے یہ ثابت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ آدمی کی دعا اس وقت تک اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے جب تک وہ گناہ یا قطع رحمی دعا نہ کرے اور دعا میں عجلت بھی نہ کرے۔پوچھا گیا کہ اے اللہ کے رسولؐ! عجلت سے کیا مراد ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ آدمی یوں کہے کہ میں نے دعا کی مگر میری دعا قبول ہی نہیں ہوئی تب وہ دعا کرنے سے تھک کر اسے چھوڑ دے۔

Marfat.com

جن لوگوں کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے: جن لوگوں کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے وہ یہ ہیں لا چار آدمی اور مظلوم چاہے کافر اور فاجر ہی کیوں نہ ہو۔ اور اولاد کے خلاف والدین کی بددعا اور امام عادل کی دعا اور نیک آدمی کی دعا اور والدین کے فرمانبردار بیٹے کی دعا اور گھر واپس آنے تک مسافر کی دعا۔ اور روزہ کھولنے سے پہلے روزہ دار کی دعا اور ایک مسلمان کی دوسرے مسلمان کے حق میں دعا۔ جب تک ظلم اور قطع رحمی کی دعا نہ کرے یا وہ یہ کہے کہ میں نے دعا کی لیکن اللہ نے قبول نہیں کی۔

فوائد مجربہ: یہ وظیفہ عظیم البرکتہ اور بہت بہتر ضروریات کی تکمیل اور ہم وغم کو رفع کرنے کے لئے اور پوشیدہ خزانوں کے بھیدوں میں سے ہے جیسا ہمارے شیخ یافعی نے فرمایا کہ تم نماز عشاء کے بعد طہارت کاملہ کی حالت میں ایک ہی نشست میں اللہ تعالیٰ کا نام "لطیف" ۱۶۶۴۱ مرتبہ ورد کرو اور احتیاط در احتیاط کرنا کہ اس تعداد میں زیادتی یا کمی واقع نہ ہو اس لئے کہ یہ کمی بیشی اس وظیفے کے اثر کو زائل کر دیتی ہے۔ اور صحیح یاد رکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ تم ایک ۱۲۹ دانوں والی تسبیح بنالو اور اس پر ۱۲۹ دفعہ یہ اللہ کا نام پڑھو تو اس کا مقصد حاصل ہو جائے گا یہ طریقہ اس وظیفہ کو یاد رکھنے کے لئے بہترین ہے۔ اس نام کے حروف کی تعداد چار ہے ل۔ ط۔ ی۔ ف اور ان سب کے مکمل عدد ۱۲۹ ہیں اور ان کو ان کی مثل سے ضرب دو حاصل ضرب ۱۶۶۴۱ ہوگا اور آخر میں اپنی ضرورت کا نام لو تو وہ ضرورت ان شاء اللہ ضرور پوری ہوگی۔ اور ہر ۱۲۹ ویں دفعہ کے بعد یہ آیت پڑھو ﴿لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ.﴾

اور یہ بددعا ظالم کے خلاف ہے۔ اور ایک دعا خیر و برکت اور رزق حاصل کرنے کی ہے کہ تم ہر نماز کے بعد سو مرتبہ یہ اللہ کا نام پڑھو پھر تم یہ کہو:

﴿اَللّٰهُ لَطِيْفٌ ۢ بِعِبَادِهٖ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ؀﴾ (الشوریٰ: ۱۹)

اور ایک دعا ظلم یا ظالم مکر وفریب کے دفاع کے لئے ہے کہ تم یہ آیت پڑھو:

﴿لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ.﴾

اور اس اسم مبارک کو مکمل طور پر پڑھنے کے بعد یہ دعا پڑھو:

اَللّٰهُمَّ وَسِّعْ عَلَيَّ رِزْقِيْ اَللّٰهُمَّ عَطِّفْ عَلَيَّ خَلْقَكَ كَمَا صُنْتَ وَجْهِيَ عَنِ السُّجُوْدِ لِغَيْرِكَ فَصُنْهُ عَنْ ذِلِّ السُّؤَالِ لِغَيْرِكَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ.

ہمارے ابوالحسن شاذلی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان صفات حمیدہ کو مضبوط پکڑ لو تو تم دونوں جہانوں کی سعادت حاصل کر لوگے۔ کافروں میں سے کسی کو دوست نہ بناؤ اور مومنوں میں سے کسی کو دشمن نہ بناؤ اور تقویٰ کو زاد راہ بنا کر دنیا میں سفر کرو اور اپنے آپ کو مردوں میں شمار کرو اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی دو تو تمہارے نیک عمل چاہے کم ہوں تمہارے لئے کافی ہوں گے اور تم یہ کہو اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ.

تو جو شخص ان صفات حمیدہ کو مضبوطی سے پکڑے گا تو اللہ نے اس کے لئے دنیا میں چار چیزوں کی ضمانت دی ہے۔

(۱) بات میں سچائی کی۔ (۲) عمل میں اخلاص کی۔ (۳) بارش کی طرح بے بہا رزق کی (۴) شر سے بچاؤ کی اور چار چیزوں

Marfat.com

کی آخرت میں ضمانت دی ہے:

(۱) مغفرت عظمیٰ کی۔ (۲) اپنے قرب کی۔

(۳) جنت الماویٰ میں دخول کی۔ (۴) اور بلند درجے عنایت فرمانے کی۔

اور اگر تم اپنے قول میں سچا بننا چاہتے ہو تو اِنَّـا اَنْـزَلْـنَـاهُ فِیْ لَیْـلَةِ الْقَدْرِ کی قراءت پر ہمیشگی اختیار کرو۔ اور اگر تم بارش کی طرح رزق چاہتے ہو تو قُلْ اَعُوْذُ بِـرَبِّ الْفَلَقِ کی قراءت پر ہمیشگی اختیار کرو اور اگر تم لوگوں کے شر سے محفوظ رہنا چاہتے ہو تو قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ کی قراءت پر ہمیشگی اختیار کرو اور اگر تم خیر اور رزق و برکت حاصل کرنا چاہتے ہو تو بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلْمَلِكِ الْحَقِّ الْمُبِيْنِ هُوَ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَ نِعْمَ النَّصِيْرُ اور سورہ واقعہ اور سورہ یٰسین کی تلاوت پر ہمیشگی اختیار کرو تو تیرے پاس رزق بارش کی طرح آئے گا اور اگر تم یہ چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ہر غم کو دور کر دے اور ہر مصیبت سے نکلنے کا راستہ بنا دے اور تمہیں وہاں سے رزق دے جہاں سے تم گمان بھی نہیں کر سکتے تو تم استغفار کو اپنے اوپر لازم کر لو اور اگر تم چاہتے ہو کہ تم اس چیز سے محفوظ ہو جاؤ جو چیز تمہیں ڈراتی اور خوف زدہ کرتی ہے تو تم یہ دعا پڑھو۔ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعَذَابِهٖ وَمِنْ شَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَاَنْ يَّحْضُرُوْنَ ط

اور اگر تم چاہتے ہو کہ تمہیں پتہ چل جائے کہ آسمان کے دروازے کب کھولے جاتے ہیں اور دعا کب قبول ہوتی ہے تو تم موذن کے اذان کے وقت موجود رہو اور اس کی اذان کا جواب دو کیونکہ حدیث میں ہے جس پر کوئی مصیبت اور سختی ہو تو اسے چاہیے کہ موذن کی اذان کا جواب دے اور اگر تم یہ چاہو کہ تم اس چیز سے محفوظ رہو کہ جو تمہیں کرب و مصیبت میں مبتلا کرنے والی ہے تو یہ دعا پڑھو۔

تَوَكَّلْتُ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا۔

کیونکہ حدیث میں ہے کہ نبیؐ نے فرمایا کہ مجھے جب بھی کسی کام نے تکلیف پہنچائی تو جبریل میرے پاس انسانی شکل میں تشریف لائے اور فرمایا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ یہ دعا پڑھیں یعنی مذکورہ بالا دعا۔

اور اگر تم چاہتے ہو کہ تم فکر و غم اور خوف سے نجات پا جاؤ تو یہ دعا پڑھو

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ اَمَتِكَ وَفِيْ قَبْضَتِكَ نَاصِيَتِيْ بِيَدِكَ مَاضٍ فِيَّ حُكْمُكَ عَدْلٌ فِيَّ قَضَاؤُكَ اَسْئَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ هُوَ لَكَ سَمَّيْتَ بِهٖ نَفْسَكَ اَوْ اَنْزَلْتَهٗ فِيْ كِتَابِكَ اَوِ اسْتَاْثَرْتَ بِهٖ فِيْ مَكْنُوْنِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ رَبِيْعَ قَلْبِيْ وَجَلَاءَ هَمِّيْ وَغَمِّيْ ط

تو تم سے تمہارا فکر و غم دور ہو جائے گا۔

اور اگر تم چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ تم کو ۹۹ بیماریوں سے محفوظ رکھے جن میں سب سے چھوٹی بیماری "لمم" یعنی صغیرہ گناہ ہیں تو تم وہ وظیفہ اختیار کرو جو حدیث میں آیا ہے یعنی

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ.

Marfat.com

اس لئے کہ یہ مذکورہ بیماریوں کی دوا ہے اور اگر تم چاہتے ہو کہ تم کو تمہاری مصیبت پر ثواب ملے تو تم یہ دعا پڑھو۔

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ط اَللّٰهُمَّ عِنْدَكَ اَحْتَسِبُ مُصِيْبَتِيْ فَأْجُرْنِيْ فِيْهَا وَاَبْدِلْنِيْ خَيْرًا مِّنْهَا۔

نیز یہ دعا بھی پڑھنی چاہیے۔

حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ تَوَكَّلْنَا عَلَى اللّٰهِ وَ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا۔

''اور اگر تم چاہتے ہو کہ تمہاری پریشانی دور ہو جائے اور تمہارا فرض ادا ہو جائے تو تم یہ دعا صبح و شام پڑھو۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعِجْزِ وَالْكَسْلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ ط

''اور اگر تم یہ چاہتے ہو کہ تمہیں خشوع کی توفیق مل جائے تو تم فضول تاک جھانک کو چھوڑ دو۔ اور اگر تم چاہتے ہو کہ تمہیں حکمت و دانائی میسر آ جائے تو تم فضول باتیں چھوڑ دو۔ اور اگر تم چاہتے ہو کہ تمہیں عبادت میں حلاوت میسر آ جائے تو زائد کھانا چھوڑ دو اور اپنے اوپر روزے کو اور رات کے قیام کو لازم کر لو۔''

اور اگر تم چاہتے ہو کہ تمہیں رعب و دبدبہ حاصل ہو جائے تو ہنسی مزاح چھوڑ دو کیونکہ یہ دونوں ہیبت کو ختم کر دیتے ہیں اور اگر تم چاہتے ہو کہ تمہیں اللہ کی محبت حاصل ہو جائے تو دنیا میں فضول رغبت کو چھوڑ دو اور اگر تم چاہتے ہو کہ تمہیں اپنے نفس کے عیوب کی اصلاح کرنے کی توفیق مل جائے تو تم لوگوں کے عیوب کے بارے میں تجسس کرنا چھوڑ دو اس لئے کہ تجسس منافقت کی ایک شاخ ہے جیسا حسن ظن ایمان کی شاخ ہے۔ اور اگر تم چاہتے ہو کہ تم کو خشیت الٰہی کی توفیق مل جائے تو تم اللہ تعالیٰ کی ذات کی کیفیت میں سوچنا چھوڑ دو تو تم شک اور نفاق سے محفوظ ہو جاؤ گے اور اگر تم چاہتے ہو کہ تم ہر برائی سے محفوظ رہو تو لوگوں کے متعلق بدگمانی چھوڑ دو اور اگر تم عزلت نشین بننا چاہتے ہو تو لوگوں سے امید لگانا چھوڑ دو اور اللہ پر توکل کرو اور اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارا دل نہ مرے تو تم ہر روز چالیس مرتبہ یا حی یا قیوم لا الہ الا انت کا ورد کرو۔ اور اگر تم یہ چاہتے ہو کہ تم کو قیامت کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہو تو تم ﴿اذا الشمس کورت﴾ اور ﴿اذا السماء انفطرت﴾ اور ﴿اذا السماء انشقت﴾ کی اکثر تلاوت کیا کرو۔ اور اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارا چہرہ پر انوار رہے تو قیام اللیل پر ہمیشگی اختیار کرو اور اگر تم قیامت میں پیاس سے محفوظ رہنا چاہتے ہو تو روزے کو اپنے اوپر لازم کر لو اگر تم عذاب قبر سے محفوظ رہنا چاہتے ہو تو پھر نجاست سے حتی الامکان بچنے کی کوشش کرو اور حرام چیزوں کو کھانا چھوڑ دو اور خواہشات نفس کو چھوڑ دو اور اگر تم چاہتے کہ تم غنی بن جاؤ تو قناعت کو اپنے اوپر لازم کر لو۔ اور اگر تم چاہتے ہو کہ تم بہترین انسان بن جاؤ تو لوگوں کو نفع پہنچاؤ اور اگر تم چاہو کہ تم تمام لوگوں سے زیادہ عبادت گزار بن جاؤ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کو مضبوط پکڑو جو مندرجہ ذیل ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ کون مجھ سے یہ کلمات سیکھے گا اور ان پر عمل کرے گا اور ان کو اس شخص کو سکھائے کہ جو ان پر عمل کرے تو ابو ہریرہؓ نے عرض کی اے اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوں تو آپؐ نے ہاتھ پکڑا اور پانچ باتیں گنوائیں آپ نے فرمایا:

(۱) حرام چیزوں سے بچو تو تم تمام لوگوں سے زیادہ عبادت گزار بن جاؤ گے۔

Marfat.com

(۲) جو اللہ تعالیٰ نے تمہاری قسمت میں لکھ دیا ہے تم اس پر راضی ہو جاؤ تو تم تمام لوگوں سے زیادہ غنی بن جاؤ گے۔

(۳) اپنے ہمسائے کے ساتھ اچھا سلوک کرو تو تم مومن بن جاؤ گے۔

(۴) اور لوگوں کے لئے وہ چیز پسند کرو جو تم اپنے لئے پسند کرتے ہو تو تم مسلمان بن جاؤ گے۔

(۵) اور زیادہ مت ہنسا کرو اس لئے کہ زیادہ ہنسنے سے دل مردہ ہو جاتا ہے۔

اور اگر تم خالص نیکو کار بننا چاہتے ہو تو اللہ تعالیٰ کی عبادت ایسے کرو کہ جیسے تم اسے دیکھ رہے ہو اور اگر ایسی کیفیت پیدا نہیں ہو سکتی تو یہ ضرور سمجھ لو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے اور اگر تم یہ چاہتے ہو کہ تمہارا ایمان مکمل ہو جائے تو اپنے اخلاق کو درست کرو۔ اور اگر تم چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ تم سے محبت فرمائے تو اپنے مسلمان بھائیوں کی ضرورتوں کو پورا کرو کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی بندے سے محبت کرنا چاہتا ہے تو لوگوں کی ضروریات کو اس کی طرف موڑ دیتا ہے اور اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارا شمار فرمانبردار لوگوں میں ہو تو تم اللہ تعالیٰ کے فرائض کو ادا کرو۔ اور اگر تم چاہتے ہو کہ تم اللہ تعالیٰ کو گناہوں سے پاک ہو کر ملو تو غسل جنابت کیا کرو اور غسل جمعہ کو اپنے اوپر لازم کر لو تو تم اللہ تعالیٰ کو قیامت کے دن اس حال میں ملو گے کہ تم پر کوئی گناہ نہیں ہو گا اور اگر تم چاہتے ہو کہ تم قیامت کے دن اس حال میں اکٹھے کئے جاؤ کہ تمہارے لئے راہنمائی کرنے والا نور ہو اور تم اندھیروں سے محفوظ رہو تو تم اللہ کی مخلوق میں سے کسی پر بھی ظلم نہ کرو اور اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارے گناہ کم ہو جائیں تو استغفار کو اپنے اوپر لازم کر لو۔ اور اگر تم تمام لوگوں سے زیادہ طاقت ور بننا چاہتے ہو تو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرو۔ اور اگر تم چاہتے ہو کہ اللہ تم پر بارش کی طرح رزق کی کشادگی فرمائے تو طہارت کاملہ پر ہمیشگی اختیار کرو اور اگر تم اللہ کے غضب سے بچنا چاہتے ہو تو اللہ کی مخلوق میں سے کسی پر غضب نہ ڈھایا کرو۔ اور اگر اپنی دعاؤں کو قبول کروانا چاہتے ہو تو حرام خوری اور سود سے بچو اور اگر تم چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں تمام مخلوقات کے روبرو ذلیل نہ کرے تو اپنی شرمگاہ اور زبان کی حفاظت کرو اور اگر تم چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے عیوب کو چھپائے رکھے تو لوگوں کے عیوب چھپاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ گناہوں کو چھپانے والا ہے اور اپنے بندوں میں سے دوسروں کے گناہوں کی پردہ پوشی کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے اگر تم چاہتے ہو کہ تمہاری خطائیں مٹا دی جائیں تو کثرت سے استغفار خشوع خضوع اور تنہائی میں نیکی کیا کرو۔ اور اگر تم بڑی بڑی نیکیوں کو حاصل کرنا چاہتے ہو تو تم اپنے اوپر حسن خلق تواضع اور آزمائش پر صبر کو اپنے اوپر لازم کر لو اور اگر تم بڑے بڑے گناہوں سے بچنا چاہتے ہو تو بد اخلاقی اور بخل سے بچو۔ اور اگر تم چاہتے ہو کہ تم پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل نہ ہو تو تم پوشیدہ صدقات اور صلہ رحمی کو اپناؤ اور اگر تم چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے قرض کو ادا کر دے تو وہ کلمات کہو جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اعرابی سے فرمائے تھے جس نے آپ سے پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تجھ پر پہاڑ کے برابر بھی قرض ہو تو یہ پڑھنے سے اللہ تعالیٰ تیرے اس قرض کو ادا فرما دے گا تو کہہ۔

اَللّٰهُمَّ اكْفِنِي بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَ اَغْنِنِي بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ.

اور حدیث میں آیا ہے کہ اگر تم میں سے کسی پر سونے کے پہاڑ کے برابر قرض ہو تو اللہ تعالیٰ وہ ان الفاظ کے ساتھ دعا کرے تو اللہ اس کے قرض کو ادا کر دے گا الفاظ یہ ہیں۔

اَللّٰهُمَّ فَارِجَ الْكُرَبِ اَللّٰهُمَّ كَاشِفَ الْهَمِّ اَللّٰهُمَّ مُجِيْبَ دَعْوَةِ الْمُضْطَرِّيْنَ رَحْمَانَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَ

Marfat.com

رَحِيْمَهُمَا اَسْأَلُكَ اَنْ تَرْحَمَنِيْ فَارْحَمْنِيْ رَحْمَةً تُغْنِيْنِيْ بِهَا عَمَّنْ سِوَاكَ.

اور اگر تم چاہتے ہو کہ تم ہلاکت کے وقت نجات پا جاؤ تو اس بات کو اپنے اوپر لازم کر لو جو حدیث میں آئی ہے کہ جب تم پر کوئی ہلاکت یا مصیبت آئے تو تم یہ پڑھو بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ تو اللہ تعالیٰ تم سے مصیبتوں کی تمام اقسام میں سے جو چاہے گا دور کر دے گا۔ اور اگر تم اس قوم سے محفوظ ہونا چاہتے ہو کہ جس کی شر سے تمہیں خوف ہے تو تم یہ دعا پڑھو جو حدیث میں مذکور ہے۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ وَ نَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ.

اور یہ دعا بھی اسی مقصد کے لئے ہے۔ اَللّٰهُمَّ اكْفِنَا هُمْ بِمَا شِئْتَ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اور اگر تم اس بادشاہ سے محفوظ رہنا چاہتے جس سے تم خوفزدہ ہو تو تم حدیث میں وارد شدہ یہ دعا پڑھو۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ عَزَّ جَارُكَ وَ جَلَّ ثَنَاؤُكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اور یہ پڑھنا بھی مستحب ہے۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ وَ نَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ۔

اور حدیث میں آیا ہے کہ جب تم کسی رعب دار بادشاہ کے پاس جاؤ اور تمہیں ڈر ہو کہ وہ تم پر زیادتی کرے گا تم یہ دعا پڑھو۔

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَعَزُّ مِنْ خَلْقِهٖ جَمِيْعًا اَللّٰهُ اَعَزُّ مِمَّا اَخَافُ وَاَحْذَرُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

اور اگر تم دین پر ثبات قلبی چاہتے ہو تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً مروی ہے کہ آپ کی دعاؤں میں سے ایک دعا یہ بھی تھی۔

اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ.

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں۔

يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قُلُوْبَنَا عَلٰى دِيْنِكَ.

فائدہ: تجربہ سے یہ ثابت ہے کہ جو شخص کسی ایسے بادشاہ کے پاس جائے جس کے شر سے وہ ڈرتا ہو تو اسے چاہیے یہ پڑھے۔

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ فَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْءٌ وَ اتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۝

اور اگر تم کثرت خیر اور رزق چاہتے ہو تو سورہ الم نشرح اور سورہ الکافرون کو ہمیشہ پڑھا کرو اور اگر تم لوگوں سے مستور رہنا چاہتے ہو تو یہ دعا ہمیشہ پڑھا کر۔

اَللّٰهُمَّ اسْتُرْنِيْ بِسِتْرِكَ الْجَمِيْلِ الَّذِيْ سَتَرْتَ بِهٖ نَفْسَكَ فَلَا عَيْنٌ تَرَاكَ.

اور اگر بھوک اور پیاس کو مٹانا چاہتے ہو تو تم سورہ ایلاف کی تلاوت کیا کرو اس کا کئی دفعہ تجربہ کیا گیا اور صحیح پایا گیا اور اگر تم اپنی تجارت یا اپنے حال میں خسارے سے ڈرتے ہو تو سورہ شعراء لکھ کر اپنی دکان پر لٹکا لو تو اس سے خرید وفروخت میں اضافہ ہوگا اور جس نے سورۃ القصص کو لکھ کر اس چیز پر لٹکایا کہ جس کے تلف ہونے کا اس کو خوف ہے تو وہ چیز محفوظ ہو جائے گی۔ اور یہ ایک باریک راز اور تجربہ شدہ بات ہے۔

Marfat.com

فائدہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سنا کہ جو آدمی آیۃ الکرسی کو ہر فرض نماز کے بعد پڑھتا ہے پہلے تو اس کی روح صرف اللہ ہی نکالے گا۔

ابونعیم فرماتے ہیں کہ میں نے امام کرخی سے سنا وہ کہہ رہے تھے کہ جب یہودی عیسیٰ علیہ السلام کے قتل پر جمع ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کو اس حال میں بھیجا کہ ان کے پر کے اندرونی طرف یہ لکھا ہوا تھا۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِاسْمِكَ الْاَحَدِ الْاَعَزِّ وَاَدْعُوْكَ اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ الْكَبِیْرِ الْمُتَعَالِ الَّذِیْ مَلَاَ الْاَرْكَانَ كُلَّهَا اَنْ تَكْشِفَ عَنِّیْ ضُرَّ مَا اَمْسَیْتُ وَ اَصْبَحْتُ فِیْهِ.

تو عیسیٰ علیہ السلام نے یہ الفاظ کہے تو اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کی طرف یہ وحی فرمائی کہ میرے بندے کو میری طرف اٹھالاؤ۔

سر درد کا نسخہ: سخت درد سر کے لئے وہ نسخہ انتہائی مجرب جو امام شافعیؒ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ بنی امیہ کے بعض گھروں سے چاندی کا صندوق ملا جس پر سونے کا تالا لگا ہوا تھا اس کی پشت پہ لکھا ہوا تھا ''اس میں ہر بیماری کی شفاء ہے'' اور اس کے اندر یہ کلمات لکھے ہوئے تھے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ اسْكُنْ اَیُّهَا الْوَجْعُ سَكَّنْتُكَ بِالَّذِیْ یُمْسِكُ السَّمَاءَ اَنْ تَقَعَ عَلَی الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ اسْكُنْ اَیُّهَا الْوَجْعُ سَكَّنْتُكَ بِالَّذِیْ یُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا وَلَئِنْ زَالَتَا اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِنْ بَعْدِهٖ اِنَّهٗ كَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا.

اور امام شافعی فرماتے ہیں تو مجھے اللہ کے حکم سے ڈاکٹر یا حکیم کے پاس جانے کی کبھی بھی ضرورت نہیں پڑی۔ ہوالشافی درد کے لئے ایک اور تجربہ شدہ یہ نسخہ ہے کہ ایک سفید کاغذ پر ''دم ح م ل ح د'' لکھ کر اسے درد والی جگہ چمٹا دیا جائے تو اس جگہ سے باذن اللہ درد ختم ہو جائے گا۔

اور بنی امیہ کے ذخیرہ شدہ مال میں ایک سونے کی ایک چوکور ڈھال ملی اس پر سبز زمرد کے بٹن لگے ہوئے اور وہ کستوری کافور اور خام عنبر سے بھری ہوئی تھی اور جو آدمی اس کو اپنے سر پر رکھتا تو اس کا درد اسی وقت ختم ہو جاتا تو لوگوں نے اس ڈھال کو کھولا تو انہوں نے اس کے بٹنوں کے پیچھے ایک لکھا ہوا کاغذ پایا جس پر یہ لکھا ہوا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ ذٰلِكَ تَخْفِیْفٌ مِنْ رَّبِّكُمْ وَ رَحْمَةٌ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یُرِیْدُ اللّٰهُ اَنْ یُّخَفِّفَ عَنْكُمْ وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِیْفًا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلَمْ تَرَ اِلٰی رَبِّكَ كَیْفَ مَدَّ الظِّلَّ وَلَوْ شَاءَ لَجَعَلَهٗ سَاكِنًا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ وَلَهٗ مَا سَكَنَ فِی الَّیْلِ وَ النَّهَارِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ.

اور درد سر کے نسخوں میں سے ایک نسخہ یہ بھی ہے کہ "اح ا ك ك ح ع ح ا م ح" کو لکھ کر کسی لکڑی کی تختی یا پاک جگہ پر

Marfat.com

لکھا جائے اور پہلے حرف پر ایک کیل ٹھونکی جائے اور اس آیت کو پڑھا جائے۔ اَلَمْ تَرَ اِلٰى رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ وَلَوْ شَآءَ لَجَعَلَهٗ سَاكِنًا وَلَهٗ مَا سَكَنَ فِي الَّيْلِ وَ النَّهَارِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ.

پھر کیل کو ہلکا سا ٹھونکا جائے اگر درد رک جائے تو کیل کی پشت کو آخری سرے تک زور سے ٹھونکا جائے اور اگر درد نہ رکے تو کیل کو اس سے ہٹا کر دوسرے حرف پر رکھا جائے اور اس پر اسی طرح ٹھونکا جائے یہاں تک کہ درد رک جائے اور ان میں سے کسی نہ کسی حرف پر درد ضرور رک جائے گا جیسا کہ اس عمل پر کئی دفعہ تجربہ بھی کیا گیا ہے۔ اور کیل ٹھونکنے کی جگہ سیاہ ہو۔ ان تمام حروف کو اس شعر میں جمع کر دیا گیا۔

انی حملت الیك كل كريمة　　حوراء عن حظ المتيّم ماحنت

''میں تیری طرف اٹھا کر ہر اچھی چیز لے آیا ہوں۔ جو سفید ہے عبادت کرنے والے کے حصے جس کی طرف شوق سے آواز کیا جاتا ہے۔''

فاوائل الكلمات منها مقصدی　　لصداع الراس يافتى قد جربت

''اے نوجوان ان کلمات کے کے پہلے حروف سے میرا مقصد سر کے درد کے دور کرنا ہے جو مجرب ہیں۔''

طبی فوائد اور خواص: پھر ابن بختیشوع نے کہا اور انسان کے جو خواص ذکر کئے گئے ہیں اور جن پر تجربہ گواہ ہے وہ یہ ہیں جن کو حکیم جالینوس نے بیان کیا ہے کہ جب انسان کے بالوں کو جلا کر عرق گلاب میں ملایا جائے اور اس کو عورت کے سر پر ولادت کے وقت رکھا جائے تو ولادت میں آسانی ہوتی ہے۔

انسان کی منی برص اور جسم کے سفید داغوں پر لگائی جائے تو وہ تمام داغ دھبے دور ہو جاتے ہیں اور اگر اس منی کو گھر میں ڈالا جائے تو اس پر پسو وغیرہ جمع ہو جاتے ہیں اور انسان کا تھوک سانپوں کے لئے زہر ہے۔ اس لئے کہ اگر تم سانپ کے منہ میں تین دفعہ تھوکو گے تو وہ فوراً مر جائے گا اور جب انسان کے عرق سے تیز ہواؤں والی رات چراغ چلایا جائے تو ہوائیں تھم جاتی ہیں۔ عورت کے لمبے بال دریا میں ڈالے جائیں اور پھر ان کو نہ نکالا جائے تو وہ بال پانی کے سانپ بن جاتے ہیں۔ اور جب عورتوں کے دودھ کو طبرزد کی چینی ملا کر آنکھوں میں لگایا جائے تو آنکھوں کی سفیدی میں فائدہ دیتا ہے۔ اور جس بچے کی آنکھیں نیلی ہوں تو اس کو چالیس دن تک کسی حبشی لڑکی کا دودھ پلایا جائے تو اس کی آنکھیں سیاہ ہو جائیں گی اور بچے کا پیشاب لے کر انگور کی لکڑی کی خاک سے ملا کر زخم پر لگانے سے فائدہ ہوگا اور جب عورت پر بچے کا پہلے سال گرنے والا دانت لٹکایا جائے تو وہ حاملہ نہیں ہوگی۔

جالینوس اور یحییٰ بن ماویشہ بیان کرتے ہیں کہ انسان کا پتہ خطرناک زہر ہے۔ اور جس نے انسان کا پتہ آنکھ میں لگایا تو وہ آنکھ کی سفیدی کے لئے مفید ہوگا۔ ابن ماویشہ بیان کرتے ہیں کہ بچے کی وہ ناف جو سب سے پہلے کاٹی جاتی ہے اگر عورت کے ہاتھ پر باندھی جائے تو اس کا ہر قسم کا درد رک جائے گا اور جب انسان کی ہڈی کو جلا کر پیس لیا جائے اور مصر کے ساتھ ملا کر ناک میں پھونکا جائے تو ناک کے زخم وغیرہ اللہ کے حکم سے ٹھیک ہو جائیں گے اور اگر انسان کے پیٹ سے نکلنے والے کیڑوں کو سکھا کر پیس کے اس آدمی کی آنکھ میں لگایا جائے جس میں سفیدی ہو تو وہ سفیدی ختم ہو جائے گی اور اگر انسان کے پاخانہ کو سکھا کر پیس

Marfat.com

کے چھان کے شہد اور سرکہ کے ساتھ ملا کر خارش پر ملا جائے تو اللہ کے حکم سے شفا ہو جائے گی اور اسی طرح جب اس کو گلے کی گلٹیوں میں استعمال کیا جائے تو شفا ہو جائے گی اور انسانی خون کو لے کر باریک میتھی کے آٹے اور سذاب کے پانی میں ملایا جائے اور ہر قسم کے جسمانی زخم پر ملا جائے تو اسی وقت شفا نصیب ہو گی خصوصاً جو پنڈلیوں میں ہو۔اور وہ تازہ زخم ہو جس سے خون اور پیپ بہہ رہی ہو اور جب کسی کنواری یا شادی شدہ لڑکی کے حیض کے خون کو لے کر پرانی شراب سے ملایا جائے تو جس شخص کی آنکھ میں سفیدی ہو اس میں اس کا سرمہ بنا کر لگانے سے شفا نصیب ہو گی۔

اور حیض کا لتہ جب کشتی کے آخر میں لٹکا دیا جائے تو اس میں ہوا اور بگولا داخل نہیں ہوں گے اور جب کسی عورت کو ناف کا درد لاحق ہو تو حیض کے لتے کو لے کر اتنا جلائے کہ وہ راکھ بن جائے پھر تھوڑی راکھ لے کر دھنئے کے ساتھ ملائے اور ٹھنڈا کئے ہوئے پانی میں گھوٹے تو اس کو ناف کے آس پاس ملے تو اللہ کے حکم سے شفا ہو جائے گی اور اسی طرح اگر نفاس کے وقت اس کو ناف کی تکلیف ہو تو اس سے اللہ کے حکم سے شفا ہو جائے گی۔

اور چھوٹے بچے کی پیدائش کے وقت کے پاخانے کو خشک کر لیا جائے اور پیس کر آنکھوں کی سفیدی والے مریض کی آنکھوں میں لگایا جائے تو اللہ کے حکم سے یہ بیماری دور ہو جائے گی اور جب بچے کے بوقت ختنہ عضو تناسل کی کھال کو لے کر خشک کیا جائے اور پیس کر اس کے ساتھ کستوری اور عرق گلاب ملایا جائے اور برص وجذام والے کو پلایا جائے تو اللہ کے حکم سے یہ بیماریاں رک جائیں گی۔اور جب اسی کو جلا کر خشک کر کے شدید برص والے آدمی کو پلایا جائے تو اللہ کے حکم سے وہ تندرست ہو جائے گا اور انسانی پاخانہ ایک چنے کے برابر لے کر ٹھنڈا پانی ملا کر قولنج والے آدمی کو پلایا جائے تو وہ شفایاب ہو جائے گا اور اگر اس کو پیس کر سرکے میں ملا کر استعمال کیا جائے تو یہ زیادہ فائدہ مند ہو گا اور انسان کا تازہ پاخانہ لے کر جب کہ وہ ابھی گرم گرم ہو پرانی شراب میں ملا کر بیمار جانور کو پلایا جائے تو وہ اللہ کے حکم تندرست ہو جائے گا اور جب انسان کے ہاتھ اور پاؤں پانی سے دھو کر اس کی میل اس شخص کو پلائی جائے جس سے وہ محبت کرتا ہے تو وہ بھی اس سے شدید محبت کرنے لگے گا اور اس سے جدا ہونے کی ہمت نہ پائے گا اور بڑا عجیب اور مجرب راز ہے۔اور اسی طرح جب تم یہ چاہو کہ کوئی انسان تم سے شدید محبت کرے تو تم اپنی قمیص کی جیب دھو کر اس کا پانی اس کو لاعلمی میں پلا دو تو وہ تم سے شدید محبت کرنے لگے گا اور اگر تم چاہو کہ کبوتروں کو کسی محل میں اکٹھا کرو تو تم کسی ایسے انسان کا سر لاؤ جس کو مرے ہوئے کئی سال گزر گئے ہوں اور اس کو اس محل میں دفن کر دو تو کبوتر اس میں ڈیرہ ڈال لیں گے اور اس کی طرف آ کر جمع ہونے لگیں گے یہاں تک کہ وہ جگہ تنگ ہو جائے گی۔

اور جب کسی آدمی کو لقوہ یا فالج ہو گیا ہو تو وہ کسی سیاہ لڑکی یا حبشی لڑکی کے دودھ کو سفید چنبیلی کے تیل میں ملا کر ناک میں لے تو اللہ کے حکم شفا ہو جائے گی اور اس کا وزن بڑے آدمی کے لئے ایک قیراط ہونا چاہیے اور بچے کے لئے ایک دانے کے برابر اور بعض اوقات اس میں سفید انزروت بھی ملا لیں تو آنکھ کی سرخی اور زخم میں مفید ہے۔اور جب بوٹی سیسالوس وانجران رومی کو باریک کوٹ پیس کر نابالغ بچے کے پیشاب میں ملا کر ایسے جانور کو پلایا جائے جس نے مٹی ملی گھاس کھالی ہو تو اللہ کے حکم سے شفا ہو جائے گی اور اگر تم یہ چاہو کہ عورت کے پاس کوئی دوسرا نہ جا سکے تو تم اس کے کنگھی سے نکلے ہوئے بالوں کو جلا کر راکھ بنا کے اپنی شرمگاہ کے سرے پر لگا کر اس سے جماع کر و تو اس کے بعد اس جیسا جماع اس سے کوئی نہیں کر سکے گا اور وہ تمہارے بغیر کسی کو قبول

Marfat.com

بھی نہیں کرے گی اور یہ عمل بڑا مجرب اور عجیب راز ہے۔ اور انسان کی تھوڑی منی لے کر تھوڑے پارے میں ملا کر لقوے والے کی ناک میں مسلسل تین دن تک چڑھایا جائے تو انشاء اللہ شفا ہو جائے گی اور انسان کا پاخانہ جلا کر باریک پیس کر اندرائی نمک کے ساتھ ملایا جائے اور تھوڑی حزنبل ❶ ملالیں اور اس کو اس جانور کی آنکھ میں پھونکا جائے جس کی آنکھ میں سفیدی ہے تو اس کو شفا ہو جائے گی اور جب نابالغ بچے کے پیشاب کو ایک برتن میں لے کر آگ پر گرم کیا جائے اور اس میں روئی کا پھایہ ڈبو کر ورم والی یا سرخ آنکھ کے اوپر طلا کیا جائے تو انشاء اللہ شفا ہو گی۔ اور انسانی منی کو جب کہ وہ گرم گرم ہو برص کی جگہ پر طلا کیا جائے تو اللہ کی قدرت سے اس کا رنگ تبدیل ہو جائے گا۔ اور اگر کچھ پیشاب ہانڈی میں ڈال کر پکایا جائے یہاں تک کہ وہ گاڑھا ہو کر خشک ہو جائے تو اس کے ساتھ کھانے کا نمک ملایا جائے اور باریک پیسا جائے اور زعفران کے پانی میں گوندھا جائے اور اس کو راکھ میں دبا کر اس پر آگ جلائی جائے یہاں تک کہ وہ اس میں چاندی کی طرح گھومنے لگے پھر اس کی ڈلی بنا کر اس کو پتھر پر پانی اور مشک ڈال کر رگڑا جائے اور اس کو اس آنکھ میں لگایا جائے جس پر سفیدی غالب ہو تو اللہ کے حکم سے شفا ہو جائے گی اور یہ بڑا لطیف اور مجرب راز ہے اور متقدمین حکماء اس نسخہ کا نام جوہر نفیس رکھتے ہیں۔

اور کسی کالی لڑکی کا دودھ لے کر تھوڑے سے زعفران میں ملایا جائے اور بہی دانہ کے پانی میں ملا کر اس کو درد والی اور زخمی اور داغ والی آنکھ میں ٹپکایا جائے تو اللہ کے حکم سے شفا ہو گی اور اگر تم چاہتے ہو کہ لڑکی کے پستانوں کے سرے قائم رہیں اور ان کے سختی ختم نہ ہو تو کسی لڑکی کے پہلے حیض کا خون لے کر پستانوں کے سروں پر مل دو تو ان کی سختی ختم نہ ہو گی اور وہ ہمیشہ سخت رہیں گے اور یہ بڑا مجرب اور عجیب نسخہ ہے اور جب حیض کا گرم گرم تازہ خون لیا جائے اور اس کو اس آنکھ پر ملا جائے جس میں سرخی، داغ یا ورم آ گیا ہو تو شفا ہو گی۔

اور اگر تم عورت کو موٹی کرنا چاہتے ہو تو مادہ مرغابی کی چربی لے کر کوٹ لو اور اس کے ساتھ کمون کرمانی کے پتے اور باریک میتھی ملا لو اور اس کی ریٹھے کے برابر گولیاں بنا لو اور یہ گولیاں سیاہ مرغی کو سات دن تک مسلسل کھلاؤ پھر اسے ذبح کر کے کھال اتار لو تو جو شخص بھی اس مرغی کو کھائے گا یا اس کا شوربا پیئے گا تو وہ موٹا ہو جائے گا اور اس پر چربی غالب آ جائے گی۔ اور اگر تم اس سے بھی زیادہ موٹا ہونا چاہتے تو آدمی کے پتے کو تھوڑی گندم میں ملا کر اس کو پانی میں بھگو دو تو یہ سات دن تک سیاہ مرغی کو کھلاؤ پھر اس کی کھال اتار کر اس کو کھاؤ اور شوربا پیو۔ جو اس مرغی کا گوشت کھائے گا تو عجیب و غریب موٹا پا دیکھے گا یہاں تک کہ وہ کھڑا بھی نہ ہو سکے گا۔ یہ نسخہ مرد و عورت دونوں کے لئے یکساں ہے اور یہ نسخہ نہایت لطیف اور مجرب ہے۔ اور اگر تم چاہتے ہو کہ عورت کا دودھ ختم ہو جائے تو تھوڑی میتھی پیس کر پانی میں گوندھ کے عورت کے پستان پر مل دو تو اللہ کے حکم سے دودھ بالکل خشک ہو جائے گا اور اگر تم دودھ کو بڑھانا چاہتے ہو تو اندرائن کو کوٹ کر زیتون کے تیل میں گوندھ لو اور نیلے کپڑے کو ایک لکڑی پر لپیٹ کر اس تیل میں ڈبو کر پستانوں کے سروں پر طلا کرو اور اللہ کی قدرت سے دودھ زیادہ ہو جائے گا اور یہ دونوں نسخے مجرب اور صحیح ہیں اور جب کسی خوبصورت بچے کی تصویر عورت کے سامنے جماع کے وقت لٹکائی جائے جبکہ وہ اس کو دیکھ رہی ہو تو جو لڑکا پیدا ہو گا اس کے اکثر

❶ حزنبل ایک جڑ ہے جو ملک شام اور بیت المقدس سے لائی جاتی ہے اور منتھی الارب میں ایک معنی یہ بھی لکھا ہے کہ بلند زہار از فرجہائے زنان کہ عورت کی فرج سے باہر بڑھی ہوئی شرمگاہ کا ٹکڑا ہے۔

Marfat.com

اعضاء کی شکل وصورت اس تصویر جیسی ہوگی۔
اور حکیم جالینوس نے کہا ہے کہ کسی میت کی ڈاڑھ اس آدمی پر لٹکائی جائے جس کو ڈاڑھ درد ہو تو اس کا درد رک جائے گا اور جب انسان کی ڈاڑھ اور ہدہد کے دائیں بازو کی ہڈی لے کر سونے والے شخص کے سر کے نیچے رکھ دی جائیں تو وہ ہمیشہ اسی طرح سویا رہے گا یہاں تک وہ اس کے سر کے نیچے سے اٹھالی جائیں اور انسان کا تھوک کیڑوں مکوڑوں کے ڈسنے اور کانٹے کے چبھنے میں فائدہ دیتا ہے جب اس کو انسان بغیر کچھ کھائے پیئے طلا کرے اور عورتوں کا دودھ جب شہد کے ساتھ ملا کر پیا جائے تو اس سے مثانے کی پتھری ٹوٹ جاتی ہے۔ اور انسان کا پیشاب جب کتے کے کاٹے پر ڈالا جائے تو اس سے بڑا فائدہ ہوتا ہے اور ایک قوم نے یہ کہا ہے کہ جب کتے کا کاٹا ہوا انسان کسی شریف آدمی کے خون کو پی لے تو اس وقت ٹھیک ہو جائے گا۔
اور شاعر کا ایک شعر عرب اس کے متعلق ذکر کرتے ہیں۔

احلامکم لسقام الجهل شافية

کما دماء کم تبرئ من الکلب

''جیسے کتے کے کاٹے سے تمہارے خون تندرست کر دیتے ہیں اسی طرح تمہاری عقول جہالت کی بیماری سے شفا دے دیتی ہیں۔''

کسی انسان کے کٹے ہوئے ناخن جب جلا کر کسی آدمی کو پلا دیئے جائیں تو وہ اس انسان سے شدید محبت کرنے لگے گا اور انسان کا پیشاب تمام زہریلی چیزوں کے ڈسنے کی زہر کو دور کرنے میں مفید ہے۔
یہ پیشاب درد نقرس پر جوش دے کر لگانے سے درد رک جاتا ہے اور تکلیف دور ہو جاتی ہے۔ پاؤں کی انگلیوں کے تمام زخموں کے لئے اور ان زخموں کے لئے جن میں کیڑے ہوں یہی پیشاب نہایت مفید ہے خصوصاً پرانا پیشاب زیادہ نفع دیتا ہے نیز انسان کے کاٹنے اور چیچڑ وغیرہ زہریلے جانوروں کے کاٹنے کی زہر دور کرنے کے لئے بھی مفید ہے اور جب کوئی آدمی زخم پر اس وقت پیشاب کرے جب وہ زخمی ہو تو وہ خون کو فوراً بند کر دے گا اور یہ نسخہ درست اور نہایت مجرب ہے اور چکی کے گرد وغبار کو انسان کے پسینے میں گوندھ کر ورم زدہ پستان پر لگایا جائے تو اس سے پستان یا رگ کے اندر جمے ہوئے دودھ میں مفید ہے۔ اور پیدائش کے بعد اس کو پستان پر باندھ دے۔ انسان کی خشک منی کو شہد میں ملا کر اس آدمی پر ملا جائے جس کو سانس کی یا خارش کی بیماری ہے تو فائدہ ہوگا۔ اگر اس کو گلے کے باہر کی جانب ملا جائے تو خناق اور گلا گھوٹنے کی بیماری دور ہو جائے گی۔ جب بچے کے اس پاخانہ کو خشک کیا جائے جو وہ پیدائش کے وقت کرتا ہے اور پیس کر آنکھوں کی سفیدی پر لگایا جائے تو نہایت مفید ہے اور جس کو اندھراتا ہو اس کے لئے یہ بہت زیادہ مفید ہے۔ اور جب انسان کے پاخانے کو ایک چنے کے برابر لے کر شراب کے سر کے میں ملایا جائے اور قولنج والے اور اور پیشاب کی تنگی والے کو پلایا جائے تو یہ ان دونوں امراض کے لئے مفید ہے اور جب یہ گرم گرم ہو تو اس گھوڑے کو نفع بخش ہے جسے بدہضمی ہوگئی ہو اور انسان کو کسی زہریلے جانور کے کاٹے پر فوری طور فائدہ مند ہے۔ اور روزہ دار کے لعاب کو جب کان کے اندر ٹپکایا جائے تو اس سے کان کے کیڑے باہر آجاتے ہیں۔ اور اسی طرح اس کے تھوک کو چاولوں میں ملا کر بواسیر پر رکھا جائے تو اس سے شفا ہوگی۔ اور بچے کی ناف کاٹنے کے بعد تھوڑی سی لے کر انگوٹھی کے نگ کے نیچے رکھ لی

Marfat.com

جائے تو قولنج والے کو بہت مفید ہے۔

امام ابن زہر فرماتے ہیں کہ اس لڑکے کا دانت جو عورت کے ہاں سب سے پہلے پیدا ہو چاندی یا سونے کی انگوٹھی کے نگ کے نیچے رکھا جائے بشرطیکہ اس کا نگ بھی اسی جنس سے ہو تو پہننے والے مرد کو کبھی بھی قولنج کا درد نہیں ہوگا اور اگر کوئی عورت انسان کے بالوں کی دھونی لے تو اس کو رحم کے تمام دردوں میں مفید رہے گی اور جب عورت اپنے بدن پر پہلی پیدائش کے نفاس کے خون کو ملے تو وہ ساری زندگی حاملہ نہیں ہوگی۔ اور بچے کے دودھ کے دانت کو زمین پر گرنے سے پہلے لے کر انگوٹھی کے نگ کے نیچے رکھا جائے اور پھر اس کو کسی عورت پر لٹکایا جائے تو وہ حاملہ نہیں ہوگی۔ عورتوں کا پسینہ خارش پر ملا جائے تو خارش ختم ہو جاتی ہے۔ یا اس بچے کے پیشاب کو جو بیس سال کا نہ ہوا ہو برص والے کو پلایا جائے تو وہ ٹھیک ہو جائے گا۔ خون کے بہاؤ کی جگہ پر انگور کی لکڑی کی راکھ کے ساتھ انسان کا پیشاب ملا کر لگایا جائے تو وہ رک جاتا ہے' خشک لکڑی اور کلونجی کی راکھ زیتون کے پرانے تیل میں ملا کر لگانا ڈاڑھی کے بال اگانے میں مفید ہے۔

حیض کا خون جب باؤلے کتے کے کاٹے پر ملا جائے تو وہ ٹھیک ہو جاتا ہے اسی طرح جسم کے داغ اور برص میں بھی مفید ہے۔

قزوینی عجائب المخلوقات میں کہتے ہیں کہ جب انسان کی نکسیر پھوٹ پڑے تو اسے چاہیے کہ اس خون کے ساتھ اپنے نام کو ایک کپڑے کے ٹکڑے پر لکھ لے اور پھر اس کو اپنی دونوں آنکھوں کے سامنے رکھ کے اس طرح اس کی نکسیر رک جائے گی۔ اور انسان کے نطفے کو داغوں' برص اور چنبلی پر ملا جائے تو ان کو دور کر دیتا ہے۔ اور جب انسانی نطفہ کو گل غبیر ار کے ساتھ ملا کر خشک کر کے کسی عورت کو اس کا پانی پلائے تو وہ اس کی عاشق ہو جائے گی۔ اور بکارت کے ٹوٹنے کے وقت والے خون کو اگر پستانوں پر لگایا جائے تو وہ بڑے نہیں ہوتے۔

عورت کا بانجھ پن معلوم کرنے کا طریقہ: اطباء نے کہا ہے کہ اگر تم یہ معلوم کرنا چاہو کہ یہ عورت بانجھ ہے یا نہیں تو تھوڑا لہسن ایک روئی کے ٹکڑے میں لپیٹ کر سات گھڑیاں اپنی شرمگاہ میں اٹھا رکھے پھر اگر اس کے منہ سے لہسن کی بو آنے لگے تو سمجھ لو کہ اللہ کے حکم سے حاملہ ہوگی لہٰذا تم اس کا علاج کرو اور اگر اس کے منہ سے بو نہ آئے تو وہ بانجھ ہے۔

امام رازی فرماتے ہیں کہ بانجھ پن معلوم کرنے کے لئے یہ طریقہ نہایت مجرب ہے۔ واللہ اعلم

تعبیر الرؤیا: اگر کوئی انسان خواب میں نظر آئے جسے وہ پہچانتا ہو تو سمجھ لو کہ اس نے اسی کو دیکھا ہے چاہے مرد ہو یا عورت یا اس کا ہم نام اور اس کا مشابہ ہوگا۔ نامعلوم نوجوان کو خواب میں دیکھنے سے مراد دشمن ہے۔ اور بوڑھے آدمی کو دیکھنا سعادت مندی کی علامت ہے اور کبھی کبھی اس کی تعبیر دوست ہوتی ہے۔ جس نے کسی کمزور بوڑھے یا چھوٹی شکل والے کو خواب میں دیکھا تو اس سے مراد انسان کی کوشش اور سعادت میں کمی ہوتی ہے۔ اور ایسا ادھیڑ عمر والا آدمی جس کے بالوں کی سفیدی ابھی نمایاں نہ ہوئی ہو تو اس انسان کے بانصیب اور باسعادت ہونے کی دلیل ہے اور جب کسی بچے کو اٹھائے ہوئے دیکھے تو اس سے غم واندوہ مراد ہوگا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ﴾ اور بالغ کو خواب میں دیکھنا قوت اور بشارت کی علامت ہے جیسا کہ قرآن مجید میں آیا ہے: ﴿یٰبُشْرٰی هٰذَا غُلٰمٌ﴾ اور خوبصورت بچے کو خواب میں ایسے شہر کے اندر داخل ہوتے ہوئے دیکھنا جس کا محاصرہ کیا گیا ہو یا وہاں پر طاعون کی بیماری یا قحط پڑا ہو تو اس سے یہ مراد ہے کہ لوگوں کو پریشانی و مصیبت سے نجات ملے گی۔

Marfat.com

اسی طرح جب وہ آسمان سے نازل ہو یا زمین سے نکلے تو وہ ہر غم والے کے لئے بشارت ہے۔اس کی تعبیر آسمانی فرشتے کے ساتھ بھی دی جاتی ہے اس کی مثال یہ ہے کہ مریض دیکھے یا کسی دوسرے کو اس کے بارے دکھایا جائے کہ بے ریش لڑکے نے اس کو پکڑ لیا ہے یا اس کی گردن کاٹ دی تو اس سے مراد ملک الموت ہے۔اگر کسی نے سرخ زرد رنگ کا نوجوان دیکھا تو اس سے مراد لالچی اور کنجوس دشمن ہے۔

ترکی نوجوان سے مراد ایسا دشمن ہے کہ جس سے بچنا مشکل ہو۔اور کمزور نوجوان کو دیکھنا کمزور دشمن کی علامت ہے۔گندم گوں نوجوان کو خواب میں دیکھنا مالدار دشمن کی علامت ہے۔اسی طرح سفید نوجوان کو خواب میں دیکھنے سے مراد دشمن دین ہے۔عورت کو خواب میں دیکھنا دنیا کی علامت ہے۔مجہول عورت دیکھنا جانی پہچانی عورت سے زیادہ قوی ہے۔اس کی خوبصورتی بہترین چیز ہے اور اس کی بدصورتی بدترین چیز ہے۔زانیہ عورت کو دیکھنے سے مراد مال اور سدھار ہے بموجب فرمان نبوی کہ معراج والی رات میرے سامنے دنیا کو ایک عورت کی شکل میں لایا گیا جس کے بازو کھلے تھے تو آپ نے اس کو فرمایا کہ میں نے تجھ کو تین طلاقیں دیں۔تو آپ نے اس عورت سے مراد دنیا لی۔

اور کالی عورت کی تعبیر اندھیری رات سے ہے اور سفید عورت کو دیکھنا دن کی علامت ہے اور جس نے دیکھا کہ کالی عورت اس سے غائب ہوگئی ہے اور سفید عورت اس کے سامنے ظاہر ہوئی ہے تو اس سے مراد صبح کا آنا اور تاریکی کا مٹنا ہے۔اور وہ عورت جو بادشاہ کے لئے ہو یا ملکہ ہو تو اس کی تعبیر ظالم بادشاہ سے دی جائے گی جو ظلم پر خوش ہو یا وہ گھر والوں کے لئے دلہن مراد ہوگی اور اس کے سوا مال حرام ہوگا۔نوجوان عورت کو جب کوئی عورت خواب میں دیکھے اس سے مراد دشمن ہے جبکہ وہ اجنبی ہو۔اور اجنبی بوڑھی عورت کی تعبیر خوش نصیبی سے دی جاتی ہے عورت کی تعبیر سال سے دی جاتی ہے اگر وہ موٹی ہو تو اس سے مراد سرسبز وشاداب سال ہوگا۔اگر کمزور اور لاغر ہو تو اس سے مراد قحط سالی ہوگی۔عورت کو سال کے ساتھ تشبیہ اس لئے دی جاتی ہے کیونکہ زمین کی طرح ہے۔جس طرح اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿نِسَآءُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنّٰى شِئْتُمْ﴾ نیز اس لئے کہ زمین بھی پیداوار والی چیز ہے۔اور عورت بھی۔نقاب والی عورت کو دیکھنا دیکھنے والے کی تنگی اور مصیبت کی تعبیر ہے۔اور ننگے منہ والی عورت سے ایسی دنیا مراد ہے جس کو حاصل کرنے میں بالکل محنت اور تھکاوٹ محسوس نہیں ہوتی۔عورتیں دنیا کی زینت ہوتی ہیں اگر وہ متوجہ ہوں تو اس کا مطلب ہے کہ دنیا متوجہ ہو رہی ہے اور اگر وہ پیٹھ دکھائیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا اس شخص سے منہ موڑ رہی ہے۔

بدصورت انسان کو دیکھنا ناگوار اور مکروہ معاملہ پیش آنا ہے۔اور سیاہ آدمی سے برائی مراد لی جائے گی۔اور نامعلوم نامرد انسان سے فرشتوں میں سے کوئی فرشتہ مراد ہوگا کیونکہ فرشتے میں بھی شہوت انسانی نہیں ہوتی جس نے خواب اپنے آپ کو نامرد یا نامرد آدمی کی طرح دیکھا اس کو ذلت اور عاجزی لاحق ہوگی۔اور عیسائی کہتے ہیں کہ جس نے اپنے آپ کو خواب میں نامرد دیکھا تو وہ عبادت میں اعلیٰ مقام ومرتبہ پائے گا اور اسے پاک دامنی نصیب ہوگی۔اور جس نے اپنے ہاتھ میں انسان کے سر کو دیکھا تو اس کو ایک ہزار دینار' ایک ہزار درہم یا سو درہم ملیں گے۔خواب میں کٹے ہوئے سر سرداروں کے سر ہوتے ہیں۔جس نے ان کے گوشت یا بالوں سے کوئی چیز لی تو اس کو سرداروں کی قوم سے مال حاصل ہوگا جس نے اپنے سر کو خواب میں بڑا اور خوبصورت

Marfat.com

دیکھا تو وہ کسی ریاست کا والی اور حاکم بنے گا اور جس کا سر کاٹا گیا تو اگر وہ غلام ہے تو آزاد ہوگا اور اگر غم زدہ ہے تو اس کا غم دور ہو جائے گا۔ اگر بیمار ہے تو شفایاب ہوگا۔ اگر وہ کسی کا خدمت گزار ہے تو اسے کام سے چھٹی ہو جائے گی ۔اور جس نے دیکھا کہ اس کا سر پتھر سے کچلا جا رہا ہے تو اس سے مراد ہے کہ وہ عشاء کی نماز پڑھے بغیر سو گیا تھا۔ اور جس نے دیکھا کہ اس کا سر کتے' گھوڑے' اونٹ' گدھے' خچر وغیرہ چار پاؤں کی طرح ہو گیا ہے تو اسے تھکاوٹ اور مشقت والے کاموں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ کیونکہ یہ سارے حیوانات تکلیف اور تھکاوٹ کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ اور اگر اس نے اپنے سر کو پرندے کے سر کی طرح دیکھا تو اس کا سفر زیادہ ہو جائے گا۔ اور جس نے اپنے سر کو اپنے ہاتھ میں دیکھا اور یہ بھی دیکھا کہ اس کا ایک مزید سر بھی ہے تو یہ خواب ردی امور کی تدبیر اور اصلاح پر دلالت کرتا ہے۔ حیوانات میں سے کسی کے سر کو کھانا ایسا مال ہے جس کی اسے امید بھی نہ ہو تو اگر یہ کچا نہ ہو تو اس سے مراد طویل عمری ہے اور سر کی تعبیر' سردار' سید اور باپ سے دی جاتی ہے۔ نیز اس کی تفسیر اصل مال سے بھی دی جاتی ہے۔ اور جو اس میں کمی' زیادتی' یا درد ہو تو اس سے مراد رأس المال میں کمی' زیادتی' خرابی مراد ہے۔ اگر کسی نے یہ دیکھا کہ اس کا سر شیر کا سر بن گیا تو اسے بادشاہی حاصل ہوگی جبکہ وہ اس ریاست' ولایت اور وجاہت کا اہل ہو۔ اور جب کسی نے دیکھا کہ وہ کسی انسان کا گوشت کھا رہا ہے۔ تو وہ اس کی غیبت کرے گا اور جس نے یہ دیکھا کہ وہ اپنا گوشت کھا رہا ہے تو وہ بھی غیبت کرے گا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ کچا گوشت کھانا مال میں خسارے کی علامت ہے۔ خواب میں کچا پکا گوشت دیکھنے سے مراد مال ہے۔ اور جب کوئی عورت دیکھے کہ وہ کسی دوسری عورت کا گوشت کھا رہی ہے تو وہ اس سے مباشرت کرے گی لیکن اگر اپنا گوشت کھا رہی ہے تو اس کا مطلب ہے کہ وہ زانیہ ہے اور اگر کسی نے کمزور گائے کا گوشت خواب میں کھایا تو اس سے مراد بیماری ہے۔ ہر گوشت کو اس حیوان کی فطرت کی طرف منسوب کیا جائے گا جس کا وہ گوشت ہے۔ تو سانپ کے گوشت سے دشمن کا مال مراد ہوگا۔ اگر وہ کچا ہو تو اس سے مراد غیبت ہے اور درندے کے گوشت سے مراد بادشاہ کا مال ہے۔ اسی طرح تمام شکاری درندوں اور پرندوں کے گوشت سے مراد بادشاہ کا مال ہے اور خنزیر کا گوشت خواب میں دیکھنا مال حرام دیکھنا ہے۔ واللہ اعلم

انسان الماء (پانی کا انسان)

پانی کا انسان بھی خشکی کے انسان کی طرح ہی ہے صرف اس کا دم ہوتا ہے۔ قزوینی کہتے ہیں کہ ہمارے زمانے میں ایک آدمی پانی کا انسان لے کر آیا تو وہ اسی طرح تھا جس طرح ہم نے اوپر ذکر کیا ہے۔ کچھ لوگوں نے کہا کہ بعض دفعہ شام کے سمندر میں اسی طرح کا ایک آدمی دیکھا گیا ہے جس کی سفید داڑھی ہے اور اس کو شیخ البحر کہتے ہیں۔ جب لوگ اس کو دیکھتے ہیں تو تر و تازگی کی امید کرتے ہیں۔ بادشاہوں میں سے کسی کی حکایت ہے کہ اس کی طرف پانی کا ایک آدمی لوگ لے کر گئے۔ تو اس نے یہ جاننا چاہا کہ اس کے حالات کیسے ہیں تو اس کی شادی ایک عورت سے کرا دی۔ تو اس سے ایک بچہ پیدا ہوا جو اپنے ماں باپ دونوں کی بولی سمجھتا تھا۔ تو بادشاہ نے بچے سے پوچھا کہ تیرا باپ کیا کہتا ہے۔ تو اس نے کہا میرا باپ یہ کہتا ہے کہ تمام حیوانوں کے دم نیچے ہوتے ہیں کیا وجہ ہے کہ انسانوں کے دم ان کے منہ میں ہوتے ہیں۔ عنقریب اس جیسا بیان باب الباء الموحدہ میں بنات الماء کے بارے میں بیان آئے گا۔ ان شاء اللہ

Marfat.com

شرعی حکم: لیث بن سعدؓ سے اس کے کھانے کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ اس کو کسی حال میں بھی کھانا درست نہیں ہے۔ واللہ اعلم

الانقد (سیہی)

اس کا معنی قنفذ یعنی سیہی ہے۔

ضرب الامثال: جو آدمی تمام رات نہ سوتا ہو تو اس کے لئے کہا جاتا ہے۔ بات فلان بليل انقد کہ فلاں آدمی انقد کی طرح رات کو بالکل نہیں سویا۔ اور عنقریب اس کا بیان باب القاف قنفذ میں آئے گا۔ میدانی کہتے ہیں کہ انقد معرفہ ہے اس پر الف لام نہیں آ سکتا۔ جو آدمی بیدار رہے اس کی مثال اس سے دی جاتی ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ انقد نقد سے نکلا ہے جس کا معنی داڑھوں کی خرابی ہے اور اس لئے انقد اس آدمی کو بھی کہتے ہیں۔ جس کو داڑھوں کا درد ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ اس کو ہلاتا رہتا ہے اور سوتا نہیں۔

دانت درد کا نسخہ:

اور دانت درد کے لئے یہ نسخہ بڑا مجرب ہے کہ ان کلمات کو لکھ کر اپنے پاس رکھا جائے۔ ﴿وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِیَ خَلْقَهٗ قَالَ مَنْ یُّحْیِ الْعِظَامَ وَهِیَ رَمِیْمٌ قُلْ یُحْیِیْهَا الَّذِیْۤ اَنْشَاَهَاۤ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِیْمٌ﴾ محوصه سمه ولها وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ جهكر طكفوم طسم طس طسم حم حم حم حم حم حم اُسْكُنْ اَیُّهَا الْوَجْعُ بِالَّذِیْ سَكَنَ لَهٗ مَا فِی الَّیْلِ وَ النَّهَارِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ الیقس تقس قسا مسقس ان البهربهر هوا وراب.

نیز داڑھ درد کے لئے یہ حروف دیوار پر لکھے جائیں وہ یہ ہیں۔ ح- ب- ر- ص- لا- و- ع- م- لا- پھر درد والے سے یہ کہا جائے کہ اپنی داڑھ پر انگلی رکھے اور میخ کو پہلے حرف پر رکھ کر ہلکا سا کوٹے اور اس دوران یہ پڑھے ﴿وَلَوْ شَآءَ لَجَعَلَهٗ سَاكِنًا﴾ ﴿وَلَهٗ مَا سَكَنَ فِی الَّیْلِ وَ النَّهَارِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ﴾ اور لکھنے اور کوٹنے کے دوران اس کو پڑھتا رہے۔ اور جب کیل کا سر ہلکا سے ٹھونک جائے تو بیمار سے پوچھے کہ کیا تمہارا درد رک گیا ہے؟ اگر وہ ہاں کہے تو پھر کیل کو اس کے سرے تک ٹھونک دو۔ اور اگر وہ نہ کہے تو میخ کو دوسرے حرف پر لے جاؤ اور پہلے کی طرح عمل کرو اس طرح ایک ایک حرف پر کیل کو منتقل کرتے رہو تو جس حرف پر بھی درد رک جائے اس پر کیل کو مکمل آخر تک ٹھونک دو۔ اور یہ بات مجرب اور یقینی ہے کہ کسی نہ کسی حرف پر درد ضرور رک جائے گا۔ اور جب تک وہ کیل وہاں ٹھونکی رہے گی درد رکا رہے گا اور جب کیل کو اکھیڑا جائے گا تو درد دوبارہ لوٹ آئے گا۔ اور یہ یاد رکھیں کہ کیل رکھنے کی جگہ حروف میں سرخ نقطے ہیں اور یہ عجیب نسخہ ہے۔ بعض فضلاء نے ان حروف کو ان اشعار میں جمع کیا ہے۔

وللضرس فاكتب فی الجدار مفرقا　　　بما جمعه حبر صلاء وعملا

''داڑھ درد کے لئے دیوار میں یہ حروف الگ الگ لکھو جن کو یہ الفاظ جمع کرتے ہیں حبر صلاء و عملا''

ومره علی الموجوع یجعل اصبعا　　　وضع انت مسمارا علی الحرف اولا

Marfat.com

''اور درد والے کو کہو کہ اپنی انگلی درد کی جگہ پر رکھے اور تو پہلے حرف پر کیل رکھ۔''

ودق خفيفا ثم سله ترى به سكونا نعم ان قال بلغه موصلا

''پھر ہلکا سے ٹھونک پھر اس سے پوچھو کہ تجھے آرام ہے؟ اگر وہ وہاں کہے تو اس کیل کو پورا پورا ٹھونک دو۔''

وان قال لا فانقله ثاني حروفه وفي كل حرف مثل ما قلت فافعلا

''اور اگر وہ انکار کرے تو کیل کو دوسرے حرف کی طرف لے جاؤ اور ہر حرف میں یہی طریقہ اختیار کرو جو بیان کیا گیا ہے۔''

و في سورة الفرقان تقرا ساكنا كذا آية الانعام فاتل مرتلا

''اور سورۃ فرقان کی یہ آیت ساکنا الخ کو اور سورۃ انعام کی آیت بھی پڑھو۔''

وتترك ذا المسمار في الحيط مثبتا مدى الدهر فالاسقام تذهب والبلا

''اور اس کیل کو دیوار میں ہی ہمیشہ گڑا رہنے دو۔ تو بیماری اور تکلیف ختم ہو جائے گی۔''

فخذها اخي كنزا لديك مجربا ذخيرة اهل الفضل من خيرة الملا

''اے میرے بھائی اس کو لے لے یہ خزانہ تجربہ شدہ ہے اور یہ اچھے لوگوں اور اہل فضل کا جمع کردہ خزانہ ہے۔''

اور امیر اسامہ بن منقذ نے داڑھ کے بارے میں طنز کرتے ہوئے یہ کہا جبکہ اس نے اس کو اکھیڑ ڈالا تھا۔

وصاحب لا امل الدهر صحبته يشقى لنفعي ويسعى سعي مجتهد

''بہت سے ساتھی ہیں کہ زمانہ ان کا ساتھی بننے کی امید نہیں کرتا۔ وہ مجھے فائدہ پہنچانے کی کوشش کرتا اور محنت کرنے والے آدمی کی طرح وہ محنت کرتا ہے۔''

لم القه مذ تصاحبنا فمذ وقعت عيني عليه افترقنا فرقة الابد

''جب سے وہ ہمارے ساتھ ہوا میں اس سے نہیں ملا۔ جب میری آنکھ اس پر پڑی تو ہم دونوں ہمیشہ کے لئے جدا جدا ہو گئے۔''

اسی طرح ان کے یہ شعر صبر کے متعلق ہیں۔

اصبر اذا ناب خطب وانتظر فرجا ياتي به الله بعد الريب واليأس

''جب کوئی مصیبت آئے تو صبر کر کے کشادگی کا انتظار کرو اللہ تعالیٰ اس کو شک اور ناامیدی کے بعد لائے گا۔''

ان اصطبار ابنهابنة العنقود اذ حبست في ظلمة القار ادها الى الكاس

''خوشہ انگور کی بیٹی جب نہایت سیاہی میں بند رہتی ہے تو اس وقت اس کے صبر کرنے نے اس کو پیالے تک جا پہنچایا۔''

اس کے مندرجہ ذیل دو شعر بھی صبر کے بارے میں ہیں:

من يرزق الصبر نال بغيته ولا حظته السعود في الفلك

''جو شخص صبر کی نعمت عطا کیا جائے وہ اپنے مقصد کو پالیتا ہے اور سعادت اس کو آسمان کی بلندیوں میں دیکھتی ہے۔''

Marfat.com

ان اصطبار الزجاج حین بدا　　لسلبك ادناه من فم الملك

''بے شک شیشے ڈھالنے کے وقت صبر کرنا اس کو بادشاہ کے منہ کے قریب کر دیتا ہے۔''

الانکلیس (مچھلی)

یہ ایک مچھلی ہے جو سانپ کے مشابہ ہے اس کی غذا ردی اشیاء ہیں۔ اس کا نام جری بھی ہے جو ان شاء اللہ باب الجیم میں آئے گا۔

اور اس کا نام مار ماہی بھی ہے۔ عنقریب اس کا بیان باب الصاد لفظ صید کے ضمن میں آئے گا۔

امام بخاری نے اس کو اپنی صحیح میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ذکر کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمار کو بازار بھیجا تو فرمایا تم انکلیس مچھلی کو مت کھاؤ آپ نے اس کو ردی الغذاء ہونے کی وجہ سے ناپسند کیا ہے اس لئے نہیں روکا کہ وہ حرام ہے۔

اور اس لفظ میں دو لغتیں ہیں۔ ایک انکلیس (۲) اور دوسرا قاف دو نقطوں والے سے انقلیس ہے۔ زمخشری کہتے ہیں۔ کہ اس مچھلی کو شلق بھی کہتے ہیں۔ ابن سیدہ کا بیان ہے کہ یہ مچھلی کی طرح ہوتی ہے۔ چھوٹی ہوتی ہے۔ اس کی دو ٹانگیں اس کی دم کے پاس مینڈک کی ٹانگوں کی طرح ہوتی ہیں۔ اور اس کا کوئی ہاتھ نہیں ہوتا اور یہ بصرہ کی نہروں میں پائی جاتی ہے۔

اس کا لفظ عربی نہیں ہے۔

الانن (سیاہ پرندہ)

یہ ایک پرندہ سیاہی مائل ہے دبسی کی طرح۔ اس کے گلے میں پٹہ ہوتا ہے اس کی ٹانگیں سرخ ہوتی ہیں اور چونچ کبوتری کی طرح ہوتی ہے مگر فرق یہ ہے کہ وہ کالی ہوتی ہے۔ اور اس کی آواز رونے کی طرح ''اوہ اوہ'' ہوتی ہے۔ اس کو محکم میں بیان کیا گیا ہے۔

الانیس (تیر انداز پرندہ)

اور اس کو تیر انداز پرندہ بھی کہتے ہیں۔ اور ایسا پرندہ ہے جس کی نگاہ تیز اور آواز اونٹ کی طرح ہوتی ہے اور اس کا مسکن نہروں کے قریب اور زیادہ پانی والی جگہیں ہوتی ہیں۔ جہاں درخت بھی اگے ہوئے ہوں۔ اس کا رنگ بہت خوبصورت ہوتا ہے اور اپنی زندگی گزارنے کے لئے تدبیر اور سوچ و بچار کرتا ہے۔ ارسطو کہتے ہیں کہ یہ شرقراق ہے اور کوے سے پیدا ہوتا ہے اور یہ چیز اس کے رنگ میں ظاہر ہوتی ہے۔ اور یہ پرندہ انسانوں سے انس رکھتا ہے اور ادب و تربیت کو قبول کرتا ہے۔ اور اس کی آواز اور سیٹیاں بجانا بڑا عجیب سا ہے اور کبھی کبھی فاختہ کی طرح بڑی عمدہ آواز نکالتا ہے۔ اور کبھی کبھی گھوڑے کے ہنہنانے کی طرح مبہم سی آواز نکالتا ہے۔ اس کی غذا پھل اور گوشت وغیرہ ہیں اور یہ ایسی جگہ کو پسند کرتا ہے جہاں درختوں کے ساتھ ساتھ پانی بھی ہو۔

شرعی حکم: چونکہ یہ پرندہ طیبات میں سے ہے اس لیے اس کو کھانا حلال ہے اور اس میں حرام ہونے کی ایک وجہ بھی نکلتی ہے

Marfat.com

کہ یہ گوشت خور ہے اور اس لیے بھی کہ یہ کوے اور شرقراق سے پیدا ہوتا ہے۔

الانوق (ایک شکاری پرندہ)

بروزن فعول: یہ ایک شکاری پرندہ ہے یا سیاہ رنگ کا ایسا پرندہ ہوتا ہے جس کے سر پر کلغی جیسی چیز ہوتی ہے یا گنجے سر والا ہوتا ہے اور اس کی چونچ زرد رنگ کی ہوتی ہے۔ کہا گیا ہے کہ اس پرندہ کی چار عادتیں ہیں۔ انڈوں سے بچے نکالتے ہیں اور بچوں کی حفاظت کرتے ہیں اور ان سے محبت کرتے ہیں اور اس کی مونث اپنے نر کے علاوہ کسی کو اپنے سے جفتی کرنے کی اجازت نہیں دیتی۔

ضرب الامثال: عرب کہتے ہیں اَعَزُّ مِنْ بَیْضِ الْاَنُوْقِ اور یہ بھی کہتے ہیں اَبْعَدُ مِنْ بَیْضِ الْاَنُوْقِ یعنی یہ آدمی انوق کے انڈوں سے بھی زیادہ کمیاب اور دور ہے۔ یہ دونوں مثالیں اس شخص کے لئے بولی جاتی ہیں کہ جس کو حاصل کرنا مشکل ہو۔ اس لئے کہ ان کے گھونسلے پہاڑوں کی چوٹیوں اور دشوار گزار مقامات پر ہوتے ہیں اتنی احتیاط کے باوجود یہ پرندے بیوقوف ہوتے ہیں چنانچہ شاعر کہتا ہے:

وذات اسمین والالوان شتی　　　وتحمق وھی کیسة الحویل

''یہ پرندہ دو ناموں والا اور مختلف رنگوں والا ہے اور وہ ہوشیار حیلہ گر ہونے کے باوجود حماقت کر جاتا ہے۔''

اور ایک اور شاعر کہتا ہے:

وکنت اذا استودعت سرا کتمتہٗ　　　کبیض انوق لا ینال لھا وکر

''اور مجھے جب کوئی راز بطور امانت دیا جائے تو میں اس کو چھپاتا ہوں جیسے عقاب کے انڈے کہ اس کے گھونسلے تک کوئی نہیں پہنچ سکتا۔''

ایک آدمی نے حضرت معاویہؓ سے کہا کہ تم اپنی ماں ہندہ سے میری شادی کر دو تو انہوں نے کہا کہ وہ تو لڑکے جننے سے قاصر ہو چکی ہے اس کو شادی کی ضرورت نہیں وہ کہنے لگا مجھے فلاں علاقہ کی حکومت عطا کر دو تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ شعر کہا۔

طلب الابلق العقوق فلما　　　اعجزتہ اراد بیض الانوق

''اس نے نر کو حاملہ کرنا چاہا۔ جب اس طرح نہ کر سکا تو عقاب کے انڈوں کو تلاش کرنا شروع کر دیا۔''

اس کا معنی یہ ہے کہ اس نے ایسی چیز کو طلب کیا جو ہو نہیں سکتی پھر جب اس کو وہ چیز نہیں ملی تو اس چیز کو طلب کرنا شروع کر دیا جس تک رسائی کی امید تو کی جا سکتی ہے مگر اس کے باوجود اس کا حصول بہت مشکل ہے۔ یہ بات ایک ایسی جماعت نے کہی ہے جو امثال کے بارے میں گفتگو کرتے رہتے ہیں حالانکہ یہ بات غلط ہے کیونکہ حضرت معاویہ کی والدہ محرم ۱۴ھ کو اسی دن وفات پا گئیں تھیں جس دن ابوبکر کے والد ابو قحافہ فوت ہوئے تھے اور درست واقعہ وہ ہے جو ابن اثیر نے ''نہایہ'' وغیرہ میں بیان کیا کہ ایک آدمی نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میرے لئے بھی حصہ مقرر کرو۔ انہوں نے فرمایا ''ٹھیک ہے'' اس شخص نے کہا اور میرے باپ کے لئے بھی انہوں نے فرمایا ''نہیں'' اس نے کہا اور میرے قبیلے کے لئے بھی فرمایا ''نہیں'' تب آپ نے اوپر بیان کی ہوئی مثال اس شخص کے بارے میں ذکر فرمائی گویا کہ آپ نے فرمایا کہ اس نے نر حاملہ مانگا اور انوق کے انڈے کہ جن

Marfat.com

دونوں چیز کا ملنا محال ہے۔

سہیلی نے ''اوائل الروض'' میں کہا ہے کہ انوق عقاب کی مونث ہے جب کسی محال چیز کی مثال بیان کی جاتی ہے تو کہا جاتا ہے کہ وہ انوق کے انڈوں کا ارادہ کرتا ہے کیونکہ وہ پہاڑوں کی چوٹیوں میں وہاں انڈے دیتی ہے جہاں سے کسی کو بھی معلوم نہ ہوسکیں۔

''کامل'' میں مبرد کا قول اسی طرح مذکور ہے۔ خلیل نے ان کے خلاف یوں کہا کہ انوق مذکر ہوتا ہے اور اس صورت میں یہ مثال پہلے سے زیادہ موزوں ہو جاتی ہے کیونکہ مذکر انڈے دیتا ہی نہیں۔ تو جو آدمی انوق کے انڈوں کا ارادہ کرے اس نے گویا کہ ناممکن چیز کا ارادہ کیا ہے۔ جس طرح ابلق سے حاملہ ہونے کا ارادہ کرنا حالانکہ وہ نر ہوتا ہے جو حاملہ نہیں ہوسکتا۔ قالی نے ''امالی'' میں کہا ہے کہ انوق مذکر و مونث دونوں کے لئے بولا جاتا ہے۔ انوق کا حکم باب الراء رخمۃ کے ذکر میں آئے گا۔

اشعار سے قبولیت دعا: سہیلی کا نام عبدالرحمٰن بن محمد سہیلی خثعمی ہے جو مشہور امام ہیں۔ ابوالخطاب ابن دحیہ نے کہا ہے کہ سہیلی نے مجھے یہ اشعار سنائے کہ ان اشعار کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے جو بھی ضرورت کی چیز مانگو گے اللہ تعالیٰ وہ چیز ضرور عنایت فرمائے گا اسی طرح جو شخص ان اشعار کو اپنے عمل میں شامل کرے اس کی ہر ضرورت پوری ہوگی۔

یا من یری ما فی الضمیر ویسمع — انت المعد لکل ما یتوقع

''اے وہ ذات جو دل کی بات دیکھ بھی سکتا ہے اور سن بھی سکتا ہے تو ہر اس چیز کو تیار کرسکتا ہے جس کی توقع کی جاسکتی ہے۔''

یا من یرجی للشدائد کلها — یا من الیه المشتکی والمفزع

''اے وہ ذات کہ تمام مشکلات کے حل کرنے میں جس کی امید کی جاتی ہے۔ اے وہ ذات جس کی طرف شکایت کی جاتی ہے اور جس کی طرف گھبرایا جاتا ہے۔''

یامن خزائن رزقه فی قول کن — امنن فان الخیر عندك اجمع

''اے وہ ذات کہ جس کے رزق کے خزانے لفظ ''کــن'' کہنے میں موجود ہیں مجھ پر احسان فرما کیونکہ تمام خیر تیرے پاس ہی ہے۔''

مالی سوی فقری الیك وسیلة — فبالا فتقار الیك فقری ادفع

''تیری طرف محتاج ہونے کے علاوہ میرے پاس کوئی وسیلہ نہیں۔ تیرا محتاج ہونے کے ذریعے ہی اپنی محتاجی دور کرتا ہوں۔''

مالی سوی قرعی لبابك حیلة — فلئن رددت فای باب اقرع

''تیرا دروازہ کھٹکھٹانے کے علاوہ میرا کوئی بھی حیلہ نہیں اگر میں اس دروازے سے خالی واپس لوٹا دیا گیا تو میں کون سا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا۔''

ومن الذی ادعو واهتف باسمه — ان کان فضلك عن فقیرك یمنع

''اگر تیرے فقیر سے تیرا فضل روک لیا جائے تو میں کس کو پکاروں گا اور کس کا نام پکاروں گا۔''

Marfat.com

حاشا لجودك ان تقنط عاصیا　　　فالفضل اجزل والمواهب اوسع

''تیری سخاوت سے یہ بات بہت بعید ہے کہ تو کسی نافرمان کو مایوس کر دے۔ کیونکہ تیرا فضل بہت بڑا ہے اور تیرے عطیات بہت زیادہ وسیع ہیں۔''

سہیلی نظر سے مکفوف اور نابینا ہو گئے تھے۔ ۵۸۱ھ میں فوت ہوئے اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے۔ واللہ الموفق للصواب.

الاِوَز (بطخ)

ہمزہ کے کسرہ اور واو کے فتحہ سے بطخ کو کہتے ہیں اس کی واحد اوزۃ ہے اور اس کی جمع علماءؒ نے واو اور نون کے ساتھ او زون قرار دی ہے اور اس کے وصف کے بارے میں ابونواس نے کیا عمدہ شعر کہے ہیں۔

کانما یصفرن من ملاعق　　　صرصرة لاقلام فی المهارق

''بطخیں اس طرح آواز نکالتی ہیں جیسا کہ چمچوں سے سیٹی بجا رہی ہوں۔ یا بے آب و گیاہ میدانوں میں قلموں کے تیز چلنے کی آوازیں ہوں۔''

ابونواسؒ ایک ماہر شاعر تھا جو دولت عباسیہ کے شعراء میں سے تھا۔ اس کے متعلق عجیب و غریب واقعات اور پہیلیاں ہیں اور تحریات میں اس نے جدت پیدا کی۔ اس کا نام حسن بن ہانی بن عبدالاول ہے۔ ابن خلکان نے ابونواس کے حالات میں لکھا ہے کہ مامون نے کہا اگر دنیا خود اپنی صفت بیان کرتی تو وہ ابونواس کے ان اشعار کی طرح اپنی صفت بیان نہ کر سکتی۔

الاکل حی هالك وابن هالك　　　وذو نسب فی الهالكین عریق

''خبردار! ہر زندہ شخص ہلاک ہونے والا ہے یا ہلاک ہونے والے کا بیٹا ہے۔ صاحب حسب اور شریف آدمی بھی ہلاک ہو جائیں گے۔''

اذ امتحن الدنیا لبیب تكشفت　　　له عن عدو فی ثیاب صدیق

''جب کوئی سمجھدار آدمی دنیا کا امتحان لیتا ہے تو اس کو دوست کے لباس میں دشمن کا پتہ چل جاتا ہے۔''

مامون کہتے ہیں۔ ابونواسؒ نے بہترین و عجیب و غریب جو معانی پیش کئے ان سے اس کے اللہ کے بارے میں حسن ظن کا پتہ چلتا ہے۔

تكثر ما استطعت من الخطایا　　　فانك بالغ ربا غفورا

''تم جتنے زیادہ گناہ کر سکتے ہو کر لو کیونکہ تم بخشنے والے رب کے پاس جاؤ گے۔''

ستبصر ان وردت علیه عفوا　　　وتلقی سیدا ملكا كبیرا

''اور جب تم اس کے پاس پیش ہو گے تو تم اس کی معافی دیکھ لو اور تم شہنشاہ سے ملاقات کرو گے۔''

تعض ندامة كفیك مما　　　تركت مخافة النار الشرورا

Marfat.com

''تم اپنی ہتھیلیوں کو حسرت سے کاٹو گے کہ تم نے آگ کے خوف سے برے کام کیوں ترک کر دیئے تھے۔''

محمد بن نافع کہتے ہیں میں نے ابونواس کو اس کے مرنے کے بعد خواب میں دیکھا تو میں نے اس کو پکارا اے ابونواس! تو اس نے کہا یہ کنیت سے بلانے کا وقت نہیں ہے تو میں نے کہا حسن بن ہانی! تو وہ کہنے لگا جی ہاں کیا بات ہے۔ میں نے کہا تیرے رب نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا۔ تو اس نے جواب دیا کہ مجھے میرے رب نے ان شعروں کی وجہ سے بخش دیا ہے جو میں نے اپنی موت سے پہلے بیماری کے دوران کہے تھے اور وہ شعر میرے تکئے کے نیچے پڑے ہیں۔ محمد بن نافع کہتے ہیں کہ میں ان کے گھر والوں کے پاس گیا تو میں نے کہا کیا میرے بھائی نے مرنے سے پہلے کوئی شعر کہے تھے۔ وہ کہنے لگے ہمیں تو کوئی علم نہیں۔ ہاں اس نے دوات اور کاغذ منگوا کر کچھ لکھا تھا مگر ہمیں معلوم نہیں کہ اس نے کیا لکھا تھا۔ تو محمد بن نافع کہتے ہیں کہ میں ان کے کمرے میں داخل ہوا اور ان کے تکئے کو اٹھایا تو میں نے وہاں ایک رقعہ دیکھا جس میں یہ لکھا تھا۔

یا رب ان عظمت ذنوبی کثرة فلقد علمت بان عفوك اعظم

''اے میرے رب اگر میرے گناہ بہت زیادہ ہیں مگر مجھے معلوم کہ تیری معافی بھی بہت بڑی ہے۔''

ان کان لا یرجوك الا محسن فمن الذی یدعو ویرجو المجرم

''اگر تجھ سے صرف نیک آدمی ہی امید رکھیں۔ تو مجرم آدمی کس کو پکارے اور کس سے امید رکھے۔''

ادعوك رب كما امرت تضرعا فاذا رددت یدی فمن ذا یرحم

''اے میرے رب! میں تجھے اس طرح عاجزی سے پکارتا ہوں کہ جس طرح تو نے حکم دیا اور جب تو نے ہی میرے ہاتھوں کو خالی لوٹا دیا تو پھر مجھ پر کون رحم کرے گا۔''

مالی الیك وسیلة الا الرجا وجمیل عفوك ثم انی مسلم

''تجھ تک رسائی کا میرے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے مگر تجھ سے امید رحمت اور تیری بہترین معافی اور یہ کہ میں مسلمان ہوں۔''

ابونواس سے اس کے نسب کے بارے پوچھا گیا تو اس نے کہا میرے ادبی شہ پاروں نے مجھے میرے نسب سے بے پرواہ کر دیا ہے۔ اور ۱۹۴ھ میں فوت ہوا۔

بطخ کی خصوصیات: اور بطخ تیراکی کو پسند کرتی ہے۔ اس کے بچے انڈوں سے باہر آتے ہی تیرنا شروع کر دیتے ہیں اور مادہ بطخ انڈے دیتی ہے تو نر اس کی نگرانی کرنا شروع کر دیتا ہے اور اس سے ایک پل کے لئے بھی جدا نہیں ہوتا۔ اور اس کے بچے مہینے کے آخر میں نکلتے ہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شہادت: امام احمد بن حنبل نے کتاب المناقب میں کثیر سے روایت کیا ہے کہ جس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا زمانہ پایا ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ بن ابی طالب ایک دن فجر کی نماز کے لئے نکلے تو اچانک دیکھا کہ کچھ بطخیں آپ کے سامنے چیخ رہی ہیں تو لوگوں نے انہیں بھگا دیا تو حضرت علیؓ نے فرمایا انہیں چھوڑ دو کہ یہ نوحہ گر ہیں۔ تو ابن ملجم نے آپ پر وار کیا۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے کہا اے امیر المومنین آپ ہمارے اور مراد کے درمیان حائل نہ ہوں ان کے لئے نہ

Marfat.com

کوئی بکری کھڑی ہوگی اور نہ کوئی اونٹنی ۔تو آپ نے فرمایا نہیں مگر اس آدمی کو پکڑلو۔اگر میں مرگیا تو اس کو قتل کر دینا اور اگر میں زندہ رہا تو اپنے زخموں کا قصاص لوں گا اور اس قصہ کا سبب جس کو ابن خلکان وغیرہ نے ذکر کیا ہے وہ یہ ہے کہ خوارج کی ایک قوم جمع ہوئی اور جنگ نہروان میں مرنے والوں کا تذکرہ کیا اور ان کے لئے رحمت کی دعا کی۔اور کہنے لگے کہ ہم ان کے مرجانے کے بعد زندہ رہ کر کیا کریں گے۔تو عبدالرحمٰن بن ملجم اور برک بن عبداللہ اور عمرو بن بکر تمیمی نے ایک دوسرے سے یہ حلف لیا کہ ان میں ایک حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دوسرا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو اور تیسرا حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو قتل کرے گا اور سب سے بدبخت ابن ملجم نے یہ کہا کہ علی بن ابی طالب کا کام تمام کرنے کے لئے میں کافی ہوں۔ برک نے کہا میں معاویہ کو قتل کرنے کے لئے کافی ہو۔ابن بکر نے کہا کہ میں عمرو بن العاص کو کافی ہوں پھر انہوں نے اپنی تلواروں کو زہر آلود کیا اور ایک دوسرے سے رمضان کو سترھویں تاریخ کا وقت طے کیا۔تو ابن ملجم کوفہ گیا۔تو اس نے اس خوبصورت عورت کو دیکھا جس کا نام قطام تھا۔حضرت علیؓ نے اس عورت کے بھائی اور باپ کو جنگ نہروان میں قتل کیا تھا تو ابن ملجم نے اس عورت کو نکاح کا پیغام دیا تو اس عورت نے کہا کہ میں تجھ سے ایک شرط پر شادی کروں گی۔اس نے پوچھا کونسی شرط ہے اس نے کہا تین ہزار درہم' ایک غلام' ایک لونڈی اور علی رضی اللہ عنہ کا قتل میری شرط ہے۔

وہ کہنے لگا کہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کیسے قتل کروں گا۔تو وہ کہنے لگی تم یہ کام دھوکے سے کر سکتے ہو اگر تو ان کو قتل کرنے کے بعد بچ گیا تو لوگوں کو اس کے شر سے راحت مل جائے گی اور تو اپنے گھر والوں کے ساتھ آرام سے زندگی گزارے گا اور اگر تو مارا گیا تو تو اس جنت میں جائے گا جس کی نعمتیں کبھی بھی ختم نہیں ہوتیں اس لئے تو ان نعمتوں میں خوش باش رہنا۔ابن ملجم نے کہا کہ میں اس کو قتل کرنے کے لئے ہی آیا ہوں تو ابن ملجم گیا اور اس دروازے کے سامنے چھپ کر بیٹھ گیا جہاں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نماز کے لئے نکلا کرتے تھے۔جب حضرت علیؓ نماز کے لئے نکلے تو ابن ملجم نے حضرت علیؓ کے سر کے اگلے حصے پر وار کیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کعبے کے رب کی قسم میں تو کامیاب ہوگیا۔تم اس آدمی پکڑو پھر ابن ملجم نے اپنی تلوار کے ساتھ لوگوں پر حملہ کیا تو لوگوں نے اس کا راستہ چھوڑ دیا پھر اس کو مغیرہ بن نوفل نے ایک چادر کے ساتھ پکڑ لیا جس کو اس پر ڈال دیا اور اس پر سوار ہوگیا اور اس کو زمین پر گرادیا اور اس کے سینے پر بیٹھ گیا اہل تاریخ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کے دو دن بعد شہید ہوگئے اور حسن بن علی نے عبدالرحمٰن بن ملجم کو قتل کر دیا تو لوگ اکٹھے ہوگئے اور اس کی لاش کو جلا دیا۔برک خارجی نے بھی حضرت معاویہ پر حملہ کیا اور ان کے سرین کو زخمی کر دیا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بڑے سرینوں والے تھے اس سے ان کی نکاح والی رگ کٹ گئی اور اس کے بعد ان کے اولاد نہ ہو سکی۔جب وہ حملہ کرنے والا پکڑا گیا۔تو اس نے کہا کہ مجھے امان دے دو اور یہ خوشخبری حاصل کرو کہ حضرت علیؓ اس رات قتل ہو چکے تو حضرت معاویہؓ نے اسے چھوڑ دیا یہاں تک حضرت معاویہؓ کے پاس حضرت علیؓ کے قتل کی خبر پہنچ گئی تو آپ نے اس حملہ آور کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر چھوڑ دیا تو وہ بصرہ کی طرف کوچ کر گیا اور وہاں پر ٹھہرا رہا۔جب زیاد بن ابیہ کو پتہ چلا کہ اس کے ہاں لڑکا ہوا تو وہ کہنے لگا کہ امیر المومنین کی اولاد تو نہ ہو۔اور اس برک کی اولاد ہو ایسا ہرگز نہیں ہونا چاہیے تو اس نے اسے قتل کروا دیا۔مورخین کہتے ہیں کہ حضرت معاویہؓ نے اسی وقت ایک کمرہ بنانے کا حکم دیا۔ ابن بکر عمرو بن العاص کی گھات میں بیٹھ کر انتظار کرتا رہا لیکن وہ پیٹ میں تکلیف کی بنا پر نماز کو نہیں جا سکے اور لوگوں کو نماز بنو سہم

Marfat.com

کے ایک آدمی خارجہ نے پڑھائی اور ابن بکر نے اس کو مار ڈالا اور ابن بکر پکڑا گیا اور جب اسے عمرو بن العاص پر پیش کیا گیا اور اس نے دیکھا کہ لوگ اس کو امیر کہہ کر خطاب کر رہے ہیں تو کہنے لگا کیا میں نے عمرو کو قتل نہیں کر دیا؟ تو اسے جواب دیا گیا کہ نہیں بلکہ تو نے خارجہ کو قتل کیا ہے۔ وہ کہنے لگا میں نے عمرو کے قتل کا ارادہ کیا تھا مگر اللہ نے خارجہ کو قتل کرا دیا تو پھر عمرو رضی اللہ نے اس کو قتل کر دیا اور کہا جاتا ہے کہ حضرت علیؓ جب ابن ملجم کو دیکھتے تو عمرو بن معدیکرب کے ایک شعر سے مثال بیان کرتے اور وہ یہ ہے۔

ارید حیاتہ ویرید قتلی عذیرک من خلیلک من مراد

''میں تو اس کی زندگی چاہتا ہوں لیکن وہ میرا قتل چاہتا ہے وہ جسے معذور سمجھا جا رہا ہے وہ بنو مراد قبیلے سے تیرا دوست ہے۔''

تو کسی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا آپ اس کو پہچانتے اور اور اس کے ارادے کو بھی جانتے ہیں پھر اسے قتل کیوں نہیں کر دیتے تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اپنے قاتل کو کس طرح قتل کر سکتا ہوں۔ جب یہ خبر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو پہنچی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ قتل کر دیئے گئے تو آپ رضی اللہ عنہا نے یہ شعر سنایا۔

فالقت عصاھا واستقربھا النوی کما قر عینا بالایاب المسافر

''اس نے اپنا عصا ڈال دیا اور جدائی اس کے ساتھ پکی چمٹ گئی جس طرح اپنے گھر لوٹ کر مسافر کی آنکھ ٹھنڈی ہوتی ہے۔''

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی قبر کہاں ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ وہ پہلے امام ہیں جن کی قبر پوشیدہ رکھی گئی۔ کہتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو معلوم تھا کہ انجام حکومت بنی امیہ کے پاس لوٹ کر جائے گی اس لئے انہیں یہ ڈر تھا کہ وہ ان کی نعش کا بھی مثلہ کریں گے اس لئے انہوں نے اپنی قبر کو پوشیدہ رکھنے کی وصیت کی۔

اور آپ کی قبر کے بارے میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ وہ کوفہ میں جامع مسجد کوفہ کے کسی کونے میں ہے بعض نے کہا کہ کوفہ کے صدر ہاؤس میں ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ جنۃ البقیع میں ہے لیکن یہ بات بعید از قیاس ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ نجف میں مشہد میں ہے جس کی آج زیارت کی جاتی ہے۔ اور عنقریب انشاء اللہ تعالیٰ اس کا بیان باب الفاء لفظ فہد میں آئے گا جس کو ابن خلکان نے ذکر کیا ہے۔

فائدہ اجنبیہ: جب کہ بات کے مختلف پہلو زیر غور ہوں اور طالب علم جس چیز کی امید رکھتے ہیں اس علم کا فائدہ یقینی ہو جائے اور انہیں وہ چیز مل جائے اور کھیل کود کے دنوں میں بھول جانے والی باتیں از سر نو پیش کی جائیں میں یہاں ایک عجیب فائدہ ذکر کرنا چاہتا ہوں جسے مؤرخین نے بیان کیا ہے وہ واقعہ یہ ہے کہ اس امت پر چھٹا خلیفہ خلافت کے عہدہ سے جبراً اتارا گیا۔ اور یہاں اس کو ذکر کروں گا جو مورخین نے بیان کیا ہے اور میں اس پر تھوڑا اضافہ کروں گا۔ ان میں سے ہر ایک کی سیرت اس کی زندگی اس کی موت کا سبب اس کی خلافت کی مدت ذکر کروں گا تا کہ یہ فائدہ مکمل ہو جائے اور اس سے ہمیں فائدہ بھی حاصل ہو۔

سیرت رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم: مؤرخین کا بیان ہے کہ اس امت میں سب سے پہلے امارت کو قائم کرنے والے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اللہ نے آپ کو رسولوں کا سلسلہ ٹوٹ جانے کے بعد رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم بنا کر بھیجا تو آپ نے اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچایا اور

Marfat.com

اللہ کے راستے میں ایسا جہاد کیا جیسا جہاد کرنے کا حق ہے۔ آپ نے اپنی امت کی خیر خواہی کی اپنے رب کی عبادت کی۔ یہاں تک کہ انہیں موت آ گئی۔ آپ افضل الخلق اشرف الرسل' نبی رحمت اور امام المتقین ہیں۔ اور حمد کا جھنڈا اٹھانے والے ہیں۔ صاحب شفاعت' مقام محمود اور صاحب حوض کوثر ہیں۔ آدم علیہ السلام اور ان کے علاوہ تمام نبی بھی قیامت کے دن آپ کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔ آپ خیر الانبیاء ہیں آپ کی امت خیر الامم ہے آپ کے صحابہ انبیاء کے بعد افضل الناس ہیں۔ اور آپ کی ملت اشرف الملل ہے۔ آپ کے روشن معجزات ہیں اور آپ کے اخلاق عظیم عقل اور جسم کامل اور اشرف النسب ہیں' آپ بے پناہ خوبصورت ہیں اور بہت سخاوت کرنے والے' کامل دلیری اور بہادری والے بے انتہاء بردبار' نفع بخش علم والے اور ارفع عمل والے' کامل خوف والے اور واضح متقی ہیں۔ تو آپ مخلوق میں سب سے زیادہ فصیح اور صفات کمال میں ان سب سے زیادہ اکمل ہیں۔ اور ہر قسم کے عیوب نقائص سے پاک ہیں اور آپ کے بارے میں شاعر نے کہا۔

لم یخلق الرحمن مثل محمد

ابدا و علمی انہ لایخلق

''یعنی اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کوئی آدمی بھی پیدا نہیں کیا اور مجھے علم ہے کہ وہ آئندہ بھی ایسا نہیں کرے گا۔''

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں ہوتے تو گھر والوں کے کام کاج میں ہاتھ بٹاتے اور اپنے کپڑے خود گانٹھ لیتے اور اس کو پیوند بھی لگاتے۔ اپنے جوتے کو گانٹھتے اور اپنی خدمت خود کرتے اپنے پانی ڈھونے والے اونٹ کو چارہ خود ڈالا کرتے' گھر میں جھاڑو بھی دے دیتے اونٹ کو باندھتے اور خادم کے ساتھ کھاتے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ آٹا بھی گوندھتے اور ساز و سامان خود ہی اٹھا کر بازار لے جاتے۔ آپ مسلسل غمزدہ اور متفکر رہتے۔ آپ کو کبھی آرام میسر نہیں آیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی سنت کے بارے میں پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معرفت میری پونجی ہے' محبت میری اساس ہے اور شوق میری سواری ہے اور اللہ میرا محبوب اور غم میرا دوست' علم میرا ہتھیار۔ صبر میری چادر رضائے الٰہی میری غنیمت۔ فقر میرا فخر۔ زہد میرا پیشہ' یقین میری قوت۔ سچائی میری سفارشی ہے۔ اطاعت میرا حسب' جہاد میرا خلق ہے اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔

اور جہاں تک آپ حلم' سخاوت' شجاعت' حیا' حسن معاشرت' شفقت نرمی اور رافت' نیکی اور عدل' وقار و صبر ہیبت و اعتماد اور آپ کے بقیہ خصائل حمیدہ کی بات ہے تو انہیں شمار نہیں کیا جا سکتا ہے۔

پس علماء نے آپ کی سیرت' زندگی' بعثت' غزوات اخلاق' معجزات محاسن و شمائل پر بہت کتابیں لکھی ہیں اگر ہم ان میں بعض کا تھوڑا سا ذکر کریں تو وہ باتیں کئی جلدوں میں آئیں گی اور ہم اس کتاب میں ایسا کرنے سے قاصر ہیں اور مورخین نے لکھا ہے کہ آپ کی وفات اس وقت کے بعد ہوئی جب اللہ نے ہمارے دین کو مکمل کر دیا اور اپنی نعمت کو تمام کر دیا آپ کی وفات ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ سوموار کو ۶۳ سال کی عمر میں ہوئی۔ اور آپ کو علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے غسل دیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں دفن کیا گیا انا للہ وانا الیہ راجعون اللھم صل وسلم علی محمد و آلہ و بارک علیہ۔

Marfat.com

خلافت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حکومت وامارت کا نظام آپ کے اس جانشین نے اٹھایا جو آپ کے ایام بیماری میں نماز پڑھانے میں آپ کا جانشین تھا۔ آپ کے بڑے چچا کا بیٹا' آپ کا ہم نسب' آپ کا خسر' آپ کا غار ثور کا غم خوار' آپ کا وزیر آپ کا بڑا دوست اور آپ کے بعد تمام مخلوق میں سے بہترین انسان حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ جس دن آپ فوت ہوئے اسی دن ان کی سقیفہ بنی ساعدہ میں بیعت کی گئی۔ یہ واقعہ چونکہ لمبا ہے نیز نہایت مشہور ہے اس لئے ہم نے اس کو ترک کر دیا۔ آپ کی حکومت اچھی طرح مضبوط ہوگئی۔ آپ نے اپنے دور حکومت میں یمامہ کا علاقہ' عراق کے آس پاس کے علاقے اور شام کے کچھ شہر فتح کر لئے آپ بہت بڑے مقام اور مرتبہ کے مالک' نہایت زہد اور خشوع خضوع والے' تحمل مزاج' راہنما' پروقار اور بہادر' صابر وشاکر' انتہائی مشفق ومہربان اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بے مثال شخصیت تھے۔

جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے۔ عرب مرتد ہو گئے اور زکاۃ دینے سے انکار کر دیا۔ جب آپ خلیفہ مقرر کئے گئے تو آپ نے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کو جمع فرما کر ان سے جنگ کے بارے مشورہ کیا۔ تو انہوں نے مختلف رائے کا اظہار کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے آپ کس طرح لوگوں سے جنگ کر سکتے ہیں حالانکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَمَنْ قَالَهَا فَقَدْ عَصَمَ مِنِّیْ دَمَهٗ وَمَالَهٗ اِلَّا بِحَقِّهٖ وَ حِسَابُهٗ عَلَی اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ.))

یعنی مجھے حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے اس وقت تک جنگ کرتا رہوں یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کہہ دیں۔ جب یہ کہہ دیں گے تو مجھ سے وہ اپنی جان اور مال بچا لیں گے اور ان کا حساب اللہ عز وجل کے ذمہ ہوگا۔ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم جس نے نماز اور زکوٰۃ میں فرق کیا میں اس سے جنگ کروں گا کیونکہ زکوٰۃ مال کا حق ہے اللہ کی قسم اگر انہوں نے مجھ سے ایک رسی بھی روک لی جس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت ادا کرتے تھے تو میں ان سے اس کے روکنے پر جنگ کروں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم پھر اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ بھی اس باب کے لئے کھول دیا جس کے لئے ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سینہ کھولا تھا تو میں نے جان لیا کہ جو ابوبکر فرما رہے ہیں۔ وہ حق ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے ابوبکر سے کہا کہ لوگوں سے الفت ومحبت کا سلوک کرو اور ان سے نرمی کا سلوک کرو تو انہوں نے فرمایا۔ اجبار فی الجاهلية خوار فی الاسلام یعنی کیا تم جاہلیت میں تو سخت تھے اب اسلام میں کیوں نرم ہو گئے ہو؟ نیز فرمایا کہ وحی کا آنا بند ہو گیا ہے اور دین مکمل ہو گیا ہے کیا یہ ہو سکتا ہے کہ میرے جیتے ہوئے اس میں کوئی کمی آ جائے؟ پھر آپ ان لوگوں سے جنگ کرنے کے لئے میدان میں نکل آئے۔ مورخین وغیرہ کی ایک جماعت نے کہا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہ بن زید کو سات سو بہادر جوان دے کر شام کی طرف روانہ فرمایا جب وہ مقام ذی خشب میں پہنچے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے اور عرب مرتد ہو گئے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اکٹھے ہو کر ابوبکر صدیق سے کہا کہ اسامہ اور اس کے لشکر کو واپس بلا لو تو انہوں نے فرمایا اس ذات کی قسم ہے جس کے بغیر کوئی معبود نہیں اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کی ٹانگوں کو کتے بھی گھسیٹیں تو پھر

Marfat.com

بھی میں اس لشکر کو واپس نہیں کر سکتا جس کا جھنڈا خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ مبارک سے باندھ کر تیار کیا ہے۔ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے فرمایا اگر مجھ کو یہ معلوم ہو کہ اگر میں نے اس لشکر کو واپس نہ کیا تو میری ٹانگوں کو کتے گھسیٹیں گے تو پھر بھی اس لشکر کو واپس نہیں کروں گا اور اسامہ کو اپنے راہ پر چلنے کا حکم دے دیا صرف اتنا کہا کہ اگر مناسب سمجھو تو عمر بن خطاب کو میرے پاس رہنے کی اجازت دے دو تا کہ میں اس سے مانوس رہوں اور اس کے مشورہ سے مدد حاصل کر سکوں تو اسامہ نے اس کی اجازت دے دی اور خود مدینہ سے چل پڑے۔دوران سفر جب بھی کسی قبیلہ سے گزرتے جو مرتد ہونا چاہتا تھا تو وہ لوگ کہتے کہ اگر مسلمان طاقتور نہ ہوتے تو اتنا بڑا لشکر ان سے کبھی باہر نہ جاتا۔جب یہ لشکر رومیوں کے پاس پہنچا تو ان سے جنگ کی اور انہیں شکست دے کر صحیح سالم واپس آ گئے۔حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ لوگوں کے ارتداد کے وقت میرے باپ تلوار سونت کر اپنی سواری پر سوار ہو کر باہر نکلے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے اور ان کی سواری کی لگام تھام کر کہنے لگے میں آپ سے وہی بات کہہ رہا ہوں جو آپ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے دن کہی تھی کہ اپنی تلوار کو نیام میں کرو اور اپنی جان کو خطرے میں ڈال کر ہمیں گھبراہٹ میں نہ ڈالو کیونکہ اگر آپ کو کوئی مصیبت پہنچ گئی تو آپ کے بعد کبھی بھی یہ نظام درست نہیں ہوگا۔

ابن قتیبہ نے کہا۔تقریباً تمام عرب مرتد ہو گئے۔اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان سے جہاد کیا یہاں تک کہ وہ سیدھے ہو گئے۔اور یمامہ کو فتح کیا اور مسیلمہ کذاب کو وہاں قتل کر دیا۔اور اسود عنسی کذاب کو صنعاء میں قتل کیا۔اور شام اور عراق میں لشکر بھیجے۔

ابو رجاء عطاردی کہتے ہیں کہ میں مدینے میں داخل ہوا تو لوگوں کا ایک اجتماع دیکھا اور میں نے دیکھا کہ ایک آدمی ایک شخص کے سر کا بوسہ لے رہا ہے اور کہہ رہا ہے میں تم پر فدا ہو جاؤں اگر تم نہ ہوتے تو ہم ہلاک جاتے تو میں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ بوسہ دینے والا اور جسے بوسہ دیا جا رہا ہے یہ کون ہیں؟ تو لوگوں نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت ابو بکر کے سر کا بوسہ لے رہے ہیں اس لئے کہ انہوں نے مرتد لوگوں سے جنگ کی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب فوت ہوئے تو عرب مرتد ہو گئے اور نفاق نے گردن باہر نکال لی اور میرے باپ پر وہ مصیبتیں نازل ہوئیں جو اگر مضبوط پہاڑوں پر بھی نازل ہوتیں تو ان کو ہلا کر رکھ دیتیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اللہ کی قسم جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں اگر حضرت ابو بکر کو خلیفہ نہ بنایا جاتا تو اللہ کی عبادت دنیا سے اٹھ جاتی۔انہوں نے پھر دوسری دفعہ پھر تیسری دفعہ بھی یہی بات دہرائی۔

مورخین کہتے ہیں کہ آپ نرم اور تواضع کے عظیم منصب پر فائز تھے۔جب وہ بیمار ہوئے تو علاج کرانا امر الٰہی پر راضی ہو کر ترک کر دیا۔جب صحابہ رضی اللہ عنہم ان کی عیادت کو گئے تو انہوں نے حضرت ابو بکر سے کہا کیا ہم آپ کے لیے کوئی طبیب نہ بلا لائیں جو آپ کا معائنہ کرے تو آپ نے فرمایا اس نے میرا معائنہ کیا ہے صحابہ نے پوچھا پھر اس نے کیا کہا تو آپ نے فرمایا وہ کہتا ہے کہ ((اِنِّیْ فَعَّالٌ لِّمَا اُرِیْدُ)) کہ میں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔منگل کی رات مغرب اور عشاء کے درمیان ۲۲ جمادی الاخری ۱۳ھ کو وفات پا گئے جبکہ آپ کی عمر ۶۳ سال تھی۔ان کی موت کا سبب یہ بنا کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ان کے غم میں گھلتے رہے۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دفن ہوئے اور آپ کی خلافت ۲ سال ۳ مہینے اور ۸ دن رہی۔

Marfat.com

خلافت حضرت عمر رضی اللہ عنہ

پھر حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے حکومت کا کام سنبھالا جس دن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فوت ہوئے اس دن ہی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وصیت کی وجہ سے ان کی بیعت کی گئی۔ انہوں نے بھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے طریقے کے مطابق کام کیا۔ انہیں کی طرح جہاد کیا اور اسلام پر ثابت قدم رہے اور سخت گزران کو ہی اپنایا۔ جو کی روٹی' پیوند شدہ موٹا لباس اور معمولی چیز پر قناعت کو اپنایا۔ بڑے بڑے ممالک فتح کئے بہت سی فتوحات کیں۔ سب سے پہلے انہیں کو امیر المومنین کہا گیا۔ آپ مہاجرین اولین میں سے تھے دونوں قبلوں کی طرف انہوں نے نماز پڑھی۔ جنگ بدر' بیعۃ الرضوان اور تمام غزوات وغیرہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر ہوتے رہے۔ آپؓ جب مسلمان ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے اسلام کو ان کی وجہ سے عزت بخشی اور پیغمبر علیہ وسلم جب فوت ہوئے تو آپ سے خوش تھے۔ انہیں جنت کی بشارت دی۔ ان کے مناقب وفضائل بہت زیادہ ہیں۔ ان کا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا وزیر ہونا ہی ان کی عظمت کے لئے کافی ہے۔ انہوں نے نہایت قابل تعریف زندگی گزاری فقیرانہ طور پر فوت ہوئے۔ نہایت سعادت مند تھے اور اللہ نے انہیں شہادت کی موت نصیب فرمائی۔ انہیں صرف زندیق انسان ہی برا سمجھتا ہے یا گدھے کا سا آدمی جو جہالت اور نادانی میں حد سے تجاوز کر چکا ہو۔ یہ پہلے شخص ہیں جو دین کی اور لوگوں کی حفاظت اور نگرانی کے لئے رات کو گلیوں اور شہروں کا گشت کرتے اور اپنی آنکھوں سے لوگوں کے مسائل دیکھ کر حل فرماتے۔ لوگ ان سے بہت خوف زدہ ہوتے تھے یہاں تک کہ صحنوں کو چھوڑ کر گھروں کے اندر داخل ہو گئے تھے۔ جب ان کو یہ بات پہنچی کہ لوگ مجھ سے ڈرتے ہیں تو سب کو اکٹھا کیا پھر منبر پر اس جگہ کھڑے ہوئے جہاں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوتے تھے تو اللہ تعالیٰ کی تعریف کی اس کی وہ ثنا بیان کی جس کا وہ اہل ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا پھر فرمایا مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ لوگ میری سختی سے ڈرتے ہیں اور میری سخت گرفت سے خوف زدہ ہیں اور یوں کہتے ہیں کہ "جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں موجود تھے تب عمر ہم پر سختی کرتے رہے پھر وہ اس وقت بھی ہم پر سختی کرتے رہے جبکہ ہمارے حکمران وہ نہیں تھے بلکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے۔ تو اب ہمارا کیا حال ہوگا جبکہ تمام معاملات ان کے ہاتھ میں ہیں۔" خدا کی قسم جس نے بھی یہ کہا اس نے سچ کہا میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا تو ان کا غلام اور خادم تھا حتی کہ جب اللہ تعالیٰ نے انہیں اٹھالیا تو وہ مجھ پر راضی تھے اور الحمد للہ میں اس معاملہ میں تمام لوگوں سے زیادہ سعادت مند ہوں پھر لوگوں نے حضرت ابوبکر کو اپنا حکمران بنایا' تو میں ان کا خادم اور معاون رہا میں نے اپنی سختی کو ان کی نرمی سے ملا کر رکھا تو میں میان سے نکلی ہوئی تلوار کی طرح ان کے ساتھ تھا۔ یہاں تک کہ وہ خود مجھے نیام میں کر دیتے یا چھوڑ دیتے۔ پھر میں ہمیشہ ان کے ساتھ رہا یہاں تک انہیں بھی اللہ تعالیٰ نے فوت کر دیا جبکہ وہ مجھ پر راضی تھے۔ الحمد للہ۔

یہ میری تمام لوگوں سے زیادہ خوش نصیبی ہے پھر میں تمہارے معاملات کا نگران بنایا گیا۔ تو جان لو کہ یہ سختی اب آگے سے بڑھ کر ہوگی لیکن یہ ان لوگوں پر ہوگی جو مسلمانوں پر ظلم اور زیادتی کرتے ہیں۔ اور جو لوگ سلامت روی اختیار کرتے ہیں اور دین دار اور میانہ رو ہیں تو میں ان کے لئے اس سے بھی زیادہ نرم ہوں گا جتنا وہ خود آپس میں ایک دوسرے کے لئے نرم ہیں اور میں کسی کو

Marfat.com

کسی پر ظلم اور زیادتی کرتا ہوا نہیں چھوڑں گا۔ یہاں تک کہ میں اس کے ایک رخسار کو زمین پر رکھ کر اس کے دوسرے رخسار پر اپنا پاؤں رکھ کے حق کا تابع اور فرمانبردار کر دوں گا۔ لوگو! تمہارا یہ مجھ پر حق ہے کہ تمہاری آمدنی اور بیت المال کو تم سے پوشیدہ نہ رکھوں اور جب وہ مجھ تک پہنچ جائے تو اس کو حقداروں کے بغیر کہیں ضائع نہ ہونے دوں۔ اور تمہارا یہ بھی میرے ذمہ حق ہے کہ میں تمہیں ہلاکت کے میدانوں میں ہرگز نہ پھینکوں اور جب تم دینی وملکی کاموں میں گھروں سے نکل جاؤ تو میں تمہارے لوٹنے تک تمہارے اہل وعیال کا باپ ہوں۔ اقول قولی ھذا واستغفر اللہ العظیم لی ولکم۔

سعید بن مسیب فرماتے ہیں کہ پھر واقعی انہوں نے اس میں بالکل کمی بیشی نہیں کی۔ سختی کے مقام پر سختی کی اور نرمی کے مقام پر نرمی کی اور واقعی گھر سے اور ملک کی وجہ سے غائب ہونے والوں کے عیال کا اپنے آپ کو باپ ثابت کیا۔ وہ ان کی بیویوں کے پاس چل کر جاتے اور ان سے کہتے کہ تمہاری کوئی ضرورت ہے؟ اگر چاہو تو تمہیں بازار سے تمہاری ضرورت لے کر دے دوں کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ تمہیں کوئی بیع وشراء میں دھوکہ نہ دے دے پھر وہ آپ کے ساتھ اپنی لونڈیاں بھیجتیں آپ جب بازار جاتے تو آپ کے ساتھ بے شمار لڑکیاں اور لڑکے ہوتے تو وہ انہیں ان کی ضروریات کی چیزیں خرید کر دیتے اور جس کے پاس کچھ نہ ہو اس کو اپنی جیب سے ضروریات کی چیزیں لے کر دیتے۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ ایک دفعہ ایک تاریک رات میں باہر نکلے تو دیکھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک گھر میں داخل ہوئے پھر تھوڑی دیر بعد باہر نکل گئے۔ صبح کو حضرت طلحہ اس گھر میں گئے وہاں ایک بوڑھی عورت تھی جو اندھی بھی تھی اور لنگڑی بھی تو حضرت طلحہ نے اس سے پوچھا کہ یہ آدمی جو یہاں آتا ہے یہ کیوں آتا ہے وہ کہنے لگی' یہ آدمی فلاں مدت سے آ کر میری خدمت کر رہا ہے اور صفائی وغیرہ کر جاتا ہے۔

جب آپ شام سے مدینہ واپس آئے تو لوگوں سے الگ ہو کر رعیت کے حالات معلوم کرنے لگے۔ ایک دفعہ آپ ایک بوڑھی عورت کے خیمہ کے پاس سے گزرے اور اس میں چلے گئے تو وہ کہنے لگی عمر کا کیا حال ہے تو انہوں نے کہا کہ وہ شام سے صحیح سالم واپس آ گیا ہے۔ وہ کہنے لگی اللہ تعالیٰ اس کو میری طرف سے اچھی جزا نہ دے انہوں نے پوچھا ''کیوں'' وہ کہنے لگی۔ کیونکہ جب سے وہ مومنین کا حکمران بنا مجھے اس کے عطیات میں سے آج تک ایک درہم بھی موصول نہیں ہوئی۔ انہوں کہا کہ عمر کو تیرے حالات کا علم ہے؟ جبکہ تو اس سے بہت دور ہے وہ کہنے لگی سبحان اللہ میں تو یہ خیال بھی نہیں کر سکتی کہ کوئی آدمی مومنوں کا والی اور حکمران ہو اور اسے اپنے ملک کی مشرق ومغرب کی چیزوں کی خبر ہی نہ ہو تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ رونے لگے اور کہنے لگے اے عمر تجھ پر افسوس۔ تجھ سے ہر کوئی زیادہ سمجھدار ہے یہاں تک عام بوڑھیاں بھی۔ پھر کہنے لگے اے اللہ کی بندی جو عمر نے تجھ سے زیادتی کی وہ کتنی قیمت کے عوض دے سکتی ہو کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ اسے آگ سے بچا کر اس پر رحم کروں۔ اس بوڑھی نے کہا اللہ تجھ پر رحم کرے ہمارے ساتھ ہنسی مخول نہ کرو انہوں نے کہا کہ میں مزاح نہیں کر رہا۔ آخر کار اس سے پچیس دینار کے عوض یہ زیادتی انہوں نے خرید لی۔ وہ وہاں ہی موجود تھے کہ حضرت علی بن ابی طالب اور عبداللہ بن مسعود آ گئے اور کہنے لگے السلام علیک یاامیر المومنین جب بوڑھی نے یہ الفاظ سنے تو اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھ کر کہنے لگی کتنی بری بات ہوئی کہ میں نے امیر المومنین کو ان کے منہ پر گالی دی۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے فرمایا کوئی بات نہیں اللہ تجھ پر رحم فرمائے پھر اس سے کاغذ مانگا جس پر کچھ لکھیں تو

Marfat.com

اس سے کاغذ نہ ملا تو اپنی پیوندیوں سے ایک پیوند کاٹ کر اس پر یہ لکھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ ہے عمر نے پچیس دینار کے عوض فلاں بوڑھی عورت سے وہ زیادتی خریدی جو اس نے اپنے خلیفہ بننے کے دن سے آج تک کی تو قیامت کے دن میدان محشر میں پیش ہونے کے وقت کوئی دعویٰ نہیں کر سکے گی کیونکہ حضرت عمرؓ اس سے بالکل بری ہیں۔ اس پر علی بن ابی طالب اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما دونوں گواہ ہیں پھر یہ تحریر اپنے بیٹے کے حوالے کر دی اور کہا کہ جب میں مر جاؤں تو اس کو میرے کفن میں رکھ دینا تا کہ میں اس سمیت اللہ تعالیٰ سے ملاقات کروں۔ اس جیسی آپ سے بہت سی روایات منقول ہیں۔

ایک عجیب قصہ: فضائلی بیان کرتے ہیں کہ جب سعد بن ابی وقاص قادسیہ میں تھے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں لکھا کہ نضلہ انصاری رضی اللہ عنہ کو حلوان العراق کی طرف روانہ کرو کہ وہ اس کے آس پاس کے علاقوں پر حملہ کریں۔ تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نضلہ انصاری رضی اللہ کو تین سو سوار دے کر بھیج دیا۔ جب انہوں نے وہاں پہنچ کر حملہ کیا تو بہت سا مال غنیمت اور قیدی ہاتھ آئے جب وہ لے کر واپس آئے تو راستے میں عصر کا وقت ہو گیا قریب تھا کہ سورج غروب ہو جاتا تو نضلہ قیدی اور مال غنیمت پہاڑ کے دامن میں لگا کر اذان کے لئے کھڑے ہو گئے اور کہا الله اکبر

تو پہاڑ سے کسی نے جواب دیا کبرت کبیرا یا نضلہ یعنی اے نضلہ تو نے بہت بڑی ذات کی بڑائی بیان کی۔

پھر جب کہا اشهد ان لا اله الا الله

تو اس جواب دینے والے نے کہا۔ کلمة الاخلاص یا نضلة یعنی اے نضلہ یہ اخلاص کا کلمہ ہے۔

پھر انہوں نے کہا اشهد ان محمد ازسول الله

تو اس نے کہا هو الذی بشرنا به عیسی یعنی یہی ہے جس کی ہمیں عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی تھی اور اس کی امت کے آخر میں قیامت قائم ہو گی۔

پھر انہوں نے کہا حی علی الصلوة

تو وہ کہنے لگا طوبی لمن سعی الیها و واظب علیها یعنی جو نماز کو کوشش سے آئے اور اس پر مواظبت کرے اس کے لئے خوشخبری ہے۔

پھر اس نے کہا حی علی الفلاح

تو اس شخص نے کہا قد افلح من اجاب داعی الله یعنی جس نے پکارنے والے کی بات قبول کر لی وہ کامیاب ہو گیا۔

پھر نضلہ نے کہا الله اکبر الله اکبر لا اله الا الله

تو اس شخص نے کہا اخلصت الاخلاص کلہ یا نضلة یعنی اے نضلہ تو نے مکمل طور پر اخلاص کا ظہار کیا اللہ تعالیٰ تیرے جسم کو آگ پر حرام کر دے۔

جب وہ اذان سے فارغ ہوئے تو کھڑے ہو کر کہنے لگے۔ اے جواب دینے والے تو کون ہے اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم کرے کیا تو کوئی فرشتہ ہے یا جن یا اللہ کے بندوں میں سے کوئی گھومنے پھرنے والا۔ تو نے ہمیں اپنی آواز تو سنا دی اب ہمیں اپنا وجود بھی دکھا دے کیونکہ یہ سب اللہ کے رسول کے وفد اور عمر بن الخطاب کے وفد کے لوگ ہیں۔ اسی وقت پہاڑ شق و شگاف ہو گیا تو اس میں

Marfat.com

سے ایک چکی کے پتھر کی طرح کھوپڑی باہر آئی جس کا سر اور داڑھی سفید تھی۔ اس پر اون کی پرانی چادر تھی تو اس نے کہا السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ تو انہوں نے اسے جواب دیا وعلیک السلام ورحمۃ اللہ و برکاتہ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے آپ کون ہیں تو اس شخص نے کہا میں رزین بن برثملا ہوں اللہ تعالیٰ کے نیک بندے عیسیٰ بن مریم نے مجھے یہ وصیت کی کہ میں اس پہاڑ میں ٹھہرا ہوں اور میرے لیے لمبا عرصہ آسمان سے اترنے تک زندہ رہنے کی دعا کی۔

تم عمر بن الخطاب کو میرا اسلام کہو اور یہ کہو کہ تم سیدھے اور درست رہو اور اسلام کے قریب رہو کیونکہ معاملہ (قیامت) قریب آ چکا ہے اور یہ جو میں تمہیں چند باتیں بتاؤں گا انہیں یہ بتا دینا کہ جب یہ باتیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں ظاہر ہو گئیں تو تم ان سے دور بھاگ جانا جب مرد مردوں کے ساتھ لگ جائیں اور عورتیں عورتوں کے ساتھ اور لوگ اپنے نسب کے علاوہ دوسروں کی طرف منسوب ہو جائیں گے اور اپنے مالکوں کے علاوہ دوسروں کی طرف اپنی نسبت کریں گے' بڑا چھوٹے پر رحم نہیں کرے گا اور نہ چھوٹا بڑے کی عزت کرے گا' امر بالمعروف اور نہی عن المنکر یعنی نیکیوں کی طرف بلانا اور برائیوں سے روکنا ترک کر دیں گے' عالم صرف دنیا حاصل کرنے کے لئے علم حاصل کریں گے' بارشیں گرمی کا سبب ہو جائیں گی اور لڑکے غصہ اور عاجزی کا سبب ہوں گے' لوگ بڑے اونچے لمبے منارے بنائیں گے' قرآن کو ریزہ ریزہ کر دیں گے' مساجد کو مزین بنائیں گے ان لوگوں میں رشوت سامنے آ جائے گی وہ چونے گچ عمارتیں بنائیں گے' خواہشات کی اتباع کریں گے' وہ دنیا کے عوض دین کو بیچ دیں گے۔

رشتہ داروں کے حقوق ادا نہ کریں گے' اللہ کے احکام کی خلاف ورزی کریں گے سود کھانے لگیں گے غنی آدمی عزت کو اور فقراء آدمی ذلت اکٹھا کرے گا۔

آدمی اپنے گھر سے نکلے گا اور اس کی طرف وہ آدمی اٹھ کر سلام کہے گا جو اس سے بہتر ہوگا اور فروج زینوں پر سوا ہوں گی پھر وہ شخص ان سے غائب ہو گیا اور وہ اس کو نہ دیکھ سکے۔ تو نضلہ نے حضرت سعد کو یہ سارا واقعہ لکھ کر بھیجا اور حضرت سعد نے یہ واقعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھ کر بھیجا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں لکھا کہ تم اپنے ساتھ والے تمام مہاجرین اور انصار کو لے کر خود اس پہاڑ کی طرف جاؤ اور اگر تمہیں وہ ملے تو اس کو میرا اسلام پہنچا دینا۔ تو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ چار ہزار سوار مہاجرین اور انصار اور ان کی اولاد لے کر اس پہاڑ کے پاس جا پہنچے وہاں حضرت سعد کئی دن تک قیام پزیر رہے۔ نماز کی اذان کہتے رہے لیکن کسی نے بھی نہ جواب دیا اور نہ کوئی بات کی تو انہوں نے یہ بات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھ بھیجی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کارنامے: حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے تاریخ اسلامی کی بنیاد رکھی اور یہ کام انہوں نے ۱۶ھ میں انجام دیا۔ اسی سن میں آپ نے بیت المقدس صلح کے طور پر فتح کیا اور اسی سال حضرت سعد بن ابی وقاص کوفہ میں گئے اور اس کو شہر بنایا۔ آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے تمام امور کے رجسٹر اور دفاتر مدون کئے اور شہر تعمیر کئے اور اللہ تعالیٰ کا حکم بلند کرنے میں اللہ کی بات کو سچ کر دکھایا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ پر متعدد مقامات فتح کیے۔ تو آپ نے دمشق پھر روم پھر قادسیہ فتح کیا اور آخر میں حلوان' رقہ' الرہا' حران' رأس العین' خابور' نصیبین' عسقلان' طرابلس۔ اس کے ساحلی علاقے بیت المقدس' بلیسان' یرموک' اہواز' قیساریہ' مصر' تستر' نہاوند اور اس کے آس پاس' اصبہان' بلاد فارس' اصطخر' ہمذان' نوبہ' برلس بربر وغیرہ فتح کیے۔

Marfat.com

آپ کا درہ حجاج کی تلوار سے زیادہ ہیبت ناک تھا جس سے فارس اور روم وغیرہ کے بادشاہ ڈرتے تھے اس کے باوجود آپ اسی حال میں آخر تک رہے جس حال میں اپنی حکمرانی کے ابتدا میں تھے وہی لباس وہی کام وہی تواضع۔ سفر وحضر میں اکیلے بغیر چوکیدار اور حاجب چلتے پھرتے تھے۔ حکومت نے آپ میں بالکل کوئی تبدیلی نہیں پیدا کی۔ آپ نے کبھی کسی مسلمان پر زبان درازی نہیں کی۔ اور نہ کسی پر اس کے حق میں کوئی زیادتی کی کوئی معزز آدمی ظلم کر کے ان پر کوئی طمع نہ رکھ سکتا اسی طرح کوئی کمزور آدمی ان کے انصاف سے مایوس نہ ہوتا۔ وہ اللہ کے معاملے میں کسی ملامت گر کی ملامت سے ہرگز نہ ڈرتے۔ اور اللہ کے مال میں اپنا مقام ایک عام مسلمان کے مقام کے برابر مقرر کیا تھا۔ اسی طرح اپنا حصہ بھی مہاجرین میں سے ایک عام آدمی کے برابر مقرر فرماتے۔ اور کہتے کہ میں تمہارے مال کا اس طرح رکھوالا ہوں جس طرح یتیم کا ولی اس کے مال کا محافظ ہوتا ہے۔ اگر ضرورت نہ ہو تو پرہیز کرتا ہوں اور اگر محتاج ہوا تو خوش اسلوبی سے کھاؤں گا اس کا مطلب یہ ہے کہ اتنا کھائیں گے جس سے ان کی زندگی اور ڈھانچہ قائم رہے اور اس سے زیادہ نہ لیں گے۔

مجاہد کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی مجلس میں لوگ باتیں کر رہے تھے۔ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے فضائل بیان کرنے لگے۔ جب حضرت ابن عباسؓ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ذکر سنا تو اتنا زیادہ روئے کہ بیہوش ہو گئے پھر کہنے لگے اللہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے انہوں نے قرآن پڑھا اور اس میں جو کچھ ہے اس پر عمل کیا تو جس طرح اللہ نے حکم دیا انہوں نے اللہ کی حدود قائم کیں انہیں کسی ملامت گر کی ملامت کبھی بھی اس سے نہیں روک سکی پھر میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس حال میں دیکھا کہ انہوں اپنے بیٹے پر بھی اللہ کی حد قائم کی یہاں تک اس کو جان سے مار ڈالا اس بات کی طرف ان شاء اللہ تعالیٰ باب الدال المہملہ میں لفظ دیک کے ضمن میں اشارہ کیا جائے گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت: آپ کو ۲۳ھ میں مغیرہ بن شعبہ کے غلام ابولؤلؤ فیروز نے قتل کر دیا وہ چکیاں بناتا تھا تو حضرت مغیرہ اس سے روزانہ چار درہم لیتے تھے۔ تو وہ حضرت عمر سے ملا اور کہنے لگا امیر المومنین! مغیرہ نے مجھ پر خراج کا زیادہ بوجھ ڈال دیا ہے اس سے بات کر کے کچھ تخفیف کرا دیں تو انہوں نے فرمایا اللہ سے ڈر جاؤ اور اپنے مالک سے اچھا سلوک رکھو تو ابولؤلؤ بہت غضب ناک ہو گیا اور کہنے لگا عجیب بات ہے ان کا عدل میرے علاوہ سب کو شامل ہے اور دل میں انہیں قتل کرنے ارادہ کر لیا اور ان کے لیے ایسا خنجر بنایا جس کے دو سرے تھے۔ اس نے کو اس زہر آلود کر دیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کے وقت کا انتظار کرتا رہا جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ صبح کی نماز کو آئے عمرو بن میمون کہتے ہیں کہ میں نماز میں کھڑا تھا میرے اور عمر کے درمیان صرف ابن عباس رضی اللہ عنہما تھے تو اچانک انہوں نے تکبیر کہی تو میں نے سنا کہ آپ فرما رہے تھے مجھے کتے نے مار ڈالا جبکہ آپ کو اس نے چھری ماری پھر چھری لے کر وہ کافر تیز دوڑا۔ چونکہ اس کے دونوں کنارے تیز تھے اس لئے وہ جدھر بھی جاتا دائیں بائیں حملہ کرتا جاتا۔ یہاں تک کہ اس نے تیرہ آدمیوں کو زخمی کر دیا جن میں سے سات آدمی شہید ہو گئے بعض نے کہا نو آدمی شہید ہو گئے۔ جب یہ معاملہ مسلمانوں میں سے ایک آدمی نے دیکھا تو اس نے اس پر ایک کوٹ ڈال دیا جب اس نے معلوم کر لیا کہ اب وہ ضرور پکڑا جائے گا تو اس نے اپنے آپ کو ذبح کر ڈالا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ اس کو مار ڈالے میں نے تو اسے اچھی بات کہی تھی پھر کہا تمام تعریف اس اللہ کی ہے جس نے میری موت اس آدمی کے ہاتھ سے نہیں کی جو

Marfat.com

اسلام کا دعویٰ کرتا تھا۔
ابولولو مجوسی تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ عیسائی تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ چودہ ذی الحجہ ۲۳ھ ۶۳ سال کی عمر میں خنجر لگنے سے ایک دن اور رات بعد فوت ہوئے اور اپنے ساتھی کے ساتھ حجرۂ نبویہ میں دفن کئے گئے۔
جب حضرت عمرؓ فوت ہوئے تو تمام دنیا تاریک ہوگئی۔ بچہ بچہ کہنے لگا۔ اے میری ماں کیا قیامت قائم ہوگئی ہے تو وہ کہتی نہیں بیٹا حضرت عمر رضی اللہ عنہ شہید ہوگئے ہیں اس کا کچھ حصہ اور شوریٰ کا ذکر لفظ الدیک میں انشاء اللہ تعالیٰ آئے گا۔ ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ آپ کی خلافت ۱۰ سال ۶ ماہ اور پانچ دن رہی اور کچھ لوگ پانچ دن کی جگہ ۱۳ دن کہتے ہیں۔

خلافت حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اہل حل وعقد کے مشورے سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دفنانے کے تیسرے دن بعد خلیفہ بنائے گئے۔ آپ کی بیعت پر سب نے اتفاق کیا۔
آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے چچا کے بیٹے تھے آپ کی بیعت ۲۴ھ کی پہلی تاریخ کو ہوئی۔ اہل تاریخ کہتے ہیں۔ آپ کا نام جاہلیت میں بھی اور اسلام میں بھی ہمیشہ عثمان اور کنیت ابوعمر اور ابوعبداللہ رہی اور پہلی کنیت زیادہ مشہور ہے۔ آپ کو امیہ بن شمس کی طرف منسوب کرتے ہوئے اموی کہتے ہیں آپ کا شجرۂ نسب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عبد مناف پر پہنچ کر مل جاتا ہے۔ آپ کو ذی النورین کہا جاتا ہے بعض علماء اس کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بیٹیاں رقیہ اور ام کلثوم یکے بعد دیگرے آپ کے نکاح میں آئیں اور آپ کے علاوہ کوئی آدمی بھی ایسا معلوم نہیں ہو سکا جس کے نکاح میں کسی نبی کی دو بیٹیاں آسکیں ہوں۔ بعض نے کہا کہ آپ کے ذوالنورین لقب ہونے کی وجہ یہ ہے کہ آپ جب جنت میں جائیں گے تو آپ کے لئے دو روشن بجلیاں جلائی جائیں گی۔ بعض کہتے ہیں آپ ایک وتر میں قرآن ختم کرتے تو قرآن ایک نور ہے اور قیام اللیل دوسرا نور ہے۔ بعض علماء اس کی اور وجوہ بھی بیان کرتے ہیں۔ سابقین الاولین میں سے تھے۔ آپ نے دو قبلوں کی طرف منہ کر کے نماز ادا کی' آپ نے دو ہجرتیں کیں یہ پہلے شخص تھے۔ جو دین کے لئے بھاگ نکلے اور حبشہ کی طرف ہجرت کی اور آپ کے ساتھ آپ کی بیوی رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تھیں۔ آپ جنگ بدر والوں اور بیعت الرضوان والوں میں شمار ہوتے ہیں حالانکہ آپ دونوں مقامات میں موجود نہیں تھے۔ جنگ بدر سے آپ کے غائب ہونے کی وجہ یہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی آپ کے نکاح میں تھیں اور وہ بیمار تھیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اس جنگ میں نہ شامل ہونے کی اجازت دے دی تاکہ آپ اپنی بیوی کی دیکھ بھال کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا کہ آپ کے لئے باقاعدہ جنگ میں شامل ہونے والوں کی طرح مال غنیمت میں بھی حصہ مقرر کیا جائے گا نیز آپ کو اجر وثواب اللہ کی طرف سے جنگ میں شامل ہونے والوں کے برابر ملے گا اور آپ بیعۃ الرضوان میں اس لئے شامل نہیں ہوئے کیونکہ آپ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں بطور سفیر بھیجا اگر ان سے زیادہ کوئی اہل مکہ کے نزدیک معزز ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ضرور اسے بھیجتے۔ پھر جب انہیں روک لیا گیا تو آپ نے اپنے دائیں ہاتھ کے متعلق فرمایا یہ ہاتھ حضرت عثمان کا ہے اور جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے تو ان

Marfat.com

سے راضی تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جنت کی بشارت دی اور آپ نے ان کے لئے مخصوص طور پر کئی دفعہ دعا فرمائی تو آپ مال دار ہو گئے اور آپ کا مال بہت زیادہ ہو گیا۔اور وہ نہایت شفقت اور مہربانی والے تھے جب حکمران بنے تو آپ کی تواضع اپنی رعیت سے شفقت اور نرم دلی اور مزید بڑھ گئی لوگوں کو امیرانہ کھانا کھلاتے اور خود سرکہ اور تیل کھاتے انہوں نے جیش العسرہ کی مکمل تیاری اپنے ذمہ لے لی تو ۹۵۰ اونٹ بمعہ پالانوں اور رسیوں اس لشکر میں دیئے اور پچاس گھوڑے دیکر ایک ہزار کو مکمل کر دیا حضرت قتادہ نے کہا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک ہزار اونٹ دیئے اور ستر گھوڑے دیئے۔زہری نے کہا نوسو چاس اونٹ دیئے اور ساٹھ گھوڑے دیئے۔حذیفہ بن الیمان کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان کے پاس جیش العسرۃ کی تیاری کے لئے پیغام بھیجا تو انہوں نے آپ کو دس ہزار دینار بھیجے تو آپ انہیں اپنے ہاتھوں میں الٹ پلٹ کرنے لگے اور دعا کرنے لگے اے عثمان اللہ تعالیٰ تیرے تمام پوشیدہ اور اعلانیہ اور قیامت تک ہونے والے گناہ معاف فرمادے۔ایک روایت میں ہے آج کے بعد عثمان جو عمل بھی کرے اسے کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔

حضرت عثمانؓ نے بئر رومہ پینتیس ہزار میں خرید کر کھلا چھوڑ دیا آپ کے نیک اعمال خیرات ونفقات کے کام اتنے زیادہ ہیں کہ جن کا ذکر بہت طویل ہے۔

ابن قتیبہ کہتے ہیں کہ آپ کے ایام خلافت میں۔اسکندریہ' سابور' افریقہ' قبرص' روم کے ساحلی علاقے' اصطخر الاخریٰ' فارس الاولیٰ' خوزستان' فارس الاخریٰ' طبرستان' کرمان' سجستان الاساورہ فارس کے قلعوں سے افریقہ' سواحل اردن اور مرو فتح ہوئے۔

فتنوں کا آغاز: جب مدینہ آباد ہو گیا' اس کی آبادی بڑھ گئی' اسلام کا خیمہ بن گیا' اس میں خیرات واموال کی کثرت ہوئی' تمام ممالک سے خراج اور آمدنی یہاں کھنچی چلی آئی۔مال ودولت' گھوڑوں اور اونٹوں کی کثرت کی وجہ سے یہاں کی رعیت خوش حال ہو گئی۔انہوں نے چونکہ دنیا کے بہت سے ممالک کو فتح کر لیا تو بے غم اور مطمئن ہو گئے اور ہر قسم کے فکر واندیشہ سے فارغ ہو گئے تو اپنے خلیفہ عثمان رضی اللہ عنہ کی عیب جوئی کرنے لگے کیونکہ وہ بہت مالدار آدمی تھے اور ان کے ایک ہزار غلام تھے۔وہ چونکہ اپنے رشتہ داروں کو مال ودولت سے نوازتے اور انہیں بڑی حکومتوں کے والی بناتے اس لئے لوگ ان کے متعلق باتیں بنانے لگے یہاں تک کہ کہنے لگے کہ یہ خلافت کی صلاحیت ہی نہیں رکھتے۔انہوں نے انہیں معزول کرنا چاہا۔اور حملہ آور ہو کر ان کا محصور کر لیا اور بہت سی باتیں رونما ہوئیں جن کے بیان سے بات طویل ہو جائے گی حملہ آوروں نے انہیں اپنے گھر میں کئی دنوں تک محصور کئے رکھا۔وہ بڑے ظالم اور برائی کا سر تھے۔تین آدمی آپ پر کود کر حملہ آور ہوئے جنہوں نے آپ کو اپنے گھر میں ذبح کر دیا جبکہ قرآن مجید ان کے سامنے تھا۔آپ اس وقت بہت بوڑھے ہو چکے تھے۔اس امت پر ان کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ پہلی کمزوری اور آزمائش تھی جس نے مسلمانوں کو ایک عظیم بلا اور مصیبت میں مبتلا کر دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون آپ کو جمعہ کے دن ۱۸ ذی الحجہ ۳۵ھ میں انہوں نے شہید کر ڈالا۔قاتلہم اللہ تعالیٰ۔

آپ کے مناقب وفضائل بہت زیادہ ہیں۔پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے جنتی ہونے کی شہادت دی ہے۔آپ ﷺ فرماتے ہیں میں کس طرح اس آدمی سے شرم نہ کروں جس سے فرشتے بھی شرماتے ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بتا دیا تھا کہ آپ شہید ہوں گے اور آزمائے جائیں گے۔

Marfat.com

آپ کے قتل کے بعد مسلمانوں کی بات بکھر گئی اور لوگ بھڑک اٹھے اور ان کا قصاص لینے کے لئے ایک دوسرے سے جھگڑنے لگے یہاں تک کہ مسلمانوں میں سے نوے ہزار مسلمان مارے گئے۔

ابن خلکان وغیرہ نے کہا کہ جب حضرت عثمان کی بیعت کی گئی تو انہوں نے ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو ربذہ کی طرف جلاوطن کر دیا کیونکہ وہ لوگوں کو دنیا سے بے رغبت کرتے تھے۔ اور حکم بن العاص کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ربذہ کی طرف جلاوطن کر دیا تھا تو انہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے واپس بلا لیا حالانکہ انہیں ابوبکر اور عمر نے نہیں بلایا تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ انہوں نے انہیں آپؐ کے حکم سے واپس بلایا تھا یہ بات بہت سے لوگوں نے کہی ہے = اور انہوں نے عبداللہ بن ابی سرح کو مصر کا والی بنایا' اور اپنے رشتہ داروں کو اموال عطا کئے۔ یہی وہ باتیں تھیں جن کی بنیاد پر لوگ آپ پر عیب گری کرتے ۳۵ھ میں اہل کوفہ سے مالک بن اشتر النخعی تخمی دو سو آدمی لے کر مدینہ آ گیا' ڈیڑھ سو آدمی اہل بصرہ سے اور چھ سو آدمی اہل مصر سے آئے یہ سب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو خلافت سے معزول کرنے پر متفق تھے۔ جب وہ مدینہ میں اکٹھے ہوئے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مغیرہ بن شعبہ اور عمرو بن العاص کو ان کے پاس بھیجا جو انہیں اللہ کی کتاب اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دعوت دے رہے تھے تو ان لوگوں نے ان دونوں کو بری طرح واپس کیا اور انہوں نے ان کا کلام سنا بھی نہیں تو آپ نے ان کی طرف حضرت علی کو بھیجا تو آپؓ انہیں اس بات کی طرف لے آئے اور حضرت عثمان جو وعدہ کر رہے تھے اس کے وہ ضامن ہوئے اور اس پر تحریر تیار کی کہ حضرت عثمان ان اعتراضات کو دور کریں اور وہ لوگ اللہ کی کتاب اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر چلیں گے۔ اس پر ان لوگوں نے حضرت علیؓ سے وعدہ لیا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اس بات پر گواہ بنایا کہ وہ اس بات کے ضامن ہوں گے۔ مصریوں نے مطالبہ کیا کہ عبداللہ بن ابی سرح کو معزول کر کے ان کی جگہ محمد بن ابوبکر کو گورنر بنایا جائے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ یہ بات مان لی اور انہیں والی بنا دیا اور ہر شہر کے لوگ الگ الگ ہو کر اپنے اپنے شہر کو روانہ ہو گئے۔ جب مصری ایلہ میں پہنچے تو انہوں نے ایک آدمی کو دیکھا جو حضرت عثمانؓ کے گھوڑے پر سوار تھا۔ اور اس کے پاس حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ایک مہر شدہ خط تھا جو آپ کا املا کیا ہوا تھا اس خط کا مضمون یہ تھا کہ یہ خط عثمان کی طرف سے عبداللہ بن ابی سرح کی طرف ہے۔ جب محمد بن ابی بکر آپ کے پاس آئے اور ان کے ساتھ فلاں اور فلاں آدمی ہو تو ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر کھجور کے تنوں میں لٹکا دو۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ: تو مصری بصری اور کوفی واپس آ گئے۔ جب انہیں یہ بات پہنچی اور انہوں نے یہ خبر حضرت عثمان کو دی تو انہوں نے قسم کھا کر فرمایا کہ انہوں نے یہ کام نہیں کیا اور نہ اس کا حکم دیا۔ یہ بات تو آپ پر مزید مشکل اور بھاری گزری کہ آپ کی بے علمی میں آپ کی انگوٹھی بھی لی جا سکتی ہے اور آپ کے اونٹوں میں سے اونٹ بھی۔ آپ تو پھر اپنے کام مغلوب ہیں پھر انہوں نے آپ کے معزول ہو جانے کا مطالبہ کیا تو آپ نے انکار کر دیا تو آپ کا محاصرہ آپ کے گھر میں کرنے پر سب نے اتفاق کر لیا اور تمام مفسدین میں سب سے بڑے محمد بن ابی بکر تھے۔ یہ محاصرہ شوال کے آخر میں شروع ہوا۔

پھر انہوں نے محاصرہ تنگ کر دیا اور پانی آپ تک پہنچنا بند کر دیا۔

ابو اسامہ باہلیؓ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت عثمان کے محاصرہ کے وقت ان کے پاس موجود تھے تو انہوں نے پوچھا کہ یہ مجھے کیوں قتل کرنا چاہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ کسی مسلمان مرد کا خون صرف تین سبب کی وجہ سے حلال

Marfat.com

ہے۔ (۱) مسلمان ہو کر پھر کفر کی طرف پھر جانا۔ (۲) شادی شدہ زانی۔ (۳) کسی کو ناحق قتل کیا تو اس کے قصاص میں قتل کیا جائے۔ اور میں تو اللہ کی قسم جب سے اللہ نے مجھے ہدایت دی میں نے کبھی اپنے دین کو بدلنے کا ارادہ نہیں کیا۔ نیز میں نے کبھی زنا نہیں کیا نہ جاہلیت میں اور نہ اسلام میں۔ اور نہ میں نے کسی کو ناحق قتل کیا ہے۔ تو یہ لوگ مجھے کیوں قتل کرنا چاہتے ہیں یہ روایت امام احمد نے بیان کی ہے۔

شداد بن اوسؓ بیان کرتے ہیں کہ جب یوم الدار حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ شدید ہو گیا تو میں نے حضرت علی رضی اللہ کو پگڑی پہنے ہوئے اپنے گھر سے نکلتے ہوئے دیکھا آپ گلے میں تلوار لٹکائے ہوئے تھے اور آپ کے آگے آپ کا بیٹا حسنؓ اور عبداللہ بن عمرؓ تھے۔ آپ مہاجرین اور انصار کی ایک جماعت کو ساتھ لئے ہوئے تھے تو انہوں نے لوگوں پر حملہ کر کے جدا جدا کر دیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس جا پہنچے تو حضرت علی نے ان سے کہا السلام علیک یا امیر المومنین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اس حکومت میں آئے تو آپ ﷺ نے آنے والے کو اس طرح مارا کہ بھاگنے والے کو بھی سبق سکھا دیا اور میں خدا کی قسم یہی دیکھ رہا ہوں کہ یہ لوگ آپ کو قتل کر کے رہیں گے تو آپ ہمیں حکم دیں کہ ہم جنگ کریں تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اس آدمی کو قسم دیتا ہوں جو اپنے ذمہ اللہ کا حق جانتا ہے اور اقرار کرے کہ میرا اس پر حق ہے کہ وہ میری وجہ سے سینگی بھر بھی کسی کا یا اپنا خون نہ بہائے۔ حضرت علیؓ نے اپنی بات دہرائی حضرت عثمانؓ نے پھر وہی جواب دیا شداد کہتے ہیں پھر میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دروازے سے نکلتے دیکھا وہ یہ کہہ رہے تھے اے اللہ تو جانتا ہے کہ ہم نے اپنی کوشش پوری کر دی پھر وہ مسجد میں چلے گئے۔ اتنے میں بلوائی چھلانگ لگا کر ان کے گھر میں گھس گئے قرآن مجید ان کے سامنے رکھا ہوا تھا۔ تو محمد بن ابی بکر نے آپ کی داڑھی پکڑی تو آپ نے ان سے کہا بھتیجے! اللہ کی قسم اگر تیرا باپ تیری جگہ دیکھ لیتا تو اس کو تیری یہ حرکت بری لگتی تو وہ داڑھی چھوڑ کر واپس آ گیا پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بتار بن عیاض اور سودان بن حمران نے اپنی تلواروں سے قتل کر دیا آپ کا خون نکل کر اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر جا گرا فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ.

عمرو بن الحق آپ کے سینے پر بیٹھ گیا اور آپ کو اتنا مارا کہ آپ شہید ہو گئے اور عمیر بن صابی آپ کے پیٹ پر چڑھ کر کودنے لگا جس سے آپ کی پسلیوں میں سے دو پسلیاں ٹوٹ گئیں۔

امام احمد بن حنبل نے کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے یوں بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فتنہ کا ذکر فرمایا پھر آپ نے اس کی بڑائی اور قرب کا ذکر فرمایا پھر ایک آدمی کپڑے میں لپٹا ہوا گزرا تو آپؐ نے فرمایا یہ آدمی اس وقت حق پر ہوگا۔ ہم نے دیکھا تو وہ آدمی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔ ترمذی نے اس حدیث کا معنی ذکر کیا اور اس میں ہے کہ یہ آدمی اس وقت ہدایت پر ہوگا۔ اور کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی دو خصوصیتیں وہ ہیں جو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر میں بھی نہیں تھیں (۱) اپنے نفس پر صبر حتی کہ آپ مظلوم مارے گئے اور دوسری بات یہ تھی کہ آپ نے تمام مسلمانوں کو ایک قرآن مجید پر جمع کر دیا یہ بات ابن مہدی وغیرہ نے کہی ہے۔

شہادت اور مدت خلافت: مدائنی کہتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ بدھ کے دن عصر کے بعد قتل کئے گئے اور ہفتے کے دن دفن کئے گئے۔ بعض کہتے ہیں جمعہ کے دن دفن ہوئے ۱۸ ذی الحجہ ۳۵ھ میں۔ مہدی کہتے ہیں کہ آپ ایام التشریق کے وسط میں قتل

Marfat.com

کئے گئے اور تین دن تک پڑے رہے انہیں دفن نہیں کیا گیا اور نہ نماز پڑھی گئی۔ بعض کہتے ہیں کہ آپ کی جبیر بن مطعم نے نماز جنازہ پڑھی اور رات کو دفن کئے گئے۔ محاصرے کی مدت میں بھی اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ بیس دن سے زائد عرصہ محاصرہ رہا۔ بعض علماء ۴۹ دن بتاتے ہیں یہ بات واقدی نے ذکر کی ہے زبیر بن بکار کہتے ہیں کہ اسی دن محاصرہ رہا۔

آپ کی مدت خلافت بارہ دن کم بارہ سال رہی ہے اور جب فوت ہوئے تو اسی سال کے تھے یہ بات ابن اسحٰق نے کہی ہے۔ اور لوگ کہتے ہیں کہ آپ کی خلافت گیارہ سال گیارہ ماہ اور چودہ دن رہی اور جب قتل ہوئے تو آپ ۸۸ اٹھاسی سال کے تھے۔ بعض نے کہا آپ کی خلافت بارہ سال رہی اور جب فوت ہوئے تو بیاسی سال کے تھے۔ بعض آپ کی عمر تراسی سال کہتے ہیں اور بعض نوے سال اور کچھ اس کے علاوہ بھی کہتے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

خلافت امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

اس کے بعد خلافت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ آئی جس دن حضرت عثمان قتل ہوئے اسی دن ان کی بیعت خلافت کی گئی جیسا کہ آگے ذکر ہوگا ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کا شجرہ نسب آپ کے قریب کے دادے عبدالمطلب پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جاملتا ہے اور یہ ہاشم کی طرف منسوب ہوتے ہیں اس لئے انہیں قرشی اور ہاشمی کہتے ہیں۔ آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی چچا کے بیٹے ہیں آپ کا نام جاہلیت میں بھی اور اسلام میں بھی ہمیشہ علی رہا اور آپ کی کنیت ابوالحسن اور ابوتراب بھی ہے یہ دوسری کنیت آپ کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھی تھی۔ یہ آپ ﷺ کو تمام لوگوں سے زیادہ پیارے تھے۔ جب یہ سات برس کے تھے تو اسلام لائے۔ بعض نو، بعض دس اور بعض نے پندرہ وغیرہ ذکر کی ہے مدینہ میں آپ نے خود آپ کو اپنے گھر کی نگرانی کے لئے چھوڑا تھا۔ آپ بہت بڑے عالم تھے۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو حضرت علی آپ کے بعد تین دن رات مکہ میں ہی مقیم رہے حتیٰ کہ لوگوں کی امانتیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھیں وہ انہیں ادا کیں پھر وہ آپ کے ساتھ جاملے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ پہلے آدمی تھے جو ایمان لائے اور پہلے آدمی تھے جنہوں نے نماز ادا کی۔ ان کی بیوی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی لڑکی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ جس کو آپؐ نے ایک چادر، کھجور کے پتوں سے بھرا ہوا ایک چمڑے کا تکیہ، دو چکیاں، ایک مشکیزہ اور دو مٹکے گھر میں آباد کرتے وقت عنایت فرمائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جنت کی بشارت دی۔ آپؓ کے فضائل بھی بہت زیادہ ہیں۔ آپ کا یہ فرمان ہی کافی اور جامع ہے۔

اَنَا مَدِيْنَةُ الْعِلْمِ وَ عَلِيٌّ بَابُهَا کہ میں علم کا شہر ہوں اور حضرت علی اس کا دروازہ ہیں۔

عمدہ فائدہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انبیاء کے سردار پانچ ہیں۔ (۱) نوح (۲) ابراہیم الخلیل (۳) موسیٰ (۴) عیسیٰ (۵) محمد ﷺ (علیہم السلام)

ان انبیاء کا ذکر جو ختنہ کئے ہوئے پیدا ہوئے:

کعب احبار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں وہ تیرہ آدمی تھے۔ (۱) آدم (۲) شیث (۳) ادریس (۴) نوح (۵) سام (۶) لوط (۷) یوسف (۸) موسیٰ (۹) شعیب (۱۰) سلیمان (۱۱) یحییٰ (۱۲) عیسیٰ (علیہم السلام) اور محمد رسول اللہ ﷺ۔

Marfat.com

محمد بن حبیب ہاشمی نے کہا کہ وہ چودہ آدمی تھے۔ (۱) آدم (۲) شیث (۳) نوح (۴) ہود (۵) صالح (۶) لوط (۷) شعیب (۸) یوسف (۹) موسیٰ (۱۰) سلیمان (۱۱) زکریا (۱۲) عیسیٰ (۱۳) حنظلہ بن صفوانؑ جو اصحاب الرس کے نبی تھے (علیہم السلام) (۱۴) اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

کاتبین رسول اللہ: ابوبکرؓ عمرؓ عثمانؓ علیؓ ابی بن کعب (یہ پہلے کاتب ہیں) زید بن ثابت انصاریؓ معاویہ بن ابی سفیانؓ حنظلہ بن ربیعہ اسدیؓ خالد بن سعید بن عاص ہیں۔ زید اور معاویہ آپ کے دائمی کاتب تھے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

زمانہ رسالت میں حافظین قران: ابی بن کعبؓ معاذ بن جبلؓ ابو یزید انصاریؓ ابودرداءؓ زید بن ثابتؓ عثمان بن عفانؓ تمیم داریؓ عبادہ بن صامتؓ ابوایوب انصاریؓ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

نبیؐ کے سامنے گردنیں اڑانے والے صحابہ: علیؓ زبیرؓ محمد بن مسلمہ مقدادؓ عاصم بن ابوافلح رضی اللہ عنہم۔

آپ کے محافظ صحابہ کرام: سعد بن ابی وقاصؓ سعد بن معاذؓ عباد بن بشرؓ ابوایوب انصاریؓ محمد بن مسلمہ انصاری رضی اللہ عنہم۔

پھر جب یہ آیت اتری واللہ یعصمك من الناس یعنی اللہ تعالیٰ آپ کو لوگوں سے محفوظ رکھے گا۔'' تو ان صحابہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگرانی کرنا چھوڑ دی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں فتویٰ دینے والے صحابہ: ابوبکرؓ عمرؓ عثمانؓ علیؓ عبدالرحمٰن بن عوفؓ ابی بن کعبؓ عبداللہ بن مسعودؓ معاذ بن جبلؓ عمار بن یاسرؓ حذیفہؓ زید بن ثابتؓ سلمانؓ ابودرداء اور ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم۔

مدینہ کے تابعین کرام جن تک فتویٰ پہنچتا ہے: سعید بن مسیبؒ ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارثؒ قاسمؒ عبیداللہؒ عروہؒ سلیمان اور خارجہ رحمہم اللہ۔

جنہوں نے ماں کی گود میں کلام کیا: وہ چار تھے۔ جریج کے واقعہ والا بچہ جس نے ان کی زنا سے براءت کی شہادت دی یوسف علیہ السلام کی زلیخا سے براءت کی شہادت دینے والا۔ فرعون کا نواسہ ابن ماشطہ جس نے اس کو کفر سے ڈرایا۔ اپنی ماں کی براءت کی شہادت دینے والے عیسیٰؑ۔

مرنے کے بعد جنہوں نے کلام کی وہ چار ہیں۔

یحییٰ بن زکریا جب ان کو ذبح کیا گیا تو انہوں نے کلام کیا۔ اور حبیب نجار جس نے یہ کہا کہ ﴿یَا لَیْتَ قَوْمِیْ یَعْلَمُوْنَ﴾ اور جعفر طیار جس نے کہا ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا﴾ اور حسین بن علیؓ جنہوں نے کہا ﴿وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ﴾

جو اپنی ماں کے پیٹ میں مدت حمل سے زیادہ عرصہ رہے: سفیان بن حیان چار سال بعد پیدا ہوئے۔ محمد بن عبداللہ بن حسن ضحاک بن مزاحم سولہ مہینے بعد پیدا ہوئے۔ یحییٰ بن علی بن جابر بغوی بھی سولہ مہینے بعد پیدا ہوئے۔ سلیمان ضحاک

Marfat.com

دو سال بعد پیدا ہوئے۔

نمرود کا ذکر: نمرود بادشاہ چھ گزرے ہیں۔

(۱) نمرود بن کنعان بن حام بن نوحؑ یہ ان بادشاہوں میں سے ہے جنہوں نے تمام دنیا پر حکومت کی۔ یہ ابراہیم علیہ السلام کے زمانے میں تھا۔ (۲) نمرود بن کوش بن کنعان یہ گدوں والا ہے۔ اس کا قصہ مشہور ہے (۳) نمرود بن ماش بن کنعان (۴) نمرود بن سنجار بن نمرود بن کوش بن کنعان (۵) نمرود بن ساروع بن ارغو بن مالخ (۶) نمرود بن کنعان بن مصاص بن نقطا۔

فرعونوں کا ذکر: یہ تین ہیں۔ (۱) سنان بن اشعل بن علوان بن حمید بن عملیق یہ ابراہیم کے زمانے کا فرعون ہے۔ (۲) ریاں بن ولید یہ یوسف کے دور والا فرعون ہے (۳) ولید بن مصعب یہ موسیٰ کے دور والا فرعون ہے۔

وہ اصحاب المذاہب جن کے مذہب کی پیروی کی گئی: امام نووی کی کتاب علوم الحدیث میں لکھا ہے۔ (۱) سفیان ثوریؒ جو بصرہ میں ۱۶۱ھ میں فوت ہوئے اور ۲۷ھ میں پیدا ہوئے۔ (۲) امام مالک بن انسؒ مدنی مدینہ میں ۱۷۹ھ میں فوت ہوئے۔ ان کی سن ولادت ۹۰ھ ہے۔ (۳) ابوحنیفہ نعمان بن ثابتؒ بغداد میں ۱۵۰ھ میں ستر سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ (۴) ابوعبداللہ محمد بن ادریس شافعیؒ مصر میں رجب کے آخر میں ۲۰۴ھ میں فوت ہوئے۔ یہ ۱۵۰ھ میں پیدا ہوئے تھے۔ (۵) ابوعبداللہ احمد بن حنبل بغداد میں ربیع الاول ۱۶۴ھ کو فوت ہوئے۔

معتمد اصحاب الحدیث: (۱) ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری جمعہ کے دن ۱۹۴ھ ۱۳ شوال کو پیدا ہوئے اور عید الفطر کی رات ۲۵۶ھ میں فوت ہو گئے۔ (۲) امام مسلم نیشاپور میں ۲۵ رجب ۲۶۱ھ میں فوت ہوئے جبکہ یہ ۵۵ برس کے تھے۔ (۳) ابو داؤد بصرہ میں شوال ۲۷۵ھ میں فوت ہوئے۔ (۴) ابوعیسیٰ ترمذی ترمذ میں ۲۶۹ھ ۱۳ رجب کو فوت ہوئے۔ (۵) ابوعبدالرحمٰن نسائی (۳۰۳ھ میں فوت ہوئے۔ (۶) ابوالحسن دارقطنی بغداد میں ذی القعدہ ۳۸۵ھ میں فوت ہوئے۔ اور ۳۰۶ھ میں پیدا ہوئے۔ رحمہم اللہ اجمعین

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی بیعت: مورخین کہتے ہیں۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو لوگ حضرت علیؓ کے پاس آئے اور ان کو گھر میں بند کر دیا اور اندر جا کر کہنے لگے کہ یہ آدمی (عثمان رضی اللہ عنہ) قتل ہو چکا ہے اب لوگوں کے لئے ایک امام کا ہونا نہایت ضروری ہے اور ہم آپ سے زیادہ حقدار کسی اور کو نہیں سمجھتے۔ انہوں نے ان کی بات رد کر دی تو انہوں نے ضد کی تب انہوں نے فرمایا اگر تم میری بیعت ہی کرنا چاہتے ہو تو یہ چھپ کر نہیں ہونی چاہیے وہ مسجد گئے اور طلحہ، زبیر، سعد بن ابی وقاص، اور جلیل القدر صحابہ کرام بھی آئے تو سب سے پہلے بیعت کرنے والے حضرت طلحہؓ تھے پھر تمام لوگوں نے بیعت کی اور آپ کی بیعت پر تمام مہاجرین اور انصار اکٹھے ہو گئے۔ کچھ لوگوں نے بیعت نہ کی۔ تو آپ نے ان کو مجبور نہ کیا۔ اور ان کے بارے میں کہا کہ یہ لوگ حق سے پیچھے ہٹ گئے ہیں مگر باطل کا ساتھ بھی نہیں دیا۔ آپ کی بیعت میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی شامل نہ ہوئے یہاں تک جنگ صفین کا واقعہ پیش آیا۔ پھر خارجی نکل آئے۔ اور انہوں نے ان سب کو کافر قرار دے دیا اور ان سے لڑائی پر اکٹھے ہو گئے۔ (قاتلھم اللہ)۔

Marfat.com

انہوں نے مسلمانوں کا عصا توڑ ڈالا اور اختلاف کا جھنڈا گاڑ دیا۔ خون بہانے لگے اور راہزنی کرنے لگے۔ تو حضرت علیؓ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ ان کی طرف گئے اور انہیں واپس لانا چاہا مگر انہوں نے جنگ کے علاوہ کسی بات کو قبول نہ کیا۔ تو آپ نے ان سے نہروان میں لڑائی کی۔ ان کو مارا اور ان کے بڑے بڑوں کی جڑ اکھیڑ ڈالی۔ یہ تھوڑے سے ہی بچے تھے۔ امیر المومنین عمرؓ کو جب خنجر مارا گیا تو آپؑ نے فرمایا اگر یہ لوگ اجلح (محلوق الراس) یعنی حضرت علی کو اپنا والی بنالیں تو وہ ان کو سیدھے راستہ پر چلائے گا۔ پھر وہی ہوا جیسا آپؓ نے فرمایا تھا۔ کہ علیؓ ان کو سیدھے راستے پر لے کر چلے آپ رعیت کے ساتھ شفقت کرنے والے متواضع، پرہیزگار اور دین میں مضبوط تھے۔ آپ کی خوراک جو کا آٹا تھی۔ جس کی ایک مٹھی لے کر پیالے میں ڈالتے پھر اس پر پانی ڈال کر پی لیتے۔ ان کے بارے میں خارجیوں نے اختلاف کیا۔ بعض نے ان کو معبود قرار دے دیا تو آپ نے ان کو آگ سے جلایا۔ کسی آدمی نے ابن عباسؓ سے پوچھا کیا حضرت علیؓ بذات خود جنگ صفین میں شامل ہوئے تھے تو آپ نے کہا کہ خدا کی قسم میں نے اب تک کوئی آدمی نہیں دیکھا جوان سے زیادہ اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالتا ہو اور میں تو کئی دفعہ لوہے کی زرہ پہنے ہوئے شخص کی طرف آپ کو ننگے سر ہاتھ میں تلوار لئے ہوئے جاتے دیکھا پھر بھی آپ اس شخص کو مار ڈالتے۔

درۃ الغواص میں ہے کہ آپؓ کی بہادری کے جو واقعات مروی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ جب بلندی سے تلوار مارتے تو لمبا میں نیچے تک اس کو توڑ دیتے اور جب چوڑائی میں تلوار چلاتے تو کاٹ کر ٹکڑے کر دیتے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شہادت: آپ کے قتل کا واقعہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور یہ بھی کہ آپؓ کو کس نے قتل کیا ہے۔ ابن ملجم نے جمعہ کی رات سترہ رمضان چالیس ہجری میں آپ کے دماغ پر کود کر خنجر مارا آپؓ دو دن بعد فوت ہوئے۔ لوگوں نے ابن ملجم کو پکڑ لیا تو حضرت علیؓ کی وفات کے بعد انہوں نے اس کے ایک ایک جوڑ کو سخت سزا دی۔ آپ اس وقت موجود تمام صحابہ سے افضل تھے۔ آپ کے فضائل بہت زیادہ ہیں جنہیں حافظ ابو عبداللہ ذہبی نے ایک جلد میں جمع کر دیا ہے۔

بہت سے مورخین نے ذکر کیا ہے کہ جب ابن ملجم نے آپ کو خنجر مارا تو آپؓ نے حضرت حسن اور حسین کو لمبی وصیت فرمائی آخر میں فرمایا یہ بہانہ بنا کر کہ امیر المومنین قتل ہو گئے تم مسلمانوں کی خونریزی میں ہرگز داخل نہ ہونا۔ خبردار میرے قتل کی وجہ صرف میرے قاتل ہی کو قتل کرنا۔ مارنے کے بدلے صرف مارنا اور اس کا مثلہ نہ کرنا کیونکہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے مثلہ کرنے سے منع فرمایا ہے جب حضرت علی فوت ہو گئے۔ تو حضرت حسن نے ابن ملجم کو قتل کر دیا۔ اس کے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے اس کی آنکھوں میں گرم کر کے کیل پھیرے گئے۔ لیکن اس نے پھر بھی آہیں نہ بھریں اور نہ گھبرایا تو جب اس کی زبان کاٹنے لگے تو اس نے اس وقت افسوس کا اظہار کیا اور گھبرایا تو جب اس سے اس کا سبب پوچھا گیا تو وہ کہنے لگا کہ میں یہ آہیں موت سے گھبراہٹ کی وجہ سے زبان پر نہیں لایا بلکہ میں تو اس لئے گھبرایا کہ مجھ پر دُنیا کی زندگی میں کچھ ایسی گھڑیاں بھی گزریں گی کہ جن میں اللہ تعالیٰ کا ذکر میں نہ کرسکوں گا مگر انہوں نے اس کی زبان کاٹ دی۔ تو وہ اس کے بعد مر گیا۔

حدیث میں آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ پہلے لوگوں میں بدبخت ترین آدمی کون تھا؟ انہوں نے کہا اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں تو آپ نے فرمایا صالح علیہ السلام کی اونٹنی کو ذبح کرنے والا تمام پہلے لوگوں میں بدبخت تھا۔ پھر فرمایا کیا تجھے معلوم ہے کہ پچھلے لوگوں میں نہایت بدبخت کون ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ اللہ

Marfat.com

اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ آدمی جو تجھے سر پر مارے کہ جس سے تیری یہ خون سے تربتر ہو جائے گی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی داڑھی پکڑ کر اس کی طرف اشارہ فرمایا۔ حضرت علیؓ فرماتے تھے میں پسند کرتا ہوں کہ وہ نہایت بدبخت آدمی دنیا میں اٹھے تو عبدالرحمٰن بن ملجم خارجی نے آپ کو خنجر مارا۔

آپ کی وفات ۵۷ھ یا ۵۸ھ یا ۶۸ھ میں ہوئی۔ ابن جریر طبری نے کہا جب آپ فوت ہوئے تو آپ کی عمر پینسٹھ سال تھی دوسرے مورخین نے کہا کہ اس وقت آپ کی عمر تریسٹھ سال اور خلافت چار سال نو مہینے اور ایک دن تھی۔ آپ مدینہ میں چار مہینے ٹھہرے پھر عراق چلے گئے اور کوفہ میں قتل ہوئے۔ اور آپ کی عمر اور مدت خلافت میں اختلاف ہے۔ رضی اللہ عنہ۔ واللہ اعلم

خلافت امیر المومنین حسن رضی اللہ عنہ

یہ چھٹے خلیفہ ہیں انہوں نے خلافت کو چھوڑ دیا جیسا کہ آگے آئے گا۔

حضرت علیؓ کے بعد امیر المومنین حضرت حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ خلیفہ بنائے گئے۔ آپ کی کنیت ابو محمد تھی اور لقب ذکی تھا۔ آپ کی والدہ حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا تھیں۔ اپنے والد کی وفات کے بعد ان کی بیعت کی گئی پھر آپ مدائن چلے گئے اور وہاں ہی مقیم ہو گئے۔ آپ مدائن میں تھے کہ ایک منادی کرنے والے نے یہ اعلان کیا کہ قیس قتل ہو گئے ہیں اس لئے تم کوچ کرو۔ انہیں حضرت حسنؓ نے مقدمۃ الجیش میں مقرر کیا تھا۔ ان کا پورا نام قیس بن سعد بن عبادۃ تھا۔ جب حضرت حسن نکلے تو آپ پر جراح اسدی نے جو آپ کے ساتھ چل رہا تھا خنجر سے ران پر قاتلانہ حملہ کر کے زخمی کر دیا تو آپ نے فرمایا تم نے کل میرے باپ کو قتل کیا آج مجھ پر کود پڑے ہو تم انصاف والوں سے بے رغبتی اور ظالموں کے ساتھ رغبت رکھتے ہو اس کا انجام تمہیں تھوڑے دنوں کے بعد معلوم ہو جائے گا۔ پھر آپ نے حضرت امیر معاویہؓ سے چند شروط کے تحت خلافت ان کے حوالے کرنے پر رضامندی کا خط لکھا تو حضرت معاویہؓ نے ان کی تمام شرائط مان لیں اور سارے مطالبات مان لئے۔ پچیس ربیع الاول کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی کیونکہ مسلمانوں کے متحد ہونے اور جنگ چھوڑ دینے میں مصلحت سمجھی۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان میں جس بات کا بیان ہے جو معجزہ کے طور پر سامنے آئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اِنَّ ابْنِیْ ھٰذَا سَیِّدٌ وَّ سَیُصْلِحُ اللّٰہُ بِہٖ وَ فِیْ رِوَایَۃٍ وَّ لَعَلَّ اللّٰہَ یُصْلِحُ بِہٖ بَیْنَ فِئَتَیْنِ عَظِیْمَتَیْنِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ کہ یہ میرا بیٹا سردار ہے اور عنقریب اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح کرا دے گا۔ کہا جاتا ہے کہ انہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے ایک لاکھ درہم لئے تھے ایک فرقہ نے کہا کہ انہوں اذرح مقام پر جمادی الاول میں ان سے صلح کی اور ان سے ایک لاکھ دینار لئے تھے۔ بعض نے چار سو ہزار درہم کہا ہے۔ بعض نے کہا انہوں نے یہ شرط لگائی کہ انہیں بیت المال سے ان کی ضرورت کے مطابق دیا جائے اور ولی عہد بھی مجھے مقرر کریں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اس بات پر خوش ہوئے اور سب شرائط مان لیں۔ تو حضرت حسن خلافت سے الگ ہو گئے اور خلافت ان کے سپرد کر دی اور ان سے صلح کر لی اور وہ دونوں کوفہ میں چلے گئے اور اس سال کا نام عام الجماعۃ یعنی مسلمانوں کے جدا ہو جانے کے بعد دوبارہ ایک خلیفہ پر اکٹھے ہونے کا سال پڑ گیا۔

حضرت شعبی کہتے ہیں کہ میں اس خطبہ میں موجود تھا جو حضرت حسن نے خلافت سے الگ ہونے اور حضرت معاویہ رضی اللہ

Marfat.com

عنہ سے صلح کرتے وقت ارشاد فرمایا۔ آپ نے اللہ کی تعریف وثنا بیان کی پھر فرمایا امابعد یقیناً اعلیٰ درجہ عقل مند اور دانا وہ ہے جو گناہوں سے تقویٰ اور صفائی اختیار کرے اور انتہائی احمق اور بیوقوف وہ ہے جو فسق و فجور میں داخل ہو گیا۔ یہ خلافت وحکومت کا معاملہ جس میں میں اور معاویہ اختلاف کر رہے ہیں اس کے حقدار اگر یہ ہیں تو پھر یہ چونکہ حقدار ہیں لہٰذا انہیں ملنی چاہیے اگر میرا حق ہے تو میں اس کو چھوڑتا ہوں یہ فیصلہ میں نے اس لئے کیا تاکہ مسلمانوں کی اصلاح ہو اور ان کے خون گرنے سے محفوظ ہو جائیں مجھے معلوم نہیں شاید کہ یہ تمہارے لیے آزمائش اور ایک وقت تک فائدہ ہو۔ پھر آپ مدینہ واپس آ گئے۔ بہت سے لوگ ان پر آپ سے ناراض بھی ہوئے لیکن آپ نے جواب دیا کہ میں نے تین باتوں کو پسند کر کے اپنا لیا اور ان کے مقابل تین کو چھوڑ دیا میں نے جماعت کو جدائی پر ترجیح دی' مسلمانوں کے خون محفوظ رکھنے کو خون گرانے پر ترجیح دی اسی طرح عار اور ملامت کو جہنم کی آگ پر ترجیح دی۔

حسن رضی اللہ عنہ کے محاسن: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے صحیح حدیث مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر دیکھا جبکہ حضرت حسن آپ کی دائیں جانب تھے تو آپ ایک دفعہ لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور ایک دفعہ ان کی طرف اور آپ فرما رہے تھے اِنَّ ابْنِیْ هٰذَا سَیِّدٌ وَّ لَعَلَّ اللّٰهَ یُصْلِحُ بِهٖ بَیْنَ فِئَتَیْنِ عَظِیْمَتَیْنِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ یعنی میرا یہ بیٹا سید ہے اور یقیناً اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح کرائے گا۔

حضرت حسن سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا مجھے اپنے اللہ سے حیا آتی ہے کہ اس سے اس حال میں ملوں کہ اس کے گھر چل کر نہ گیا ہوں۔ اس لئے عمدہ سواریاں ساتھ ہونے کے باوجود آپ بیس دفعہ پیدل مدینہ سے مکہ گئے۔ دو دفع تو اپنا سارا مال فی سبیل اللہ دے دیا اور تین دفعہ اپنا مال فی سبیل اللہ اس طرح تقسیم کیا کہ ایک جوتا فی سبیل اللہ دے دیتے اور ایک رکھ لیتے۔

ابن خلکان کہتے ہیں کہ جب آپ بیمار ہوئے تو مروان بن الحکم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو ان کی بیماری کے متعلق لکھا تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے لکھا کہ ان کی اطلاع مجھے بہت جلدی پہنچانا جب معاویہ رضی اللہ عنہ کو ان کی موت کی خبر پہنچی تو انہوں نے اتنی بلند آواز میں تکبیر کہی الخضراء تک اس کی آواز سنی گئی تو شام والوں نے بھی اس تکبیر کی آواز سن کر تکبیر کہی۔ تو فاختہ بنت قریظہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا اللہ تعالیٰ آپ کی آنکھ ٹھنڈی کرے آپ نے کیوں اتنی بلند آواز سے تکبیر کہی۔ انہوں نے کہا۔ حسن رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے ہیں اس نے کہا کیا آپ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بیٹے کی وفات پر تکبیر کہہ رہے ہیں انہوں نے کہا۔ میں نے ان کی موت کی خوشی میں تکبیر نہیں کہی لیکن مجھے سکون اور راحت قلبی محسوس ہوئی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ان کے پاس گئے تو انہوں نے ان سے پوچھا آپ کو معلوم ہے کہ آپ کے اہل بیت میں کیا حادثہ وقوع پذیر ہوا تو انہوں نے فرمایا اور تو مجھ کو کچھ بھی معلوم نہیں مگر میں آپ کو دیکھ رہا ہوں کہ آپ بہت خوش ہیں اور مجھے آپ کی تکبیر کی آواز بھی پہنچی تو انہوں نے کہا حضرت حسن رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے ہیں تو حضرت ابن عباس نے تین دفعہ فرمایا اللہ تعالیٰ ابو محمد پر رحم فرمائے اے معاویہ خدا کی قسم تم ان کی قبر سے اپنی قبر کو بند نہیں کر سکتے بلکہ اپنی قبر میں تم نے بھی ضرور جانا ہے اور ان کی عمر کے کم ہونے سے آپ کی عمر میں اضافہ نہیں ہو سکتا اگر ہمیں حسنؓ کے فوت ہونے سے مصیبت پہنچی ہے تو اس سے قبل ہمیں امام المتقین خاتم النبیین کی وفات سے بھی تو مصیبت پہنچ چکی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس شگاف کو بھی بھر دیا اور ان آنسوں کو بھی سکون دے دیا اور آپ کے بعد

Marfat.com

اللہ تعالیٰ ہمارے لئے بہترین جانشین بنایا۔

حضرت حسن کو زہر دیا گیا تھا انہیں ان کی بیوی مقدمہ بنت اشعث نے زہر دیا تو آپ نے دو مہینے اس حال میں گزارے روزانہ آپ کے نیچے سے کئی دفعہ خون سے بھرا ہوا تھال اٹھایا جاتا اور آپ رضی اللہ عنہ فرماتے مجھے کئی دفعہ زہر دیا گیا مگر اس دفعہ سب سے زیادہ زہر دیا گیا۔ اور آپ نے اپنے بھائی حضرت حسین کو وصیت کی کہ جب میں فوت ہو جاؤں تو اگر کوئی صورت بن سکی تو مجھے اپنے نانا کے ساتھ دفن کرنا اور وہاں نہ دفنانے دیں تو بقیع الغرقد میں ہی دفن کر دینا۔ پھر جب وہ فوت ہوئے تو امام حسین اور ان کے رشتے دار ہتھیار لے کر آپ کو نبیؐ کے پاس دفن کرنے کے لئے نکلے۔ تو مروان بن حکم (جو مدینہ کے گورنر تھے) بنی امیہ میں سے اپنے طرف داروں کو لے کر نکل آئے اور حضرت حسینؓ کو اس ارادے سے روک دیا۔

آپ کی وفات ربیع الاول ۴۹ھ میں ہوئی۔ بعض کہتے ہیں کہ ۵۰ھ میں ہوئی۔ آپ کی نماز جنازہ سعید بن العاص نے پڑھائی۔ آپ اپنی والدہ سیدہ فاطمہؓ کے ساتھ دفن کئے گئے۔ بعض کہتے ہیں کہ آپ بقیع الغرقد میں قبہ عباس میں دفن ہوئے۔ اسی قبر میں امام زین العابدین اور ان کے بیٹے محمد باقر اور پوتے جعفر بن محمد صادق دفن کئے گئے۔ گویا کہ چار اشخاص ایک ہی قبر میں مدفون ہیں۔ تو یہ قبر بہت ہی بہترین ہے۔

مدت خلافت: آپ کی مدت خلافت چھ ماہ اور پانچ دن ہے بعض نے کہا کہ ایک دن کم چھ ماہ ہے۔ تو گویا یہ مدت نبی کی بتائی ہوئی مدت خلافت کا تکملہ ہے۔ پھر اس کے بعد حق تلفی کرنے والی حکومت آئے گی پھر ظلم اور فساد زمین میں پھیل جائے گا جیسے کہ نبیؐ نے فرمایا تھا۔ جب امام حسنؓ فوت ہوئے تو ان کی عمر ۴۷ سال تھی۔

خلافت امیر المومنین معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنہ

مورخین کہتے ہیں۔ جب امام حسنؓ خلافت سے الگ ہوئے تو حضرت معاویہؓ کے پاس تمام اختیارات چلے گئے اور آپ کی حکومت مضبوط ہوگئی اور ان کے لئے خلافت منظم کی گئی اور اہل شام نے یوم تحکیم ❶ کو خلافت کی بیعت کر لی تھی۔ لیکن اہل عراق نے ان سے حضرت حسن کی مصالحت تک اختلاف برقرار رکھا۔ تو اس مصالحت کے بعد تمام لوگوں نے آپ کی بیعت پر اجماع کر لیا۔ آپ کی ولادت منیٰ میں مقام خیف پر ہوئی آپ اپنے والد ابو سفیان سے پہلے مسلمان ہوئے۔ آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے اور آپ کے لئے کاتب بنے۔ یہ اپنے بھائی یزید بن ابی سفیان کے لشکر میں تھے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے دمشق کے گورنر تھے۔ جب وہ قریب الموت ہوئے تو انہوں نے اپنے بھائی کو وہاں کا حاکم بنا دیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ۲۰ھ میں ان کو وہاں کا حاکم برقرار رکھا آپ مسلسل بیس سال تک شام کے والی رہے۔

آپ خلافت فاروقی اور خلافت عثمانی میں اس عہدے پر برقرار رہے اور حضرت علیؓ کی خلافت میں اس پر مکمل کنٹرول حاصل کر لیا۔ تا وقتیکہ امام حسن نے خلافت کی ذمہ داری ان کے سپرد کر دی تو ان کے لئے امر حکومت مکمل ہو گیا۔ اس وقت انہوں نے اپنے نائبین کو تمام شہروں میں بھیج دیا یہ بات ۴۱ھ میں رونما ہوئی اسی لئے اس سال کو عام الجماعۃ کہا جاتا ہے کیونکہ امت جدا ہو

❶ یہ وہ دن ہے جس دن حضرت علیؓ اور معاویہؓ نے مل کر عمرو بن عاص اور ابو موسیٰ اشعری کو حکم تسلیم کیا تھا۔

Marfat.com

جانے کے بعد ایک امام پر اس سال جمع ہوگئی تھی۔ ایک عورت نے ان کے ساتھ شادی کرنے کے بارے میں نبیؐ سے مشورہ لیا تھا تو آپ نے فرمایا انه صعلوك وہ تنگ دست آدمی ہے اس کے پاس مال نہیں ہے اس واقعہ کے گیارہ سال بعد وہ دمشق کے نائب بنا دیئے گئے پھر چالیس سال بعد وہ پوری دنیا کے بادشاہ بن گئے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے اوصاف وخصائل: آپ گندم گوں خوبصورت، رعبدار، بہت شان وشوکت والے تھے۔ آپ عمدہ اور پرتکلف لباس پہنتے تھے۔ نشان کردہ عمدہ گھوڑوں پر سوار ہوئے آپ بڑی بخشش اور سخاوت والے تھے۔ اپنی رعیت کے ساتھ احسان کرتے۔ بڑی شان والے تھے۔ آپ کا شجرہ نسب نبیؐ کے ساتھ عبد مناف بن قصی میں جا ملتا ہے۔ آپ امیہ بن عبدالشمس کی طرف منسوب ہو کر اموی کہلاتے ہیں۔ مرۃ بن نوفل اشجعی حروری نے آپ پر خروج کیا اور کوفہ چلا گیا۔ یہ پہلا خارجی تھا۔ تو حضرت معاویہؓ نے کوفہ والوں کو خط لکھا کہ تم جب تک اس خارجی کو نہیں روکو گے تو تمہاری ذمہ داری مجھ پر نہ رہے گی۔ تو انہوں نے اس سے جنگ کی اور اسے مار ڈالا۔

حضرت معاویہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے سرائیں بنائیں اور چوکیدار اور دربان مقرر کیے۔ یہ پہلے شخص ہیں کہ جب یہ چلتے تو پولیس والے ہتھیار لے کر ان کے آگے آگے چلتے تھے۔ اسی طرح یہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے کھانے، پینے اور پہننے میں عمدگی کا خیال رکھا۔ آپ نہایت حوصلہ مند اور بردبار تھے۔ آپ کی بردباری کے بہت سے واقعات ہیں۔ جب ان کے فوت ہونے کا وقت قریب آیا تو کہنے لگے کہ کیا تم میرے اہل وعیال نہیں ہو؟ سب نے کہا ہاں! کیوں نہیں۔ اللہ ہم کو آپ پر قربان کرے۔ آپ نے فرمایا۔ مجھے تمہارا ہی غم ہے اور تمہارے لئے ہی میری محنت وکسب ہے۔ انہوں نے کہا کیوں نہیں۔ اللہ ہمیں آپ پر فدا کرے۔ آپ کہنے لگے یہ میری جان میرے پاؤں سے نکل رہی ہے۔ اگر تم طاقت رکھتے ہو تو اس کو دوبارہ لوٹا دو۔ تو وہ رونے لگے۔ اور کہنے لگے ہم سے یہ ممکن نہیں۔ تو آپ اونچی آواز سے روئے اور فرمایا میرے بعد یہ دنیا کس کس کو دھوکہ دے گی۔

مورخین کہتے ہیں کہ آپ جب کمزوری کی وجہ سے بھاری ہوگئے تو لوگ کہنے لگے یہ موت کی علامت ہے۔ تو آپ نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ تم میری آنکھ میں اثمد سرمہ لگاؤ۔ اور میرے سر میں تیل کی مالش کرو۔ تو انہوں نے اسی طرح کیا اور آپ کے چہرے کو بھی چمکا دیا۔ پھر ان کے لئے ایک بیٹھنے کی جگہ تکیہ لگا کر تیار کی گئی۔ پھر آپ کی اس تکیے سے ٹیک لگا دی۔ پھر لوگوں کو اندر آنے کی اجازت دی۔ تو لوگ آپ کے پاس آئے تو انہوں نے کھڑے کھڑے ہی سلام کیا۔ جس وقت لوگ آپ کے پاس سے گئے تو آپ نے یہ شعر کہا۔

وتجلدی للشامتین اریھم انی لریب الدھر لا اتضعضع

''خوش ہونے والے دشمنوں کے لئے اے میری جان تو مضبوطی دکھا اور یہ دکھا کہ میں زمانے کی مصیبتوں سے ڈگمگانے والا نہیں ہوں۔''

پھر علویوں میں سے ایک آدمی نے یہ شعر سن کر اس کا جواب دیا۔

واذا المنیة انشبت اظفارھا الفیت کل تمیمة لا تنفع

''جب موت اپنے پنجے گاڑ دے گی تو تم کو پتہ چلے گا کہ کوئی تعویذ بھی فائدہ نہیں دیتا۔''

Marfat.com

پھر آپ نے وصیت کی کہ نبی ﷺ کے کٹے ہوئے ناخن کو کوٹ کران کے ناک کان وغیرہ میں رکھ دیئے جائیں۔اور یہ کہ ان کو نبی ﷺ کے کپڑوں میں دفنایا جائے۔

آپ نصف رجب کو ۶۰ھ میں دمشق میں فوت ہوئے بعض کہتے ہیں کہ آپ رجب کے شروع میں فوت ہوئے۔آپ کی نماز جنازہ ضحاک فہری نے پڑھائی کیونکہ آپ کا بیٹا یزید بیت المقدس کی طرف گیا ہوا تھا۔آپ کی عمر میں بھی اختلاف ہے۔بعض کے بقول ۸۰ سال اور بعض کے بقول ۸۵ سال اور بعض کے نزدیک ۸۸ اور بعض کے نزدیک ۹۰ سال ہے۔اور آپ کی اجماعی خلافت کی مدت ۱۹ سال تین ماہ پانچ دن ہے آپ چالیس سال تک امارت وخلافت کے مختلف عہدوں پر فائز رہے جن میں سے چار سال عمرؓ کے دور کے ہیں۔

خلافت یزید بن معاویہ

پھر خلافت کا معاملہ آپ کے بیٹے یزید پر جا پہنچا جس دن آپ کے والد محترم فوت ہوئے اسی دن ان کی بیعت کی گئی کیونکہ آپ نے ان کو اپنے بعد ولی عہد مقرر کر دیا تھا وہ حمص میں تھے وہاں سے جلدی واپس آ کر اپنے باپ کی قبر کی طرف گئے پھر دارالسلطنت خضراء میں چلے گئے وہاں لوگوں کو خطبہ دیا تو انہوں نے آپ سے خلافت کی بیعت کر لی پھر تمام ممالک میں اپنی بیعت کے متعلق لکھا تو سب نے ان کی بیعت کر لی صرف حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے نہیں کی اور یزید کے عامل ولید بن عقبہ بن ابی سفیان سے چھپ گئے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت: حضرت حسین رضی اللہ عنہ کربلا میں شہید ہونے تک بیعت نہ کرنے پر اڑے رہے اور جس نے آپ کے قتل میں اپنے ہاتھ رنگے وہ شمر بن ذی الجوشن تھا بعض کہتے ہیں کہ وہ سنان بن انس نخعی تھا۔بعض کہتے کہ شمر نے آپ کے منہ پر مارا اور سنان نے نیزہ مار کر گھوڑے سے گرا دیا اور خولی بن یزید اصبحی سر کاٹنے کے لئے نیچے اترا لیکن اس کے ہاتھ کانپ گئے تو اس کے بھائی شبل بن یزید نے سر کاٹ کر اپنے بھائی خولی کے حوالے کر دیا۔

یزید کی طرف سے عبیداللہ بن زیاد لشکر کا امیر تھا۔کہتے ہیں کہ پھر عبیداللہ بن زیاد پر اعتماد کرتے ہوئے علی بن حسین اور آپ کے ساتھ والی مستورات وغیرہ نے اپنے آپ کو اس کے سپرد کر دیا تو اس نے انہیں بغض رکھنے والے یزید پر پیش کرنے کے لئے بچوں کو اس طرح قتل کیا اور عورتوں کو قید کیا کہ جس کے ذکر کرنے سے جسم پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور بغل کے گوشت کانپنے لگتے ہیں۔یزید اس وقت دمشق میں تھا۔جب یہ لوگ شمر ذی الجوشن کے ساتھ اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت میں ان کی طرف جا رہے تھے تو راستے میں ایک گرجے پر پہنچے تو وہاں قیلولہ کرنے کے لئے اترے تو اس گرجے کی بعض دیواروں پر یہ شعر لکھا ہوا دیکھا۔

اترجو امة قتلت حسینا

شفاعة جده یوم الحساب

''کیا وہ امت حسین کے دادا کی قیامت کے دن شفاعت کی امید رکھ سکتی ہے کہ جس نے حضرت حسین کو قتل کیا ہو۔''

تو انہوں نے راہب سے سوال کیا کہ یہ سطر کس نے لکھی ہے تو اس نے کہا کہ یہ بات تمہارے نبی ﷺ کے مبعوث ہونے سے

Marfat.com

پانچ سو سال قبل کی یہاں پر لکھی ہوئی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ دیوار پھٹ گئی اس میں سے ایک ہاتھ ظاہر ہوا جس میں یہ سطر خون سے لکھی ہوئی تھی پھر وہ چلتے چلتے دمشق پہنچ گئے اور وہ یزید بن معاویہ کے پاس گئے اور ان کے پاس حضرت حسین کا سر بھی تھا انہوں نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے سر کو یزید کے سامنے پھینک ڈالا پھر شمر ذی الجوشن نے گفتگو کرتے ہوئے کہا اے امیر المومنین یہ آدمی یعنی حضرت حسین ہمارے مقابلہ میں اپنے گھر سے اٹھارہ افراد اور اپنے گروہ کے ساٹھ آدمی لے کر آیا تو ہم نے اس کی طرف جا کے یہ مطالبہ کیا کہ وہ ہمارے امیر عبید اللہ بن زیاد کا فیصلہ مان لیں یا لڑائی کے لئے تیار ہو جائیں تو انہوں نے لڑائی کو اختیار کیا تو ہم نے ان پر طلوع شمس کے وقت حملہ کر دیا اور ہم نے ان کو ہر طرف سے گھیرے میں لے لیا جب تلواریں ان کی گردنیں اڑانے لگیں تو وہ ایسے چھپنے لگے جس طرح کبوتر شکرے سے چھپتا ہے تو اونٹ کی کھال اتارنے کے وقت جتنی دیر یا قیلولہ کرنے والے کی نیند کے برابر وقت نہیں گزرا تھا کہ ہم ان کے آخر پر پہنچ گئے تو یہ ان کے جسم ہیں جن کو ننگے کر کے لے آئے ہیں اور ان کے کپڑے گٹھڑی میں لپیٹے ہوئے ہیں۔ اور ان کے رخسار خاک آلود ہیں جن پر تیز ہوائیں اڑا رہی ہیں۔ عقاب ان کے مہمان ہیں اور ان کے وفد چیلیں ہیں۔ جب یزید نے یہ سنا تو اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے اور کہنے لگا تمہارا برا ہو میں حضرت حسین کے قتل کے بغیر بھی تمہاری اطاعت سے راضی تھا۔ اللہ تعالیٰ ابن مرجانہ پر لعنت کرے اللہ کی قسم اگر میں وہاں پر ہوتا تو میں ان کو معاف کر دیتا پھر اس نے کہا اللہ تعالیٰ ابو عبد اللہ پر رحم فرمائے پھر شاعر کا یہ شعر بطور تمثیل پڑھا۔

یفلقن هاما من رجال اعزة
علینا وهم كانوا اعق واظلما

''وہ تلواریں متکبر لوگوں کی کھوپڑیوں کو پھاڑ دیتی ہیں۔ جو لوگ کہ ہمارے نافرمان اور انتہائی ظلم کرنے والے تھے۔''

پھر ان کے اہل عیال کے بارے میں حکم دیا کہ ان کو اس کے گھر کی عورت کے پاس بھیج دیا جائے۔ اور یزید کے پاس جب ناشتہ آتا تو وہ علی بن حسین اور ان کے بھائی عمر بن حسین کو بلاتا تو وہ اس کے ساتھ بیٹھ کر کھاتے پھر اس نے حضرت حسین کے اہل و عیال کو علی بن حسین کے ہمراہ مدینہ بھیج دیا اور ان کے ساتھ تیس گھڑ سوار آدمی بھیجے جو ان کے آگے چلتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ مدینے پہنچ گئے۔

نبی ﷺ کی وفات اور حضرت حسین کے قتل والے دن کے درمیان پچاس سال کا وقفہ ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ کربلا پہنچے تو اس جگہ کا نام پوچھا تو انہیں بتایا گیا کہ اس جگہ کا نام کربلا ہے تو آپ نے فرمایا یہ مصیبتوں اور آزمائشوں والی جگہ ہے۔ اس جگہ سے میرے ابو صفین کے سفر کے دوران گزرے جبکہ میں ان کے ساتھ تھا وہ رکے اور انہوں نے اس جگہ کے نام کے متعلق سوال کیا تھا۔ تو لوگوں نے انہیں اس جگہ کا نام بتایا تو میرے والد محترم نے کہا کہ یہ جگہ ان کجاوں کے اترنے کی جگہ ہے اور یہ ان کے خون بہنے کی جگہ ہے۔ اس بارے میں ان سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ آل محمد کی ایک جماعت یہاں اترے گی پھر آپ نے اس مقام پر اپنے ساز و سامان کو اتارنے کا حکم دیا۔

اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ ۶۰ھ میں دس محرم کو عاشوراء کے دن قتل ہوئے اس کو ابو حنیفہؒ نے اخبار الطوال میں ذکر کیا ہے اور عن قریب انشاء اللہ تعالیٰ باب الکاف لفظ الکلب کے ذکر میں آئے گا کہ حسن ابن عبد البر نے بہجۃ المجالس وانس المجالس میں ذکر

Marfat.com

کیا ہے کہ حضرت جعفر صادق سے پوچھا گیا کہ خواب کی تعبیر کتنی موخر ہو سکتی ہے تو آپ نے فرمایا کہ پچاس سال تک کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب دیکھا کہ ایک سفید سیاہ کتا ان کے خون میں منہ مار رہا ہے تو انہوں نے اس سے یہ تعبیر بتائی کہ ایک آدمی ان کے نواسے حسین کو قتل کرے گا تو شمر ذی الجوشن وہ کتا ہے جس نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا اور اس کو برص کی بیماری تھی تو گویا یہ خواب آپ کے پچاس سال بعد ظاہر ہوا۔ اور اسی سال یعنی ۶۰ ھ میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو اپنی حکومت کی طرف دعوت دی اور انہوں نے یزید پر شراب خوری کتوں سے کھیلنے اور دین کو بے وقوف بنانے کا الزام لگایا اور یزید کے نقائص اور عیوب بیان کئے تو اہل تہامہ اور اہل حجاز نے ان کی بیعت کر لی جب اس بات کا علم یزید کو ہوا تو اس نے حصین بن نمیر سکونی اور روح بن زنباح کو بلایا اور اس میں ہر ایک کو ایک لشکر دیا اور ان سب پر مسلم بن عقبہ مری کو امیر الامراء نامزد کیا اور جب انہیں رخصت کرنے لگا تو کہا اے مسلم اہل شام اپنے دشمن سے جو کرنا چاہتے ہیں تم ان سے مت روکو بلکہ تم مدینہ کا راستہ اختیار کرو پھر اگر تم سے لڑیں تو تم بھی ان سے جنگ کرو پھر اگر تم کامیاب ہو جاؤ تو تو تین دن تک مدینے میں قتل و غارت کو مباح قرار دے دینا۔

تو مسلم بن عقبہ چلا گیا۔ یہاں تک کہ وہ حرہ کے مقام اترا اور اہل مدینہ بھی لشکر لے کر نکلے اور ان کا امیر عبداللہ بن حنظلہ راہب تھا یہ وہ حنظلہ ہے جو غسیل الملائکۃ تھے تو انہیں مسلم نے تین بار بلایا انہوں نے اس کو قبول نہ کیا۔ تو اہل شام غالب آ گئے اور انہوں نے مدینہ کے امیر عبداللہ بن حنظلہ اور سات سو مہاجرین اور انصار کو قتل کر دیا اور مسلم مدینہ میں داخل ہوا اور تین دن تک کے لئے اس میں قتل و غارت گری مباح کر دی۔ حدیث میں آیا ہے کہ جس نے میرے حرم کو مباح کر دیا تو اس پر غصہ نازل ہو گا۔ پھر اس نے لشکر کا رخ مکہ کی طرف کر دیا اور جو کچھ مدینہ میں کیا وہ یزید کو لکھ بھیجا۔ جب مسلم بن عقبہ عرشی میں پہنچا تو بیمار ہو کر مر گیا تو لشکر کا امیر حصین بن نمیر سکونی بن گیا۔ وہ مکہ کے راستے پر چل نکلا یہاں تک کہ مکہ پہنچ گیا۔ ابن زبیر اپنے تمام ساتھیوں سمیت مسجد حرام میں قلعہ بند ہو گیا۔ تو حصین ابی قبیس پہاڑ پر ایک منجنیق گاڑ کر خانہ کعبہ پر پتھر برسانے لگا۔ یہ اسی حال میں تھے کہ حصین کو یزید بن معاویہ کی موت کی خبر جا پہنچی۔ تو اس نے ابن زبیر کو صلح کا پیغام بھیجا جس کو انہوں نے مان لیا اور دروازے کھول دیئے دونوں لشکر آپس میں مل جل گئے اور بیت اللہ کا طواف کرنے لگے۔ اسی دوران حصین بن نمیر ایک رات طواف کرنے گیا تو اچانک ابن زبیر سے آمنا سامنا ہو گیا۔ تو حصین نے ان کا ہاتھ پکڑ کر پوشیدگی سے یہ کہا کہ کیا تم میرے ساتھ شام کی طرف چلو گے کہ میں لوگوں سے آپ کے لئے بیعت لوں گا۔ کیونکہ ان کا معاملہ خلط ملط ہو گیا ہے اور میں تمہارے علاوہ کسی کو خلافت کا حقدار نہیں سمجھتا۔ اور میں وہاں تیری نافرمانی نہیں کروں گا۔ ابن زبیرؓ نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے کھینچ لیا اور اونچی آواز سے کہنے لگا کہ میں جب تک اہل حجاز کے ایک آدمی کے بدلے اہل شام کے دس آدمی قتل نہیں کروں گا۔ اس وقت تک یہ بات نہیں ہو سکتی۔ تو حصین نے کہا کہ وہ آدمی جھوٹا ہے جس نے کہا ہے کہ تم عرب کے سمجھدار لوگوں میں سے ہو۔ میں تم سے پوشیدہ بات کرتا ہوں اور تم مجھ سے اعلانیہ بات کرتے ہو۔ میں تم کو خلافت کی طرف بلاتا ہوں اور تم مجھے جنگ کی طرف بلاتے ہو۔ پھر وہ اپنے ساتھیوں سمیت شام کی طرف لوٹ گیا۔ یزید ماہ ربیع الاول ۶۴ ھ کو ۳۹ سال کی عمر میں فوت ہوا اور باب الصغیر کے مقبرہ میں دفن کیا گیا۔ ان کی خلافت تین سال نو مہینے تھی۔ غزالی اور کیا ہراسی نے یہاں کچھ کلام کیا ہے جو ان شاء اللہ باب القاف لفظ فہد میں آئے گا۔

Marfat.com

خلافت معاویہ بن یزید بن معاویہ

پھر اس کے بعد معاویہ بن یزید خلیفہ بنے اور یہ شخص اپنے باپ سے دین اور عقل کے لحاظ سے بہتر تھا۔ جس دن ان کا باپ فوت ہوا اسی دن ان کی بیعت کی گئی ان کی خلافت ۴۰ دن رہی اور بقول بعض ۱۵ مہینے اور چند دن رہی۔ پھر انہوں نے اپنے آپ کو خلافت سے الگ کر لیا۔ بہت سے اہل علم کہتے ہیں کہ جب معاویہ بن یزید نے خلافت کو چھوڑا تو منبر پر چڑھ کر کافی دیر بیٹھے رہے پھر اللہ کی بہترین انداز میں حمد و ثنا کی پھر نبی ﷺ کا ذکر عمدہ طریقے سے کیا۔ پھر کہا لوگو! میں تم پر امیر بننے کی خواہش نہیں رکھتا۔ کیونکہ میں تم سے ایک عظیم مکروہ اور ناپسند بات جانتا ہوں اور وہ بات یہ ہے کہ تم لوگ ہمیں برا سمجھتے ہو نیز ہم تمہارے ساتھ آزمائے گئے اور تم ہمارے ساتھ آزمائے گئے مگر میرے دادا معاویہؓ نے اس معاملہ خلافت میں اس شخص سے نزاع کیا جو اس سے بھی بہتر تھا اور دوسرے لوگوں سے کیونکہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے انتہائی قریبی اور صاحب الفضیلۃ تھے وہ تمام مہاجرین سے قدر و منزلت میں سبقت لے گئے وہ دل کے بہت بہادر تھے، علم میں سب سے بڑھ کر تھے۔ ایمان میں سب اول تھے، مقام و مرتبہ میں سب سے زیادہ معزز تھے صحبت میں سب سے زیادہ قدیم تھے۔ یہ نبی ﷺ کے چچا کے بیٹے تھے اور آپ کے داماد اور بھائی تھے اور ان کی بیوی نبی ﷺ کی بیٹی فاطمہ تھی اور نبی ﷺ نے اپنی مرضی سے فاطمہ کا خاوند منتخب کیا اور فاطمہؓ کو برضا و رغبت ان کی بیوی بنایا۔ آپ نبیؐ کے دونواسوں کے باپ تھے جو اہل جنت کے نوجوانوں کے سردار ہوں گے تربیت رسول کی وجہ سے تمام امت سے افضل ترین ہیں۔ اور وہ دونوں فاطمہ بتول کے بیٹے ہیں اور ان کا شجرہ نہایت پاکیزہ اور عمدہ ہے۔ تو میرے دادا نے ان سے وہ معاملہ کیا جو تم جانتے ہو اور تم لوگوں نے بھی اس سے سلوک کیا تم بھی اس سے ناآشنا نہیں ہو۔ یہاں تک کہ میرے دادا کے لئے امور سلطنت منظم ہو گئے۔ اور ان کے موت مقدرہ آ گئی اور ان کو موت کے ہاتھوں نے دنیا سے کاٹ لیا۔ پھر وہ اپنے اعمال میں رہن ہو گئے۔ اپنی قبر میں اکیلے رہ گئے۔ اور اپنے اعمال کی جزا پائی اور اپنے ارتکاب کردہ اعمال اور زیادتیوں کو دیکھ لیا۔ پھر خلافت میرے باپ یزید کی طرف منتقل ہو گئی۔ تو اس نے اپنی اس خواہش نفسانی کی وجہ سے تمہاری حکومت کو گلے لگا لیا جس میں اس کا باپ بھی مبتلا تھا میرا باپ یزید اپنے بد اعمال اور اپنی جان پر ظلم کرنے کی وجہ سے امت محمدیہ پر خلافت کا حقدار نہیں تھا۔ مگر اس نے اپنی خواہشات کو پورا کیا اور اپنی غلطیوں کو اچھا سمجھنے لگا۔ پھر وہ اللہ پر جتنی جرأت کر سکا اس نے کی اور اولاد رسول میں سے جس کی حرمت پر سرکشی کر سکا اس نے کی۔ تو اس کی مدت کم اور عمر ختم ہو گئی۔ اور اپنے عمل کے ساتھ قبر میں جا سویا اور اپنے قبر کے گڑھے کا وہ ساتھی بن گیا اور اپنے گناہ میں مرھون ہو گیا۔ اور اس کے گناہوں کا بوجھ باقی رہ گیا۔ اور جو کچھ اس نے آگے بھیجا تھا اس کو پالیا۔ اور جب ندامت فائدہ نہیں دے سکتی وہ اس وقت نادم ہوا ہم اس کے گناہوں پر افسوس کرنے کے بجائے اس کی موت پر غم زدہ رہے۔ ہائے افسوس مجھے معلوم ہوتا کہ اس نے اللہ سے کیا کہا اور اللہ نے اس سے کیا کہا؟ اور کیا اس کو اپنی برائیوں پر سزا ملی اور اپنے اعمال کا بدلہ اس کو مل گیا۔ اور مجھے اس بات پر یقین ہے کہ ملاقی ہو گا پھر وہ گھٹ گھٹ کر رونے لگا۔ اس کی ہچکی بندھ گئی۔ اور اس کی آواز بلند اور طویل ہو گئی۔ اور کہنے لگا میں اس جماعت کا تیسرا آدمی ہوں۔ اور مجھ کو پسند نہ کرنے والے لوگ پسند کرنے والوں سے زیادہ ہیں۔ اور میں تم پر کی جانے والی زیادتیوں کے گناہوں کا بوجھ اٹھانے کا متحمل نہیں۔ اور میں نہیں جانتا

Marfat.com

کہ اللہ مجھ کو تمہارے بوجھ اپنے گلے میں ڈالے ہوئے دیکھے۔

اور میں اللہ کو اس حال میں ملوں کہ تم پر کی جانے والی زیادتیوں کی سزائیں میرے ذمہ ہوں۔ لہٰذا تم اپنے معاملے کو خود نمٹاؤ۔ اس کو مجھ سے لے لو۔ اور جس کو تم پسند کرتے ہو اس کو اپنا والی بنالو۔ میں نے اپنی بیعت تمہارے گلوں سے اتار لی۔ والسلام

میرے پاس عمرؓ جیسے آدمی تو لاؤ۔ اور اس جیسا وقت بھی کہ جس میں اس نے خلافت کے لئے شوریٰ مقرر کی تھی۔ اور ان لوگوں کو بھی خلیفہ نہیں بنایا تھا کہ جن کی عدالت میں کوئی شک وشبہ نہیں کیا جاسکتا اور نہ ان کے ظلم کرنے کا ڈر تھا۔ اور اللہ کی قسم اگر خلافت مال غنیمت ہے پھر میں نے اور میرے باپ نے اس سے گھاٹا اور گناہ ہی کمایا اور اگر وہ برائی ہے تو جو اس کو سزا ملی وہ اس کے لئے ہی کافی ہے۔ پھر وہ منبر سے اتر آیا اور اپنے رشتے داروں اور ماں کے پاس چلا آیا۔ تو جب لوگوں نے اس کو دیکھا تو وہ رو رہا تھا۔ تو اس کی ماں کہنے لگی۔ کاش کہ تو لڑکی ہوتا تو میں تیری یہ بری خبر نہ سنتی۔ تو وہ کہنے لگا اللہ کی قسم میں بھی یہی چاہتا ہوں۔ پھر کہنے لگا اگر میرا رب مجھ پر رحم نہ کرے تو میں ہلاک ہو جاؤں۔ پھر بنو امیہ نے اس کے استاد عمر مقصوص سے کہا کہ کیا تو نے یہ سب اس کو سکھایا اور تلقین کی ہے اور خلافت سے روکا ہے اور حضرت علیؓ اور اس کی اولاد کی محبت اس کو محبوب کر دی ہے۔ اور جو مظالم ہمارے ذمہ لگائے گئے ہیں تو نے اس کو ان کے ذکر پر ابھارا ہے۔ اور نئی باتوں کو تو نے اس کے لئے خوبصورت بنایا ہے۔ یہاں تک کہ اس نے وہ کچھ کہا جو کہہ چکا ہے تو اس نے کہا کہ میں نے ایسا نہیں کہا (اللہ کی قسم) بلکہ حضرت علی کی محبت اس کی فطرت اور سرشت میں بھری ہوئی ہے۔ مگر انہوں نے اس کی معذرت قبول نہ کی اور اس کو زندہ دفن کر دیا یہاں تک کہ وہ شہید ہو گیا اور معاویہ بن یزید خلافت سے مستعفی ہونے کے چالیس دن یا ستر دن بعد ۲۳ برس یا ۲۱ برس یا ۱۸ برس کی عمر میں فوت ہو گیا۔ اپنے پیچھے کوئی اولاد نہیں چھوڑی۔

خلافت مروان بن الحکم

پھر اس کے بعد مروان بن الحکم بن ابوالعاص بن امیہ بن عبدالشمس بن عبد مناف والی بنا اور اس کے لئے جابیہ کے مقام پر خلافت کی بیعت کی گئی۔ پھر ملک شام میں داخل ہوا اور اس کے رہنے والوں نے اس کی اطاعت قبول کر لی پھر مصر میں بہت زیادہ جنگوں کے بعد داخل ہوا۔ پھر اس کے رہنے والوں نے بھی اس کی بیعت کر لی۔ اور مروان کو ابن طرید کہا جاتا تھا کیونکہ اس کے باپ کو اللہ کے رسولؐ نے طائف کی طرف بھگا دیا تھا۔ پھر اس کو عثمانؓ نے اپنی خلافت کے وقت واپس بلا لیا۔ (جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے)

اور مروان ۶۵ ھ میں فوت ہو گیا۔ اس نے اپنی بیوی کو برا بھلا کہا تھا اس لئے وہ اس کے اوپر بیٹھ گئی وہ اس کے چہرے پر ایک بڑا سا تکیہ رکھ کر اس کے اوپر اپنی سہیلیوں کے ہمراہ بیٹھی رہی یہاں تک کہ وہ مر گیا۔ اور مروان جب نبیؐ سے ملا تھا اس وقت بچہ تھا۔ اور مدینہ کا کئی مرتبہ والی بنا۔ اور حضرت طلحہؓ کا قاتل بھی ہے جو کہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ اور یہ مروان حضرت عثمان کے پرسنل سیکرٹری تھے اسی وجہ سے حضرت عثمان کے ساتھ وہ معاملہ پیش آیا جو معلوم ہے۔ اور اس کی خلافت دس مہینے رہی اور اس کی عمر ۸۳ سال تھی امام حاکم نے مستدرک میں کتاب ''الفتن والملاحم'' میں روایت کیا ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کہتے ہیں کہ جب بھی کوئی بچہ پیدا ہوتا تو اس کو نبیؐ کے پاس لایا جاتا تو آپؐ اس کے لئے دعا کرتے۔ پھر جب ان کے پاس مروان بن الحکم لایا گیا تو

Marfat.com

فرمایا یہ تو گرگٹ ہے اور گرگٹ کا بیٹا ہے ملعون ہے اور ملعون کا بیٹا ہے۔ (امام حاکم فرماتے ہیں یہ صحیح الاسناد ہے)

پھر امام حاکم نے عمرو بن مرۃ الجہنی صحابی سے روایت کیا ہے کہ حکم بن ابوالعاصؓ نے نبیؐ کے پاس آنے کی اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا کہ اس کو اجازت دے دو۔ اس کے اوپر اور جو اس کی نسل سے ہوں سب پر اللہ کی لعنت ہو۔ سوائے ان میں سے مومنوں کے، جو کہ بہت کم ہوں گے۔ یہ لوگ دنیا میں مقام حاصل کریں گے مگر آخرت میں نامراد ہوں گے۔ بڑے دھوکے باز ہوں گے۔ ان کو دنیا میں ملے گا۔ مگر آخرت میں ان کے لئے کوئی حصہ نہیں ہوگا۔ اور ان شاء اللہ اس کا بیان عنقریب باب الواؤ لفظ ورغ کے ضمن میں آئے گا۔

خلافت عبدالملک بن مروان

مروان کی وفات کے بعد ان کا بیٹا عبدالملک خلیفہ بنا۔ جس دن اس کا باپ فوت ہوا اسی دن اس کی بیعت کی گئی۔ دور اسلام میں یہ پہلا شخص ہے جس کا نام عبدالملک رکھا گیا۔ اور یہ پہلا شخص ہے جس نے درہموں اور دیناروں پر اسلامی مہر لگائی۔ اور دیناروں پر رومی زبان میں الفاظ نقش تھے اور درہموں پر فارسی میں۔ امام دمیری کہتے ہیں اس کا بھی ایک سبب تھا جس کو میں نے امام ابراہیم بن محمد بیہقی کی کتاب المحاسن والمساوی میں دیکھا ہے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں کسائی بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دن رشید کے پاس اس کے ایوان میں گیا اس کے سامنے بہت سا مال بکھرا ہوا تھا۔ اس نے چاندی کی ایک تھیلی کو پھاڑا اور اس کو اپنے خاص خادموں میں تقسیم کرنے کا حکم دے دیا۔

سکوں پر مہروں کی ابتداء: اس کے ہاتھ میں ایک درہم تھا جس کی لکھائی چمک رہی تھی اور وہ اس میں غور و فکر کر رہا تھا اور وہ مجھ سے اکثر ایسی باتیں کیا کرتا تھا تو اس نے مجھ سے کہا کہ کیا تم جانتے ہو کہ سونے چاندی پر یہ لکھائی سب سے پہلے کس نے شروع کی۔ میں نے کہا یہ کام عبدالملک بن مروان نے کیا۔ اس نے پوچھا کہ اس لکھائی کا سبب کیا تھا۔ میں نے کہا مجھے پتہ نہیں۔ مگر مجھے صرف اتنا معلوم ہے کہ اس کا ایجاد کنندہ وہی ہے۔ تو رشید نے کہا میں تجھے بتاتا ہوں روم میں چادریں بنتی تھیں اور ان پر رومی زبان میں چھپائی ہوتی تھی مصر میں اکثر عیسائی، بادشاہ روم کے دین پر تھے اس لیے اس پر چھپا ہوتا تھا: باپ۔ بیٹا۔ روح۔ یہ سلسلہ اسلام کے شروع تک اسی طرح چلتا رہا۔ یہاں تک کہ بادشاہ عبدالملک بن مروان خلیفہ بنا۔ تو وہ پہلا شخص تھا جو اس بات پر متنبہ ہوا اور وہ بڑا سمجھدار تھا۔ تو ایک دفعہ اس کے سامنے ایک چادر آئی تو اس نے اس کی چھپائی کی طرف دیکھا تو حکم دیا کہ اس کا عربی زبان میں ترجمہ کیا جائے جب ترجمہ دیکھا تو اس نے اس کو ناپسند کیا اور کہنے لگا یہ بات دین اسلام کے بارے میں کتنی بری اور ناگفتہ بہ ہے کہ چادروں پر ایسی چھپائی ہو جبکہ یہ چھپائی ان برتنوں پر اور کپڑوں پر بھی کی جاتی ہے جن کو مصر وغیرہ میں بنایا جاتا ہے۔ اور اس کے علاوہ پردوں وغیرہ پر بھی ایسی ہی چھپائی کی جاتی ہے اور یہ کام بڑے وسیع پیمانے پر ان شہروں میں کیا جاتا ہے اور یہاں سے نکل کر دنیا کے اطراف واکناف میں پھیل جاتا ہے۔ اس جملے کو ٹھوس سطر میں چھاپا گیا ہے۔ تو اس نے مصر کے عامل عبدالعزیز بن مروان کو اس چھپائی کو مٹانے کا حکم دیا چاہے یہ چھپائی کپڑے پر ہو یا کاغذ پر یا پردے وغیرہ پر ہو۔ اور یہ کہ وہ چادریں بنانے والوں کو حکم دے کہ وہ ان چادروں پر توحید کا نقشہ ان الفاظ میں چھاپے۔ شهد الله انه لا اله الا هو اور یہ

Marfat.com

چھپائی خاص طور سے چادروں پر ابھی تک ویسے ہی موجود ہے نہ اس میں کوئی کمی کی گئی اور نہ اضافہ کیا گیا اور نہ ہی اس کو تبدیل کیا گیا اور تمام اطراف واکناف کے عاملوں کو اس نے لکھا کہ رومی طرز کی چھپی ہوئی چادریں جو ان کے پاس ہیں ان سے چھپائی کو مٹادیں۔ اور یہ پرانی چادریں منع کرنے کے بعد جس کے پاس مل گئیں اس کو لمبی قید اور سخت مار کی سزا ملے گی۔

پھر جب چادروں پر نئی چھپائی تو حید والی کر دی گئی تو ان کو روم کے ملک کی طرف بھیجا گیا۔ تو یہ خبر اس وقت پھیل گئی اور یہ بات جب ان کے بادشاہ کو پہنچی اور اس کے سامنے اس چھپائی کا جب ترجمہ کیا گیا تو اس نے اس کو ناپسند کیا اور اس کے لئے گندی زبان استعمال کی اور غصے سے لال پیلا ہو گیا۔ پھر اس نے عبدالملک کو یہ خط لکھا کہ مصر میں جو چادریں بنتی ہیں اور وہاں پر روم کے لئے جو چھپائی کی جاتی ہے وہ ہمیشہ اب تک رومی طرز پر ہی چھپائی ہوتی رہی ہے۔ یہاں تک کہ تم نے اس کو کالعدم قرار دے دیا اگر آپ سے پہلے آنے والے خلفاء یہ کام نہ کر کے درست راہ چلے تو پھر آپ نے غلطی کی ہے اور اگر آپ نے یہ کام ٹھیک کیا ہے تو پھر وہ سب غلط تھے ان دونوں میں سے جو آپ چاہیں پسند کریں اور میں آپ کے لیے ایک ایسا تحفہ بھیج رہا ہوں جو آپ کے شایان شان ہے اور میں چاہتا ہوں کہ آپ ضرورت کی تمام عمدہ چیزوں کی چھپائی کو ویسا ہی رہنے دیں جیسی یہ پہلے تھی۔

میں آپ کا شکرگزار رہوں گا۔ آپ یہ ہدیہ لے کر امیر بن جائیں (اور یہ تحفہ بڑی قدر و منزلت والا تھا)

جب عبدالملک نے اس کا خط پڑھا تو ایلچی کو واپس لوٹا دیا اور اس کو بتا دیا کہ اس کا کوئی جواب نہیں دوں گا اور ہدیہ بھی واپس کر دیا۔ وہ ایلچی ہدیہ لے کر اپنے مالک کے پاس جا پہنچا تو اس نے دوگنا ہدیہ دے کر عبدالملک کے پاس بھیجا اور کہنے لگا میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے یہ تحفہ قلیل سمجھ کر واپس کر دیا ہے اور میرے خط کا جواب بھی نہیں دیا اس لئے میں یہ ہدیہ دوگنا کر کے بھیج رہا ہوں اور میں پھر بھی وہی بات چاہتا ہوں جو پہلے کہی تھی کہ چھپائی کو ویسے ہی پہلی طرح رہنے دیا جائے۔ عبدالملک نے جب یہ خط پڑھا تو کوئی جواب نہ دیا اور ہدیہ واپس کر دیا تو ملک الروم نے اس کی طرف پھر خط لکھا اور اپنے خطوں کے جواب مانگے۔ اور کہنے لگا کہ آپ نے مجھے جواب دینا گوارہ نہیں کیا اور میرے تحفے کو بھی حقیر سمجھا اور میری ضرورت کو بھی آپ نے پورا نہ کیا تو میں نے سمجھا کہ آپ نے ہدیئے کو کم سمجھا ہے تو میں تحفے کو دوگنا کر دیا۔ مگر آپ نے پھر ویسا ہی رویہ اختیار کیا۔ پھر اب میں اس کو تگنا کر رہا ہوں۔ اور عیسیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں اگر آپ نے چھپائی کو پہلے کی طرح کر دینے کا حکم نہ دیا تو میں درہموں اور دیناروں پر نقش کرنے کا حکم دوں گا۔ اور تم کو معلوم ہے کہ درہموں اور دیناروں پر وہی نقش چلتا ہے جو ہمارے ملک میں نقش ہوتا ہے۔ (اسلام میں اب تک درہموں اور دیناروں پر نقش نہیں ہوا تھا) تو پھر ان پر تمہارے نبیؐ کے خلاف گالی نقش کی جائے گی۔ جس کو پڑھ کر آپ کی پیشانی سے پسینہ پھوٹ پڑے گا۔ تو میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے ہدیئے کو قبول کریں اور سابقہ نقش کو برقرار رکھیں اور آپ کا یہ ہدیہ قبول کرنا میرے لئے تحفہ ہوگا۔ جس سے آپ مجھے دوست بنالیں گے اور آپ کے اور ہمارے تعلقات ویسے ہی صحیح رہیں گے جیسے پہلے تھے۔

جب عبدالملک نے یہ خط پڑھا تو اس پر یہ معاملہ بڑی سخت صورت اختیار کر گیا اور بڑا دشوار ہو گیا اور زمین اس پر تنگ ہو گئی۔ اور کہنے لگا۔ اسلام میں جتنے بھی لوگ پیدا ہوئے ان سب میں سے منحوس ترین پیدا ہونے والا میں اپنے آپ کو سمجھتا ہوں کیونکہ اس کافر کی گالی کے ذریعے نبی ﷺ پر زیادتی کا ارتکاب میری وجہ سے ہوگا۔ اور یہ گناہ ہمیشہ باقی رہے گا اور پوری ملک عرب سے

Marfat.com

اس کا مٹانا ممکن نہ ہوگا کیونکہ تمام لوگوں کے معاملات آپس میں روم کے درہموں اور دیناروں سے چلتے ہیں۔ تو اس نے مسلمانوں کو جمع کر کے ان سے مشورہ لیا تو ان میں سے کسی کی رائے کو قابل عمل نہ سمجھا۔ تو اس کو روح بن زنباع نے کہا کہ تو جانتا بھی ہے کہ اس مسئلے کا حل کس کے پاس ہے مگر جان بوجھ کر تم نے اس کو چھوڑ رکھا ہے۔ تو عبدالملک نے کہا۔ تو تباہ ہو جائے وہ کون ہے۔ تو روح کہنے لگا تو اہل بیت رسول ﷺ میں سے باقرؒ کو یہ مسئلہ پوچھ! عبدالملک نے کہا تو سچ کہتا ہے لیکن اس بارے میں میری رائے مضطرب سی ہے۔ پھر اس نے مدینے کے عامل کو یہ لکھا کہ تم محمد بن علی بن الحسین کی طرف انعام واکرام روانہ کرو اور ایک لاکھ درہم تیاری کے لئے دو اور تین لاکھ درہم گھر کے خرچ کے لئے دے دو اور ان کی تیاری اور ان کے ساتھ نکلنے والے ساتھیوں کی تیاری کے لئے سہولیات فراہم کرو۔ اور اس نے بادشاہ کے ایلچی کو جواب آنے تک روک لیا۔ جب محمدؒ کے پاس یہ خبر پہنچی تو وہ کہنے لگے کہ تم لوگوں پر یہ بات گراں نہ گزرے کیونکہ یہ تو کوئی بات ہی نہیں ہے۔ دو ہی باتیں ہو سکتی ہے یا تو یہ کہ اللہ اپنے رسول ﷺ کی بے حرمتی کی بات کرنے والے اہل روم کو کھلا نہیں چھوڑے گا۔ دوسرا راستہ اس بارے میں خود کچھ کر گزرنے کا ہے۔ عامل نے پوچھا وہ کون سا حیلہ ہے۔ تو محمدؒ نے فرمایا کہ فوراً کاریگر بلاؤ جو تمہارے سامنے درہموں اور دیناروں پر مہریں لگائیں اور اس پر توحید کا نقشہ ایک جانب اور نبی کا ذکر ایک جانب بنا دیں۔ اور درہموں کے مدار میں اس شہر کا نام اور سال جس میں وہ بنائے گئے ہوں لکھ دیا جائے۔ اور تیس دراہم کے وزن کو اس طریقے سے تقسیم کرو کہ ان کی تین قسمیں بن جائیں کہ دس دراہم کا وزن دس مثقال ہو اور دس درہموں کا وزن چھ مثقال ہو اور دس درہموں کا وزن پانچ مثقال ہو پھر یہ سب اوزان مل کر اکیس بن جائیں گے پس مذ تیس درہموں کے برابر ہوں گے پھر تین پر اس کو تقسیم کیا جائے گا۔ تو ہر ایک کا وزن ۷ مثقال بن جائے گا اور ان کو شیشے کے سانچوں میں پگھلا کر ڈال دیا جائے تا کہ کمی اور زیادتی کا امکان ختم ہو جائے۔ پھر درہموں کو دس مثقال کے وزن پر بنوایا جائے اور دیناروں کو سات مثقال کے وزن پر بنایا جائے۔ اور اس وقت میں درہم کسرویہ کہلاتے تھے جس کو آج کل بغلیہ کہتے ہیں۔ اس لئے کہ ایک خچر کا سر اس درہم پر کندہ تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس دور اسلام میں ایک کسرویہ سکہ تھا جس پر بادشاہ کی تصویر بنی تھی اور کرسی کے نیچے فارسی میں یہ لکھا ہوتا تھا ''نوش خور'' اور اسلام سے قبل درہم کا وزن مثقال ہوتا تھا اور دس درہموں کا چھ مثقال ہوتا تھا ان کو ثقال اور جن دس درہموں کا وزن پانچ مثقال تھا۔ ان کو سمریہ اور خفاف کہا جاتا تھا۔ اور ان پر فارسی میں نقش ہوتا تھا۔ تو عبدالملک بن مروان نے ایسے ہی کیا اور اس کو محمد بن علی نے یہ حکم دیا کہ تمام شہروں میں ایسی ہی مہریں بنائی جائیں اور لوگوں کو استعمال کرنے کے لئے پیش کی جائیں اور اس آدمی کو قتل کی دھمکی کی دی جائے جو ان سکوں کے علاوہ کوئی اور درہموں اور دیناروں کے سکے استعمال کرے اور سابقہ سکوں کو ناقابل استعمال قرار دے کر فیکٹریوں میں بھیج دیا جائے تا کہ وہ اسلامی سکوں میں تبدیل کر دیئے جائیں تو عبدالملک نے اسی طرح کیا اور شاہ روم کے ایلچی کو بھی یہی جواب دے کر واپس کیا کہ جو تو ارادہ رکھتا ہے اس سے اللہ عزوجل ہی روک سکتا ہے اور میں اپنے عاملین کو پہلے یہ حکم دے چکا ہوں کہ رومی طرز کی لکھائی چھپائی ختم کر دی جائے (جب یہ فیصلہ شاہ روم تک پہنچا) تو اس کو اس کے لوگوں نے کہا کہ جو دھمکی تو نے شاہ عرب کو دی ہے اسے عملی جامہ پہنا دے تو اس نے کہا کہ میں نے جو اس کو لکھا تھا یہ اسے غضبناک کرنے کے لئے لکھا اور اس بات کا حکم صادر کرنے پر تب قادر ہو سکتا کہ مال وغیرہ پر رومی رسوم اور چھپائی ہوتی اور اب میں یہ کام نہیں کر سکتا کیونکہ اگر میں نے کام کیا تو ہمارے

Marfat.com

درہموں اور دیناروں کے ساتھ مسلمان اپنے معاملات اور کاروبار میں لین دین نہیں کریں گے اور پھر اس نے جو کچھ کہا تھا اس پر عمل کرنے سے باز رہا اور جس بات کی طرف محمد بن علی بن الحسین رضی اللہ عنہ نے اشارہ کیا تھا وہ آج تک جاری وساری ہے پھر رشید نے اپنے ہاتھ سے دراہم اپنے بعض خادموں کی طرف پھینک دیئے۔

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا قتل: عبداللہ بن زبیر کی حکومت مضبوط ہوگئی۔ حرمین اور یمن و عراق والوں نے اس کی بیعت کرلی۔ عراق اور اس کے آس پاس پر اپنے بھائی مصعب کو انہوں نے حاکم بنا دیا اور مسلمانوں میں پھوٹ پڑ گئی۔ اور ایک وقت میں دو خلیفے تھے جن میں بڑا ابن زبیر تھا پھر عبدالملک کی حکومت اسی طرح رہی حتی کہ وہ بہت سی جنگوں کے بعد ابن زبیر کو قتل کرنے میں کامیاب ہوگیا۔ یہ واقعہ اس طرح پیش آیا کہ عبدالملک دمشق سے عراق کی طرف جنگ کے لئے آیا تو عراق کا نائب مصعب بن زبیر اس کے مقابلے کے لئے باہر آیا تو عبدالملک نے اس کے لشکر کے ساتھ کچھ امور میں خط و کتابت کی۔ تو وہ مصعب کا ساتھ چھوڑ گئے اور آہستگی سے اس کے لشکر سے نکل گئے جب اس کے پاس تھوڑے سے آدمی رہ گئے تو ان میں جنگ شروع ہوئی۔ مصعب نے نہایت بہادری دکھائی لیکن وہ قتل ہو گئے۔

تو عبدالملک اس وقت عراق اور خراساں پر قابض ہو گیا۔ تو وہ وہاں پر اپنے بھائی بشر بن مروان کو مقرر کر کے دمشق واپس آ گیا۔ پھر اس نے حجاج بن یوسف کو ایک بہت بڑا لشکر دے کر عبداللہ بن زبیرؓ سے جنگ کرنے کے لئے تیار کیا۔ اس لشکر نے عبداللہ بن زبیر کا محاصرہ کرلیا اور دائرہ تنگ کرنا شروع کر دیا اور جبل ابوقبیس پر منجنیق لگائی۔ عبداللہ بن زبیر کی شجاعت کو بطور مثال پیش کیا جاتا تھا۔ وہ ان پر اکیلے ہی حملہ کر کے ان کو شکست دیتے اور ان کو مسجد کے دروازوں سے باہر نکال دیتے۔ چار مہینے وہ ان سے جنگ کرتے رہے آخر میں عبداللہ بن زبیر نے ان پر حملہ کیا مگر ان پر مسجد کے برجوں میں سے ایک برج گر پڑا جس سے وہ گر پڑے تو سپاہیوں نے ان کا سر جلدی سے کاٹ دیا۔ تو پھر حجاج نے ان کے جسم کو سولی پر لٹکانے کا حکم دیا۔

عبدالملک خلافت سے پہلے بڑا پرہیز گار، وسیع عالم اور فقیہ تھا۔ وہ لمبی گردن والا اور باریک چہرے والا تھا اور اس کے دانت سونے کی تاروں سے بندھے ہوئے تھے وہ بڑا ہوشیار تھا اور اپنے کام کسی دوسرے کو نہیں سونپتا تھا۔ وہ بڑا بخیل تھا اسی لئے اسے رشح الحجر کہا جاتا تھا۔ نیز اس کا لقب ابوذباب بھی تھا کیونکہ اس کے منہ سے بو آتی تھی۔ وہ فخر ومباہات کو پسند کرتا تھا۔ خونریزی کا بڑا شوقین تھا۔ اسی طرح اس کے گورنر بھی ایسے ہی تھے۔ تو عراق میں حجاج بن یوسف اور خراسان میں مہلب بن صفرہ اور مصر میں ہشام بن اسماعیل اور اس کا بیٹا عبداللہ اور مغرب میں موسیٰ بن نصیر اور یمن میں حجاج کا بھائی محمد بن یوسف اور جزیرہ میں محمد بن مروان وغیرہ۔ یہ سب کے سب ظالم، غاصب، جابر حکمران تھے۔ یہ بات ابن خلکان نے کہی ہے۔

ابن خلکان کی عجیب وغریب روایات میں سے ایک روایت یہ ہے کہ علی بن عبداللہ بن عباس اور ان کا بیٹا محمد دونوں عبدالملک کے پاس گئے۔ اس کے پاس ایک قیافہ شناس تھا۔ تو اس نے ان دونوں کو بٹھا دیا پھر قائف کو کہا کہ تو جانتا ہے یہ کون ہے۔ اس نے کہا مجھے معلوم نہیں۔ مگر اتنا پتا ہے کہ یہ دونوں باپ بیٹا ہیں اور اس کے بعد اس کی نسل سے بہت سے فرعون پیدا ہوں گے۔

جو پوری زمین کے مالک بن جائیں گے۔ جو بھی ان سے دشمنی کرے گا اسے مار ڈالیں گے یہ سن کر عبدالملک کا رنگ بدل گیا اور کہنے لگا کہ ایلیاء کا راہب بھی یہ کہتا ہے اور اس نے یہ سب کچھ اس کے پاس لکھا دیکھا تھا کہ اس کی پشت سے تیرہ بادشاہ پیدا

Marfat.com

ہوں گے جن کی صفات بھی اس نے بیان کیں۔

ابو حنیفہ نے اخبار الطوال میں ذکر کیا ہے کہ عبدالملک بن مروان جب اپنی بیماری میں بوجھل ہو گیا تو اپنے بیٹے ولید کو وصیت کی۔ کہ اے ولید مجھے یہ بات پسند نہیں ہے کہ مجھے قبر میں ڈالنے کے بعد بالکل لونڈی کی طرح رونا شروع کر دے۔ بلکہ تو تہد باندھ لے اور کمر کس لے اور چیتے کی کھال پہن کر لوگوں کو اپنی بیعت کی طرف دعوت دینا۔ اور جو اپنے سر کے اشارے سے انکار کرے تو اپنی تلوار سے اس کی گردن اڑا دینا۔ عبدالملک کا نام حمامۃ المسجد رکھا گیا تھا۔ اسے یہ لقب عبداللہ بن عمرؓ نے دیا تھا۔ اور جب اس کے پاس خلافت آئی تو وہ قرآن پڑھ رہا تھا تو اس کو بند کر دیا اور کہنے لگا تم پر سلامتی ہو اب میرا اور تمہارا راستہ الگ ہے۔

لوگ کہتے ہیں کہ ابن عمرؓ سے پوچھا گیا کہ اگر تمام صحابہ دنیا سے رخصت ہو جائیں تو ان کے بعد ہم کس سے مسئلہ دریافت کریں تو انہوں نے کہا کہ اس نوجوان عبدالملک سے سوال کرنا۔

عبدالملک کی وفات: عبدالملک شوال ۸۶ھ میں ۶۰ یا ۶۳ سال کی عمر میں فوت ہوا۔ انہوں نے اپنے پیچھے سترہ لڑکے چھوڑے جن میں سے چار عہدہ خلافت پر متمکن ہوئے۔ اس کی خلافت کی مدت ۲۱ برس ۱۵ دن ہے جن میں سے آٹھ سال ابن زبیر سے مزاحمت کرتے گزر گئے پھر وفات تک اکیلا ہی حکومت کرتا رہا۔

خلافت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما

یہ چھٹے خلیفہ ہیں تو ان کو خلافت سے اتارا گیا۔

اور یہ بات گزر چکی ہے کہ معاویہ بن یزید بن معاویہ بن ابی سفیان نے خود ہی خلافت کی ذمہ داری کو اتار دیا تھا۔ تو پھر ابن زبیر چھٹے کیسے ہوئے؟ اور یہ بھی گزر چکا ہے کہ حسنؓ نے بھی خلافت سے دستبرداری اختیار کی تھی اور ابن زبیر کی بیعت خلافت مکہ میں ۶۴ھ ۲۳ رجب کو یزید بن معاویہ کے دور حکومت میں کی گئی (کما تقدم) اور ان کی اہل عراق نے اور اہل مصر نے اور کچھ اہل شام نے بیعت کی مگر مروان سے جنگوں کے بعد اُس کی بیعت کر لی۔ مگر اہل عراق نے اپنی بیعت کو ۷۱ھ تک برقرار رکھا اور یہ وہ زمانہ ہے جب عبدالملک بن مروان نے آپ کے بھائی۔ مصعب بن عمیر کو قتل کروایا تھا اور کوفہ کی قصر الامارۃ کو منہدم کرا دیا تھا۔

ایک عجیب واقعہ: اور اس قصر امارۃ کو گرانے کا سبب یہ تھا کہ ایک دن وہ اس محل میں بیٹھا تھا اور اس کے بھائی مصعب کا سر اس کے سامنے تھا تو عبدالملک بن عمیر نے کہا اے امیر المومنین ایسی ہی ایک مجلس میں عبیداللہ بن زیاد اور میں بیٹھے ہوئے تھے اور حضرت حسینؓ کا سر ہمارے سامنے تھا پھر میں ایسی ہی مجلس میں مختار بن ابی عبید کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا تو عبیداللہ بن زیاد کا سر ہمارے سامنے تھا۔ پھر میں اور مصعب بھی اسی محل میں بیٹھے تھے تو مختار بن عبید کا سر ہمارے سامنے تھا۔ اور آج میں اور آپ بیٹھے ہیں اور مصعب کا سر ہمارے سامنے ہے۔ اور میں امیر المومنین کے لئے دعا گو ہوں کہ اللہ انہیں اس مجلس کے شر سے بچائے۔ تو عبدالملک یہ سن کر کانپ گیا اور فوراً کھڑا ہو گیا اور محل کے گرانے کا حکم دے دیا۔ اور مصعب بن عمیر بہادر فیاض اور چودھویں کے چاند کی طرح خوبصورت چہرے والے تھے اور جب مصعب قتل ہو گئے تو ان کے ساتھی بھی شکست خوردہ ہو گئے پھر ان کو عبدالملک بن مروان نے طلب کیا تو ان سب نے اس کی بیعت کر لی اور عبدالملک کوفہ جا کر قیام پذیر ہو گیا اور شام عراق اور مصر میں اس کی

Marfat.com

حکومت مضبوط ہوگئی پھر اس نے ۷۳ھ میں حجاج کو عبداللہ بن زبیرؓ کی طرف تیار کر بھیجا تو اس نے ان کا مکہ میں محاصرہ کرلیا اور منجنیق سے بیت اللہ پر پتھر پھینکے پھر فتح یاب ہوکر اس نے ان کو قتل کر دیا اور ان کا سر کاٹ کر اس کو الٹا سولی پر لٹکا دیا پھر اس کو اتار کر یہودیوں کی قبروں میں دفن کر دیا۔

اور کہا جاتا ہے کہ حجاج نے کہا تھا کہ میں اس کو سولی سے اس وقت تک نہیں اتاروں گا جب تک اس کی ماں اسماء اس کی سفارش نہیں کرے گی۔ تو کافی عرصہ یہ اسی طرح لٹکے رہے تو ایک دن ان کی ماں کا ادھر سے گزر ہوا تو کہنے لگیں ابھی اس شہسوار کے اترنے کا وقت نہیں آیا؟ تو یہ بات جب حجاج کو پتہ چلی تو اس نے ان کو اتارنے کا حکم دیا اور کہا کہ ان کو اسماء بنت ابی بکرؓ کے حوالے کر دیا جائے۔ تو انہوں نے اس کو لے کر دفن کر دیا۔ اور عنقریب انشاء اللہ ان کے قتل کا ذکر باب الشین لفظ شاۃ (بکری) میں آئے گا۔

آپ کی مدت خلافت: آپؓ کی حجاز اور عراق پر خلافت کی مدت ۹ سال ۲۲ دن تھی۔ آپ ۷۳ سال کی یا ۷۲ سال کی عمر میں قتل کئے گئے۔ رضی اللہ عنہ۔

خلافت ولید بن عبدالملک

پھر عبدالملک بن مروان کے بعد اس کا بیٹا ولید خلیفہ بنا اور وہ عبدالملک کا ولی عہدہ تھا۔ بدصورت تھا ناک بہتی رہتی تھی اور چال میں غرور تھا۔ کم علم تھا۔ تین راتوں میں قرآن ختم کرتا تھا۔ ابراہیم بن ابی عبلۃ کہتے ہیں کہ یہ رمضان میں ۱۷ مرتبہ قرآن ختم کرتا تھا اور مجھ کو درہموں کی تھیلیاں دیتا تھا کہ میں ان کو نیک لوگوں میں تقسیم کردوں اور ولید سے مروی ہے کہ اگر اللہ قرآن میں لواطت کا ذکر نہ کرتا تو میرے خیال میں اس کو کوئی بھی نہ کرتا۔

اس کے لئے خلافت کی بیعت اسی دن کی گئی جب اس کا باپ فوت ہوا وہ گھر جانے سے پہلے منبر پہ چڑھا اور کہنے لگا۔ تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں اور ہم اللہ کے ہیں اور اسی کی طرف ہمیں لوٹ کر جانا ہے اور امیر المومنین کی وفات پر ہم اللہ کی مدد کے طلبگار ہیں اور تمام تعریفیں اللہ کی ہیں جس نے ہم پر خلافت کا انعام کیا۔ سب لوگ کھڑے ہو جائیں اور بیعت کریں۔

حافظ ابن عساکر کہتے ہیں کہ ولید اہل شام کے نزدیک افضل ترین خلیفہ سمجھا جاتا تھا۔ اس نے دمشق میں مسجدیں بنوائیں لوگوں کو عطیے دیئے اور جذام زدہ لوگوں کے لئے وظیفے مقرر کیے۔

اور کہا کہ تم لوگوں سے سوال مت کرو۔ معذوروں کے لئے خادم عنایت کئے اور اندھوں کے لئے راہنما۔ حاملین قرآن کے ساتھ بھلائی کرتا اور ان کے قرض خود چکا دیتا۔ اور جامع اموی بنائی۔ اور ماریوحنا کا گرجا گرا کر اس کو جامع اموی میں شامل کر دیا۔ یہ واقعہ ۸۶ھ ذی القعدہ میں پیش آیا۔

ولید نے ۱۲ ہزار عشرت کدے بنانے شروع کئے مگر ان کی تعمیر مکمل نہ کر سکا اور مر گیا تو ان کی تعمیر اس کے بھائی سلیمان نے پوری کی۔ پس منصوبے کی تعمیر پر چار سو صندوق مال کے خرچ ہوئے۔ ہر صندوق میں ۲۸ ہزار دینار تھے۔ اور اس چھ سو سونے کی زنجیریں قندیلوں کے لئے تھیں۔ اور یہ سب کچھ عمر بن عبدالعزیز کے عہد تک باقی رہا انہوں نے اس کو بیت المال میں جمع کرا کے

Marfat.com

اس کے بدلے لوہے اور پیتل کی زنجیریں لگا دیں۔ اور بیت المقدس کے قبہ صخرۃ کو تعمیر کرایا اور مسجد نبوی کی تعمیر میں وسعت کی یہاں تک کہ حجرہ عائشہ کو بھی اس میں شامل کرایا اور انہوں نے بہت سے عمدہ اور خوبصورت نقوش چھوڑے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے ولید کو لحد میں اتارا تو وہ اپنے کفن میں ہلنے لگا اور اس کے ہاتھ اس گردن میں بند گئے۔ نسال اللہ العافیۃ

اور ولید کی خلافت میں بہت سی عظیم فتوحات ہوئیں جیسے سندھ' ہند' اور اندلس اور اس کے علاوہ کئی مشہور مقامات فتح ہوئے۔ وہ عمدہ سواری پر سوار ہوتا تھا اور وہ مندرجہ ذیل دنوں میں سفر اور جنگ کرنے سے پرہیز کرتا اور دوسری کو بھی اس سے منع کرتا اور ان کا ذکر ایک جلیل القدر فائدہ کا حامل ہے۔ علقمہ بن صفوان عن احمد بن یحییٰ سے مرفوعاً مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا "تم سال کے ۱۲ دنوں سے بچوں کیونکہ یہ مالوں کو تباہ اور برائیوں کو ظاہر کر دیتے ہیں۔ ہم نے کہا اللہ کے رسول ﷺ وہ کون سے دن ہیں آپ نے فرمایا ۱۲ محرم' ۱۰ صفر ۴ ربیع الاول' ۱۸ ربیع الثانی' ۱۸ جمادی الاولیٰ ۱۲ جمادی الثانی' ۱۲ رجب' ۱۶ شعبان' ۱۶ رمضان' ۲ شوال' ۱۸ ذی القعدہ' ۸ ذی الحجہ۔

اور مورخین کا یہ کہنا کہ قبہ صخرۃ ولید نے بنوایا تھا مستند بات نہیں۔ بلکہ قبۃ الصخرۃ عبدالملک بن مروان نے عبداللہ بن زبیر کے دور فتنہ میں تعمیر کرایا تھا۔ جب عبدالملک نے اہل شام کو حج کرنے سے اس لئے روک دیا تھا کہ کہیں ابن زبیر ان سے بیعت نہ لے لیں تو لوگ قبۃ الصخرۃ میں عرفہ کے دن ٹھہرے تھے۔ یہاں تک کہ ابن زبیرؓ کو قتل کر دیا گیا۔ جیسا کہ عنقریب ابن خلکان وغیرہ سے بیان کیا جائے گا چونکہ وہ بوسیدہ ہو گیا تھا اس لئے ولید نے اس کو گرا کر دوبارہ تعمیر کروا دیا تھا۔ واللہ اعلم۔

ولید بن عبدالملک ۱۵ جمادی الاولیٰ ۹۶ھ کو مروان کے گھر میں ۴۶ سال' ۴۸ یا ۵۰ سال کی عمر میں فوت ہوا۔ اس نے اپنے پیچھے چودہ لڑکے چھوڑے۔ اس کو آدمیوں کی گردنوں پر اٹھا کر باب الصغیر کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔ عمر بن عبدالعزیز نے ان کے کفن دفن کے امور سرانجام دیئے ان کی خلافت (۹) نو سال اور آٹھ مہینے رہی اور بعض کہتے ہیں دس سال۔ واللہ اعلم

خلافت سلیمان بن عبدالملک

پھر ولید کے بعد اس کا بھائی سلیمان بن عبدالملک خلیفہ بنا۔ اور یہ اس لئے خلیفہ بنا کہ ان دونوں کے باپ نے اپنے بعد ان دونوں کی خلافت کی اکٹھی وصیت کی تھی۔ اس لیے ولید کے وفات کے دن ہی اس کی خلافت کی بیعت کی گئی۔ انتقال کے وقت سلیمان مقام رملہ میں تھا پھر جب اس کو خلافت کی ذمہ داری سونپی گئی تو انہوں نے اسے قبول کر لیا پھر وہ دمشق کی طرف رخ کیا اور جامع اموی کی تعمیر کو مکمل کیا جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے اور اس نے اپنے بھائی مسلمہ بن عبدالملک کو ۹۷ھ میں غزوہ روم کے لئے تیاری کرائی تو وہ قسطنطنیہ پہنچ گیا اور ان سے جنگ کی اور اس کے متعلق ان شاء اللہ باب الجیم لفظ جراد کے ضمن میں کچھ اشارہ آئے گا۔

اخلاق و عادات: اور آپ کے محاسن میں سے جو ذکر کئے جاتے ہیں یہ بھی ہے کہ ایک آدمی ان کے پاس آیا اور کہا اے امیر المومنین میں آپ کو اللہ اور اذان کی قسم دیتا ہوں تو اس سے سلیمان نے کہا اللہ کی قسم کو تو ہم جانتے ہیں مگر یہ اذان کیا چیز ہے وہ

Marfat.com

کہنے لگا اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے فاذن موذن بینھم ان لعنۃ اللہ علی الظالمین "یعنی ایک اعلان کرنے والا ان کے درمیان یہ اعلان کرے گا کہ ظالموں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔" تو سلیمان نے اس سے پوچھا تم پر کیا ظلم ہوا تو اس نے کہا میری فلاں جائیداد پر آپ کے فلاں عامل نے قبضہ کر لیا۔ تو سلیمان رحمۃ اللہ علیہ اپنے تخت سے نیچے اتر پڑے اور چٹائی کو اٹھوا دیا اور اپنے رخسار کو زمین پر رکھ دیا اور کہنے لگے "اللہ کی قسم میں اپنے رخسار کو اس وقت تک زمین سے نہیں اٹھاؤں گا جب تک اس شخص کے لئے اس کی جائیداد کی واپسی کا پروانہ نہیں لکھا جاتا۔ تو حکم نامہ فوراً تحریر کر دیا۔ اس دوران وہ اپنے رخسار کو زمین پر رکھے ہوئے تھا۔ اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے۔ جب اس نے اپنے اس رب کا کلام سنا کہ جس نے اس کو پیدا کیا ہے اور اپنے انعامات میں اسے خوش حال کیا ہے تو وہ اپنے اوپر اللہ کی لعنت اور پھٹکار سے ڈر گیا۔

کہا جاتا ہے کہ اس نے حجاج کی جیل سے تقریباً تین لاکھ مرد اور عورتیں رہا کیے تھے۔ اور آل حجاج کو اپنے اپنے گھر واپس کر دیا اور اپنے چچازاد بھائی عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کو اپنا وزیر اور مشیر بنا لیا اور اس نے اشارہ کیا تھا کہ وہ یزید بن ابی مسلم حجاج کے وزیر کو اپنا منشی رکھ لے تو عمر بن عبدالعزیزؒ نے ان سے کہا کہ امیر المومنین میں آپ کو اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ آپ یزید بن ابی مسلم کو اپنا منشی بنا کر حجاج کا ذکر زندہ نہ کریں تو سلیمان نے کہا اے عمر میں نے اس کو درہم و دینار میں خائن نہیں پایا تو عمر نے کہا۔ اے امیر المومنین! بے شک ابلیس درہم و دینار کے معاملے میں اس سے زیادہ پاکدامن ہے مگر اس نے تمام مخلوق کو گمراہ کر کے رکھ دیا ہے تو سلیمان اپنے ارادے سے باز آ گیا۔

الکامل للمبرد وغیرہ میں ہے کہ یہی یزید سلیمان بن عبدالملک کے پاس گیا اور یہ یزید بدصورت بے شکل تھا تو سلیمان نے کہا اللہ تعالیٰ اس آدمی کو ذلیل کرے جس نے تجھے اپنی ذمہ داریوں پر ساتھ شامل کیا اور تجھے اپنی امانت میں شریک بنایا تو وہ کہنے لگا۔ اے امیر المومنین! ایسا مت کہئے تو سلیمان نے کہا میں اس طرح کیوں نہ کیوں تو وہ کہنے لگا۔ آپ نے مجھے اس وقت دیکھا ہے کہ جب معاملات مجھ سے پیٹھ پھر چکے ہیں اگر آپ مجھے اس وقت دیکھتے کہ جب حکومت میری طرف متوجہ ہوئی تو آپ میری تعریف اسی طرح کرتے جس طرح آپ نے میری برائی بیان کی اور آپ جس کو حقیر سمجھ رہے آپ اس کی عظمت کے قائل ہو جاتے تو سلیمان نے کہا تیری لئے ہلاکت ہو کیا حجاج اس کے بعد جہنم کے گڑھے میں پہنچ گیا ہے یا نہیں تو وہ کہنے لگا۔ اے امیر المومنین! حجاج کے متعلق ایسی بات نہ کریں تو سلیمان نے کہا۔ کیوں تو وہ کہنے لگا اس لئے کہ تمہارے لئے مشکلات کو آسان کر دیا اور بڑے بڑے سرکشوں کو نیچا دکھایا اور وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا تمہارے دائیں طرف اور بھائی کے بائیں طرف ہوگا تو جہاں وہ دونوں جائیں وہاں وہ بھی جائے گا۔ سلیمان رحمہ اللہ بڑے فصیح، بلیغ 'ادیب' بالانصاف اور غزوات کو چاہنے والے تھے۔ اور علوم عربیہ کے محسن تھے۔ دین بھلائی اتباع قرآن اور شعائر اسلام کی سربلندی کی طرف رجوع رکھتے تھے۔ خون ریزی سے پرہیز کرتے تھے۔ نکاح کے دلدادہ تھے۔

ابن خلکان رحمہ اللہ نے اس کے حالات زندگی میں لکھا ہے کہ وہ روزانہ تقریباً ایک سو شامی رطل خوراک کھا جاتا تھا اور تھوڑا سا لنگڑا بھی تھا۔ جب وہ خلیفہ بنا تو اس نے نماز کو اول وقت پر کر دیا جبکہ نماز اس سے پہلے بنی امیہ کے دور حکومت میں خلفاء اس کو آخر وقت تک موخر کرتے رہے تھے اسی لئے محمد بن سیرین رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ سلیمان نے اپنی خلافت بھلائی سے شروع ہی

Marfat.com

کی اور اس کا اختتام بھی خیر پر کیا یعنی اس نے نماز کو اول وقت پر پڑھنے کا حکم دے کر خلافت کی ابتدا کی اور عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کو خلیفہ بنا کر اپنی خلافت کا اختتام کیا۔

اور مفضل وغیرہ نے بیان کیا کہ سلیمان بن عبدالملک جمعہ کے دن حمام سے نکلا پھر سبز حلہ پہنا' سر پر سبز عمامہ رکھا' سبز فرش پر بیٹھ گیا اور اس کے آس پاس سبز چیزیں رکھ دی گئیں پھر اس نے آئینے میں دیکھا ''سلیمان بن عبدالملک واقعی خوبصورت تھا'' تو اس نے اپنے جمال اور خوبصورتی پر تعجب کیا تو اس نے اپنی کلائیوں سے آستینیں چڑھا لیں اور کہنے لگا ''ہم میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے جو نبی بھی تھے اور رسول بھی اور ابوبکر صدیق تھے' عمر فاروق تھے' عثمان شرم و حیا والے تھے' حضرت علی بہادر تھے۔ معاویہ بردبار تھے' یزید صبر کرنے والے تھے' عبدالملک تجربہ کار سیاست دان تھے' ولید جابر تھے اور میں نوجوان بادشاہ ہوں پھر وہ نماز جمعہ کے لئے نکلا تو اس نے گھر کے صحن میں اپنی پیاری لونڈی کو یہ شعر پڑھتے ہوئے سنا۔

اَنْتَ نِعْمَ الْمَتَاعُ لَوْ كُنْتَ تَبْقٰى غَيْرَ اَنْ لَّا بَقَاءَ لِلْاِنْسَانِ

''تو بہترین سامان ہے کاش کہ تو باقی رہ سکتا۔ مگر انسان کے لئے بقاء بالکل نہیں۔''

لَيْسَ فِيْمَا بَدَا لَنَا مِنْكَ عَيْبٌ عَابَهُ النَّاسُ غَيْرَ اَنَّكَ فَانِىْ

''ہمیں تمہارے اندر کوئی ایسا عیب نظر نہیں آتا جس کو لوگوں نے عیب سمجھا ہو۔ سوائے اس کے کہ تم فانی ہو۔''

پھر جب نماز سے فارغ ہو کر گھر میں داخل ہوا تو اس لونڈی سے کہا تو نے گھر کے صحن میں میرے متعلق کیا کہا تھا جبکہ میں نکل رہا تھا تو وہ کہنے لگی میں نے تو آپ بارے میں کچھ نہیں کہا اور نہ میں نے آپ کو دیکھا تھا۔ اور گھر کے صحن میں میں کیسے نکل سکتی ہوں تو وہ کہنے لگا انا للہ وانا الیہ راجعون

تو نے مجھے میرے مرنے کی خبر دی ہے۔ تو اگلا جمعہ آنے سے پہلے پہلے ہی وہ مر گیا۔

اور کہا جاتا ہے کہ وہ منبر پر چڑھا اور خطبہ دیا اور اس کی آواز مسجد کے آخری کونے تک سنائی دیتی تھی تو اس کو بخار ہو گیا۔ اور اس کی آواز مسلسل کم ہوتی گئی یہاں تک کہ اس کی آواز منبر کے پاس والے کو بھی سنائی نہیں دیتی تھی۔ پھر وہ اپنے گھر میں داخل ہوا اور وہ دو آدمیوں کے درمیان اپنے پاؤں گھسیٹ رہا تھا۔ اور دوسرا جمعہ آنے سے پہلے پہلے ہی وہ مر گیا۔ ابن خلکان کہتے ہیں کہ جس دن اسے بخار ہوا اسی رات فوت ہو گیا۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ ذات الجنب کی بیماری سے فوت ہوا تھا۔

وفات اور مدت خلافت: سلیمان ۱۰ صفر ۹۸ھ کو فوت ہوا کہا جاتا ہے کہ وہ ۹۹ھ کو ملک قنسرین میں مرج دابق کے مقام پر فوت ہوا۔ اس کی عمر ۳۹ یا ۴۵ سال تھی اور اس کی خلافت کی مدت دو سال اور آٹھ مہینے تھی۔

خلافت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ

پھر سلیمان کے بعد خلیفہ راشد امام عالم ابو حفص عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ نے نظام حکومت سنبھالا۔ جس دن سلیمان بن عبدالملک فوت ہوا تو اس کی وصیت کے مطابق ان کے بیعت خلافت کی گئی اور ان کے بارے میں ہی کہا جاتا تھا۔

کہ الله اشج بنی امیة یعنی یہ بنو امیہ کی روایات کو توڑنے والا ہے۔

Marfat.com

ان کی والدہ ام عاصم بنت عاصم بن عمر بن الخطاب ہیں تو اس طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کے نانا ہوئے۔ عمر بن عبدالعزیزؒ ایک جلیل القدر تابعی ہیں۔ انہوں نے حضرت انس بن مالک اور سائب بن یزید سے احادیث روایت کی ہیں۔ ان سے ایک جماعت نے روایت کی ہے۔ آپ کی پیدائش مصر میں ۶۱ھ میں ہوئی۔

آپ کے فضائل وخصائل: امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تابعین میں سے عمر بن عبدالعزیز کے سوا کسی کا قول بھی حجت نہیں ہے۔ طبقات ابن سعد میں عمر بن قیس سے مروی ہے کہ جب عمر بن عبدالعزیزؒ خلیفہ بنے تو یہ آواز سنی گئی کہ جس کے کہنے والے کا کسی کو کوئی علم نہیں۔

من الان طابت وقر قرارها علی عمر المهدی قام عمودها

''اب سے معاملہ خلافت بہتر ہوگیا اور درست قرار پا گیا۔ اس کا ستون عمر بن عبدالعزیز ہیں جو ہدایت یافتہ ہیں ان پر وہ قائم ہوگیا ہے۔''

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ علیہ پاک دامن' زاہد عابد' مومن' متقی اور سچے آدمی تھے۔ اور یہ خلفاء میں سے پہلے آدمی تھے۔ جنہوں نے مہمان خانے بنائے۔ اور پہلے شخص ہیں جنہوں نے مسافروں کے لئے وظائف مقرر کئے اور بنوامیہ ممبروں پر جس طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ذکر کرتے تھے اس کو ختم کیا اور اس کی جگہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو جاری کیا۔

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ الاية.

اور ان کے بارے میں کثیر عزہ نے یہ شعر کہے ہیں۔

ولیت ولم تسبب علیا ولم تخف مربیا ولم تقبل مقالة مجرم

''تم چلے گئے اور نہ علی کو گالی دی نہ کسی مربی سے ڈرے اور نہ ہی کسی مجرم کی بات کو قبول کیا۔''

وصدقت القول الفعال مع الذی اتیت فامسی راضیا کل مسلم

''تو نے بات کو عملی جامہ پہنا کر سچ کر دکھایا اور تم سے ہر مسلمان راضی ہوگیا۔''

فما بین شرق الارض والغرب کلها مناد ینادی من فصیح واعجم

''پس زمین کے مشرق ومغرب کے درمیان سارے کے سارے فصیح اللسان اور عجمی پکار رہے تھے۔''

یقول امیر المومنین ظلمتنی باخذك دیناری واخذك درهمی

''وہ کہہ رہے تھے کہ اے امیر المومنین تم نے مجھ پر میرا درہم یا دینار لے کر ظلم کیا ہے۔''

فارجع بها من صفقة لمبایع واکرم بها من بیعة ثم اکرم

''پس خرید وفروخت کرنے والے کے لیے یہ کتنی فائدہ مند ہے اور یہ بیع کیسی ہی عجیب ہے۔''

آپؒ کی اصلاحات: اس نے اپنے عاملوں کی طرف لکھا کہ کسی قیدی کو باندھ کر مت رکھو اس لئے کہ یہ چیز نماز پڑھنے سے روکتی ہے اور اپنے بصرہ کے گورنر عدی بن ارطاط کی طرف لکھا کہ تم سال میں چار راتیں اپنے اوپر عبادت کے لیے لازم کرلو کیونکہ اللہ تعالیٰ ان راتوں میں اپنی رحمت کو اپنے بندوں پر نچھاور کرتا ہے۔ ان میں ایک یکم رجب کی رات ہے دوسری نصف

Marfat.com

شعبان کی اور تیسری اور چوتھی عیدین کی دو راتیں ہیں۔

اور آپ نے اپنے گورنروں کو لکھا کہ جب لوگوں پر تمہاری گرفت تمہیں ظلم پر ابھارے تو تم اللہ تعالیٰ کی اپنے اوپر گرفت کو یاد کرو اور اپنے ظلم کے انجام کو یاد کرو اور اس کی وجہ سے اپنے اوپر آنے والے اللہ کے عذاب کے بقاو دوام کو یاد کرو۔

اور محمد مروزی سے کئی ایک آدمی بیان کرتے ہیں کہ انہیں یہ خبر ملی ہے کہ جب عمر بن العزیز رحمتہ اللہ علیہ نے سلیمان بن عبدالملک کو دفن کیا اور ان کی قبر سے باہر آئے تو انہوں نے زمین کے کانپنے کو محسوس کیا تو کہنے لگے یہ کیا ہے تو لوگوں نے کہا کہ شاہی سواریاں ہیں جو آپ کے قریب ہو رہی ہیں تا کہ اے امیر المومنین آپ ان پر سوار ہو سکیں تو وہ کہنے لگے میرا ان سے کوئی تعلق نہیں۔ ان کو تم مجھ سے دور کرلو۔ اور میری سواری کو میرے نزدیک کرو۔ جب ان کی سواری ان کے قریب کی گئی تو آپ اس پر سوار ہو گئے تو ایک سپاہی آیا تا کہ اسلحہ لے کر ان کے آگے آگے چلے کیونکہ اس سے پہلے خلفاء بنوامیہ کی یہی عادت چلی آ رہی تھی۔ تو آپ نے فرمایا مجھ سے ہٹ جاؤ مجھے تم سے کیا کام ہے میں بھی مسلمانوں میں سے ایک آدمی ہی ہوں پھر لوگوں کے درمیان مل جل کر چلتے ہوئے مسجد میں داخل ہو گئے پھر منبر پر جلوہ افروز ہوئے تو لوگ ان کے پاس جمع ہو گئے۔ تو انہوں نے اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پہنچا پھر کہا اے لوگو! مجھے اس خلافت کی ذمہ داری میں میری مرضی کے بغیر مبتلا کیا گیا ہے میں نے نہ تو اس کا مطالبہ کیا اور نہ ہی مسلمانوں سے مشورہ لیا گیا۔ بے شک میں نے تمہاری گردنوں سے اپنی بیعت کے قلادے کو اتار دیا تو تم میرے بغیر جس کو چاہو منتخب کرلو تو سب مسلمان بیک زبان بول اٹھے اے امیر المومنین! ہم نے آپ کو چن لیا اور ہم آپ کے امیر ہونے پر بصد خوشی راضی ہیں۔ پھر جب لوگ خاموش ہو گئے تو انہوں نے اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھ کے فرمایا "میں تمہیں اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ اللہ سے ڈرنا ہر چیز کا نعم البدل ہے لیکن اللہ سے ڈرنے کا نعم البدل کوئی نہیں اپنی آخرت کے لئے عمل کرو کیونکہ جس نے آخرت کے لئے عمل کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے دنیا اور آخرت کے امور میں اس کے لئے کافی ہوگا۔ اور اپنے نجی امور کو بھی درست کرو تو اللہ تعالیٰ تمہارے ظاہری معاملات کو سنوار دیں گے۔ موت کو اس کے نازل ہونے سے پہلے ہی بہت زیادہ یاد کرو اور اس کے لئے بہترین تیاری کرو کیونکہ وہ تمام لذتیں ختم کر دینے والی ہے۔ اور خدا کی قسم میں کسی کو اس کے حق کے علاوہ ہرگز کچھ نہ دوں گا اور جس کا حق بنتا ہے اس سے اس کا حق کبھی نہیں روکوں گا۔ لوگو جو اللہ کی اطاعت کرے اس کی اطاعت لازم ہے اور جو شخص اللہ کی نافرمانی کر رہا ہو اس کی اطاعت ہرگز نہ کرو۔

اتنی بات کہہ کر وہ منبر سے اتر آئے اور دارالخلافہ میں داخل ہو گئے تو آپ نے حکم دیا تو سارے پردے پھاڑ ڈالے گئے اور تمام چٹائیاں اٹھالی گئیں اور ان چیزوں کے فروخت کر دینے اور ان کی قیمت مسلمانوں کے بیت المال میں جمع کرا دینے کا حکم دے دیا پھر وہ قیلولہ کرنے کی جگہ تلاش کرنے گئے تو ان کا بیٹا عبدالملک ان کے پاس آیا اور کہنے لگا ابا جان کیا کرنا چاہتے ہیں؟ تو انہوں نے کہا بیٹا میں قیلولہ کرنا چاہتا ہوں تو اس نے کہا آپ سونے لگے ہیں اور مظالم کو روکنے کا بندوبست نہیں کریں گے انہوں نے فرمایا بیٹا تیرے چچا سلیمان کے کفن دفن کے معاملہ میں مصروف رہنے کی وجہ سے میں ساری رات جاگتا رہا اب ظہر کی نماز کے بعد مظالم روکنے کا کام کروں گا' تو انہوں نے کہا امیر المومنین آپ کے ظہر تک زندہ رہنے کی کیا ضمانت ہے۔ تو انہوں نے فرمایا بیٹا میرے قریب آؤ جب وہ قریب آیا تو اس کی پیشانی کو چوما اور کہنے لگا اس اللہ تعالیٰ کے لئے تمام تعریفیں جس نے میری پیٹھ سے مجھے وہ

Marfat.com

بیٹا عطا فرمایا جو میرے دینی معاملات میں میری مدد کر سکے۔ پھر وہ کوئی بات کئے بغیر باہر نکل گئے اور ایک منادی کرنے والے کو حکم دیا کہ وہ منادی کرے کہ جس پر کوئی ظلم ہوا ہو وہ اس کو عدالت میں لے آئے۔ تو اہل حمص کا ایک غیر مسلم ذمی آیا اور کہنے لگا میں آپ سے اللہ کی کتاب کا فیصلہ مانگتا ہوں انہوں نے پوچھا کیا بات ہے اس نے کہا کہ عباس بن ولید نے میری زمین چھین لی ہے عباس بھی وہاں بیٹھا تھا تو عمر نے فرمایا عباس اس بارے میں تم کیا کہتے ہو تو اس نے کہا کہ امیر المومنین ولید نے یہ جگہ مجھے بطور جاگیر عطا کی ہے۔ اور یہ اس کی میرے پاس تحریر ہے۔ تو عمر نے کہا ذمی! تم اس بارے میں کیا کہتے ہو؟ اس نے کہا امیر المومنین! میں آپ سے کتاب اللہ کا فیصلہ مانگتا ہوں تو آپ نے فرمایا اللہ کی کتاب ولید کی کتاب سے پیروی کی جانے کی زیادہ حقدار ہے عباس! تم اس کی زمین اس کو واپس کر دو تو اس نے وہ جاگیر اس کو واپس دے دی۔ پھر اس نے ایک ایک ظلم کا فیصلہ کر کے ہر ایک کو اس کا حق اپنے اہل بیت سے لے کر اس کے حوالے کیا۔ جب خارجیوں کو اس کی یہ اچھی سیرت پہنچی اور مظالم کے فیصلوں کی حال معلوم ہوا تو اکٹھے ہوئے اور کہنے لگے ہمیں اس قسم کے آدمی سے جنگ نہیں کرنی چاہیے۔

جب عمر بن ولید کو جاگیر کی واپسی کا فیصلہ معلوم ہوا تو اس نے عمر بن عبدالعزیز کو یہ خط لکھا کہ تو نے اپنے سے پہلے خلفاء پر عیب لگایا اور ان سے بغض رکھتے ہوئے ان کی اولاد سے بھی بغض رکھتے ہوئے ان کی سیرت کے بغیر اور راستے پر چل نکلا۔ اور تو نے اس چیز کو کاٹ دیا جس کے ملانے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا جب تو نے قریش کے مالوں اور ان کی وراثتوں کو ظلم اور زیادتی سے چھین کر بیت المال میں داخل کر دیا اور ہم ان حالات سے ہرگز مصالحت نہیں کر سکتے۔ والسلام۔ جب عمر بن عبدالعزیز نے ولید کا خط پڑھا تو اس کو یہ جواب دیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ خط اللہ کے بندے عمر بن عبدالعزیز کی طرف سے عمر بن الولید کی طرف ہے السلام علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین اما بعد: مجھے آپ کا خط موصول ہوا۔ اے ابن ولید تیرے حالات یہ ہیں کہ تیری ماں بنانہ امۃ السکون تھی وہ حمص کے بازاروں میں گھوما کرتی تھی۔ وہ دکانوں کے اندر چلی جاتی تھی۔ پھر اس کے بعد اس کے معاملے کو اللہ ہی بہتر جانتا ہے پھر اس کو مسلمانوں کے بیت المال سے ذبیان نے خرید لیا اور تیرے باپ کو وہ تحفہ میں دے دی پھر اس سے تو پیدا ہوا تو تم کیسی بری اولاد ہو تم جوان ہوئے اور ظالم اور کینہ پرور بن گئے۔ تو سمجھتا ہے کہ میں نے یہ ظلم کیا ہے کہ میں نے تمہیں اور تمہارے گھر والوں کو اللہ کے مال سے محروم کر دیا کہ جس میں قرابت، مساکین، بیوہ عورتوں کا حق تھا سن مجھ سے زیادہ ظالم اور اللہ کو چھوڑنے والا وہ ہے جس نے تجھ جیسے بیوقوف بچے کو مسلمانوں کے لشکر پر عامل بنا دیا۔ اور اس فیصلہ میں صرف یہی نیت تھی کہ والد کو اپنے لڑکے سے محبت تھی۔ تم مسلمانوں کے درمیان اپنی رائے سے فیصلے کرتے ہو پس تمہارے باپ کے لئے ہلاکت ہو۔ قیامت کے دن اس سے جھگڑنے والوں کی تعداد بہت زیادہ ہوگی اور تیرا باپ اپنے جھگڑا کرنے والوں سے کس طرح چھٹکارا حاصل کر سکے گا۔ بیشک مجھ سے زیادہ ظالم اور اللہ تعالیٰ کے عہد کو چھوڑنے والا وہ شخص ہے جس نے حجاج کو گورنر بنایا وہ لوگوں کے خون بہاتا تھا اور حرام مال لیتا تھا۔ بیشک مجھ سے بڑا ظالم اور اللہ کے عہد کو چھوڑنے والا وہ ہے جس نے ظالم دیہاتی قرہ کو مصر پر گورنر بنایا اور اس کو لہو ولعب اور شراب نوشی کی اجازت دے دی اور بے شک مجھ سے زیادہ ظالم اور اللہ کے عہد کو چھوڑنے والا وہ شخص ہے کہ جس نے غالیہ بربریہ کے لئے عرب کے خمس میں حصہ مقرر کیا۔ اے ابن کنانہ آرام سے بیٹھو اگر معاملہ سنگین صورت اختیار کر گیا اور تم نے پہلے

Marfat.com

جیسے کام کرنے شروع کر دیئے تو میں تجھ سے اور تیرے گھر والوں سے نمٹ لوں گا اور انہیں سیدھے راستے پر لے آؤں گا۔ بڑی مدت سے تم لوگوں نے حق کو چھوڑ رکھا اور باطل کو تھام رکھا ہے۔ اور اس کے علاوہ مجھے امید ہے کہ میں تیری گردن کو فروخت ہوتا اور اس کی قیمت کو یتیموں' مسکینوں اور بیواؤں میں تقسیم ہوتا دیکھوں گا کیونکہ تیرے مال میں ہر ایک کا حق ہے۔ ہدایت کی پیروی کرنے پر سلامتی ہو اور ظالموں کی قوم پر اللہ کی سلامتی نہ ہو۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ان کے زمانے میں بہت زیادہ مہنگائی ہوگئی تو ان کے پاس عرب کا ایک وفد آیا۔ انہوں نے اپنے میں سے ایک کو گفتگو کے لئے منتخب کیا وہ آدمی آگے بڑھا اور کہا امیر المومنین! ہم آپ کی طرف بہت بڑی ضرورت کے تحت آئے ہیں اور بیت المال میں ہماری راحت کا سامان ہے۔ کیونکہ بیت المال کی رقم اللہ کے لئے ہے یا اس کے بندوں کے لئے یا آپ کے لئے ہے پس اگر وہ اللہ کے لئے ہے تو اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی ضرورت نہیں اور اگر اس کے بندوں کے لئے ہے تو انہیں دے دیجئے اور اگر تمہارے لئے تو آپ ہم پر صدقہ کر دیں کیونکہ اللہ تعالیٰ صدقہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے تو عمر کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور کہنے لگے جس طرح آپ لوگوں نے کہا بات یہی درست ہے اور ان کی حاجتیں پوری کرنے کا حکم دیا گیا جب اعرابی واپس ہونے لگا تو عمر نے کہا اے بندے! جس طرح تو نے اللہ کے بندوں کی حاجتیں مجھ تک پہنچائی ہیں اسی طرح تو میری حاجت کو اللہ تک پہنچا دے اور اللہ تعالیٰ کے سامنے میرے فاقے کو پیش کر تو اعرابی نے کہا اے اللہ عمر بن عبدالعزیز سے ایسا ہی معاملہ کر جس طرح اس نے تیرے بندوں سے کیا ہے تو اس شخص کی بات پوری ہونے سے پہلے پہلے اور بہت بڑا بادل کا ٹکڑا نمودار ہوا اور آسمان سے بہت زیادہ بارش برسنے لگی۔ بارش میں ایک بڑا اولہ آ کر مٹکے پر گرا تو وہ ٹوٹ گیا تو اس سے ایک کاغذ نکلا جس میں یہ لکھا ہوا تھا یہ عمر بن عبدالعزیز کے لئے اللہ کی طرف سے جہنم سے آزادی کا پروانہ ہے۔

رجاء بن حیوۃ بیان کرتے ہیں کہ عمر بن عبدالعزیز تمام لوگوں میں سے سب سے عظیم اور نہایت سمجھدار اور لباس اور رفتار میں سب سے زیادہ خوبصورت تھے پھر جب وہ خلیفہ بنے تو ان کپڑوں' عمامہ' قمیص' قباء موزوں اور چادر کی قیمت لگائی گئی تو وہ صرف بارہ درہم نکلی۔

ابن عساکر وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ آپ رشتہ داروں پر سخت رویہ رکھتے تھے اور بہت سی اشیاء جو ان کے قبضہ میں تھی وہ ان سے چھین لیں تو وہ اس سے تنگ آ گئے اور ان کو زہر دے دیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ انہوں نے اپنے اس خادم کو بلایا کہ جس نے انہیں زہر دیا تھا تو اس سے کہا تو برباد ہو مجھے زہر پلانے پر تجھے کس چیز نے ابھارا کہنے لگا مجھے ایک ہزار دینار دیئے گئے وہ کہنے لگے انہیں لے آ وہ لے کر آ گیا تو آپ نے اس رقم کو مسلمانوں کے بیت المال میں جمع کرانے کا حکم دے دیا اور اس خادم کو کہا کہ تم یہاں سے اس طرح بھاگو کہ تمہیں کوئی نہ دیکھ سکے۔

عمر بن عبدالعزیز کی بیوی فاطمہ بنت عبدالملک بیان کرتی ہیں کہ اللہ کی قسم جب سے عمر خلیفہ بنے ہیں انہوں نے نہ غسل جنابت کیا ہے اور نہ غسل احتلام کی ہی ان کو ضرورت پڑی۔ ان کا دن لوگوں کے مسائل حل کرنے اور مظالم کو دور کرنے پر گزر جاتا اور ان کی رات اللہ کی عبادت میں گزر جاتی۔

مسلمہ بن عبدالملک بیان کرتے ہیں کہ میں عمر بن عبدالعزیز کے پاس ان کی عیادت کرنے کے لئے اس بیماری میں گیا کہ

Marfat.com

جس بیماری آپ فوت ہوئے تھے تو اس وقت میں نے انہیں دیکھا کہ ان کے جسم پر ایک میلی سی قمیص ہے تو میں نے فاطمہ بنت عبدالملک سے کہا اے فاطمہ! امیر المومنین کی قمیص تو دھو دیجئے وہ کہنے لگی اچھا انشاء اللہ میں دھو دوں گی جب میں دوبارہ ان کی عیادت کے لئے گیا تو قمیص ویسی ہی تھی تو میں نے کہا اے فاطمہ کیا میں نے تجھے امیر المومنین کی قمیص دھونے کا نہیں کہا تھا۔ کیونکہ ان کی عیادت کے لیے لوگ آ رہے ہیں تو وہ کہنے لگیں اللہ کی قسم اس قمیص کے علاوہ ان کی اور کوئی قمیص موجود ہی نہیں۔

عمر بن عبدالعزیز ان اشعار کو بطور مثال بیان کیا کرتے تھے۔

نَهَارُكَ يَا مَغْرُوْرُ سَهْوٌ وَّ غَفْلَةٌ وَلَيْلُكَ نَوْمٌ وَّ الرَّدٰى لَكَ لَازِمٌ

''اے فریب خوردہ شخص! تیرا دن بھول اور غفلت ہے۔ اور تیری رات نیند ہی نیند ہے' اور ہلاکت تیرے لئے لازم ہے۔''

يَغُرُّكَ مَا يَفْنٰى وَ تَفْرَحُ بِالْمُنٰى كَمَا غَرَّ بِاللَّذَّاتِ فِي النَّوْمِ حَالِمٌ

''جو چیز فانی ہے اس نے تجھے دھوکے میں ڈال رکھا ہے اور تو آرزوؤں اور تمناؤں پر خوش ہو رہا ہے۔ جس طرح سویا ہوا آدمی نیند میں خواب دیکھ کر لذتیں محسوس کر کے دھوکے میں مبتلا ہو جاتا ہے۔''

وَ شُغْلُكَ فِيْمَا سَوْفَ تَكْرَهُ غِبَّهٗ
كَذٰلِكَ فِي الدُّنْيَا تَعِيْشُ الْبَهَائِمُ

''تیرا اس چیز میں مشغول رہنا جس کے دوبارہ سامنے آنے کو تو ناپسند سمجھے گا اسی طرح ہے جس طرح چوپائے دنیا کی زندگی بسر کرتے ہیں۔''

جان لیجئے کہ عمر بن عبدالعزیز کے فضائل بہت زیادہ ہیں جو شخص ان کی سیرت معلوم کرنا چاہیے تو وہ سیرۃ العمرین اور حلیہ و غیرہما کی طرف رجوع کرے آپ حمص کی سرزمین میں دیر سمعان کے مقام پر بیمار ہوئے جب ان کی وفات کا وقت آیا تو فرمانے لگے مجھے بٹھا دو۔ جب گھر والوں نے انہیں بٹھایا تو کہنے لگے۔

اِلٰهِيْ اَنَا الَّذِيْ اَمَرْتَنِيْ فَقَصَّرْتُ وَنَهَيْتَنِيْ فَعَصَيْتُ وَلٰكِنْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ.

''اے میرے اللہ میں وہ شخص ہوں کہ تو نے مجھے حکم دیا تو مجھ سے کوتاہی ہوگئی اور تو نے مجھے منع فرمایا تو میں نے نافرمانی کی لیکن لا الہ الا اللہ۔ اللہ کے سوا کوئی بھی معبود نہیں۔

وفات اور مدت خلافت: آپ ۲۵ یا ۲۰ رجب ۱۰۱ھ کو فوت ہوئے۔ اس وقت ان کی عمر انتالیس سال اور کچھ مہینے تھی۔ بعض نے کہا اس وقت آپ کی عمر چالیس سال تھی۔ آپ سفید رنگ کے خوبصورت' اچھے' رعب دار' کمزور جسم والے اور خوبصورت داڑھی والے تھے آپ کی پیشانی پر ایک زخم کا نشان تھا کیونکہ آپ کو ایک گھوڑے نے بچپن میں مارا تھا۔ آپ علم و فضل' پرہیزگاری اور الفت و مدارات میں انتہاء کو پہنچے ہوئے تھے۔

آپ نے انصاف کو عام کیا۔ امت کے لئے دین کو اس کی اصلی شکل میں پیش کیا۔ اپنے نانا عمر بن خطاب کی سیرت پر کاربند رہے۔ آپ کی خلافت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی مدت کے برابر رہی۔ آپ کی قبر دیر سمعان میں ہے جس کی لوگ زیارت

Marfat.com

کرتے ہیں۔ امام شافعی فرماتے ہیں۔ کہ خلفاء راشدین پانچ ہیں۔ ابوبکر' عمر' عثمان' علی اور عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہم۔ حافظ ابن عساکر نے بیان کیا ہے۔ کہ جب آپ دیر سمعان میں اپنی قبر میں رکھے گئے تو سخت ہوا چلی جس میں سے ایک کاغذ نیچے گرا جس میں بہترین خط سے لکھا ہوا تھا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ بَرَاءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْجَبَّارِ لِعُمَرَ بْنِ عَبْدِالْعَزِيْزِ مِنَ النَّارِ.

"یعنی اللہ تعالیٰ غالب جبار کی طرف سے عمر بن عبدالعزیز کے لئے آگ سے براءت کا اعلان ہے۔

لوگوں نے اس کاغذ کو لے کر ان کے کفن میں رکھ دیا۔ آپ کی خلافت دو سال پانچ مہینے رہی۔

خلافت یزید بن عبدالملک

عمر بن عبدالعزیز کے بعد عہدۂ خلافت یزید بن عبدالملک کو ملا۔ آپ کی وفات کے دن ہی اس کی بیعت خلافت عمل میں آئی۔ ان کے بھائی سلیمان نے ان کو ولی عہد مقرر کیا جب یہ خلیفہ بنے تو کہنے لگے عمر بن عبدالعزیز کی سیرت پر چلو تو سب لوگ چالیس دن تک ان کی سیرت کے مطابق وقت گزارتے رہے اچانک چالیس آدمی دمشق کے مشائخ میں سے آئے اور قسمیں کھانے لگے کہ خلفاء سے قیامت کے دن کوئی حساب نہ لیا جائے گا اور نہ انہیں کوئی عذاب ہوگا۔ انہوں نے خلیفہ کو دھوکا دیا تو وہ ان کے دھوکے میں آ گیا۔ شامیوں میں جاہل لوگوں کی ایک جماعت کا یہی عقیدہ تھا۔ یہ سفید جسم والا اور خوبصورت چہرے والا تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ یزید فاسق کے نام سے مشہور ہے لیکن یہ غلط ہے فاسق اس کا بیٹا ولید تھا۔ جیسے عنقریب اس کا ذکر آئے گا۔ انشاءاللہ۔

حافظ ابن عساکرؒ وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ یزید بن عبدالملک نے اپنے بھائی سلیمان کے ایام خلافت میں ایک لونڈی عثمان بن سہل بن حنیف سے ۴۰ ہزار دینار میں خریدی تھی۔ جس کا نام خبابہ تھا اور اس سے وہ محبت کرتا تھا۔ جب یہ بات سلیمان کو پہنچی تو اس نے کہا کہ میں یزید پر پابندی لگانا چاہتا ہوں۔ جب یہ بات یزید کو پہنچی تو اس نے اپنے بھائی سلیمان کے ڈر سے اس کو بیچ ڈالا جب وہ خود خلیفہ بنا تو اس کو اس کی بیوی نے کہا: کیا تمہارے دل میں دنیا کی کوئی مزید خواہش بھی باقی ہے اس نے کہا ہاں تو اس نے پوچھا وہ کون سی خواہش ہے؟ اس نے جواب دیا خبابہ کی خواہش ہے تو اس کی بیوی نے خبابہ اس کی لاعلمی میں خریدی اور اس کو سجا دھجا کر ایک پردے کے پیچھے بٹھا دیا پھر اس نے پوچھا امیر المومنین آپ کے دل میں دنیا کی چیزوں میں سے کسی چیز کی آرزو ہے؟ اس نے کہا میں نے تجھے خبابہ کی متعلق بتایا تو ہے۔ اس نے پردہ اٹھایا اور کہا یہ تمہارے پاس تمہاری خبابہ ہے۔ اور اس کی بیوی نے اس کو اور خبابہ کو تنہا چھوڑ دیا۔ وہ اس کی محبوبہ بن گئی اور عقل پر غالب آ گئی اور اپنی خلافت کے دوران پھر عقل سے کام نہ لے سکا۔ اور ایک دن یوں کہنے لگا کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ بادشاہوں میں سے کسی کا پوری زندگی میں ایک دن بھی بے فکری میں نہیں گزرا اور لوگوں کو اس بات میں جھوٹا ثابت کرنا چاہتا ہوں۔ پھر وہ اپنی لذتوں پر ٹوٹ پڑا۔ اور پھر وہ خبابہ کے ساتھ تنہائی میں رہنے لگا اور حکم دیا کہ میری ناپسند چیزیں میری نظر سے دور کر دو۔

اس دوران جب وہ اس حال میں عیش کر رہا تھا اور اپنی فرحت اور سرور میں مست تھا۔ خبابہ نے انار کا دانا منہ میں ڈالا جب

Marfat.com

کہ وہ ہنس رہی تھی تو وہ گلے میں اٹک گیا جس سے وہ مرگئی اس طرح یزید کی عقل خراب ہوگئی اور اس کی زندگی بے مزہ ہوگئی اور اس کی زندگی کی خوشی کافور ہوگئی اور اس پر غم کے پہاڑ ٹوٹ پڑے اس نے خبابہ کی لاش کئی دن تک دفن نہ کیا بلکہ اس کو چومتا چاٹتا رہا یہاں تک کہ وہ بدبودار اور خشک ہوگئی۔ تو اس نے اسے دفن کرنے کا حکم دیا پھر قبر سے نکالنے کا حکم دیا وہ اس واقعے کے بعد صرف پندرہ دن زندہ رہا۔ اس کو سل کی بیماری لگ گئی اور اس دوران اس نے یہ شعر کہے۔

فَاِنْ تَسْلُ عَنْكِ النَّفْسُ اَوْ تَدَعُ الْهَوٰى

فَبِالْيَأْسِ تَسْلُوْ عَنْكِ لَا بِالتَّجَلُّدِ

''اگر میرا دل تیرے بارے میں مطمئن ہے اور اس نے خواہشات کو چھوڑ دیا ہے تو یہ تسلی مایوسی کی وجہ سے ہے نہ کہ میری مضبوطی کی وجہ سے۔''

وَكُلُّ خَلِيْلٍ زَارَنِىْ فَهُوَ قَائِلٌ

مِنْ اَجْلِكِ هٰذَا هَالِكٌ اَلْيَوْمَ اَوْ غَدٍ

''مجھے جو دوست بھی دیکھتا ہے تو وہ یہی کہتا ہے کہ اے خبابہ تیری وجہ سے یہ آج نہیں تو کل ضرور ہلاک ہو جائے گا۔''

اس سے ملتا جلتا سلیمان کا واقعہ عنقریب باب الدال میں الدابہ کے ضمن آئے گا۔ ان شاء اللہ

یزید بن عبدالملک بلقاء کی سرزمین میں اربل کے مقام پر فوت ہوا بعض کہتے ہیں جولان میں فوت ہوا۔ اور لوگوں نے اس کو اپنے کندھوں پر اٹھا کر دمشق میں پہنچایا اور باب الجابیہ اور باب الصغیر کے درمیان دفن کیا۔ اس کی وفات ۱۰۵ھ ۲۵ شعبان کو ۲۹ برس کی عمر میں ہوئی۔ بعض کہتے ہیں ۳۸ سال ایک مہینہ تھی۔ اس کی مدت خلافت چار سال اور ایک ماہ تھی۔

خلافت ہشام بن عبدالملک

یزید کے بعد اس کا بھائی ہشام خلیفہ بنا۔ اس کی بیعت خلافت یزید کی وفات والے دن ہوئی جب اس کو خلیفہ نامزد کیا گیا تو یہ رصافہ میں تھا۔ اس کو جب خلافت کی خوشخبری دی گئی تو اس نے اور اس کے ساتھیوں نے بھی سجدہ شکر ادا کیا۔ اور دمشق چلا گیا۔

مصعب زبیری نے کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ عبدالملک بن مروان نے خواب میں دیکھا کہ وہ محراب میں پیشاب کر رہا ہے یہ خواب اس نے چار مرتبہ دیکھی تو اس نے سعید بن المسیب سے رازدارانہ طور پر اس کی تعبیر پوچھی (سعید بن مسیب مشہور معبر تھے) تو انہوں نے کہا اس کی پیٹھ سے چار آدمی بادشاہ بنیں گے۔ جن میں سے آخری یہ ہشام ہے۔ ہشام بڑا ہوشیار، عقلمند اور بڑا بہترین سیاستدان تھا۔

یہ سفید رنگ کا خوبصورت موٹا تازہ آدمی تھی۔ یہ بھینگا تھا اور سیاہ رنگ کا خضاب لگاتا تھا۔ یہ صائب الرائے تھا اور بڑا ہوشیار اور مکار تھا یہ بردبار تھا اور اس میں لالچ کی تھی۔ یہ خلافت پر اچھی طرح متمکن ہوگیا۔ یہ اموال جمع کرتا رہتا تھا اور اس کو بخیل اور حریص کہا جاتا تھا۔ کیونکہ اس نے اتنا مال جمع کیا کہ اس سے پہلے کسی نے اتنا مال جمع نہیں کیا۔ جب یہ فوت ہوا تو ولید نے اس کے ترکے پر قبضہ کر لیا تو اس کا غسل اور کفن ادھار لے کر کیا گیا۔ اس کی آنکھوں میں بھینگا پن تھا۔

Marfat.com

یہ دمشق میں رصافہ کے مقام پر ۱۲۵ھ ربیع الاول میں ۵۳ سال یا ۵۴ سال کی عمر میں فوت ہوگیا۔ اس کی مدت خلافت ۱۹ سال اور ۹ مہینے تھی۔ بعض کہتے ہیں کہ بیس ۲۰ سال تھی۔

خلافت ولید بن یزید بن عبدالملک

(یہ چھٹا آدمی ہے جو خلافت سے الگ ہوا)

ہشام کے بعد اس بھتیجا ولید بن یزید فاسق خلیفہ بنا' جب اس کا باپ قریب المرگ ہوا۔ تو اس نے ہشام کو اس شرط پر خلیفہ بنایا کہ اس کے بعد میرا بیٹا ولید بن یزید خلیفہ بنے گا۔ تو جب ہشام فوت ہوا تو اس کی بیعت خلافت کی گئی اور یہ ان دنوں اپنے چچا ہشام سے بھاگ کر بریہ میں قیام پذیر تھا۔ کیونکہ اس کے اور اس کے چچا ہشام کے درمیان ناراضگی تھی۔ اس لیے کہ یہ ولید دین کے احکام میں توہین کا مرتکب ہوا تھا۔ شراب پیتا تھا اور فاسق کے نام سے مشہور تھا تو ہشام نے اس کو قتل کر دینے کا ارادہ کرلیا تھا۔ اس لئے یہ وہاں سے بھاگ گیا۔ اور یہ ہشام سے ڈر کی وجہ سے کسی ایک جگہ پر مقیم نہیں ہوتا تھا۔

جب اس کے پاس صبح کے وقت ڈاکیہ خلافت کا پیغام لے کر پہنچا تو اس رات کو وہ نہایت بے چین ہوا تھا۔ اس نے اپنے ایک ساتھی سے کہا کہ تو مرجائے آج رات مجھے سخت بے چینی ہوئی ہے۔

آؤ سوار ہو کر چلے جائیں اور کہیں غم غلط کریں۔ یہ تقریباً دو میل چلتے رہے اور ہشام کی حکومت اور اس کی وارننگ اور ڈانٹ کا ذکر کرتے رہے۔ پھر انہوں نے دور غور سے دیکھا تو ان کو گرد و غبار نظر آیا اور آواز آئی۔ پھر یہ غبار چھٹ گیا تو اس سے کچھ قاصد سامنے آئے جو اس کو تلاش کر رہے تھے۔ تو اس نے اپنے ساتھی سے کہا۔ تو مرجائے یہ ہشام کے ایلچی ہیں۔ اے اللہ ہم کو ان کی بھلائی عطا فرما۔ جب یہ قاصد قریب آئے اور ولید کو انہوں نے اچھی طرح پہچان لیا۔ تو وہ اتر پڑے اور آ کر خلافت کا سلام کیا تو وہ حیران ہوگیا اور کہنے لگا۔ تم مرجاؤ۔ کیا ہشام مرگیا ہے کہنے لگے ہاں پھر انہوں نے اس کو خطوط دیئے۔ جنہیں پڑھ کر وہ فوراً دمشق چل پڑا اور ایک سال خلافت پر قائم رہا پھر اہل دمشق نے اس کے اتارنے اور قتل کرنے کا فیصلہ کرلیا۔ کیونکہ یہ منکرات میں مشہور ہو چکا تھا۔ اور الحاد و کفر کا اعلانیہ ارتکاب کر رہا تھا۔

حافظ ابن عساکرؒ بیان کرتے ہیں کہ ولید شراب نوشی اور عیش کوشی میں غرق ہو چکا تھا۔ اور آخرت کو بھول چکا تھا اور کھیل تماشہ گویوں اور برے ہم نشینوں کے ساتھ مشغول ہوگیا۔ بانسری بجاتا تھا اور ڈھول پر سریں لگاتا اور دف پر ناچتا۔ اور اللہ کے محارم کی بے حرمتی کرتا تھا۔ یہاں تک کہ اس کو فاسق کا لقب دیا گیا۔ اور یہ بنو امیہ میں سے ادب و فصاحت اور خوش طبعی میں کامل تھا۔ اور حدیث لغت نحو کا بہت بڑا عالم تھا۔ بڑا سخی اور عطیہ نواز تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ دائمی شرابی اور گانے سننے والا تھا۔ دین کے معاملے میں دین کی ہتک توہین کرنے والا ولید سے زیادہ کوئی نہیں گزرا۔

کہا جاتا ہے کہ وہ اپنی لونڈی پر نشہ کی حالت میں واقع ہوگیا تو اس کے پاس موذن آ کر نماز کے لئے بلانے لگے تو اس نے قسم کھائی کہ لوگوں کو یہ لونڈی ہی نماز پڑھائے گی تو اس لونڈی نے اس کے کپڑے پہنے اور مردانہ صورت اختیار کر کے لوگوں کو جنبی اور نشہ کی حالت میں نماز پڑھائی۔ کہا جاتا ہے کہ اس نے ایک شراب کا کنواں بنایا تھا اور جب اس پر نشاط طاری ہوتا تو وہ اپنے

Marfat.com

آپ کو کنویں میں گرا دیتا اور اس میں سے اتنا شراب پیتا کہ اس کنوئیں کے کناروں سے شراب کا کم ہو جانا نظر آنے لگتا۔

ماوردی نے اپنی کتاب "ادب الدین و الدنیا" میں اس کے بارے حکایت بیان کی ہے کہ ایک دن اس نے قرآن مجید سے فال نکالی تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ظاہر ہوا ﴿وَاسْتَفْتَحُوْا وَ خَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ﴾ اوران لوگوں نے اپنے پیغمبر سے فتح طلب کی اور ہر سرکش ضدی نا کام ہو گیا۔

چنانچہ ولید نے قرآن مجید کو پھاڑ ڈالا اور یہ شعر کہا:

اَتُوْعِدُ كُلَّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ فَهَا اَنَاذَاكَ جَبَّارٌ عَنِيْدٌ

"کیا تو ہر سرکش ضدی کو وعید سناتا ہے۔تو سن لو! میں سرکش ضدی ہوں۔"

اِذَا مَا جِئْتَ رَبَّكَ يَوْمَ حَشْرٍ فَقُلْ يَا رَبِّ مَزَّقَنِي الْوَلِيْدُ

"جب تو اپنے رب کے پاس حشر کے دن جائے تو یہ کہہ دینا کہ مجھے ولید نے پھاڑ ڈالا تھا۔"

تو اس کے بعد ولید تھوڑے ہی دن زندہ رہا پھر اسے برے طریقے سے قتل کر دیا گیا۔اس کے سر کو اس کے محل میں لٹکا دیا گیا۔ پھر اس کو وہاں سے اتار کر شہر کی دیوار کے اوپر لٹکا دیا گیا اور عن قریب یہ بات ۔ان شاء اللہ تعالیٰ باب الطاء المہملہ میں پرندوں پر کلام کے ضمن میں لفظ طیر کے تحت ذکر ہو گی۔اور اس طرح کے اس کے واقعات کتب تاریخ میں بہت زیادہ اور مشہور ہیں۔ہم ان واقعات کو ذکر کر کے بات کو لمبا نہیں کرنا چاہتے۔

اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ اس امت میں ایک ولید نامی آدمی ضرور آئے گا وہ فرعون سے بھی زیادہ بدتر ہو گا اس حدیث کی تفسیر کرتے ہوئے علماء نے بیان کیا ہے کہ اس ولید سے مراد یہی ولید بن یزید ہے اور جب اس کو اہل دمشق نے خلافت سے علیحدہ کر دیا تو انہوں نے اس کے چچا کے بیٹے یزید بن ولید بن عبدالملک کی بیعت کر لی تو وہ کہنے لگا کہ جو ولید کے سر کو میرے سامنے پیش کرے گا اس کو ایک لاکھ درہم دیئے جائیں گے۔ ولید اس وقت بحرہ کے مقام پر تھا تو یزید کے ساتھیوں نے اس کا محاصرہ کر لیا۔تو وہ ولید کے ساتھیوں نے ان سے جنگ کرنے کا ارادہ کیا تو ولید نے انہیں اس کام سے روک دیا تو وہ اس کے آس پاس سے ہٹ گئے۔پھر یزید کے ساتھی اس کے محل میں داخل ہو گئے تو وہ کہنے لگا آج کا دن حضرت عثمان کا سا دن ہے تو اس سے کہا گیا یہ تو اس سے بھی برا ہے تو اس کے سر کو کاٹ لیا گیا اور دمشق میں گھمایا گیا۔اور اس کو اس کے محل کے اوپر گاڑ دیا گیا پھر وہاں سے اتار کر دیوار دمشق کے سب سے اوپر والے حصے پر لٹکا دیا گیا اور جب ولید کو قتل کیا گیا تو تمام شہروں والے بے قرار ہو گئے اور بنوامیہ کے مخالفوں نے ان کے خلاف لوگوں سے مدد طلب کی مگر اس واقعہ کے بعد ان کی حمایت میں کوئی شخص بھی کھڑا نہ ہوا۔

ولید کو جمادی الاولیٰ ۱۲۶ھ کو قتل کیا گیا اور اس کی خلافت کی مدت ایک سال تھی۔اور بعض کہتے ہیں ایک سال اور دو مہینے تھی اور یہ تمام لوگوں میں نہایت خوبصورت اور قوی اور بہترین شاعر تھا۔اور یہ فاسق ہونے میں بھی نہایت مشہور تھا۔فسق و فجور میں ڈوبا ہوا تھا اس کے فسق کی وجہ سے اور برائیوں کے ارتکاب کی وجہ سے لوگ اس کے خلاف ہو گئے تو اس کے چچا کے بیٹے یزید بن عبدالملک بن ولید نے دین کو سامنے رکھتے ہوئے اس کے خلاف خروج کر دیا اس کا لقب ناقص تھا۔اور یہ دمشق پر غالب آ گیا جبکہ ولید شہر کے باہر شکار کے لئے گیا تھا تو یزید نے ایک لشکر تیار کیا اور اس سے لڑائی کی یہاں تک کہ اس کو تدمر میں بحرہ کے قلعہ

Marfat.com

میں گھیر لیا پھر اس کی دیوار کو پھلانگ کر اندر داخل ہو گئے اور اس کو ذبح کر دیا اور اس کے سر کو نیزے کے اوپر لٹکا کر لے آئے اور اس کو دمشق کی دیوار پر نصب کر دیا۔

خلافت یزید بن الولید بن عبدالملک بن مروان

ولید کے بعد یزید بن ولید بن عبدالملک بن مروان خلیفہ بنا جس دن اس کے چچا کے بیٹے کو خلافت سے ہٹایا گیا اسی دن اس سے بیعت خلافت کی گئی اور یہ پہلا خلیفہ ہے کہ جس کی ماں لونڈی تھی۔ بنو امیہ خلافت کو عظیم سمجھتے ہوئے اس بات سے احتراز برتتے تھے۔ لیکن جب ان کو اس بات کا پتہ چل گیا کہ ان کی حکومت ایسے خلیفہ کے ساتھ ختم ہو جائے گی جس کی ماں لونڈی ہو گی تو وہ اس بات سے خوف محسوس کرتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے ولید بن یزید کو خلیفہ بنایا اور ان کو پتہ چل گیا کہ ان کا ملک عن قریب ختم ہونے والا ہے اور یزید کو ناقص اس لئے کہا جاتا تھا کہ اس نے لوگوں کے عطیات کم کر دیئے اور ان کو اتنا ہی کر دیا جتنا وہ ہشام کے وقت میں لوگوں کو ملتے تھے۔ اور اس کے لقب ''ناقص'' کے بارے میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس کے پاؤں کی انگلیوں میں نقص تھا اور پہلا شخص جس نے اس کو ناقص کے لقب سے پکارا وہ مروان بن محمد تھا۔ یزید نے جب خلافت سنبھالی تو تمام امور خلافت غیر منظم تھے اور یہ عبادت گزار قرآن کی تلاوت کرنے والا اور عمر بن عبدالعزیز کے اخلاق والا تھا اور یہ دین دار اور پرہیز گار تھا۔ مگر اللہ کی تقدیر کے سامنے بے بس ہو کر فوت ہو گیا۔ یہ اٹھارہ جمادی الاخری ۱۲۶ھ میں فوت ہو گیا جبکہ وہ چالیس سال یا چھیالیس سال کا تھا۔

امام شافعی فرماتے ہیں کہ یزید بن ولید جب خلیفہ بنا تو لوگوں کو عقیدہ قدر کی طرف دعوت دی ان کو اس عقیدے کی رغبت دلائی۔

اس کی خلافت ساڑھے پانچ مہینے یا چھ مہینے رہی۔

خلافت ابراہیم بن الولید

جب یزید بن ولید فوت ہوا تو اس کے بھائی ابراہیم بن ولید کی اپنے بھائی کے ولی عہد مقرر کرنے کی وجہ سے خلافت کی بیعت کی گئی۔ اس کے لئے پائیدار حکومت قائم نہیں ہو سکی تو ایک جمعہ خلیفہ کہہ کر سلام کہا جاتا اور ایک جمعہ امیر کہہ کر سلام کیا جاتا اور ایک جمعہ نہ خلیفہ کہا جاتا اور نہ امیر۔ اسی طرح معاملہ خلافت اس کے حق میں ڈانواں ڈول رہا یہاں تک کہ اس کو مروان بن محمد نے قتل کیا اور پھانسی پر لٹکا دیا۔ اس کی حکومت دو مہینے اور دس دن رہی۔ لیکن مذکورہ بات درست نہیں۔ کیونکہ مروان بن محمد بن مروان الحمار جو آذربیجان کے علاقوں پر نائب تھا اور صاحب فتوحات تھا اس نے جب اس کی بیعت کا سنا تو وہ اسی وقت وہاں سے چل پڑا اور لوگوں کو اپنی طرف دعوت دینے لگا جب شام میں پہنچا تو ابراہیم بن ولید نے اس کے لئے اپنے دو بھائی بشر اور مسرور جنگ کے لئے تیار کیے تو دونوں لشکر آپس میں ملے اور جنگ ہوئی مروان ان پر غالب آ گیا پھر وہاں سے وہ مرج عذراء میں جا نکلا وہاں اس کے مقابلہ کے لئے ہشام بن عبدالملک میدان میں نکل آیا لیکن وہ بھی شکست کھا گیا۔ پھر خود خلیفہ ابراہیم بن ولید اس کے

Marfat.com

مقابلہ کے لئے نکلا اور دمشق سے باہر ایک بہت بڑا لشکر لے کر میدان میں آ گیا لیکن اس کا لشکر اس کی مدد سے پھر گیا حالانکہ اس نے ان پر اپنے خزانے خرچ کر ڈالے پھر بھی وہ لشکر اس سے ہٹ گیا اور چھپ کر ادھر ادھر ہو گیا تو لوگوں نے مروان کی بیعت کر لی اور اس کے لئے خلافت مضبوط ہو گئی پھر ابراہیم آ گیا اور مروان کے پاس چلا گیا اور خلافت سے دستبردار ہو گیا۔

خلافت مروان بن محمد

جب ابراہیم بن الولید کو قتل کر دیا گیا تو مروان بن محمد کی بیعت خلافت کی گئی۔ اس کو حمار کے لقب سے پکارا جاتا تھا۔ اس کے ایام خلافت میں ابومسلم خراسانی اپنی طرف دعوت دینے والا ظاہر ہوا۔ اور اس کے وقت میں سفاح بھی کوفہ میں ظہور پذیر ہوا اور اس کی بیعت خلافت کی گئی اور اس کے چچا عبداللہ بن علی بن عبداللہ بن عباس نے مروان بن محمد سے جنگ کے لئے ایک لشکر تیار کر رکھا تھا۔ یہ دونوں جماعتیں زاب الموصل میں آمنے سامنے آئیں اور زبردست جنگ ہوئی جس میں مروان شکست کھا گیا اور اس کا بہت سا لشکر مارا گیا اور بے شمار فوجی دریا میں غرق ہو گئے اور نہر اردن تک عبداللہ نے اس کا پیچھا کیا وہاں وہ بنی امیہ کی ایک جماعت سے ملا جو اسی سے زائد آدمی تھے سب کو مار ڈالا پھر عبداللہ نے ان سب کو گھسیٹ کر اکٹھا کر کے ان پر ایک چٹائی بچھا دی تو عبداللہ اور اس کے ساتھی سب اس پر بیٹھ گئے اور کھانا منگوا کر کھانے لگے اور وہ اپنے نیچے سے ان لوگوں کے کراہنے کی آوازیں سن رہے تھے تو عبداللہ نے کہا آج کا دن حسین کے دن کی طرح ہے بلکہ اس سے بھی بدتر ہے۔ پھر سفاح نے اپنے چچا صالح بن علی کو سماوہ کے راستے پر بھیجنے کے لئے تیار کیا تو وہ اپنے بھائی عبداللہ سے جا ملا تو اس نے دمشق والوں سے مقابلہ کر کے اس کو طاقت کی بنیاد پر فتح کر ڈالا اور تین دن تک اس میں قتل و غارت گری کو مباح کر دیا اور عبداللہ نے اس کی دیواروں کو پتھر پتھر کر کے کھنڈر بنا دیا اور مروان مصر کی طرف بھاگ گیا تو صالح نے اس کا پیچھا کیا اور صعید کی بستیوں میں سے ایک بستی ''ابوبصیر'' میں مروان کو قتل کر ڈالا جیسا کہ عنقریب باب حاء لفظ حمر کے ضمن میں آئے گا۔

اور مروان نے حبشہ میں داخل ہونے کا ارادہ کر لیا تھا مگر ان لوگوں نے اس کو رات کے وقت ہی پکڑ لیا تو جس وقت اسے قتل کیا گیا تو وہ کہنے لگا ہماری حکومت ختم ہو گئی اور یہ نہایت بہادر اور دلیر رعب دار نوجوان تھا۔ سفید رنگ کا میانہ قد' سرخ سیاہ آنکھوں والا' موٹا' گھنی داڑھی والا ہوشیار سیاستدان تھا۔ اس کی موت سے بنو امیہ کی حکومت ٹکڑے ٹکڑے ہو کر رہ گئی اور مروان الجعدی ۲۳۳ھ میں چھپن سال کی عمر میں قتل کیا گیا۔ اس کی خلافت کی مدت پانچ سال تھی۔ بعض کہتے ہیں کہ دو مہینے اور پندرہ دن زائد تھی۔ اور یہ بنی امیہ کا آخری خلیفہ تھا اور بنی امیہ میں کل چودہ خلیفہ ہوئے ہیں ان میں سب سے پہلا معاویہ بن ابی سفیان تھا اور آخری مروان الجعدی تھا جس کو الحمار کہا جاتا تھا۔ بنی امیہ کی کل مدت خلافت تقریباً اسی سال اور کچھ مہینے تھی اور یہ تقریباً ایک ہزار مہینے کی مدت خلافت بنتی ہے۔ تو جب ان کی حکومت ختم ہوئی تو اس بات کا پتہ چلا کہ حضرت حسن بن علی نے جو بات کہی تھی کہ جب ان سے کہا گیا کہ آپ نے خلافت کو معاویہ کے لئے چھوڑ دیا ہے تو انہوں نے کہا لیلة القدر من خیر من الف شھر یعنی لیلۃ القدر ہزار مہینے سے بہتر ہے۔

اور مروان کی حکومت ختم ہونے سے ہمارا مقرر کردہ اصول کہ ہر چھٹا خلیفہ مخلوع ہوتا ہے ٹوٹ گیا کیونکہ ولید یزید جو مخلوع تھا

Marfat.com

اس کے بعد گنتی پوری نہیں ہوسکی کیونکہ بنی امیہ میں سے اس کے بعد صرف تین خلیفے بنے ہیں (۱) یزید بن ولید (۲) ابراہیم بن ولید (۳) پھر مروان بن محمد اور اسی کے ساتھ بنی امیہ کی حکومت ختم ہوگئی اور عباسی دور حکومت شروع ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ ان کی حکومت کو تا قیامت قائم رکھے۔

خلافت عباسیہ

خلافت ابوالعباس سفاح

مورخین کہتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے بنوعباس کو خلافت سے نوازا تو ان کا پہلا خلیفہ ابوالعباس عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس الہاشمی السفاح بنا۔ اس کی بیعت خلافت ۱۳۲ھ کو جمعہ کے دن تیرہ ربیع الاول کو کی گئی اور اس نے ابوسلمہ حفص الخلال کو اپنا وزیر بنایا اور یہ پہلا آدمی ہے جس کو وزیر کا لقب دیا گیا۔ اور یہ لقب اس کے بعد صاحب بن عباد کے دور تک چلتا رہا اور اس کو صاحب اس لئے کہتے ہیں کہ یہ ابن العمید کا ساتھی تھا اور یہ وزراء اس وقت سے اب تک چلے آ رہے ہیں۔

امام ابوالفرج ابن الجوزی وغیرہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن سفاح نے خطبہ دیا تو اچانک اس کے ہاتھ سے عصا گر پڑا تو اس نے اس سے بدشگونی لی تو اس کے ساتھیوں میں ایک آدمی کھڑا ہوا۔ اور اس نے عصا کو جھاڑ کر اسے پکڑا دیا اور یہ شعر کہا۔

فَأَلْقَتْ عَصَاهَا وَاسْتَقَرَّ بِهَا النَّوٰى
كَمَا قَرَّ عَيْنًا بِالْإِيَابِ الْمُسَافِرُ

''تو اس نے اپنی لاٹھی پھینک دی اور جدائی نے اس کو مضبوط کر دیا۔ جس طرح مسافر گھر لوٹ کر سکون حاصل کرتا ہے۔''

تو سفاح اس سے خوش ہوا۔

اور ابن خلکان نے اس کے حالات زندگی میں بیان کیا ہے کہ ایک دن اس نے آئینے میں دیکھا (اور وہ نہایت خوبصورت آدمی تھا) تو کہنے لگا میں اس طرح نہیں کہوں گا جس طرح سلیمان بن عبدالملک نے کہا تھا لیکن میں کہتا ہوں اے اللہ تو مجھ کو اپنی اطاعت اور عافیت میں طویل عمر عطا فرما۔ ابن خلکان کہتے ہیں کہ ابھی اس نے اپنی بات مکمل نہیں کی تھی کہ ایک غلام دوسرے غلام سے یہ کہہ رہا تھا کہ میرے اور تیرے درمیان دو مہینے اور پانچ دن کی مدت ہے۔ تو سفاح نے اس کے کلام سے بدشگونی لی اور کہا حسبی اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ علیہ توکلت وبہ استعنت تو مذکورہ ایام گزرنے سے پہلے پہلے اس کو بخار نے آ لیا تو وہ دو مہینے اور پانچ دن کے بعد انبار کے علاقے جدری کے مقام پر فوت ہوگیا۔ یہ وہ شہر ہے جس کو اس نے بنا کر اس کا نام ہاشمیہ رکھا تھا۔ اس کی عمر بتیس سال اور چھ مہینے تھی اور اس کی مدت خلافت چار سال اور نو مہینے تھی۔

سفاح سفید رنگ والا' خوبصورت شکل وصورت والا اور خوبصورت داڑھی والا تھا۔

Marfat.com

خلافت ابوجعفر المنصور

سفاح کے بعد اس کا بھائی ابوجعفر عبداللہ بن محمد المنصور خلیفہ بنا سفاح کی وصیت کے مطابق ان کی بیعت اسی دن کی گئی جس دن ان کے بھائی کی وفات ہوئی۔ اور سفاح نے اس کو امیر حج بنایا تھا اور جب اس کے پاس پروانہ خلافت آیا تو وہ صافیہ نامی مقام پر تھا تو اس نے کہا کہ ہماری حکومت ان شاء اللہ تعالیٰ صاف ستھری ہوگی تو لوگوں نے اس کی بیعت کر لی تو اس نے لوگوں کو حج کرایا۔ پھر جب وہ واپس آیا اور شہر ہاشمیہ میں داخل ہوا تو لوگوں نے اس کی عام بیعت کی اور اس نے دوبارہ حج کیا تو جب وہ مکہ کے قریب پہنچا تو اس نے ایک دیوار پر یہ دو سطریں لکھی ہوئی دیکھیں۔

ابا جعفر حانت وفاتك وانقضت سنوك وامر الله لابد واقع

''اے ابوجعفر تیری وفات کا وقت قریب آ گیا ہے اور تیری زندگی کے سال ختم ہو گئے اور اللہ کا حکم ضرور ہو کر رہتا ہے۔''

ابا جعفر هل كاهن او منجم لك اليوم من ريب المنية دافع

''اے ابوجعفر کیا آج کوئی ایسا نجومی اور کاہن ہے جو تجھے گردش زمانہ سے بچا سکے؟''

جب اس نے یہ شعر پڑھے تو اسے اپنی زندگی کے ختم ہونے کا یقین ہو گیا۔ پھر وہ تین دن بعد فوت ہو گیا۔ فوت ہونے سے پہلے خواب میں اس نے کسی شخص کو یہ دو شعر کہتے ہوئے سنا۔

کانی بهذا القصر قد باد اهله وعرى منه اهله ومنازله

''گویا کہ میں ایسے محل میں آ گیا ہوں کہ جس کے رہنے والے تباہ ہو گئے ہیں اور اس میں نہ کوئی رہنے والا ہے نہ اترنے والا ہے۔''

وصار رئيس القوم من بعده بهجة الى جدث تبنى عليه جنادله

''اور قوم کا سردار بڑی رونقوں کے بعد قبر میں جا پہنچا کہ جس پر بڑی بڑی چٹانوں سے عمارت بنائی گئی ہے۔''

اس کی وفات ۵۸ سال کی عمر میں بئر میمونہ میں واقع ہوئی جو مکہ سے کئی میل دور واقع ہے یہ حج کا احرام باندھے ہوئے تھا کہ فوت ہو گیا۔ اس کی خلافت ۲۱ سال اور گیارہ مہینے اور چودہ دن ہے۔ اور اس کی عمر ۶۳ برس تھی۔ اس کی ماں بربر قبیلے سے تعلق رکھتی تھی۔ یہ لمبے قد کا گندم گوں رنگ والا کمزور جسم والا ہلکی داڑھی والا کشادہ پیشانی والا تھا۔ اس کی آنکھیں ایسی تھیں گویا کہ وہ دو زبانیں ہیں جو بول رہی ہیں۔ قاطع تلوار، رعب دار، زبردست، عقل مند، صائب الرائے، بہادر، ہوشیار، علم وفقہ والا، تجربہ کار، دل اس کو گہرائیوں سے چاہتے تھے اور مرد اس سے ڈرتے تھے۔ بادشاہی تکبر وغرور کے ساتھ ساتھ وہ عبادت گزار بھی تھا۔ اور سوائے مصیبت کے وہ مال خرچ کرنے میں بخیلی سے کام لیتا تھا۔

Marfat.com

خلافت محمد المھدی

منصور کے بعد اس کا بیٹا ابوعبداللہ محمد المھدی باللہ خلیفہ بنا۔ اس کی بیعت اس دن کی گئی جس دن اس کا باپ منصور فوت ہوا۔ جس کی منصور نے وصیت کی تھی۔ وہ بیعت والے دن بغداد میں تھا۔ پھر ۱۱ ذی الحجہ کو اس کی بیعت عام ہوئی۔ ماسبذان کی کسی بستی میں اس کا انتقال ہوا۔ کہا جاتا ہے کہ یہ شکار کا پیچھا کرتے ہوئے ایک غار میں گھس گیا تو گھوڑے کی تیز رفتار کی وجہ سے اس کی پیٹھ غار کے دروازے سے چھلنی ہوگئی۔ تو یہ اسی وقت مر گیا۔

بعض کہتے ہیں کہ اس کی لونڈی نے اس کو زہر دیا تھا۔ لیکن بعض کہتے ہیں کہ اس کی لونڈی نے اپنی سوکن کے کھانے میں زہر ملایا تھا۔ تو یہ گھر آیا اور اسی کھانے سے کھالیا۔ اور باندی کو یہ حوصلہ نہ ہوا کہ وہ اسے بتائے کہ یہ کھانا زہر آلود ہے۔

محمد المھدی ۱۶۹ھ ۲۲ محرم کو فوت ہوا۔ اس کے لئے میت اٹھانے والی چارپائی نہ مل سکی تو اسے ایک دروازے پر اٹھا کر لے گئے اور ایک اخروٹ کے درخت کے نیچے دفن کر دیا گیا۔ اس کی عمر ۴۲ سال چھ ماہ تھی۔ بعض کہتے ہیں ۴۳ سال تھی۔ اور اس کی مدت خلافت ۱۰ سال تھی۔ یہ بڑا سخی قابل تعریف، عوام کا محبوب خوش خَلق اور خوش خُلق تھا۔ کہتے ہیں۔ کہ اس کے باپ نے ترکے میں ۱۶ کروڑ درہم چھوڑے تھے۔ تو اس نے انہیں بانٹ دیا۔ کہا جاتا ہے کہ اس نے ایک شاعر کو ایک لاکھ درہم عطیہ دیئے۔

خلافت موسیٰ الھادی

اس کے بعد اس کا بیٹا موسیٰ الھادی خلیفہ بنا۔ اس کی بیعت اسی دن کی گئی جس دن اس کا باپ فوت ہوا۔ یہ اس وقت جرجان میں اہل طبرستان سے جنگ کر رہا تھا۔ اس کی بیعت ماسبذان میں کی گئی۔ پھر اس کی عام بیعت اس کے بھائی رشید نے بغداد میں لی۔ اور اس کی طرف باپ کی تعزیت اور خلافت کی مبارکباد بھیجی۔ تو وہ ڈاک کے گھوڑے پر بغداد پہنچا۔ لوگ اس کو ملے اور اس کی بیعت کی پھر اس نے اپنے بھائی رشید کو ولی عہدی سے ہٹانے کا ارادہ کرلیا۔ لیکن اس سے پہلے ہی موت آکر اس کے مقصد میں حائل ہوگئی ھادی کی وفات ایک پھوڑے کی وجہ سے بغداد میں ۱۴ ربیع الاول ۱۷۰ھ میں ہوئی جبکہ اس کی عمر ۲۴ برس تھی اور بعض کے بقول تقریباً ۲۵ سال تھی۔

اس کی مدت خلافت ایک سال اور ۴۵ دن تھی۔ بعض کہتے ہیں کہ ایک سال دو ماہ تھی یہ لمبے قد کا خوبصورت جسیم شخص تھا۔ بڑا ظالم جابر حکمران تھا۔ (اللہ اسے معاف کرے)

خلافت ہارون رشید

پھر اس کے بعد اس کا بھائی ہارون رشید بن محمد المھدی خلیفہ بنا۔ کیونکہ ان کے باپ نے ان دونوں کو ولی عہد مقرر کیا تھا۔ جس رات اس کا بھائی فوت ہوا۔ اسی رات اس کی بیعت کی گئی اس رات اس کا بیٹا مامون پیدا ہوا یہ بڑی عجیب رات تھی۔ اس جیسی رات بنو عباس کے دور حکومت میں نہیں دیکھی گئی۔ اسی میں ایک خلیفہ فوت ہوا۔ ایک پیدا ہوا اور ایک خلیفہ کی بیعت کی گئی۔ جب رشید کی بیعت کی گئی۔ تو اس نے یحییٰ بن خالد بن برمک کو اپنا وزیر بنالیا۔ عنقریب باب العین عقاب کے لفظ کے ضمن میں رشید کا برامکہ پر

Marfat.com

زبردست حملہ کرنا اور جعفر بن یحییٰ کو قتل کرنا اور یحییٰ اور اس کے بیٹے فضل کو تا موت جیل میں ڈالنے کا واقعہ اور اس کے اسباب بیان کئے جائیں گے ان شاء اللہ۔ ہارون کے ساتھ جو عجیب واقعہ پیش آیا وہ یہ ہے کہ اس کا بھائی موسیٰ ہادی جب خلیفہ بنا تو اس نے اس عظیم القدر انگوٹھی کے بارے میں پوچھا جو اس کے باپ مہدی کی تھی۔ تو اس کو پتہ چلا کہ رشید نے وہ لے لی ہے۔ تو اس نے وہ انگوٹھی اس سے مانگی مگر اس نے وہ دینے سے انکار کر دیا۔ پھر موسیٰ نے اصرار کیا تو رشید اس پر سخت ناراض اور بغداد کے پل سے گزرتے ہوئے انگوٹھی کو دجلہ میں پھینک دیا' جب ہادی فوت ہوا اور رشید خلیفہ بنا تو یہ جب اس جگہ پر پہنچا تو اس وقت اس کے پاس ایک سیسے کی انگوٹھی موجود تھی جو اس نے وہاں پر پھینک دی۔ پھر غوطہ لگانے والوں کو حکم دیا کہ یہ انگوٹھی تلاش کرو انہوں نے جب تلاش شروع کی تو پہلی انگوٹھی نکال لائے۔ تو اس کو رشید کی نیک بختی میں شمار کیا گیا اور اس کے ملک کی بقا قرار دیا گیا۔

اور اس جیسی ایک حکایت ابن اثیر نے ۵۶۰ھ کے واقعات میں بیان کی ہے کہ جب سلطان ملک الناصر صلاح الدین یوسف بن ایوب نے قلعہ بانیاس فتح کیا اور اسے انگریزوں سے چھین لیا تو اس نے قلعہ کو ذخائر' جنگی سامان اور فوجیوں سے بھر دیا پھر دمشق واپس آ گیا اور اس کے ہاتھ میں ایک انگوٹھی تھی جس کا نگینہ یاقوت کا تھا جس کی قیمت ۱۱ سو دینار تھی تو وہ اس کے ہاتھ سے نیاس کے مقام پر ایک درختوں کے جھنڈ میں گر پڑی۔ جب یہ اس جگہ سے دور گیا کہ جہاں انگوٹھی گم ہو گئی تھی تو اس نے اپنے بعض ساتھیوں کو واپس اس کی تلاش میں روانہ کیا اور اس کی جگہ بھی ان کو بتا دی اور کہنے لگا۔ مجھے یقین ہے کہ وہ وہاں ہی ہو گی۔ وہ اس طرف لوٹے تو وہ انگوٹھی انہیں مل گئی۔

ہارون الرشید کا خوف خدا: بہت بڑی مملکت کا بادشاہ ہونے کے باوجود ہارون رشید کے دل پر اللہ تعالیٰ کا خوف غالب آ جاتا تھا۔ انہیں واقعات میں سے وہ واقعہ بھی ہے جس کو علامہ محمد بن ظفر رحمہ اللہ تعالیٰ وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ ایک خارجی نے ان کے خلاف خروج کیا تو اس خارجی نے اس کے کئی بہادر جوانوں کو قتل کر دیا اور ان کے مال بھی کئی مرتبہ چھین لئے۔ تو رشید نے اس کے لئے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا اور اس سے لڑائی کی اور بڑی کوشش کے بعد اس پر غالب آ گیا اور لوگ اس کو پکڑ کر رشید کے پاس لے آئے تو اس نے ایک مجلس عام لگوائی اور اس کو اپنے سامنے پیش کرنے کا حکم دیا۔ پھر جب وہ اس کے سامنے کھڑا کیا گیا تو وہ اس سے کہنے لگا۔ اوہ خارجی! میں تیرے ساتھ کیا سلوک کروں؟ وہ کہنے لگا وہ سلوک کر جس سلوک کا تو اللہ تعالیٰ سے متمنی ہے جبکہ تو اللہ کے سامنے کھڑا ہوگا۔ تو رشید نے اس کو معاف کر دیا اور اس کو آزاد کر دینے کا حکم دے دیا جب وہ باہر نکلنے لگا تو رشید کے بعض ہم مجلسوں نے اس سے کہا اے امیر المومنین! جس آدمی نے آپ کے جوانوں کو ہلاک کیا اور آپ کا مال چھین لیا آپ نے اور اس کو ایک بات سے ہی چھوڑ دیا اس معاملے میں جو آپ کو اہل شر کی طرف سے پیش آیا ہے غور و فکر کریں!! تو رشید نے کہا اس خارجی کو واپس بلاؤ۔ تو اس کو پتہ چل گیا کہ اس کے معاملے میں ضرور کوئی بات چیت ہوئی ہے تو وہ کہنے لگا اے امیر المومنین! اپنے لوگوں کی بات نہ مانیں کیونکہ اللہ تعالیٰ آپ کے بارے میں لوگوں کی اطاعت کرتا تو آپ کو ایک سیکنڈ کے لئے بھی خلیفہ نہ بناتا۔ تو رشید نے کہا تو ٹھیک کہتا ہے پھر اس خارجی کو انعام واکرام دے کر رخصت کرنے کا حکم دیا اور عن قریب ان شاء اللہ تعالیٰ باب الباء الموحدہ اور الفاء کے ضمن میں اس چیز کا بیان آئے گا جس کو فضیل بن عیاض اور سفیان ثوری دونوں نے بیان کیا ہے۔

Marfat.com

اور رشید ۱۹۳ھ کو طوس کے مقام پر ہفتہ کی رات کو تین جمادی الاخری کو فوت ہو گیا اس وقت اس کی عمر سنتالیس سال یا پچنالیس سال تھی۔ اس کی مدت خلافت تیئس سال اور ایک مہینہ تھی اور بعض کہتے ہیں کہ تیئس سال تھی اور یہ رے کے مقام پر پیدا ہوا تھا۔ یہ بڑا سخی ممدوح' نمازی' مجاہد' بہادر' ہیبت دار' خوبصورت' سفید' لمبا جسیم تھا۔ بڑھاپے کی وجہ سے اس کے سر کے بال کھچڑی بن گئے تھے۔ کہتے ہیں کہ وہ جب سے خلیفہ بنا روزانہ سو رکعت نفل ادا کرتا تھا اور اپنے ذاتی مال سے ایک ہزار درہم روزانہ صدقہ کرتا تھا۔ یہ علوم میں مہارت تامہ رکھتا تھا۔

خلافت محمد الامین

(یہ چھٹا خلیفہ ہے جس کو تاتار کر قتل کر دیا گیا ہے)

پھر رشید کے بعد اس کا بیٹا امین الرشید خلیفہ بنا۔ اس کی بیعت خلافت اسی دن کی گئی جب ان کے والد مقام طوس میں فوت ہوئے۔ مامون کو اس نے خراسان میں اپنا نائب بنایا جبکہ امین بغداد میں تھا تو محمد امین کے پاس خلافت کی انگوٹھی اور خلعت خلافت اور عصائے خلافت بغداد میں لائی گئی پھر اس کی وہاں پر اور تمام علاقوں میں بیعت عامہ لی گئی جبکہ رشید نے طوس کے مقام پر مامون کے بعد امین کو ولی عہد مقرر کیا تھا اور اس نے اپنی جان پر یہ گواہی دی تھی کہ اس کا سارا مال اور اسلحہ وغیرہ سب کا سب مامون کو دیا جائے اور اس نے وصیت کی تھی کہ اس کے جتنے بھی لشکر ہیں سب کے سب خراسان کی طرف بھیج دیئے جائیں پھر جب رشید فوت ہو گیا۔ تو فضل بن ربیع نے رشید کے لشکر کو بغداد کی طرف سفر کرنے کی منادی کر دی اور رشید کی وصیت کی خلاف ورزی کی۔ تو یہ بات مامون پر گراں گزری۔ تو اس نے فضل کو ایک خط لکھا جس میں اس کو وہ عہد یاد دلائے جو رشید نے اس سے لئے تھے اور اس کو بغاوت سے ڈرایا اور اس سے وفاداری کا سوال کیا۔ لیکن فضل نے اس کی طرف کوئی توجہ نہ دی۔ پس اس واقعہ سے امین اور مامون کے درمیان وحشت اور دوری کی ابتداء ہوگئی۔ اخبار الطوال میں ابوحنیفہ وغیرہ نے امام کسائی سے بیان کیا ہے کہ رشید نے مجھے امین اور مامون کو ادب سکھانے پر مامور کیا۔ تو میں ان دونوں پر ادب سکھانے میں بہت سختی کرتا تھا۔ اور ان کا سخت مواخذہ کرتا تھا۔ خاص طور پر امین کا۔ تو ایک دن میرے پاس زبیدہ کی لونڈی خالصہ آئی اور مجھ سے کہنے لگی۔ اے کسائی! بے شک ملکہ عالیہ تم کو سلام کہتی ہے اور وہ کہتی ہیں کہ مجھے تم سے یہ کام ہے کہ تم میرے بیٹے محمد امین کے ساتھ ذرا نرمی سے پیش آیا کرو کیونکہ وہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک اور میرے دل کا قرار ہے اور میں اس کے بارے میں بہت نرم دل ہوں تو کسائی کہتے ہیں تو میں نے خالصہ سے کہا کہ محمد امین کو ولی عہدی کے لئے تیار کیا جا رہا ہے تو خالصہ نے کہا ملکہ کا اس پر نرم ہونے کا ایک سبب بھی ہے وہ میں صرف آپ کو بتا رہی ہوں کہ جس رات اس نے اسے جنا اس رات اس نے خواب میں یہ دیکھا تھا کہ چار عورتیں اس کی طرف بڑھ رہی ہیں اور محمد امین کو چاروں طرف سے بغل میں لے لیا ہے ان میں سے سامنے والی یہ کہنے لگی۔ بادشاہ ہے جو تھوڑی عمر والا' بڑے تکبر والا' تنگ سینے والا' کمزور خلافت والا' بڑا بوجھ اٹھانے والا' سخت دھوکہ باز ہے اور اس کے پیچھے والی یہ کہنے لگی۔ یہ بادشاہ بہت زیادہ کھانے والا' فضول خرچی' قلیل الانصاف کثیر الاسراف۔ اور اس کے دائیں جانب والی عورت نے یہ کہا بڑا متکبر' کم بردبار' بڑا گنہگار' قطع رحمی کرنے والا بادشاہ ہے۔ اور بائیں جانب والی عورت نے یہ کہا۔ یہ غدار' بہت غلطیاں کرنے والا'

Marfat.com

جلد تباہ ہونے والا بادشاہ ہے۔ پھر خالصہ رو پڑی اور کہنے لگی اے کسائی کیا ڈرانا تقدیر کے لکھے میں فائدہ دے سکتا ہے؟

پھر مامون نے امین کو خلافت سے ہٹادیا اور اس سے جنگ کرنے کے لئے اس نے طاہر بن حسین اور ہرثمہ بن اعین کو تیار کیا تو وہ دونوں اس کی طرف چل پڑے اور بغداد میں جا کر کئی جنگوں کے بعد اس کا محاصرہ کرلیا اور منجنیقوں سے اس پر پتھراؤ کرنے لگا۔ اور ان متعدد دنوں میں کئی واقعات پیش آئے۔ معاملہ شدت اختیار کر گیا اور آزمائش سخت ہوگئی۔ یہاں تک کہ اس سے شہر کے مکانات تباہ ہوگئے۔ اور لوگوں کے مالوں پر ڈاکو چڑھ دوڑے اور ان کو لوٹ لیا۔ یہ محاصرہ ایک سال تک جاری رہا امین پر یہ معاملہ تنگ ہوگیا اور اس کے بہت سے ساتھی اس سے جدا ہوگئے اور طاہر نے اہل بغداد کے سرداروں کو خفیہ طور پر یہ لکھا کہ اگر انہوں نے ہمارے ساتھ تعاون کیا تو ان سے اچھا سلوک کیا جائے گا اور اگر انہوں نے ہماری اطاعت نہ کی تو ان کے لئے سخت وعید ہے۔ تو ان لوگوں نے اس کی بات مان لی۔ اور انہوں نے واضح طور پر امین کے اتارنے کا اظہار کیا۔ اور امین کے اکثر ساتھی اس کو چھوڑ کر علیحدہ ہوگئے۔

امین نے ابوجعفر کے شہر میں پناہ لے لی۔ تو طاہر نے وہاں بھی اس کا محاصرہ کرلیا۔ اور اس کا نا کا بند کردیا۔ یہاں تک کہ اس کے ساتھی اور وہ بھوک اور پیاس سے مرنے کے قریب ہوگئے۔ جب امین نے یہ بات دیکھی تو ھرثمہ بن اعین کو خط لکھا اور اس سے یہ مطالبہ کیا کہ اس کے پاس پہنچنے تک اس کو امن دیا جائے تو اس نے اس کی بات کو مان لیا۔ جب یہ بات طاہر کو معلوم ہوئی تو اس کو نہایت ناگوار گزری۔ کیونکہ وہ اس بات کو ناپسند کرتا تھا کہ فتح کا سہرا ھرثمہ کے سر ہو۔ تو ۲۵ محرم بروز جمعرات ۱۹۸ھ کو امین ھرثمہ کے پاس گیا اور اس کو ھرثمہ ایک جنگی کشتی میں ملا تو امین بھی اس کے ساتھ سوار ہوگیا۔ اور طاہر نے امین کے لئے ایک خفیہ دستہ گھات میں لگا رکھا تھا۔

جب امین کشتی میں سوار ہو چکا تو طاہر کا چھپا ہوا خفیہ دستہ اس پر حملہ آور ہوگیا اور اس پر پتھر برسانے شروع کردیئے تو اس میں موجود سب لوگ غرق ہوگئے۔ امین نے اپنے کپڑے پھاڑ دیئے اور تیر کر ایک باغ میں جا پہنچا تو طاہر کے سپاہیوں نے ڈھونڈ لیا اور اسے ایک خچر پر بٹھایا اور طاہر کے سامنے لے جا کر پیش کردیا۔ تو اس نے امین کی طرف آدمیوں کی ایک جماعت بھیجی اور ان سب کو اس کے قتل کا حکم دیا۔ تو ان سب لوگوں نے اس پر تلواریں لے کر حملہ کردیا اور اس پر چڑھ گئے اور پشت کی طرف سے اسے کاٹ ڈالا اور اس کا سر لے کر طاہر کے پاس آگئے تو اس نے اس کے سر کو سب کے سامنے نصب کرنے کا حکم دیا تو جب لوگوں نے اسے دیکھا تو فتنہ رک گیا۔ پھر امین کے سر کو مامون کے پاس لے جانے کی طاہر نے تیاری کی۔ اور اس کے ساتھ خلافت کی انگوٹھی اور نبی ﷺ کی چادر اور لاٹھی روانہ کردی۔ جب مامون کے سامنے امین کا سر رکھا گیا تو وہ اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے سجدے میں گر پڑا کہ اللہ نے اس کو بہت بڑی کامیابی عطا فرمائی۔ اور ایلچی کو دس لاکھ درہم دینے کا حکم دیا۔

اصمعی کہتے ہیں کہ میں رشید کے پاس گیا جبکہ اس سے پہلے ایک سال تک اس سے غائب رہا تھا۔ تو میں نے اس کو خلافت کا سلام کیا تو اس نے مجھے اپنے قریب ہی بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ میں تھوڑی دیر بیٹھا پھر اٹھ کھڑا ہوا تو اس نے پھر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ تو میں بیٹھا رہا یہاں تک کہ لوگ کم ہوگئے۔ تو پھر اس نے کہا اے اصمعی کیا تو میرے دو بیٹوں محمد اور عبداللہ کو نہیں دیکھنا چاہتا؟ تو میں نے کہا اے امیر المومنین کیوں نہیں بلکہ میں تو انہیں کی طرف آیا ہوں تا کہ ان کو سلام عرض کروں۔ تو اس نے کہا کہ تیرا یہ کہہ دینا ہی

Marfat.com

کافی ہے۔

پھر اس نے محمد اور عبداللہ کو اپنے پاس بلانے کا حکم دیا۔ تو ایلچی ان کی طرف گیا اور ان کو کہا کہ امیر المومنین کی طرف جاؤ۔ وہ دونوں آ گئے گویا کہ وہ دونوں آسمان کے دو چاند ہیں۔ کہ جن کے قدم ایک دوسرے کے قریب ہیں اور وہ اپنی نظروں سے زمین کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ وہ اپنے باپ کے سامنے جا کھڑے ہوئے اور اسے خلافت کا سلام کہا۔ تو اس نے ان دونوں کو بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ تو محمد اس کی دائیں جانب اور عبداللہ اس کی بائیں جانب بیٹھ گیا۔ تو اس نے مجھے ان کے ادبی مقابلے کا حکم دیا۔ تو میں ان کو ادب کے فنون کی کوئی بات بھی پوچھتا تو وہ اس کا صحیح جواب دیتے۔ رشید نے پوچھا کہ تو نے ان کا ادب کیسا پایا۔ میں نے کہا امیر المومنین میں نے ان جیسا ہوشیار فہم و فراست والا اور ذہین نہیں دیکھا۔ اللہ ان کی عمر لمبی کرے اور اللہ ان کی رافت اور نرم دلی سے امت کو فائدہ پہنچائے۔ تو اس نے ان دونوں کو اپنے سینے سے لگا لیا اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے اور وہ اتنا رویا کہ اس کی داڑھی پر اس کے آنسو کی جھڑیاں لگ گئیں پھر اس نے ان دونوں کو چلے جانے کی اجازت دے دی وہ اٹھے اور چل دیئے۔ پھر مجھ سے کہا اے اصمعی! جب ان کی دشمنی اور بغض آپس میں ظاہر ہو جائے گا اور آپس میں جنگ شروع ہو جائے گی۔

یہاں تک کہ خونریزی ہوگی اور زندہ لوگوں میں سے بہت سے لوگ یہ پسند کریں گے کہ کاش وہ مر گئے ہوتے تو اس وقت ان کا کیا بنے گا۔ میں نے کہا امیر المومنین کیا یہ ایسی چیز ہے کہ جس کا ان کی ولادت کے وقت نجومیوں نے فیصلہ کیا ہے۔ یا ایک ایسی چیز ہے کہ علماء نے اس بارے میں کوئی نقل پیش کی ہے۔ تو رشید نے کہا نہیں بلکہ یہ بات علماء نے اوصیاء سے اور انہوں نے انبیاء سے ان دونوں کے بارے میں بیان کی ہے۔

اور مامون اپنی خلافت میں کہا کرتا تھا۔ کہ رشید ہمارے اور موسیٰ بن جعفر کے درمیان ہونے والے معاملات کو سنا کرتا تھا تو اسی لئے اس نے یہ باتیں کہیں تھیں۔

مامون کی پیدائش کیسے ہوئی؟ عیون التواریخ والے نے کہا ہے کہ مامون ایک دن امین کی ماں زبیدہ کے پاس سے گزرا تو اس نے دیکھا کہ اس کے ہونٹ کسی وجہ سے ہل رہے ہیں مگر اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی۔ تو مامون نے اسے کہا کہ کیا تو میرے خلاف بددعا کر رہی ہے۔ کہ میں نے تیرے بیٹے کو قتل کر کے اس کا ملک چھین لیا۔ اس نے کہا اللہ کی قسم ایسی بات نہیں ہے۔ تو پھر تو نے کیا کہا ہے۔ اس نے کہا امیر المومنین اس بات سے درگزر ہی کریں۔ مگر اس نے پھر اصرار کیا اور کہا کہ تجھے وہ بات بتانی پڑے گی۔ تو وہ کہنے لگی۔ میں نے یہ بات کہی تھی کہ اللہ تعالیٰ ضد کرنے والوں کو ذلیل کرے تو وہ کہنے لگا یہ بات تو نے کیوں کہی۔ تو وہ کہنے لگی۔ میں نے ایک دن امیر المومنین رشید کے ساتھ شطرنج منہ مانگی شرط پر کھیلی وہ مجھ سے جیت گئے تو انہوں نے مجھے حکم دیا کہ میں اپنے کپڑے اتار کر محل کا طواف کروں تو میں نے ان سے درگزر کرنے کے لئے کہا لیکن انہوں نے مجھ سے درگزر نہ کیا تو میں نے اپنے کپڑے اتار کر محل کا چکر لگایا۔ مگر یہ بات مجھ پر بہت گراں گزری۔ پھر ایک دفعہ ہم دوبارہ کھیلے تو میں ان سے جیت گئی تو میں نے ان سے کہا کہ وہ مطبخ میں جائیں اور سب سے بدصورت اور بد خلقت لونڈی کے ساتھ ہمبستری کریں تو انہوں نے مجھ سے معاف کرنے کا کہا مگر میں نے ان کو معاف نہ کیا تو انہوں نے مجھے مصر اور عراق کے خراج کی پیشکش کی مگر میں نے انکار کر دیا اور کہا اللہ کی قسم آپ کو ایسا کرنا پڑے گا اس نے پھر بھی انکار کیا تو میں بھی اس پر ڈٹی رہی اور اس کا ہاتھ پکڑ کر باورچی خانہ میں

Marfat.com

لے گئی تو میں نے تیری ماں سے زیادہ بدشکل بد خلقت کسی کو نہ پایا تو میں نے اس کو حکم دیا کہ اس کے ساتھ جماع کرو اس نے اس کے ساتھ جماع کیا تو اس سے تم پیدا ہوئے۔ تو گویا کہ اپنے بیٹے کے قتل اور اس کی حکومت کے چھن جانے کا سبب میں خود ہی بنی تو مامون منہ پھیر کر چل دیا وہ یہ کہہ رہا تھا اللہ تعالیٰ ضد کرنے والوں پر لعنت کرے یعنی اس کے ضد کرنے کی وجہ سے ہی امین کی ماں نے ایسی بری خبر اس کو سنائی تھی۔

اور جب امین قتل ہوا اس وقت اس کی عمر ۲۸ یا ۲۷ برس تھی۔ وہ لمبا' سفید اور خوش شکل تھا۔ اس کی مدت خلافت چار سال اور آٹھ ماہ تھی اور بعض کہتے ہیں کہ تین سال اور کچھ مہینے تھی اس لئے کہ اس کو رجب چھٹے سال میں معزول کیا گیا تھا تو جس نے اس کی خلافت کو موت تک شمار کیا اس نے کچھ مہینے کم پانچ سال اس کی خلافت شمار کی اور وہ مال کو لہو ولعب میں فضول خرچ کرتا تھا اور ایسے ایسے اوصاف والا آدمی خلافت کا مستحق نہیں ہوسکتا امین لہو ولعب اور عیش وعشرت میں مگن تھا۔ تو اس کے بارے بعض لوگوں نے اشعار کہے ہیں۔

اذا غدا ملك باللهو مشتغلا فاحكم على ملكه بالويل والخرب

''جو بادشاہ لہو ولعب میں صبح کرے۔ تو اس کی بادشاہت کی تباہی اور بربادی کی اسے خبر سنا دو۔''

اما ترى الشمس فى الميزان هابطة لما غدا وهو برج اللهو والطرب

''کیا تم نے سورج ترازو میں اترتے ہوئے دیکھا ہے کہ جب وہ طلوع ہوا تھا تو اس وقت وہ لہو ومستی کی آماج گاہ تھا۔

خلافت عبداللہ المامون

پھر اس کے بعد اس کا بھائی عبداللہ المامون خلیفہ بنا۔ جس رات وہ قتل ہوا تھا اسی رات کی صبح کو اس کی بیعۃ عامہ اجماع امت سے ہوئی صرف اندلس میں اس وقت کا امیر اور اس سے پہلے اور بعد کے امراء عباسی خلفاء کی اطاعت کے مقید نہیں تھے کیونکہ یہ سر زمین مرکز خلافت سے بہت دور واقع تھی۔

اخبار الطوال میں ہے کہ مامون مانا ہوا سردار' باہمت' غیرت مند بادشاہ تھا۔ علم وحکمت میں بنو العباس کا ایک چمکتا ہوا ستارہ تھا۔

اس نے مختلف علوم سے ایک حصہ حاصل کر لیا تھا اور ان میں اپنا حصہ مقرر کر لیا تھا۔ اسی نے اقلیاس کی کتاب حاصل کر کے اس کا ترجمہ اور تفصیل کروائی۔ اس نے اپنی خلافت کے دوران ادیان ومقالات میں مجالس مناظرہ منعقد کروائیں۔ علم مناظرہ میں اس کا استاد ابو ہزیل محمد بن ہزیل البصری معتزلی تھا جس کو علاف کہا جاتا تھا۔ عنقریب اس کی طرف اشارہ باب الباء الموحدہ لفظ برذون میں آئے گا۔ اسی کے ایام خلافت میں فتنہ خلق قرآن اٹھا۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ خلق قرآن کی بات رشید کے ایام میں سامنے آئی۔ اس وقت لوگ کچھ علوم اغیار سے اخذ بھی کر رہے تھے اور چھوڑ بھی رہے تھے یہاں تک کہ مامون کا زمانہ آ گیا تو اس نے لوگوں کو قرآن کو مخلوق کہنے پر برانگیختہ کیا اور جو شخص قرآن کو مخلوق نہ کہتا اسے وہ سخت سزا دیتا۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ اہل السنہ کے امام تھے اور قرآن کو مخلوق نہیں کہتے تھے تو یہ مامون کے پاس مقید کر کے پیش

Marfat.com

کرنے کے لئے لائے گئے مگر ان کے پہنچنے سے پہلے وہ مر گیا اور اس آزمائش اور ابتلاء کا ذکر خلافت المعتصم کے ذکر میں ان شاء اللہ بیان کیا جائے گا۔

مورخین کہتے ہیں کہ مامون جزیرہ اور شام کے شہروں میں گیا اور وہاں ایک لمبا عرصہ قیام پذیر رہا۔ پھر اس نے روم سے جنگ کی اور بہت سے فتوحات حاصل کیں۔ یہ اچھی آزمائش میں آزمایا گیا۔

مامون نہر بردی میں ۱۸ ار جب یا ۲۲ رجب ۲۱۸ھ میں ۴۹ '۴۸ '۳۹ سال کا ہو کر فوت ہوا۔ صحیح یہی ہے کہ اس کی عمر ۴۹ سال تھی اس کی مدت خلافت بیس سال اور پانچ ماہ تھی۔ طرسوس میں دفن کیا گیا۔ ابن خلکان کہتے ہیں کہ مامون بہت معاف کرنے والا' سخی' علم نجوم اور علم نحو وغیرہ علوم کا ماہر تھا۔ وہ کہتا تھا اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ مجھے معاف کرنے میں کتنی لذت آتی ہے۔ تو وہ گناہ کر کے میرے قریب آیا کریں۔ بعض کہتے ہیں کہ بنو عباس میں مامون سے زیادہ بڑا عالم کوئی نہیں گزرا اور علم نجوم میں وہ زیادہ مشغول رہتا تھا۔

اسی بارے میں ایک شاعر کہتا ہے۔

هل علوم النجوم اغنت عن الما مون شيئا او ملكه المانوس

''نجوم کے علوم مامون کے کچھ کام نہ آ سکے اور اسی طرح اس کا پیارا ملک بھی کچھ کام نہ آ سکا۔''

خلفوه بساحتی طرسوس مثل ما خلفوا اباه بطوس

''طرسوس کے میدانوں میں انہوں نے اسے چھوڑ دیا جس طرح انہوں نے اس کے باپ کو طوس کے مقام میں چھوڑا تھا۔''

عبداللہ مامون گورا چٹا' خوش شکل' میانہ قد' لمبی داڑھی والا' علوم کا ماہر اور سیاستدان تھا۔

خلافت ابو اسحٰق ابراہیم المعتصم

پھر اس کے بعد اس کا بھائی ابو اسحٰق ابراہیم المعتصم خلیفہ بنا۔ اس کی خلافت کی بیعت مامون کی وصیت کے مطابق اسی دن کی گئی جس دن اس کا بھائی مامون فوت ہوا۔ تو اس نے طوانہ کے مقام میں جو کچھ تعمیر کیا گیا تھا اس کے گرانے کا حکم دے دیا اور عموریہ کی طرف جنگ کے لئے نکلا وہاں پڑاؤ ڈالا اور اس کا زبردست محاصرہ کر لیا۔ بنو عباس میں اس جیسا بہادر' شجاع' اور پیش قدمی کرنے والا کوئی نہیں ہوا۔

کہا جاتا ہے ایک دن وہ صبح کو اٹھا کہ جو نہایت سرد اور برفانی تھی تو کوئی شخص اپنے ہاتھ کو باہر نہیں نکال سکتا تھا اور نہ کوئی تیر کمان پکڑ سکتا تھا تو معتصم نے اس دن چار ہزار تیر کمان میں تانت لگائے اور وہ اس کا محاصرہ کئے رہا یہاں تک کہ اس کو زبردستی فتح کر لیا۔ اور جو کچھ وہاں مال و دولت تھا سب قبضہ میں کر لیا اور وہاں کے تمام باشندوں کو قیدی بنا لیا۔

امام احمد اور فتنہ خلق قرآن میں ثابت قدمی: جب وہ والی بنا تو اس نے امام احمد بن حنبل کو طلب کیا جو کہ مامون

Marfat.com

کے جیل میں تھے جیسا کہ پہلے گزر رہا ہے۔ اوران کا عقیدۂ خلق قرآن کے متعلق امتحان لیا جیسا کہ ہم ان شاء اللہ تعالیٰ عنقریب ذکر کریں گے اوران کے معاملے کا خلاصہ یہ ہے کہ ہارون رشید نے اپنی خلافت میں کافی عرصہ خلق قرآن کے بارے میں کوئی بات نہیں کی تھی۔ اسی وجہ سے فضیل بن عیاض رشید کی طویل عمری کی تمنا کرتے تھے اس لئے کہ (واللہ اعلم) ان کو کشف ہوا تھا کہ رشید کی موت کے بعد فتنہ اٹھے گا اوراس کی خلافت میں کوئی فتنہ نہیں اٹھے گا لیکن معاملہ اس کے زمانہ ولایت میں کچھ لینے اور کچھ چھوڑنے کے درمیان تھا اچھی اور بری ہر قسم موجود تھی جس طرح قریب اس کا ذکر گزر چکا ہے یہاں تک کہ اس کا بیٹا مامون والی بنا تو اس نے خلق قرآن کی بات شروع کی اور وہ اس دعوت کی بنیاد پر کسی کو آگے لے آتا اور کسی کو پیچھے کر دیتا۔ یہاں تک جس سال وہ فوت ہوا اس سال وہ اپنے ارادے میں پختہ ہو گیا اور لوگوں کو خلق قرآن کے عقیدے پر مجبور کرنا شروع کر دیا اور جو شخص خلق قرآن کا عقیدہ نہیں رکھتا تھا وہ اس کو سخت سزا دیتا اور اس نے امام احمد بن حنبلؒ اور ایک جماعت کو طلب کیا تو اس کی طرف امام احمد بن حنبل کو لایا گیا تو ابھی وہ راستے میں ہی تھے کہ مامون فوت ہو گیا اور اس نے اپنے بھائی معتصم کو ولی عہد بنا دیا اور اس کو وصیت کی کہ وہ لوگوں کو خلق قرآن پر مجبور کرے اور معتصم کی بیعت مکمل ہونے تک امام احمد جیل میں قید رہے پھر اس نے امام احمد کو بغداد بلایا اوران کے لئے مناظرہ کی ایک مجلس منعقد کی اس میں عبدالرحمٰن بن اسحٰق' قاضی احمد بن ابی داؤد وغیرہ شامل تھے انہوں نے ان سے تین دن تک مناظرہ کیا اور امام احمد ان کے ساتھ چوتھے دن تک بھی مناظرہ کرتے رہے تو معتصم نے ان کو کوڑے مارنے کا حکم دیا تو انہیں کوڑے مارے گئے۔ امام احمد غشی آنے تک سیدھے راستے پر قائم رہے اور عجیف آپ کو تلوار کے جھوک مارتا رہا اور آپ پر تیر بھی پھینکے گئے اور آپ کو روندا گیا۔

پھر ان کو اٹھا کر ان کے مکان کی طرف لے جایا گیا اوران کے جیل میں رہنے کی مدت ۲۸ مہینے ہے۔ اور اس کے بعد وہ ہمیشہ جمعہ اور اجتماعات میں حاضر ہوتے رہے اور فتوے دیتے رہے اور حدیث بیان کرتے رہے یہاں تک کہ معتصم مر گیا اور واثق والی بن گیا۔ تو اس نے بھی اسی چیز کا اظہار کیا جس کو مامون اور معتصم نے شدت سے ظاہر کیا تھا اور امام احمدؒ سے کہا کہ تیرے پاس کوئی آدمی نہ آنے پائے اور تو اس شہر میں بھی نہ رہ جس میں میں رہوں تو امام احمدؒ پوشیدہ رہنے لگے وہ نماز وغیرہ کے لئے باہر نہیں نکلتے تھے یہاں تک کہ واثق مر گیا اور متوکل والی بن گیا اس نے سختی کو ہٹا دیا اور امام احمد کو حاضر کرنے کا حکم دیا اوران کے اکرام واعزاز کا حکم دیا اوران کے سامنے بہت سا مال پیش کیا لیکن انہوں نے اس کو قبول نہ کیا اور اس کو غریبوں اور مسکینوں میں تقسیم کر دیا اوران کے اہل وعیال کے لئے ماہانہ چار ہزار درہم کا وظیفہ مقرر کیا لیکن امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ اس بات پر رضامند نہ ہوئے۔

اور عراقی نے مجمع الاخبار وغیرہ میں ذکر کیا ہے کہ ان کے معاملے کو تین دن کے لئے التواء رکھا گیا اور معتصم ان کو علیحدگی میں ملتا اوران سے کہتا۔ اے احمد تم پر افسوس ہے اللہ کی قسم میں تم پر بڑا شفیق اور بے شک میں اپنے بیٹے ہارون یعنی واثق سے بھی زیادہ تم پر شفقت کرنے والا ہوں۔ تو مجھے جواب دے اللہ کی قسم اگر تو میری بات مان لے گا تو میں تیری ہتھکڑیاں اپنے ہاتھ سے کھول دوں گا۔ اور میں خود تیرے دروازے پر حاضر ہوں گا اور اپنے لشکر سمیت تیری طرف سوار ہو کر آؤں گا تو وہ کہتے مجھے اللہ کی کتاب یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے کوئی چیز دکھا دو۔ جب ان کی مجلس لمبی ہو گئی تو اس نے امام احمدؒ کو ڈانٹا اور اٹھ کھڑا ہوا اور امام کو اسی مقام قید میں بھیج دیا جہاں وہ تھے اور معتصم کے پیغام رساں بار بار ان کی طرف جاتے اور کہتے اے احمد امیر المومنین کہتے

Marfat.com

ہیں کہ تم قرآن کے بارے میں کیا کہتے ہو تو وہ ان کو وہی جواب دیتے جو پہلے دیا تھا۔ پھر جب تیسرا دن ہوا تو معتصم نے ان کو مناظرہ کے لئے بلایا تو وہ معتصم کے پاس لے جائے گئے جبکہ معتصم کے پاس محمد بن عبدالملک الزیات اور قاضی احمد بن ابی داؤد موجود تھے تو معتصم نے کہا اس سے بات چیت اور مناظرہ کرو تو وہ ان سے مجادلہ کرتے رہے یہاں تک کہ کہنے لگے اے امیر المومنین آپ اس کو قتل کر دیں اس کا خون ہمارے ذمہ ہے۔ تو معتصم نے اپنا ہاتھ اٹھا کر امام احمدؒ کے چہرے پر تھپڑ مارا تو وہ غش کھا کر گر پڑے تو خراسان کے راہنماؤں کے چہروں کے رنگ بدل گئے۔

کیونکہ امام احمد کے چچا ان میں سے تھے تو خلیفہ اپنی جان کے متعلق ان کی طرف سے خوفزدہ ہوا تو پانی منگوا کر ان کے چہرے پر ڈالا تو جب ہوش میں آئے تو اپنا سر اپنے چچا کی طرف اٹھایا اور کہنے لگے چچا جان یہ پانی جو مجھ پر چھڑکا گیا یہ پانی کے مالک سے چھین کر لیا گیا ہو؟ تو معتصم نے کہا تم لوگوں پر افسوس ہو تم دیکھتے نہیں کہ کس طرح اس پر ہجوم ہو رہا ہے حالانکہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قریبی رشتہ دار ہوں۔ میں اس کو کوڑے لگانے اس وقت چھوڑوں گا کہ یہ کہہ دے کہ قرآن مخلوق ہے۔ پھر امام احمدؒ کی طرف متوجہ ہوا اور اپنی پہلی بات دہرائی تو امام احمد نے پہلے کی طرح جواب دیا اسی طرح تکرار ہوتا رہا یہاں تک خلیفہ نے پھر ڈانٹ ڈپٹ کی پھر مجلس کافی دیر تک لمبی ہوگئی۔ اس وقت اس نے کہا تجھ پر لعنت ہو مجھے اس سے پہلے تو تم سے بڑی امید تھی۔ لوگو اس کو پکڑو اور اس کے کپڑے اتار دو پھر اس کو گھسیٹو تو آپ کو پکڑ کر گھسیٹا گیا پھر آپ کے کپڑے اتارے گئے۔ پھر معتصم نے کہا اسے کوڑے مارو۔ امام احمد کہتے ہیں میرے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں سے کچھ بال ہیں جن کو میں نے اپنی قمیص کی آستین میں باندھ رکھا ہے تو بعض لوگ میری قمیص کو جلانے کے لئے آئے تو معتصم نے انہیں کہا ہے کہ اسے جلاؤ نہیں بلکہ اس کو اتار لو اور اس قمیص پر آگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں کی برکت کی وجہ سے اثر نہیں کرتی تم اس کے ہاتھ مضبوط باندھ کر اتار لو۔ تو آپ کی قمیص اتار لی گئی تو اس مار دھاڑ کی آپ کو اتنی تکلیف ہوئی کہ ساری زندگی وفات تک اس کو محسوس کرتے رہے پھر معتصم نے جلادوں سے کہا آگے بڑھو پھر اس نے پہلے جلاد کو مہلت دے دی اور کہا اس کو گالی گلوچ کرو اور اس کو دردناک مار مارو اللہ تیرے ناک کو کاٹ ڈالے! تو وہ آگے بڑھا اور امام محترم کو دو کوڑے مارے تو وہ الگ ہو گیا تو معتصم نے دوسرے کو بھی یہی کہا تو وہ بھی آگے بڑھا اور آپ کو دو کوڑے مارے اور الگ ہو گیا پھر وہ مسلسل ایک ایک کو بلاتا اور وہ امام موصوف کو دو دو درے مارتا اور الگ ہو جاتا پھر معتصم اٹھا اور امام صاحب کے پاس آیا تمام لوگ اس کی طرف آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہے تھے تو وہ کہنے لگا۔ اے احمد! کیا تو اپنے آپ کو قتل کر رہا ہے۔ میری بات مان لے تو میں خود اپنے ہاتھ سے تیری زنجیریں کھول دوں گا اور بعض لوگ بھی انہیں یہ کہتے تھے کہ آپ کے امام اور حاکم تمہارے سر پر کھڑے ہیں ان کی بات مان لو اور ایک لاغر سا آدمی آپ کو تلوار کی نوک مار رہا تھا اور کہہ رہا تھا کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ ان سب پر غالب آ جائیں۔ ان میں سے بعض لوگ یہ بھی کہتے امیر المومنین! ان کو مار ڈالو اور ان کا خون میرے ذمے چھوڑ دو پھر معتصم اپنی کرسی کی طرف واپس آ گیا۔ پھر جلاد سے کہا کہ ان کو برا بھلا کہہ اللہ تعالیٰ تیرا ہاتھ کاٹ ڈالے۔ پھر وہ آپ کے پاس دوبارہ آیا اور کہنے لگا اے احمد! میری بات مان لو تو آپ نے وہی پہلا سا جواب دیا تو معتصم اپنی کرسی کی طرف واپس آ گیا اور جلاد سے کہا اس کو سختی سے درے لگاؤ۔ اللہ تیرے ہاتھ کاٹ ڈالے پھر مجھے اتنا مارا کہ میری عقل و ہوش ختم ہو گئی پھر مجھے کوئی ہوش نہ آئی یہاں تک کہ جب مجھے ہوش آئی تو میں اپنے کمرے میں پڑا ہوا

Marfat.com

سے آزاد تھا اور یہ سب واقعات جب پیش آئے تو آپ روزے سے تھے اور آپ نے افطار بالکل نہیں کیا تھا اور آپ کو اٹھارہ درے لگائے گئے۔ مار کے دوران میں آپ کا کپڑا کھل گیا تو آپ نے اپنے ہونٹ ہلائے تو دو ہاتھ نکل آئے جنہوں نے اس کپڑے کو دوبارہ باندھ دیا۔ رہائی کے بعد آپ سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا میں نے یہ دعا کی تھی کہ اے اللہ اگر میں حق پر ہوں تو مجھے ذلیل نہ کیجئے۔

پھر معتصم نے ایک آدمی کو آپ کی ضربوں اور زخموں کی دیکھ بھال اور علاج کے لئے بھیجا تو اس نے آپ کو دیکھ کر کہا کہ خدا کی قسم میں نے ہزار کوڑوں کی ضربیں بھی دیکھی ہیں لیکن یہ کوڑوں کی مار اس سے بھی زیادہ تھی اور اس سے زیادہ مار میں نے کبھی نہیں دیکھی۔ پھر اس نے آپ کا علاج کیا لیکن آپ کی پیٹھ پر مارنے کے نشانات تاوقت وفات سامنے نظر آ رہے تھے۔ آخر آپ اسی مار کی تکلیف سے اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔

حضرت صالح فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا مجھے اپنے جان پر سخت محنت پر صبر کی طاقت اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی اور میں پسند کرتا ہوں کہ کاش کہ میں دین کے معاملے میں برابر برابر ہو جاؤں نہ مجھ پر کوئی بوجھ ہو اور نہ مجھے انعام ملے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ امام شافعیؒ جب مصر میں تھے تو رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرما رہے ہیں ''احمد بن حنبل کو ایک آزمائش میں مبتلا ہونے کی وجہ سے جنت کی بشارت دے دو۔ اسے قرآن کو مخلوق کہنے کی طرف دعوت دی جائے گی مگر وہ یہ بات قبول نہیں کرے گا بلکہ کہے گا یہ اللہ کی طرف سے نازل شدہ ہے اور مخلوق نہیں ہے' جب صبح ہوئی تو امام شافعی نے اپنے خواب کا نقشہ ربیع کو دیکر بغداد میں امام احمد رحمہ اللہ علیہ کے پاس بھیجا۔ جب وہ بغداد پہنچے اور احمد بن حنبل کے گھر کا ارادہ کیا اور اجازت لے کر ان کے پاس پہنچے تو کہا کہ یہ آپ کے بھائی شافعی کا خط ہے تو انہوں نے پوچھا کہ آپ کو معلوم ہے کہ اس میں کیا ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ نہیں۔ تو انہوں نے خط کھولا اور پڑھ کر رونے لگے اور کہنے لگے ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ یعنی جو اللہ تعالیٰ چاہے وہی ہوتا ہے اللہ کی مدد کے بغیر ہم میں کوئی طاقت نہیں۔ پھر جو کچھ خط میں تھا وہ انہیں بتایا تو انہوں نے آپ سے انعام مانگا اس وقت امام محترم نے دو قمیصیں پہنی ہوئی تھیں ایک آپ کے جسم پر اور ایک اس کے اوپر تو آپ نے انہیں اپنی وہ قمیص دے دی جو آپ اپنے جسم پر پہنے ہوئے تھے تو انہوں نے وہ لے لی اور واپس امام شافعی کے پاس آ گئے۔ تو امام شافعی نے کہا کہ تمہیں انہوں نے انعام کیا دیا ہے انہوں نے بتایا کہ آپ نے مجھے وہ قمیص دے دی جو آپ کے جسم پر تھی تو امام شافعی نے فرمایا میں تجھ سے قمیص لے کر تجھے گھبراہٹ یا پریشانی میں نہیں ڈالتا بلکہ اس کو دھو کر اس کا پانی مجھے لا کر دے دو تو انہوں نے قمیص دھو کر اس کا پانی لا کر امام موصوف کو دیا تو انہوں نے اس کو اپنے سارے جسم پر بہا دیا۔

ابراہیم حربی بیان کرتے ہیں کہ امام احمد بن حنبلؒ نے اپنے تمام مارنے والوں' وہاں موجود ہونے والوں اور تمام امداد کرنے والوں کو معاف کر دیا تھا مگر ابن ابی داؤد کو معاف نہیں کیا اور فرماتے تھے کہ اگر یہ بدعتی نہ ہوتا تو میں اس کو بھی معاف کر دیتا۔ احمد بن سنان کہتے ہیں کہ ہمیں امام احمد کی طرف سے یہ بات پہنچی کہ انہوں نے معتصم کو بابل اور عموریہ کی فتح کے دن معاف کر دیا تھا۔ اور کہنے لگے ھو فی حل من ضربی کہ وہ مجھے مارنے سے آج معافی میں آ گیا ہے۔

عبداللہ بن الورد نے کہا ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو خواب میں دیکھا ہے تو میں نے آپ سے پوچھا کہ اے رسول اللہ صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم امام احمد رحمہ اللہ کا کیا حال ہے تو آپ نے فرمایا عنقریب تیرے پاس موسیٰ بن عمران آئیں گے تو ان سے پوچھنا۔ اچانک اسی وقت موسیٰ بن عمران علیہ السلام آ گئے تو میں نے ان سے پوچھا اے کلیم اللہ احمد بن حنبل کا کیا حال ہے۔ تو انہوں نے فرمایا احمد بن حنبل تکلیفوں اور خوشیوں میں آزمایا گیا تو وہ صابر اور سچا ثابت ہوا اس لئے اسے صدیقین میں شامل کر لیا گیا۔

اور یہ سوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موسیٰ علیہ السلام کی طرف پھیرنے میں کئی حکمت کے امور ہیں ایک یہ ہے کہ اس میں امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام امتوں پر فضیلت بیان کرنا مقصود ہے۔ یہاں تک کہ موسیٰ علیہ السلام بھی اس کا بیان فرماتے ہیں اور دوسری یہ ہے کہ اس سے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی بہت فضیلت کا اظہار مقصود ہے کہ ان کا فضل اور علومرتبت کی ایک جلیل القدر پیغمبر شہادت دے رہا ہے اور تیسری یہ ہے کہ امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کی آزمائش کا تعلق قرآن کے مخلوق ہونے سے ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور موسیٰ علیہ السلام بھی اللہ تعالیٰ کے کلیم ہیں اللہ تعالیٰ نے ان سے کلام کیا تھا اور وہ جانتے ہیں کہ قرآن مخلوق نہیں بلکہ وہ اللہ کا کلام ہے تو اس طرح سوال کو موسیٰ علیہ السلام کی طرف موڑنا زیادہ مناسب اور موزوں تھا تا کہ لوگ یہ بات جان لیں اور ان کا یقین زیادہ ہو جائے کہ یہ قرآن اللہ کی طرف سے نازل کردہ ہے اور غیر مخلوق ہے۔

ابن خلکان نے ان کے حالات میں ذکر کیا ہے کہ آپ ۱۶۴ھ میں پیدا ہوئے اور ۲۴۱ھ میں فوت ہوئے اور آپ کے جنازہ میں شامل ہونے والوں کا اندازہ کیا گیا تو مردوں میں سے آٹھ لاکھ اور عورتوں میں سے ساٹھ ہزار کا اندازہ لگایا گیا۔ اور ان کی وفات کے دن بیس ہزار یہودی عیسائی اور مجوسی لوگ مسلمان ہوئے۔

امام نووی تہذیب الاسماء واللغات میں لکھتے ہیں کہ متوکل نے اس جگہ کے ناپنے کا حکم دیا جہاں لوگ امام احمد رحمہ اللہ کے جنازہ کے لئے کھڑے ہوئے تھے تو اندازہ کیا گیا کہ یہ ۲۵ لاکھ آدمیوں کی جگہ ہے اور آپ کی وفات سے مسلمانوں، یہودیوں، عیسائیوں اور مجوسیوں کے ہاں بھی ماتم بپا ہو گیا۔

محمد بن خزیمہ کہتے ہیں کہ جب مجھے امام احمد بن حنبل کی وفات کی خبر پہنچی تو میں اس سے نہایت مغموم ہوا تو میں نے اسی رات خواب میں دیکھا کہ خوش رفتاری کی چال چل رہے تھے تو میں نے کہا "اے ابو عبداللہ یہ کیسی چال چل رہے ہو" تو انہوں نے کہا "جس طرح دار السلام (جنت) میں خدام چلتے ہیں۔" میں نے پوچھا کہ "اللہ نے تمہارے ساتھ کیسا سلوک کیا ہے" تو انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے معاف کر دیا اور مجھے تاج پہنایا اور سونے کے جوتے پہنائے" اور اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا کہ "یہ سب اس بات کا انعام ہے کہ تو نے میرے کلام کو مخلوق نہیں کہا۔" پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا "اے احمد مجھ سے ان کلمات کے ذریعے دعا کرو جو تجھے سفیان کے ذریعے معلوم ہوئے اور جن کے ذریعے تو دنیا میں مجھ سے دعا کرتے تھے۔" تو میں نے یہ دعا کی:

يَا رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ اَسْاَلُكَ بِقُدْرَتِكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ لَا تَسْاَلُنِيْ عَنْ شَيْءٍ وَاغْفِرْلِيْ كُلَّ شَيْءٍ.

"یعنی اے ہر چیز کے رب! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کیونکہ تو ہر چیز پر قادر ہے۔ مجھ سے کسی چیز کا سوال نہ کرنا اور مجھے ہر چیز معاف کر دے۔"

تو اللہ جل وعلا نے فرمایا "اے احمد یہ جنت ہے اٹھو اور اس میں داخل ہو جاؤ۔

تو میں اس میں داخل ہو گیا۔ تو مجھے وہاں سفیان ثوری نظر آئے ان کے دو سبز پر تھے جن سے وہ ایک کھجور کے درخت سے

Marfat.com

دوسرے تک اڑتے تھے اور یہ آیت پڑھتے تھے۔

﴿الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَ اَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَیْثُ نَشَآءُ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعَامِلِیْنَ﴾ (الزمر: ۷۴)

''یعنی اس اللہ کے لئے تمام تعریفیں ہیں جس نے ہمیں اپنا وعدہ سچا کر دکھایا اور ہمیں (جنت کی) زمین کا وارث بنایا ہم جنت سے جس جگہ چاہیں رہ سکتے ہیں تو (نیک) عمل کرنے والوں کا اجر کیا ہی اچھا ہے۔''

پھر میں نے ان سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے عبدالوہاب وراق کے ساتھ کیسا سلوک کیا تو انہوں نے فرمایا میں نے انہیں نور کے سمندر میں اور نور کی کشتی میں چھوڑا ہے جس میں بخشنے والے بادشاہ سے ملاقات کرتا ہے۔ میں نے پھر پوچھا بشر بن حارث کا کیا بنا۔ تو انہوں نے فرمایا کیا خوب کیا خوب بشر کی مانند کون ہو سکتا ہے۔ میں نے اسے اللہ جل جلالہ کے سامنے چھوڑا اور ان کے سامنے کھانے کا دستر خوان رکھا ہوا تھا اور اللہ جل جلالہ ان سے متوجہ ہیں اور فرماتے ہیں اے وہ شخص جس نے نہ کھایا نہ پیا نہ آرام کیا ہے کھاؤ' پیو اور خوش رہو۔

۲۲۷ھ میں معتصم نے سر من رای مقام میں سینگی لگوائی تو اس کو بخار ہوا اور وہ فوت ہو گیا اور یہ واقعہ بارہ ربیع الاول میں ہوا جبکہ اس کی عمر اڑتالیس یا سینتالیس سال تھی۔

اور اس کی مدت خلافت آٹھ سال آٹھ مہینے اور آٹھ دن ہیں یہ بنو عباس کا آٹھواں خلیفہ تھا۔ اس نے اپنے ترکے میں آٹھ ہزار دینار ایک کروڑ اسی لاکھ درہم آٹھ ہزار گھوڑے اور اتنے ہی اونٹ اور خچر' آٹھ ہزار غلام اور آٹھ ہزار لونڈیاں چھوڑی ہیں اسی لئے اس کو ''آٹھ والا'' کہتے ہیں۔ یہ بالکل ان پڑھ تھا۔ اس لئے اس کا ایک چھوٹا سا غلام تھا جو اس کے ساتھ مکتب جایا کرتا تھا وہ فوت ہو گیا تو اسے رشید نے کہا ابراہیم! تمہارا غلام مر گیا ہے تو اس نے کہا امیر المومنین وہ مکتب جانے سے آرام میں ہو گیا ہے تو رشید نے کہا اچھا تو مکتب سے تم اس حد تک تنگ اور متنفر ہو۔ چلو میرے لڑکے کو چھوڑ دو اسے تعلیم نہ دو۔ اس لئے یہ امی اور ان پڑھ رہا۔

یہ سفید رنگ والا' سرخ داڑھی والا' درمیانے قد والا' نہایت بہادر رعب دار اور انتہائی طاقت ور تھا اس نے بہت بڑی بڑی فتوحات کیں مثلاً روم کے آخری شہروں میں سے عموریہ۔ تمام دنیا کے لوگ اس کے مطیع ہو گئے تھے۔ اس میں ظلم اور سختی تھی اس وجہ سے اس نے دشمنوں کو کمزور کر دیا تھا اللہ تعالیٰ اس سے درگزر فرمائے۔

خلافت ہارون واثق باللہ

اس کے بعد اس کا بیٹا ہارون الواثق باللہ سر من رای کے مقام پر اپنے باپ کی وفات کے دن خلافت کی بیعت کیا گیا۔ پھر اس کی بیعت بغداد تک پہنچ گئی اور اس کی حکومت بغداد وغیرہ میں مضبوط ہو گئی۔

جب یہ والی بنا تو احمد بن نصر خزاعی رحمہ اللہ کو خلق قرآن کے مسئلہ پر قتل کر دیا اور ان کے سر کو مشرق کی طرف منہ کر کے نصب کر دیا لیکن وہ سر خود بخود قبلہ کی طرف مڑ گیا تو اس نے وہاں ایک مرد کو نیزہ یا کانا دے کر بٹھا دیا کہ جب بھی اس کا رخ قبلہ کی طرف ہو تو اس کو مشرق کی طرف موڑ دینا۔

Marfat.com

بیان کیا جاتا ہے کہ انہیں کسی شخص نے خواب میں دیکھا تو ان سے پوچھا گیا کہ آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا تو انہوں نے جواب دیا مجھے میرے رب نے بخش دیا اور مجھ پر رحم فرمایا۔ صرف میں تین دنوں سے مغموم تھا پوچھا گیا کیوں تو انہوں نے جواب دیا اس لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم دو دفعہ مجھ پر سے گزرے لیکن مجھ سے اپنا چہرہ مبارک موڑ لیا تو اس چیز نے مجھے غمگین کر دیا جب تیسری دفعہ میرے پاس سے گزرے تو میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا میں حق پر نہیں تھا اور وہ لوگ باطل پر نہیں تھے؟ تو آپ نے فرمایا کیوں نہیں۔ میں نے عرض کیا پھر کیا وجہ ہے کہ آپ اپنے چہرہ مبارک کو مجھ سے موڑ لیا تھا؟ تو آپ نے فرمایا کہ یہ کام میں نے تجھ سے حیا کرتے ہوئے کیا ہے کیونکہ تجھے میرے اہل بیت میں سے ایک آدمی نے قتل کیا ہے۔

خلق قرآن پر ایک مناظرہ: میں نے ایک حکایت دیکھی ہے جو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ واثق اپنے خلق قرآن کے عقیدے سے اور اس بارے میں لوگوں پر سختی سے ہٹ گیا تھا یہ قصہ یوں ہے۔ خطیب بغدادی اپنی تاریخ میں اس خلیفہ کے حالات بیان کرتے ہیں کہ میں نے طاہر بن خلف سے سنا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن الواثق باللہ سے جس کو المہتدی باللہ کہتے ہیں سنا ہے کہ میرا باپ جس کو قتل کرنا چاہتا تو ہم اس کو اس مجلس میں حاضر کرتے ایک دن ہم اس کے پاس تھے کہ ایک بوڑھا آدمی زنجیروں میں جکڑا ہوا لایا گیا تو میرے باپ نے کہا ابن ابی داؤد اور اس کے ساتھیوں کو اندر آنے کی اجازت دو۔ اور اس بوڑھے آدمی کو اس کی نماز گاہ میں لے جایا گیا تو اس نے کہا السلام علیک یا امیر المومنین تو انہوں نے اسے یہ جواب دیا لا سلم اللہ علیك یعنی اللہ تم پر سلامتی نہ بھیجے۔ تو اس بوڑھے نے کہا امیر المومنین آپ کو ادب سکھانے والے نے برا ادب سکھایا۔ اللہ تعالیٰ نے تو یوں فرمایا:

﴿وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا.﴾ (النساء: ٨٦)

''یعنی جب تمہیں کو تحفہ دیا جائے تو اس سے اچھا اس کی طرف موڑا کر دیا وہی واپس کر دو۔''

اور آپ نے نہ تو وہ تحفہ موڑا اور نہ اس سے اچھا دیا۔

تو ابن ابی داؤد نے کہا امیر المومنین یہ شخص تو باتیں کر رہا ہے خلیفہ نے کہا اس سے کلام کرو تو اس نے کہا اے بوڑھے تو قرآن کے بارے میں کیا کہتا ہے تو بوڑھے نے کہا تو نے مجھ سے سوال کرنے میں انصاف نہیں کیا۔ تو اس نے کہا ٹھیک ہے تو سوال کر۔ تو بوڑھے نے کہا کیا یہ چیز نبی صلی اللہ علیہ وسلم' ابوبکر' عثمان' علی خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کو معلوم تھی یا اس کا انہیں علم نہیں تھا۔ اس نے کہا اس کو وہ نہیں جانتے تھے۔

تو اس بوڑھے نے کہا سبحان اللہ جس چیز کو نہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے اور نہ ابوبکر نہ عمر نہ عثمان نہ علی اور نہ خلفاء راشدین جانتے تھے اس چیز کو تو جانتا ہے؟ تو وہ شرمندہ ہو گیا اور کہنے لگا مجھ سے دوبارہ سوال کرو تو بوڑھے نے کہا ٹھیک ہے کیا میں سوال کر سکتا ہوں تو اس نے کہا ہاں تو بوڑھے نے وہی سوال دوہرایا کہ تو قرآن کے بارے میں کیا کہتا ہے اس نے کہا مخلوق ہے۔ بوڑھے نے کہا یہ چیز نبی صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر عمر' عثمان علی اور خلفاء راشدین جانتے تھے یا نہیں اس نے کہا جانتے تھے لیکن انہوں نے لوگوں کو اس طرف دعوت نہیں دی تو بوڑھے نے کہا کیا تجھے وہ چیز کافی نہیں جو چیز انہیں کافی تھی۔ محمد بن واثق کہتے ہیں تو میرا باپ کھڑا ہو گیا اور علیحدگی کی مجلس میں چلا گیا اور پیٹھ کے بل لیٹ کر ایک ٹانگ دوسری پر رکھ دی اور خود سے کہنے لگا کہ ''یہ ایک

Marfat.com

ایسی چیز ہے جس کو نہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں نہ ابوبکر نہ عمر نہ عثمان نہ علی اور نہ خلفاء راشدین اس کو تو جانتا ہے۔ سبحان اللہ۔ ایک ایسی چیز کو جس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی جانتے تھے اور ابوبکرؓ عمرؓ عثمان علی اور خلفاء راشدین بھی مگر انہوں نے لوگوں کو اس طرف دعوت نہیں دی۔ کیا تجھے وہ چیز کافی نہیں جو چیز انہیں کافی تھی۔'' پھر میرے باپ (خلیفہ) نے عمار حاجب کو بلایا اور اس کو حکم دیا کہ اس بوڑھے کی زنجیریں کھول دے اور اس کو چار سو دینار دے کر واپس جانے کی اجازت دے اور ابن ابی داؤد اس کی نظروں سے گر گیا۔ اور اس کے بعد اس نے کسی کو بھی امتحان میں نہیں ڈالا رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ اس روایت میں واثق باللہ کے بیٹے مہتدی باللہ کا نام اسی طرح محمد ذکر کیا گیا ہے۔ اور حافظ ابوعبداللہ ذہبی نے بھی اپنی کتاب دول الاسلام میں بھی اس کا یہی نام لیا ہے۔ اور مؤلف نے اس کے حالات کے بعد کہا ہے کہ اس کا نام جعفر تھا۔ اس کے علاوہ ایک دوسری روایت میں اس کا نام احمد بیان کیا گیا ہے اور اس میں کچھ کمی بیشی اور بعض الفاظ میں مغایرت نام بھی موجود ہے۔ اور اس میں ہے جس کو ابونعیم نے اپنی کتاب ''حلیہ'' میں ذکر کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ حافظ ابوبکر آجری کہتے ہیں کہ مہتدی باللہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا میرے والد کو صرف ایک بوڑھے آدمی نے (عقیدہ خلق قرآن سے) ہٹایا ہے جو مصیصہ سے آیا تھا اور کچھ عرصہ جیل میں بھی رہا ہے۔ میرے باپ نے اس کو ایک دن یاد کیا اور کہا کہ اس کو میرے سامنے لاؤ۔

تو اس کو زنجیروں میں مقید اس کے سامنے لا کر پیش کیا گیا تو جب وہ سامنے آ کر کھڑا ہوا تو اس نے سلام کہا تو خلیفہ نے اس کو سلام کا جواب نہ دیا تو بوڑھے نے کہا اے امیر المومنین آپ نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا سکھایا ہوا ادب میرے لئے کیوں استعمال نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ نے تو فرمایا ہے:

﴿وَإِذَا حُيِّيتُم بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوهَا.﴾ (النسآء: ٨٦)

''یعنی جب تمہیں کوئی تحفہ دیا جائے تو تم اس سے اچھا اس کو تحفہ دو یا وہی واپس کر دو۔''

تو میرے باپ نے کہا وعلیک السلام پھر ابن ابی داؤد سے کہا کہ اس سے سوال کرو۔ تو اس بوڑھے نے کہا اے امیر المومنین! میں قید و بند میں مقید ہوں حالانکہ میں نماز بھی قید ہی میں پڑھتا ہوں اور تیمم کر کے پڑھتا ہوں اس لئے آپ میری زنجیریں کھلوا دیں اور مجھے وضو کی اجازت دیں تو خلیفہ نے اس کی زنجیریں کھول دینے کا حکم دیا اور پانی کا بھی حکم دیا تو اس نے وضو کیا اور نماز ادا کی پھر اس نے ابن ابی داؤد سے کہا کہ اس سے سوال کرو تو اس بوڑھے نے کہا سوال کرنے کا حق میرا ہے لہٰذا اس کو حکم دیں کہ یہ مجھے جواب دے تو اس نے کہا چلو سوال کرو تو بوڑھا ابن ابی داؤد کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا مجھے یہ بتاؤ کہ یہ چیز جس کی طرف تم لوگوں کو دعوت دے رہے ہو کیا یہ چیز ایسی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف دعوت دی ہو اس نے کہا نہیں۔ تو اس نے کہا پھر کیا آپ کے بعد ابوبکر نے اس کی طرف دعوت دی ہے تو اسنے کہا نہیں پھر اس نے پوچھا کیا حضرت عمر نے ان کے بعد اس کی طرف دعوت دی ہے تو اس نے کہا نہیں پھر اس نے حضرت عثمان اور حضرت علی کے متعلق بھی اسی طرح سوال کیا تو اس نے کہا کہ نہیں۔ تو بوڑھے نے کہا کہ ایک ایسی چیز جس کی طرف نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت دی نہ ابوبکر وعمر نے اور نہ عثمان وعلی رضی اللہ عنہم نے اور تم اس کی طرف لوگوں کو دعوت دیتے ہو پس یا تو لازمی طور پر آپ یہ کہیں گے کہ وہ اس کو جانتے تھے مگر خاموش رہے تو اس صورت میں جس طرح وہ خاموش رہے اسی طرح مجھے اور آپ کو بھی خاموش رہنا کافی ہے۔

Marfat.com

اور اگر یہ کہو کہ وہ نہیں جانتے تھے تو اے کمینے اور کمینے کے بیٹے کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم ایک چیز نہیں جانتے تھے تو تو اور تیرے ساتھی اس کو کس طرح جان گئے۔ مہتدی کہتے ہیں کہ پھر میں نے اپنے باپ کو دیکھا وہ جلدی سے اٹھا اور ایک حجرے میں داخل ہو گیا اور اپنا کپڑا منہ میں ڈال کر ہنسنے لگا اور کہنے لگا اس نے سچ کہا کہ یہی ہو سکتا ہے کہ یا تو جانتے تھے یا نہیں جانتے تھے اگر ہم کہیں جانتے تھے اور خاموش رہے تو ہمیں بھی خاموشی کافی ہے جو ان کے لئے کافی تھی اگر ہم کہیں کہ وہ نہیں جانتے تھے تو اے کمینے اور کمینے کے بیٹے کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین جس چیز کو نہیں جانتے اس کو تو اور تیرے ساتھی کس طرح جان سکتے ہیں پھر میرے باپ نے کہا اے احمد! میں نے عرض کی حاضر جناب! تو آپ نے کہا کہ میں نے تجھے نہیں بلایا بلکہ میں ابن ابی داؤد کو پکار رہا ہوں تو وہ فوراً آپ کے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔ تو اسے حکم دیا کہ اس بوڑھے کو خرچہ دے اور ہمارے شہر سے باہر نکال دے۔ اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ مہتدی کا نام احمد تھا کیونکہ اس کے باپ نے جب احمد بن ابی داؤد کو پکارا تو یہ بولا تو اس نے کہا میں تجھے نہیں پکارا بلکہ ابن ابی داؤد کو پکار رہا ہوں۔ کہنے والا کہہ سکتا ہے کہ مہتدی نے بطور ادب باپ کی بات کا جواب دیا لیکن باپ کا یہ کہنا کہ ''میری مراد ابن ابی داؤد سے ہے۔'' یہ قول اس کو بالکل رد کرتا ہے اور عنقریب یہ حکایت ایک دوسرے طریقے سے مہتدی کے حالات میں دوسرے سیاق سے آئے گی۔

یہ جو بوڑھے نے کہا تھا یہ الزامی جواب درست ہے۔ اور معتزلہ کے لئے لازم بحث ہے۔

واثق کثرۃ جماع کا دلدادہ تھا تو اس نے اپنے طبیب سے کہا کہ مجھے قوت باہ کی کوئی دوائی بنا دے تو طبیب نے کہا اے امیر المومنین اپنے بدن کو جماع کی کثرت سے تباہ نہ کریں اور اپنی جان کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا خوف کھائیں اس نے کہا کہ میں مجبور ہوں اس کے بغیر میرے لئے کوئی چارہ نہیں تو اس کو طبیب نے بتایا کہ ایک درندے کے گوشت کو سات جوش دے کر شراب کے سرکہ میں ملا لیں اور جب بھی پانی وغیرہ پئیں تو اس سے صرف تین دراہم کھا لیں اس سے زیادہ نہ لینا۔ تو اس نے ایک درندہ ذبح کرنے کا حکم دیا تو اسے ذبح کر کے پکایا گیا تو وہ اس کو اپنے پینے پر بہت زیادہ ڈال کر پیتا رہا تو بہت تھوڑا عرصہ ہی گزرا کہ وہ استسقاء کی بیماری میں مبتلا ہو گیا تو تمام طبیبوں کی رائے اس پر متفق ہو گئی کہ اب اس کا کوئی علاج نہیں مگر یہ کہ اس کا پیٹ صاف کیا جائے پھر تنور میں زیتون کی لکڑی کو کوئلہ بن جانے تک جلایا جائے پھر یہ اس میں بیٹھے تو طبیبوں کی رائے کے مطابق اسی طرح کیا گیا اور تین گھڑیاں اس کو پانی نہیں دیا گیا وہ روتا چیختا اور پانی مانگتا رہا مگر انہوں نے اس کو پانی نہ دیا تو اس کے جسم پر تربوز کی طرح بڑے بڑے آبلے ہو گئے تو انہوں نے اس کو تنور سے نکالا لیکن وہ کہنے لگا مجھے دوبارہ تنور میں لے جاؤ ورنہ میں مر جاؤں گا تو وہ اس کو دوبارہ اس میں لے گئے تب اس کا چیخنا بند ہوا۔ پھر یہ آبلے پھٹ گئے اور ان سے پانی بہنے لگا۔ تب اس کو تنور سے نکالا اور اس کا جسم سیاہ ہو چکا تھا اور ایک ساعت بعد فوت ہو گیا۔ جب اس کو موت آئی تو یہ شعر کہنے لگا۔

الموت فیه جمیع الناس تشترك

لا سوقة منهم یبقی ولا ملك

''موت میں تمام لوگ شریک ہیں۔ نہ رعیت ان میں سے بچ سکتی ہے اور نہ بادشاہ۔''

ما ضرا اهل قلیل فی مقابرهم

Marfat.com

ولیس یغنی عن الملاك ما ملکو

''قبروں میں تھوڑے مال والوں کو یہ چیز نقصان نہیں دیتی۔ اور نہ بڑی ملکیت والوں کو ان کی ملکیتیں کچھ کام آ سکتی ہیں۔''

پھر اس نے حکم دیا تو تمام چٹائیاں لپیٹ دی گئیں اور اس نے اپنا رخسار زمین کے ساتھ ملا دیا اور کہنے لگا۔

یا من لا یزول ملکہ

ارحم من قد زال ملکہ

''اے وہ ذات جس کی بادشاہی ہمیشہ رہے گی اس شخص پر رحم کیجئے جس کی بادشاہی بے شک زائل ہو چکی ہے۔''

جب وہ فوت ہو گیا تو اس کو ایک کپڑے میں لپیٹ دیا گیا اور لوگ متوکل کی بیعت میں مشغول ہو گئے تو باغ سے ایک چوہا آیا اور اس کی دونوں آنکھیں نکال کر لے گیا اور لوگوں کو بالکل اس کی غسل دینے تک کوئی خبر نہ ہو سکی۔ یہ سنی گئی باتوں میں سے عجیب و غریب بات ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اس کا بھی ایک سبب تھا۔ وہ یہ ہے کہ واثقی کہتے ہیں کہ میں واثق کی تیمارداری کر رہا تھا اچانک اس پر غشی طاری ہو گئی تو مجھے اس کی موت کا یقین ہو گیا تو ہم نے ایک دوسرے کو آگے بڑھنے کا کہا تو کوئی یہ جرات نہ کر سکا تو میں آگے بڑھا جب میں نے انگلی اس کی ناک پر رکھی تو اس نے اپنی آنکھیں کھول دیں تو قریب تھا کہ میں گھبراہٹ کی وجہ سے مر جاتا میں پیچھے ہٹ گیا تو میری تلوار کا میان دہلیز سے لٹک کر رک گیا جس سے میں پھسل گیا اور تلوار ٹوٹ گئی قریب تھی کہ میرے گوشت میں داخل ہو جاتی تو میں باہر گیا اور دوسری تلوار منگوائی پھر واپس آ کر اس کے پاس کھڑا ہو گیا تو اس کو دیکھا واقعی وہ فوت ہو گیا تھا تو میں نے اس کی داڑھی باندھ دی' آنکھیں بند کر دیں اور اوپر چادر ڈال دی پھر یہ قیمتی بستر ے فراش خزانے میں رکھنے کے لئے گئے اور وہ اکیلا گھر میں چھوڑ دیا گیا تو مجھے قاضی احمد بن ابی داؤد نے کہا ہم بیعت میں مشغول ہیں تو اس کی دفن تک حفاظت کرو تو میں لوٹ آیا اور بیٹھ گیا ایک ساعت بعد مجھے ایک آواز سنائی دی جس سے میں گھبرا گیا۔ تو میں اندر آیا تو دیکھا کہ ایک چوہا آیا اور اس کی آنکھیں نکال کر کھا گیا میں نے کہا لا الہ الا اللہ یہی وہ آنکھ تھی جسے میں نے تھوڑی دیر پہلے کھولا تھا تو میں ڈر سے پھسل گیا اور میری تلوار ٹوٹ گئی۔

واثق سر من رائی میں رجب ۲۳۲ھ کو چھتیس سال اور کچھ مہینوں کا ہو کر فوت ہوا۔ اس کی مدت خلافت پانچ سال اور نو مہینے تھی۔ یہ خوبصورت سفید رنگ والا تھا۔ جس میں کچھ زردی تھی۔ خوبصورت داڑھی والا تھا اس کی آنکھوں میں سیاہ نکتہ تھا عالم اور ادیب تھا' بڑا بہادر' رعب دار' ہوشیار اور اپنے باپ کی طرح زبردست تھا۔ سامحہ اللہ

خلافت جعفر المتوکل

اس کے بعد اس کا بھائی جعفر المتوکل خلیفہ بنا۔ اس کی بیعت خلافت سر من رائی میں اس کے بھائی واثق باللہ کی وفات کے دن ذی الحجہ ۲۳۲ھ میں ہوئی۔ واثق نے اس کو ولی عہد مقرر کیا تھا۔ اسی وقت خلق قرآن کی محنۃ و ابتلاء ختم ہو گئی' سنت غالب آ گئی اور

Marfat.com

آثار نبوی کی نشر و اشاعت کا حکم نافذ ہو گیا۔

ابن خلکان نے اس کے حالات میں ذکر کیا ہے کہ واثق کے بھائی جعفر متوکل نے کہا میں واثق کے گھر اس کی مرض الموت میں بیمار پرسی کے لئے سوار ہو کر گیا تو اس کی دہلیز پر بیٹھ کر اجازت کا انتظار کر رہا تھا۔ تو جبکہ میں بیٹھا ہی ہوا تھا کہ میں نے اس پر نوحہ کی آواز سنی اور اچانک ایداخ اور محمد بن عبدالملک الزیات میرے بارے میں مشورہ کر رہے تھے تو محمد نے کہا ہم اس کو تنور میں مار ڈالیں اور ایداخ نے کہا بلکہ ہم اس کو ٹھنڈے پانی میں چھوڑ دیں حتیٰ کہ یہ مر جائے اور اس پر قتل کا نشان دیکھنے میں نہ آئے۔ وہ دونوں اسی حال میں ہی تھے کہ احمد بن ابی داؤد القاضی آ گیا تو اندر چلا گیا اور انہیں ایک بات بتائی جس کو میں نہ سمجھ کیونکہ میرے دل میں خوف سمایا ہوا تھا اور دل میں بھاگنے کے لئے کسی حیلہ پر عملدرآمد کے لئے سوچ رہا تھا۔ میں اسی حال میں تھا کہ چند لڑکے دوڑ رہے تھے اور کہہ رہے تھے اٹھئے اے مولانا تو میں نے اس میں کوئی شک نہ کیا کہ مجھے اندر جا کر واثق کے لڑکے کی بیعت کرنی ہو گی پھر جو میرے مقدر میں ہو گا وہ میرے متعلق فیصلہ صادر کرے گا۔ پھر میں جب اندر داخل ہوا تو لوگوں نے میری بیعت کر لی تو میں نے حالات دریافت کئے تو مجھے معلوم ہوا کہ اس کا سبب ابن ابی داؤد تھا پھر متوکل نے ایداخ کو ٹھنڈے پانی سے قتل کیا اور ابن الزیات کو تنور میں ڈال کر مار ڈالا اور متوکل نے کہا کہ یہ نادر و نایاب اتفاق کی بات ہے اور عجیب و غریب کامیابی ہے اور عجیب باتوں میں سے ایک یہ ہے کہ محمد بن عبدالملک زیات ہی نے لوگوں کو آگ کی سزا دینے کے لئے تنور بنایا تھا تو اللہ تعالیٰ اس کو بھی یہی سزا دی اور اس کا بنایا ہوا تنور لوہے کا تھا جس کے اندر ایسے کیل لگے ہوئے تھے جو مڑے ہوئے نہیں تھے اور وہ زیتون کی لکڑی سے بھڑکایا جاتا تھا یہاں تک کہ وہ چنگارے کی طرح ہو جاتا پھر اس میں انسان داخل ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دنیا اور آخرت میں عافیت سے ہمکنار کرے۔

جب یہ والی بنا تو سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس نے زندہ کیا۔ اور بدعت کو موت کی گھاٹ اتار دیا اور تمام آفاق و اکناف میں عذاب و ابتلاء ختم کرنے اور سنت غالب کرنے کے احکام لکھ بھیجے۔ اس کی مجلس میں سنت کی بات کی جاتی اور اہل سنت کی عزت کی جاتی اور وہ معتزلہ جو متوکل کے دور میں قوۃ اور نشو و نما میں تھے وہ سب بجھ کر رہ گئے اور ملۃ اسلامیہ میں ان سے بڑھ کر شرارتی اور کوئی نہیں ہوا۔ ہم ان کی بری بات سے پناہ چاہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں کجروی اور ہلاکت سے سلامت رکھے۔

متوکل حضرت علی رضی اللہ عنہ کو برا سمجھتا اور ان میں عیب نکالتا تھا ایک دن اس نے حضرت علی کا ذکر کیا اور ان کی تعریف سے چشم پوشی کر لی تو اس کے بیٹے منتصر کے چہرے کا رنگ بدل گیا تو اس کو متوکل نے رو در رو گالیاں دیں۔

غضب الفتی لابن عمه　　　راس الفتی فی حر امه

''نوجوان اپنے چچا زاد بھائی کے لئے ناراض ہوا۔ نوجوان کا سر اس کی ماں کی شرم گاہ میں ہے۔''

تو اس نے اپنے دل میں باپ کے متعلق بغض اور کینہ رکھ لیا کیونکہ وہ حضرت علیؓ کے بغض میں غلو کرتا تھا اور ان کی بے عزتی اور استخفاف کثرت سے کرتا تھا تو ایک دن متوکل اپنے محل میں اپنے ہم نشینوں کے ساتھ شراب پی کر بے ہوش ہو گیا تھا اچانک متوکل کا غلام بغا اندر آ گیا اس نے تمام ہم نشینوں کو واپس چلے جانے کا حکم دیا وہ سب واپس چلے گئے صرف ایک فتح بن خاقان

Marfat.com

باقی رہ گیا تو نا گہاں لڑکے جنہیں منتصر نے اپنے باپ کے قتل کے لئے متعین کیا تھا وہ اندر داخل ہو گئے ان کے ہاتھوں میں سونتی ہوئی تلواریں تھی تو انہوں نے خلیفہ پر حملہ کر دیا تو فتح بن خاقان نے کہا تم پر افسوس ہو تم امیر المومنین کو مار رہے ہو پھر وہ خود خلیفہ پر گر گیا تو انہوں ان دونوں کو مار ڈالا پھر وہ منتصر کی طرف گئے اور اسے خلافت کا سلام کیا۔

متوکل کا قتل ۲۴۷ھ میں ہوا اس وقت اس کی عمر چالیس تھی اس کی خلافت چودہ سال اور دس مہینہ رہی بعض کہتے ہیں کہ پندرہ سال رہی۔ یہ ہلکا گندم گوں خوبصورت آنکھوں والا اور ہلکی داڑھی والا تھا۔ یہ زیادہ لمبا نہیں تھا یہ لہو ولعب اور مکروہات میں مشغول رہتا تھا۔ لیکن اس نے سنت کو زندہ کیا اور خلق قرآن کی بدعت کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور یہ بہت سخی بھی تھا۔ اس نے اپنے بیٹے منتصر کو ولی عہدی سے ہٹانے کا ارادہ کر لیا تھا اور دوسرے بیٹے معتز کو آگے لانا چاہتا تھا کیونکہ یہ اس کی ماں کو بہت چاہتا تھا اس لئے وہ اس کو ایذاء پہنچاتا اور ڈانٹ ڈپٹ کرتا تھا۔ جب وہ اس کو ولی عہدی سے ہٹا نہ سکا تو منتصر نے وصیف اور بغا کو اس کے قتل پر متفق کر کے روانہ کیا تو انہوں اس کے قتل کا کام مکمل کیا ایک دفعہ نصف رات کو وہ مجلس لہو ولعب میں مشغول تھا تو اس پر پانچ آدمی داخل ہوئے اور اس کو اور اس کے وزیر فتح بن خاقان کو اپنی تلوروں سے مار ڈالا جس طرح پہلے گزرا۔

خلافت محمد المنتصر باللہ

اس کے بعد اس کا بیٹا محمد منتصر باللہ خلیفہ بنا۔ اس کی بیعت خلافت اسی رات کی گئی جس رات اس کا باپ قتل ہوا۔ پھر دوسرے دن اس کی بیعت عامہ کی گئی۔ اس کی حکومت نہ تو نمو پا سکی اور نہ پائیدار ہو سکی۔ کہا جاتا ہے کہ اس نے اپنے سامنے ایک چٹائی بچھائی تو اس پر وہ کچھ لکھا ہوا دیکھا جس کی اسے سمجھ نہ آ سکی۔ تو اس نے اس کے پڑھنے والے کو حاضر کرنے کا حکم دیا۔ تو پتہ چلا کہ وہاں یونانی زبان میں یہ لکھا ہوا ہے: ''یہ چٹائی بادشاہ قباذ بن کسریٰ کے لئے ہے جو اپنے باپ کا قاتل ہے۔ اور یہ اس کے سامنے بچھائی گئی تو وہ اس کے بعد صرف چھ مہینے ہی زندہ رہ سکا۔'' منتصر نے اس بات سے بدفال لی۔ اور مغموم ہو گیا۔ پھر چٹائی اٹھا دینے کا حکم دے دیا۔ پھر وہ اس واقعہ کے چھ مہینے بعد فوت ہو گیا۔ اس کی مدت خلافت بھی چھ ماہ چند دن رہی۔ اس کی عمر ۲۶ سال تھی۔

اس کی ماں روم کی رہنے والی تھی۔ یہ درمیانے قد کا موٹا' موٹی آنکھوں والا' تنگ نتھنوں اور اونچے ناک والا' خوبصورت' رعب دار' کامل عقل والا اور خیر کو پسند کرنے والا تھا۔ کہتے ہیں کہ ترکی امراء اس سے ڈرتے تھے۔ تو جب اس کو بخار ہوا تو وہ پوشیدہ طور پر ڈاکٹر کے پاس ایک ہزار دینار بھری تھیلی لے گئے۔ تو اس ڈاکٹر نے منتصر کی رگ میں ایک زہریلا نشتر لگا دیا۔ بعض کہتے ہیں کہ ان کے کھانے میں زہر ملائی گئی۔ تو اس نے اپنی ماں سے کہا میری دنیا اور آخرت ضائع ہو گئی۔ میں نے اپنے باپ کو جلدی مارا اس لئے میرے ساتھ بھی جلدی ہو گئی۔

خلافت احمد المستعین باللہ

(یہ وہ چھٹا خلیفہ ہے جو اتارا گیا اور قتل کیا گیا)

منتصر کے بعد اس کا چچا زاد بھائی احمد المستعین باللہ بن محمد معتصم خلیفہ بنا۔ اس کی بیعت خلافت سوموار کے دن ربیع الآخر کی

Marfat.com

چھٹی تاریخ کو کی گئی۔اس کی عمر اس وقت ۲۸ برس تھی۔

اس کا عشق: یہ کثیر الجماع تھا یہ عورتوں کی محبت میں پاگل تھا۔اس کی چچازاد بہن نہایت حسن و جمال والی تھی تو اس نے اس کا رشتہ اس کے باپ سے مانگا۔تو اس نے انکار کر دیا پھر اس نے اصمعی' رکاشی اور ابونواس کو بلوایا اور کہا کہ جو شخص میری مراد کے مطابق میری چچازاد بہن کے مطابق شعر کہے گا۔میں اس کو بہت بڑا انعام دوں گا۔ابونواس نے یہ شعر کہے۔

ما روض ریحانکم الزاهر وما شذا نشرکم العاطر
وحق وجدی والهوی قاهر مذغبتم ولم یبق لی ناظر
والقلب لا سال ولا صابر

''تمہارے چمکدار خوشبودار سرسبز چہرے نے لطف اندوز نہیں کیا اور نہ تمہاری معطر خوشبو بکھر کر ہم تک پہنچ سکی۔اب میرا غم اور دکھ پکا اور مضبوط ہو گیا اور محبت تمام وجود پر غالب آ گئی ہے جب سے تم غائب ہوئے میرا کوئی نگران دیکھنے والا باقی نہ رہا اور دل نہ تسلی حاصل کر رہا ہے اور نہ صبر ہی کر سکنے والا۔''

قالت الا لا تلجن دارنا وکابد الاشواق من اجلنا
واصبر علی مر الجفا والضنا ولا تمرن علی بیتنا
ان ابانا رجل غائز

''اس نے کہا ہمارے گھر داخل نہ ہونا۔اور ہماری وجہ سے عشق و محبت کے تکلیفیں برداشت کیے جاؤ۔جفا اور لاغری کی کڑواہٹ پر صبر کیجئے۔اور ہمارے گھر پر تمہاری گزر نہیں ہونی چاہیے کیونکہ ہمارے والد محترم نہایت غیرتی ہیں۔''

فقلت انی طالب غرة یحظی بها القلب ولو مرة
قالت بعید ذك مت حسرة قلت ساقضی غرتی جهرة
منك وسیفی صارم باتر

''تو میں نے کہا میں تیرے روشن چہرہ کو حاصل کروں گا۔جس سے میرے دل کو خوشی ہو گی اگرچہ ایک دفعہ ہی کیوں نہ ہو۔اس نے کہا یہ بات ناممکن ہے' حسرت و افسوس سے سے مرجا میں نے کہا میں تجھ سے اپنی ضرورت اعلانیہ پوری کروں گا اور میری تلوار کاٹنے والی اور توڑنے والی ہے۔''

قالت فان البحر من بیننا فابرح ولا تات الحینا
واشرب بكاس الموت من هجرنا قلت ولو كان كثیر العنا
یكفیك انی سابح ماهر

''اس نے کہا سمندر ہمارے درمیان ہے تو آپ ہٹ جائیں اور میری طرف کسی وقت بھی نہ آئیں اور ہمارے ہجر و فراق سے موت کا پیالہ پیجئے۔میں نے کہا اگرچہ وہ تکلیف والا ہو۔تجھے یہ کافی ہے کہ میں ماہر تیراک ہوں۔''

قالت فان القصر عالی البنا قلت ولو كان عظیم السنا

Marfat.com

او کان بالجو بلغت المنی قالت منیع فی الوری قصرنا
قلت وانی فوقه طائر

''اس نے کہا ہمارا محل اونچی چھت والا ہے۔ میں نے کہا اگر چہ وہ بہت بلندی والا ہی کیوں نہ ہو۔ یا وہ فضا میں بھی ہو تو اس کو بھی میرے مقاصد پہنچ سکتے ہیں۔ اس نے کہا ہمارا محل مخلوق میں بہت مضبوط ہے۔ میں نے کہا کہ میں اس پر پرندہ بن کر پہنچ جاؤں گا۔''

قالت فعندی لبوة والد فقلت انی اسد شارد
غشمشم مقتض صائد قالت لها شبل بها لابد
قلت وانی لیثها الکاسر

''اس نے کہا میرے پاس ایک بچے والی شیرنی ہے تو میں نے کہا میں بھی بھگانے والا شیر ہوں ظالم اور شکاری ہوں۔''
''اس نے کہا اس کا وہاں یقیناً بچہ بھی ہے۔ میں نے کہا میں اس کا سر توڑنے والا شیر ہوں۔''

قالت فعندی اخوة سبعة جمعا اذا ما التفوا عصبة
قالت لهم یوم اللقا وثبة قلت ولی یوم الوغی سطوة
قلت وانی قاتل قاهر

''اس نے کہا میرے سات بھائی ہیں۔ جب وہ دشمن کو ملیں تو وہ پوری ایک جماعت ہیں۔ میں نے کہا کہ میں جنگ کے دن میدان میں کود پڑتا ہوں۔ اس نے کہا جنگ کے دن ان کا سخت حملہ ہوتا ہے۔ میں نے کہا میں قتل کرنے والا غالب ہوں۔''

قالت فان الله من فوقنا یعلم ما نبدیه من شوقنا
نمض الی الحق غدا کلنا ونختشی النقمة من ربنا
قلت و ربی ساتر غافر

''اس نے کہا اللہ ہمارے اوپر ہے وہ ہمارے ظاہری شوق کو جانتا ہے۔ کل ہم سب اللہ کی طرف چلے جائیں گے۔ ہم اپنے رب کی سزا سے ڈرتے ہیں۔ میں نے کہا اور میرا رب پردے ڈالنے والا اور گناہوں کو معاف کرنے والا ہے۔''

قالت فکم اعییتنا حجة تجی بها کاملة بهجة
فیا لها بین الوری خجلة ان کنت ما تملهنا ساعة
فانت اذا هجع الساهر

''اس نے کہا تو نے کتنی حجتیں کر کے مجھے تھکا دیا ہے۔ تو انہیں کامل اور رونقدار طور پر پیش کر رہا ہے لیکن افسوس یہ مخلوق کے سامنے شرمندہ کرنے والی ہوں گی۔ اگر تو ہمیں ایک گھڑی بھی مہلت نہیں دے سکتا تو جس وقت ہر جاگنے والا سو جائے اس وقت آ جانا۔''

Marfat.com

واسقط علینا کسقوط الندی ایاك ان تظهر حرف الندا
یستیقظ الواشی ویاتی الردی وکن کضیف الطیف مسترصدا
ساعة لاناه ولا آمر

''اور ہم پر اوس کی طرح بے آواز ہو کر آ گریں۔ لیکن آواز دے کر مجھے بلانا ہرگز نہیں۔ کیونکہ اس طرح چغل خور جاگ جائے گا اور ہلاکت آ جائے گی۔ خیالی مہمان کی طرح کچھ وقت انتظار میں رہنا نہ ہی حکم دیں اور نہ کسی کام سے روکیں۔''

جاجتها عشرا وصافحتها علی دنان الخمر صافیتها
رامت مواثیقا فوافیتها ملتحفا سیفی ولا قیتها
آخر لیلی والدجی عاکر

''میں نے اس سے دس بار جھگڑا کیا۔ خالص شراب کے مٹکوں پر اسے ملا ہوں۔ اس نے کئی وعدے لئے تو میں اس کو ملا۔ اس حال میں کہ میں تلوار لپیٹے ہوا تھا اور میں اس کو آخری رات ملا جبکہ بہت اندھیرا تھا۔''

یا لیلة قضیتها خلوة مرتشفا من ریقها قوة
تسکر من قد یبتغی سکرة ظننتها من طیبها لحظة
یا لیت لا کان لها آخر

''تو کیا ہی اچھی وہ رات تھی جس کو میں نے خلوت میں گزارا۔ اس کے تھوک کو قہوہ کے طور پر چوس رہا تھا۔ جو نشہ چاہتا اس کو وہ نشہ میں لے آتا۔ اچھا ہونے کی وجہ سے وہ لمحہ فوراً ایک سیکنڈ کی طرح گزر گیا کاش کہ اس کی انتہا نہ ہوتی۔''

جب ابونواس نے خلیفہ کی موجودگی میں یہ شعر پڑھے تو بادشاہ کو بہت اچھے لگے تو اس کے لئے بہت بڑے انعام کا حکم دیا اور جو اس نے وعدہ کیا اس کو پورا کر دیا۔

پھر مستعین نے اپنے اوپر یہ گواہی دی کہ وہ خلافت سے دستبردار ہو گیا ہے اور اس نے لوگوں کو اپنی بیعت سے چند شرطوں پر آزاد کر دیا ہے اور اس نے معتز بن متوکل کے لئے خطاب کیا۔ پھر مستعین کو حسن بن وہب کے محل میں لے جایا گیا تو وہ وہاں نو ماہ تک بند ھا رہا۔

اور اس کی حفاظت کے لئے نگران مقرر کیا گیا۔ پھر اس کو واسط میں لے گئے تو معتز نے اس پر سعید حاجب کو گھات میں لگا دیا تو اس کو اس حاجب نے باندھ کر ۲۵۲ھ یکم رمضان المبارک میں قتل کر دیا اور اس کا سر معتز کے پاس لایا گیا۔ جبکہ وہ شطرنج کھیل رہا تھا تو اس کو کہا گیا کہ یہ اتارے گئے خلیفہ کا سر ہے تو وہ کہنے لگا میرے کھیل سے فارغ ہونے تک اس کو وہاں رکھو۔ پھر جب وہ کھیل سے فارغ ہوا تو اس کو منگوا کر دیکھا پھر اس کے دفن کرنے کا حکم دے دیا۔

مستعین کی خلافت دو سال اور نو مہینے رہی جب کہ اس کی عمر اکتیس سال تھی اور یہ درمیانہ قد والا خوبصورت چہرے والا تھا اس کے جسم پر چیچک کے نشان بھی تھے اور یہ تو تلا تھا سین کو ثاء پڑھتا تھا اور یہ بہت سخی اور فضول خرچ تھا۔

Marfat.com

خلافت ابی عبداللہ المعتز باللہ بن المتوکل

پھر مستعین کے بعد اس کے چچا کا بیٹا محمد المعتز بن المتوکل خلیفہ بنا۔ اس کی بیعت خلافت ۲۵۲ھ کے شروع میں جب مستعین نے اپنے آپ کو خلافت سے دستبردار کیا کی گئی۔ پھر اس کے اوپر صالح بن وصیف کو مدبر بنا دیا جو کہ پہلے اس کا سیکرٹری تھا۔ تو اس کی طرف وہ اور ایک جماعت آئی تو اس کو انہوں نے پیغام بھیجا کہ باہر نکل۔ تو اس نے یہ معذرت کہ میں نے دوالی ہوئی ہے۔ تو صالح نے یہ حکم دیا کہ کچھ لوگ اس کے پاس اندر ہی چلے جائیں تو ان میں سے کچھ لوگ اندر چلے گئے اور اس کو ٹانگ سے پکڑ کر حجرے کے دروازے تک لے آئے۔ پھر اس کو تپتے سورج کی گرمی میں کھڑا کر دیا تو وہ کبھی ایک پاؤں اٹھاتا اور دوسرا رکھتا۔ اس دوران وہ اس کو تھپڑ لگاتے اور کہتے جاتے کہ خلافت سے دستبردار ہو جا وہ اپنے ہاتھوں سے اپنا بچاؤ کرتا اور انکار کرتا رہا پھر ان کی بات کو قبول کر لیا اور خود دستبردار ہو گیا تو اس کو صالح بن وصیف نے ان سے لے لیا اور اس سے تین دن تک کھانا پینا روک دیا پھر اس کو پختہ تہہ خانے میں بند کر دیا یہاں تک وہ اس میں مر گیا پھر اس کو باہر نکالا اور گواہ بنا لئے کہ اس کے جسم پر کوئی ضرب کا نشان نہیں ہے۔

اور کہا گیا ہے کہ اس نے معتز کو خلافت سے دستبرداری کے پانچ دن بعد حمام میں داخل کیا اور اس سے پانی بند کر دیا یہاں تک کہ اس نے ہلاکت کو اپنی آنکھ سے دیکھ لیا پھر وہ اس کے پاس نمکین پانی لائے جس کو اس نے پیا اور گر کر مر گیا۔ اور یہ واقعہ رجب ۲۵۵ھ میں پیش آیا جبکہ اس کی عمر تیس سال تھی۔ اس کی خلافت چار سال اور چھ مہینے رہی۔ یہ خوبصورت وضع قطع والا تھا۔

خلافت جعفر المہتدی باللہ بن ہارون

معتز کے بعد اس کے چچا کا بیٹا جعفر بن ہارون خلیفہ بنا اور اس جگہ کے علاوہ میں نے اس کا نام محمد دیکھا ہے اور اس کو ابو اسحٰق کا لقب دیا گیا ہے۔ اس کی بیعت خلافت اسی دن کی گئی جب اس کے چچا کے بیٹے معتز باللہ نے خلافت سے دستبرداری کی اور جب اس کو خلیفہ بنایا گیا تو اس نے تمام کھیل کود کے سامان باہر نکال پھینکے اور سماع' گانا اور شراب کو حرام قرار دے دیا اور گلوکاراؤں کو اس نے جلاوطن کر دینے حکم دیا اور کتوں اور درندوں کو شہر سے باہر نکالنے کا حکم دیا اور اپنے اوپر دفتروں کا معائنہ لوگوں کے لئے مجلس اور مظالم کا ازالہ اور منکرات کے خاتمہ کو لازم کر لیا اور کہا مجھے اللہ سے شرم آتی ہے کہ بنو عباس میں سے عمر بن عبدالعزیز اموی جیسا کوئی نہ ہو تو بابک ترکی اس کی وجہ سے زچ ہو گیا جو بڑا ظالم اور لیڈر تھا تو مہتدی نے اس کے قتل کا حکم دے دیا جب وہ قتل ہو گیا تو ترک بڑھک اٹھے تو ان کے اور مغرب والوں کے درمیان جنگ چھڑ گئی تو فریقین کے چار ہزار آدمی مارے گئے اور مہتدی مصحف کو اپنی گردن میں لٹکا کر باہر نکلا اور لوگوں کو اپنی مدد کے لئے بلانے لگا۔ اہل مغرب اور بعض عوام اس کے ساتھ تھے تو اس پر بابک کے بھائی طیغا نے حملہ کر دیا تو اس نے انہیں شکست دے دی۔ مہتدی شکست کھا کر ہاتھ میں تلوار لئے نکل چلا اور اس کو جسم پر دو زخم پہنچ گئے تھے تو وہ محمد بن یزداد کے گھر میں داخل ہو گیا تو تمام ترکوں نے جمع ہو کر اس پر حملہ کر دیا اور اس کو پکڑ کر قیدی بنا لیا اور پھر اس کو احمد بن خاقان کے پاس کسی جانور پر سوار کر کے لے گئے اور اس کے پیچھے ایک نگران کو مقرر کر کے سوار کر

Marfat.com

دیا جس کے ہاتھ میں خنجر تھا۔ پھر اس کو احمد بن خاقان کے گھر میں داخل کیا گیا اور وہ اس کو تھپڑ مارنے لگے اور کہنے لگے خلافت سے دستبردار ہو جا۔ تو اس نے ان پر انکار کیا۔ اس کو ایک آدمی کے حوالے کر دیا گیا۔ جس نے اس کے خصیتین کو پاؤں سے روندا یہاں تک کہ اس کو قتل کر دیا۔ رجب ۲۵٦ھ میں یہ واقعہ پیش آیا جبکہ یہ سینتیس سال کا تھا۔ اس کی مدت خلافت گیارہ ماہ یا ایک سال تھی۔ اس کا رنگ گندم گوں تھا خوبصورت چہرے والا' دیندار' پرہیز گار' عابد' عادل' سمجھدار' بہادر اور امارت کا اہل تھا لیکن اس کو کوئی مددگار نہ ملا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ لگا تار روزے رکھتا تھا اور کبھی کبھی روٹی' سرکے اور زیتون کے ساتھ افطار کرتا۔ اور اس نے لہولعب اور گانے بجانے کا سد باب کیا اور امراء کو ظلم سے ہٹا یا دیا اور دفتری حساب کتاب کے لئے بذات خود بیٹھا۔

اس کے محاسن وفضائل جو بیان کئے جاتے ہیں ان میں سے یہ ہے جو حافظ ابوبکر محمد بن حسین بن عبداللہ بغدادی نے اپنی کتاب میں بیان کیا ہے کہ ابوالفضل صالح بن یعقوب بن منصور الہاشمی جو بنو ہاشم کے سرداروں میں سے تھا اور اہل الخلافت میں سے تھا اور ان میں آگے تھا اس نے کہا کہ ایک دفعہ میں بھی موجود تھا کہ مہتدی باللہ امیر المومنین دار العوام میں بیٹھے ہوئے لوگوں کے معاملات کو نمٹا رہے تھے تو میں نے لوگوں کے واقعات کو اول سے آخر تک دیکھا کہ وہ ان پر پڑھے جا رہے ہیں اور ان پر مہر لگانے اور نئے پروانے انہیں لکھ کر دینے کا حکم دے رہے تھے جو مہر لگا کر ان کے حوالے کئے جا رہے ہیں تو یہ چیز مجھے بہت اچھی لگی تو میں اسے دیکھنے لگا تو وہ یہ بات سمجھ گئے اور میری طرف دیکھا تو میں نے ان سے چشم پوشی کر لی اور اس طرح کئی دفعہ ہوا جب وہ مجھے دیکھتے تو میں ان سے چشم پوشی کر لیتا اور جب وہ مشغول ہوتے تو میں انہیں دیکھنے لگتا تو انہوں نے کہا اے صالح! میں نے کہا حاضر جناب امیر المومنین! اور کھڑا ہو گیا تو انہوں نے کہا کیا تمہارے دل میں اس بارے میں کوئی کھٹکا ہے اور تم کچھ کہنا چاہتے ہو میں نے کہا جی جناب تو انہوں نے کہا اپنی پہلی جگہ کی طرف آؤ تو میں وہاں جا کر دیکھنے لگا۔ تو وہ بھی آ کر کھڑے ہو گئے اور حاجب سے کہا کہ صالح کو لوگوں کے جانے تک جانے نہ دینا جب لوگ چلے گئے تو مجھے بلایا اور میں فکر مند ہوا تو میں کھڑا ہو گیا اور اندر چلا گیا اور ان کے لئے دعا کی تو انہوں نے مجھے کہا بیٹھ جایئے۔ تو میں بیٹھ گیا پھر کہا صالح تم کیا کہنا چاہتے ہو اور جو تمہارے دل میں آیا ہے تم بتاؤ گے یا میں بتاؤں کہ تمہارے دل میں کیا آیا ہے تو میں نے کہا اللہ آپ کی عمر لمبی کرے آپ ہی بتائیں کیا عزم وحکم فرماتے ہیں؟ تو انہوں نے کہا میں نے تمہارے بارے میں یہ سمجھا ہے کہ تم نے جو کچھ دیکھا ہے اور اس کو اچھا سمجھا ہے۔

تو میں نے کہا اگر صرف یہ ہو کہ آپ قرآن کو مخلوق نہ کہیں تو آپ کی طرح اور کونسا خلیفہ ہو سکتا ہے پھر دل میں ایک خیال آیا جس سے میں اپنی جان کے بارے میں فکر مند ہوا پھر میں نے اپنی جان کو کہا کہ اے میری جان! مرنا ایک ہی دفعہ ہے اور اجل آنے سے پہلے مرنا بھی نہیں اور کیا حقیقت یا مزاح میں جھوٹ جائز ہے؟ پھر میں نے کہا اے امیر المومنین کہ واقعی میرے دل میں وہی کچھ آیا آپ جو کہہ رہے ہیں پھر تھوڑی دیر انہوں نے اپنا سر نیچے کیا۔ پھر کہا تجھ پر افسوس۔ میری بات سنو خدا کی قسم! تم ضرور مجھ سے حق ہی سنو گے میں نے عرض کیا جناب حق کہنے کا حقدار آپ سے زیادہ اور کون ہو سکتا ہے اور آپ امیر المومنین ہیں اور رب العالمین کے خلیفہ اور اولین اور آخرین میں سے سید المرسلین کے چچا کی اولاد ہیں۔ تو انہوں نے کہا میں واثق کی خلافت کے ابتدائی دور میں یہ ضرور کہتا رہا کہ قرآن مخلوق ہے یہاں تک کہ احمد بن ابی داؤد ایک دن شام کا اہل اذنہ سے ایک بوڑھا آدمی لے کر آیا۔ اس بوڑھے کو واثق پر قیدیوں میں جکڑ کر پیش کیا گیا وہ بڑے خوبصورت چہرہ والا تھا پورے قد والا بہترین بڑھاپے والا

Marfat.com

تھا۔ تو میں نے واثق کو دیکھا کہ وہ اس بوڑھے سے شرما گیا اور اس کے لئے نہایت نرم ہو گیا یہاں تک وہ بوڑھا اس کے قریب چلا گیا پھر بہترین سلام کہا اور اس کے لئے پوری دعا کی لیکن اختصار کو ملحوظ رکھا تو واثق نے کہا بیٹھ جایئے پھر کہا اے شیخ! ابن ابی داؤد جس پر بھی تم اس سے مناظرہ کرنا چاہا کرو تو شیخ نے کہا اے امیر المومنین یہ قلیل العلم اور مناظرہ سے چھوٹا اور کمزور ہے تو اس کی نرم دلی سختی اور غضب میں بدل گئی اور کہنے لگا ابن ابی داؤد قلیل العلم اور آپ سے مناظرہ میں چھوٹا اور ضعیف ہے؟ تو بوڑھے نے کہا اے امیر المومنین نرمی کیجئے اور مجھے اس کے ساتھ مناظر کرنے کی اجازت دیجئے۔ تو واثق نے کہا میں نے تمہیں مناظرہ کے لئے ہی تو بلایا ہے۔ تو شیخ نے کہا۔ اے احمد بن ابی داؤد آپ لوگوں کو کس چیز کی دعوت دیتے ہیں مجھے بھی دعوت دے رہے ہیں تو اس نے کہا میں اس بات کی طرف دعوت دیتا ہوں کہ آپ یہ کہیں کہ قرآن مخلوق ہے کیونکہ اللہ کے بغیر سب چیزیں مخلوق ہیں۔ تو شیخ نے کہا امیر المومنین میرا خیال ہے کہ آپ میری باتیں بھی اور اس کی بھی یاد رکھیں گے تو اس نے کہا ٹھیک ہے میں اسی طرح کروں گا تو شیخ نے کہا اے ابن ابی داؤد مجھے اپنی بات کے متعلق بتائیں کہ کیا یہ واجب ہے اور دین کے عقیدہ میں داخل اور اس کے بغیر دین نامکمل ہے اس نے کہا ہاں۔ تو شیخ نے کہا اے احمد مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کریں کہ جب سے وہ نبی بنے اس وقت سے لے کر کبھی بھی آپ نے اللہ کا کوئی حکم دینی چھپایا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ تو شیخ نے کہا تو کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی اس بات کی طرف لوگوں کو دعوت دی ہے۔ تو ابن ابی داؤد خاموش ہو گیا۔ تو شیخ نے اس سے کہا بولو تو اس نے کوئی کلام نہ کی۔ تو شیخ نے کہا اے امیر المومنین ایک بات ہو گئی (جس کا یہ جواب نہیں دے سکا) تو خلیفہ نے کہا ہاں ایک بات ہو گئی۔ تو شیخ نے کہا اے احمد! بتاؤ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن کا آخری حصہ جو نازل ہوا وہ کیا ہے؟ تو اس نے کہا آخری آیت جو نازل ہوئی وہ یہ ہے

﴿اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا.﴾ (المائدۃ: ۳)

''آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔''

تو شیخ نے کہا کیا اللہ تعالیٰ اپنے دین کو مکمل بتانے میں سچا ہے یا آپ اس کے دین کو ناقص بتانے میں سچے ہیں؟ یہاں تک کہ اس میں آپ کی بات بھی شامل کی جائے تو ابن ابی داؤد خاموش ہو گیا تو شیخ نے کہا احمد جواب دو تو وہ جواب نہ دے سکا تو شیخ نے کہا امیر المومنین دو باتیں ہو گئیں۔ تو واثق نے کہا ہاں دو باتیں ہو گئیں۔ تو شیخ نے کہا اے احمد مجھے اپنی بات کے متعلق بتاؤ کیا یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم تھی یا آپ کو معلوم نہیں تھی ابن ابی داؤد نے کہا کہ ہاں آپ کو معلوم تھی۔ تو کیا آپ نے اس کی طرف دعوت دی تھی؟ تو ابن ابی داؤد خاموش رہا تو شیخ نے کہا امیر المومنین یہ تین باتیں ہو گئیں تو واثق نے کہا ہاں تین ہو گئیں' تو شیخ نے کہا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں بقول آپ کے گنجائش اور فراخی رکھی ہے اور امت سے یہ عقیدہ رکھنے کا مطالبہ نہیں کیا۔ تو اس نے کہا ہاں۔ تو شیخ نے کہا اور ابوبکر' عمر' عثمان اور علی رضی اللہ عنہم نے بھی اس کی گنجائش دی تو ابن ابی داؤد نے کہا جی ہاں تو شیخ اس سے ہٹ کر خلیفہ واثق کی طرف متوجہ ہوا امیر المومنین میں نے پہلے کہا تھا کہ ابن ابی داؤد قلیل العلم اور میرے ساتھ مناظرہ کرنے سے چھوٹا اور کمزور ہے۔

جس چیز میں گفتگو نہ کرنے کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم' ابوبکر' عمر' عثمان اور علی کے لئے گنجائش موجود ہے اور

Marfat.com

آپ کے لئے نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو فراخی نہ عنایت کرے جوان کو دی ہے۔ امیر المومنین نے کہا ہاں یہ بات ٹھیک ہے اس بوڑھے کی زنجیریں کھول دو جب انہوں نے اس کی زنجیریں کھولیں تو شیخ نے وہ زنجیریں لینے کے لئے ہاتھ بڑھایا تو ان سے حداد نے وہ زنجیریں لے لیں تو واثق نے کہا شیخ کو چھوڑ دو لینے دو تو شیخ نے وہ لے کر آستین میں ڈال لیں تو شیخ سے کسی نے کہا تم نے یہ کیوں لی ہیں تو شیخ نے کہا اس لئے کہ میں نے ارادہ کیا تھا کہ یہ اس شخص کو دوں جس کو میں وصیت کروں کہ جب مرجاؤں گا تو انہیں میرے اور میرے کفن کے درمیان رکھدے یہاں تک کہ قیامت کے دن اللہ کے پاس میں اس ظالم سے جھگڑ سکوں اور کہہ سکوں اے رب اپنے اس بندے سے پوچھ اس نے مجھے کیوں قید کیا اور میرے اہل اولاد اور بہن بھائیوں کو ناحق کیوں پریشان اور خوفزدہ کیا پھر وہ شیخ رونے لگا اور واثق بھی رو پڑا اور میں بھی رو دیا۔ پھر واثق نے اسے کہا کہ میری طرف سے جو آپ کو دکھ ہوا وہ مجھے معاف کر دیں تو شیخ نے کہا امیر المومنین میں نے آپ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کے طور پر پہلے روز ہی معاف کر دیا تھا کیونکہ آپ بھی ان کی اہل سے ہو پھر واثق نے کہا مجھے آپ کے ساتھ ایک ضروری کام ہے تو شیخ نے کہا اگر ہو سکا تو میں ضرور کروں گا۔ تو اس نے کہا آپ ہمارے پاس رہیں تا کہ آپ سے ہمارے بچے فائدہ اٹھا سکیں تو شیخ نے کہا یہاں رہنے کی بجائے مجھے اس جگہ بھیج دیں جہاں سے یہ ظالم مجھے نکال کر لایا تھا اس جگہ کی بہ نسبت وہاں میں آپ کے لئے زیادہ نفع مند ہوں گا۔ اور یہ اس طرح کہ میں اپنے اہل وعیال کو آپ کے خلاف بددعا دینے سے روکوں گا کیونکہ میں ان کو اسی حالت میں چھوڑ کر آیا ہوں۔ تو واثق نے کہا کیا آپ ہم سے کوئی انعام لیں گے جس سے آپ ساری زندگی گزارنے میں مدد لے سکیں تو شیخ نے کہا کہ میرے لئے یہ حلال نہیں کیونکہ میں مالدار اور غنی ہوں پھر واثق نے کہا کیا آپ کو مجھ سے کوئی ضرورت ہے تو اس نے کہا کیا آپ وہ پوری فرمائیں گے تو خلیفہ نے کہا جی ہاں بوڑھے نے کہا کہ مجھے ابھی واپس سفر کرنے کی اجازت دی جائے۔ تو خلیفہ نے کہا اجازت ہے تو اس نے سلام کیا اور وہ نکل گیا۔ صالح کہتے ہیں۔ مہتدی باللہ نے کہا کہ اس بات کے بعد اسی دن میں نے بھی قرآن کو مخلوق کہنے سے رجوع کر لیا اور مجھے یقین ہے کہ واثق نے بھی اسی وقت رجوع کر لیا۔ یہ روایت مجھے اور طریقوں سے بھی موصول ہوئی ہے جن میں کچھ مغائرت ہے۔ واثق کے حالات میں وہ کچھ ذکر ہوا جس سے اس کا اس بات سے رجوع ظاہر ہوتا ہے۔

خلافت ابی القاسم احمد المعتمد علی اللہ بن المتوکل

پھر اس کا چچازاد بھائی ابی القاسم احمد المعتمد علی اللہ بن المتوکل علی اللہ خلیفہ بنا۔ اس کے چچا کے بیٹے المہتدی باللہ کے قتل کے دن سرمن رائی کے مقام پر اس کی بیعت خلافت کی گئی۔ اس کے لئے صرف خلافت کا نام ہی نام تھا ملک کی تدبیر وانتظام اس کے بھائی موفق بن المتوکل کے لئے تھا۔ جب موفق فوت ہوا تو سارا انتظام اس بیٹے احمد المعتضد نے لے لیا اور احمد المعتضد اپنے چچا پر غالب رہا جس طرح اس کا باپ غالب تھا تو المعتمد جب بھی کوئی چیز حقیری بھی طلب کرتا تو وہ اس کو حاصل نہ کر سکتا اس کے لئے صرف خلافت کا نام ہی تھا۔ اسی لئے اس نے یہ شعر کہے:

الیس من العجائب ان مثلی
یری ما قل ممتنعا علیہ

Marfat.com

''کیا یہ عجیب نہیں ہے؟ کہ میرے جیسا آدمی یہ دیکھ رہا ہے کہ بہت قلیل چیز اس سے روک گئی ہے۔''

و تـو خـذ بـاسـمـه الـدنـيـا جـمـيـعـا

ومـا مـن ذاك شـئ فـي يـديـه

''اس کے نام پر ساری دنیا لی جاسکتی ہے لیکن اس کے ہاتھ میں اس سے کچھ بھی نہیں۔''

کہتے ہیں ایک دن اس نے نہر کے کنارے بہت زیادہ شراب پی لی تو اس پر غشی آ گئی جس سے وہ مر گیا۔ بعض کہتے ہیں اس کو ڈھانک کر دبا کر ڈال کر مار دیا گیا تو وہ ایک چٹائی میں سویا ہوا فوت ہو گیا۔ بعض کہتے ہیں اس کو گوشت میں زہر دی گئی۔

یہ واقعہ شوال ۲۷۹ھ میں پیش آیا جبکہ اس کی عمر پچاس سال تھی۔ اور اس کی خلافت تیئس برس رہی۔ یہ بغداد میں فوت ہوا۔ یہ گندم گوں رنگ والا' میانہ قد' نرم دل' گول چہرہ والا' خوبصورت آنکھوں والا' چھوٹی داڑھی والا تھا اس پر بہت بڑھاپا آ گیا تھا۔ لہو ولعب اور لذات اور خواہشات میں ڈوبا ہوا تھا۔ جب بیہوش ہوتا تو اپنے ہاتھ کاٹتا تھا۔

خلافت ابی العباس احمد المعتضد باللہ بن الموفق

اس کی بیعت خلافت اس وقت کی گئی جب اس کا چچا معتمد فوت ہوا۔ اس وقت خلافت میں خود مختار ہو گیا۔ یہ بڑا بہادر' انصاف والا' بڑا رعب دار' شان وشوکت و بالا بڑا زبردست' ہوشمند' صائب الرائے اور زود فہم تھا اپنے احکام میں زیادتی کرتا تھا۔ اس کا کچھ ذکر آگے آئے گا۔ یہ کثیر الجماع تھا۔ جس سے اس کی طبیعت بگڑ گئی اور یہی اس کی وفات کا سبب بنا۔ یہ انصاف پسند تھا اور انصاف کو ترجیح دیتا تھا۔ اس ضمن میں اس کے نہایت نادر و نایاب واقعات بیان کئے جاتے ہیں۔ یہ ۲۹۰ھ تیئس ربیع الآخر میں فوت ہوا اس وقت اس کی عمر چھیالیس برس تھی بعض کہتے ہیں کہ چالیس برس تھی۔ اس کی خلافت نو سال اور نو مہینے اور بقول بعض نو سال دس مہینے رہی۔ یہ گندم گوں رنگ والا' رعب دار درمیانی شکل کا آدمی تھا۔

خلافت ابی محمد علی المکتفی باللہ بن المعتضد

پھر اس کے بعد اس کا بیٹا علی ابو محمد المکتفی باللہ بن المعتضد بن الموفق بن المتوکل بن المعتصم خلیفہ بنا۔ جس دن اس کا باپ المعتضد فوت ہوا اسی دن اس کی بیعت خلافت کی گئی۔ یہ بغداد میں ۲۹۳ھ میں فوت ہوا جب کہ اس کی عمر چونتیس برس تھی بعض کہتے ہیں کہ تیس برس تھی اور اس کی خلافت دو سال اور آٹھ مہینے رہی اسی طرح مورخین نے اس کی خلافت اور عمر کا ذکر کیا ہے اور میں نے ذہبی کی کتابوں میں دیکھا ہے کہ اس کی وفات ذی القعدہ ۲۹۹ھ میں ہوئی اس وقت اس کی عمر اکتیس برس تھی اور اس کی خلافت چھ سال اور نصف سال رہی اور یہ بڑا خوبصورت بے مثال حسن و جمال والا۔ موتی کی طرح چمکدار رنگ والا۔ درمیانی لمبائی والا۔ سیاہ بالوں والا' اچھے عقیدہ والا تھا۔ خون بہانے کے خلاف تھا۔ اس کے باپ نے اس کے لئے تمام معاملات خلافت ہموار کر دیئے تھے۔ اور یہ حضرت علی کی محبت کی طرف مائل تھا ان کی اولاد سے نیکی کرنے والا تھا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ یحییٰ بن علی شاعر نے اس کو ایک قصیدہ رقہ میں سنایا جس میں اولاد عباسی کی اولاد علی پر فضیلت بیان کی تو

Marfat.com

مکتفی نے اس کے شعر کاٹ کر کہا اے یحییٰ گویا کہ وہ چچا زاد نہیں تھے میں نہیں چاہتا کہ ہمارے اہل میں سے کسی کو بھی اس قسم کی بات سے خطاب کیا جائے اگر چہ وہ خلفاء تھے۔

پھر اس نے قصیدہ نہیں سنا اور نہ ہی اس کو سنانے کی اجازت دی۔ رحمہ اللہ تعالیٰ

خلافت ابوالفضل جعفر المقتدر باللہ

(اور یہ چھٹا خلیفہ ہے جس کو دو دفعہ اتارا گیا)

پھر اس کے بعد اس کا بھائی بغداد میں ابوالفضل جعفر المقتدر بن معتضد خلیفہ بنا۔ اس کی بیعت خلافت اس کے بھائی کی وفات کے دن کی گئی۔

اس وقت اس کی عمر تیرہ برس اور چالیس دن تھی اور اس کے بعد یا پہلے اس سے چھوٹا خلیفہ کوئی نہیں بنا اور اس کے ایام میں خلافت ناپائیدار ہوگئی۔ صاحب نشوان وغیرہ نے صافی سے ذکر کیا ہے جو معتضد کا غلام تھا اس نے کہا کہ میں ایک دن معتضد کے آگے جا رہا تھا وہ دارالحرم جانا چاہتا تھا جب مقتدر کے دروازہ پر پہنچا وہاں ٹھہرا اور سننے لگا اور پردے کی خالی جگہوں سے جھانک کر دیکھا تو اسے مقتدر نظر آیا جس کی عمر پانچ سال کے قریب تھی وہ بیٹھا ہوا تھا اور اس کے آس پاس تقریباً اس کے ہم عمر دس غلام تھے اور اس کے سامنے انگور کا ایک خوشہ تھا جس وقت انگور بہت نایاب تھے ایک دانہ ایک بچہ کھاتا پھر باری باری سارے انگور کھاتے پھر جب اس کی باری آتی تو انہیں کی طرح ایک دانہ کھاتا یہاں تک کہ خوشہ ختم ہوگیا۔ اور معتضد یہ دیکھ کر غصے میں ٹوٹ رہا تھا پھر واپس آ گیا اور اندر داخل نہیں ہوا تو میں نے اس کو غمگین دیکھا تو میں نے کہا اے میرے مالک آپ نے یہ کام کیوں کیا ہے تو کہا اے صافی خدا کی قسم اگر عار اور آگ کا خیال نہ ہوتو میں آج اس (مقتدر) بچے کو قتل کر دوں کیونکہ اس کے قتل میں امت کی اصلاح ہے میں نے کہا اے میرے آقا کیا وجہ ہے اور اس نے کیا کیا؟ میں آپ کو اس سے اللہ کی پناہ دیتا ہوں وہ کہنے لگا میں جو کہتا ہوں اسے دیکھ رہا ہوں میں نے معاملات کو عمدگی سے سنبھالا اور شدید بگاڑ کے بعد دنیا کو سنوارا اور میری موت بھی یقینی ہے اور مجھے معلوم ہے کہ لوگ میرے بعد میری اولاد پر اور کسی کو پسند نہیں کرتے اس لئے میرے بعد وہ بیٹے علی یعنی مکتفی کو خلافت پر بٹھا دیں گے میں نہیں سمجھتا کہ اس کی عمر لمبی ہو کیونکہ اسے خنازیر کی بیماری گلے میں ہے اس لئے وہ جلد فوت ہو جائے گا اور لوگ خلافت کو میری اولاد سے نکالنا نہیں چاہیں گے پھر انہیں جعفر یعنی مقتدر سے بہتر کوئی نہ نظر آئے گا اور وہ بچہ ہے اس کی طبیعت میں سخاوت ہے یہ جو میں نے اس سے دیکھا کہ وہ غلاموں کو وہی کچھ کھلا رہا ہے جو خود کھا رہا ہے اور اپنے اور ان کے درمیان ایسی چیز میں برابری کر رہا ہے جو دنیا میں نایاب ہے حالانکہ اس عمر کے بچوں کی طبیعت میں بخل غالب ہوتا ہے تو عورتیں اس پر غالب آ جائیں گی کیونکہ یہ نیا نیا ان کے قریب ہوگا اس لئے جو مال میں جمع کر رہا ہوں اسے وہ خرچ کر دے گا جس طرح یہ انگور کا خوشہ تقسیم کر رہا ہے۔ دنیاوی بلندی کو توڑ پھوڑ کر رکھ دے گا۔ سرحدیں ضائع ہو جائیں گی اور معاملات سیاست عظیم ہو جائیں گے۔ نئے نئے فتنے نکل آئیں گے اور زوال مملکت بنی عباس کے اسباب پیدا ہو جائیں گے۔ میں نے کہا اے میرے آقا اللہ تعالیٰ آپ کو زندہ رکھے گا یہاں تک کہ یہ آپ کی زندگی میں ہی نشو ونما پائے گا اور آپ کے ایام خلافت میں یہ ادھیڑ عمر کو پہنچ جائے گا تو

Marfat.com

آپ کے آداب واخلاق سیکھ لے گا۔ پھر یہ جو آپ خیال کر رہے ہیں وہ نہیں ہوگا۔ اس نے کہا افسوس! جو کچھ میں تم کو کہہ رہا ہوں یہ یادرکھنا ایسے ہی ہوگا جیسے میں کہہ رہا ہوں۔ پھر وہ سارا دن مغموم رہا اور وقت کو دھکیلتا ہوا آخر کار معتضد فوت ہو گیا اور مکتفی خلیفہ بنا لیکن اس کی عمر لمبی نہ ہو سکی اور مر گیا اور پھر مقتدر خلیفہ بنا تو جس طرح اس نے کہا تھا بعینہٖ وہی نقشہ سامنے آیا تو میں جب اس کی بات یاد کرتا تو اس سے تعجب کرتا۔ ایک دن میں مقتدر کے سر پر کھڑا تھا جبکہ وہ مجلس میں کھیل کود میں مصروف تھا کہ اس نے اموال منگوائے اور دراہم کی بھری ہوئی تھیلی لونڈیوں اور عورتوں پر بانٹ رہا تھا۔ اور ان دراہم سے کھیل رہا تھا اور انہیں ضائع کر رہا تھا اور بخشش کر رہا تھا تو مجھے اپنے آقا معتضد کی بات یاد آ گئی پھر اس کی فوج نے اس کے وزیر پر چڑھائی کر کے اسکو مار ڈالا اور عبداللہ بن المعتز کو سامنے لا کر اس کی بیعت کر لی اور مقتدر کو خلافت سے اتار دیا۔

خلافت عبداللہ بن عبدالمعتز المرتضیٰ باللہ

مقتدر کو خلافت سے اتارنے کے بعد عبداللہ کی بیعت خلافت اس شرط پر کی گئی کہ ان کے درمیان کوئی جنگ اور خونریزی نہ ہوگی۔ جب اس کی بیعت کی گئی تو اس نے مقتدر کو یہ حکم بھیجا کہ وہ اپنی ماں اور لونڈیوں کے ساتھ ابن طاہر کے گھر میں پابند رہے۔ اور حسن بن ہمدان اور ابن معرو یہ جو کہ پولیس افسر تھا۔ کو حکم دیا کہ وہ دونوں مقتدر کے گھر چلے جائیں۔ تو وہ دونوں وہاں چلے گئے۔ تو ان کی طرف کچھ لڑکے نکل کر پتھر پھینکنے لگے۔ اور ان کے درمیان سخت لڑائی شروع ہوگئی۔ یہاں تک کہ مقتدر کے ساتھی ان پر غالب آ گئے اور وہ دونوں ہار گئے۔ اور مرتضیٰ باللہ بھی شکست کھا گیا اور اس کے ساتھی تتر بتر ہو گئے۔ وہ ابن جساس کے پاس جا چھپا۔ ایک دن اور رات سے زائد اس کی خلافت نہ رہ سکی۔ اسی لئے مورخین نے اس کی خلافت کی اس مدت کو شمار نہیں کیا۔ مقتدر دوبارہ خلیفہ بن گیا اور مرتضیٰ باللہ کو گرفتار کر لیا۔ اور اس کو گلا گھونٹ کر مار ڈالا۔ اور ظاہر کیا کہ وہ اپنی طبعی موت مرا ہے۔ اور اس کو دارالخلافہ سے مرا ہوا نکالا اور اپنے گھر کے سامنے ایک گڑھے میں دفن کر دیا اس کی عمر ۵۰ برس تھی۔ اس کے حالات زندگی میں ابن خلکان نے کہا ہے۔ یہ تجربہ کار شاعر، فصیح، بزرگ، علماء ادباء سے میل جول رکھنے والا تھا اس نے نئی نئی تشبیہات ایجاد کیں۔ ان سے بڑھ کر کوئی آگے نہیں آ سکا۔ مرتضیٰ باللہ کے ساتھ ایک جماعت متفق ہو گئی تھی اور انہوں نے مقتدر کو ہٹا کر اس کی بیعت کر لی اور اس کو مرتضیٰ باللہ کا لقب دے دیا۔ پھر ایک دن بعد مقتدر کے ساتھیوں نے جماعت بنا لی اور معتز کے معاونین سے لڑائی شروع کر دی۔ اور ان کو تتر بتر کر دیا۔ اور ابن المعتز چھپ گیا۔ پھر جب رات کو پکڑا گیا تو مقتدر کے سامنے اسے پیش کیا گیا۔ اس نے حکم دیا کہ اس کی قمیص اتار کر اسے برف پر پھینک دیا جائے اور اس کی شلوار میں بھی برف بھر دی جائے۔ اور مقتدر شراب پیتا رہا یہاں تک کہ یہ مر گیا۔

اور ربیع الآخر ۲۹۶ھ کو یہ واقعہ پیش آیا۔ اس کو خلفاء میں شمار نہیں کیا جاتا۔ کیونکہ اس کی خلافت پائیدار نہیں ہو سکی اور مقتدر کے لئے خلافت برقرار رہی۔ پھر مقتدر کے لشکر کے سربراہ مونس کو یہ خبر ملی کہ مقتدر اس کو خفیہ مار دینے کا ارادہ رکھتا ہے۔ جب مقتدر کو یہ پتہ چلا کہ مونس کو یہ خبر پہنچ چکی ہے تو اس نے اس کے غلط ہونے کی قسم کھائی لیکن مونس نے یہ بات دل میں چھپائے رکھی۔ پھر عوام کے اور اس کے بعض غلاموں کے درمیان لڑائی ہوئی تو مونس نے یہ سمجھا کہ یہ سب مقتدر کے حکم سے ہوا ہے تو وہ

Marfat.com

بارہ ہزار سوار لے کر مقتدر کے دار الخلافہ میں گھس گیا اور اس کو اور اس کی ماں کو قید کر کے اپنے محل میں لے گیا۔ اور لشکر نے دار الخلافہ لوٹ لیا۔ مقتدر نے اپنے آپ کو خلافت سے دستبردار کر لیا اور یہ بات تمام دنیا میں پہنچا دی اور اس کی دستبرداری کے ایک دن بعد لشکر نے فساد برپا کر دیا اور پولیس افسر کو مار ڈالا' ابن مقلة وزیر اور حاجب بھاگ گئے۔ پھر مقتدر آ کر بیٹھا اور اپنے بھائی قاہر کو بلا کر سامنے بٹھایا اور اس کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دے کر کہا اے میرے بھائی تیرا کوئی گناہ نہیں ہے۔ پھر قاہر اس کو اللہ کا واسطہ دے کر کہنے لگا۔ اے امیر المومنین میرے معاملے میں اللہ سے ڈرو۔ تو مقتدر نے کہا اللہ کی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حق کی قسم! میری طرف سے تجھے کبھی کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔ ابن مقلة وزیر بھی واپس آ گیا اور مقتدر کی خلافت کا اطراف و اکناف میں لکھ بھیجا۔ پھر مقتدر اور مونس خادم کے درمیان لڑائی چھڑ گئی۔ تو مقتدر نے سکران نہر میں چھلانگ لگا دی۔ لیکن بربروں کی ایک جماعت نے اس کو گھیر لیا اور ان میں سے ایک آدمی نے اسے مار ڈالا اور اس کا سر اور چھینے ہوئے کپڑے وغیرہ مونس الخادم کے پاس پہنچا دیئے۔ مقتدر کی میت کے پاس سے کردوں کا ایک آدمی گزرا تو اس نے اس کے ستر پر گھاس ڈالی اور دفن کر دیا اور اس کے نشان کو چھپا دیا۔ یہ واقعہ بدھ کے دن ۲۷ شوال ۳۱۶ میں ہوا۔ یہ اس وقت ۳۸ برس ایک ماہ کا تھا۔ اس کی مدت خلافت ۲۴ سال اور ۱۱ ماہ تھی۔ اس کو دو دفعہ خلافت سے اتارا گیا۔ آخر اس کو مار دیا گیا۔

امام ذہبی بیان کرتے ہیں کہ اس کی خلافت ۲۵ سال رہی اور اس کی عمر ۳۸ برس تھی۔

یہ فضول خرچ' ناقص الرائے تھا۔ اس نے اپنی ایک لونڈی کو ایسا نایاب موتی دیا کہ جس کا وزن تین مثقال تھا۔ جس کی قیمت نہیں لگائی جا سکتی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ اس نے آٹھ کروڑ دینار فضول ضائع کر دیئے۔ اپنے پیچھے اولاد میں چار بچے' راضی باللہ' متقی باللہ' اسحق اور مطیع چھوڑے۔

خلافت محمد القاہر باللہ

پھر اس کے بعد اس کا بھائی ابو منصور محمد بن المعتضد باللہ خلیفہ بنا۔ اس کی بیعت خلافت بغداد میں اٹھائیس شوال کو کی گئی۔

جب یہ خلیفہ بن گیا تو اپنے بھتیجے المکتفی باللہ کو پکڑ کر ایک گھر میں ڈال دیا اس کی دیواروں کو اینٹوں اور چونے سے چن دیا۔ یہاں تک کہ وہ اندر ہی گھٹ کر مر گیا اور مقتدر کی ماں کو پکڑ کر اس سے اتنا مال مانگا جس کی ادائیگی کی اس میں طاقت نہیں تھی تو اس نے اس کو ڈانٹا اور مکے گھونسے مارے اور قسم قسم کا عذاب دیا اور الٹا لٹکا دیا یہاں تک کہ اس کا پیشاب اس کے چہرے پر پڑنے لگا اور وہ اسے کہتی کہ کیا میں اللہ کی کتاب میں تیری ماں نہیں ہوں اور میں نے تجھے پہلی دفعہ اپنے بیٹے سے چھڑایا نہیں تھا اور تو مجھے اس قسم کی سزائیں دے رہا ہے پھر وہ اس کے بعد مر گئی۔ پھر لشکر چڑھائی کر کے اس کے گھر کی طرف آ گئے۔

اور تمام دروازوں سے اس پر حملہ کر دیا تو وہ حمام کے نیچے چھپ گیا تو وہ اس کی طرف آئے اور اس کو پکڑ کر جیل میں ڈال دیا اور خلافت سے اتار دیا اور اس کی آنکھوں میں گرم کر کے سلائیں پھیر دیں اور یہ واقعہ ۳۲۲ھ جمادی الآخر میں پیش آیا۔

ابن بطریق نے اپنی تاریخ میں کہا ہے کہ قاہر بہت برے امور کا مرتکب ہوا جو اسلام میں کبھی بھی نہیں سنے گئے اور اس نے ان میں سے عجیب باتیں بھی ذکر کیں۔ اس نے بیان کیا کہ ایک آدمی نے کہا میں نے بغداد میں جامع منصور میں نماز پڑھی تو وہاں

Marfat.com

مجھے ایک شخص ملا جس نے ایک عنابی رنگ کا کوٹ پہنا ہوا تھا جس کا اگلا حصہ ختم ہو گیا تھا صرف اس کے اندرون کی بعض روئی باقی رہ گئی تھی۔ وہ کہہ رہا تھا لوگو مجھ پر صدقہ کرو میں کل امیر المومنین تھا اور آج فقراء المسلمین ہوں تو میں نے اس کے بارے میں لوگوں سے پوچھا تو وہ کہنے لگے یہ قاہر باللہ ہے اور اس حکایت میں بہت بڑی عبرت ہے ہم اللہ سے اس کے غصے سے اور اس کی نعمت کے ختم ہونے سے پناہ چاہتے ہیں۔ اس کی خلافت چھ سال چھ ماہ اور سات دن رہی اور یہ بڑا بیوقوف اور اچھا خون بہانے والا ہمیشہ شراب پینے والا تھا۔ اس کا ایک چھوٹا نیزہ تھا جب اسے ہاتھ میں لیتا تو جب تک کسی آدمی کو مار نہ ڈالتا اس کو نیچے نہ رکھتا۔ اگر حاجب کا وجود سلامتی کے طور پر نہ ہوتا تو تمام لوگوں کو مار ڈالتا۔

خلافت ابوالعباس احمد الراضی باللہ بن المقتدر

اس کے بعد اس کا بھائی ابوالعباس احمد الراضی باللہ بن المقتدر بن المعتضد خلیفہ بنا۔ اس کی بیعت خلافت اس کے چچا قاہر کے اتارنے کے وقت وجود میں آئی اور ابوعلی بن مقلہ کو اپنا وزیر بنا لیا اور قاہر باللہ کی قید میں جتنے لوگ تھے سب کو رہا کر دیا۔ اور محمد بن واثق جو اس پر غالب آ کر واسط میں حکومت کر رہا تھا اس کو امارت کے لیے بغداد بلا لیا اس کو ایسا کرنے پر ضرورت نے مجبور کر دیا۔ کیونکہ امور خلافت اس سے سنبھالے نہیں جا رہے تھے اور وزیر بھی اپنی ذمہ داری کی بجا آوری سے عاجز تھا۔ تو ابن واثق بغداد آیا تو راضی نے اسے امیر الامراء بنا دیا اور امور مملکت اس کے حوالے کر دیئے اور اس کے حق میں خود دستبردار ہو گیا۔ اور اس کو جھنڈا تھما دیا اسی دن سے بغداد میں وزارۃ کا کام صرف برائے نام ہی رہ گیا اور اختیارات امراء اور بادشاہوں کے ہاتھ چلے گئے جو زبردستی غالب آ گئے تھے۔ اور یہ پچیس ذی الحجہ ۳۲۴ھ کو آیا تھا۔ جب تین سو پچیسواں سال داخل ہوا تو تمام امور خلافت ان لوگوں کے ہاتھ چلے گئے جو زبردستی غالب آنے والے تھے اور وہ زمین کے بادشاہ بن گئے اور علاقہ جس کے ہاتھ میں آیا وہ اس پر قابض ہو گیا تو بصرہ اور واسط اور اہواز عبداللہ بریدی اور اس کے بھائیوں کے ہاتھوں میں چلا گیا فارغ عماد الدولہ بن بابویہ کے قبضے میں چلا گیا۔ موصول، دیار بنی بکر، دیار ربیعہ، دیار الشام اور دیار مصر بنی حمدان والوں نے لے لئے۔ مصر اور شام اخشید بن طغج نے لے لئے۔ مغرب اور افریقہ مہدی کے ہاتھ چلا گیا اندلس بنی امیہ کے قبضہ میں تھا۔ خراسان اور اس کے آس پاس والے علاقے نصر بن احمد سامانی نے لے لئے۔ یمامہ، ہجر اور بحرین پر ابوطاہر قرمطی نے قبضہ کر لیا۔ طبرستان اور جرجان دیلم کے ہاتھ میں آ گئے اور راضی اور ابن واثق کے ہاتھ بغداد اور آس پاس والے علاقے کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا تو مملکت کے تمام دفاتر بند ہو گئے اور خلافت کی قدر و منزلت کم ہو گئی اور اس کا ملک کمزور ہو گیا اور اس وجہ سے ہر طرف افراتفری پھیل گئی۔

راضی ہفتہ کی رات پندرہ ربیع الاول ۳۲۹ھ میں استسقاء اور کھانسی کی بیماری سے فوت ہو گیا۔ اور اس کے بڑے اسباب میں سے کثرت جماع تھا۔ اور جب یہ فوت ہوا تو اس کی عمر بتیس برس اور کچھ مہینے تھی اور اس کی خلافت چھ سال اور دس دن تھی۔ یہ بڑا کھلے دل والے سخی، کشادہ سینے والا، ادیب، شاعر اور خوش بیان تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ اس کی عمر بتیس سال تھی اور اس کی خلافت چھ سال اور دس دن تھی۔ یہ چھوٹے قد والا، گندم گوں، کم زور تھا۔ اس کے عمدہ اشعار ہیں جو ایک دیوان میں مدون ہیں اس نے سامرا میں لوگوں کو خطاب کیا تو بہت بلیغ اور عمدہ خطاب کیا۔ کچھ دن بیمار رہا اور بہت زیادہ خون کی الٹی کی اور فوت ہو گیا۔

Marfat.com

خلافت ابراہیم المتقی باللہ

پھر امور پر اس کے بعد اس کا بھائی ابو العباس ابراہیم المتقی باللہ بن المقتدر بن المعتضد خلیفہ بنا۔ اس کے بھائی راضی کی وفات کے دن ہی اس کی بیعت خلافت کی گئی۔ پھر اس نے دو رکعت نماز ادا کی اور تخت پر بیٹھ گیا۔ یہ دیندار اور پرہیز گار تھا۔ اسی لئے اس کو المتقی باللہ کا لقب دیا گیا۔ ملک کا نظم ونسق امیر کے ذمہ تھا جو ترکی کا حاکم تھا۔ متقی صرف برائے نام حاکم تھا پھر نوروز بغداد پر غالب آ گیا تو متقی باللہ کو معزول کر کے اس چچا زاد بھائی المستکفی کو خلیفہ بنا دیا پھر اس کو سندیہ کے قریب ایک جزیرہ کی طرف جلاوطن کر دیا پھر اس کو خلافت سے دستبردار کروالیا۔

پھر اس آنکھوں میں سلائیاں پھیر دی گئیں۔ اور ہفتہ کے دن بیس صفر ۳۳۳ھ میں واقعہ پیش آیا اس کی خلافت ایک سال اور تین مہینے ہوئی۔ بعض کہتے ہیں کہ چار سال ہوئی۔ ۳۷۷ھ میں فوت ہوا۔ اور اس کی پیدائش ۲۹۷ھ میں ہوئی۔ اس کے والدین اس سے پندرہ سال بڑے تھے۔ یہ بڑا روزہ دار اور تہجد گزار تھا۔ ہمیشہ قرآن مجید کی تلاوت کرتا اور نشہ آور چیز نہیں پیتا تھا۔ اپنی معزولی کے بعد چوبیس سال زندہ رہا۔

خلافت عبداللہ المستکفی باللہ بن المکتفی بن المعتضد

پھر اس کے بعد اس کے چچا کا بیٹا ابو العباس عبداللہ المستکفی باللہ خلیفہ بنا اس کی بیعت خلافت اسی دن کی گئی جس دن اس کا چچا زاد بھائی المتقی باللہ معزول ہوا۔ یہ خلیفہ بنا تو نوروز کو اتار دیا گیا اور مملکت کا نظم ونسق اس کے حوالے کر دیا گیا۔ اس کے ایام خلافت میں معز الدولہ بن بویہ بغداد آیا۔ تو اس کو اتار کر مستکفی کے گھر کے باہر کا سارا کنٹرول معز الدولہ کے حوالے کر دیا گیا۔ اور سکہ اس کے نام پر جاری کر دیا گیا۔ اور منبروں پر اسی کے نام کے خطبے کا حکم دیا گیا اور اس کا لقب معز الدولہ تھا۔ اور اس کے بھائی ابوالحسن علی کو عماد الدولہ کا لقب دیا گیا اور یہ بنی بویہ میں سب سے بڑا ہے اس کا ایک عجیب واقعہ ہے جو عنقریب باب الحاء لفظ حیۃ میں آئے گا۔ اور ان دونوں کے بھائی فتح کا لقب رکن الدولہ رکھا گیا اس رکن الدولہ کا بھی ایک عجیب واقعہ ہے جو ان شاء اللہ باب الدال لفظ الدابہ میں آئے گا۔ معز الدولہ ۳۳۴ھ میں بغداد آیا تھا۔ اور اسی سال مستکفی باللہ کو معزول کیا گیا۔ اس کے معزول ہونے کی وجہ یہ تھی کہ معز الدولہ کو یہ خبر پہنچی تھی کہ مستکفی نے اس کو مار ڈالنے کی سازش کی ہے۔ تو یہ مستکفی کے پاس گیا اور زمین کو بوسہ دیا اور ہاتھوں کو بھی۔ معز الدولہ کے لئے کرسی لائی گئی جس پر یہ بیٹھا۔ پھر اس کے سامنے دیلم کے دو آدمی آئے اور انہوں نے اپنے دونوں ہاتھ مستکفی باللہ کی طرف بڑھائے تو اس نے گمان کیا کہ یہ میرے ہاتھ چومنا چاہتے ہیں اس لئے مستکفی نے اپنے دونوں ہاتھ ان کی طرف بڑھائے۔ تو ان دونوں نے اس کو تخت سے نیچے کھینچ لیا اور اس کی پگڑی کو اس کی گردن میں ڈالا اور گھسیٹ کر معز الدولہ کی طرف لے گئے۔ اس کو باندھ دیا گیا پھر اس کو خلافت سے معزول کر دیا گیا اور اس کی آنکھوں میں سلائیاں پھیریں گئیں اور دار الخلافہ کو اتنا لوٹا گیا کہ اس میں کچھ باقی نہ رہا اور یہ واقعہ ۳۳۴ھ ۲۲ جمادی الآخر میں ہوا۔

اور مستکفی معز الدولہ کے گھر میں ۳۴۳ھ کو فوت ہوا۔ اس وقت اس کی عمر ۴۶ برس تھی۔ اس کی مدت خلافت ایک سال ۴ ماہ رہی۔

Marfat.com

خلافت ابوالفضل المطیع للہ بن المقتدر

(یہ چھٹا خلیفہ ہے جس کو اتارا گیا)

المستکفی کے بعد اس کا چچازاد بھائی ابوالفضل المطیع للہ بن المقتدر بن المعتضد خلیفہ بنا۔ اس کی بیعت خلافت اس دن کی گئی جب اس کے چچا کا بیٹا المستکفی باللہ معزول ہوا جبکہ اس کی عمر ۳۴ سال تھی۔ مملکت کا نظم ونسق معز الدولہ بن بویہ کے ہاتھ میں تھا۔ اسی کے دور خلافت میں ۳۵۶ھ کو بغداد میں معز الدولہ فوت ہوا۔ عراق میں اس کی مدت حکومت ۲۱ برس ۱۱ مہینے رہی اور معز الدولہ بڑا بہادر بادشاہ تھا۔ نہایت پیش قدمی کرنے والا اور دلیر تھا لیکن بڑا جھگڑالو تھا۔ تجربات اس کو نرم کرتے رہے اور نیک بختی اس کے قدم چوم کر اس کو بلند کرتی رہی یہاں تک کہ یہ اس انتہا کو پہنچ گیا جہاں اس سے پہلے خلفاء کے علاوہ کوئی دوسرا اسلام میں نہیں پہنچ سکا۔ جب یہ فوت ہوا تو اس کا بیٹا عز الدولہ مملکت کے نظم ونسق کا ذمہ دار بنا۔ مطیع باللہ نے اس کو اس کے والد کی جگہ حکومت کی ذمہ داریاں سونپ دیں اور اس کو خلعت عطا کر دی اور وہ امور خلافت میں خود مختار ہو گیا۔ اس کے دور خلافت میں ہی کافورا خشیدی مصر کا والی ۳۵۸ھ میں فوت ہوا۔ اور اس کی مدت حکومت ۲۲ سال تھی اور اسی کے وقت میں جوہر القائد معز لدین اللہ کا غلام مصر آیا جو کہ علاقہ قیروان کا حاکم تھا۔ تو وہاں اس نے لوگوں کو معز لدین اللہ کی طرف بلانا شروع کر دیا اور اس پر کئی لوگوں نے اس کی بیعت بھی کر لی۔ اور مصر میں بنو عباس کا خطبات جمعہ میں نام ختم ہو گیا اور اس نے فوجیوں کے رہنے کے لئے قاہرہ کی تعمیر شروع کر دی۔ پھر معز لدین اللہ مصر میں ۳۶۲ھ میں ۸ رمضان میں داخل ہوا۔ اور یہ مصر میں فاطمی خلفاء میں سے پہلا شخص تھا۔ اور سبکتگین ترکی بغداد پر غالب آ گیا اور یہ معز الدولہ کا بہت بڑا دربان تھا۔ اور اس کا مقام معز الدولہ کے نزدیک بلند ہوتا رہا یہاں تک کہ اس کا معاملہ بہت بڑا ہو گیا اور اس کی بات چلنے لگی تو مطیع للہ اس سے اپنی جان کے متعلق خوفزدہ ہونے لگا اور اس کے ساتھ ساتھ اس کو ایک بیماری بھی لاحق ہو گئی تو اس نے خوشی سے خلافت کو اپنے بیٹے عبدالکریم کے سپرد کر دیا بعض لوگوں نے اس کا نام ابوبکر بتایا ہے اور بعض نے کہا کہ یہ اس کی کنیت ہے۔ اور اس کا لقب طائع اللہ رکھا گیا اور یہ واقعہ ۱۰ ذی العقدہ ۳۶۳ھ میں پیش آیا پھر دیر عاقول میں ۳۶۴ھ میں مطیع للہ فوت ہوا۔ اس کی موت اور معزولی کے درمیان صرف دو ماہ کا عرصہ تھا۔ اور اس کی عمر ۶۳ سال تھی۔ وہ نرم دل اور بہت صدقات دینے والا تھا۔ مگر اس کی حکومت پر لوگ غالب آ گئے تھے۔ اور اس کی برائے نام ہی خلافت تھی۔ اس کی مدت خلافت ۲۹ سال ۴ مہینے رہی۔ رحمہ اللہ علیہ

خلافت ابوبکر عبدالکریم الطائع للہ

اس کے بعد اس کا بیٹا عبدالکریم ابوبکر الطائع للہ خلیفہ بنا۔ اس کی بیعت خلافت اس دن کی گئی جس دن اس کے باپ نے اپنے آپ کو خلافت سے معزول کر دیا۔ اور اس کی عمر سینتالیس برس تھی۔ بنو عباس میں سے کوئی خلیفہ اس سے بڑی عمر کا نہیں بنا۔ ''راس مال الندیم'' والے نے کہا حضرت صدیق رضی اللہ عنہ اور الطائع للہ کے علاوہ کوئی آدمی بھی خلافت پر اس وقت فائز نہیں ہوا جبکہ اس کا باپ زندہ ہو اور دونوں کا نام ابوبکر تھا۔ اور یہ بھی چھٹا خلیفہ ہے جو معزول کیا گیا جس طرح آگے ان شاء اللہ آئے

Marfat.com

گا۔اور یہ تب ہے جب ابن المعتز کو نہ شمار کیا جائے اور اس کو شمار کیا جائے تو مطیع للہ چھٹا خلیفہ ہوگا جس کو اتار دیا گیا۔ یہ خلافت سے اس لئے دستبردار ہوا کہ اس پر فالج گر گیا۔ جب الطائع للہ خلیفہ بنا تو یہ سبکتگین ترکی کے حق میں دستبردار ہوا اور اپنے دروازہ کے باہر سب امور کا اس کو والی بنا دیا۔

طائع کے ایام خلافت میں ملک عزالدولہ بن رکن الدولہ بن بویہ بغداد پر غالب آ گیا۔اور اس کا مالک ہو گیا۔تو طائع للہ نے اس کے حق میں الگ ہو کر اس کو خلعت سلطان پہنائی۔اور اس کو تاج' ہار اور کنگن پہنائے اور اس کے لئے دو جھنڈے باندھے اور اس کو اپنے دروازے کے باہر سب کا والی بنا دیا عضد الدولہ نے وزیر ابوالطاہر بن بقیہ کو عزالدولہ کا وزیر بنایا تو اس نے اس کو قتل کر دیا اور سولی دے دی تو اس کے باپ نے اس کا ایسا مرثیہ کہا کہ کسی سولی دیئے کا مرثیہ اس جیسا نہیں کہا گیا جو یہ ہے۔

علو فی الحیاۃ و فی الممات لحق انت احدی المعجزات

''زندگی اور موت میں اس طرح کی بلندی؟ یقیناً آپ معجزات میں سے ایک ہیں۔''

کان الناس حولک اذا قاموا وفود نداك ایام الصلات

''جب لوگ تیرے آس پاس انہوں نے کھڑے کئے تو وہ اس طرح ہیں گویا کہ وہ تیری بخشش کے انعام کے دن کے وفد ہیں۔''

کانک قائم فیھم خطیبا و کلھم قیام للصلوۃ

''تو ان میں خطیب کی طرح کھڑا ہے اور وہ سارے نماز کے لئے کھڑے ہیں۔''

مددت یدیك نحوھم احتفاء کمدکھا الیھم بالھبات

''تو نے ان کی طرف ہاتھ اس طرح مبالغہ سے بڑھا رکھے ہیں۔ جس طرح انہیں عطیات دینے کے لئے بڑھایا جاتا ہے۔''

ولما ضاق بطن الارض عن ان یضم علاك من بعد الممات

''جب مرنے کے بعد تیری بلندی کو زمین کا پیٹ اپنے اندر جگہ دینے سے قاصر ہو گیا۔''

اصاروا الجو قبرك واستعاضوا عن الاکفان ثوب السافیات

''تو لوگوں نے کھلی فضا کو تیری قبر بنا دیا اور کفن کے بجائے اڑنے والی ہواؤں کے کپڑے پہنائے گئے۔''

لعظمك فی النفوس تبیت ترعی بحراس وحفاظ ثقات

''لوگوں کے دلوں میں تیری عظمت ہے اسی لئے رات کے چوکیدار اور بااعتماد نگراں تیری حفاظت کرتے ہیں۔''

وتوقد حولك النیران قدما کذلك کنت ایام الحیاۃ

''اور تیرے آس پاس آگیں جلائی جاتی ہیں جس طرح زندگی کے ایام میں آگیں جلا کر تیری جود و سخا کا اعلان کیا جاتا تھا۔''

رکبت مطیة من قبل زید علاھا فی السنین الماضیات

Marfat.com

''تو زید کی طرف سے ایسی سواری پر سوار ہوا جس کو گزشتہ کئی سالوں میں اونچی کر دیا گیا ہے۔''

وتلك قضية فيها تاس تباعد عندك تعبير العداة

''اور یہ ایک ایسا واقعہ ہے جس میں تم پیشوا ہو اور دشمنوں کا عار دلانا تجھ سے دور ہو گیا ہے۔''

ولم ارقبل جذعك قط جذعا تمكن من عناق المكرمات

''اور آپ کے اس تنے سے پہلے (جس میں آپ کو سولی دی گئی) کوئی تنا بھی میں نے نہیں دیکھا جو عزتوں کو گلے لگانے کی طاقت رکھتا ہو۔''

اسات الى النوائب فاشتثارت فانت قتيل ثأر النائبات

''تو نے تمام اترنے والے مصائب سے برا سلوک کیا کہ وہ ختم ہو کر روشنی بن گئے انہیں مصائب کے قصاص میں تجھے قتل کیا گیا۔''

وكنت تجيرنا من صرف دهر فعاد مطالبا لك بالسترات

''اور تو ہم کو زمانے کے مصائب اور گردشوں سے بچاتا تھا۔ اسی لئے وہ تجھ سے اس کا تاوان مانگ رہے ہیں۔''

وصير دهرك الاحسان فيه الينا من عظيم السيئات

''اور تیرا زمانہ ایسا ہو گیا ہے کہ جس میں ہمارے ساتھ احسان کرنا بہت بڑی برائی شمار ہوتا ہے''۔

وكنت لمعشر سعدا فلما مضيت تفرقوا بالمنحسات

''اور تو ایک جماعت کے لئے نیک بختی کا پیغام تھا اور جب تو چلا گیا تو وہ نحوستیں لے کر الگ الگ ہو گئے۔''

غليل باطن لك فى فوادى حقيق بالدموع الجاريات

''میرے دل میں تیری پیاس چھپی ہوئی ہے وہ اس قابل ہے کہ اس سے آنسو جاری ہو جائیں۔''

ولو انى قدرت على قيام بفرضك والحقوق الواجبات

''اگر میں تیری فرائض وواجبات کی تکمیل وادائیگی کی طاقت رکھتا۔''

ملات الارض من نظم القوافى ونحت بها خلاف النائحات

''تو میں قافیے اور اشعار نظم کر کے زمین بھر دیتا اور پھر تمام نائحات کے برعکس ان قوافی کے ذریعے نوحہ کرتا۔''

ولكنى اصبر عنك نفسى مخافة ان اعد من الجناة

''لیکن میں تجھ سے اپنے دل کو صبر دلا رہا ہوں اس ڈر سے کہ میں کہیں گناہگاروں میں شمار نہ کیا جاؤں۔''

ومالك تربة فاقول تسقى لانك نصب هطل الهاطلات

''اور تیری قبر مٹی میں نہیں کہ میں بارش کے لئے دعا کروں بلکہ تو سخت برسنے والی بدلیوں کے لئے نصب کیا ہوا ایک نشان ہے۔''

عليك تحية الرحمن تترى برحمات غوا درائحات

Marfat.com

"تجھ پر رحمٰن کی تسلیمات وتحیات مسلسل صبح وشام رحمتیں لے کر وارد ہوتے رہیں۔"

بادشاہ عضد الدولہ بن بویہ ذی الحجہ ۳۷۲ھ میں ۴۹ برس اور گیارہ ماہ کی عمر میں فوت ہوا اور اس کی بادشاہی عراق' کرمان' عمان' خورستان' موصل' دیار بکر' حران اور منبج پر تھی۔ بغداد میں اس کی مملکت پانچ سال رہی یہ بڑا فاضل بہت بڑا بزرگ' رعب دار' قاطع' سخی' بہادر' نوجوان زود فہم بادشاہ تھا۔ اس کی ذکاوت اور ذہانت کے بے شمار واقعات اور عجیب نکات ہیں یہاں ان کا ذکر نہیں کیا جا سکتا۔ اسلام میں یہ پہلا شخص تھا جس کو ملک یعنی بادشاہ کہا جاتا تھا۔ جب اس کی موت کا وقت آیا تو کہنے لگا۔ **ما اغنی عنی ما لیه هلك عنی سلطانیه** یعنی میرا مال میرے کسی کام نہ آیا۔ میرا غلبہ مجھ سے جاتا رہا۔

یہ کلمات وہ بار بار دھراتا تھا۔ یہاں تک کہ مر گیا۔ جب یہ مرا تو اس کی موت کو پوشیدہ رکھا گیا اور دار المملکۃ بغداد میں دفن ہوا پھر اس کی موت ظاہر ہو گئی پھر اسے قبر سے نکال کر حضرت علی کی قبر کے پاس لایا گیا اور وہاں دفنایا گیا۔ اور عضد الدولہ نے یہ مشعر خود موت سے پہلے بنایا تھا۔

جس طرح ان شاء اللہ آگے باب الفاء لفظ فہد میں اس کا ذکر آئے گا۔

اور بیان کیا جاتا ہے کہ ایک دن عضد الدولہ ایک باغ کی طرف سیر وتفریح کے لئے جا نکلا تو کہنے لگا ہمارا یہ دن کیا ہی اچھا ہے کاش کہ اس میں بارش برس کر ہماری خوشیوں میں اضافہ کرے تو اسی وقت بارش ہونے لگی تو اس نے یہ شعر کہے:

لیس شرب الراح الا فی المطر … وغناء من جوار فی السحر

"شراب پینے کا مزہ بارش میں ہی ہے۔ اور سحری کے وقت نوجوان لڑکیوں کا گانا۔"

ناعمات سالبات للنهی … ناغمات فی تضاعیف الوتر

"جو نرم نازک ہوں عقل کو لوٹنے والی ہوں جو کئی سروں میں گانے گائیں۔"

مبرزات الكاس من مطلعها … ساقیات الراح من فاق البشر

"اس کے مطلع سے شراب کے پیالوں کو نکالنے والی ہیں جو تمام انسانوں پر فوقیت لے گیا اس کو شراب پلانے والی ہیں۔"

عضد الدولة وابن ركنها … ملك الاملاك غلاب القدر

"عضد الدولہ اور رکن الدولہ کے بیٹے کو جو بادشاہوں کا بادشاہ ہے اور تقدیر پر غالب آنے والا ہے۔"

سهل الله له بغیته … فی ملوك الارض ما دار القمر

"اللہ تعالیٰ زمین کے بادشاہوں کے بارے میں جب تک چاند اپنے مدار گھومتا رہے اس وقت تک اس کو اپنے مقصد میں کامیاب کرے۔"

واراه الخیر فی اولاده … لیساس الملك منهم بالغرر

"اور اللہ تعالیٰ اس کو اپنی اولاد میں خیر اور بھلائی ہی دکھائے تا کہ ان سے مملکت کے امور کی اچھی طرح اصلاح کی جائے۔"

Marfat.com

ان اشعار کے کہنے کے بعد وہ کامیاب نہ ہو سکا اور جلد ہی مارا گیا کیونکہ اس نے کہا تھا کہ غلاب المقدر یعنی کہ وہ تقدیر پر غالب آنے والا ہے۔ اور جب عضد الدولہ فوت ہوا تو امور مملکت کو سنبھالنے کے لئے اس کا لڑکا بہاء الدولہ کھڑا ہوا اور اس کو طائع للہ نے خلعت عطا کر دی اور اس کو وہ امور سونپ دیئے جو اس کے باپ کے ہاتھ میں تھے پھر بہاء الدولہ نے الطائع للہ کو پکڑ کر باندھ دیا اور دار الخلافہ کو لوٹ لیا پھر اس نے الطائع للہ کے متعلق یہ گواہی دی کہ اس نے خود ہی خلافت سے دستبرداری اختیار کی ہے اور یہ واقعہ ۳۸۱ھ کو ماہ شعبان میں پیش آیا۔

الطائع للہ دستبرداری اور قید کی حالت میں تھا کہ عید الفطر کی رات ۳۹۳ھ کو وفات پا گیا اس کی مدت خلافت سترہ سال نو مہینے رہی۔ اس کی عمر ۷۸ سال تھی۔ یہ میانہ قد بھورے رنگ بڑی ناک والا۔ اس کی عادت تیز مزاجی تھی۔ نہایت سخی' بہادر نوجوان' وسیع القلب تھا۔ مگر بنی بویہ کے بادشاہ اس کے کنٹرول میں نہیں تھے۔

خلافت ابو العباس احمد قادر باللہ بن اسحٰق

طائع للہ کے بعد ابو العباس احمد بن اسحٰق خلیفہ بنا۔ جس رات طائع للہ خلافت سے معزول ہوا۔ اسی رات اس کی بیعت کی گئی۔ اس کی عمر اس وقت ۴۴ برس تھی۔ یہ بڑا نیک اور سخی آدمی تھا۔ یہ فقیروں کا مرید تھا اور ان سے تبرک حاصل کرنے کو بہتر سمجھتا تھا۔ لیکن یہ امور مملکت میں مغلوب تھا یہ ذی القعدہ میں فوت ہوا۔ بعض کہتے ہیں کہ عید الاضحیٰ کی رات کو اور بعض کہتے ہیں کہ ۱۱ ذی الحجہ کو ۴۲۲ھ میں فوت ہوا۔ یہ اس وقت ۸۷ برس کا تھا۔ یہ سفید رنگ اور لمبی داڑھی والا تھا۔ اس کو بڑھاپے کی وجہ سے خضاب لگاتا تھا۔ یہ دائمی تہجد گزار تھا۔ بہت صدقہ کرنے والا' بڑا دیانت دار اور پاک دامنی میں مشہور تھا۔ سنت کی تائید معتزلہ' اور رافضیوں کی مذمت میں اس کی ایک کتاب بھی ہے۔ ہر جمعہ کو وہ ایک قرآن مجید ختم کرتا اور لوگ اس کے پاس موجود ہوتے۔

خلافت ابو جعفر عبد اللہ قائم بامر اللہ بن قادر باللہ

قادر باللہ کے بعد اس کا بیٹا عبد اللہ ابو جعفر قائم بامر اللہ خلیفہ بنا۔ اس کی بیعت خلافت اس کے باپ کی وفات کے دن کی گئی۔ اس کے ایام خلافت میں سلاطین سلجوقیہ کی حکومت کی ابتدا ہوئی اور بنی بویہ کی حکومت ختم ہوئی۔ اور بنی بویہ کی بادشاہی کی کل مدت ۱۲۷ برس تھی اور یہ واقعہ ۴۳۰ھ میں پیش آیا۔ اس کو ابن بطریق نے اپنی تاریخ میں ۱۴۶ھ کے واقعات ذکر کیا ہے۔

قائم بامر اللہ سرخ و سفید' خوبصورت' پرہیز گار' عابد' زاہد' مسلمانوں کی ضرورتیں پوری کرنے والا' اہل علم کا قدر دان' فقہاء اور صالحین کا معتقد اور اچھے اخلاق والا تھا۔ اس کی خلافت کے برابر کسی اور نے خلافت نہیں کی۔ یہ کثیر الصدقہ تھا۔ بہترین خلفاء میں سے علم و فضل والا تھا۔ خصوصاً ارسلان ترکی بسیاسیری کی آزمائش میں کامیاب ہو کر دوبارہ خلافت میں آنے کے بعد یہ بہت روزے رکھنے لگا اور تہجد گزار بن گیا۔ یہ مصلے پر ہی سوتا تھا۔ اس نے سونے کے لئے کبھی کپڑے نہیں اتارے۔ قائم بامر اللہ ۴۶۷ھ ۱۰ شعبان کو فوت ہوا۔ اس کی مدت خلافت ۴۴ سال اور ۸ یا ۹ ماہ تھی۔ اور بعض نے ۴۵ برس کہی ہے۔ اس کی ماں ارمینیہ کی رہنے والی تھی۔

Marfat.com

خلافت ابوالقاسم المقتدی بامر اللہ بن محمد بن قائم

اس کے بعد اس کا پوتا ابوالقاسم عبداللہ المقتدی بامر اللہ بن محمد خلافت پر فائز ہوا۔ اس کی بیعت خلافت اس کے دادا قائم بامر اللہ کی وفات کے دن ۱۳ شعبان ۴۶۷ھ کو کی گئی۔ اور واقعہ یوں ہے کہ اس کا دادا جب بیمار ہوا تو اس نے سینگی لگوائی اور اس سے خون جاری ہوگیا۔ اور بہت خون ضائع ہوگیا اور اس کی وجہ سے وہ کمزور اور عاجز ہوگیا تو اس نے اپنے پوتے کو بلا کر ولی عہد بنا دیا اور اس کا لقب مقتدی بامر اللہ علماء اور ائمہ کی موجودگی میں رکھا۔ اور قائم بامر اللہ اپنے باپ ذخیرۃ الدین کی وفات کے چھ ماہ بعد پیدا ہوئے اس نے اپنے ایام خلافت میں بغداد کو آباد کیا اور حجاز، شام اور یمن میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ مقتدی کے پاس ایک دن کھانا لایا گیا تو اس نے اس سے کھا کر اپنے ہاتھ دھوئے اور اس وقت وہ نہایت کامل اور بہترین جسمانی حالت میں تھے۔ اور ان کے سامنے ناظم امور مالیات شمس بیٹھی ہوئی تھی۔ تو خلیفہ نے اس سے کہا یہ بغیر اجازت کے اندر آنے والے لوگ کون ہیں۔ اس نے مڑ کر دیکھا تو اس کو کوئی نظر نہ آیا۔ پھر اس نے خلیفہ کی طرف دیکھا تو اس کا چہرہ متغیر ہو چکا تھا اور ہاتھ ڈھیلے پڑ چکے تھے اور اس کی قوی کمزور ہو گئے تھے۔ وہ زمین پر گر پڑا۔

تو شمس نے سمجھا کہ اس پر غشی طاری ہوگئی ہے مگر وہ مر چکا تھا۔ تو اس نے اپنے آپ کو رونے سے روک رکھا اور خادم کو بلایا تو اس نے وزیر ابومنصور کو بلایا تو وہ دونوں مل کر رونے لگے اور ابوالعباس احمد المستظہر کو بلا لیا۔ کیونکہ اس کا ولی عہد وہی تھا۔ تو ان دونوں نے اس سے تعزیت کی اور خلافت کی خوشخبری دی۔ اس کی عمر ۳۳ برس تھی۔ ابوالقاسم کی مدت خلافت ۱۹ سال اور کچھ ماہ رہی۔ بعض کہتے ہیں کہ تین ماہ اور بعض کہتے ہیں کہ اس کی عمر ۳۹ سال تھی۔ اس کی وفات محرم ۴۸۷ھ میں ہوئی۔ کہا جاتا ہے کہ اس کی لونڈی نے ہی اس کو زہر دی تھی۔ اور سلطان نے اس کو بغداد سے بصرہ کی طرف نکالنے کا مصمم ارادہ کر لیا تھا۔ یہ سابقہ خلفاء کی بہ نسبت زیادہ عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔

خلافت المستظہر باللہ ابوالعباس احمد

ابوالقاسم کے بعد اس کا بیٹا المستظہر باللہ ابوالعباس احمد خلیفہ بنا۔ اس کی بیعت خلافت اس کے باپ کی موت والے دن ولی عہد ہونے کی وجہ سے کی گئی۔ اس کی پیدائش ۴۷۰ھ میں ہوئی۔ یہ خوش اخلاق سخی، علماء دوست، حافظ قرآن، ظلم کا دشمن، نرم پہلو والا، خیر کا محب، اچھے ادب وفضیلت والا، عمدہ لکھائی والا اور نیکی کے کاموں میں جلدی کرنے والا تھا۔ ۲۳ ربیع الآخر ۵۱۱ھ میں فوت ہوا اس کی عمر ۴۱ یا ۴۲ سال تھی بعض نے ۴۴ سال بیان کی ہے۔ یہ گلے کی بیماری خناق سے فوت ہوا۔ اس نے اپنے پیچھے چند بچے چھوڑے۔ اس کے تھوڑے عرصے بعد اس کے بیٹے مسترشد کی خلافت میں اس کی دادی ارجوان فوت ہوگئی۔ اور یہ محمد ذخیرہ کی لونڈی تھی۔ اس کی مدت خلافت ۲۴ یا ۲۵ برس اور تین مہینے تھی۔

Marfat.com

خلافت ابو منصور الفضل المسترشد باللہ

پھر اس کے بعد اس کا بیٹا ابو منصور الفضل المستر شد باللہ بن المستظہر باللہ خلیفہ بنا اپنے باپ کی موت کے دن اس کے ولی عہد بنانے کی وجہ سے اس کی بیعت خلافت کی گئی اس وقت اس کی عمر ستائیس برس تھی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس کے پاس چند پیغام رساں آئے تو یہ ان کے لئے اپنے گھر والوں کی ایک جماعت کے ساتھ بیٹھ گیا پھر اس کے سامنے ان کو بلایا گیا تو فداویہ نے چھریوں سے اس پر حملہ کر دیا تو اسے اور اس کے ساتھیوں کی ایک جماعت کو مار ڈالا۔ کہا جاتا ہے کہ سلطان محمود کے بھائی مسعود نے ان فداویہ کو اس کام کے لئے تیار کیا تھا۔

اور یہ واقعہ ۵۲۹ھ سترہ ذی الحجہ کو ہوا۔ اس کی خلافت سترہ برس اور آٹھ مہینے یا چھ یا سات مہینے رہی۔ یہ چوبیس یا پچیس سال زندہ رہا۔ معتضد باللہ کے بعد کوئی خلیفہ اس سے زیادہ ہوشیار اور ذہین نہیں ہوا۔ یہ بہادر نوجوان، دلیر، پیش قدمی کرنے والا، سخت رعب دار، سمجھدار، بڑی ہمت والا اور اعلیٰ منتظم تھا۔ اس نے بنی عباس کی عزت زندہ کی اور کئی دفعہ جہاد بھی کیا۔

خلافت ابو منصور جعفر الراشد باللہ

(یہ چھٹا خلیفہ ہے جس کو معزول کیا گیا جس طرح بیان ہوگا)

یہ چھٹا تب ہوگا جب ابن المعتز کو نہ شمار کیا جائے ورنہ المسترشد بن المستظہر چھٹا ہوگا۔ اس کو باطنیہ نے مار ڈالا تھا سلطان سنجر جس کا لقب ذوالقرنین ہے اس نے انہیں بھیجا تھا تو انہوں نے اسے مار ڈالا۔ مستر شد باللہ کے بعد اس کا بیٹا ابو منصور جعفر الراشد باللہ بن المستر شد بن المستظہر خلیفہ بنا۔ اس کے باپ نے اس کو ولی عہد بنایا تھا اس کی وفات کے دن اس کی بیعت خلافت کی گئی۔ پھر کچھ عرصہ معاملہ درست رہا پھر اس کے اور سلطان مسعود کے درمیان کوئی رنجش پیدا ہوگئی تو راشد بہت سے لشکر تیار کر کے اس سے جنگ کے لئے تیار ہوگیا تو سلطان مسعود نے اتابک زنگی کو خط لکھا اور اس سے نرمی کرنے کی درخواست کی۔ اسی طرح ارتقش کو بھی خط لکھا تو ان دونوں نے راشد باللہ کو مقابلہ کے لئے نہ نکلنے اور کچھ دیر انتظار کرنے کا اشارہ کیا۔ دوسری طرف سے مسعود اپنے لشکر لے کر ذی القعدہ یا ذی الحجہ ۵۳۰ھ کو بغداد میں داخل ہوگیا اور بغداد کی تمام فوج کے گھر لوٹ لئے اور شہریوں کے لوٹنے سے منع کر دیا اور رعیت سے نرمی کی اور وہاں کے قاضی القضاۃ کو حاضر کیا اور گواہوں کو بھی بلایا تو سب لوگوں نے راشد باللہ پر تنقید کی کہ اس سے برے کام صادر ہوئے اور برائیوں کا ارتکاب کیا اور حرام خونریزی جیسے ناجائز کام اس نے کئے ہیں اور اس پر انہوں نے گواہیاں دیں۔ تو تمام ممالک کے بڑے قاضی ابن الکرخی نے یہ فیصلہ دیا (اور سچا علم اللہ کے پاس ہے) کہ اس کو اتار دیا جائے تو انہوں نے اس کو ۵۳۰ھ چودہ ذی القعدہ کو خلافت سے معزول کر دیا۔ اور راشد اور اتابک زنگی موصل کی طرف بھاگ گیا اور سلطان اس کی تلاش میں نکل گیا تو وہ فارس بھاگ گیا پھر اصبہان چلا گیا تو وہاں اس کا محاصرہ کر لیا گیا تو وہ وہاں بظاہر بیمار بن گیا تو اس پر فدائیوں یعنی باطنیہ کی ایک جماعت نے حملہ آور ہو کر اسے مار ڈالا۔ اس وقت اس کی عمر ۲۱ برس تھی بعض کہتے ہیں کہ تیس برس تھی اور اس کی خلافت معزول ہونے تک ایک سال سے بھی چند دن کم بنتی ہے۔ اس کا قتل ۵۳۲ھ رمضان کی چھبیس میں ہوا۔ جبکہ یہ روزہ دار تھا بعض کہتے کہ اس نے کچھ پیا بھی تھا۔ پھر اس کو ایک قبیلہ کی جامع میں دفن کیا گیا۔ اس نے پیچھے

Marfat.com

بیس سے زائد لڑکے چھوڑے اس کے باپ کے اکثر ایام خلافت میں اس کو ولی عہدی کا خطاب دیا گیا تھا۔

یہ نوجوان سفید رنگ' خوبصورت مکمل شکل وصورت والا۔ مضبوط پکڑ والا دلیر' نیک سیرت' شاعر' فصیح' سخی تھا۔ اس کی خلافت زیادہ دیر نہ رہ سکی۔

خلافت ابی عبداللہ محمد المقتفی لامر اللہ

پھر راشد باللہ کے بعد اس کا چچا ابوعبداللہ محمد بن مستظہر بن مقتدی خلیفہ بنا۔ اس کے بھتیجے کی معزولی کے دن اس کی بیعت خلافت کی گئی۔ اس کو المقتفی لامر اللہ کا لقب دیا گیا۔ اس کو یہ لقب دینے کا سبب یہ بنا کہ اس نے خواب میں دیکھا کہ اپنی خلافت سے چھ ماہ پہلے یا ایک سال پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا کہ آپ نے فرمایا عنقریب تجھ کو خلافت ملے گی تو تو میری اتباع کرنا۔

یہ گندم گوں رنگ کا تھا اس کے چہرے پر چیچک کے داغ تھے۔ خوبصورت بڑھاپے والا تھا۔ بڑا رعب دار' عالم' فاضل' دیندار' حوصلہ مند' بہادر' فصیح امارت کا حقدار' پوراسردار' بہت بڑی بادشاہی والا تھا تمام معاملات کی باگ ڈور اس کے اپنے ہاتھ میں تھی۔ اس کی خلافت میں کوئی چھوٹا سا کام بھی اس کی مہر کے بغیر نہ ہوتا تھا۔ اس کی ماں حبشیہ تھی اس نے اپنی خلاف میں تین ربعات لکھیں۔ اس کی وفات گلے کی بیماری سے ۵۵۵ھ ربیع الاول میں ہوئی۔ اس وقت اس کی عمر چھتیس سال تھی۔ اس کی خلافت تچیس برس رہی۔ بعض نے کہا پچیس برس رہی۔ اس نے کعبہ کا دروازہ نیا بنوایا۔ اپنے لئے عقیق کا ایک تابوت بنوایا جس میں اس کو دفن کیا گیا۔ اور میں نے اپنے ساتھی حافظ صلاح الدین خلیل بن محمد الاقفہسی کے خط سے لکھا ہوا نقل کیا اور انہوں نے صدر عبدالکریم علامہ بن علامہ علاؤالدین قونوی سے نقل کیا کہ مقتفی کے بعد مستظہر خلیفہ بنا۔ اسی طرح اس کا ذکر کیا ہے مجھے معلوم نہیں کہ یہ کون سا مستظہر ہے تاکہ اس کو لکھا جاتا ذہبی نے تو اسی ترتیب سے خلفاء کا ذکر کیا ہے جس طرح یہاں ہے۔

خلافت ابوالمظفر یوسف المستنجد باللہ بن المقتفی

مقتفی لامر اللہ کے بعد اس کا بیٹا ابوالمظفر یوسف المستنجد باللہ خلیفہ بنا۔ اس کے باپ نے اس کو ۵۴۷ھ میں ولی عہد بنایا تھا۔ اس کے والد کی وفات کے ایک دن بعد یا اسی دن اس کی بیعت کی گئی ابن خلکان اس کے حالات زندگی میں لکھتے ہیں کہ

اس جگہ ایک باریک نقطہ ہے اور وہ یہ ہے کہ مستنجد نے اپنے باپ المقتفی کی زندگی میں یہ خواب دیکھا تھا کہ آسمان سے ایک فرشتہ نازل ہوا اور اس نے اس کی ہتھیلی پر چار دفعہ خاء لکھی اس نے معبر تلاش کر کے اس کو خواب سنایا۔ تو معبر نے کہا کہ تم ۵۵۵ھ میں خلافت کے والی بنو گے اور اسی طرح ہوا اور یہ ۵۷۶ھ ربیع الثانی کی ۸ تاریخ کو فوت ہوا۔

۴۸ سال کی عمر میں اس کو ایک حمام میں قید کیا گیا تھا۔ اس کی خلافت ۲۱ برس قائم رہی۔ یہ بڑا عادل اور دیانت دار تھا۔ اس نے تمام چونگیاں ختم کر دیں اور فساد کرنے والوں کے خلاف ہمیشہ مستعد رہا۔ اس کے بال درمیانے تھے۔ (1) اس کی ماں طاؤس کو فیہ تھی۔ وہ اس کی حکومت میں موجود تھی۔

---

(1) الفاظ یہ ہیں لہ شعر وسط اس کا معنی درمیانہ شاعر بھی ہو سکتا ہے۔

Marfat.com

خلافت المستضی بنور اللہ بن المستنجد

مستنجد کے بعد اس کا بیٹا ابوالحسن علی المستضی بنور اللہ خلیفہ بنا باپ کی وفات کے دن اس کی بیعت کی گئی۔ اس کا خطبہ دیار مصر اور یمن میں بھی پڑھا جانے لگا۔ مطیع کے زمانہ میں یہ دونوں علاقے خلافت عباسیہ سے کٹ چکے تھے۔

المستضی بڑا سخی، شریف، بھلائی کو چاہنے والا، کثیر الصدقات اور علم و اہل علم کا قدر دان تھا۔ ۵۹۵ ھ میں فوت ہوا۔ اس کی خلافت ۱۹ سال رہی۔ اور یہ ۳۹ سال کی عمر میں فوت ہوا۔

یہ بڑا وسیع القلب، سنت کا شیدائی تھا۔ اس کے زمانے میں وطن پر امن ہو گیا تھا اور بہت سے مظالم ختم ہو چکے تھے اکثر لوگوں سے یہ میل ملاپ نہ رکھتا تھا۔ یہ صرف اپنے غلاموں کے ساتھ سفر کرتا تھا۔ امیر قیماز کے علاوہ اس کے پاس کوئی نہیں جاتا تھا۔

خلافت ابوالعباس احمد الناصر لدین اللہ

مستضی کے بعد اس کا بیٹا ابوالعباس احمد الناصر لدین اللہ خلیفہ بنا اپنے باپ کی وفات کے دن بغداد میں اس کی بیعت ۵۹۵ ھ یکم ذی القعدہ میں کی گئی اور اس کی عمر ۲۳ برس تھی۔

اس نے انصاف کا بول بالا کیا اور شراب کے مٹکے بہا دینے کا حکم دیا۔ لہو و لعب کے تمام آلات توڑ دیئے۔ ٹیکس اور چونگیوں کو ختم کر دیا۔ تو شہر آباد ہو گئے رزق عام ہو گیا۔ لوگ بغداد میں آنا شروع ہو گئے۔ اور وہاں ڈیرے ڈال لئے رمضان کے آخر میں ۶۲۲ ھ کو ۵۰ برس کی عمر میں فوت ہو گیا۔

لوگ اس کو اٹھا کر بدریہ لے گئے اور وہاں دفن کر دیا۔ اس کی خلافت ۲۷ برس رہی۔ یہ سفید رنگ کا، ترکی چہرے والا اونچی ناک والا۔ خوبصورت، ہلکے رخساروں والا، براؤن ڈاڑھی والا اور اچھی خوبیوں والا تھا۔ اس میں سرداری اور پیش قدمی، عقل، حسن تدبیر اور سمجھداری، حاضر دماغی اور بار خلافت کو اٹھانے کا مادہ موجود تھا۔ اور اکثر راتوں کو وہ بازاروں اور پھاٹکوں کو کھلا رکھتا تھا۔ لوگ اس کو ملنے سے ڈرتے تھے۔ عراق میں تمام امور میں خود مختار تھا۔ اور خلافت پر وہ مضبوط تھا۔ تمام امور کو اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے تھا۔ وہ ہمیشہ عزت بزرگی اور نیک بختی میں رہا۔ اس کے وقت میں بندوقیں، ریشم اور حمام عام ہو گئے بنو العباس میں سے اس کی خلافت سب سے طویل ہے۔ سلطان کے پاس اس کے بھیجے ہوئے جاسوس ہوتے تھے جو ان کی خبریں اس کے پاس لاتے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ بعض بڑے لوگ یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ اس کو کشف ہوتا ہے اور غیب کی باتوں کا اسے پتہ چل جاتا ہے۔ اس کے آخری ایام میں اس کو فالج ہو گیا۔ جو دو سال تک رہا۔ پھر ختم ہو گیا۔ اپنی رعایا پر سختی برتتا تھا۔

خلافت الظاہر بامر اللہ بن ناصر لدین اللہ

ابوالعباس احمد ناصر کے بعد اس کا بیٹا محمد الظاہر بامر اللہ خلیفہ بنا اس کے باپ کی وفات والے دن اس کی بیعت کی گئی۔ اس نے تین دن تک اس کا سوگ منایا۔ اس نے لوگوں پر بڑے احسانات کیے۔ اس نے بھی چونگیوں کو مٹائے رکھا۔ اور مظالم ختم کر

Marfat.com

دیئے اور خلعت خلافت ملک العادل ابوبکر بن ایوب کی اولاد کے پاس بھیج دی۔ پھر اس کے دربان قرایغدی نے بادشاہ کو یہ بات پہنچائی کہ خلیفہ اس کو قتل کرنا چاہتا ہے۔ تو بادشاہ نے اس پر حملہ کر کے اس کو پکڑ لیا اور اس کے متعلق یہ گواہی دی کہ وہ خود دستبردار ہو گیا ہے پھر اس کو مار ڈالا۔ پھر تمام شہروں میں اس کی تعزیت بھیج دی۔ اس لئے کہ اس نے ان سے احسانات بھی کئے تھے۔ یہ واقعہ ۶۴۰ھ میں پیش آیا۔ جبکہ خلیفہ ۳۰ برس کا تھا۔ اس کی خلافت ۱۸ برس قائم رہی۔ جس نسخہ سے میں نے یہ حالات نقل کئے ہیں۔ اس میں اسی طرح ہے لیکن اس میں کچھ بات خلط ملط ہو گئی ہیں۔ اس لئے کہ اس ترجمہ میں ظاہر بامر اللہ کے حالات شامل ہیں اور کچھ مستنصر باللہ کے بھی۔ اور گمان غالب یہ ہے کہ یہ غلطی کاتب کی ہے۔ حالانکہ ان کے حالات الگ الگ ہیں۔

پس ظاہر بامر اللہ اصل میں ابونصر محمد بن الناصر لدین اللہ ابوالعباس احمد بن مستضی بنور اللہ حسن بن ابوالحسن المستنجد باللہ ابو المظفر یوسف بن المکتفی لامر اللہ ابوعبداللہ محمد عباسی ہے۔ اس کے باپ نے اس کو ولی عہد بنایا تھا۔ وہ جب فوت ہوا تو اس نے خلافت لے لی اور بڑے بڑے لوگوں نے اس کی موت کے دن ہی اس کی بیعت کر لی۔ اس کی پیدائش ۵۷۱ھ میں ہوئی اور اس کی وفات ۱۳ رجب ۶۲۳ھ میں ہوئی۔ جب کہ اس کی عمر ۵۲ یا ۵۳ برس تھی۔ اس کی خلافت ۹ ماہ ۱۵ دن رہی۔ یہ بہت خوبصورت گورا چٹا' اچھی خصائل والا' طاقتور تھا۔ یہاں تک کہ ابن اثیر نے مبالغہ کرتے ہوئے کہا کہ اس نے وہ عدل و احسان قائم کیا کہ اس نے دو عہدوں (یعنی عمر بن الخطاب اور عمر بن عبدالعزیز) کا طریقہ دہرا دیا۔ اس کو پوچھا گیا۔ کیا آپ سیر و تفریح نہیں کرتے۔ تو اس نے کہا کہ کھیتی خشک ہو چکی ہے۔ ان کو جب کہا گیا کہ اللہ آپ کی عمر میں برکت کرے تو کہنے لگے کہ جس نے عصر کے بعد دکان کھولی وہ کیا کمائے گا؟ پھر ابن اثیر کہتے ہیں کہ اس نے رعیت پر بڑے احسان کئے اور اموال خرچ کئے مظالم ہٹا دیئے۔ چونگیاں ختم کر دیں۔ لوگوں نے تاجروں کو مشغول رکھا ہے تمہارے اوپر باتیں کرنے والے امام سے زیادہ ضرورت کام کرنے والے امام کی ہے۔ مجھے چھوڑ دو تاکہ میں اپنی زندگی میں تمہارے اندر رہ کر کوئی اچھا کام کر جاؤں۔ کہتے ہیں کہ عید کی رات اس نے علماء اور صلحاء میں ایک لاکھ دینار تقسیم کئے تھے۔

اور مستنصر باللہ ابوجعفر منصور بن الظاہر بامر اللہ بن الناصر لدین اللہ عباسی ہے۔ اس کی ماں ترکیہ تھی۔ یہ سن ۵۸۸ھ میں پیدا ہوا۔ اس کے باپ کے مرنے کے بعد اس کی بیعت اس کے بھائیوں نے اور کزنوں نے کی کیونکہ یہ ان میں سب سے بڑا تھا اس وقت اس کی عمر ۳۵ برس تھی۔

جمعہ کی صبح ۱۰ جمادی الثانی ۶۴۰ھ کو یہ فوت ہوا۔ یہ اپنے باپ کی طرح خوش شکل' اور بھورے رنگ کا تھا۔ موٹا' کوتاہ قد' تھا۔ اس کے بالوں میں تھوڑی سفیدی آ گئی تو اس نے ان کو مہندی کا خضاب لگایا۔ پھر ایسا کرنا چھوڑ دیا۔ ابن سائی کہتے ہیں کہ میں اس کی بیعت کے وقت موجود تھا۔ جب پردہ ہٹایا گیا تو میں نے اس کو دیکھا کہ اللہ نے اس کی شکل و صورت مکمل بنائی ہے مطلب یہ ہے کہ وہ سرخ و سفید' لمبے ابروؤں والا' موٹی آنکھوں والا' نرم رخساروں والا' چھوٹے نتھنوں اور اونچی ناک والا' کشادہ سینے والا تھا۔ اس کے کپڑے اور کوٹ سفید تھے۔ اور اس کی سفید بانس کی چھڑی تھی۔ وہ ظہر تک بیٹھا رہا۔ مجھے یہ بات پتہ چلی ہے۔ کہ اس نے جو پوشاکیں پہنیں ان کی تعداد ۳۵۷ ہے۔ اس کی خلافت بڑے جاہ و حشمت والی تھی۔ اس میں انصاف اور سرکشوں کے لئے سزا بھی تھی۔ وہ خلافت کو اٹھانے کا اہل بھی تھا۔ مدارس اور مساجد کو اس نے وقف کیا' اور اموال خرچ کیے اور بادشاہ اس کے

Marfat.com

ماتحت ہو گئے اس کا دادا الناصر اس سے بہت محبت کرتا تھا۔ اور اس کی حق سے محبت اور عقل کی وجہ سے اسے قاضی کہتا تھا۔ اس نے ایک بے مثال مدرسہ بنایا۔ اس نے ایک بہت بڑا لشکر بنایا تھا یہاں تک کہ اس کے لشکر کا ایک شہسوار رسالہ ایک لاکھ فوجیوں پر مشتمل ہو گیا۔ یہ لشکر اس نے تاتاریوں سے جنگ کے لئے تیار کیا تھا۔ اندلس اور بعض مغربی ممالک میں اس کا خطبہ دیا جانے لگا۔ اس کی خلافت ۱۷ برس رہی۔ اللہ اس پر رحمت کرے اور معاف کرے۔ یہ اور اس کا باپ دونوں خلافت سے معزول نہیں ہوئے۔ اس طرح وہ قاعدہ ٹوٹ گیا کہ ہر چھٹا خلیفہ معزول ہوا ہے۔ مگر اس کے ایام خلافت میں تاتاریوں کا فتنہ سنگین صورت اختیار کر گیا۔ اور انہوں نے اسلام کے بہت سے شہر چھین لئے تھے۔ اور جلال الدین خوارزم اس واقع میں غائب ہو گیا جو تاتاریوں اور اس کے مابین مستنصر باللہ کے دور میں رونما ہوا تھا۔ اور یہ دستبراری سے بھی بڑی اور عظیم بات ہے۔

پھر بنو عباس کے لئے کبھی بھی خلافت کا معاملہ عراق میں منظم نہ ہو سکا کیونکہ ان کے بعد جو بھی خلیفہ بنا وہ مقررہ مدت پوری نہ کر سکا۔ اس لئے کہ ان کے بعد بنو عباس میں سے صرف مستعصم باللہ خلیفہ بنا۔ مگر اس کو تاتاریوں نے مار ڈالا یوں خلافت عباسیہ عراق سے ۶۵۶ھ میں ختم ہو گئی۔ یہ ۲۸ محرم کو قتل ہوا تھا جیسا کہ مستعصم کے بیان میں آئے گا۔ (ان شاء اللہ)

خلافت المستعصم باللہ

ظاہر بامر اللہ کے بعد المستعصم باللہ ابو احمد عبداللہ بن مستنصر باللہ خلیفہ بنا۔ یہ خلفائے عراق میں سے آخری خلیفہ ہے۔ ان کی کل خلافت ۵۲۴ سال ہوئی۔ ابو احمد مستعصم اپنے پردادا کی خلافت میں پیدا ہوا۔ امام ذہبی فرماتے ہیں اس کی عام بیعت خلافت اس دن کی گئی جس دن ظاہر باللہ کو قتل کیا گیا۔ اور یہ کام جمادی الاولیٰ ۶۴۰ھ میں ہوا۔ اس عبارت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مولف نے سابقہ حالات زندگی ظاہر باللہ کے بیان کئے ہیں اور مستنصر کے حالات بیان نہیں کئے مگر لکھنے والے نے اس کو اسی طرح نقل کر دیا جس طرح اس کو ملے پس اعتماد ان بیان کردہ حالات زندگی پر ہو گا جو ہم نے ان دونوں کے بیان کئے ہے۔ مستعصم باللہ وہ چھٹا خلیفہ ہے جسے معزول کر کے ہلاکو کے دور میں قتل کر دیا گیا۔ جبکہ ۶۵۵ھ میں ہلاکو نے بغداد پر قبضہ کیا تھا۔ اور یہ اس وجہ سے ہوا کہ اس کا وزیر ابن علقمی ہلاکو سے مل گیا تھا نیز مستعصم باللہ کی بدتدبیری اور کبوتر بازی اور فضول کاموں میں مشغولیت کی وجہ سے ایسا ہوا۔ اور یہ جب ہلاکو کے پاس گئے تو اس کے ساتھ فقہا اور صوفیاء لوگ بھی تھے۔ تو وہ سب کے سب مار ڈالے گئے اور مستعصم باللہ کو معزول کر کے بورے میں ڈال لیا گیا۔ اور اس کو لوہے کی سلاخوں یا ہتھوڑوں سے کوٹ کوٹ کر کچومر نکال دیا۔ اس کے بعد بنو العباس کے لئے معاملہ خلافت کبھی منظم نہ ہو سکا۔ یہ واقعہ ۶۵۶ھ ۲۸ محرم کو پیش آیا' اس کے قتل کا سبب یہ تھا کہ سرکش ہلاکو بن قبلائی خان بن چنگیز خان منگولی نے جب ۶۵۶ھ کے شروع میں بہت بڑے جرار لشکر کے ساتھ بغداد کا رخ کیا تو دویدار ایک لشکر لے کر ان کے مقابلہ کے لئے نکلا تو وہ ہلاکو کے مقدمہ سے نبرد آزما ہوئے ان کے اوپر تابکوسر براہ تھا۔ تو یہ اپنی قلت کی وجہ سے شکست کھا گئے۔ پھر تابکو آ کر بغداد کی غربی جانب خیمہ زن ہو گیا اور ہلاکو خان مشرقی جانب خیمہ زن ہو گیا تو وزیر علقمی نے خلیفہ کو یہ اشارہ دیا کہ وہ صلح کرنے کے لئے ہلاکو کی طرف جائے تو وزیر علقمی گیا اور اپنی پناہ کا وثیقہ لے آیا اور کہنے لگا کہ ہلاکو یہ چاہتا ہے کہ اپنی بیٹی کو تیرے بیٹے کی بیوی بنا دے اور اس کو ایسی اطاعت مل جائے جیسی اطاعت ملوک سلجوقیہ کی ہوتی ہے اور وہ آپ کے

Marfat.com

پاس سے چلا جائے گا۔ تو خلیفہ وقت کے اکابرین اور حکومت کے سربراہوں کے ساتھ صلح کرنے کے لئے نکلا تو انہوں نے تمام لوگوں کی گردنیں اڑا دیں اور خلیفہ کو قتل کر ڈالا مستعصم باللہ بڑا تحمل مزاج' شریف' نیک دل' سادہ فہم' دیانت دار' بدعت کا دشمن تھا۔ خلاصہ کلام یہ کہ اس کا انجام اچھا رہا۔ اور کافر ہلاکو نے اس کا اور اس کے بیٹا کا قیمہ کر دینے کا حکم دیا یہاں تک کہ وہ مر گئے اور یہ واقع محرم کے آخر میں پیش آیا۔ اور حالات اتنے سنگین تھے کہ کسی مورخ کو ان کی موت کا اور نہ ان کی قبر کا پتہ چل سکا۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ اور وقت بلا خلیفہ ہی تین سال تک گزرتا رہا۔ پھر جب ۶۴۹ھ رجب کا مہینہ آیا تو مصریوں نے مصر میں مستنصر باللہ کی بیعت کر لی۔

مستنصر باللہ احمد بن خلیفہ ظاہر باللہ

یہ احمد بن خلیفہ الظاہر باللہ محمد بن ناصر عباسی سیاہ رنگ کا تھا اس کی ماں حبشن تھی۔ یہ بہادر نوجوان تھا۔ مصر آیا تو ان لوگوں نے اس کو پہچان لیا کہ یہ مستعصم مقتول کا چچا ہے تو سلطان ملک الظاہر اس کی بیعت کرنے اور حکومت قائم کرنے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔ اور امت کا سارا معاملہ اس کے سپرد کر دیا پھر یہ دونوں شام کی طرف نکل گئے۔ پھر خلیفہ اس سے جدا ہو گیا اور ایک ہزار کا لشکر لے کر بغداد پر قبضہ کرنے کے لئے نکل کھڑا ہوا تو۔ اس کے اور تاتاریوں کے درمیان سال کے آخر میں جنگ ہوئی۔ تو یہ اس جنگ کے دوران ہی ختم ہو گیا اور اس کی خدمت کے لئے جو حاکم ابو العباس احمد تھا وہ بھی شکست کھا کر شام کی طرف نکل گیا۔

خلافت الحاکم بامر اللہ

محرم کی آٹھویں تاریخ ۶۶۱ھ میں خلیفہ کی بیعت منعقد کرنے کے لئے ایک بہت بڑی مجلس منعقد ہوئی تو لوگ ابو العباس احمد بن الامیہ ابی علی بن ابی بکر بن المستر شد بن المستظہر باللہ عباسی کو سامنے لائے تو اس نے اپنا نسب خلیفہ کے ساتھ ثابت کیا اور بیعت کے لئے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا تو قضاۃ اور امراء نے اس کی بیعت اور اس کا لقب الحاکم بامر اللہ رکھا گیا۔ دوسرا دن اس نے لوگوں تو یہ خطبہ دیا۔ الحمد لله الذى اقام لبنى العباس ركنا و ظهرا...... یعنی تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے بنی عباس کے لئے ستون اور غلبہ بنایا یعنی اس نے ان کی دوبارہ خلافت قائم کی پھر تمام اطراف واکناف ہیں اپنی امامت کی طرف لوگوں کو دعوت نامے بھیجے۔ یہ خلافت میں چالیس سال اور کچھ مہینے رہا اس کی وفات جمادالاولیٰ ۷۰۱ھ میں ہوئی اور سیدہ نفیسہ کے پاس ہی دفن ہوا۔ رحمہما اللہ

خلافت المستکفی بامر اللہ ابی الربیع سلیمان بن الحاکم بامر اللہ

اس کو اس کے باپ الحاکم بامر اللہ نے ولی عہد مقرر کیا اس کی تقرری کی تحریر اس کے باپ کی تعزیت کے بعد پڑھی گئی اور اس نے ۷۰۱ھ جمادی الاولیٰ میں منبروں پر خطاب کیا اس کی خلافت انتالیس سال رہی۔ اور ۷۴۰ھ شعبان میں قوص کے مقام پر پچاس سال سے زائد عمر کا ہو کر فوت ہوا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ

Marfat.com

خلافت الحاکم بامر اللہ احمد بن المستکفی باللہ

اس کی خلافت محرم ۷۴۲ھ میں منعقد ہوئی۔ اس خلیفہ الحاکم بامر اللہ احمد بن المستکفی کی بیعت خلافت اپنے باپ کے ولی عہد مقرر کرنے کی وجہ سے وجود میں آئی۔ اسی طرح حسینی نے ''عبر'' میں اس کے ضمن میں ذکر کیا ہے اور ذہبی نے اس کے ذیل کے آخر میں ۷۴۰ھ میں ذکر کیا ہے کہ جب مستکفی فوت ہوا تو اس کے بھائی کی بغیر ولی عہدی کی تقرری کے بیعت کی گئی اور وہ مسلسل خلافت کرتا رہا یہاں تک اسے ۷۵۳ھ کو قاہرہ میں موت آ گئی۔

خلافت المعتضد باللہ

المعتضد باللہ کی بیعت خلافت اپنے بھائی الحاکم بامر اللہ کے ولی عہد مقرر کرنے کے مطابق کی گئی اور اس کا لقب المعتضد باللہ رکھا گیا۔

اور یہ ابی الفتح ابوبکر بن المستکفی باللہ کا بیٹا تھا۔ اس کی خلافت بیس سال کے قریب رہی۔ یہ ۷۶۳ھ جمادی الاولیٰ کو قاہرہ میں فوت ہوا۔

خلافت المتوکل علی اللہ

اپنے باپ کے ولی عہد مقرر کرنے کے مطابق اس کی وفات کے بعد اس کی بیعت جمادی الثانیہ ۷۶۳ھ میں کی گئی۔ اس کی پیدائش ۷۴۰ھ یا اس کے قریب قریب ہوئی' اور اس کا نام عبداللہ بن محمد اور بعض کہتے ہیں اس کا نام حمزۃ المتوکل علی اللہ بن المعتضد باللہ عباسی ہے یہ وفات تک خلافت پر قائم رہا اس کی وفات ۸۰۸ھ شعبان میں ہوئی۔ مگر اس کی خلافت کے دوران کچھ سال یہ خلافت سے معزول رہا اور اس کے ایک قرابت دار زکریا بن ابراہیم کی بیعت تیرہ صفر ۷۷۳ھ میں کی گئی۔ پھر ایک ماہ بعد اس کو خلافت پر لایا گیا اور ماہ رجب ۷۸۵ھ تک خلیفہ رہا پھر اس کو اتار کر جیل میں ڈالا گیا اور عمر بن المعتضد کی بیعت کی گئی اور اس کو واثق کا لقب دیا گیا۔ پھر وہ مر گیا تو اس کے بھائی زکریا کی بیعت کی گئی اور المستعصم لقب دیا گیا اور متوکل مسلسل جیل میں صفر ۷۹۱ھ تک قید رہا پھر اس کو جیل سے نکالا گیا مگر اس کا دائرہ تنگ کر دیا گیا اور لوگ اس کے پاس نہیں جا سکتے تھے۔ سترہ ربیع الاول ۷۹۱ھ میں اس پر سے مکمل پابندیاں ختم کر دی گئیں پھر یکم جمادی الاولیٰ کو اس کی بیعت کی گئی اور وہ اپنے گھر آ گیا اور اس کی خدمت میں قضاۃ اور امراء حاضر ہو گئے اور یہ دن ایسا تھا کہ تمام لوگ اس عظیم اجتماع میں حاضر ہوئے تھے پھر تا وفات یہ خلیفہ رہا۔

خلافت المستعین باللہ

یہ ابوالفضل العباس بن المتوکل علی اللہ ابی عبداللہ محمد بن المعتضد ابی بکر بن سلیمان بن احمد العباسی ہے۔ اس کے باپ نے اس سے پہلے دوسرے بیٹے احمد المعتمد علی اللہ کو ولی عہد مقرر کیا تھا مگر اس کو اتار کر اس کا دوسرا بھائی خلیفہ بن گیا۔ اور دوسرا تا وفات

Marfat.com

معزول ہی رہا۔ جب متوکل مرگیا تو اس کا بیٹا عباس رجب ۸۰۸ھ میں خلیفہ بن گیا پھر یہ اس وقت تک خلیفہ رہا کہ جب ملک الناصر فرج بن برقوق کا دمشق میں محاصرہ کیا گیا۔ بعض کہتے ہیں کہ اس کی بیعت خلافت کے ساتھ ساتھ سلطنت کی بیعت بھی ہفتہ پندرہ محرم ۸۱۵ھ میں کی گئی۔ حل وعقد والے قضاۃ اور امراء اور تمام حاضرین اکٹھے ہوئے اور انہوں نے اس سے اس بارے میں پوچھا تو وہ اس سے باز رہا اور شدید انکار کیا اور اس پر مصمم ارادہ کرلیا۔ پھر انہوں نے اس کو اس بات کی طرف دعوت دی تو اس نے قبول کرلی کیونکہ انہوں نے اس سے منوانے کی قسمیں کھالی تھی اور اس کا لقب بھی نہیں بدلا۔ پھر اس کے نام کا سکہ جاری کیا گیا۔ عہدوں کی تقرری اور معزولی کو اسی کے اختیار میں دیا گیا اور حقیقت میں اس کے ذمہ صرف علامت اور خطبہ ہی تھا۔ جب لشکر مصر کی طرف گیا اور تمام امراء حکومت کی طرز پر اس کی خدمت میں تھے لیکن انتظام وانصرام امیر شیخ کے اختیار میں تھا۔ جب ربیع الثانی کی آٹھویں تاریخ ہوئی تو وہ مصر میں داخل ہوا تو یہ چیز امیر شیخ پر گراں گزری کیونکہ تمام امراء خلیفہ کے سامنے تھے اور یہ دن سب کی حاضری کا دن تھا۔ تو وہ قلعہ کی طرف گیا اور وہاں اترا اور شیخ امیر باب السلسلہ کے پاس اصطبل میں اترا۔ جب اٹھواں دن ہوا۔ (اس جگہ اصل میں بیاض ہے)

شیخ اور تمام امراء محل میں چلے گئے اور خلیفہ مملکت کے تخت پر بیٹھا اور شیخ کو عظیم خلعت عطاء کی جس طرح کبھی بھی نہیں دیکھی سنی گئی اور امور مملکت اس کے حوالے کئے گئے اور اس کو نظام الملک کا لقب دیا تو ان دونوں کے لئے حرمین وغیرہ میں خطبہ کے دوران منبروں پر دعا کی جاتی تھی تو جب امراء محل خدمت سے فارغ ہوتے تو اصطبل میں شیخ کی خدمت میں چلے گئے اور تقرری اور معزولی کے امور واقع ہوتے پھر منشی خلیفہ کی طرف متوجہ ہوتا تو تمام منشورات پر دستخط اور مہریں ثبت کرتا۔

پھر کچھ عرصہ معاملہ اسی طرح چلتا رہا۔ اور شیخ یہ سمجھتا تھا کہ خلیفہ اپنے گھر میں چلا جائے گا اور سلطنت سے مستعفی ہو جائے گا لیکن جب اس نے اس طرح نہ کیا تو اس نے خلیفہ سے منہ موڑ لیا اور اس کے پاس اس کے حاشیہ نشینوں میں سے صرف اس کے خادم ہی رہ گئے۔ پھر جب شعبان یکم کو پیر کا دن آیا تو شیخ نے اہل حل وعقد قضاۃ امراء اور مصاحبوں کو بلایا تو سب نے اس کی سلطنت کی بیعت کی اور اس کو الملک المؤید ابوالنصر کا لقب دیا پھر محل پر چڑھا اور مملکت کے تخت پر بیٹھا تو امراء نے اس کے آگے زمین کو بوسہ دیا اور قضاۃ اور عہدیداروں نے اس سے مصافحہ لیا۔ اور خلیفہ کو پیغام بھیجا کہ وہ امور سلطنت اس کے حوالے کرنے کی پہلے خلیفوں کے معمول کی طرح شہادت دے تو خلیفہ نے یہ بات اس شرط پر قبول کی کہ وہ اپنے گھر چلا جائے۔ تو شیخ نے کئی دنوں تک اس کی یہ بات نہ مانی پھر خلیفہ کو محل سے نکال کر قلعہ کے مکانوں میں سے ایک مکان میں اہل وعیال سمیت بھیج دیا اور اس کے ساتھ لوگوں کے میل جول کو روکنے کے لئے ایک آدمی کی ذمہ داری لگا دی۔ جب ذی القعدہ کا مہینہ آیا تو منبروں پر خلیفہ کے لئے دعا بھی ختم کر دی گئی۔ اور خلیفہ بننے سے پہلے بادشاہ کے ساتھ ہی اس کے لئے بھی دعا کی جاتی تھی پھر معزولی تک ۸۱۶ھ تک یہ دعا جاری رہی پھر جب مؤید نیروز کی طرف گیا تو اس کو اسکندریہ بھیج دیا وہاں اس کو باندھ دیا گیا۔ پھر اسی طرح حالات رہے یہاں تک کہ مملکت میں تاتاری مضبوط ہوگئے تو خلیفہ کو آزاد کرنے کا پیغام بھیجا اور اس کو قاہرہ آنے کی اجازت دے دی لیکن اس نے اسکندریہ میں رہنا پسند کیا کیونکہ وہ جگہ اس کے حالات کے موافق ہوگئی اور اس کو اچھی معلوم ہونے لگی تھی اور وہاں اس کو تجارت میں بہت سا مال حاصل ہوا تھا۔ اسی طرح حالات جاری رہے یہاں تک کہ وہ طاعون کی بیماری سے ۸۳۳ھ میں شہید ہوگیا۔

Marfat.com

فصل:

ملوک وسلاطین اور امراء خلفاء کے فرائض وواجبات

امام شعبی کہتے مجھے عبداللہ بن عباس نے کہا۔ بیٹا! میں دیکھتا ہوں کہ یہ شخص یعنی عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ تیرے پاس آتا ہے اس لئے میں تجھے چار نصیحتیں کرتا ہوں۔ (۱) کبھی ان کا بھید فاش نہ کرنا (۲) کبھی انہیں جھوٹی بات نہ سنانا۔ (۳) کبھی کوئی خیر خواہی کی بات حد سے بڑھا چڑھا کر بیان نہ کرنا۔ (۴) ان کے سامنے کبھی کسی کی غیبت نہ کرنا۔ شعبی نے کہا میں نے عباس سے کہا ان میں سے ہر ایک بات ایک ہزار سے بہتر ہے۔ اس نے کہا کیوں نہیں خدا کی قسم دس ہزار سے بھی بہتر ہے۔

بعض حکماء سے منقول ہے کہ جب بادشاہ تمہاری زیادہ عزت کرے تو تم اس کی بہت زیادہ عظمت اور بڑائی کرو اور جب وہ تجھے اپنا بیٹا بنائے تو تم اس کو اپنا سردار بنالو۔ اور جب وہ تجھے اپنا بھائی بنائے تو تم اس کو اپنا باپ بنالو۔ اور ہمیشہ اس کی طرف دیکھتے نہ رہا کرو اور اس کے لئے دعا کو موقوف نہ کرنا۔ اور جب ناراض ہو تو اس سے بدل نہ جانا اور جب راضی ہو تو دھوکے میں نہ آجانا۔ اور اس سے مانگنے میں اصرار نہ کرنا۔ اسی معنی میں یہ شعر کہا گیا ہے۔

قرب الملوك يا اخا البدر السنى

حظ جذيل بين شدقى ضيغم

"اے روشن چاند کے بھائی! بادشاہوں کی نزدیکی بہت بڑا فائدہ مند حصہ ہے لیکن شیر کے دو جبڑوں کے درمیان ہے۔"

فضل بن ربیع نے کہا کہ جس نے بے وقت بادشاہوں سے کسی ضرورت کی چیز کے متعلق بات کی اس کا مقام نامعلوم اور اس کا کلام ضائع ہو جائے گا اور یہ بات اوقات نماز کے ساتھ بہت مشابہ ہے وہ بھی وقت میں ہی قبول ہوتی ہے۔ خالد بن صفوان کہتے ہیں جو شخص امانت اور خیر خواہی کے ساتھ بادشاہ کی مصاحبت اختیار کرے وہ فسق وخیانت کے ساتھ مصاحبت اختیار کرنے والے سے اس کا بڑا دشمن ہے کیونکہ خیر خواہ بننے میں دوست اور دشمن دونوں شامل ہیں دشمن اس خیر خواہی کے لئے اسے برا سمجھتا اور اس کا دوست اس کے مرتبے میں اس کے ساتھ حسد کرتا ہے۔

افلاطون حکیم کہتے ہیں جب تو کسی بادشاہ کا خادم بنے تو اپنے رب کی نافرمانی کر کے اس کی اطاعت نہ کرنا کیونکہ اللہ کا تجھ پر احسان اس کے احسان سے بہتر اور اعلیٰ ہے اور اس کی سزا اور غصہ اس بادشاہ کے غصہ اور سزا سے زیادہ سخت ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی کسی مالدار آدمی کے ساتھ اس کی مالداری کی وجہ سے تواضع اور انکساری سے پیش آئے اس کا دو تہائی دین ضائع ہو جاتا ہے۔ اس کو بیہقی نے شعب الایمان میں ابن مسعودؓ کی حدیث سے بیان کیا ہے۔ اور حضرت انس کے الفاظ اس طرح ہیں۔

من اصبح حزينا على الدنيا اصبح سا خطا على ربه و من اصبح يشكو مصيبته فانما يشكو ربه

Marfat.com

من دخل لغني و تضعضع له ذهب ثلث دينه.

''یعنی جو دنیا کے ضائع ہو جانے پر غمگین ہو وہ اپنے رب پر ناراض ہوتا ہے اور اپنی مصیبت کی شکایت کرتا ہے تو وہ گویا کہ اپنے رب کی شکایت کرتا ہے اور جو شخص کسی غنی کے پاس جائے اور اس کے لئے نرم اور عاجزی کرے تو اس کا تہائی دین ضائع ہو گیا۔''

دیلمی نے ابوذر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بیان کیا لعن الله فقيرا يتواضع لغني من اجل ماله من فعل ذالك فقد ذهب ثلثا دينه

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من ترك شيئا لله عوضه الله خيرا منه یعنی جس نے کوئی چیز اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ترک کر دی اللہ اس کو اس سے بہتر اس کے عوض میں دے دیتا ہے۔

احمد نے بعض صحابہ سے مرفوع طور پر روایت کیا ہے وانك لا تدع شيئا اتقاء الله الا اعطاك الله خيرا منه یعنی تو اللہ کے ڈر سے کوئی چیز بھی چھوڑ دے تو اللہ تعالیٰ تجھے اس سے بہتر چیز دے گا۔

افلاطون حکیم نے کہا من لم يعتبر التجارب او قعه الله في المهالك یعنی جو شخص تجربوں سے عبرت نہ حاصل کرے اللہ تعالیٰ اس کو ہلاکتوں میں ڈال دیتا ہے نیز اس نے کہا ادب سکھانے میں تجربے کافی ہیں۔ اور زمانے کے انقلابات بہترین واعظ ہیں اور نیز کہا کہ بادشاہ ایک بڑی نہر کی طرح ہے جس سے چھوٹی چھوٹی نہریں نکلتی ہیں۔

اگر وہ بڑی نہر میٹھی ہوئی تو سب میٹھی ہوں گی تو اگر وہ نمکین ہوئی تو باقی سب نہریں بھی نمکین ہوں گی اور اس سے عقل مند آدمی کے متعلق پوچھا گیا تو کہنے لگا عقلمند وہ ہے جس میں ادب کے خصائل اکٹھے ہو جائیں اور غصہ اس پر غالب نہ آ سکے۔ کیونکہ امور میں مضبوطی کی جڑ عقل ہے اور اس کا پھل سلامتی ہے۔ نیز اس نے کہا بادشاہ بازار کی طرح ہے جو کچھ اس میں رائج ہوتا ہے وہ اس کی طرف اٹھا کر لایا جاتا ہے اور بادشاہ کا مصاحب شیر پر سوار ہونے والے کی طرح ہے لوگ اس سے ڈرتے ہیں لیکن وہ خود جس پر وہ سوار ہے اس سے زیادہ خوفزدہ ہوتا ہے۔ نیز اس نے کہا جو شخص اپنا مطلوب و مقصد جانتا ہے اس کے لئے خرچ آسان ہوتا ہے' جو شخص اپنی نظر کھلی اور آزاد چھوڑ دیتا ہے اس کا افسوس زیادہ ہوتا ہے' جس کی آرزوئیں لمبی ہوں اس کے اعمال برے ہو جاتے ہیں' جس نے اپنی زبان ڈھیلی کھلی چھوڑ دی اس نے اپنے نفس کو قید کر دیا' جس نے اپنی خراب حالت کو درست کر لیا اس کا حاسد ذلیل ہوتا ہے' جو معاملات میں تکلیف اٹھاتا ہے وہ چھپی ہوئی چیزوں کو جان لیتا ہے جو شخص فضائل کو پسند کرتا ہے وہ حرام کاموں سے اجتناب کرتا ہے اور جس کے متعلق لوگوں کے گمان اچھے ہوں لوگ اس کو نظریں اٹھا اٹھا کر دیکھتے ہیں اس نے نیز کہا ادب' حسب و نسب کا بہترین متبادل ہے معافی کینے کو اتنا ہی خراب کرتی ہے جتنا شریف آدمی کی اصلاح کرتی ہے' جو شخص عقل مندوں سے مشورہ لے وہ درستی کی طرف راہنمائی کیا جاتا ہے' جو شخص کسی پر امید رکھتا ہے وہ اس سے ڈرنے لگتا ہے' جو شخص کوئی چیز حاصل نہ کر سکے وہ اس میں عیب نکالتا رہتا ہے۔ جو جھگڑا کرنے میں مبالغہ کرے وہ گنہگار ہو جاتا ہے اور جو اس میں کوتاہی کرے۔ وہ ظلم کرتا ہے۔

اور جو آدمی جھگڑا کرے وہ اللہ سے ڈر بھی نہیں سکتا۔ جس نے امانت میں کوتاہی کی تو وہ اس فریضہ سے ہٹا دیا جاتا ہے۔ اور

Marfat.com

جس نے اپنے آپ کو ایسے کام کے لئے پیش کیا جس کو وہ نہ کر سکے تو وہ لوگوں کی نظروں میں گر جاتا ہے۔ جس نے سخاوت کی وہ سردار بن گیا اور جو سردار بن گیا اس نے قیادت کی اور جو قائد بن گیا تو وہ اپنی مراد کو پہنچ گیا۔ بیواؤں اور یتیموں پر ظلم کرنا فقر کے دروازے کو کھول دیتا ہے۔ سینوں کی اصلاح وہی کر سکتا ہے جو کھلے سینے والا ہو۔ گھٹیا آدمی ہی ذلیل اور سرگردان ہوتا ہے۔ فخر صرف گھٹیا آدمی کرتا ہے اور تعصب بخیل آدمی ہی کرتا ہے۔ اور شریف آدمی انصاف کرتا ہے۔ مددگار بھائی کی ضرورت ایسے ہوتی ہے جیسے بہتے ہوئے پانی کی ضرورت ہوتی ہے شریف آدمی سے جب مہربانی طلب کی جاتی ہے۔ تو وہ نرمی کرتا ہے اور ذلیل آدمی سے جب نرمی کی جاتی ہے تو وہ سخت دل ہو جاتا ہے' لوگوں میں سے سب سے زیادہ اللہ کے قریب وہ ہوتا ہے جو قدرت ہونے کے باوجود اکثر معاف کرتا ہے اور لوگوں میں سے سب سے زیادہ کم عقل وہ ہے جو اپنے سے چھوٹے درجے والوں پر ظلم کرتا ہے۔ جس کے لئے اپنے دل میں کوئی واعظ نہ ہو اس کو کوئی نصیحت فائدہ نہیں دے سکتی۔ جو تقدیر پر راضی ہو گیا اس نے آزمائش پر صبر کیا جس نے دنیا کو آباد کیا اس نے اپنا مال ضائع کر دیا۔ اور جس نے آخرت کو سنوارا تو اس نے اپنی امیدیں پالیں۔ قناعت' تنگدست کی عزت ہے اور صدقہ' مالدار کا خزانہ ہے۔ جس شخص کو اپنا فساد اچھا لگا تو اس کا انجام برا ہوا۔ بدبخت وہ ہے کہ جس نے دوسروں کے لئے جمع کیا اور اپنے اوپر کنجوسی کی۔ بھلائی بہت بڑا سامان ہے اور احسان افضل صنعت ہے۔ جو لوگوں سے بے پرواہ ہو گیا تو وہ افلاس کی تمام بیماریوں سے محفوظ ہو گیا۔ جس نے اپنی حاجت کو اللہ کے سامنے پیش کیا تو وہ اپنے معاملے میں غالب آ گیا۔ اور جس نے اپنی ضرورت کو لوگوں کے سامنے پیش کیا تو وہ اپنے مقام سے گر گیا۔ جس نے اپنے بھائی کے بھید کھول دیئے تو اللہ اس کے گناہوں کے بھیدوں کو ظاہر کر دے گا۔ جاہل کی نافرمانی کر تو سلامت رہے گا۔ اور عقل مند کی اطاعت کر تو فائدہ پائے گا۔ احمق کے پاس ادب کا زیادہ ذخیرہ ایسے ہے کہ جیسے تھمبے کی جڑوں میں پانی ہو وہ اس کو کڑواہٹ میں ہی زیادہ کرے گا۔ انجیل میں لکھا ہوا ہے کما تدین تدان یعنی جیسا کرو گے ویسا بھرو گے۔ بالکیل الذی تکیل تکال یعنی جس پیمانے سے تو ماپ کرے گا اسی سے تو دیا جائے گا۔

اور بعض خلفاء اپنے بھائیوں کو خوشی پہنچانے میں نرمی اختیار کرتے تو وہ ان کے پاس ایک ایسی تھیلی رکھتے جس میں ایک ہزار درہم ہوتے اور وہ ان میں سے بعض کو کہتے کہ میرے واپس آنے تک اس کو پکڑ کے رکھو پھر اس کے پاس اپنے کچھ غلام بھیجتے تو وہ اس سے کہتے کہ آپ اس میں آزاد ہیں جس طرح چاہیں استعمال کریں۔

اور بعض حکماء کہتے ہیں کہ لوگوں میں سے سب سے زیادہ سمجھدار وہ ہے جس نے اپنے آپ کو مال سے بچالیا۔ اور اپنے دین کو اپنے نفس کی خواہشات سے بچالیا۔ اور لوگوں میں سب سے زیادہ سخی وہ ہے جو لوگوں میں اپنے فضل سے زندگی گزارے۔ اور سب سے افضل لذت اپنے بھائیوں پر احسان کرنا ہے۔ اور اس نے نیز کہا۔

"نیکی کرنا ادب کا ذخیرہ ہے۔ اور نیکی سمجھدار کی غنیمت ہے اور بھلائی بہترین لوگوں کی خوشبو ہے جس نے اپنے مال کو خرچ کیا اس نے اپنے جیسوں کو غلام بنالیا اور جس نے پیسے کو ذلیل کیا اس نے اپنے آپ کو عزت دار بنا دیا۔ اور بے شک نیکی کرنے والا کبھی گرتا نہیں اور اگر کبھی گر بھی جائے تو اسے سہارا مل جاتا ہے۔ اور عادل امام تیز برسنے والی بارش سے بہتر ہے اور ظالم بادشاہ ہمیشہ رہنے والے فتنہ سے بہتر ہے۔"

Marfat.com

اور نیز کہا۔

''بادشاہوں کی فضیلت عطا کرنے میں ہے اور ان کا شرف معاف کرنے میں ہے' اور عزت انصاف کرنے میں ہے اور عدل ہی جہان کو منظم رکھنے والا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔''

سبعة يظلهم الله في ظله يوم لا ظل الا ظله امام عادل. الى الاخير

''سات آدمی ہے جن کو اللہ تعالیٰ اپنے سائے میں جگہ دے گا جس دن اس کے سائے کے بغیر کوئی سایہ نہ ہوگا ان میں پہلا شخص وہ امام ہے جو انصاف والا ہو۔''

اس حدیث میں آپ نے عدل وانصاف سے ابتدا کی ہے۔ اور ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

عدل سلطان يوما يعدل عبادة سبعين سنة

''یعنی بادشاہ کا ایک دن انصاف کرنا ستر سال کی عبادت سے بہتر ہے۔''

اور ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **عدل ساعة في الحكومة خير من عبادة سبعين سنة** ''یعنی ایک گھڑی بھی حکومت میں انصاف کرنا ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ اور ایک حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **السلطان ظل الله في الارض ياوى اليه كل مظلوم من عباده فان عدل كان له الاجر و على الرعية الشكر و ان جار كان عليه الاثم و على الرعية الصبر** یعنی بادشاہ زمین میں اللہ کا سایہ ہے اس کے بندوں سے ہر مظلوم اس کی طرف پناہ لیتا ہے تو اگر اس نے انصاف کیا تو اس کے لئے اجر ہے اور رعیت پر شکر ہے اور اگر ظلم کیا تو اس پر گناہ ہوگا اور رعیت پر صبر ہے۔

خلافت المعتضد باللہ ابوالفتح داؤد

اس کی بیعت خلافت سترہ ذی الحجہ ۸۱۶ھ میں اپنے بھائی مستعین باللہ کی جگہ پر ہوئی۔ جب اس کو الملک السلطان المؤید نے اتار دیا تو اس نے معتضد کو بلایا اور اس کو قاضی الشافعی الصالح البلقینی کے درمیان بٹھالیا اور اس کو خلافت پر مقرر کر دیا۔ پس یہ اپنی موت تک خلافت پر برقرار جو کہ چار ربیع الاول ۸۴۵ھ کو ہفتہ کے دن واقع ہوئی۔ اور یہ طویل بیماری کے بعد اپنی عمر کے ستر سال کو پہنچ کر فوت ہوا۔

خلافت المستکفی باللہ

یہ سلیمان ابوالربیع بن المتوکل علی اللہ ابوعبداللہ محمد بن ابی بکر بن سلیمان بن احمد العباسی ہیں۔ اس کے سگے بھائی معتضد باللہ کی وفات والے دن اس کی وصیت کے مطابق دس ربیع الاول ۸۴۵ھ میں اس کی بیعت خلافت کی گئی۔

شیخ صلاح الدین صفدی اپنی کتاب شرح لامیۃ العجم میں بیان کرتے ہیں۔ میں کہتا ہوں اسی طرح عبیدی ہیں کہ جن کو فاطمین خلفاء مصر کا نام دیا گیا۔ پس ان میں مغرب کے اندر پہلا بادشاہ مہدی ہوا ہے پھر اس کے بعد القائم پھر اس کا بیٹا المنصور پھر المعز

Marfat.com

خلیفہ بنا۔ یہ ان میں سے مصر پر بننے والا پہلا حاکم ہے جیسا کہ گزر چکا ہے۔ پھر اس کے بعد العزیز پھر چھٹا الحاکم خلیفہ بنا۔ اس کی بہن نے اس کو مار ڈالا اور عنقریب اس کا ذکر باب الحاء المہملہ میں ''حمار'' کے لفظ میں آئے گا۔ پھر آگے فرماتے ہیں کہ جب الحاکم کو اس کی بہن نے قتل کر دیا تو اس کا بیٹا الظاہر خلیفہ بنا دیا۔ پھر المستنصر بنا' پھر المستعلی خلیفہ بنا' پھر العامر بنا' پھر الحافظ' پھر چھٹا خلیفہ الظاہر بنا اس کو اتار کر مار ڈالا گیا۔ پھر اس کا بیٹا الفائز پھر العاضد بنا اور یہ ان میں سے آخری خلیفہ تھا۔ نیز فرماتے ہیں۔ اسی طرح مصر میں بنو ایوب ہوئے۔ ان میں پہلا صلاح الدین الملک الناصر تھا۔ پھر اس کا بیٹا العزیز پھر اس کا بھائی افضل بن صلاح الدین پھر العادل الکبیر جو صلاح الدین کا بھائی ہے پھر اس کا بیٹا الکامل پھر چھٹا العادل الصغیر ہوا۔ پھر اس پر ارباب حکومت نے قبضہ کر کے اس کو معزول کر دیا اور الملک الصالح نجم الدین ایوب کو والی بنا دیا۔ پھر اس کا بیٹا الملک تورانشاہ خلیفہ بنا جو ان میں سے آخری تھا۔ نیز فرماتے ہیں کہ اسی طرح ترکوں کی حکومت ہوئی۔ ان میں پہلا المعز عز الدین ایبک الصالحی پھر اس کا بیٹا منصور پھر مظفر قطز پھر الظاہر بیبرس پھر اس کا بیٹا سعید محمد پھر چھٹا العادل سلامش بن الظاہر بیبرس خلیفہ بنا۔ اس کو معزول کیا گیا۔ پھر لوگوں کا بادشاہ سلطان منصور قلاوون الالفی بنا۔ انتہیٰ

اور اس کے بعد مولف نے عبیدیوں اور ان کے علاوہ ملوک مصر کا مجمل طور پر ذکر کیا ہے۔ میں اب ان کو مفصل بیان کروں گا۔ اور اس کی تفصیل یوں ہے۔

کہ حسین بن محمد بن احمد بن عبداللہ القداح (اس کو القداح اس لئے کہتے ہیں کہ یہ آنکھوں کا پانی نکال کر ان کا علاج کرتا تھا) بن میمون بن محمد بن اسماعیل بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم۔ اپنی وفات سے پہلے سلمیہ آئے کیونکہ ان کی امانتیں اور ان کے دادے قداح کی امانتوں کے مال وہاں تھے۔ تو اچانک ان کی موجودگی میں عورتوں کا ذکر چل نکلا۔ تو ان لوگوں نے ان کے سامنے حداد یہودی کی بیوی کا ذکر کیا جس کا خاوند مر چکا تھا اور وہ نہایت حسین و جمیل تھی۔ اور اس کا اس خاوند سے اس جیسا خوبصورت بچہ بھی تھا۔ تو حسین نے اس کو نکاح میں لے لیا اور اس کو محبت اور حسن سلوک سے رکھا۔ اور اس کی اولاد کو چاہنے لگا اور اس کو تعلیم دلوائی۔ اس لڑکے نے علم سیکھا اور عظیم اور باہمت شخص بن گیا۔

یہ حسین یہ دعویٰ کرتا تھا کہ وہ وصی اور صاحب الامر ہے اور اس کے یمن اور مغرب میں رہنے والے داعی اس سے خط و کتابت کرتے تھے۔ اس کی اپنی کوئی اولاد نہیں تھی۔ تو اس نے اس یہودی الحداد کے بیٹے عبید اللہ المہدی کو ولی عہد بنا دیا اور یہ عبیدیوں کا پہلا بادشاہ تھا۔ باقی سب کی نسبت اسی کی طرف ہے اور حسین نے اس لڑکے کو دعوت کے تمام بھید بتا دیئے تھے جو قول و فعل اور داعیوں کے معاملے سے تعلق رکھتے تھے۔ اور اس کو تمام مال اور نشانیاں دے دیں اور اپنے ساتھیوں کو اس کی اطاعت اور خدمت کا حکم دے دیا اور کہا کہ یہی امام اور وصی ہے اور اس کی شادی اپنے چچا کی بیٹی سے کرا دی اس وقت المہدی نے اپنے لئے ایک سلسلہ نسب گھڑ لیا اور وہ یہ ہے۔ عبید اللہ بن الحسین بن علی بن محمد الی علی بن ابی طالب۔

بعض لوگ کہتے ہیں یہ قداح کی اولاد میں سے ہے۔ جب حسین فوت ہو گیا۔ اور اس کی جگہ مہدی کھڑا ہو گیا تو اس کی دعوت پھیل گئی۔ اور اس کے اہل مغرب کے داعیوں نے اس کو ان فتوحات کی خبر دی جو انہوں نے مغرب میں کی تھیں۔ اور یہ کہ وہ اس کا انتظار کر رہے ہیں۔ تو یہ خبر مکتفی کے دور میں لوگوں میں پھیل گئی تو اس نے اس مہدی کو تلاش کرنا شروع کر دیا مگر یہ مہدی اور اس کا

Marfat.com

بیٹا ابوالہاشم نزار جس کا لقب القائم تھا بھاگ گئے۔ ابوالقاسم اس وقت لڑکا تھا۔ ان دونوں کے ساتھ ان کے خواص اور نوکر چاکر تھے۔ وہ دونوں مغرب کا ارادہ رکھتے تھے۔ مگر جب افریقہ پہنچے تو مال منگوا کر اپنے ساتھ لے لیا اور ربیع الآخر کے آخری عشرے میں ۲۹۷ھ کو رقادہ پہنچ گیا۔ تو رقادہ کے محلات میں سے کسی ایک محل میں اتر پڑا۔ اور اس نے حکم جاری کیا کہ جمعہ کے خطبہ میں اس کا نام لیا جائے اور اس کو امیر المومنین المہدی کا لقب دیا جائے۔ تو جمعہ کے دن وہ دعا کئے لئے بیٹھ گیا۔ تو لوگوں کو سختی سے حاضر رکھا اور ان کو اپنے مذہب کی دعوت دی تو جس نے اس کو قبول کر لیا اس کے ساتھ نیک سلوک کیا اور جس نے انکار کیا اس کو قید کر دیا۔ ان کی حکومت کی ابتداء ۲۹۷ھ میں ہوئی ان کا پہلا خلیفہ المہدی عبیداللہ تھا پھر اس کا بیٹا القائم نزار خلیفہ بنا پھر اس کا بیٹا المنصور اسماعیل خلیفہ بنا پھر اس کا بیٹا المعز معد خلیفہ بنا اور یہ مصر کے عبیدی بادشاہوں میں سے پہلا ہے اور یہ ۳۵۳ھ ۱۷ شعبان کو بنا۔ اور اس کے لئے بیس شعبان جمعہ کے دن منبروں پر دعا کی گئی۔ اور بنو عباس کا خطبہ اس دن سے دیار مصریہ سے ختم کر دیا گیا اور اس وقت خلیفہ عباس المطیع للہ الفضل بن جعفر تھا۔ اور منگل کے دن سولہ رمضان ۳۶۲ھ کو دن کی ایک گھڑی کے بعد معز مصر میں داخل ہوا اور یہ سب ضمنی طور ظہور میں آ گیا ورنہ مقصد اس کے خلاف تھا۔ پھر عزیز بن معز پھر اس کا بیٹا الحاکم ابوالعباس خلیفہ بنا اور یہ عبیدیوں میں سے چھٹا تھا تو اس کو مار ڈالا گیا۔

کیونکہ وہ ایک شام کو پیر کے دن سترہ شوال ۴۱۱ھ کو باہر نکلا پھر حلوان کی مشرق جانب رخ کیا۔ اس کے ساتھ دو سوار تھے جنہیں اس نے واپس کر دیا تھا لوگ اس کی ذی الحجہ کے تیسرے دن تک انتظار کرتے رہے پھر اس کی تلاش میں نکلے تو وہ محل کے نیچے پہنچ گئے اور اچھی طرح اس کو تلاش کیا تو انہوں نے اس کا گھوڑا پہاڑ کی چوٹی پر دیکھ لیا جس کی دونوں اگلی ٹانگوں کو تلوار ماری گئی ہے تو انہوں نے نشانات سے کھوج لگایا تو وہاں ایک کنوئیں میں جا پہنچے ایک شخص اس میں اترا اور دیکھا بٹن لگے بندھے ہوئے سات جبات پڑے ہوئے ہیں ان میں چھریوں کے نشانات بھی ہیں تب انہوں نے اس کے قتل پر یقین کر لیا۔ پھر اس کا بیٹا الظاہر ابوالحسن علی خلیفہ بنا پھر اس کا بیٹا المستنصر پھر اس کا بیٹا الظافر اور وہ چھٹا تھا تو وہ بھی قتل کیا گیا۔ اس کے بعد ان میں صرف دو خلیفے بنے ایک الفائز اور پھر العاضد عبداللہ بن یوسف بن الحافظ پھر عبیدیوں کی حکومت ختم ہو گئی۔ یہ واقع ۵۶۷ھ کو المستضئ بنور اشد ابو محمد الحسن بن المستنجد عباسی کے زمانہ خلافت میں ہوا۔

ان کے بعد مصر کا سلطان نیک بخت شہید الملک الناصر صلاح الدین یوسف بن ایوب بادشاہ بنا پھر اس کا بیٹا الملک العزیز سلطان پھر اس کا بھائی افضل پھر الملک العادل الکبیر ابوبکر بن ایوب پھر اس کا بیٹا الکامل محمد پھر اس کا بیٹا الملک العادل الصغیر اور یہ بھی چھٹا تھا تو یہ معزول کیا گیا پھر الملک الصالح ایوب بن الکامل پھر اس کا بیٹا المعظم تو رانشاہ پھر اس کا بھائی الاشرف یوسف اور وہ شجرۃ الدر کا بیٹا تھا۔ پھر المعز ایبک پھر اس کا بیٹا المنصور علی۔ پھر مظفر قطز بھی چھٹا تھا جس کو مار دیا گیا۔ پھر الظاہر بیبرس پھر اس کا بیٹا سعید محمد بن برکت خان پھر اس کا بھائی العادل سلامش پھر المنصور قلاوون پھر اس کا بیٹا الاشرف خلیل پھر القاہر بیدر اور یہ بھی چھٹا تھا جس کو قتل کر دیا گیا۔ یہ صرف نصف دن حاکم بنا پھر مارا گیا اس کے بعد الناصر بن المنصور خلیفہ بنا اس کو عادل قطبغ کے ذریعے اتارا گیا اور دوسری دفعہ خود مستعفی ہو گیا تو اس کے باپ کا غلام مظفر بیبرس غالب آ گیا پھر عادل کتبغا پھر منصور لاجین پھر المظفر بیبرس پھر المنصور ابوبکر بن الناصر بن المنصور پھر اس بھائی الاشرف کجک تو اس کو بھی اتار کر قتل کیا گیا اور یہ چھٹا تھا پھر ان کا بھائی

Marfat.com

الناصر احمد پھران کا بھائی الصالح اسماعیل پھران کا بھائی الکامل شعبان پھران کا بھائی المظفر حاجی پھران کا بھائی الملک الناصر حسن پھران کا بھائی الملک الصالح صالح یہ بھی چھٹا تھا جس کو اتار کر جیل ہی میں ڈال دیا گیا پھر حکومت پہلے حکمرانوں کے پاس دوبارہ واپس آ گئی اور وہ الملک الناصر الحسن تھا پھر المنصور علی بن الصالح پھر الاشرف شعبان بن حسین بن الناصر پھر المنصور علی بن الاشرف شعبان بن حسین بن الناصر پھر اس کا بھائی الصالح حاجی بن الاشرف پھر الظاہر برقوق پھر حاجی کو دوبارہ لایا گیا اور اس کا لقب المنصور رکھا گیا پھر برقوق لوٹایا گیا پھر اس کا بیٹا الناصر فرج پھر اس کا بھائی العزیز پھر فرج لوٹایا گیا پھر وہ اتار کر مار دیا گیا۔ پھر خلیفہ المستعین باللہ العباسی پھر الملک المؤید ابوالنصر شیخ پھر اس کا بیٹا الملک المظفر احمد پھر وہ اتارا گیا پھر الملک الظاہر طرطر پھر اس کا بیٹا الملک الصالح پھر وہ معزول کر دیا گیا پھر الملک اشرف برسبای پھر اس کا بیٹا الملک العزیز یوسف اس کو بھی معزول کیا گیا۔ پھر الملک الظاہر چقمق پھر اس کا بیٹا المنصور عثمان پھر اس کو بھی معزول کر دیا گیا پھر الملک الاشرف اینال پھر اس کا بیٹا الملک المؤید احمد اس کو بھی معزول کیا گیا پھر الملک الظاہر خشقدم پھر الملک الظاہر بلبای اس کو بھی معزول کیا گیا پھر الملک الظاہر تمر بغا پھر اس کو بھی معزول کر دیا گیا پھر الملک الظاہر خابر بک تو اس کو اس رات معزول کر دیا۔ پھر الملک الاشرف قایتبای پھر اس کا بیٹا الملک الناصر محمد پھر یہ بھی مارا گیا پھر الملک الظاہر قانصوہ جو الملک الناصر محمد کا ماموں تھا اس کو بھی معزول کر دیا گیا پھر الملک الاشرف جانبلاط تو اس کو بھی معزول کر کے مار ڈالا گیا۔ پھر الملک العادل طومان بائی اس کو بھی معزول کر کے مار ڈالا گیا۔ پھر الملک الاشرف قانصوہ غوری پھر سلطان سلیم بن محمد بن بایزید بن عثمان پھر اس کا بیٹا سلطان سلیمان پھر اس کا بیٹا سلطان سلیم پھر اس کا بیٹا سلطان مراد۔ اللہ اس کی مدد کرے اور فتوحات مبین دے۔ بمحمد و آلہ والحمد للہ وحدہ۔

ہم نے اس سلسلہ میں بات کو لمبی کر دیا لیکن اس میں بڑا فائدہ ہوگا بلکہ کئی فائدے ہوں گے۔ اب ہم اپنے کتاب لکھنے کے مقصود کی طرف لوٹتے ہیں اور اللہ تعالیٰ صحیح بات کی طرف توفیق دینے والا ہے۔

تو ہم کہتے ہیں کہ

بطخ پانی میں بہت زیادہ تیرنا پسند کرتی ہے اور اس کے بچے انڈوں سے نکلتے وقت ہی فوراً تیرنا شروع کر دیتے ہیں۔ جب مادہ انڈے سیتی ہے تو نر اس کی حفاظت اور چوکیداری میں کھڑا رہتا ہے ایک لمحہ بھی اس سے جدا نہیں ہوتا۔ اور اس کے بچے مہینے کے آخر میں نکل آتے ہیں۔

دینوری کی ''مجالسة'' اور ابی الفرج ابن الجوزی کی اذکیاء میں محمد بن کعب قرظی سے روایت ہے کہ ایک آدمی سلیمان علیہ السلام کے پاس آیا تو کہنے لگا اے اللہ کے نبی میرے پڑوسی میری بطخیں پکڑ لیتے ہیں تو آپ نے اعلان کیا کہ ''نماز جمع کرنے والی ہے'' کہ سب کو اس میں حاضر ہونا ضروری ہے پھر آپ نے خطبہ دیا اور اپنے خطبے میں فرمایا تم میں سے ایک اپنے پڑوسی کی بطخیں پکڑتا ہے پھر مسجد میں داخل ہوتا ہے اور پر اس کے سر پر ہوتا ہے تو اس آدمی نے اپنے ہاتھ سے اپنے سر کا مسح کیا تو آپ نے فرمایا اس کو پکڑ لو یہی تمہارا (چوری کرنے والا) آدمی ہے۔

بطخ کا حکم: بطخ کا حکم یہ ہے کہ اس کو کھانا بالاجماع درست ہے۔

Marfat.com

طبی فوائد اور خاصیتیں: بطخ کا اور اوزہ (بطخ کی ایک قسم) کا گوشت گرم تر ہوتا ہے۔ بقراط حکیم کہتے ہیں کہ یہ تمام شہری پرندوں میں سے یہ زیادہ تر ہوتی ہے۔ ان میں سے عمدہ ترین بطخ مخالیف کہلاتی ہیں اس کا گوشت اجسام کو تر بنا دیتا ہے لیکن ان میں فضلات بھر دیتا ہے اگر ذبح کرنے سے پہلے ان کے گلوں میں بورق پھونک دیا جائے تو اس کا ضرر ختم ہو جاتا ہے۔

بطخ بلغمی خلط کو جسم میں پیدا کرتی ہے اور گرم مزاج والوں کی طبیعت کے موافق ہوتی ہے اگر اس کے گوشت پر زیتون کا تیل مل دیا جائے تو اس کی بدبو ختم ہو جاتی ہے اگر پکانے کے دوران اس میں گرم مصالح زیادہ ڈالا جائے تو اس کی بدبو اور سختی دور ہو جاتی ہے کیونکہ اس میں فضلات زیادہ ہوتے ہیں اور مشکل سے ہضم ہونے کی وجہ سے معدے سے موافق نہیں ہوتا۔

کثرت فضلات کی وجہ سے اس سے جسم میں بخار کے اثرات جلدی پیدا ہو جاتے ہیں۔ قزوینی کہتے ہیں اوز کا خصیہ کوئی مرد بھون کر کھائے پھر اسی وقت اپنی بیوی سے جماع کرے تو وہ اس سے اللہ کی حکم سے محبت کرنے لگے گی۔ اس کے پیٹ میں ایک پتھری ہوتی ہے جو اگر پیٹ کی بیماری والے آدمی کو پلائی جائے تو اس کے پیٹ کا چلنا اور استطلاق رک جائے گا اس کا تیل جسم پر ملنا نمونیہ اور بال گرنے کی بیماری میں مفید ہے۔ اس کی زبان ہمیشگی سے کھانا تقطیر البول میں مفید ہے۔ اس کی غذاء بہترین ہے مگر وہ دیر ہضم ہے۔ اس کے انڈے حرارت میں معتدل ہیں لیکن بہت گاڑھے ہوتے ہیں ادھ کچا انڈا مفید ہوتا ہے لیکن پیٹ درد، ریح اور دوران سر کے مریض کے لئے نقصان دہ ہے۔ اس کو پودینہ اور نمک کے ساتھ ملا کر کھانے سے اس کا ضرر زائل ہو جاتا ہے۔ اور یہ بدبودار خون پیدا کرتا ہے۔ اور گرم مزاج کو موافق ہوتا ہے۔ بطخ اور شتر مرغ کا انڈا گاڑھے اور دیر ہضم ہوتے ہیں جو انہیں کھانا چاہیے وہ صرف ان کی زردی ہی کھائے۔ یہ بھی جاننا ضروری ہے کہ ہر چیز کے انڈوں کی زردی ان کی سفیدی سے زیادہ نرم ہوتی ہے۔ اور سفیدی اس کی زردی سے زیادہ تر ہوتی ہے۔ اور زردی والا انڈا زیادہ اور عمدہ غذا والا ہوتا ہے۔ جس مرغی کا مرغ نہ ہو اس کا انڈا کم غذاء والا ہوتا ہے اور اس سے بچہ بھی نہیں پیدا ہوتا اسی طرح چاند کی کمی کے دنوں میں مرغی جو انڈے دے ان سے بھی بچہ پیدا نہیں ہوتا۔ کیونکہ انڈا چاند کی ابتداء سے چاند کے بدر ہونے تک بھرا جاتا ہے اور تر ہوتا ہے اور اس میں بار آوری کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے اور چاند کے کامل ہونے سے مٹنے کی طرف جاتے وقت اس میں وجود کی صلاحیت ختم ہوتی رہتی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ چکور اور مرغی کے انڈوں کا ذکر اپنی اپنی جگہ پر کریں گے۔

الالفة

بھتنی یا بھڑیئے کی مادہ عنقریب اس کا ذکر باب السین اور باب الذال المعجمہ میں آئے گا۔

الالق

ہمزہ کے کسرہ سے بھیڑیا کو کہتے ہیں اس کی مونث الالقۃ اور جمع الق ہے۔ بعض دفعہ بندریا کو بھی الالقۃ کہہ دیتے ہیں لیکن مذکر بندر پر الق نہیں بولا جاتا۔ بلکہ قرد اور رباح کہتے ہیں۔

Marfat.com

الاودع

جنگلی چوہا بقول الجوہری یہ یربوع ہے جنگلی چوہا۔ عنقریب انشاء اللہ باب الیاء میں آخری حرف میں اس کا ذکر آئے گا۔

الاورق

جوہری کہتے ہیں اورق اس اونٹ کو کہتے ہیں جو سفید سیاہی مائل ہو اس اونٹ کا گوشت تمام اونٹوں سے اچھا ہوتا ہے۔ لیکن یہ اونٹ کام کرنے کے لحاظ سے اور چلنے کے لحاظ بہتر نہیں ہوتا۔

الاوس

اوس کا معنی بھیڑیا ہے۔ کبھی کبھی انسان کا بھی یہ نام لیا جاتا ہے۔ اویس بالتصغیر بھی بھیڑیے کا نام ہے جس طرح کمیت اور لجین ہے۔ ہزلی نے کہا ہے۔

یا لیت شعری عنك والامر امم
ما فعل الیوم اویس بالغنم

"کاش کہ مجھے تیرے بارے میں معلوم ہوتا (حالانکہ معاملہ سامنے آچکا ہے) کہ آج کے دن بھیڑیے نے بکریوں کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے۔"

اسی طرح کمیت شاعر نے کہا۔

کما خامرت فی حضنها ام عامر
لذی الحبل حتی عال اوس عیالها

"جس طرح اپنے بھٹ میں بجو نے شکاری کو دھوکا دیا یہاں تک کہ بھیڑیا اس کے بچے کو پالتا ہے۔"

کیونکہ بجو کو جب شکار کر لیا جائے جبکہ اس کا بھیڑیے سے بچہ ہو تو بھیڑیا اس کے بچے کو بڑا ہونے تک کھانا کھلاتا رہتا ہے۔ لذی الحبل کا مطلب شکاری ہے جو اپنی رسی میں اس کی پنڈلی کو پھنساتا ہے۔ عنقریب عسبار میں بھی اس کا ذکر آئے گا۔

حافظ ابونعیم نے اپنی سند سے حمزہ بن اسد حارثی سے بیان کرتا ہے کہ اس نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم انصار کے ایک مرد کے جنازہ میں بقیع الغرقد کی طرف گئے تو وہاں ایک بھیڑیا اپنے پاؤں پھیلائے بیٹھا تھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بھیڑیا ہے تو تم اس کے لئے اس کا حصہ مقرر کر دو تو انہوں نے ایسا نہ کیا عنقریب ان شاء اللہ باب الذال المعجمہ میں لفظ ذئب کے ذکر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیڑیوں کے وفد کا ذکر بھی آئے۔

حضرت اویس قرنیؒ کے حالات: اسی نام کے ساتھ اویس بن عامر قرنی کا نام بھی رکھا گیا۔ اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا مگر آپ سے ملاقات نہ کر سکا اور کوفہ میں رہتا تھا یہ کبار تابعین میں سے تھا۔

صحیح مسلم میں اسید بن جابر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام

Marfat.com

تابعین میں سے بہتر وہ شخص ہے جس کو اویس قرنی کہا جاتا ہے۔ وہ اہل یمن کی امداد میں تمہارے پاس آئے گا اگر وہ اللہ کی قسم کھائے تو اللہ تعالیٰ اس کی قسم پوری کرے گا اگر تو اس سے اپنے لئے اللہ سے استغفار کرواسکے تو اس طرح کر۔ تو جب حضرت عمرؓ کے پاس وہ آیا تو آپ نے اس سے اپنے لئے استغفار کا کہا تو اس نے آپ کے لئے مغفرت کی دعا کی آخر حدیث تک۔ اویس جنگ صفین میں حضرت علیؓ کے لشکر میں جنگ کرتے ہوئے شہید گئے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے زہد میں حسن بصری سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے ایک آدمی کی شفاعت کی وجہ سے ربیعہ اور مضر کے لوگوں سے زیادہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔ حسن بصری نے کہا اس سے مراد اویس قرنی ہے اور یہ قرن کی منسوب ہے جو مراد کا ایک قبیلہ ہے اور جوہری رحمہ اللہ نے بھی اس جگہ مشہور غلطی کی ہے۔

اور سماک نے یحییٰ بن جعفر سے اس نے شبابہ بن سوار سے روایت کیا اس نے جریر بن عثمان سے اس نے عبداللہ بن میسرہ اور حبیب بن عبید الرجبی سے انہوں نے ابی امامہ سے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے ایک آدمی کی سفارش سے اتنے لوگ جنت میں جائیں گے جتنے ربیعہ اور مضر میں ایک قبیلے کے لوگ ہیں۔ کسی نے پوچھا ربیعہ سے مضر کی کیا نسبت ہے آپ نے فرمایا میں جو کہتا ہوں وہی کہتا ہوں۔ راوی کہتا ہے کہ بڑی عمر کے لوگ کہتے ہیں کہ یہ پوچھنے والے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔

قاضی عیاض شفاء میں کعب سے بیان کرتے ہیں کہ صحابہ میں سے ہر شخص کے لئے سفارش کا حق ہے۔ اور ابن مبارک کہتے ہیں کہ ہمیں عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر نے بیان کیا ہے اسے یہ بات پہنچی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں ایک آدمی ہوگا جس کا نام صلہ ابن اشیم ہوگا اس کی سفارش سے اتنے اور اتنے لوگ جنت میں جائیں گے۔

الایلس

قزوینی کہتے ہیں کہ یہ مچھلی کی ایک قسم ہے جو بہت بڑی ہوتی ہے۔ اس مچھلی کے علاوہ تمام دریائی جانوروں کا شکار کیا جاتا ہے۔ اس کے خواص میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ دو شخص جن کے درمیان عداوت و خصومت ہو جب بھون کر اس کو کھالیں تو جو ان کی آپس عداوت ہوتی ہے وہ الفت و محبت میں بدل جاتی ہے۔

الأیم والاین

یہ سانپ کی قسم ہے۔ ازرقی نے تاریخ مکہ میں کہا ہے کہ الایم نر سانپ کو کہتے ہیں۔ پھر اس نے اپنی سند سے طلق بن حبیب سے روایت کیا ہے کہ ہم حطیم میں عبداللہ بن عمرو بن العاص کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ جب سایہ سکڑ نے لگا اور مجلسیں برخاست ہونے لگیں تو ناگہاں ہم نے ایک چمک دار سانپ دیکھا جو باب بنی شیبہ سے نکلا تو اس کی طرف لوگ آنکھیں اٹھا اٹھا کر دیکھنے لگے تو اس نے بیت اللہ کے سات طواف کیے پھر مقام کے پیچھے دو رکعت نماز ادا کی تو ہم نے کہا اے عمرہ ادا کرنے والے! اللہ تعالیٰ تیرے عمرہ کے ارکان پورے کرے ہماری سرزمین میں غلام اور بیوقوف لوگ ہیں اور ہم تیرے متعلق خوفزدہ ہیں (کہ تجھے کوئی نقصان نہ پہنچائے) تو وہ نکل کر آسمان کی طرف چلا گیا پھر ہم نے اس کو نہیں دیکھا۔ حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

نے اس سانپ کو قتل کرنے کا حکم دیا ہے۔ ابن سکیت کہتے ہیں کہ اصل میں ایم بالتشدید تھا پھر اس کو مخفف کیا گیا جس طرح لین اور لین ہے اور ھین اور ہین ہے اس کی جمع ایوم ہے۔ اور عنقریب لفظ کعب میں اس کے بعد وہ کچھ بیان کریں گے جو ازرقی نے بیان کیا ہے۔

الایّل

یاء مکسورہ مشددہ کے ساتھ بارہ سنگھے کو کہتے ہیں۔ اس کی جمع اوعال ہے اس کی واحد وعل ہے اور الایل بھی۔ اور الایل بھی اس کی ایک لغت ہے کہتے ہیں کہ یہ وہی ہے جس کو فارسی میں گوزن کہتے ہیں اور اس کے اکثر اوصاف و حالات جنگلی گائے کے مشابہ ہیں۔ یہ جب صیاد سے شکار ہو جانے کا خوف کھاتا ہے تو پہاڑ کی چوٹی سے نیچے چھلانگ لگا دیتا ہے اور اس سے اس کو کوئی نقصان بھی نہیں ہوتا۔ اس کی عمر کے سال اتنے ہوتے ہیں جتنی اس کے سینگ کی گرہیں ہوتی ہیں جب اس کو سانپ ڈس لیتا ہے تو یہ سرطان (آبی کیکڑا) کھالیتا ہے (تو اس کو کوئی ضرر نہیں پہنچتا) اور یہ مچھلی سے دوستی رکھتا ہے اس لئے کہ ساحل کی طرف مچھلیوں کو دیکھنے جاتا ہے تو وہ بھی خشکی میں نکل آتی ہیں تا کہ وہ انہیں دیکھ سکے۔ مچھلی کے شکاریوں کو یہ بات معلوم ہے اس لئے وہ اس کا چمڑا پہن کر جاتے ہیں تا کہ مچھلیاں ان کی طرف آئیں اس طرح وہ انہیں شکار کر لیتا ہے یہ سانپ کھانے کا شوق مند ہے جہاں بھی اس کو ملیں انہیں کھالیتا ہے اور بسا اوقات وہ اسکو ڈس لیتا ہے تو اس کے آنسو نکل کر اس کی آنکھوں کے کویوں کے نیچے گر پڑتے ہیں یہ اپنی انگلی ان میں داخل کرتا ہے تو وہ آنسو خشک ہو جاتے ہیں۔

زہر کا تریاق: وہ آنسو موم کی طرح ہو جاتے ہیں تو اسے سانپ کی زہر کے لئے تریاق بنایا جاتا ہے اور اسے حیوانی زہر باد کہتے ہیں۔ اس میں سے عمدہ ترین تریاق وہ ہے۔ جس کا رنگ زرد ہو۔ یہ ہندوستان سندھ اور فارس میں پایا جاتا ہے۔ جب اس کو سانپ اور بچھو کے ڈنگ پر رکھا جائے تو اس کو بہت فائدہ ہوتا ہے۔ اسی طرح جس شخص نے زہر پی ہو وہ اگر اس کو منہ میں رکھے تو اس کو بہت فائدہ ہوتا ہے زہروں کے اثر زائل کرنے میں اس کی بہت بڑی اور عجیب تاثیر ہے۔ اس جانور کے سینگ دو سال سے پہلے نہیں نکلتے جب اس کی عمر دو سال ہو جائے تو اس کے دو سینگ سیدھے میخ کی طرح نکل آتے ہیں پھر تیسرے سال ان سینگوں کی اور شاخیں نکل آتی ہے۔ پھر چھ سال پورے ہونے تک یہ شاخیں بڑھتی رہتی ہیں۔ جب وہ نکلتے ہیں تو وہ ان کو سورج کی طرف اور اس کے سامنے رکھتی ہے تا کہ وہ مضبوط ہو جائیں۔

ارسطو کا قول: ارسطو کہتے ہیں۔ اس قسم کے جانور کو سیٹیاں بجا کر اور گانے گا کر شکار کیا جاتا ہے۔ اور جب تک یہ اس کی آواز سنتا رہے یہ سوتا نہیں۔ اس لئے شکاری اس کو اسی طرف لگا رکھتے ہیں اور پیچھے سے آکر جب دیکھتے ہیں کہ اس نے اس آواز کی طرف کان لگا رکھے ہیں تو اس کو پکڑ لیتے ہیں۔ اس کا ذکر مضبوط پٹھے سے ہے جس پر نہ گوشت ہے اور نہ ہڈی۔ اور اس کا سینگ ٹھوس ہوتا ہے اندر سے جوفدار نہیں ہوتا۔ یہ بذات خود نہایت بزدل ہوتا ہے۔ ہمیشہ خوفزدہ رہتا ہے۔ اور یہ بہت جلد سانپ کھا جاتا ہے جب یہ سانپ کھاتا ہے تو دم سے اس کو کھانا شروع کرتا ہے اور سر تک کھا جاتا ہے اور ہر سال اپنے سینگ گراتا ہے۔ اور یہ کام اللہ کی طرف سے الہام کی وجہ سے کرتا ہے کیونکہ لوگ اس کے سینگوں سے ہر برے جانور کو بھگاتے ہیں اور ولادت کی تنگی

Marfat.com

کو آسان کرتا ہے اور حاملہ عورتوں کے لئے مفید ہے۔ اور جب اس کا کچھ حصہ جلا کر شہد ملا کر چاٹا جائے تو پیٹ کے کیڑے مر جاتے ہیں۔ یہ سب باتیں ارسطو نے ''النعوت'' میں کہی ہیں اور یہ جانور بہت موٹا ہوتا ہے اتفاقاً جب یہ اس طرح ہو جاتا ہے تو شکار ہو جانے کے ڈر سے بھاگ جاتا ہے۔

تتمہ: زجاجی کہتے ہیں ابن درید سے شاعر کے اس قول کا مطلب پوچھا گیا۔

هجرتك لا قلى منى ولكن

رأيت بقاء ودك فى الصدود

''میں نے تجھے چھوڑ دیا مگر ناراضگی سے نہیں لیکن میں نے دیکھا کہ اعراض کرنے سے ہی تم سے دوستی باقی رہ سکتی ہے۔''

كهجر الحائمات الورد لما

رأت ان المنية فى الورود

''جس طرح پیاسے جانور گھاٹ پر جانے کو چھوڑ دیتے ہیں۔ کیونکہ انہیں معلوم ہے کہ گھاٹ پر جا کر پانی پینے میں موت ہے۔''

تغيظ نفوسها ظمأ وتخشى

حماما فهى تنظر من بعيد

''پیاس سے ان کی سانسیں کم ہو رہی ہیں دل گھبرا رہا ہے لیکن وہ موت سے ڈرتے ہیں اس لئے دور سے ہی دیکھ رہے ہیں۔''

تصد بوجه ذى البغضاء

عنه وترمقه بالحاظ الودود

''دشمنی رکھنے والے کے چہرے کی طرح اس سے وہ منہ پھیر لیتے ہیں۔ لیکن دوست رکھنے والے کی آنکھوں سے اسے دیکھتے ہیں۔''

ابن درید نے کہا ''الحائم'' اس کو کہتے ہیں جو پانی کے آس پاس گھومتا رہے لیکن اس تک وہ پہنچ نہ سکے۔ شعر کے معنی ہیں کہ بارہ سنگے گرمیوں میں سانپوں کو کھاتے ہیں تو سخت گرمی سے ان کے وجود بہت گرم ہو کر شعلے مارنے لگتے ہیں تو وہ پانی تلاش کرتے ہیں جب پانی دیکھ لیتے ہیں تو اس کو پینے سے باز رہتے ہیں اور اس کے آس پاس گھومتے رہتے ہیں اور اسے سونگھتے رہتے ہیں کیونکہ اگر وہ اس حالت میں پانی پی لیں تو ان کے پیٹوں میں موجود زہر سے جب یہ پانی مل جائے تو وہ زہر اپنا اثر دکھا کر انہیں فوراً ہلاک کر دیتی ہے اس لئے وہ لمبا عرصہ تک پانی پینے سے باز رہتے ہیں یہاں تک زہر کا جوش ختم ہو جائے تو وہ پانی پی لیتے ہیں تو انہیں وہ ضرر نہیں دیتا۔ اس لئے یہ شاعر کہتا ہے کہ میں سخت ضرورت کے باوجود تیرا وصال ترک کرنے میں سخت پیاسوں کی مجلس کی طرح ہوں جو سخت ضرورت مند ہونے کے باوجود اپنی زندگی پر رحم کھاتے ہوئے اپنے بقاء کے لئے پانی نہیں پیتے۔

Marfat.com

امام زجاجیؒ: زجاجی کا نام عبدالرحمٰن بن اسحٰق ابوالقاسم الزجاجی ہے جو نحو کے بہت بڑے امام تھے ابواسحاق الزجاج کے ساتھ رہے اس لئے اس نسبت سے وہ مشہور ہو گئے اور اسکی طرف منسوب ہوئے انہوں نے ''کتاب الجمل'' لکھی اس کو کثرۃ امثلہ سے لمبی کر دیا۔ جو شخص بھی اس کتاب کے ساتھ مشغول ہوا اس نے اس سے فائدہ حاصل کیا کیونکہ انہوں نے اس کو کعبہ مشرفہ میں تصنیف کیا اور ہر باب کے بعد بیت اللہ کا سات دفعہ طواف کر کے اللہ سے دعا کی کہ اے اللہ میرے گناہ معاف کر دے اور اس کتاب کے قاری کو اس سے نفع حاصل کرنے کی توفیق عطا فرما۔

ان کے کلام سے ہے۔ ما حرم الله شيئا الا واحل بازائه خيرا منه حرم الميتة و اباح المزكى وحرم الخمر واباح النبيذ وحرم السفاح واباح النكاح و حرم الربا واباح البيع یعنی اللہ تعالیٰ نے جو کچھ بھی حرام کیا اس کے مقابل اس سے اچھی چیز حلال کی۔ مردار حرام کیا تو ذبح کیا ہوا جانور مباح کیا۔ شراب کو حرام کہا تو نبیذ کو حلال اور مباح کیا۔ زنا حرام کیا لیکن نکاح مباح کیا۔ سود حرام کیا لیکن خرید و فروخت کو مباح کیا۔

زجاجی ۳۳۹ھ یا ۳۷ھ میں دمشق میں یا طبریہ میں فوت ہوئے۔

ابومنصور موہب جوالیقی لغوی نے کیا خوب شعر کہے۔

ورد الورى سلسال جودك فارتووا
ووقفت حول الورد وقفة حائم

''تیری سخاوت کی نہر ساری مخلوق پر وارد ہوئی تو وہ سیراب ہو گئے مگر میں پیاسے کی طرح گھاٹ کے پاس کھڑا رہا۔''

حيران اطلب غفلة من وارد
والورد لا يزداد غير تزاحم

''میں حیران کھڑا آنے والے کی غفلت کا طلبگار رہا لیکن آنے والے بھیڑ میں اضافہ کر رہے تھے۔''

جوالیقی فنون ادب کا امام تھا اس کی مفید تصانیف ہیں۔ یہ خلیفہ المقتفی کو پانچ نمازیں پڑھایا کرتے تھے۔ جب پہلی دفعہ خلیفہ کے پاس گیا تو کہا السلام علی امیر المومنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ تو طبیب ھبۃ اللہ بن صاعد ابن تلمیذ النصرانی نے کہا اے شیخ! اس طرح امیر المومنین کو سلام نہیں کیا جاتا۔ تو جوالیقی نے اس کی طرف توجہ نہیں کی اور مقتفی سے کہا۔ اے امیر المومنین جو سلام میں نے کہا سنت نبویہ یہی لے کر آئی ہے اور سلام کے طریقہ پر اس نے ایک حدیث بھی بیان کی۔ پھر کہا اے امیر المومنین اگر کوئی قسم کھا لے کہ کسی یہودی یا نصرانی کے دل میں معتبر طریقہ پر کوئی علم بھی نہیں پہنچ سکتا تو اس پر کبھی حانث ہونے کا کفارہ لازم نہیں آئے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر کر دی ہے اور اس مہر کو ایمان ہی کھول سکتا ہے تو خلیفہ نے کہا تو نے سچ کہا اور اچھی بات کہی۔ اس نے کہا تو گویا اس نے ابن التلمیذ کے منہ میں پتھر ڈالے باوجود اس کے فضل اور بہت بڑے ادیب کے اور دو بیت جو اوپر بیان ہوئے ہیں یہ ابن خشاب کے ابیات سے ہیں۔

جوالیقی ۵۳۹ھ بغداد میں فوت ہوئے۔

شرعی حکم: اس کا کھانا حلال ہے کیونکہ یہ عمدہ اور پاک صاف ہے جس طرح وعل ہے۔ اس کو رافعی نے باب الاطعمہ میں ذکر

Marfat.com

نہیں کیا بلکہ اس کو باب الربا میں ذکر کیا ہے اور ''ظبا'' (ہرنی) اور ''ایل'' یعنی پہاڑی بکرے کی اس قسم کے گوشت میں شیخ ابی محمد کو کچھ تردد اور شک ہے۔ کیونکہ علماء نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ یہ ''معز'' کے ساتھ ''ضان'' کی طرح ہے۔ لہٰذا ایک دوسرے کے ساتھ ان کو فروخت کرنا درست نہیں مگر برابر برابر۔ اور متولی نے اس بارے میں دونوں وجہیں بلاترجیح بیان کی ہیں۔

طبی فوائد اور خواص: اس کے سینگوں کی دھونی سے کیڑے مکوڑے اور ہر زہریلی چیز بھاگ جاتی ہے۔ اور جب اس کے سینگ کو جلا کر کوٹ کر مسواک کیا جائے تو دانتوں کی زردی اور گڑھے ختم ہو جاتے ہیں اور جڑیں مضبوط ہوتی ہیں۔ اور جو آدمی اس کے اجزاء میں سے کوئی جزء اپنے پاس رکھے تو جب تک وہ اس کے پاس ہو تو وہ نہیں سو سکتا اس کا عضو تناسل خشک کر کے پیس کر پیا جائے تو قوت باہ بہت زیادہ ہو جاتی ہے۔

اس کا خون پینے سے مثانے کی پتھر پھٹ جاتی ہے۔ واللہ اعلم

ابن آوی

ابن آوی گیدڑ کو کہتے ہیں اس کی جمع بنات آوی۔ اسی طرح ابن عرس، ابن مخاض ابن لبوں کی جمع بھی آتی ہے۔ جیسے بنات عرس، بنات لبون، بنات مخاض۔ ابن آوی منصرف نہیں ہوتا۔ ایک شاعر نے کہا ہے۔

ان ابن اوی لشدید المقتنص
وهو اذا ما صيد ريح فی قفص

''گیدڑ سخت شکاری ہے۔ مگر جب شکار کیا جائے تو پنجرے داخل ہو جاتا ہے۔''

اس کی کنیت ابو ایوب، ابو ذویب، ابو کعب اور ابو وائل ہے۔ اس کو ابن اوی اس لئے کہتے ہیں کہ یہ اپنی جنس کے دوسرے گیدڑوں کی آواز کی طرف جگہ پکڑتے ہیں یہ صرف رات کو ہی آواز کرتا ہے کیونکہ جب یہ اکیلا رہ جاتا ہے تو ڈر جاتا ہے۔ اس لئے آواز کرتا ہے۔ اس کی آواز بچوں کی آواز کی طرح ہے۔ یہ لمبے لمبے پنجوں اور ناخنوں والا ہوتا ہے۔ یہ دوسرے جانوروں پر حملہ کرتا ہے اور جس پرندہ جانور کو شکار کرتا ہے اس کو کھا جاتا ہے۔ اور مرغ بہ نسبت لومڑی کے اس سے زیادہ ڈرتے ہیں کیونکہ یہ جب کسی درخت یا دیوار کے نیچے سے گزرے جس پر مرغ ہوں تو وہ ڈر سے نیچے گر پڑتے ہیں اگرچہ بہت زیادہ تعداد میں کیوں نہ ہوں۔

شرعی حکم: صحیح بات یہی ہے کہ اس کا کھانا حرام ہے۔ کیونکہ یہ اپنی کچلیوں سے حملہ کرتا ہے اگر کہا جائے کہ اس کے ناب کمزور ہوتے ہیں جس طرح بجو اور لومڑی کے ناب کمزور ہوتے ہیں اس لئے یہ ایک نیا طریق ہوگا تو ہمارے مسلک میں اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس میں دو وجہیں ہیں اور جو کچھ محرر، منہاج، شرح اور الحاوی الصغیر میں ہے اس کے مطابق صحیح اس کا حرام ہونا ہے اور شیخ ابو حامد نے اس کی حلت کو پسند کیا ہے۔ امام احمد سے اس بارے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا جو جانور بھی کچلیوں کے ساتھ نوچ کر کھاتے ہیں وہ سباع میں سے ہیں ابو حنیفہ اور ان کے دونوں ساتھیوں نے اس کے کھانے سے منع کیا ہے۔

طبی فوائد اور خواص: جب اس کی زبان کسی گھر میں رکھ دی جائے تو اس کے رہنے والوں میں جھگڑا شروع ہو جائے گا۔ اس

Marfat.com

کا گوشت دیوانگی، مرگی جو مہینے کے آخر میں واقع ہو اس کے لئے نفع بخش ہے۔ جس کو نظر لگ جانے کا خطرہ ہو وہ اگر اس کی دائیں آنکھ اپنے پاس رکھے تو اس کو کسی کی نظر لگنے کا کوئی خطرہ نہ رہے گا۔ اور اس کا دل کوئی اپنے پاس رکھے تو تمام درندوں سے اللہ تعالیٰ کے حکم سے محفوظ رہے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

باب الباء الموحدة

البابوس

لوگوں اور ان کے علاوہ چیزوں کی چھوٹی اولاد کو بابوس کہتے ہیں۔ ابن احمر نے یہ شعر کہا۔

حنت قلوصی الی بابوسها طربا
وما حنينك بل ما انت والذكر

''میری اونٹنیوں نے بھی خوشی سے اپنے چھوٹے بچوں سے شفقت کی اور تیری آواز بھی کچھ نہیں اور نہ تو ہے اور نہ تیرا ذکر کرنا۔''

البازی

اس کی فصیح لغت بازی مخفف ہے۔ اور دوسری لغت باز اور تیسری بازی بتشدید الیاء ہے ابن سیدہ نے یہ بیان کیا ہے۔ یہ بلا اختلاف مذکر استعمال ہوتا ہے۔ تثنیہ کے لئے بازیان اور جمع کے لئے بزاۃ ہے جیسے قاضی اور قضاۃ۔ یہ بازوں اور شاہینوں وغیرہ شکاری شکروں پر بولا جاتا ہے۔ یہ لفظ بزوان سے مشتق ہے جس کا معنی کودنا ہوتا ہے۔ اس کی کنیت ابوالاشعث، ابوالبہلول اور ابو لاحق ہے یہ تمام حیوانات سے زیادہ متکبر ہوتا ہے اور اخلاق و عادات میں سب سے زیادہ تنگ اور برا ہوتا ہے۔

قزوینی نے عجائب المخلوقات میں کہا ہے کہ یہ صرف مونث ہی ہوتا ہے اور اس کا مذکر کئی قسم ہوتا ہے گدھ اور شاہین وغیرہ کی طرح۔ اسی لئے ان کی شکلیں بھی مختلف ہوتی ہیں۔

عبداللہ بن مبارک کے واقعات: حضرت عبداللہ بن المبارک سے ہم نے روایت کی ہے کہ وہ تجارت کیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اگر یہ پانچ شخص نہ ہوتے تو میں تجارت نہ کرسکتا دو سفیان ہیں۔ ایک ابن ثوری اور دوسرا ابن عیینہ اور تیسرا فضیل چوتھا ابن سماک اور اور پانچوں ابن علیہ یعنی وہ اس لئے تجارت کرتے کہ ان سے صلہ رحمی کریں اور ان کو عطیات وغیرہ دیں۔ ایک سال وہ ان کی طرف آئے تو کسی نے انہیں کہا کہ ابن علیہ قاضی بن گیا تو وہ اس سے نہیں ملے پھر جب خود ابن علیہ انہیں ملنے آیا تو اس طرف کی نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھا پھر اس کو یہ اشعار لکھ کر بھیجے۔

یا جاعل العلم له بازیا
یصطا اموال المساكين

''اے وہ شخص جس نے علم کو اپنے لئے باز بنالیا۔ جس سے وہ لوگوں کے اموال کو شکار کرتا ہے۔''

Marfat.com

احتلت للدنيا ولذاتها

بحيلة تذهب بالدين

''تو نے دنیا اور اس کی لذتوں کے لئے حیلہ کیا جو دین کو ختم کر دیتا ہے۔''

فصرت مجنونا بها بعدما

كنت دواء للمجانين

''تو تم اس کے دیوانے بن گئے حالانکہ اس سے پہلے آپ دیوانوں کے لئے دوا تھے۔''

اين رواياتك فى سردها

لترك ابواب السلاطين

''تیری وہ روایات کہاں ہیں جنہیں تو بادشاہوں کے دروازے چھوڑنے کے لئے بیان کرتا تھا۔''

اين رواياتك فى ما مضى

عن ابن عوف و ابن سيرين

''تیری وہ روایات کہاں گئیں جو تو ابن عوف سے اور ابن سیرین سے ماضی میں بیان کرتا تھا۔

ان قلت اكرهت فذا باطل

ذلّ حمار العلم فى الطين

''اگر تم یہ کہو کہ میں مجبور کیا گیا تو یہ غلط ہے بلکہ علم کا گدھا کیچڑ میں گر گیا ہے۔''

جب ابن علیہ کو یہ اشعار پہنچے تو وہ رشید کے پاس گئے۔ اور وہاں ہی رہے یہاں تک کہ اس کو استعفا دیا جو اس نے قبول کر لیا تب وہ وہاں سے واپس گھر آئے۔

یہ عبداللہ بن المبارک بہت بڑے بزرگ عابد زاہد امام تھے علم وعمل کے جامع تھے ابن خلکان ان کے حالات میں بیان کرتے ہیں ایک آدمی کو عبداللہ کے پاس چھینک آئی تو اس نے الحمد للہ نہ کہا تو عبداللہ بن المبارک نے اس سے پوچھا کہ جب کسی کو چھینک آئے تو کو کیا کہنا چاہے تو اس نے کہا الحمد لله تو عبداللہ بن مبارک نے کہا يرحمك الله تمام حاضرین ان کی اچھی ادب آموزی پر متعجب ہوئے۔

نیز ابن خلکان نے کہا کہ ہارون الرشید رقہ میں آیا تو لوگ اکٹھے ہو کر عبداللہ بن مبارک کے پیچھے چلنے لگے۔ ہجوم کی وجہ سے لوگوں کی جوتیاں ٹوٹنے لگیں اور گرد وغبار اڑنے لگا۔ تو قصر الخشب سے ہارون الرشید کی ایک ام ولد باندی نے جھانک کر دیکھا تو پوچھنے لگی یہ کون شخص ہے تو کسی نے کہا یہ خراسان کا ایک عالم ہے جس کا نام عبداللہ بن مبارک ہے تو وہ کہنے لگی خدا کی قسم حقیقتاً بادشاہی تو اس عالم کی ہے۔ ہارون الرشید کی نہیں جو لوگوں کو پولیس کے ذریعے یا اپنے معاونین کے ذریعے جمع کرتا ہے۔

ایک اور مورخ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن مبارک نے شام میں ایک آدمی سے عاریۃً قلم لی تو انہیں ایک سفر درپیش آ گیا تو سفر پر انطاکیہ چل نکلے اور بھول کر قلم ساتھ ہی لے گئے تو انطاکیہ سے شام کو پیدل واپس آئے اور جس سے قلم لیا تھا اس کو واپس کیا۔

Marfat.com

روایت کیا گیا ہے کہ آپ کے ذکر کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے آپ رحمہ اللہ ۱۸۱ھ میں فوت ہوئے۔

رشید کا عجیب واقعہ: رشید کے واقعات میں سے ایک واقعہ یہ ہے کہ وہ ایک شکار کو نکلا تو ایک سفید سیاہی مائل باز شکار کے لئے چھوڑا تو وہ بلندی کی طرف اڑتا رہا یہاں تک کہ ہوا میں غائب ہو گیا۔ کافی دیر بعد جبکہ سب مایوس ہو چکے تھے وہ آیا اور اس کے پاس ایک مچھلی تھی تو رشید نے علماء کو اکٹھا کر کے اس کے بارے میں ان سے پوچھا۔ تو مقاتل نے کہا امیر المومنین! ہم نے آپ کے دادا ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ ہوا مختلف قسم کی خلقت والی مخلوق سے آباد ہے۔ جس میں انڈے دینے والے جانور بھی ہیں جن کے مچھلی کی طرح بچے پیدا ہوتے ہیں جس کے بازو ہوتے ہیں۔ مگر پر نہیں ہوتے تو اس نے مقاتل کو انعام دیا اور اس کا اکرام واحترام کیا۔

باز کی قسمیں: اس کی پانچ قسمیں ہیں (۱) البازی (۲) الزرق (۳) الباشق (۴) البیدق (۵) الصقر ان میں بازی سب سے زیادہ گرم مزاج ہوتا ہے کیونکہ وہ پیاس پر بہت کم صبر کر سکتا ہے۔ اور گھنے سایوں اور پرانے جھنڈ دار درختوں کے اگنے کی جگہوں میں اس کا ٹھکانہ ہوتا ہے اس کے بازو ہلکے ہوتے ہیں بہت تیز چلتا ہے۔ ان کے نر کے مقابلہ میں مادہ بڑے بڑے پرندوں پر حملہ کرتی ہیں اور زیادہ دلیر اور با جرأت ہوتی ہے۔ اس قسم کو بہت سی بیماریاں لگ جاتی ہیں۔ اور ان کا گوشت کم ہونے لگتا ہے اور لاغر ہو جاتے ہیں ان سے بہترین قسم وہ ہوتی ہے جس کے پر کم ہوں' آنکھیں سرخ ہوں اور ان کی آنکھوں میں تیزی ہو۔ جس طرح ناشی نے کہا۔

لو استضاء المرء فی ادلاجه

بعینه کفته عن سراجه

''اگر آدمی اندھیرے میں چلنے کے دوران اپنی آنکھوں سے روشنی حاصل کرے تو اسے چراغ لے کر چلنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔''

نیلی سرخ آنکھوں والا اس سے کم حیثیت کا ہوتا ہے اور زرد رنگ والا ان دونوں سے گھٹیا ہوتا ہے۔ اس کی اچھی صفات میں سے یہ ہے کہ اس کی گردن لمبی ہو۔ سینہ چوڑا' کندھوں کے مابین جگہ زیادہ اور کھلی ہو۔ دم کی جانب پتلی اور لاغر ہو' لمبے رانوں والا جن پر بال بھی ہوں اس کی کلائیاں چھوٹی ہوں۔ بازی کے بچوں کا نام عطریفا ہوتا ہے۔ باز کی انتہائی شرافت کی مثال دی جاتی ہے جیسے ایک شاعر کہتا ہے۔

اذا ما اعتز ذو علم بعلم

فعلم الفقه اولی با عتزاز

''جب کوئی انسان کسی دوسرے علم کی وجہ معزز ہو سکتا ہے تو علم فقہ عزت دار ہونے میں سے سب سے زیادہ حقدار ہے۔''

وکم طیب یفوح ولا کمسك

وکم طیر یطیر ولا کباز

Marfat.com

''کتنی خوشبوئیں مہکتی ہیں لیکن کستوری کی طرح کوئی نہیں ۔اور کتنے ہی پرندے اڑتے ہیں لیکن باز کی طرح کوئی نہیں اڑتا''۔

شیخ زاہد ابوالعباس قسطلانی کہتے ہیں کہ میں نے شیخ ابوشجاع زاہر بن رستم الاصبہانی سے سنا کہ مجھے مکہ کے مقام ابراہیم کے امام نے خبر دی کہ میں نے شیخ احمد خادم الشیخ حماد سے سنا کہ شیخ عبدالقادر شیخ حماد دباس کے پاس ملاقات کے لیے گئے تو شیخ نے ان کی طرف دیکھا تو انہوں نے دیکھا کہ اس نے باز کا شکار کیا ہے تو شیخ کی نظر ان میں اثر کر گئی تو وہ اپنے تمام اسباب سے خالی ہو گیا اور ان کے اکابر ساتھیوں میں شامل ہو گیا۔اسی لئے شیخ عبدالقادر کہتے تھے۔

انا ببلبل الا فراح املأ دوحها
طربا وفی العلیاء باز اشهب

''میں خوشی کی حالت میں خوشیوں کے جمال سے اس کے درختوں کو بھر دوں گا۔اور بلندی میں ایک باز سفید سیاہی مائل ہے۔''

شیخ ابواسحٰق شیرازی نے اپنے طبقات میں کہا ہے کہ ابن شریح کو باز اشہب کہا جاتا ہے۔وعیظی نے اپنے قصیدے کے شروع میں کہا۔

لیس المقام بدارالذل من شیمی
ولا معاشرة الانذال من هممی

''ذلت کے گھر میں ٹھہرنا میری خصلت سے نہیں اور کمینوں کے ساتھ زندگی گزارنا میرے مقصد میں نہیں۔''

ولا مجاورة الاوباش تجمل بی
کذالك الباز لا یأوی مع الرخم

''اور کمینے اوباش لوگوں کی ہمسائیگی بھی مجھے اچھی نہیں لگتی۔اسی طرح باز کبھی کرگس کے ساتھ نہیں رہتا۔''

باشق شین کے فتح وکسرہ کے ساتھ یہ عجمی ہے اور معرب ہے اس کی کنیت ابوالآخر ہے یہ بھی گرم مزاج ہوتا ہے اس میں بے قراری اور ڈر غالب رہتا ہے کسی وقت یہ مانوس ہوتا ہے اور کسی وقت ڈر جاتا ہے یہ طاقت ور دل والا ہوتا ہے جب ان میں چھوٹا مانوس ہو جائے تو اس کا مالک شکار سے اپنی مراد پا لیتا ہے۔یہ ہلکا پھلکا ہوتا ہے عمدہ خصائل والا ہوتا ہے۔بادشاہوں کو بھی اس کی خدمت کرنی چاہیے کیونکہ یہ باز سے بھی عمدہ شکار کر کے لاتا ہے جیسے تیتر کبوتر اور قمری۔یہ بہت زیادہ شہوت والا ہوتا ہے۔اور جب اس کا شکار اس سے زیادہ طاقت ور ہو تو یہ اس کو چھوڑتا نہیں جب تک کوئی ایک ان میں سے تلف نہ ہو جائے۔اس کی بہترین صفات میں سے یہ ہے کہ یہ دیکھنے میں چھوٹا ہو مگر ترازو میں بھاری ہو لمبی پنڈلیوں والا ہو چھوٹے رانوں والا ہو۔

بیدق صرف چھوٹی چڑیوں کا شکار کرتا ہے۔یہ کم غناء والا ہے طبیعت میں یہ عقعق کے ساتھ ملتا جلتا ہے ابوالفتح کشاجم شاعر کہتا ہے۔

حسبی من البزاة و البیادق بیدق یصید صید الباشق

Marfat.com

''مجھے تمام بازیوں اور بیدقوں سے ایک ہی ایسا بیدق کافی ہے جو باشق کی طرح شکار کرتا ہے۔''

مــــودب مــــدرب الــــخلائــــق   اصیــــد مــــن مــــعشــــوقة لــــعــــاشــــق

''وہ صاحب ادب ہے اور تمام مخلوق کا تربیت یافتہ ہے عاشق کے لئے معشوق کو بہت زیادہ شکار کرتا ہے۔''

یسبــــق فــــی الســــرعة کــــل ســــابــــق   لیــــس لــــه فــــی صیــــده مــــن عــــائــــق

''جلدی میں ہر آگے بڑھنے والے سے وہ آگے بڑھ جاتا ہے اور اس کے شکار کرنے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی۔''

ربیتــــه وکــــنــــت غیــــر واثــــق   ان الــــفــــرازیــــن مــــن البیــــادق

''میں نے اس کو پال کر رکھا ہے اور مجھے اعتماد نہیں تھا کہ شطرنج کی ملکائیں بھی بیدقوں کی طرح شکاری ہیں۔''

عقصی تمام شکاری پرندوں سے جسم میں چھوٹا ہوتا ہے اور حیلہ و تدبیر میں سب سے زیادہ کمزور' یہ بہت زیادہ ڈرپوک اور مایوس طبع ہوتا ہے۔ بعض دفعہ یہ چڑیوں کو شکار کرتا ہے اور بسا اوقات ان سے ڈر کر بھاگ جاتا ہے یہ شکل میں باشق کی طرح ہوتا ہے لیکن اس سے کچھ چھوٹا ہوتا ہے۔

شرعی حکم: باز کی تمام اقسام کو کھانا حرام ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے درندوں سے ہر ''ناب'' (کچلیوں) والے اور پرندوں میں سے' ہر پنجے والے جانور سے منع فرمایا ہے۔ اس حدیث کو امام مسلم نے میمون بن مہران سے انہوں نے ابن عباسؓ سے بیان کیا ہے۔ اور اکثر اہل علم کا یہی مذہب ہے۔ امام لیث' اوزاعی اور یحییٰ بن سعید کہتے ہیں کہ پرندوں میں سے کوئی چیز بھی حرام نہیں۔ انہوں نے عام آیات مبیحہ سے دلیل لی ہے۔ اسی طرح امام مالک کو کچلیوں والے درندوں کی حرمت بھی صحیح سند سے نہیں پہنچی لہٰذا وہ ان کے نزدیک سب مباح ہیں۔ ابھری کہتے ہیں کہ پنجوں کے بارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح سند سے نہی ثابت نہیں۔ اور ان کے غیر نے کہا کہ پنجوں والے پرندوں کی حرمت والی حدیث صحیح نہیں کیونکہ میمون بن مہران اس کو ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں درمیان میں سعید بن جبیر کا واسطہ چھوٹ گیا ہے اس علت کی وجہ سے یہ حدیث صحیح کے مرتبہ سے گر گئی ہے۔

ہمارے امام شافعی فرماتے ہیں کہ محرم کو اپنے لیے باز یا شکاری کتا وغیرہ نہیں رکھنا چاہیے یہ شکار کو بھگاتا ہے۔ اور بسا اوقات شکار ان سے چھوٹ کر بھاگتا ہے تو آگے جا کر شکار ہو کر مر جاتا ہے۔

اگر کوئی کتا ساتھ لے کر جائے اور شکار پر اس کو چھوڑ دے لیکن وہ اس کو قتل بھی نہ کرے بلکہ اس کو کوئی تکلیف بھی نہ دے تو اس محرم پر کوئی کفارہ لازم نہیں البتہ وہ گنہگار ضرور ہوگا جس طرح کوئی محرم آدمی شکار کو تیر مارے تو وہ خطا ہو جائے تو ایسا تیر پھینکنے کی وجہ گنہگار ضرور ہوگا کیونکہ اس نے حرام کا قصد کیا لیکن اس کے ذمہ کوئی ضمانت یا کفارہ نہیں ہوگا۔ کیونکہ اس کے تیر سے کوئی چیز تلف نہیں ہوئی۔

امام شافعی فرماتے ہیں کہ جس کے مارنے میں نفع یا نقصان ہو تو نفع والے جانور کو مارنا مستحب نہیں ہے اس طرح نقصان والے جانور کو لوگوں پر زیادتی کرنے انہیں نقصان دینے کی وجہ سے ناپسند اور مکروہ بھی نہیں جس طرح باز' چیتا باشا اور عقاب وغیرہا۔ اور باز کو بلا اختلاف بیچنا یا کرائے پر دینا جائز ہے کیونکہ وہ پاک اور نفع مند چیز ہے۔

امام ترمذی نے عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے باز کے شکار کے متعلق پوچھا تو

Marfat.com

آپ نے فرمایا جو کچھ وہ تمہارے لیے روک رکھے اسے کھاؤ۔

ضرب الامثال: عرب کہتے هل ینهض البازی بغیر جناح کیا باز بغیر بازوؤں کے اٹھ سکتا ہے؟ اس مثال سے تعاون اور اتفاق پر راغب کیا جاتا ہے جس طرح باز بغیر بازوؤں کے کوئی کام نہیں کرسکتا اسی طرح اتفاق اور تعاون کے بغیر کوئی اکیلا آدمی کوئی کام نہیں کرسکتا ایک شاعر کہتا ہے۔

اخاك اخاك ان من لا اخالهٗ

کساع الی الهیجا بغیر سلاح

''یعنی اپنے بھائی کا خیال رکھ اپنے بھائی کا خیال رکھ کیونکہ جس کا کوئی بھائی نہیں ہوتا وہ اس طرح ہے جیسے جنگ کی طرف بغیر ہتھیار کے دوڑ کر جا رہا ہو۔''

وان ابن عم المرء فاعلم جناحه

وهل ینهض البازی بغیر جناح

''آدمی کے چچا کا بیٹا جان لو کہ وہ بازو ہے اور کیا بازو کے بغیر کوئی باز اٹھ سکتا ہے؟ یعنی نہیں''

ایک کہانی: ابوایوب سلیمان بن ابی مجالد کی نمکین امثال میں سے ہے کہ خالد بن یزید ارقط کہتے ہیں ایک دفعہ ابوایوب لوگوں کو احکام صادر کر رہا تھا اور منع کر رہا تھا کہ اچانک اس کو منصور نے طلب کرلیا تو اس کا رنگ زرد ہوگیا اور کانپنے لگا۔ جب اس کے پاس سے ہو کر واپس ہوا تو اس کا رنگ واپس آیا اور ہمیشہ اس طلبی پر اسکا یہی حال ہو جاتا تھا۔ تو اسے کہا گیا کہ باوجود منصور کے پاس اکثر جانے اور اس مانوس ہونے کے ہم دیکھتے ہیں کہ آپ جب اس کے پاس جانے لگتے تو آپ کا رنگ بدل جاتا ہے تو اس نے اس کی ایک مثال بیان کی کہ کہتے ہیں کہ ایک باز اور مرغ آپس میں مناظرہ کرنے لگے تو باز نے مرغ کو کہا کہ میں نے تجھ سے کم وفادار کوئی جانور نہیں دیکھا اس نے پوچھا کس طرح تو اس نے کہا کہ جس وقت تو انڈا تھا تو تجھے تیرے مالکوں نے لے کر سیا پھر تو ان کے ہاتھوں پر انڈے سے باہر آیا پھر وہ تجھے اپنی ہتھیلیوں میں کھلاتا تھا یہاں تک کہ جب تو بڑا ہوگیا۔ تو تو ایسا ہوگیا کہ جب بھی تیرے قریب کوئی جاتا ہے تو ادھر ادھر اڑنے لگتا ہے اور چیختا چلاتا ہے اور جس گھر میں تو سالوں رہا ہے تو اس کی دیوار پر چڑھ جاتا ہے پھر وہاں سے اڑ کر دوسری دیوار پر چلا جاتا ہے۔ اور میں عمر میں کافی بڑا ہو جاتا ہوں تب مجھے پکڑ کر لاتے ہیں تو میں تھوڑا سا کھانا کھاتا ہوں تو اپنے مالک سے ایک دو دن میں مانوس ہو جاتا ہوں پھر مجھے اکیلا شکار پر چھوڑا جاتا ہے تو میں اس کو پکڑ کر اپنے مالک کے پاس لے آتا ہوں۔ تو اس کو مرغ نے جواب دیا تیری دلیل ختم ہوگئی خبردار تو دو باز بھی سلاخوں میں پروئے ہوئے دیکھ لے تو کبھی بھی ان کے پاس لوٹ کر نہ آئے۔ اور میں ہر روز اور ہر وقت سلاخیں مرغوں کے گوشت سے بھری ہوئی دیکھتا ہوں پھر بھی ان کے پاس رہتا ہوں اس لئے اگر میں تیری طرح ہوتا تو تجھ سے زیادہ وفادار ہوتا۔

ابوایوب نے کہا اگر تم منصور کو اس طرح پہچان لو جس طرح میں پہچانتا ہوں تو تمہاری طلبیدگی کے وقت مجھ سے تمہاری حالت زیادہ بری ہوتی۔ پھر منصور نے اس کو ۱۵۴ھ میں سخت سزائیں دے دے کر اور سارا مال لے کر قتل کر ڈالا حالانکہ ابوایوب سلیمان منصور کے بہت قریب مقام رکھتا تھا کیونکہ خلیفہ بننے سے پہلے اس نے منصور کے ساتھ بہت سی نیکیاں کی تھیں۔ پھر بادشاہ

Marfat.com

اس سے دشمنی رکھنے لگا اور اس کے سزا دینے کا ارادہ کرنے لگا اور کافی عرصہ معاملات اسی طرح رہے اس لئے جب بھی ابوایوب اس کے پاس جاتا تو اس کو خوف ہوتا کہ خلیفہ ضرور اسے نقصان پہنچائے گا۔ لیکن صحیح نکل جاتا بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس کے پاس کچھ تیل تھا جس میں جادو کا کوئی عمل کیا گیا تھا تو وہ اپنے ابروں پر اسے لگا کر منصور کے پاس جاتا اس لئے یہ مثال مشہور ہوگئی ''دهن ابی ایوب'' یعنی ابوایوب کا تیل۔ ''جواہر زواہر'' میں ہے کہ منصور اس سے بہت محبت کرتا تھا اور اس کی طرف مسکراتا تھا۔ اسی سلسلے میں ناصح الدین سعید بن الدہان کہتے ہیں جو اپنے وقت میں سیبویہ کی طرح نحو کے امام تھے۔

لا تجعل الهزل دأبا فهو منقصة
والجد تعلو به بين الورى القيم

''مزاح کو اپنی عادت نہ بنایئے کیوں کہ یہ ایک عیب ہے اور سنجیدگی سے مخلوق میں قیمتیں اور مرتبے بلند ہو جاتے ہیں۔''

لا يغرنك من ملك تبسمه
ما سحت السحب الا حين تبتسم

''جو بادشاہ تجھ سے مسکرائے تو اس سے بے خوف نہ ہونا۔ جب تک بادل نہ مسکرائیں اس وقت تک نہیں برستے۔''

اور اس کے اچھے اشعار میں سے یہ ہیں۔

بادر الى العيش و الايام راقدة
ولا تكن لصروف الدهر تنتظر

''جب زمانہ خاموش ہو تو زندگی گزارنے کی طرف جلدی کرو اور زمانے کی گردشوں کی انتظار نہ کرو۔''

فالعمر كالكاس يبدو فى او ائله
صفو و اخره فى قعره كدر

''عمر پیالے کی طرح ہے اس کا شروع والا حصہ صاف ہوتا اور آخر میں پیالے کے نیچے سے گدلا ہوتا ہے۔''

اسی کے مندرجہ ذیل اشعار ہیں بعض لوگ کہتے ہیں یہ ابن طبا طالبی کے ہیں۔

تامل نحولى والهلال اذا بدا
لليلته فى افقه اينا اضنى

''میری لاغری میں غور کرو اور پہلے دن کا چاند جب اپنے افق میں سامنے آئے تو اس وقت دیکھو کہ ہم میں کون زیادہ لاغر ہے۔''

على انه يزداد فى كل ليلة
نموا و جسمى بالضنا دائما يفنى

''مگر چاند کی نشو و نما میں ہر رات اضافہ ہی ہوتا رہتا ہے لیکن میرا جسم ہمیشہ لاغری کی بنا پر تباہ ہو رہا ہے۔''

Marfat.com

اور اسی کے یہ اشعار بھی ہیں۔

والله لو لا ان يقال تغيرا

وصبا وان كان التصابي اجدرا

''اگر چہ عشق دیوانگی مجھ سے زیادہ موزوں ومناسب ہے پھر اگر مجھے نہ خیال ہو کہ لوگ کہیں گے یہ بدل کر دیوانہ ہو گیا ہے۔''

لاعدت تفاح الخدود بنفسجا

لثمار كافور الترائب عنبرا

''تو سیبوں جیسے رخساروں کو چوم چوم کر بنفشہ کی طرح خوشبودار بنا دیتا اور کافور جیسے ٹھنڈے سینوں کو گلے لگا کر عنبر کی طرح خوشبودار بنا دیتا۔''

ناصح الدین سعید بن الدہان ۵۶۹ھ میں فوت ہوئے۔ غزنوی نے کہا ترائب تریبۃ کی جمع ہے یہ سینے کے ہار کی جگہ کو کہتے ہیں۔ کواشی نے زیادہ کیا ہے کہ بعض لغوی کہتے ہیں کہ تریبہ سینے کو کہتے ہیں کچھ لوگ کہتے ہیں گلے کو کہتے ہیں کچھ کہتے ہیں پاؤں کے کناروں کو کہتے ہیں۔

طبی فوائد اور خواص: جو کوئی اس کا پتہ آنکھوں میں بطور سرمہ لگائے اس کی آنکھوں سے پانی بہنا بند ہو جاتا ہے جو عورت باز کی بیٹ پی کر اوپر سے پانی پی لے تو وہ اگر بانجھ ہو تو پھر بھی اس کو حمل ٹھہر جاتا ہے۔ باشق کا دماغ ایک درہم بھر گلاب کے پانی کے ساتھ پیا جائے تو سوداء کے مرض سے لاحق ہونے والے خفقان کے لئے مفید ہے اور اس کا پتہ بطور سرمہ آنکھ میں لگانا آنکھ کی تاریکی میں مفید ہے۔

تعبیر الرؤیا: حکومت کی اہلیت والا آدمی اگر خواب میں باز کو دیکھے تو اس کو حکومت ملے گی اگر دیکھے کہ وہ اس کے ہاتھ سے نکل گیا ہے اور صرف اس کی پنڈلی ہاتھ میں رہ گئی تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس سے بادشاہی نکل جائے گی صرف اس کا ذکر اور نام باقی رہ جائے گا اگر پروں میں سے کوئی چیز باقی رہ جائے تو اس سے مراد مال ہو گا اور باز کو ذبح کرنے کا مطلب یہ ہے کہ چور پر غلبہ پا لیا جائے گا اور باز کے ذبح ہونے سے ان صاحب حکومت لوگوں کی موت ہے جو لوگوں کا مال اعلانیہ چھین لیتے ہیں۔ اور بازوں کے گوشت سے مراد بادشاہوں کے مال ہیں کسی بازاری آدمی کا باز کو دیکھنے سے مراد اس کی سرداری اور عزت داری ہے اور باشق کو خواب میں دیکھنا چور کو دیکھنا ہے بعض نے کہا اس سے مراد نر لڑکا ہے۔

البازل

جس اونٹ کے ناب (کچلیاں) نکل آئیں نر ہو یا مادہ اس کو بازل کہتے ہیں اور یہ آٹھویں سال ہوتا ہے۔ اس کی جمع بزل اور بزل اور بوازل ہے۔ مسلم نے ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی سے بطور قرض ایک نوجوان اونٹ جس کو بکر کہتے ہیں ادھار لیا جب اس کو واپس کیا تو آٹھ سالہ بازل اونٹ اس کو دیا اور فرمایا **خيركم احسنكم قضاء** یعنی

Marfat.com

تم میں سے بہتر وہ آدمی ہے جو قرض کی ادائیگی میں بہتر ہو۔ خطابی نے ابن خزیمہ سے بیان کیا ہے انہوں کہا میں نے یونس بن عبیداللہ سے سنا ہے وہ کہہ رہے تھے کہ ابن عیینہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کے مفہوم کے بارے میں پوچھا گیا "من استجمر فلیوتر" (یعنی جو استنجا کرے وہ طاق پتھر استعمال کرے) تو ابن عیینہ خاموش رہے تو کہا گیا کہ جو کچھ امام مالک کہتے ہیں کیا آپ اس کو پسند کرتے ہیں انہوں نے فرمایا امام مالک نے کیا کہا ہے تو اس نے کہا انہوں نے کہا ہے استجمار پتھروں سے استنجا کرنے کو کہتے ہیں تو ابن عیینہ نے کہا کہ میری اور امام مالک کی مثل اس طرح ہے جس طرح اول شاعر نے کہا۔

وابـن الـلبـون اذا مـا لـز فـي قـرن

لـم يستـطـع صـولة البـزل الـقـنـا عـيـس

"دودھ پینے والا اونٹ کا بچہ جب وہ سینگ سے باندھا جائے اور مقابلہ کرے تو بہادر جوان بڑے اونٹ کے حملہ کی طاقت نہیں رکھتا۔"

الباقعة

"چالاک زیرک" کہا جاتا ہے "رجل باقعه" جب وہ چالاک ہو۔ ھروی نے ابوعمر سے نقل کیا ہے کہ باقعہ وہ پرندہ ہے جو نہایت محتاط ہو جب پانی پی لے تو دائیں بائیں اڑ جاتا ہے۔ حدیث القبائل میں ہے کہ حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکرؓ کو فرمایا۔ انك عثرت على القبائل باقعة" کہ آپ نے اعراب اور دیہات کے اندرونی حالات نہایت ہوشیاری کی وجہ سے معلوم کر لئے ہیں۔ ایک اور حدیث میں ہے ففا تحته فاذا هو باقعة میں نے اس سے ابتداء کی تو ناگہاں وہ بڑا ہوشیار نکلا۔

بالام

بخاری مسلم میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام زمین قیامت کے دن ایک روٹی کی طرح ہوگی اور اللہ تعالیٰ جو بڑا زبردست ہے اس کو اس طرح الٹ پلٹ کرے گا جس طرح تم سفر میں اپنی روٹی کو الٹ پلٹ کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس کو جنتیوں کو مہمانی کے طور پر دے گا۔ راوی کہتے ہیں تو ایک یہودی آیا اس نے کہا اے ابو القاسم (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ آپ میں برکت فرمائے کیا میں آپ کو اہل جنت کی مہمانی کے متعلق خبر دوں۔ آپ نے فرمایا ضرور بتاؤ اس نے کہا کہ ساری زمین ایک روٹی کی طرح ہوگی۔ جس طرح پہلے نبی بتا چکے تھے پھر آپ ہماری طرف دیکھ کر ہنسے یہاں تک کہ آپ کے دانت مبارک دکھائی دینے لگے۔ پھر آپ نے کہا کیا میں تجھ کو ان کا سالن نہ بتلاؤں اس نے کہا بتلاؤ تو آپ نے فرمایا بالام و نون اس نے کہا وہ کیا ہیں تو آپ نے فرمایا بیل اور مچھلی ہیں۔ جن کے کلیجے کے زائد ٹکڑے سے ستر ہزار آدمی کھانا کھائیں گے۔ بخاری میں روایت اسی طرح ہے۔ سبعون میں سین پہلے ہے۔

یہودی کے سوالات اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جوابات: اور صحیح مسلم میں کتاب الطہار میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھڑا تھا کہ یہود کے علماء میں سے ایک عالم آیا۔ تو اس نے کہا السلام علیک یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ پر سلام ہو۔ راوی فرماتے ہیں تو میں نے اس کو ایک دفعہ ایسا دھکیلا جس

Marfat.com

سے قریب تھا کہ وہ گر جاتا۔ تو اس نے کہا مجھے کیوں دھکیلتے ہو۔ صحابی نے کہا تم یا رسول اللہ کیوں نہیں کہتے تو یہودی نے کہا ہم انہیں اس نام سے پکار رہے ہیں جو نام ان کا ان کے گھر والوں نے رکھا ہے۔

تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واقعی میرا وہ نام جو میرے گھر والوں نے رکھا ہے وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ یہودی نے کہا میں آپ سے کوئی سوال پوچھنے آیا ہوں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں تجھے کچھ بتاؤں تو کیا تجھے اس سے کوئی فائدہ پہنچے گا۔ تو اس نے کہا میں اس کو اپنے کانوں سے سنوں گا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک میں چھوٹی لکڑی تھا جس سے وہ زمین میں کرید رہے تھے پھر فرمایا پوچھو تو اس نے پوچھا کہ قیامت کے دن جب یہ زمین و آسمان بدل دیئے جائیں گے تو اس وقت لوگ کہاں ہوں گے تو آپ نے فرمایا اس وقت حشر کے علاوہ تاریکی میں ہوں گے۔ تو اس نے پوچھا قیامت کے دن سب سے پہلے جنت جانے کی کس کو اجازت ملے گی تو آپ نے فرمایا مہاجرین میں سے فقراء کو۔ اس نے پوچھا تو جب وہ جنت میں جائیں گے تو ان کا تحفہ کیا ہوگا آپ فرمایا مچھلی کے جگر کا زائد حصہ۔ اس نے پوچھا کہ ان کی غذا اس کے بعد کیا ہوگی۔ آپ نے فرمایا ان کے لئے جنت کے بیلوں سے ایک بیل ذبح کیا جائے گا جو جنت کے آس پاس سے کھاتا تھا۔ اس نے کہا تو اس کے بعد ان کا پینا کیا ہوگا تو آپ نے فرمایا انہیں ایک ایسے چشمہ سے پینا مہیا کیا جائے گا جس کو ''سلسبیل'' کہا جاتا ہے۔ اس نے کہا آپ نے درست فرمایا۔ اور میں اس لئے آیا ہوں کہ آپ سے ایک ایسی بات پوچھوں جس کو زمین والوں میں سے صرف کوئی نبی یا ایک دو آدمی اور جانتے ہیں آپ نے پھر پوچھا کہ اگر میں نے تجھے بتا دی تو تجھے اس کا کوئی فائدہ ہوگا۔ اس نے کہا میں اس کو اپنے کانوں سے سنوں گا۔ آپ نے فرمایا پوچھ۔ تو اس نے کہا میں تجھ سے بچے کے متعلق پوچھتا ہوں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مرد کا پانی سفید ہوتا ہے اور عورت کا زرد رنگ کا جب یہ دونوں جمع ہو جائیں تو مرد کی منی عورت کی منی پر غالب آ جائے تو اللہ تعالیٰ کے حکم مذکر پیدا ہوتا ہے اور اگر عورت کی منی مرد کی منی پر غالب آ جائے تو اللہ کے حکم سے مونث پیدا ہوتی ہے۔ اس نے کہا آپ نے سچ فرمایا بے شک آپ نبی ہیں پھر وہ چلا گیا۔ جب وہ گیا تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس نے جو مجھ سے سوال کیا تھا اس کا مجھے پہلے کوئی علم نہیں تھا تو اللہ نے مجھے اس کا علم دیا ہے اور صحیح بخاری میں بھی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اسی حدیث کے قریب بیان کیا گیا ہے اور یہ بھی ہے کہ یہ یہودی شخص عبداللہ بن سلام تھا۔ اسی حدیث میں اس سے مفسر طور پر آیا ہے۔ نون سے مراد مچھلی ہے اسی نسبت سے یونس علیہ السلام کو ''ذاالنون'' کہتے ہیں۔ اور ''بالام'' کی تشریح میں لوگوں نے بہت تکلیف سے کام لیا ہے اور غیر پسندیدہ شرح کی ہے۔ شاید یہ لفظ عبرانی ہو اسی طرح 'نہایہ' میں مذکور ہے۔ خطابی نے کہا شاید کہ یہودی نے شبہے میں ڈالنا چاہا ہے اس لئے اس نے اس کے تلفظ میں ہجوں کو کاٹ دیا ہو اور اس کے دو حرفوں میں سے پچھلے کو آگے اور پہلے کو پیچھے کر دیا یعنی لام الف اور یا کو آگے پیچھے کر دیا یعنی لای بروزن لعی ہے جس کو جنگلی بیل کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ پھر راوی نے یاء کو باء سے بدل دیا۔ خطابی نے کہا اور یہ بہت قریب ہے کہ جو مجھے نفع دے اور صحیح یہی ہے کہ یہ لفظ عبرانی ہے۔ اور ''زیادۃ کبد الحوت'' مچھلی کے جگر کے ساتھ ایک الگ ٹکڑا ہوتا ہے جو اس کے ساتھ لٹک رہا ہوتا ہے۔ اور وہ عمدہ اور بہترین ہوتا ہے۔ اور یہ جو ستر ہزار آدمیوں کا ذکر ہے ہو سکتا ہے کہ یہ وہی لوگ ہیں جن کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس سے مراد کثیر تعداد ہو۔ اس روایت کو نسائی نے عشرۃ النساء میں بھی ذکر کیا ہے۔

Marfat.com

البال

"بـــال" ایک بڑی مچھلی ہے جو بڑے سمندر میں ہوتی ہے اس کی لمبائی پچیس گز کے قریب ہوتی ہے اس کو عنبر کہتے ہیں۔ "بال" عربی لفظ نہیں ہے۔ جوالیقی کہتے ہیں یہ اس طرح ہے گویا کہ اس کو عربی بنایا گیا ہے۔ "صحاح" میں ہے۔ "بال" سمندر کی مچھلیوں سے بڑی ہے۔ قزوینی کہتے ہیں۔ "بـــال" ایک مچھلی ہے جو پانچ سو ہاتھ (تقریباً ڈھائی سو گز) یا اس سے زیادہ لمبی ہوتی ہے۔

بعض اوقات اپنے پہلو کا ایک کنارہ ایک بہت بڑے بادیان کی طرح ظاہر کرتی ہے۔ کشتیوں والے اس سے بہت زیادہ ڈرتے ہیں۔ جب اسے محسوس کرتے ہیں تو ڈھول بجاتے ہیں تاکہ ان سے دور چلی جائے۔ جب وہ کسی چھوٹے سمندری حیوان پر ظلم کرتی ہے تو تقریباً نصف گز مچھلی کو اللہ تعالیٰ اس پر مسلط کر دیتا ہے جو اس کے کان کے ساتھ چمٹ جاتی ہے تو جو اس کو بالکل نہیں چھوڑتی تو وہ سمندر کی گہرائی میں جا کر اپنے سر کو وہاں زمین پر مارتی ہے یہاں تک کہ مر جاتی ہے۔

پھر وہ پانی کے اوپر چڑھ کر ایک بہت بڑے پہاڑ کی طرح دکھائی دیتی ہے۔ اس کا شکار کرنے والے کچھ زنگی لوگ ہیں جو اس کی گھات لگائے ہوتے ہیں جب انہیں دکھائی دیتی ہے تو وہ اس میں کونڈیاں ڈال کر ساحل کی طرف کھینچ لیتے ہیں۔ اور اس کا پیٹ چاک کر کے اس سے عنبر نکال لیتے ہیں اور عنقریب اس کا ذکر ان شاء اللہ باب العین میں اس حیوان اور عنبر کے متعلق آئے گا۔

الببر

ببر دو باؤں کے ساتھ جن میں پہلی باء مفتوحہ اور دوسری مکسورہ۔ درندوں کی ایک قسم ہے یہ شیر کے ساتھ دوڑ لگاتا ہے۔ اس کو برید بھی کہا جاتا ہے اور فرانق بھی کہتے ہیں۔ "فرانق" فاء کے ضمہ اور نون کے کسرہ کے ساتھ ہے اور یہ ہندی ہے جس کو معرب بنایا گیا۔ یہ گیدڑ کے مشابہ ہوتا ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ زبرقان اور لبوہ (شیرنی) سے پیدا ہوتا ہے۔ اس کی جبلت میں ہے کہ اس کی مادہ ہوا سے حاملہ ہوتی ہے اسی لئے اس کی تیز چال ہوا کی طرح ہوتی ہے اور کوئی آدمی اس کے شکار کی طاقت نہیں رکھتا۔ اس کا بچہ چرا کر شیشے کی بوتل ڈال دیتے ہیں اور اس کو تیز رو گھوڑوں پر لے جایا جاتا ہے۔ جب اس کا باپ انہیں ملتا ہے اس کی طرف یہ بوتل پھینک دیتے ہیں تو وہ اس کو دیکھنے اور اس کو اس شیشے سے نکالنے کے حیلے میں مشغول ہوتا ہے تو اس سے باقی بھی پیچھے رہ جاتے ہیں تو اسے بھی پکڑ کر پال لیا جاتا ہے۔ یہ بچوں سے بہت الفت کرتا ہے اور انسانوں سے انست رکھتا ہے۔ اور یہ کافور کے درخت سے بہت زیادہ الفت رکھتا ہے جب یہ اس کے پاس ہوتا ہے تو اس سے کوئی شخص بھی کوئی چیز نہیں لے سکتا لیکن یہ اس سے ایک مقرر وقت پر جدا ہو جاتا ہے جب اس علاقے کے لوگوں کو معلوم ہو جائے تو اس درخت کے پاس آ کر اس سے کافور نکال لیتے ہیں۔

شرعی حکم: اسے کھانا حرام ہے کیونکہ یہ مضبوط کچلیوں سے کھاتا ہے۔

Marfat.com

طبی فوائد اور خواص: جس کو سرسام یا برسام ہو جائے اس کے سر میں ببر کا پتہ لگانے سے بہت زیادہ فائدہ ہوتا ہے اور جو عورت اس کو پاس رکھے وہ کبھی بھی حاملہ نہیں ہوتی اگر حاملہ ہو چکی ہو تو اس کا حمل ساقط ہو جاتا ہے۔ اس کا ٹخنہ جوڑ پر باندھا جائے تو وہ آدمی کبھی بھی نہیں تھکتا اگر چہ روزانہ بیس فرسخ پیدل چلے تو بھی وہ بالکل نہیں تھکتا۔ (ایک فرسخ تین میل کا ہوتا ہے) اگر کسی شخص کو ''حب القرع'' کی بیماری ہو جائے تو اس کے چمڑے پر بیٹھنے سے وہ بیماری دور ہو جاتی ہے۔ ''ربیع الابرار'' میں ہے کہ ببر بڑے شیر کی شکل پر ہوتا ہے اور یہ سفید زردی والا چمکدار اور سیاہ دھاریوں والا ہوتا ہے ارسطو نے کہا ببر ایک خوفناک درندہ ہے صرف حبشہ کی سرزمین میں ہوتا ہے اور کہیں نہیں پایا جاتا۔

الببغاء (طوطا)

''ببغاء'' بمعنی طوطی تین باؤں کے ساتھ ہے پہلی اور تیسری مفتوح اور دوسری ساکن ہے اور غین معجمہ سے ہے یہ ایک سبز پرندہ ہوتا ہے جس کو درہ بضم الدال بھی کہتے ہیں۔ یہ بات ''عباب'' میں مذکور ہے۔ ابن السمعانی نے ''انساب'' میں اس کا ضبط دو باؤں سے بتایا ہے پہلی مفتوح اردوسری ساکن ہے انہوں نے کہا کہ یہ لقب ابوالفرج شاعر کو اس کی فصاحت کی وجہ سے دیا گیا ہے۔ قضاعی نے کہا کہ اس کی زبان میں ہکلاپن ہونے کی وجہ سے اس کو یہ لقب دیا گیا ہے اور کبوتر کے برابر ہوتا ہے۔ لوگ اس کی آواز سے لطف اندوز ہونے کی وجہ سے اس کو گھر میں رکھتے ہیں جس طرح مور کی آواز اور رنگ کی وجہ سے لوگ اس کو رکھتے ہیں اور ببغاء میں ایک سفید رنگ کی قسم بھی ہے۔ معزالدولہ بن بویہ کو سفید رنگ سیاہ چونچ اور سیاہ پاؤں اور پستکی رنگ کے گیسوؤں والا ایک طوطا بطور ہدیہ دیا گیا۔ آج کل سبز رنگ کے علاوہ باقی سب قسمیں نایاب ہیں۔ صرف سبز رنگ والا آج کل پایا جاتا ہے۔

طوطا نرم اخلاق تیز فہم ہوتا ہے اور اس میں آوازوں کی نقل اتارنے اور بتائی ہوئی بات اخذ اور قبول کرنے کی طاقت موجود ہوتی ہے۔ اس کو عام طور پر بادشاہ اور بڑے لوگ رکھتے ہیں تا کہ انہیں اپنی سنی ہوئی تمام باتیں بتا دے جس طرح انسان ہاتھ میں پکڑ کر کھاتا ہے اسی طرح طوطا بھی کھانے کی چیز اپنے پاؤں میں پکڑ کر کھاتا ہے۔ لوگ اس کو سکھانے کے لئے مختلف طریقے اختیار کرتے ہیں۔

ارسطاطالیس کہتے ہیں جب تم کسی طوطے کو تعلیم دینا چاہو تو اس کے سامنے ایک شیشہ رکھ دو تو وہ اس میں اپنی تصویر دیکھے پھر شیشے کے پیچھے سے تم کلام کرو تم جب بار بار اس کلام کو دہراؤ گے تو وہ بھی اس کلام کو دھرائے گا ابن الفقیہ کہتے ہیں کہ میں نے جزیرہ رانج میں عجیب وغریب شکلوں والے طوطے دیکھے ہیں ان میں میں نے ایک قسم ایسی بھی دیکھی جو سرخ، سفید اور زرد رنگ کی تھی اور وہ ہر زبان میں کلام کو دہرا سکتا تھا۔ ابواسحٰق الصابی نے طوطوں کے اوصاف یوں بیان کئے۔

انعتها صبيحة مليحة ناطقة باللغة الفصيحة

''میں اس طوطے کی خوبی بیان کرتا ہوں وہ بڑا اجلا اور پسندیدہ ہے فصیح زبان میں گفتگو کرتا ہے۔''

عدت من الاطيار والسان يوهمني بانها انسان

''وہ پرندوں میں شمار ہوتا ہے لیکن اس کی زبان سے مجھے یہ شک گزرتا ہے کہ وہ انسان ہے۔''

Marfat.com

تنھی الی صاحبھا الاخبارا وتکشف الاسرار والاستارا

''اپنے مالک کی طرف تمام خبریں نقل کرتا ہے۔اور تمام بھید اور پردے کھول کر رکھ دیتا ہے۔''

بکماء الا انھا سمیعة تعید ما تسمعه طبیعة

''وہ گونگا ہے مگر وہ سننے والا ہے۔فطری طور پر وہ جو کچھ سنتا ہے اسے دوہرا سکتا ہے۔''

زارتك من بلادھا البعیدة واستوطنت عندك كالقعیدة

''اپنے دور کے شہروں سے اس نے تیری ملاقات کی۔پردہ نشین عورت کی طرح وہ تیرے پاس رہ پڑی۔''

یہ سن کر ابوالفرج نے مندرجہ ذیل جوابی اشعار کہے:

ضیف قراہ الجوز والارز والضیف فی اتیانه یعز

''یہ ایسا مہمان ہے جس کی مہمان نوازی چاول اور اخروٹ ہیں۔اور جب مہمان آئے تو اس کی عزت کی جاتی ہے۔''

نراہ فی منقارھا الخلوقی كلؤلؤ یلقط بالعقیق

''تم اس کی خوشبو اور چونچ میں ان کو ایسے دیکھو گے جس طرح موتی عقیق کو اٹھائے ہوئے ہو۔''

تنظر من عینین كالفصین فی النور والظلمة بصاصین

''وہ اپنی نگینوں جیسی دو آنکھوں سے دیکھ رہی ہے وہ روشنی اور تاریکی میں برابر چمک رہی ہیں۔''

پھر انہوں نے طوطے کے وصف میں یہ شعر کہے:

تمیس فی حلتھا الخضراء مثل الفتاة الغادة العذراء

''وہ اپنے سبز حلے میں اس طرح ناز و نخرہ سے چل رہی ہے جس طرح نئی کنواری لڑکی چلتی ہے۔''

خریدة خدورھا الاقفاص لیس لھا من حبسھا خلاص

''وہ ایسا ناسفتہ موتی ہے جس کے پردے پنجرے ہوتے ہیں۔جس قید سے اس کی خلاصی کی کوئی راہ نہیں۔''

قاضی ابن خلکان نے فضل بن ربیع کے حالات میں کہا ہے کہ احمد بن یوسف کاتب نے اپنے بعض بھائیوں کو تو یہ شعر لکھے جبکہ ایک طوطا مر گیا تھا۔اس کا ایک بھائی تھا جس کا نام عبدالحمید تھا۔جو بہت پیچھے رہنے والا تھا۔

نحبسھا وما لھا من ذنب وانما ذاك لفرط الحب

''ہم اس کو قید میں رکھتے ہیں حالانکہ اس کا کوئی گناہ نہیں۔یہ تو صرف فرط محبت کی وجہ سے ہے۔''

تلك التی قلبی بھا مشغوف كنیت عنھا واسمھا معروف

''یہ ہے وہ محبوبہ جس کے ساتھ میرا دل محبت رکھتا ہے۔میں نے اس سے کنایہ کیا ہے حالانکہ اس کا نام مشہور ہے۔''

یشرك فیھا شاعر الزمان الكاتب المعروف بالبیان

''اس میں شاعر زمان الکاتب شریک ہے جو بیان و شاعری میں معروف ہے۔

ذلك عبد الواحد بن نصر تقیه نفسی حادثات الدھر

Marfat.com

''جس کا نام عبدالواحد بن نصر ہے میری جان اس کے لیے حادثات زمانہ سے ڈھال بنے۔''

تو ابوالفرج نے ان اشعار سے اس کو جواب دیا:

من منصفی من محکم الکتاب شمس العلوم قمر الآداب

''بلند کاتب اور اعلیٰ انشا پرداز سے میری کیا برابری ہے۔ جو تمام علوم کا سورج اور تمام آداب کا چاند ہے۔''

أمسی لأصناف العلوم محرزًا و سام أن یلحق لما برزا

''تمام اصناف علوم کو وہ اپنے احاطے میں لئے ہوئے ہے جو بھی میدان میں آئے وہ اس کی بلندی کو نہیں چھو سکتا۔''

وهل یجاری السابق المقصر أوهل یباری المدرك المغرر

''کیا کوتاہ آدمی دوڑنے والے کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ کیا دودھ کے دانتوں والا لڑکا نوجوان مرد کا مقابلہ کر سکتا ہے؟''

یہاں تک کہ اس نے طوطے کے وصف میں یہ شعر ہے۔

ذات شغا تحسبه یاقوتا لا ترتضی غیر الأرز قوتا

''وہ ایسی چونچ والا ہے جسے تم یاقوت خیال کرو گے چاولوں کے بغیر کوئی بھی کھانے کی چیز اسے پسند نہیں۔''

کأنما الحبّة فی منقارها حبابة تطفؤ علی عقارها

''اس کی چونچ میں دانہ اس طرح دکھائی دیتا ہے جس طرح اس کے سرخ رنگ میں سفید بلبلہ ہو۔''

قاضی ابن خلکان نے فضل بن ربیع کے حالات زندگی میں لکھا ہے کہ احمد بن یوسف الکاتب نے اپنے کسی بھائی کی طرف خط لکھا جبکہ اس کا ایک طوطا مر گیا اور اس کا ایک بھائی جس کا نام عبدالحمید تھا وہ بہت پیچھے رہنے والا تھا۔

أنت تبقی و نحن طرًا فداکا أحسن اللّٰه ذوالجلال عزاکا

''آپ ہمیشہ رہیں اور ہم سب آپ پر فدا ہیں اللہ تعالیٰ آپ کو اچھا صبر عطا کرے۔''

فلقد جلّ خطب دهر أتاکا بمقادیر أتلفت ببغاکا

''جو زمانے کی مصیبت آپ پر واقع ہوئی وہ بہت بڑی ہے کہ آپ کا طوطا تقدیر سے ہلاک ہو گیا''۔

عجبًا للمنون کیف أتتها و تخطّت عبد الحمید اخاکا

''اس کی موت کو دیکھ کر تعجب ہوتا ہے کہ وہ طوطے پر کس طرح آ گئی اور آپ کے بھائی عبدالحمید کے سر کے اوپر سے گزر گئی۔''

کان عبدالحمید اجمل للمو ت من الببغا و اولی بذاکا

''طوطے کی بہ نسبت عبدالحمید موت کے لیے زیادہ موزوں اور مستحق تھا۔''

شملتنا المصیبتان جمیعًا فقدنا هذه و رؤیة ذاکا

''اب ہم کو دو مصیبتوں نے گھیر لیا ہے ایک طوطے کا فقدان اور دوسری عبدالحمید کو دیکھنا۔''

زمخشری کہتے ہیں کہ طوطا یہ کہتا ہے ویل لمن کانت الدنیا همه یعنی اس آدمی پر نہایت افسوس کہ جس کا مقصد دنیا ہو۔

Marfat.com

شرعی حکم: رافعی میں ہے کہ صحیح مذہب میں اسے کھانا حرام ہے۔''بحر'' میں انہوں نے یہ بات صمیری سے نقل کی ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے اور اس کی وجہ یہ بیان کی کہ اس کا گوشت گندا ہوتا ہے۔ بعض نے کہا یہ حلال ہے کیونکہ یہ پاکیزہ چیزیں کھاتا ہے اور زہریلے جانوروں میں سے بھی نہیں اور پنجوں والے پرندوں میں بھی شامل نہیں نیز شارع نے اسے قتل کا حکم نہیں دیا اور نہ ہی اس کا گوشت کھانے سے منع فرمایا متولی نے اس کو ٹھیکے پر لینے کے جواز کو قطعاً درست کہا ہے کیونکہ اس کی آواز نہایت مانوس ہوتی ہے۔ اور بغوی نے اس کی دونوں وجہیں بیان کی ہیں یعنی جواز اور عدم جواز۔ اسی طرح تمام وہ چیزیں جن کی آواز مانوس ہوتی ہے ان سب کا یہی حکم ہے جس طرح عندلیب وغیرہ۔

طبی فوائد اور خواص: جو شخص طوطے کی زبان کھائے وہ فصیح اور کلام کرنے میں نہایت دلیر ہو جاتا ہے۔ اس کا پتہ زبان کو کھانے کے لحاظ سے ثقیل کر دیتا ہے۔ اس کا خون خشک کر کے کوٹ کر دو دوستوں کے درمیان بکھیرنے سے ان دونوں میں دشمنی پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کی بیٹ کچے انگور کے پانی میں ملا کر آنکھوں میں بطور سرمہ استعمال کرنے سے آنکھوں کی تاریکی اور ان کے دکھنے میں مفید ہے۔

تعبیر الرؤیا: خواب میں ببغاء منحوس اور جھوٹا آدمی ہے بعض نے کہا فلسفی آدمی ہے۔ بعض نے کہا وہ لونڈی یا یتیم لڑکا ہے۔

البیع

یہ پانی کے پرندوں میں سے ہے عنقریب اس کا مکمل ذکر باب الطاء المھملہ۔

البجع

ایک بڑا سا پرندہ ہے جس کا بڑا پوٹا ہوتا ہے۔ عنقریب اس کا ذکر باب الحاء میں آئے گا۔ اور شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

ما طائر فی قلبه یلوح للناس عجب منقاره فی بطنه والعین منه فی الذنب

ایسا کوئی پرندہ نہیں جس کے دل میں لوگوں کے لئے عجیب بات ہو۔ اس کی چونچ اس کے پیٹ میں ہو۔ اور اس کی آنکھیں دم میں ہوں۔

تمیمی نے ''منافع القرآن'' میں کہا ہے کہ جس نے بجع پرندے کے پوٹے کے چمڑے پر گلاب کے پانی یا بارش کے پانی سے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان لکھا وربك یعلم ماتکن صدورھم وما یعلنون یعنی تیرا رب جانتا ہے جو ان کے دل چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں۔ پھر سوئے ہوئے آدمی کے سینے پر رکھ دیا چاہے مرد ہو یا عورت تو جو کام بھی اس نے کیا ہے وہ بتا دے گا۔

البخزج

بائے موحدہ اور زاء اور جیم سے ہے یہ جنگلی گائے کے بچے کو کہتے ہیں۔

Marfat.com

البخاق

بروزن غراب یہ نر بھیڑیئے کو کہتے ہیں۔

البخت

یہ اونٹوں کی ایک قسم ہے۔ یہ لفظ معرب۔ بعض علماء لغت کہتے ہیں کہ یہ عربی ہے۔ اس کا واحد مذکر بختی ہے اور اس کی مونث بختیہ ہے۔ اس کی جمع بخاتی ہے۔ اور بخاتی غیر منصرف ہے کیونکہ جمع الجمع ہے۔ اس میں تخفیف بھی درست ہے۔ اسی طرح جو بھی اس وزن پر آئے جائز ہے جیسے العواری' السواری' العلالی' الاوانی' الاثافی' الکراسی' المھاری اور جو بھی ان کی طرح ہو۔ یہ قاعدہ جس نے ذکر کیا وہ ابن سکیت ہے اس نے اپنی ''اصلاح'' میں بیان کیا اور جوہری نے بھی اپنی ''صحاح'' میں۔ ابن سکیت نے کہا الاثافی وہ تین ستون ہیں جن پر پکانے کی وقت ہنڈی رکھنے کے لئے انہیں بنایا جاتا ہے۔ عرب کہتے ہیں ''رماه الله بثالثة الاثافي'' اللہ تعالیٰ اس کو چولہے کے تیسرے پائے کی جگہ پھینکے یعنی پہاڑ میں پھینکے کیونکہ جب تیسرا ستون نہ ملے تو اس کی جگہ ہنڈیا کو پہاڑ کے ساتھ ہی ٹیک دیتے ہیں اس لئے پہاڑ کو تیسرے ستون سے تعبیر کیا گیا۔ بخاتی لمبی گردن والے اونٹوں کو کہتے ہیں۔

سنن ابوداؤد' ترمذی' نسائی اور مسند احمد میں جنادہ بن امیہ سے روایت کیا گیا ہے کہ انہوں نے کہا ہم ایک سمندری سفر میں بسر بن ارطاۃ کے ساتھ تھے تو اس چور کو لایا گیا جس نے ایک بختی اونٹ چرایا تھا تو اس نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا آپ نے فرمایا سفر میں کسی چور کے ہاتھ نہ کاٹے جائیں۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو میں اس کے ہاتھ کاٹ دیتا۔

''صحیح مسلم'' میں زہیر کی روایت سے وہ جریر بن سہل سے وہ اپنے باپ سے وہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر زمان میں آنے والی عورتوں کے متعلق ارشاد فرمایا کہ ان کے سر بختی اونٹوں کے کوہانوں کی طرح ہوں گے وہ جنت کی خوشبو بھی نہ پائیں گے حالانکہ اس کی خوشبو پانچ سو برس کی مسافت پر بھی موجود ہوتی ہے۔

''مستدرک'' حاکم میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس امت کے آخر میں ایسے لوگ ہوں گے جو درندوں کی کھالوں پر سوار ہو کر اپنی مساجد کے دروازوں پر آئیں گے۔ ان کی عورتیں لباس پہننے کے باوجود ننگی ہوں گی ان کے سر بختی کمزور اونٹوں کے کوہانوں کی طرح ہوں گے۔ ان کو تم لعنت کرو کیونکہ لعنت کی ہوئی ہوں گی۔

''کامل'' میں فضل بن مختار بصری کے حالات میں عبیداللہ بن موہب سے روایت ہے۔ عصمہ بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں بخاتی اونٹوں کی طرح پرندے ہیں تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو پھر بڑے عمدہ ہوں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انہیں کھانے والے بھی تو عمدہ لوگ ہوں گے اے ابوبکر تم بھی انہیں لوگوں میں سے ہو گے جو انہیں کھائیں گے۔

Marfat.com

البدنة (قربانی)

اس کی جمع بدن ہے۔دال کے ضمہ اور سکون دونوں کے ساتھ درست ہے اور قرآن مجید میں دال کے سکون کے ساتھ ہے۔ جو دال پرضمہ کہتے ہیں ان میں جوہریؒ بھی ہیں۔

یہ اس قربانی کو کہتے ہیں جس کو شعار (علامت قربانی) پہنایا جائے چاہے اونٹنی ہو یا گائے اس کو بدنہ اس لئے کہتے ہیں کہ اس کو موٹی کیا جاتا ہے۔امام نووی کہتے ہیں بدنہ سے مراد اونٹ ہے چاہے مذکر ہو یا مونث۔مگر اس کی شرط یہ ہے کہ یہ قربانی کی عمر میں ہو۔اور اکثر اہل لغت اور فقہاء اونٹ اور گائے پر اس کا اطلاق کرتے ہیں۔فقہاء اور اہل لغت کے مطابق ازہری کہتے ہیں۔ کہ اونٹوں گائیوں اور بکریوں سب کے لئے یہ لفظ بولا جاتا ہے۔

اس کا یہ نام اس لئے رکھا گیا کہ اس کا بدن موٹا ہوتا ہے۔اور اس لفظ کا اونٹوں کے ساتھ خاص ہونا اس روایت سے ثابت ہوتا ہے جو صحیح مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے جمعہ کے دن غسل کیا پھر پہلی گھڑی میں نماز کو نکلا تو اس نے گویا کہ ایک اونٹنی کی قربانی کی۔اور جو دوسری گھڑی میں نماز کو گیا اس نے ایک گائے کی قربانی کی جو تیسری گھڑی میں گیا اس نے گویا ایک سینگوں والا مینڈھا قربانی کیا اور جو چوتھی گھڑی میں گیا تو اس نے گویا کہ ایک مرغی کی قربانی کی۔ اور جو پانچویں گھڑی میں گیا تو اس نے گویا کہ ایک انڈے کی قربانی کی۔اور مسند احمد میں چوتھی گھڑی میں بطخ اور پانچویں میں مرغی اور چھٹی میں انڈے کا ذکر ہے۔یہاں مینڈھے کو سینگوں والا اس لئے فرمایا کیونکہ وہ مکمل اور خوبصورت ہوتا ہے۔بدنہ کی جمع بدن ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں والبدن جعلنا ھا لکم من شعائر اللہ یعنی قربانیوں کو ہم نے تمہارے لئے مقرر کیا ہے۔یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔یعنی اللہ کے دین کی نشانیوں میں سے ہیں لکم فیھا خیر یعنی تمہارے لئے ان میں بھلائی ہے۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ یعنی دنیا میں نفع اور آخرت میں اجر ہے۔

صفوان بن سلیم جب حج کو گئے تو ان کے پاس صرف سات دینار تھے جن سے انہوں نے قربانی خریدی اور فرمانے لگے میں نے اللہ سے سنا وہ فرماتا ہے۔ والبلدن جعلنا ھالکم من شعائر اللہ لکم فیھا خیر اور قربانیوں کو ہم نے تمہارے لئے مقرر کیا ہے یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں سے ہیں تمہارے لئے ان میں بھلائی ہے۔

سب سے پہلے حرم میں قربانی لانے والے: سب سے پہلے جس نے قربانی بیت حرام میں پیش کی وہ الیاس بن مضر تھے۔نوح علیہ السلام کے زمانے میں بیت اللہ کے گر جانے اور غرق ہونے کے بعد یہی پہلا شخص تھا جس نے مقام ابراہیم کو لوگوں کے لئے مقرر کیا۔سب سے پہلے اسی کو یہ ملا تھا تو اس نے اس کو بیت اللہ کے ایک کونے میں رکھ دیا۔پھر لوگ ہمیشہ الیاس بن مضر کی تعظیم بجالاتے رہے یہاں تک کہ وہ فوت ہو گیا۔جب فوت ہوا تو اس کی بیوی خندف نے اس پر بہت شدید افسوس کیا۔ اس نے اپنے آپ پر مردوں اور خوشبو کو حرام کر لیا بلکہ یہ نذر مانی کہ جس شہر میں الیاس فوت ہوا میں اس شہر میں بھی نہیں رہوں گی نیز اپنے لئے کوئی گھر بھی نہیں بناؤں گی۔اس طرح وہ ہمیشہ سیر و سیاحت میں رہی یہاں تک کہ اسی دکھ اور غم میں فوت ہو گئی۔اس کی وفات جمعرات کو ہوئی تو اس نے نذر مانی تھی کہ وہ ہر جمعرات کو سورج طلوع ہونے سے لے کر اس کے غروب ہونے تک

Marfat.com

روتی رہے گی۔

سہیلی نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا جاتا ہے کہ آپ نے فرمایا الیاس کو برا نہ کہو کیونکہ وہ مومن تھا۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ الیاس اپنی پیٹھ سے نبی صلی اللہ وسلم کے حج کے تلبیہ پکارنے کی آواز سنتا تھا۔

مسلم میں موسیٰ بن سلمہ ہذلی سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں اور سنان بن سلمہ عمرہ کرنے کے لئے نکلے اور سنان کے پاس ایک قربانی بھی تھی جسے وہ چلا رہا تھا' تو وہ راستے میں پیچھے رہ گیا جب وہ تھک گئی تو مجھے اس کے بارے میں شدید غم لاحق ہو گیا۔ تو حضرت ابن عباسؓ کے پاس آئے اور ان سے اس کے متعلق پوچھنے لگے تو آپ نے فرمایا تم یہ مسئلہ اسی شخص سے پوچھو جس کو معلوم ہے پھر فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سولہ اونٹنیاں ایک آدمی کے ساتھ بھیجیں اور اسے ان کے متعلق حکم دیا تو اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر ان میں سے کوئی تھک جائے تو میں کیا کروں تو آپ نے فرمایا اس کو ذبح کر کے پھر اس کے نعل کو اس کے خون میں رنگ اس کے گلے میں ڈال دینا اور اس سے کھانا کچھ بھی نہیں۔ نہ تم اور نہ تمہارا کوئی دوسرا ساتھی۔ ہدی کے متعلق ان شاء اللہ باب ھاء میں کلام آئے گا۔

بخاری' مسلم ابوداؤد اور نسائی میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو دیکھا جو ایک قربانی کو حرم کی طرف چلا رہا تھا تو آپ نے فرمایا اس پر سوار ہو جاؤ اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ قربانی ہے تو آپ نے اسے پھر فرمایا کہ اس پر سوار ہو جا تو اس نے کہا یہ قربانی ہے تو آپ نے دوسری یا تیسری دفعہ فرمایا تجھ پر افسوس ہے اس پر سوار ہو جا۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ نے دو دفعہ فرمایا تجھ پر افسوس اس پر سوار ہو جا تجھ پر افسوس اس پر سوار ہو جا۔

حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا جب تو اونٹ کی قربانی کرنا چاہے تو اس کو کھڑا کر کے یہ کہو **الله اکبر اللهم منك و الیك** پھر اللہ کا نام لے کر ذبح کر دو اسی طرح دیگر قربانی میں بھی کرو۔

صحیحین میں زیاد بن جبیر سے روایت ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ وہ ایک آدمی کے پاس سے گزرے جس نے قربانی ذبح کرنے کے لئے بٹھائی تھی تو انہوں نے کہا اس کو اٹھا کر کھڑا کرو پھر اس کے پاؤں باندھ کر نحر کرو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی طریقہ تھا۔

امام احمد اور ابوداؤد نے عبداللہ قرط سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے بڑا دن اللہ کے نزدیک نحر کا دن ہے اس کے بعد یوم القر ہے جس دن حاجی منیٰ میں ٹھہرتے ہیں۔

پانچ یا چھ قربانیاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب کی گئیں تا کہ آپ انہیں ذبح کریں تو ان میں سے ہر ایک آپ کے قریب ہونے لگی کہ آپ اس کو دوسری سے پہلے ذبح کریں۔

قربانی کے اوپر سواری: قربانی پر بیٹھنے کے متعلق علماء کے بہت سے مذہب ہیں۔ امام شافعی کہتے ہیں کہ اگر ضرورت ہو تو سوار ہو سکتے ہیں اگر نہ ہو تو سوار نہیں ہونا چاہیے اور جب سوار ہو تو اچھے طریقے سے سوار ہو اس کو تکلیف بالکل نہ پہنچنے پائے۔ یہی مذہب ابن مبارک' ابن منذر اور علماء کی ایک جماعت کا ہے۔ امام مالک اور امام احمد رحمہما اللہ کا مسلک ہے کہ بلا ضرورت بھی سوار ہونا درست ہے۔ یہی مذہب عروہ بن زبیر اور اسحق بن راہویہ کا ہے۔ امام ابوحنیفہ کہتے ہیں کہ اس پر تب سوار ہو سکتا ہے جب اس

Marfat.com

کے بغیر کوئی چارہ نہ ہو قاضی نے بعض علماء سے بیان کیا ہے کہ ظاہری حکم کی وجہ سے اس پر سوار ہونا ضروری ہے۔ جمہور علماء کی دلیل یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خود قربانی مکہ کی طرف لے کر گئے تو اس پر سوار نہیں ہوئے اور نہ ہی لوگوں کو قربانیوں پر سوار ہونے کا حکم دیا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا ویلک یہ دراصل اس شخص کے لئے ہوتا ہے جو ہلاکت میں واقع ہو چکا ہو۔

تو آپ نے اس لئے فرمایا کہ وہ سخت تکلیف اور تھکاوٹ میں واقع ہونے کی وجہ سے اس کا سخت محتاج ہو چکا تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ کلمہ جس کے لئے وضع کیا گیا اس کا ارادہ کئے بغیر زبان پر آ جاتا ہے اور یہ اسی طرح ہے جیسے کوئی کہے **لا ام لہ- لا اب لہ- تربت یداہ- قاتلہ اللہ عقری حلقی** اور اس جیسے دوسرے کلمات ہیں جو بلا ارادہ زبان پر آ جاتے ہیں اور ان کے معنی مراد نہیں ہوتے۔ ان کے معنی یہ ہیں اس کی ماں نہ ہو۔ اس کا باپ نہ ہو۔ اس کے ہاتھ خاک آلود ہوں۔ اللہ اس کو مار ڈالے۔ وہ مرجائے اور اس کا سر مونڈا جائے۔

البذج

ذال معجمہ کے ساتھ بھیڑ کے بچے کو کہتے ہیں جس طرح بکری کا عتود ہوتا ہے۔ اس کی جمع بذجان ہے۔ شاعر نے کہا

قد ھلکت جارتنا من الھمج

وان تجع تاکل عتودا او بذج

''ہماری یہ پڑوسن بھوک اور بدانتظامی کی وجہ سے ہلاک ہوگئی۔ جب وہ بھوکی ہوتی ہے تو بھیڑ یا بکری کا پورا بچہ کھا جاتی ہے۔''

جوہری کہتے ہیں کہ ھمج سے مراد آمدن وخرچ میں بدترین تدبیری اور بدانتظامی ہے۔

حدیث میں آیا ہے ایک آدمی جہنم سے نکالا جائے گا گویا کہ وہ بھیڑ کا بچہ ہے۔ اس کے جوڑ کانپ رہے ہوں گے۔

ابن مبارک نے اسماعیل بن مسلم سے انہوں نے حسن اور قتادہ سے انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا آپ نے فرمایا قیامت والے دن ایک آدمی لایا جائے گا گویا کہ وہ بھیڑ کا بچہ ہے ذلت اور کمزوری کی وجہ سے تو اسے اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا کیا جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو کہے گا میں نے تجھ کو مال و دولت عطا کی تجھ کو نعمت دی۔ تو تو نے کیا کام کیا تو وہ کہے گا اے میرے پروردگار میں نے اس کو جمع کیا بڑھایا جتنا کہ وہ تھا اس سے کہیں زیادہ میں اسے چھوڑ کر آیا ہوں مجھے دوبارہ وہاں بھیجو میں وہاں سے لے آؤں گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جو تو نے آگے بھیجا وہ مجھے دکھا تو وہ بندہ دیکھے گا تو اس نے آگے کچھ نیک کام نہ بھیجا ہوگا تو اس کو جہنم جانے کا حکم دیا جائے۔ اس کو ابن العربی مالکی نے ''سراج المریدین'' میں ذکر کیا ہے اور کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے اور حسن کی مراسیل میں سے ہے۔ حافظ منذری نے ''الترغیب والترھیب'' میں کہا کہ اس کو امام ترمذی نے بھی اسماعیل بن مسلم مکی سے روایت کیا ہے اور اس نے حسن سے روایت کیا ہے۔ اور بذج باء موحدہ مفتوحہ اور ذال معجمہ ساکنہ کے ساتھ آخر میں جیم ہے۔ یہ بھیڑ کی اولاد سے ہے۔ حدیث میں اس کے ساتھ ذلت اور حقارت کی وجہ سے تشبیہ دی گئی۔

Marfat.com

مسند ابو یعلی موصلی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز ابن آدم کو اللہ تعالیٰ کے سامنے اس طرح لایا جائے گا گویا کہ وہ ذلت اور کمزوری کی وجہ سے بھیڑ کا بچہ ہے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے ابن آدم میں تقسیم شدہ چیز کا بہتر حصہ ہوں اپنے عمل کو دیکھ جو تو نے میرے لئے عمل کیا ہے اس کا میں تجھے بدلا دوں گا اور جو عمل تو نے کسی غیر کے لئے کیا ہے اس کا بدلہ اسی کے ذمہ ہے جس کے لئے تو نے وہ عمل کیا۔ اس کو حافظ ابو نعیم نے ربیع بن صبیح سے مرفوع طور پر بیان کیا ہے۔

بذج ایک فارسی کلمہ ہے جس کو عرب اپنے کلام میں استعمال کرتے ہیں۔ کسی دیہاتی سے منقول ہے کہ وہ کعبہ کے پردوں پر لٹک کر یہ کہہ رہا تھا۔ اللھم امتنی میتة ابی خارجة اے اللہ مجھے ابی خارجہ جیسی موت عطا فرما۔ اس سے پوچھا گیا کہ ابو خارجہ کیسے فوت ہوا تو اس نے کہا کہ اس نے بھیڑ کا بچہ کھایا اور مشعل (جس برتن میں نبیذ بنایا جائے) کو پیا پھر دھوپ میں جا کر سو گیا پھر وہ اللہ تعالیٰ کو سیر شکم سیراب اور گرم گرم جا ملا۔

ضرب الامثال: کہتے ہیں فلان اذل من البذج یعنی فلاں آدمی بھیڑ کے بچے سے بھی زیادہ کمتر و کمزور ہے۔ یعنی جو جانور بار برداری کے لئے ہوتے ہیں بھیڑ کا بچہ ان سب سے کمزور ترین ہے۔

البراق

یہ وہ چوپایہ ہے جس پر سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اسراء کی رات کو سوار ہوئے تھے اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام بھی اس پر سوار ہوتے رہے۔ یہ لفظ برق سے مشتق ہے۔ یعنی وہ بجلی جو بادل میں چمکتی ہے۔ جس طرح پل صراط پر سے گزرنے والی حدیث میں ہے **فمنھم من یمر کبرق الخاطف و منھم من یمر کالریح العاصف و منھم من یمر کالفرس الجواد** ''یعنی کچھ لوگ بجلی چندھیا دینے والی کی طرح پل صراط سے گزر جائیں گے' کچھ تیز ہوا کی طرح اور کچھ تیز رو گھوڑے کی طرح۔''

صحیح بخاری میں ہے کہ وہ ایک چوپایہ ہے جو خچر سے کم اور گدھے سے بڑا سفید رنگ کا ہے منتہائے نظر پر وہ اپنا پاؤں رکھتا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ زمین سے آسمان کو وہ ایک قدم میں طے کر لیتا ہے اسی طرح ساتوں آسمانوں کو سات قدموں میں۔ اس سے ان متکلمین کا رد ہو جاتا ہے جو بلقیس کے عرش کو ایک لحظہ میں حاضر کرنے کو بعید اور ناممکن تصور کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو معدوم کر دیا اور پھر ایجاد کیا اور اس انکار کی وجہ وہ وجہ یہ کرتے ہیں کہ اتنی لمبی مسافت اس تھوڑے وقت میں طے کرنا ناممکن ہے۔ لیکن اس بات کے رد میں یہ نہایت واضح دلیل ہے۔

سہیلی کہتے ہیں وہ باتیں جن کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے ایک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سوار ہوتے وقت براق کا بدکنا بھی ہے اسے جبرئیل علیہ السلام نے کہا تجھے اے براق شرم نہیں آ رہی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جیسا اس سے قبل کوئی آدمی تم پر سوار نہیں ہوا جو ان سے زیادہ اللہ کے ہاں معزز ہو۔

ابن بطال نے کہا انبیاء علیہم السلام کے زمانے سے دور ہونے اور عیسیٰ علیہ السلام اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان زیادہ وقفہ ہونے کی وجہ سے اس کا یہ شوخی کرنا بدکنا تھا۔

Marfat.com

نووی نے زبیدی سے مختصر العین اور صاحب ''التحریر'' سے نقل کیا کہ وہ ایسا چوپایہ ہے کہ جس پر انبیاء کرام علیہم السلام سوار ہوتے تھے پھرانہوں نے کہا یہ جوان دونوں نے اس پر سوار ہونے میں تمام انبیاء کا شریک ہونا بیان کیا ہے اس کے لئے صحیح نقل کا ہونا ضروری ہے۔

المقتفی نے کہا براق کے خچر کی شکل پر ہونے اور گھوڑے کی شکل پر نہ ہونے میں یہ حکمت ہے کہ اس سے اس بات کا اظہار مقصود ہے کہ یہ سوار ہونا صلح اور امن کے دوران کا ہے نہ کہ حالت جنگ اور خوف کا۔

یا یہ اظہار کرنے کے لئے ہے کہ ایسا جانور جو ظاہر شکل وصورت میں تیز نہیں وہ کتنا عجیب انداز کا تیز ہے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جنگ میں بھی خچر پر سوار ہوئے تھے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے آپ کی نبوت کی حقانیت اور آپ کی شجاعت اور دلیری ظاہر کرنا مقصود تھا۔

آپ کا براق سفید رنگ کا تھا اور آپ کی خچر شہباء تھی اور شہباء وہ رنگ ہوتا ہے جس میں سفیدی زیادہ ہو۔ اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ آپ تمام رنگوں میں سے بہترین رنگ کے ساتھ جو سفید ہے خاص تھے۔

معراج میں جبرائیل علیہ السلام کا ساتھ: اور انہوں نے کہا کہ علماء نے اس میں اختلاف کیا ہے کہ کیا جبرئیل علیہ السلام بھی سوار ہوئے تھے یا نہیں بعض کہتے ہیں ہاں وہ نبیؐ کے پیچھے سوار ہوئے تھے۔ مقتفی کہتے ہیں کہ ظاہر بات یہ ہے کہ وہ آپ کے ساتھ سوار نہیں ہوئے تھے کیونکہ اسراء سے مشرف ہونا یہ نبیؐ کے ساتھ ہی مخصوص ہے۔ مگر روایت کیا گیا ہے کہ ابراہیم اپنے بیٹے اسماعیل علیہما السلام کی براق پر سوار ہو کر ملاقات کے لئے جایا کرتے تھے۔ اور جب وہ سوار ہو کر بیت الحرام آئے تو ان کے ساتھ حضرت اسماعیلؑ اور حضرت ہاجرہؓ بھی موجود تھیں۔

مستدرک کی آخری حدیثوں میں عبداللہؓ سے روایت ہے کہ نبیؐ نے فرمایا میرے پاس جب براق لایا گیا تو میں جبرئیلؑ کے پیچھے بیٹھ کر سوار ہوا۔ حاکم کہتے ہیں اس حدیث میں ابوحمزہؒ میمون الاعود متفرد ہیں۔

اور یہ مختلف فیہ راوی ہیں اور اسی مستدرک میں حضرت فاطمہؓ کے مناقب میں منقول ہے کہ ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ نبیؐ نے فرمایا قیامت کے دن انبیاء کرام کو جانوروں پر اٹھایا جائے گا تا کہ وہ اپنی قوم کے مومنوں کو قیامت کے دن محشر میں پاسکیں۔ صالحؑ اپنی اونٹنی پر اٹھائے جائیں گے۔ اور مجھے براق پر اٹھایا جائے گا۔ جس کا ایک قدم نظر کی انتہا تک ہوگا اور فاطمہ میرے سامنے اٹھائی جائے گی۔

ابوالقاسم اسماعیل بن محمد اصفہانی اپنی ''کتاب الحجہ الی بیان محجۃ'' میں فرماتے ہیں۔

اگر کوئی یہ سوال کرے کہ آسمان کی طرف براق کو چڑھایا گیا مگر واپسی پر اس کو اتارا کیوں نہیں گیا؟ تو اس کا جواب ہے کہ آپ کی کرامت کے اظہار کے لئے آپ کو معراج کرائی گئی لیکن اللہ کی قدرت کے اظہار کے لئے براق کو نہیں اتارا گیا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اوپر جانا اس کا لازمی نتیجہ بھی اسی پر اترنا ہے۔ جیسے اللہ قرآن میں فرماتے ہیں۔ ''**سرابیل تقیکم الحر**'' یعنی وہ قمیص تم کو گرمی سے بچاتی ہیں۔ یہاں پر سردی کا ذکر ضمناً سمجھا جائے گا اسی طرح اللہ نے فرمایا بیدہ الخیر یعنی اس کے ہاتھ میں بھلائی ہے۔ یہاں برائی کا ذکر بھی ضمناً سمجھا جائے گا۔ حضرت حذیفہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ براق کی پیٹھ سے اس وقت تک نہیں

Marfat.com

اترے جب تک آپس نہیں آ گئے۔ قیامت کے دن براق پر صرف نبیؐ ہی سوار ہوں گے۔ دوسرے انبیاء سوار نہیں ہوں گے۔

اس بات پر وہ روایت دلالت کرتی ہے۔ جس کو ابو ربیع بن سبع البستی "شفاء الصدور" میں سوید بن عمرہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبیؐ نے فرمایا میں قیامت والے دن اپنے حوض سے خود بھی پیوں گا۔ اور انبیاء میں سے جو مجھ سے مانگے گا وہ بھی اس سے پیئے گا۔

اور اللہ تعالیٰ صالح علیہ السلام کی اونٹنی کو اٹھائیں گے جس کا دودھ نکال کر وہ خود بھی پئیں گے اور جو لوگ ان پر ایمان لائے تھے وہ بھی پئیں گے۔ پھر وہ اس پر سوار ہو کر میدان عرفات میں پہنچیں گے۔

اور وہ اونٹنی آوازیں نکال رہی ہو گی۔ کسی آدمی نے کہا یا رسول اللہؐ آپ اس روز عضباء پر سوار ہوں گے۔ آپ نے فرمایا اس پر میری بیٹی فاطمہ سوار ہو گی۔ اور مجھے براق پر سوار کر کے میدان محشر میں پہنچایا جائے گا۔ اس براق میں دوسرے انبیاء کی بہ نسبت خاص طور میں ہی سوار ہوں گا۔

لوگوں نے اسراء کی تاریخ میں اختلاف کیا ہے ابن اثیر کہتے ہیں کہ میرے نزدیک صحیح یہ ہے کہ وہ سوموار کا دن ۲۷ ربیع الاول ہجرت سے ایک سال قبل ہوئی۔ شیخ الاسلام محی الدین نووی نے شرح مسلم میں اور اپنی کتاب الصلاۃ کے فتاویٰ میں اس بات کو یقینی کہا ہے کہ وہ ربیع الاخر میں ہوئی ہے۔

"سیر الروضہ" میں ہے کہ وہ رجب میں ہوئی۔ اور اسراء رات کو اس لئے ہوئی کہ تاکہ نبیؐ کی رات کی ہم نشینی کی خصوصیت دن کے ہم نشینوں سے ممتاز ہو جائے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مختصر سیرت: اہل تاریخ کہتے ہیں کہ نبیؐ عام الفیل میں پیدا ہوئے اور پانچ سال تک بنو سعد میں رہے پھر چھ سال کی عمر میں ابواء کے مقام پر آپ کی والدہ انتقال کر گئیں تو آپ کا دادا آپ کا کفیل بن گیا۔ پھر جب آپ آٹھ سال کے ہوئے تو وہ بھی فوت ہو گئے تو آپ اپنے چچا ابو طالب کی کفالت میں چلے گئے۔ جب آپ بارہ سال کے ہوئے تو آپ ان کے ساتھ شام کی طرف نکلے۔ پھر آپ ۲۵ سال کی عمر میں سیدۃ خدیجہؓ کا مال تجارت لے کر نکلے اور اسی سال آپ نے ان سے شادی کر لی اور اسی سال قریش نے کعبہ کی تعمیر کی اور آپ کے حکم ہونے کو پسند کیا آپ اس وقت ۲۵ برس کے تھے۔ جب آپ ۴۰ برس کے ہوئے تو نبی بن گئے۔ جب آپ ۴۹ برس ۸ مہینے اور ۱۱ دن کے ہوئے تو آپ کا چچا ابو طالب فوت ہو گیا۔ ابو طالب کی وفات کے تین دن بعد سیدہ خدیجہ بھی فوت ہو گئیں۔ اس کے تین مہینے بعد آپ زید بن حارثہ کو لے کر طائف کی طرف نکلے۔ وہاں چند دن ٹھہرے پھر مطعم بن عدی کی پناہ لے کر مکہ میں داخل ہوئے جب آپ پچاس برس کے ہوئے تو آپ کے پاس نصیبین کے جن آ کر مسلمان ہوئے۔ جب آپ ۵۱ سال اور ۹ مہینے کے ہوئے تو آپ کو اسراء کرائی گئی۔ جب آپ ۵۳ برس کے ہوئے تو مدینہ ہجرت کی اور یہ بعثت کا تیرھواں سال تھا۔ اور بعض کے بقول چودھویں سال ہجرت کی۔ ان کے ساتھ ابو بکر صدیق اور ان کا غلام عامر بن فہیرہ اور ایک رہبر عبداللہ بن اریقط بھی تھے۔ اور یہی وہ سال ہے جس پر اسلامی سال کی بنیاد رکھی گئی۔ اور مسلمانوں کو یکجا کیا گیا اور اسی سال نبیؐ نے صحابہ میں مواخات قائم کی۔ اور حضرت علیؓ کو اپنا بھائی بنایا۔ اسی سال حضر کی نماز پوری کی گئی اور سفر کی نماز کم کی گئی اور اس سال حضرت علی نے فاطمہؓ سے شادی کی۔ ۲ھ میں غزوہ ودان پیش آیا یہ ایک جگہ کا نام

Marfat.com

ہے۔اور رضوی کے کنارے پر غزوہ بواط پیش آیا اور غزوہ عشیرہ اور غزوہ بدر اولیٰ بھی اسی سال پیش آیا یہ آخری جنگ جمادی الاخر میں پیش آئی اور غزوہ بدر کبریٰ جس میں قریش کے بڑے بڑے سردار قتل ہوئے اور جس کے ساتھ اللہ نے دین کو عزت دی۔ یہ بھی اسی سال پیش آئی۔ یہ جمعہ کے دن تیرہ رمضان کو لڑی گئی۔اور غزوہ بنی سلیم بھی اسی سال ذی الحجہ میں پیش آئی جب کہ نبیؐ ابو سفیان کو تلاش کر رہے تھے مگر وہ آپؐ کو نہ ملا۔۳ھ میں غزوہ بنی غطفان' نجران' قینقاع' احد' حمراء الاسد پیش آئے۔۴ھ میں غزوہ بنو نضیر' غزوہ ذات الرقاع پیش آئے۔

۵ھ میں غزوہ دومتہ الجندل اور غزوہ خندق اور غزوہ بنو قریضہ لڑی گئی۔۶ھ میں غزوہ بنی لحیان اور غزوہ بنی مصطلق لڑی گئیں۔ ۷ھ میں نبیؐ نے ممبر بنایا اور غزوہ خیبر پیش آیا۔اسی میں فدک کا مشہور واقعہ پیش آیا جاگیر فدک نبیؐ کے لئے خاص ہو گئی۔۸ھ میں غزوۂ موتہ' فتح مکہ' غزوہ حنین' غزوہ طائف اور ہوازن کے اموال کی تقسیم کا واقعہ پیش آیا۔۹ھ میں غزوہ تبوک پیش آیا۔۱۰ھ میں حجتہ الوداع کیا۔اور آپؐ نے اپنے ہاتھ سے ۶۳ قربانیاں کیں۔اور ۶۳ غلام آزاد کئے۔اور آپ کی عمر بھی اتنی ہی تھی۔آپ ۱۱ھ میں وفات پا گئے۔ بیماری کا آغاز یکم ربیع الاول کو ہوا اور ۱۲ کو آپ فوت ہو گئے ۶۳ سال زندہ رہے۔مدینہ میں دس سال قیام کیا۔اور یہ چیز باب الہمزۃ میں اوز کے لفظ پر گزر چکی ہے۔آپ ﷺ کی اولاد سب کی سب حضرت خدیجہؓ سے ہے سوائے ابراہیم کے جو ماریہ قبطیہ سے پیدا ہوئے۔اور ان کے نام یہ ہیں۔طیب' طاہر' قاسم' فاطمہ' زینب' رقیہ' ام کلثوم اور ابراہیم سلام اللہ علیہم۔ آپ کی اولاد میں سے سب کے سب لڑکے بچپن میں فوت ہو گئے۔آپ نے سیدہ خدیجہ کی زندگی میں کوئی شادی نہیں کی۔ جب وہ فوت ہوئیں تو آپ نے سودہ بنت زمعہ سے شادی کی۔اور حضرت عائشہؓ سے آپ نے شادی کی۔سیدہ عائشہؓ کے علاوہ کسی بھی کنواری لڑکی سے شادی نہیں کی۔وہ سیدنا معاویہؓ کے دور خلافت میں ۶۷ سال کی عمر میں فوت ہوئیں۔اور آپ نے ۳ھ میں حفصہ بنت عمر سے شادی کی اور وہ سیدنا عثمانؓ کی خلافت میں فوت ہوئیں۔آپ نے زینب بنت خزیمہ شادی کی وہ آپ کی زندگی میں ہی فوت ہو گئیں تھیں خدیجہؓ اور ان کے علاوہ کوئی بھی بیوی آپ کی زندگی میں فوت نہیں ہوئی۔اور ام سلمہؓ سے ۶ھ میں شادی کی۔ان کی ماں عاتکہ نبیؐ کی پھوپھی ہیں۔یہ ۵۹ھ میں معاویہؓ کے دور میں فوت ہوئیں بعض کہتے ہیں یہ وہی دن ہے جس دن حضرت حسین شہید ہوئے۔اور زینب بنت جحش سے ۵ھ میں شادی کی اور وہ عمرؓ کے دور خلافت میں فوت ہوئیں۔یہ آپ کی بیویوں میں سے سب سے پہلے آپ سے ملیں۔اور ام حبیبہ رملہ بنت ابی سفیان سے شادی کی۔یہ ۴۴ھ کو اپنے بھائی معاویہؓ کے دور میں فوت ہوئیں۔اور سیدۃ جویرۃؓ بنت الحارث المصطلقیہ سے شادی کی یہ ۵۶ھ میں دور معاویہؓ میں فوت ہوئیں۔اور میمونہ بنت الحارث سے ۷ھ میں شادی کی یہ ۴۰ھ میں فوت ہوئیں۔جب آپ فوت ہوئے تو آپ کی ۹ بیویاں تھیں۔

البرزون

یہ لفظ البرزون ہے اس کی جمع براذین اور مونث برزنۃ ہے اس کو ابو الاخطل بھی کہتے ہیں۔اس کے نکلے ہوئے کانوں کی وجہ سے اس کی یہ کنیت رکھی گئی ہے۔بخلاف عربی گھوڑے کے کانوں کے کہ وہ کھڑے ہوتے ہیں۔اس کے ماں باپ دونوں عجمی ہوتے ہیں اور انسانوں میں سے عجمی وہ ہے جس کا کلام فصیح نہ ہو چاہے وہ عربی ہو یا عجم کا رہنے والا۔کیا تم کو پتہ نہیں کہ لوگ زیادکو

Marfat.com

اعجم کہتے ہیں اس لئے کہ اس کی زبان میں فصاحت نہیں تھی۔ حالانکہ وہ عربی تھا۔ نبیؐ نے فرمایا کہ دن کی نماز عجماء ہوتی ہے یعنی اس میں قراءت سری ہوتی ہے۔ مگر بقول امام نووی یہ حدیث باطل ہے۔

جو بول نہ سکے اس کو عجمی اور اعجمی دونوں کہہ سکتے ہیں۔ نبیؐ نے فرمایا العجماء جرحها جبار یعنی جانور کا لگایا ہوا زخم رائیگاں ہے۔ اور عجماء اس جانور کو کہتے ہیں جو بھاگا ہوا ہو ورنہ جس جانور کو چلایا گیا ہو یا راہنمائی کی گئی ہو تو اس کے ضامن ہونے پر اجماع ہے۔ "منطق الطیر" والے فرماتے ہیں کہ بروزن ہر روز یوں کہتا ہے۔ اللھم انی اسلك قوت یوم بیوم اے اللہ میں تجھ سے روز بروز کی قوت (خوراک) مانگتا ہوں۔

امام حاکم ابن مسعودؓ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ میں ترکوں کو دیکھ رہا ہوں وہ کان کٹے ٹٹوؤں پر بیٹھ کر تمہارے پاس آرہے ہیں۔ وہ ان کو فرات کے کنارے پر باندھیں گے۔ نیز اس نے ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ وہ مروان کے پاس سے گزرے جبکہ وہ مدینے میں اپنا گھر بنا رہا تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ میں وہاں بیٹھ گیا اور مزدور کام کر رہے تھے۔ تو میں نے کہا ابنوا مشیدا واملوا بعیدا وموتوا قریبا یعنی پکی عمارتیں بناؤ اور دور کی امیدیں رکھو مگر جلدی مر جاؤ۔ تو مروان نے کہا کہ ابو ہریرہؓ مزدوروں سے باتیں کر رہا ہے۔ اے ابو ہریرہ تم ان سے کیا کہہ رہے ہو۔ وہ کہتے ہیں میں نے ان کو وہی کہا جو ان لوگوں سے کہا تھا کہ اے معشر قریش پکی عمارتیں بناؤ۔ دور کی امیدیں رکھو اور جلدی مر جاؤ۔ آپ نے یہ تین دفعہ کہا۔ پھر ابو ہریرہ نے کہا کہ تم یاد کرو کہ تم کل کیسے تھے اور آج تمہاری حالت کیا ہے۔ تم فارس اور روم کے غلاموں کی خدمت کر رہے ہو۔ تم میدے کی روٹی کھاؤ اور موٹا گوشت کھاؤ۔ اور ایک دوسرے کو مت کھاؤ۔ اور ٹٹوؤں کی طرح ایک دوسرے کو مت کاٹو۔ آج چھوٹے بنو گے تو کل بڑے ہو گے خدا کی قسم تم میں سے کوئی آدمی بھی ایک درجہ اونچا نہیں ہوتا مگر وہ قیامت کے دن اتنا ہی نیچے ہو گا۔

اور سراج الوراق نے مناہج الفکرۃ میں برے گھوڑوں کے اوصاف یوں گنے ہیں۔

لصاحب الاحباس برذونه بعیدة العهد عن القرط

"صاحب احباش کی ایک مونث ٹٹو ہے جو ثریا ستارے سے بھی زیادہ عمر والی ہے۔"

اذا رأت خیلا علی مربط تقول سبحانك یا معطی

"جس وقت گھوڑے کو باڑے میں دیکھتی ہے۔ تو کہتی ہے اے عطا کرنے والے اللہ تو پاک ہے۔"

تمشی الی خلف اذا ماشت کانما تکتب بالقبطی

"اس کو اگر آگے کو چلاؤ تو وہ پیچھے کو چلتی ہے۔ گویا وہ قبطی زبان میں لکھتی ہے۔"

جاحظ کہتے ہیں۔ میں نے بعض دیہاتیوں سے پوچھا کہ زیادہ کھانے والے چوپائے کون سے ہیں۔ تو انہوں نے کہا دودھ پلانے والی مادہ ٹٹو۔

غیلانیات کی جزء خامس کے آخر میں اور مستدرک کی کتاب اللباس میں سیدہ عائشہؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبیؐ کے پاس ایک برذون پر سوار ہو کر آیا۔ اس کے سر پر ایک عمامہ تھا۔ جس کا ایک کنارہ اس نے دونوں کندھوں کے درمیان لٹکا رکھا تھا۔ تو آپؐ نے فرمایا کیا تو نے اس کو دیکھا ہے۔ میں نے کہا جی ہاں۔ آپؐ نے فرمایا یہ جبرئیلؑ تھے۔ انہوں نے مجھے حکم دیا کہ میں بنو

Marfat.com

قریظہ کے پاس جاؤں۔

۱۵ھ کے واقعات میں ''کامل'' میں یوں لکھا ہے۔ کہ جب سیدنا عمرؓ نے بیت المقدس فتح کیا تو شام کو چار دفعہ گئے۔ پہلی دفعہ گھوڑے پر دوسری دفعہ اونٹ پر اور تیسری دفعہ طاعون کی وجہ سے واپس آ گئے اور چوتھی دفعہ گدھے پر بیٹھ کر گئے۔ اور لشکروں کے امراء کو لکھا کہ وہ جابیہ میں آ کر انہیں ملیں۔ پھر گھوڑے پر سوار ہوئے مگر اس میں لنگڑاپن دیکھ کر اتر آئے اور ایک ٹٹو پر آ کر سوار ہو گئے مگر وہ اپنی چال میں شوخی دکھانے لگا۔ تو آپ اس سے بھی اتر آئے اور اس سے اپنا منہ پھیر لیا۔

اور کہنے لگے جس نے مجھ کو یہ فخر وغرور سکھایا اس کو اللہ علم نہ دے پھر اپنی اونٹنی پر سوار ہو گئے پھر اس کے بعد کبھی بھی ٹٹو پر سوار نہ ہوئے اور نہ ہی اس سے پہلے سوار ہوئے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آمد شام: سیدنا عمرؓ جب شام جانے کا ارادہ کرتے تو مدینہ پر علیؓ کو خلیفہ بنا کر جاتے۔ تو سیدنا علیؓ نے ان کو ایک دفعہ کہا کہ آپ اس دشمن کتے کی طرف خود ہی جا رہے ہیں؟ تو سیدنا عمرؓ نے کہا میں عباسؓ کے فوت ہونے سے پہلے جلدی جلدی جہاد کر رہا ہوں۔ تم جب عباسؓ کو گم پاؤ گے تو تم پر برائی آ پڑے گی جیسے کسی پر جال آ پڑتا ہے سیدنا عباسؓ خلافت عثمانؓ کے ۶ سال بعد فوت ہوئے۔ تو لوگوں پر برائی ٹوٹ پڑی جس طرح سیدنا عمرؓ نے کہا تھا۔

ایک عجیب وغریب واقعہ: ''وفیات الاعیان'' میں ابوالہذیل محمد بن ہذیل العلاف البصری جو اعتزال میں بصریوں کا استاد ہے کے حالات میں لکھا ہے۔ کہ وہ بیان کرتا ہے کہ میں بصرہ سے ایک ٹٹو پر سوار ہو کر بغداد کی طرف مامون کو ملنے کے لئے نکلا۔ تو میں ہرقل کے گرجے میں جا پہنچا وہاں ایک آدمی گرجے کی دیوار سے بندھا ہوا تھا۔ میں نے اس کو سلام کہا تو اس نے میرے سلام کا جواب دیا۔ اور مجھے گھور کر دیکھا۔ اور کہنے لگا کیا تو معتزلی ہے۔ میں نے کہا۔ جی ہاں اس نے کہا تو میرا امام بھی ہے؟ میں نے کہا ہاں! اس نے کہا تب تو ابوالہذیل الحلاف ہے؟ میں نے کہا ہاں میں وہی ہوں۔ تو اس نے کہا کیا نیند کا کوئی مزہ ہے؟ میں نے کہا ہاں اس نے کہا کہ وہ اس نیند کا مزہ کب پاتا ہے؟ تو میں نے اپنے دل سے کہا اگر میں کہوں کے نیند کے وقت تو یہ بات غلط ہے کیونکہ اس وقت انسان کی عقل ختم ہو جاتی ہے۔ اور اگر میں کہوں کہ نیند سے پہلے تو اس وقت بھی میں خطا کروں گا۔ کیوں کہ میں نے گویا اس کو عدم کی طرف موڑ دیا ہے۔ اگر میں کہوں کہ نیند کے بعد تو پھر بھی غلطی ہو گی کیونکہ ایک چیز کے ختم ہونے کے بعد اس کی لذت نہیں ہوتی۔ وہ کہتے ہیں کہ میں حیران ہو گیا اور میرے دل میں شکوک آنے لگے۔ میں نے اس سے کہا تم بتاؤ۔ یہاں تک کہ میں تم سے سنوں اور تم سے نقل کر سکوں۔ تو اس نے کہا کہ میں آپ کو اس شرط پر بتاؤں گا کہ آپ اس گرجے کے مالک کی عورت سے کہیں کہ وہ مجھے آج کے دن نہ مارے۔ تو میں نے اس عورت سے یہ درخواست کی تو اس نے میری بات مان لی۔ تو اس نے کہا جان لو کہ اونگھ ایک بیماری ہے جو بدن پر آ پڑتی ہے اور اس کا علاج نیند ہے تو میں نے اس کی اس بات کو اچھا سمجھا اور واپسی کا ارادہ کر لیا اس نے کہا ابوالہذیل ٹھہرو ایک بڑا مسئلہ بھی سنو۔ کہنے لگا کیا نبیؐ زمین اور آسمان میں امانت دار ہیں؟ میں نے کہا ہاں! تو اس نے کہا کہ کیا آپ ان کی امت میں اتفاق چاہتے ہیں یا افتراق؟ تو میں نے کہا کہ میں اتفاق چاہتا ہوں۔

تو اس نے کہا کہ اللہ فرماتا ہے **وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین**

پھر کیا وجہ ہے کہ جب آپ مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ میرے بعد تمہارا خلیفہ یہ ہے حالانکہ نبیؐ

Marfat.com

نے لوگوں کو وصیت کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور اس پر رغبت بھی دلائی ہے۔ ابوالہذیل نے کہا مجھے اس کا جواب بھی نہ آ سکا۔ تو میں نے اس سے جواب پوچھا۔ میں نے اس کے حال کو اجنبی سمجھا اور اپنے گھوڑے کی لگام گھمائی اور اس سے ہٹ کر مامون کے پاس پہنچ گیا۔

اس نے میرے سفر کے متعلق پوچھا۔ تو میں نے اس کو اپنا تمام واقع بیان کیا۔ تو اس نے اس کو اسی وقت حاضر کرنے کا حکم دیا۔ اس کو حاضر کیا گیا۔ مامون نے اس سے کہا کہ وہی سوال دہراؤ جو تم نے ہزیل سے کیا تھا۔ تو اس نے دہرادیا۔ تو مجلس میں بڑے بڑے فاضل علماء کی ایک جماعت تھی مگر ان میں سے کوئی سوال کا جواب نہ دے سکا۔ تو مامون نے اس سے پوچھا کہ اس کا کیا جواب ہے؟ تو اس نے کہا۔ سبحان اللہ

میں ہی بیک حال سائل بھی بنوں اور جواب دینے والا بھی؟ مامون نے کہا اگر تو ہم کو کوئی فائدہ پہنچائے تو اس میں تیرا کیا حرج ہے؟ اس نے کہا امیر المومنین سنیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے ازل سے یہ فیصلہ کر رکھا تھا۔ اور اپنے پرانے علم میں یہ چیز مقدر کر رکھی ہے اور اپنے حکم پر اپنے نبی کو مطلع کیا ہے۔ تو وہ اس سے تجاوز نہیں کر سکے۔ نہ اس سے آگے بڑھ سکے اور معاملہ اسی طرح رہا جس طرح اس نے مقدر کیا اور فیصلہ کیا کیونکہ اللہ تعالیٰ کے حکم کو کوئی بھی رد نہیں کر سکتا اور نہ ہی اس کے حکم کا کوئی پیچھا کر سکتا ہے۔ مامون کو یہ بات اچھی لگی۔

اور اس کو کوئی کام پیش آ گیا اور وہ مامون اپنے گھر میں داخل ہو گیا۔ تو اس مجنوں نے کہا او گندے تو نے اپنے فائدے کی چیز لے لی اور بھاگ گیا۔ مامون واپس آیا اور کہا کہ تم کیا چاہتے ہو تو اس نے کہا ایک ہزار دینار۔ مامون نے کہا تم کیا کرو گے؟ اس نے کہا میں ان کو لے کر کھجوریں کھاؤں گا۔ تو مامون نے یہ چیزیں دینے کا حکم دیا اور اس کو اسی حالت میں گھر پہنچانے کا حکم دیا۔ ابو الہذیل العلاف ۲۲۷ھ میں فوت ہوا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اونگھ سر میں ہوتی ہے اور نعاس آنکھ میں ہوتی ہے اور نیند دل میں ہوتی ہے اور یہ ایک بوجھل غشی ہوتی ہے جو دل پر واقع ہوتی ہے جس سے اشیاء کی معرفت ختم ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات سے ان الفاظ میں اس کی نفی فرمائی ہے۔ **لا تاخذہ سنۃ و لا نوم** اس کو نہ اونگھ آتی ہے نہ نیند۔ کیونکہ یہ ایک آفت ہے اور اللہ تعالیٰ آفات سے پاک ہے اور اس لئے بھی کہ نیند تغیر ہے جو اللہ کی ذات کے لئے جائز نہیں۔

خالد کی سفاح کو نصیحتیں اور انجام:

ابوالفرج ابن الجوزی کتاب الاذکیاء میں خالد بن صفوان التیمی سے روایت کرتے ہیں کہ وہ ابوالعباس السفاح کے پاس گیا' اس وقت اس کے پاس اور کوئی نہیں تھا کہنے لگا اے امیر المومنین! اللہ نے جب سے آپ کو خلافت عطا کی ہے۔ میں یہ موقع تلاش کر رہا تھا کہ آپ کو خلوت میں ملوں۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو بات سے فارغ ہونے تک دروازہ بند کرنے کا حکم دیجئے۔ تو سفاح نے دربان کو اس بات کا حکم دے دیا۔ تو خالد بن صفوان کہنے لگا۔ میں نے آپ کے متعلق غور و فکر کیا تو میں نے دیکھا کہ عورتوں سے فائدہ اٹھانے میں آپ سے زیادہ قادر اور گنجائش والا کوئی نہیں ہے۔ اور عورتوں کے معاملے میں آپ سے زیادہ تنگ

Marfat.com

زندگی گزارنے والا میں نے نہیں دیکھا۔آپ نے سارے جہان کی عورتوں میں سے صرف ایک عورت کو اپنی جان کا مالک بنا دیا ہے۔اور اسی پر ہی اکتفا کر لیا ہے۔

اگر وہ بیمار ہو جائے تو آپ بیمار ہو جاتے ہیں۔اگر وہ غائب ہو جائے تو آپ بھی غائب ہو جاتے ہیں۔اگر وہ خون آلود ہو جائے تو آپ کو بھی خون آ جاتا ہے۔اے امیر المومنین آپ نے رات کو لونڈیوں کے پاس جانے کی لذت کو حرام کر لیا ہے اور ان کے مختلف حالات جاننے اور ان سے مرغوب لذت حاصل کرنے کو بھی ممنوع کر لیا ہے۔ان میں کوئی لمبی ہے جس کے سفید جسم کو دیکھنے کو چاہا جاتا ہے۔اور ان میں سے نرم نازک' گندم گوں' سنہری زرد مدینے اور طائف اور یمامہ کی رہنے والیاں جو میٹھی زبان والی' حاضر جواب ہیں۔اور تمام بادشاہوں کی لڑکیاں ہیں کہ جن کی نظافت اور تر و تازگی پسند کی جاتی ہے۔خالد نے اپنی زبان میں مختلف لونڈیوں کی صفات کے متعلق اپنی بات کو طویل کر دیا اور سفاح کو ان کی طرف شوق دلایا جب وہ اپنی بات سے فارغ ہوا۔تو سفاح نے اس سے کہا۔تجھ پر افسوس ہو۔تم نے میرے کان ان باتوں سے بھر دیئے ہیں جو دل کو اچھی لگی ہے۔اللہ کی قسم اس کلام سے بہتر کلام میرے کانوں نے کبھی نہیں سنی۔تم اپنے کلام کو دہراؤ۔یہ بات میرے دل میں سرایت کر چکی ہے۔تو خالد نے اپنی بات کو پہلے سے اچھے انداز میں دہرایا۔بادشاہ نے اس سے کہا اب واپس چلے جاؤ۔وہ واپس چلا گیا۔اور ابو عباس اسی سوچ میں محو ہو گیا۔تو اس کی بیوی ام سلمہ اس کے پاس آئی۔پہلے اس نے اس سے قسم کھا رکھی تھی کہ میں نہ کسی عورت کو نہ لونڈی کو تمہاری موجودگی میں اختیار کروں گا۔اور اس نے اس بات کو نبھایا بھی تھا۔جب اس عورت نے اس کی یہ حالت دیکھی تو کہا امیر المومنین میں آپ کو خلاف معمول حالت میں دیکھتی ہوں۔کیا کوئی ناپسندیدہ واقعہ پیش آ گیا۔یا کوئی ایسی خبر آئی ہے جس سے آپ ڈر گئے ہوں۔وہ مسلسل اس سے بات معلوم کرنا چاہتی رہی۔یہاں تک کہ اس نے خالد کی تمام بات بیان کر دی۔تو اس عورت نے کہا کہ آپ نے اس حرام زادے کو کیا جواب دیا۔تو سفاح کہنے لگا۔وہ میری خیر خواہی کر رہا تھا اور تو اس کو گالیاں دیتی ہے۔ام سلمہ اپنے رشتہ داروں کے پاس چلی گئی اور ان کو خالد کے مارنے کا حکم دے دیا خالد نے کہا میں خوشی خوشی اپنے گھر جا رہا تھا کہ میں نے امیر المومنین کو عمدہ باتیں بتائیں ہیں اور مجھے ضرور انعام ملے گا۔ایک دفعہ میں کھڑا تھا کہ کچھ لوگ میرے متعلق آ کر پوچھنے لگے۔تو میں نے پکا یقین کر لیا کہ بادشاہ نے مجھے انعام دینے کا فیصلہ کر لیا ہے تو میں نے کہا کہ میں خالد یہ ہوں! ان میں سے ایک لاٹھی لے کر میری طرف لپکا۔تو میں نے اپنے ٹٹو کو دوڑایا مگر وہ مجھ تک پہنچ گیا اور ٹٹو کے پچھلے حصے پر ضرب لگائی تو میں نے ایڑی لگائی اور ان سے بھاگ نکلا۔میں چند دن اپنے گھر میں چھپا رہا اور میرے دل میں یہ بات آئی کہ میرے ساتھ یہ واقع ام سلمہ کی طرف سے پیش آیا ہے۔ایک دفعہ میں ایک مجلس میں بیٹھا ہوا تھا۔کہ اچانک کچھ لوگوں نے مجھ پر حملہ کر دیا اور کہنے لگے۔امیر المومنین تم کو بلا رہے ہیں فوراً پہنچو۔تو میرے دل میں یہ خیال آیا کہ اب تمہاری موت ہے۔تو میں نے کہا انا للہ و انا الیہ راجعون تو میں نے اپنے خون سے زیادہ رائیگاں خون کسی بوڑھے کا نہیں دیکھا۔تو میں امیر المومنین کے گھر کی طرف سوار ہو کر چل دیا اور وہاں ان کو بیٹھا ہوا دیکھا۔میں نے مجلس میں بیٹھے ہوئے ہی ایک گھر دیکھا جس میں باریک پردے لٹک رہے تھے۔پھر میں نے پردے کے پیچھے سے ایک آواز محسوس کی۔تو اس نے مجھے بٹھا دیا اور کہا۔اے خالد! تیرے لئے افسوس ہو تو نے امیر المومنین کے لئے جو عورتوں کے اوصاف بیان کئے ہیں ان کو دہراؤ۔میں نے کہا ہاں اے امیر المومنین میں نے آپ کو بتایا

Marfat.com

تھا کہ عرب نے ضرتین (دوسوکنیں) ضرر (تکلیف) سے نکالا ہے۔ اوران کے پاس ایک عورت سے زیادہ عورتیں نہیں ہوتی تھیں۔ ورنہ ان کو تکلیف اور تنگی ہوتی۔ سفاح نے کہا تیرا پہلا کلام ایسا نہیں تھا۔ میں نے کہا امیر المومنین کیوں نہیں ایسا ہی تھا اور میں نے آپ کو بتایا تھا کہ تین عورتیں مرد پر تکلیف ڈالتیں ہیں۔ اور سروں کو بوڑھا کر دیتی ہیں۔ تو سفاح نے کہا اگر میں نے تم سے یہ بات سنی ہو تو میں کافر ہو کر مروں۔ اس نے کہا کیوں نہیں امیر المومنین بلکہ میں نے تو آپ کو یہ بتایا تھا کہ چار عورتیں مرد کے لئے برائی کا مجموعہ ہیں جو اس کو بوڑھا کر دیتی ہیں اس نے کہا میں نے تجھ سے یہ بات پہلے کبھی نہیں سنی۔ میں نے ہاں جی اللہ کی قسم۔ میں نے تو یہی کہی ہیں اس نے کہا کیا تو مجھ کو جھوٹا کہتا ہے۔ میں نے کہا کیا آپ مجھے قتل کرانا چاہتے ہیں۔ ہاں امیر المومنین لونڈیوں میں سے کنواریاں ایسی ہیں جیسے مرد ہیں مگر ان کے خصتین نہیں ہوتے۔ خالد کہتے ہیں میں نے پردے کے پیچھے سے ہنسنے کی آواز سنی۔ پھر میں نے کہا خدا کی قسم میں نے آپ کو بتایا تھا کہ آپ کے پاس ایک خوشبودار پھول ہے اور تم اپنی آنکھوں سے عورتوں اور لونڈیوں کی طرف نظریں اٹھاتے ہو۔ تو پردے کے پیچھے سے یہ آواز آئی۔ چچا جان آپ سچ کہتے ہیں۔ آپ نے ان کو یہی بات بتائی تھی۔ لیکن انہوں نے آپ کی بات بدل دی اور اپنے دل کی بات کو آپ کی زبان سے کہلوایا۔ تو سفاح نے کہا اللہ تجھے ہلاک کرے خالد کہتے ہیں پھر میں کھسک گیا اور وہاں سے نکل گیا۔ تو ام سلمہ نے مجھے دس ہزار درہم بھیجے اور ایک ٹٹو اور عمدہ کپڑے دیئے۔

شرعی حکم: اس کا حکم بھی عام گھوڑوں کی طرح ہے۔

طبی فوائد اور خواص: جب کوئی عورت ٹٹو کا خون پی لے تو کبھی بھی حاملہ نہیں ہوگی۔ اور اس کے گوبر میں یہ خاصیت ہے کہ عورت کے مردہ جنین کو مع غلاف کے باہر نکال دیتا ہے۔ اگر اس کے گوبر کو خشک کر کے ناک میں ڈالا جائے تو نکسیر بند ہو جاتی ہے اور اگر زخموں پر چھڑکا جائے تو خون بند ہو جاتا ہے۔

تعبیر الرؤیا: برزون کو خواب میں دیکھنا جھگڑے کی علامت ہے بعض کہتے ہیں اس سے مراد غلام ہے۔ اس کو عجمی آدمی سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔ اور بہت سے براذین عجمی آدمی ہیں۔ اس کو عورت سے بھی تعبیر کرتے ہیں۔ جس کا ٹٹو خواب میں چوری ہو جائے تو اس کی عورت کو طلاق ہو جاتی ہے۔ اور اس کا ضائع ہونا عورت کا گناہ میں ملوث ہونا ہے۔

برغش

یہ باء کے فتح اور غین معجمہ سے ہے۔ حافظ ذکی الدین عبد العظیم نے اپنے استاد حافظ عبد الحسن مقدسی جو شیخ تقی الدین ابن دقیق العید کے والد ہیں ان کو یہ شعر سنائے ان کی وفات ۶۲۱ھ شعبان میں بمقام قاہرہ ہوئی۔

ثلث بـاءات بـيـنـابـهـا البق و البرغوث و البرغش

(۱) تین باؤں سے ہم آزمائے گئے ہیں۔ ایک بق ہے ایک برغوث اور برغش (یہ تینوں مچھروں کی قسمیں ہیں)

ثلاثة اوحـش مـا فـى الـورىٰ يـا ليـت شعـرى ايـهـا اوحـش

(۲) یہ تینوں چیزیں تمام مخلوق میں بہت زیادہ ڈراؤنی ہیں کاش مجھ کو معلوم ہو سکے کہ ان میں زیادہ ڈراؤنی کون سی ہے۔

Marfat.com

البرغن

یہ باء کے فتح اور غین معجمہ کے ضمہ سے البرغن ہے۔ یہ جنگلی گائے کے بچے کو کہتے ہیں۔

البرغوث

یہ ثائے مثلثہ کے ساتھ ہے یعنی پسواس کی جمع البراغیث ہے۔ اس کی باء کا ضمہ کسرہ سے زیادہ مشہور ہے اور بنو طے کی لغت میں اکلونی البراغیث ہے۔ اور یہ درست ہے نحویوں کے ایک مذہب کے مطابق اللہ کے اس فرمان سے انہوں نے دلیل لی ہے۔ واسروا النجوی الذین ظلموا اسی طرح اللہ کا یہ فرمان بھی ہے۔ خشعا ابصارهم اس طرح نبی ﷺ کا یہ فرمان ہے۔ یتعاقبون فیکم ملائکة اور صحیح مسلم وغیرہ میں ہے کہ حتی احمرتا عیناه اور اس کی مثالیں بہت سی ہیں۔ سیبویہ نے کہا کہ اکلونی البراغیث بھی ایک لغت ہے لیکن قران میں نہیں ہے۔ اور اسروا النجوی میں فاعل ضمیر ہے اور الذین اس کا بدل ہے۔ برغوث کی کنیت ابوطافر ابوعدی اور ابو وثاب ہے۔ اور اس کو طامر بن طامر بھی کہتے ہیں اور یہ جانور بہت کودتا ہے اور یہ اللہ کی عجائبات میں سے ہے کہ یہ پیچھے کو کودتا ہے۔ تاکہ دیکھ سکے کہ اس کو کون شکار کر رہا ہے۔ کیونکہ اگر وہ آگے کی طرف کودے تو جلد موت کی طرف جائے گا۔ جاحظ یحییٰ برمکی سے بیان کرتے ہیں کہ برغوث اسی مخلوق میں سے ہے۔ جن کے عوارض میں اڑنا بھی ہے۔ جیسا کہ چیونٹی ہوتی ہے۔ یہ دیر تک جفتی کرتا ہے مادہ انڈے دیتی ہے اور بچے نکالتی ہے مگر پہلی دفعہ یہ مٹی سے پیدا ہوتا ہے۔ یہ عام طور پر تاریک مقامات پر ہوتے ہیں۔ ان کا غلبہ موسم سرما کے آخر میں اور موسم بہار کے شروع میں ہوتا ہے۔ یہ ٹیڑھا ہو کر حملہ کرتا ہے کہا جاتا ہے کہ یہ ہاتھی کی شکل کا ہوتا ہے اس کی کچلیاں ہیں جن سے کاٹتا ہے اور سونڈ ہے جس سے چوستا ہے۔

شرعی حکم: اس کو کھانا حرام ہے۔ آدمی احرام کی حالت میں ہو یا نہ ہو اس کو قتل کرنا مستحب ہے۔ اس کو گالی نہیں دینی چاہیے۔ کیونکہ مسند امام احمدؒ نے اور بزار نے اور بخاری نے ادب میں' اور طبرانی نے الدعوات میں انسؓ سے روایت کیا ہے کہ نبیؐ نے کسی آدمی کو پسوؤں کو گالی دیتے ہوئے سنا تو آپ نے فرمایا اس کو گالی نہ دو کیونکہ اس نے ایک نبی کو صبح کی نماز کے لئے جگایا تھا۔ معجم طبرانی میں سیدنا انسؓ سے ہی روایت ہے کہ میں نے نبیؐ کے پاس پسوؤں کا ذکر کیا تو آپؐ نے فرمایا یہ نماز کے لئے بیدار کرتے ہیں یعنی صلوٰۃ الفجر کے لئے۔ اسی معجم طبرانی میں سیدنا علیؓ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں ایک دفعہ ہم ایک جگہ اترے تو ہم کو پسوؤں نے تنگ کیا تو ہم نے انہیں گالی دی تو آپؐ نے فرمایا ان کو گالی مت دو یہ بہت عمدہ جانور ہیں جو تمہیں اللہ کے ذکر کے لئے جگاتے ہیں۔ عام بلوے کی وجہ سے بدن اور کپڑے پر اس کا قلیل خون معاف ہے۔

ابوعمر بن عبدالبر فرماتے ہیں کہ علماء نے پسوؤں کے خون سے حرج نہ ہونے پر اجماع کیا جب وہ زیادہ نہ ہو۔ ہمارے اصحاب کہتے ہیں کہ تھوڑے خون کے معاف ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہے مگر جب کوئی شخص خود اس کو کپڑے میں یا بدن میں مار دے تو اس خون میں اختلاف ہے۔ اور اس صورت میں معافی کی دو صورتیں ہیں۔ زیادہ درست یہ ہے کہ وہ بھی معاف ہے اور ہر وہ جانور جس کا خون نہ بہے جیسے مچھر وغیرہ۔

شیخ الاسلام عزالدین بن عبدالسلام سے اس کپڑے کے بارے میں پوچھا گیا جس میں مچھروں کا خون ہو کیا آدمی اس خون

Marfat.com

کے تازہ ہونے کے باوجود اس کو پہن کر اس میں نماز پڑھ سکتا ہے؟ اور جب آدمی کو اس میں پسینہ آئے تو کیا پھر بھی اس میں نماز پڑھ سکتا ہے اور کیا اس کے ساتھ اس کا بدن ناپاک ہو جائے گا؟ یا اس پر کوئی حرج نہیں؟ اور کیا اس کا دھونا عام معمول کے مطابق دھونے سے پہلے مستحب ہے تو انہوں نے جواب دیا ہاں! کپڑا اور بدن اس سے ناپاک ہو جاتے ہیں۔ اس کے دھونے کا حکم عام معمول کے اوقات میں ہے اور اس کے وقت سے پہلے دھونا ایسی پرہیز گاری ہے۔ جس پر سلف صالحین کا عمل نہیں تھا حالانکہ وہ اپنے دین کی حفاظت پر غیر سے زیادہ حریص تھے۔ محققین کے نزدیک مچھروں کا کثیر خون صحیح مسلک کے مطابق معاف ہے۔ جیسے امام نووی نے کہا کہ وہ چاہے پسینے کی وجہ سے پھیلے یا نہ پھیلے پسوؤں کو ختم کرنے کے لئے ایک صحیح اور تجربہ شدہ نسخہ ہے۔

نسخہ یہ ہے کہ ایک فارسی بانس کی چھڑی لے کر اس کو گدھی کے دودھ اور سانڈھ کی چربی سے تر کیا جائے اور گھر کے درمیان میں اس کو گاڑ دیا جائے پھر ۲۵ مرتبہ یہ کہے۔

اقسمت علیکم ایها البراغیث انکم جند من جنود الله من عهد عاد و ثمود و اقسمت علیکم بخالق الوجود الفرد الصمد المعبود ان تجتمعوا الی هذا العود ولکم علی المواثیق العهود ان لا اقتل منکم والدا ولا مولودا.

یہ کہنے سے وہ سارے پسو وہاں اکھٹے ہو جائیں گے۔ جب وہ اس لکڑی کی طرف سارے اکٹھے ہو جائیں تو ان کو لے کر دوسری جگہ پھینک دینا چاہے لیکن ان میں سے کسی کو بھی مارنا نہیں چاہیے ورنہ یہ نسخہ باطل ہو جائے گا۔ پھر گھر میں جھاڑو لگاؤ اور چالیس دفع یہ آیت پڑھو وما لنا ان لا نتوکل علی الله وقد هدانا سبلنا ولنصبرن علی ما اذیتمونا و علی الله فلیتوکل المتوکلون اس عمل کے بعد کوئی پسو بھی گھر میں داخل نہیں ہوگا اور یہ عمدہ تجربہ شدہ نسخہ ہے۔

فائدہ: امام مالکؒ سے پسوؤں کے بارے میں پوچھا گیا کیا ان کی روح ملک الموت قبض کرتا ہے؟ تو کچھ دیر نظر نیچے کئے رکھی پھر فرمایا۔ کیا ان کا نفس ہے۔ اس نے کہا ہاں! پھر فرمایا ان کی روح بھی ملک الموت قبض کرے گا۔ پھر یہ آیت پڑھی (الله یتوفی الانفس حین موتها الخ)

اسی بات پر وہ چیز بھی دلالت کرتی ہے جو ان شاء اللہ بعوض کے ذکر میں آئے گی۔

ضرب الامثال: کہا جاتا ہے اطمر من برغوث واطیر من برغوث یعنی وہ پسو سے زیادہ کودنے اچھلنے والا اور اڑنے والا ہے۔

اس کی خاصیت: اس کی خاصیت ڈسنا اور تکلیف دینا ہے۔ بعض اعرابیوں نے پسوؤں کے ان شعروں میں اوصاف بیان کئے جبکہ وہ مصر میں تھے۔

تطاول فی الفساط لیلی ولم یکن بارض الفضالیل علی یطول

''میری رات فسطاط مقام میں لمبی ہوگئی جبکہ کھلی فضا میں رات کبھی بھی لمبی نہیں ہوتی۔''

الا لیت شعری هل ابیتن لیلة ولیس لبرغوث علی سهل

''کاش کہ مجھے معلوم ہو کہ کیا میں کوئی ایسی رات گزاروں گا جبکہ پسوؤں کی مجھ پر کوئی دسترس نہیں ہوگی۔''

Marfat.com

مجدالدین ابومیمون کنانی نے پسوؤں کے بارے اظہار خیال کرتے ہوئے کہا:

ومعشر یستحل الناس قتلهم کما استحلوا دم الحجاج فی الحرم

''بہت سی ایسی جماعتیں ہیں جنہیں قتل کرنا لوگ حلال سمجھتے ہیں جس طرح حرم میں حجاج کا خون بہانا لوگوں نے حلال سمجھا۔''

اذا سفکت دمامنهم فما سفکت بدای من دمه المسفوك غیر دمی

''میں نے جب بھی ان کے خون کو بہایا تو میرے ہاتھوں نے میرے خون کے علاوہ کسی اور کا خون نہیں بہایا۔ (گویا میں نے اپنا خون مچھروں میں سے نکال کر بہایا۔''

ابوالحسن بن سکرۃ ہاشمی ایک دلچسپ آدمی کے بارے میں کہتے ہیں جو ابن برغوث کے نام سے مشہور ہے۔

بلیت ولا اقول بمن لانی متی ما قلت من هو یعشقوه

''مجھے آزمایا گیا مگر میں یہ نہیں بتاتا کہ مجھے کس کے ساتھ آزمایا گیا۔ کیونکہ جب میں بتاؤں گا کہ وہ کون ہے تو لوگ اس اس سے محبت کرنے لگیں گے۔''

حبیب قد نفی عنی رقادی فان اغمضت ایقظنی ابوه

وہ بہت پیارا ہے حالانکہ اس نے میری نیند کو ختم کر دیا ہے میں جب بھی آنکھ بند کرتا ہوں تو اس کا باپ مجھے جگا دیتا ہے۔''

اور اس کے عمدہ شعروں میں سے ایک یہ بھی ہے۔

کان خالالاح فی خده لـلـعـیـن فی سلسة من عذار

''گویا کہ گال کے اوپر والے حصہ والی لڑی میں ایک تل سامنے آ گیا ہے۔''

اسود یستخدم فی جنة قیده مولاه خوف الفرار

''وہ سیاہ رنگ کا ہے اور باغ میں اس سے خدمت لی جاتی ہے اس کے مالک نے اس کو بھاگنے کے ڈر سے قید کر رکھا ہے۔''

اور اس کے یہ شعر بھی ہیں۔

وما عشقی له وخشا لانی کرهت الحسن واخترت القبیحا

''میرا عشق اس سے نکما نہیں ہے کیونکہ میں اچھی چیز کو ناپسند کرتا ہوں اور بری کو پسند کرتا ہوں۔''

ولکن غرت ان اهوی ملیحا وکل الناس یهوون الملیحا

''کیونکہ مجھے اچھی چیز سے محبت کرنے میں غیرت روکتی ہے کیونکہ تمام لوگ اچھی چیزوں کو پسند کرتے ہیں۔''

اسی کے یہ دو شعر بھی ہیں۔

تحمل عظیم الذنب ممن تحبه وان کنت مظلوما فقل انا ظالم

Marfat.com

''جس سے تو محبت کرتا ہے اس کے بڑے بڑے گناہ بھی تو برداشت کر اور اگر تو مظلوم ہے تو یہ کہو کہ میں ظالم ہوں۔''

فانك ان لم تغفر الذنب في الهوى يفارقك من تهوى وانفك راغم

''کیونکہ اگر تو عشق میں غلطیوں کو معاف نہیں کرے گا تو تیرا محبوب تجھ سے جدا ہو جائے گا اور تیرا ناک خاک آلود ہوگا۔''

بعض کہتے ہیں کہ یہ آخری دو شعر عباس بن احنف کے ہیں۔ ابن سکرہ ۳۸۵ھ میں فوت ہوا۔

پسوؤں کو بھگانے کا نسخہ: ابن ابی الدنیا نے کتاب التوکل میں بیان کیا ہے کہ افریقہ کے گورنر نے عمر بن عبدالعزیز کو کیڑے مکوڑوں اور بچھوؤں کی شکایت کے متعلق خط لکھا۔ تو انہوں نے اس کی طرف یہ لکھا۔ تم صبح شام یہ پڑھو تو تمہیں کوئی تکلیف نہ ہوگی۔ وما لنا ان لا نتوكل على الله اسی روایت کے ایک راوی۔ زرعہ بن عبداللہ کہتے ہیں کہ یہ پسوؤں کے لئے بھی مفید ہے اور عنقریب باب الحاء میں ایک دوسری آیت بیان ہوگی۔ ان شاءاللہ جس کو فردوس الحکمۃ میں ذکر کیا ہے۔

مستغفری کی کتاب الدعوات میں ابو درداءؓ سے اور مسعودی کی شرح المقامات میں ابو ذرؓ سے روایت ہے کہ نبیؐ نے فرمایا کہ جب تجھے پسو تکلیف دیں تو ایک پیالہ پانی لے کر اس پر یہ آیت سات دفعہ پڑھو:

﴿وما لنا ان لا نتوكل على الله﴾

پھر یہ کہو: ان كنتم مومنين فكفوا شركم واذا كم عنا

پھر اس کو اپنے بستر کے آس پاس چھڑک دو۔ تو ان کے شر سے محفوظ ہو کر رات گزارو گے۔

حسین بن اسحٰق کہتے ہیں کہ پسوؤں کے بھگانے کا یہ طریقہ ہے کہ گندھک اور رراوند (یہ چوڑے پتوں والی ایک بوٹی ہے) کی دھونی دی جائے۔ تو یہ بھاگ جائیں گے یا مر جائیں۔ یا پھر گھر میں ایک گھڑا کھود کر اس میں کنیر کے پتے ڈالے جائیں تو یہ سب وہاں چلے جائیں گے اور اس میں گر پڑیں گے۔

امام رازی کہتے ہیں کہ گھر میں پکی ہوئی شونیز چھڑکنے سے پسو مر جاتے ہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں جب سداب (ایک بوٹی ہے) کو پانی میں ملا کر گھر میں چھڑکا جائے تو وہاں کے پسو بھاگ جائیں گے اور پرانی روٹی کے ٹکڑے یا نارنجی کے چھلکے گھر میں دھونی دیئے جائیں تو وہاں پسو کبھی نہیں آتے۔ جب کسی انسان کے دائیں کان میں پسو داخل ہو جائے تو دائیں ہاتھ سے بائیاں خصیہ پکڑے اور جب بائیں کان میں داخل ہو تو بائیں ہاتھ سے دایاں خصیہ پکڑے تو وہ فوراً نکل جائے گا۔

تعبیر الرؤیا: پسو کو خواب میں دیکھنے سے مراد کمزور طعنہ زن دشمن ہے۔ نیز اس سے اوباش لوگ بھی مراد ہو سکتے ہیں۔ جاماسب کہتے ہیں کہ جس کو خواب میں پسو کاٹے اس کو مال ملتا ہے۔

البُرا

باء کے ضمہ سے ہے یہ ایسا پرندہ ہے جس کو سموئل کہتے ہیں اس کا ذکر عنقریب سین مہملہ میں آئے گا۔

البرقانة

یہ رنگ بدلنے والی ٹڈی ہے۔ اس کی جمع برقان ہے یہ بات ابن سیدہ نے کہی ہے۔

Marfat.com

البرقش

بائے موحدہ کے کسرے سے ہے اور رائے مہملہ اور شین معجمہ کے ساتھ ہے۔ یہ ایک چڑیا کی طرح چھوٹا سا پرندہ ہے۔ اہل حجاز اس کو شرشور کہتے ہیں۔ ابو براقش کا ذکر کتاب کے آخر میں عنقریب آئے گا۔ ان شاء اللہ۔ براقش ایک کتیا کا نام بھی ہے جس کے ساتھ یہ مثال بیان کی جاتی ہے کہ علی اھلھا دلت براقش یعنی براقش اپنے اہل کی خبر دیتی ہے۔ اس لئے کہ جب وہ چار پایوں کے کھروں کی آواز سنتی ہے تو وہ بھونکتی ہے اس طرح وہ قبیلہ کے متعلق اطلاع پا لیتے ہیں اور ان پر حملہ کر کے تباہ کر دیتے ہیں۔

البرکة

باء کے ضمہ کے ساتھ یہ ایک پانی کے پرندوں میں سے ایک پرندہ ہے۔ اس کی جمع برک ہے۔ زہیر قطا پرندے کی توصیف کرتے ہوئے یہ کہتا ہے کہ وہ مادہ قطا شکرے سے بھاگ کر زمین پر جاری پانی کی طرف چلی گئی۔

حتی استغاثت بماء لا رشاء لہ بین الا باطح فی حافاتہ البرك

''برک پرندے نے ایسے پانی کے کنارے پر پناہ لی ہے جس کے کناروں کے درمیان میں پانی کے لئے کوئی رسی نہیں ہے۔ اور اس کے کونوں میں برک پرندہ ہے۔''

ابن سیدہ کہتے ہیں کہ اس کی جمع برک ابراک اور برکان ہے۔ امام دمیری کہتے ہیں میرے نزدیک ابراک اور برکان جمع الجمع ہیں۔ اور البرکہ مینڈک کو بھی کہتے ہیں اور زہیر کے کلام میں بعض لوگوں نے فی حافاتہ البرك میں یہی تفسیر کی ہے۔ انتہی

اور برک بیٹھنے والے اونٹوں کی ایک جماعت کو بھی کہتے ہیں اس کی واحد بارک اور مونث بارکۃ ہے۔ یہ بات ''عباب'' میں منقول ہے۔

البشر (انسان)

ایک انسان کو کہتے ہیں۔ واحد جمع مذکر مونث سب کے لئے ہے۔ کبھی اس کی تشبیہ بھی آتی ہے۔ قرآن مجید میں اللہ فرماتے ہیں۔ ﴿انومن لبشرین مثلنا۔﴾ اس کی جمع البشرآتی ہے۔

البط

یہ پانی کا پرندہ ہے۔ اس کی واحد بطۃ ہے۔ اس میں تا واحد کی ہے تانیث نہیں کی ہے۔ کہا جاتا ہے ھذہ بطة جیسے حمامة اور دجاجة مذکر مونث دونوں کے لئے ہے اور یہ لفظ خاص عربی نہیں ہے اور عربوں کے نزدیک چھوٹی بڑی بطخوں کو اوز کہتے ہیں

حکم اور خواص: اس کا حکم اور خواص اوز کی طرح ہیں۔

بطخ کے متعلق احادیث: مسند احمد میں عبداللہ بن رویس سے روایت ہے کہ میں علیؓ بن ابی طالب کے پاس قربانی کے دن گیا۔ تو انہوں نے گوشت کا ملیدہ ہمیں پیش کیا۔ ہم نے ان سے کہا۔ اللہ آپ کو خوش رکھے۔ کاش ہمیں اس بطخ کا گوشت پیش کرتے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو خیر سے نوازا ہے۔ تو انہوں نے کہا اے ابن رویس میں نے نبیؐ سے فرماتے ہوئے سنا

Marfat.com

ہے کہ اللہ کے مال سے خلیفہ کے لئے صرف دو پیالے حلال ہیں۔ایک جو خود کھائے اور دوسرا جو لوگوں کے سامنے پیش کرے۔

کامل ابن عدی میں علی بن زید بن جدعان کے حالات زندگی میں مذکور ہے کہ سفیان بن عیینہ نے کہا میں نے علی بن زید سے ۶۷ھ میں سنا کہ عورتیں جب اکٹھی ہوں تو ان کی مثال بطخ کی سی ہے ان میں سے جب ایک چیخے تو سب چیخنے لگتی ہیں۔

ایک مسئلہ: ماوردی کہتے ہیں بطخوں میں البط اس بطخ کو کہتے ہیں جو اڑ نہ سکے۔ جب محرم اس کو مار ڈالے تو اس پر کوئی کفارہ نہیں کیونکہ یہ شکار نہیں۔ان کے علاوہ اور علماء نے کہا ہے کہ جو پرندے پانی میں غوطے لگاتے ہیں اور اس میں سے نکل آتے ہیں وہ محرم پر حرام ہیں۔اور اس کی مثال بطخ ہے۔اور جو جانور صرف پانی میں زندہ رہ سکے جیسے مچھلی تو اس کا شکار کرنا حرام نہیں ہے اور نہ ہی اس کا کفارہ ہے۔اور مکڑی بھی خشکی کے شکار میں سے ہے۔صحیح مذہب میں اس کے مارنے پر کفارہ ہوگا۔

ضرب الامثال: عام لوگوں میں مشہور مثالوں میں سے ایک یہ ہے او للبط تهددين بالشط اس مثال نے مجھے وہ واقعہ یاد دلا دیا ہے جو قاضی احمد بن خلکانؒ نے سلطان نور الدین محمود زنگی کے حالات زندگی میں بیان کیا ہے محمود زنگی اور ابوالحسن سنان بن سلیمان کے درمیان خط و کتابت تھی تو سلطان نے اس کی طرف ایک خط لکھا جس میں اس کو ڈانٹا تو اس نے جواب میں ایک خط اور یہ اشعار بھیجے۔

یا للرجال لا مرهال مفظعه ما مرقط على سمعى توقعه

''مردوں کے لئے افسوس ہے کہ وہ کسی معاملے میں اس کی گھبراہٹ سے خوف زدہ ہو گئے ہوں میرے کان پر اس کی توقع بھی نہیں رینگی۔''

یا ذا الذی بقراع السیف هددنا لا قام قائم جنبی حین تصرعه

''اے وہ شخص جو تلوار کے کھنکنے سے ہم کو ڈرا رہا ہے۔میرا قائم پہلو جب تو اس کو گرا دے تو وہ کبھی نہ اٹھ سکے۔''

قام الحمام الی البازی یهدده واستیقظت لاسود الغاب اضبعهٔ

''کبوتر باز کو ڈانٹ رہا ہے اور بجو جھاڑیوں کے شیر کو چھیڑنے کے لئے جاگ اٹھے ہیں۔''

اضحی یسد فم الافعی باصبعه یکفیه ما قد تلاقی منه اصبعه

''وہ سانپ کے منہ کو اپنی انگلی سے بند کر رہا ہے۔اس کی انگلی کا جو حال ہوگا وہ کافی ہے۔''

رقعہ کا مضمون یہ ہے۔

ہم اس کی تفصیل اور اجمال سے واقف ہوئے اور جو اس نے ہمیں اپنے قول و عمل سے ڈانٹا وہ ہمیں معلوم ہوا۔تو بڑی عجیب بات ہے کہ مکھی ہاتھی کے کان میں بھنبھنا رہی ہے۔اور کیا مچھروں کو بھی مورتیوں میں شمار کیا جانے لگا ہے۔آپ سے پہلے بھی دوسرے لوگوں نے ایسی باتیں کہی ہیں۔تو ہم نے ان کو تباہ برباد کر دیا اور ان کے معاون کچھ نہ کر سکے کیا تم سچ کو مٹاتے ہو اور باطل کی مدد کرتے ہو۔

وَ سَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ۝ (الشعراء: ۲۲۷)

''اور عنقریب ظالم جان لیں گے کہ وہ کس انجام کی طرف جا رہے ہیں۔''

Marfat.com

اور تو نے یہ بات جو میرے سر کاٹنے کے متعلق کہی ہے اور مضبوط پہاڑوں کے اندر میرے قلعوں کو اکھاڑنے کا ذکر کیا ہے۔ تو یہ سب جھوٹی تمنائیں ہے اور غلط خیالات ہیں کیونکہ جواہر اعراض سے نہیں مٹتے۔ جس طرح روحیں بیماریوں سے کمزور نہیں ہوتیں۔ طاقتور اور کمزور میں اور عزت دار اور کمینے میں کتنا فرق ہے؟ اگر ہم ظاہری باتوں اور محسوس چیزوں کی طرف متوجہ ہو جائیں اور باطنی اشیاء اور عقلی باتوں سے اعراض کریں تو نبیؐ کے اس فرمان میں ہمارے لئے بہترین نمونہ ہے۔ ما اوذی نبی ما اوذیت جتنی تکلیف مجھے دی گئی وہ کسی نبی کو نہیں دی گئی۔

آپ کو معلوم ہے کہ آپ کی اولاد پر مصیبت کے کیا پہاڑ ٹوٹے اور آپ کے اہل بیت اور جماعت کے لوگوں سے کیا سلوک کیا گیا مگر حالات بدل گئے اور مشکلات ٹل گئیں اور دنیا آخرت میں اللہ کی تعریف ہے جبکہ ہم مظلوم ہیں ظالم نہیں ہیں۔ ہم سے چھینا جا رہا ہے اور ہم غاصب بھی نہیں ہیں۔ وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا۔

تم کو ہمارا ظاہری حال بھی معلوم ہے اور ہمارے سپاہیوں کی جنگ کا بھی تم کو حال معلوم ہے اور ان کی موت کی تمنا بھی تم کو معلوم ہے اور وہ موت کے میدان کے قریب ہوتے ہیں۔

قُلْ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ وَلَا يَتَمَنَّوْنَهٗ اَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِالظّٰلِمِيْنَ.

مثل مشہور ہے۔ او للبط تهددين بالشط "یعنی کیا تم بطخ کو پانی کے کنارے سے ڈراتے ہو۔"

پس تو مصائب سے بچنے کے لئے لباس سلوالو میں تم پر تمہارے آدمیوں کے ساتھ ہی غالب آ جاؤں گا۔ اور تجھ سے ان کو فنا کر دوں گا۔ تو اس جانور کی طرح نہ ہو کہ جو اپنے ہی کھر سے اپنی موت کو کریدتا ہے۔ اور اس آدمی کی طرح نہ ہو جا جو اپنے ہی ہاتھ سے اپنے ہی ناک کو کاٹ ڈالتا ہے۔

یہ خط جب آپ کو مل جائے تو پھر ہمارے معاملے کا انتظار کرو اور اپنے حال پر میانہ روی اختیار کرو۔ اور سورۃ نحل کی ابتدائی اور صاد کی آخری آیتیں پڑھو اور آخر میں یہ دو شعر لکھے۔

بنا نلت هذا الملك حتى تاثلت بيوتك فيه واستقر عمودها

"اس بادشاہی کو تو نے ہماری وجہ سے حاصل کیا تو تیرے مکانات مضبوط ہو گئے اور ان کے ستون قائم ہو گئے۔"

فاصبحت ترمينا بنبل بنا استوى مغارسها قدما وفينا جديدها

"اب تو ہم کو وہی تیر مارنے لگا ہے جن کی کمانیں ہماری وجہ سے پہلے بھی درست رہیں اور اب بھی ہم ہی ان کے درست کرنے والے ہیں۔"

ایک اہل حدیث خلیفہ کی بہادری: اور اس جیسی ایک حکایت یعقوب بن یوسف بن عبدالمومن کے حالات میں ابن خلکان نے بیان کی ہے۔ کہ یعقوب کے اور ادفونش صاحب طلیطلة کے درمیان خط و کتابت ہوتی رہی ابن خلکان بیان کرتے ہیں کہ ادفونش نے امیر یعقوب کی طرف ایک ایلچی بھیجا جس کے ذریعے اس کو ڈانٹا اور بعض قلعے بھی اس سے مانگے اور اپنے وزیر ابن نجار کا لکھا ہوا خط اس کی طرف بھیجا وہ خط یہ ہے۔

اللہ کے نام سے ابتدا کرتا ہوں جو آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والا ہے اور اللہ رحمتیں بھیجے سید مسیح روح اللہ اور اپنے

Marfat.com

کلمے پر جو رسول ہیں اور فصیح ہیں۔ اما بعد۔

''روشن ذہن اور اچھی عقل والے پر یہ بات عیاں ہے کہ آپ ملت حنفیہ کے امیر ہیں جیسا کہ میں ملت نصرانیہ کا امیر ہوں اور آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ اندلس کے امراء نے ایک دوسرے کی مدد چھوڑ دی ہے اور طوائف الملو کی اور سستی اور رعیت کے امور سے چشم پوشی اور راحت اور آرام کی طرف لپک گئے ہیں اور میں ان کی سیاست زبردستی اور جلاوطنی کر کے کر رہا ہوں اور ان کی اولاد کو قید کر کے اور مردوں کے مثلے کر کے ان کو ذلت کا عذاب چکھا کر کر رہا ہوں۔ اور ان کے مدد نہ کرنے میں تیرے پاس کوئی عذر نہیں ہے۔ جبکہ تیرے پاس قدرت موجود ہے اور تیرے لشکر تیری امداد بھی کر رہے ہیں اور وہ صاحب الرائے تجربہ کار ہیں اور تم یہ بھی کہتے ہو کہ تم میں سے ایک ہمارے دس کے ساتھ جنگ کرنے کا مامور ہے۔ اور اب اللہ نے تمہاری کمزوری کو مدنظر رکھتے ہوئے اور اپنی طرف سے رحمت اور احسان کرتے ہوئے تم پر تخفیف کر دی اور اب ہم میں سے ایک تمہارے دس کے مقابلے میں جنگ کر رہا ہے تم دفاع کی بھی طاقت نہیں رکھتے۔ اور اپنے آپ سے ہم کو ہٹا نہیں سکتے۔ اور ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ تم نے لوگوں کو اکٹھا کیا اور تو نے جنگ کی طرف توجہ کی اور تم سال بہ سال خود بخود ڈھیلے پڑتے رہے ہو اور کبھی ایک آدمی کو آگے کرتے اور کبھی دوسرے کو پیچھے کرتے تو میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ تو یہ تاخیر بزدلی کی وجہ کر رہا ہے یا اللہ کے وعدے کو جھوٹا سمجھتا ہے۔ پھر مجھے یہ بھی کہا گیا ہے کہ تمہارے پاس سمندر پار کرنے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ اور شائد کہ تیرا اس میں داخل ہونا ممکن نہیں ہے۔ اب میں تجھ سے وہ بات کر رہا ہوں جس میں تیرے لئے آرام ہے۔ اور تیری طرف سے میں عذر پیش کرتا ہوں۔ اور تم پر ضروری ہے کہ تم وعدے پورے کرو اور آگے بڑھنے کے لئے زیادہ اسباب مہیا کرو اور اپنے تمام غلاموں کو کشتیاں وغیرہ دے کر مقابلے کے لئے بھیجو وگرنہ میں اپنے ساز و سامان کے ساتھ دریا پار کر آؤں گا۔ اور پھر میں تمہارے معزز مقامات پر تم سے جنگ کروں گا۔ اور اگر تم کو فتح ہوئی تو یہ بہت بڑی غنیمت ہوگی جو اللہ تمہاری طرف بھیجیں گے اور بہت بڑا ہدیہ ہوگا جو تمہارے سامنے پیش ہوگا اور اگر مجھے فتح ہوگئی تو میرا ہاتھ تم پر اونچا ہوگا اور میں دونوں ملتوں کی امارت کا حقدار ہو جاؤں گا اور دونوں خشکیوں (مشرق و مغرب) پر میری حکومت ہوگی۔ اللہ نیک بختی کی توفیق دیتا ہے۔ اور ارادہ کو آسان کر دیتا ہے۔ اس کے علاوہ کوئی رب نہیں ہے اور اس کی بھلائی کے سوا کوئی بھلائی نہیں ہے۔''

یعقوب نے وہ خط پھاڑ دیا اور ایک چھوٹے سے ٹکڑے پر یہ لکھ کر بھیج دیا **ارجع الیھم فلنا تینھم بجنود لا قبل لھم بھا و لنخرجنھم منھا اذلة وھم صاغرون.** (الایة) اس خط کا جواب آپ دیکھ لیں گے اور سنیں گے نہیں اور متنبی کا یہ شعر بطور شہادت پڑھا۔

ولا کتب الا المشرفیة عندہ ولا رسلہ الا الخمیس العرمرم

''اس کے پاس دشمن کو لکھنے کے لئے خطوط نہیں بلکہ تلواریں اور اس کے پاس ایلچی نہیں بلکہ بہت بڑا جنگجو لشکر ہے۔''

پھر اس نے کوچ کرنے والے لشکروں کو جمع کیا اور تمام شہروں سے لشکر جمع کئے۔ اور اسی دن سے شہر کے باہر خیمے نصب کر دیئے گئے۔ اور اس کا لشکر دریائے رقاق کو عبور کر کے اندلس کی طرف چل پڑا اور انگریزوں کے شہروں میں داخل ہوگیا۔ اور ان کو

Marfat.com

اس نے بڑی بری شکست دی اور وہاں سے ان کی بہت غنیمتیں لے کر واپس آیا۔ اور امیر یعقوب شریعت کا پابند تھا۔ نیکیوں کا حکم کرتا اور یہاں تک کہ اپنے گھر میں بھی حدیں قائم کرتا جس طرح دوسرے تمام لوگوں پر حدود اللہ نافذ کرتا تھا۔ اور اس نے فقہ کے فروعی مسائل کو چھوڑ دینے کا حکم دیا اور اس نے حکم دے دیا تھا کہ فقہاء صرف کتاب و سنت کا ہی فتویٰ دیں اور کسی کی بھی تقلید نہ کریں اور ان کے احکام وہ ہوں جن تک ان کا اجتہاد قرآن حدیث اجماع قیاس سے استنباط کر کے پہنچتا ہو۔ ہمارے پاس بھی مغرب کی طرف سے انہیں کے طریقے کی ایک جماعت آئی ہے۔ جن میں ابو عمرو اور ابو الخطاب جو دحیہ کے بیٹے ہیں اور محی الدین عربی صوفی صاحب الفصوص الفتوحات مکیہ اور مغرب سے دیگر نقل مکانی کرنے والے شامل ہیں۔ یعقوب ۶۱۰ھ یا ۶۰۹ھ میں فوت ہوا۔

اب ہم سلطان محمود زنگی کے واقعے کی طرف آتے ہیں۔

سلطان نورالدین زنگی: ابن اثیر کہتے ہیں کہ نورالدین کا انصاف اس حد تک پہنچ چکا تھا کہ اس نے ظلم ختم کرنے کے لئے پہلی دفعہ دارالعدل بنایا۔ اور اس کا سبب یہ بنا کہ جس وقت وہ دمشق میں اپنے امراء کے ساتھ ٹھہرا ہوا تھا اور ان میں شیرکوہ بھی تھا۔ ان میں سے ہر ایک نے اپنے ہمسائے پر زیادتی کی اور قاضی کمال الدین سہروردی کے پاس شکایت بہت زیادہ ہوگئیں تو قاضی نے ان میں انصاف کیا مگر وہ شیرکوہ کے خلاف انصاف پر قادر نہ ہو سکا۔ کیونکہ وہ تمام امراء سے بڑا تھا۔ تو یہ بات نورالدین شہید کو پہنچی تو اس نے ایک دارالعدل بنانے کا حکم دیا۔ تو جب شیرکوہ نے یہ بات سنی تو اس نے اپنے نائبوں سے کہا کہ یہ نورالدین نے صرف میری وجہ سے بنایا ہے ورنہ قاضی کے فیصلے کے خلاف کون مانع ہو سکتا ہے۔ اللہ کی قسم اگر مجھ کو دارالعدل میں تم میں سے کسی کی وجہ سے حاضر کیا گیا تو میں اس کو پھانسی دے دوں گا۔ تو تم اس کی طرف جاؤ جس کے اور تمہارے درمیان کوئی معاملہ ہے اور اس کے سامنے حالات واضح کرو اور اس کو راضی کرو اگرچہ وہ میرا سب کچھ لے کر راضی ہو۔

ابن خلکان کہتے ہیں کہ نورالدین زنگی کی وفات کے بعد ایک آدمی پر ظلم کیا گیا تو اس نے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور فریاد کی "یا نورالدین" یہ خبر سلطان صلاح الدین یوسف کو پہنچی تو اس نے اس کی فریاد رسی کی تو وہ شخص پہلے سے بھی زیادہ رونے لگا تو اس سے اس بارے میں پوچھا گیا۔ تو اس نے کہا میں اس بادشاہ کی وفات پر رو رہا ہوں کہ جس کی موت کے بعد بھی انصاف کیا گیا ہے۔ نورالدین شہید شوال ۵۶۹ھ قلعہ دمشق میں خوانیق کی بیماری میں شہید ہوا۔ حکیموں نے اسے خون نکلنے کا مشورہ دیا لیکن اس نے ایسا نہ کیا۔ یہ بڑا رعب دار آدمی تھا۔ تو اس کو وطن واپس نہ لایا گیا بلکہ اس کو قلعہ میں ہی دفن کیا گیا۔ پھر اس کو اس کی قبر میں لے جایا گیا جو اس مدرسہ میں جو کہ اس نے سوق الخواصین کے پاس بنایا تھا۔ اس کی قبر کے پاس دعا قبول ہوتی ہے۔ یہ بات مجرب ہے یہ بادشاہ بڑا منصف عابد پرہیزگار عامل بشریعت اہل خیر کی طرف مائل مجاہد بہت صدقہ کرنے والا تھا اس نے شام کے شہروں اور دمشق میں مارستان کے اندر مدرسے بنائے۔ اور دارالحدیث بھی دمشق میں بنایا اور موصل شہر میں اسی نے جامع مسجد نوری بنائی۔ اور اس کی نگرانی میں جامع مسجد بنائی جو نہر عاصی پر ہے۔ اور صوفیاء کے درگاہیں بنائیں۔ اور راستوں میں سرائے بنائیں اور اسلام میں عمدہ یادگاریں چھوڑیں جو اس سے پہلے کسی نے نہیں کیں۔ اور کفار کے ہاتھوں سے اس نے پچاس سے زائد شہر چھینے۔ اس کے مناقب بہت زیادہ ہیں۔ رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

سلطان ملک ناصر صلاح الدین ایوبی یہ صفر ۵۸۹ھ میں فوت ہوا۔ ابن خلکان کہتے ہیں کہ جس وقت وہ فوت ہوا قاضی فاضل نے اس وقت اس کے بیٹے الملک الظاہر جو حلب کا گورنر تھا کو یہ خط بھیجا جس کا مضمون یہ ہے۔

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ.﴾ (الاحزاب: ۲۱)

''تحقیق تمہارے لئے اللہ کے رسول کی زندگی بہترین نمونہ ہے۔''

﴿ان زلزلة الساعة شئ عظيم.﴾ الاية

''بے شک قیامت کا زلزلہ بہت بڑی چیز ہے۔''

میں اپنے آقا ملک السلطان الظاہر کو لکھ رہا ہوں کہ اللہ آپ کے صبر کو عمدہ کرے اور آپ کے زخم پر مرہم رکھے اور آپ کو ان کا بہترین جانشین بنائے۔ مسلمانوں کو بہت جھنجوڑ دیا گیا ہے اور آنسوؤں نے کوئیوں میں گھڑے ڈال دیئے اور دل گلوں تک پہنچ آئے ہیں اور میں نے آپ کے باپ کو ایسا الوداع کیا ہے کہ جس کے بعد ملاقات نہیں ہو سکتی۔ اور میں نے اپنی طرف سے اور آپ کی طرف سے اس کے رخسار کو چوما ہے اور اس کو اللہ کے حوالے کر دیا ہے کیونکہ میں حیلے میں مغلوب اور کمزور ہوں۔ اور اللہ سے راضی ہوں لا حول ولا قوة الا بالله اور دروازے پر بڑے بڑے لشکر تھے اور اسلحہ اور ستون تھے۔ جو مصیبت کو ٹال نہ سکے اور تقدیر پر ان کا کچھ اختیار نہ چلا آنکھ بہہ رہی ہے۔ دل غم گین ہے۔ اور ہم زبان پر صرف وہی بات لاتے ہیں جس سے اللہ راضی ہے۔ اور اے یوسف ہم تیری جدائی میں غمگین ہیں۔ وصیتوں کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور مصائب نے ہم کو مشورہ دینے سے مشغول کر دیا ہے اور جو معاملہ اتفاقی طور پر سامنے آ چکا ہے۔ وہ یہی ہے کہ تم نے ایک معزز شخصیت کو گم کر دیا ہے اور اس کے علاوہ کوئی مر جاتا تو آنے والے مصائب اس سے آسان تر ہیں اور یہ بہت بڑی آزمائش ہے۔ والسلام

اور مرحوم اپنی عظیم بادشاہی کے باوجود انتہائی متواضع تھے اور لوگوں کے بہت قریب تھے۔ نہایت رحم دل، بردبار، نرم مزاج تھے۔ اہل فضل کی طرف جھکاؤ رکھتے تھے عمدہ شعروں کو پسند کرتے تھے اور اپنی مجلسوں میں ان کو دہراتے تھے۔ اکثر وہ محمد بن حسین حمیدی کے یہ شعر پڑھتے تھے۔

وزارني طيف من اهوى على حذر ... من الوشاة وداعي الصبح قد هتفا

''چغل خوروں سے ڈرنے کے باوجود میرے محبوب کا خیال میری ملاقات کے لئے آ گیا ہے جبکہ صبح کو پکارنے والے نے اعلان کر دیا ہے۔''

فكدت اوقظ من حولي به فرحا ... وكاد يهتك ستر الحب بي شغفا

''میں قریب تھا کہ اپنے آس پاس کے لوگوں کو خوشی سے بیدار کر دیتا اور قریب تھا کہ میری انتہائی محبت کی وجہ سے میری محبت کا راز فاش ہو جاتا۔''

ثم انتبهت وآمالي تخيل لي ... نيل المنى فاستحالت غبطتي اسفا

''پھر میں بیدار ہو گیا اور میری تمناؤں نے مجھے امیدوں کو حاصل کرنے کا خیال دلایا تو میرے حالات کی خوبی افسوس میں بدل گئی۔''

Marfat.com

وہ اکثر ان اشعار سے مثال دیتے تھے۔

عجبت لمبتاع الضلالة بالهدى ولـلـمشتری دنیاہ بالدین اعجب

"مجھے ان لوگوں پر تعجب ہے جو ہدایت کے بدلے گمراہی کو خرید لیتے ہیں اسی طرح میں دین کے بدلے دنیا کو خریدنے والے پر بھی تعجب کرتا ہوں۔"

واعجب من هذين من باع دينه بدنیا سواہ فھو من دین اخیب

"اس سے بھی زیادہ مجھے اس شخص پر تعجب ہوتا ہے جو اپنے دین کو دنیا کے بدلے میں بیچ ڈالتا ہے۔ پس وہ دینی لحاظ سے نہایت خسارے والا ہے۔"

مرحوم کی عمر ۵۶ سال اور کچھ ماہ تھی۔

البطس

یہ مچھلیوں کی ایک قسم ہے اس کے پتے سے کتابیں لکھی جاتی ہے۔ جب وہ خشک ہوں تو اندھیرے میں بھی اسی طرح پڑھی جا سکتی ہیں جس طرح سورج کی روشنی میں پڑھی جاتی ہیں اس کو صاحب معطار نے ذکر کیا ہے۔

البعوض

یہ ایک چھوٹا سا جانور ہے۔ جوہری کے بقول اس کو بعوضۃ کہتے ہیں لیکن یہ اس کا وہم ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ اس کی دو قسمیں ہیں اور وہ چیچڑ کی طرح ہوتا ہے۔ لیکن اس کے پاؤں ہلکے ہوتے ہیں۔ اور اس کی رطوبت ظاہر ہوتی ہے اور عراق' شام میں اس کو جرجس کہتے ہیں۔ بقول جوہری جرجس' قرقس کی ایک لغت ہے اور یہ چھوٹا مچھر ہوتا ہے۔ مچھر خلقت میں ہاتھی جیسا ہوتا ہے لیکن اس کے اعضاء ہاتھی سے زیادہ ہوتے ہیں۔

کیونکہ ہاتھی کی چار ٹانگیں ایک سونڈ اور ایک دم ہوتی ہے اور اس کی ان اعضاء کے ساتھ دو ٹانگیں زائد اور چار پر ہوتے ہیں۔ اور ہاتھی کا سونڈ ٹھوس ہوتا ہے اور اس کا خرطوم اندر سے خالی ہوتا ہے اور پیٹ کی کھڑکی کا کام دیتا ہے۔ جس وقت یہ انسان کے جسم میں اس کو چبھوتا ہے تو اس سے خون پیتا ہے۔ اور اس خون کو اپنے پیٹ میں پھینک لیتا ہے۔ تو یہ سونڈ اس کے لئے گلے کا کام دیتا ہے۔ اسی لئے اس کا کاٹنا بڑا شدید ہوتا ہے۔ اور اس کے سونڈ میں سخت جلد کو بھی چیرنے کی طاقت ہوتی ہے۔ جیسے ایک شاعر نے کہا ہے۔

مثل السفاۃ دائما طنینھا رکب فی خرطومھا سکینھا

"اس کا کاٹنا کانٹے کی طرح ہے اس کی چھری اس کی سونڈ میں جوڑ دی گئی ہے۔"

مچھر کیسے کاٹتا ہے: اللہ نے اسکو الہام کیا ہے کہ وہ انسان کے جسم کے کسی عضو پر بیٹھے تو اپنے سونڈ کو اس کے مسام میں داخل کرلے کہ جس سے پسینہ نکلتا ہے کیونکہ وہ انسان کے چمڑے میں نرم جگہ ہوتی ہے۔ یہ جب اس جگہ کو پالیتا ہے تو وہاں اپنا سونڈ گاڑ دیتا ہے اور بعض دفعہ یہ اتنی لالچ کرتا ہے کہ انسان کا خون چوس چوس کر پھٹ جاتا ہے اور مر جاتا ہے یا اڑنے سے عاجز ہو

Marfat.com

جاتا ہے۔تو یہ چیز بھی اس کی ہلاکت کا باعث بنتی ہے۔عجیب بات یہ ہے کہ وہ بسا اوقات اونٹ وغیرہ چوپاؤں کو بھی مار دیتا ہے تو وہ صحرا میں گرے پڑے رہتے ہیں۔تو ان کے آس پاس درندے آ کر انہیں کھا جاتے ہیں اور جو بھی اس سے کوئی چیز کھاتا ہے تو وہ اسی وقت مر جاتا ہے۔

عراق کے بعض سرکش بادشاہ مچھروں کی سزا دیتے تھے اور جس کو وہ مارنے کا ارادہ کرتے تو اس کو ننگا کر کے اس کو ریگستان کی بعض جھاڑوں کی طرف بھیج دیتے اور وہاں ان کو ہاتھ پاؤں باندھ کر پھینک دیتے تو وہ جلد ہی فوت ہو جاتا۔ابوالفتح بستی نے اس بارے میں کیا خوب کہا ہے۔

لا تستخفن الفتی بعداوة　　ابدا وان کان العدو ضئیلا

''تیرا دشمن اگر چہ کمزور ہو تو پھر بھی اس کو کبھی کمزور نہ سمجھ۔''

ان القذی یوذی العیون قلیله　　ولربما جرح البعوض الفیلا

''تنکا اگر چہ قلیل ہو مگر آنکھ کو تکلیف دیتا ہے اسی طرح ہاتھی کو مچھر بھی زخمی کر ڈالتا ہے۔''

اور بعض دوسرے شعراء نے کیا عمدہ کہا ہے۔

لا تحقرن صغیرا فی عداوته　　ان البعوضة تدمی مقلة الاسد

دشمنی میں چھوٹے کو بھی حقیر نہ سمجھو۔کیونکہ مچھر شیر کی آنکھ کو زخمی کر دیتا ہے۔

اور اسی طرح ابونصر سعدی کا قول ہے:

لا تحقرن عدوًّا رماك　　و ان کان فی ساعدیه قصر

فان الحسام یجز الرقاب　　ویعجز عما تنال الابر

''جو تجھ کو تیر مارے اس شخص کو حقیر نہ سمجھ چاہے اس کی دونوں کلائیاں چھوٹی کیوں نہ ہوں کیونکہ تلوار اگر چہ گردنوں کو کاٹ دیتی ہے لیکن جہاں سوئی پہنچ سکتی ہے تلوار وہاں نہیں پہنچ سکتی۔''

اس کے کچھ مزید اشعار میں جن کو بعض لوگوں نے جمال الدین مطروح کی طرف منسوب کیا ہے۔

یا من لبست علیه اثواب الضنا　　صفرا موشحة بحمر الادمع

''اے وہ شخص جس نے زرد رنگ کے سرخ آنسوؤں سے لبریز لاغری کے کپڑے پہن رکھے ہیں۔''

ادرك بقیة مهجة لو لم تذب　　اسفا علیك رمیتها عن اضلعی

''تو اپنی بقیہ اس روح کو سنبھال جو ابھی ختم نہیں ہوئی وہ تجھ پر افسوس کر رہی ہے کہ تو نے اسے اپنے پہلو سے جدا کر دیا ہے۔''

اس کے عمدہ شعروں میں سے ایک یہ بھی ہے۔

لما وقفنا للوداع وصارما　　کنا نظن من النوی تحقیقا

''جب ہم الوداع کہنے کے لئے کھڑے ہوئے اور جس جدائی کو ہم خیال کرتے تھے وہ حقیقت میں بدل گئی۔''

Marfat.com

نثروا علی ورق الشقائق لولوا ونثرت من ورق البھار عقیقا

''انہوں نے گل لالہ کے پتوں پر موتی بکھیرے اور میں نے گاؤ چشم کے پتوں پر عقیق بکھیرے۔''

اور اسی طرح ابراہیم بن علی القیر وانی صاحب ''زہر الادب'' نے کہا

ومعذرین کان نبت خدودھم اقلام مسك تستمد خلوفا

''بہت سے عمدہ رخسار والے ایسے ہیں گویا کہ ان کے رخساروں کا ابھار کستوری کی قلموں کی طرح ہے جو خوشبو سے معطر ہیں۔''

نظموا البنفسج بالشقیق ونضدوا تحت الزبرجد لؤلؤا وعقیقا

''انہوں نے بنفشہ کو گاؤ چشم سے جوڑ دیا اور زبرجد کے نیچے موتی اور عقیق رکھ دیئے۔''

امام ترمذی نے حسن صحیح حدیث سہل بن سعد سے روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ''اگر دنیا کی حیثیت اللہ کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو کافر کو اس میں سے ایک گھونٹ پانی کا بھی پینے نہ دیتا'' اس روایت کو امام حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے۔

اور ایک شاعر نے اس کے متعلق شعر کہے ہیں۔

اذا کان شئ لا یساوی جمیعہ جناح بعوض عند من کنت عبدہ

''جس ذات کا میں غلام ہوں اس کے نزدیک سب چیزیں مل کر بھی مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں۔''

واشغل جزء منہ کلك ما الذی یکون علی ذا الحال قدرك عندہ

''اور اس دنیا کے ایک جز نے تیرے سارے وجود کو مشغول کر رکھا ہو تو تیری قدر بھی اس وقت اسی مچھر کے پر کے برابر ہوگی۔''

دنیا کے ذلیل ہونے کا مطلب: اور دنیا کے ذلیل ہونے کا مطلب اللہ کے نزدیک یہ ہے کہ اس نے اس کو مقصود نہیں بنایا ہے۔ بلکہ اس کو مقصود تک پہنچنے کا ذریعہ بنایا ہے اور اس کو دارلاقامۃ اور دار جزا نہیں بنایا بلکہ اس کو محنت اور آزمائش کا گھر بنایا ہے۔ اور اکثر اس کا مالک کافروں اور جاہلوں کو بنایا اور انبیاء، اولیاء، ابدال وغیرہ کو نہیں بنایا اور اللہ کے نزدیک اس کے ذلیل ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ اس نے اس کو چھوٹا اور حقیر کہا ہے اور اس کو اور اس کے رہنے والوں کو اور اس کو دوست رکھنے والوں کو برا سمجھا ہے اور کسی عقل مند کے لئے اس سے صرف زادراہ لینے کو اور سفر کی تیاری کرنے کی اجازت دی۔ اور اس بارے میں یہ حدیث ہی کافی ہے۔ جو امام ترمذی نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا دنیا ساری ملعون ہے اور جو کچھ اس میں ہے ملعون ہے سوائے اللہ کے ذکر کے اور جو اس سے متعلق ہو۔ اور عالم اور متعلم اور یہ حدیث حسن غریب ہے اس حدیث سے مطلقاً دنیا کو لعن طعن کرنا اور گالی دینا مباح نہ سمجھا جائے۔ کیونکہ ابو موسیٰ اشعری نے نبیؐ سے بیان کیا ہے کہ آپؐ نے فرمایا دنیا کو گالی نہ دو یہ مومن کی بہترین سواری ہے کہ وہ اس کے ساتھ بھلائی کو حاصل کرتا ہے اور برائی سے نجات پاتا ہے۔ بندہ جب کہتا ہے اللہ دنیا کو لعنت کرے تو دنیا کہتی ہے کہ اللہ اس پر لعنت کرے جو ہم میں سے سب سے زیادہ نافرمان ہے۔ اس کو

Marfat.com

شریف ابوالقاسم زید بن عبداللہ بن مسعود ہاشمی نے روایت کیا ہے۔ اس کا تقاضا یہ ہے کہ دنیا کو گالی بھی نہیں دینی چاہیے اور لعن طعن بھی نہیں کرنا چاہیے اور ان دونوں حدیثوں میں تطبیق اس طرح ہوگی کہ دنیا میں سے لعنت صرف اس کو کرنا جائز ہے جو اللہ کے ذکر سے دور اور مشغول کر دے بعض سلف نے کہا کہ جو چیز بھی تم کو اللہ کی یاد سے مشغول کرے چاہے وہ مال ہو یا اولاد تو وہ تم پر منحوس ہے۔ وہ وہی چیز ہے جس کے متعلق اللہ نے خبر دی۔

اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا لَعِبٌ وَّلَھْوٌ وَّزِیْنَۃٌ وَّتَفَاخُرٌ بَیْنَکُمْ وَتَکَاثُرٌ فِی الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ۔

(الحدید: ۲۰)

''یعنی جان لو کہ دنیا کی زندگی کھیل اور تماشہ اور زینت ہے اور تمہارے آپس میں فخر کرنے اور ایک دوسرے سے مال اولاد میں بڑھنے کا ذریعہ ہے۔''

دنیا کی جو چیز اللہ کے قریب کر دے اور اس کی عبادت پر معاون ہو تو وہ ہر زبان کے لئے پسندیدہ اور ہر انسان کے لئے پیاری ہے۔ تو اس جیسی دنیا کو گالی دینا جائز نہیں بلکہ اس کی طرف رغبت کرنا اور پسند کرنا چاہیے۔

اور اسی کی طرف نبیؐ کے قول میں استثناء کا اشارہ ہے۔

الا ذکر الله وما والاه او عالم او متعلم. اس سے دونوں حدیثوں میں تعارض ختم ہو جاتا ہے۔

احیاء العلوم میں امام غزالی نے ابواب العلم کے چھٹے باب میں حدیث بیان کی ہے کہ نبیؐ نے فرمایا کہ انسان کے لئے مغرب اور مشرق کے درمیان تعریف پھیلا دی جاتی ہے۔ لیکن اللہ کے نزدیک اس کی حیثیت مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں ہوتی۔ ابوہریرہؓ سے یوں مروی ہے کہ نبیؐ نے فرمایا۔

''ایک آدمی بہت موٹا اور بڑا قیامت کے دن اللہ کے پاس آئے گا۔ حالانکہ وہ اللہ کے نزدیک ایک مچھر کے پر کے برابر بھی قدر و منزلت نہ رکھتا ہوگا آپ نے فرمایا کہ اگر چاہو تو یہ آیت پڑھ لو:

﴿فَلَا نُقِیْمُ لَھُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَزْنًا.﴾

''ہم اس کے لیے قیامت کے دن اعمال کا وزن ہی نہیں کریں گے۔''

اس کو بخاری نے تفسیر میں بیان کیا ہے اور اسی طرح کی ایک روایت سورۃ توبہ کی تفسیر میں بھی بیان کی ہے۔ علماء کہتے ہیں کہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ان کے لئے ان کے اعمال کا بدلہ نہیں ہوگا عذاب کے مقابلے میں۔ تو ان کے لئے قیامت کے دن ترازو میں رکھنے کے لئے کوئی نیکی نہ ہوگی اور جس کی کوئی نیکی نہ ہو وہ جہنم میں جائے گا۔

ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں۔ قیامت کے دن تہامہ پہاڑ جیسے اعمال لائے جائیں گے مگر اللہ کے نزدیک ان کا کوئی وزن نہ ہوگا بعض کہتے ہیں اس سے مراد مجاز اور استعارہ ہے۔

یعنی اللہ کے نزدیک ان کی کوئی قدر و منزلت نہیں ہوگی۔

اس سے یہ مسئلہ سمجھ میں آتا ہے کہ جو موٹاپے کو تکلف سے پیدا کرے۔ وہ مذموم ہے۔ کیونکہ اس میں کفایت سے زائد کھانوں کا تکلف کیا جاتا ہے۔ اور نبیؐ نے فرمایا ہے۔ اللہ کے نزدیک سب سے مبغوض موٹا عالم ہے۔

Marfat.com

نمرود اور مچھر: وہب بن منبہ کہتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے مچھر کو نمرود کی طرف بھیجا۔ تو وہ اس کے لشکر میں بڑی تعداد میں جمع ہو گئے تو نمرود نے جب یہ چیز دیکھی۔ تو وہ اپنے لشکر سے الگ ہو کر گھر میں داخل ہو گیا اور دروازے بند کر لئے اور پردے لٹکا لیے اور گدی کے بل سوچتے ہوئے سو گیا۔ تو ایک مچھر اس کی ناک میں داخل ہو کر دماغ کو چڑھ گیا یہ سزا اس کو چالیس دن تک ملتی رہی اور وہ اپنا سر زمین پر مارتا رہتا اور اس کا سب سے معزز آدمی وہ ہوتا جو اس کے سر میں (جوتے) مارتا۔ پھر وہ اس کے دماغ سے چوزے جیسا ہو کر گر پڑا اور وہ کہہ رہا تھا۔ اسی طرح اللہ اپنے ایلچیوں کو اپنے بندوں پر مسلط کر دیتا ہے پھر وہ اسی وقت مر گیا۔

محمد بن عباس خوارزمی طبرخزی نے وزیر ابوالقاسم کے بارے میں جب وہ فوت ہوا تھا۔ یہ شعر کہے:

لا تعجبوا من صيد صعوبازيا ان الاسود تصاد بالخرفان

''معمولاً جب باز کا شکار کرے تو تم تعجب نہ کرو کیونکہ شیر کا شکار بکری کے بچے کے ذریعہ کیا جاتا ہے۔''

قد غرقت املاك حمير فارة وبعوضة قتلت بني كنعان

''کیونکہ بنو حمید کے تمام املاک ایک چوہیا نے غرق کر دیئے تھے اور بنو کنعان کو مچھر نے قتل کیا تھا۔''

جعفر صادق اپنے باپ محمد باقر سے بیان کرتے ہیں کہ نبیؐ نے ملک الموت کو دیکھا جو انصار کے ایک آدمی کے سر کے پاس تھا۔ تو نبیؐ نے فرمایا کہ میرے ساتھی سے نرمی کرنا یہ مومن ہے۔ اس نے کہا میں ہر مومن سے نرمی کرتا ہوں اور میں روزانہ ان کو پانچ مرتبہ نرم نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ اور میں کسی مچھر کی بھی روح قبض کرنا چاہوں تو نہیں کر سکتا جب تک اللہ اس کے قبض کرنے کا حکم نہ دے۔

جعفر بن محمد کہتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ وہ ان کو نماز کے اوقات میں ڈھیل دیتا ہے۔ اس بات سے اور جو براغیث کے ذکر میں امام مالک سے منقول ہے سے معلوم ہوتا ہے کہ ملک الموت ہی ہر ذی روح کی روح قبض کرنے کا ذمہ دار ہے۔

مچھر کی تخلیق: اور مچھر کے چھوٹے جسم کے باوجود اللہ نے اس کے دماغ کے اگلے حصے میں قوت یادداشت رکھی ہے۔ اور درمیان میں قوت فکر رکھی ہے اور اس کے آخر میں قوت ذکر اور اس کے لئے دیکھنے کی اور لمس کی حس بھی رکھی ہے اور سونگھنے کی بھی اور غذا کے لئے بھی اس میں ایک سوراخ موجود ہے اور فضلہ کے نکلنے کا راستہ بھی موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا ایک پیٹ اور آنتیں اور ہڈیاں بھی بنائیں ہیں۔ تو پاک ہے وہ ذات جس نے اندازہ کیا اور ہدایت دی اور مخلوقات میں سے کس کو بے فائدہ نہیں بنایا۔

زمخشری نے سورۃ بقرہ میں یہ شعر لکھے ہیں۔

يا من يرى مد البعوض جناحها في ظلمة الليل البهيم الاليل

ويرى مناط عروقها في نحرها

''اے وہ ذات! جو مچھر کے پر کی لمبائی کو اندھیری رات کی سخت تاریکی کے باوجود جان لیتی ہے۔ اور اس کی رگوں کا اس کے سینے میں دارومدار دیکھتی ہے۔''

Marfat.com

والمخ فی تلك العظام النحل　　امنن علی بتوبة تمحو بها

ما کان منی فی الزمان اول

''ان کمزور ہڈیوں کے بھیجے کو بھی وہ جانتی ہے۔تو مجھے ایسی توبہ کی توفیق دے کہ جس سے تو میرے سابقہ زمانے کے سارے گناہوں کو مٹا دے۔''

ابن خلکان نے بعض فضلاء سے نقل کیا ہے کہ زمخشری نے مرتے وقت یہ وصیت کی تھی کہ اس کی قبر پر یہ اشعار لکھے جائیں بعض لوگوں نے امنن علی توبة کی جگہ اس طرح نقل کیا ہے جس طرح اس شعر میں ہے

اغفر لعبد تاب من فرطاته

ما کان منه فی الزمان الاول

''اے اللہ اپنے گناہوں سے توبہ کرنے والے بندے کو بخش دے۔جو کچھ بھی اس سے پہلے زمانے میں ہو گیا۔''

زمخشری کے حالات: تاریخ ابن خلکان میں ہے کہ زمخشری اعتزال کا عقیدہ رکھتا تھا اور ان عقائد کو اعلانیہ بیان کرتا تھا۔ جب وہ کسی دوست کے پاس داخل ہونے کے لئے اجازت مانگتا تو کہتا۔ابو القاسم معتزلی دروازے میں ہے۔اپنی کتابوں میں سے پہلی کتاب جو اس نے لکھی کشاف ہے۔اس کے اول خطبے میں اس نے لکھا کہ الحمد لله الذی خلق القرآن جب اس سے کہا گیا کہ اس طرح تو سب لوگ تیری کتاب کو پڑھنا چھوڑ دیں گے تو اس نے یہ لکھ دیا الحمد لله الذی جعل القرآن کیونکہ ان کے نزدیک جعل' خلق کے معنی میں ہے۔آج کل اکثر نسخوں میں انزل القرآن ہے۔اور یہ ترمیم مصنف کی طرف سے نہیں بلکہ لوگوں کی طرف سے ہے۔زمخشری ۵۳۸ھ عرفہ کی رات فوت ہوا۔احیاء العلوم میں باب المحبت کے اندر مچھر کی پیدائش اس کی صفات اور جو اللہ نے اس میں بھید رکھے ہیں کلام کیا ہے۔

غم دور کرنے کا وظیفہ: میں نے شیخ امام ابو بکر محمد بن ولید فہری طفطوشی کی کتاب الدعا میں دیکھا ہے اور ''امام پرہیز گار' ادیب' کم گو تھے۔ان کی وفات ۵۰۲ھ سکندریہ میں ہوئی۔'' یہ مطرف بن عبداللہ بن ابی مصعب مدنی سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا میں منصور کے پاس گیا تو اس کو مغموم اور پریشان دیکھا۔

اپنے بعض دوستوں کی جدائی کے دکھ میں بول بھی نہیں سکتا تھا۔تو اس نے مجھے کہا اے مطرف مجھ پر ایسا غم طاری ہو گیا ہے جس کو وہ اللہ ہی کھول سکتا ہے جس نے مجھے اس کے ذریعے آزمایا ہے۔

کہا میرے لئے کوئی ایسی دعا ہے جسے میں پڑھوں تو اللہ میری یہ حالت دور کر دے۔میں نے کہا امیر المومنین۔مجھے محمد بن ثابت نے عمر بن ثابت بصری سے بیان کیا ہے کہ بصرہ کے ایک آدمی کے کان میں ایک مچھر گھس گیا یہاں تک کہ اس کے سوراخ میں پہنچ گیا۔تو اس نے اس آدمی کو تھکا دیا اور رات دن بیدار رکھا۔تو اس کو حسن بصری کے ساتھیوں میں سے ایک نے کہا کہ تو علاء الحضرمی کی دعا کے ذریعے دعا کر۔وہ علاء حضرمی جو نبیؐ کے ساتھی تھے اور انہوں نے یہ دعا بیابان میں بھی کی اور سمندر میں بھی تو اللہ نے ان کو اس سے چھٹکارہ دے دیا۔تو اس نے کہا ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ العلاء الحضرمی کو بحرین کی طرف ایک لشکر میں بھیجا جن میں میں بھی موجود تھا ہم ایک بیابان میں داخل ہو گئے جہاں ہم سخت مصیبت میں مبتلا ہو گئے یہاں تک کہ ہم کو ہلاکت کا خوف

Marfat.com

لاحق ہوگیا۔ تو علاء اترے اور دو رکعت نماز پڑھ کر یہ دعا کی۔ یا حلیم یا علیم یا علی یا عظیم اسقنا تو ایک بدلی پرندے کے پر جیسی آئی اور ہم پر کڑک کے ساتھ برسنے لگی۔ یہاں تک کہ ہم نے برتن بھر لئے اور سواریوں کو پانی دے لیا۔ پھر ہم چل پڑے یہاں تک کہ سمندر کی ایک نہر پر پہنچ گئے۔ جہاں اس سے قبل نہ کوئی داخل ہوا تھا اور نہ ہی اس کے بعد۔ ہم کو وہاں کشتیاں بھی نہ ملیں۔ تو علاء نے وہاں دو رکعات نماز پڑھ کر یہ دعا کی۔ یا حلیم یا علیم یا عظیم اجرنا۔

پھر انہوں نے اپنے گھوڑے کی باگ پکڑی اور کہا بسم اللہ جوز و یعنی اللہ کے نام سے گزر جاؤ۔ ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ ہم پانی پر اس طرح چلے کہ نہ ہمارے قدم گیلے ہوئے اور نہ موزے اور نہ گھوڑوں کے کھر اور ہمارا لشکر چار ہزار کا تھا۔ جب اس آدمی نے یہ بات سنی تو اس نے یہ دعا پڑھی تو خدا کی قسم ہم ابھی اس جگہ سے ہٹے بھی نہ تھے کہ وہ مچھر آواز کرتا ہوا اس کے کان سے نکل کر دیوار سے جاٹکرایا۔

تو منصور قبلہ رخ ہو کر یہ دعا کچھ دیر کرتا رہا پھر ہماری طرف متوجہ ہوا اور کہا اللہ نے میرا وہ غم دور کر دیا ہے۔ اور کھانا منگو لیا مجھے بھی ساتھ بٹھایا تو میں نے بھی اس کے ساتھ مل کر کھانا کھایا۔

مصیبت سے نجات کا وظیفہ: اسی واقعہ کے قریب قریب وہ واقعہ ہے جو ابن خلکان نے موسیٰ کاظم بن جعفر صادق کے حالات زندگی میں بیان کیا ہے کہ ہارون رشید نے ان کو بغدار میں قید کر دیا پھر اپنے پولیس افسر کو ایک دن بلایا اور کہا کہ میں نے خواب میں ایک حبشی کو دیکھا جو میرے پاس آیا اور اس کے پاس ایک چھوٹا نیزہ تھا اور کہا اگر تو نے موسیٰ کو نہ رہا کیا تو میں تجھے اس نیزے سے کاٹ ڈالوں گا۔ تو ہارون نے کہا تم جا کر اس کو رہا کر دو اور اس کو تیس ہزار درہم بھی دے دو۔ اور اس سے کہو کہ اگر ہمارے پاس ٹھہرنا چاہتے ہو تو تم جو چاہو گے تمہیں ملے گا اور اگر مدینہ جانا چاہتے ہو تو چلے جاؤ۔ پولیس والے نے کہا کہ میں نے اسی طرح کیا۔ اور اس کو کہا کہ میں نے تیری بڑی عجیب بات دیکھی ہے۔ موسیٰ نے کہا میں تجھے بتاتا ہوں کہ میں سویا ہوا تھا کہ میرے پاس نبیؐ تشریف لائے اور کہا اے موسیٰ تجھے ظالمانہ طور پر محبوس رکھا گیا ہے لہٰذا یہ کلمات کہو تو تم یہ رات بھی قید میں نہ رہو گے۔

يَا سَامِعُ كُلِّ صَوْتٍ وَ يَا سَابِقُ كُلِّ فَوْتٍ وَ يَا كَاسِيُ الْعِظَامِ لَحْمًا وَ مُنْشِرُهَا بَعْدَ الْمَوْتِ اَسْأَلُكَ بِاَسْمَاءِكَ الْعِظَامِ وَ بِاِسْمِكَ الْاَعْظَمِ الْاَكْبَرِ الْمَخْزُوْنِ الْمَكْنُوْنِ الَّذِىْ لَمْ يَطَّلِعْ عَلَيْهِ اَحَدٌ مِنَ الْمَخْلُوْقِيْنَ يَا حَلِيْمًا ذَا اَنَاةٍ لَا يَقْدِرُ عَلَى اَنَاتِهٖ يَاذَا الْمَعْرُوْفِ الَّذِىْ لَا يَنْقَطِعُ مَعْرُوْفُهٗ اَبَدًا وَلَا تُحْصٰى لَهٗ عَدَدًا فَرِّجْ عَنِّىْ.

تو جو آپ دیکھ کر آرہے ہیں یہ واقعہ پیش آ گیا۔ اور موسیٰ کاظم رجب ۱۸۳ھ یا ۱۸۶ھ کو بغداد میں زہر سے فوت ہو گئے۔ اور کہا گیا ہے کہ وہ قید میں فوت ہوئے اور امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ موسیٰ کاظم کی قبر مجرب تریاق ہے۔

موسیٰ کاظم کے حالات: اور مجھے اس واقعہ نے وہ بات یاد کرا دی جس کو خطیب ابو بکر نے اپنی تاریخ میں اور ابن خلکان نے بھی یعقوب بن داؤد کے حالات زندگی میں بیان کیا ہے کہ مہدی نے یعقوب کو ایک کنوئیں میں قید کر دیا اور اس پر ایک قبہ بنا دیا تو وہ اس میں پندرہ سال رہے اور روزانہ اس کے پاس ایک روٹی کا ٹکڑا اور پانی کا ایک کوزہ لٹکا دیتا اور نماز کی اوقات کی اطلاع دے دیتا۔

Marfat.com

یعقوب فرماتے ہیں پھر جب پندرہ سال گزر گئے تو میرے پاس ایک آنے والا خواب میں آیا اور کہا

قد حسن یوسف الی رب فاخرجه	من قعر جب وبیت حوله غمم

''کہ یوسف علیہ السلام نے اپنے رب کی طرف فریاد کی تو اس نے اس کو کنوئیں کی گہرائی اور غم والے گھر سے نکال دیا۔''

وہ کہتے ہیں تو میں نے اللہ کی تعریف کی اور یہ کہا اتانی الفرج کہ میرے پاس کشادگی آنے والی ہے' تو ایک سال تک میں ٹھہرا رہا اور اس دوران میں نے کچھ نہ دیکھا سال کے آخر میں میرے پاس وہی پہلا شخص خواب میں آیا۔ تو اس نے مجھے یہ شعر سنائے۔

عسی فرج یاتی به الله انه	له کل یوم فی خلیقته امر

''عنقریب اللہ تعالیٰ کشادگی لائے گا اس کے لئے کہ اس کے اپنی مخلوق میں ہر روز ایک نیا کام ہوتا ہے۔''

وہ فرماتے ہیں پھر میں ایک سال ٹھہرا رہا اور کوئی چیز نہ دیکھی پھر سال کے آخر میں وہی شخص جو پہلے آیا تھا خواب میں آیا اور مجھے یہ شعر سنائے۔

عسی الکرب الذی امسیت فیه	یکون وراءه فرج قریب

''عنقریب وہ تکلیف کہ جس میں تو نے رات گزاری اس کے پیچھے کشادگی قریب ہے۔''

فیامن خائف ویفك عان	ویاتی اهله النائی الغریب

''تو ڈرنے والا امن میں ہو جائے گا اور قیدی آزاد ہو جائے گا اور دور جانے والا مسافر گھر واپس آ جائے گا۔''

یعقوب فرماتے ہیں پھر میں نے جب صبح کی تو مجھے آواز دی گئی تو میں نے خیال کیا کہ مجھے نماز کے لئے آواز دی جا رہی ہے تو میرے لئے ایک رسی لٹکائی گئی تو میں نے اپنے آپ کو اس سے باندھا اور کنوئیں سے باہر آ گیا۔ تو مجھے وہ لے کر رشید کے پاس گئے تو مجھ سے کہا گیا کہ امیر المومنین کو سلام کہو تو میں نے کہا اے امیر المومنین المہدی آپ پر سلام ہو تو اس نے مجھے کہا میں مہدی نہیں ہوں۔ تو میں نے کہا امیر المومنین الہادی آپ پر سلام ہو۔ اس نے کہا میں ہادی بھی نہیں ہوں تو میں نے کہا اے امیر المومنین آپ پر سلام ہو اس نے کہا رشید کہو۔ تو میں نے کہا رشید۔ تو رشید نے کہا اے یعقوب اس بارے میں مجھے کسی نے بھی سفارش نہیں کی مگر ایک رات میں نے اپنے بچے کو اپنی گردن پر اٹھا رکھا تھا تو مجھے تیری گردن پر اپنا اٹھایا جانا یاد آ گیا تو مجھے تم پر رحم آ گیا تو میں نے تم کو کنوئیں سے نکلوا دیا۔ اور یعقوب' رشید کو بچپن میں اپنی گردن پر اٹھاتا تھا اور وہ دونوں ایک دوسرے سے کھیلتے تھے پھر رشید نے اس کے لئے انعام واکرام دے کر رخصت کرنے کا حکم دے دیا۔

شرعی حکم: اس کا کھانا اس کی گندگی کی وجہ سے حرام ہے۔

فائدہ: امام بخاری نے ادب المفرد میں اور ترمذی نے مناقب حسن وحسین میں عبدالرحمٰن بن ابی نعیم کی حدیث کو روایت کیا ہے کہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تھا تو ان سے ایک آدمی نے مچھر کے خون کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے کہا تو کن لوگوں میں سے ہے؟ تو اس نے کہا میں اہل عراق سے ہوں تو ابن عمر نے فرمایا اس کی طرف دیکھو یہ مجھ سے مچھر کے خون کے بارے میں سوال کرتا ہے حالانکہ انہی لوگوں نے اللہ کے رسول کے نواسے کو قتل کیا ہے۔ اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا

Marfat.com

ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ یہ دونوں میرے دنیا میں دو پھول ہیں۔ اور فرمایا حسن اور حسین سے زیادہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ اور کوئی نہیں تھا اور ابن حبان اور ترمذی نے علیؓ سے روایت کیا ہے کہ حضرت حسن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سر سے سینے تک کے حصہ سے زیادہ مشابہ تھے۔ اور حسین اس سے نیچے والے حصے سے زیادہ مشابہت رکھتے تھے۔

حسنؓ حسینؓ کے متعلق مناظرہ: روض الزاہر میں شعبی سے منقول ہے کہ جب حجاج کو یہ پتہ چلا کہ یحیٰی بن یعمر کہتا ہے کہ حسنؓ حسینؓ نبیؐ کی اولاد میں سے تھے اور یحیٰی بن یعمر خراسان میں تھا تو حجاج نے قتیبہ بن مسلم والی خراسان کو لکھا کہ یحیٰی کو فوراً بھیج دو تو اس نے انہیں فوراً بھیج دیا شعبی کہتے ہیں کہ وہ جب آئے تو میں حجاج کے پاس موجود تھا تو حجاج نے انہیں کہا مجھے پتہ چلا ہے کہ آپ نے کہا ہے کہ حسن حسین رضی اللہ عنہما نبیؐ کی اولاد سے ہیں۔ اس نے کہا ہاں! اے حجاج۔ شعبی کہتے ہیں میں اس کی جرات سے متعجب ہوا کہ انہوں نے یا حجاج کہا۔ تو حجاج نے انہیں کہا خدا کی قسم اگر تو اس مشکل مسئلہ سے نہ نکلا اور تو نے اللہ کی کتاب سے یہ بات ثابت نہ کی۔ تو میں تیری تکا بوٹی کر دوں گا۔ مگر یہ آیت بطور دلیل پیش نہ کرنا ندع ابناء نا و ابناء کم ونساء نا و نساء کم تو یحیٰی نے کہا اگر میں اس مشکل مسئلہ سے نکل جاؤں اور اس بات کو قرآن سے واضح طور پر ثابت کر دوں تو یہ میری امان ہوگی اس نے کہا ہاں! پھر انہوں نے قرآن کی یہ آیت پڑھی۔

﴿وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ كُلًّا هَدَيْنَا وَنُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ وَأَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ وَمُوْسٰى وَهٰرُوْنَ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَعِيْسٰى وَإِلْيَاسَ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝﴾ (الانعام: ٨٤)

پھر یحیٰی نے کہا کہ عیسٰی علیہ السلام کا باپ کون تھا اور اللہ تعالیٰ نے اس کو ابراہیم کی ذریت میں شامل کر دیا اور عیسٰی اور ابراہیم کے درمیان اس سے زیادہ مدت کا وقفہ ہے جتنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حسن و حسین کے درمیان ہے تو حجاج نے ان سے کہا کہ میرا خیال ہے کہ تم نے اس مشکل کو حل کر دیا ہے اور تو اس کی واضح دلیل لے کر آیا اور میں نے اس کو پڑھا تو تھا مگر اس کو سمجھ نہیں سکا تھا اور یہ نئے استنباطات میں سے ہے پھر اس کو حجاج نے کہا تم مجھے میرے متعلق بتاؤ کیا میں عربی غلطی پڑھتا ہوں؟ تو وہ خاموش رہے تو حجاج نے کہا میں تمہیں قسم دیتا ہوں تو انہوں نے کہا چونکہ آپ نے مجھے اے امیر قسم دی ہے تو سنیے آپ کہ آپ جہاں کسرہ ہوتا ہے وہاں رفع پڑھتے اور جہاں رفع ہوتا وہاں کسرہ پڑھتے ہیں تو حجاج نے کہا یہ خدا کی قسم یہ تو بہت بری غلطی ہے پھر اس نے قتیبہ بن مسلم کو یہ لکھا کہ جب تمہارے پاس میرا یہ نامہ آئے تو یحیٰی بن یعمر کو اپنے قضاء کے عہدہ پر متعین کر دو والسلام۔

اور کہا جاتا ہے کہ حجاج نے یحیٰی سے کہا کہ تم نے سنا ہے کہ میں پڑھنے میں غلطی کرتا ہوں تو انہوں نے کہا ہاں ایک حرف میں تو اس نے پوچھا وہ کونسا ہے تو انہوں نے کہا قرآن میں تو حجاج نے کہا یہ تو بہت ہی بری بات ہے مجھے بتاؤ وہ کونسا حرف ہے تو انہوں نے کہا یہ آیت ہے:

﴿قُلْ إِنْ كَانَ اٰبَآءُكُمْ وَأَبْنَآؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَأَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ أَحَبَّ إِلَيْكُمْ.﴾ (التوبہ: ٢٤)

تو آپ احب کو رفع کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ تو حجاج نے کہا یقیناً تم آئندہ مجھ سے غلطی نہیں سنو گے اور انہیں خراسان بھیج دیا۔

Marfat.com

امام شعبی فرماتے ہیں کہ جب حجاج کی بات لمبی ہو جاتی تو وہ بھول جاتا تھا کہ ابتدا کہاں سے کی تھی۔ اور اس کو ابن خلکان نے یحییٰ بن یعمر کے حالات زندگی میں بیان کیا ہے اور اس میں بعض چیزیں برعکس ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ یحییٰ کے کلام میں یہ تصریح ہے کہ و من ذرتیہ میں جو ضمیر ہے وہ ابراہیم علیہ السلام کی طرف راجع ہے جبکہ کواشی اور بغوی وغیرہ کہتے ہیں کہ یہ ضمیر نوح علیہ السلام کی طرف راجع ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان سب میں یونس اور لوط علیہم السلام کا بھی ذکر کیا ہے جیسا کہ فرمایا:

﴿وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَعِيسٰى وَإِلْيَاسَ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِينَ ۝ وَإِسْمٰعِيلَ وَالْيَسَعَ وَيُونُسَ وَلُوطًا وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعَالَمِينَ ۝﴾ (الانعام: ۸۴)

یہاں پر یونس اور لوط ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے نہیں بلکہ نوح علیہ السلام کی اولاد سے ہیں لیکن قول ثانی کی بنیاد پر یحییٰ کا اس سے استدلال کرنا درست ہے۔

یحییٰ بن یعمر کے حالات: ابن خلکان کہتے ہیں کہ یحییٰ بن یعمر تابعی ہے قرآن ونحو کا عالم تھا یہ قدیم شیعوں میں سے تھا جو کہ شیعوں میں اچھے تھے وہ اہل بیت کی تفضیل کے قائل تھے مگر صحابہ میں سے کسی کی تنقیص نہیں کرتے تھے۔

ابن خلکان کہتے ہیں بصرہ میں ایک امیر نے خطاب کیا تو اس نے کہا اللہ سے ڈرو اس لئے کہ جو اللہ سے ڈر گیا اس پر کوئی ھوارۃ نہیں ہوگی تو لوگ یہ نہ سمجھ سکے کہ امیر نے کیا کہا تو انہوں نے ابوسعید یحییٰ بن یعمر العدوانی سے اس بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ ھوارۃ سے مراد ضائع ہونا ہے گویا کہ امیر نے کہا ہے کہ جو اللہ سے ڈر گیا تو وہ ضائع اور ہلاک نہیں ہوگا۔ الھورات کا معنی المھالک ہے یعنی ہلاکتیں اور اس کی واحد ہورۃ ہے۔ اصمعی نے یہ بات بیان کی تو کہا ان الغریب لواسع کہ غریب اور بعید الفہم کا سلسلہ بہت وسیع ہے میں نے یہ لفظ کبھی نہیں سنا۔ یحییٰ بن یعمر ۱۲۹ھ کو فوت ہوا۔

یعمر کا تلفظ یاء اور میم کے فتح سے ہے اور ان دونوں کے درمیان عین مہملہ ساکن ہے بعض لوگوں نے میم پر ضمہ پڑھا ہے لیکن پہلی بات زیادہ صحیح ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ خواب میں: نصر اللہ بن یحییٰ جو کہ اہل سنت اور ثقہ آدمی ہیں فرماتے ہیں میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا تو میں نے ان سے کہا اے امیر المومنین آپ مکہ فتح کرتے ہوئے کہہ رہے تھے کہ جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو گیا وہ امن والا ہو جائے گا۔ پھر آپ کے لڑکے حسین سے جو سلوک ہونا تھا وہ ہوا تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کیا تو نے ابن صیفی کے اشعار اس بارے میں نہیں سنے تو میں نے کہا نہیں تو آپ نے فرمایا اس سے جا کر سنو۔ پھر میں جاگ گیا تو میں حیص بیص کی طرف جلدی سے گیا۔ تو میں اس کو اپنا خواب سنایا تو وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔ اور اللہ کی قسم اٹھائی کہ اس کی زبان یا قلم سے کسی نکل کر کسی تک وہ نہیں پہنچے اور اس نے ان کو اسی رات نظم کیا ہے۔ پھر مجھے وہ شعر سنائے۔

ملکنا فکان العفو مناسجیہ   فلما ملکتم سال بالدم ابطح

''جب حکومت ہم نے کی تو اس وقت ہماری عادت معافی کی تھی پھر جب تم بادشاہ بنے تو خون کے نالے بہہ پڑے۔''

وحللتمو قتل الاساری وطالما   عدونا علی الاسری فنعفو ونصفح

''تم نے قیدیوں کے قتل کو بھی حلال قرار دے دیا جبکہ ہمارے دشمن جتنا عرصہ بھی قید رہے ہم ان کو معاف کرتے رہے اور

Marfat.com

درگزر کرتے رہے۔"

وحسبکمو ھذا التفاوت بیننا وکل اناء بالذی فیہ ینضح

"تمہارے اور ہمارے درمیان اتنا فرق ہی کافی ہے کہ جو کچھ برتن کے اندر ہوتا ہے وہی کچھ اس سے ٹپکتا ہے۔"

حیص بیص کے حالات: حیص بیص کا نام سعد بن محمد ابوالفوارس التیمی ہے یہ مشہور شاعر ہے اور ابن صیفی کے نام سے پہچانا جاتا ہے اور اس کا لقب حیص بیص اس لئے رکھا گیا ہے کہ وہ لوگوں کو کسی دن پریشانی اور بے چینی میں دیکھتا تو کہتا کہ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ حیص بیص میں پڑے ہوئے ہیں تو یہ اس کا لقب پڑ گیا اور ان دو کلموں کا معنی سختی اور شش وپنج ہے۔ اس نے امام شافعی کی فقہ حاصل کی اور اس پر ادب غالب تھا اور یہ شعر جوڑا کرتا تھا اور وہ اس میں صاحب فضیلت تھا۔ جب اس سے اس کی عمر کے متعلق پوچھا جاتا تو وہ کہتا کہ میں تو دنیا میں اندازے سے ہی رہ رہا ہوں کیونکہ اس کو اپنی تاریخ پیدائش یاد نہیں تھی۔ اور یہ ۵۷۴ھ کو فوت ہوا۔ اس کے عمدہ شعروں میں سے یہ بھی ہیں۔

یا طالب الرزق فی الآفاق مجتھدا اقصر عناك فان الرزق مقسوم

"اے رزق آفاق میں کوشش کر کے رزق تلاش کرنے والے اپنی مشقت کو کم کر اس لئے کہ رزق تقسیم ہو چکا ہے۔"

الرزق یسعی الی من لیس یطلبہ وطالب الرزق یسعی وھو محروم

"رزق اس کی طرف دوڑتا ہے کہ جو اس کی طلب نہیں کرتا اور رزق کو طلب کرنے والا کوشش کرتا ہے مگر پھر بھی وہ محروم رہ جاتا ہے۔"

اور اسی کے یہ شعر بھی ہیں۔

یا طالب الطب من داء اصیب بہ ان الطبیب الذی ابلاك بالداء

"اے بیماری میں مبتلا شخص جو کہ بیماری کی دواء کو تلاش کر رہا ہے بیشک طبیب تو وہ ہے کہ جس نے تجھے بیماری میں مبتلا کیا ہے۔"

ھو الطبیب الذی یرجی لعافیۃ لا من یذیب لك التریاق فی الماء

"طبیب تو وہ ہے جس سے عافیت کی امید کی جاتی ہے وہ نہیں ہے جو تیرے لئے پانی میں تریاق گھولتا ہے۔"

اور یہ شعر بھی اسی کے ہیں۔

ایھا القلب ودع عنك الحرق الہ عما استاثر اللہ بہ

"اے دل جو کچھ اللہ نے تجھے دیا ہے تو اسی میں مشغول رہ اور خود کو جلانا چھوڑ دے۔"

فقضاء اللہ لا یدفعہ حول محتال اذا الامر سبق

"اللہ کے فیصلے کو کسی حیلہ گر کا حیلہ روک نہیں سکتا جب کہ اس کا فیصلہ ہو جائے۔"

یہ شعر بھی اس کے ہیں۔

انفق ولا تخش اقلالا فقد قسمت علی العباد من الرحمن ارزاق

Marfat.com

''خرچ کر اور تنگدستی سے مت ڈر کیونکہ بندوں پر رحمٰن کی طرف سے رزق تقسیم ہو چکا ہے۔''

لا ینفع البخل مع دنیا مولیة ۔۔۔ ولا یضر مع الاقبال انفاق

''جب دنیا پیٹھ دکھا دے تو بخل کوئی فائدہ نہیں دے سکتا اسی طرح جب تمہارے پاس دنیا آ رہی ہو تو مال کا خرچ کرنا تمہیں کوئی نقصان نہیں دے سکتا۔''

ضرب الامثال: لوگ کہتے ہیں کہ اعز من مخ البعوض وہ مچھر کے بھیجے سے زیادہ کمیاب ہے۔ اسی طرح کہا جاتا ہے۔ کلفتنی مخ البعوض تو نے مجھے مچھر کے بھیجے کا مکلّف کر دیا۔ یہ مثالیں وہاں بیان کی جاتی ہیں بیان مشکل امور کے بجالانے کی تکلیف دی جائے۔ یہ مثال بھی ہے کہ اضعف من بعوضه وہ مچھر سے بھی زیادہ کمزور ہے۔

فائدہ: ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيٖٓ اَنْ يَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَهَا.﴾ (البقرة: ٢٦)

امام حسن بصری وغیرہ کہتے ہیں کہ اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ کافروں نے اس سورت کے علاوہ دوسری سورتوں میں مکھی اور مکڑی کی مثالوں کا انکار کیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ بعض کہتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے اسی سورت کی ابتداء میں منافقوں کی دو مثالیں بیان کیں اور فرمایا مثلهم كمثل الذى استوقد نارا اور فرمایا او كصيب من السماء اس وقت کافروں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تو بہت بلند اور بزرگ ہے اس بات سے کہ ایسی مثالیں بیان کرے۔ اس وقت اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ کسائی اور ابو عبید وغیرہ فرماتے ہیں کہ فما فوقها کے معنی چھوٹا ہونے میں بڑھ کر ہونا ہے۔ قتادہ اور ابن جریج وغیرہما کہتے ہیں اس کے معنی بڑا ہونے میں زیادہ ہوتا ہے۔ ابن عطیہ کہتے ہیں کہ دونوں احتمال موجود ہیں۔ واللہ اعلم

البعیر (اونٹ)

اس کو بعیر اس لئے کہتے ہیں کہ یہ مینگنیاں کرتا ہے کہا جاتا ہے بعر البعیر یعنی اونٹ نے مینگنیاں کیں ماضی مضارع بعر یبعر عین کے فتح سے ہے۔ اور بعراً مصدر عین کے سکون سے ہے۔ جیسے ذبح یذبح ذبحا یہ قول ابن سکیت کا ہے اور یہ مذکر اور مونث دونوں پر بولا جاتا ہے اور بعیر اونٹوں میں اس طرح استعمال ہوتا ہے جس طرح لوگوں میں انسان کا لفظ استعمال ہوتا ہے جبکہ اونٹ بمنزلہ مرد ہے اور اونٹنی بمنزلہ عورت ہے اور قعود نوجوان مرد کی جگہ اور قلوص نوجوان لڑکی کے بمنزلہ ہے۔ بعض عربوں سے منقول ہے صرعتنی بعیری یعنی مجھے میری اونٹنی نے گرا دیا اور شربت لبن بعیری یعنی میں نے اپنی اونٹنی کا دودھ پیا اور بعیر کا لفظ اس اونٹ پر بولا جاتا ہے جب جوان ہو جائے اور اس کی جمع ابعرة اباعر اور بعران۔

مجاہد نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ''ولمن جاء به حمل بعير'' کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہاں بعیر سے مراد گدھا ہے کیونکہ بعض عرب گدھے کو بھی بعیر کہتے ہیں لیکن یہ قول شاذ ہے اگر کوئی آدمی اونٹ کی وصیت کرے تو اس میں صحیح قول کے مطابق اونٹنی بھی شامل ہوگی۔ اور یہ اس اختلاف کی طرح ہے۔ کہ جو لفظ شاۃ (بکری) کے مذکر کو بھی شامل ہونے کے بارے میں ہے اگرچہ صورت حال اس کے الٹ ہو۔ جبکہ دوسرا مذہب یہ ہے کہ لفظ بعیر (مذکر) میں ناقہ (مونث) شامل نہیں۔ اور یہ بات نص سے منقول ہے اور لوگوں کے عرف عام کلام میں جو بات مشہور ہے کہ وہ بعیر کو جمل کی جگہ پر استعمال کرتے ہیں یہ عربوں کے

Marfat.com

کلام کے خلاف ہے۔
رافعی کہتے ہیں کہ کبھی تمہیں عربوں کا کلام نص کی تنزیل میں ایک واسطے کا کام دے گا جب کہ بعیر جمل کے معنی میں عرف عام میں مستعمل ہو۔اور جب یہ عام نہ ہو تو پھر اس کے مطابق عمل کرنا لازم ہو گا جس کا تقاضا لغت کرتی ہے۔
امام سبکی فرماتے ہیں کہ ان جیسے مسائل میں نص کے خلاف کسی کی بات کا صحیح ہونا بعید ہے۔اس لئے کہ امام شافعی رحمہ اللہ لغت کے زیادہ جاننے والے تھے اور وہ لغت سے بغیر عرف عام کے باہر نہیں جاتے تھے۔
اور اگر عرف ان کے قول کے خلاف صحیح ثابت ہو جائے تو اس کی پیروی کی جائے گی ورنہ ان کے قول کی اتباع کرنا بہتر ہے۔
فرع: (مسئلہ مستنبطہ) اگر ایک کنوئیں میں دو اونٹ اوپر نیچے گر پڑیں تو اوپر والے کو نیزہ مارا گیا اور نیچے والا اوپر والے کے بوجھ سے مر گیا تو نیچے والا حرام ہو جائے گا کیونکہ نیزا اس تک نہیں پہنچ سکا اور اگر نیزا دونوں تک پہنچ گیا تو دونوں حلال ہوں گے۔ پھر اگر شک بڑ گیا کہ کیا نیچے والا بوجھ سے مرا ہے یا نیزے کے آر پار ہونے سے پھر اگر پتہ چل گیا کہ اس کی روح نکلنے سے پہلے اس کو نیزا لگ گیا تھا تو حلال ہو گا اور اگر یہ شک ہو کہ نیزا لگنے سے پہلے مرا ہے یا بعد میں؟ تو امام بغوی نے فتاوی کے اندر کہا ہے کہ اس کے دو احتمال ہیں یہ مسئلہ اسی طرح ہے جیسے مفقود الخبر غلام کا کفارے میں آزاد کرنا کافی ہو گا یا نہیں؟
اور انہیں مسائل میں سے وہ مسئلہ بھی ہے کسی آدمی نے ایسے شکار کو تیر مارا کہ جس کو پکڑنے پر وہ قادر نہ تھا پھر اس کو پکڑنے پر قادر ہو گیا اور وہ ذبح ہو کے مر گیا تو وہ اس کے لئے حلال نہیں ہو گا اور اگر اس نے ایسی چیز کو تیر مارا جس پر وہ قادر تھا پھر وہ اس کی قدرت سے باہر ہو گئی تو اگر وہ بغیر ذبح کے مر گئی تو وہ بھی حرام ہے اور اگر اس ذبح کرنے سے اس کی جان نکلی تو وہ حلال ہے۔
سنن ابی داؤد نسائی اور ابن ماجہ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی کسی عورت سے شادی کرے یا کسی غلام لونڈی یا جانور کو خریدے تو وہ اس کی پیشانی سے پکڑ کر یہ دعا کرے۔ **اللهم انی اسالك خيره و خير ما جبل عليه واعوذبك من شره و شرما جبل عليه** ''اے اللہ میں تجھ سے اس چیز کی بھلائی مانگتا ہوں اور جس فطرت پر اس کو پیدا کیا گیا اور میں تیری پناہ طلب کرتا ہوں اس کی شر سے اور اس شر سے جو اس کی فطرت میں رکھی گئی۔''
اور جب کسی اونٹ کو خریدے تو کوہان کی چوٹی کو پکڑ کر برکت کی دعا کرے اور اسی طرح کے الفاظ کہے۔
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ: ابن اثیر بیان کرتے ہیں کہ خلاد بن رافع اور اس کا بھائی دونوں بدر کی طرف ایک کمزور اونٹ پر سوار ہو کر نکلے جب وہ روحاء کے قریب پہنچے تو اونٹ بیٹھ گیا تو خلاد کہتے ہیں کہ ہم نے کہا **اللهم لك علينا ان انتهينا الى بدر ان ننحره** کہ اے اللہ اگر بدر میں پہنچ گئے تو ہم پر یہ لازم ہو گا کہ ہم اس کو نحر کر دیں۔تو ہمیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو فرمایا تمہارا کیا مسئلہ ہے ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سواری سے اترے اور وضو کیا پھر اپنے وضو کے پانی میں تھوکا پھر ان کو حکم دیا تو انہوں نے اونٹ کا منہ کھولا تو آپ نے اس پانی کو اس کے پیٹ میں پھر اس کے سر پر پھر اس کی گردن پر پھر اس کے کندھوں پر پھر اس کی کوہان پر پھر اس کے چوتڑوں پر پھر اس کی دم پر پھینکا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ رفاعہ اور خلاد کو سوار کر دے تو ہم چل نکلے تو ہم نے قافلے کے پہلے لوگوں کو بھی پالیا پھر جب بدر پہنچے تو پھر وہ بیٹھ گیا تو راوی فرماتے ہیں تو ہم نے اس کو

Marfat.com

نحر کیا اور اس کے گوشت کو صدقہ کر دیا۔

بولنے والا اونٹ: ابو القاسم طبرانی نے اپنی کتاب الدعوات میں زید بن ثابت سے روایت کیا ہے کہ ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر ایک جنگ لڑی یہاں تک کہ ہم مدینہ کی گلیوں میں ایک مجمع میں تھے تو ہم نے ایک دیہاتی کو دیکھا کہ اس نے ایک اونٹ کی لگام پکڑ رکھی ہے یہاں تک وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر رک گیا اور ہم آپ کے آس پاس تھے تو اس نے کہا السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ تو آپ نے اس کا جواب دیا اور فرمایا کیف اصبحت کیسے صبح کی۔ پھر ایک آدمی آیا گویا کہ وہ چوکیدار ہے۔ تو وہ کہنے لگا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اس دیہاتی نے میرے اس اونٹ کو چرایا ہے تو اونٹ بڑبڑانے لگا اور رونے لگا۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بندے کو خاموش کرایا اور اونٹ کی آواز سننے لگے۔ جب اونٹ خاموش ہو گیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم چوکیدار کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا تو چلا جا کیونکہ اونٹ نے تیرے خلاف گواہی دی ہے کہ تو جھوٹا ہے تو وہ چوکیدار چلا گیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس دیہاتی کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا جب تو میرے پاس آیا تو تو نے کیا کہا تھا تو وہ کہنے لگا اے اللہ کے رسول آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں میں نے کہا تھا۔ **اللھم صل علی محمد حتی لا تبقی صلوۃ اللھم و بارك علی محمد حتی لا تبقی برکۃ اللھم وسلم علی محمد حتی لا یبقی سلام اللھم ارحم محمدًا حتی لا تبقی رحمۃ**" تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس کو میرے اوپر ظاہر کر دیا تھا اور اونٹ بھی اسی کی قدرت سے بول رہا تھا۔ اور بے شک فرشتوں نے آسمان کے افق کو بند کر دیا تھا۔

اسی کتاب میں نافع عن ابن عمر سے یہ روایت بھی مروی ہے کہ لوگ ایک آدمی کو لے کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو انہوں نے یہ گواہی دی کہ اس آدمی نے ان کو اونٹنی چوری کی ہے۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا تو وہ آدمی یہ کہتے ہوئے مڑا **اللھم صلی علی محمد حتی لا یبقی من صلواتك شیٔ وبارك علی محمد حتی لا یبقی من برکاتك شیٔ وسلم علی محمد حتی لا یبقی من سلامك شیٔ**" تو اونٹ بول اٹھا اور کہنے لگا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ آدمی مجھے چوری کرنے سے بری الذمہ ہے۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس آدمی کو میرے پاس پکڑ کر کون شخص لائے گا تو اہل بدر میں سے ستر آدمی اس کی طرف لپکے اور اس کو پکڑ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے تو آپ نے فرمایا اے شخص ابھی تو نے کیا کہا تھا تو اس نے بتا دیا جو اس نے کہا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بات کہنے کی وجہ سے میں نے فرشتوں کو دیکھا کہ وہ مدینہ کی گلیوں میں لوگوں کے بیچ میں نکل کر آ رہے تھے یہاں تک کہ قریب تھا کہ وہ میرے اور تیرے درمیان بھی حائل ہو جاتے پھر آپ نے فرمایا کہ تو پل صراط پر اس حالت میں آئے گا کہ تیرا چہرہ چودھویں کے چاند سے زیادہ روشن ہو گا۔ اور انشاء اللہ عنقریب ناقہ کے بیان میں اسی معنی کی حدیث آئے گی جس کو حاکم نے روایت کیا ہے۔

ایک مظلوم اونٹ: ابن ماجہ نے تمیم داری سے روایت کیا ہے کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ہمارے سامنے ایک اونٹ دوڑتا ہوا آ گیا یہاں تک کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا اور آواز کرنے لگا۔ تو آپ نے فرمایا اے اونٹ خاموش ہو جا اگر تو سچا ہے تو تیرا سچ تجھے فائدہ دے گا اور اگر تو جھوٹا ہے تو تیرے جھوٹ کی تجھے سزا ملے گی۔ اللہ تعالیٰ نے ہم سے پناہ لینے والے کو امن دیا ہے اور ہماری پناہ میں آنے والے کو کوئی ناکامی نہیں تو ہم نے

Marfat.com

کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! یہ اونٹ کیا کہتا ہے؟ آپ نے فرمایا اس اونٹ کو اس کے گھر والوں نے ذبح کرنے اور اس کا گوشت کھانے کا ارادہ کیا تو یہ ان سے بھاگ کر آیا ہے اور تمہارے نبی سے مدد مانگی ہے۔ ابھی ہم اسی حالت میں تھے کہ اس کے مالک بھی دوڑتے ہوئے آ گئے جب ان کو اونٹ نے دیکھا تو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کے پاس دوبارہ چلا گیا اور اس کے ساتھ چپک گیا تو ان لوگوں نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمارا یہ اونٹ تین دن سے بھاگا ہوا ہے۔ تو یہ ہمیں آپ کے پاس ہی ملا ہے۔ تو آپ نے فرمایا سنو وہ مجھ سے بہت زیادہ شکایت کر رہا ہے تو انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول یہ کیا کہہ رہا ہے؟ تو آپ نے فرمایا یہ کہہ رہا ہے کہ وہ تمہارے پاس کئی سال تک پرورش پا رہا ہے اور تم اس پر گرمیوں میں گھاس کی جگہوں پر اس پر سوار ہو کر جایا کرتے تھے۔ جب سردیاں ہوتی تھیں تو تم اس پر سوار ہو کر سردیوں سے بچاؤ کی جگہ کی طرف جاتے تھے۔ پھر جب یہ بڑا ہو گیا تو تم نے اس سے جفتی کا کام کرایا اور اللہ نے تم کو اس سے چرنے والے اونٹ عطا کئے پھر جب اس کو یہ تر و تازہ حالت میسر آئی ہے تو تم نے اس کو ذبح کرنے اور اس کا گوشت کھانے کا ارادہ کر لیا انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول اللہ کی قسم معاملہ ایسے ہی تھا۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مالکوں کی طرف سے اچھے غلام کے ساتھ ایسا سلوک نہیں ہونا چاہیے وہ کہنے لگے اللہ کے رسول ہم اسی کو نہ بیچیں گے، نہ نحر کریں گے نبیؐ نے فرمایا تم جھوٹ کہتے ہو۔ اس نے تم سے فریاد کی ہے اور تم نے اس کی مدد نہیں کی۔ میں تم میں سے رحمت کرنے کا زیادہ حقدار ہوں۔ کیونکہ اللہ نے منافقوں کے دلوں سے رحمت کو چھین کر مومنوں کے دلوں میں ڈال دیا ہے۔ تو نبیؐ نے وہ اونٹ ان سے سو درہم کا خرید لیا اور فرمایا اے اونٹ جاؤ تم اللہ کے لئے آزاد ہو۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر اونٹ نے نبیؐ کے سر کے پاس آواز کی۔ تو نبیؐ نے فرمایا آمین۔ اس نے دوسری دفعہ پھر آواز کی تو آپؐ نے فرمایا آمین۔ اس نے تیسری دفعہ پھر آواز کی تو آپ نے فرمایا آمین۔ پھر اس نے چوتھی دفعہ آواز کی تو نبیؐ رو پڑے۔ تو ہم نے کہا یا رسول اللہ اس اونٹ نے کیا کہا ہے۔ تو آپؐ نے فرمایا۔ کہ اس نے کہا ہے کہ اے پیغمبرؐ آپ کو اللہ قرآن اور اسلام سے جزاء عطا فرمائے تو میں نے آمین کہا پھر اس نے کہا اللہ آپ کی امت کا قیامت کے دن تک ڈر ختم کر دے جس طرح تم نے میرے خوف کو ختم کیا ہے۔ تو میں نے آمین کہا۔ پھر اس نے کہا کہ اللہ آپ کی امت کے خونوں کو دشمن سے محفوظ رکھے۔ جس طرح آپ نے میرے خون کو بچایا تو میں نے آمین کہا۔ پھر اس نے کہا کہ اللہ ان کی آپس میں لڑائی نہ کرے تو میں رو پڑا۔ کیونکہ بے شک میں نے اپنے رب سے یہ سارے سوالات کئے اور اس نے میری دعا قبول کر لی مگر آخری بات مجھے عطا نہ کی اور مجھے جبرئیلؑ کے ذریعے یہ اطلاع ملی کہ میری امت کا ختم ہونا تلوار کے ساتھ ہوگا۔ جو کچھ ہونا ہے وہ لکھا جا چکا ہے۔

امام فضیل بن عیاضؒ کی نصیحتیں اور حالات: طرطوشیؒ "سراج السلوک" میں اور ابن بلبان اور مقدسی وغیرہ "شرح اسماء الحسنیٰ" میں۔ فضل بن ربیع سے بیان کرتے ہیں۔ کہ رشید نے جب حج کیا تو ایک رات جبکہ میں سویا ہوا تھا تو ناگہاں دروازے کے کھٹکھٹانے کی آواز آئی۔ میں نے کہا! کون ہے؟ کہا گیا کہ امیر المومنین کے پاس حاضری دو۔ تو میں تیزی سے نکلا تو میں نے رشید کو دروازہ پر پایا میں نے کہا اے امیر المومنین آپ نے کوئی آدمی کیوں نہ بھیجا انہوں نے کہا۔ تیری خرابی ہو میرے دل میں ایک معاملہ کھٹکا ہے جس کو کوئی عالم ہی نکال سکتا ہے۔ تو کوئی تلاش کرو جس سے میں یہ مسئلہ پوچھ لوں۔ میں نے کہا

Marfat.com

امیر المومنین سفیان بن عیینہ موجود ہیں۔تو انہوں نے فرمایا آؤ اس کے پاس جائیں تو ہم اس کے پاس گئے اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ اس نے پوچھا کون ہے تو میں نے کہا کہ امیر المومنین بلا رہے ہیں۔تو وہ جلدی سے نکلا۔اس نے کہا اے امیر المومنین آپ کسی آدمی کو بھیج دیتے۔انہوں نے کہا ہم جس مقصد کے لئے آئے ہیں اس کے لئے کوشش کرو۔تو رشید نے اس سے تھوڑی دیر گفتگو کی پھر کہا کیا آپ کے ذمہ کوئی قرضہ ہے۔اس نے کہا ہاں ہے رشید نے کہا اے عباس تو ان کا قرض ادا کر دو۔پھر ہم واپس لوٹ آئے تو رشید نے کہا تیرا ساتھی میرے کچھ کام نہیں آسکا۔کوئی اور آدمی میرے لئے تلاش کرو جس سے میں سوال کرسکوں۔تو میں نے کہا یہاں عبدالرزاق بن ہمام واعظ عراق موجود ہیں۔انہوں نے کہا آؤ ہمارے ساتھ چلو اس سے سوال کرتے ہیں۔ہم اس کے پاس آئے اس نے پوچھا کون ہے۔میں نے کہا امیر المومنین کی بات سنو۔وہ تیزی سے نکلا اور کہنے لگا امیر المومنین! آپ نے کہا کہ جس مسئلے کے لئے ہم آئے ہیں اس کو حل کرو۔اس نے بھی تھوڑی دیر گفتگو کی پھر کہنے لگا آپ پر کوئی قرض ہے۔اس نے کہا ہاں رشید نے کہا اے عباس ان کا قرض ادا کر دو۔ہم وہاں سے واپس آگئے۔رشید کہنے لگا میرا مسئلہ یہ بھی حل نہیں کر سکا۔میرے لئے کوئی اور آدمی تلاش کرو۔جس سے میں مسئلہ پوچھوں۔میں نے کہا یہاں فضیل بن عیاض موجود ہیں۔تو اس نے کہا چلو ہم اس کے پاس جاتے ہیں ہم وہاں گئے تو وہ کھڑا نماز پڑھ رہا تھا اور قرآن مجید کی ایک آیت کو بار بار دہرا رہا تھا۔اس نے پوچھا کون ہے۔تو میں نے کہا امیر المومنین کی بات سنو۔اس نے کہا میرا امیر المومنین سے کیا واسطہ ہے۔تو میں نے کہا سبحان اللہ کیا تم پر اس کی اطاعت واجب نہیں ہے۔تو اس نے کہا کیا نبیؐ سے یہ بات مروی نہیں ہے مومن کو یہ بات زیب نہیں دیتی کہ وہ اپنے آپ کو ذلیل کرتا پھرے۔پھر دروازہ کھول دیا۔پھر بالکونی" میں تیزی سے چڑھ گیا۔اور دیا بجھا دیا اور کمرے کے کونوں میں سے ایک کونے میں پناہ لے لی۔پس ہم اس کو اپنے ہاتھوں سے ٹٹول کر تلاش کرتے رہے۔تو رشید کا ہاتھ اس تک جا پہنچا۔تو وہ کہنے لگے ہائے اگر یہ کل اللہ کے عذاب سے بچ جائیں تو کتنے نرم ہاتھ ہیں۔میں نے اپنے دل میں کہا کہ آج کی رات یہ شخص صاف دل سے اچھی کلام اس سے کہے گا۔تو رشید نے اس سے کہا جس مسئلہ کے لئے ہم آئے ہیں اس کو حل کرو۔انہوں نے کہا کیوں آئے ہو؟ تو نے اپنے گناہوں کا بوجھ بھی اٹھایا ہوا ہے اور تیرے ساتھیوں نے بھی اپنے بوجھ تم پر لا دیے ہیں یہاں تک کہ قیامت کے دن جب پردہ ان کی اور تیری آنکھوں سے ہٹ جائے گا۔اس وقت تو اگر ان سے یہ کہے گا کہ وہ تیرے معمولی سے گناہ کو اٹھائیں تو یہ ایسا نہیں کریں گے۔اور سن لے کہ جتنی یہ تم سے محبت دکھا رہے ہیں اس دن اتنا ہی تجھ سے بھاگیں گے۔پھر انہوں نے کہا کہ عمر بن عبدالعزیز جب خلیفہ بنائے گئے تو سالم بن عبداللہ بن عمر اور محمد بن کعب قرظی اور رجاء بن حیوۃ کو بلایا اور انہیں کہا میں اس آزمائش میں آزمایا گیا ہوں تو میرے مشیر بن جاؤ۔تو عمر بن عبدالعزیز نے خلافت کو ایک آزمائش سمجھا اور تو اور تیرے ساتھی اس کو نعمت سمجھتے ہیں تو اس کو سالم بن عبداللہ نے کہا کہ تم کل اللہ کے عذاب سے نجات چاہتے ہو تو دنیا سے روزہ (لا تعلق) ہو جاؤ اور موت سے روزے کو افطار کرنا اور محمد بن کعب نے اس سے کہا۔اگر تم اللہ کے عذاب سے نجات چاہتے ہو تو تم بڑے مسلمانوں کو اپنا باپ سمجھو اور درمیانوں کو بھائی اور چھوٹوں کو بیٹا سمجھو تو اپنے باپ سے نیکی کرو اور بھائی پر رحم کرو اور بیٹے پر شفقت کرو۔تو رجاء بن حیوۃ نے کہا کہ تم کل اگر اللہ کے عذاب سے نجات چاہتے ہو تو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو وہی مسلمانوں کے لئے پسند کرو۔اور جو اپنے لئے ناپسند کرتے ہو وہی سب کے لئے ناپسند سمجھو۔پھر جب چاہو دنیا سے کوچ کرو۔اور میں بھی

Marfat.com

تجھے یہی کہتا ہوں۔ قیامت کے دن جب قدم پھسل جائیں گے میں آپ پر زیادہ خوف کھا رہا ہوں۔ کیا آپ کے ساتھ کوئی ایسا آدمی ہے جو آپ کو اس طرح کا حکم دے تو ہارون رشید سخت رو پڑا یہاں تک کہ اس پر غشی طاری ہوگئی۔

تو میں نے کہا امیر المومنین سے نرمی کرو۔ تو اس نے کہا اے ربیع تو نے اور تیرے ساتھیوں نے اسے قتل کر دیا ہے۔ اور میں اس کے ساتھ کیا نرمی کر سکتا ہوں۔ پھر رشید ہوش میں آیا۔ اور کہنے لگا مجھے کوئی اور بھی نصیحت کرو۔ تو انہوں نے کہا مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ ایک گورنر نے عمر بن عبدالعزیز سے اپنی بیداری کی شکایت کی۔ تو انہوں نے اس کو لکھا کہ اے بھائی آگ میں آگ والوں کی بیداری کو یاد کرو اور اس میں ہمیشہ رہنے کو یاد کرو تو یہ چیز تم کو اللہ کی طرف بھگا کر لے جائے گی۔ چاہے تو سو رہا ہو یا جاگ رہا ہو۔ اور اس راستہ سے پھسلنے سے تو اپنے آپ کو بچا۔ اور تیرا آخری وقت تک یہی رویہ رہنا چاہیے۔ والسلام۔ پھر جب اس نے یہ خط پڑھا تو شہروں کی تمام مسافتوں کو طے کر کے عمر بن عبدالعزیز کے پاس آ گیا۔ عمر بن عبدالعزیز نے اس سے کہا کہ تمہیں کون سی چیز لے کر آئی ہے۔ اس نے کہا تم نے میرے دل کو اپنے خط کے ذریعے توڑ دیا ہے۔ تو میں تیرے لئے کبھی بھی حکومت نہیں کروں گا۔ یہاں تک کہ اللہ سے جا ملوں تو رشید زیادہ رونے لگا۔ پھر رشید کہنے لگے اللہ تم پر رحم کرے۔ مجھے کچھ مزید نصیحتیں کریں۔ فضیلؒ نے کہا اے امیر المومنین آپ کے دادا عباسؓ جو نبی ﷺ کے چچا تھے وہ آپؐ کے پاس آئے تو کہنے لگے یا رسول اللہ مجھے بھی کسی جگہ کی گورنری دے دیں تو نبیؐ نے فرمایا اے عباس اے نبیؐ کے چچا ایک جان جس کو آپ زندگی عطا کر سکیں اس حکومت سے بہتر ہے جسے آپ شمار بھی نہ کر سکیں۔ حکومت ایک افسوس ہے اور قیامت کے دن پشیمانی ہوگی۔ اگر آپ بغیر امارت کے رہ سکتے ہیں تو یہ بہتر ہے۔ تو ہارون پھر زور سے رونے لگا اور کہا مجھے کچھ مزید نصیحت کیجئے اللہ آپ پر رحم کرے تو فضیلؒ کہنے لگے اے خوبصورت چہرے والے اللہ قیامت کے دن تجھ سے اس پیدائش کے متعلق ضرور پوچھیں گے۔ تو اگر آپ اپنے اس چہرے کو آگ سے بچا سکیں تو بچالیں۔ اور اپنے آپ کو صبح شام رعیت کے بارے میں دل کے کھوٹ سے صاف رکھیں۔ کیونکہ نبیؐ نے فرمایا ''جس نے اس حال میں صبح کی کہ وہ اپنی رعیت کو دھوکہ دینے والا ہو تو وہ جنت کی خوشبو نہ پائے گا'' تو رشید پھر زور زور سے رونے لگا پھر کہا (اے فضیل) آپ کے ذمہ کسی کا قرض ہے؟ انہوں نے کہا میرے رب کا مجھ پر قرض ہے جس کا وہ مجھ سے حساب لے گا۔ اگر اس نے مجھ سے پوچھ لیا تو میرا کیا ہوگا اور اگر وہ میرے لئے میری دلیل مجھے الہام نہ کرے پھر بھی مجھ پر افسوس ہو۔

ہارون نے کہا میری مراد لوگوں کا قرضہ ہے۔ تو فضیل بن عیاض نے کہا مجھے تو میرے رب نے اس بات کا حکم نہیں دیا۔ مجھے اس نے یہ حکم دیا ہے کہ میں اس کے وعدے کو پورا کروں اور اس کے حکم کی اطاعت کروں جیسا کہ اللہ نے فرمایا ہے:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۝ مَا اُرِيْدُ مِنْهُمْ مِنْ رِّزْقٍ وَّمَا اُرِيْدُ اَنْ يُّطْعِمُوْنِ ۝ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ ۝﴾ (الذریات: ۵۶ - ۵۸)

یعنی ''میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے میں ان سے رزق نہیں چاہتا اور نہ ہی ان سے یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھ کو کھلائیں اللہ تعالیٰ ہی رزاق اور مضبوط طاقت والا ہے۔''

تو رشید نے ان سے کہا یہ ہزار دینار لے لو اور ان کو اپنے اہل وعیال پر خرچ کرو۔ اور اپنے رب کی عبادت پر قوی بن جاؤ۔

Marfat.com

فضیل نے کہا سبحان اللہ میں تم کو اس سے نجات کا راستہ بتا رہا ہوں اور تم مجھ کو اس جیسی چیز دے رہے ہو۔ اللہ تجھے سلامت رکھے۔ پھر وہ خاموش ہو گئے اور کوئی کلام نہ کی۔ پھر ہم اس کے پاس سے باہر آ گئے پھر رشید نے مجھ سے کہا کہ جب تم مجھے کسی آدمی کے متعلق بتاؤ تو وہ اس جیسا ہونا چاہیے۔ یہ آج کے دن مومنوں کا سردار ہے۔

کہا جاتا ہے کہ اس کی بیویوں میں سے ایک اس کے پاس آئی اور کہنے لگی آپ کو پتہ ہے کہ ہم کسی تنگ حال میں ہیں۔ اگر آپ یہ مال لے لیتے تو اس سے ہماری معیشت کشادہ ہو جاتی۔

تو انہوں نے کہا میری مثال اور تمہاری مثال اس قوم کی سی ہے کہ ان کا ایک اونٹ تھا جس کی کمائی کھاتے رہے جب وہ بوڑھا ہو گیا تو اس کو ذبح کر کے اس کا گوشت کھا گئے اے میرے اہل خانہ بھوک سے مر جاؤ اور فضیل کو ذبح نہ کرو جب رشید نے یہ سنا تو وہ مجھ سے کہنے لگا۔ آؤ ہم اب اس کے پاس دوبارہ جائیں شاید یہ اب مال لے لے۔

پھر جب ہم اس کے پاس گئے اور فضیل کو جب ہمارے آنے کا پتہ چلا تو وہ بالکونی سے نکل کر زمین کے اوپر مٹی پر بیٹھ گیا تو رشید آیا اور اس کے پہلو میں بیٹھ گیا اور اس سے کچھ بات کی مگر اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ ہم اسی حال میں تھے کہ اچانک اندر سے ایک کالی لونڈی نکلی اور کہنے لگی اے شخص تم جب سے اس کے پاس آئے ہو تم نے اس شیخ کو بہت تکلیف دی ہے۔ تم مہربانی کر کے واپس چلے جاؤ۔ ہم واپس چلے آئے۔

قاضی ابن خلکان نے فضیلؒ کی حالات زندگی میں بیان کیا ہے کہ جب یہ بات سفیان ثوری کو پتہ چلی تو وہ آ کر ان سے کہنے لگا اے ابوعلی آپ نے چاندی کی تھیلی واپس کر کے بڑی غلطی کی ہے۔ تو نے اس کو لے کر نیکی کے کاموں میں کیوں خرچ نہیں کیا۔ تو اس نے اس کی داڑھی پکڑ لی اور کہنے لگے اے ابومحمد تم اس شہر کے فقیہہ ہو اور تمہاری طرف نظریں اٹھتی ہیں اس کے باوجود تم ایسی غلطی کر رہے ہیں۔ اگر یہ ان کے لئے درست ہوتے تو میرے لئے بھی درست ہوتے۔

امام دمیری کہتے ہیں۔ شائد یہاں پر سفیان بن عیینہؒ کا ذکر صحیح نہیں بلکہ یہاں سفیان سے مراد سفیان ثوری ہیں۔ واللہ اعلم

رشید نے فضیل بن عیاضؒ کو کہا کہ آپ کو اتنا زاہد کس چیز نے بنا دیا۔ تو انہوں نے کہا آپ تو مجھ سے بھی زیادہ زاہد ہیں۔ میں صرف دنیا سے زاہد ہوں اور آپ آخرت سے زاہد ہیں اور دنیا فانی اور آخرت باقی ہے۔

کہا جاتا ہے کہ فضیل کی ایک چھوٹی سی لڑکی تھی جس کی ہتھیلی درد کرنے لگی تو ایک دن اس نے لڑکی سے پوچھا بیٹی تیری ہتھیلی کا کیا حال ہے تو اس نے کہا ابو جان بہتر ہے۔ اللہ کی قسم اللہ نے میرے صرف ایک چھوٹے سے حصے کو بیماری میں مبتلا کیا ہے لیکن میرے زیادہ حصے کو عافیت دے رکھی ہے۔ میری ہتھیلی کو اللہ نے دکھ میں مبتلا کیا اور باقی سارے جسم کو عافیت میں رکھا۔ تو اس پر اللہ کی بہت تعریف ہے۔

تو وہ کہنے لگے اے بیٹی مجھے اپنی ہتھیلی دکھاؤ۔ اس نے وہ ہتھیلی جب دکھائی تو انہوں نے اس کو چوم لیا تو وہ کہنے لگی۔ اے ابا جان میں آپ کو اللہ کی قسم دیتی ہوں کیا آپ مجھ سے پیار کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا ہاں! تو اس نے کہا یہ اللہ کی طرف سے آپ کے لئے اچھا نہیں ہے اللہ کی قسم میں تو سمجھتی تھی کہ آپ اللہ کے ساتھ کسی اور کو دوست نہیں رکھتے۔ تو فضیل چیخ پڑے۔ اور کہا اے اللہ یہ چھوٹی سی بچی تیرے غیر سے محبت کرنے میں مجھ پہ عتاب کر رہی ہے۔ اے اللہ تیری عزت اور جلال کی قسم میں تیرے ساتھ

Marfat.com

کسی اور سے محبت نہیں کرتا۔

ایک آدمی نے فضیل بن عیاض سے اپنی بدحالی کی شکایت کی تو انہوں نے کہا اے بھائی کہا اللہ کے سوا کوئی مدبر ہے تو اس نے کہا نہیں۔ تو آپ نے فرمایا تو اس کے مدبر ہونے پر راضی رہو۔ اور کہا کہ میں جب اللہ کی نافرمانی کرتا ہوں تو اس کو اپنے گدھے اور خادم کے رویے میں دیکھ لیتا ہوں اور کہا کہ جب اللہ کسی بندے سے دوستی کرتا ہے تو اس کا غم بڑھا دیتا ہے۔ اور جب اس کو ناپسند کرتا ہے تو اس پر اس کی دنیا کو کشادہ کر دیتا ہے۔

امام نووی نے "الاذکار" میں کہا ہے کہ سیدنا فضیل بن عیاض نے کہا لوگوں کے لئے کسی نیک عمل کو چھوڑنا ریاء ہے اور لوگوں کے لئے نیک عمل کرنا شرک ہے۔ اور اخلاص یہ ہے کہ اللہ تجھے ان دونوں چیزوں سے عافیت میں رکھے۔

فضیل بن عیاضؒ سے محبت کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ محبت یہ ہے کہ تم اللہ کو اس کے سوائے ہر چیز پر ترجیح دو۔ نیز فرمایا اگر میری کوئی دعا مستجاب ہونا یقینی ہو تو میں اس دعا کو امام وقت کے لئے وقف کر دوں۔ کیونکہ جب حاکم درست ہو جائے تو تمام لوگ اور شہر پر امن ہو جاتے ہیں۔ نیز فرمایا۔ آدمی اپنے ہم نشینوں سے نرمی کا سلوک کرے اور ان سے اخلاق کے ساتھ پیش آئے تو اس کے دن کا روزہ رکھنے اور رات کے قیام سے یہ بات بہتر ہے۔

نیز فرماتے ہیں کہ بہت دفعہ آدمی لا الہ الا اللہ اور سبحان اللہ بھی زبان سے کہتا ہے لیکن مجھے اس کے جہنم جانے کا خوف ہے۔ کسی نے پوچھا وہ کیسے؟ تو فرمایا اس لئے کہ اس کے سامنے جب کسی کی غیبت کی جاتی ہے تو اس کو اچھی لگتی ہے۔ پھر وہ سبحان اللہ اور لا الہ الا اللہ پڑھتا رہتا ہے۔ حالانکہ یہ ان دونوں کی جگہ نہیں ہے۔ اس کی جگہ اس کو اس آدمی کے لئے دل میں خیر خواہی رکھنی چاہیے اور اس کو اس غیبت سے روکنے کے لئے کہے کہ اللہ سے ڈر جا۔

فضیل کو یہ پتہ چلا کہ ان کا بیٹا علی یہ کہتا ہے کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ میرا مکان ایسی جگہ ہو جہاں سے میں لوگوں کو دیکھ سکوں اور لوگ مجھے نہ دیکھ سکیں۔ تو اس نے کہا اے علی تم پر افسوس ہو کاش کہ تم یہ بات پوری کرتے اور یوں کہتے۔ کہ میں ایسی جگہ ہوتا کہ جہاں سے نہ میں لوگوں کو دیکھ سکتا اور نہ وہ مجھے دیکھ سکتے۔ فضیل بن عیاضؒ مکہ کے قرب و جوار میں رہتے تھے۔ آپ ۱۸۷ھ محرم میں فوت ہوئے۔

امام اوزاعیؒ کیا تھے؟ تاریخ ابن خلکان میں ہے کہ سفیان ثوری کو جب اوزاعی کا آنا معلوم ہوا تو وہ اس کو ملنے کے لئے نکلے اور انہیں ذی طوی میں جا ملے۔ تو سفیان نے ان کے اونٹ کی مہار گاڑی سے کھول کر اپنے کندے پر کر لی۔ تو جب کسی مجمع سے گزرتے تو کہتے شیخ کے لئے راستہ چھوڑو۔ اوزاعی کا نام عبدالرحمٰن بن عمرو بن محمد ابو عمرو تھا اوزاعی اہل شام کے امام تھے۔

کہا جاتا ہے کہ اس نے لوگوں کو ستر ہزار مسائل کے جوابات دیئے۔ وہ بیروت میں رہتے تھے اور یحمد باء کے ضمہ اور حاء مہملہ کے سکون سے ہے۔ تہذیب الاسماء واللغات میں امام نووی نے کہا ہے کہ یہ یا کے ضمہ اور میم کے کسرہ سے ہے یعنی یحمد اور اوزاعی تبع تابعین میں سے تھے۔

اوزاعی کہتے ہیں میں نے اللہ کو خواب میں دیکھا تو اللہ نے مجھ سے کہا اے عبداللہ تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا ہے۔ تو میں نے کہا اے میرے رب میں یہ کام تیرے فضل سے کرتا ہوں۔ پھر میں نے کہا اے اللہ مجھے اسلام پر موت عطا کر تو اللہ نے

Marfat.com

فرمایا اور سنت پر بھی مرنے کی دعا کر۔ یہ ۱۵۷ھ ربیع الاول میں فوت ہوئے۔ ان کی وفات کا سبب یہ ہے کہ وہ بیروت کے ایک حمام میں داخل ہوئے اور صاحب حمام کو کوئی کام پیش آ گیا تو وہ دروازہ بند کر کے چلا گیا۔ پھر آیا تو ان کو مردہ پایا۔ جبکہ انہوں نے اپنے ہاتھ اپنے رخسار کے نیچے رکھے ہوئے تھے اور قبلہ رخ تھے۔

بعض کہتے ہیں کہ یہ کام آپ کی عورت سے ہوا اور اس نے یہ کام جان بوجھ کر نہیں کیا اور اوزاع دمشق کی ایک بستی ہے۔ ابو عمرو اس بستی کے رہنے والے نہیں تھے بلکہ وہاں عارضی طور پر اترے اور اسی کی طرف منسوب ہو گئے۔ یہ یمنی قیدی تھے۔ امام نووی فرماتے ہیں کہ وہ بعلبک میں ۸۸ھ میں پیدا ہوئے۔ اور بستی حنتوس میں مسجد کے قبلہ کے پاس دفن ہیں۔ یہ بستی بیروت کے دو دروازے پر ہے۔ بستی والے ان کو نہیں جانتے تھے بلکہ کہتے تھے کہ یہ ایک نیک آدمی کی قبر ہے جس پر نور اترتا ہے اور اس کو صرف خاص خاص لوگ ہی جانتے تھے۔

شرعی حکم: اس کا شرعی حکم لفظ ابل میں گزر چکا ہے۔ اس پر سوار ہوتے وقت اللہ کا نام لینا مستحب ہے۔ کیونکہ احمد اور طبرانی نے ابولاس الخزاعی سے بیان کیا ہے کہ ہمیں نبیؐ نے حج کے لئے صدقے کے کمزور اونٹوں پر سوار کیا۔ تو ہم نے کہا اے اللہ کے رسول ہمارے خیال میں یہ اونٹ ہمیں نہیں اٹھا سکیں گے۔ تو آپ نے فرمایا ہر اونٹ کی کوہان کی چوٹی میں شیطان ہوتا ہے تو جب تم اس پر سوار ہو تو اس پر اللہ کا نام اس طرح لو جس طرح اس نے تم کو حکم دیا ہے۔ پھر اس سے اپنی ذات کے لئے کام لو۔ کیونکہ سوار کرنا اللہ کا کام ہے۔

امام بخاری نے کتاب ابواب الزکاۃ میں اس حدیث کا کچھ حصہ بیان کیا ہے مگر یہ ساری حدیث بیان نہیں کی۔

ضرب الامثال: عربوں کا محاورہ ہے کہ اخف حلما من بعیر وہ اونٹ سے بھی کم بردبار ہے۔ نیز کہتے ہیں کہ ھما کر کبتی بعیر وہ دونوں اونٹ کے گھٹنوں کی طرح ہے۔ اس سے مراد برابر ہے۔ جیسے کہتے ہیں ھما کفرسی رھان وہ دونوں دوڑ کے گھوڑوں کی طرح ہے۔ یعنی جس طرح دو گھوڑے دوڑ میں برابر ہوتے ہیں وہ بھی اس طرح برابر کے آدمی ہیں۔

اور یہ مثال ہرم بن قطبہ فزاری نے بیان کی ہے اور اس میں میدانی وغیرہ نے لمبی گفتگو کی ہے۔ اور ایک مثال یہ بھی ہے کہ کالحادی ولیس لہ بعیر یعنی یہ اس اونٹ بان کی طرح ہے جس کے پاس کوئی اونٹ نہیں ہے۔ یہ مثال اس شخص کے لئے بیان کی جاتی ہے جس کو اللہ کی طرف سے کچھ نہ ملا ہو مگر پھر وہ اپنے آپ کو سیر ظاہر کرے۔ اور اس سے بھی زیادہ بہتر اور مختصر بات نبیؐ کی ہے کہ المتشبع بما لا یعط کلا بس ثوبی زور جس کے پاس کچھ نہ پھر بھی اپنے آپ کو سیر ظاہر کرے تو یہ ایسے ہے جیسے کوئی جھوٹ کے دو کپڑے پہننے والا ہے۔

بوڑھوں میں سے کسی ایک بوڑھے کے یہ شعر ہیں۔

اصبحت لا احمل السلاح ولا املک راس البعیر اذا نفرا

''میں ایسے ہو گیا کہ نہ ہتھیار میرے پاس ہیں اور نہ اونٹ جب میں نے کوچ کیا''۔

والذئب اخشاہ ان مررت بہ وحدی واخشی الریاح والمطرا

اور میں جب بھیڑیے کے پاس سے اکیلا گزرتا ہوں تو اس سے ڈرتا ہوں۔ اور میں ہواؤں سے اور بارش سے بھی ڈرتا

Marfat.com

ہوں۔''

مــن بـعـده مــا قــوة اصـيـب بــهــا اصبحـت شيخــا اعــالـج الـكبـرا

''اوراس سے پہلے میرے اندر قوت تھی مگر اب میں بوڑھا ہو گیا ہوں اور بڑھاپے کے دن کاٹ رہا ہوں۔''

کچھ عقلمند لوگوں کے قصے: امام ابوالفرج ابن الجوزی ''الاذکیاء'' وغیرہ میں فرماتے ہیں کہ حسن بن ہانی جو ابونواس کی کنیت سے مشہور ہے فرماتے ہیں۔ مجھے ایک عورت اونٹ کے ہودج میں ملی وہ مجھے نہیں پہچانتی تھی۔ اس نے اپنا چہرہ دیکھایا۔ تو وہ انتہائی حسین وجمیل تھی۔ تو اس نے کہا تیرا کیا نام ہے میں نے کہا تیرا چہرہ۔ تو کہنے لگی آپ کا نام حسن لگتا ہے۔ اور یہ بات اس ذکاوت کے بالکل مشابہ ہے کہ مامون' عبداللہ بن طاہر سے ناراض ہو گیا۔ تو اس کو مار ڈالنے کے بارے میں اپنے ساتھیوں سے مشورہ کرنے لگا۔ اور وہاں مجلس میں ابن طاہر کا ایک دوست بھی موجود تھا تو اس نے اسے خط لکھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یا موسیٰ اور اس کو بند کر کے بھیج دیا۔ جب ابن طاہر نے اس کو کھولا اور یہ لکھا ہوا پایا تو تعجب کرنے لگا۔ اور دیر تک اسے دیکھتا رہا۔ مگر اس کا معنی نہ سمجھ سکا۔ اس کی ایک لونڈی اس کے سر کے پاس کھڑی تھی۔ کہنے لگی جناب میں اس کا معنی جانتی ہوں۔ ابن طاہر نے کہا کیا ہے؟ اس نے کہا کہ اس سے مراد اللہ کا یہ فرمان ہے **یا موسیٰ ان الملاء یاتمرون بلك ليقتلوك** یعنی اے موسیٰ بے شک لوگ تجھے مارنے کا مشورہ کر رہے ہیں۔ پہلے اس نے مامون کے پاس جانے کا عزم کر رکھا تھا۔ لیکن پھر اس نے اپنا ارادہ بدل دیا۔ تو یہ بات اس کی سلامتی کا سبب بن گئی۔ اور اس سے بھی بہترین وہ واقع ہے۔ جو ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ کوئی بادشاہ اپنے کسی عامل پر ناراض ہو گیا۔ تو اپنے وزیر سے کہا کہ اسے ایک خط لکھ کر بلاؤ۔ وزیر عامل پر مہربان تھا۔

تو اس کو یہ خط لکھا مگر آخر میں انشاء اللہ تعالیٰ اور نون کے اوپر شد ڈال دی تو وہ عامل متعجب ہوا اور سوچا کہ یہ حرکت وزیر سے کیسے ہو گئی۔ کیونکہ اعراب لگانا منشیوں کی عادت نہیں تھی۔ تو اس نے اس بارے میں غور وفکر کیا تو اس کو یہ پتہ چلا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ **اِنَّ الْمَلَاَ يَاْتَمِرُوْنَ بِكَ لِيَقْتُلُوْكَ** تو اس نے اسی خط میں شد ہٹا کر الف لگا کر اس خط پر مہر لگا دی اور وزیر کو واپس کر دیا۔ جب وزیر اس پر آگاہ ہوا تو بڑا خوش ہوا۔ اور سمجھ گیا کہ اس کا مطلب یہ آیت ہے۔ ﴿اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا اَبَدًا مَّادَامُوا فِيْهَا﴾ کہ ہم اس بستی میں کبھی داخل نہیں ہوں گے جب تک یہ لوگ اس میں رہیں گے۔ واللہ اعلم

بغاث

بغاث باء کی فتح' ضمہ' کسرہ اور غین معجمہ کے ساتھ تلفظ کیا جاتا ہے۔ یہ خاکی رنگ کا پرندہ ہے جو گدھ سے ذرا چھوٹا ہوتا ہے۔ سست پرواز ہے۔ یہ شرارتی پرندوں میں سے ہے اور یہ ان پرندوں میں سے ہے جو شکاری نہیں ہیں۔ جس نے بغاثۃ کو واحد قرار دیا۔ وہ اس کی جمع بغاث بناتا ہے جیسے غزال سے غزلان اور جس نے مذکر مونث واحد کے لئے بغاثۃ کا لفظ بولا ہے تو اس کے نزدیک اس کی جمع بغاث آتی ہے جیسے **نعامة** سے **نعام** اور یہ شرارتی پرندہ ہے جو شکار نہیں کرتا۔ شیخ ابواسحٰق نے **المهذب باب الحجر** میں کہا ہے کہ مجور علیہ کے مال کو لے کر اس کا ولی سفر نہ کرے۔ کیونکہ مسافر اور اس کا مال قریب الہلاک ہیں۔ اور اسی سے عباس بن مرداس سلمی کا قول ہے۔

Marfat.com

بغاث الطیر اکثرھا فراخا وام الصقر مقلات نزور

''پرندوں میں سے بغاث بہت بچے دینے والا ہے۔اور شکرہ کی ماں بہت کم بچے دینے والی ہوتی ہے۔''

اس میں مقلات کا لفظ میم کے کسرہ سے ہے اور یہ ایسی عورت کو کہتے ہیں کہ جس کے بچے زندہ نہ رہتے ہوں اور اونٹنیوں میں سے ایسی اونٹنی جو ایک بچہ جننے کے بعد لا ولد ہو جائے۔ بعض کے بقول مقلات ان پرندوں کو کہتے ہیں جو تباہ ہونے والی جگہوں پر گھونسلے بنائیں۔اور نزور کا معنی قلیلة الاولاد ہے۔اور نزر قلیل کو کہتے ہیں۔

شرعی حکم: اس کی گندگی کی وجہ سے اس کا کھانا حرام ہے۔

ضرب الامثال: عرب کہتے ہیں البغاث بارضنا یستنسر بغاث ہماری سرزمین میں آ کر گدھ بن جاتا ہے یعنی جو ہمارے پڑوس میں آئے وہ ہماری وجہ سے معزز ہو جاتا ہے۔ بعض نے اس کا معنی یوں کیا ہے کہ کمزور آدمی ہمیں کمزور سمجھتا ہے اور ہم پر اپنی طاقت ظاہر کرتا ہے۔

البغل

یہ نکرہ سے معرفہ بنایا گیا ہے۔اس کی کنیت ابوالشحج' ابوحرون ابوصقر' ابوقضاعہ' ابوقموص' ابوکعب' ابومختار' ابوملعون اور اس کو ابن ناہق بھی کہتے ہیں اور یہ گھوڑے اور گدھے سے مرکب ہے۔اسی لئے اس میں گدھے کی سی مضبوطی ہے اور گھوڑے کے اعضاء جیسے بڑے اعضاء ہوتے ہیں اسی طرح اس کی آواز گھوڑے کے ہنہنانے اور گدھے کے رینگنے کی طرح ہوتی ہے اور یہ بانجھ ہوتا ہے لیکن ''تاریخ ابن بطریق'' میں ۴۴۴ھ کے واقعات میں منقول ہے کہ نابلس کی ایک خچر نے سیاہ نسل کے گھوڑے سے ایک سفید خچر کو جنم دیا اور کہا کہ یہ سنے جانے والے واقعات میں سے عجیب تر ہے۔اور بدترین طبیعت والے وہ جانور ہوتے ہیں جنہیں متضاد رگیں اور مختلف اخلاق اور بعید عناصر ایک دوسرے کی طرف کھینچیں۔

اور جب مذکر گدھا ہو تو بچے کی مشابہت گھوڑے سے زیادہ ہوتی ہے اور اگر مذکر گھوڑا ہو تو بچے کی گدھے سے مشابہت زیادہ ہوتی ہے۔اور عجیب بات یہ ہے کہ مادہ جو عضو بھی مذکر سے حاصل کرتی ہے وہ گدھے اور گھوڑے کے درمیان ہوتا ہے۔اور اسی طرح اس کے اخلاق بھی ہوتے ہیں کہ نہ تو گھوڑے جیسی سمجھداری اس میں ہوتی ہے اور نہ گدھے جیسے حماقت ہوتی ہے۔

کہا جاتا ہے یہ نسل جس نے سب سے پہلے حاصل کی وہ قارون تھا۔اور خچر میں گدھے جیسا صبر اور گھوڑے جیسے طاقت ہوتی ہے اپنی اس ترکیب کی وجہ سے یہ ردی اور رنگا رنگ اخلاق سے موصوف ہوتا ہے۔اور اس کے بارے میں یہ شعر پڑھا جاتا ہے۔

خلق جدید کل یوم مثل اخلاق البغال

''خچر کے اخلاق کی طرح وہ بھی ہر روز اپنے اخلاق بدلتا ہے۔''

لیکن اس کی یہ صفت ہے کہ جس راستہ پر یہ ایک دفعہ چل لیتا ہے۔ پھر وہ اس راستے کو نہیں بھولتا۔اس کے باوجود یہ سفروں میں بادشاہوں کی سواری رہی ہے اور اپنی ضرورتوں کی تکمیل کے لئے فقیروں کی سواری بھی رہی ہے۔اس کے ساتھ ساتھ وہ بہت بوجھ اٹھاتا ہے اور لمبے سفروں میں صبر کرتا ہے۔اور اسی بارے میں یہ شعر ہے۔

Marfat.com

مــرکــب قــاض وامــام عــدل وعــالــم وسیــد وکھــل
یــصــلــح لــلــرحــل وغیــر الــرحــل

''یہ قاضی امام عادل عالم اور سید اور بوڑھے کے لئے سفر میں یا غیر سفر میں بہترین سواری ہے۔''

ابوالعباس مبرد کی ''کامل'' میں ہے کہ عباس بن الفرج نے عمرو بن العاصؓ کو ایک خچر پر دیکھا جس کے چہرے کے بال بڑھاپے کی وجہ سے چھڑ چکے تھے۔تو کہا کہ تم اس پر سوار ہو رہے ہو حالانکہ تم مصر میں معزز عہدے پر قائم ہو۔تو عمرو بن العاص نے کہا میرے نزدیک میری سواری کے لئے کوئی ملال نہیں ہے کہ جس نے میری ٹانگوں کا بوجھ اٹھایا اور نہ میری بیوی کے لئے کوئی ملال ہے کہ جس نے میرے ساتھ اچھی زندگی گزاری اور نہ میرے دوست کے لئے ملال ہے کہ جس نے میرے راز کی حفاظت کی بلکہ ملال تو جھوٹے اخلاق کی وجہ سے ہوتا ہے۔

اخلاق زین العابدین: نیز ''کامل'' میں یہ واقعہ بھی ہے کہ شام کے آدمی نے کہا میں مدینے میں گیا تو میں نے ایک آدمی کو خچر پر سوار دیکھا جس سے بہتر چہرے والا' اخلاق والا' لباس والا اور سواری والا آدمی میں نے کوئی نہیں دیکھا۔تو میں نے اس کے بارے میں پوچھا۔تو مجھ سے کہا گیا یہ علی بن حسین بن علی بن ابی طالب ہیں تو میں ان کے پاس گیا حالانکہ میرا دل ان کے بغض سے بھرا ہوا تھا۔

تو میں نے کہا کیا آپ ابو طالب کے بیٹے ہیں۔تو انہوں نے کہا نہیں بلکہ میں ان کا پوتا ہوں۔تو میں نے کہا میں تیری اور تیرے باپ کی وجہ سے علیؓ کو گالیاں دیتا تھا۔جب میری بات پوری ہوئی تو اس نے کہا میں آپ کو مسافر خیال کرتا ہوں تو میں نے کہا ہاں جی۔تو انہوں نے کہا آؤ ہمارے گھر چلیں اگر آپ کو کسی رہائش کی ضرورت ہوئی تو ہم آپ کو مہیا کریں گے اور اگر مال کی ضرورت ہوئی تو وہ بھی دیں گے اور ہم آپ کی خیر خواہی کریں گے۔اور اگر آپ کو کوئی حاجت ہوئی تو اس کے پورا کرنے میں تعاون کریں گے۔تو میں جب وہاں سے واپس آیا تو اس سے زیادہ محبوب چہرہ زمین پر میرے نزدیک کوئی نہ تھا اس کا لقب زین العابدین تھا۔اور ان کی ماں سلامۃ تھی۔اس کا ایک بڑا بھائی بھی تھا جس کا نام بھی علی تھا وہ اپنے باپ کے ساتھ کربلا میں قتل ہو گیا۔انہوں نے باپ پھر اپنے تایا حسن اور جابر اور ابن عباسؓ اور مسور بن مخرمہ' ابو ہریرہ' صفیہ' عائشہ' ام سلمہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔

ابن خلکان نے کہا کہ ان کی والدہ سلامہ بن یزدگرد جو فارس کے آخر بادشاہوں میں سے تھا اس کی بیٹی تھی۔

زمخشری ''ربیع الابرار'' میں کہتے ہیں کہ یزدگرد کی تین بیٹیاں تھیں۔جو سیدنا عمرؓ کے دور میں قید ہو کر آئیں۔تو ان میں سے ایک عبداللہ بن عمر کے لئے لی گئی۔تو اس سے سالمؒ پیدا ہوئے اور دوسری محمد بن ابی بکر کو دی گئی اس سے قاسم پیدا ہوئے اور تیسری حسین بن علی رضی اللہ عنہ کو دی گئی تو اس سے علی زین العابدین پیدا ہوئے۔تو یہ سارے خالہ زاد بھائی ہیں زین العابدین کربلا میں اپنے والد کے ساتھ موجود تھے۔تو یہ کم عمری کی وجہ سے زندہ چھوڑ دیئے گئے۔کیونکہ انہوں نے ہر اس آدمی کو قتل کر دیا تھا جس کے زیر ناف بال آگ آئے ہوں جس طرح کافروں کے ساتھ کیا جاتا ہے۔

عبیداللہ بن زیاد نے ان کو بھی قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا مگر اللہ نے اس کو اس کے قتل سے ہٹا دیا۔اسی طرح بعض فاجروں نے

Marfat.com

یزید بن معاویہ کو بھی اس کے قتل کا مشورہ دیا تو اللہ نے ان کو اس سے محفوظ رکھا۔ پھر یزید بن معاویہ ان کی عزت اور تکریم کرنے لگا اور ان کو اپنے پاس بٹھانے لگا۔ بلکہ وہ ان بغیر کھانا بھی نہ کھاتا تھا پھر ان کو مدینے کی طرف بھیج دیا تو وہ وہاں تعظیم اور احترام سے رہے۔

ابن عساکر کہتے ہیں کہ دمشق میں ایک مشہور مسجد ہے اور اسی کو مشہد علی کہتے ہیں جو دمشق کی جامع میں ہے امام زہری کہتے ہیں میں نے ان سے زیادہ فضیلت والا کوئی قریشی نہیں دیکھا۔

محمد بن سعد کہتے ہیں زین العابدین ثقہ مامون اور کثیر الحدیث عالم تھے۔ اہل بیت میں ان جیسا کوئی نہیں ہوا۔ اصمعی کہتے ہیں کہ امام حسین کی اولاد میں سے ان کے علاوہ کوئی نہیں بچا۔ اور زین العابدین کی بھی صرف اپنے تایا حسن کی بیٹی سے اولاد ہوئی۔ تو تمام حسینی اسی نسل سے ہیں۔

جب یہ وضو کرتے تو ان کا رنگ زرد ہو جاتا۔ اور جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو اللہ کے ڈر سے کانپنے لگتے۔ اس بارے میں جب ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کیا تم کو معلوم ہے کہ میں کس کے سامنے کھڑا ہو کر سرگوشی کرتا ہوں؟

بیان کیا جاتا ہے کہ جس مکان میں وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے وہ مکان جل گیا۔ جب وہ نماز پڑھ چکے تو ان سے پوچھا گیا کہ جب آگ لگ چکی تھی تو آپ نماز سے کیوں نہیں ہٹے تو انہوں نے کہا میں اس آگ کے بجائے ایک دوسری آگ میں مشغول تھا۔

کہا جاتا ہے کہ انہوں نے جب حج کیا تو جب لبیک کہنے کا ارادہ کیا تو کانپنے لگے اور زرد ہو گئے اور غشی کھا کر گر پڑے جب ہوش آیا تو پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ میں ڈر گیا تھا کہ اگر میں یہ کہوں **لبيك اللهم لبيك** تو کہیں اللہ مجھ کو یہ جواب نہ دے دیں کہ **لا لبيك ولا سعديك** تو لوگوں نے آپ کو حوصلہ دیا اور کہنے لگے تلبیہ ضروری ہے۔ مگر جب پھر دوسری دفعہ تلبیہ کہا تو پھر اپنی سواری سے گر پڑے۔

وہ روزانہ ایک ہزار نوافل ادا کرتے تھے۔ بڑے کثیر الصدقہ تھے۔ آپ اکثر رات کو صدقہ کرتے تھے۔ کہتے تھے کہ رات کو صدقہ کرنا اللہ کے غضب کو مٹا دیتا ہے۔ وہ بہت رویا کرتے تھے۔ انہیں جب اس بارے میں پوچھا گیا تو کہنے لگے۔ کہ یعقوبؑ یوسفؑ پر اتنا روئے تھے کہ ان کی آنکھیں سفید ہو گئیں تھی حالانکہ یوسفؑ کی موت ان کے نزدیک یقینی نہیں تھی۔

پھر میں کیوں نہ روؤں؟ حالانکہ میں نے دس سے زائد آدمیوں کو دیکھا ہے کہ میرے اہل میں سے وہ ذبح کئے جا رہے ہیں۔

وہ جب اپنے گھر سے نکلتے تو یہ پڑھتے **اللهم انى اتصدق اليوم او اهب عرضى اليوم لمن يغتابنى** اے اللہ جو میری غیبت کرلے میں اس کو آج اپنی عزت بخشتا ہوں۔

ایک آدمی کا لڑکا مر گیا جو اپنی جان پر زیادتی کرنے والا تھا۔ تو وہ آدمی جزع فزع کرنے لگا۔ تو علی بن حسین نے اس سے کہا تیرے لڑکے کے پیچھے تین باتیں ہیں ایک لا الہ الا اللہ کی گواہی، دوسری رسول اللہ ﷺ کی سفارش اور تیسری اللہ کی رحمت ہے۔

اہل تاریخ نے اس سال کے متعلق اختلاف کیا ہے جس میں زین العابدین فوت ہوئے۔ جمہور کہتے ہیں کہ ۹۴ ہجری کے شروع میں فوت ہوئے۔ ابن فلاس کہتے ہیں یہ اس سال فوت ہوئے جس سال سعید بن جبیر، سعید مسیب عروہ بن زبیر اور ابوبکر

Marfat.com

بن عبد الرحمٰن فوت ہوئے۔ بعض کہتے ہیں ۹۲ھ یا ۹۳ھ میں فوت ہوئے اور مدائنی نے نہایت غریب بات کہی ہے کہ وہ ۱۰۰ھ فوت ہوئے بعض کہتے ہیں۔ ۹۹ ہجری میں فوت ہوئے۔ ان کی عمر ۵۸ سال تھی۔ اپنے چچا حسنؓ کے مقبرہ میں دفن ہوئے۔

وفیات الاعیان میں جلال الدولہ ملک شاہ کے حالات زندگی میں یہ مذکور ہے کہ مقتدی بامر باللہ نے شیخ ابو اسحٰق شیرازی صاحب "التنبیہ" اور المھذب وغیرہما کو نیشا پور کی طرف ملک جلال الدولہ کی بیٹی کی منگنی کے لیے سفیر بنا کر بھیجا تھا۔ اس نے اپنا کام مکمل کیا پھر امام الحرمین سے ان کی بات چیت ہوئی۔ جب نیشا پور سے واپسی کا ارادہ کیا تو امام الحرمین خود ان کو الوداع کہنے نکلے۔ اور ان کے گھوڑے کی لگام کو پکڑے رکھا یہاں تک کہ وہ سوار ہو گئے۔ خراسان میں ان کے لیے مرتبہ عظیم ظاہر ہو گیا۔ یہاں تک کہ لوگ ان کی سواری کے پاؤں کی مٹی لے کر اس سے برکت حاصل کرتے۔ اللہ ان پر رحم کرے وہ بہت بڑے امام، عالم، عامل، پرہیز گار، زاہد اور عابد تھے۔ ۴۷۶ ہجری میں فوت ہوئے۔ اور امام الحرمین ۴۷۸ ہجری میں فوت ہوئے جس دن یہ فوت ہوئے اس دن تمام بازار بند رہے اور جامع مسجد میں ان کا ممبر توڑ دیا گیا۔ ان کے شاگردوں نے جو تقریباً چار سو کے قریب تھے اپنی قلمیں دواتیں توڑ دیں اور پورا ایک سال اسی حال میں رہے۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا حسن سلوک اور حالات: تاریخ بغداد اور وفیات الاعیان میں ہے کہ امام ابوحنیفہ کا ایک ہمسایہ موچی تھا وہ دن کو کام کرتا اور جب رات کو واپس گھر آتا شراب پیتا جب وہ نشہ میں دھت ہو جاتا تو یہ شعر گا کر پڑھتا:

اضاعونی وای فتی اضاعوا　لیوم کریھة وسداد ثغر

ترجمہ: "انہوں نے مجھے ضائع کر دیا اور انہوں نے کیسے عظیم نوجوان کو ضائع کیا ایسے دن کے لئے جو لڑائی والا ہے اور سرحدوں کی مضبوطی کے لئے ہے۔"

وہ مسلسل شراب پیتا رہتا اور بار بار یہ شعر پڑھتا رہتا یہاں تک کہ وہ سو جاتا ہے۔ امام ابوحنیفہ ہر رات اس کا شور سنتے (اور امام ابوحنیفہؒ ساری رات نماز پڑھا کرتے تھے) تو ایک دن امام صاحب کو اس کی آواز نہ آئی تو انہوں نے اس کے بارے میں پوچھا تو لوگوں نے کہا کہ اس کو چند دنوں سے کوتوال نے پکڑ لیا ہے۔ تو اگلے دن امام صاحب صبح کی نماز پڑھ کر خچر پر سوار ہوئے اور امیر کے گھر کی طرف گئے اجازت مانگی اور انہوں نے کہا کہ ان کو اجازت دے دو اور اترنے نہ دینا یہاں تک کہ وہ ہماری چٹائیوں کو روندتے ہوئے اندر آ جائیں۔ تو آپ کو ایسے ہی لایا گیا۔ تو امیر نے ان کے لیے اپنی مجلس میں جگہ کشادہ کی تو پوچھنے لگے آپ کو کیا کام ہے تو انہوں نے اپنے اس پڑوسی کے بارے میں سفارش کی تو انہوں نے اس کو بھی اور جو اس رات سے قید ہوئے تھے سب کو چھوڑ دیا۔ سارے قیدی نکل گئے۔ امام صاحب بھی نکلے اور وہ موچی بھی ان کے ساتھ چل رہا تھا تو امام صاحب نے اس سے کہا کیا ہم نے تجھے ضائع تو نہیں کیا تو اس نے کہا کہ نہیں آپ نے حفاظت کی ہے اور ہمارا خیال رکھا۔ اور آپ کو اللہ ہمسائیگی کے خیال رکھنے کا اچھا بدلہ دے پھر اس نے توبہ کر لی اور آئندہ یہ کام کرنے سے رک گیا۔

امام ابوحنیفہ کا نام نعمان بن ثابت بن زوطی بن ماہ ہے۔ یہ عالم باعمل تھے۔ امام شافعی نے امام مالک سے کہا کہ کیا آپ نے ابوحنیفہ کو دیکھا ہے؟ تو انہوں نے کہا میں نے ایک ایسا آدمی دیکھا ہے اگر وہ اس ستون کے بارے کہے کہ وہ اس کو سونا ثابت کر دے گا تو واقعی وہ ایسا کر سکتا ہے امام شافعیؒ فرماتے تھے کہ لوگ فقہ میں امام ابوحنیفہ کے اور شعروں میں زہیر بن ابی سلمٰی کے اور

Marfat.com

مغازی میں محمد بن اسحاق کے اور نحو میں کسائی کے اور تفسیر میں مقاتل بن سلیمان کے محتاج ہیں۔

امام ابوحنیفہ قیاس کے امام تھے اور چالیس سال تک عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھتے رہے۔ آپ اکثر راتوں کو ایک رکعت میں پورا قرآن پڑھتے تھے۔ آپ رات کو اتنا روتے کہ ان کے ہمسائے ان پر رحم کھاتے۔ آپ جس جگہ فوت ہوئے وہاں سات ہزار مرتبہ قرآن ختم کیا مسلسل تیس سال آپ نے روزہ رکھا۔ آپ میں عربی کم جاننے کے علاوہ کوئی عیب نہیں تھا۔

ابوعمرو بن علاء نے آپ سے کسی بھاری چیز سے قتل کرنے کے بارے میں پوچھا کہ اس میں قصاص ہے تو انہوں نے اپنے مذہب کے قاعدے کے مطابق کہا نہیں۔ تو اس نے کہا اگرچہ اس کو منجنیق کے پتھر سے قتل کرے تو انہوں نے کہا اگرچہ جبل ابوقبیس کو اس پر پھینکے۔ (یہ پہاڑ مکہ کے پاس ہے)۔

اور ابوحنیفہ کی طرف سے یہ عذر پیش کیا جاتا ہے کہ انہوں نے ابوقبیس کو الف کے ساتھ پڑھا کیونکہ کوفیوں کے نزدیک اسمائے ستہ مکبرہ کو تینوں حالتوں میں الف سے پڑھتے ہیں۔ جیسے یہ شعر ہے:

ان اباھا وابا اباھا قد بلغا فی المجد غایتاھا

تو ابوحنیفہ بھی کوفی ہے اس لیے انہوں نے ایسے پڑھا ہے:

ابوحنیفہؒ بغداد میں ۱۵۰ ہجری میں فوت ہوئے۔ اور کچھ لوگوں نے اس کے علاوہ بھی ان کی تاریخ وفات بیان کی ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ جیل میں فوت نہیں ہوئے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ اس دن فوت ہوئے جس دن امام شافعیؒ پیدا ہوئے بعض کہتے ہیں بلکہ جس سال پیدا ہوئے۔

اور امام نووی تہذیب الاسماء و اللغات میں فرماتے ہیں کہ آپ ۱۵۳ ہجری یا ۱۵۱ ہجری میں فوت ہوئے۔ (واللہ اعلم)

میں کہتا ہوں کہ اسکافی کا جو شعر اوپر بیان کیا گیا ہے وہ عرجی عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان کا ہے۔ اور اس کو نضر بن شمیل نے مامون پر بطور استشہاد پڑھا تھا۔

نضر بن شمیل کا علمی تبحر: ابن خلکان کہتے ہیں کہ نضر بن شمیل مامون کے پاس گئے وہاں تبادلہ کلام کیا تو مامون نے ہشیم سے اپنی سند کے ساتھ ابن عباسؓ سے یہ روایت کی کہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ نبیؐ نے فرمایا جب کوئی آدمی کسی عورت سے اس کی دین داری اور جمال کی وجہ سے شادی کرتا ہے تو اس کی تنگ دستی ختم ہو جاتی ہے۔ یہاں پر سداد کا لفظ سین کے فتح سے انہوں نے ادا کیا تو نضر بن شمیل نے کہا کہ ہاں امیر المؤمنین ہشیم نے سچ کہا ہمیں فلاں نے اس سے فلاں نے بیان کیا کہ علیؓ فرماتے ہیں کہ نبیؐ فرماتے ہیں کہ کوئی آدمی جب کسی عورت سے اس کے دین اور جمال کے لئے شادی کرتا ہے تو وہ اس کی تنگ دستی کے آگے روک بن جاتی ہے یہاں انہوں نے سِدَادٌ کا لفظ سین کے کسرہ سے بیان کیا۔ مامون تکیہ لگائے ہوئے تھا وہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا اور کہا کہ تو نے سِدَادٌ کو کیسے پڑھا۔ تو نضر کہتے ہیں کہ میں نے اس کو سِدَادٌ کہا ہے کیونکہ سداد اس جگہ غلط ہے۔ مامون نے کہا کیا آپ مجھے غلط کہہ رہے ہیں۔ میں نے کہا نہیں آپ نے نہیں بلکہ ہشیم نے غلطی کی ہے۔ تو امیر المومنین نے اس کے لفظ کی پیروی کی۔ پھر مامون نے پوچھا ان میں فرق کیا ہے؟ تو میں نے کہا کہ سداد فتح کے ساتھ دین اور سبیل میں میانہ روی کو کہتے ہیں اور سداد بالکسر ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو منزل تک پہنچنے کا ذریعہ ہو اور جس سے کوئی چیز بند کی جائے۔ مامون نے کہا کیا عرب اس

Marfat.com

بات کو جانتے ہیں نضر نے کہا ہاں جی یہ دیکھیں عرجی کا شعر ہے:

اضاعونی وای فتی اضاعوا لیوم کریھۃ وسداد ثغر

مامون نے کاغذ لے کر اس پر کچھ لکھا پھر خادم سے کہا کہ ان کے ساتھ اس کاغذ کو فضل بن سہل کے پاس لے جاؤ۔ جب فضل نے وہ رقعہ پڑھا تو کہنے لگا امیر المؤمنین نے آپ کیلئے پچاس ہزار درہم کا حکم دیا ہے۔ بات کیا ہے؟ تو میں نے ان کو ساری بات بتائی۔ تو اس نے تیس ہزار مزید کا حکم دے دیا۔ تو میں نے اسی ہزار درہم ایک حرف کی وجہ سے لیے جس حرف کا مجھ سے استفادہ کیا گیا۔

نضر بن شمیل ۲۰۴ ہجری میں مرو میں فوت ہوئے۔

امام ابو یوسفؒ رشید کے دربار میں: تاریخ بغداد میں ابو یوسفؒ سے مروی ہے جو ابو حنیفہ کے ساتھی ہیں' ان کا نام یعقوب تھا۔ کہ ایک رات جب میں بستر پر گیا تو کسی نے سخت دروازہ کھٹکھٹایا میں نکلا تو ہرثمہ بن اعین دروازے پر تھا۔ تو کہنے لگا امیر المؤمنین کی بات سنو تو میں اپنی خچر پر سوار ہو کر ڈرتا ہوا چل پڑا۔ یہاں تک کہ جب میں امیر المؤمنین کے گھر پہنچا تو مجھ کو مسرور ملا تو میں نے اس سے پوچھا کہ امیر المؤمنین کے پاس کون ہے تو اس نے کہا عیسیٰ بن جعفر ہیں۔ میں جب اندر گیا تو وہ بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے دائیں جانب عیسیٰ بن جعفر تھا۔ میں سلام کر کے بیٹھ گیا۔ رشید نے کہا میرے خیال میں ہم نے آپ کو ڈرا دیا ہے۔ میں نے کہا ہاں واقعی! اور میرے گھر والے بھی خوف زدہ ہیں۔ پھر رشید تھوڑی دیر خاموش رہا پھر کہا کیا آپ کو معلوم ہے کہ میں نے آپ کو کیوں بلایا ہے؟ میں نے کہا مجھے تو علم نہیں' کہنے لگا میں نے تجھے اس لیے بلایا ہے کہ اس شخص پر گواہ بناؤں اس کے پاس ایک لونڈی ہے میں نے کہا کہ وہ لونڈی مجھے بخش دو۔ مگر اس نے انکار کر دیا ہے اور خدا کی قسم اگر اس نے اس طرح نہ کیا تو میں اس کو ماردوں گا ابو یوسف کہتے ہیں میں عیسیٰ بن جعفر کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کیا لونڈی کی قدر و منزلت اتنی زیادہ ہوگئی ہے کہ آپ امیر المؤمنین کو نہیں دے رہے اور آپ کی جان بھی خطرے میں اس کی وجہ سے پڑ گئی ہے۔ پھر یہ آپ کے ہاتھ سے ہر حال میں ضرور جائے گی۔ عیسیٰ کہنے لگے آپ نے مجھے ڈانٹنے میں میرے دلائل سنے کے بغیر ہی جلدی کی ہے۔ میں نے کہا آپ وجہ بتائیں تو اس نے کہا میرے ذمہ طلاق اور عتاق کی قسم ہے۔ اور میں جس چیز کا مالک ہوں اس کے صدقہ کرنے کی بھی قسم کھا رکھی ہے۔ میں اس لونڈی کو نہ تو بیچ سکتا ہوں نہ ہی ہبہ کر سکتا ہوں تو رشید میری طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے کیا اس سے نکلنے کا کوئی راستہ ہے؟ میں نے کہا ہاں کیوں نہیں' اس نے کہا وہ حل کیا ہے؟ میں نے کہا آدھا حصہ آپ کو ہبہ کر دے اور آدھا حصہ بیچ دے اس طرح نہ وہ مکمل بیع ہوئی اور نہ ہبہ۔ عیسیٰ نے کہا کیا اس طرح جائز ہے؟ میں نے کہا کیوں نہیں، عیسیٰ نے کہا ٹھیک ہے تو پھر میں نے آدھا بخش دیا اور آدھا ایک لاکھ دینار میں بیچ دیا۔ رشید نے کہا میں نے ہبہ قبول کر لی اور آدھا حصہ قیمتاً لاکھ دینار کا لے لیا۔ پھر کہا لونڈی اور مال کو لاؤ تو لونڈی اور مال لایا گیا۔ عیسیٰ کہنے لگا لیجئے اللہ آپ کو اس میں برکت دے۔ رشید نے کہا یعقوب ایک بات اور ہے' میں نے کہا کون سی؟ اس نے کہا یہ لونڈی ہے اور اس کے لئے استبراء ضروری ہے اور میں تو ایک رات بھی اس کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ میں نے کہا امیر المومنین آپ اس کو آزاد کر کے اس سے شادی کریں۔ کیونکہ آزاد کے لیے استبراء شرط نہیں ہے۔ اس نے کہا میں نے اسے آزاد کر دیا۔ پس اب مجھے یہ شادی کون کرا کر دے گا۔ میں نے کہا میں ہوں' اس وقت مسرور اور حسین کو بلایا میں نے اللہ کی حمد کی خطبہ پڑھا اور اس کی بیس دینار پر شادی کر دی۔ پھر میں نے کہا مال لاؤ مال لا کر دیا گیا

Marfat.com

تو وہ لا کر اس عورت کو دے دیئے گئے۔ پھر مجھے کہا گیا آپ جا سکتے ہیں اور مسرور کو کہا کہ یعقوب کے لیے دولاکھ درہم اور بیس تخت کپڑ ے اس کے ساتھ اٹھا کر اس کے گھر تک لے جاؤ تو وہ اس کے گھر کی طرف اٹھا کر لے گئے۔

ابو یوسف اور کچھ لطیفے: امام ابو یوسف تفسیر مغازی اور تاریخ کو یاد کیا کرتے تھے ایک دن مغازی کو سننے گئے مجلس ابو حنیفہ سے کافی دن غائب رہے تھے اس لیے ابوحنیفہ نے ان کو کہا ابو یوسف جالوت کے لشکر کا جھنڈا کس کے پاس تھا؟ تو ابو یوسف نے کہا آپ امام ہیں اگر آپ اس بات سے باز نہ آئے تو میں لوگوں کے سامنے آپ سے پوچھوں گا کہ بدر اور احد کے واقعات میں پہلے کون سا رونما ہوا تو آپ اس کو بھی نہیں بتا سکیں گے۔ حالانکہ یہ تاریخ کے آسان ترین مسائل میں سے ہے تو امام ابوحنیفہ ایسا کرنے یعنی مذاق کرنے سے باز آ گئے۔

کہا جاتا ہے کہ ابو یوسفؒ کی مجلس میں ایک آدمی لمبی دیر تک خاموشی اختیار کرتا تھا۔ تو ابو یوسف نے اس سے کہا آپ بولتے کیوں نہیں؟ اس نے کہا کیوں نہیں ضرور بولوں گا۔ پھر پوچھا بتائیے روزہ دار کو روزہ کب افطار کرنا چاہیے؟ امام ابو یوسف نے کہا کہ جب سورج غروب ہو جائے اس نے کہا کہ اگر آدھی رات تک سورج غروب ہی نہ ہو تو پھر آدمی کیا کرے؟ ابو یوسف ہنس پڑے اور کہنے لگے آپ کا خاموش رہنا ہی بہتر ہے۔ میں نے آپ کو بلوا کر غلطی کی ہے پھر آپ نے یہ شعر پڑھے:

عجبت لازراء الغبی بنفسه وصمت الذی قد کان بالقول اعلما

ترجمہ: ''کہ مجھے غبی کے بات کر کے اپنے آپ کو عیب دار کرنے پر تعجب ہے اسی طرح اس شخص کی خاموشی پر بھی جو بات کرنا جانتا ہے۔''

وفی الصمت ستر للغبی وانما صحیفة لب المرء ان یتکلما

ترجمہ: ''غبی آدمی کے لیے خاموشی پردہ ہے اور عقلمند آدمی کا بولنا اس کی عقل کا اظہار ہے۔''

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک آدمی بعض علماء کے پس بیٹھا تھا اور بولتا نہیں تھا تو اس کو پوچھا گیا کہ آپ کیوں نہیں بولتے؟ اس نے کہا اچھا مجھے بتائیں ایام بیض کے روزے ہر مہینے کیوں مستحب ہیں؟ تو عالم نے کہا مجھے معلوم نہیں تو اس آدمی نے کہا مجھے معلوم ہے۔ عالم نے کہا کیا وجہ ہے؟ اس نے کہا وجہ یہ ہے کہ ان دنوں کے علاوہ سورج گرہن نہیں ہوتا۔ تو اللہ تعالیٰ نے پسند کیا ہے کہ جب بھی آسمان میں کوئی نشانی ظاہر ہو تو اس جیسی زمین میں بھی ظاہر ہو۔

امام زہری کہتے ہیں یہ بات اس موضوع پر سب سے عمدہ ہے۔

ابن خلکان کہتے ہیں ایک آدمی شعبیؒ کے پاس بیٹھتا تھا اور دیر تک خاموش رہتا تو امام صاحب نے کہا آپ بولتے کیوں نہیں؟ اس نے کہا کہ میں خاموش رہتا ہوں تو محفوظ رہتا ہوں اور سنتا ہوں تو جان لیتا ہوں۔ انسان کے کان کا حصہ اسی کے لیے ہے اور جو زبان کا حصہ ہے وہ غیر کے لیے ہے۔ (یعنی سن کر اپنا فائدہ کرتا ہے اور بول کر دوسروں کا)

ایک نوجوان نے امام شعبی سے ایک بات کہی۔ شعبی نے کہا ہم نے یہ بات پہلے نہیں سنی تو نوجوان نے کہا کیا آپ نے سارا علم سن لیا ہے؟ انہوں نے کہا نہیں! اس نے کہا کیا آدھا آپ نے سن لیا ہے؟ کہا ہاں جی! تو اس شخص نے کہا کہ اس بات کو بھی اس آدھے علم میں شامل کر لیں جو آپ نے نہیں سنا تو شعبی خاموش ہو گئے۔

Marfat.com

قاضی ابو یوسف پہلے آدمی ہیں جو قاضی القضاۃ کے لقب سے پکارے گئے۔ اور وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے علماء کا لباس تبدیل کیا اور اس شکل کا بنایا جو آج کل (یعنی امام دمیری کے دور میں) رائج ہے۔ پہلے تمام لوگوں کے لباس ایک جیسے ہوتے تھے کوئی آدمی اپنے لباس کی وجہ سے ممیز نہیں ہوتا تھا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ عبدالرحمٰن بن مسہر بغداد اور واسط کے درمیان چھوٹے سے شہر مبارک کا قاضی تھا۔ جب اس کو رشید کے بصرہ آنے کے اطلاع ملی اور حراقہ میں قاضی ابو یوسف بھی ان کے ساتھ تھے۔ تو عبدالرحمٰن نے مبارک والوں سے کہا کہ ان دونوں کے سامنے میری تعریف کرنا مگر انہوں نے انکار کر دیا تو وہ کپڑے پہن کر خود ان سے جا ملا اور کہنے لگا ہمارا قاضی بہت اچھا آدمی ہے پھر آگے کسی اور جگہ میں گئے تو یہی بات دہرائی۔ رشید نے ابو یوسف کی طرف دیکھا اور کہا یعقوب ایک علاقے کا قاضی کہ جس کی تعریف صرف ایک آدمی کرے وہ بہت برا قاضی ہے۔ ابو یوسف نے کہا کہ اس سے بھی عجیب بات یہ ہے کہ قاضی بھی یہ خود ہی ہے۔ رشید ہنس پڑا کہنے لگا یہ تو یہ ظریف الطبع آدمی ہے۔ اس کو کبھی معزول نہ کرنا۔ ابو یوسف ربیع الاول ۱۸۲ ہجری میں فوت ہوا اور بعض کچھ اور کہتے ہیں۔

ابوالسعادات مبارک بن اثیر نے صاحب موصل سے کہ جب ان کی خچر پھسل گئی کہا۔

ان زلت البغلة من تحته فان فی زلتها عذرا

حملها من علمه شاهقا ومن ندی راحته بحرا

ا۔ ترجمہ: ''اگر خچر اس کے نیچے سے پھسل گئی ہے تو اس میں اس کا کوئی قصور نہیں کیونکہ اس نے اس کے علم کا ایک پہاڑ اٹھایا ہوا ہے اور اس کی ہتھیلیوں کی تری کا ایک سمندر اٹھا رکھا ہے۔''

خچر بے اولاد کیوں؟ حافظ ابوالقاسم بن عساکر تاریخ دمشق میں علیؓ سے بیان کرتے ہیں کہ پہلے خچریں نسل آور تھیں لیکن اس نے ابراہیم علیہ السلام کی چتا کیلئے لکڑیاں اٹھانے میں بہت تیزی دکھائی تھی تو انہوں نے اس کے خلاف بددعا کی تو اللہ نے اسکی نسل ختم کر دی۔

ایک رافضی کا واقعہ: اسماعیل بن حماد بن ابوحنیفہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس ایک چکی چلانے والا رافضی (شیعہ) تھا جس کی دو خچریں تھیں جس میں سے ایک کا نام اس نے ابوبکر اور دوسری کا نام عمر رکھا تھا۔ تو ان میں سے ایک نے اس کو لات رسید کی تو وہ مر گیا تو میرے دادا ابوحنیفہ نے بتایا کہ جس خچر نے اس کو ٹانگ ماری ہے دیکھو تو سہی اس کا نام عمر ہوگا۔ جب لوگوں نے دیکھا تو ایسی ہی بات تھی۔

کامل بن عدی کے اندر خالد بن یزید عمری المکی کے حالات زندگی میں سفیان انسؓ سے بیان کرتے ہیں کہ نبیؐ ایک خچر پر سوار ہوئے تو وہ بدک گئی تو آپ نے اس کو روک لیا اور ایک آدمی کو کہا کہ وہ اس پر ''قل اعوذ برب الفلق'' پڑھے تو وہ پرسکون ہو گئی۔ اور عنقریب اس کا ذکر دابۃ میں بھی آئے گا۔

کامل میں ہی ابن عمرؓ سے منقول ہے کہ نبیؐ نے فرمایا کہ جس کے تین لڑکے ہوں پھر وہ ان میں سے ایک کا نام محمد نہ رکھے تو یہ زیادتی ہوگی اور جب اس کا نام محمد رکھ دیا تو اس کو نہ گالی دو نہ عیب لگاؤ اور نہ مارو بلکہ اس کی عزت واکرام کرو اور اس کی تعظیم اور

Marfat.com

اس کی قسم پوری کرو۔

فائدہ: ابوداؤد اور نسائی نے عبداللہ بن زریر غافقی مصری سے روایت کیا ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا نبی ﷺ کو ایک خچر تحفہ کے طور پر دی گئی تو آپ اس پر سوار ہوئے لوگوں نے کہا کاش کہ ہم بھی گدھوں کو گھوڑوں پر جفتی کرائیں۔ تو ہمارے لیے بھی اسی طرح کے جانور پیدا ہوں تو نبیؐ نے فرمایا یہ کام وہ لوگ کرتے ہیں جو بے علم ہیں۔ ابن حبان کہتے ہیں علم نہ رکھنے کا معنی یہ ہے کہ یہ لوگ ممانعت کو نہیں جانتے۔

امام خطابی کہتے ہیں اللہ بہتر جانتا ہے اور سنتا ہے اور اس کے معنی یہ ہو سکتے ہیں کہ گھوڑی پر جب گدھے کو جفتی کیا جائے تو اس سے گھوڑوں کے منافع ختم ہو جائیں گے اور ان کی تعداد کم ہو جائے گی اور ان کی نمو بھی منقطع ہو جائے گی۔ اور گھوڑے کی ضرورت سواری کے لیے اور دوڑنے کے لیے اور طلب رزق کے لئے اور دشمنوں سے جنگ کے لئے ہوتی ہے اور اس سے غنائم بھی حاصل کیے جاتے ہیں اور ان کا گوشت بھی کھایا جاتا ہے اور اس کے لئے مرد کی طرح حصہ بھی مقرر کیا جاتا ہے جبکہ خچر کے لئے یہ فضائل نہیں ہیں تو نبیؐ نے گھوڑوں کی تعداد کے بڑھنے کو پسند کیا ہے تا کہ ان کی نسل زیادہ ہو اس لیے کہ ان میں نفع اور درستگی ہے۔ جب گھوڑے سانڈھ ہوں اور گدھیاں مائیں ہوں تو ہو سکتا ہے وہ اس نہی میں شامل نہ ہوں یہ بھی تاویل بیان کی جاتی ہے کہ حدیث کی مراد یہ ہے کہ گھوڑوں کو گدھیوں سے جفتی کرنے سے بچانے کا حکم دیا گیا ہے۔ اور ایک کے پانی کو دوسرے کے پانی سے ملانے کو مکروہ سمجھا گیا ہے تا کہ دو مختلف جنسوں سے مرکب حیوان وجود میں نہ آئے۔ کیونکہ اکثر دو مختلف قسموں سے مرکب حیوان طبعاً خبیث ہوتے ہیں۔ اپنی ان بنیادی اخلاق کی وجہ سے جو وجود میں آتے ہیں اور بدخوئی میں بھی بڑے سخت ہوتے ہیں مثلاً بھیڑیے کا بچہ جو بجو سے پیدا ہو اور کتے کا بچہ جو مادہ بھیڑیے سے ہو۔

خچر ایک بانجھ جانور ہے جس کی کوئی نسل نہیں ہے۔ وہ بڑھتا نہیں ہے اور نہ وہ ذہین ہوتا ہے اور نہ ہی صاف ستھرا۔ لیکن یہ رائے کمزور ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿والخیل والبغال و الحمیر لترکبوھا وزینۃ.﴾ الایۃ۔

یہاں خچر کا ذکر کر کے اس کے پیدا کرنے کو ہم پر احسان قرار دیا جس طرح گھوڑوں اور گدھوں کے پیدا کرنے کو احسان بتلایا ہے۔ اور خچر کا ذکر اس کے مخصوص نام کے ساتھ کیا گیا جو اس کے لیے وضع کیا گیا ہے اور اس میں جو کچھ فوائد ہیں وہ بھی بتلائے۔ اور اشیاء میں سے جو چیز مکروہ ہوتی ہے وہ مذموم ہوتی ہے۔ اس کے ذریعہ احسان نہیں جتلایا جاتا۔

نبیؐ نے خچر کو استعمال بھی کیا ہے اس کو حاصل بھی کیا ہے اس پر سفر و حضر میں سواری بھی کی ہے۔ اگر یہ ناپسندیدہ ہوتی تو نہ اس کو استعمال کرتے اور نہ اس کو حاصل کرتے۔

اور مسلم نے زید بن ثابت سے بیان کیا ہے کہ ایک دفعہ نبیؐ بنونجار کے ایک باغ میں خچر پر سوار تھے۔ اور ہم بھی آپ کے ساتھ تھے۔ اچانک وہ بدک پڑی اور شائد آپ کو گرا بھی دیتی۔ تو اچانک وہاں چار پانچ قبریں نظر آئیں نبیؐ نے پوچھا ان قبر والوں کو کون جانتا ہے تو ایک آدمی نے کہا میں! نبیؐ نے فرمایا یہ کب فوت ہوئے تو اس شخص نے کہا یہ شرک کے زمانے میں فوت ہوئے تو نبیؐ نے فرمایا یہ امت اپنی قبروں میں آزمائی جاتی ہے اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تم مردوں کو دفن نہیں کرو گے تو میں اللہ سے

Marfat.com

دعا کرتا کہ تمہیں وہ عذاب قبر سنا دے جو میں سنتا ہوں۔

پھر نبیؐ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمانے لگے عذاب قبر سے اللہ کی پناہ طلب کرو۔ ہم نے کہا ہم اللہ کی پناہ چاہتے ہیں تو آپ نے فرمایا اللہ کی پناہ آگ کے عذاب سے بھی مانگو تو ہم نے کہا ہم آگ کے عذاب سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں پھر آپؐ نے فرمایا تمام ظاہری اور پوشیدہ فتنوں سے اللہ کی پناہ طلب کرو تو ہم نے اسی طرح پناہ طلب کی تو نبیؐ نے فرمایا فتنہ دجال سے بھی اللہ کی پناہ طلب کرو تو ہم نے کہا ہم اللہ کی پناہ فتنہ دجال سے چاہتے ہیں۔

ایک اور فائدہ: نبیؐ کی ایک دلدل نام کی خچر تھی جس پر وہ سفر کے دوران سوار ہوتے تھے۔ جیسا کہ اس کی تائید ابن صلاح وغیرہ نے بھی کی ہے وہ آپ کے بعد بھی زندہ رہی اور بوڑھی ہوگئی اور اس کی داڑھیں بھی جھڑ گئیں۔ تو اس کے لیے جو پیس کر لائے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ معاویہ کے دور میں بقیع کے مقام پر مرگئی۔ وہ سیاہ سفید رنگ کی تھی۔

حافظ قطب الدین نے ''شرح السیرۃ'' میں جامع کبیر کی شرح سے نقل کیا ہے۔ کہ اگر کوئی آدمی یہ قسم کھالے کہ وہ بغل پر سوار نہیں ہوگا تو چاہے وہ مذکر پر سوار ہو یا مؤنث پر وہ حانث ہو جائے گا کیونکہ بغل اسم جنس ہے۔ اسی طرح بغلۃ کا لفظ بھی ہے مگر اس میں ''ۃ'' وحدت کے لیے ہے۔ اور افراد کی ھائذ کر مؤنث دونوں پر واقع ہوتی ہے۔ جیسے الجرادہ والتمرہ اور اسی طرح اگر اسی نے قسم کھائی کہ وہ بغلۃ پر سوار نہیں ہوگا تو وہ مذکر مؤنث کسی پر سوار ہوا تو وہ حانث ہو جائے گا۔

نبی ﷺ کی خچریں: اہل حدیث نے اس بات پر اجماع کیا ہے کہ نبی ﷺ کا بغلۃ مذکر تھا مؤنث نہیں تھا۔ پھر انہوں نے نبیؐ کے پانچ خچر بیان کیے ہیں۔

سہیلی کہتے ہیں کہ غزوۂ حنین کے واقعات میں یہ بھی ہے کہ نبیؐ نے سنگریزوں کی مٹھی اس وقت لی جب آپ خچر پر سوار تھے تو اسے کافروں کے چہروں پر پھینکا تو فرمایا **شاھت الوجوہ** تو وہ سارے کے سارے شکست کھاگئے۔ جب نبیؐ نے وہ مٹھی لی تو اس کا پیٹ زمین سے لگ چکا تھا پھر وہ کھڑی ہوگئی۔ اور کہتے ہیں کہ اس خچر کا نام بیضاء تھا۔ یہ خچر آپ کو فروہ بن نعامہ نے بطور ہدیہ دی تھی۔

معجم طبرانی اوسط میں ہے کہ انسؓ نے فرمایا کہ جب مسلمان حنین کے دن شکست کھاگئے اور نبیؐ اپنی سیاہ سفید بغلہ پر تھے جس کو دلدل کہا جاتا تھا تو آپؐ نے کہا دلدل نیچے ہو تو اس کا پیٹ زمین سے لگ گیا تو نبیؐ نے ایک مٹھی مٹی لے کر کافروں کے چہروں پر پھینکی اور فرمایا: **حم لا ینصرون** ۔ تو وہ سارے شکست خوردہ ہوگئے۔ ہم نے ان پر تیر نہ تلوار نہ نیزے چلائے اور اس بارے میں شیبہ بن عثمان کی ہدیث ہے۔ کہ نبیؐ نے حنین کے دن اپنے چچا عباس کو فرمایا کہ مجھے ریت کی مٹھی پکڑاؤ تو اللہ نے بغلہ کو یہ بات سمجھادی تو وہ نیچے ہوگئی اور اس کا پیٹ زمین سے قریب ہوگیا۔ تو نبیؐ نے وہاں سے ریت کی ایک مٹھی لی اور فرمایا **شاھت الوجوہ ھم لا ینصرون** ۔

نبی ﷺ کا معجزہ: طبرانی اور ابو نعیم نے صحیح سندوں سے خذیمہ بن اوسؓ سے روایت کیا ہے کہ نبی کی طرف ہجرت کی تو جب آپ تبوک سے واپس آئے تو اس وقت میں نے نبیؐ کو مل کر اسلام قبول کر لیا۔ اس وقت میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ یہ مقام حیرہ مجھے اٹھا کر دکھایا گیا ہے اور تم اس کو عنقریب فتح کرو گے اور یہ شیما بنت نفیل ازدیہ سیاہ سرخ خچر پر سیاہ اوڑھنی اوڑھے

Marfat.com

ہوئے ہے۔ میں نے کہا اللہ کے رسولؐ! اگر ہم حیرہ میں داخل ہوئے اور اس حالت میں اس کو پایا تو کیا وہ مجھ کو عنایت کی جائے گی؟ آپؐ نے فرمایا ہاں وہ تیری ہوئی۔ ہم خالد بن ولید کے ساتھ حیرہ کی طرف گئے تو جب ہم اس میں داخل ہوئے تو جو عورت سب سے پہلے ملی وہ شیما بنت نفیل تھی وہ ایک سیاہ سرخ خچر پر سیاہ اوڑھنی اوڑھے ہوئے تھی وہ اس خچر کے ساتھ چمٹ گئی تو میں نے کہا یہ لڑکی نبیؐ نے مجھے بخشی ہے تو خالد نے اس بارے میں مجھ سے دلیل مانگی تو میں نے وہ دلیل پیش کی تو انہوں نے وہ لڑکی میرے حوالے کر دی۔ پھر اس کا بھائی ہماری طرف آیا جس کا نام عبدالمسیح تھا اس نے کہا کیا یہ تم مجھ کو بیچ دیتے ہو؟ میں نے کہا ہاں! تو اس نے کہا تم جو چاہو مانگو تو میں نے کہا ایک ہزار درہم سے کم نہیں لوں گا تو اس نے مجھے ایک ہزار درہم دے دیئے۔ مجھے کہا گیا اگر آپ ایک لاکھ بھی مانگتے تو یہ تمہیں دے دیتا۔ میں نے کہا میرا ایک ہزار سے زیادہ کا خیال ہی نہیں ہو سکتا تھا۔ طبرانی نے کہا کہ وہ دو گواہ جو خالد کے سامنے پیش کئے گئے وہ محمد بن مسلمہ اور عبداللہ بن عمرؓ تھے۔

شرعی حکم: گھریلو گدھے اور گھوڑے سے پیدا ہونے والا جانور حرام ہے۔ کیونکہ حضرت جابرؓ سے روایت آئی ہے کہ ہم نے حنین کے ان خچریں، گھوڑے، گدھے سب ذبح کیے تو نبیؐ نے ہم کو خچروں اور گدھوں کے کھانے سے منع کر دیا مگر گھوڑوں سے منع نہیں کیا۔ اور یہ اس لیے بھی حرام ہے کہ یہ حلال اور حرام کے درمیان سے پیدا ہوتا ہے تو تحریم کا پہلو غالب کر دیا گیا۔ اگر جنگلی گدھے اور گھوڑے سے پیدا ہو تو پھر حلال ہے۔ اور جو حدیث بزار نے ابو واقد سے بسند صحیح بیان کی ہے کہ کچھ لوگوں کی خچر مر گئی اور ان کے پاس اس کے سوا کوئی چیز کھانے کو نہ تھی تو وہ نبیؐ کے پاس آئے تو آپؐ نے ان کو اس کے کھانے کی رخصت دے دی۔ یہ حدیث اس بات پر محمول ہے کہ وہ مجبور تھے اور ان کے لئے مردار کھانا حلال تھا۔

ایک فقہی مسئلہ: جب کوئی آدمی زید کے لئے ایک بغلہ کی وصیت کرے تو صحیح مذہب کے مطابق وہ مذکر کو شامل نہیں ہوگی جس طرح بقرہ کا لفظ بیل پر نہیں بولا جاتا اور اگر مؤنث کی وصیت کی تو مذکر شامل ہوگا۔ اور بغلۃ میں ۃ وحدت کی ہے جیسے تمرۃ و زبیبۃ میں ہے۔

ضرب الامثال: عرب کہتے ہیں قیل للبغل من ابوك قال الفرس خالی ترجمہ: ''کسی نے خچر سے پوچھا تیرا باپ کون ہے تو اس نے کہا گھوڑا میرا ماموں ہے۔'' یہ اس شخص کے لیے مثال بیان کی جاتی ہے جو اپنے معاملے کو خلط ملط کر دے۔ یہ بھی محاورہ ہے۔ اعقر من بغل و اعقم من بغلة یعنی وہ خچر سے بھی زیادہ بانجھ ہے۔ اور کہتے ہیں اعیب من بغلة ابی دلامه۔ وہ آدمی دلامہ کی خچر سے بھی زیادہ عیب دار ہے۔ ابو دلامہ کا نام زند بن الجون کوفی سیاہ فام تھا۔ یہ بنو اسد کا غلام تھا۔ عجیب و غریب باتوں والا تھا۔ مثلاً اس کا ایک بچہ بیمار ہو گیا تو اس نے ایک ڈاکٹر کو علاج کے لیے بلایا اور اس سے معاوضہ طے کر لیا۔ جب اس کا بچہ تندرست ہو گیا تو کہنے لگا میرے پاس کچھ نہیں ہے جو تمہیں دوں مگر آپ فلاں یہودی پر اس معاوضے کے برابر دعویٰ دائر کر دیں۔ اور وہ بڑا مالدار یہودی ہے۔ اور میں اور میرا بیٹا تیری گواہی دیں گے۔ تو ڈاکٹر محمد بن عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ کے پاس چلا گیا اور یہودی پر اس رقم کا دعویٰ دائر کر دیا اور یہودی کو بھی لے جایا گیا مگر یہودی نے انکار کر دیا تو قاضی نے کہا تیرے پاس کوئی دلیل ہے اس نے کہا ہاں کیوں نہیں۔ قاضی نے کہا پیش کرو تو ابو دلامہ یہ شعر پڑھتا ہوا اندر داخل ہوا

Marfat.com

اور قاضی سن رہا تھا۔

ان الناس غطونی تغطیت عنهم — وان بحثوا عنی ففیهم مباحث

''لوگوں نے مجھے ڈھانپا تو میں ان سے چھپ گیا اور اگر وہ مجھ کو کریدیں گے تو ان میں بھی کریدنے کی باتیں بہت ہیں۔''

وان نبشوا بیری نبشت بئارهم — لیعلم قوم کیف تلك النبائث

''اگر وہ میرے کنویں کی مٹی کھود کر نکالیں گے تو میں بھی ان کے کنویں کو کریدوں گا تا کہ لوگ جان لیں کہ پوشیدہ بھیدوں کو کس طرح نکالا جاتا ہے۔''

جب ان دونوں نے قاضی کے پس گواہی دی تو قاضی نے کہا تمہاری شہادت بھی قبول ہے اور تمہاری بات بھی سنی جا چکی ہے پھر اس نے رقم کی ادائیگی خود کی۔ اور دونوں مصلحتوں کو پیش نظر رکھا۔

ابودلامہ کے نوادرات میں سے ایک نادر واقع یہ بھی ہے کہ وہ ایک آدمی کا جھگڑا لے کر قاضی عافیہ بن یزید کے پاس گیا تو اس نے یہ شعر کہے کہ:

لقد خاصمتنی غواة الرجال — وخاصمتهم سنة وافیه

''لوگوں میں سے جو گمراہ ہے انہوں نے مجھ سے جھگڑا کیا اور میں نے بھی مقابلے میں جھگڑا کیا۔''

فما ادحص الله لی حجة — وما خیب الله لی قافیة

''تو اللہ نے میری حجت کو بھی کمزور نہیں کیا اور اللہ نے میرے شعر کے قافیہ کو بھی ناکام نہیں کیا۔''

فمن کنت من جوره خائفا — فلست اخافك یا عافیة

''تو کون ہے وہ شخص جس سے میں ڈروں اے عافیہ میں تجھ سے بھی خوف نہیں کھاتا۔''

تو عافیہ نے کہا میں امیر المؤمنین سے تیری شکایت کروں گا' اس نے عافیہ سے کہا کیوں؟ اس نے کہا کیونکہ تو نے میری بے عزتی کی ہے' ابودلامہ نے کہا اگر تو نے میری شکایت کی تو امیر المؤمنین تجھے عہدے سے معزول کر دیں گے۔ اس نے کہا کیوں؟ ابودلامہ نے کہا کہ تو مدح اور ہجو کے درمیان تفریق نہیں کر سکتا۔

ایک مزیدار قصہ: اس کا ایک واقعہ یہ بھی ہے کہ ابوالفرج ابن جوزی کا بیان ہے کہ ابودلامہ علی مہدی کے پاس گیا تو اسے ایک قصیدہ سنایا تو اس نے کہا مجھ سے اپنی ضرورت مانگ' اس نے کہا امیر المؤمنین مجھ کو ایک کتا دیں' مہدی غصے ہوا اور کہنے لگا میں تجھ سے کہہ رہا ہوں کہ مجھ سے اپنی ضرورت کی چیز مانگ اور تو مجھ سے کہہ رہا ہے کہ مجھے کتا دیں۔

ابودلامہ نے کہا امیر المؤمنین ضرورت میری ہے یا آپ کی؟ مہدی نے کہا تمہاری! تو ابودلامہ نے کہا مجھے شکاری کتا دے دیں۔ تو بادشاہ نے اسے ایک کتا دینے کا حکم دے دیا۔ اس نے کہا امیر المؤمنین! مجھے شکار کی طرف جانے کے لئے کوئی سواری دیں کیا میں پیدل دوڑوں گا تو بادشاہ نے اس کو ایک جانور دینے کا حکم دیا۔ اس نے کہا امیر المؤمنین! اس کا انتظام کون کرے گا؟ بادشاہ نے اس کو غلام دینے کا حکم دیا۔ اس نے کہا امیر المؤمنین! اگر میں شکار کر کے گھر لاؤں تو اس کو کون پکائے گا؟ تو مہدی نے اس کو ایک لونڈی دینے کا حکم دے دیا تو اس نے کہا امیر المؤمنین! یہ سب کہاں رہیں گے؟ تو اس نے ایک مکان دینے کا بھی حکم

Marfat.com

دے دیا تو اس نے کہا امیر المومنین یہ تو میرے لیے اہل وعیال کی ایک جماعت تیار ہوگئی ہے۔ یہ کھائیں گے کہاں سے؟ تو بادشاہ نے کہا میں تجھے ایک ہزار جریب آباد ❶ اور ایک ہزار جریب غیر آباد زمین دیتا ہوں۔ تو اس نے کہا کہ آباد کو تو میں جانتا ہوں مگر یہ غامر کیا ہے؟ تو بادشاہ نے کہا کہ اس غیر آباد زمین کو کہتے ہیں جس میں کچھ نہ ہو۔ تو اس نے کہا امیر المؤمنین! میں آپ کو ایک لاکھ جریب غیر آباد زمین جنگل میں دینے کے لئے تیار ہوں لیکن میں تو امیر المؤمنین کی ہزار جریب سے صرف ایک جریب آباد مانگتا ہوں' بادشاہ نے کہا کہاں سے؟ اس نے کہا بیت المال سے' تو مہدی نے کہا مال بدل کر اس کو ایک جریب بیت المال سے دے دو تو اس نے کہا کہ اگر یہ مال کو بدل دیں گے تو سب غامر ہو جائے گا۔ مہدی ہنسا اور اس کو راضی کر دیا۔

ایک حیرت انگیز واقعہ: میں کہتا ہوں کہ اس واقعہ نے مجھے ایک اور واقعہ یاد دلا دیا ہے۔ جس کو ابوالفرج بن جوزی نے ''الاذکیا'' میں اپنی سند کے ساتھ محمد بن اسحاق سے روایت کیا ہے۔ کہ ہمیں داؤد بن رشید نے بتایا کہ میں نے ہشیم بن عدی کو کہا کہ سعید بن عبدالرحمٰن کو مہدی نے عہدہ قضاء کا مستحق کیسے سمجھ لیا؟ اور اس کو اس بلند مقام پر پہنچا دیا۔ اس نے کہا کہ اس کا واقعہ بڑا مزاحیہ ہے۔ اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو یہ واقعہ وضاحت سے بتاؤں' تو میں نے کہا میں ضرور پسند کروں گا تو اس نے کہا سنو کہ سعید بن عبدالرحمٰن' ربیع حاجب کو ملا جبکہ مہدی کو خلافت ملی تھی۔ تو اس سے مل کر کہا مجھے امیر المؤمنین کے پاس جانے کی اجازت لے دیجئے' ربیع نے کہا آپ کون ہیں اور آپ کا کام کیا ہے؟ اس نے کہا کہ میں ایک ایسا آدمی ہوں جس نے امیر المؤمنین کے لیے ایک بہترین خواب دیکھا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ آپ ان سے میرا ذکر کریں۔ ربیع نے کہا لوگ تو اس کو بھی سچ نہیں جانتے جو وہ خود دیکھتے ہیں پھر وہ اس کو کیسے سچ مان لیں جس کو کوئی دوسرا ان کے لیے دیکھے۔ اس لئے تم کوئی اور کام سوچو جو آپ کے لیے زیادہ مفید ہو۔ تو اس نے کہا اگر آپ ان کو میرے بارے میں نہیں بتاتے تو میں کسی دوسرے ذریعے سے ان تک پہنچ جاؤں گا اور ان کو بتاؤں گا کہ آپ سے اجازت مانگی تھی مگر آپ نے اجازت نہیں دی۔ تو ربیع مہدی کے پاس گیا اور کہنے لگا آپ نے لوگوں کو اپنے بارے میں زیادہ پر امید بنا رکھا ہے اور وہ آپ سے ملنے کا ہر حیلہ تلاش کر رہے ہیں۔ مہدی نے کہا بادشاہوں کے کام ایسے ہی ہوتے ہیں' بات کیا ہے؟ اس نے کہا دروازے پر ایک آدمی ہے جو کہتا ہے کہ میں نے امیر المؤمنین کے لیے ایک بہترین خواب دیکھا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ خود آپ کے سامنے بیان کرے۔ مہدی نے کہا بڑے افسوس کی بات ہے کہ اے ربیع میں تو جو اپنے لیے خود خواب دیکھتا ہوں اس کو بھی صحیح نہیں سمجھتا تو میں کیسے اس شخص کے خواب کو صحیح سمجھوں جو میرے لیے خواب دیکھنے کا دعویٰ کرے۔ شاید اس نے خود گھڑا ہو۔ تو ربیع نے کہا اللہ کی قسم میں نے اس کو یہی کہا تھا مگر وہ نہیں مانا تو مہدی نے کہا اس شخص کو پیش کرو تو سعید بن عبدالرحمٰن اس کے پاس لائے گئے۔ وہ خوش منظر اور خوبصورت تھا اور مالدار نظر آتا تھا اور بہت بڑی داڑھی والا تھا اور آزاد زبان والا تھا تو مہدی نے اس سے کہا اللہ تمہیں برکت دے بتاؤ تم نے کیا دیکھا۔ اس نے کہا امیر المؤمنین! میرے خواب میں ایک آدمی آیا جس نے مجھے کہا کہ امیر المؤمنین کو بتا دو کہ وہ تیس سال تک خلافت میں زندہ رہیں گے اور اس کی نشانی یہ ہے کہ وہ اسی رات خواب میں یہ دیکھیں گے کہ وہ یاقوت کو الٹ پلٹ کر رہے ہیں اور گن رہے ہیں تو انہوں نے ان کو تیس کی تعداد میں پایا۔ گویا کہ وہ ان کے لیے بخشے گئے ہیں۔ مہدی نے کہا آپ نے بہت اچھا خواب دیکھا ہے اور ہم اس کا آئندہ

❶ ایک جریب ۱۴۴ گز کی ہوتی ہے' اگر زمین ہو۔ اگر تول ہو تو تقریباً ۲۸۱ من بنتا ہے۔

Marfat.com

رات میں امتحان لیں گے۔ اگر اسی طرح ہوا جس طرح آپ بیان کر رہیں ہیں تو ہم تم کو منہ مانگا انعام دیں گے۔ اور اگر اس کے برعکس بات ہوئی تو تم کو کچھ نہیں کہیں گے کیونکہ ہم جانتے ہیں خواب کبھی سچے ہوتے ہیں اور کبھی نہیں۔ تو سعید نے کہا امیر المؤمنین اب میں کیا کروں جب میں گھر جا کر اپنے بچوں کو بتاؤں گا کہ میں امیر المومنین کے پاس سے خالی ہاتھ آ رہا ہوں تو وہ کیا کہیں گے؟ تو مہدی نے کہا کہ ہم کیا کریں؟ تو اس نے کہا امیر المؤمنین جو میں چاہتا ہوں مجھے دے دیں اور مجھ سے طلاق پر قسم لے لیں کہ میں اپنے خواب میں سچا ہوں۔ بادشاہ نے اس کو دس ہزار درہم کا حکم دیا اور کہا کہ مجھے کوئی ضمانت والا دو۔ تو اس نے سامنے نگاہ اٹھا کر ایک خادم کو دیکھا جو مہدی کے پاس کھڑا تھا اور نہایت خوش شکل اور خوش لباس تھا۔ تو اس نے کہا یہ میرا ضامن ہے تو مہدی نے اس سے پوچھا کیا تم اس کی ضمانت دیتے ہو؟ تو اس کا چہرہ سرخ ہو گیا اور وہ شرمندہ ہو گیا اور کہنے لگا میں اس کی ضمانت دیتا ہوں۔ سعید مال لے کر واپس آ گیا' جب رات ہوئی تو مہدی نے سعید کا ذکر کردہ واقعہ حرف بحرف خواب میں دیکھا۔ صبح ہوئی تو سعید دروازے پر پہنچا اور اجازت مانگی اسے اجازت مل گئی۔ جب اس پر مہدی کی آنکھ پڑی تو اس نے پوچھا آپ کا وہ مصداق کہاں ہے؟ تو اس نے کہا کیا امیر المومنین نے کچھ نہیں دیکھا؟ تو مہدی تلملانے لگا تو سعید نے کہا کہ میری عورت کو طلاق ہو جائے اگر آپ نے کچھ نہ دیکھا ہو۔ مہدی نے کہا آپ کو طلاق پر قسم کھانے کی جرأت کیسے ہوئی؟ اس نے کہا اس لیے کہ میں سچ پر قسم کھا رہا ہوں۔ تو مہدی نے کہا واللہ میں نے یہ بات واقعی خود دیکھی ہے۔ سعید نے کہا اللہ اکبر امیر المؤمنین اپنا وعدہ پورہ کریں تو بادشاہ نے کہا جو چاہو گے سو پاؤ گے۔ پھر حکم دیا کہ اس کو تین ہزار دینار اور دس تخت کپڑے اور نہایت نفیس تین سواریاں دے دیں۔ اور بعض کے بقول تین سرخ' سفید خچروں کا بھی حکم دیا تو وہ یہ سب لے کر واپس آ گیا۔ تو اس کو وہ خادم ملا جس نے اس کی ضمانت دی تھی تو اس نے کہا میں آپ کو اس ذات کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس کے بغیر کوئی معبود نہیں کیا اس مذکورہ خواب کی کوئی حقیقت ہے؟ تو سعید کہا اللہ کی قسم اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ اس نے کہا پھر یہ کیسے ہوا؟ اس نے کہا امیر المؤمنین نے وہ کچھ دیکھا جو میں نے ان کے سامنے بیان کیا تھا۔ اور یہ بہت خلاف عادت چیزوں میں سے ہے جس کی تم جیسے لوگ پرواہ نہیں کرتے وہ یہ ہے کہ جب اس کو میں نے یہ بات بتائی تو یہ بات اس کے دل میں گھومی اور اس نے اپنے نفس کو یہ بات بتائی تو اس کا دل اس بات کی طرف لپکا اور مشغول ہوا اور اس نے کچھ دیر اس کو سوچا تو جس وقت وہ سویا تو جو کچھ اس کے دل میں تھا یہ خیال بن کر اس کے سامنے آ گیا تو اس نے اس کو خواب میں دیکھ لیا تو خادم نے کہا آپ نے طلاق سے قسم اٹھائی ہے اس نے کہا میں نے ایک طلاق دی ہے دو میرے پاس تھیں۔ تو میں مہر میں دس درہم زیادہ دے کر اس سے نکاح کر لوں گا اس طرح میں نے دس ہزار درہم اور تین ہزار دینار اور دس تخت کپڑے اور تین سواریاں حاصل کر لی ہیں۔ تو خادم حیران رہ گیا اور اس کے معاملے سے تعجب کرنے لگا۔ تو سعید نے اس سے کہا میں نے تجھے سچی بات بتا دی ہے اور جو تو نے میری ضمانت دی تھی تو یہ سچ بات میں نے اس کے بدلے میں بتائی ہے۔ اس لیے میری یہ بات پردے میں رکھنا تو اس نے اسی طرح پردے میں رکھی۔ پھر مہدی نے اس کو اپنا ہم مجلس بنا لیا اور عطیات دینے لگ گیا اور اپنے لشکر پر قاضی بنا دیا پھر وہ مہدی کی وفات تک اسی طرح رہا۔

نیز ابن جوزی کہتے ہیں کہ یہ حکایت ہمیں اسی طرح بیان کی گئی ہے مگر مجھے اس کی صحت میں شک ہے اور اس سے بھی یہ بات بعید ہے کہ ایک قاضی کے متعلق ایسی حکایت بیان کی گئی ہے۔

Marfat.com

امام احمد بن حنبل سے اس سعید بن عبدالرحمن کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ اس میں کوئی حرج نہیں۔ یحییٰ بن معین کہتے ہیں یہ ثقہ آدمی تھے۔ اور ہشیم بن عدی نے اس واقعہ سے ان کو تہمت لگائی ہے مگر یحییٰ بن معین کہتے ہیں کہ ہشیم ثقہ نہیں ہے یہ جھوٹ بولتا تھا۔ علی بن مدینی کہتے ہیں میں کسی معاملے میں اس کو پسند نہیں کرتا۔ ابوداؤد عجلی کہتے ہیں کہ ہشیم کذاب ہے۔ ابراہیم بن یعقوب جرجانی کہتے ہیں کہ ہشیم ساقط الاعتبار ہے۔ اس نے اپنا راز خود فاش کیا ہے اور کہا کہ ابوزرعہ کچھ نہیں ہے۔

ایک ڈاکو پادری اور فوجی: کتاب ''الفرج بعد الشدۃ'' میں ایک فوجی سے روایت ہے کہ میں اپنے گھر سے شام کی ایک بستی کی طرف جانے کے لئے نکلا۔ ابھی میں چند فرسخ ہی چلا تھا کہ تھک گیا اور میرے ساتھ میری ایک خچر بھی تھی جس پر میرا سامان اور کپڑے وغیرہ تھے۔ شام قریب ہوگئی' اچانک مجھے ایک گرجا نظر آیا' ان کے عبادت خانے میں ایک راہب تھا وہ میری طرف آیا اور میرا استقبال کیا اور اپنے پاس رہنے کے لیے بطور مہمان مجھ سے کہا۔ جب میں گرجے میں داخل ہوا تو وہاں اس کے سوا کوئی نہیں تھا۔ اس نے میری خچر لی اور اس کے آگے جو ڈال دیئے اور میرا کجاوہ ایک الگ گھر میں رکھ دیا اور مجھے گرم پانی لا کر دے دیا کیونکہ یہ موسم سخت سرد تھا اور برف باری ہو رہی تھی اور میرے آگے بہت بڑی آگ جلا دی اور مجھے بہترین کھانا لا کر دیا میں نے کھانا کھایا جب رات کا ایک حصہ گزر گیا تو میں نے سونے کا ارادہ کیا میں نے اس سے بیت الخلاء کا راستہ پوچھا تو اس نے مجھے بتایا۔ اس وقت ہم ایک کمرے میں تھے تو میں اٹھا اور چل دیا جب میں بیت الخلاء کے دروازے پر پہنچا تو وہاں ایک چٹائی بچھی تھی جب میں نے اس پر پاؤں رکھے تو وہ نیچے گر پڑی اور میں ایک میدان میں جا پڑا تو پتہ چلا کہ وہ چٹائی بغیر چھت کے بچھائی گئی تھی اور برف باری سخت ہو رہی تھی تو میں نے اس راہب کو پکارا تو اس نے مجھ سے بات نہ کی تو میں کھڑا ہوا۔ گرنے سے مجھے زخم تو آئے تھے مگر ہڈی ٹوٹنے سے بچ گئی۔ تو میں جا کر گرجے کے ایک محراب میں برف سے بچنے کے لئے چھپ گیا تو اچانک ایک پتھر آیا اگر وہ میرے سر پر پڑ جاتا تو اس کو پیس دیتا تو میں دوڑنے اور چیخنے لگا تو اس نے مجھے گالیاں دینا شروع کر دیں تو پھر مجھے علم ہوا کہ جو کچھ میرے ساتھ ہوا ہے یہ سب اسی نے کیا ہے اور اس نے میرے سامان کی لالچ کر لی ہے جب میں اس محراب کے سائے سے نکلا تو برف گرنے سے میرے کپڑے بھیگ گئے تو میں نے سوچا کہ میں سردی سے ہلاک ہو جاؤں گا تو میرے دل میں ایک تجویز پیدا ہوئی تو میں نے ایک پتھر جو تقریباً تیس رطل کا تھا اٹھا لیا اور اس کو اپنے کندوں پر رکھا اور صحرا میں دوڑنے لگا یہاں تک کہ میں تھک گیا تو جب میں تھک گیا اور گرم ہو گیا اور پسینہ نکل آیا' لمبے چکر میں تو میں نے پتھر کو پھینک دیا اور بیٹھ کر آرام کرنے لگا پھر جب میں پرسکون ہو گیا اور سردی محسوس کرنے لگا تو میں پھر پتھر لے کر دوڑنے لگا اسی طرح میں صبح تک کرتا رہا سورج نکلنے سے تھوڑی دیر پہلے جب میں گرجے کے پیچھے پہنچا تو میں نے گرجے کا دروازہ کھلنے کی آواز سنی تو میں نے دیکھا کہ راہب نکلا اور اس جگہ کی طرف آیا ہے جہاں میں گرا تھا تو اس نے مجھے وہاں نہ پایا تو کہنے لگا لوگو! اس کا کیا ہوا میں یہ بات سن رہا تھا پھر وہ چلا گیا تو میں اس کی مخالف جانب سے دروازے کی طرف گیا اور گرجے میں داخل ہو گیا وہ گرجے کے اردگرد مجھے تلاش کرنے کے لیے گھوم رہا تھا میں اندر جا کر دروازے کے پیچھے کھڑا ہو گیا میری کمر بند میں ایک خنجر تھا مگر راہب کو اس کا علم نہیں تھا۔ اس نے گرجے کے آس پاس مجھے کافی تلاش کیا مگر اس کو میرے بارے نہ کچھ خبر ہوئی اور نہ ہی اسے میرے کچھ آثار نظر آئے تو وہ واپس گرجے میں آیا اور دروازہ بند کر دیا۔ تو میں نے جلدی سے اس کو خنجر مار کر گرا دیا اور جلدی سے ذبح کر دیا' گرجے کا دروازہ

Marfat.com

بند کر دیا پھر کمرے کے اوپر چڑھ گیا اور آگ تاپنے لگا جو وہاں پر جلائی گئی تھی۔ اور میں اپنے کجاوے سے بہت سارے کپڑے لے کر اپنے اوپر ڈال لئے اور راہب کا کمبل اوپر لے کر اس میں سو گیا تو عصر کے قریب جا کر ہوش میں آیا جب میں جاگا تو میں نے گرجے کا چکر لگایا یہاں تک کھانے کے پاس جا کر کھانے لگا میں پرسکون ہوا تو گرجے کی چابیاں لے کر ایک ایک کمرے کو کھولنے لگا تو وہاں پر چاندی' سونا' ساز و سامان' کپڑے' آلات تھے اور لوگوں کے کجاوے اور ان کے زادراہ جو وہ اپنے کجاووں میں رکھ کر سواریوں پر لائے تھے سب کچھ پڑا تھا تو مجھے خیال آیا کہ راہب ہر اکیلے گزرنے والے آدمی کے ساتھ یہی سلوک کرتا تھا اور اس پر غالب آ جاتا تھا۔

راوی کہتا ہے کہ میں اپنے دل میں حیران ہوا اور مجھے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ میں اس مال کو لے جانے کے لیے کیا طریقہ اختیار کروں۔ میں نے راہب کا لباس پہن لیا اور اس گرجے میں کچھ دن مقیم رہا۔ دور سے گزرنے والوں کو اپنا آپ دکھاتا تاکہ لوگوں کو کوئی شک نہ گزرے کہ میں راہب نہیں ہوں۔ پھر جب وہ مجھ سے قریب آتے تو میں اپنے چہرے کو ان کے لئے ظاہر نہ کرتا یہاں تک کہ میرے نشانات پوشیدہ ہو گئے تو میں نے راہب کے کپڑے اتار دیئے اور دو بورے اس مال میں سے بھر لئے جو گرجے میں تھا اور ان کو اپنے خچر پر لاد کر گرجے کے قریب ایک بستی میں لے گیا وہاں میں نے ایک مکان کرایہ پر لے لیا اور وہاں یہ سامان رکھ دیا اور اسی طرح خچر کے اوپر لاد کر سامان منتقل کرتا رہا۔ یہاں تک کہ میں سارے کا سارا سونا چاندی اور جس سامان کا اٹھانا آسان تھا اور زیادہ قیمتی تھا وہاں پہنچا دیا اور گرجے میں صرف بھاری سامان رہنے دیا تو میں نے بہت سے جانور اور آدمی کرائے پر لیے اور ان سب لوگوں کو ایک دفعہ لے کر آ گیا اور اپنی طاقت کے مطابق سارے سامان کو لاد دیا اور بہت بڑی حیران کن غنیمت کو ایک بہت بڑے قافلے کے ساتھ اپنے شہر آ گیا۔ میں نے بہت بڑا مال حاصل کر لیا۔ اس حکایت کو حافظ ابن شاکر نے اپنی تاریخ میں ابو محمد البطال سے روایت کیا ہے اور اس میں بعض باتیں اس کے خلاف ہیں۔

طبی فوائد اور خواص: خچر کے دل کو خشک کر کے کوٹا جائے اور پھر اگر اس کا پانی کسی عورت کو پلایا جائے تو وہ کبھی حاملہ نہیں ہو گی۔ اسی طرح اس کے کانوں کی میل اگر کوئی عورت اپنے پاس رکھے تو وہ حاملہ نہیں ہو گی۔ اور اگر اس میل کو خچر کے چمڑے میں رکھ کر باندھ لے تو پھر بھی وہ حاملہ نہیں ہو گی۔ اس کے پاؤں کی راکھ باریک کوٹ پیس کر ریحان کے تیل میں گوندھ کر گنجے کے سر پر لگانے سے اور ہر اس جگہ پر جہاں بال نہ اگتے ہوں وہاں لگانے سے بال اگنے لگتے ہیں۔ سیاہ خچر کا کھریا خون دروازہ کی دہلیز کے نیچے دفن کرنے سے کوئی چوہا قریب نہیں آتا۔ مذکر خچر کے کھروں کی دھونی دینے سے گھر سے چوہے اور کیڑے مکوڑے بھاگ جاتے ہیں۔

ابن زہر نے سقراطیس سے بیان کیا ہے کہ کوئی شخص کسی پر عاشق ہو اور وہ چاہتا ہو کہ اس کا عشق اس سے ہٹ جائے تو وہ خچر کے لوٹنے کی جگہ پر لوٹ پوٹ ہو یاد رہے کہ اگر عشق مذکر سے ہو تو نر کی جگہ پر اور اگر مادہ سے عشق ہو تو مادہ کی جگہ پر لوٹ پوٹ ہوا جائے۔ اس کا گوبر زکام والا آدمی سونگھے اور اس میں تھوک کر راستے میں پھینک دے تو جو شخص اس کو پہلے پاؤں سے روندے گا تو یہ زکام اس کی طرف منتقل ہو جائے گا اور وہ تھوکنے والا ٹھیک ہو جائے گا۔

ہرمس نے کہا کہ خچر کے کان کی میل کسی چاندی کے تعویذ میں ڈال کر کسی حاملہ عورت کو باندھ دی جائے تو اس کی ولادت اس

Marfat.com

وقت تک رک جاتی ہے جب تک وہ اس کے پاس رہے جب کوئی انسان اسے نبیذ میں ملا کر پیئے تو اسی وقت نشہ میں ہو جائے گا اور اگر کوئی عورت تیس دراہم کے برابر خچر کا پیشاب پی لے تو کبھی بھی حاملہ نہیں ہوگی۔ اور اگر کسی حاملہ عورت کو خچر کے دماغ میں سے کچھ پلایا جائے تو اس کا بچہ مجنوں پیدا ہوگا۔ ابن بختیشوع کہتے ہیں کہ اگر کوئی عورت روئی میں خچر کا پسینہ لے کر اپنے پاس رکھے تو کبھی بھی حاملہ نہیں ہوگی۔

تعبیر الرؤیا: خچر پر خواب میں سوار ہونا سفر کی دلیل ہے اور عمر کے لمبا ہونے کی دلیل ہے۔ اور اس کی تعبیر ولد الزنا کے ساتھ بھی دی جاتی ہے کہ جس کا کوئی اصل نہیں ہوتا۔ جو شخص خچر پر سوار ہو اور وہ مسافرین میں سے نہ ہو تو وہ ایک مضبوط آدمی کو مغلوب کرے گا۔ اور خچر یا کو خواب میں دیکھنا مرتبہ کی علامت ہے بعض کہتے ہیں کہ اس سے مراد بانجھ عورت ہے۔ پس کالے رنگ کی خچر سے مراد مال والی ہے اور سفید سے مراد حسب والی ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ خچر یہ کو دیکھنا بھی سفر کی علامت ہے۔ تو جو شخص خچر سے اترے تو اس سے مراد مرتبہ سے نزول مراد ہے یا اپنی بیوی کو جدا کرنا مراد ہوگا جو کہ اس کی سواری گنی جاتی ہے۔ یا اس کا سفر لمبا ہوگا۔

البغیبغ

موٹے ہرن کو کہتے ہیں۔ اس میں سے جو ہرنی ہے اس کا ذکر زبیع کے لفظ عنقریب آئے گا۔

البقر الاهلی (گھریلو گائے)

یہ لفظ اسم جنس ہے جو مذکر اور مؤنث دونوں پر بولا جاتا ہے اور جب اس پر ھاء آ جائے تو وحدت کی ہوگی اور اس کی جمع بقرات ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں سبع بقرات ''سمان'' یعنی سات موٹی گائیاں''

مبرکامل میں کہتے ہیں کہ جب تم نر اور مادہ جس تمیز کرنا چاہو گے تو مذکر کے لیے **ھذا بقرۃ** کہو گے اور مؤنث کے لیے **ھذہ بقرۃ** کہو گے جس طرح نر بطخ کے لیے **ھذا بطۃ** کہا جاتا ہے اور مادہ بطخ کے لئے **ھذہ بطۃ** کہا جاتا ہے۔

اور بقیر' بقران' اور باقر چرواہوں سمیت گائیوں کی جماعت پر بولا جاتا ہے اور بیقور جماعت کو کہتے ہیں' جیسے بقول شاعر:

اجاعل انت بیقورا مسلعۃ ذریعۃ لك بین اللہ والمطر

ترجمہ: ''کیا تم پانی کے بند ہونے کے وقت گائیوں کی ایک جماعت کو بارش اور اللہ کے درمیان واسطہ بناتے ہو؟''

اہل یمن گائے کو باقورہ کہتے ہیں نبیؐ نے ان کی طرف صدقہ کا خط لکھا جس میں آپؐ نے فرمایا **فی کل ثلاثین باقورۃ بقرۃ** یعنی ہر تیس گھائیوں میں ایک گائے زکاۃ ہے۔

یہ لفظ بقر سے مشتق ہے جس کا معنی پھٹنا ہے۔ اور چونکہ یہ ہل کے ذریعے زمین کو پھاڑتی ہے اور اس معنی میں وہ لفظ ہے جو محمد بن علی زین العابدین کے لیے باقر بولا جاتا ہے۔ کیونکہ انہوں نے علم کو پھاڑ اور اس میں پورے کے پورے داخل ہو گئے۔ حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے آخری زمانے کے فتنے کا ذکر فرمایا تو آپؐ نے فرمایا کہ وہ فتنہ گائے کے چہروں کی طرح ہوگا۔ یعنی وہ فتنے ایک دوسرے کے مشابہ ہوں گے۔ یہ معنی کرنے میں اس آیت کو پیش نظر رکھا جائے کہ **ان البقر تشابہ علینا** یعنی گائے ہم

Marfat.com

پر مشابہ ہوگی۔

یہ الفاظ بھی حدیث میں آتے ہیں کہ نبیؐ نے فرمایا کہ ایسے لوگ ہوں گے جن کے ہاتھوں میں گائے کی دم کی طرح کوڑے ہوں گے جن سے لوگوں کو ماریں گے۔ اور حاکم نے ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ میں نے نبیؐ سے سنا آپ فرمارہے تھے کہ اگر تم زندہ رہے تو تم ایسے لوگوں کو دیکھو گے جو اللہ کے غصے میں صبح کرتے ہیں اور اس کی لعنت میں شام کرتے ہیں۔ ان کے ہاتھوں میں گائیوں کی دم کی طرح کوڑے ہوں گے۔ اور ''حدیث میں یہ الفاظ بھی ہیں'' کہ ایک آدمی ایک گائے کو لے جارہا تھا تو اس نے بات کی تو صحابہ نے کہا سبحان اللہ گائے بھی بات کرتی ہے تو نبیؐ نے فرمایا میں ابو بکر اور عمرؓ اس پر ایمان رکھتے ہیں۔

سنن ابوداؤد اور ترمذی میں عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ نبیؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ مردوں میں سے اس بلیغ آدمی کو برا سمجھتا ہے جو اپنی زبان کو اس طرح چلاتا ہے جیسے گائے چلاتی ہے۔ ترمذی کہتے ہیں یہ حدیث حسن ہے اس سے مراد وہ شخص ہے جو منہ پھاڑ پھاڑ کر باتیں کرتا ہے اور اپنی زبان کو موٹا کرتا ہے اور جس طرح گائے گھاس کو لپیٹی ہے اس طرح وہ الفاظ ادا کرتا ہے۔

سنن ابوداؤد میں عطاء خراسانی عن نافع عن ابن عمر بیان کرتے ہیں کہ نبیؐ نے فرمایا کہ جب تم بیع عینہ یعنی اصل قیمت سے زیادہ قیمت پر ادھار دو گے تو اور تم گائے کی دموں کو پکڑلو گے اور تم کھیتی باڑی پر مطمئن ہو جاؤ گے اور جہاد کو چھوڑ و گے تو اللہ تعالیٰ تم پر ذلت مسلط کر دے گا جو اس وقت تک تم سے نہیں ہٹائے گا جب تک تم اصل دین کی طرف واپس نہ آ جاؤ۔

نھایۃ الغریب میں باب السین مھملہ میں ہے کہ حدیث میں ہے جس قوم کے گھر میں یہ سکہ داخل ہو گیا تو وہ ذلیل ہو جائیں گے۔ سکتہ سے مراد وہ آلہ ہے جس سے زمین کو ہل دی جاتی ہے۔ یعنی مسلمان جب کھیتی باڑی میں مصروف ہو جائیں گے اور جہاد کو چھوڑ دیں گے تو حکومت ان پر ٹیکس اور مطالبات لگانا شروع ہو جائے گی اور اسی کے قریب وہ حدیث ہے کہ نبیؐ نے فرمایا گھوڑوں کی پیشانیوں میں عزت ہے اور گائیوں کی دموں میں ذلت ہے۔

بیل ایک طاقتور اور عظیم فائدے والا جانور ہے اللہ نے اس کو ہمارا فرمانبردار بنایا اور اس کا کوئی سخت ہتھیار نہیں بنایا جیسے دوسرے درندوں کے لیے ہوتے ہیں کیونکہ یہ انسان کے زیر نگرانی ہوتا ہے۔ تو انسان ہی اس سے اس کے دشمنوں کا ضرر روکتا ہے۔ اگر اس کے پاس کوئی ہتھیار ہوتا تو انسان کے لیے اس کو قبول کرنا مشکل ہو جاتا۔

غضبناک بیل جانتا ہے کہ اس کا ہتھیار اس کے سر میں ہے تو اس کو سینگ کی جگہ استعمال کرتا ہے چھوٹے بچے سینگ اگنے سے پہلے ہی اپنے سروں سے فطری طور پر مارتے ہیں۔

گائے کی کئی قسمیں ہیں: اس میں سے بھینس بھی ہیں اور یہ دودھ کے لحاظ سے زیادہ ہوتی ہے اور اور جسم کے لحاظ سے بڑی ہوتی ہے۔ جاحظ نے کہا جس طرح بکریوں میں بھیڑیں ہیں اس طرح بیلوں میں بھینسیں ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ گائیوں سے زیادہ عمدہ ہوتی ہیں۔ حتیٰ کہ ان کو قربانی میں بھی افضل سمجھا گیا ہے۔ جس طرح بھیڑوں کو بکریوں میں مقدم کیا جاتا ہے۔

زمخشری میں ربیع الابرار میں کہا ہے کہ درندوں میں معزز ترین تین ہیں، شیر، چیتا، اور ببر (یہ ایک درندہ ہے جس کا پیٹ سفید ہوتا ہے جسم پر کالی دھاریاں ہوتی ہیں) اور چوپاؤں میں سے تین چوپائے معزز ہیں: ہاتھی، گینڈا اور بھینس، اور ان کی ایک قسم

Marfat.com

عراب بھی ہے جو ننگے جسم والے اور صاف بدن والے ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک قسم ایسی بھی ہے جس کو دربانہ کہتے ہیں۔ یہ وہ بیل ہیں جن پر بوجھ لادے جاتے ہیں۔ اور کبھی بھی ان کے بڑے بڑے کوہان بھی ہوتے ہیں اور ان میں سے نر بیل عموماً مادہ پر اس وقت جفتی کرتے ہیں جب ان کی عمر ایک سال ہو جاتی ہے۔ اور یہ بہت منی والا جانور ہوتا ہے اور تمام حیوانوں میں سے مادہ کی آواز نر سے نرم ہوتی ہے۔ سوائے گائیوں کے کیونکہ ان میں مادہ کی آواز موٹی اور اونچی ہوتی ہے۔ جب نر بیل مادہ کو جفتی کرتا ہے تو وہ آواز کرتی ہے اور اس کے نیچے دوہری ہو جاتی ہے خاص طور پر اس وقت جبکہ وہ عضو مخصوص سے ہٹ جائے۔ کیونکہ اس کا ذکر سخت ہوتا ہے۔ گائے جب نر کی طرف شوق رکھتی ہے تو بھاگنا شروع کر دیتی ہے اور چرواہوں کو تھکا دیتی ہے۔

مصر کی سرزمین میں ایک ایسی گائے بھی ہے جس کو بقر الخیس کہتے ہیں جن کی گردنیں لمبی لمبی اور ان کے سینگ پہلے دن کے چاند کی طرح ٹیڑھے ہوتے ہیں۔ یہ بہت دودھ دیتی ہیں۔

مسعودی کہتے ہیں میں نے رے میں ایسی گائیں دیکھی ہیں جو اونٹ کی طرح بیٹھتی ہیں۔

اس جنس کے لئے اوپر کے ثنایا نہیں ہوتے اس لیے وہ نچلے ثنایا دانتوں سے گھاس کو کاٹتی ہے۔

وضع حمل میں آسانی کے وظائف: احمد بن مروان مالکی دینوری کتاب المجالسۃ کے آخر میں لکھتے ہیں کہ عکرمہ ابن عباس سے روایت ہے کہ عیسیٰ ایک گائے کہ پاس سے گزرے جس کا بچہ اس کے پیٹ میں چوڑا ہو گیا تھا تو اس گائے نے کہا اے اللہ کے کلمے۔ اللہ سے دعا کریں کہ مجھے اس بیماری سے چھٹکارہ دے تو انہوں نے یہ دعا کی "یا خالق النفس من النفس یا مخرج النفس من النفس خلصها" تو اس کے پیٹ میں جو کچھ تھا وہ اس نے باہر نکال دیا۔

احمد بن مروان فرماتے ہیں کہ جب کسی عورت کو بچہ جننا مشکل ہو جائے تو اس کے لیے یہی دعا لکھی جائے۔

سعید بن جبیرؓ سے روایت ہے کہ ابن عباس نے کہا کہ جب کسی عورت کو بچہ جننے میں دقت ہو تو اس کے لیے یہ دعا لکھی جائے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَايُوعَدُوْنَ لَمْ يَلْبَثُوْا اِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ بَلَاغٌ فَهَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الْفَاسِقُوْنَ.

میں کہتا ہوں اس حدیث کا کچھ حصہ امام طبرانی نے انسؓ سے بیان کیا ہے کہ نبیؐ نے فرمایا جب تم کوئی حاجت طلب کرو یا کامیابی چاہو تو یہ دعا پڑھو **الا اله الا الله وحده لا شريك له العلى العظيم لا اله الا الله وحده لا شريك له الحليم الكريم لا اله الا الله وحده لا شريك له رب السموت والارض ورب العرش العظيم الحمد لله رب العالمين كانهم يوم يرون ما يوعدون لم يلبثو الا ساعة من نهارا بلاغ فهل يهلك الا القوم الفاسقون كانهم يوم يرونها لم يلبثوا الا عشية او ضحها۔ اللهم انى اسئلك موجبات رحمتك وعزائم مغفرتك والسلامة من كل اثم والقيمة من كل بر و الفوز بالجنة والنجاة عن النار اللهم لا تدع لنا ذنباً الاغفرته ولا هما الا فرجته ولا حاجة هى لك رضىً الا قضيتها برحمتك يا ارحم الراحمين۔**

اور ولادت میں تنگی کو دور کرنے کے لیے یہ نسخہ بھی تجربہ شدہ ہے۔ کہ درج ذیل کلمات لکھے جائیں اور دردزہ والی عورت کو پلائے جائیں۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم آخر تک۔ پھر سورہ فاتحہ پھر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور سورہ اخلاص پھر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور سورۂ فلق پھر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور سورۂ ناس پھر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ وَ اَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَ حُقَّتْ وَاِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ وَاَلْقَتْ مَافِيْهَا وَ تَخَلَّتْ۔ اَللّٰهُمَّ يَا مُخْلِصَ النَّفْسِ مِنَ النَّفْسِ وَ يَامُخْرِجَ النَّفْسِ مِنَ النَّفْسِ يَا عَلِيْمُ يَا قَدِيْرُ خَلِّصْ فُلَانَةَ مِمَّا فِي بَطْنِهَا مِنْ وَلَدٍ خَلَاصًا فِي عَافِيَةٍ اِنَّكَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ۔

ایک بادشاہ کی ناانصافی کا قصہ: صاحب ''ترغیب وترہیب'' نے اور بیہقی نے ''شعب'' میں ابن عباسؓ سے بیان کیا ہے کہ بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ اپنے شہر سے اپنی مملکت میں سیر کے لئے نکلا اور وہ لوگوں کی نظروں سے بھی پوشیدہ رہنا چاہتا تھا۔ تو ایک آدمی کے پاس گیا جس کی ایک گائے تھی اس رات کو گائے بھی گھر آئی تو اس گائے نے تیس گائیوں کے برابر دودھ دیا تو بادشاہ نے اس سے بڑا تعجب کیا۔ اور اس کو چھین لینے کا خیال اس کے دل میں آیا جب دوسرا دن ہوا تو گائے چراگاہ کی طرف چلی گئی شام کو آئی تو پہلے سے آدھا دودھ دیا تو بادشاہ نے اس کو بلایا اور پوچھا کہ مجھے اپنی گائے کے متعلق بتاؤ کہ اس نے آج دودھ کم کیوں دیا ہے کیا اس کی چراگاہ کل جیسی نہیں تھی۔ اس نے کہا کیوں نہیں، مگر میرا خیال ہے کہ بادشاہ نے اپنی بعض رعیت کے لئے دل میں برائی کا ارادہ چھپا رکھا ہے۔ تو اس لیے اس گائے کا دودھ کم ہو گیا ہے کیونکہ بادشاہ جب ظالم ہو جاتے ہیں یا ظلم کا ارادہ کر لیتے ہیں تو برکت اٹھ جاتی ہے۔ تو بادشاہ نے اس سے وعدہ کیا کہ میں تجھ سے یہ گائے نہیں لوں گا اور نہ ہی کبھی کسی پر ظلم کروں گا تو گائے صبح کو چر کر واپس شام کو آ گئی تو اس آدمی نے اس کا دودھ دوہا تو وہ پہلے دن کے برابر نکلا تو بادشاہ نے اس بات سے نصیحت حاصل کی اور انصاف کرنے لگا اور کہنے لگا واقعی سچ ہے کہ بادشاہ جب ظلم کرے یا ظلم کا ارادہ ہی کرے تو برکت اٹھ جاتی ہے۔ میں آئندہ ضرور انصاف کروں گا اور رعیت کے ساتھ اچھا سلوک کروں گا۔

اس واقعہ کو ابن الجوزی نے کتاب مواعظ الملوک والسلاطین میں اس سند کے علاوہ بھی ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ کسریٰ کسی دن شکار کو نکلا تو اپنے ساتھیوں سے بچھڑ گیا تو اس پر ایک بدلی نے سایہ کیا اور وہ سخت برسی یہاں تک کہ کسریٰ اور اس کے لشکریوں کے درمیان حائل ہو گئی تو اچانک وہ ایسی جگہ پہنچ گیا جہاں سے اس کو معلوم نہیں ہو رہا تھا کہ کدھر جائے تو وہ ایک بوڑھی عورت کی کوٹھڑی میں چلا گیا اور اس کے پاس رہ پڑا۔ تو بوڑھی نے اس کے گھوڑے کو بھی اندر داخل کر لیا تو اس کی بیٹی ایک گائے کو لے کر آئی جس کو چرالائے تھے۔ تو کسریٰ نے دیکھا کہ اس کا دودھ بہت زیادہ ہے تو کہنے لگا کہ ہر گائے پر ٹیکس ہونا چاہیے کیونکہ یہ بہت زیادہ دودھ ہے تو لڑکی جب آخرت رات اٹھی تو دیکھا کہ اس کا دودھ ختم ہو چکا ہے۔ تو اس نے ماں کو آواز دی کہ اماں لگتا ہے بادشاہ نے اپنی رعیت کے خلاف دل میں کوئی برا ارادہ بنالیا ہے۔ تو اس کی ماں نے پوچھا یہ کیسے معلوم ہو گیا؟ اس نے کہا گائے نے دودھ کا ایک قطرہ بھی نہیں دیا۔ تو اس نے کہا خاموش رہو ابھی تو کالی رات پڑی ہے۔ تو کسریٰ نے دل میں انصاف اور پہلے ارادے سے رجوع کا عزم کر لیا تو جب آخر رات ہوئی تو اس کو ماں نے کہا اٹھ دودھ نکال تو وہ اٹھی اور گائے کو دیکھا کہ دودھ سے بھری ہوئی ہے تو کہنے لگی اے اماں! بادشاہ کے دل میں جو برائی تھی وہ نکل گئی ہے جب دن چڑھا تو کسریٰ کے سارے ساتھی آ گئے۔ تو یہ بھی سوار ہو گیا اور کہا کہ بوڑھی اور اس کی بیٹی کو میرے سامنے پیش کرو۔ تو اس نے ان سے اچھا سلوک کیا اور کہنے لگا تم نے یہ بات کیسے معلوم کی تو بوڑھی نے کہا میں شہر میں کافی عرصے سے رہ رہی ہوں۔ جب بھی ہم سے انصاف کیا گیا تو ہماری زمین

Marfat.com

شاداب ہوگئی اور ہماری معیشت فراواں ہوگئی اور جب بھی ہم سے ظلم کیا گیا تو ہماری معیشت تنگ ہوگئی اور نفع کا سامان ختم ہوگیا۔

امام طرطوشی نے سراج الملوک میں ذکر کیا ہے کہ مصر کی سرزمین میں ایک کھجور تھی جس سے ۲۴۰ صاع کھجوریں اترتی تھیں اور اس وقت کوئی درخت اس سے آدھی کھجوریں بھی نہیں دیتا تھا۔ تو بادشاہ نے اس کو چھین لیا تو اس سال کھجوریں بالکل نہ ہوئیں۔

طرطوشی بیان کرتے ہیں کہ اس سرزمین کے شیوخ میں سے ایک شیخ نے کہا کہ میں اس کھجور کو جانتا ہوں کہ وہ غربی جانب تھی اس سے تقریباً ۴۲۰ امد یا ۲۴۰ صاع وزن کی کھجوریں اتاری جاتی تھیں۔ اس کا مالک مہنگائی کے سالوں میں ہر ویبہ ایک دینار کے عوض بیچتا تھا۔

ابن خلکان نے جلال الدولہ ملک الشاہ سلجوقی کے حالات زندگی میں بیان کیا ہے کہ ایک واعظ اس کے پاس گیا تو اس کو جو اس نے نصیحتیں کیں اس میں سے ایک یہ بھی تھی کہ شاہان کسریٰ میں سے ایک بادشاہ گزرا ہے جو ایک باغ کے دروازے پر اپنے لشکر کے بغیر گزرا تو دروازے کی طرف آگے بڑھ کر پینے کے لئے پانی مانگا۔ تو ایک لڑکی پانی لے کر آئی جس میں گنے کا رس اور برف تھی تو اس نے اس کو پیا تو اس کو اچھا لگا۔ اور پوچھا کہ یہ کیسے بنتا ہے؟ تو اس نے کہا ہمارے ہاں گنا پروان چڑھتا ہے پھر اس کو ہم خود نچوڑتے ہیں تو اس سے یہ پانی نکلتا ہے۔ تو اس نے کہا جاؤ ایک گنا اور نچوڑ کر لاؤ وہ لڑکی بادشاہ کو نہیں جانتی تھی۔ وہ اندر گئی تو بادشاہ نے دل میں سوچا کہ میں ان سے یہ مکان لے لوں اور ان کو کوئی دوسری جگہ دے دوں تو وہ لڑکی تیزی سے روتی ہوئی باہر آئی اور کہنے لگی ہمارے بادشاہ کی نیت بدل گئی ہے اس نے کہا وہ کیسے؟ لڑکی نے کہا میں اس گنے سے جتنا چاہتی آسانی سے نچوڑ لیتی تھی لیکن اس دفعہ میں نے بہت نچوڑنے کی کوشش کی مگر اس کو نہ نچوڑ سکی تو بادشاہ نے اپنے ارادہ کو بدل لیا تو اس لڑکی سے کہا دوبارہ جاؤ۔ اب تم اپنے مقصد کو پالو گی اس نے اپنے دل میں ارادہ کرلیا کہ اب وہ اس ارادہ کا دوبارہ عزم نہیں کرے گا۔ پھر وہ جب آئی تو اس کی چاہت کے مطابق لڑکی کے پاس پانی موجود تھا۔ اور وہ بہت خوش تھی۔

ملک شاہ سلجوقی نیک سیرت بادشاہوں میں سے تھا اس لیے اس کا لقب الملک العادل رکھا گیا۔ اس نے تمام شہروں سے موصول اور چوکیدارا ٹیکس ختم کر دیا۔ اس کے زمانے میں بہت امن ہوگیا تھا۔ اسلامی بادشاہوں میں سے اس کے ملک جتنا ملک کسی کا نہیں تھا۔ یہ بادشاہ شکار کا شوقین تھا۔ اس نے یاد رکھا کہ اس نے اپنے ہاتھ سے دس ہزار شکار کئے ہیں اس لیے اس نے دس ہزار دینار صدقہ کر دیا۔ اور کہا مجھے اللہ کا خوف آتا کہ میں بغیر کھائے روحیں نکالوں اس لیے جب وہ کوئی جانور شکار کرتا تو ایک دینار صدقہ کرتا ایک دفعہ وہ کوفہ سے نکلا تھا تو راستے میں بہت سے وحشی جانوروں کا شکار کیا تو وہاں اس نے وحشی گدھوں کے کھروں اور وحشی ہرنوں کے سینگوں کا مینار بنایا جن کو اس نے اس راستے میں شکار کیا تھا۔ ابن خلکان کہتے ہیں وہ مینارہ اب بھی موجود ہے اور مینارۃ القرون کے نام سے مشہور ہے۔ اس کی وفات ۴۸۵ ہجری ۱۶ شوال کو بغداد میں ہوئی۔

عجیب اتفاق ہے کہ مقتدی باللہ نے مستظہر باللہ کی ولی عہدی کی بیعت لی۔ پھر جب ملک شاہ بغداد میں تیسری دفعہ داخل ہوا تو اس نے مقتدی پر لازم کر دیا کہ وہ اپنے بیٹے مستظہر کو معزول کر دے۔ اور بیٹے جعفر کو ولی عہد بنا دے جس کو اس نے اپنی بیٹی عنایت کی تھی۔ اور یہ کہ مقتدی بصرہ چلا جائے تو یہ بات مقتدی پر گراں گزری اور اس نے بہت کوشش کی کہ ملک شاہ سلجوقی اس رائے سے ہٹ جائے لیکن وہ ایسا نہ کر سکا تو دس ایام کی مہلت مانگی تا کہ وہ اس کی تیاری کر سکے تو اس نے اس کو مہلت دے دی۔ تو مقتدی،

Marfat.com

روزے رکھنے لگا اور بھوکا رہنے لگا اور جب افطار کرتا تو راکھ پر بیٹھ کر بادشاہ کے لئے بددعا کرتا تو ملک شاہ سلجوقی ان دنوں میں بیمار ہو کر مر گیا۔ نہ اس کے جنازے پر کوئی آیا اور نہ ظاہر طور پر اس کا جنازہ پڑھا گیا بلکہ تابوت میں ڈال کر اصبہان لے جایا گیا اور وہیں دفن کیا گیا۔

وہ گائے جس کو ذبح کرنے کا بنی اسرائیل کو حکم دیا تھا اس کا قصہ مشہور ہے اس کی طرف کچھ اشارہ باب العین لفظ عجل میں آئے گا ان شاء اللہ پس وہ اللہ پاک ہے جس نے مخلوق کے درمیان فرق رکھا ابراہیم علیہ السلام سے کہا گیا کہ اپنے بیٹے کو ذبح کرو تو انہوں نے اس کو پیشانی کے بل لٹایا اور بنی اسرائیل کو گائے ذبح کرنے کا کہا گیا مگر وہ ذبح نہیں کرنا چاہتے تھے۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنا سارا مال اللہ کی راہ میں دے دیا اور ثعلبہ بن حاطب نے زکاۃ دینے سے بھی بخل کیا (ثعلبہؓ روایت قابل اعتبار نہیں ہے' مترجم) حاتم نے سفر و حضر میں سخاوت کی اور حباحب نے اپنی آگ کی روشنی پر بھی بخل کیا۔ اسی طرح اللہ نے فہم و عقل کے درمیان بھی فرق رکھا۔ پس سحبان بہت بولنے والا اور متکلم آدمی ہے اور باقل گونگے سے بھی زیادہ عاجز ہے اور اللہ نے جگہوں میں بھی تفاوت رکھا ہے۔ تو زرود جیسے خشک علاقے پیاس کی شکایت کرتے ہیں۔ سنگ لاخ کی نہریں غرقابی کی شکایت کرتی ہیں۔

ایک عجیب واقعہ: عرب جب کسی قحط زدہ سال میں پانی مانگنے کا ارادہ کرتے تو گائے کی دم میں آگ لگا کر چھوڑ دیتے تو آسمان سے بارش برسنے لگتی کیونکہ اللہ تعالیٰ اس وجہ سے اس پر رحم فرماتا اس لیے ایک شاعر نے کہا:

اجاعل انت بیقورا مسلعة ذریعة لك بین اللہ والمطر

''کیا تم بارش کے نہ ہونے کے وقت گائیوں کی ایک جماعت کو اللہ اور بارش کے درمیان واسطہ بنا دیتے ہو۔''

امیہ بن ابی الصلت الثقفی اس کو یوں بیان کرتے ہیں۔

سنة ازمة تخیل للناس تری للعضاة فیها صریرا

''قحط سالی کے ایسے زمانے میں جو لوگوں کو بادلوں کے خیال دلاتا ہو تم کانٹے والے درختوں کو دیکھو گے کہ وہ بھی آواز کرنے لگتے ہیں۔''

لاعلی کوکب ینوء ولا ریح جنوب ولا تری طخرورا

''نہ کوئی ایسا ستارہ ہے کہ جس سے بارش کی امید کی جا سکے اور نہ جنوبی ہوائیں اور نہ کوئی تم بادل دیکھو گے۔''

ویسقون باقر السهل للطود مهازیل خشیة ان تبورا

''لوگ اپنی ہلکی گائیوں کو ایسے پہاڑوں کی طرف ہانک کر لے جاتے ہیں جہاں پر ہلکے بادل ہوتے ہیں اس ڈر سے کہ کہیں وہ تباہ نہ ہو جائیں۔''

عاقدین النیران فی هلب الاذ ناب منها لکی تهیج البحورا

''آگ جلانے والے دموں کے بالوں کو آگ لگاتے ہیں تاکہ سمندر بھڑک پڑیں۔''

سلع ما ومثله عشر ما عائل ما وعالت البیقورا

Marfat.com

''کسی جلے ہوئے چمڑے کی وجہ سے یا اس جیسے دس چیخنے والوں سے اور ایک پورے ریوڑ کے چیخنے کی وجہ سے۔''

دودھ اور ملاوٹ: احیاء العلوم میں ایک حکایت بیان کی گئی ہے کہ ایک شخص کے پاس گائے تھی وہ اس کو دوہتا تھا اور اس کے دودھ میں پانی ملا کر بیچتا تھا ایک سیلاب آیا اور اس نے گائے کو غرق کر دیا تو اس کے کسی لڑکے نے کہا جو پانی ہم تھوڑا تھوڑا کر کے دودھ میں ملایا کرتے تھے وہ ایک ہی دفعہ اکٹھا ہو کر آ گیا اور گائے کو لے کر چلا گیا۔

امام خلال اپنی مجالس میں سے نویں مجلس کے اندر جابر بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک گائے شراب کے اندر چلی گئی اس میں سے اس نے پیا تو انہوں نے اس کو ذبح کیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر آئے اور آپ کو اس کے واقعہ کے متعلق خبر دی تو آپ نے فرمایا اس کو کھاؤ یا آپ نے فرمایا اس کو کھانے میں کوئی حرج نہیں۔

شرعی حکم: اس کا کھانا اور اس کا دودھ پینا بالا جماع حلال ہے۔ صحیح حدیث میں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گائے کا گھی اور دودھ شفا ہے اور اس کا گوشت بیماری ہے اور اس معنی کی حدیث کو ابن عدی نے بھی محمد بن زیاد طحان کے ترجمہ میں ابن عباس سے بیان کیا ہے۔

اور صحیح حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کی طرف سے گائے کی قربانی کی اور طبرانی نے زہیر سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھے میرے گھر کی ایک عورت نے ملیکہ بنت عمرو الزیدیہ سے بیان کیا ہے جو زید بن عبداللہ بن معد کی اولاد میں سے ہیں وہ فرماتی ہیں میں نے اپنے گلے میں کچھ درد محسوس کیا تو میں ملیکہ بنت عمرو کے پاس آئی تو اس نے میرے لئے گائے کا گھی تجویز کیا اور کہا بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ گائے کے دودھ میں شفا ہے اس کا گھی علاج اور گوشت بیماری ہے۔ اس روایت کی راویہ تابعیہ ہے لیکن اس کا نام نہیں لیا گیا اور اس کے باقی راوی ثقہ ہیں۔

مستدرک میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے اوپر گائے کے دودھ اور اس کے گھی کو لازم کر لو اور تم اس کے گوشت سے بچو کیونکہ اس کا دودھ اور گھی دوا ہے اور اس کا گوشت بیماری ہے اور حاکم کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

امام حاکم نے اور ابن حبان نے ابن مسعود ہی سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسی بیماری نہیں اتاری کے جس کی شفا نہ اتاری ہو۔ جس کو نہیں پتہ چل سکا اس کو نہیں چلا اور جاننے والوں نے جان لیا' اور گائے کے دودھ میں ہر بیماری کی شفاء ہے اس لئے تم گائے کے دودھ کو اپنے اوپر لازم کر لو کیونکہ یہ ہر قسم کے درخت چرتی ہے اور ایک روایت میں ''ترتم'' کے الفاظ ہیں اور اس کا معنی بھی ''چرنا'' ہے' اس کو ابن ماجہ نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے گائے کے دودھ کے ذکر کے بغیر بیان کیا ہے' اور بزار نے یہ حدیث پوری بیان کی ہے۔ اس روایت کے ایک راوی محمد بن جابر بن سیار ہیں وہ اکثر محدثین کے نزدیک صدوق ہیں اور باقی محدثین نے انہیں ضعیف کہا ہے اور اس حدیث کے باقی راوی ثقہ ہیں اس کو امام حاکم نے تاریخ نیساپور میں بھی عبداللہ بن مبارک عن ابی حنیفہ عن قیس بن مسلم عن طارق بن شہاب عن عبداللہ بن مسعود کے طریق سے بیان کیا ہے' اور ابن سنی کی کتاب میں علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگ جن چیزوں سے شفا حاصل کرتے ہیں

Marfat.com

ان سب میں سے بہترین گھی ہے۔
جب کسی نے گائے کی وصیت کی تو اس میں بیل صحیح مذہب کے مطابق شامل نہیں ہوگا کیونکہ ''بقرۃ'' کا لفظ مؤنث کے لئے وضع کیا گیا ہے۔ جب ثور کی وصیت کرے تو گائے بھی اس میں شامل ہوگی ''بقرۃ'' میں ''ھاء'' وحدت کی ہے۔
امام رافعی کہتے ہیں گائے کی زکوۃ دیتے وقت گائیوں میں بھینسوں کو داخل کر کے تعداد کو مکمل کرنا درست ہے اور عمدہ اور کفایہ میں ہے کہ بھینسوں کو گائیوں میں شامل نہیں کیا جائے گا۔ مگر جب کہنے والا یہ کہے کہ میری گائیوں میں سے زکوۃ لے لو حالانکہ اس کے پاس صرف بھینسیں ہوں تو اس صورت میں بھینسوں سے زکوۃ لی جائے گی۔ لیکن اگر اس کے پاس نیل گائیں ہوں تو اس میں دو صورتیں ہیں جیسا کہ ہم نے اونٹوں اور ہرنوں کے ضمن میں ذکر کر دیا ہے۔

گائیوں کی زکوٰۃ: اس کی زکوٰۃ پر تیس سائمہ میں سے ایک تبیعہ ہے' جو ایک سال کا ہو اور ہر چالیس میں ایک مسنہ ہے جو دو سال کا ہوتا ہے جیسا کہ امام مالک نے طاؤس سے روایت کیا ہے کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے اسی طرح زکوۃ لی ہے اور اس سے کم گائیں ہوتیں تو آپ ان سے زکوٰۃ نہ لیتے۔ ایک سال کے بچے کو تبیعہ اس لئے کہتے ہیں کہ وہ چراگاہ میں اپنی ماں کے پیچھے پیچھے چلتا ہے اور بعض کے بقول اس لئے کہتے ہیں کہ اس کے سینگ اس کے کانوں کے برابر ہو رہے ہوتے ہیں۔ اگر کوئی آدمی ایک تبیعہ زکوٰۃ میں دے دے تو یہ اس کے لئے کافی ہے بلکہ یہ اس کے لئے بہتر ہے کیونکہ یہ مادہ ہے اور دو سال کے بچے کو مسنہ اس لئے کہتے ہیں کہ اس کا ایک سال مکمل ہو چکا ہے پھر اگر آدمی چالیس گائیوں کی طرف سے دو تبیعے زکوٰۃ دے دے تو صحیح مذہب کے مطابق یہ اس کو کافی ہیں۔ مگر امام بغوی کہتے ہیں کہ یہ جائز نہیں ہے اس لئے کہ تعداد سال کے قائم مقام نہیں ہو سکتی۔

تین قاضیوں کا قصہ: ''حلیۃ الاولیاء'' میں عکرمہ رحمۃ اللہ کے حالات زندگی میں ہے کہ بنی اسرائیل میں تین قاضی تھے ان میں سے کسی ایک کا انتقال ہو گیا تو اس کی جگہ ایک دوسرے کو مقرر کر دیا گیا تو انہوں نے اس وقت تک فیصلے کئے جب تک اللہ نے چاہا پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف ایک فرشتے کو امتحان کی غرض سے بھیجا تو فرشتے نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ اپنی گائے کو پانی پلا رہا ہے اور اس کے پیچھے اس کا بچھڑا بھی ہے تو فرشتے نے اس بچھڑے کو اپنی طرف بلایا جبکہ گھوڑے پر سوار تھا تو بچھڑا اس کے پیچھے پیچھے چل پڑا تو گائے والا اور فرشتہ آپس میں جھگڑ پڑے تو وہ دونوں پہلے قاضی کے پاس آئے فرشتے نے ایک قیمتی موتی قاضی کو دے دیا اور اس سے کہا کہ تو یہ فیصلہ کر کہ بچھڑا میرا ہے تو قاضی کہنے لگا میں تمہارے حق میں فیصلہ کیسے کر سکتا ہوں' فرشتے نے کہا تم گھوڑے گائے اور بچھڑے کو بھیجو اگر بچھڑا گھوڑے کے پیچھے چل پڑا تو مجھے دے دینا تو قاضی نے ان کو چلایا تو بچھڑا گھوڑے کے پیچھے چل پڑا قاضی نے فرشتے کے حق میں فیصلہ کر دیا۔ پھر وہ دونوں دوسرے قاضی کے پاس آئے تو اس نے بھی اسی طرح فیصلہ کیا اور موتی لے لیا' لیکن تیسرے قاضی کو جب فرشتے نے موتی دیا اور کہا کہ ہمارے درمیان فیصلہ کر دو تو وہ کہنے لگا کہ مجھے حیض آ گیا ہے فرشتہ کہنے لگا سبحان اللہ کیا مردوں کو بھی حیض آتا ہے قاضی کہنے لگا سبحان اللہ کیا گھوڑا بھی گائے جنتا ہے اور اس نے اس گائے والے کے حق میں فیصلہ کر دیا' میں کہتا ہوں کہ ایسے قاضیوں کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو قاضی جہنم میں اور ایک قاضی جنت میں جائے گا۔

ضرب الامثال: عرب کہتے ہیں ترکت زیدا بملا حس البقر او لادھا میں نے زید کو ایسی جگہ پر چھوڑا جس طرح

Marfat.com

گائے اپنی اولاد کے جسم کو چاٹتی رہتی ہے۔ یعنی خالی چٹیل میدان میں جہاں سے کچھ حاصل نہ ہو۔

اورعرب کہتے ہیں الکلاب علی البقر اس کا معنی عنقریب ان شاءاللہ باب الکاف میں آ جائے گا۔

طبی فوائداور خواص: جب گائے کی چربی کو سرخ ہڑتال کے ساتھ ملا کر دھونی دی جائے تو اس سے سانپ بچھواور کیڑے مکوڑے وغیرہ بھاگ جاتے ہیں اوراس کو کسی برتن میں ملا جائے تو اس کے ارگرد مچھر جمع ہو جاتے ہیں اوراس کے سینگوں کو پیس کر چوتھے کے بخار والے کو کھانے میں ملا کر دیا جائے تو بخار اتر جاتا ہے اور جب اس کو پیا جائے تو اس سے قوت شہوت میں اضافہ ہوتا ہے۔اس کا خون بہتے ہوئے خون کو روک دیتا ہے جب اس کے پتے کو پیاز کے پانی کے ساتھ ملا کر بواسیر کی جگہوں پر طلاء کیا جائے تو یہ مفید ہے اوراس سے درد ختم ہو جاتا ہے۔ جب جسم کے کالے داغوں پر اس کو لیپ کیا جائے تو ان داغوں کو اکھیڑ کر صاف کر دیتا ہے۔ جب اس کو شہد میں ملا کر آنکھوں میں لگایا جائے تو اندھرتا ختم ہو جاتا ہے۔ جب اس کے پتے کو بورہ ارمنی شہداور حنظل کے اندر کے باریک چھلکے کے ساتھ ملا کر مقعد پر لگایا جائے تو فائدہ ہوگا۔ ارسطو کہتے ہیں کالی گائے کا پتہ آنکھوں میں لگایا جائے تو نظر میں اضافہ ہوتا ہے۔ کیماس کہتے ہیں کہ جب گائے کی آنکھ پھوٹ جائے یا اکھڑ جائے اوراس آنکھ کے پانی سے کسی کاغذ پر کچھ لکھا جائے تو وہ دن کو تو نظر نہ آئے گا مگر رات کو پڑھا جا سکتا ہے۔ جب اس کے بالوں کو جلا کر پیا جائے تو یہ دانت کے درد کے لئے مفید ہے اور جب اس کو سکنجبین کے ساتھ ملا کر پیا جائے تو یہ تلی کو زائل کر دیتا ہے۔ جب اس کو شہد کے ساتھ ملا کر پیا جائے تو یہ پیٹ سے کدو کے بیجوں کو نکال دیتا ہے۔ یونس بیان کرتے ہیں کہ گائے کے گوبر کو تو اکیل کی بیماری پر لیپ کیا جائے تو وہ جھڑ کر اسی وقت تندرست ہو جاتے ہیں۔ جب اس کو پیٹھ کے ورموں پر ملا جائے تو ان کو نرم کر دیتا ہے۔ چیونٹیوں کی کسی بستی پر ان کے ظاہر ہونے سے پہلے دھونی دی جائے تو وہ ظاہر نہیں ہوتیں۔ اگر اس کو نقرس پر رکھا جائے تو اس کو فائدہ دیتا ہے جب اس کی دھونی حاملہ عورت کو دی جائے تو ولادت میں آسانی ہوتی ہے اور جنین کو مردہ اور زندہ اوراس کی جھلی بہ آسانی باہر نکال دیتا ہے۔ اگر اس کو کسی گھر میں جلایا جائے تو گھر کے کیڑے مکوڑے بھاگ جاتے ہیں۔ اگر اس کی راکھ کو لے کر پیسا جائے اور نکسیر والے کی ناک میں اس کو پھونکا جائے تو وہ رک جاتی ہے۔ اگر اس کو بدن پر بار بار مل کر چھوڑ دیا جائے یہاں تک کہ وہ خشک ہو جائے تو تیراور کانٹا جسم سے باہر نکل آتے ہیں اگر اس کو گندھک کے ساتھ ملا کر روٹی کے ٹکڑے پر ملا جائے اور سارے پیٹ پر اس کو پھیلا دیا جائے تو زرد پانی کو چوس لیتا ہے۔

ہرمس کہتے ہیں جب گائے کے نتھنے میں عرق گلاب کو ملا جائے تو ڈر کر بھگ جاتی ہے۔

تعبیر الرؤیا: خواب میں گائے کو دیکھنے سے مراد سال ہیں۔ جیسا کہ اس کی تعبیر یوسف علیہ السلام نے کی تھی تو اگر موٹی گائے دیکھے تو اس سے مراد تر و تر زگی ہے اور اگر کمزور دیکھے تو اس سے مراد قحط سالی ہے۔ یہ اس صورت میں ہے جب گائے سفید یا کالی ہو لیکن اگر کسی نے پیلی یا سرخ گائے دیکھی جو پانی کی نالیوں کو سینگ مار کر اٹھ رہی ہو یا عمارتوں کو گرا رہی تو اس سے مراد فتنہ ہے جو اس جگہ اترے گا جہاں وہ گائے داخل ہوئی ہے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آخر زمان میں فتنے گائے کے سینگوں اور اس کی آنکھوں کی طرح ہوں گے اور زرد گائے خواب میں دیکھنا ایسے سال کی علامت ہے جس میں خوشی ہوگی اور خاکی رنگ کی گائے دیکھنا اول سال کی میں تنگی کی علامت ہے اور گائے کے پچھلے حصے میں سیاہی سفیدی دیکھنا یہ سال کے آخری حصے میں سختی کی

Marfat.com

علامت ہے اور نصف گائے دیکھنا یہ بہن یا بیٹی میں مصیبت ہے اسی طرح ہر حصہ جس کی طرف منسوب ہوگا وہ شخص مراد ہوگا جسے چوتھا حصہ اور آٹھواں حصہ۔ اور جس نے کسی دوسرے کی گائے کا دودھ نکالا وہ آدمی کسی کی عورت میں خیانت کرے گا' اور آدمی اپنی گائے میں جو چیز دیکھے وہ اس کی بیٹی یا بیوی کی طرف لوٹے گی۔ اور گائے کے دودھ سے مراد زیادہ حلال مال ہے۔ اور اس کی آواز سے مراد ادب میں مشہور لوگ ہوں گے۔ گائے کے زخم کو خواب میں دیکھنا بیماری کی علامت ہے۔ جس پر گائے یا بیل نے حملہ کر دیا اور اس نے اس کو چھوڑا نہیں تو وہ اسی سال مر جائے گا۔ اور کسی زمیندار نے خواب میں گائے دیکھی تو اس سے مراد بہتری ہے گائے کے رنگوں کی تعبیر بھی وہ ہوگی جو گھوڑوں کے رنگوں کی ہوتی ہے اور اس کا بیان عنقریب ان شاء باب الخاء معجمہ میں آئے گا۔ اور جو شخص گائے کو دیکھے کہ وہ اس کے گھر میں داخل ہوگئی ہے اور اس کو سینگ مار رہی ہے تو وہ اپنے میں مال میں خسارہ دیکھے گا۔ نصاریٰ کہتے ہیں جو شخص نیند میں گائے کا گوشت کھائے اس کو حاکم کے پاس جانا پڑے گا۔ اور چربی سے مراد ایسا خالص مال ہے جو وہ بغیر محنت کے سارا حاصل کرلے گا اور خواب میں گائے کا بھنا ہوا گوشت دیکھنا یہ ڈرنے والے کے لئے امن ہوگا۔ جس کی بیوی حاملہ ہو اس کو نر بچے کی خوشخبری ہوگی اور بھنا ہوا گوشت معیشت میں عمدگی ہوگی۔ اگر وہ بھنا ہوا نہ ہو تو وہ عورت کی طرف سے غم ہوگا۔ بعض کہتے ہیں گائے کا گوشت رزق اور تازگی ہے جب اس کو پکا کر اور بھون کر کھایا جائے اور تعبیر والی خواب کے متعلق سیدہ عائشہؓ کا یہ قول ہے۔ آپ فرماتی ہیں کہ میں نے اپنے آپ کو ایک ٹیلے پر خواب میں دیکھا اور میرے آس پاس گائیں ہیں جن کو ذبح کیا جا رہا ہے۔ میں نے یہ خواب مسروق کو بیان کی تو انہوں نے کہا اگر آپ کی خواب سچی ہوگئی تو آپ کے آس پاس ایک فتنہ ہوگا۔ راوی کہتے ہیں کہ وہ فتنہ پھر جمل میں رونما ہوا۔

جو شخص دیکھے کہ گائے اپنے بچھڑے کا دودھ چوس رہی ہے تو اس کی بیوی اپنی لڑکی کی دلالی کرے گی۔ اور کسی نے دیکھا کہ غلام اپنے مالک کی گائے کا دودھ نکال رہا ہے تو غلام اپنے مالک کی بیوی سے شادی کرے گا۔

البقر الوحشی

جنگلی گائے' اس کی چار قسمیں ہیں المها' الایل' الیحمور' الثیتل یہ سب کی سب گرمیوں میں پانی ملنے پر پی لیتی ہیں اور اگر نہ ملے تو صبر کر لیتی ہیں اور ناک کے ذریعے ہوا لینے پر قناعت کر لیتی ہیں۔ صبر و تحمل میں اس کے ساتھ ساتھ بھیڑیا' لومڑ' گیدڑ' جنگلی گدھے' ہرنیاں اور خرگوش بھی شامل ہیں۔ الایل کا ذکر پہلے ہو چکا ہے اور الیحمور کا ذکر باب الباء میں آخری حروف میں آئے گا۔ المها کے بارے میں ہم گفتگو کریں گے۔ المها طبعی طور پر شہوت پرست ہوتا ہے اس لیے جب اس کی مادہ نروں سے حامل ہو جائیں تو بھاگ جاتی ہیں۔ کیونکہ حمل کی صورت میں اس کے ساتھ کھیلنے سے وہ ڈرتی ہیں۔ اس کی شہوت کی وجہ سے کبھی کبھی نر مہا نر پر چڑھ دوڑتا ہے جب ان میں ایک سوار ہوتا ہے تو دوسرا پانی کی بو سونگھتا ہے تو سارے اس پر چڑھ جاتے ہیں۔

جنگلی گائے کے سینگ باقی حیوانات کے برعکس ٹھوس ہوتے ہیں کیونکہ باقی جانوروں کے سینگ اندر سے خالی ہوتے ہیں اور وحشی گائے گھریلو بکری کے زیادہ مشابہ ہوتی ہے۔ اور ان کے سینگ بڑے سخت ہوتے ہیں جن کے ذریعے وہ اپنے آپ سے اور اپنی اولاد سے شکاری کتوں اور آس پاس پھرنے والے درندوں سے روکتی ہے۔

Marfat.com

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی غیبی اطلاع: جب خالد بن ولید کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دومۃ الجندل کے اکیدر بن عبدالملک کی طرف بھیجا جو کہ قبیلہ کندہ کا ایک فرد ہے جو وہاں پر بادشاہ تھا اور نصرانی تھا'' نبیؐ نے خالد سے کہا کہ تو اس کو اس حال میں پائے گا کہ وہ جنگلی گائیوں کا شکار کر رہا ہوگا جب وہ اس کے پاس چاندنی رات میں پہنچے تو اللہ نے جنگلی گائیوں کو حکم دیا کہ وہ ہر طرف سے آ کر اس کے محل کو اپنے سینگوں سے اکھیڑ دیں۔ تو اس نے باہر آ کر ان کو جھانکا اور کہنے لگا یہ آج کی رات جتنے زیادہ ہیں اتنے میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھے۔ میں ان کی گھات میں دو تین دن بیٹھا رہا مگر مجھے یہ نہ ملیں لیکن اللہ نے ایسے ہی لکھا تھا اور وہ جو چاہے کرتا ہے۔ تو اس نے اپنے گھوڑے پر زین کسنے کا حکم دیا تو وہ کس دی گئی تو وہ اور اس کا بھائی حسان گھوڑوں پر سوار ہو گئے اس پر ریشم کی ایک قبا تھی جس پر سونے کے پترے چڑھے ہوئے تھے۔ جب وہ محل سے اترا تو اس کو نبیؐ کے گھڑ سواروں نے آ لیا اور اس کو قید کر لیا تو اس کو کرٹ سمیت نبیؐ کے پاس بھیج دیا تو بعض صحابہ نے اس سے تعجب کیا تو نبیؐ نے فرمایا کہ جنت میں سعد کے رومال اس سے زیادہ بہتر ہیں پھر نبیؐ نے اس پر اسلام پیش کیا مگر اس نے انکار کر دیا تو آپؐ نے ۹ ہجری رجب کے مہینے میں اس کی سرزمین پر ٹیکس لگا دیا۔

بجیر بن بجرہ طائی نے اپنے ان شعروں میں ان جنگلی گائیوں کی طرف ہی اشارہ کیا ہے:

تبارك سائق البقرات انی رایت الله یهدی کل هادی

۱۔ برکت والی ہے وہ ذات جو گائیوں کو ہانکنے والی ہے، میں نے اللہ کو پایا ہے کہ وہ ہر راہی کا ہادی ہے۔''

فمن یك حائدا عن ذی تبوك فانا قد امرنا بالجهاد

۲۔ پس کون تبوک والوں سے بچ سکتا ہے، پس بے شک ہم کو جہاد کا حکم دیا گیا ہے۔''

شرعی حکم: اس کی تمام اقسام کو کھانا پاکیزگی کی وجہ سے بالاجماع حلال ہے۔

ضرب الامثال: عرب کہتے ہیں تتا بعی بقر گائے جلدی کرو یہ مثال کسی کام کے لگاتار ہونے اور جلدی ہونے میں بیان کی جاتی ہے۔ کہتے ہیں کہ بشر بن حارث اسدی ایک سال بعد اپنے گھر سے نکلے جبکہ ان کی قوم انتہائی تکلیف اور مصیبت میں تھی تو وہ ایک گائے کے پاس سے گزرے تو وہ ان سے بھاگ گئی اور وہ پہاڑ کی چوٹی پر جا کر کھڑی ہو گئی تو اس نے اس گائے کو اپنا تیر پھینکا تو وہ گائے اپنے آپ کو نیچے گرانے لگی تو وہ کہنے لگا تتبا بعی بقر گائے جلدی کرو یہاں تک کہ وہ مرگئی پھر وہ اپنی قوم کے پاس آیا اور ان کو کھانے کی دعوت دی۔

طبی فوائد اور خواص: فالج زدہ آدمی کو اس کا مغز کھانے سے بہت فائدہ ہوتا ہے۔ اس کا ایک سینگ اپنے پاس رکھنے سے درندے بھاگ جاتے ہیں اور اس کے سینگ یا چمڑے یا کھر سے جس گھر میں دھونی دی جائے وہاں سے سانپ بھاگ جاتے ہیں۔ کھائے ہوئے درد زدہ دانت پر اس کی راکھ چھینکنے سے اس کا درد رک جاتا ہے۔ جس گھر میں اس کے بالوں کی دھونی دی جائے تو وہاں سے چوہے اور گبریلے بھاگ جاتے ہیں۔ اس کا سینگ جلا کر جس کھانے میں ڈالا جائے پھر وہ کھانا چوتھے کے بخار والے کو دینے سے اس کا بخار اتر جاتا ہے اور اگر اس کو کسی مشروب میں ڈال کر پیا جائے تو قوت باہ میں اضافہ ہوتا ہے اور پٹھے طاقتور ہو جاتے ہیں اور قوت شہوت بڑھ جاتی ہے اور نکسیر والے کی ناک میں پھونکنے سے اس کی نکسیر بند ہو جاتی ہے اس کے سینگوں کی راکھ سرکہ میں ملا کر برص کی جگہ پر طلاء کی جائے جبکہ اس کا چہرہ سورج کی طرف ہو تو اس کو بہت فائدہ ہوگا۔ جو کوئی اس

Marfat.com

کو ایک مثقال پھانک کر کسی سے لڑے تو اس پر غالب آ جائے گا۔

بقر الماء (سمندری گائے)

امام قزوینی کہتے ہیں کہ لوگوں کا خیال ہے کہ ایک گائے پانی سے نکل کر کھیتی وغیرہ چرتی ہے۔ اس کا گوبر عنبر ہوتا ہے اللہ ہی جانتا ہے کہ یہ بات صحیح ہے یا نہیں۔ لوگوں نے کہا کہ عنبر سمندر کی گہرائی میں اگنے والی ایک انگوری ہے۔ اگر قزوینی کی بات درست ہے تو اس جانور کا گوبر دماغ حواس اور دل کے لیے مفید ہے۔

بقرة بنی اسرائیل (بنی اسرائیل کی گائے)

اس کو ام قیس اور ام عویف بھی کہتے ہیں۔ یہ ایک چھوٹا سا جانور ہوتا ہے جس کے دو سینگ ہوتے ہیں یہ ریگستانی علاقے میں پایا جاتا ہے۔ اگر آپ اس کو باہر نکالنا چاہیں تو اس پر پچڑیاں پھینک دیں تو یہ باہر نکل آئے گا تو اس کو پکڑ لو۔ جب یہ آپ کے ہاتھ میں آ جائے تو اس کی پشت چیر کر اس میں ایک سلائی داخل کر کے اس شخص کی آنکھوں میں لگاؤ جس کی آنکھوں میں سفیدی آتی ہو تو وہ سفیدی چلی جائے گی۔ گنج کی جگہ پر اگر اس جانور کو ملا جائے تو بال اُگ آتے ہیں۔

البق (پسو)

جوہری کہتے ہیں البقہ مچھر کو کہتے ہیں اور اس کی جمع البق ہوگی۔ اور باب العین والیاء اور لام میں زفر بن حارث کلابی کا یہ شعر ذکر کیا ہے:

الا انما قیس بن عیلان بقة اذا وجدت ریح العصیر تغنت

۳۔ ترجمہ: ''خبردار قیس بن غیلان ایک مچھر ہے جب وہ کسی رس کی بو پاتا ہے تو وہاں گانے لگتا ہے۔''

مشہور مچھر کو فسافس بھی کہتے ہیں۔ اس کا ذکر ان شاء اللہ باب الفاء میں آئے گا۔ کہتے ہیں کہ یہ کاربن ڈائی آکسائیڈ سے پیدا ہوتا ہے۔ یہ انسان کے خون کا اتنا شوقین ہے کہ جب اس کی خوشبو سونگھ لیتا ہے تو بے قابو ہو کر اس پر گر جاتا ہے۔ یہ مصر اور اس جیسے دیگر شہروں میں زیادہ ہوتا ہے۔

شرعی حکم: گندگی کی وجہ سے اس کا کھانا حرام ہے جیسے بعوضہ کا کھانا حرام ہے۔ یہ ان حیوانات میں سے ہے جن میں بہنے والا خون نہیں ہوتا۔ جیسے امام رافعی نے خون کے بارے میں لکھا ہے اور اس میں جو خون ہوتا ہے وہ انسان سے چوسا ہوتا ہے۔ جیسے پسو اور جوئیں چوستی ہیں۔

رافعی اور نووی وغیرہ نے بعوض اور بق کے ساتھ اس چیز کی مثال بیان کی ہے جن میں بہنے والا خون نہ ہو۔

شیخ فرماتے ہیں جو ہمارے شہروں میں مشہور بق ہے اس کو یہ کہنا کہ ان میں بہتا ہوا خون نہیں محل نظر ہے۔ میں نے بہت سے لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ بق بہت سے شہروں میں بعوض کو ہی کہتے ہیں۔ اس لیے اس کا ذکر مطلقاً کرتے ہیں اس سے مراد مچھر ہی ہوتا ہے۔

Marfat.com

طبی فوائد اور خواص: قزوینی عجائب المخلوقات وغرائب الموجودات میں لکھتے ہیں کہ اگر گلقند اور کلونجی کے ساتھ گھر میں دھونی دی جائے تو اس میں پسو کبھی داخل نہیں ہوں گے۔ اور اسی طرح اگر صنوبر کے برادہ سے دھونی دی جائے تو وہ بھاگ جاتے ہیں۔ حسین بن اسحاق کہتے ہیں کہ اگر گھر میں حب المحلب کی دھونی دی جائے تو تمام مچھر بھاگ جاتے ہیں۔ اگر گھر میں جونک' ہاتھی دانت یا بھینس کے چمڑا یا سرو کے درخت کی ٹہنیوں کی دھونی دی جائے تو اس سے پسو بھاگ جاتے ہیں۔ حرمل کے پتے سرکہ میں نچوڑ کر گھر میں چھڑکے جائیں تو اس سے پسو بھاگ جاتے ہیں۔ اگر حرمل آدمی کے سر کے پاس یا پاؤں کے پاس رکھا جائے تو وہاں پسو نہیں آتے۔ اگر سذاب کو سرکہ میں نچوڑ کر چھڑکا جائے تو پسو بھاگ جاتے ہیں۔ جب کوئی کندر اور گندھک کو کوٹ کر پانی سے ملائے پھر اس کو انگور کی ٹہنی پر لیپ کر کے آدمی اپنے بستر کے سرہانے رکھے تو اس کے قریب پسو نہیں آئیں گے۔

ابن جمیع ''الارشاد'' میں لکھتے ہیں کہ کمون اور خشک آس اور ترمس کا دھواں بق اور بعوض کو بھگا دیتا ہے۔ اس کا مجرب نسخہ یہ ہے کہ چار کاغذوں پر یہ لکھیں ۱۱۱۲۱۲ پھر ان کو چار دیواروں پر لٹکا دیں تو مچھر بھاگ جائیں گے۔

ایک متعلقہ حدیث: نبیؐ نے ایک حدیث میں پسو کا ذکر فرمایا ہے جس کو طبرانی نے ابو ہریرہؓ سے نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میرے ان دو کانوں نے سنا اور ان دو آنکھوں نے دیکھا کہ نبیؐ اپنی دونوں ہتھیلیوں سے حسن یا حسین کو پکڑے ہوئے تھے اور اس کے دونوں پاؤں نبیؐ کے پاؤں پر تھے اور اس کو کہہ رہے تھے حزقة حزقة ترق عين بقة یعنی اور چھوٹے چھوٹے قدموں والے مچھر کی سی چھوٹی آنکھوں والے اوپر چڑھو تو بچہ اوپر چڑھ کر اپنے دونوں پاؤں نبیؐ کے سینہ پر رکھ دیتا ہے پھر نبیؐ نے اس سے کہا اپنا منہ کھول پھر اس کو بوسہ دیا پھر فرمایا اللهم من احبه فانی احبه اے اللہ جو اس کو دوست رکھے میں اس کو دوست رکھتا ہوں۔ اس کو بزار نے اس کے بعض الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔ یہ بات نبیؐ نے ان کو بطور شفقت اور محبت کہی تھی۔ پسو کی سی آنکھوں والے سے مراد چھوٹی آنکھوں والا ہے۔ یہ مبتدا محذوف کی خبر ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے کیونکہ اس میں انت پوشیدہ ہے۔

کامل ابن عدی اور تاریخ ابن نجار میں محمد بن علی بن حسین بن محمد کے حالات زندگی میں اصبغ بن نباتہ حنظلی سے روایت ہے کہ میں نے علی بن طالبؓ سے سنا کہ اپنے خطبہ میں فرمار ہے تھے ابن آدم وما ابن آدم تؤلمه بقة و تنتنه عرقه و تقتله شرقه یعنی ابن آدم کیا چیز ہے؟ اس کو ایک مچھر تکلیف دیتا ہے اور اس کا پسینہ اس کو بدبودار کر دیتا ہے اور اچھو لگنے سے مرجاتا ہے۔

اصبغ بن نباتہ سیدنا علیؓ سے چند چیزیں بیان کرتے ہیں جن میں ان کی متابعت کسی نے نہیں کی۔ اس لیے وہ چھوڑے جانے کے لائق ہیں۔ ان سے ایک روایت ابن ماجہ نے بیان کی ہے کہ ''جبرائیلؑ نبی ﷺ کے پاس گردن کے دونوں اطراف اور کندھے کی حجامت کرانے کے بارے میں وحی لے کر نازل ہوئے۔

شرعی حکم: مچھر کی طرح گندہ ہونے کی وجہ سے اس کا کھانا حرام ہے۔

ضرب الامثال: لوگ کہتے ہیں فلان اضعف من بقة کہ فلاں پسو سے زیادہ کمزور ہے۔

Marfat.com

تعبیر الرؤیا: پسوخواب میں کمزور نیزہ زن دشمن ہیں یہ ایک ایسا لشکر ہے جس میں کوئی وفانہیں اور اور نہ مضبوطی ہے اور ہم وغم پر دلالت کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ آدمی کو سونے تک نہیں دیتے۔ اسی طرح ہم وغم بھی آدمی کی نیند اڑا دیتے ہیں۔

بکر

نوجوان اونٹ کو کہتے ہیں اس کی مؤنث بکرۃ ہے اور جمع بکار ہے جیسے فرخ سے فراخ کبھی اس کی جمع قلۃ ابکر کے وزن پر بھی آجاتی ہے۔ ابوعبیدہ کہتے ہیں اونٹوں میں بکر اونٹ ہے جیسے انسانوں میں فتی (نوجوان) ہے۔ اور بکرۃ ایسی ہے جیسے فتاۃ (نوجوان لڑکی) اور قلوص ایسی ہے جیسے جاریۃ (بچی) اور بعیر ایسے ہے جیسے انسان یعنی اسم جنس اور جمل اونٹوں میں ایسے ہے جیسے رجل (آدمی) اور ناقۃ بمنزلہ المرأۃ (عورت) ہے۔

مسلم نے ابورافع سے بیان کیا ہے کہ نبیؐ نے ایک آدمی سے ایک اونٹ بطور قرض لیا جب صدقہ کے اونٹ آئے تو آپ نے مجھے حکم دیا کہ میں اس آدمی کو نوجوان اونٹ دوں تو مجھے نہ ملا مگر ایک عمدہ اور چار دانتوں والا اونٹ ملا تو نبیؐ نے فرمایا وہی دے دو کیونکہ تم میں سے بہترین وہ ہے جو ادائیگی میں اچھا ہو۔ اور ایک روایت میں رباعی کی جگہ بازل ہے مگر معنی ایک ہی ہے۔

حاکم نے عرباض بن ساریہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے نبیؐ کو ایک نوجوان اونٹ دیا تو میں آپ سے قیمت کا مطالبہ کرنے آیا تو میں نے کہا اے اللہ کے رسول! مجھے میرے اونٹ کی قیمت عنایت فرمائیں تو انہوں نے کہا! بالکل دیتا ہوں پھر آپ نے مجھے اچھے طریقے سے ادائیگی کی پھر اعرابی آیا اور اس نے کہا اے اللہ کے رسول! مجھے میرے نوجوان اونٹ کی قیمت دیں تو آپ نے اس کو مسنہ دے دیا۔ اس نے کہا یا رسول اللہؐ! یہ میرے اونٹ سے بہتر ہے۔ تو آپ نے فرمایا لے جا بے شک قوم میں سے بہتر وہ لوگ ہیں جو ادائیگی میں اچھے ہیں حاکم کہتے ہیں یہ صحیح الاسناد ہے۔

حافظ ابویعلی ابن عباس تک اپنی سند سے بیان کرتے ہیں کہ نبیؐ نے حج کیا تو جب عسفان میں آئے تو پوچھا اے ابوبکر! یہ کون سی وادی ہے؟ تو انہوں نے کہا یہ وادی عسفان ہے۔ آپؐ نے فرمایا اس وادی سے نوحؑ 'ہودؑ' اور ابراہیمؑ اپنے نوجوان اونٹوں پر سوار ہو کر گزرے تھے۔ ان کے گدھوں کی مہاریں کھجور کے پتوں کی تھیں۔ ان کی عبائیں ہی ان کی تہبند تھیں اور ان کی چادریں چیتے کی کھال کی تھیں اور وہ بیت اللہ کا حج کر رہے تھے۔

مسلم نے سیرین معبد جہنی سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے نبیؐ کے ساتھ فتح مکہ کی جنگ میں شرکت کی وہ کہتے ہیں کہ ہمیں نبیؐ نے متعہ کی اجازت دے دی تو میں اور ایک آدمی بنو عامر کی ایک عورت کی طرف گئے' وہ لمبی گردن والی' درمیانے قد کی نوجوان لڑکی تھی تو ہم نے اس پر اپنے آپ کو پیش کیا تو اس نے کہا مجھے کیا دو گے میں نے کہا اپنی چادر۔ میرے ساتھی نے کہا میں بھی چادر دوں گا اور میرے ساتھی کی چادر میری چادر سے عمدہ تھی۔ لیکن میں اس سے زیادہ نوجوان تھا' جب وہ میرے ساتھی کی چادر کی طرف دیکھتی تو وہ اس کو اچھی لگتی اور جب مجھ کو دیکھتی تو میں اس کو اچھا لگتا۔ پھر وہ کہنے لگی تو اور تیری چادر مجھے کافی ہے تو میں اس کے ساتھ تین دن رہا۔ پھر نبیؐ نے فرمایا جن کے پاس کے ان عورتوں میں سے کوئی ہو کہ جس سے وہ فائدہ اٹھا رہا ہو تو اسے چھوڑ دے۔

Marfat.com

اور ایک روایت میں ہے کہ میں اس کے پاس سے اس وقت تک نہیں نکلا جب تک اللہ تعالیٰ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو حرام نہیں کر دیا۔

ابو داؤد' ترمذی اور حاکم نے روایت کیا ہے کہ ایک اعرابی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک اونٹنی بطور تحفہ دی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اس کے بدلے میں چھ نوجوان اونٹ دیئے تو وہ انہیں کم سمجھ کر غضبناک ہوا جب اس بات کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پتہ چلا تو آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی پھر کہا مجھے فلاں آدمی نے بطور تحفہ ایک اونٹنی دی تو میں نے اس کو چھ نوجوان اونٹنیاں دیں مگر وہ ناراض ہو گیا تو اب میں نے یہ ارادہ کیا ہے کہ میں صرف قریشی انصاری ثقفی یا دوسی کا ہی ہدیہ قبول کروں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ صدقنی سن بکرہ یہ مثال عرب اس وقت بولتے ہیں جب کوئی شخص اپنی بات میں سچا ہو۔ اور انسان اس کو اپنی ذات کے خلاف بھی کہتا ہے اگر چہ وہ اس کے لئے نقصان دہ ہو اور اس محاورے کی اصل یہ ہے کہ ایک آدمی دوسرے آدمی سے ایک نوجوان اونٹ کے بارے میں بھاؤ کر رہا تھا جس کو وہ خریدنا چاہتا تھا تو اس نے اس کے مالک سے اس کی عمر کے بارے میں پوچھا تو اس نے اس کو صحیح بات بتائی تو خریدنے والے نے کہا صدقنی سن بکرہ یعنی اس نے مجھے اپنے اونٹ کی عمر درست بتائی۔

مثالی حکمران عمرؓ: مسند شافعیؒ میں مولیٰ عثمان سے روایت ہے کہ ایک دفعہ میں حضرت عثمانؓ کے ساتھ گرم دن میں تھا۔ تو انہوں نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ اپنے دونوں جوان اونٹوں کو ہانک کر لے جا رہا ہے اور زمین گرمی کی وجہ سے سرخ ہو رہی تھی تو حضرت عثمانؓ نے فرمایا اس شخص کو کیا ہو گیا ہے یہ مدینہ میں کیوں نہیں ٹھہرتا کہ دن ٹھنڈا ہو جائے تب یہ نکلے' تو جب وہ آدمی ہمارے قریب آیا تو حضرت عثمانؓ نے فرمایا دیکھو تو سہی یہ کون ہے تو میں نے دیکھا تو وہ حضرت عمرؓ تھے تو میں نے کہا یہ تو امیر المومنین ہیں تو سیدنا عثمانؓ اٹھے اور اپنا سر دروازے سے باہر نکالا تو گرمی کی لو سے انہیں تکلیف محسوس ہوئی اپنے سر کو دوبارہ اندر کر لیا یہاں تک کہ وہ بالمقابل آئے تو عثمانؓ نے کہا آپ کو اس گرم وقت میں کس کام نے باہر نکالا ہے؟ انہوں نے کہا کہ صدقے کے دو نوجوان اونٹ پیچھے رہ گئے تھے جبکہ باقی اونٹ آگے نکل آئے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ ان کو بھی پناہ گاہ میں پہنچا دو مجھے ڈر تھا کہ یہ ضائع ہو جائیں گے اور مجھ سے اللہ سوال کرے گا۔ عثمانؓ نے فرمایا آؤ پانی اور سائے کی طرف تو انہوں نے کہا تم اپنے سائے کی طرف جاؤ انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس اتنا ہے کہ آپ کو بھی کافی ہوگا۔ انہوں نے پھر کہا کہ تم اپنے سائے کی طرف جاؤ پھر عمرؓ چلے گئے تو عثمانؓ نے کہا جو طاقتور امین کو دیکھنا چاہے وہ اس کو دیکھ لے۔

ضرب الامثال: حدیث میں آتا ہے جاءت ھوازن علی بکرۃ ابیھا اور عرب کہتے ہیں کہ جاء واعلیٰ بکرۃ ابیھم (یعنی وہ اپنے باپ کی نوجوان اونٹنی پر آئے) اس سے یہ اس شخص کی فقیری کا وصف بیان کرتے ہیں۔ اس کا اصل یہ ہے کہ کچھ لوگ قتل کر دیئے گئے اور اپنے باپ کی نوجوان اونٹنی پر ان کو لاد کر لایا گیا تو یہ مثال ان کے لیے کہی گئی پھر یہ ان تمام لوگوں پر بولی جانے لگی جو اکٹھے ہو کر آئیں۔

ابو عبیدہ کہتے ہیں اس کا معنی یہ ہے کہ وہ سارے آ گئے ان میں کوئی بھی پیچھے نہیں رہا۔ اور یہاں مثال میں بکرۃ سے حقیقی اونٹ مراد ہیں۔ بعض نے کہا کہ بکرۃ سے یہاں وہ اونٹنی مراد ہے جس پر مال لاد کر لایا جاتا ہے۔ یعنی وہ ایک دوسرے کے پیچھے اس طرح

Marfat.com

آئے جس طرح اونٹ قطار میں چل کر آتے ہیں۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ بکرۃ سے مراد راستہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے باپ کے راستے پر آئے۔ یعنی وہ اس کی پیروی کرتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں یہ مذمت کے لیے بولا جاتا ہے اور اس کے ساتھ تنگدستی اور ذلت کو بیان کیا جاتا ہے۔ یعنی ان کے پاس سواری کے لیے ایک ہی اونٹ ہے۔ اور باپ کا نام ذلت کے طور پر لیا ہے۔

اس کے خواص اور حکم اور تعبیر اونٹ کی طرح ہی ہیں۔

البلبل (بلبل)

یہ چڑیوں کی ایک قسم ہے جس کو بتصغیر کعیت اور جمیل بھی کہتے ہیں۔ اس کا دوسرا نام نضر بھی ہے اور عنقریب اس کا ذکر اس کے باب میں آئے گا۔

کسی نے اپنے اشعار میں اس کی طرف کیسا عمدہ اشارہ کیا ہے؟

وما طائر نصفه كله لـه في ذرا الدوح سير ولبث

''کوئی پرندہ ایسا نہیں ہے جس کا نصف اس کے پورے وجود کے برابر ہو۔ اس کے لیے درخت کی چوٹی میں سیر و سیاحت اور رہائش گاہ ہو۔''

راينا ثلاثة اربـاعه اذا صحفوها غدت وهي ثلث

''ہم نے اس کی تین چوتھائیاں دیکھیں تو جب وہ اس کو بدلتے ہیں تو وہ ایک تہائی رہ جاتا ہے۔''

واهاله ذكر الحمى فتاوها ودعا به داعي الصبا فتولها

''اس پر افسوس ہے کہ جب اس کو بخار آتا ہے تو آہیں بھرنے لگتا ہے اور جب اس کو پکارنے والا محبت کی طرف بلاتا ہے تو وہ اس کی طرف پھر جاتا ہے۔''

علی بن مظفر ابوالفضل آمدی قاضی واسط نے کیا خوب کہا ہے:

هاجت بلا بله البلابل فانثلت اشجانه تثني عن الحلم النهى

''اس کے مصائب نے بلبلوں کو ابھارا تو اس کی خواہشات ٹوٹ گئیں جو عقل مندوں کو عقل سے دور کر دیتی ہیں۔''

فشكا جوا وبكى اسى وتنبه الـ وجد القديم ولم يزل متنبها

''تو اس نے غم کی شکایت کی اور دکھ سے رونے لگی۔ اور پرانی محبت کو یاد کر کے دکھ سے رونے لگی اور وہ اس سے ہمیشہ متنبہ رہی۔''

لا تكرهوه على السلو فطالما حمل الغرام فكيف يسلو مكرها

''تم اس کو تسلی پر مجبور نہ کرو کیونکہ اس نے لمبا عرصہ عشق کا بوجھ اٹھایا ہے وہ مجبوراً کیسے تسلی پا سکتا ہے۔''

لا عتب يا سعدى عليك فاسمحي وصلي فقد بلغ السقام المنتهى

''اے سعدی! آپ پر کوئی ناراضگی نہیں تو درگذر کر اور صلہ رحمی کر کیونکہ بیماری انتہا کو پہنچ چکی ہے۔''

Marfat.com

یوسف بن لؤلؤ نے کیا عمدہ شعر کہے ہیں:

باکر الی الروضة تستجلها فثغرها فی الصبح بسام

''صبح صبح باغ میں جا کر اس کو آراستہ کر پس اس کا منہ صبح صبح مسکرا رہا ہے۔''

والنرجس الغض اعتراه الحیا فغض طرفا فیہ اسقام

''اور تر و تازہ نرگس ایسے ہے کہ جیسے حیا نے اس کو ڈھانپ لیا ہو تو اس نے اپنی نظر کو نیچے کر لیا کہ اس میں بیماری ہے۔''

وبلبل الدوح فصیح علی الایـ ـکة والشحرور تمتام

درخت کی بلبل گنجان درختوں میں گا رہی ہے اور شعرور پرندہ بھی گا رہا ہے۔''

ونسمة الصبح علی ضعفها لها بنا مر والمام

''صبح کی ہوا ہلکی ہونے کے باوجود ہم پر سے گزر رہی ہے اور اتر رہی ہے۔''

فعاطنی الصهباء مشمولة عذراء فالوا شون نوام

''مجھے خالص شراب دو کہ جس کے ساتھ ایک کنواری لڑکی بھی ہو کیونکہ چغل خور سوئے ہوئے ہیں''

واکتم احادیث الهوی بیننا ففی خلال الروض نمام

''اپنی آپس کی محبت کی باتیں چھپاؤ۔ باغوں کے درمیان چغل خور بھی ہوتے ہیں۔''

سقی الله ارضا نور وجهك شمسها واحیا بلا انت فی افقها بدر

''اللہ اس زمین کو سیراب کرے تیرے چہرے کا نور جس کا سورج ہو اللہ ان شہروں کو زندہ رکھے جن کے آفاق کا تو چاند ہے۔''

وروی بقاعا جود کفك غیثها ففی کل قطر من نداك بها قطر

۲۔ ''اللہ زمین کے ان ٹکڑوں کو سیراب کرے کہ تیرے ہاتھ کی سخاوت جہاں برسی پس تیری سخاوت کے قطروں میں سے کچھ قطرے وہاں بھی ہیں۔''

اس کے یہ شعر بھی ہیں:

تسلسل دمعی وهو لاشك مطلق وصح حقیقا حین قالوا تکسرا

۳۔ ''میرے آنسو بہہ پڑے اور بلاشبہ وہ جاری ہو چکے ہیں اور ان کا یہ کہنا کہ دل ٹوٹ گیا ہے حقیقتاً صحیح ہے۔''

و فی قلب مائی للقلوب مسرة وقالوا سیجزی بالهنا و کذا جری

۴۔ ''اور میرے دل کے پانی میں لوگوں کے دلوں کی خوشی تھی اور وہ کہنے لگے عنقریب اس کو اس کا بدلہ مبارک بادی سے دیا جائے گا تو واقعتاً ایسا ہی ہوا۔''

اس کے یہ شعر بھی ہیں:

بعینی رایت الماء القی بنفسه علی راسه من شاهق فتکسرا

Marfat.com

۵۔ ''میں نے پانی کو خود دیکھا کہ اس نے اپنے آپ کو پہاڑ کی چوٹی سے گرایا تو وہ قطرہ قطرہ بکھر گیا۔''

وقام علی اثر التکسر جاریا الا فاعجبوا ممن تکسر قد جری

۶۔ ''اور ٹوٹنے کے بعد وہ بہہ پڑا خبردار تم تعجب کرو کہ جس سے وہ ٹوٹا تھا اسی سے وہ جاری ہو گیا۔''

یہ بھی ان کے شعر ہیں:

انفقت کنز مدائحی فی ثغره وجمعت فیه کل معنی شارد

۷۔ ''میں نے اپنی مدح کے خزانے اس کے چہرے کی تعریف میں خرچ کر دیئے اور میں نے ہر بکھرا ہوا معنی اس میں جوڑ دیا۔''

وطلبت منه جزاء ذلك قبلة فابی وراح تغزلی فی البارد

۸۔ ''میں نے اس کے بدلہ اس سے ایک بوسہ مانگا تو اس نے انکار کر دیا تو میرا گانا سرد پڑ گیا۔''

عرب کہتے ہیں کہ بلبل آواز کرتی ہے۔

حافظ ابونعیم اور صاحب ترغیب ترھیب کہتے ہیں کہ مالک بن دینار نے کہا کہ سلیمان بن داؤدؑ کا گزر ایک بلبل سے ہوا جو درخت پر چہچہا رہی تھی اور اپنا سر ہلا رہی اور اپنی دم جھکا رہی تھی تو انہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا تم کو معلوم ہے یہ کیا کہہ رہی ہے؟ تو انہوں نے کہا ہمیں نہیں معلوم، تو انہوں نے کہا یہ کہہ رہی ہے کہ میں نے آدھی کھجور کھا لی ہے اور دنیا ایک دن مٹ جانے والی ہے اور اس کا نام و نشان ختم ہو جانے والا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اس کا معنی یہ ہے کہ دنیا ساری مٹی ہے عنقریب اس کا ذکر باب العین لفظ عقعق میں آئے گا۔

زمخشری نے اس آیت ﴿وَ كَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَا تَحْمِلُ رِزْقَهَا اَللّٰهُ يَرْزُقُهَا.﴾ الخ کی تفسیر میں کہا ہے کہ بعض علماء سے روایت ہے کہ بلبل اپنی روزی جمع کرتی ہے۔

امام بویطی نے امام شافعیؒ سے بیان کیا ہے کہ وہ مالکؒ بن انس کی ایک مجلس میں تھے اور وہ ابھی بچے تھے تو ایک آدمی امام مالک کے پاس آئے اور ان سے فتویٰ مانگا کہ میں نے تین طلاقوں پر یہ قسم کھالی ہے کہ یہ بلبل چیخنے سے نہیں رکے گی۔ امام مالک نے فرمایا تم حانث ہو چکے ہو تو امام شافعیؒ نے امام مالکؒ کے بعض ساتھیوں کی طرف دیکھ کر یہ کہا کہ یہ فتویٰ صحیح نہیں ہے۔ تو اس کی امام مالک کو خبر دی گئی اور امام مالک بڑی رعب دار مجلس والے تھے ان سے تکرار کرنے کی کوئی آدمی جرأت نہیں کر سکتا تھا۔ کوئی پولیس افسر بھی آ کر ان کے سرہانے کھڑا ہو جاتا جبکہ وہ مجلس لگائے ہوئے تھے تو لوگوں نے امام مالک سے کہا کہ یہ لڑکا کہتا ہے کہ یہ فتویٰ خطا ہے تو امام مالک نے کہا تو نے یہ بات کہاں سے کہی ہے۔ تو امام شافعیؒ نے فرمایا کیا آپ نے ہم کو فاطمہ بنت قیس کا قصہ بیان نہیں فرمایا کہ فاطمہ بنت قیس نے نبیؐ سے فرمایا کہ ابوجہم اور معاویہ نے مجھے منگنی کا پیغام بھیجا ہے تو نبیؐ نے فرمایا ابوجہم اپنا عصا اپنے کندھے سے نیچے نہیں رکھتا اور معاویہ کنگال ہے اس کے پاس مال نہیں ہے۔

اب آپ دیکھیں کیا ابوجہم کے کندھے پر ہر وقت عصا موجود رہتا تھا تو جواب نہیں ہے کیونکہ اس سے مراد اکثر اوقات ہیں۔

تب امام مالک نے امام شافعی کی قدر و منزلت پہچان لی۔

Marfat.com

امام شافعی کہتے ہیں کہ میں نے جب مدینے سے نکلنے کا ارادہ کیا تو امام مالک کے پاس آیا اور ان کو الوداع کہا تو انہوں نے مجھے کہا بیٹا اللہ سے ڈر اور اس نور کو جو اللہ نے تجھے دیا ہے گناہوں سے مت بجھانا یہاں نور سے مراد علم ہے جس طرح اللہ قرآن میں فرماتے ہیں ومن لم یجعل الله له نورا فما له نور ۔

اس روایت میں بلبل کا ذکر ہے لیکن دوسرے طریق سے مروی روایت قمری کا ذکر ہے۔ اور اس کا ذکر عنقریب آئے گا۔ (ان شاءاللہ)

تعبیر الرؤیا: خواب میں بلبل سے مراد امیر آدمی ہے بعض لوگ کہتے ہیں مالدار عورت مراد ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اس سے مراد قران کو پڑھنے والا بچہ مراد ہے جو غلطی نہ کرتا ہو۔

بلح

باء کے ضمہ اور لام کے فتح سے پڑھتے ہیں۔

ابن سیدہ کہتے ہیں کہ یہ خاکی رنگ کا پرندہ ہے جو گدھ سے بڑا ہوتا ہے جس کے پر جلے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ جب بھی وہ کسی پرندے کے پروں کے درمیان میں پڑیں تو اس کو جلا دیتے ہیں۔ بعض کے بقول یہ پرانے گدھ کو کہتے ہیں اس کی جمع بلحان ہے۔

بلشون

یہ بگلا ہے اس کا ذکر عنقریب باب المیم میں آئے گا۔

بلّصوص (ایک پرندہ ہے)

اس کو باء کے ضمہ اور لام کی تشدید سے پڑھتے ہیں اس کی جمع خلاف قیاس بلنصی ہے۔ سیبویہ کہتے ہیں اس میں نون زائد ہے کیونکہ واحد بلصوص ہے۔ عام لوگ اس کو ابوالصیص کہتے ہیں۔

بطلیوسی نے ''الشرح'' میں کہا ہے کہ اہل لغت ان دو اسموں میں اختلاف کرتے ہیں کہ ان میں سے واحد کون ہے اور جمع کونسا ہے تو کچھ لوگ کہتے ہیں کہ بلصوص واحد ہے اور بلنصی جمع ہے اور کچھ لوگ اس کے الٹ کہتے ہیں۔ کچھ کہتے ہیں بلصوص مذکر اور بلنصی مؤنث ہے۔ یہ بات ابن ولاد نے ذکر کی ہے۔ اور یہ مصرعہ بھی پڑھا ہے۔ والبلوص یتبع البلنصی یعنی بلصوص بلنصی کے پیچھے جاتا ہے۔ اور کہا ہے کہ قیاس چاہتا ہے کہ اس کی جمع بلاصیص ہو اور مجھے اس پرندے کا شرعی حکم معلوم نہیں۔

بنات الماء

ابن ابوالاشعث نے کہا ہے کہ یہ بحر روم میں ایک مچھلی ہے جو عورتوں کے مشابہ ہے اس کے کھلے کھلے بال ہوتے ہیں۔ ان کے رنگ گندم گوں ہوتے ہیں۔ ان کی شرمگاہ ہڈیاں اور پستان ہوتے ہیں اور یہ ایسی باتیں کرتی ہیں جو سمجھ میں نہیں آتیں۔ یہ قہقہہ لگا کر ہنستی ہیں۔ بعض دفعہ یہ مسافروں کے ہاتھ آجاتی ہیں تو وہ ان سے نکاح کر کے ان کو دوبارہ دریا میں چھوڑ آتے ہیں۔

رویانی ''صاحب البحر'' نے بیان کیا ہے کہ جب ان کے پاس کوئی شکاری عورتوں کی شکل جیسی مچھلی لاتا تو وہ اس سے حلف

Marfat.com

لیتے کہ کیا اس نے اس سے وطی تو نہیں کی؟

قزوینی کہتے ہیں کہ کسی بادشاہ کے لیے ایک آدمی کو شکار کر کے لایا گیا جس کی باتیں سمجھ میں نہیں آتی تھیں تو اس کی ایک عورت سے شادی کرادی تو اللہ نے اس کو ایک بچہ دیا جو اپنے باپ اور ماں دونوں کی بولی میں کلام کرتا تھا اس کا تھوڑا سا تذکرہ باب الہمزہ انسان الماء کے ضمن میں ہو گیا ہے۔

بنات وردان

اس کا ذکر باب الواو کے آخر میں آئے گا۔

البُهار

یہ سمندر کی مچھلیوں میں سے سفید رنگ کی ایک عمدہ مچھلی ہے۔ جوہری کہتے ہیں بہار ایک ایسی چیز ہے جس کا وزن تین سو رطل رطل ہے۔

عمرو بن عاص کہتے ہیں کہ ابن صعبہ یعنی طلحہ بن عبید اللہ نے اپنے پیچھے ۱۰۰ بہار چھوڑے ہر بہار میں تین سونے کے قناطیر تھے تو انہوں نے اس کو ایک برتن بنالیا ہے۔

ابوعبید قاسم بن سلام کہتے ہیں کہ بہار عربوں کی زبان میں تین سو رطل کا ہوتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہ عربی لفظ نہیں بلکہ قبطی ہے۔

البهشة

یہ جنگلی گائے کو کہتے ہیں۔ اس کا ذکر گزر چکا ہے۔

البهرمان

یہ چڑیوں کی ایک قسم ہے۔ یہ بات ابن سیدہ نے کہی ہے۔

البهمة

باء کی فتح کے ساتھ ہے۔ یہ گائے بکری اور وحشی وغیرہ کے چھوٹے بچوں کو کہتے ہیں۔ اس میں مذکر مؤنث برابر ہیں۔ اس کی جمع **بهم' بهام' بهامات** ہے۔

الازہری ''شرح الفاظ'' ''المختصر'' میں کہتے ہیں کہ اسنان الغنم یہ ہیں۔ بھیڑ بکری جب بچے کو جنے تو مذکر ہو یا مؤنث اس کو **سخلة** کہیں گے جس کی جمع سخال آتی ہے۔ اس کے بعد اس کو **بهمة** کہتے ہیں پھر جب چار مہینے کا ہو جاتا ہے اور اپنی ماں سے الگ ہو جاتا ہے تو ان میں جو بکری کی اولاد ہو اس کو **جفار** کہتے ہیں جس کو واحد جفر ہے۔ پھر جب وہ چرنے لگتا ہے اور طاقتور ہو جاتا ہے تو اس کو عریض اور عتود کہتے ہیں جس کی جمع عرضان عتدان ہے اور ان گزشتہ تمام مراحل میں اس کو جدی کہیں گے اور مؤنث عناق ہوگا جب تک اس پر ایک سال نہ گزرے اس کی جمع عنق ہے اور مذکر ایک سالہ تیس ہے اور مؤنث عنز ہے اس کے بعد دوسرے سال میں جزعہ شروع ہو جاتا ہے تو مذکر کے لئے جزع اور مؤنث کے لئے جزعة کہیں گے تو اس سے معلوم

Marfat.com

ہو گیا کہ جو کچھ امام نووی نے اعناق کے بارے میں کہا ہے اس میں خلل ہے۔ (واللہ اعلم)

امام شافعی ابن خزیمہ ابن حبان حاکم اور سنن اربعہ نے لقیط بن صبرہ سے بیان کیا ہے اور لفظ ابوداؤد کے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بنی المنتفق کا وافد تھا۔ یا ان کے وفد میں تھا۔ جب ہم آپ کی طرف آئے تو آپ گھر میں موجود نہیں تھے۔ اور عائشہؓ موجود تھیں تو انہوں نے ہمارے لیے حریرہ کا حکم دیا تو ہمارے لیے وہ بنایا گیا پھر ہمارے پاس کھجوروں کا ایک بھرا ہوا تھال لایا گیا پھر نبیؐ تشریف لائے اور کہا کہ تم کو کچھ ملا ہے یا تمہارے لیے کچھ لانے کا حکم دوں۔ تو ہم نے کہا ہم کو مل گیا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ ہم نبیؐ کے پاس ہی تھے کہ چرواہے نے بکریوں کو باڑے میں پہنچایا ان میں ایک سخلہ (بکری کا بچہ) آواز کر رہا تھا۔ تو آپ نے فرمایا اے لڑکے دیکھ بکری نے کیا جنا ہے تو اس نے کہا مذکر بچہ تو آپ نے فرمایا اس کی جگہ ایک بکری ذبح کرو۔ پھر فرمانے لگے تم یہ خیال نہ کرنا کہ یہ بکری تمہارے لیے ذبح کی ہے۔ بلکہ ہماری سو بکریاں ہیں اور ہم ان کو زیادہ نہیں کرنا چاہتے تو جب کوئی بچہ پیدا ہو جاتا ہے تو ہم اس کی جگہ بکری ذبح کر دیتے ہیں۔ میں نے اللہ کے رسولؐ سے عرض کیا کہ میری ایک بیوی بدزبان ہے تو فرمایا اس کو طلاق دے دو وہ کہنے لگا کافی عرصہ سے میرا اس کا ساتھ ہے اور میرا اس سے ایک لڑکا بھی ہے تو فرمایا اس کو نصیحت کر اگر اس میں خیر ہوئی تو اس پر عمل کرے گی لیکن یاد رکھو بیوی کو اس طرح نہ مارو جس طرح لونڈی کو مارتے ہو میں نے کہا یا رسول اللہ مجھے وضو کے بارے میں بتائیں۔ آپؐ نے فرمایا وضو مکمل کرو انگلیوں کا خلال بھی کرو اور جب تک روزہ دار نہیں ہو کلی میں مبالغہ کرو۔

سنن ابی داؤد میں عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے روایت ہے کہ نبیؐ نے ایک دیوار کو قبلہ بنا کر نماز ادا فرمائی اور ہم آپؐ کے پیچھے تھے تو ایک بکری کا بچہ آگے آ کر گزرنے لگا تو آپ اس کو روکتے رہے یہاں تک کہ اس کا پیٹ دیوار سے لگ گیا پھر وہ نبیؐ کے پیچھے سے گزرنے لگا۔ اسی طرح کی ایک روایت جدی کے ضمن میں آئے گی۔

صحیح مسلم ابوداؤد ابن ماجہ میں یزید بن اصم عن میمونہؓ سے روایت ہے کہ نبیؐ جب سجدہ کرتے تو اپنے بازوؤں کو بغلوں سے دور رکھتے یہاں تک کہ اگر بکری کا بچہ آپ کی بغلوں کے نیچے سے گزرنا چاہتا تو گزر جاتا۔

بھیمۃ

خشکی اور سمندر کے ہر چار ٹانگوں والے جانور کو بہیمہ کہتے ہیں یہ بات ابن سیدہ نے کہی ہے اس کی جمع بہائم آتی ہے۔

''نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان جانوروں کے لئے بدکنا ہوتا ہے جیسے وحشی بدکتے ہیں۔''

ان کو بہیمہ اس لیے کہتے ہیں کہ ان میں بولنے اور سمجھنے کی صلاحیت نہیں ہوتی نیز یہ اشیاء میں تمیز نہیں کر سکتے اور عقل میں نقص ہوتا ہے اسی لئے کہا جاتا ہے باب مبھم یعنی بند دروازہ اور کہا جاتا ہے لیل بھیم یعنی تاریک رات' اللہ فرماتے ہیں وَاُحِلَّتْ لَکُمْ بَہِیْمَۃُ الْاَنْعَامِ یعنی تمہارے لئے چوپائے حلال کیے گئے ہیں۔ یہاں پر اپنے سے اخص جنس کی طرف اضافت کی گئی ہے اور یہ اس طرح ہے کہ انعام کے صرف آٹھ جوڑے ہیں اور ان کے علاوہ جتنے حیوان بھی ان کی طرف مضاف کیے جائیں وہ ان میں شامل کیے جائیں گے۔ جیسے کہا جاتا ہے کہ چیرنے پھاڑنے والا ہر جانور شیر کی طرح ہے اور ہر کچلی والا جانور انعام کی تعریف

Marfat.com

میں شامل نہیں ہے اور بَہِیمَۃُ الْاَنْعَامِ ان کو کہیں گے جو چار ٹانگوں والے چرنے والے جانور ہیں۔

عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ بَہِیمَۃُ الْاَنْعَامِ ان جنینوں کو کہا جاتا ہے جو ذبح کے وقت ماں کے پیٹ سے نکلتے ہیں ان کو ذبح کئے بغیر کھایا جاتا ہے۔ اسی طرح ابن عباسؓ سے بھی منقول ہے لیکن یہ تاویل بعید ہے۔ کیونکہ یہاں تو اللہ فرماتے ہیں الا ما یتلی علیکم یعنی بَہِیمَۃُ الْاَنْعَامِ سے ما یتلی علیکم مستثنیٰ ہوں گے مگر الاجنۃ میں کوئی مستثنیٰ نہیں ہے۔ اور بَہِیمَۃُ الْاَنْعَامِ اللہ کے حکم سے حلال ہیں۔

اگر رات ہوتی تو دن کی قدر معلوم نہ ہوتی اسی طرح اگر بیماری نہ ہوتی تو تندرست آدمی صحت کو اللہ کی نعمت نہ سمجھتے۔ اگر آگ نہ ہوتی تو اہل جنت جنت کی قدر نہ جانتے۔ جس طرح انسانوں کی ارواح کے فدیے میں جانور دینا اور ان کے ذبح پر لوگوں کو مسلط کرنا ظلم نہیں ہے بلکہ ناقص پر کامل کو مقدم کرنا عین انصاف ہے اسی طرح جنتیوں کا اللہ کی نعمتوں کو عظیم سمجھنا۔ جہنمیوں کی بڑی سزا کی وجہ سے ہے اسی طرح اہل ایمان کے مقابلے میں اہل کفر کو قربان کرنا عین عدل ہے اور جب تک ناقص کو پیدا نہ کیا جائے کامل کی معرفت حاصل نہیں ہوسکتی۔ اور اگر اللہ جانوروں کو پیدا نہ کرتا تو انسانوں کا شرف ظاہر نہ ہوتا۔

جانور کو باندھ کر مارنے کی ممانعت: بخاری مسلم نسائی ابوداؤد وابن ماجہ نے انس بن مالکؓ سے روایت کیا ہے کہ وہ حکم بن ایوب کے گھر میں گئے تو کچھ لوگ ایک مرغی کو باندھ کر نشانہ لگا رہے تھے تو حضرت انسؓ نے فرمایا کہ نبیؐ نے جانوروں کو باندھ کر نشانہ بازی سے منع فرمایا ہے یعنی کسی ذی روح چیز کو باندھ کر تیر مارے جائیں یہاں تک کہ وہ مرجائے۔

صحیحین وغیرہ میں ہے کہ نبیؐ نے اس طرح کرنے والے کو لعنت کی ہے۔ کیونکہ یہ حیوان کو عذاب اور اس کو تباہ کرنے اور اس کی مالیت کو ضائع کرنے کے مترادف ہے اور اگر وہ حلال ہے تو اس کی حلت کو ختم کرنے کے مترادف ہے۔ نبی ﷺ نے مجثمہ سے منع کیا ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی جانور کو باندھ کر تیر مارے جائیں یہاں تک کہ اس کی جان نکل جائے۔ مگر یہ معاملہ اکثر پرندوں اور خرگوشوں وغیرہ میں پیش آتا ہے جو کہ زمین کے ساتھ چپک کر چلتے ہیں۔ پرندوں کو باندھ کر مارنا اور اونٹ کو بٹھا کر مارنا ایک جیسا ہے۔

ابوداؤد و ترمذی نے مجاہد عن ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ نبیؐ نے چوپائیوں کو ایک دوسرے کے خلاف بھڑکانے سے منع کیا ہے۔ ابن سبع کے ''شفاء الصدور'' میں ہے کہ انسؓ نبیؐ سے روایت کرتے ہیں کہ نبیؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے چوپائیوں' زمین کے کیڑے مکوڑوں' جوؤں اور پسوؤں' مکڑیوں' گھوڑوں' خچروں' گائیوں اور ان جیسے جانوروں کو تسبیح کے ختم ہونے تک زندگی دے رکھی ہے۔ جب ان کی مقرر کردہ تسبیح ختم ہو جاتی ہے تو اللہ ان کی روح قبض کر لیتا ہے۔

جانور میدان حشر میں: ابن دحیہ نے ''الایات البینات'' میں بیان کیا ہے کہ لوگوں نے چوپایوں کے اکٹھا کئے جانے کے متعلق اختلاف کیا ہے اور ان کے مابین قصاص لئے جانے کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔ پس شیخ ابوالحسن الاشعری نے بیان کیا ہے کہ چوپایوں کے درمیان قصاص جاری نہیں ہوگا کیونکہ وہ غیر مکلف ہیں اور اس بارے میں احادیث میں جو آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سینگوں والی سے بغیر سینگوں والی بکری قصاص لے گی اور ایک بکری کو پوچھا جائے گا کہ اس نے دوسری بکری کو کیوں زخمی کیا ہے؟ تو یہ بطور مثال کے بیان کیا گیا ہے اور حساب میں قصاص کی شدت کے متعلق بتایا گیا ہے اس

Marfat.com

سے مراد یہ ہے کہ ظالم سے مظلوم کے لئے ضرور قصاص لیا جائے گا۔

استاد ابو اسحاق الاسفرائنی بیان کرتے ہیں کہ ان کے درمیان قصاص جاری ہوگا اور احتمال ہے کہ اتنی مقدار میں عقل ان کو دنیا میں دی جاتی ہے۔ ابن دحیہ کہتے ہیں کہ ان حدود کا جاری ہونا عقل اور نقل دونوں کا تقاضا ہے کیونکہ چوپائے نفع اور نقصان کو پہچانتے ہیں اسی لئے وہ لاٹھی سے بھاگتے ہیں اور چارے کو قبول کرتے ہیں اور کتے کو جب جھڑکا جائے تو وہ جھڑکی کو قبول کر لیتا ہے اور جب کتے کو شکار پر اکسایا جاتا ہے تو وہ غضبناک ہو جاتا ہے اسی طرح پرندے اور وحشی جانور شکاری جانوروں سے ان کی شر سے بچنے کے لئے بھاگتے ہیں۔

اگر کہا جائے کہ قصاص انتقام ہے اور چوپائے مکلف نہیں ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ اگر چہ غیر مکلف ہیں مگر اپنی بادشاہی میں اللہ تعالیٰ جو چاہے کر سکتا ہے جس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کو تسخیر اور ان میں سے کھائے جانے والے جانوروں کے ذبح کرنے پر انسان کو مسلط کیا ہے تو اللہ تعالیٰ پر کوئی اعتراض نہیں آ سکتا نیز چوپایوں میں سے بعض کے لیے بعض سے قصاص لیا جائے گا۔ مگر ان سے قصاص کا یہ مطالبہ کسی حرام کام کے ارتکاب اور کسی حکم کی مخالفت کی وجہ سے نہیں کیا جائے گا کیونکہ یہ تو عقل والوں کے ساتھ مخصوص ہے۔

جب اختلاف زیادہ ہو چکا ہے تو ہم اس بات کی طرف لوٹتے ہیں جس کا ہمارے رب نے ہمیں اس فرمان میں حکم دیا ہے فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول یعنی اگر تم جھگڑ پڑو تو اس کا فیصلہ اور اس کے رسول کے پاس لے جاؤ۔

اور ہم نے قرآن عظیم کو پایا کہ وہ تمام جانوروں کے قیامت کے دن دوبارہ اٹھانے پر دلالت کرتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وما من دابۃ فی الارض ولا طائر یطیر بجنا حیہ الا امم امثالکم الیٰ قولہ ثم الی ربھم یحشرون. اور فرمایا واذا الوحوش حشرت اور لغت میں حشر جمع کرنے کو کہتے ہیں۔

اور صحیحین میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ لوگ تین طریقوں پر اکٹھے کئے جائیں گے (۱) رغبت کرنے والے (۲) ڈرنے والے اور کچھ تو دو آدمی ایک اونٹ پر ہوں گے اور کچھ تین آدمی ایک اونٹ پر اور بعض ایک اونٹ پر دس آدمی ہوں گے (۳) اور باقی لوگوں کو آگ اکٹھا کرے گا وہ ان کے ساتھ آرام کرے گی جہاں وہ آرام کریں گے اور جہاں وہ رات گزاریں گے وہ بھی رات گزارے گی جہاں جہاں وہ صبح کریں گے یہ ان کے ساتھ صبح کرے گی جہاں وہ شام کریں گے وہ بھی ان کے ساتھ شام کرے گی۔ تو یہ حدیث اونٹوں کا لوگوں کے ساتھ اکٹھے ہونے کی دلیل ہے۔

امام احمد نے صحیح سند کے ساتھ ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مخلوق میں سے ایک کا دوسرے سے قصاص لیا جائے گا۔ یہاں تک کہ بغیر سینگوں والی بکری کا سینگوں والی سے۔ اور چیونٹی کا چیونٹی سے قصاص لیا جائے گا۔

تو جب چوپایوں اور چیونٹیوں تک سے قصاص لیا جائے گا تو جو امور کا مکلف ہے وہ اس سے کیونکر غافل رہ سکتا ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کی اپنے نفسوں کے شرور اور اپنے اعمال کی برائیوں سے پناہ مانگتے ہیں۔

صحیح مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ تم قیامت کے دن حقوق کو ان کے اہل کی طرف ضرور لوٹاؤ گے یہاں تک کہ بے سینگ کی بکری کا قصاص سینگوں والی بکری سے لیا جائے گا۔

Marfat.com

اور اس میں اور اس کے علاوہ دوسری حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ جس اونٹوں والے نے اپنے اونٹوں کی زکوۃ نہ دی ہوگی قیامت کے دن اس کے لیے ایک میدان لگایا جائے گا جس میں اونٹوں کی آوازیں ہوں گی پھر اس میدان کو اتنا ہی بھر دیا جائے گا جتنا وہ ریوڑ ہوا کرتا تھا ان میں سے ایک اونٹ کا بچہ بھی کم نہیں ہوگا۔ یہ سب اس مالک کو اپنے اپنے کھروں سے روندیں گے اور اپنے منہ سے چبائیں گے (آگے طویل حدیث ہے) اور صحیح بخاری میں ہے تم میں سے کوئی آدمی قیامت کے دن اس حال میں نہ آئے کہ وہ بکری کو اپنے کندھوں پر اٹھائے ہوئے ہو اور وہ آواز کر رہی ہو پھر وہ آدمی کہے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! (میری سفارش کریں) تو میں کہوں کہ میں تمہارے کسی کام نہیں آسکتا کیونکہ میں نے یہ پہلے ہی بتا دیا تھا۔

اور نبیؐ سے صحیح ثابت ہے کہ جمعہ کے دن پر زمین پر چلنے والا قیامت کے ڈر سے چیخ رہا ہوتا ہے سوائے انسانوں اور جنوں کے۔ اور ان کا اس دن کو اللہ کے الہام کی وجہ سے چیخنا بھی فطری ہوتا ہے جس طرح ان جانوروں کی طبیعت میں اللہ نے شر سے بچنا اور نفع کی طرف جانا فطری طور پر رکھ دیا ہے۔ نہ کہ عقل حیوانی احساس اور فہمی ادراک کی وجہ سے۔ مثلاً جب اللہ تعالیٰ نے چیونٹی کی فطرت میں یہ بات رکھ دی ہے کہ وہ اپنی خوراک اٹھائے اور سردیوں کے لئے اسے جمع کرے تو چوپاؤں اور مویشیوں کا قیامت کے دن جبلی طور پر چیخنا تو زیادہ قرین قیاس ہے۔ اور جو شخص حیوانات کے احوال جاننے میں لگا رہے گا تو وہ ان میں اللہ کی حکمت دیکھے گا کہ اللہ نے اس کو عقل تو نہیں دی مگر ان کے لئے ایسی حس رکھی ہے جس سے وہ نقصان دہ اور نفع بخش چیز میں امتیاز کر لیتے ہے اور اللہ نے اس کی جبلت میں ایسی اشیاء کا علم تفویض کیا ہے اور ان کا الہام کیا ہے کہ انسان میں وہ چیز سیکھنے اور دقت نظر کے بعد پیدا ہوتی ہے۔ ان میں سے ایک شہد کی مکھی کا وہ پر حکمت عمل ہے کہ وہ اپنے چھتے کو مسدس بناتی ہے کہ جس کو دیکھ کر اہل حساب بھی تعجب کرتے ہیں اور ایک مکڑی ہے جو اپنے گھروں کے جالوں کو مضبوط کرتی ہے اور ان کے دائروں کو موزوں بناتی ہے۔ اسی طرح دیمک ہے جو اپنے گھر کو لکڑیوں سے چوکور نہایت مضبوط بناتی ہے۔ چوپایوں نے اپنے عمل سے عجیب غریب صنعتوں کا اور کاموں کا اظہار کیا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ان سے ان امور کے بیان کی قوت سلب کی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہتا تو ان کو بولنے کی طاقت دے دیتا جس طرح سلیمانؑ کے زمانے میں اللہ تعالیٰ نے چیونٹی کو بولنے کی طاقت دی تھی۔ گھوڑوں میں سے بھیمہ وہ ہوتے ہیں جن میں کوئی داغ نہ ہو اس میں مذکر مؤنث کی کوئی قید نہیں اور بھیڑوں میں سے بھم ان کو کہتے ہیں جو سیاہ ہوں اور ان میں سفید رنگ نہ ہو اور نبیؐ کا یہ فرمان یحشر الناس یوم القیامة بهماً یعنی لوگ قیامت کے دن بھم اکٹھے کئے جائیں گے۔ یعنی وہ نقائص دینا مثلاً برص' اندھا' کانا وغیرہ ہونے سے پاک ہوں گے اور ان کے جسم بالکل ٹھیک ہوں گے جو ہمیشہ کے لئے جنت یا جہنم میں رہیں گے۔ بعض کہتے ہیں کہ اس سے مراد ننگے ہیں یعنی ان کے جسم پر دنیا کے سامان میں سے کچھ نہ ہوگا لیکن یہ معنی پہلے معنی کے مخالف ہوگا۔

مسعر بن کدام جو ایک عظیم آدمی ہے کے یہ شعر ہیں:

نهارك يا مغرور سهو وغفلة   وليلك نوم والردى لك لازم

ا۔ ''اے مغرور انسان تیرا دن سراسر بھول اور غفلت ہے اور تیری رات نیند میں گزر جاتی ہے اور تو ہلاک ہو کر رہے گا۔''

وتتعب فيما سوف تكره غبه   كذلك في الدنيا تعيش البهائم

Marfat.com

۲۔ ''تو ایسے کام کر کے تھک رہا ہے جن کا غائب ہونا تجھے ناپسند ہوگا اسی طرح تو جانور دنیا میں زندہ رہتے ہیں۔''

ایک فرعی مسئلہ: چوپائے کی شرم گاہ کو مس کرنے سے وضو کے ٹوٹنے میں ہمارے اصحاب کا اختلاف ہے اس کی وجوہ میں سے ایک وجہ یہ ہے کہ ٹوٹ جاتا ہے مس فرج سے وضو ٹوٹنے کے عموم کی وجہ سے اور صحیح بات یہ ہے کہ نہیں ٹوٹتا کیونکہ اس کی کوئی حرمت نہیں ہے نیز اس پر کوئی ثواب بھی نہیں ہے۔ مگر جانور کی دبر کو یا ہاتھ لگانے سے وضو قطعاً نہیں ٹوٹتا۔

امام دارمی کہتے ہیں کہ اس بارے میں چوپاؤں اور پرندوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔

ضرب الامثال: عرب کہتے ہیں ما الا نسان لو لا اللسان الا صورة ممثلة او بهيمة مهملة یعنی اگر زبان نہ ہو انسان محض ایک مورتی کی شکل ہے یا گونگا جانور ہے۔ یہ مثال قادر کلامی کی تعریف میں بیان کی جاتی ہے۔

البوم و البومة

یہ باء کے ضمہ سے پڑھتے ہیں۔ یہ ایسا پرندہ ہے جو مذکر اور مؤنث پر بولا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ آپ بوم صدی یا بوم خیار کہیں گے تو وہ مذکر کے لئے خاص ہو جائے گا۔ اور اس کی مؤنث کی کنیت ام الغراب ہے۔ اور اس کو غراب اللیل بھی کہتے ہیں۔

جاحظ کہتے ہیں اس کی یہ قسمیں ہے هامه، صدای، الصنوع، خفاش، غراب الليل، بومه، یہ سارے نام مشترک ہیں۔ جو بھی پرندہ رات کو نکلتا ہے سب پر یہ نام بولے جاتے ہیں۔ انہوں نے کہا ان میں سے بعض پرندے 'چوہا' صام ابرص چڑیا اور چھوٹے چھوٹے حشرات کو شکار کرتے ہیں۔ بعض ان میں سے صرف مچھروں کا شکار کرتے ہیں۔ ان کی فطری طبیعت ہے کہ ہر پرندے کے گھونسلے میں داخل ہو جاتے ہیں اور اس کو وہاں سے نکال کر اس کے انڈے یا بچے کھا جاتے ہیں۔

اس کی رات کو طاقت غالب ہو جاتی ہے۔ اس کو کوئی پرندہ بھی اٹھا نہیں سکتا۔ اور یہ رات کو سوتا بھی نہیں ہے۔ جب دن کے پرندے اس کو دیکھ لیں تو اس کو مار ڈالتے ہیں اور آپس کی عداوت کی وجہ سے اس کے پر اکھیڑ دیتے ہیں۔ اسی وجہ سے شکاری ان کو اپنے جالوں کے نیچے رکھتے ہیں تاکہ پرندے ان پر ٹوٹ پڑیں۔

مسعودی نے جاحظ سے نقل کیا ہے کہ بومہ دن کو سامنے نہیں آتا تاکہ اس کی خوبصورتی اور جمال کی وجہ سے اس کو نظر نہ لگ جائے کیونکہ اس کے دل میں یہ خیال بیٹھ چکا ہے کہ وہ سب حیوانوں سے خوبصورت ہے اس لیے وہ رات کو ہی نکلتا ہے۔

عرب اپنی جھوٹی باتوں میں خیال کرتے ہیں کہ انسان جب مرجاتا ہے یا مارا جاتا ہے تو اس کی روح ایک پرندے کی شکل میں اس کی قبر پر چیختی رہتی ہے اور اس کے جسم سے ڈرتی ہے اور مذکر بوم کو صدیٰ کہتے ہیں۔

توبہ حمیری جو عشاق عرب میں سے ایک ہے اس بارے میں یوں کہتا ہے:

ولو ان ليلى الاخيلية سلمت علی ودونی جندل وصفائح

''اگر لیلیٰ اخیلیہ مجھ پر سلام بھیجے جب کہ میرے اور اس کے درمیان سخت اور صاف پہاڑ ہیں۔''

لسلمت تسليم البشاشة او زقا اليها صدى من جانب القبر صائح

''تو میں بھی اس کو خوشی کا سلام بھیجوں گا یا اس کو میری قبر پر چیخنے والا ایک اُلو صدی میری موت کی خبر دے گا۔''

Marfat.com

پس کہا جاتا ہے کہ جب وہ اس کی قبر سے گزری اور یہ شعر پڑھے تو کوئی چیز پرندہ نما اس کی قبر سے اٹھی جس سے اس کی اونٹنی ڈر کر بھاگی تو وہ اس سے گر کر مرگئی اور وہیں اس کے پہلو میں دفن ہوگئی۔

بوم کی کئی قسمیں ہے سب کے سب علیحدگی پسند ہیں اور تنہائی پسند ہے۔اور کووں سے دشمنی ان کے خمیر میں ہے۔

تاریخ ابن نجار میں ہے کہ کسریٰ نے اپنے ایک عامل کو کہا کہ میرے لئے بدترین پرندوں کا شکار کر پھر اس کو بدترین ایندھن میں بھون کر' پھر اسے بدترین آدمی کو کھلا کر تو اس نے ایک الو کا شکار کر کے بھنگ کی لکڑی سے بھون کر ایک چغل خور کو کھلا دیا۔

ایک الو کی کہانی: امام ابوبکر طرطوشی سراج الملوک باب نمبر ۴۷ میں لکھتے ہیں کہ عبدالملک بن مروان ایک رات کو جاگتا رہا اور اس نے ایک کہانیاں سنانے والے کو بلا کر کہا کہ اسے کہانیاں سنائے تو اس نے اپنی کہانیوں میں سے ایک یہ کہانی سنائی۔ وہ کہنے لگا امیر المؤمنین موصل میں ایک الو تھا اور اسی طرح بصرہ میں بھی ایک الو تھا تو موصل کے الو نے اپنے بیٹے کے لئے بصرہ کے الو سے اس کی بیٹی کا رشتہ مانگا تو بصرہ کے الو نے کہا کہ میں ایسا ہرگز نہیں کرسکتا مگر اس صورت میں یہ ممکن ہے کہ تم مجھے اس کے مہر میں سو جاگیر غیر آباد علاقے کی دے دو' تو موصل کے الو نے کہا میں اب نہیں کرسکتا ہاں اگر ہمارا والی اسی طرح ایک سال اور رہا (اللہ اس کو سلامت رکھے) تو میں ایسا کرسکتا ہوں تو عبدالملک بیدار ہوگیا۔ اور مظالم کے انصاف کے لئے مجلس لگانی شروع کر دی اور لوگوں کو ایک دوسرے سے انصاف لے کر دینے لگا اور گورنروں کے معاملات کی چھان بین شروع کر دی۔

غریبوں کی بددعا: میں نے بعض بڑی بڑی کتابوں میں بعض بڑے علماء کے خط سے یہ لکھا ہوا دیکھا ہے کہ ایک دن مامون نے اپنے محل سے باہر جھانکا تو ایک آدمی کو کھڑا دیکھا جس کے ہاتھ میں ایک کوئلہ دیکھا جس سے وہ اس کے محل کی دیوار پر کچھ لکھ رہا تھا تو مامون نے کسی خادم سے کہا کہ جاؤ دیکھو کہ یہ شخص کیا لکھ رہا ہے اور اس کو میرے پاس لاؤ تو خادم جلدی سے اس کی طرف گیا اور اس کو پکڑ لیا اور جو کچھ اس نے لکھا تھا وہ بھی غور سے دیکھا تو یہ اشعار لکھے تھے:

یا قصر جمع فیك الشوم واللوم متی یعشش فی ارکانك البوم

''اے محل تجھ میں نحوست اور ملامت اکٹھی ہوچکی ہے تیرے ستونوں میں الو کب گھر بنائے گا۔''

یوم یعشش فیك البوم من فرحی یکون اول من ینعیك مرغوم

''جس دن تجھ میں الو میری خوشی سے بسیرا کرے گا تو میں وہ پہلا شخص ہوں گا جس کی موت کی خبر کوئی مرغوم دے گا۔''

تو خادم نے اس سے کہا کہ تجھ کو امیر المؤمنین بلا رہے ہیں اس لیے چلو' وہ کہنے لگا میں تجھ کو اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ مجھ کو اس کے پاس نہ لے کر جاؤ تو خادم نے کہا تم کو ضرور جانا پڑے گا تو وہ اس کو لے گیا۔ جب وہ مامون کے سامنے پہنچا تو خادم نے مامون کو اس کا لکھا ہوا بتایا۔ مامون نے کہا تم پر افسوس ہو تم کو یہ بات کس نے لکھنے کے لئے برانگیختہ کیا؟ اس نے کہا امیر المؤمنین! آپ پر مخفی نہیں ہے کہ آپ کا یہ محل کتنے ہی خزانے اور زیورات اور کھانے' پینے' بستر' برتن' سامان' لونڈیاں' خادم وغیرہ پر مشتمل ہے جس کے بیان سے میری زبان قاصر ہے اور میری سمجھ عاجز ہے۔ اے امیر المؤمنین! میں یہاں سے گزرا تو میں نہایت فاقہ زدہ تھا تو میں اپنے بارے میں سوچتا ہوا کھڑا ہوگیا تو میں نے اپنے دل میں کہا یہ محل آباد ہے اور اونچا ہے اور میں بھوکا ہوں مجھے اس میں کوئی فائدہ نہیں اگر یہ خراب اجاڑ ہوتا اور میں اس پر سے گزرتا تو یہاں مجھے کوئی لکڑی کوئی کیل کوئی عمدہ پتھر مل جاتا جس کو بیچ کر

Marfat.com

میں اپنے لیے روزی حاصل کرسکتا۔ کیا آپ نے شاعر کا قول نہیں سنا؟ مامون نے کہا کیا کہا ہے؟

اذا لم یکن للمرء فی دولة امرء نصیب ولا حظ تمنی زوالها

''جب کسی آدمی ے لئے کسی دوسرے آدمی کی دولت میں کوئی حصہ نہ ہوتو وہ اس کے ختم ہونے کی آرزو کرتا ہے۔''

وما ذاك من بغض لها غیر انه یرجی سواها' فهو یهوی انتقالها

''یہ اس کو ناپسند ہونے کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ وہ اس کے سوا دوسری چیز کی امید رکھ رہا ہے اس لیے وہ اس کے منتقل ہونے کو چاہتا ہے''۔

تو مامون نے کہا کہ اس کو ایک ہزار دینار دے دو پھر اس نے کہا کہ جب تک یہ محل اپنے باشندوں سے آباد رہا تجھے ہر سال اتنا ملتا رہے گا اور اس میں دو شعر اور ہیں:

اذا کنت فی امر فکن فیه محسنا فعما قلیل انت ماض وتارکه

جب تم کسی کام میں لگے ہوئے ہو تو ان میں بہت اچھا کام کرو کیونکہ تم بہت جلدی اس سے گزر جاؤ گے اور اس کو چھوڑ دو گے۔''

فکم دحست الایام ارباب دولة وقد ملکوا اضعاف ما انت مالکه

''زمانے نے کتنے ہی حاکموں کو مٹا دیا حالانکہ جتنے کا تو مالک ہے اس سے کئی گناہ زیادہ کے وہ مالک تھے۔''

شرعی حکم: اس کی تمام اقسام کا کھانا حرام ہے۔

امام رافعی فرماتے ہیں کہ ابو عاصم عبادی نے بیان کیا ہے کہ بوم بھی گدھ کی طرح حرام ہے اسی طرح صنوع پرندہ بھی۔

امام شافعی کا ایک قول صنوع کی حلت والا ہے تو اس سے یہ پتہ چلا کہ صنوع الو کے علاوہ کوئی اور پرندہ ہے لیکن صحاح میں ہے کہ صنوع رات کے پرندوں میں سے ہام کی جنس میں سے ہے۔ مفضل کہتے ہیں کہ یہ بوم کا مذکر ہے۔ اس طرح جو حکم صنوع کا ہوگا وہی حکم بوم پر جاری ہوگا کیونکہ مذکر مؤنث دونوں ایک جنس کے ہوتے ہیں اور حلت وحرمت میں مختلف نہیں ہوتے۔

روضہ کے مصنف کہتے ہیں کہ صنوع ہام کی جنس سے ہے لہٰذا وہ حرام ہے۔

اذان کا فائدہ: ابن سنی حسن بن علی بن ابی طالب سے بیان کرتے ہیں کہ نبیؐ نے فرمایا کہ جس کے ہاں کوئی لڑکا پیدا ہوتو وہ اس کے دائیں کان میں اذان کہے بائیں میں اقامت کہے تو اس کو ام الصبیان کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گی۔ عمر بن عبدالعزیز اسی طرح کرتے تھے۔ ام الصبیان میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ یہ بومہ ہے کما تقدم اور بعض کہتے ہیں یہ جنوں کا سایہ ہوتا ہے۔

طبی فوائد اور خواص: جب بوم کو ذبح کیا جائے تو اس کی آنکھ کھلی رہتی ہے اور ایک بند ہو جاتی ہے تو کھلی آنکھ کو انگوٹھی کے نگینے کے نیچے رکھ کر جو شخص پہن کر لیٹ جائے تو اس کو کبھی نیند نہ آئے گی جب تک یہ اس کی انگوٹھی کے نگینے کے نیچے رکھے رہے گا۔ جبکہ دوسری آنکھ کا عمل اس کے برعکس ہے۔ امام طبری کہتے ہیں کہ اگر تمہیں سونے والے اور جاگنے والی آنکھ میں شبہ ہو جائے تو ان کو پانی میں ڈال دو تو جو پانی کے اوپر آ جائے وہ بیدار والی اور جو نیچے ہوگی سلانے والی ہوگی۔

ہرمس نے کہا الو کا دل نکال کر عورت کے سوتے وقت اس کے بائیں ہاتھ پر رکھ دیا جائے تو اس نے جو کچھ سارا دن کیا ہے وہ

Marfat.com

بول کر بتادے گی۔

اس کے پتے کا سرمہ اندھراتے کے لئے مفید ہے۔ بڑے الو کا دل جب نکال کر بھیڑیے کے چمڑے میں باندھ کر بازو پر لٹکایا جائے تو چوروں اور کیڑے مکوڑوں سے حفاظت ہوگی۔ اور لوگوں کا خوف بھی اس کے دل میں نہ رہے گا۔ اگر اس کی پگھلی ہوئی چربی کو بطور سرمہ استعمال کیا جائے تو وہ رات کو جس جگہ جائے گا وہ اسے روشن نظر آئے گی۔

مادہ الو دو انڈے دیتی ہے ایک میں مادہ تخلیق ہوتا ہے اور دوسرے میں نہیں۔ مادہ تخلیق والے انڈے کو پہچاننے کا طریقہ یہ ہے کہ اس میں ایک پر کو داخل کیا جائے تو جس میں تخلیق کا مادہ ہوگا تو پر تجھ کو وہ چیز بتادے گا۔

تعبیر الرؤیا: خواب میں الو کو دیکھنے سے مراد چور اور مکار ہے بعض کہتے ہیں کہ ہیبت ناک بادشاہ مراد ہے جس کی ہیبت سے رعایا بہت خوف زدہ ہو اور یہ بہادری اور ڈر کے نکل جانے پر دلالت کرتا ہے کیونکہ یہ رات کے پرندوں میں سے ہے۔ (واللہ اعلم)

اَلْبُوَّہُ

اس کو باء کی ضمہ اور واؤ کے شد سے اَلْبُوَّہُ پڑھتے ہیں۔ یہ ایک پرندہ ہے جو الو کے مشابہ ہے مگر اس سے چھوٹا ہے۔ اس کی مؤنث بُوَّھة ہے۔ اس سے احمق آدمی کو تشبیہ دی جاتی ہے۔ چنانچہ امرء القیس کہتے ہیں۔

ایا ھند لا تنکحی بوھة علیه عقیقته احسبا

ا۔ "اے ہندہ تو کسی بے وقوف مرد سے نکاح نہ کر کہ جس پر ابھی تک اس کے عقیقے کے بال موجود ہوں جن کا رنگ سرخ زرد ہو"

احسب اس آدمی کو کہتے ہیں جس کے بال بھورے ہوں یہ اس آدمی کا وصف ہے جو بخیل اور صاحب ملامت ہو گویا ابھی تک اس کا عقیقہ نہیں کیا گیا اور وہ بوڑھا بھی ہو گیا ہے۔

بعض کہتے ہیں اس سے مراد وہ بوڑھا آدمی ہے جو طیش والا ہو اور بوھۃ اس کو کہتے ہیں جس کو ہواؤں نے اڑا دیا ہو اور بوہ مذکر الو کو کہتے ہیں بعض کہتے کہ بوہ بوم سے بڑا ہوتا ہے چنانچہ رؤبہ اپنے بڑھاپے کا ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے۔

بوہ کی طرح جو بکھرے ہوئے اندھیرے کے نیچے ہے بعض کہتے ہیں کہ بوہ ایک پرندہ ہے جو الو کے مشابہ ہے۔ بعض کہتے ہیں الاحسب وہ ہے جس کا چمڑا بیماری سے سفید ہو جائے اور اس کے بال خراب ہو کر سرخ اور سیاہ ہو جائیں اور یہ بیماری انسانوں اور اونٹوں میں ہوتی ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ احسب برص والے کو کہتے ہیں۔

شرعی حکم اور تعبیر الرؤیا: اس کا حکم اس تعبیر اور خواص الو کی طرح ہیں جیسا کہ گزر چکا ہے۔

بوقیر

امام قزوینی فرماتے ہیں یہ ایک سفید رنگ کا پرندہ ہے جن کی ایک جماعت ہر سال ایک مقررہ وقت پر جبل الطیر نامی پہاڑ پر آتی ہے جو مصر میں انصنا شہر کے قریب ہے جو ابراہیم بن محمد ﷺ کی والدہ ماریہ قبطیہ کا شہر ہے۔ یہ اس پہاڑ پر آکر ڈیرہ ڈال لیتے ہیں۔ اس پہاڑ میں ایک سوراخ ہے جس میں تمام پرندے آکر اپنا سر داخل کرتے ہیں پھر وہاں سے نکال لیتے ہیں اور خود کو

Marfat.com

دریائے نیل میں پھینکتے ہیں اور وہاں سے نکل کر واپس چلے جاتے ہیں۔ یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہتا ہے یہاں تک کہ ان میں سے ایک جب اپنا سر اس میں داخل کرتا ہے تو وہ سوراخ اس کو پکڑ لیتا ہے تو وہاں وہ بے چین ہو کر کچھ دیر لٹکا رہتا ہے یہاں تک کہ مر جاتا ہے۔ پھر کچھ دیر بعد گر پڑتا ہے جب یہ پرندہ وہاں لٹک جائے تو باقی سارے وہاں سے فوراً بھاگ جاتے ہیں اور وہاں کوئی پرندہ آئندہ سال تک نظر نہیں آتا۔

ابوبکر صولی کہتے ہیں کہ میں نے اس شہر کے بڑے بڑے لوگوں سے سنا ہے کہ جب سال سرسبز ہوتا ہے تو یہ سوراخ دو پرندوں پر قبضہ کرتا ہے اور اگر سال درمیانہ ہو تو یہ ایک پرندے کو پکڑتا ہے اور جب قحط زدہ سال ہو تو کسی کو بھی نہیں پکڑتا۔

بینیب

یہ لفظ بینیب بروزن فیعیل ہے۔ یہ ایک سمندری مچھلی ہے جس کو اہل سمندر خوب جانتے ہیں۔

اِلبیاح

یہ باء کے کسرہ سے ہے اور مخفف ہے۔ یہ بھی مچھلی کی ایک قسم ہے۔ کبھی باء پر فتح پڑھتے ہیں اور اس صورت میں لفظ مشدد ہوگا یہ بات جوہری نے کہی ہے۔

ابو براقش

یہ بھی چڑیا کی طرح ایک پرندہ ہے یہ بہت سے رنگ بدلتا ہے۔

شاعر کہتا ہے:

کابی براقش کل یوم لونہ یتخیل

''ابو براقش کی طرح وہ ہر وقت رنگ بدلتا رہتا ہے۔''

بار بار پھرنے اور ہٹنے والے کے لیے اس کی مثال بیان کی جاتی ہے۔

قزوینی نے کہا کہ یہ خوش آواز لمبی گردن اور پاؤں والا اور سرخ چونچ والا سارس کے جسم کے برابر ہوتا ہے۔ یہ ہر گھڑی اپنے رنگ بدلتا ہے۔ سرخ' نیلا' سبز اور پیلا ہوتا ہے۔ مجھے اس کے خواص معلوم نہیں ہیں۔

ابو برا

یہ ایک پرندہ ہے جس کا نام سمویل ہے اس کا ذکر عنقریب باب السین میں آئے گا۔

ابو بریص

اس کو باء کے فتح سے پڑھتے ہیں۔ یہ چھپکلی کو کہتے ہیں۔ اس کو سام ابرص بھی کہتے ہیں۔ اس کا ذکر باب السین اور باب الواو میں وزغ اور سام ابرص کے لفظ میں آئے گا۔

Marfat.com

باب التاء

تالب (پہاڑی بکرا)

ابن سیدہ کہتے ہیں کہ اس کی مؤنث تالبۃ ہے۔اس کا بیان باب الواو الفظ وعل میں آئے گا۔ان شاءاللہ

تبیع

گائے کے ایک بچے کو تبیع کہتے ہیں اور اس گائے کو بھی کہتے ہیں جس کے پیچھے اس کا بچہ ہو۔اس کی مؤنث تبیعۃ ہے اور جمع تباع اور تبائع ہے۔جیسے اَفِیل' اِفَال' اَفَائل ہے۔اس کا ذکر باب الھمزہ میں ہو چکا ہے۔

امام مالک نے موطا میں اور ابوداؤد' نسائی اور ترمذی وغیرہ نے معاذ بن جبلؓ سے روایت کیا ہے کہ نبیؐ نے مجھے یمن کی طرف بھیجا اور حکم دیا کہ میں چالیس گائیوں میں سے ایک گائے لوں اور ہر تیس مسنوں میں سے ایک تبیع یا ایک تبیعہ لوں۔امام ترمذی کہتے ہیں یہ حدیث حسن ہے اور یہ روایت مرسل ہے اور مرسل ہی زیادہ صحیح ہے۔

مسنہ اس کو کہتے ہیں جس کے دو سال پورے ہو گئے ہوں اور تیسرے میں داخل ہو اور تبیع اس کو کہتے ہیں جو ماں کے پیچھے جائے اگرچہ ایک سال سے کم کا ہو۔

امام رافعی کہتے ہیں ایک جماعت سے منقول ہے کہ تبیع اس کو کہتے ہیں جس پر چھ ماہ گزر چکے ہوں اور مسنۃ اس کو کہتے ہیں جس کی عمر ایک سال ہو۔لیکن یہ غلط ہے اور اس کا کسی مذہب میں کوئی شمار نہیں۔

تبشر

ابن قتیبہ کے ''ادب الکاتب'' میں ہے کہ یہ تاء کے فتح اور بائے موحدہ کے ساتھ ہے پھر شین معجمہ کے ساتھ ہے۔بعض کے بقول تاء کے ضمہ اور باء کے فتح سے ہے اور شین کی تشدید سے ہے۔یہ ایک پرندہ ہے جس کو سفاریہ کہتے ہیں اس میں تاء زائدہ ہے۔اس پر باب الصاد میں کلام آئے گی۔(ان شاءاللہ)

التتفل

اس کا تلفظ پہلی تاء کے ضمہ سے پھر ثاء کے سکون سے بروزن قنفذ ہے یہ لومڑی کے بچے کو کہتے ہیں۔اس میں تاء زائدہ ہے۔

التدرج

بروزن حمرج ہے۔یہ تیتر کی طرح ایک پرندہ ہے جو باغوں میں خوبصورت آواز سے گاتا ہے۔آب وہوا کی صفائی کے وقت اور شمالی ہوائیں چلنے کے وقت یہ موٹا ہو جاتا ہے اور جب فضا گدلی ہو اور جنوبی ہوائیں چلنے لگیں تو یہ لاغر ہو جاتا ہے۔اس کا گھر نرم زمین میں ہوتا ہے۔یہ وہاں انڈے دیتا ہے تاکہ کوئی مصیبت واقع نہ ہو جائے۔ابن زہر کہتے ہیں یہ ایک خوبصورت پرندہ ہے جو بلاد فارس میں خراسان کی سرزمین میں رہتا ہے۔

Marfat.com

شرعی حکم: یہ اپنی پاکیزگی کی وجہ سے حلال ہے۔ یہ تیتروں کی ایک قسم ہے۔اس کا ذکر تیتر کے بیان باب الدال میں آئے گا۔

طبی خواص: اس کا گوشت تمام پرندوں کے گوشت سے بہتر ہے۔قوت فہم اور باہ میں اضافہ کرتا ہے جس شخص میں دیوانگی یا خلل ہے اس کا پتہ لے کر اس کے ناک میں چڑھانے سے فائدہ ہوتا ہے۔اگر اس کا گوشت جو کہ گرم ہوتا ہے بھون کر اس بیمار کو تین دن کھلایا جائے تو وہ تندرست ہو جائے گا۔

التخس

یہ لفظ بروزن خُرد ہے یہ ڈالفن مچھلی کو کہتے ہیں اس کا ذکر باب الدال میں آئے گا ان شاء اللہ (نوٹ یہ لفظ اصل میں دُخس ہے ملاحظہ ہو المنجد مادہ دلف اور مصباح اللغات مادہ الف)

التفلق

بروزن زبرج پانی کے پرندوں میں سے ایک ہے ''عباب'' میں اسی طرح ہے۔

التفة

اس کو عناق الارض بھی کہتے ہیں اور غنجل بھی یعنی سیاہ خرگوش یہ چھوٹے کتے کے برابر درندوں کی ایک قسم ہے جو چیتوں کی شکل جیسی ہوتی ہے۔اس کا شکار کرنا نہایت عمدہ اور خوصبورت ہوتا ہے۔بعض دفعہ انسان پر حملہ کر کے اس کو زخمی کر دیتا ہے۔یہ گوشت خور ہے۔بعض اوقات سارس اور اس جیسے پرندوں کا شکار کرتا ہے تو اس کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے۔ناشی نے اپنے شعروں میں اس کا وصف بیان کیا ہے۔

حلو الشمائل فی اجفانه وطف   صافی الادیم هضیم الکشح

۱۔ ''میٹھے خصائل والا ہے اس کی پلکوں میں بڑے گھنے بال ہیں صاف جسم والا لاغر پہلو والا اور گھٹے ہوئے جسم والا ہے۔''

فیه من البدر اشباه توافقه   منها له سفح فی وجهه سود

۲۔ ''اس میں کچھ چاند کے موافق مشابہتیں ہیں اس کے چہرے میں سرخ سیاہ داغ ہیں۔''

کوجه ذا وجه هذا فی تدوره   کانه منه فی الاجفان معدود

۳۔ ''گولائی میں اس کا چہرہ چاند کی طرح ہے گویا کہ وہ اس کی پلکوں کے نیچے رکھے ہوئے ہیں۔''

له من اللیث نا باه ومخلبه   ومن غریر الظباء النحر والجید

۴۔ ''اس کے پنجے اور کچلیاں شیر کی طرح ہیں اور گردن اور گلا سفید ہرنی کی طرح ہے۔''

اذا رای الصید اخفی شخصه ادبا   وقلبه باقتناص الطیر مزود

۵۔ ''جب وہ کسی شکار کو دیکھتا ہے تو ادب سے اس سے اپنے آپ کو چھپا لیتا ہے اور اس کا دل پرندوں کے شکار پر حریص ہوتا ہے۔''

Marfat.com

شرعی حکم: اس کا کھانا اس عموم کی وجہ سے حرام ہے کہ ہر کچلی والا اور پنجہ والا جانور حرام ہے۔ ہمارے بعض اصحاب نے کہا کہ یہ خشکی کی بلی ہے اور لومڑی کے قریب قریب ہوتی ہے اس کی شکل گھریلو بلی جیسی ہوتی ہے۔ اس کے حکم میں دو وجہیں ہیں مگر ان میں سے صحیح مذہب اس کے حرام ہونے کا ہے کیونکہ یہ چوہے کھاتی ہے۔

ضرب الامثال: عرب کہتے ہیں اغنی من التفة عن الرفة جس طرح تفہ بھوسے سے بے پرواہ ہوتی ہے۔ اسی طرح وہ آدمی بے پروا ہے۔ حمزہ کہتے ہیں تفہ کی جمع تفات اور رفہ کی جمع رفات ہے۔ شاعر کہتا ہے:

غنینا عن حدیثکم قدیمًا ۔۔۔ کما غنت تفات عن الرفات

''ہم تمہاری بات سے پرانے زمانے سے ہی بے پرواہ ہیں جیسے تفات بھوسے بے پرواہ ہوتے ہیں۔''

نیز کہا جاتا ہے۔ استغنت التفه عن الرفة یہ بات اس لیے کی جاتی ہے کہ وہ بھوسے کو کھاتا نہیں ہے۔ اس کی غذا تو گوشت ہے اس لیے وہ بھوسے کو کھاتا نہیں ہے۔ اور بھوسے سے بے پرواہوتا ہے۔ تفہ اور رفہ میں فا مخفف ہے لیکن استاد ابو بکر کہتے ہیں یہ دونوں مشدد ہیں۔ جوہری نے ان کو باب الھاء میں ذکر کیا ہے۔ اور جامع میں بھی اسی طرح ہے۔ مگر انہوں نے اسے مخفف کیا ہے۔ ازہری نے اس کو باب الرفت میں ذکر کیا ہے جس کا معنی ٹوٹا ہوتا ہے۔ ثعلب نے ابن اعرابی سے کہا کہ رفت کا معنی بھوسہ ہے اور مثال ہے۔ اغنی امن التفہ عن الرفت ازہری کہتے ہیں تفہ ھاء کے ساتھ اور الرفت تاء کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔ مگر میدانی کہتے ہیں یہ قول سب سے عمدہ ہے۔ کیونکہ بھوسہ ٹوٹا ہوتا ہے۔

التم

یہ مرغابی کی طرح ایک پرندہ ہوتا ہے جس کی چونچ لمبی اور گردن مرغابی سے بھی لمبی ہوتی ہے۔ یہ حلال ہے کیونکہ یہ طیبات سے ہے۔

التمساح

مگرمچھ: یہ مشہور جانور مگرمچھ ہے اور جھوٹے آدمی کو بھی کہتے ہیں۔ قزوینی کہتے ہیں یہ جانور گوہ کی شکل والا ہوتا ہے یہ پانی کے جانوروں میں سے عجیب ترین جانور ہے۔ اس کا منہ کھلا ہوتا ہے اور اوپر والے حصہ میں ساٹھ کچلیاں ہوتی ہیں اور نچلے میں ۴۰ ہوتی ہیں۔ ہر دو کچلی کے درمیان چھوٹا سا چکور دانت ہوتا ہے' منہ بند کرتے وقت یہ دانت ایک دوسرے میں داخل ہو جاتے ہیں۔ اس کی زبان لمبی ہوتی ہے اور پیٹھ کچھوے کی طرح۔ لوہا اس پر اثر نہیں کرتا۔ اس کی چار ٹانگیں اور لمبی دم ہوتی ہے۔ یہ جانور صرف دریائے نیل میں پایا جاتا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ دریائے سندھ میں بھی ہے۔ اس کی پکڑ پانی کے اندر بڑی سخت ہوتی ہے۔ اس کو صرف بغل سے ہی پکڑ کر مارا جا سکتا ہے۔ یہ جانور بہت بڑا ہوتا ہے' اس کی لمبائی دس ہاتھ اور چوڑائی دو یا اس سے زیادہ ہوتی ہے۔ یہ گھوڑے کو چیر پھاڑ دیتا ہے۔ یہ جب جفتی کرنا چاہتے ہیں تو یہ اور اس کی مادہ خشکی پر آ جاتے ہیں تو مادہ کو پیٹھ کے بل ڈال لیتا ہے اور اس کے پیٹ پر چڑھ جاتا ہے جب فارغ ہو جاتا ہے تو اس کو سیدھا کر دیتا ہے کیونکہ وہ اپنے پاؤں اور ہاتھ کے چھوٹا ہونے اور اپنی پیٹھ کے کھردرا ہونے کی وجہ سے سیدھی نہیں ہو سکتی' اور جب وہ اس کو اس حال میں چھوڑ دے تو وہ پڑی رہتی ہے وہ

Marfat.com

خشکی میں انڈے دیتی ہے ان میں جو پانی میں گر جائے وہ مگرمچھ بن جاتا ہے اور جو خشکی میں رہ جائے وہ سقنقور بن جاتا ہے۔

اس کی خصوصیات: اس کی عجیب بات یہ ہے کہ اس کا مخرج یعنی (پیشاب کی جگہ) نہیں ہوتا جب اس کا پیٹ کھانے سے بھر جاتا ہے تو خشکی کی طرف نکل کر اپنا منہ کھولتا ہے تو ایک قطقاط نامی پرندہ آ کر اس کے منہ سے وہ گندگی اس کو اٹھا لیتا ہے۔ یہ چھوٹا سا دھاری دار پرندہ ہے۔ یہ خوراک کے لئے نکلتا ہے تو یہ مواد اس کے لئے خوراک اور مگرمچھ کے لئے آرام ہوتا ہے۔ اس پرندے کے سر میں ایک کانٹا ہوتا ہے تو جب مگرمچھ اپنا منہ بند کرنے لگتا ہے تو یہ اپنا کانٹا اس کو چبھوتا ہے تو وہ اپنا منہ کھولے رکھتا ہے۔ اس پرندے کا ذکر ان شاء اللہ آگے آئے گا۔ بعض ماہرین حیوانات نے کہا ہے کہ اس کے ساٹھ دانت اور ساٹھ رگیں ہوتی ہیں اور ساٹھ دفعہ جفتی ہوتی ہے اور ساٹھ دفعہ اس کی مادہ انڈے دیتی ہے اور یہ ساٹھ سال زندہ رہتا ہے۔

ابو حامد اندلسی کہتے ہیں کہ اس کی اسی کچلیاں ہوتی ہیں، چالیس نیچے والے میں اور چالیس اوپر والے جبڑے میں۔ یہ ہمیشہ اوپر والے جبڑے کو حرکت دیتا رہتا ہے اور نیچے والے جبڑے کی ہڈی اس کے سینے سے ملی ہوتی ہے۔ اس کی دبر نہیں ہوتی مگر فرج ہوتی ہے جس سے نسل چلتی ہے یہ پانی کے تمام درندوں سے بدترین درندہ ہے۔ یہ سردیوں میں چار مہینے تک پانی کے اندر غائب رہتا ہے اور ظاہر نہیں ہوتا۔ بحری کتا اس کا دشمن ہوتا ہے، جب یہ سوتا ہے تو اپنا منہ کھول لیتا ہے۔ پانی کا کتا کیچڑ میں اپنے آپ کو پھینک دیتا ہے پھر خشک ہو کر اچانک اس کے پاس آتا ہے تو یہ اپنا منہ کھول لیتا ہے تو یہ اس کے منہ میں داخل ہو جاتا ہے اس کی آنتیں کھا جاتا ہے اور اس کے پیٹ سے مار کر ہی نکلتا ہے۔

شرعی حکم: اپنی کچلیوں کے حملہ کرنے کی وجہ سے اس کا کھانا حرام ہے۔ ہمارے اصحاب میں سے ایک جماعت نے اس کی یہی علت بیان کی ہے لیکن شیخ محبّ الدین طبری شرح التنبیہ میں فرماتے ہیں قرش حلال ہے۔ پھر اس نے کہا اگر تم یہ کہو کہ یہ ان جانوروں میں سے نہیں کہ جو کچیلوں سے مضبوط ہوتے ہیں؟ جیسے مگرمچھ ہوتا ہے حالانکہ صحیح بات یہ ہے کہ مگرمچھ حرام ہے تو میں یہ کہوں گا کہ ہم یہ بات تسلیم نہیں کرتے کہ سمندری جانوروں میں جو کچیلوں کی وجہ سے طاقتور ہو وہ حرام ہے۔ اور مگرمچھ کا مسئلہ ہے جیسا کہ رافعی نے لکھا ہے کہ وہ گندا اور نقصان دہ ہے۔ ہاں تنبیہ میں یہی بات ہے کہ اس کی حرمت اس کی کچیلوں کی وجہ سے ہے۔ حالانکہ یہ علت بیان کرنا مناسب نہیں ہے کیونکہ سمندر میں کئی جانور ایسے ہیں جو اپنی کچیلوں سے چیرے پھاڑتے ہیں جیسے قرش وغیرہ، حالانکہ وہ حلال ہیں اور اس بات میں کوئی شک نہیں کہ بحری بری کے خلاف ہوتا ہے۔

ضرب الامثال: کہا جاتا ہے کہا اظلم من تمساح اور عرب کہتے ہیں کافاہ مکافاۃ التمساح یعنی وہ مگرمچھ سے بھی زیادہ ظالم ہے اور اس نے اس سے مگرمچھ کی طرح بدلہ لیا۔

طبی فوائد اور خواص: آنکھ کی بیماری والے پر اس کی آنکھ کا تعویذ باندھنے سے اس کی بیماری فوراً دور ہو جاتی ہے۔ اگر دائیں آنکھ ہو تو دائیں اگر بائیں آنکھ ہو تو بائیں آنکھ باندھنی چاہیے۔ اس کی چربی اگر موم میں گوندھ کر بتی بنا کر روشن کر کے نہر میں ڈال دیں تو اس کے مینڈک خاموش ہو جائیں گے۔ اس کی چربی کے قطرے جب کان کے درد میں استعمال کیے جائیں تو درد ٹھیک ہو جائے گا۔ اس کے قطرے مسلسل کان میں ٹپکانے سے بہرا پن میں فائدہ ہوتا ہے۔ اس کا پتہ آنکھ کی سفیدی پر بطور سرمہ لگانے سے سفیدی ختم ہو جاتی ہے۔ اگر کوئی اس کے دائیں دانت اپنے پاس لٹکا لے تو اس کی قوت جماع بڑھ جائے گی۔

Marfat.com

قزوینی عجائب المخلوقات میں فرماتے ہیں کہ بائیں جانب کا پہلا دانت رعشہ کی بیماری والے پر لٹکانے سے اس کی بیماری دور ہوجاتی ہے۔اس کے جگر کے دھونی اگر مرگی والے کو دی جائے تو اس کی مرگی دور ہوجاتی ہے۔اس کے چمڑے کا ٹکڑا مینڈھے کی پیشانی پر لگانے سے وہ دوسرے مینڈھوں پر غالب آجاتا ہے۔اس کا گوبر آنکھوں میں بطور سرمہ لگانے سے نئی یا پرانی سفیدی ختم ہو جاتی ہے اس کے گوبر کی خوشبو کستوری کی طرح ہوتی ہے۔قبطی لوگ کہتے ہیں کہ یہ کستوری ہے مگر اس میں تھوڑی سی بدبو ہوتی ہے۔

تعبیر الرؤیا: اس کو خواب میں دیکھنا مسلط دشمن ہے جو شیر کی طرح ہے۔بعض کے بقول مگرمچھ سے مراد چور، جھگڑالو، مکار اور دھوکے باز آدمی ہے۔

التمیلة

یہ بلی کے برابر ملک حجاز میں ایک چوپایہ ہے اس کی جمع تملان آتی ہے یہ بات ابن سیدہ نے کہی ہے۔

التنوط

کفایہ میں ابن رفعہ سے منقول ہے کہ یہ تاء کے ضمہ اور واؤ کے کسرہ سے ہے۔اور تائے مشددہ کی فتح سے جائز ہے اور نون کی فتح اور واؤ مشددہ کے ضمہ سے بھی جائز ہے دیگر علماء لغت نے فرمایا کہ یہ ایک پرندہ ہے کہ جس کی واؤ میں ضمہ و فتح دونوں جائز ہیں۔اصمعی کہتے ہیں کہ اس کا یہ نام اس لیے رکھا گیا ہے کہ یہ درخت میں ایک دھاگا لٹکاتا ہے اور اس میں انڈے دیتا ہے اس کی مؤنث تنطوۃ ہے۔اس پرندے کی یہ خصوصیت ہے کہ رات کے وقت یہ اپنے گھونسلے کے کونے کھدروں میں منتقل ہوجاتا ہے اور اس میں چکر لگاتا رہتا ہے اور اپنی جان کے خوف سے اس کو صبح تک قرار نہیں آتا۔یہ پرندہ سیٹیاں بجاتا ہے اور اس کے متعلق ان شاء اللہ عنقریب ذکر کیا جائے گا۔

شرعی حکم: یہ پرندہ حلال ہے کیونکہ یہ چڑیوں کی جنس سے ہے۔

طبی فوائد اور خواص: قزوینی نے عجائب المخلوقات میں فرمایا ہے کہ تنوط پرندے کو چھری سے ذبح کرکے اس کا خون نشے سے بدخلق ہوجانے والے کو پلایا جائے تو پھر اس کی ایسی حالت کبھی نہیں ہوگی۔

اور اس کے پتے کو چینی میں پکا کر بچے کو پلایا جائے تو وہ خوش اخلاق ہوجاتا ہے۔

اگر اس کی ہڈی چاند کے بڑھنے کے دنوں میں کسی بچے پر لٹکائی جائے تو وہ اگرچہ کریہہ اللقاء ہو وہ لوگوں میں ہردلعزیز ہو جاتا ہے۔

التنین

یہ سانپوں کی بہت بڑی قسموں میں سے ایک ہے اس کی کنیت ابومرداس ہے اور یہ مچھلیوں کی ایک قسم ہے۔

امام قزوینی عجائب المخلوقات میں فرماتے ہیں کہ یہ کوسج [1] سے بھی زیادہ شریر ہے۔اس کے منہ میں نیزے کی طرح دانت

[1] ایک قسم کی مچھلی جس کی ناک آرا کی طرح ہوتی ہے۔

Marfat.com

ہوتے ہیں۔ اور یہ لمبی کھجور کی طرح طویل القامت ہوتا ہے۔ اس کی آنکھیں خون کی طرح سرخ ہوتی ہیں' اس کا منہ اور پیٹ کھلا ہوتا ہے' اس کی آنکھیں بجلی کی طرح چمکدار ہوتی ہیں' یہ اکثر جاندار نگل جاتا ہے۔ اس سے خشکی اور تری کے تمام جانور ڈرتے ہیں' جب یہ حرکت کرتا ہے تو اس کی شدت قوت کی وجہ سے سمندر میں موجیں برپا ہو جاتی ہیں۔ پہلے پہل یہ سرکش سانپ ہوتا ہے اور جو خشکی کا جانور اسے نظر آتا ہے اسے کھا جاتا ہے۔ جب اس کا فساد زیادہ ہو جاتا ہے تو ایک فرشتہ اس کو اٹھا کر سمندر میں پھینک دیتا ہے تو یہ سمندری جانداروں سے بھی وہی سلوک کرتا ہے جو خشکی کے جانداروں سے کرتا تھا پھر اس کا بدن بہت بڑا ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف ایک فرشتہ بھیجتے ہیں جو اس کو اٹھا کر یاجوج ماجوج کے پاس پھینک آتا ہے۔

بعض ماہرین حیوانات سے مروی ہے کہ انہوں نے ایسا تنین سانپ دیکھا کہ جس کی لمبائی دو فرسخ تھی اس کا رنگ چیتے کی طرح ہوتا ہے۔ اس کے جسم پر مچھلی کی طرح چھلکے ہوتے ہیں اور مچھلی کے پروں کی طرح اس کی دو بڑے بڑے پر ہوتے ہیں۔ اس کا سر انسان کے سر کی طرح ہوتا ہے لیکن یہ بڑے ٹیلے کی طرح ہوتے ہے۔ اس کے کان لمبے لمبے ہوتے ہیں اور اس کی بہت بڑی بڑی گول آنکھیں ہوتی ہیں۔

ابن ابی شیبہ نے ابوسعید خدریؓ سے بیان کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کافر کی قبر میں اس پر ننانوے تنین (سانپ) مسلط کر دیتا ہے جو اس کو قیامت تک نوچتے اور ڈستے رہیں گے اگر ان میں ایک سانپ بھی زمین پر پھونک مارے تو زمین سبزہ اگانا چھوڑ دے اس روایت کو ترمذی نے لمبی بیان کیا ہے اور یہ الفاظ بڑھاتے ہیں کہ نبیؐ اپنی جانماز میں داخل ہوئے تو آپ نے لوگوں کو ہنستے ہوئے دیکھا تو آپ نے فرمایا خبردار اگر لذتوں کو ختم کرنے والی کا ذکر اکثر کرتے ہو تو وہ تمہیں اس چیز سے مشغول کر دے جس کو میں دیکھ رہا ہوں۔ لذتوں کو ختم کرنے والی یعنی موت کو اکثر یاد کیا کرو کیونکہ قبر پر جب بھی کوئی آتا ہے تو وہ یہ کہتی ہے انا بیت الغربة میں مسافری کا گھر ہوں انا بیت الوحدة میں تنہائی کا گھر ہوں انا بیت التراب میں مٹی کا گھر ہوں انا بیت الدود و الھوام میں کیڑے مکوڑوں کا گھر ہوں۔ اور جب کوئی مومن بندہ اس میں دفن ہوتا ہے تو قبر اس کو کہتی ہے خوش آمدید! خوش آمدید! تو میری نظر میں مجھ پر چلنے والوں میں سے سب سے زیادہ محبوب تھا۔ پس آج تو میرے حوالے کر دیا گیا ہے اور تو میری طرف چل کر آ گیا ہے تو اب تو اپنے ساتھ میرا احسن سلوک بھی دیکھ لے گا آپؐ نے فرمایا تو اس کی قبر تا حد نظر کھل جاتی ہے اور اس کے لئے جنت کی طرف دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور جب کوئی کافر یا فاجر آدمی دفن کیا جاتا ہے۔ تو قبر اس کو کہتی ہے تیرا آنا مبارک نہ ہو۔ میرے اوپر اب تک تمام چلنے والوں میں سے تو نہایت مبغوض تھا تو اب جب سے میں تیری سرپرست بن گئی ہوں اور تو میری طرف چل کر آ گیا ہے تو اب اپنے ساتھ میرا بھی سلوک دیکھے گا۔ تو وہ اس کو بھینچتی ہے یہاں تک اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں داخل ہو جاتی ہیں۔

صحابی کہتے ہیں کہ نبیؐ نے اپنی ہاتھ کی انگلیوں کو اس طرح ایک دوسرے میں داخل کیا۔ پھر اس پر ننانوے یا نوے سانپ مسلط کر دیئے جاتے ہیں اگر ان میں سے ایک بھی زمین پر ایک پھونک مار دے تو قیامت تک اس میں کوئی چیز بھی نہیں اُگے گی۔ وہ اس کو حساب کے دن اٹھانے تک ڈستے رہیں گے۔ صحابی کہتے ہیں کہ اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا قبر جنت کے باغیچوں سے ایک باغیچہ یا جہنم گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔

Marfat.com

موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی کا قصہ: ائمہ حدیث سے مروی ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت شعیب علیہ السلام سے کہا ایما الا جلین قضیت۔ الایہ کہ دو مدتوں میں سے جو بھی میں پوری کروں مجھے اختیار ہوگا۔ تو شعیب علیہ السلام نے انہیں حکم دیا کہ جب رات آ جائے تو وہ فلاں گھر میں چلے جائیں اور اس گھر میں موجود لاٹھیوں میں سے ایک لاٹھی لے لیں تو موسیٰ علیہ السلام اس گھر میں گئے اور وہ لاٹھی لائے جو حضرت آدم علیہ السلام جنت سے ساتھ لائے تھے۔ جو جنت کے آس نامی درخت کی تھی۔ تو یہ لاٹھی وراثتاً انبیاء کے پاس آتی رہی یہاں تک کہ شعیبؑ کے پاس پہنچ گئی تو شعیبؑ نے انہیں کہا کہ اس کو گھر میں پھینک دیں اور دوبارہ اندر جا کر کوئی لاٹھی اٹھا لائیں تو گھر میں بار بار سات دفعہ داخل ہوئے اور وہی لاٹھی اٹھا لائے تو شعیبؑ سمجھ گئے کہ موسیٰؑ کا معاملہ ایک مخصوص قسم کا ہے۔ جب صبح ہوئی تو شعیبؑ نے ان سے فرمایا کہ بکریوں کو چرا رہے میں لے جاؤ پھر دائیں جانب ہو جاؤ جس طرف گھاس کم تھا اور بائیں جانب مت جانا اگرچہ وہاں گھاس بہت زیادہ ہے لیکن وہاں بڑے بڑے تنین (سانپ) ہیں جو مویشیوں کو مار ڈالتے ہیں تو موسیٰؑ بکریوں کو چرا رہے میں لے گئے تو بکریوں کا ریوڑ بائیں جانب چل پڑا اور موسیٰؑ اس کو واپس لوٹانے پر قادر نہ ہو سکے تو وہاں ان کو اسی جگہ میں گھاس چرانے لگے پھر سو گئے تو ایک تنین (سانپ) نکل آیا تو لاٹھی اس سے لڑنے لگی اور مار ڈالا۔ جب موسیٰؑ جاگے تو دیکھا کہ لاٹھی خون سے رنگین ہے اور تنین مرا پڑا ہے پھر وہ جب شعیبؑ کی طرف واپس آئے تو انہیں سارا واقعہ بیان کیا۔ تو وہ اس بات سے بہت خوش ہوئے اور فرمانے لگے ان جانوروں میں سے جو بھی دو رنگوں والا جانور پیدا ہوگا وہ تمہارا ہوگا تو اللہ تعالیٰ نے اس مال میں تمام بچے دو رنگے پیدا کر دیئے تو شعیبؑ جان گئے کہ موسیٰؑ کا اللہ کے ہاں بڑا مقام و مرتبہ ہے تو موسیٰ علیہ السلام ان کے پاس اٹھائیس سال رہے یہاں تک ان کی عمر چالیس سال ہوگئی پھر وہ اپنے اہل و عیال کو لے کر وہاں سے روانہ ہو گئے۔

شرعی حکم: قزوینی کے اس قول کے مطابق کہ ''یہ سانپوں کی جنس میں سے ہے'' اس کا کھانا حرام قرار دیا ہے اور اس بنا پر یہ ایک ایسی مچھلی ہے جو اپنی کچلیوں سے جانداروں کو ایذا پہنچاتی ہے تو ظاہر طور پر یہ بھی مگرمچھ کی طرح حرام ہے۔

طبی خواص اور فوائد: اطباء خیال کرتے ہیں کہ اس کا کھانا شجاعت اور دلیری پیدا کرتا ہے اور اگر اس کا خون ذکر پر طلاء کر کے اپنی بیوی سے مجامعت کی جائے تو بیوی کو بہت زیادہ لذت محسوس ہوگی۔

تعبیر الرؤیا: تنین کو خواب میں دیکھنا بادشاہ کو دیکھنا ہے اگر اس کے دو یا تین سر ہوں تو زیادہ نقصان دہ ہوتا ہے۔ جب مریض خواب میں تنین کو دیکھے تو یہ اس کی موت کی علامت ہے اور ایک عورت نے خواب میں دیکھا کہ اس نے تنین کو جنا تو اس کے ہاں ایک لنجا بچہ پیدا ہوا کیونکہ تنین چلتے وقت گھسیٹ کر چلتا ہے اور اس طرح لنگڑا بھی اپنے آپ کو گھسیٹ کر چلتا ہے۔

التورم

یہ قطقاط پرندے کو کہتے ہیں۔ ابن بختیشوع کہتے ہیں کہ یہ کبوتری کی شکل کا ہوتا ہے اور اس کو پرندوں کا مگرمچھ بھی کہتے ہیں۔ نیز وہ کہتے ہیں کہ اس کے پروں میں دو کانٹے ہوتے ہیں جس کو یہ بطور اسلحہ استعمال کرتا ہے۔ جب مگرمچھ اس کو اپنے منہ میں دبا لیتا ہے تو وہ اس کو اپنے پر چبھوتا ہے تو وہ منہ کھول دیتا ہے تو یہ اس کے منہ سے باہر نکل آتا ہے جس طرح پہلے گزر چکا ہے۔

Marfat.com

نیز وہ فرماتے ہیں کہ اس کی یہ خاصیت ہے کہ جب اس کے ان دونوں کانٹوں یا ایک کو لے کر اسی جگہ ڈال دیا جائے جہاں کسی انسان نے پیشاب کیا ہو تو وہ بیمار ہو جائے گا اور یہ اس وقت تک بیماری ہی رہے گا جب تک اس پیشاب کی جگہ سے یہ کانٹے ہٹائے نہ جائیں اور جب اس کا دل ایسے شخص پر لٹکایا جائے جس کو معدے کا درد ہو تو وہ شفایاب ہو جائے گا۔

التولب

گدھے کے بچے کو کہتے ہیں عرب کہتے ہیں کہ اطوع من تولب یعنی وہ گدھے کے بچے سے زیادہ فرمانبردار ہے۔ سیبویہ کہتے ہیں کہ یہ منصرف ہے کیونکہ یہ فوعل کے وزن پر ہے اور گدھی کو ام تولب کہتے ہیں اور اس کا حکم ان شاء اللہ باب الحاء المہملہ میں آئے گا۔

التیس

گھریلو اور جنگلی بکرا۔ اس کی جمع تیوس اور اتیاس آتی ہے۔ ھذلی کہتے ہیں:

من فوقه انسر سود واغربة
وتحته اعنز کلف واتیاس

''اس کے اوپر سیاہ گدیں اور کوے ہیں اور اس کے نیچے سیاہ زردی مائل بکریاں اور جنگلی بکرے ہیں۔''

اور اتیاس اس شخص کو کہتے ہیں جو بکریوں کی نگرانی کرتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص تیسیہ ہے یعنی بکرے کی طبیعت والا ہے اور ایسے شخص کے لئے لوگ تیوسیہ کا لفظ بھی استعمال کرتے ہیں مگر جوہری کہتے ہیں مجھے اس کی صحت کا کوئی علم نہیں اور مذکر ہرن کے لئے بھی تیس کا لفظ بولا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے نَبَّ التیس، یَنُبُّ، نَبِیبًا جب وہ چیخے یا شہوت کے وقت بھڑکے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی مثال اس حدیث میں بیان کی ہے جس کو مسلم نے جابر بن سمرہ سے روایت کیا ہے کہ نبیؐ کے پاس ایک چھوٹے قد کے بکھرے بالوں اور بھرے پٹھوں والے آدمی کو لایا گیا جو ازار باندھے ہوئے تھا اور زنا کا مرتکب ہوا تھا تو نبیؐ نے اس کو دو دفعہ واپس کیا پھر اسے رجم کرنے کا حکم دیا اور وہ رجم کر دیا گیا۔ پھر نبیؐ نے ارشاد فرمایا جب کبھی ہم اللہ کے راستے میں جہاد کے لئے نکلتے ہیں تو تم میں سے کوئی ایک پیچھے رہ کر بکری کی طرح آواز کرتا ہے اور غازیوں کی عورتوں سے برائی کا ارتکاب کرتا ہے' ان میں سے کسی ایک کو بھی اللہ نے میرے قابو میں کر دیا تو میں اس کو دوسروں کے لئے عبرت بناؤں گا۔ اور کامل ابن عدی میں ابراہیم بن اسماعیل بن ابی حبیبہ کے حالات زندگی کے ضمن حدیث عائشہؓ میں مذکور ہے کہ نبیؐ نے سعد بن ابی قصاص کی طرف بکریوں کا ایک ریوڑ بھیجا کہ ان کو اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دے تو ان میں ایک بکرا بچ گیا تو اس کی قربانی دے دی۔

حلالہ بے حیائی ہے: اور ابو صالح جو لیث بن سعد کے کاتب ہیں جن کا اصل نام عبد اللہ بن صالح ہے وہ عقبہ بن عامر سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے کہا میں تم کو کرائے کے بکرے کی خبر نہ دوں جو کہ حلالہ کرنے والا ہے۔ پھر آپؐ نے فرمایا حلالہ کرنے والے پر بھی اور جس کے لئے حلالہ کیا گیا ہے اس پر بھی اللہ کی لعنت ہے۔ حدیث مذکور کو دارقطنی اور ابن ماجہ نے کاتب اللیث بن سعد عن مشرح بن ھاعان مصری عن عقبہ بن عامر سے حسن سند کے ساتھ روایت کیا ہے اور اسی طرح حاکم نے اس سے

Marfat.com

روایت کر کے کہا کہ یہ صحیح الاسناد ہے۔

کہا گیا ہے کہ رسول اللہؐ نے حلالہ ہو جانے کے باوجود بھی اس پر لعنت کی ہے اس لئے کہ حلالے کی درخواست کرنا مروّت کو ختم کر دیتا اور درخواست کنندہ محلل لہ ہے اور اس کے علاوہ بکرے کو وطی کے لئے کرائے پر لینا بھی ذلیل کام ہے اسی لئے رسول اللہؐ نے فرمایا اس کو مانگے ہوئے بکرے کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔ بے شک یہ مانگے ہوئے بکرے کی طرح ہی ہوگا کہ جب درخواست طلاق دینے والے کی طرف سے ہو۔ اور عرب لوگ عاریۃً مانگے بکرے کو عار سمجھتے ہیں جیسا کہ شاعر نے کہا ہے:

ا۔ وشر منيحة تيس مستعار یعنی بدترین عطیہ عاریۃً لیا ہوا بکرا ہے۔

علی رضی اللہ عنہ کا مقام: اور شفاء الصدور کے آخر میں ابن سبع سبتی نے علی بن عبداللہ بن عباس سے روایت کیا ہے کہ وہ اپنے باپ کے ساتھ اس وقت تھے جب ان کی نظر مکہ میں قیام کے دوران ختم ہوگئی تھی تو ہم زمزم کے چبوترے میں اہل شام کے کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے تو انہوں نے حضرت علیؓ بن ابی طالب کو گالی دی تو انہوں نے سعید بن جبیر سے کہا جو ان کی قیادت کر رہے تھے کہ مجھے ان کے پاس واپس لے چلو تو وہ انہیں ادھر لے گئے تو عبداللہ بن عباس نے ان سے کہا کہ تم میں اللہ اور اس کے رسولؐ کو کس نے گالی دی ہے وہ کہنے لگے سبحان اللہ ہم میں سے کسی نے بھی اللہ اور اس کے رسول کو گالی نہیں دی عبداللہ کہنے لگے تو علی کو کس نے گالی دی تو وہ کہنے لگے کہ اگر علی کے متعلق پوچھتے ہو تو واقعی ایسے ہوا ہے۔ تو ابن عباسؓ نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہؐ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ جس نے علی رضی اللہ عنہ کو گالی دی اس نے مجھے گالی دی اور جس نے مجھے گالی دی اس نے اللہ کو گالی دی اور جس نے اللہ کو گالی دی تو اللہ تعالیٰ اس کو اس کے ناک کے بل اوندھا کر کے آگ میں پھینکے گا پھر ابن عباس وہاں سے چل دیئے اور کہنے لگے کہ اے میرے بیٹے! تو نے ان کے حرکات کو کیسا پایا تو میں نے کہا ابا جان

نظروا اليك باعين محمرة نظر التيوس الى شفار الجازر

۲۔ ''انہوں نے آپ کی طرف سرخ آنکھوں سے دیکھا کہ جیسے بکرا قصاب کی چھری کی طرف دیکھتا ہے۔''

تو وہ کہنے لگے بیٹا مجھے کچھ اور بتاؤ تو میں نے کہا:

شزر العيون منكسى اذقانهم نظر الذليل الى العزيز القاهر

۳۔ ''وہ تیز آنکھوں والے ٹھوڑیوں کو نیچے کئے ہوئے ہیں جس طرح کوئی ذلیل آدمی کسی غالب اور قاہر آدمی کی طرف دیکھتا ہے۔''

تہذیب الکمال میں عبدالعزیز بن منیب قرشی کے حالات زندگی میں ہے جو کہ لمبی داڑھی والا تھا' کہ علی بن حجر سعدی نے اس کی طرف دیکھ کر یہ شعر کہے:

ليس بطول اللحى تستوجبون القضا

ان كان هذا كذا فالتيس عدل رضا

۴۔ ''تم لمبی داڑھی کی وجہ سے اپنے حق میں تقدیر کو نہیں کر سکتے' اگر اس طرح قانون ہوتا تو بکرا سب سے زیادہ اللہ کو پسند ہوتا۔''

Marfat.com

اور کہا کہ تورات میں یہ لکھا ہوا ہے کہ تم کسی کی لمبی داڑھی دیکھ کر دھوکے میں نہ پڑنا کیونکہ بکرے کی بھی داڑھی ہوتی ہے عنقریب بکری کے ضمن میں اس کا بیان آئے گا۔ (ان شاء اللہ)

ایک عجیب بکرا: علامہ ذہبی کی تاریخ الاسلام میں ہے کہ ۲۹۹ ہجری میں مقتدر کے پاس مصر سے تحفے آئے۔ جن میں ۵ لاکھ دینار اور ایک ایسا بکرا تھا جس کے پستان تھے اور ان سے دودھ آتا تھا اور اس کی پسلی انسان کی طرح تھی جس کی چوڑائی ایک بالشت اور لمبائی ۱۴ بالشت تھی۔

ترغیب و ترھیب میں باب ذم الحاسد میں نافع عن ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا میری امت پر ایسا وقت آئے گا کہ جس میں فقیہ ایک دوسرے پر حسد کریں گے اور آپس میں ایک دوسرے پر اس طرح غیرت کھائیں گے جس طرح بکرے ایک دوسرے پر غیرت کھاتے ہیں۔

مالک بن دینار سے ''حلیۃ'' میں ہے کہ قراء کی شہادتیں ہر ایک کے بارے میں درست ہوں گی مگر آپس میں ایک دوسرے کے خلاف صحیح نہیں ہوگی۔ کیونکہ وہ آپس میں اس سے زیادہ حسد رکھتے ہیں جتنا بکرا اپنے باڑے میں حسد کرتا ہے۔

حجاج بن یوسف کے قصے: مسعودی کی ''مروج الذھب'' میں اور حافظ قطب الدین کی ''شرح السیرۃ'' وغیرہ میں ہے کہ حجاج بن یوسف کی ماں جس کا نام قارعۃ بنت ھمام ہے جو حرث بن کلدہ ثقفی جو حکیم العرب تھے کے نکاح میں تھیں تو وہ ایک رات سحری کے وقت اس کے پاس گیا تو دیکھا کہ وہ دانتوں کا خلال کر رہی ہے تو اس کو طلاق دے دی پھر اس نے حرث سے اس کا سبب پوچھا تو اس نے کہا میں سحری کے وقت تیرے پاس گیا تو تو دانتوں کا خلال کر رہی تھی تو اگر تو نے صبح کا کھانا کھایا تھا تو تو لالچی ہے اور اگر تو نے رات اس حال میں گزاردی کہ رات کا کھانا تیرے دانتوں میں تھا تو گندی ہے تو اس نے کہا ایسی بات کوئی نہیں صرف مسواک کے تنکوں میں سے ایک تنکا میرے دانتوں میں داخل ہوگیا تھا پھر قارعہ سے یوسف بن حکم بن ابی عقیل نے نکاح کرلیا تو اس سے حجاج پیدا ہوا۔ حجاج بدشکل تھا اور اس کے پاخانہ کی جگہ نہیں تھی تو سوراخ کیا گیا اور حجاج نے اپنی ماں اور دوسری عورتوں کا دودھ پینے سے انکار کر دیا تو والدین کو اس بات نے تھکا دیا۔ تو کہا جاتا ہے کہ حرث بن کلدہ کی صورت میں شیطان ان کے سامنے آیا اور ان سے کہنے لگا کیا بات ہے؟ انہوں نے کہا یوسف کا قارعہ سے ایک بچہ پیدا ہوا ہے جس نے اپنی ماں کا ودھ پینے سے انکار کیا ہے تو اس نے کہا اس کے لیے ایک سیاہ بکرہ ذبح کر کے اس کا خون اس کو چٹاؤ پھر اس کے لیے بکرے کا بچہ ذبح کرو اور اس کے منہ کو اس خون میں ڈالو پھر تین دن تک اس کے منہ پر ملتے رہو تو چوتھے دن یہ ماں کا دودھ پئے گا۔ جب انہوں نے ایسا ہی کیا تو اس نے ماں کا دودھ پینا شروع کر دیا اور وہ خون بہانے سے رک نہیں سکتا تھا اور کہتا تھا کہ مجھے سب سے زیادہ مزا خون بہانے میں ملتا ہے اور اس نے ایسے ایسے کام کئے کہ ان کو کوئی اور کرنے کی ہمت نہیں کرسکتا تھا۔

تاریخ ابن خلکان میں ہے کہ عبدالملک بن مروان نے حجاج کو ایک خط لکھا اور اس کو ان شعروں سے ڈانٹا۔

اذا انت لم تترك امور اكرهتها ... وتطلب رضای بالذی انا طالبه

۱۔ ''اگر تم ایسے معاملات نہیں چھوڑو گے جن کو میں برا سمجھتا ہوں اور میری رضامندی کو ایسے کاموں سے تلاش نہیں کرو گے کہ جن کا میں طلب گار ہوں۔''

Marfat.com

وتخش الذی یخشاہ مثلك ھاربا الی فھا قد ضیع الدر جالبہ

۲۔ ''اور تو اگر نہ ڈرا اس سے جس سے تیرے جیسے میری طرف بھاگ کر ڈرتے ہیں تو تو نے موتی حاصل کر کے گنوا دیا۔''

فان ترمنی غفلة قرشیة فیا ربما قد غص بالماء شاربہ

۳۔ ''اگر تو مجھ سے قریش والی غفلت دیکھ رہے ہو تو سن لو کہ بسا اوقات پانی پینے والے کو پانی سے بھی اچھو لگ جاتا ہے۔''

وان ترمنی وثبة امویة فھذا وھذا کلہ انا صاحبہ

۴۔ ''اور اگر اموی میرا حملہ کرنا دیکھیں تو یہ ساری باتیں مجھ میں ہیں۔''

فلا تامنی والحوادث جمة فانك تجزی بالذی انت کاسبہ

۵۔ مجھ سے بے خوف نہ ہو جانا کیونکہ مصائب بہت زیادہ ہیں اور جو تم کماؤ گے اس کا بدلہ تم کو مل جائے گا۔''

تو حجاج نے اس کو جواب دیا اور جواب کے آخر میں کہا کہ میرے پاس تیرے دو احکام آئے ہیں ان میں سے نرم ترین غفلت ہے اور میرے لئے مشکل کام میں محنت اور آزمائش ہے اس لیے میں نے غفلت کے لئے جلد تیار کر لی ہے اور آزمائش کے لئے صبر تیار کر رکھا ہے۔ جب عبد الملک نے اس کا خط پڑھا تو کہنے لگا ابو محمد میرے حملے سے ڈر گیا ہے اس لیے میں اس کام کو نہیں کروں گا جو اس کو ناپسند ہے۔

حجاج اکثر قراء سے مسئلہ پوچھتا رہتا تھا ایک دفعہ اس کے پاس ایک آدمی آیا تو حجاج نے اس سے کہا کہ اللہ کے فرمان ''امن ھو قانت'' سے پہلے کون سے آیت ہے۔ تو ایک دوسرے نے کہا کہ اللہ کا یہ فرمان ہے کہ قل تمتع بکفرك قلیلاً فانك من اصحاب النار۔ تو اس بات کے بعد اس نے کسی سے سوال نہیں کیا۔ تو حجاج نے ایک دفعہ عبد الرحمٰن بن اشعث کے ساتھیوں میں سے ایک سے کہا کہ میں تم کو ناپسند کرتا ہوں تو اس نے کہا کہ ہم میں جو زیادہ دوسرے کو ناپسند کرتا ہے اللہ اس کو جنت میں داخل کرے۔

حجاج بن یوسف کی جو طاقت و توانائی سب سے پہلے ظاہر ہوئی وہ واقعہ اس طرح ہے کہ حجاج بن یوسف' عبد الملک بن مروان کے وزیر روح بن زنباع کے لشکر میں ماتحت تھا اور عبد الملک کا لشکر نہ تو اس کے کہنے سے کوچ کرتا تھا اور نہ پڑاؤ ڈالتا تھا تو عبد الملک نے روح بن زنباع سے اس کی شکایت کی تو اس نے کہا: امیر المؤمنین! میرے سپاہیوں میں ایک آدمی حجاج بن یوسف نامی ہے اگر آپ اس کو لشکر کا امیر بنا دیں تو لوگ امیر المؤمنین کے حکم سے کوچ بھی کریں اور ان کے حکم سے ہی پڑاؤ بھی کریں گے تو عبد الملک نے اس کو لشکر کا امیر بنا دیا تو لوگوں کو عبد الملک کے حکم کے مطابق ہی اس نے کوچ بھی کروایا اور پڑاؤ بھی' ایک دن عبد الملک نے کوچ کیا تو لوگوں نے بھی کوچ کیا لیکن روح بن زنباع کے ساتھیوں نے کوچ میں تاخیر کی تو حجاج ان کے پاس سے گزرا اور دیکھا کہ وہ کھا پی رہے ہیں تو اس نے ان سے پوچھا تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم لشکر کے ساتھ کوچ نہیں کر رہے ہو تو انہوں نے اسے کہا آ جاؤ! اور ہمارے ساتھ ہی مل کر صبح کا کھانا کھاؤ اور اے ابن اللخناء (گندی عورت کے بیٹے) یہ باتیں چھوڑ دے۔ تو حجاج نے کہا دوری ہو اب وہ وقت نہیں رہا پھر ان کی گردنیں اڑانے کا حکم دے دیا اور روحہ بن زنباع کے گھوڑے کی کونچیں کٹوا دیں اور خیمے جلوا دیئے جب یہ بات روح کو پہنچی تو وہ عبد الملک کے پاس گیا اور کہا! اے امیر المؤمنین! دیکھئے حجاج کی طرف سے

Marfat.com

میرے ساتھ کیا سلوک کیا گیا تو عبدالملک نے کہا کہ کیا ہو گیا تو وہ کہنے لگا کہ اس نے میرے غلاموں کو قتل کروا دیا اور میرے گھوڑے کی کونچیں کٹوا دیں اور خیمے بھی جلوا دیے ہیں تو عبدالملک نے حجاج کو حاضر ہونے کا حکم دے دیا جب وہ حاضر ہوا تو عبدالملک نے اس سے پوچھا تم ہلاک ہو جاؤ تم نے اپنے سردار روح کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ تو اس نے کہا: امیر المؤمنین! بے شک میرا ہاتھ آپ کا ہاتھ ہے اور میرا کوڑا آپ کا کوڑا ہے اور امیر المؤمنین پر کیا مشکل ہے کہ وہ روحہ کو ایک غلام کے بدلے دو غلام اور ایک گھوڑے کے بدلے دو گھوڑے اور ایک خیمے کے بدلے دو خیمے دے دیں اور مجھے لشکر میں بے آبرو اور بے رعب نہ کریں تو عبدالملک نے اس سے کہا جو چاہو کرو تو حجاج جو چاہتا تھا وہ ہو گیا اور اس دن سے اس کا معاملہ مضبوط ہو گیا اور اس کا شر بڑا ہو گیا یہ پہلا واقعہ ہے جس سے اس کی طاقت و توانائی ظاہر ہوئی۔

حجاج کے بہت سے واقعات اور بلیغ خطبے ہیں مبرد نے کامل کے اندر لکھا ہے کہ مجھے توزی نے اپنی سند کے ساتھ عبدالملک بن عمیر الیثی سے بیان کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ ایکدن میں جامع مسجد کوفہ میں بیٹھا ہوا تھا اور اہل کوفہ ان دنوں بڑے خوشحال تھے ایک آدمی کے دس دس اور بیس بیس نوکر اور غلام ہوتے تھے۔ اچانک یہ اعلان کیا گیا کہ حجاج عراق کا امیر بن کر آ گیا ہے تو میں نے دیکھا کہ وہ عمامہ باندھے ہوئے شہر میں داخل ہوا اور اس کا زیادہ چہرہ ڈھانپا ہوا تھا' تلوار لٹکائے ہوئے کمان باندھے ہوئے منبر کی طرف بڑھ رہا تھا تو لوگ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور وہ منبر پر چڑھ گیا۔ کچھ دیر خاموش رہا اور کوئی گفتگو نہ کی۔ لوگ ایک دوسرے سے کہنے لگے اللہ بنی امیہ کو ذلیل کرے انہوں نے ایسا آدمی عراق کا امیر بنا کر بھیج دیا ہے۔ عمر بن صنابی برجمی نے کہا کیا میں اس کو تمہاری طرف سے کنکری نہ پھینکوں۔ کسی نے کہا ٹھہر جاؤ تھوڑی دیر دیکھ تو لیں' جب حجاج نے دیکھا کہ لوگ اس کو گھور رہے ہیں تو اس نے نقاب اپنے چہرے سے ہٹا دیا اور کھڑا ہو گیا اور اللہ کی حمد و ثناء کی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا پھر کہا:

انا ابن جلا و طلاع الثنایا   متی اضع العمامة تعرفونی

''میں چاند ہوں اور مشکل گھاٹیوں میں گھس جانے والا ہوں جب میں اپنا عمامہ اتاروں گا تو تم مجھے پہچان لو گے۔''

هذا اوان الشر فاشتدی زیم   قد لفها اللیل بسواق حطم

''یہ برائی کا وقت ہے اس لئے تو طاقت ور ہو جا گوشت کے جانوروں کو بے رحم ہانکنے والے نے رات کو وقت میں جمع کر دیا ہے۔''

اے اہل کوفہ! میں ایسے سر دیکھ رہا ہوں جو پھلوں کی طرح پک چکے ہیں اور کاٹنے کا وقت آ گیا ہے اور میں ہی اس کا سزاوار ہوں اور مجھے ایسے نظر آ رہا ہے کہ جیسے عماموں اور داڑھیوں کے درمیان خون بہہ رہا ہے۔

لیس براعی ابل ولا غنم   ولا بجزار علی ظهر وضم

''وہ بکریوں اور اونٹوں کا چرواہا نہیں ہے اور نہ گوشت کاٹنے کی لکڑی پر بیٹھا ہوا قصاب ہے۔''

پھر کہا:

قد لفها اللیل بعصلبی   اروع خراج من الدوی

''کہ رات نے انہیں ایک جسیم' درشت اور ایک خوفناک آدمی کے ذریعے اکٹھا کیا ہے جو بیماریوں اور کمزوریوں سے

Marfat.com

بالکل باہر ہے۔''

مھاجر لیس باعرابی معاود للطعن بالخطی

''وہ مہاجر ہے اور دیہاتی نہیں ہے اور بار بار نیزے سے حملہ کرنے والا ہے۔''

پھر اس نے یہ بھی کہا:

قد شمرت عن ساقھا فشدوا وجدت الحرب بکم فجدوا

''میں نے اس کی پنڈلیوں سے کپڑا اٹھا دیا تم بھی تیزی سے مضبوط ہو جاؤ اور جنگ سخت ہوگئی اس لئے تم بھی سخت ہو جاؤ۔''

والقوس فیھا وتر عرد مثل ذراع البکر او اشد

''اور کمان اس میں سیدھی مضبوط تانت ہے جو جوان اونٹ کے بازو کی طرح ہے یا اس سے بھی زیادہ مضبوط ہے۔''

اے اہل عراق! خدا کی قسم میں پرانی ہلکی مشک کی طرح لچکدار اور کمزور نہیں ہوں اور تنین (سانپ) کی طرح میں اپنے پہلو کو نہیں بچاتا۔ میرا کھوج لگانا بھی ہوشیاری سے ہوتا ہے اور معاملات کی تفتیش بھی تجربہ اور مہارت سے کرتا ہوں۔ امیر المؤمنین نے اپنے تمام تیر پھینک کر دیکھ لئے اور اس نے ان کی مضبوطی کو ایک ایک کر کے پرکھ لیا تو اس نے مجھے سب سے کڑوی لکڑی پایا اور ٹوٹنے کے لحاظ سے انتہائی مضبوط اور پھینکنے میں دور پہنچنے والی پایا۔ اس لئے اس نے مجھے تمہاری طرف بھیجا کیونکہ تم بڑی دیر سے فتنہ پردازی میں مصروف ہو اور گمراہی کی آرام گاہوں میں آرام پا چکے ہو' خدا کی قسم! میں تمہیں نازک عورت کی طرح باندھ دوں گا اور میں تمہیں سیاہ اونٹوں کی مار کی طرح ماروں گا۔ بے شک تم ایسے ہو کہ جیسے: **قریة کانت امنة مطمئنة یا تیھا رزقھا رغدًا من کل مکان فکفرت بانعم اللہ فاذا قھا اللہ لباس الجوع والخوف بما کانوا یصنعون** ۔ یعنی تم اس بستی والوں کی طرح ہو جو پر امن تھی اور مطمئن تھی اس کے پاس اس کا رزق کھلا ہر طرف سے آتا تھا تو اس نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کو بھوک اور خوف کا لباس پہنایا ان اعمال کی وجہ سے جو وہ کرتے تھے۔

بے شک میں اللہ کی قسم جو کہوں گا اس کو پورا کر کے رہوں گا اور جو ارادہ کرتا ہوں اس کو کر گزرتا ہوں اور جو قسم کھاتا ہوں اسے پوری کرتا ہوں۔ امیر المؤمنین نے مجھے تم لوگوں کو عطیات دینے کا حکم دیا ہے اور میں تمہیں تمہارے دشمن مہلب بن ابی صفرہ کے ساتھ جنگ کی طرف موڑوں گا۔ اللہ کی قسم جو یہ عطیات لینے کے بعد تین دن سے زیادہ دنوں تک اس لشکر سے پیچھے رہے گا تو میں اس کی گردن اڑا دوں گا' اے غلام امیر المؤمنین کا خط پڑھ کر سناؤ تو اس نے خط پڑھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ خط عبدالملک بن مروان امیر المؤمنین کی طرف سے اہل کوفہ کے تمام مسلمانوں کی طرف ہے۔ اسلام علیکم! ابھی غلام نے کچھ مزید نہیں کہا تھا کہ حجاج نے کہا غلام ٹھہر جا' پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوا اور کہا امیر المؤمنین تمہیں سلام کہتے ہیں اور تم جواب بھی نہیں دیتے۔ یہ تو ابن سمیہ کا سا ادب ہے۔ اللہ کی قسم! میں تمہیں اس ادب کے علاوہ دوسرا ادب

Marfat.com

سکھاؤں گا یا تم خود بخود سیدھے ہو جاؤ گے۔ اے غلام! امیر المؤمنین کا خط پڑھو جب غلام سلام علیکم تک پہنچا تو مسجد میں موجود ہر شخص نے کہا وعلی امیر المؤمنین السلام! پھر وہ منبر سے اترا اور لوگوں کے لئے عطیات رکھے تو وہ اس میں سے لینے لگے۔ پھر اس کے پاس ایک بوڑھا آدمی آیا جو بڑھاپے کی وجہ سے کانپ رہا تھا' وہ کہنے لگا اے امیر! بے شک میں جتنا کمزور ہوں وہ آپ دیکھ رہے ہیں اور میرا ایک بیٹا ہے جو سفر کرنے میں مجھ سے زیادہ طاقت ور ہے کیا آپ میرے بجائے اس کو قبول کریں گے تو حجاج نے اس سے کہا ہاں اے بوڑھے! ہم ایسا ہی کریں گے جب وہ واپس جانے لگا تو ایک کہنے والے نے کہا: اے امیر! کیا آپ جانتے ہیں یہ کون ہے؟ تو اس نے کہا نہیں تو بتانے والے نے کہا یہ عمیر بن ضابی البرجمی ہے جس کے باپ نے یہ شعر کہا تھا:

همممت ولم افعل وكدت وليتني تركت على عثمان تبكي حلائله

''میں نے ارادہ کیا لیکن میں کر نہ سکا اور میں ایسا کرنے کے قریب بھی تھا اور کاش کہ میں عثمان پر اس کی بیویوں کو روتا ہوا چھوڑتا۔''

اور یہ بڈھا اس دن جس دن حضرت کو گھر میں شہید کیا گیا ان کے گھر میں داخل ہوا اور حضرت عثمانؓ کے پیٹ کو روندا اور ان کی دو پسلیوں کو توڑ دیا تو حجاج نے جب یہ سنا تو کہنے لگا اس شخص کو واپس بلاؤ پھر اس سے حجاج نے کہا اے بڈھے! حضرت عثمانؓ کے قتل کے دن تم نے اپنی جگہ کسی دوسرے کو کیوں نہیں بھیجا؟ بے شک تیرے قتل میں مسلمانوں کی اصلاح ہے۔ اے حرسی (چوکیدار' جلاد) اس کی گردن اڑا دو۔

حجاج کے خطبہ کی تفسیر

''ابن جلا'' سے مراد کھلا معاملہ۔ اور ''جلا'' منصرف نہیں کیونکہ فعل کے وزن پر ہے اس لئے اس سے حکایۃ خبر مراد ہوتی ہے۔ جب فعل میں اس کا فاعل ظاہر ہو یا ضمیر ہو تو ایسی صورت میں وہ خبر یہ ہی ہوگا۔ جیسے آپ کا یہ کہنا ''قرأت اقتربت الساعة والنشق القمر'' کیونکہ اس فقرہ میں آپ نے حکایت بیان کی ہے اسی طرح مبتداء اور خبر بھی ہوتے ہیں آپ کہتے ہیں ''الحمد اللہ رب العالمین'' ایک شاعر کہتا ہے:

''والله ما زيد ينام صاحبه''

''خدا کی قسم زید کا ساتھی سویا ہوا نہیں ہے۔''

اور یہ مصرعہ سحیم بن وثیل ریاحی کا ہے اس کو حجاج نے بطور مثال بیان کیا ہے' اور ''طلاع الثنايا'' میں ''ثنایا'' ثنیۃٌ کی جمع ہے اور ثنیہ پہاڑی راستے کو کہتے ہیں اور ریتلے راستے کو ''جلد'' کہتے ہیں اور حجاج کا مطلب یہ تھا کہ وہ ریتلے راستے پر کھڑا ہو کر پہاڑی راستے کی بلندیوں اور صعوبتوں کو جھانک رہا ہے۔ جس طرح درید بن صمہ اپنے بھائی عبد اللہ کا مرثیہ کہتا ہے:

كميش الازار خارج نصف ساقه بعيد من السوات طلاع انجد

''وہ تہبند سمیٹے ہوئے ہے اس کی آدھی پنڈلی کھلی ہے وہ بری اور ننگی باتوں سے دور ہے' بلند مقامات پر جھانکنے والا

Marfat.com

ہے۔''

زمین سے اونچی جگہ کو نجد کہتے ہیں: ''انی لاری رؤ سا قد اینعت'' کا مطلب یہ ہے کہ پک گیا ہے۔کہا جاتا ہے ''اینعت الشمر ایناعًا وینعت ینعا وینعا'' اور قرآن مجید میں ہے ''انظر وا الی ثمره اذا اثمر وینعه'' وینعہ دونوں طرح پڑھنا جائز ہے۔ابوعبیدہ کہتے ہیں یہ شعر مختلف جگہ ہے:

کچھ لوگ اس کو احوص کی طرف منسوب کرتے ہیں کچھ یزید بن معاویہ کی طرف۔

ولهــا بــالــمــاطــرون اذا اکــل الــنــمــل الــذی جــمــعــا

''اور اس عورت کے لئے ماطرون مقام پر جب چیونٹیوں نے جو کچھ جمع کیا اس کو کھا جائیں۔''

حــرقة حتــی اذا ارتــفــعــت ســکــنــت مــن جــلــق نــبــعــا

''ایک آگ ہے جب وہ بلند ہو جائے تو چشمہ سے نکلنے والی مسکراہٹ سے ساکن ہو جاتی ہے۔''

فی قــبــاب عــنــد دســکــرة حــولهــا الــزیتــون قــد یــنــعــا

''وہ ان کمروں میں ہے جو ایک محل میں ہے جن کے آس پاس زیتون کے درخت ہیں جو کہ پک چکے ہیں۔''

''هــذا اوان الشــر فــاشتــدی زبیــم'' کا مطلب گھوڑے یا اونٹنیاں ہیں اور یہ شعر حطیم قیسی کا ہے اور ''قــد لــفهــا الســواق حــطیــم'' حطم اس کو کہتے ہیں جو روٹی سے کچھ بھی باقی نہیں چھوڑتا۔کہا جاتا ہے ''رجــل حــطــم'' جب وہ کھانے پر سخت بھوک میں ٹوٹ پڑے اور اس آگ کو بھی ''حطمۃ'' کہا جاتا ہے جو کہ کوئی چیز باقی نہ چھوڑے۔

اور ''علی ظهر وضم'' وضم سے مراد ہر وہ چیز ہے جس پر گوشت کو ٹکڑے کیا جائے۔

شاعر کہتا ہے:

وفتیــان صــدق حســان الــوجــو ہ لا یــجــدون لشــیٔ الــم

''خوبصورت چہرے والے ایسے سچے لڑکے ہیں جن کو کوئی غم نہیں۔''

مــن آل الــمــغــیــرة لا یــشــهــدو ن عــنــد الــمــجــازر لــحــم الــوضــم

''وہ آل مغیرہ کے ایسے نوجوان ہیں کہ جو بچڑ خانے میں گوشت کوٹنے والی لکڑی کے پاس نہیں جاتے۔''

''قد لفها اللیل بعصلبی'' کا مطلب یہ ہے کہ وہ سخت رعب دار اور سمجھدار ہے۔''خراج من دوی'' کا مطلب یہ ہے کہ ہر غم اور شدت سے نکلنے والا اور صحراء کو بھی ''دویة'' کہا جاتا ہے۔

یہ اس صحراء کو کہتے ہیں جو''دو'' کی منسوب ہو اور ''دو'' اس صحراء کو کہتے ہیں جہاں نہ کوئی علامت اور نہ نشان ہو۔حطیہ کہتے ہیں۔

وانــی اهتــدت والــدو بیــنــی وبیــنهــا ومــا خــلــت ســاری الــدو بــالــلیــل یهتــدی

''اور میں چل پڑا جبکہ آوازیں میرے اور اس کے درمیان تھیں اور میرے خیال میں رات کے وقت آوازوں کے پیچھے چلنے والے راستہ پر نہیں چل سکتے۔''

Marfat.com

''داویہ'' اس وسیع بیابان کو کہتے ہیں جس میں رات کے وقت سرسرائیں سنائی دیتی ہیں اور یہ آوازیں اونٹوں کے چلنے کے وقت ان کے پاؤں سے نکلتی ہیں۔

اور جاہل دیہاتی کہتے ہیں کہ یہ جنوں کی آوازیں ہیں۔

''والقوس فیھا وترعرد'' یعنی سخت ہے اور بعض اہل لغت ''عرند'' کہتے ہیں۔ ''انی واللہ ما یقعقع لی شنان'' یہاں ''شنان'' کا واحد شن ہے جو خشک چمڑے کو کہتے ہیں جب یہ آواز نکلتی ہے تو اونٹ بھاگ جاتے ہیں۔ حجاج اس نے کو اپنے لئے بیان کیا ہے۔

نابغہ ذبیانی کہتے ہیں:

کانک من جمال بین اقیش یقعقع بین رجلین بشن

''گویا کہ تو بنی اقیش کے ان اونٹوں میں سے ہے کہ جن کے پاؤں میں مشک آواز کر رہی ہے۔''

''ولقد فررت عن ذکاء'' یعنی کہ پوری عمر کا ہونا اور ''ذکاء'' دو طرح کی ہے ایک دانتوں کا مکمل ہونا اور دوسری دل کی تیزی۔ عمر کے پورا ہونے کی مثال قیس بن زہیر کے اس قول میں ہے۔

جری المذکیات غلاب

''دانت پورے ہونے کی صورت وہ ایک دوسرے پر غلبہ حاصل کرنے لگے''

اور زہیر کا یہ قول ہے:

یفضلہ اذا اجتھد علیہ تمام السن منہ والذکاء

''جب وہ کوشش کرے تو اس کو اپنی دانت پورے ہونے کی وجہ سے اور سمجھداری وحدۃ قلب کی وجہ سے فضیلت حاصل ہو سکتی ہے۔''

فعجم عیدانھا عودا عودا'' یعنی اس نے انہیں چبا چبا کر ان کی سختی کو دیکھ لیا۔ عرب کہتے ہیں ''عجمت العود'' یعنی میں نے اس کو چبایا اور دانت سے کاٹا۔ اور اس کا مصدر ''عجم'' ہے۔ کہا جاتا ہے ''عجمتہ عجما'' اور ہر چیز گٹھلی کو بھی عجم بفتح الجیم کہتے ہیں اور جس نے جیم کے سکون سے پڑھا اس نے غلطی کی چنانچہ اعشیٰ کہتا ہے۔

وجذعانھا کلقیط العجم

''اور اس کے نوجوان ایسے ہیں جس طرح گری پڑی گٹھلی ہو۔''

طالم او ضعتم فی الفتنۃ۔ الایضاع ایک قسم کی چال کو کہتے ہیں۔

حجاج کے اور بھی بہت سے واقعات ہیں مگر بخوف طوالت انہیں ہم نے چھوڑ دیا ہے۔ ابن خلکان کہتے ہیں کہ جب اس کی موت کا وقت قریب آیا تو اس نے نجومی کو بلایا اور کہا کہ تیرے علم میں ہے کہ بادشاہ مرے گا یا نہیں تو اس نے کہا ہاں لیکن آپ وہ نہیں ہیں تو حجاج کہنے لگا یہ کیسے ہو سکتا ہے تو نجومی نے کہا کیونکہ جو بادشاہ مرے گا اس کا نام کلیب ہے تو حجاج نے کہا خدا کی قسم وہ میں ہی ہوں میری ماں نے میرا یہی نام رکھا تھا پھر اسی وقت اس نے وصیت نامہ لکھ دیا حجاج اپنی بیماری میں یہ شعر پڑھا کرتا تھا:

Marfat.com

یـــا رب قـــد حـــلف الاعـــداء واجتهـــدوا ایـــمـــانهـــم انـــنـــی مـــن ســـاکـــنـــی الـــنـــار

''اے رب میرے دشمنوں نے قسم اٹھا رکھی ہے اور انہوں نے اپنی قسمیں پکی کی ہیں کہ میں جہنمی ہوں۔''

ایـحـلـفـون عـلـی عـمـیـاء ویـحـهـم مـــا ظـنـهـم بـعـظـیـم الـعـفـو غـفـار

''کیا وہ اندھادھند قسمیں کھا رہے ہیں ان کا برا ہو بہت زیادہ بخشنے والے اور معاف کرنے والے کے متعلق ان کا گمان کیسا غلط ہے۔''

حجاج ۹۵ ہجری میں خلافت ولید میں واسط کے مقام پر فوت ہوا اور وہیں دفن ہوا اس کی قبر کو مٹا کر اس پر پانی جاری کر دیا گیا جب وہ مرا تو اس کی موت کا علم نہ ہو سکا یہاں تک کہ اس کے محل سے ایک لونڈی باہر آئی جو یہ شعر پڑھ رہی تھی:

الـیـوم یـرحـمـنـا مـن کـان یـغـبـطـنـا والـیـوم نـتـبـع مـن کـانـوا لـنـا تـبـعـا

''آج ہم پر وہ رحم کریں گے جو ہم پر رشک کیا کرتے تھے اور آج ہم ان کے پیچھے چلیں گے جو کل ہمارے پیچھے چلا کرتے تھے۔''

تب لوگوں کو اس کی موت کا پتہ چلا۔

حافظ ذہبی اور خلکان وغیرہ کہتے ہیں کہ جن لوگوں کو حجاج نے باندھ کر قتل کیا ان کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار ہے اور یہ تعداد جنگوں میں قتل ہونے والے لوگوں کے علاوہ ہے اسی طرح اس کو امام ترمذی نے اپنی جامع میں روایت کیا ہے اور اس کی قید میں پچاس ہزار مرد اور تیس ہزار عورتیں فوت ہوئیں۔ ان میں سے سولہ ہزار کنواریاں تھیں اور وہ مردوں اور عورتوں کو ایک ہی جگہ میں قید کرتا تھا۔ اس کے بعد اس کی جیلوں کا معائنہ کیا گیا تو اس میں تینتیس ہزار ایسے قیدی تھے جن پر نہ ہاتھ کاٹنے اور نہ سولی کی سزا واجب تھی۔

حافظ ابن عساکر کہتے ہیں کہ سلیمان بن عبدالملک نے حجاج کی جیل میں سے جو مظلوم تھے ان کو نکال دیا۔ کہا جاتا ہے کہ ایک دن میں اسی ہزار لوگ رہا کئے گئے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس کی جیلوں سے تین لاکھ لوگوں کو اس نے رہا کرایا۔

ابن خلکان کہتے ہیں کہ اس کی جیلوں کی چھت نہیں ہوتی تھی کہ جس سے گرمیوں میں دھوپ سے بچا جا سکے اور نہ ہی سردیوں میں بارش سے بچا جا سکتا تھا بلکہ وہ باڑے تھے جو سنگ مرمر سے بنائے گئے تھے اور اس کے علاوہ بھی وہ کئی قسم کی سزائیں دیتا تھا کہا گیا ہے کہ ایک دن اس نے اپنے کاتب سے پوچھا کہ جن کو ہم نے تہمت کے الزام میں قتل کیا ہے ان کی تعداد کتنی ہے؟ تو اس نے کہا اسی ہزار۔ عراق میں اس کی گورنری کی مدت بیس سال تھی' جب یہ فوت ہوا تو اس کی عمر ترپن سال تھی۔

بیان کیا جاتا ہے کہ وہ جمعہ کے دن سوار ہوا تو اس نے شور سنا تو کہنے لگا کہ یہ کیسا شور ہے؟ تو لوگوں نے کہا کہ یہ قیدی شور کر رہے ہیں اور وہ بھوک اور عذاب کی شکایت کر رہے ہیں جس میں وہ مبتلا ہیں تو اس نے ان کی جانب جھانکا اور کہا **اخسئو فیھا ولا تکلمون** یعنی تم اس میں ذلیل ہو جاؤ اور مجھ سے بات نہ کرو۔ پھر اس کے بعد اس نے کبھی جمعہ نہیں پڑھا۔

امام دمیری کہتے ہیں کہ میں نے تاریخ ابن خلکان کے حاشیہ پر بعض مشائخ کے خط سے یہ دیکھا کہ بعض علماء نے اس کو اس کلام کی وجہ سے کافر قرار دیا ہے اور اس کے علاوہ دیگر باتوں کی بنا پر بھی جو اس سے واقعہ ہوئی تھیں۔

Marfat.com

الکامل للمبرد میں ہے کہ ان دلائل میں سے جن کی بناء پر فقہاء نے حجاج پر کفر کا فتویٰ لگایا ہے ان میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے دیکھا کہ لوگ رسول اللہؐ کے حجرے کے اردگرد طواف کر رہے ہیں تو اس نے کہا کہ تم لکڑیوں اور بوسیدہ ہڈیوں کا طواف کر رہے ہو۔ امام دمیری کہتے ہیں کہ انہوں نے اس کو اس وجہ سے کافر قرار دیا ہے کہ اس کلام میں رسول اللہ ﷺ کی تکذیب ہوتی ہے ہم اس اعتقاد سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کے جسموں کو کھانا حرام قرار دیا ہے اس کو ابوداؤد نے روایت کیا ہے اور ابوجعفر داؤدی نے اس حدیث کو شہداء علماء اور مؤذنوں کے ذکر کی زیادتی کے ساتھ بیان کیا ہے اور یہ زیادتی نہایت غریب ہے۔ اور داؤدی اہل علم وفقہ میں سے ہیں لیکن عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ انہوں نے وفات کے بعد حجاج کو خواب میں دیکھا تھا جبکہ وہ نہایت بدبودار مردار تھا تو انہوں نے اس سے کہا اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا ہے؟ تو حجاج کہنے لگا کہ ہر مقتول کے بدلے مجھے ایک دفعہ قتل کیا گیا لیکن سعید بن جبیرؒ کے قتل میں مجھے ستر دفعہ قتل کیا گیا۔ تو عمر کہنے لگے کہ اب تو کس چیز کا انتظار کر رہا ہے تو حجاج کہنے لگا جس کا انتظار اہل توحید کرتے ہیں۔ پس یہ واقعہ اس سے کفر کی نفی کرتا ہے اور ثابت کرتا ہے کہ وہ توحید پر مرا ہے اور اللہ تعالیٰ کے پاس اس کے حالات کا علم ہے اور وہی حقیقت حال کو زیادہ جاننے والا ہے۔

سعید بن جبیرؒ کا قتل اور حجاج: اگر کہا جائے کہ ہر مقتول کے بدلے حجاج کو ایک دفعہ قتل کرنے اور سعید جبیر کے قتل کے بدلے ستر دفعہ قتل کرنے میں کیا حکمت ہے' حالانکہ اس نے عبداللہ بن زبیر کو بھی قتل کیا ہے حالانکہ وہ صحابی ہیں اور سعید بن جبیر تابعی ہیں اور صحابی تابعی سے افضل ہوتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ جب حجاج نے عبداللہ بن زبیر کو قتل کیا تو ان کے ہم پلہ اہل علم بہت سے موجود تھے جیسے ابن عمرؓ انس بن مالک وغیرہ' صحابہ کرام' لیکن جب اس نے سعید بن جبیر کو قتل کیا تو اس وقت کوئی شخص علم میں ان کے برابر نہیں تھا۔

اور کئی ایک مصنفین نے حسن بصری رحمۃ اللہ سے بیان کیا ہے کہ جب ان کو سعید بن جبیر کے قتل کی خبر ملی تو کہنے لگے اللہ کی قسم سعید بن جبیر اس دن فوت ہوئے کہ اہل زمین مشرق سے مغرب تک اس کے علم کے محتاج تھے تو اسی وجہ سے حجاج کو ان کے قتل کے بدلے کئی گناہ زیادہ عذاب دیا گیا۔ واللہ اعلم۔

عن قریب سعید بن جبیر کے قتل کی روایت باب اللام میں اللبوہ کے ذکر میں آئے گی اور عبداللہ بن زبیر کے قتل کا واقعہ باب اوز میں گزر چکا ہے۔

ضرب الامثال: عرب کہتے ہیں اغلم من تیس بنی حمان (حاء مھملہ کے کسرہ سے) یعنی وہ بنی حمان کے بکروں سے بھی زیادہ شہوت پرست ہے اس لئے کہ بنی حمان یہ خیال کرتے تھے کہ ان کا بکرا ستر بکریوں کو جفتی کر چکا ہے۔ جب کہ اس کی رگیں کٹ چکی تھیں اور وہ اس پر فخر کرتے تھے۔ (واللہ اعلم)

اور بکرے کو قفط اور سفد بھی کہا جاتا ہے

ابن جوزی کی الاذکیاء میں ہے کہ مزینہ قبیلے نے ابوحسان انصاری کو قید کر لیا اور کہنے لگے کہ ہم اس کا فدیہ صرف ایک بکرا لیں گے تو اس کی قوم غصے ہونے لگی اور کہنے لگی کہ ہم ایسا نہیں کریں گے تو ابوحسان نے انہیں پیغام بھیجا کہ جو کچھ یہ مانگتے ہیں ان کو

Marfat.com

دے دو۔ پھر جب وہ بکرے لے کر آئے تو ابوحسان انصاری کہنے لگے ان کا بھائی (یعنی بکرا) ان کو دے دو اور اپنا بھائی (مجھے) لے لو تو اسی وقت ان کا نام بکرا پڑ گیا تو یہ ان کا لقب اور عیب بن گیا۔

طبی فوائد اور خواص: اس کا سارا بدن بغل کی طرح بدبودار ہوتا ہے اس کی داڑھی کو چوتھے کے بخار والے اور صداع (سردرد) والے پر لٹکایا جائے تو وہ شفایاب ہو جاتے ہیں۔ تلی کی بیماری والا اس کی تلی کو اپنے ہاتھ سے کاٹے اور جس گھر میں رہتا ہے اس میں لٹکائے تو جب یہ تلی خشک ہوگی تو اس کا درد ختم ہو جائے گا۔ اس کی کلیجی کی رطوبت کو پھٹے کان میں ڈالنے سے اس کا درد جاتا رہتا ہے۔ اور اس کے ٹخنے کو کوٹ پیس کر پیا جائے تو قوت باہ میں ہیجان پیدا ہو جاتا ہے اور اس کے پیشاب کو اتنا جوش دیا جائے یہاں تک کہ وہ گاڑھا ہو جائے پھر اس میں اتنی ہی چینی ڈال کر خارش والے کو حمام میں ملا جائے تو خارش ختم ہو جاتی ہے اور اگر اس کی مینگنی کو ایسے بچے کے سرہانے رکھا جائے جو بہت زیادہ روتا ہے تو اس کا رونا ختم ہو جائے گا۔ اور اس کے کئی دوسرے خواص معز کے ذکر میں بیان ہوں گے۔

باب الثاء المثلثة

ثاغیه

بھیڑ کو کہتے ہیں۔ عربوں کا محاورہ ہے **مالہ ثاغیة ولا راغیة ولا نعجة ولا ناقة** یعنی اس کے پاس کچھ بھی نہیں۔ اور اس جیسا ایک اور محاورہ بھی ہے **ماله دقیقة ولا جلیلة** یہاں دقیقہ سے مراد بکری اور جلیلہ سے مراد اونٹنی ہے۔

ثرمله

اس کا تلفظ ثاء کے ضمہ سے ہے۔ یہ مادہ لومڑی کو کہتے ہیں اس کا ذکر ان شاء اللہ اسی باب میں ثعلب کے ضمن میں اس کا بیان آئے گا۔

ثعبان

ہر بڑے سانپ کو کہتے ہیں وہ چاہے نر ہو یا مادہ۔ اس کی جمع ثعابین آتی ہے۔ اور الثعبة چھپکلی کی ایک قسم ہے اس کا ذکر ان شاء اللہ باب الواؤ وزغ میں آئے گا۔

جاحظ نے **الامصار و تفاضل البلدان** میں کہا ہے کہ ثعابین صرف مصر میں ہی ہوتے ہیں اور کسی شہر میں نہیں ہوتے۔ اور موسیٰ کی لاٹھی کو بھی اللہ نے ثعبان کی شکل میں بدلا تھا جیسا فرمایا **فالقیٰ عصاہ فاذاھی ثعبان مبین** یعنی اللہ نے اس کو بہت بڑا سانپ بنا دیا۔

مشکل کے بعد آسانی کا ایک عجیب وغریب قصہ: ثعبان کے متعلق ایک واقعہ اس طرح ہے کہ عبداللہ بن جدعان شروع شروع میں بڑا خالی ہاتھ فقیر تھے اس کیساتھ ساتھ بہت شرارتی اور فسادی تھے۔ ہمیشہ لوگوں پر زیادتی کے مرتکب ہوتے تھے اور ان کا باپ اور ان کی قوم ان کی طرف سے لوگوں کو دیتیں ادا کرتے تھے۔ اس لئے وہ اپنے خاندان کے نزدیک قابل نفرت ہو

Marfat.com

گئے اوران کے باپ نے ان کو گھر سے بے دخل کر دیا اور قسم کھائی کہ کبھی بھی اس کو گھر میں جگہ نہیں دے گا تو وہ مکہ کی گھاٹیوں میں حیران و پریشان پھرنے لگا اور تمنا کرنے لگا کہ اس پر موت آ جائے۔ اس نے ایک جگہ پہاڑ میں سوراخ دیکھا تو خیال کرنے لگا کہ اس میں سانپ ہوگا اس لیے وہ اس سوراخ کے سامنے آ گیا تاکہ اس غار میں جو چیز ہے وہ اسے مار ڈالے اور اس کو آرام مل جائے۔ مگر وہاں کچھ نظر نہ آیا تو اس سوراخ میں داخل ہو گیا تو کیا دیکھتا ہے کہ وہاں ایک بڑا سانپ ہے جس کی چراغ کی طرح چمکتی ہوئی دو آنکھیں ہیں تو سانپ نے اس پر حملہ کر دیا تو اس نے اس کے لیے جگہ چھوڑی تو سانپ گھر کے آس پاس دائرے کی شکل میں رینگتے ہوئے تیزی سے اس کی طرف بڑھا پھر وہ چند قدم چلا تو سانپ پھنکارنے لگا اور اس کی طرف تیر کی طرح تیزی سے لپکا۔ عبداللہ نے اس کے لیے جگہ چھوڑ دی وہ سانپ اس کی طرف رینگنے لگا تو وہ کھڑا ہو کر اس کے متعلق سوچنے لگا کہ یہ کہیں مصنوعی تو نہیں؟ پھر اس کو اپنے ہاتھ سے پکڑ لیا تو واقعی وہ سونے کا بنا ہوا تھا اس کی دونوں آنکھیں یاقوت کی تھیں پس اس نے اس کو توڑ کر اس کی آنکھیں نکال لیں اور گھر میں داخل ہو گیا۔ وہاں تختوں پر لمبے لمبے لاشے دیکھے کہ ان جیسے لمبے چوڑے آدمی کبھی نہیں دیکھے تھے۔ ان کے سروں کے پاس چاندی کی ایک تختی نصب تھی جس میں ان کی تاریخ تھی تو اچانک اس کو پتہ چلا کہ وہ تو جرہم قبیلہ کے بادشاہوں میں سے تھے اور ان میں آخری مرنے والا احرث بن مضاض تھا۔ جو لمبے شملے والا تھا۔ ان کے جسموں پر منقش ریشمی کپڑے تھے ان کی کسی چیز کو ہاتھ لگایا جاتا تو وہ (بوسیدہ ہونے اور) لمبا عرصہ رہنے کی وجہ سے دھول کی طرح جھڑ جاتی۔ تختی پر کچھ نصیحتیں لکھی ہوئیں تھیں۔

ابن ہشام کہتے ہیں کہ تختی سنگ مرمر کی تھی اور اس میں یہ لکھا ہوا تھا ''میں نفیلہ بن عبدالمدان بن خشرم بن یالیل بن جرہم بن قحطان بن نبی اللہ ہودؑ ہوں میں پانچ سو سال زندہ رہا اور زمین کی گہرائیوں میں اس کے ظاہر و باطن کو دولت و ثروت اور مجد و ملک حاصل کرنے کے لئے چھان مارا مگر کوئی چیز بھی مجھے ان میں سے موت سے نہ بچا سکی اور اس کے نیچے یہ بھی لکھا ہوا تھا:

قد قطعت البلاد فی طلب الثر وة والمجد قالص الاثواب

''میں نے اپنے لنگوٹی کس کے عزت و ثروت کی طلب میں بہت سے شہر چھان مارے۔''

وسریت البلاد قفز القفر بقناة و قوة و اکتساب

''میں نے بے آب و گیاہ بیابانوں اور شہروں کا سفر عزت و قوت و مال حاصل کرنے کے لئے کیا۔''

فاصاب الردی بنات فوادی بسهام من المنایا صیاب

''میرے دل کی امیدوں پر ہلاکت نے موت کے تیر برسا دیئے۔''

فانقضت مدتی واقصر جهلی واستراحت عواذلی من عتابی

''تو میری مدت ختم ہوگئی اور جہالت کم ہوگئی اور عتاب کی وجہ سے مجھے ملامت کرنے والے آرام میں ہو گئے۔''

ودفعت السفاه بالحلم لما نزل الشیب فی محل الشباب

''جب جوانی کی جگہ بڑھاپا آیا تو میں نے بیوقوفی کو عقلمندی سے دور کر دیا۔''

صاح هل رایت او سمعت رد فی الضرع ما قری فی الحلاب

Marfat.com

''اے چیخنے والے کیا تو نے کوئی ایسا چرواہا دیکھا یا اس کے متعلق سنا ہے کہ اس نے دودھ کے برتن میں جمع شدہ دودھ کو واپس تھن میں لوٹا دیا ہو۔''

پھر اس نے گھر کے وسط میں دیکھا کہ موتیوں' یاقوت' زبرجد' لؤلؤ' اور سونے چاندی کے ڈھیر لگے ہیں تو اس نے اس میں سے لے لیا جتنا وہ لے سکتا تھا۔ پھر اس نے سوراخ پر ایک نشان لگا دیا اور دروازہ پتھر سے بند کر دیا اور جتنا مال نکالا تھا وہ سارا اپنے باپ کو بھیج دیا تا کہ وہ اس کو راضی کر سکے اور نرم دل بنا سکے اور اپنے سارے خاندان کے لوگوں سے ان کے بگاڑ کو ختم کر سکے۔ پھر وہ اس خزانے سے خرچ کرنے لگا اور لوگوں کو کھلانے لگا اور ہر ایک کے ساتھ نیکی کا سلوک کرنے لگا اور اس کا پیالہ اتنا بڑا تھا کہ اونٹ پر سوار آدمی بھی اس سے کھا سکتا تھا۔ اور اس پیالے میں ایک دفعہ ایک بچہ گر کر مر گیا۔

ابن قتیبہ کی غریب الحدیث میں ہے کہ نبیؐ نے فرمایا میں عبداللہ بن جدعان کے پیالے سے دوپہر کے وقت سایہ حاصل کرتا تھا۔ یہاں پر صکۃ عمی کا مطلب ''دوپہر'' اس واقعہ کی وجہ سے ہے جس کو ابوحنیفہ نے اپنی کتاب ''الانوار'' میں ذکر کیا ہے کہ عمیا نامی ایک آدمی تھا جس کا تعلق بنوعدوان سے یا بنوایاد سے تھا اور وہ جاہلیت میں عرب کا بہت بڑا فقیہ تھا وہ اپنی قوم کے ساتھ حج یا عمرہ پر آیا تو جب مکہ سے دو مرحلہ دور تھا تو اپنی قوم سے عین دوپہر کے وقت کہنے لگا جو کل اس وقت مکہ پہنچا اس کے لئے دو عمروں کا ثواب ہوگا' تو انہوں نے اپنے اونٹوں کو ایڑی لگائی اور صبح مکہ پہنچ گئے۔ عمی کا لفظ اعمیٰ کی تصغیر ہے اور مرخم ہے۔ تو تب سے دوپہر کو صکۃ عمی کہنے لگے۔

عبداللہ بن جدعان کا تعلق قبیلہ بنوتیم سے ہے اور اس کی کنیت ابوزہیر ہے' اور یہ حضرت عائشہؓ کا چچا زاد بھائی تھا۔ اسی لئے حضرت عائشہؓ کہا کرتی تھیں اے اللہ کے رسول! ابن جدعان لوگوں کو کھلاتا تھا' مہمان نوازی کرتا تھا اور کئی نیک کام کرتا تھا تو کیا یہ چیز قیامت کے دن اسے کوئی نفع پہنچا سکتی ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا نہیں کیونکہ اس نے ایک دن بھی یوں نہیں کہا رب اغفرلی خطیئتی یوم الدین ''اے میرے رب میرے گناہ قیامت کو معاف کر دینا۔'' اسی طرح روض الانف میں سہیلیؒ نے بھی کہا ہے۔

آخر شراب چھوڑ دی......

''ری العاطش وانس الواحش'' میں احمد بن عمار نے کہا ہے کہ ابن جدعان ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے جاہلیت میں اپنے اوپر شراب حرام کر لی تھی حالانکہ وہ اس کا انتہائی دلدادہ تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ایک دفعہ رات کو وہ شراب پی پی کر بے ہوش ہو گیا تو اپنے ہاتھ آگے بڑھا کر چاند کی روشنی کو اپنی مٹھی میں لینے لگا تا کہ اس کو پکڑ لے تو اس کے ہمنشین ہنسنے لگے۔ جب اس کو ہوش آیا تو اس کو اس بات کی خبر دی گئی تو اس نے قسم کھالی کہ آئندہ شراب کو ہاتھ بھی نہیں لگائے گا۔

جب وہ بوڑھا ہو گیا تو بنوتیم نے اسے مال کو فضول خرچ کرنے سے منع کرنے کا ارادہ کیا اور بہت زیادہ بخشش کرنے پر ملامت کی۔ ابن جدعان کسی کو بلا کر اس کو ہلکا سا تھپڑ لگاتا اور اس کو کہتا کہ تو اٹھ اور تھپڑ کی قسم کھا اور اس کی دیت مانگ جب وہ اس طرح کرتا تو بنوتیم اس کو ابن جدعان کے مال سے دیت دیتے۔

ابوالفتح علی بن محمد بستی نے جو نظم و نثر کا ماہر ہے اس نے بہت عمدہ اور لمبا قصیدہ کہا ہے ہم اس کو سارا یہاں نقل کرتے ہیں اور

Marfat.com

اس کے ساتھ ساتھ اہل فضل نے جو اس پر حاشیے لگائے ہیں وہ بھی بیان کرتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں یہ اشعار راضی باللہ کے ہیں۔

زیادة المرء فی دنیاه نقصان ۔۔۔ وربحه غیر محض الخیر خسران

''کسی آدمی کا زیادہ دنیادار ہو جانا اس کے لئے نقصان دہ ہے خالص خیر کے علاوہ تمام مفادات خسارہ ہیں۔''

وکل وجدان حظ لا ثبات له ۔۔۔ فان معناه فی التحقیق فقدان

''ہر آدمی کے موجود حصے کے لئے کوئی ثبات و دوام نہیں ہے کیونکہ حقیقت میں اس کا معنی گم ہو جانا ہے۔''

یا عامر الخراب الدهر مجتهدا ۔۔۔ باللہ هل لخراب العمر عمران

''اے غیر آباد دنیا کو آباد کرنے کی محنت کرنے والے اللہ کے لئے بتاؤ کیا برباد شدہ عمر کو بھی آباد کیا جا سکتا ہے۔''

ویا حریصا علی الاموال یجمعها ۔۔۔ انسیت ان سرور المال احزان

''اے اموال پر حرص کرنے والے جنہیں تو جمع کر رہا ہے کیا تم بھول گئے ہو کہ مال کی خوشی غم ہی غم ہے۔''

زع الفواد عن الدنیا وزخرفها ۔۔۔ فصفوها کدر والوصل هجران

''دل کو دنیا اور اس کی زینت سے خالی کر دے کیونکہ دنیا کا خالص حصہ بھی میلا ہے اور اس کا ملاپ جدائی ہے۔''

واوع سمعك امثالا افصلها ۔۔۔ کما یفصل یاقوت ومرجان

''ایسی مثالوں کو غور سے سن میں اس کو تیرے لیے ایسے کھول کر بیان کرتا ہوں جس طرح یاقوت اور مرجان الگ کیا جاتا ہے۔''

احسن الی الناس تستعبد قلوبهم ۔۔۔ فطالما استعبد الانسان احسان

''لوگوں سے نیکی کر کے ان کے دلوں کو جیت سکتے ہو کیونکہ اکثر دفعہ انسان کو احسان غلام بنا دیتا ہے۔''

وکن علی الدهر معوانا لذی امل ۔۔۔ یرجو نداك فان الحر معوان

''ہر امیدوار کے لئے زمانے کی مصیبتوں پر معاون بن جا جو کہ تیری سخاوت کی امید رکھتا ہو کیونکہ شریف آدمی دوسروں کا معاون ہوتا ہے۔''

من جاد بالمال مال الناس قاطبة ۔۔۔ الیه والمال للانسان فتان

''جو مال کو خرچ کرے وہ لوگوں کو اپنی طرف مکمل مائل کر لیتا ہیں اور مال تو انسان کے لئے نرا فتنہ ہی فتنہ ہے۔''

من کان للخیر مناعا فلیس له ۔۔۔ عند الحقیقة اخوان واخدان

''جو شخص مال کو روک کر رکھ لے تو اس کا نہ کوئی حقیقی بھائی رہتا ہے اور نہ دوست۔''

لا تخدشن بمطل وجه عارفة ۔۔۔ فالبر یخدشه مطل ولیان

''تو ٹال مٹول کر کے کسی آشنا کا چہرہ زخمی نہ کر کیونکہ ٹال مٹول اور لیت لعل نیکی کو ضائع کر دیتی ہے۔''

یا خادم الجسم کم تسعی لخدمته ۔۔۔ اتطلب الربح مما فیه خسران

''اے جسم کی خدمت کرنے والے تو اس کی خدمت کے لئے کتنی کوشش کر سکتا ہے کیا وہ چیز جس میں نقصان ہی نقصان

Marfat.com

ہے اس سے فائدہ حاصل کیا جا سکتا ہے؟"

اقبل علی النفس فاستکمل فضائلها فانت بالنفس لا بالجسم انسان

"اپنے دل کی طرف متوجہ ہو اور اس کے فضائل کی تکمیل کر کیونکہ تو اپنے دل کی وجہ سے انسان ہے نہ کہ جسم کی وجہ سے۔"

من یتق اللہ یحمد فی عواقبه ویکفه شر من عزوا ومن هانوا

"جو اللہ سے ڈرتا ہے اس کے سارے کاموں کے انجام پر تعریف کی جاتی ہے اور اس کو ہر معزز اور ذلیل آدمی کے شر سے تقویٰ بچالیتا ہے۔"

حسب الفتی خلا یعاشره اذا تحاماه اخوان وخلان

"آدمی کے لئے اس کا ایسا دوست کافی ہے جو اس کے ساتھ رہتا ہو جب اس کے بھائی اس سے دور رہنے لگیں۔"

لا تستشر غیر ندب حازم فطن قد استوی منه اسرار واعلان

"تو زیرک، ہوشیار اور سمجھدار آدمی کے علاوہ کسی سے مشورہ نہ لے اس لیے کہ ایسے لوگوں کا ظاہر و باطن ایک جیسا ہوتا ہے۔"

فللتدابیر فرسان اذا رکضوا فیها ابروا کما للحرب فرسان

"تدابیر کے لئے بھی شہسوار ہوتے ہیں جس طرح جنگ کے شہسوار ہوتے ہیں جب وہ تدبیر کو ایڑی لگاتے ہیں تو کامیاب ہو جاتے ہیں۔"

وللامور مواقیت مقدرة وکل امر له حد ومیزان

"اور ہر کام کا ایک مقررہ وقت اور ہر کام کی ایک حد اور ترازو ہے۔"

من رافق الرفق فی کل الامور فلم یندم علیه ولم یذممه انسان

"جس نے ہر معاملے میں نرمی اختیار کی وہ کبھی شرمندہ نہیں ہوتا اور نہ ہی کوئی انسان اس کو برا کہتا ہے۔"

ولا تکن عجلا فی الامر تطلبه فلیس یحمد قبل النضج بحران

"جس چیز کو تم چاہتے ہو تو تم اس میں جلدی نہ کرو کیونکہ پھل کے پکنے سے پہلے اچانک اس کے بدل جانے کو قابل مدح نہیں قرار دیا جاتا۔"

وذوا القناعة راض فی معیشته وصاحب الحرص ان اثری فغضبان

"قناعت والا اپنی معیشت میں ہمیشہ خوش رہتا ہے اور حریص آدمی مالدار ہونے کے باوجود غصہ میں بھرا رہتا ہے۔"

کفی من العیش ما قد سد من رمق ففیه للحران حققت غنیان

"زندگی گزارنے کے لئے صرف اتنا ہی کافی ہے جس سے تو زندہ رہ سکے اتنی مقدار شریف آدمی کے لئے حقیقت میں کافی ہے۔"

Marfat.com

همـا رضيعـا لبـان حـكـمة وتـقـى وسـاكـنـا وطـن مـال وطـغيـان

''حکمت اور خدا کا ڈر یہ دونوں رضاعی بھائی ہیں اور سرکشی اور مال ایک وطن کے رہنے والے ہیں۔''

من مد طرفا بفرط الجهل نحو هوى اغضى عن الحق يوما وهو خزيان

''جس نے سخت جہالت کی وجہ سے اپنے پہلو کو خواہش کی طرف موڑ دیا تو وہ حق سے ایک دن ضرور چشم پوشی کرے گا اور رسوا ہوگا۔''

من استشار صروف الدهر قام له على حقيقة طبع الدهر برهان

''جو زمانے کے مصائب سے مشورہ لے تو اس کے لئے زمانے کی طبعی حقیقت پر دلیل قائم ہو جائے گی۔''

من عاشر الناس لا قى منهم نصبا لان طبعهم بغى وعدوان

''جس نے لوگوں کے ساتھ زندگی گزاری وہ ان سے تھک جاتا ہے اس لئے کہ ان کی طبیعت میں سرکشی اور زیادتی بھری ہوئی ہے۔''

ومن يفتش على الاخوان مجتهدا فجل اخوان هذا الدهر خوان

''اور جو محنت سے بھائیوں کی تفتیش کرنا چاہے تو وہ اس زمانے کے بڑے بڑے بھائیوں کو خائن پائے گا۔''

من يزرع الشر يحصد فى عواقبه ندامة ولحصد الزرع ابان

''جو برائی بوئے کا برائی کاٹے گا اور اس کا انجام ندامت ہوگا اور کھیتی کاٹنے کا ایک وقت مقرر ہے۔''

من استنام الى الاشرار نام وفى قميصه منهم صل وثعبان

''جو اشرار سے آرام حاصل کرنا چاہے تو وہ ایسے سویا ہے کہ اس کی قمیص میں سانپ ہیں''۔

من سالم الناس يسلم من غوائلهم وعاش وهو قرير العين جذلان

''جو لوگوں سے صلح کرلے وہ ان کی گمراہیوں سے بچ جاتا ہے اور وہ عمدہ اور خوشحال زندگی گزارتا ہے۔''

من كان للعقل سلطان عليه غدا وما على نفسه للحرص سلطان

''جس نے عقل کو اپنے اوپر بادشاہ بنالیا تو حرص اس پر قابو نہیں پا سکے گی۔''

وان اساء مسىء فليكن لك فى عروض زلته صفح وغفران

''اگر کوئی برا برائی کرے تو اس کو ذلیل کرنے سے تو درگزر کر۔''

اذا نبا بكريم موطن فله وراء ه فى بسيط الارض اوطان

''جب کوئی شریف آدمی وطن سے بے وطن ہو جائے تو اس کے لئے وسیع زمین میں وطن ہی وطن ہیں۔''

لا تحسبن سرورا دائما ابدا من سره زمن ساء ته ازمان

''تو سرور کو دائمی نہ سمجھ جو ایک دور میں خوش ہو تو کسی ادوار میں ناخوش رہتا ہے۔''

يا ظالما فرحا بالعز ساعده ان كنت فى سنة فالدهر يقظان

Marfat.com

''اے ظلم کرنے والے! عزت کی وجہ سے اپنی سرداری پر خوش ہونے والے اگر تو اونگھ میں ہے تو زمانہ جاگ رہا ہے۔''

یا ایها العالم المرضی سیرته ابشر فانت بغیر الماء ریان

''اے علم والو! اگر تم پسندیدہ اخلاق والے ہو تم خوش ہو جاؤ کہ تم پانی کے بغیر ہی سیراب شدہ ہو۔''

ویااخا الجهل لو اصبحت فی لجج فانت ما بینها لا شك ظمان

''اور اے جاہل اگر تو سمندر میں صبح کرے گا تو اس میں بھی یقینی طور پر تو پیاسا رہے گا۔''

دع التكاسل فی الخیرات تطلبها فلیس یسعد بالخیرات كسلان

''نیکی کے حاصل کرنے میں سستی چھوڑ دے کیونکہ سست آدمی نیکیاں حاصل نہیں کر سکتا۔''

صن حر وجهك لا تهتك غلالته فكل حر لحر الوجه صوان

''تو اپنے چہرے کی ناموس کی حفاظت کر اور اس کے بچاؤ کے سامان کو مت خراب کر ہر شریف آدمی اپنے چہرے کی ناموس کا محافظ ہوتا ہے۔''

لا تحسب الناس طبعا واحدا فلهم غرائز لست تحصیها والوان

''لوگوں کو طبعی طور پر ایک خیال نہ کر ان کی ایسی طبیعتیں اور رنگ ہیں جن کو تو شمار نہیں کر سکتا۔''

ما كان ماء كصداء لوارده نعم ولا كل نبت فهو سعدان

''ہر پانی اپنے نوش کرنے والے کے لئے شفا نہیں ہے اور نہ ہی ہر اُگنے والی بوٹی سعدان ہوتی ہے۔''

من استعان بغیر الله فی طلب فان ناصره عجز وخذلان

''جو کوئی کسی کام میں اللہ کے سوا کسی اور سے مدد مانگے تو اس کا مددگار عاجز اور مدد چھوڑنے والا ہوگا''۔

واشدد یدیك بحبل الله معتصما فانه الركن ان خانتك اركان

''اگر باقی سب ارکان تجھ سے خیانت کریں تو' تو اللہ کی رسی کو اپنے ہاتھ سے مضبوط پکڑ لے کیونکہ وہی اصل رکن ہے۔''

لا ظل للمرء یغنی عن تقی ورضا وان اظلته اوراق وافنان

''تقویٰ اور اللہ کی رضا مندی کے علاوہ ایسا کوئی سایہ نہیں جو آدمی کو بے نیاز کر دے اگرچہ پتے اور ٹہنیاں اس پر سایہ کیے ہوئے ہوں۔''

سحبان من غیر مال باقل حصر وباقل فی ثراء المال سحبان

''سحبان جیسا بلیغ بغیر مال کے غیر فصیح باقل (ناسمجھ) ہے اور باقل کے پاس مال ہو تو وہ سحبان ہے۔''

والناس اخوان من والته دولته وهم علیه اذا عادته اعوان

''جس کی دولت اس کے پاس ہو لوگ اس کے بھائی ہوتے ہیں اور جب وہ دولت اس سے چلی جائے تو اس کے خلاف دوسروں کے مددگار ہو جاتے ہیں۔''

Marfat.com

یا رافلا فی الشباب الرحب منتشیا من کاسه هل اصاب الرشد نشوان

''او متکبر شخص تو بھری جوانی میں مست ہے کیا کوئی نشہ آور آدمی ہدایت پا سکا ہے؟''

لا تغترر بشباب ناعم خضل فکم تقدم قبل الشیب شبان

''تو سرسبز وشاداب اور عمدہ جوانی پر غرور مت کر کئی جوان آدمی بڑھاپے سے پہلے ہی مر گئے۔''

ویااخا الشیب لو ناصحت نفسك لم یکن لمثلك فی الاسراف امعان

''اے بوڑھے آدمی اگر تو اپنی خیر خواہی چاہتا ہے تو تیرے جیسے آدمی کو حد سے زیادہ اسراف نہیں کرنا چاہیے۔''

هب الشبیبة تبدی عذر صاحبها ما بال شیبك یستهویه شیطان

''خیال کر کہ بڑھاپا بوڑھے کا عذر ظاہر کر دیتا ہے مگر تیرے بڑھاپے کا کیا حال ہے کہ شیطان اس سے محبت کر رہا ہے۔''

کل الذنوب فان الله یغفرها ان شیع المرء اخلاص وایمان

''سب گناہوں کو اللہ معاف کر دیتا ہے اگر آدمی اخلاص اور ایمان سے ان کو الوداع کہہ دے۔''

وکل کسر فان الله یجبره وما لکسر قناة الدین جبران

''ہر ٹوٹ پھوٹ کی مرہم کا انتظام اللہ کر دیتا ہے لیکن دین کا نیزہ ٹوٹ جائے تو اس کا کوئی مرہم نہیں ہے۔''

احسن اذا کان امکان و مقدرة فلا یدوم علی الانسان امکان

''اگر ممکن ہو اور طاقت ہو تو احسان کرو کیونکہ یہ طاقتیں اور امکان ہمیشہ نہیں رہتے۔''

فالروض یزدان بالانوار فاغمه والحر بالعدل والاحسان یزدان

''باغ روشنی کے ساتھ کلیوں کے کھلنے سے آراستہ ہو جاتا ہے اور شریف آدمی عدل واحسان سے آراستہ ہوتا ہے۔''

خذها سوائر امثال مهذبة فیها لمن یبتغی التبیان تبیان

''یہ نصیحتیں یاد رکھو کیونکہ یہ نسخے ہیں اور مہذب مثالیں ہیں جو وضاحت چاہے اس کے لئے ان میں وضاحت بھی ہے۔''

ما ضر حسانها والطبع صائغها ان لم یصغها قریع الشعر حسان

''ان کی اچھی چیزیں کوئی مضر نہیں اور ان کو طبیعت نے ایجاد کیا ہے اگر چہ اس کو اچھے شاعر حسان نے نہیں بنایا۔''

یہاں سے کسی آدمی نے اس پر مزید یہ شعر لکھے:

وکن لسنة خیر الخلق متبعا فانها لنجاة العبد عنوان

''تمام مخلوق میں سے بہترین شخص کی سنت پر عمل کرنے والے بن جاؤ کیونکہ انسان کی نجات اسی عنوان میں ہے۔''

فهو الذی شملت للخلق انعمه وعمهم منه فی الدارین احسان

''اور وہ ایسی ذات ہے کہ تمام مخلوق پر اس کے انعام ہیں اور دونوں جہانوں میں اس کے ان پر احسانات عام ہیں۔''

Marfat.com

جبینہ قمر قد زانہ خفر وثغرہ درر غرو مرجان
''ان کی پیشانی چاند کی طرح روشن ہے ان کو شرم نے آراستہ کیا ہے اور آپ کے دانت موتی کی طرح سفید اور مرجان کی طرح ہیں۔''
والبدر لتخجل من انوار طلعتہ والشمس من حسنہ الوضاح تزدان
''اور چاند ان کے چہرے کے انوار سے شرمندہ ہوتا ہے اور سورج آپ کے بے پناہ حسن سے خوبصورتی حاصل کرتا ہے۔''
بہ توسلنا فی محو زلتنا لربنا انہ ذوالجود منان
''اپنی لغزشوں کے مٹانے کے لئے اپنے رب کی طرف ہم ان کا وسیلہ طلب کرتے ہیں وہ بڑے سخی اور محسن ہیں۔''
ومذ اتی ابصرت عمی القلوب بہ سبل الھدی ووعت للحق اذان
''وہ جب دنیا میں آئے تو اندھے دل ان کی وجہ سے ہدایت کے راستے کو دیکھنے لگے اور حق کو کان یاد کرنے لگے۔''
یا رب صل علیہ ما ھمی مطر فاینعت منہ اوراق واغصان
''اے میرے رب ان پر درود بھیج جب تک بارش برستی ہے پھر اس سے پتے اور ٹہنیاں پکتی رہیں۔''
وابعث الیہ سلاما زاکیا عطرا والال والصحب لا تفنیہ ازمان
''اور ان پر خوشبودار اور پاکیزہ سلام بھیج اور ان کی آل اور اصحاب پر بھی ایسا سلام کہ جس کو کوئی کئی زمانوں تک فنا نہ کر سکے۔''

ابوالقاسم بستی کی نثر سے یہ عبارت ہے کہ جس نے اپنی خرابیاں دور کرلیں اس نے اپنے حاسدوں کی ناک خاک آلودہ کر دی۔ جو آدمی اپنے غصے کے پیچھے لگ گیا اس نے اپنے ادب کو ضائع کر دیا۔ سرداروں کی عادتیں عادتوں کی سردار ہوتی ہے۔ اپنی حدود میں ٹھہرا رہنا ہی بزرگی کی سعادت ہے۔ رشوت ضرورتوں کی رسی ہے سب سے جاہل آدمی وہ ہے جو اپنے بھائیوں کو ذلیل کرے اور بادشاہ کی صحبت پر بھروسہ کرے۔ سمجھ عقل کی شعاع ہے۔ موت آرزوؤں پر ہنستی ہے۔ سوال سے بچنے کے لئے تھوڑے پر راضی ہونا چاہیے۔ بستیؒ ۴۰۰ ہجری میں فوت ہوئے۔

ثعالة

یہ لفظ نخالۃ' فضالۃ اور زبالۃ کی طرح ہے یہ تینوں لفظ آپس میں بھائی کی طرح مشابہ ہیں۔ ثعالہ ایک لومڑی کا نام ہے اور یہ معرفہ ہے اور ارض مثعلۃ اس زمین کو کہتے ہیں جہاں بہت زیادہ لومڑیاں ہوں جس طرح معقرہ اس زمین کو کہتے ہیں جہاں بچھو زیادہ ہوں۔

ضرب الامثال: عرب کہتے ہیں فلان اروغ من ثعالۃ کہ فلاں آدمی لومڑی سے زیادہ فریبی ہے۔
شاعر کہتا ہے:

Marfat.com

فاحتلت حین صرمتنی والمرء یعجز لا محالہ

''جب تو نے مجھ سے قطع تعلقی کی تو میں نے حیلہ کرنا شروع کر دیا اور آدمی لامحالہ عاجز ہو جاتا ہے۔''

والدھر یلعب بالفتی والدھر اروغ من ثعالہ

''اور زمانہ آدمی کے ساتھ کھیلتا ہے اور زمانہ لومڑی سے بھی زیادہ دھوکے باز ہے۔''

والمرء یکسب مالہ والشح یورثہ الفسالہ

''اور آدمی اپنا مال کماتا ہے اور کنجوسی کر کے کمینوں کو وارث بنا دیتا ہے۔''

والعبد یقرع بالعصا والحر تکفیہ المقالۃ

''اور غلام لاٹھی سے کھٹکھٹایا جاتا ہے اور آزاد آدمی کو بات ہی کافی ہوتی ہے۔''

اور عرب کہتے ہیں اعطش من ثعالہ وہ لومڑی سے زیادہ پیاسا ہے۔ اس کی تفسیر میں اختلاف ہے۔ محمد بن حبیب کہتے ہیں کہ اس سے مراد لومڑی ہے۔ جبکہ ابن اعرابی کہتے ہیں کہ ثعالہ بنو مجاشع کا ایک آدمی تھا جس نے بیابان میں اپنے دوست کا پیشاب پی لیا مگر پھر بھی پیاس سے مر گیا۔

ثعبۃ

یہ چھپکلی کی ایک قسم ہے' یہ بات جوہری نے کہی ہے۔

الثعلب

یہ مشہور لومڑ ہے۔ اس کی مؤنث ثعلبۃ اور جمع ثعالب اور اثعل ہے۔ ابن قانع نے ''معجم'' میں وابصہ بن معبد سے بیان کیا ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ درندوں میں سے بدترین درندہ لومڑ ہے۔ ثعلب کی کنیت ابوالحیض' ابونجم' ابونوفل' ابو وثاب' ابوالحصین اور مؤنث کی کنیت ام عویل ہے اور مذکر کو ثعلبان بھی کہتے ہیں۔

کسائی نے اس پر یہ شعر کہے ہیں:

ارب یبول الثعلبان براسہ لقد ذل من بالت علیہ الثعالب

''کیا وہ رب ہو سکتا ہے جس کے سر پر لومڑ پیشاب کرے۔ جس پر لومڑ پیشاب کریں وہ تو ذلیل و خوار ہوتا ہے۔''

اسی طرح ایک جماعت نے ثعلبان کا لفظ استعمال کیا ہے۔ حالانکہ یہ وہم ہے۔

بتوں کے ساتھ لومڑوں کا سلوک: ابو حاتم رازی نے اس کو ثعلبان بالفتح کہا ہے اور اس کو ثعلب کا تثنیہ قرار دیا ہے۔ اور ذکر کیا ہے کہ بنو ثعلب کا ایک بت تھا۔ جس کی وہ پوجا کرتے تھے ایک دفعہ دو لومڑ دوڑتے ہوئے آئے تو ان میں سے ہر ایک نے اپنا پاؤں اٹھایا اور بت پر پیشاب کرنے لگے اس بت کا ایک مجاور تھا جس کا نام غاوی بن ظالم تھا تو اس نے مذکورہ شعر پڑھے اور بت توڑ کر نبیؐ کے پاس آیا گیا آپؐ نے اس سے پوچھا تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے کہا میرا نام غاوی بن ظالم ہے فرمایا نہیں بلکہ تیرا نام راشد بن عبدربہ ہے۔ اور ''نھایۃ الغریب'' میں ہے کہ کسی آدمی کا ایک بت تھا وہ آدمی روٹی اور مکھن وغیرہ

Marfat.com

اس کے سر کے پاس لا کر رکھ دیتا اور اس کو کہتا تو کھا تو لومڑ آیا اور مکھن روٹی کھا گیا پھر بت کے سر پر پیشاب کر دیا۔ لومڑوں میں سے مذکر کو ثعلبان بھی کہتے ہیں۔ ''کتاب الھروی'' میں ہے کہ دو لومڑ آئے اور مکھن روٹی کھا گئے۔ حافظ بن ناصر کہتے ہیں کہ ھروی نے اپنی تفسیر میں غلطی کی ہے۔ اور اپنی روایت میں تبدیلی کر دی ہے۔ اصل حدیث میں ہے کہ ثعلبان آیا'' جو لومڑوں میں سے مذکر کو کہتے ہیں اور تثنیہ نہیں ہے۔'' پھر اس نے اس کی آنکھ پر پیشاب کیا تو آدمی نے اٹھ کر بت کو توڑ دیا اور آپ ﷺ کو یہ واقعہ بتایا۔ اور اس کے بارے میں شعر کہا:

لقد خاب قوم املوك لشدة　　ارادوا نزالا ان تكون تحارب

''تحقیق وہ لوگ ناکام ہو گئے جنہوں نے سختی میں تجھ سے امیدیں وابستہ کر رکھی ہیں انہوں نے میدان جنگ میں اترنے کا ارادہ کیا ہے تاکہ تو ان کی طرف سے جنگ کرے۔''

فلا انت تغني عن امور تواترت　　ولا انت دفاع اذا حل نائب

''پس تو ان کے معاملات میں کام نہیں آ سکتا جب وہ لگاتار آنے لگیں اس طرح جب کوئی مصیبت آ جائے تو تو ان کا دفاع بھی نہیں کر سکتا۔''

ارب يبول الثعلبان براسه　　لقد ذل من بالت عليه الثعالب

''کیا وہ رب ہو سکتا ہے جس کے سر پر لومڑ پیشاب کرے جس پر لومڑ پیشاب کرے وہ تو انتہائی ذلیل ہوتا ہے۔''

اور حدیث معجم بغوی اور ابن شاہین وغیرہ میں مذکور ہے اور مذکورہ آدمی کا نام راشد بن عبدربہ ہے اور اس کی حدیث کی شرح ''دلائل النبوۃ'' ابونعیم الاصفہانی میں کی گئی ہے۔ اور اہل لغت اس شعر کے ساتھ حیوان کے ناموں پر دلیل لیتے ہیں۔ اور اس میں مذکر مؤنث کا فرق اس طرح ہے جس طرح افعوان سانپ افاعی کا مذکر ہے اور عقربان عقارب کا مذکر ہے۔

لومڑی کی چالاکیاں: لومڑی ایک انتہائی بزدل، کمزور، دھوکے باز اور مکار درندہ ہے۔ لیکن سخت خباثت اور دھوکے کی وجہ سے بڑے بڑے جانوروں کے ساتھ گنا جاتا ہے۔ طلب رزق کے حیلوں میں سے ایک حیلہ یہ بھی ہے کہ وہ اپنے آپ کو مرا ہوا ظاہر کرتی ہے اور پیٹ پھلا دیتی ہے اور اپنے پاؤں کو اونچا کر دیتی ہے یہاں تک کہ اس کے متعلق یہ گمان ہوتا ہے کہ وہ مر گئی ہے۔ جب اس کے قریب کوئی جانور آتا ہے تو وہ کود کر اس کو شکار کر لیتی ہے۔ لیکن شکاری کتے پر اس کا یہ حیلہ کارگر نہیں ہوتا۔ لومڑی سے پوچھا گیا تو کتوں سے زیادہ کیوں بھاگتی ہے؟ اس نے کہا میں اپنے لیے دوڑتی ہوں اور کتا غیروں کے لئے دوڑتا ہے۔

جاحظ کہتے ہیں کہ لومڑی کے شدید ترین ہتھیاروں میں سے دھوکے بازی اور اپنے آپ کو مرا ہوا ظاہر کرنا ہے اور اس کا ہتھیار واقعی ہتھیار ہے اس کا ہتھیار بے شک حباری کے ہتھیار سے زیادہ لیس دار اور بدبودار ہے۔ عرب کہتے ہیں کہ وہ لومڑی کے ہتھیار سے بھی زیادہ چالاک اور ناپسندیدہ ہے۔

اور جاحظ کا نام عمرو بن بحر الکنانی اللیثی ہے۔ اور اس کو جاحظ اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس کی آنکھیں ابھری ہوئی تھیں اس کو حدقہ بھی کہتے ہیں۔ اس کو آخر عمر میں فالج ہو گیا تھا۔ اس لیے وہ اپنے آدھے حصے کو صندل اور کافور کو گرم ہونے کی وجہ سے طلاء کیا کرتا تھا۔ اور دوسرے حصے کو ٹھنڈا ہونے کی اور بیکار ہونے کی وجہ سے اگر قینچی سے کاٹ بھی دیا جاتا تو وہ اس کو محسوس نہ ہوتا۔ وہ کہتا تھا کہ

Marfat.com

میں دائیں جانب سے مفلوج ہوں اگر اس کو قینچی سے کاٹ دیا جائے تو مجھ کو معلوم بھی نہیں ہوتا اور میری بائیں جانب میں تندرستی ہے اگر اس پر مکھی بھی گزرے تو میں تکلیف محسوس کرتا ہوں اور کہا کرتا تھا کہ میں نے اپنے جسم پر دو متضاد چیزیں اکٹھی دیکھی ہیں اگر میں ٹھنڈی چیز کھاؤں تو میرا پاؤں پکڑا جاتا ہے اور اگر میں گرم کھاؤں تو میرا سر پکڑا جاتا ہے۔ اور پھر یہ شعر پڑھتا تھا۔

اترجو ان تکون وانت شیخ کما قد کنت ایام الشباب

''کیا تو یہ امید کرتا ہے کہ تو بڑھاپے میں بھی جوانوں کی طرح ہوگا۔''

لقد کذبتك نفسك لیس ثوب دریس کالجدید من الثیاب

''تیرے نفس نے تجھ کو جھوٹ کہا ہے پرانا کپڑا نئے کی طرح نہیں ہوگا۔''

جاحظ کی ہر فن پر تصانیف موجود ہیں اور یہ معتزلہ کے سرداروں میں سے تھا۔ جاحظیہ فرقہ معتزلہ میں اسی کی طرف منسوب ہے۔ اس کی سب سے بہترین تصنیف ''کتاب الحیوان'' ہے۔ یہ ۲۵۵ ہجری میں بصرہ میں فوت ہوا۔

جاحظ کہتے ہیں اللہ کی تقسیم رزق بھی بڑی عجیب ہے کہ بھیڑیا لومڑ کا شکار کر کے اس کو کھا جاتا ہے اور لومڑ گلہری کو شکار کر کے کھا جاتا ہے اور سیہی افعی سانپ کو شکار کر کے کھا جاتی ہے اور افعی سانپ چڑیا کا شکار کر کے کھا جاتا ہے چڑیا مکڑی کو اور مکڑی بھڑوں کے بچوں کو اور بھڑیں شہد کی مکھی کو اور شہد کی مکھی عام مکھی کو اور مکھی مچھر کو شکار کر کے کھا جاتی ہے۔

غیلانیات کے مصنف نے جزاول میں شعبی عن جابر بن عبداللہ بیان کیا ہے کہ ایک آدمی ابوبکر صدیقؓ کے پاس آیا اور کہنے لگا میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں لومڑی کے ساتھ بڑی تیز دوڑ رہا ہوں۔ تو انہوں نے کہا تو ایسے جانور کیساتھ دوڑا ہے جس کے ساتھ نہیں دوڑنا چاہیے تو ایسا آدمی ہے کہ تیری زبان میں جھوٹ ہے اس لیے اللہ سے ڈر!

لومڑی کی یہ عادت ہے کہ جب کبوتر کے برج میں داخل ہوتی ہے تو اس کو بھوک نہ ہونے کے باوجود مار کے پھینک دیتی ہے کیونکہ وہ جانتی ہے کہ وہ جب بھی بھوکی ہوگی اس کو آ کر کھالے گی۔ یہ ان جانوروں میں سے ہے جن کے ہتھیار کامیاب ہوتے ہیں اور حباری کے ہتھیار سے بھی زیادہ مہلک ہے۔ کما تقدم جب یہ سیہی کے سامنے آتی ہے تو وہ گیند کی طرح اس سے ملتی ہے اور اپنے کانٹوں سے بچاؤ کرتی ہے تو یہ اپنا داؤ اس پر اس طرح چلاتی ہے کہ لیٹ جاتی ہے اور اس کے پیٹ کے نرم حصے کو پکڑ لیتی ہے۔

اس کا ایک نہایت مزاحیہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ جب اس کے بالوں میں پسو زیادہ ہو جائیں تو یہ بالوں میں سے کچھ حصہ اپنے منہ میں پکڑ لیتی ہے اور نہر میں آہستہ آہستہ داخل ہوتی ہے اور پسو بھی پانی سے بھاگ کر اوپر چلے جاتے ہیں یہاں تک جو اون کا حصہ اس کے منہ میں ہوتا ہے اس میں وہ پسو چلے جاتے ہیں تو یہ ان کو پانی میں ڈال کر تیزی سے باہر نکل آتا ہے۔

بھیڑیا لومڑی کے بچوں کی تلاش میں رہتا ہے جب اس کا کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے تو یہ اپنی کچھار کے دروازے پر جنگلی پیاز کے پتے رکھ دیتی ہے تاکہ اس سے بھیڑیا بھاگ جائے۔

اس کی پوستین تمام پوستینوں سے بہترین ہوتی ہے یہ سفید سیاہ اور خلنجی رنگ کی ہوتی ہے۔

امام قزوینی نے عجائب المخلوقات میں کہا ہے کہ کسی نے نوح بن منصور سامانی کو ایک لومڑ بطور ہدیہ دیا جس کے پروں والے

Marfat.com

باز و تھے۔ جب آدمی اس کے قریب جاتا تو وہ اپنے پروں کو پھیلا دیتا تو جب آدمی اس سے دور ہوتا تو وہ اپنے بازوؤں کو ملا لیتا اس نے مزید کہا کہ اس زمانے میں لومڑ اڑا کرتے تھے۔

شیر لومڑی اور گدھے کی کہانی: ابوالفرج ابن جوزی نے ''کتاب الاذکیاء'' کے آخر میں معافی بن زکریا سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا! کہا جاتا ہے کہ ایک شیر لومڑی اور بھیڑیا تینوں اکٹھے شکار کے لئے نکلے انہوں نے ایک گدھا' ہرنی اور ایک خرگوش شکار کیے تو شیر نے بھیڑے سے کہا کہ اس شکار کو ہمارے درمیان تقسیم کرو تو اس نے کہا کہ معاملہ بڑا واضح ہے گدھا آپ کے لئے خرگوش لومڑی کے لئے اور ہرنی میرے لئے' تو شیر نے دیوانہ وار اس پر حملہ کیا اور اس کا سر کاٹ دیا۔ پھر لومڑی کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا خدا اس کو مارے یہ تقسیم کے مسئلے میں کتنا جاہل ہے' اب تم تقسیم کرو۔ لومڑی نے کہا جناب شیر صاحب! معاملہ بڑا واضح ہے گدھا آپ کے صبح کے لئے ہے اور ہرنی رات کے وقت کے لئے اور خرگوش اس کے درمیان والے وقت کے لئے' شیر نے کہا اللہ تجھ کو مارے تجھے اتنا بڑا قاضی کس نے بنا دیا اور ایسے بہترین فیصلے تجھے کس نے سکھائے تو اس نے کہا بھیڑیے کے اس سر نے جو اس کے جسم سے کاٹا گیا تھا۔

شعبی کی ایک روایت میں ہے کہ شیر نے اس سے کہا کہ تجھے اللہ مارے فیصلے کی بصیرت تجھے کہاں سے ملی اور یہ تو نے کہاں سے سیکھا؟ تو اس نے کہا کہ میں نے یہ بات بھیڑیے کے معاملے سے سیکھی ہے۔

لومڑی کی چالاکی کا قصہ: لومڑی کے حیلوں میں سے ایک حیلہ یہ بھی ہے کہ جس کو شافعی نے ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ ہم سر زمین یمن میں سفر کر رہے تھے تو ہم نے اپنے رات کے کھانے کے لئے دستر خوان بچھایا اور نماز کا وقت بھی ہو گیا تو ہم اٹھ کر نماز پڑھنے لگے اور دستر خوان کو ویسے ہی چھوڑ دیا۔ اس دستر خوان پر دو مرغیاں تھیں۔ تو لومڑی آ کر ان میں سے ایک مرغی لے گئی۔ جب ہم نے نماز مکمل کی تو ہم کو بڑا افسوس ہوا کہ ہم اپنے کھانے سے محروم ہو گئے ہیں۔ ہم اسی حال میں تھے کہ لومڑی آئی اور اس کے منہ میں کوئی چیز مرغی کی طرح تھی اس کو اس نے نیچے رکھا ہم اس کی طرف گئے تا کہ اس کو لے لیں ہم اس کو مرغی سمجھ رہے تھے کہ وہ اسے واپس لے آئی ہے جب ہم اس کی طرف گئے تو وہ دستر خوان سے دوسری مرغی بھی اٹھا کر لے گئی۔ ہم نے جب اس چیز کو اٹھایا جس کو لومڑی لائی تھی تو وہ پتے تھے کہ جن کو اس نے مرغی کی طرح بنا رکھا تھا۔

جانوروں کی سمجھ داری کے چند قصے: چوپایوں کی سمجھداری کا ایک واقعہ یوں بھی ہے جو اس سے ملتا جلتا ہے قاسم بن ابو طالب تنوخی انباری سے بیان کیا جاتا ہے کہ انہوں نے کہا ہم انبار کی طرف جا رہے تھے ہمارے ساتھ بادشاہ کے چند شکاری ساتھی بھی تھے۔ وہ باز کو سدھانے کے لئے نکلے تھے۔ تو انہوں نے باز کو ایک تیتر پر چھوڑا تیتر اڑ کر ایک جھاڑی میں گھس گیا اور اپنے آپ کو کانٹوں کے درمیان ڈال دیا اور کانٹوں کی جڑوں کو اپنے پاؤں سے مضبوط پکڑ لیا اور گدی کے بل لیٹ گیا اور اپنی ٹانگوں کو اوپر کر دیا۔ اس طرح وہ باز سے چھپ گیا۔ جب ایک باز دار قریب آیا تو تیتر اڑا تو باز نے اس کو شکار کر لیا تو لوگ کہنے لگے ہم نے اتنا ہوشیار تیتر کبھی نہیں دیکھا۔ اسی قسم کی ایک حکایت کو قاضی ابو علی حسن بن علی تنوخی نے اپنی کتاب **اخبار المذاکرہ و نشوان المحاضرہ** میں مختلف الفاظ سے بیان کیا ہے۔ اس نے کہا مجھے ابوالقاسم بن ابو طالب التنوخی الانباری نے بیان کیا ہے کہ میں انبار کی طرف بادشاہ کے کچھ باز داری ساتھیوں کے ساتھ جا رہا تھا تو انہوں نے تیتر پر باز چھوڑا جو کہ ان کے سامنے آیا

Marfat.com

تھا۔ تیتر اڑا تو باز اس کے پیچھے اڑا وہ لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر کہنے لگے اور تعجب کرنے لگے تو میں ان سے جاملا اور ان سے پوچھا تو کیا دیکھا کہ تیتر جھاڑی میں داخل ہوگیا ہے اور اپنے آپ کو کانٹوں کے درمیان ڈال لیا ہے اور کانٹوں کی دونوں جڑوں کو اپنے پاؤں سے مضبوط پکڑ لیا ہے اور گدی کے بل لیٹ گیا اور اپنی ٹانگوں کو اوپر کرلیا اور ان میں کانٹے تھے تاکہ وہ باز سے چھپ سکے باز دیر تک اس کو تلاش کرتا رہا لیکن اس کو نہ دیکھ سکا ان کانٹوں کی وجہ سے جو اس کے پاؤں میں تھے یہاں تک کہ باز داری آئے اور تیتر کو دیکھ لیا تو انہوں نے اس کا ارادہ کیا اور اس کے قریب ہوئے تو وہ اڑ گیا تب باز نے اس کو محسوس کیا اور انہوں نے اس کو شکار کرلیا۔ تو میں نے ان سے سنا کہ ایسا مکار اور ہوشیار تیتر ہم نے کبھی سنا نہ دیکھا۔ اور انہوں نے بہت تعجب کیا۔ یہ واقعات ان واقعات کے قریب قریب ہیں جو پرندوں کی ہوشیاری پر دلالت کرتے ہیں اور گزر چکے ہے۔

وحشی غیرت مند عقاب: قاضی ابوعلی تنوخی کہتے ہیں کہ مجھے ابوفتح بصری نے بعض اہل موصل سے بیان کیا ہے ''جو کہ شکار کا بہت شوقین تھا اور اس نے شکاری جانور بھی منگوار کھے تھے'' کہ اہل ارمینیہ اور گردونواح کے ایک شکاری نے بیان کیا ہے کہ میں ایک دن صحرا کی طرف نکلا اور وہاں اپنا جال گاڑا جس میں ایک پرندہ مانوس کرنے کے لئے رکھ دیا اور خود زمین کے نیچے ایک جھونپڑی میں چھپ گیا اور جال کو دیکھنے لگا جب اس میں کچھ باز یا شکرے شاہین وغیرہ شکاری جانور آئے تو میں نے ان کو پکڑ لیا جب دوپہر کا وقت ہوا تو ایک زمج نامی چھوٹا سا عمدہ پرندہ جال پر اڑنے لگا جب اس نے ان کو دیکھا بھاگ گیا اور ان کے قریب ہی پیدل چلنے لگا اور زمین پر بیٹھ گیا تو اچانک ایک عقاب گزر رہا تھا جب اس نے اس کو دیکھا تو وہ بھی اس کے ساتھ چلنے لگا اور پھر وہ اکٹھے بیٹھ گئے تو اچانک دیکھا کہ فضا میں ایک پرندہ اڑ رہا ہے تو زمج عقاب سے پہلے اڑا اور اس پرندے کے پیچھے اڑنے لگا تو اس نے اس کو جلد ہی شکار کرلیا اور لے کر آ گیا اور اس کو چونچ سے نوچ کر ٹکڑے ٹکڑے کردیا اور اس کو کھانے لگا عقاب بھی آ گیا اور اس کے ساتھ کھانے لگا جب گوشت ختم ہوگیا تو عقاب نے اس سے جفتی ہونے کا ارادہ کرکے پر پھیلائے تو اس نے اپنی چونچ اس کے پروں پر ماری جب عقاب نے دوبارہ ایسا ارادہ کیا تو اس نے پہلے سے زیادہ سخت چونچ ماری پھر تیسری دفعہ اس نے ارادہ کیا تو اس نے پہلے سے بھی زیادہ سختی سے مارا پھر اس کو مارتی رہی یہاں تک کہ مار ڈالا اور اڑ گئی۔

میں نے اس کے جال سے نفرت کرنے پر تعجب کیا اور میں نے دل میں کہا یہ سدھائی ہوئی ہے اور ممکن ہے کہ جال کو اپنی عادت سے پہچانتی ہو۔ اور اس پر بھی کہ یہ عقاب سے بھی پہلے شکار کے لئے اٹھی تھی اور اس پر حملہ کرکے اس کو شکار کرلیا تھا۔ پھر اس نے عقاب کو جفتی کرنے سے روک دیا تھا اور اس کو اپنا کیا ہوا شکار بھی کھلایا تھا مگر اس کے اس عمل سے وہ خوش نہ ہوئی اور اس کو مار ڈالا جبکہ اس نے اصرار کیا تھا۔

میں نے یہ لالچ کی کہ اس کو شکار کرکے اس سے ایسے جانور پیدا کروں جو بیش بہا قیمت والے ہوں۔ اس لیے میں رات کو اسی جھونپڑے میں رہا۔ جب دوسرا دن ہوا تو وہ جال کے قریب اسی وقت پیدل چل کر آئی۔ ایک عقاب آیا اور اس کے ساتھ بیٹھ گیا۔ تو ان کے سامنے بھی ایک شکار آیا اور اس طرح کا واقعہ پیش آیا جس طرح کل گزشتہ عقاب کیساتھ آیا تھا۔ پھر وہ اڑ کر چلی گئی۔ میرا تعجب اور لالچ بڑھ گئی اور میں نے ایک اور رات جھونپڑی میں گزاری دی جب تیسرا دن ہوا تو وہ اسی رسم اور طریقے کے بعد پیدل چل کر آئی تو کچھ دیر بعد ایک عمدہ جسم والا اور وحشی پروں کا عقاب آ کر چلنے لگا۔ تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ ان کے سامنے

Marfat.com

ایک شکار آیا زمجہ نے اڑنے کا ارادہ کیا کہ اڑے مگر عقاب نے اس کو ایسا سخت پر مارا قریب تھا کہ وہ مرجاتی پھر وہ تیزی سے اڑا اور پرندے کا شکار کر کے لے آیا۔ اس نے اس کو چونچ سے نوچا اور اس کے سامنے ڈال دیا اور اس سے کچھ نہ کھایا یہاں تک کہ زمجہ پیٹ بھر کر کھا گئی پھر عقاب نے باقی بچا ہوا پرندہ کھایا اور ختم کر دیا پھر عقاب نے جفتی کے لئے پر پھیلائے تو اس نے اس کو نہ روکا اور جفتی کرنے دیا پھر اس نے دوسری دفعہ پر پھیلا کر جفتی کرنا چاہا تو اس نے اس کو نہ روکا یہاں تک کے اس نے اس کو جفتی کر دیا پھر وہ دونوں اڑ گئے۔

شکرہ اور سرخاب: قاضی ابوعلی تنوخی نے نیز یہ حکایت بیان کی ہے کہ مجھے قدیم مولدین کے سپاہیوں میں سے ایک ایسا بھی ملا جس کا نام فارس بن مشغف تھا اور جو ابومحمد یحییٰ محمد بن سلیمان کا دربان بن گیا تھا۔ اس نے کہا میں بادشاہ کے کمانڈروں میں سے ایک کمانڈر کا مصاحب تھا۔ جس کا نام ابواسحاق بن ابومسعود اذ دی تھا۔ اسپین کے شہر المدائن اور مدینہ عتیقہ کی امارت اس کے ذمہ تھی۔ یہ شہر اس وقت آباد تھا اور بادشاہ وہاں آیا کرتے تھے اور میں اس کمانڈر کے ساتھ رہتا تھا۔ وہ شکار کا بہت شوقین تھا۔ ایک دفعہ مدینہ عتیقہ کے بالمقابل رومہ شہر کی طرف میں اور وہ اکٹھے نکلے۔ وہ شہر اس وقت غیر آباد تھا۔ اس کے پاس لشکر اور سامانِ شکار بھی تھا۔ یہاں تک کہ وہ تھک گیا اور واپسی کے راستے پر چل نکلا۔ اس کے ساتھ ایک شکرہ تھا جو شکار کا نہایت ماہر تھا اور وہ شکار کھا کھا کر سیر ہو چکا تھا۔ تو کمانڈر نے شکرہ کے سینے کو چھوا اور اپنے ہاتھ پر اٹھائے ہوئے چل رہا تھا۔ اچانک شکرہ مضطرب ہوا تو ابن ابی مسعود نے کہا کہ شکرے نے کوئی شکار دیکھ لیا ہے اس وجہ سے یہ مضطرب ہے لہٰذا اس کو شکار پر چھوڑو۔ تو شکرہ چلانے والے نے کہا یہ لالچی شکرا ہے اس کی بے قرار اس وجہ سے نہیں ہے کیونکہ یہ سیر شدہ ہے اور اگر میں اس کو شکار پر چھوڑ دوں تو مجھے اس کے واپس نہ آنے کا خدشہ ہے کہ یہ جنگل میں ادھر ادھر بھٹک جائے گا۔ تو شکرے کا اضطراب اور بڑھ گیا تو کمانڈر نے کہا اس کو چھوڑ دو تجھ پر اس کا کوئی حرج نہیں ہوگا۔ اس شکرہ چلانے والے نے اس کو چھوڑ دیا تو وہ اڑا ہم اس کے پیچھے تیزی سے بھاگے یہاں تک کہ وہ ایک چھوٹی سے جھاڑی کے پاس گیا جس کے ذریعے وہ چھپ رہا تھا۔ اور ہم اس کو دیکھ رہے تھے۔ کہ اس نے اپنے پر اس جھاڑی پر پھڑ پھڑائے تو وہاں سے ایک چیز گولی کی طرح اٹھی جو تیر کے پھل جیسی تھی تو شکرہ وہاں سے ہٹ گیا۔ پھر وہ جھاڑی میں اترا تو ہم بھی اس جھاڑی میں داخل ہو گئے تو وہ ایک سرخاب کے پیچھے بھاگ رہا تھا۔ اور پھر اس کو شکار کر لیا۔ شکار کر کے وہ شکرہ باز دار کے ہاتھ پر آ گیا۔ اور سرخاب کی عادت ہے کہ شکار کرنے والے جانوروں پر بیٹ کر دیتا ہے تا کہ بیٹ کی گرمی اور حدت کی وجہ سے اس کے پر کو زخمی کر دے اور کاٹ دے۔ اور تا کہ اس کی جلد پھٹ جائے۔ اور شکرہ کو اس بات کا علم ہوتا ہے تو شکرہ نے اس پر یہ حیلہ کیا کہ اس پر اپنے پر پھڑ پھڑائے جیسا کہ وہ اس کو شکار کرنا چاہتا ہے تو حباری نے اس پر بیٹ کی تو وہ اوپر چڑھی تھی۔ جب شکرہ اس سے بچ گیا تو فوراً نیچے اتر کر اس کا شکار کر لیا۔ اور شکرہ باز اور شکرہ والے اور شہری شکاری اس سے تعجب کرنے لگے انہوں نے شکاری جانوروں کے احوال کا مشاہدہ کیا تھا مگر یہ ان کو سب سے عجیب لگا۔

شکرہ اور ہرنی: اسی فارس سے قاضی تنوخی نے بیان کیا ہے کہ میں ہارون بن غریب الحبال کے پاس تھا جو اس کے لشکریوں میں سے ایک آدمی تھا۔ اور حلوان میں قیام پذیر تھے اور لشکر چل رہا تھا اور راستے میں شکار کر رہا تھا اچانک ایک ہرنی سامنے آ گئی تو اس نے اس پر شکرہ چھوڑا۔ جو اس کے پاس تھا اور کتے والے وہاں موجود نہیں تھے کہ وہ اس پر کتا چھوڑتے کیونکہ عادت کے

Marfat.com

مطابق شکرہ ہرنی کا شکار نہیں کرسکتا مگر جب اس کے ساتھ کتے بھی ہوں کیونکہ شکرہ اڑتا ہے اور اس کے سر پر جا پہنچتا ہے اور اس کی آنکھوں میں اپنے پنجے مار کر زخمی کردیتا ہے اور تیز دوڑنے سے روک دیتا ہے پھر کتے اس پر پہنچ کر اس کو شکار کر لیتے ہیں۔ ہرنوں کو شکرہ کے ذریعے شکار کرنے کا یہی طریقہ ہے۔ لیکن ابن حبال کے سامنے جب ہرنی آئی تو شکرہ کو اس پر چھوڑ دیا تاکہ ہرنی اس کے ہاتھ سے نکل نہ جائے۔ اور اس کو امید تھی کہ کتے والے جلد ہی پہنچ جائیں گے اس نے خیال کیا یہ شکرہ ہرنی کو بھاگنے سے روک لے گا اور ہمارے نیزے بھی اس کو روکیں گے۔ شکرہ اڑا اور ہم اس کے پیچھے دوڑے اور دوڑنے والوں میں میں بھی تھا۔ ہرنی دوڑ کر صحرا کی پستی میں اتر گئی تو شکرہ بھی وہاں اترا جب اس پستی میں ہرنی تک پہنچ گیا تو شکرہ اس کے رخسار اور گردن پر حملہ آور ہوا اور اپنے پنجے ان میں گاڑ دیئے۔ ہرن نے اس کو برداشت کیا۔ تو ہم نے شکرے کو دیکھا کہ اس نے اپنے ایک پنجے کو زمین پر لٹکا لیا ہے یہاں تک کہ وہ صحرا کی ایک کانٹے دار جگہ پر پہنچے تو شکرہ ایک بڑے کانٹے کی جڑ سے لٹک گیا اور غزال کی گردن کو اپنی طرف دوسرے پنجے سے کھینچنے لگا جو پنجہ اس نے اس کی گردن اور رخسار میں گاڑا ہوا تھا۔ تو اچانک اس نے اس کی گردن توڑ دی اور اس کو گرا دیا۔ ہم وہاں پہنچے اور اس کو ذبح کر لیا۔ سب خوش ہو گئے۔ ابن حبال اور اس کے ساتھ کہنے لگے کہ ہم نے اس شکرہ سے زیادہ ماہر اور ہوشیار کوئی نہیں دیکھا اور اس کو اچھے طریقے سے آزاد کر دیا۔

عقاب اور بوڑھا آدمی: قاضی ابوالتنوخی نے حکایت بیان کی ہے کہ مجھے ابوالقاسم نے بتایا اور اس کو لشکر کے تھانے دار نے بتایا کہ وہ اپنے کمانڈروں میں سے کسی کمانڈر کے ساتھ شکار کرنے گیا اور اس کے پاس ایک شکاری عقاب تھا انہوں نے کافی شکار کیا۔ اچانک عقاب والے کے ہاتھ پر عقاب مضطرب ہوا۔ تو وہ اپنی جان پر ڈرا کیونکہ بعض دفعہ اگر عقاب کو اس کے ارادے سے روکا جائے تو وہ عقاب والے کو مار ڈالتا ہے۔ اور ایسا کام کوئی اور شکاری جانور نہیں کرتا۔ تو عقاب والے نے اس کو چھوڑا تو وہ اڑ گیا تو وہ بھی اس کے پیچھے بھاگا۔ تو اچانک دیکھا کہ وہ ایک کمزور بوڑھے پر حملہ آور ہو گیا جو کانٹے کو کھینچ رہا تھا اور چار ٹانگوں پر چل رہا تھا۔ اس نے اس کو چونچ مار مار کر اس کی گردن توڑ دی اور اس کو تباہ کر دیا اور اس کے خون میں منہ ڈالا اور اس کا گوشت کھایا تو عقاب والا کمانڈر کے پاس آیا تو کمانڈر نے اس سے کہا کیا خبر ہے؟ تو عقاب والے نے کہا جناب عقاب نے ایک خشکی کے وحشی بوڑھے کو مار ڈالا ہے۔ کیونکہ وہ ہم کو یہ کہتے ہوئے سن رہا تھا کہ تو ہمارے لئے ایک وحشی ہرن شکار کر یا جنگلی بلی۔ تو عقاب نے اندازہ لگایا بوڑھا وحشی ہرن ہے اس نے سوچ بچار نہ کی اور ایک مسلمان آدمی کو مار ڈالا۔ کمانڈر کہنے لگا تو ہلاک ہو تو کیا کہہ رہا ہے؟ تو وہ چلا تو ہم بھی اس کے پیچھے چل پڑے تو ہم نے شیخ کو پا لیا۔ تو کمانڈر کو اس کا بڑا دکھ ہوا۔ اور ہم نے عقاب کے معاملے سے بڑا تعجب کیا۔

عقاب اور شیر: قاضی تنوخی نے اپنی کتاب میں بیان کیا ہے کہ مجھے ابومحمد یحییٰ بن محمد بن سلیمان بن فہد نے بیان کیا ہے کہ مجھے بعض شکاریوں نے بتایا کہ ہم نے بڑے بڑے تجربے کیے جو اس فیلڈ میں ہوتے ہیں۔ تو اس نے کہا سب سے اچھا اور ظریفانہ واقع جو ہم نے دیکھا ہے کہ کسی آدمی کا ایک باز تھا۔ اس کا نام مجھے یاد نہیں۔ اس آدمی نے باز کو چھوڑا تو اس نے ایک تیتر کا شکار کیا اور دونوں ہاتھوں میں سے ایک ہاتھ میں اس کو اٹھا لیا اور پیدل چلنے لگا اور اس کو اپنے بازوؤں میں روک کر باز داری کا انتظار کرنے لگا کہ وہ اس کو ذبح کر کے کھائے جیسا کہ عام طور پر ہوتا ہے۔ وہ مالک اس کے کنارے پر تھا۔ کہ اچانک اس باز نے

Marfat.com

ایک اور تیتر دیکھ لیا تو وہ اڑ کر اس کی طرف چلا گیا اور پہلا تیتر اس کے بازو میں ہی تھا۔ یہاں تک کہ اس نے دوسرے تیتر کو پکڑ کر شکار کر لیا اور ان دونوں کو پکڑ کر پیدل چلتے ہوئے آ گیا۔ تو ہم اکٹھے ہو گئے اور اس کو ہم اس حالت میں دیکھ کر خوش ہوئے۔ پھر ہم نے اس کے دونوں ہاتھوں سے وہ لے لیے۔

زبان پر کنٹرول کریں ورنہ!!! ابن الجوزی نے ''کتاب الاذکیاء'' کے آخر میں ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء میں شعبی سے بیان کیا ہے کہ شیر بیمار ہو گیا تو لومڑی کے سوا سب درندے اس کی عیادت کے لئے آئے۔ تو بھیڑیے نے اس کی چغلی کی تو شیر نے کہا جب وہ آئے تو مجھے بتانا' جب لومڑی آئی تو شیر کو بتایا۔ شیر نے اس سے غصہ کا اظہار کیا تو وہ کہنے لگی میں آپ کی دوائی تلاش کر رہی تھی۔ شیر نے کہا کون سی چیز تجھے ملی ہے؟ وہ کہنے لگی بھیڑیے کی پنڈلی کا مغز اس لائق ہے کہ اس کو آپ نکال کر کھائیں۔ تو شیر نے بھیڑیے کی پنڈلی پر پنجہ مارا۔ لومڑی کھسک گئی۔ بھیڑیا اس کے بعد لومڑی کے پاس سے گزرا اس حال میں کہ اس کا خون بہہ رہا تھا تو لومڑی نے اس سے کہا اے سرخ جوتوں والے جب تو بادشاہوں کے پاس بیٹھے تو دھیان کر کہ تیرے سر سے کیا نکلتا ہے۔

حافظ ابونعیم کہتے ہیں کہ شعبی کا مقصد اس سے صرف ضرب المثل بیان کرنا اور عقلاء کو تعلیم دینا اور لوگوں کو تنبیہ کرنا اور زبان کی حفاظت میں تاکید اور اخلاق کو درست کرنا ہے اور ہر طریقے سے ادب سکھانا ہے۔

اسی طرح کسی نے کہا ہے:

احفظ لسانك لا تقول فتبتلى ان البلاء موكل بالمنطق

''اپنی زبان کی حفاظت کر اور گفتگو مت کر اگر کرے گا تو آزمائش میں پڑے گا بے شک آزمائش بولنے کی وجہ سے ہی آتی ہے۔''

نماز میں تین قسم کے کام کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ (۱) مرغ کی طرح ٹھونگے مارنے سے (۲) کتے کی طرح بیٹھنے سے (۳) اور لومڑی کی طرح تانک جھانک کرنے سے۔

اور لومڑی پکڑی گئی!!!

شعبی سے پوچھا گیا کہ عرب مثال بیان کرتے ہیں۔ شریح لومڑی سے بھی زیادہ چالاک ہے۔ اس کا کیا مطلب ہے؟ تو اس نے کہا کہ شریح طاعون کی وباء کے دوران نجف کی طرف نکلا۔ وہ جب نماز پڑھنے لگتا تو لومڑی آ کر سامنے کھڑی ہو جاتی اور غرور سے چلنے لگتی اور اس کے دل میں خیال ڈال کر اس کو نماز سے مشغول کرتی۔ جب یہ واقع طول پکڑ گیا تو ایک دن اس نے اپنی قمیص اتاری اس کو ایک لکڑی پر لٹکایا اور اس کی آستینیں بھی بنا دیں اور عمامہ کو اس کے اوپر رکھ دیا۔ تو لومڑی آئی اور اپنی عادت کے مطابق وہی حرکات کرنے لگے۔ تو شریح اس کے پیچھے آیا اور اس کو اچانک پکڑ لیا۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ شریح لومڑی سے بھی زیادہ مکار اور ہوشیار ہے۔

اور کہا جاتا ہے کہ ضغا الثعلب و السنور یعنی لومڑی اور بلی چیخی' اسی طرح ہر ذلیل اور مجبور کی آواز کو ضغا بولتے ہیں۔

ابو منصور عبدالملک بن محمد نیشاپوری جو کہ ثمار القلوب اور فقه اللغة اور يتيمة الدهر في محاسن اهل العصر

Marfat.com

وغیرہ کے مصنف بھی ہیں۔کوثعالبی اس لئے کہا گیا ہے کہ آپ لومڑی کے چمڑے کی سلائی کرنے کی طرف منسوب ہیں کیونکہ آپ کوٹ بناتے تھے۔اوریتیمة الدھر ان کی سب سے بڑی اور بہترین تصنیف ہےاوراس کے بارے میں ابوالفتح نصراللہ بن قلاقس الاسکندری نے کہا ہے۔

ابیات اشعار الیتیمة　ابکار افکار قدیمة

''یتیمہ'' کے اشعار کی ابیات عمدہ قدیم افکار ہیں۔''

ماتوا وعاشت بعدھم　فلذاك سمیت الیتیمة

''لوگ مر گئے اشعار مگر یہ زندہ ہیں اس لئے اس کو یتیمہ کہتے ہیں۔''

ابومنصور ثعالبی کے شعروں میں سے یہ بھی ہیں۔

یا سیدا بالمکرمات ارتدی　وانتعل العبوق والفرقدا

''اے سردار جس نے عزت کی چادر اوڑھ لی اور ستارہ فرقد وعبوق کے جوتے پہن لیتے۔''

مالك لا تجری علی مقتضی　مودة طال علیھا المدی

''تم کو کیا ہو گیا ہے کہ تم اس محبت کے تقاضوں کا پاس نہیں رکھ رہے کہ جس پر کافی مدت گزر گئی ہے۔''

ان غبت لم اطلب وھذا سلیمان بن داود نبی الھدی

''اگر میں غائب ہو جاؤں تو مجھے کوئی تلاش نہیں کرتا اور ایک وہ اللہ کے نبی سلیمان ہیں۔''

تفقد الطیر علی شغله　فقال مالی لا اری الھدھدا

''کہ جب انہوں نے ایک پرندہ کو اپنے کام سے گم پایا تو کہا کیا بات ہے کہ مجھے ہدہد نظر نہیں آ رہا۔''

اورانہیں کے چند اشعار ایک غلام مسافر کے بارے میں یوں ہیں۔

فدیت مسافرا رکب الفیافی　فاثر فی محاسنه السفار

''میں اس مسافر پر قربان جاؤں جو صحراؤں کا مسافر بنا تو سفر اس کے محاسن پر اثر انداز ہوئے۔''

فمسك ورد خدیه السوافی　وغبر مسك صدغیه الغبار

''دوگرد و غبار اس کے گلابی گالوں کی کستوری ہے اور اس کی کنپٹیوں کی کستوری کا بقیہ حصہ غبار ہے۔''

ان کی وفات ۴۲۹ھ یا ۴۳۰ھ میں ہوئی۔

شرعی حکم: ہمارے امام شافعی نے اس کے حلال ہونے پر نص کی۔ابن صلاح کہتے ہیں۔اس کے حلال ہونے میں نبی ﷺ سے کوئی حدیث بھی ثابت نہیں ہے جبکہ حرمت میں دو حدیثیں آئی ہیں مگر ان کی سند میں ضعف ہے۔امام شافعیؒ نے اس کے کھانے میں عرب کی عادات پر اعتماد کیا ہے۔اس لئے یہ اللہ کے اس عمومی قول میں شامل ہیں۔ **قل احل لکم الطیبات**'' آپ کہہ دیں یہ تمام پاکیزہ چیزیں حلال ہیں۔''

طاؤس' عطاء' قتادہ نے بھی اس کے حلال ہونے کا فتویٰ دیا ہے اور ابن صلاح نے اپنے سفروں کے فوائد میں ابوسعید عثمان

Marfat.com

بن سعید الدارمی جو کہ فقہ اور حدیث میں امام ہیں بویطیؒ کے شاگرد ہیں۔ سے بیان کیا ہے کہ ثعلب حرام ہے اور ابو حنیفہ اور مالکؒ نے اس کا کھانا مکروہ سمجھا ہے اور امام احمد سے اکثر روایات حرمت کی منقول ہیں کیونکہ یہ درندہ ہے۔

ضرب الامثال: عرب کہتے ہیں اروغ من ثعلب یعنی وہ لومڑی سے بھی زیادہ مکار ہے۔ ایک شاعر نے کہا ہے۔

کل خلیل کنت خالتله لا ترک الله له واضحة

''ہر دوست جس سے میں نے دوستی لگائی ہے اللہ نے اس کے لئے کوئی واضح مثال نہیں چھوڑی۔''

کلهم اروغ من ثعلب ما اشبه الليلة بالبارحة

''سب لومڑی سے بھی زیادہ مکار ہیں اور آج کی رات کل کی رات کے بہت مشابہ ہے۔''

دینوری کی المجالسہ میں ہے کہ عمر بن الخطابؓ نے منبر پر یہ الفاظ فرمائے۔ ان الذين قالوا ربنا الله ثم استقاموا ولم يروغ روغان الثعالب یعنی جن لوگوں نے یہ کہا کہ اللہ ہمارا رب ہے پھر اس پر ڈٹ گئے اور لومڑیوں کی طرح مکاری نہ دکھائی۔ شعب البیہقی اور امثال عسکری میں حضرت حسن سمرہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا جو شخص موت سے ڈرتا ہے اس کی مثال لومڑی کی سی ہے جس سے زمین اپنا قرض مانگتی ہے تو وہ بھاگنے لگتی ہے جب وہ تھک جاتی ہے تو اپنے سوراخ میں چلی جاتی ہے۔ تو زمین پھر بھی اس سے قرضے کا مطالبہ کرتی ہے تو وہ وہاں سے نکل جاتی ہے پھر یہ سلسلہ یونہی چلتا رہتا ہے کہ اس کی گردن ٹوٹتی ہے اور وہ مر جاتی ہے۔

عرب یوں بھی کہتے ہیں کہ جس پر لومڑ پیشاب کرے وہ انتہائی ذلیل ہوتا ہے۔ یہ مثال اس شخص کے لئے ہوتی ہے جو انتہائی ذلیل ہو۔ عرب یوں بھی کہتے ہیں۔

ادھی من ثعلب واعطش من ثعاله. یعنی لومڑ سے زیادہ مکار اور ثعالہ (نام شخص) سے زیادہ پیاسا ہے۔''

حمید بن ثور کہتے ہیں۔

الم تر بيني وبين ابن عامر من الود قد بالت عليه الثعالب

''کیا تم نے دیکھا نہیں کہ میری اور ابن عامر کی دوستی پر لومڑ پیشاب کر گئے ہیں۔''

واصبح صافی الود بینی وبینه كان لم يكن والدهر فيه عجائب

''اور ہماری خالص دوستی ایسے ہو گئی گویا کہ وہ تھی ہی نہیں۔ اور زمانے میں بھی عجائب وغرائب ہوتے ہیں۔''

طبی فوائد اور خواص: اس کا سر اگر کبوتروں کے برج میں رکھا جائے تو وہ سارے وہاں سے بھاگ جاتے ہیں۔ اس کی کچلی جب ریح الصبیان کی بیماری والے بچے پر باندھی جائے تو وہ شفایاب ہو جاتا ہے۔ اور وہ اپنی نیند میں گھبراتا نہیں ہے اور اس کے اخلاق طبعی اچھے ہو جاتے ہیں۔ اس کا پتہ جب مرگی والے کی ناک میں پھونکا جائے تو اس کو کبھی مرگی نہیں ہوگی۔ اس کا گوشت کوڑھ اور مالیخولیا کے لئے مفید ہے اس کی چربی پگھلا کر اگر نقرس کی بیماری والے پر طلاء کی جائے تو فوراً وہ بیماری ختم ہو جاتی ہے۔ اس کے خصیتین اگر بچے پر باندھے جائیں تو اس کے دانت بغیر تکلیف کے نکل آتے ہیں۔ اس کی پوستین رطوبت کی بیماری والوں کے لئے مفید ہے۔ جب اس کو پہنا جائے یا دھونی دی جائے۔ اور اگر اس کے خون کو بچے کے سر پر طلاء کیا جائے تو اس پر بال اگ

Marfat.com

آتے ہیں اگر چہ وہ گنجا ہو۔ اگر اس کا خون کوئی آدمی اپنے پاس رکھے تو کسی حیلہ گر کا حیلہ اس پر کارگر نہیں ہوتا۔ اس کا پھیپھڑا اگر کوٹ کر پیا جائے تو ریح کی بیماری میں مفید ہے۔ اس کی کچلیاں اگر مرگی والے پر لٹکائی جائیں تو وہ تندرست ہو جاتا ہے۔ اس کی تلی جب تلی کے مریض اور درد والے پر باندھی جائے تو وہ تندرست ہو جاتے ہیں۔

ہرمس کہتے ہیں جو لومڑ کے خصیتین اپنے ہاتھ میں رکھے تو نہ کتے اس پر بھونکتے ہیں اور نہ وہ کتوں سے ڈرتا ہے۔ اس کے کان اگر ان خنازیر پر جو گردن میں ہوں لٹکائے جائیں تو وہ ٹھیک ہو جاتی ہیں۔ اس کی چربی درد والے کان میں پگھلا کر ڈالی جائے تو درد میں آرام آ جاتا ہے۔ اس کا آلہ تناسل اگر سر پر لٹکایا جائے تو وہ سر درد میں مفید ہے۔ اس کا پتہ اگر سونے پر ملا جائے تو اس کا رنگ تانبے جیسا ہو جاتا ہے اس کا خصیہ اگر کان کے پاس ہونے والے ورم پر ملا جائے تو مفید ہے۔ اس کا جگر اگر ایک مثقال پانی کے ساتھ پیا جائے تو تلی کا مریض شفایاب ہو جاتا ہے۔ اس کی چربی اگر ہاتھوں اور پاؤں کے اطراف میں ملی جائے تو وہ سردی کی تکلیف سے محفوظ ہو جاتے ہیں۔ اس کا دماغ اگر ورس سے ملا کر سر میں کیا جائے تو گنجا پن پھوڑے پھنسیاں اور بال گرنا ختم ہو جاتا ہے۔ اس کا آلہ تناسل رات کو ڈر کر رونے والے بچے پر لٹکایا جائے تو وہ تندرست ہو جاتا ہے۔ اور یہ کام کچلیوں سے بھی کیا جا سکتا ہے۔

اس کی چربی جہاں پر بھی رکھی جائے۔ اس پر پسو جمع ہو جاتے ہیں اس کا خصیہ خشک کر کے ایک درہم بھر اگر کسی آدمی کو کھلا دیا جائے تو وہ قوت جماع میں بڑھ جاتا ہے اور نعوظ میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس کا گوبر پیس کر گلاب کے عرق میں ملا کر آلہ تناسل پر جماع کے وقت طلاء کرنے سے جماع کے وقت کو جتنا چاہے بڑھایا جا سکتا ہے۔ کتاب الابدان میں ہے کہ اگر لومڑ کی چربی نہ ملے تو اس کے بدلے بھیڑیے کی چربی کام آ سکتی ہے۔

تعبیر الرؤیا: خواب میں لومڑی سے مراد عورت ہے۔ جس نے دیکھا کہ وہ لومڑی سے کھیل رہا ہے تو وہ ایسی عورت سے شادی کرے گا کہ جس سے وہ محبت کرتا ہوگا اور وہ اس سے محبت کرتی ہوگی۔ بعض کہتے ہیں کہ لومڑی سے مراد مکار اور دھوکے باز آدمی ہے۔ تو جس سے خواب میں لومڑ جھگڑے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ قرض خواہ سے جھگڑے گا۔ اس طرح خواب میں اس کا گوشت کھانے والے کو ریاح کی وجہ سے آکلہ بیماری کی تکلیف پہنچے گی جس سے وہ بعد میں تندرست ہو جائے گا۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ بادشاہ کی طرف سے دشمن ہے یہودی کہتے ہیں کہ اس سے مراد ڈاکٹر اور نجومی ہے۔ عیسائی کہتے ہیں کہ جس نے لومڑی کو بوسہ دیا تو اپنی پسندیدہ عورت سے جماع کرے گا۔ بعض کہتے ہیں کہ جس نے لومڑی کو مارا وہ شریف آدمی کے بچے کو قتل کرے گا اور جس نے لومڑی کا دودھ پیا وہ بیماری سے شفایاب ہوگا۔ اور جس نے خواب میں لومڑی سے جھگڑا کیا تو وہ اپنے بعض گھر والوں یا دوستوں سے جھگڑے گا۔ واللہ اعلم

الثفا

ثائے مثلثہ اور فاء اور آخر میں الف ہے۔ جنگلی بلی کو کہتے ہیں۔ یہ لومڑی جتنی گھریلو بلی کی شکل پر ہوتی ہے۔ اس کا ذکر عنقریب اس کے باب میں آئے گا۔ ان شاء اللہ

Marfat.com

الثقلان

جنوں اور انسان کو ثقلان کہتے ہیں۔ ان کو ثقلان اس لئے کہتے ہیں کہ یہ زمین پر بھاری ہوتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ ان کو شرف وعزت کی وجہ سے ثقلان کہتے ہیں۔ کیونکہ ہر شریف آدمی کو ثقیل کہا جاتا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ گناہوں سے بوجھل ہوتے ہیں۔

الثلج

بقول ابن سیدہ عقاب کے بچے کو ثلج کہتے ہیں۔

الثنی

جس کے دو دانت گر چکے ہوں اور یہ کھروں والوں میں تین سال میں ہوتا ہے اور موزوں والوں یعنی اونٹوں میں چھ سال بعد ثنی ہوتا ہے۔ اس کی جمع ثنیا اور ثنایا ہے اور اس کی مونث ثنیۃ ہے جس کی جمع ثنیات ہے۔

الثور

گائیوں میں سے نر کو ثور کہتے ہیں یعنی بیل اس کی کنیت ابوعجل ہے۔ اس کی مونث ثورۃ ہے اور جمع ثُوَرَۃٌ ثیران ثیرۃ ہے۔ سیبویہ کہتے ہیں جہاں کسرہ کے بعد واؤ ہو تو اس کو یاء سے بدل دیتے ہیں۔ اور یہ قیاسی نہیں ہے بلکہ سماعی ہے۔ مبرد کہتے ہیں کہ ثیرۃ میں تبدیلی اس لئے کی گئی کہ اس میں اور پنیر کے ثورۃ میں فرق کیا جاسکے اور پھر اس کو فعلۃ کے وزن پر بنالیا پھر اس کو حرکت دے دی۔ بیل کو ثور اس لئے کہتے ہیں کیونکہ وہ زمین کو چیرتا ہے جیسے گائے کو بقرۃ اس لئے کہتے ہیں وہ زمین کو پھاڑتی ہے۔

بیل کا ذکر حدیث میں: احیاء العلوم میں ہے کہ ابودرداءؓ نے دو بیل ایک ساتھ کاشتکاری کرتے ہوئے دیکھے تو ان میں سے ایک اپنے جسم پر خارش کرنے کے لئے کھڑا ہو گیا تو دوسرا بھی رک گیا تو ابودرداءؓ رونے لگے۔ اور کہا اللہ کے معاملے میں دو بھائیوں کو اسی طرح ہونا چاہیے۔ وہ اللہ کے لئے عمل کرتے ہیں۔ ان میں سے ایک جب کھڑا ہوتا ہے تو دوسرا بھی کھڑا ہو جاتا ہے۔ اور موافقت میں ہی اخلاص مکمل ہوتا ہے۔ اور جو بھائی چارے میں مخلص نہ ہو وہ منافق ہوتا ہے۔ اور اخلاص کسی کے سامنے ہونے یا نہ ہونے کو ایک جیسا کر دیتا ہے اور دل وزبان کا ایک ہونا اخلاص ہے۔

ابتدائے تخلیقات کائنات: وہب بن منبہ کہتے ہیں کہ پہلے پہل زمین ایک کشتی کی طرح تھی جو آتی جاتی تھی تو اللہ تعالیٰ نے ایک بہت بڑا اور طاقتور فرشتہ پیدا کیا تو اس کو حکم دیا کہ وہ اس کو کندھے پر اٹھالے۔ تو اس نے ایسا ہی کیا اور ایک ہاتھ مشرق سے اور دوسرا مغرب سے نکال کر زمین کو روک لیا۔ پھر اس کے پاؤں کے لئے کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔ پھر اللہ نے سرخ یاقوت کا ایک پہاڑ پیدا کیا۔ جس کے وسط میں سات ہزار سوراخیں تھیں اور ہر سوراخ سے ایک سمندر نکلتا تھا۔ جس کی بڑائی کو صرف اللہ ہی جانتا ہے۔ پھر اس صخرہ کو اللہ نے حکم دیا تو وہ فرشتہ کے پاؤں کے نیچے چلا گیا۔ پھر صخرہ کے لئے کوئی قرارگاہ نہ تھی پھر اللہ نے بہت بڑا بیل پیدا کیا جس کی چار ہزار آنکھیں اور کان تھے اور اتنے ہی ناک' اتنے ہی منہ اتنی ہی زبانیں' اتنے ہی قدم جن میں سے ہر دو کے درمیان ۵۰۰ برس کا فاصلہ تھا۔ اللہ نے اس بیل کو حکم دیا تو وہ صخرہ کے نیچے چلا گیا اور اس کو اپنے سینگوں اور پیٹھ پر اٹھالیا۔ اور

Marfat.com

اس بیل کا نام کیوثا ہے۔ پھر بیل کی کوئی قرار گاہ نہ تھی۔ تو اللہ نے اس کے لئے ایک مچھلی پیدا کی کہ کوئی چیز بھی اس کی آنکھوں کی چمک اور بڑائی کی وجہ سے اس کو نہیں دیکھ سکتی تھی۔ یہاں تک کہ کہا جاتا تھا کہ اگر تمام سمندر اس کے ایک نتھنے میں ڈال دیئے جائیں تو وہ ایسے ہوں گے جیسے ایک کھلے بیابان میں میں رائی کا دانہ ہوتا ہے۔ اللہ نے اس مچھلی کو حکم دیا تو وہ اس بیل کے پاؤں کے لئے قرار گاہ بن گئی۔ اس مچھلی کا نام بہموت ہے۔ پھر اللہ نے اس کے نیچے پانی بنایا پھر اس کے نیچے ہوا بنائی پھر ہوا کے نیچے پانی رکھا پھر پانی کے نیچے اندھیرے رکھے۔ پھر تمام مخلوقات کا علم اندھیروں کے نیچے پہنچ کر ختم ہو گیا۔ اسی طرح قاضی شہاب الدین بن فضل اللہ نے کتاب **مسالک الابصار فی ممالک الامصار** کے تیسویں حصے میں نقل کیا ہے۔

جنت کی پہلی غذا: امام مسلم نے کتاب الطہار میں اور نسائی ن عشرۃ النساء میں ثوبانؓ سے بیان کیا ہے کہ اہل جنت جب جنت میں داخل ہوں گے تو ان کیلئے ایک جنت کا بیل ذبح کیا جائے گا جو جنت کے آس پاس چرا کرتا تھا۔ اور وہ مچھلی کے جگر کا زائد حصہ کھائیں گے۔

ہناد بن سدی اور ابن اسحٰق نے حسن سند سے بیان کیا ہے کہ شہداء جب جنت میں داخل ہوں گا۔ تو ان کی طرف مچھلی اور ایک جنت کا بیل آئے گا جو ان کے صبح کے کھانے کے لئے ہوں گے۔ تو وہ دونوں کھیلیں گے جب لوگ ان دونوں سے بہت زیادہ خوش ہوں لیں گے تو بیل مچھلی کو سینگ مارے گا اور ان کے لئے چیر پھاڑ دے گا۔ جس طرح لوگ اس کو کاٹتے ہیں پھر شام کے کھانے کے لئے بھی ان کے واسطے مچھلی اور بیل آئیں گے اور اسی طرح کھیلیں گے پھر مچھلی بیل کو اپنا دم مار کر اسی طرح پھاڑ دے گی جس طرح لوگ جانوروں کو ذبح کرتے ہیں۔

علامہ سہیلی کہتے ہیں کہ اس حدیث میں بہت سوچ و بچار اور نصیحت کا مقام ہے۔ کہ مچھلی جس پر اس زمین کا قرار ہے وہ ایک ایسا جانور ہے جو تیرنے والا ہے۔ تا کہ اس دنیا والوں کو یہ پتہ چل جائے کہ وہ ایسے منزل میں ہیں جو ہلاکت اور تباہی کی منزل ہے اور اس کو قرار نہیں ہے۔ تو وہ جانور جب ذبح کر دیا جائے گا تو پھر یہ جنت میں داخل ہوں گے تو یہ اس کے جگر کا زائد حصہ کھائیں گے یہ ان کو اس بات کا شعور عطا کرتا ہے کہ وہ دار الزوال سے نکل کر دار الراحت میں آ گئے ہیں اور وہ دار القرار میں پہنچ گئے ہیں جس طرح ان کے لئے پل صراط پر ایک مینڈھا ذبح کیا جائے گا تا کہ ان کو معلوم ہو جائے کہ اب نہ موت ہے نہ فنا۔ اسی طرح بیل جو کھیتی باڑی کا ایک آلہ ہے۔ اور اہل دنیا میں سے کوئی بھی دو کھیتیوں کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ایک دنیا کی کھیتی اور ایک آخرت کی کھیتی۔ تو بیل کو ذبح کر کے یہ احساس دلانا مقصد ہے کہ وہ دونوں قسم کی محنتوں سے آرام پا چکے ہیں۔ اور دونوں قسم کی کھیتوں کی تھکاوٹ سے سکون پا چکے ہیں۔

سورج' چاند قیامت کے روز اللہ کے حضور: امام بخاری نے کتاب بدء الخلق میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سورج اور چاند کو قیامت کے روز لپیٹ دیا جائے گا۔ امام بخاری اس حدیث کے روایت کرنے میں منفرد ہیں اور اس کو حافظ ابو بکر بزار نے اس طریق سے زیادہ بسط کے ساتھ بیان کیا ہے اور کہا ہے:

حدثنا ابراهیم بن زیاد حدثنا یونس بن محمد وحدثنا عبد العزیز بن مختار عن عبدالله الداناج وه

Marfat.com

کہتے کہ میں نے ابوسلمہ بن عبداللہ سے اس مسجد کوفہ میں سنا۔ جبکہ خالد بن عبداللہ قشیری کا زمانہ تھا۔ حسن آئے اور اس کے پاس بیٹھ گئے اور ابوہریرہ سے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا۔ بیشک سورج اور چاند قیامت کے دن دو بیلوں کی شکل میں آگ میں ڈالے جائیں گے تو حسن نے کہا کہ ان کا کیا گناہ ہے تو وہ کہنے لگے میں تجھے نبی ﷺ کی حدیث بیان کرتا ہوں اور تو کہتا ہے کہ ان کا کیا گناہ ہے۔ پھر امام بزار فرماتے ہیں کہ ابوہریرہ سے صرف اسی طرح مروی ہے اور عبداللہ داناج نے ابوسلمہ سے اس حدیث کے علاوہ کوئی حدیث بیان نہیں کی اور حافظ ابویعلیٰ نے درست بن زیاد عن یزید الرقاشی کے طریق سے روایت کیا ہے اور (وہ دونوں ضعیف ہیں) وہ انس بن مالکؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ سورج اور چاند دو کٹے ہوئے بیلوں کی طرح آگ میں ہوں گے۔ کعب احبار کہتے ہیں کہ سورج اور چاند کو قیامت کے دن دو کٹے ہوئے بیلوں کی طرح لایا جائے گا اور ان کو جہنم میں پھینک دیا جائے گا تا کہ ان کے عبادت کرنے والوں کو یہ منظر دکھایا جائے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ الآیہ

کہ تم اور جس کی تم بندگی کرتے ہو وہ جہنم کا ایندھن ہوگا۔

ابوداؤد طیالسی نے انس بن مالکؓ سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ بیشک سورج اور چاند دو کٹے ہوئے بیلوں کی طرح جہنم میں ہوں گے۔

نهاية الغريب میں ہے کہ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو (سورج اور چاند کو) تیرنے کے ساتھ اس فرمان میں **وكل في فلك يسبحون** موصوف کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے آگ میں ڈال دینے کی خبر دی تا کہ جہنمیوں کو ان دونوں کے ذریعے عذاب دے۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ وہ اس طرح ہو جائیں گے گویا کہ وہ کٹے ہوئے بیل ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ اسی طرح اس کو ابوموسیٰ نے روایت کیا ہے جیسا کہ آپ نے دیکھا ہے اور بعض لوگوں نے کہا ہے کہ ان دونوں کو جہنم میں اس لئے ڈالا جائے گا اور جمع کیا جائے گا کہ ان کو اللہ کے سوا پوجا گیا تھا اور ان دونوں کو عذاب نہیں ہوگا کیونکہ یہ دونوں بے روح جمادات ہیں۔ ان کے ساتھ یہ سلوک کافروں کے مزید ذلیل وخوار کرنے کے لئے ہوگا۔

ابن عباسؓ نے کعب احبار کے قول کا رد کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس بات سے معزز اور برتر ہے کہ وہ سورج اور چاند کو عذاب دے بے شک وہ ان دونوں کو قیامت کے دن سیاہ لپٹی ہوئی شکل میں کر دے گا۔ پھر جب وہ عرش کے سامنے آئیں گے اور دونوں اللہ کے آگے سجدہ میں گر پڑیں گے اور کہیں گے اے ہمارے معبود تو اپنے لیے ہماری اطاعت کو جانتا ہے اور دنیا میں اپنے حکم کے لیے ہماری فرمانبرداری کو بھی جانتا ہے بس تو ہم کو کافروں کی عبادت کی وجہ سے عذاب نہ دے تو اللہ تعالیٰ انہیں فرمائے گا تم دونوں نے سچ کہا میں نے یہ فیصلہ اپنی ذات کے متعلق کر دیا ہے کہ میں ابتداء بھی کروں گا اور واپس بھی ہر چیز کو لوٹاؤں گا اور بے شک میں تم دونوں کو بھی اسی حالت میں لوٹاؤں گا جہاں سے تمہیں پیدا کیا تھا اور بے شک میں نے تم دونوں کو اپنے عرش کے نور سے پیدا کیا ہے اس لئے تم دونوں اس کی طرف لوٹ جاؤ تو وہ دونوں عرش کے نور میں خلط ملط ہو جائیں اللہ تعالیٰ کے اس قول اِنَّهٗ هُوَ يُبْدِئُ وَ يُعِيْدُ کا یہی معنی ہے۔

ابونعیم نے سعید بن جبیر کے حالات زندگی بیان کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی طرف ایک سرخ

Marfat.com

رنگ کا بیل اتارا وہ اس پر کھیتی باڑی کرتے اور اپنی پیشانی سے پسینہ پونچھتے اور یہ وہی بات ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى کہ اے آدم وحوا تمہیں کہیں شیطان جنت سے نکال نہ دے کیونکہ تب تم بدبخت ہو جاؤ گے۔تو یہی ان کی بدبختی ہے۔حضرت آدم علیہ السلام حضرت حواء سے کہا کرتے تھے کہ میرے ساتھ یہ سلوک تو نے ہی کیا ہے پس آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے کوئی بھی بیل پر کام کرتا ہے تو یہ ضرور کہتا ہے۔اس کی خرابی کا سبب آدم علیہ السلام سے پہلے حواء ہی ہیں۔اور عرب جب گائے کو گھاٹ پر اتارتے ہیں تو اگر پانی گدلا ہونے کی وجہ سے یا کم پیاس ہونے کی وجہ سے وہ نہیں پیتی تو وہ بیل کو مارتے ہیں تو وہ پانی میں گھس جاتا ہے اس لئے کہ گائے اس کے پیچھے پیچھے جاتی ہے۔اور سلیک بن سلکۃ کے قتل کے بارے میں انس بن مدرکہ نے ایسا ہی کہا ہے۔

انی و قتلی سلیکا ثم اعقله　　　كالثور يضرب لما عافت البقر

''بے شک میرا سلیک کو قتل کرنا پھر اس کی دیت دینا اس بیل کی طرح ہے جس کو مارا جاتا ہے جب گائے پانی پینے کو ناپسند کرتی ہے۔''

ضرب الامثال: عرب کہتے ہیں الثور يحمى انفه بروقه کہ بیل اپنے سینگ سے اپنے ناک کا بچاؤ کرتا ہے۔روق سینگ کو کہتے ہیں۔یہ مثال حرمتوں کی حفاظت کی ترغیب میں دی جاتی ہے۔

سنن نسائی اور سیرۃ ابن ہشام میں ہے کہ ابوبکر صدیق ؓ جب نبی ﷺ کے ساتھ مدینے آئے تو ان کو اور عامر بن فہیرہ اور بلال کو بخار ہو گیا حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ میں ان کے پاس گئی اور وہ سارے ایک ہی گھر میں تھے۔تو میں نے کہا اے ابا جان آپ کا کیا حال ہے تو وہ کہنے لگے۔

كل امرىء مصبح فى اهله　　　والموت ادنى من شراك نعله

''ہر آدمی اپنے گھر والوں میں صبح کرتا ہے اور موت اس کے جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ نزدیک ہوتی ہے۔''

تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے کہا انا لله وانا اليه راجعون بے شک میرے ابا جی تو ہذیانی کیفیت میں ہیں پھر میں نے عامر سے کہا تم اپنی حالت کیسے پاتے ہو تو وہ کہنے لگے۔

لقد وجدت الموت قبل ذوقه　　　والمرء ياتى حتفه من فوقه

''میں نے موت کو اس کے چکھنے سے پہلے ہی پالیا ہے اور موت آدمی کی طرف اوپر سے آتی ہے۔''

كل امرىء مجاهد بطوقه　　　كالثور يحمى انفه بروقه

''ہر آدمی اپنی طاقت کے مطابق کوشش کرتا ہے جیسے بیل اپنے ناک کی حفاظت اپنے سینگوں سے کرتا ہے۔''

تو میں نے کہا اللہ کی قسم جو یہ کہہ رہا ہے خود ہی سمجھتا ہے پھر میں نے بلال سے پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہے تو وہ کہنے لگا۔

الا ليت شعرى هل ابيتن ليلة　　　بفتح و حولى اذخر و جليل

''ہائے کاش مجھے معلوم ہو کہ کیا میں فخ مقام پر رات گزاروں گا اور میرے آس پاس اذخر اور جلیل گھاس ہوگی''۔

وهل اردن يوما مياه مجنة　　　وهل يبدون لى شامة وطفيل

Marfat.com

''اور کیا میں مجنہ کے پانیوں پر اتر سکوں گا اور کیا میرے لیے شامہ اور طفیل کی پہاڑ ظاہر ہو سکیں گے''۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں پھر میں نبی ﷺ کے پاس گئی اور آپ کو بتایا تو آپ نے دعا کی کہ اللہ تو ہمارے لئے مدینہ کو اس طرح محبوب بنا دے جس طرح تو نے مکہ کو ہمارے لئے محبوب بنایا اور اے اللہ ہمارے لئے ہمارے مد اور صاع میں برکت فرما اور اے اللہ مدینے کے بخار کو جحفہ میں منتقل کر دے۔

عرب کہتے ہیں ارعی عن ثور یعنی وہ بیل سے بھی زیادہ چرنے والا ہے اور تیز کہتے ہیں۔ انما اکلت یوم اکل الثور الابیض تم تو اسی دن کھائے گئے جب سفید بیل کھایا گیا۔

بیل اور شیر: حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا میری مثال اور حضرت عثمان کی مثال اس طرح ہے جس طرح تین بیل ایک گھنے جنگل میں تھے۔ ایک سفید دوسرا کالا اور تیسرا سرخ اور ان کے ساتھ وہاں ایک شیر بھی رہتا تھا لیکن ان کے اتفاق کی وجہ سے ان میں سے کسی پر وہ قادر نہیں ہو سکتا تھا۔ تو شیر نے سرخ اور کالے بیل سے کہا کہ کسی شکاری کو اس جنگل میں ہمارا پتہ سفید بیل کے علاوہ اور کوئی نہیں دیتا کیونکہ اس کا رنگ بہت مشہور ہے اور میرا رنگ تمہارے رنگ جیسا ہے۔ اس لئے اگر تم مجھے اجازت دو تو میں اس کو کھا جاؤں تو یہ جنگل تمہارے لیے خالی اور صاف ہو جائے گا تو انہوں نے کہا ٹھیک ہے اس کو کھا لو تو اس نے اس کو کھا لیا۔ اسی طرح تھوڑا عرصہ گزر گیا تو شیر نے سرخ بیل سے کہا میرا رنگ تیرے رنگ جیسا ہے اس لئے مجھے اجازت دو کہ کالے بیل کو کھا جاؤں تو اس نے کہا تیرا اور اس کا معاملہ اپنا ہے تو شیر اس کو بھی کھا گیا۔ پھر کچھ دنوں بعد وہ سرخ بیل سے کہنے لگا اب میں لا محالہ تجھے کھاؤں گا تو بیل نے کہا کہ مجھے تین بار آواز دے لینے دے تو شیر نے اسے اجازت دے دی تو اس نے تین دفعہ یہ بات پکاری۔ انما اکلت یوم اکل الثور الابیض۔

پھر علیؓ نے فرمایا کہ میں تو اسی دن ہی ذلیل ہو گیا تھا جس دن حضرت عثمان کو قتل کیا گیا اور آپ اپنی آواز کو بلند کر رہے تھے۔

طبی فوائد اور خواص: جب بیل گائے کے اوپر چڑھتا ہے اور اس کو انزال ہوتا ہے تو اس انزال کے بعد وہ پیشاب کرتا ہے تو جو شخص اس جگہ سے مٹی لے اور اس کو اپنے شرمگاہ کے اگلے حصے پر طلا کر لے تو اس سے اس کی قوت باہ اور قوت شہوت بھڑک اٹھے گی۔ اور اس کے مثانے کو خشک کر کے پیسا جائے اور سر کے اور ٹھنڈے پانی سے ملا کر اس شخص کو پلایا جائے جو اپنے بستر پر پیشاب کر دیتا ہے تو وہ ٹھیک ہو جائے گا۔ اور جب بیل نہ چلے تو اس کے دونوں خصیتین باندھ دو تو وہ خوشی خوشی چلے گا اور تیز دوڑے گا اگر بیل کے کان میں پارہ ڈالا جائے تو وہ اسی وقت مر جائے گا۔ اگر اس کے نتھنے میں عرق گلاب لگایا جائے تو وہ گر جائے گا اگر اس کا پیشاب لے کر لوہے پر لکھا جائے تو اس کا اثر اتنا واضح ہو گا کہ اس کو پڑھا بھی جا سکے گا۔ اور اس کے خواص باب الباء الموحدہ گائے کے ضمن میں ہی گزر چکے ہیں۔

تعبیر الرؤیا: بیل کو خواب میں دیکھنے سے مراد سخت جنگجو سردار ہے جو معاون ہمخیال فرمانبردار اور نفع بخش ہے۔

اور کبھی کبھی یہ خوبصورت نوجوان پر دلالت کرتا ہے کیونکہ یہ اس کے ناموں میں سے ہے اور اس کو دیکھنا فتنوں کے عروج پر بھی دلالت کرتا ہے یا ان کاموں میں ایسی مدد پر دلالت کرتا ہے جو مشکل کاموں کو آسان کر دے خصوصاً کھیتی باڑی اور انشاء پردازوں کے لئے ایسی تعبیر دی جاتی ہے کبھی کبھی اس کا دیکھنا کند ذہنی اور کاہلی اور غفلت پر دلالت کرتا ہے اور ابلق بیل کو دیکھنا

Marfat.com

خوشی اور سرور پر دلالت کرتا ہے اور کالا بیل سرداری اور مریض کے لئے شفا کی دلیل ہے۔ اور کبھی کبھی پاگل پن پر دلالت کرتا ہے کیونکہ یہ بھی اس کے ناموں میں سے ہے۔

الثول

ثاء کے فتح اور رواو کے سکون کے ساتھ۔ یہ نر شہد کی مکھی ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ شہد کی مکھیوں کی جماعت کو ثول کہتے ہیں۔ اس طرح اصمعی نے کہا ہے کہ اس کا واحد اس کے لفظ سے نہیں آتا۔ اور ثول بالتحریک بکریوں کی جنون کی بیماری کو کہتے ہیں تو اس بیماری والی بکری نہ تو بکریوں کے پیچھے جاتی ہے اور نہ ہی گھاس چرنے جاتی ہے۔ شاۃ ثولاء کہا جاتا ہے اور تیس اثول کہتے ہیں۔

الثیتل

جنگلی بکروں میں مسنہ کو کہتے ہیں اور نخعی کی حدیث میں ثیتل کے بارے میں یہ الفاظ ہیں **بقرة اذا صاده المحرم او فی الحرم** یعنی وہ گائے جس کو محرم شکار کرے یا حرم میں شکار کیا جائے۔

باب الجیم

الجأب

شیر اور جنگلی گدھے کو کہتے ہیں جو موٹا تازہ ہو اس کی جمع جؤوب آتی ہے۔

الجارف

سانپ کے بچے کو جارف کہتے ہیں۔

الجارحة

وہ جانور جسے شکار کرنا سکھایا جائے چاہے وہ چیتا ہو' کتا' یا باز وغیرہ ہو اس کی جمع جوارح ہے۔ قرآن میں اللہ فرماتا ہے:

﴿وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ﴾

''اور جو تم نے شکاری جانوروں کو سکھایا تم ان کو وہ سکھاتے ہو جو تم کو اللہ نے سکھایا ہے''۔

اس کو جارحۃ اس لئے کہتے ہیں کہ یہ اپنے مالک کے لئے کمائی کرتا ہے اور جوارح کا معنی کمانے والے ہیں۔ چنانچہ اللہ فرماتا ہے:

﴿وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ.﴾ ''اور جو تم دن میں کماتے ہو اللہ اس کو جانتا ہے۔''

الجاموس (بھینس)

اس کی جمع جوامیس ہے۔ یہ فارسی معرب ہے۔ یہ جانور نہایت بہادر اور قوت والا ہوتا ہے۔ اس کے باوجود یہ اللہ کی مخلوق

Marfat.com

میں سے سب سے بزدل جانور ہے۔ مچھر کے کاٹنے سے بھی ڈرتا ہے اور اس سے بھاگ کر پانی میں جا چھپتا ہے۔ اور شیر اس سے ڈرتا ہے یہ سخت بدن اور موٹا تازہ ہونے کے باوجود نہایت ہوشیار ہوتی ہے۔ اس کا چرواہا جب اس کو نام لے کر بلاتا ہے تو جس کا نام لیا جاتا ہے تو وہ فوراً اس کے پاس آ جاتی ہے۔ اس کی فطرت میں اپنے وطن سے پیار بہت زیادہ ہوتا ہے۔ کہتے ہیں یہ بالکل نہیں سوتی۔ کیونکہ یہ اپنی اور اپنی اولاد کی بہت زیادہ چوکیداری کرتی ہے۔ جب یہ ایک گول دائرے میں اکٹھی کی جائیں اور ان کا سر دائرے سے باہر ہو اور دم اندر کی طرف ہو اور ان کے چرواہے اور اولاد بھی اندر ہی ہو تو یہ دائرہ ایک شہر کی طرح دکھائی دیتا ہے۔ جہاں قلعہ کی طرح چاردیواری بنائی گئی ہو۔

جب ان میں سے ایک نر بھینسا دوسرے نر بھینسے سے لڑتا ہے تو ان میں جو مغلوب ہو جائے تو وہ کسی درختوں کے جھنڈ میں جا کر ٹھہر جاتا ہے پھر جب وہ سمجھتا ہے کہ میں طاقت ور ہو گیا ہوں تو نکل کر دوسرے نر بھینسے کو تلاش کر کر دوبارہ لڑنا شروع کر دیتا ہے یہاں تک کہ اس پر غالب آ کر اس کو بھگا دیتا ہے۔

یہ جانور پانی میں سوائے اپنے نتھنوں کے سارا ڈوب جاتا ہے۔ (نہانے کے لئے)

شرعی حکم اور خواص: اس کا حکم اور خواص گائے کی طرح ہیں۔ جب گھر میں اس کے چمڑے کی دھونی دی جائے تو گھر کے مچھر وغیرہ بھاگ جاتے ہیں۔ اس کا گوشت کھانے سے جوئیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اس کی چربی جب اندرائی نمک میں ملا کر خارش زدہ اور چھائیوں اور برص والے کے جسم پر ملی جائے تو وہ تندرست ہو جاتے ہیں۔

ابن زہر ارسطاطالیس سے نقل کر کے کہتا ہے کہ بھینس کے دماغ میں ایک کیڑا ہوتا ہے جس کو نکال کر اگر کسی پر لٹکایا جائے تو وہ آدمی اس وقت تک سو نہیں سکتا جب تک یہ اس کے پاس رہے گا۔

تعبیر الرؤیا: خواب میں بھینس کو دیکھنے سے مراد مضبوط اور بہادر آدمی ہے جو کسی سے نہیں ڈرتا اور اپنی طاقت سے بھی زیادہ لوگوں کی تکلیفیں اٹھا سکتا ہے۔ اگر کوئی عورت دیکھے کہ اس کے سر پر بھینس کا سینگ ہے تو وہ بادشاہ سے شادی کرے گی یا اس کا خاوند طاقت اور مضبوط ہوگا۔ واللہ اعلم

الجان

سفید سانپ کو کہتے ہیں۔ بعض کے بقول یہ چھوٹا سا سانپ ہوتا ہے۔

موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی: اللہ نے فرمایا فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَانٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا'' جب موسیٰ نے اپنی لاٹھی کو دیکھا کہ وہ حرکت کر رہی ہے گویا کہ وہ ایک سانپ ہے۔ تو پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑے ہوئے۔

دوسری آیت میں اللہ فرماتے ہیں:

وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يَا مُوْسٰى .... فَاِذَا هِىَ حَيَّةٌ تَسْعٰى۔

نیز فرمایا فَاِذَا هِىَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ۔

ابن عباس فرماتے ہیں کہ وہ پیلے رنگ کا سانپ بن گیا تھا۔ جس کی گردن پر گھوڑے کی طرح بال تھے پھر وہ پھولنے لگا یہاں

Marfat.com

تک کہ بہت بڑا اژدھا بن گیا۔اور تمام قسم کے سانپوں سے بڑا ہو گیا اللہ فرماتے ہیں فَاِذَا ھِیَ ثُعْبَانٌ مُّبِیْنٌ جب موسیٰ نے عصا ڈالا تو سب سے پہلے جان بنا پھر وہ آخر میں ثعبان بن گیا۔اور اللہ نے عصا کے تین وصف بیان کیے ہیں۔سانپ جان اور ثعبان۔ کیونکہ دوڑنے میں وہ سانپ کی طرح تھا نگلنے میں ثعبان کی طرح اور حرکت کرنے میں جان کی طرح تھا۔

فرقد سنجی کہتے ہیں کہ اس کے دونوں جبڑوں کے درمیان چالیس ہاتھ کا فاصلہ تھا ابن عباس اور سدی کہتے ہیں کہ جب موسیٰؑ نے عصا ڈالا تو وہ بہت بڑا سانپ بن گیا جو سرخ زرد رنگ کا تھا۔اس نے اپنا منہ کھولا ہوا تھا۔اس کے دو جبڑوں کے درمیان اسی ہاتھ کا فاصلہ تھا۔وہ اپنی دم پر زمین سے ایک میل تک بلند ہو کر کھڑا ہوا۔نچلے جبڑے کو زمین پر رکھے ہوئے تھا اور دوسرے جبڑے کو محل کی دیوار پر۔اور فرعون کی طرف متوجہ ہو کر اس کو پکڑنے کا ارادہ کیا۔بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے فرعون کا کمرہ اپنی دونوں کچلیوں میں لے لیا تو فرعون اپنے تخت سے کود کر بھاگ گیا۔

اور اس نے لوگوں پر بھی حملہ کر دیا تو وہ شکست خوردہ ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے اور چیخیں مارنے لگے۔ان میں پچیس ہزار آپس میں گھتم گھتا ہو کر مر گئے۔

کہتے ہیں کہ یہ عصا موسیٰؑ کے لئے ایک سانپ تھا اور فرعون کے لئے ثعبان اور جادوگروں کے لئے جان بن گیا۔اس آیت میں ان الفاظ وَلِیَ فِیْھَا مَاٰرِبُ اُخْرٰی کا مطلب یہ ہے کہ موسیٰؑ اس پر اپنا کھانا پینا زاد راہ اٹھاتے تھے۔اور آپ کے ساتھ چلتا اور آپ سے باتیں کرتا تھا۔آپ اس کو زمین پر مارتے تو وہاں سے ان کا کھانا نکل آتا تھا اور اس کو زمین میں گاڑتے تو وہاں سے پانی نکل آتا جب اس کو زمین سے نکالتے تو پانی رک جاتا۔اور اس کے ساتھ اپنی بکریوں کو موڑا کرتے تھے اور یہ ان کو کیڑے مکوڑوں اور جانوروں سے اللہ کے حکم سے بچاتا تھا۔اور جب کوئی دشمن سامنے آجاتا تو یہ عصا اس سے جنگ کرتا اور آپ کا دفاع کرتا اور جب یہ کنویں سے پانی نکالنا چاہتے تو اس کے دونوں کنارے ڈول کی طرح ہو جاتے۔تو وہ اس سے پانی نکالتے۔اور اس کے دونوں کونوں پر دو شمعوں کی طرح نور بھی ہوتا تھا۔جو ان کے لئے روشنی اور راہنمائی کا کام دیتا تھا۔وہ جب کوئی پھل کھانا چاہتے تو لاٹھی کو زمین میں گاڑتے تو اس کی اس درخت کی طرح شاخیں نکل آتیں پتے نکل آتے اور وہ اس درخت جیسا پھل دیتا۔یہ بات ابن عباس نے کہی ہے۔واللہ اعلم

باب التاء میں یہ بات گزر چکی ہے کہ یہ جنت کے درختوں میں آس سے بنایا گیا تھا۔یہ آدمؑ کے ساتھ ہی زمین پر اتارا گیا تھا۔

الجبھة

گھوڑے کو کہتے ہیں۔اور نبی ﷺ کا حدیث زکاۃ میں جو فرمان ہے کہ "لیس فی الجبھة ولا فی النخة ولا فی الکسعة صدقة اس میں یہاں گھوڑے مراد ہیں۔

گھوڑے کو جبھۃ اس لئے کہتے ہیں کہ یہ سب سے بہترین چوپایہ ہے۔جس طرح سب سے بہترین سامان کو وجہ السلعۃ کہا جاتا ہے۔اور لوگوں کے سردار کو وجہ القوم اور جبھة القوم کہتے ہیں۔اور کام کرنے والی گائیوں کو نخہ کہتے ہیں۔اور نخ سے

Marfat.com

ماخوذ ہے جس کا معنی تیز چلانا ہے۔اور کسعۃ گدھوں کو کہتے ہیں یہ کسع سے ماخوذ ہے اور کسع پشت پر مارنے کو کہتے ہیں۔ یہ قول زمخشری وغیرہ کا ہے۔ واللہ اعلم

الجثله

جثلۃ سیاہ چیونٹی کو کہتے ہیں اس کا ذکر ان شاء اللہ باب النون لفظ نملۃ کے ضمن میں آئے گا۔

الجحل

سرخاب کو کہتے ہیں۔ اس کا ذکر عنقریب آئے گا۔ بعض کے بقول یہ گرگٹ ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ گبریلا ہے۔ بعض کے نزدیک یہ بڑی اور عمر رسیدہ گوہ کو کہتے ہیں بعض کے نزدیک یہ بڑی سردار شہد کی مکھی کو کہتے ہیں جو ٹڈی کی طرح ہوتی ہے۔ جب گر جائے تو اپنے بازوؤں کو بند نہیں کر سکتی اس کی جمع جحول اور جحلان ہے۔

الجحمرش

دودھ پلانے والی مادہ خرگوش کو کہتے ہیں۔ بڑی عمر والی بوڑھی عورت کو بھی کہتے ہیں۔ موٹی اور بدصورت عورت کو بھی کہتے ہیں۔ اس کی جمع جحامر آتی ہے۔ اور تصغیر جحیمر ہے۔

الجحش

وحشی اور گھریلو گدھے کے بچے کو جحش کہتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ بڑا ہونے سے پہلے اس کو جحش کہتے ہیں۔ اس کی جمع جحآش اور جحشان ہے۔ اور اس کی مونث جحشۃ ہے۔

بسا اوقات گھوڑی کے بچے کو بھی گدھے کے بچے سے تشبیہ دے کر جحش کہہ دیتے ہیں۔ بنو ہذیل کی بولی میں ہرنی کے بچے کو جحش کہتے ہیں۔ جو آدمی اپنی رائے پر ڈٹ جائے اس کو جحیش وحدہ کہتے ہیں جس طرح عییر وحدہ کہا جاتا ہے۔ اس طرح اس آدمی کو جحش اور عییر کے ساتھ تشبیہ دی جاتی ہے۔

عائشہؓ کہتی ہیں۔ عمرؓ ہم میں سے سب سے سخی اور پسندیدہ صفات میں بے مثال تھے۔ اور انہوں نے کاموں کے لئے اہل لوگ مقرر کئے تھے۔

دار قطنی نے بیان کیا ہے کہ ام المومنین زینب بنت جحشؓ کے والد کا نام برہ تھا بعض کہتے ہیں کہ اس کا نام برہ بالضم ہے تو نبی ﷺ نے فرمایا اگر تیرا باپ مومن ہوتا تو میں اس کا نام اپنے اہل بیت جیسا نام رکھتا لیکن میں اس کا نام جحش رکھتا ہوں۔ اور جحش برہ سے بڑا ہوتا ہے۔

الجخدب

جیم کے ضمہ سے اور خائے معجمہ سے اور دال مہملہ سے ہے۔ اس کی جمع جخادب ہے۔ یہ ٹڈیوں کی ایک ایسی قسم ہے جو سبز

Marfat.com

اور لمبی ٹانگوں والی ہوتی ہے۔ یہ چھپکلی کے مشابہ ایک جانور کے جتنا ہوتا ہے اور اس کو ابو جخادب بھی کہتے ہیں۔

الجد جد

بالضم ہے جھینگر کو کہتے ہیں جوہری نے یونہی فرمایا اور یہ بہت کودنے والا کیڑا ہے۔ یہ ٹڈی کے مشابہ ہوتا ہے۔ اس کی جمع جداجد ہے۔ حیوانی کہتے ہیں کہ یہ گبریلوں کی ایک قسم ہے جو صحراء میں شروع رات سے صبح تک آوازیں کرتا رہتا ہے اور جب کوئی ڈھونڈنے کی کوشش کرتے تو یہ اسے نظر نہیں آتا۔ اسی لئے عرب کہتے ہیں۔ اکمن من جد جد یعنی وہ جدجد سے زیادہ چھپنے والا ہے۔

عطا کی حدیث میں جدجد کے متعلق ہے کہ اگر وہ وضوء کے پانی میں مرجائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ وضو بفتح الواو وضو کے پانی کو کہتے ہیں اور اگر پیش سے ہو تو یہ وضوء کے عمل کو کہتے ہیں اور عن قریب جدجد کا ذکر باب الصاد مہملہ صرار پر کلام میں آئے گا۔

الجدایا

جیم کے فتح اور کسرہ دونوں سے درست ہے۔ ہرنیوں کی اولاد میں سے مذکر و مونث دونوں پر بولا جاتا ہے جبکہ وہ چھ یا سات ماہ کے ہوں بعض نے اس لفظ کو ان میں سے صرف مذکر کے ساتھ مخصوص کیا ہے۔ اصمعی کہتے ہیں جدایا بکریوں میں عناق کی طرح ہے۔

سنن ابی داؤد اور ترمذی میں کلدہ بن حنبل الغسانی سے روایت ہے اور کتب ستہ میں اس حدیث کے علاوہ اس کی کوئی حدیث نہیں ہے۔ وہ کہتے ہیں مجھے صفوان بن امیہ نے نبی ﷺ کی طرف دودھ، ہرن کا بچہ اور چھوٹی ککڑی دے کر بھیجا۔ جبکہ آپ مکہ اوپر والی جگہ میں تھے میں آپ کے پاس حاضر ہوا مگر سلام نہ کیا۔ تو آپ نے فرمایا واپس جاؤ اور پھر السلام علیکم کہہ کر اندر داخل ہوا اور یہ واقعہ صفوان بن امیہ کے اسلام لانے کے بعد کا ہے، حدیث میں جو ضغابیس کا لفظ آتا ہے اس کا معنی چھوٹی ککڑی ہے۔ "جدایا" چھوٹی ہرنی کو کہتے ہیں۔ چاہے مذکر یا مونث کہتے ہیں۔

الجدی

بکریوں کی اولاد میں سے مذکر کو کہتے ہیں اور تین کو "اجد" کہتے ہیں اور زیادہ ہو جائیں تو انہیں "جداء" کہتے ہیں۔

ابوداؤد نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نماز پڑھ رہے تھے تو ایک بکری کا بچہ آپ کے آگے سے گزرنے لگا تو آپ اس سے بچنے لگے۔

اور طبرانی اور بزار نے عبیداللہ بن عمرو بن العاص سے حسن سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ نبیؐ نے فرمایا کہ بکریوں کے ریوڑ میں ایک بکری کا بچہ تھا اس کی ماں اسے دودھ پلاتی تو وہ سیر ہو جاتا تھا ایک دن میں وہ چھوٹ گیا اور تمام بکریوں کا دودھ پی گیا لیکن پھر بھی اس کا پیٹ نہ بھرا تو یہ کہا گیا کہ اس کی مثال ان لوگوں کی طرح ہے جو تمہارے بعد آئیں گے ان میں سے ایک آدمی کو اتنا دیا جائے گا جتنا ایک قبیلے یا ایک امت کو کافی ہو مگر پھر بھی اس کا پیٹ نہیں بھرے گا۔

Marfat.com

صفۃ الصفوہ وغیرہ میں مجاہد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر کوئی بکری کا بچہ فرات کے کنارے مرجائے تو میں ڈرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کہیں اس کا مطالبہ عمر سے نہ کرلے۔ روایت میں جو طف کا لفظ ہے یہ کوفہ میں ایک جگہ کا نام ہے اوراس کی نسبت فرات کی طرف قریب ہونے کی وجہ سے کی جاتی ہے۔

ضرب الامثال: تغد بالجدی قبل ان یتعشی بلك

یعنی بکری کے بچے کو صبح کے کھانے میں کھالے اس سے پہلے کہ وہ شام کو تجھے کھالے یہ مثال سخت احتیاط میں بولی جاتی ہے۔

طبی فوائد اور خواص: بکری کے نر بچے کا گوشت مادہ بچے سے رطوبت اور حرارت میں کم ہوتا ہے اور بکری کا گوشت زود ہضم ہوتا ہے۔ اور بچوں میں سے سرخ اور نیلی آنکھوں والا کھانے میں عمدہ ہوتا ہے۔ اوراس کا گوشت زود ہضم ہوتا ہے مگر قولنج والے کو نقصان دہ ہے۔ اور شہد اس کے برے اثرات کو ختم کر دیتا ہے۔ اور یہ بہترین غذا ہے۔ اور حکیموں نے موٹے نر اور مادہ بچوں کو ناپسند کیا ہے کیونکہ یہ جلد ہضم نہیں ہوتے اور ان میں غذائیت بھی نہیں ہوتی۔ اور بالجملہ بکریوں کا گوشت ان لوگوں کے لئے مفید ہے جن کو پھوڑے پھنسیاں ہوں اور بکری کے بچوں کا گوشت سردیوں میں ردی ہوتا ہے اور گرمیوں میں عمدہ ہوتا ہے اور باقی موسموں میں درمیانہ ہوتا ہے۔

تعبیر الرؤیا: بکری کے بچے کو خواب میں دیکھنے سے مراد بچہ ہے اور جس نے ذبح شدہ بکری کا بچہ دیکھا تو یہ اس کے لڑکے کے مرنے کی علامت ہے اور بھنے ہوئے بکری کے بچے کو کھانے کی تعبیر یہ ہے کہ اس کا لڑکا مرجائے گا اور اس نے خواب میں اس کی ایک ران کھالی تو یہ آدمی ہلاکت سے نجات پائے گا اور اگر اس کی بایاں پہلو کھایا تو یہ غم اور پریشانی لاحق ہونے کی نشانی ہے۔ سر کے قریب سے لے کر ناف تک کے حصے کو کھانے کی تعبیر عورت اور بیٹی سے دی جاتی ہے اور ناف کے پاس سے لے کر ٹانگوں تک کھانے کی تعبیر بیٹیوں سے دی جاتی ہے۔ اور خواب میں بھنی ہوئی ران کو کھانا جبکہ ابھی کچی ہو تو یہ ایسی عورت کی طرف سے رزق ملے گا جس سے وہ مکر کرتا ہے اور اگر وہ کچی نہ ہو تو اس سے مراد غیبت اور چغل خوری ہے اور اس کے متعلق دیگر اقوال باب الخاء لفظ خروف کے ضمن آئیں گے۔

الاجدل

شکرے کو کہتے ہیں جھگڑنے کی غالب صفت کی وجہ سے اس کو اجدل کہتے ہیں۔ اس کی اصل جدل ہے۔ جس کا معنی سختی ہے۔ علماء نحو نے اس کی جمع دوسرے اسماء کے طرح اجادل جمع مکسر بنائی ہے کیونکہ اس میں اس صفۃ کا غلبہ ہے اسی لئے سیبویہ نے اس کو ان الفاظ شمار کیا ہے جو بعض کلام میں صفت ہوتے ہیں اور بعض لغات میں نام ہوتے ہیں۔ اجدل کو اجدلی بھی کہا جاتا ہے اور یہ اخیل کی طرح کچھ لوگوں کے نزدیک غیر منصرف ہے اور اکثر کے نزدیک یہ دونوں منصرف ہیں۔

ضرب الامثال: عرب کہتے ہیں بیض القطا یحضنه الاجدل یعنی قطا کے انڈوں کو شکرا سیتا ہے یہ مثال اس شریف آدمی کے لئے بولی جاتی ہے کہ جس کے پاس کوئی کمزور آدمی پناہ لے۔

Marfat.com

الجذع

یہ لفظ جیم اور ذال معجمہ کے فتح کے ساتھ ہے۔ اور یہ وہ بھیڑ کا بچہ ہے جو ایک سال کا ہو۔ اور ہمارے اصحاب کے نزدیک یہی تعریف درست اور اہل لغت وغیرہ کے نزدیک زیادہ مشہور ہے۔ بعض کہتے ہیں چھ بعض سات بعض آٹھ اور بعض ۱۰ مہینے والے بچے کو کہتے ہیں اس کو قاضی عیاض نے بیان کیا ہے۔ اور یہ بات بہت غریب ہے۔ اگر وہ دونو جوان ماں باپ سے پیدا ہو تو چھ مہینے کا جذع ہوگا اور اگر ماں باپ بوڑھے ہوں تو آٹھ مہینے کا جذع قرار پائے گا بعض دیہاتی کہتے ہیں کہ جذعہ اس وقت ہوتا ہے جب اس کی پیٹھ کے کھڑے بال لپٹ جاتے ہیں۔

اور جذعہ بکریوں میں سے صحیح مذہب کے مطابق دو سال کے بچے کو کہتے ہیں۔ بعض کے نزدیک جذعہ ایک سال کا ہوتا ہے۔ جوہری کہتے ہیں ثنی سے پہلے ہوتا ہے اور اس کی جمع جذعان اور جذاع ہے اور اس کی مونث جذعۃ ہے۔ اور جذعۃ کی جمع جذعات ہے۔ بھیڑ کا دو سالہ بکری کا تین سالہ اور اونٹ کا پانچ سالہ جذعہ ہوتا ہے۔ جذعہ کا اعتبار وقت کے حساب سے ہوتا ہے۔ دانتوں کے گرنے یا اگنے سے نہیں ہوتا۔

رسول اللہ ﷺ کا معجزہ: زر بن حبیش عبداللہ بن مسعودؓ سے بیان کرتے ہیں کہ میں عقبہ بن معیط کی بکریاں نوجوانی میں چرایا کرتا تھا اور تو نبی ﷺ اور ابوبکرؓ جب مشرکوں سے چھپ کر نکل آئے تھے اس وقت آئے تو انہوں نے کہا اے لڑکے تیرے پاس کوئی دودھ ہے جو تو پلائے تو میں نے کہا میں امانت دار ہوں میں تم کو دودھ نہیں پلا سکتا تو نبیؐ نے فرمایا تیرے پاس کوئی جذعہ بکری ہے جو ابھی تک جفتی نہ ہوئی ہو۔ تو وہ ہمیں لا دو۔ وہ کہتے ہیں میں آپؐ کے پاس ویسی ہی بکری لایا تو نبیؐ نے اس کو باندھا اور پھر تھنوں کو چھوا اور دعا کی تو تھنوں میں دودھ آنا شروع ہو گیا پھر ابوبکر آپؐ کے پاس کوئی گہرے پیندے والا برتن لائے تو آپؐ نے اس میں دودھ نکالا اور پینے لگے۔ پھر ابوبکرؓ نے پیا پھر میں نے پیا پھر نبیؐ نے تھن کو کہا سکڑ جا تو وہ سکڑ گیا۔ عقبہ بن ابی معیط کہتے ہیں کہ اس کے بعد آپؐ کے پاس آیا کہ مجھے کچھ قرآن سکھائیں۔ تو آپ نے فرمایا تو جان گیا ہے اور سکھایا گیا ہے۔ وہ کہتے ہیں پھر میں نے آپؐ کے منہ سے ستر سورتیں یاد کیں مجھ سے ان کے بارے کوئی منازعت نہیں کرتا تھا۔

نبی ﷺ کی بعثت کی حدیث میں ہے کہ ورقہ بن نوفل نے کہا تھا کہ کاش کہ میں اس وقت جذعہ ہوتا (جب آپ کی قوم آپؐ کو نکال دے گی) یہاں ضمیر زمانہ نبوت کی طرف ہے یعنی کاش کہ میں نبوت کے ظہور کے وقت جوان ہوتا تو میں نبوت کی حمایت میں مبالغہ کرتا۔

اس حدیث میں جذعاً کا لفظ فیھا کی ضمیر کا حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے اس کی مکمل عبارت اس طرح ہے لیتنی مستقر فیھا جذعا کاش کہ میں اس مدت میں جوان ہوتا۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ کان کی خبر کی وجہ سے منصوب ہے لیکن یہ صحیح نہیں۔ کیونکہ کان ناقصہ میں ضمیر نہیں ہوتی۔ سوائے یہ کہ عبارت میں کوئی ایسا لفظ ہو جو اس کا تقاضا کرتا ہو۔ جیسے ان خیرا فخیر ان شرا فشرا اصل ایسے ہے ان کان خیرا فخیر۔

حافظ دمیاطی نے علی بن صالح سے بیان کیا ہے کہ عبدالمطلب کے دس بیٹے تھے۔ ان میں ہر ایک جذعہ کھاتا تھا۔

Marfat.com

طوبیٰ کا درخت: ابو عمر بن عبدالبر نے تمہید میں صحیح سند سے بیان کیا ہے کہ ایک اعرابی نے نبیؐ سے طوبیٰ کے درخت کے بارے میں پوچھا تو آپ نے اس سے پوچھا کہ کیا تو کبھی شام گیا ہے۔ وہاں ایک درخت ہے جس کو جوزہ کہتے ہیں پھر آپ نے اس کا وصف بیان کیا۔ پھر اعرابی نے اس کی جڑ کی بڑائی کے بارے میں پوچھا تو آپؐ نے اس کو فرمایا کہ تو اپنے اونٹوں میں سے جذعہ پر سوار ہو۔ پھر اس درخت کے گرد گھومے تو وہ چکر پورا ہونے تک وہ جذعہ بوڑھا ہو جائے گا اور اس کی ہنسلی کی ہڈی بڑھاپے کی وجہ سے ٹوٹ جائے گی مگر تو اس کا چکر پورا نہ کر سکے گا۔

سہیلی ''التعریف والاعلام'' میں کہتے ہیں۔ کہ اس کی جڑ جنت میں نبیؐ کے محل میں ہوگی اور اس کی شاخیں اہل جنت کے مکانوں پر پھیلیں ہوں گی۔ جس طرح علم و ایمان آپ کی ذات سے نکل کر پوری دنیا پر پھیل گیا ہے۔ اور یہ درخت جوز (اخروٹ) کے درخت کی قسم ہے۔

الجراد

مشہور ٹڈی ہے۔ اس کی واحد جرادۃ ہے۔ اس میں مذکر مونث برابر ہوتے ہیں۔ کہا جاتا ہے **هذا جرادة وهذه جرادة** جیسے **نملة** اور **حمامة** مذکر اور مونث کا کوئی فرق نہیں ہے اہل لغت کہتے ہیں یہ جرد سے مشتق ہے۔ اور کہتے ہیں اسمائے اجناس میں اشتقاق بہت کم ہوتا ہے۔ کہا جاتا ہے ثوب جرد یعنی نرم کپڑے۔ اور جب اس کی چمک دمک نہ رہے اس وقت بھی **ثوب جرد** کہتے ہیں۔

ٹڈی کی دو قسمیں ہیں بری ٹڈی اور بحری ٹڈی اس جگہ بری ٹڈی کے متعلق بات ہوگی۔ اللہ فرماتے ہیں۔

يُخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ كَاَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنْتَشِرٌ کہ وہ قبروں سے اس طرح نکلیں گے جیسے وہ بکھری ہوئی ٹڈیاں ہیں یعنی سب جگہوں پر لوگ پھیلے ہوں گے۔ اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ لوگ حیران اور خوف زدہ ہوں گے وہ راستہ نہ پائیں گے اور نہ ان کی کوئی سمت ہوگی کہ جس طرف وہ ارادہ کریں۔

اور ٹڈی کی بھی کوئی سمت نہیں ہوتی۔ وہ ہمیشہ ایک دوسرے پر چڑھے آتے ہیں۔ دوسری آیت میں اللہ نے ان کو بکھرے ہوئے پتنگوں کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔ اور ٹڈی میں ان میں سے ہر ایک کے ساتھ مشابہت موجود ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ کیڑے مکوڑوں سے اس کی مشابہت زیادہ ہوتی ہے۔ جب وہ ایک دوسرے پر چڑھے آ رہے ہوں۔ اور جب لوگ اللہ کی طرف محشر میں جائیں گے تو ٹڈیوں کی طرح ہوں گے۔ اور جرادہ کو ام عوف بھی کہتے ہیں۔ ابو عطا سندی کہتے ہیں۔

وما صفراء تكنى ام عوف

كان رجيلتيها منجلان

''اور ٹڈی کی کنیت ام عوف ہے اور اس کی دونوں ٹانگیں درانتی کی طرح ہیں۔''

مکڑی کی مختلف قسمیں ہے۔ بعض بڑے جسم والی' کچھ چھوٹی جسامت والی' کچھ سرخ' کچھ پیلی اور کچھ سفید رنگ کی ہوتی ہیں۔

Marfat.com

مسلمہ بن عبدالملک بن مروان کا بھی جرادۃ الصفراء لقب تھا یعنی پیلی ٹڈی۔ یہ بہادری، پیش قدمی اصابت رائے، مکاری سے موصوف تھا۔ یہ ارمینیۃ آذربائیجان کا کئی دفعہ والی بنا اسی طرح کوفہ اور بصرہ کا والی بھی رہا۔ یہ ایک لاکھ بیس ہزار کے لشکر کو کمانڈ کرتا تھا۔ اس نے اپنے بھائی سلیمان کے دور خلافت میں قسطنطنیہ پر غزوہ کیا۔ اس نے عمر بن عبدالعزیز سے روایت کی ہیں۔ اور وہ روایت سنن ابوداؤد میں ہے۔ اس کی وفات ۱۲۱ھ میں ہوئی۔

سر درد کے نسخے: یہ جب عموریہ پہنچا تو اس کے سر میں سخت درد ہو گیا تو یہ جنگ میں شریک نہ ہو سکا۔ اہل عموریہ نے کہا کیا بات ہے وہ جنگ میں کیوں شریک نہیں ہوا۔ تو انہوں نے کہا کہ اس کے سر میں درد ہے۔ تو لوگوں نے اس کے لئے ایک کوٹ نکالا۔ اور کہا کہ یہ اس کو پہناؤ۔ تاکہ وہ ٹھیک ہو جائے۔ مسلمہ نے وہ کوٹ پہنا تو وہ تندرست ہو گئے۔ انہوں نے اس کوٹ کو پھاڑا مگر اس میں کچھ نہ تھا۔ جب انہوں نے بٹن کھول کر اس میں دیکھا تو اس میں چھوٹا سا کاغذ تھا جس میں آیات لکھی ہوئی تھیں۔

بسم الله الرحمن الرحيم ذالك تخفيف من ربكم و رحمة بسم الله الرحمن الرحيم الان خفف الله عنكم و علم ان فيكم ضعفا بسم الله الرحمن الرحيم يريد الله ان يخفف عنكم و خلق الانسان ضعيفا بسم الله الرحمن الرحيم حم عسق بسم الله الرحيم الرحيم واذا سالك عبادى عنى فانى قريب اجيب دعوة الداع اذا دعان بسم الله الرحيم الرحيم الم تر الى ربك كيف مد الظل ولو شاء لجعله ساكنا بسم الله الرحيم الرحيم وله ما سكن فى الليل والنهار و هو السميع العليم.

تو مسلمانوں نے کہا یہ تم کو کہاں سے ملا یہ تو ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ پر نازل کیا گیا وہ کہنے لگے ہم نے اس کو ایک گرجے میں پتھر پر لکھا ہوا پایا تھا تمہارے نبیؐ کی بعثت سے یہ واقعہ سات سو سال پہلے کا ہے۔

حافظ ابن عساکر کہتے ہیں کہ صداع یعنی سر درد کے لئے یہ نسخہ بھی ہے۔

بسم الله الرحيم الرحيم كهيعص ذكر رحمة ربك عبده ذكريا اذنا دى ربه نداء خفيا قال رب انى وهن العظم منى واشتعل الراس شيبا ولم اكن بدعائك رب شقيا الم ترالى ربك كيف مد الظل ولو شاء لجعله ساكنا كهيعص حم عسق كم لله من نعمة على كل عبد شاكر و غير شاكر و كم لله من نعمة فى كل قلب خاشع و و غير خاشع وكم لله من نعمة فى كل عرق ساكن وغير ساكن۔ اذهب ايها الصداع بعز عزالله و بنور وجه الله وله ما سكن فى الليل والنهار وهو السميع العليم ولا حول ولا قوة الا بالله العلى العظيم و صلى الله على سيدنا محمد خاتم النبين والمرسلين وعلى اله وصحبه اجمعين.

حافظ ابن عساکر بیان کرتے ہیں کہ اس کو لکھ کر سر پر لٹکایا جائے یہ بہت مفید ہے۔

امام دمیری فرماتے ہیں یہ بہت عجیب اور مجرب نسخہ ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجرب نسخوں میں سے ایک نسخہ سر درد کے لئے یہ بھی ہے کہ مندرجہ ذیل حروف کو لکڑی کے تختہ پر لکھا جائے اور ایک حرف کے بعد دوسرے حرف پر کیل کو گاڑا جائے یہاں تک کہ سر درد

Marfat.com

رک جائے اور کیل ٹھونکتے وقت یہ بھی پڑھنا چاہیے ولو شاء لجعلہ ساکنا ولہ من سکن فی اللیل والنہار وھو السمیع العلیم اور حروف یہ ہیں اح- ا-ك- ك- ح- ع- ح- ا- م- ح- اور اس کے متعلق اس نے ایک واقعہ بیان کیا ہے۔

جو ہارون رشید کو بعض روم کے بادشاہوں کے ساتھ پیش آیا اور ان شاء اللہ تعالیٰ سوس کے ذکر میں اس سے متعلق واقعہ بیان کیا جائے گا۔

ٹڈی جب انڈے سے نکلتی ہے تو اس کو دبا کہتے ہیں اور جب اس کے پر نکل آئیں اور بڑی ہو جائے تو اس کو غوغاء کہتے ہیں اس کی واحد غوغاۃ آتی ہے۔ اور یہ اس وقت ایک دوسری کے اوپر موج در موج اڑتی ہیں اور اس کے رنگ ظاہر ہو جاتے ہیں۔ مذکر پیلے اور مادائیں کالی ہو جاتی ہیں تو اس وقت اسے جراد کہتے ہیں اور یہ جب انڈے دینا چاہتی ہے تو ایسی سخت اور بنجر زمین کو تلاش کرتی ہے جس میں کینتیاں بھی کام نہیں کر سکتیں۔ پس یہ اس پر اپنی دم مارتی ہے تو وہ زمین اس کے لئے پھٹ جاتی ہے تو وہ اس شگاف میں اپنے انڈے ڈال دیتی ہے۔ اور وہ زمین اس کے لئے گھر اور انڈے سینے کی جگہ اور تربیت گاہ بن جاتی ہے۔

ٹڈی کی چھ ٹانگیں ہوتی ہیں دو ہاتھ سینے کے اوپر ہوتے ہیں اور دو ٹانگیں درمیان میں ہوتی ہیں اور دو آخر میں اس کی پچھلی دو ٹانگوں کے اطراف میں دو درانتیاں ہوتی ہیں۔ یہ ان جانوروں میں سے ہے جو اپنے سردار کے فرمانبردار ہوتے ہیں۔ یہ ایک لشکر کی طرح جمع ہوتے ہیں جب ان میں سے پہلا کوچ کرتا ہے تو اس کے پیچھے سب نکل جاتے ہیں اور جب ان میں سے پہلا اترتا ہے تو سب اتر پڑتے ہیں اور اس کا لعاب نباتات کے لئے سم قاتل ہے یہ اس کے جس حصہ پر بھی پڑتا ہے اسے تباہ کر دیتا ہے۔

حضرت ایوب علیہ السلام کا واقعہ: بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ ایک دفعہ ایوب علیہ السلام ننگے غسل کر رہے تھے کہ ان پر سونے کی ٹڈیاں برسی تو آپ انہیں اپنے کپڑے میں سمیٹنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا میں نے تجھے اس سے غنی نہیں بنا دیا تو انہوں نے عرض کیا اے اللہ میں تیری برکت سے بے پرواہ نہیں ہو سکتا۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں کہ اچھا مال نیک بندے کے پاس اچھا ہوتا ہے۔

طبرانی اور بیہقی نے شعبہ عن ابی زہر سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ تم ٹڈی کو قتل نہ کرو کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے بڑے لشکروں میں سے ہے میں کہتا ہوں کہ یہ حدیث اگر صحیح ہے تو آپ کا اس سے یہ ارادہ ہے کہ یہاں وہ ٹڈی مراد ہے جو کھیتی کو خراب نہ کرے اور اگر وہ کھیتی کے ساتھ چھیڑ خانی کرتی ہے تو اس کو قتل کرنا جائز ہے "جند" کا لفظ جو حدیث میں آیا ہے اس کی جمع "اجناد" اور "جنود" آتی ہے۔

حدیث میں آیا ہے الارواح جنود مجندۃ یعنی روحیں اکٹھے لشکر ہیں۔ جس طرح کہا جاتا ہے۔ الوف مؤلفۃ وقنا طیر مقنطرہ پھر انہوں نے بھی ابن عمر سے باسناد روایت کیا ہے کہ ایک دفعہ ایک ٹڈی نبیؐ کے سامنے آ کر گری تو اس کے دونوں پروں پر عبرانی میں یہ لکھا ہوا تھا۔ ہم اللہ تعالیٰ کے بڑے لشکر ہیں ہم ننانوے انڈے دیتی ہیں اگر ہمارے سو انڈے پورے ہو جاتے تو ہم دنیا اور جو کچھ اس میں ہے سب کھا جاتیں تو نبیؐ نے یہ دعا فرمائی اے اللہ تو ٹڈی کو ہلاک کر دے اور اس کے بڑوں کو قتل کر دے اور ان کے چھوٹوں کو مار دے اور ان انڈوں کو خراب کر دے اور مسلمانوں کی فصلوں سے اور معیشت سے ان کے منہ کو

Marfat.com

روک دے بے شک تو دعا کو سننے والا ہے۔تو جبرائیل علیہ السلام آپ کے پاس آئے اور آپ کو بتایا کہ آپ کی بعض دعا اللہ تعالیٰ نے قبول کرلی ہے۔اسی طرح امام حاکم نے تاریخ نیشاپور میں بھی اس کو مسند بیان کیا ہے۔

طبرانی نے حسن بن علی سے بھی مسند بیان کیا ہے کہ میں اور میرا بھائی محمد بن الحنیفہ اور میرے چچازاد بھائی عبداللہ اور قثم اور حضرت عباس کے بیٹے فضل دسترخوان پر کھانا کھا رہے تھے تو اچانک ایک ٹڈی دسترخوان پر گر پڑی تو اس کو عبداللہ نے پکڑلیا اور مجھے کہا کہ اس پر کیا لکھا ہوا ہے تو میں نے کہا کہ میں نے اپنے باپ امیر المومنین علیؓ سے اس بارے میں پوچھا تھا تو انہوں نے مجھے کہا کہ میں نے رسول اللہؐ سے اس بارے میں پوچھا تھا تو آپ نے مجھ سے کہا تھا' کہ اس پر یہ لکھا ہوا ہے''میں اللہ ہوں میرے علاوہ کوئی معبود نہیں میں ٹڈی کا رازق اور اس کا رب ہوں اگر میں چاہوں تو اس کو لوگوں کے لئے رزق بنا کر بھیجوں اور اگر میں چاہوں تو اس کو لوگوں پر آزمائش بنا کر بھیج دوں'' تو عبداللہ نے کہا یہ علم مکنون ہے پھر طبرانی نے اور ابویعلی موصلی نے بالاسناد عن بن عبداللہ یہ روایت بیان کی ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب کے دور حکومت کے کسی سال میں ٹڈی ناپید ہوگئی تو آپ اس بات سے سخت پریشان ہوئے تو یمن کی طرف ایک سوار بھیجا اور شام کی طرف اور عراق کی طرف بھی کہ وہ پتہ کریں کہ کیا ان لوگوں نے ٹڈی دیکھی ہے تو جس سوار کو انہوں نے یمن بھیجا تھا وہ کچھ ٹڈیاں لے کر واپس آیا اور انہیں آپ کے سامنے بکھیر دیا جب حضرت عمرؓ نے ٹڈی کو دیکھا تو اللہ اکبر کہا اور فرمایا کہ میں نے رسول اللہؐ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے ایک ہزار امتیں پیدا کی ہیں ان میں سے سمندر میں چھ سو اور خشکی میں چار سو ہیں۔ان میں سب سے پہلے ہلاک ہونے والی امت ٹڈی ہوگی۔جب ٹڈی ہلاک ہوگی تو اس کے پیچھے باقی امتیں بھی لگاتار ہلاک ہونا شروع ہو جائیں گی۔جس طرح لڑی کے موتی دھاگہ ٹوٹنے سے ایک دوسرے کے بعد گر پڑتے ہیں۔

ابن عدی نے محمد بن عیسیٰ العبدی کے ترجمہ میں اس کو ذکر کیا ہے اور حکیم ترمذی نے اپنی کتاب نوادر میں بھی اس کو ذکر کیا ہے اور کہا ہے اس امت میں سب سے پہلے ہلاک ہونے والی امت ٹڈی ہوگی۔اس لئے کہ اس کو اس مٹی سے پیدا کیا گیا ہے جو آدم علیہ السلام کی تخلیق سے بچ گئی تھی اور باقی امتیں آدمیوں کے ہلاک ہونے کے بعد تباہ ہو جائیں گی کیونکہ انہیں آدمیوں کے لئے ہی مسخر کیا گیا ہے اور یہ بات کامل اور میزان میں محمد بن عیسیٰ بن کیسان کے حالات زندگی میں مذکور ہے۔

اور''حلیۃ''میں حسان بن عطیہ کے حالات زندگی میں اوزاعی کہتے ہیں کہ مجھے حسان نے حدیث بیان کی کہ بے شک شیطانوں کی کثرت کی مثال ایسے ہے جس طرح کوئی اپنی کھیتی میں داخل ہوا جس میں بہت زیادہ ٹڈیاں ہیں وہ جہاں بھی اپنا پاؤں رکھتا ہے تو ٹڈیاں اس کے دائیں بائیں اڑتی ہیں اور اگر اللہ تعالیٰ شیطان کو آنکھوں سے اوجھل نہ کرتا تو ہر چیز پر شیطان ہی نظر آتا۔

اور حلیہ میں بھی یزید بن میسرہ کے حالات زندگی میں ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن زکریا علیہ السلام کی خوراک ٹڈی اور درختوں کا گودا تھی اور وہ کہا کرتے تھے کہ اے یحییٰ سے زیادہ خوش نصیب کون ہوسکتا ہے کہ تیرا کھانا ٹڈی اور درختوں کا گودا ہے۔

ایک ٹڈی میں اللہ تعالیٰ نے کمزور ہونے کے باوجود دس بڑے جابر حیوانات کی سی شکل وصورت پیدا کردی ہے۔گھوڑے کا سا چہرہ دیا۔ہاتھی کی سی آنکھیں۔بیل کی طرح گردن۔بارہ سینگے کی طرح دو سینگ شیر جیسا سینہ' بچھو کی طرح پیٹ گدھ کی طرح دو بازو اور اونٹ کی طرح دو رانیں شتر کی طرح دو ٹانگیں اور سانپ جیسی دم۔قاضی محی الدین شہرزوری نے ٹڈی کی صفات میں کیا

Marfat.com

خوب اشعار کہے ہیں۔

لهـا فـخـذا بـكـر وسـاقـا نـعـامة   وقـادمتـا نسـر وجـؤجـؤ ضـيـغـم

''اس کے دو ران جوان اونٹ کی طرح ہیں اور شتر مرغ کی طرح دو پنڈلیاں۔ گدھ کی طرح دو بازو اور شیر جیسا سینہ ہے۔''

حبتهـا افـاعـي الارض بـطـنـا وانـعـمـت   عـلـيهـا جيـاد الـخيـل بـالـراس والـفـم

''اس کا پیٹ زمین کے افاعی سانپوں کی طرح ہے اور سر اور منہ عمدہ گھوڑوں کی طرح۔''

انہیں کے یہ عمدہ اور بہترین شعر بھی ہیں جن میں بادلوں سے ژالہ باری کو بیان کیا گیا ہے۔

ولـمـا شـاب راس الـدهـر غيـظـا   لـمـا قـاسـاه مـن فـقـد الـكـرام

''زمانے کا سر غصے سے بوڑھا ہو گیا کیونکہ شریف لوگوں کے گم ہونے کی وجہ سے اس کو تکلیف پہنچی ہے۔''

اقـام يـمـيـط عـنـه الشيـب غيـظـا   وينـثـر مـا امـاط عـلـى الانـام

''وہ غصہ کر کے اپنے بڑھاپے کو دور کر رہا تھا اور جو اس نے اپنے آپ سے دور کیا اس کو مخلوق پر ڈال دیا۔''

شہرزوری ۵۸۶ھ کو فوت ہوا۔ ٹڈی سے زیادہ انسان کی روزی کو خراب کرنے والا اور کوئی جانور نہیں ہے۔ اصمعی کہتے ہیں کہ میں ایک دفعہ ایک گاؤں میں گیا۔ وہاں ایک اعرابی تھا۔ جس نے گندم بوئی تھی جب وہ اپنے تنے پر سیدھی ہوئی اور اس کا سٹا عمدہ ہو گیا تو ٹڈی آ گئی اور وہ آدمی اس کی طرف دیکھ رہا تھا اور اس کو ہٹانے کی کوئی تدبیر اس کی سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔ تو ان اشعار میں اس نے کہا:

مـر الـجـراد عـلـى زرعـي فـقـلـت لـه   لا تـاكـلـن ولا تشـغـل بـافـسـاد

''میرے کھیت پر ٹڈی آئی تو میں نے اس سے کہا تو مت کھا اور نہ اس کو خراب کر۔''

فـقـام مـنـهـم خـطـيـب فـوق سـنـبـلـة   انـا عـلـى سـفـر لا بـد مـن زاد

''تو وہ ایک سٹے پر خطیب بن کر کھڑی ہو گئی اور کہنے لگی ہم مسافر ہیں اور ہمارے لئے سفر خرچ ضروری ہے۔''

ایک دیہاتی کو کہا گیا کیا تمہارا کوئی کھیت ہے۔ تو اس نے کہا ہے ضرور مگر ہمارے پاس ٹڈی کے لشکر آ جاتے ہیں جو کاٹنے میں درانتی کی طرح ہوتے ہیں۔ پس پاک ہے وہ ذات جو طاقتور کھانے والے کو ایسی چیز سے تباہ کر دیتی ہے جو کمزور ہے اور اس کو کھایا جاتا ہے۔

ٹڈیوں سے بچنے کا تعویذ: یہ کلمات لکھ کر بانس کی نلی میں رکھ کر اگر کھیت میں یا انگور کے باغ میں رکھے جائیں تو وہ ٹڈی سے محفوظ رہے گا۔ کلمات یہ ہیں۔

بسم الله الرحمن الرحيم اللهم صل على سيدنا محمد و على آل سيدنا محمد و سلم اللهم اهلك صغار هم واقتل كبارهم و افسد بيضهم وخذبا فواههم على معايشنا وارزقنا انك سميع الدعا انى توكلت على الله ربى وربكم ما من دابة الاهو اٰخذ بنا صيتها ان ربى على صراط مستقيم اللهم

Marfat.com

صلی علی سیدنا محمد و علی ال سیدنا محمد و سلم واستجب منّایا ارحم الراحیمن۔
یہ نسخہ بڑا مجرب اور آزمودہ ہے۔

دوسرا نسخہ: ٹڈی بھگانے کے لئے یہ عمل آزمودہ نسخہ ہے۔ مجھے یحیٰی بن عبداللہ قرسی نے بتایا ہے کہ اس نے اس کو کئی دفعہ آزمایا تو اللہ نے ان کو ان شہروں سے ہٹادیا جن میں وہ گئیں تھیں اور اللہ نے ان کی شرارت سے ان کو بچالیا اور بعض علماء نے بھی اس کو اس معاملے میں مفید پایا ہے۔ یحیٰی نے مجھے اس عالم کا نام بھی بتایا تھا مگر مجھے وہ بھول گیا۔

نسخہ یہ ہے کہ ٹڈی جب کسی زمین میں حملہ کردے اور آپ یہ چاہتے ہوں کہ اللہ اس کو یہاں سے ہٹادے تو چار ٹڈیاں لے کر ان کے پروں پر یہ چار آیتیں لکھو ہر پر کے اوپر ایک آیت لکھیں۔ پھر ان کو اس شہر کی طرف مڑنے کا حکم دو جہاں تم چاہتے ہو اور اس شہر کا نام لو۔

پہلی ٹڈی کے پر کے اوپر یہ آیت لکھو فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ دوسری کے پر کے اوپر یہ لکھو فَحِيلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُونَ تیسری کے پر کے اوپر یہ لکھو ثُمَّ انْصَرَفُوا صَرَفَ اللّٰهُ قُلُوبَهُمْ چوتھی کے پر کے اوپر یہ لکھو۔ فَلَمَّا قُضِىَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُنْذِرِيْنَ۔

شرعی حکم: اس کے کھانے کے مباح ہونے پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے۔ عبداللہ بن ابی اوفی کہتے ہیں ہم نے نبیؐ کے ساتھ مل کر سات جنگیں لڑی ہیں ہم ہمیشہ ٹڈی کھاتے رہے۔ اس کو بخاری اور حافظ ابونعیم اور ابوداؤد نے بیان کیا ہے۔ ابونعیم کی روایت میں ہے کہ نبی ﷺ بھی ہمارے ساتھ کھاتے تھے۔

ابن ماجہ نے انسؓ سے روایت کیا ہے کہ ام المومنین کو تھالوں میں ٹڈی کا تحفہ پیش کیا جاتا تھا۔

موطا میں ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ عمرؓ سے جب ٹڈی کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا (میں چاہتا ہوں کہ میرے پاس ٹڈیوں کی بھری ہوئی ٹوکری ہو تو میں ان میں سے کھاؤں) ابوامامہ باہلی سے روایت کی کہ نبیؐ نے فرمایا کہ مریم بنت عمران نے دعا کی کہ اللہ اس کو ایسا گوشت دے جس میں خون نہ ہو تو اللہ نے اس کو ٹڈی عطا کی۔ تو انہوں نے کہا اے اللہ اس مخلوق کو بغیر دودھ کے زندہ رکھ اور بغیر آواز کے ان کو ایک دوسرے کے پیچھے لگا۔

پہلے گزر چکا ہے کہ یحیٰی بن زکریا ٹڈی اور درختوں کا گودا کھاتے تھے۔ درخت کے مضبوط ہونے سے پہلے جو اس کے تنے کے بیچ میں جو گودا نرم ہوتا ہے اس کو قلب الشجر کہتے ہیں۔

ائمہ اربعہ کے نزدیک اس کا کھانا جائز ہے چاہے یہ اپنی موت آپ مرے یا اس کو ذبح کیا جائے یا یہ کسی مسلمان یا مجوسی وغیرہ کے شکار کرنے سے مرجائے۔ اس سے کوئی حصہ کاٹا جائے یا نہ کاٹا جائے۔

امام احمدؒ کہتے ہیں کہ جب یہ سردی سے مرجائے تو اسی کو کھانا جائز نہیں۔ امام مالک فرماتے ہیں اگر اس کا سر کاٹا جائے تو حلال ہوگی۔ اور اگر نہ کاٹا جائے تو حلال نہ ہوگی۔

اور اس کے عمومی طور پر حلال ہونے کی دلیل یہ حدیث ہے۔ **احلت لنا میتتان ودمان الکبد و الطحال والسمک والجراد** اس کو امام شافعی اور احمد نے اور دار قطنی وبیہقی نے عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم کی روایت عن ابیہ عن ابن عمر سے مرفوعا

Marfat.com

بیان کیا ہے۔
بیہقی کہتے ہیں یہ روایت ابن عمر تک موقوف ہی زیادہ صحیح ہے۔
ہمارے ساتھیوں اور دوسرے لوگوں نے ٹڈی کے بارے میں اختلاف کیا ہے کہ آیا یہ بری شکار ہے یا بحری۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ بحری ہے کیونکہ ابن ماجہ نے انسؓ سے بیان کیا ہے کہ:
نبیؐ نے مکڑی کے خلاف یہ دعا کی:
اللهم اهلك كباره و افسد صغاره واقطع دابره و خذ بافواهه عن معايشنا و ارزقنا انك سميع الدعا۔
ایک آدمی نے کہا اے اللہ کے رسول آپ اللہ کے لشکروں میں سے ایک لشکر پر بددعا کررہے ہیں کہ اللہ اس کی جڑ کاٹ دے تو نبیؐ نے فرمایا جراد سمندر کی مچھلیوں کی چھینک سے پیدا ہوتی ہے۔ مراد یہ ہے کہ ٹڈی سمندری جانور ہے اس لئے محرم کا اس کو شکار کرنا درست ہے۔
اور ابن ماجہ میں ہی ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ہم نبیؐ کے ساتھ حج یا عمرہ کو نکلے۔ تو ہم کو راستے میں ٹڈی ملی تو ہم اس کو جوتوں اور ڈنڈوں سے مارنے لگے۔ نبیؐ نے فرمایا اس کو کھاؤ یہ سمندری شکار ہے۔
امام دمیری کہتے ہیں لیکن صحیح بات یہ ہے کہ یہ خشکی کا جانور ہے کیونکہ جب محرم اس کو تلف کرے گا تو اس پر اس کا بدلہ ضروری ہوگا اور یہی بات عمرؓ ابن عمرؓ عثمانؓ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم اور عطا نے کہی ہے۔
عبدری کہتے ہیں ابوسعید خدری کے علاوہ باقی سب اہل علم کا یہی قول ہے۔ ابوسعید خدری کہتے ہیں کہ اس شخص پر کوئی بدلہ نہیں ہوگا۔ (یعنی محرم پر)
اور ابن منذر نے یہی بات کعب احبار اور عروہ بن زبیر سے نقل کی ہے وہ کہتے ہیں کہ یہ سمندری جانور ہے اور اس پر اس کی کوئی سزا نہیں ہے۔ اور ان کی دلیل ابو ہریرہؓ کی وہ حدیث ہے جس میں انہوں نے کہا ہے کہ ہم کو ٹڈی ملی تو ہم میں سے ایک آدمی اس کو ڈنڈے مارتا حالانکہ وہ احرام میں ہوتا۔ تو کسی نے کہا کہ یہ درست نہیں ہے تو میں نے یہ بات نبیؐ سے کہی تو آپ نے فرمایا "یہ سمندری شکار ہے۔"
اس روایت کو ابوداؤدؒ ترمذی وغیرہ نے بیان کیا ہے لیکن انہوں نے ابوالمہز م کے ضعیف ہونے کی وجہ سے اس روایت کو ضعیف کہا ہے۔ مہزم کا تلفظ میم کے ضمہ زاء کے کسرہ اور ھا کے فتح سے ہے۔ اس کا نام یزید بن ابوسفیان ہے۔ اس کا ذکر نعامہ کے ضمن میں آئے گا۔
اور جمہور نے یہ دلیل لی ہے۔ کہ امام شافعی نے حسن یا صحیح سند سے عبداللہ بن ابی عمار سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا میں معاذ بن جبل اور کعب احبار کے ساتھ بیت المقدس سے کچھ محرم لوگوں کے ساتھ عمرہ کرنے کے لئے آیا۔ جب ہم راستے میں تھے اور کعب آگ سینک رہا تھا اس کے پاس ٹڈی آن گری اس نے دو ٹڈیوں کو پکڑ کر مار ڈالا اور بھول گیا تھا کہ وہ احرام میں ہے۔ پھر جب اس کو احرام یاد آیا تو اس نے ان کو پھینک دیا۔ جب ہم مدینے آئے تو لوگ عمرؓ کے پاس گئے اور میں بھی ان کے ساتھ

Marfat.com

گیا۔ تو کعب نے ٹڈیوں کا واقعہ عمرؓ کو سنایا تو انہوں نے کہا کہ اے کعب یہ تو نے اپنے ذمہ کیا جرمانہ کیا تو اس نے کہا دو درہم تو عمرؓ نے کہا بہت عمدہ ہے دو درہمیں سو ٹڈی سے بھی بہتر ہیں۔ جو تو نے اپنے آپ پر لازم کیا ہے اس کو ادا کر دو۔

اور بیہقی اور شافعی نے اسناد صحیح سے قاسم بن محمد سے روایت کیا ہے کہ میں ابن عباسؓ کے پاس بیٹھا ہوا تھا تو ان سے ایک آدمی نے ٹڈی کو احرام کی حالت میں مارنے کے بارے پوچھا تو ابن عباس نے کہا۔ اس میں ایک مٹھی طعام جرمانہ ہے اور تم ایک مٹھی کھانے کے بدلے کئی ٹڈیاں لے سکتے ہو۔ امام شافعی کہتے ہیں اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس میں قیمت ہے۔ تو حرم میں اور محرم سے ٹڈی اور اس کے انڈے کے عوض میں قیمت لی جائے گی۔ اگر ٹڈی راستوں میں عام ہو جائے اور اس کا نہ روندنا ممکن نہ رہے۔ تو ظاہر بات یہ ہے کہ اس پر کوئی جرمانہ نہیں ہوگا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ کسی بھی صورت میں اس پر جرمانہ نہ ہو گا۔ ٹڈی اور مچھلی زندہ ہو یا مردہ ان کی بیع سلم جائز ہے جبکہ وہ عام ہوں۔ ہر جنس کے متعلق وہی حکم لگایا جائے گا۔ جس کے وہ لائق ہو۔ امام رافعی نے باب الربا میں اس کی تین صورتیں بیان کی ہیں ایک یہ ہے کہ یہ لحمیات میں سے نہیں ہے اور روضہ میں لکھا ہوا ہے کہ یہ ہی زیادہ صحیح ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ یہ خشکی کے لحمیات میں سے ہے۔ تیسرا یہ ہے کہ سمندری لحمیات میں سے ہے۔ اور اختلاف اس وقت ظاہر ہوتا ہے جب اس کو خشکی یا تری کے گوشت سے بیچا جائے۔ اور اس وقت بھی جبکہ کسی نے یہ کہا ہو کہ میں گوشت نہیں کھاؤں گا۔

موفق بن طاہر نے ایک غریب قول بیان کیا ہے کہ یہ سمندر کے شکار سے ہے کیونکہ گوبر سے پیدا ہوتی ہے مگر یہ شاذ ہے۔

ضرب الامثال: عرب کہتے ہیں تمرة خير من جرادة واطيب من جرادة یعنی ایک کھجور ایک ٹڈی سے بہتر اور عمدہ ہے۔ اور یوں بھی کہتے ہیں جاء القوم كالجراد المنتشر یعنی لوگ بڑی اور متفرق تعداد میں آئے۔ ایک مثال یہ بھی ہے۔ اجرد من الجراد و اغوى من غوغاء الجراد یہ ٹڈی سے زیادہ ننگا ہے اور غوغاء ٹڈی سے سرکش ہے۔ عرب یہ بھی کہتے ہیں كالجراد لا يبقى او يذر یعنی وہ ٹڈی کی طرح ہے جو کچھ بھی باقی نہیں چھوڑتا۔ یہ معاملہ کے سخت ہونے کے وقت اور لوگوں کے جڑ سے اکھیڑنے کے وقت بیان کی جاتی ہے۔

عربوں کی غیرت: اور کہتے ہیں احمى من مجير الجراده یہ ٹڈیوں کو پناہ دینے والے سے بھی زیادہ حمایتی ہے۔ اور یہ مدلج بن سوید طائی تھا۔ اس کا واقعہ اعرابی نے کلبی سے یوں بیان کیا ہے کہ وہ ایک دن اپنے خیمے میں تنہا تھا۔ تو طئی قبیلہ کے کچھ لوگ اس کے پاس آئے ان کے ساتھ ان کے برتن بھی تھے تو اس نے کہا تمہارا کیا مسئلہ ہے۔ انہوں نے کہا تیرے صحن میں ٹڈیاں آئی ہیں ہم۔ ان کو پکڑنے کے لئے آئے ہیں۔ وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر نیزہ اٹھائے کہنے لگا تم میں سے خبردار کوئی ٹڈی سے چھیڑ خانی نہ کرے ورنہ میں اس کو قتل کر دوں گا۔ کیا وہ میری پناہ میں آتی ہوں اور تم انکو پکڑنا چاہتے ہو پھر وہ ان کے سورج تپنے تک حفاظت کرتا رہا پھر وہ اڑ گئیں۔ وہ کہنے لگا اب تم جو مرضی کرو کیونکہ یہ میری پناہ سے نکل گئی ہیں۔

طبی فوائد اور خواص: جب کسی آدمی کو خشکی کی ٹڈی کی دھونی دی جائے تو پیشاب کی تنگی میں اس کو مفید ہے ابن سینا کہتے ہیں کہ اگر ان میں سے بارہ ٹڈیاں لے کر ان کے سر اور کنارے اتار کر پھر انکو خشک آس میں استقاء کی بیماری والا پیئے تو اس کو فائدہ ہوگا۔

Marfat.com

لمبی گردن والی ٹڈی اگر اس آدمی پر لٹکائی جائے جس کو چوتھے کا بخار ہے تو اس کو فائدہ ہوگا۔

چھائیوں والے آدمی پر اس کا پیٹ اور انڈا اطلاء کیا جائے تو وہ تندرست ہو جائے گا۔

تعبیر الرؤیا: خواب میں ٹڈی اللہ کا ایک لشکر ہے۔ یہ موسیٰؑ کی نشانیوں میں سے ہے اور یہ اللہ کا عذاب ہے۔ دباءٹڈی کو دیکھنے سے مراد بد اخلاق اور بد سیرت لوگ ہیں۔

جب یہ ایسی جگہ پر آدمی دیکھے کہ جہاں پر وہ پکڑی جاتی ہو اور کھائی جاتی ہے تو یہ اللہ کی نعمت ہے۔

جب کوئی دیکھے کہ وہ ٹڈی کو مٹکوں یا ہنڈیا میں ڈال رہا ہے تو اس کو دولت ملے گی۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ابن سیرینؒ کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا کہ میں نے خواب میں ایک ٹڈی کو پکڑ کر ایک مٹکے میں ڈال دیا تو ابن سیرین نے کہا کہ تم کو درہم ملیں گے جن کو تو ایک عورت کو دے دے گا تو اسی طرح ہوا۔

جس نے خواب میں دیکھا کہ اس پر سونے کی ٹڈیاں برس رہی ہیں تو اللہ اس کو اس کی فوت شدہ چیز دے دے گا۔ جیسا ایوبؑ کے قصہ میں پیش آیا۔

الجراد البحری

شریف فرماتے ہیں کہ یہ ایک ایسا جانور ہے جس کا سر چوکور ہوتا ہے اور اس کے سر کے پاس ایک سیپی ہوتی ہے اور بقیہ سر پر سیپی نہیں ہوتی۔ اور اس کے دونوں اطراف میں دس لمبے لمبے ہاتھ مکڑی کی طرح ہوتے ہیں مگر یہ ان سے بہت بڑے ہوتے ہیں اور ان میں سے کچھ روٹی جتنی ہوتی ہیں اور کچھ اس سے بھی چھوٹی ہوتی ہیں اور یہ بلاد مغرب میں ساحل سمندر پر بہت زیادہ ہوتی ہیں۔ لوگ ان کو بھون کر اور پکا کر کھاتے ہیں۔ ان کے باریک اور سرخ سینگ ہوتے ہیں۔ ان کے سر کے نیچے سامنے کی طرف دو آنکھیں ہوتی ہیں۔ اور یہ ٹڈی گرم خشک ہوتی ہے۔ اور وہ ٹڈی عمدہ ہوتی ہے جس کو چولہے پر بھون کر کھایا جائے۔ اور یہ سیپی کی عام قسموں میں سے ہے۔ اس کا گوشت جذام کی بیماری میں مفید ہے۔

الجرارۃ

یہ بچھوؤں کی ایک قسم ہے۔ جب زمین پر چلتے ہیں تو اپنی دم نیچے گھسیٹتے ہیں عنقریب اس کا ذکر باب العین میں آئے گا۔ یہ چھوٹے چھوٹے پیلے رنگ کے بچھو ہوتے ہیں یہ انجذ ان کے پتے جتنے ہوتے ہیں۔ اور یہ عسکر مکرم میں ہوتے ہیں اور یہ اکثر طور پر چینی کے کھیتوں میں پایا جاتا ہے اور اس مٹی میں جو دریا کے بند کے قالبوں میں استعمال ہوتی ہے۔ اس بات کو انہوں نے کامل الصناعۃ میں ذکر کیا ہے۔ موسیٰ بن عبداللہ اسرائیلی کہتے ہیں کہ جرارۃ چھوٹے جسم والے بچھوؤں کی ایک قسم ہے جو اپنے جسم پر اپنی دم کو کھڑا نہیں کرتا جس طرح عام بچھو کرتے ہیں بلکہ یہ اپنی دم کو زمین پر گھسیٹتا ہے۔ اسی طرح یہ مشرق کے شہروں میں بھی پایا جاتا ہے۔

جاحظ کہتے ہیں یہ عسکر مکرم اور جند سابور میں ہوتا ہے یہ جب کسی کو ڈس لے تو اس کو مار دیتا ہے۔ بعض دفعہ اس کا گوشت جھڑنے لگتا ہے۔ بعض دفعہ اس میں بدبو آنی شروع ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ اس کی دشمنی کے ڈر سے اس کے قریب بھی کوئی

Marfat.com

نہیں جاسکتا سوائے منہ ڈھانپے اور یہ قسم پاخانوں کو اور نمی کی جگہوں کو پسند کرتی ہے۔

اس کا زہر جلانے والا گرم ہوتا ہے۔ ابن جمیع نے اپنی کتاب الرشاد میں کہا ہے کہ جرارۃ بچھوں کی ایک قسم ہے اس کا زہر گرم خشک ہوتا ہے۔ اس سے جسم میں شعلے اور سختی رونما ہوتی ہے یہ جس جگہ کاٹتا ہے وہاں تکلیف نہیں ہوتی۔ اس زہر میں جو شربت مفید ہے وہ جو اور پنیر کا پانی اور سیب کا ٹھنڈے پانی میں نکالا ہوا جوس ہے۔

جاحظ اور قزوینی کہتے ہیں کہ یہ قسم عام طور پر قتل کر ڈالتی ہے۔

الجرذ (چوہا)

اس کا تلفظ جیم کے ضمہ رائے مہملہ کے فتح اور ذال معجمہ سے ہے۔ یہ نر چوہوں کو کہتے ہیں۔ بعض کے بقول یہ چوہوں کی قسم ہے جو یربوع اکدر سے بڑا ہوتا ہے۔ اس کی دم سیاہ ہوتی ہے یہ بات ابن سیدہ نے کہی ہے۔

جاحظ کہتے ہیں کہ جرذ اور فار میں وہی فرق ہے۔ جو جاموس (بھینس) اور بقرۃ (گائے) میں ہے یا جو فرق بختی اور اعرابی اونٹ میں ہوتا ہے۔ نیز کہتے ہیں کہ انطاکیہ کے چوہوں پر بلیاں غالب نہیں آ سکتیں کیونکہ وہ بڑے ہوتے ہیں مگر ایک ایک کر کے غالب آ سکتی ہیں۔

یہ خراسان کے شہروں میں بہت زیادہ طاقتور ہوتے ہیں بعض دفعہ سوئے ہوئے آدمی کے کان کاٹ دیتے ہیں میں نے وہاں ایک چوہا دیکھا جو بلی سے جھگڑ رہا تھا اور اس نے بلی کی آنکھ پھوڑ دی اور بلی وہاں سے بھاگ گئی۔

زمخشری ربیع الابرار میں لکھتے ہیں۔ کہ جرز جب خصی ہو جائے تو تمام چوہوں کو کھا جاتا ہے۔ اور چوہوں میں سے کوئی بھی اس کے سامنے کھڑا نہیں ہوسکتا۔ کہتے ہیں تمام جنسوں میں خصی جانور غیر خصی سے کمزور ہوتے ہیں۔ سوائے جرز کے۔ کیونکہ ان میں خصی ہونا جرأت اور بہادری پیدا کر دیتا ہے اس کی جمع جرذان ہے جیسے صرد سے صردان۔ کہا جاتا ہے ارض جرذۃ یعنی چوہوں والی زمین۔ اس کی کنیت ابو جوال ابو راشد ابو العدرج ہے۔ اس کا ذکر عنقریب باب الفاء میں آئے گا۔

ابوداؤد ابن ماجہ وغیرہ نے ضباعۃ بنت زبیر جو مقداد بن الاسود کی بیوی ہیں ان سے روایت کیا ہے وہ کہتی ہیں کہ مقداد بن اسود بقیع الخبخبہ میں کسی کام سے گئے۔ خبخبہ کا تلفظ دونوں خاؤں کی زیروں اور پہلی باء کے سکون سے ہے اور یہ مدینہ کے نواحی میں ایک جگہ ہے بس وہ ایک غیر آباد جگہ میں داخل ہوئے تو کیا دیکھتے کہ ایک چوہا ایک سوراخ سے ایک ایک کر کے دینار نکال رہا ہے یہاں تک کہ اس نے سترہ دینار نکالے پھر اس نے ایک سبز کپڑے کا ایک ٹکڑا نکالا مقداد کہتے ہیں پس میں کھڑا ہوا اور میں نے اس کپڑے کے اطراف کو پھیلایا تو اس میں مجھے اٹھارہ دینار ملے وہ کہتے ہیں پھر مقداد ان کو لے کر نبیؐ کے پاس گئے اور آپ سے اجازت طلب کی پھر جب نبی ﷺ کو ملے تو آپ کو سارا واقعہ بتایا اور کہا اے اللہ کے رسول اس کو بطور صدقہ رکھ لیں تو آپ نے فرمایا کیا تو نے اپنا ہاتھ سوراخ کی طرف بڑھایا تھا مقداد کہنے لگا مجھے اس کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں نے ایسا نہیں کیا تو نبیؐ نے مقداد کو فرمایا اس کو اپنے پاس ہی رکھ لے اللہ تعالیٰ تیرے لئے اس میں برکت ڈالے اور ایک روایت میں ہے کہ یہ رزق ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے تیری طرف بھیجا ہے۔

Marfat.com

صحیح مسلم میں سعید بن ابی عروبہ ابوسعید خدری سے روایت کرتے ہیں کہ عبدالقیس کے کچھ لوگ نبیؐ کے پاس آئے اور کہنے لگے اے اللہ کے رسولؐ ہم ربیعہ کی ایک شاخ ہیں پھران سے لمبی حدیث ذکر کرنے کے بعد یہ الفاظ بیان کئے وہ لوگ کہنے لگے اے اللہ کے رسولؐ ہم کس برتن میں پئیں تو آپ نے فرمایا تم چمڑے کے برتن میں پیؤ تو وہ کہنے لگے اے اللہ کے رسولؐ ہماری زمین میں چوہے بہت زیادہ ہوتے ہیں اس لئے وہاں چمڑے کے برتن زیادہ عرصہ نہیں رہ سکتے تو آپ نے فرمایا چاہے ان کو چوہے کھا جائیں۔ یہ دوبار فرمایا۔

قیس کی سخاوت: اور حکایت بیان کی جاتی ہے کہ ایک عورت قیس بن سعد بن عبادہ بن دلیم کے پاس آئی ''وہ آدمی بڑا بردبار اور سخی تھا'' تو اس عورت نے اس سے کہا میرے گھر میں چوہے لکڑی پر چلتے ہیں وہ کہنے لگا میں ان کو اس حال میں کردوں گا کہ وہ شیر کی طرح کودیں گے پھر اس نے گھر کو کھانے چربی اور سالن سے بھر دیا اور بیان کیا جاتا ہے کہ اس کے لوگوں پر بہت زیادہ قرض تھے تو وہ بیمار ہوا تو عیادت کرنے والوں نے بہت سستی دکھائی تو اس سے کہا گیا کہ لوگ آپ کے قرض کی وجہ سے آپ سے شرماتے ہیں تو اس نے ایک منادی کرنے والے کو حکم دیا کہ وہ اعلان کرے کہ جس کے ذمہ بھی قیس بن سعد کا قرض ہے وہ اس قرض سے بری ہے تو لوگ اس کے پاس آنا شروع ہو گئے۔ یہاں تک کہ انہوں نے اس سیڑھی کو توڑ دیا کہ جس پر چڑھ کر وہ اس کے پاس آیا کرتے تھے۔ عروہ کہتے ہیں کہ قیس بن سعد کہا کرتے تھے اے اللہ مجھے مال عطا فرما کیونکہ مال کے بغیر کام صحیح طرح انجام نہیں پا سکتے اور ان کے باپ سعد بن عبادہ یہ کہا کرتے تھے اے اللہ مجھے حمد عطا فرمایا اور مجھے بزرگی عطا فرما اور بے شک کام کئے بغیر بزرگی نہیں مل سکتی اور کام بغیر مال کے انجام نہیں پا سکتے اے اللہ بے شک تھوڑی چیز میری اصلاح نہیں کرسکتی اور نہ میں اس کے ذریعہ کسی کی اصلاح کرسکتا ہوں۔

یحییٰ بن ابی کثیر کہتے ہیں کہ قیس بن سعد جب فرض نماز پڑھ چکتے تو یہ کہتے اے اللہ مجھے ایسا مال عطا فرما کہ جس سے میں نیک کاموں پر مدد حاصل کرسکوں اس لئے کہ نیک کام مال کے بغیر صحیح انجام نہیں پا سکتے۔

جوہری کہتے ہیں الفعل بالفتح مصدر فعل یفعل کا مصدر ہے اور بعض لوگوں نے اس آیت واوحینا الیہ فعل الخیرات میں فعل کو کسرہ کے ساتھ اسم مصدر پڑھا ہے اور اس کی جمع فعال آتی ہے جس طرح قدح کی قداح اور بئر کی بئار ہے اور فعال بالفتح انگور کے درخت کو کہتے ہیں۔ حدبہ شاعر کہتے ہیں۔

ضروبا بلحییہ علی عظم زورہ
اذا القوم هشوا للفعال تقنعا

''وہ اپنے جبڑوں کو اپنے سینے کی ہڈی پر مارنے والا ہے (یعنی بزدلی دکھاتا ہے) جب لوگ کام کرنے کے لئے چاک وچوبند ہوتے ہیں تو وہ منہ چھپالیتا۔''

ابن سیدہ کہتے ہیں کہ الفعال بالفتح اچھے کام کا اسم۔ قیس بن سعد ۶۰ ھ میں فوت ہوا بعض کہتے ہیں کہ ۵۹ ھ میں فوت ہوا۔

خواص اور شرعی حکم: اس کے خواص اور احکام چوہے کی طرح ہیں جس کا ذکر ان شاءاللہ باب الفاء میں آئے گا۔

Marfat.com

تعبیر الرؤیا: جرذ کو خواب میں دیکھنا گناہ تکلیف اور اجتماع پر دلالت کرتا ہے بعض دفعہ ذلت اور غصہ دیکھنے پر دلالت کرتا ہے اور بعض دفعہ ظالم عورتیں دیکھنے پر دلیل ہے جس نے اس کا گوشت خواب میں کھایا تو اسے حرام سے رزق ملے گا۔ بعض اہل التعبیر اس کو پکڑنے یا گھر لے جانے کو نقل مکانی قرار دیتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وارسلنا علیه سیل العرم یعنی ہم نے ان پر سیل العرم بھیجا تھا۔ اور اس کا سبب بھی چوہے ہی بنے تھے۔ تو اس زمین سے نقل مکانی پیش آئی۔ اس کا گوشت کھانا کسی فاسق آدمی کی غیبت کرنا ہے۔

الجرجس

جرجس قرقس کی ایک لغت ہے یہ چھوٹے مچھروں کو کہتے ہیں۔ اس کا ذکر ان شاء اللہ باب القاف قرقس میں آئے گا۔

الجوارس

شہد کی مکھیاں ہیں۔ جیسے حدیث میں آیا ہے کہ جرست النحل العرفط تجرس جرسا مطلب ہے کہ شہد کی مکھی نے ببول کے درخت سے یا جرس اصل میں چھوٹی آواز کو کہتے ہیں اور عرفط ببول کے درخت کو کہتے ہیں اس کے اندر بودار گوند ہوتی ہے۔ جب اس کو شہد کی مکھی کھاتی ہے تو اس کے شہد میں بھی بدبو آتی ہے۔

الجرو

اس کا تلفظ جیم کی فتح کسرہ ضمہ تینوں سے آتا ہے۔ یہ کتے کے اور دیگر درندوں کے چھوٹے بچے کو کہتے ہیں۔ مثل مشہور ہے لا تقتن من کلب سوء جروا یعنی برے کتے کی اولاد کبھی حاصل نہ کرو۔

ولو ولدت فقيرة جرو كلب
لسب بذالك الجرو كلاب

''اگر کوئی محتاج کتے کے بچے کو جنے تو اس وجہ سے تمام کتوں کے بچوں کو گالی دی جاتی ہے۔''

ابن سیدہ کہتے ہیں ہر چیز کی چھوٹی قسم کو جرو کہتے ہیں چاہے وہ حنظل ہو یا تربوز ہو ککڑی ہو یا انار ہو۔

صحیح مسلم میں میمونہؓ سے روایت ہے کہ نبیؐ ایک دن غصے سے خاموش تھے تو میمونہ نے کہا اللہ کے رسول آج میں آپ کی حالت کو خلاف معمول دیکھ رہی ہوں تو آپ نے فرمایا کہ جبرائیل نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ وہ آج رات مجھ سے ملے گا لیکن وہ نہیں ملا اور اللہ کی قسم اس نے کبھی وعدہ خلافی بھی نہیں کی۔ میمونہ کہتی ہیں کہ نبیؐ اس دن اسی طرح رہے پھر آپ کے دل میں خیال آیا کہ ایک کتے کا پلا خیمے کے نیچے ہے تو آپ نے اس کے متعلق حکم دیا تو اس کو نکال دیا گیا پھر نبیؐ نے اپنے ہاتھ سے پانی لے کر اس جگہ چھڑکا پھر جب صبح ہوئی اور جبرائیلؑ ان کو ملے تو آپؐ نے ان سے پوچھا کہ تم نے تو مجھے گزشتہ رات ملنے کا وعدہ کیا تھا تو انہوں نے کہا۔ ہاں! مگر ہم فرشتوں کی جماعت ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا تصویر ہو۔ تو نبیؐ نے اسی صبح کو کتوں کے مارنے کا حکم دے دیا یہاں تک کہ چھوٹے باغ کا کتا بھی مارنے کا حکم دیا صرف بڑے باغ کے کتے کی اجازت دی اس کو

Marfat.com

طبرانی نے خولہ سے روایت کیا ہے جو کہ نبی کی خادمہ ہیں اس میں یہ اضافہ بھی ہے۔ کہ ایک کتے کا بچہ گھر میں پلنگ کے نیچے داخل ہو گیا اور وہیں مر گیا تو کچھ دن وہاں پڑا رہا ان دنوں آپ پر وحی نازل نہ ہوئی تو آپؐ نے فرمایا اللہ کے رسول کے گھر کون سا نیا کام ہوا ہے کہ جبرائیل نہیں آ رہے۔ پھر آپ مسجد چلے گئے تو میں اٹھ کر گھر میں جھاڑو دینے لگی اور جھاڑو دے کر چارپائی کے نیچے جھکی تو اچانک جھاڑو دیتے ہوئے کوئی بھاری چیز محسوس ہوئی۔ تو میں اس کو باہر نکالنے لگی تو کیا دیکھا وہاں ایک کتے کا مرا ہوا بچہ ہے تو میں نے اس کو ہاتھ سے نکال کر گھر کے پچھواڑے پھینک دیا۔ تو نبیؐ آئے تو آپ کی داڑھی کانپ رہی تھی۔ اور جب بھی آپ پر وحی آتی تھی تو آپ کانپنے لگتے تھے۔ تو آپ نے کہا اے خولہ مجھے کمبل اوڑھا دو تو اللہ نے یہ آیت نازل فرما دی

والضحی والیل اذا سجی ما ودعك ربك و ما قلی۔

ابن عبدالبر کہتے ہیں کہ اس حدیث سند قابل استدلال نہیں۔ بلکہ صحیح بات یہ ہے کہ یہ سورت قرآن کے ابتدائی دور میں نازل ہوئی جب آپ سے وحی بند ہو چکی تھی تو مشرکوں نے کہا تھا کہ محمد ﷺ کو اس کے رب نے چھوڑ دیا ہے۔ تب اللہ نے یہ سورت نازل فرمائی۔

جرم آخر کب تک!!؟ بیہقی نے شعب الایمان کے ۴۷ویں باب کے آخر میں معاذؓ سے روایت کیا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک آدمی بانجھ تھا اس کی کوئی اولاد نہیں تھی۔ وہ جب باہر نکل کر بنی اسرائیل کے بچوں میں سے کسی بچے کو زیور پہنے ہوئے دیکھتا تو اس کو دھوکہ دے کر گھر لے آتا اور پھر مار کر کھیت میں پھینک دیتا ایک دفعہ اسی طرح اس نے دو بچوں کو جو بھائی تھے اور زیور پہنے ہوئے تھے، دیکھا تو ان کو گھر لا کر مارا اور کھیت میں پھینک دیا۔ اس کی مسلمان عورت اس کو اس بات سے منع کرتی اور کہتی کہ میں تجھ کو اللہ کے عذاب سے ڈراتی ہوں۔ تو وہ کہتا کہ اللہ نے اگر مجھ کو پکڑنا ہوتا تو مجھ کو فلاں دن پکڑتا وہ عورت اس کو کہتی کہ تیرا برتن ابھی بھرا نہیں ہے۔ جب وہ بھر گیا تو پکڑا جائے گا۔ اس نے جب ان دو بچوں کو مار ڈالا تو ان دو بچوں کا باپ ان کی تلاش میں باہر نکلا تو اس کو کسی نے ان کی خبر نہ بتائی تو وہ بنی اسرائیل کے نبیوں میں سے ایک نبی کے پاس آیا اور اس کو ساری بات بتائی۔ تو اس نبی نے اس کو کہا کیا ان کے پاس کوئی کھیلنے والا کھلونا تھا۔ ان کے باپ نے کہا جی ہاں ایک کتے کا بچہ تھا۔ فرمایا اس کو میرے پاس لاؤ۔ وہ اس کو لے کر آیا تو اس نبی نے اپنی انگوٹھی اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان رکھی پھر اس کو چھوڑ دیا۔ اور کہا کہ بنی اسرائیل کے گھر میں سے جس پہلے گھر میں یہ داخل ہوگا اس واقعہ کی وضاحت وہاں سے معلوم ہو گی۔ کتے کا بچہ بنی اسرائیل کے گھروں سے گزرتا ہوا بنی اسرائیل کے گھروں میں سے ایک گھر میں داخل ہو گیا تو وہ لوگ بھی اس کے پیچھے داخل ہو گئے تو انہوں نے دونوں بچوں کو مرا ہوا پایا اور ان کے ساتھ اور بھی کئی مقتول بچے ان کو ملے۔ وہ لوگ اس آدمی کو اپنے نبیؑ کے پاس لے گئے تو اس نے حکم دیا کہ اس کو سولی دی جائے۔ جب اس کو سولی کے پاس لے جایا گیا تو اس کی عورت اس کے پاس آئی اور کہا کہ میں تم کو اس دن سے نہیں ڈراتی تھی؟ اور تم کو میں نے بتایا تھا کہ اللہ تجھ کو نہیں چھوڑے گا اور تو کہہ رہا تھا کہ اگر اللہ نے مجھ کو پکڑنا ہوتا تو فلاں فلاں دن پکڑتا۔ میں نے تجھ کو بتایا تھا کہ تیرا برتن ابھی نہیں بھرا اب تیرا برتن بھر گیا ہے۔

ان شاء اللہ باب الکاف میں کلب کے ضمن میں ایک اور مسند احمد طبرانی اور بزار کی حدیث اس کتیا کے متعلق آئے گی جس کا بچہ اس کے پیٹ میں بولا تھا۔

Marfat.com

حاکم نے مناقب میں عن ابی ذر بیان کیا ہے کہ نبیؐ نے فرمایا جب زمانہ قریب ہو جائے گا اور لوگ سبز چادریں کثرت سے پہننے لگیں گے اور تجارت عام ہو جائے اور مال عام ہو جائے گا اور مال دار آدمی اپنے مال کی وجہ سے بڑا بن جائے گا۔ اور بے حیائی عام ہو جائے گی۔ عورتیں بھی زیادہ ہو جائیں گی۔ حکومت بچوں کے پاس آ جائے گی۔ بادشاہ ظالم ہوں گے۔ ماپ تول میں کمی ہوگی۔ اور آدمی کا کتے کے بچے کو پالنا اپنے بچے کو پالنے سے بہتر ہوگا۔ اور بڑے آدمی کی عزت نہ ہوگی۔ چھوٹوں پر رحم نہ ہوگا۔ زنا عام ہو جائے گا۔ یہاں تک آدمی عورت کو کھلے راستے میں ہی ڈھانپ لے گا ان میں سے شریف آدمی کہے گا کاش تم راستے سے الگ ہو جاتے۔ وہ بکری کے چمڑے پہنے ہوئے ہوں گے۔ لیکن ان کے دل بھیڑیوں جیسے ہوں گے۔ ان میں سے سب سے افضل آدمی وہ ہوگا جو اللہ کے دین میں سستی کرنے والا ہوگا۔ اسی طرح طبرانی نے اس کو معجم اوسط میں بیان کیا ہے۔ اس میں ایک راوی سیف بن مسکین ہے جو ضعیف ہے۔

الجریث

یہ جیم کے کسرہ اور رائے مہملہ اور ثائے مثلثہ سے ہے۔ یہ اس مچھلی کو کہتے ہیں جو اژدھے کی طرح ہوتی ہے۔ اس کی جمع جراثی ہے۔ اس کو جری بھی کہتے ہیں۔ یہ ایک مچھلی ہے جو سانپ کے مشابہ ہے۔ فارسی میں اس کو مار ماہی کہتے ہیں۔ باب الہمزہ میں گزر چکا ہے کہ اس کا نام انکلیس ہے۔

جاحظ کہتے ہیں کہ یہ چوہے کھاتی ہے اور یہ پانی کا سانپ ہے۔

شرعی حکم: یہ حلال ہے بغوی نے آیت اُحِلَّ لَکُمْ صَیْدُ الْبَحْرِ وَ طَعَامُهٗ کی تفسیر میں کہا ہے کہ جریث بالاتفاق حلال ہے۔ ابوبکر، عمر، ابن عباس، زید بن ثابت اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم کا یہی قول ہے۔ اور یہی مذہب شریح، حسن عطا، مالک کا ہے اور مذہب شافعی کا ظاہری قول بھی یہی ہے اس سے وہ سانپ مراد ہیں جو پانی ہی میں زندہ رہ سکتے ہیں۔ اور وہ سانپ جو خشکی اور سمندر دونوں میں ہوتے ہیں وہ زہریلے ہوتے ہیں اور حرام ہوتے ہیں۔

ابن عباس سے جری کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ یہودی اس کو حرام سمجھتے ہیں مگر ہم اس کو حرام نہیں کہتے۔

طبی فوائد اور خواص: دیوانے گھوڑے کے ناک میں اس کا پتہ پھونکنے سے اس کا جنون ختم ہو جاتا ہے۔ اس کا گوشت آواز کو عمدہ بناتا ہے اور عنقریب باب الصاد صید کے لفظ میں بخاری کی ایک حدیث جری کے بارے میں آئے گی۔

الجزور

اونٹوں میں سے سے مذکر و مونث دونوں پر بولا جاتا ہے۔ لیکن یہ لفظ اصل میں مونث ہے اور اس کی جمع جزر ہے یہ بات جوہری نے کہی ہے۔

ابن سیدہ کہتے ہیں کہ جزور اس اونٹنی کو کہتے ہیں جسے ذبح کیا جاتا ہے اس کی جمع جزائر، جزرا اور جزرات جمع الجمع ہے۔ جیسے طرق سے طرقات ہے۔ خرنق بن ہفان کہتے ہیں۔

لا یبعدن قومی الذین ہم   سم العداۃ و آفۃ الجزر

Marfat.com

''میری قوم دور نہ ہو وہ قوم کہ جو دشمنوں کے لئے زہر ہیں اور اونٹوں کے لئے آفت۔''

النازلون بکل معترك والطیبون معاقد الازر

''ہر مشکل میدان میں وہ اتر پڑتے ہیں اور وہ صاف عادات والے ہیں۔''

جزور لفظ سے مجزرۃ یعنی ذبح خانہ نکلا ہے۔

کتاب العین میں ہے کہ جزور کا لفظ خاص طور بھیڑ اور بکریوں کے لئے ہے۔ اور یہ جزر سے نکلا ہے جس کا معنی کاٹنا ہے۔

صحیح مسلم میں عبدالرحمٰن بن شماسہ سے روایت ہے کہ عمرو بن عاص نے موت کے وقت وصیت کی کہ جب تم مجھے دفن کر دو تو مجھ پر مٹی ڈال کر میری قبر کے پاس اتنی دیر ٹھہرو جتنی دیر میں اونٹ ذبح کر کے اس کا گوشت تقسیم کیا جائے۔

عمرو بن عاص شروع شروع میں مکہ میں قصائی تھے۔ اس لئے آپ نے اونٹوں کے ذبح ہونے کو پسند کیا اور یہ مثال بن گئی۔ معارف میں ابن قتیبہ نے آپ کے قصاب ہونے کو یقینی قرار دیا ہے۔ ابن درید نے کتاب الوشاح میں بھی نقل کیا ہے۔ اسی طرح ابن جوزی نے التلقیح میں بھی کہا ہے۔ اور یہ بھی کہا ہے کہ زبیر بن عوام اور عامر بن کریز بھی قصاب تھے۔

توحیدی نے کتاب ''بصائر القدماء اور سرائر الحکما'' میں ہر اس شخص کے پیشے بیان کئے ہیں جو وہ قریش میں سے معلوم کر سکا تو اس نے لکھا ہے۔ کہ ابوبکر صدیقؓ کپڑا فروش تھے۔ اسی طرح عثمان طلحہ عبدالرحمٰن بن عوف بھی کپڑا فروش تھے۔ اور عمرؓ بائع اور مشتری کے درمیان ایجنٹ کا کام کرتے تھے۔

سعد بن ابی وقاص تیر تراش تھے۔ ولید بن مغیرہ اور ابوالعاص جو ابوجہل کا بھائی تھا۔ دونوں لوہار تھے۔ عقبہ بن ابی معیط شراب فروش تھا۔ ابوسفیان بن حرب زیتون اور چمڑے کے تاجر تھے۔ عبداللہ بن جدعان غلاموں اور لونڈیوں کی تجارت کرتے تھے۔ نصر بن حارث سارنگی بجانے والے تھے۔ حکم بن ابی العاص بکروں کو خصی کرتے تھے۔ اسی طرح حریث بن عمرو ضحاک بن قیس فہری اور ابن سیرین کا بھی یہی پیشہ تھا۔ عاص بن وائل جانوروں کے معالج اور کھر لگاتے تھے۔

ان کے بیٹے عمرو بن العاص قصاب تھے اور امام ابوحنیفہ جو صاحب الرائے والقیاس تھے وہ بھی قصاب تھے۔ اور زبیر بن العوام درزی تھے اور عثمان بن طلحہ جن کو نبیؐ نے کعبہ کی چابی دی تھی اور قیس بن مخرمہ بھی درزی تھے۔ مالک بن دینار کاغذ بنانے والے تھے۔ مہلب بن ابی صفرہ مالی تھے۔ اور قتیبہ بن مسلم جنہوں نے ماوراء النہر تک عجم کا علاقہ فتح کیا یہ لوگوں کا سامان لاد کر لے جایا کرتے تھے۔ اور سفیان بن عیینہ اور ضحاک بن مزاحم اور عطا بن ابی رباح اور کمیت شاعر اور حجاج بن یوسف ثقفی اور عبدالحمید بن یحییٰ ''صاحب الرسائل'' اور ابوعبیداللہ قاسم بن سلام اور کسائی یہ سب لوگ معلم تھے۔ اور شریف لوگوں کے ایسے پیشے تھے۔

اور توحیدی نے عرب کے ادیان کے متعلق یوں کہا ہے کہ قبیلہ غسان بعض قضاعہ اور ربیعہ میں نصرانیت تھی۔ حمیر' کنانہ' کندہ' اور بنوالحارث بن کعب یہودی تھے۔ اور بنوتمیم مجوسی تھے۔ ان میں حاجب بن زرارہ وہ شخص تھا جس نے اپنی کمان کسریٰ کے پاس رکھی تھی۔ اور اس نے اس کے ساتھ وفا کی۔ یہاں تک کہ اس کے ساتھ مثال بیان کی جاتی ہے۔ تو عرب کہتے ہیں اوفی من قوس حاجب وہ حاجب کی کمان سے زیادہ وفا کرنے والا ہے۔ نبیؐ کے زمانے میں اس کو چھڑایا گیا اور آپ کو بطور ہدیہ دی گئی

Marfat.com

اور قریش میں بے دینی تھی۔

امام دمیری کہتے ہیں زبیر بن عوام کے بارے جو خیاط کا دعویٰ کیا جاتا ہے تو یہ محل نظر ہے۔ صحیح بات یہ ہے وہ قصاب تھے۔ اس بات کو ابن جوزی نے بیان کیا ہے جیسا کہ گزر چکا ہے۔ اور یہ بات اس لئے بھی محل نظر ہے کہ عمرو بن عاص اس وقت مصر کے بڑے اور عظیم لوگوں میں سے تھے۔ باقی جانوروں کے علاوہ انہوں نے اونٹ کے ذبح ہونے کو افضل قرار دیا اور اس کو موت کے بعد ذبح کرنے کا حکم دیا اور گوشت کو مرنے کے بعد تقسیم کرنا اس کے مالوں کو تقسیم کرنا ہے۔ من جملہ ان کا ترکہ جو انہوں نے وفات کے وقت چھوڑا نوا اردب تھا ایک اردب چوبیس صاع کا ہوتا ہے اور ایک صاع ڈھائی کلو کا ہوتا ہے۔

جزور کا شرعی حکم: اونٹ کے گوشت سے وضو کرنے کا بیان باب الھمزہ لفظ ابل میں گزر چکا ہے۔ وہاں پر ان ائمہ کا ذکر کر دیا گیا ہے جو وضو کرنے کی طرف گئے ہیں اور یہی دلیل کے لحاظ سے مضبوط ہے صحیح مسلم میں جابر بن سمرہؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبیؐ سے پوچھا کیا ہم بکری کے گوشت سے وضو کریں آپ نے فرمایا چاہو تو کرو چاہو تو نہ کرو اس نے کہا کیا ہم اونٹوں کے گوشت سے وضو کریں آپ نے فرمایا ہاں کرو۔

احمد اور ابو داؤد وغیرہ نے براء بن عازب سے بیان کیا ہے کہ نبیؐ سے اونٹوں کا گوشت کھانے کے بعد وضو کرنے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا وضو کرو۔ اور بکریوں کا گوشت کھانے کے بعد وضو کے بارے میں پوچھا گیا تو آپؐ نے فرمایا وضو نہ کرو۔ امام نووی کہتے ہیں یہ دونوں صحیح حدیثیں ہیں۔ ان کا کوئی شافی جواب نہیں ہے اور ہمارے اصحاب محدثین میں سے محققین علماء اس طرف گئے ہیں۔

بخاری مسلم ابو داؤد اور نسائی نے ابن مسعود سے روایت کیا ہے کہ ایک دفعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کر رہے تھے کہ عقبہ بن ابی معیط اونٹوں کی اوجڑی لایا اور اس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیٹھ پر ڈال دیا تو آپ اپنے سر کو بوجھ کی وجہ سے موڑ نہیں سکتے تھے۔ تو فاطمہؓ نے اس کو ان کی پشت سے ہٹا دیا۔ اور اس کے خلاف بددعا کی جس نے یہ کیا تھا۔ تو نبیؐ نے یوں دعا کی۔ **اللھم علیك بالملامن قریش** یا اللہ ان قریش کے سرداروں سے نبٹ۔ اے اللہ ابو جہل بن ہشام سے نبٹ' اے اللہ عقبہ بن ربیعہ' شیبہ بن ربیعہ' عقبہ بن ابی معیط اور امیہ بن خلف اور ابی بن خلف سے تو نبٹ لے۔ تو میں نے ان سب کو بدر کے دن مرا ہوا دیکھا۔ امیہ اور ابی کے علاوہ باقی سب کو کنوئیں میں ڈال دیا گیا۔ یہ دونوں چونکہ موٹے تھے اس لئے جب ان کو گھسیٹا گیا تو کنویں میں پھینکنے سے پہلے ان کے جوڑ علیحدہ ہو گئے۔

الجساسة

اس کا تلفظ جیم کی فتحہ اولیٰ سین کی تشدید سے ہے۔ ابن سیدہ کہتے ہیں کہ یہ سمندر کے جزیروں میں ایک چوپایہ تھا جو خبروں کی جاسوسی کر کے دجال کو پہنچایا کرتا تھا۔ اسی طرح ابو داؤد سجستانی نے کہا ہے۔ اس کو جساسہ اس لئے کہتے ہیں کہ یہ دجال کے لئے خبروں کی جاسوسی کرتا تھا۔

عبداللہ بن عمرو بن العاص کی حدیث میں ہے کہ جس دابة الارض کا ذکر قرآن میں ہے وہ یہی ہے اور یہ بحیرۂ قلزم کے ایک جزیرہ میں ہے۔

Marfat.com

مسلم ابوداؤد ونسائی ترمذی ابن ماجہ فاطمہ بنت قیس سے روایت کرتے ہیں کہ نبیؐ نے ہمارے پاس باہر آ کر خطبہ دیا کہ میں نے تم کو کسی ترغیب یا ترہیب کے واسطے جمع نہیں کیا لیکن ایک بات تمیم داری نے مجھے بتائی ہے کہ میں بنولخم اور جذام کے تیس آدمیوں کے ساتھ کشتی میں سوار ہوا۔ تو تیز آندھی نے ان کو کسی ایک جزیرے میں دھکیل دیا۔ وہاں ان کو ایک جانور ملا اس سے پوچھا کہ تو کون ہے اس نے کہا میں جساسہ ہوں۔ انہوں نے اس سے پوچھا کہ ہم کو کوئی خبر بتاؤ۔ اس نے کہا اگر تم کوئی خبر چاہتے ہو تو اس گرجے میں جاؤ وہاں ایک آدمی تم سے ملنے کا شوق رکھتا ہے۔ ہم وہاں گئے پھر آگے طویل حدیث ہے۔

یہ تمیم داری، تمیم بن اوس بن خارجہ بن سوید ابورقیہ تھے۔ ۹ ہجری میں مسلمان ہوئے۔ نبیؐ سے اٹھارہ حدیثیں انہوں روایت کیں۔ مسلم میں ان کی ایک روایت الدین النصیحہ موجود ہے۔ ان کے ایسے فضائل ہیں کہ جن میں ان کے ساتھ کوئی دوسرا شریک نہیں ہے اور انہیں سے نبیؐ نے قصہ جساسہ نقل کیا اور ان سے صحابہ کی جماعت نے بھی نقل کیا ہے جیسے ابن عباس، انس، ابوہریرہ رضی اللہ عنہم نیز تابعین کی ایک جماعت نے ان سے نقل کیا ہے۔

یہ مدینہ میں تھے مگر قتل عثمان کے بعد بیت المقدس چلے گئے۔ بڑے تہجد گزار تھے۔ یہ وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے لوگوں کو واقعات سنائے۔ اور مسجد میں چراغ جلانے شروع کئے۔

حافظ ابونعیم کہتے ہیں اور اسی طرح ابوداؤد طیالسی نے ابوسعید خدری سے روایت کیا ہے کہ وہ پہلا آدمی جس نے مسجد میں چراغ جلایا وہ تمیم داری ہیں۔ یہ ۴۰ ہجری میں فوت ہوئے۔

اور وہ تمیم داری جن کا ذکر صحیح بخاری کی حدیث جام میں وہ نصرانی تھے، اور دونوں مذاہب میں رہے یہ بات مقاتل بن حیان وغیرہ نے بیان کی۔

جعار

بجو کو کہتے ہیں۔ عرب کہتے ہیں اعیث من جعار یعنی فلاں آدمی بجو سے بھی زیادہ فسادی ہے۔ شاعر کہتا ہے۔

فقلت لها عیشی جعار وجرری　　　بلحم امریء لم یشهد النوم ناظره

"میں نے اس سے کہا کہ جس طرح بجو اس شخص کے گوشت کو خراب کر دیتا ہے جس کے سونے کے بعد اس کا کوئی نگران نہ ہو میری زندگی بھی خراب ہو چکی ہے۔"

الجعدة

بکری کو کہتے ہیں۔ باب الذال بھیڑیے کی کنیت کے ضمن میں اس کا بیان آئے گا۔ ان شاء اللہ

الجعل (گبریلا)

یہ بروزن صرد اور رطب ہوتا ہے۔ اس کی جمع جعلان جیم کے کسرہ اور عین کے سکون سے ہے۔ لوگ اس کو ابوجعلان کہتے ہیں۔ کیونکہ یہ خشک گندگی کو اپنے گھر میں جمع کرتا ہے۔

Marfat.com

یہ ایک مشہور چھوٹا سا جاندار ہے جس کو زعقوق کہتے ہیں۔ یہ چوپاؤں کی شرمگاہ میں کاٹ کر بھاگ جاتا ہے۔ یہ خنفساء گبریلے سے بڑا ہوتا ہے۔ یہ بہت سیاہ ہوتا ہے اس کے پیٹ میں تھوڑی سے سرخی ہوتی ہے۔ اس کے سر کے دو سینگ ہوتے ہیں۔ عام طور پر گایوں بھینسوں کے باڑوں میں اور گوبر کے ڈھیروں میں رہتا ہے۔ یہ عام طور پر گائے کے گوبر سے پیدا ہوتا ہے۔ پہلے بھی بتایا جا چکا ہے کہ یہ گندگی کو جمع کرتا رہتا ہے۔ عجیب بات یہ ہے کہ یہ گلاب کی خوشبو اور ہر اچھی بو سونگھنے سے مر جاتا ہے پھر جب اس کو گوبر میں ڈالا جائے تو پھر زندہ ہو جاتا ہے۔ ابوالطیب متنبی اس کا ایک شعر میں وصف بیان کرتے ہیں۔

کما تضر ریاح الورد بالجعل.

''جیسے گلاب کا پھول گبریلے کو نقصان دیتا ہے۔''

اس کے دو پر ہوتے ہیں جو صرف اڑنے کے وقت نظر آتے ہیں۔ اس کی چھ ٹانگیں اور ایک بہت اونچا کوہان ہوتا ہے۔ یہ پیچھے کی طرف چلتا ہے۔ اس چال کے باوجود اپنے سوراخ میں پہنچ جاتا ہے۔ اس کو کبرتل بھی کہتے ہیں۔ یہ جب اڑنا چاہتا ہے تو سانس لیتا ہے پھر اس کے بازو باہر آ جاتے ہیں اور یہ اڑ جاتا ہے۔ یہ عام طور پر سوئے ہوئے لوگوں کی ناک میں رہتا ہے جو کوئی قضائے حاجت کے لئے اٹھے تو اس کے پیچھے چلا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ پاخانے کو پسند کرتا ہے۔ اس لئے کہ وہ اس کی روزی ہے۔

طبرانی اور ابن ابی الدنیا نے عقوبات میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں ابن مسعودؓ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا۔ بنی آدم کے گناہ گبریلے کو اس کے سوراخ میں مار ڈالتے ہیں اور حاکم نے ابوالاحوص عن ابن مسعود سے روایات کیا ہے کہ انہوں نے یہ آیت پڑھی:

﴿وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى.﴾

''یعنی اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کو ان کے کمائے ہوئے گناہوں کے بدلے مؤاخذہ کرنے لگے تو زمین کی پیٹھ پر کوئی چلنے پھرنے والی چیز اس پر زندہ نہ چھوڑتا لیکن وہ ان کو ایک وقت مقرر تک پیچھے کر دیتا ہے۔''

پھر فرمایا قریب ہے کہ گبریلے کو اپنی بل میں بنی آدم کے گناہوں کے عوض عذاب کئے جائیں۔ حاکم یہ کہا یہ حدیث صحیح الاسناد ہے مگر بخاری مسلم نے اس کو روایت نہیں کیا۔

ویلعنھم اللاعنون کی تفسیر میں مجاہد کہتے ہیں کہ اس سے مراد زمین کے جاندار گبریلے اور کیڑے مکوڑے ہیں جن سے لوگوں کے گناہوں کی وجہ سے بارش روک لی جاتی ہے ابوداؤد اور ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے اور یہ حدیث ان کی جامع میں کتاب علل سے پہلے آخری حدیث ہے۔ اور ابن حبان نے بھی ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ نبیؐ نے فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے تم سے جاہلیت کا سا اپنے آباء پر فخر اور غرور کرنا نکال دیا۔ یا تو مومن ہو یا فاجر ہو۔ تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے بنے تھے۔ ان لوگوں کو باز آ جانا چاہیے جو ایسی اقوام پر فخر کرتے ہیں۔ کہ جو جہنم کے کوئلوں میں سے ایک کوئلہ ہیں۔ یا وہ اللہ کے نزدیک گبریلے سے بھی زیادہ ذلیل ہوں گے جو اپنے ناک سے بدبو کو ہٹاتا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ گندگی کو ہٹاتا ہے۔

Marfat.com

مسند ابوداؤد طیالسی اور شعب الایمان میں ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبیؐ نے فرمایا:
اپنے ان باپوں پر فخر مت کرو جو جاہلیت میں مرگئے ہیں۔اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ وہ گندگی جس کو گبریلا اپنی ناک سے دھکیلتا ہے۔تمہارے ان باپوں سے بہتر ہے جو جاہلیت میں مرگئے۔

بزار نے اپنی مسند میں حذیفہؓ سے بیان کیا ہے کہ نبیؐ نے فرمایا ''تم سب بنو آدم ہو اور آدم علیہ السلام مٹی سے بنے تھے تم اپنے باپ دادوں پر فخر کرنے سے باز آجاؤ ورنہ تم گبریلے سے بھی اللہ کے نزدیک زیادہ گھٹیا قرار پاؤ گے۔

عامر بن مسعود الجمحی صحابی کا لقب دحروجة الجعل تھا کیونکہ ان کا قد چھوٹا تھا۔اور سردیوں کا روزہ ٹھنڈی غنیمت والی حدیث کے راوی ہیں۔ریاشی نے اصمعی سے روایت کیا ہے کہ ہمارے قریب سے ایک اعرابی گزرا جو اپنے بیٹے کو تلاش کر رہا تھا۔ تو ہم نے اس کو کہا کہ تو اپنے بیٹے کی نشانی بتا۔اس نے کہا کہ وہ ایسے ہے جیسے دنبیر ہوتا ہے۔ہم نے اسے کہا کہ ہم نے تو دنبیر کبھی نہیں دیکھا تو وہ گیا اور تھوڑی دیر بعد ایک چھوٹے سے سیاہ رنگ کے گبریلے کی طرح کا ایک کیڑا لے آیا۔جس کو اس نے اپنی گردن پر اٹھا رکھا تھا۔تو میں نے اس سے کہا کہ اگر تم اس کے متعلق ہم سے پوچھتے تو ہم تم کو ضرور بتاتے۔کیونکہ یہ آج سارا دن ہمارے پاس ہی تو رہا ہے۔پھر اصمعی نے یہ شعر پڑھا۔

زینها الله فی الفؤاد کما　　　زین فی عین والد ولده

''اللہ نے اس کو دل میں خوبصورت بنایا ہے جیسے باپ کو بیٹا خوبصورت لگتا ہے۔''

شرعی حکم: گندگی کی وجہ سے اس کا کھانا حرام ہے۔

ضرب الامثال: لوگ کہتے ہیں الصق من جعل کیونکہ وہ پاخانہ کے وقت انسان کے پیچھے جاتا ہے۔کما تقدم شاعر کہتا ہے۔

اذا اتیت سلیمی شب لی جعل　　　ان الشقی الذی یغری به الجعل

''میں جب سلیمی کے پاس آیا تو ایک گبریلا میرے لئے جوان ہوگیا اور وہ شخص بڑا بدبخت ہوتا ہے کہ جس کے شوقین گبریلے ہو جائیں۔''

یہ مثال اس انسان کے لئے بیان کی جاتی ہے جو اس آدمی کے ساتھ چمٹا رہے جو اسے ناپسند کرتا ہے۔اور وہ اس سے بھاگتا رہتا ہے۔

طبی فوائد اور خواص: گبریلے کو کچا بغیر مسالہ کے خشک کر کے کوئی چیز ملائے بغیر پیا جائے تو بچھو کے ڈسے ہوئے میں مفید ہے۔

تعبیر الرؤیا: خواب میں گبریلا بھاری اور بڑا دشمن ہے۔یہ بسا اوقات مسافر آدمی پر دلالت کرتا ہے جو اپنا مال اٹھائے ایک شہر سے دوسرے شہر جاتا ہے۔جبکہ اس کا مال حرام ہو یا اس میں شبہ ہو۔

Marfat.com

الجعول

شترمرغ کے بچے کو یمنی زبان میں جعول کہتے ہیں یہ بات ابن سیدہ نے کہی ہے۔عنقریب نعامۃ کا لفظ باب النون میں آئے گا۔

جفرۃ

جیم کی فتح سے بکری کے چار ماہ کے بچے کو کہتے ہیں جو اپنی ماں سے الگ ہو چکا ہو۔ان کا مذکر جفر ہے۔اس کو جفر اس لئے کہتے ہیں کہ اس کے دونوں پہلو بڑے ہوتے ہیں۔اور اس کی جمع جفار اور اجفار ہے۔

ابن قتیبہ نے اپنی کتاب ''ادب الکاتب'' میں اور ''کتاب الجفر'' میں کہا ہے کہ یہ ایک بکری کے بچے کی کھال ہے جس پر امام جعفر صادق نے اہل بیت کے لئے وہ تمام علم لکھ دیا جس کے علم کی ان کو ضرورت تھی اور قیامت تک پیش آنے والی تمام چیزیں بھی لکھ دیں ہیں۔

ابو العلاء معری نے اپنے شعروں میں اس کی طرف یہی اشارہ کیا ہے۔

لقد عجبوا لاهل البيت لما اتاهم علمهم في مسك جفر

''لوگ اہل بیت پر بڑے متعجب ہیں کہ ان کے پاس جفر کے چمڑے پر علم آیا۔''

ومراة المنجم وهي صغرى ارته كل عامرة وقفر

''اور نجومی کا شیشہ بھی جو چھوٹا ہے لیکن وہ اس کو آباد اور غیر آباد جگہیں بھی بتاتا ہے۔''

مسک چمڑے کو کہتے ہیں۔کہا جاتا ہے کہ ابن تومرت جو مہدی کے نام سے مشہور ہے یہ کتاب جفر کی تلاش میں کامیاب ہو گیا تھا۔تو اس نے عبدالمومن جو مغربی ہے کے ہاتھ سے ظاہر ہونے والے واقعات اور اس کا واقعہ اور حلیہ بھی اور نام بھی جان لیا پھر ابن تومرت کافی مدت اس کو تلاش کرتا رہا یہاں تک کہ اس کو وہ مل گیا تو اس سے ملاقات کی اور اس کے ساتھ ہو لیا۔یہ اس کی عزت کرتا تھا اور اس کو اپنے ساتھیوں پر آگے کرتا تھا۔اور جب اسے دیکھتا تو یہ شعر کہتا تھا۔

تكاملت فيك اوصاف خصصت بها فكلنا بك مسرور ومغتبط

''تیرے اندر ایسے اوصاف پائے جاتے ہیں جو صرف تم میں ہی ہیں تو ہم سب تم پر خوش اور رشک کرنے والے ہیں۔''

السن ضاحكة والكف مانحة والنفس واسعة والوجه منبسط

''دانت ہنس رہے ہیں ہتھیلی بخش رہی ہے اور دل وسیع ہے اور چہرہ کشادہ ہے۔''

دمیری کہتے ہیں یہ جو مشہور ہے کہ ابن تومرت نے عبدالمومن کو مرتے وقت خلیفہ بنا دیا تھا صحیح نہیں ہے۔صرف بات یہ ہے کہ اس کے ساتھیوں نے اس کے اس اشارے کا لحاظ کیا تھا کہ وہ اس کو ہر معاملے میں آگے رکھتا اور اس کی عزت کرتا تھا۔تو اس کے لئے امر خلافت مکمل ہو گیا۔عبدالمومن وہی ہے جس نے لوگوں کو فروع میں مذہب مالک پر مغرب میں برانگیختہ کیا جب وہاں

Marfat.com

پر اس کی حکومت قائم ہوگئی۔ اور عقیدے اور اصول میں ابوالحسن اشعری کے مذہب پر۔

عبدالمومن ایک ہوشیار، عقلمند، خونریزی کرنے والا بادشاہ تھا۔ چھوٹے گناہ پر بھی قتل کر دیتا تھا۔

جمادی الاخری ۵۵۸ھ میں فوت ہوا۔ اس نے ۳۳ برس اور کچھ ماہ حکومت کی۔

شرعی حکم: یہ حلال ہے اور جب محرم اس کو قتل کر دے تو یربوع بطور فدیہ دے۔

طبی خواص اور تعبیر الرؤیا: اس کے خواص اور تعبیر بکری کی طرح ہے۔

جلکی

یہ لفظ مرطی کے وزن پر ہے۔ یہ مچھلی اور سانپ کے درمیان ایک قسم ہے جب اس کو ذبح کیا جائے تو اس سے خون نہیں نکلتا اور اس کی ہڈی نرم ہوتی ہے اور گوشت کے ساتھ ہی کھائی جا سکتی ہے۔ عورتوں کو موٹا کرتی ہے۔ اور یہ دبلے پن کا بہترین علاج ہے۔ واللہ اعلم

الجلالة

یہ ان حیوانوں میں سے ہے جو مینگنیاں اور گندگی کھاتے ہیں۔ اس کو گندگی کی جگہ میں ہی رکھا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے جلت الدابة الجلہ و اجتلتھا فھی جالہ و جلالة چارپائے نے گندگی اٹھائی اور جو ایسا کرے اس کو جلالہ کہتے ہیں۔

ابوداؤد وغیرہ نے نافع عن ابن عمر و عن ابن عباسؓ روایت کیا ہے کہ نبیؐ نے جلالہ پر سواری سے منع کیا ہے۔ اور حاکم نے عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کیا ہے کہ نبیؐ نے گندگی کھانے والے جانور یعنی جلالہ کو کھانے سے اور اس کا دودھ پینے سے اور سواری کرنے سے منع فرمایا ہے۔ یہاں تک کہ ان کو چالیس دن تک باندھ کر چارہ کھلایا جائے۔ بیہقی وغیرہ نے ابن عباس وغیرہ سے روایت کیا ہے کہ نبیؐ نے مشک میں منہ لگا کر پینے سے منع فرمایا اور جلالہ پر سواری سے منع فرمایا اور کسی جانور کو باندھ کر نشانہ مارنے سے منع فرمایا۔ اور مجثمہ اس جانور کو کہتے ہیں جسے کھڑا کیا جائے اور نشانہ کے لیے نصب کیا جائے پھر اس کو قتل کرنے کے لیے تیر پھینکا جائے اور یہ کام اکثر پرندوں اور خرگوشوں وغیرہ میں ہوتا ہے جن کو باندھ کر مارا جاتا ہے۔ اور پرندوں کے لیے جثوم (بیٹھنا) کا لفظ اسی طرح ہے جس طرح اونٹ کے لئے بروک (بیٹھنا) ہے۔ عنقریب جلالہ پر کلام سخلہ کے ضمن میں آئے گی۔

الجلم

شکاری پرندہ ہے جو باز کی ایک قسم ہے اس کا ذکر عنقریب باب الیاء میں آئے گا۔

الجمل

مذکر اونٹوں کو کہتے ہیں۔ فراء نے کہا ہے کہ یہ اونٹنی کے نر جوڑا کو کہتے ہیں۔ اسی طرح ابن مسعود نے کہا جب ان سے جمل کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے اس آدمی کو جاہل قرار دیا کہ جس نے اس چیز کے بارے میں ان سے پوچھا تھا کہ جس کو سب لوگ جانتے ہیں۔ جمل کی جمع جمال اور اجمال اور جمائل اور جمالات ہے۔ کَاَنَّہٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ اکثر مفسرین نے کہا ہے

Marfat.com

کہ یہ جمال کی جمع ہے جس طرح صحیح کہ صیغہ کے مطابق رجال سے رجالات۔ ابن عباس اور ابن جبیر کہتے ہیں کہ یہ کشتی کی رسیاں ہوتی ہے۔ جب ان کو جمع کیا جاتا ہے تو وہ ایک دوسرے سے بٹی ہوتی ہے۔ اس سے بڑے بڑے جسم بن جاتے ہیں۔ ابن عباس کہتے ہیں۔ جمالات تانبے کے بڑے بڑے ٹکڑوں کو بھی کہتے ہیں۔ بعیر کو جمل اس وقت کہتے ہیں کہ جب یہ چار سال کا ہو جائے۔

جنگ جمل کے حالات: جس اونٹ پر عائشہؓ سوار ہوئیں تھیں کہ جس سے وہ جنگ کے وقت گر گئی تھیں۔ اس اونٹ کو ان کے لئے یعلی بن امیہ نے ۴۰۰ درہم میں لیا تھا۔ بعض کہتے ہیں دوسو درہم میں لیا تھا۔ اور یہی صحیح ہے۔ ابن اثیر کہتے ہیں مالک بن حارث جو اشتر نخعی کے نام سے مشہور ہے اور مشہور بہادروں میں سے ہے اور جمل کے دن علیؓ کے ساتھ تھے۔ یہ عبداللہ بن زبیر کے پاس سے گزرے جبکہ وہ عائشہؓ کے ساتھ تھے اور یہ بھی بہادر تھے۔ تو دونوں نے ایک دوسرے کو پکڑ لیا ان میں جب ایک دوسرے کو گرا دیتا تو اس کے سینے پر چڑھ بیٹھتا تو یہ کئی دفعہ ہوا۔ اور عبداللہ زبیر زور سے چیخ رہے تھے۔ مجھے اور مالک کو مار ڈالو اور مالک کو میرے ساتھ مار ڈالو۔ وہ اس سے مراد اشتر نخعی لیتے تھے۔

ابن زبیر کہتے ہیں کہ جمل کی شام کو میں نے دیکھا تو میرے جسم میں ۳۷ زخم نیزوں تیروں اور تلواروں کے تھے اور فریقین میں سے کوئی بھی شکست نہ کھاتا تھا جو بھی عائشہؓ کے اونٹ کی مہار پکڑتا تو مار دیا جاتا تو میں نے مہار پکڑ لی تو عائشہؓ نے کہا کون ہے۔ تو میں نے کہا ابن زبیر ہوں تو وہ کہنے لگیں۔ ہائے اسماء کا برا ہو۔ تو اتنے میں اشتر میرے پاس سے گزرا تو میں نے اس کو پہچان لیا۔ اور ہم لڑنے لگے اللہ کی قسم میں اس کو ایک ضرب لگاتا تو وہ مجھ کو چھ یا سات دفعہ مارتا تو میں کہتا۔

اقتلونی مالکا و اقتلوا مالکا معی

''مجھے مار ڈالو اور مالک کو بھی اور مالک کو میرے ساتھ مار ڈالو۔''

مہار مجھ سے چھوٹ گئی تو مالک نے مجھ کو پکڑ کر خندق میں پھینک دیا اور کہا کہ اگر نبی ﷺ کے ساتھ تیری قرابت نہ ہوتی تو میں تیرے ٹوٹے ٹوٹے کر دیتا۔

ایک روایت میں ہے کہ ہم میں سے اور ان میں سے کچھ لوگ آ کر جنگ لڑنے لگے یہاں تک ہم ایک دوسرے سے دور ہو گئے اور مجھ سے لگام چھوٹ گئی اور میں نے علیؓ سے سنا کہ اونٹ کو قتل کر دو اس لئے کہ اگر اس کی کونچیں کاٹی گئیں تو سب متفرق ہو جائیں گے تو ایک آدمی نے اسے مارا تو وہ گر گیا تو میں نے اس سے زیادہ کبھی کسی اونٹ کی چیخ نہیں سنی۔ پھر علیؓ نے مقتولوں کے درمیان سے ہودج کے اٹھا لینے کا حکم دیا تو اس کو محمد بن ابی بکر اور عمار بن یاسرؓ نے اٹھا لیا۔ تو محمد بن ابی بکر نے اپنا ہاتھ ہودج میں داخل کیا۔ تو عائشہؓ نے کہا یہ کون ہے جو نبی ﷺ کی بیوی سے تعرض کرتا ہے۔ اللہ اس کو آگ سے جلائے۔ تو اس نے کہا اے بہن یہ کہہ کہ دنیا کی آگ سے تو انہوں نے کہا دنیا کی آگ سے۔ اس واقعہ میں طلحہؓ بھی شہید ہو گئے اور یہ عائشہؓ کے گروہ میں تھے اور حضرت زبیرؓ واپس چلے گئے تو ان کو عمرو بن جرموز نے وادی السباع میں سوئے ہوئے قتل کر دیا۔ اور ان کی تلوار علیؓ کے پاس لے کر آ گئے۔ جب انہوں نے اس کو دیکھا تو کہا کہ یہ تلوار لمبا عرصہ نبیؐ سے مصیبت کو ہٹاتی رہی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو احاطہ میں لیا گیا۔ اور علیؓ بصرہ میں داخل ہوئے تو ان کے رہنے والوں نے ان کی بیعت کر لی اور عثمان بن حنیف کو چھوڑ دیا گیا اور عائشہ رضی اللہ عنہا کو تیار کر کے ان کے بھائی محمد کو ان کے ساتھ بھیجا اور بنفس نفیس کئی میل تک ان کو الوداع کرنے کے لئے گئے۔ اور

Marfat.com

اپنے بیٹوں کو ایک دن کے سفر تک ان کے ساتھ ہی رہنے دیا۔ کہا جاتا ہے کہ اصحاب جمل کے مقتولوں کی تعداد آٹھ ہزار تھی۔ بعض کہتے ہیں ۱۷ ہزار تھی۔

اور اصحاب علی کے مقتولوں کی تعداد ایک ہزار تھی۔ اونٹ کی مہار پکڑنے والے ۸۰ لوگوں کی ہتھیلیاں کاٹ دی گئیں۔ جن میں سے زیادہ تر بنوضبہ میں سے تھے۔ جب بھی ایک آدمی کا ہاتھ کاٹا جاتا تو دوسرا آدمی مہار پکڑ لیتا۔ اور اسی بارے میں ضبی کہتا ہے۔

نحن بنی ضبة اصحاب الجمل ننازل الموت اذا الموت نزل

و الموت احلی عندنا من العسل

''ہم بنوضبہ اصحاب الجمل ہیں جب موت نازل ہوتو ہم اس کے ساتھ مقابلہ کرتے ہیں اور موت ہمیں شہد سے بھی زیادہ میٹھی لگتی ہے۔''

انہوں نے اونٹ کو زرہیں پہنا رکھی تھیں یہاں تک کہ اس کی کونچیں کاٹ دی گئیں۔ یہاں پر بنی کا لفظ مدح یا تخصیص کے فعل کا مفعول ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

اور جنگ جمل جمعرات کے دن ۱۰ جمادی الاولیٰ یا اخریٰ میں ہوئی۔ بعض نے ۱۵ تاریخ بیان کی ہے۔ اور سن ۳۶ھ میں ہوئی ہے سورج کے بلند ہونے سے لے کر عصر کے قریب تک رہی ہے۔

روایت کیا جاتا ہے جس آدمی نے اشتر سے لڑائی میں عبداللہ بن زبیر کے بچ جانے کی خبر دی عائشہؓ نے اس کو ۱۰ ہزار درہم دیئے۔

ابن خلکان وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ واقع جمل کے بعد اشتر جب عائشہؓ کو ملا تو کہا کہ تو نے میرے بھانجے کو مارنے کی کوشش کی تھی تو اس نے یہ شعر پڑھے۔

اعائش لولا انني كنت طاويا ثلاثا لالفيت ابن اختك هالكا

''اگر میں تین دفعہ اپنا ارادہ ملتوی نہ کرتا تو آپ اپنے بھانجے کو ہلاک شدہ پاتیں۔''

غداة ينادی و الرماح تنوشه باخر صوت اقتلونی و مالكا

''جس دن وہ آواز دے رہا تھا اور نیزے اس کو نوچ رہے تھے تو وہ بلند آواز سے کہہ رہا تھا مجھے اور مالک کو قتل کردو۔''

فنجاه منی اكله وشبابه و خلوة جوف لم يكن متماسكا

''پس اس کو مجھ سے اس کے کھوکھلے پن اور جوانی نے بچا لیا اور خالی پیٹ والا گھوڑے پر مضبوط نہیں ہوتا۔''

نقل کیا گیا ہے کہ اشتر کے مارنے سے ابن زبیر کے سر میں اتنا بڑا سوراخ ہو گیا تھا۔ کہ اگر پوری تیل کی شیشی بھی ڈالی جاتی تو وہاں سما جاتی تھی۔

حاکم نے قیس بن حازم اور ابن ابی شیبہ سے ابن عباس کی حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہؐ نے اپنی عورتوں کو فرمایا تم میں سے کون ادیب اونٹ والی ہوگی وہ نکلے گی تو اس پر حواٰب کے کتے بھونکیں گے۔ اور حوب بصرہ کے قریب ایک نہر ہے۔ ادیب اس کو

Marfat.com

کہتے ہیں جس کے منہ پر بہت زیادہ بال ہوں ابن دحیہ کہتے ہیں کہ ابن عربی پر تعجب ہے کہ اس نے اس حدیث کا اپنی کتاب العواصم والعواصم میں کیسے انکار کر دیا ہے۔ اس نے کہا ہے کہ اس کی کوئی اصل نہیں ہے جبکہ یہ واقع صبح روشن کی طرح عیاں ہے۔ عائشہؓ سے روایت کیا گیا ہے کہ وہ جب حوأب کے پانی پر سے گزریں تو ان پر کتے بھونکے تو انہوں نے کہا کہ مجھے واپس لے جاؤ کیونکہ میں نے نبیؐ سے سنا تھا کہ تم میں سے کسی ایک کا اس وقت کیا حال ہوگا جب اس پر حوأب کے کتے بھونکیں گے۔ حوأب بصرہ کے قریب ایک شہر ہے۔ ادیب چہرے پر بہت بالوں والے اونٹ کو کہتے ہیں۔ ابن دحیہ کہتے ہیں۔ دمیری کہتے ہیں ابن دحیہ نے کہا ابن عربی سے تعجب ہے کہ انہوں نے اپنی کتاب العواصم والقواصم میں کسی ایسی حدیث کا انکار کر دیا حالانکہ یہ حدیث صبح کی پو پھٹنے سے زیادہ روشن ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب وہ اس کے پانی پر پہنچیں تو انہی پر کتے بھونکے تو انہوں نے کہا مجھے واپس کرو مجھے واپس کرو کیونکہ میں نے نبی ﷺ سے سنا ہے کہ آپ فرما رہے تھے تم میں سے اس کا کیا حال ہوگا جس کو حوأب کے کتے بھونکیں گے۔ اور یہ بھی ان حدیثوں میں سے ہے جن کا قیس بن ابی حازم پر انکار کیا گیا ہے۔
اور شاعر کا یہ کہنا کہ۔

شکا الی جملی طول السری ۔۔۔۔ یا جملی لیس الی المشتکی
صبرا جمیلا فکلانا مبتلی

''مجھے میرے اونٹ نے رات کے زیادہ چلنے کی شکایت کی اے میرے اونٹ مجھ سے شکایت نہ کرو۔ صبر کرو کیونکہ ہم سب اس میں آزمائے گئے ہیں۔''

تو سب کو پتہ ہے کہ اونٹ بولتے نہیں ہیں۔ یہاں مجازی معنی مراد ہے اور کلام کا مقابلہ اس کی مثل سے ہوتا ہے۔ جیسے اللہ کا فرمان ہے فَمَنِ اعْتَدٰی عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰی عَلَيْكُمْ جیسے عمرو بن کلثوم کا شعر ہے۔

الا لا یجھلن احد علینا ۔۔۔۔ فنجھل فوق جھل الجاھلینا

''خبردار ہم پر کوئی جہالت والا کام نہ کرے ہم بھی سب سے بڑھ کر جاہلوں والے کام کرنے لگیں گے۔''

اور دوسرے شاعر کا قول ہے۔

ولی فرس للحلم بالحلم ملجم ۔۔۔۔ ولی فرس للجھل بالجھل مسرج

''میرا ایک حوصلہ کا گھوڑا ہے جس کی لگام بھی حوصلے کی ہے اور میرا ایک جہالت کا گھوڑا ہے جس پر جہالت کی زین کسی گئی ہے۔''

فمن رام تقویمی فانی مقوم ۔۔۔۔ ومن رام تعویجی فانی معوج

''جو مجھے سیدھا رہنے دے تو میں سیدھا ہی رہوں گا اور جو مجھے ٹیڑھا بنائے گا تو میں ٹیڑھا ہو جاؤں گا۔''

یہاں جہالت اور ٹیڑھے پن کے بدلے کا ذکر ہے کیونکہ جہالت اور ٹیڑھے پن سے کوئی قابل تعریف نہیں بنتا ہے۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا حَتّٰی يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ یہاں سے مراد مشہور حیوان اونٹ ہے اور اس لئے کہ یہ انسان کے زیر استعمال جانوروں میں سے سب سے بڑا ہے یہ کشادہ دروازے سے ہی داخل ہو سکتا ہے۔ گویا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ

Marfat.com

لوگ جنت میں کبھی نہیں جائیں گے۔ شاعر کہتا ہے۔

لقد عظم البعیر بغیر لب لم یستغن بالعظم البعیر

''اونٹ بغیر عقل بڑا تو ہو گیا اس کا بڑا ہونا ہی اس کے لئے کافی نہیں ہے۔''

ابن عباس اور مجاہد نے جمل کو جیم کے ضمہ اور میم کی تشدید کے ساتھ پڑھا ہے اور انہوں نے اس کی تفسیر کشتی کے موٹے رسے کی ہے سم الخیاط سوئی کے سوراخ کو کہتے ہیں اور شاعر نے اپنے شعر میں اسی طرف اشارہ کیا ہے وہ کہتا ہے۔

سمعت ذات سم فی قمیصی فغادرت به اثرا واللہ یشفی من السم

''میری قمیص کے اندر کوئی زہریلی چیز دوڑ رہی ہے تو اس نے اپنے نشانات چھوڑے اور اللہ تعالیٰ زہر سے شفا عطا فرمائے۔''

کست قیصرا ثوب الجمال وتبعا وکسری وعادت وھی عاریة الجسم

''قیصر، تبع اور کسریٰ کو زمانے نے جمال کے کپڑے پہنائے لیکن آخر کار وہ ننگے جسم والے ہو گئے۔''

اونٹ کی کنیت ابوایوب اور صفوان ہے اور ام زرع کی حدیث میں ہے کہ ایک عورت نے یوں کہا میرا خاوند تو اونٹ کے گوشت کی طرح ہے جس کو کسی بنجر پہاڑ پر بیکار سمجھ کر پھینک دیا گیا ہو۔

سنن ابوداؤد میں عن مجاہد عن ابن عباس روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح حدیبیہ کے سال ابوجہل بن ہشام کا اونٹ ہدیوں (قربانیوں) میں دیا تھا اس کی ناک میں سونے کی نتھ تھی۔ اس سے وہ مشرکوں کو غصہ دلاتے تھے۔ خطابی کہتے ہیں اس سے یہ فقہی مسئلہ معلوم ہوتا کہ مذکر اونٹ بطور ہدیہ دینا درست ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ اونٹوں میں مذکر بطور تحفہ دینا مکروہ سمجھتے تھے ان کا خیال تھا کہ اونٹوں میں مونث بطور تحفہ دینا چاہیے اور اس میں گھوڑوں کی لگاموں میں تھوڑی چاندی کے استعمال کا جواز ہے۔ یغیظ بذالك المشركين کا کلمہ جو حدیث میں ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ سب کو معلوم تھا کہ یہ اونٹ ابوجہل کا ہے تو نبیؐ نے اس کو حاصل کر لیا تو یہ چیز انہیں دیکھ کر غصہ دلاتی تھی کہ وہ نبیؐ کے قبضہ میں ہے اور اس کا مالک قتل ہو چکا ہے اور اس کا اونٹ چھین لیا گیا ہے۔

ابوداؤد و ترمذی اور ابن ماجہ نے عرباض بن ساریہ سے روایت کیا ہے کہ ہمیں رسول اللہؐ نے ایسا وعظ فرمایا جس سے آنکھیں بہہ پڑیں اور دل کانپ اٹھے تو ہم نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہ تو الوداعی وعظ لگتا ہے تو آپ ہمیں کیا نصیحت فرماتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ میں تمہیں ایسے چمکدار دور میں چھوڑ رہا ہوں جس کی رات بھی دن کی طرح روشن ہے اور صرف ہلاک ہونے والا ہی اس سے منہ موڑے گا اور تم میں سے جو زندہ رہا وہ بہت زیادہ اختلاف دیکھے گا پس تم اپنے اوپر وہ میری اور خلفاء راشدین کی سنت لازم کر لو جس کو تم پہچانتے ہو اور اس کو اپنی داڑھوں کے ساتھ مضبوط پکڑ لو اور نئے کاموں سے بچتے رہو کیونکہ ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی اور تم اپنے اوپر امیر کی اطاعت کو لازم کر لو چاہے وہ حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو اس لئے کہ مومن نکیل والے اونٹ کی طرح ہوتا ہے اس کو جس طرف چلایا جائے وہ چل پڑتا ہے۔

الانف اس اونٹ کو کہتے ہیں جس کی ناک میں نکیل ڈالی گئی ہو جس کی وجہ سے وہ اپنے ہانکنے والے کے حکم کو رد نہیں کر سکتا اور

Marfat.com

بعض کہتے ہیں کہ انف سے مراد فرمانبردار ہے بعض حدیثوں میں انف کے بجائے الانف کا لفظ آیا ہے اس کے معنی بھی یہی ہیں اس میں یہ الفاظ زائد ہیں کہ اگر اس کو چلایا جائے تو چل پڑتا ہے اور اگر اس کو پتھروں پر بٹھایا جائے تو ان پر بھی بیٹھ جاتا ہے۔
حدیث میں نواجذ کا جو لفظ ہے اس کے معنی وہ دانت ہیں جو منہ کے آخر میں ہوتے ہیں یعنی تم اس کو اس طرح پکڑو کہ جس طرح کوئی چبانے والا اپنی تمام داڑھوں سے پکڑتا ہے۔

ایک اور روایت میں آیا ہے کہ آپؐ جب مسکرائے تو آپ کے دانت نظر آنے لگے۔ اور یہاں پر اس سے مراد وہ دانت ہیں جو ہنسنے کے وقت ظاہر ہو جائیں اس لئے کہ آپ کا ہنسنا بھی مسکرانے کی طرح ہوا کرتا تھا۔

امام احمد ابوداؤد ونسائی نے ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی سجدہ کرے تو اس طرح نہ بیٹھے جس طرح اونٹ بیٹھتا ہے۔ اس کو چاہیے کہ اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے دونوں گھٹنوں سے پہلے رکھے امام خطابی فرماتے ہیں کہ وائل بن حجر کی حدیث اس حدیث سے زیادہ مضبوط ہے۔

قومے سے سجدے کو کیسے جائیں؟

اور اس حدیث کو سنن اربعہ نے وائل بن حجر سے بیان کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب وہ سجدہ کرتے تو اپنے گھٹنوں کو اپنے دونوں ہاتھوں سے پہلے رکھتے اور جب اٹھتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو دونوں گھٹنوں سے پہلے اٹھاتے۔

اور امام بخاری مسلم ابوداؤد وترمذی نسائی نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ نبیؐ کے ساتھ ایک اونٹ پر سوار تھے تو وہ تھک گیا تو نبیؐ نے اس کو کسی چیز سے چھویا اور اس کے لئے دعا کی اور فرمایا جابر اس پر سوار ہو جاؤ تو وہ سوار ہو گئے پھر تمام لوگوں سے وہ آگے نکل گئے تو مجھ سے نبیؐ نے فرمایا تو نے اپنے اونٹ کو کیسا پایا تو میں نے کہا اس کو آپ کی برکت کا اثر پہنچ گیا ہے آپ نے فرمایا کیا تو اسے میرے ہاتھ بیچنا چاہتا ہے تو میں ہچکچایا کیونکہ میرے پاس اس کے بغیر پانی ڈھونے کے لئے کوئی جانور نہیں تھا۔ پھر میں ہاں کر دی تو آپ مجھے اس کی قیمت بڑھاتے رہے اور فرماتے اللہ تعالیٰ تجھے بخشے یہاں تک کہ میں نے اس کو ایک اوقیہ سونے کے بدلے اس شرط پر بیچ دیا کہ مدینے تک میں اس پر سوار ہو کر جاؤں گا۔ جب میں مدینے پہنچا تو آپ نے حضرت بلال سے فرمایا اسے اس کی قیمت ادا کرو اور کچھ زیادہ بھی دو۔ پھر آپ نے مجھے میرا اونٹ بھی واپس دے دیا۔

اور ابن حبان کی کتاب میں حماد بن سلمہ عن ابی الزبیر عن جابر کی حدیث میں ہے کہ انہوں نے کہا کہ نبیؐ نے اونٹ والی رات میرے لئے پچیس مرتبہ استغفار کیا اور اسی حدیث میں خرید وفروخت میں شرط کے صحیح ہونے پر استدلال کیا گیا ہے اور فقہ کی کتابوں میں یہ اختلاف بیان کیا گیا ہے۔ امام سہیلی کہتے ہیں کہ اونٹ کے خریدنے اس کو واپس کرنے اور زیادہ قیمت دینے میں یہ حکمت ہے کہ نبی کو بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے والد کو زندہ کیا ہے اور ان کی روح کو واپس لوٹایا ہے اس لئے آپ نے ان کی طرف سے اونٹ خریدا اور وہ ان کی سواری تھی جس طرح اللہ تعالیٰ نے شہداء کی جانوں کو جنت کے بدلے خریدا۔ اور انسان کا نفس بھی اس کی سواری ہے اور پھر اللہ نے شہداء کو مزید دیا اور فرمایا ﴿لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَىٰ وَزِيَادَةٌ﴾ یعنی نیکوں کے لئے بہترین بدلہ اور کچھ مزید بھی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی جانوں کو جو کہ اس نے خرید لی تھیں انہیں واپس لوٹا دیں اور فرمایا ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ﴾ الایۃ اور ان لوگوں کو جو اللہ کی راہ میں قتل ہو جائیں انہیں

Marfat.com

مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں آخر تک تو نبیؐ نے اونٹ خرید کر زیادہ قیمت دے کر اور اس کو واپس کر کے اس خبر کی تاکید کی طرف اشارہ فرمایا جو آپ کو اللہ کی طرف سے دی گئی تو خبر اور فعل ایک جیسے ہو گئے۔

مسند احمد اور حاکم میں عبداللہ بن جعفر سے روایت ہے کہ نبیؐ انصار کے کسی باغ میں داخل ہوئے تو اس میں آپ نے ایک اونٹ دیکھا اور اس نے نبی ﷺ کو دیکھا تو رو پڑا نبیؐ نے اس کی کوہان پر ہاتھ پھیرا اور ایک روایت میں ہے کہ اس کے دونوں گیسوؤں پر آپ نے ہاتھ پھیرا تو وہ چپ ہو گیا۔ تو آپ نے پوچھا کہ اونٹ کا مالک کون ہے انصار کا ایک جوان آیا اس نے عرض کی یارسول اللہؐ یہ میرا ہے تو نبیؐ نے فرمایا کیا تم ان چوپایوں کے متعلق اللہ سے نہیں ڈرتے اللہ تعالیٰ نے جن کا تمہیں مالک بنایا ہے اس نے مجھ سے شکایت کی ہے کہ تم اس کو بھوکا رکھتے ہو اور اس سے مسلسل کام لیتے ہو۔

نبی ﷺ کی شفقت: اور طبرانی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ہم نبیؐ کے ساتھ غزوہ ذات الرقاع میں نکلے یہاں تک کہ ہم حرہ واقم پہنچے کہ ایک اونٹ بڑبڑاتا ہوا سامنے آیا یہاں تک کہ وہ نبیؐ کے قریب آیا اور آپ کے سر کے پاس آ کر آہستہ آہستہ کوئی آپ سے بات کرنے لگا۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ یہ اونٹ اپنے مالک کے خلاف مجھ سے مدد طلب کر رہا ہے اس کا دعویٰ ہے کہ اس کا مالک اس پر کئی سال تک کھیتی باڑی کرتا رہا یہاں تک کہ اس نے اس کو لاغر اور عاجز کر دیا اور اس کی عمر زیادہ ہو گئی تو اس نے اس کو ذبح کرنے کا ارادہ کر لیا۔ اے جابر تم جا کر اس کے مالک کو لے کر آؤ تو میں نے عرض کیا کہ میں اس کو پہچانتا ہی نہیں تو آپ نے فرمایا کہ تجھے یہ اونٹ بتائے گا تو جابر کہتے ہیں کہ اونٹ میرے آگے آہستہ سے چلنے لگا یہاں تک کہ وہ مجھے لے کر بنی خطمہ کی مجلس میں لے کر پہنچ گیا۔ تو میں نے پوچھا کہ اس اونٹ کا مالک کہاں ہے تو انہوں نے کہا کہ یہ فلاں بن فلاں کا ہے میں اس کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ نبیؐ کے پاس چلو تو وہ میرے ساتھ نکل آیا یہاں تک کہ ہم نبیؐ کے پاس جا پہنچے تو آپؐ نے فرمایا کہ تیرا اونٹ کہتا ہے کہ تو نے اس کے ذریعہ عرصہ تک کھیتی باڑی کی ہے یہاں تک کہ تم نے اس کو عاجز اور لاغر کر دیا اور اس کی عمر زیادہ ہو گئی تو تم نے اسے ذبح کرنے کا پروگرام بنا لیا تو وہ کہنے لگا اس اللہ کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے یقیناً یہی بات ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ نیک غلام کا بدلہ ایسا نہیں ہوا کرتا' پھر آپ نے فرمایا تو اس کو بیچے گا اس نے کہا جی ہاں تو آپ نے اس کو اس سے خرید لیا۔ پھر آپ نے اس کو درختوں میں بھیج دیا یہاں تک کہ اس کی کوہان کھڑی ہو گئی جب مہاجرین اور انصار میں سے کسی کا اونٹ بیمار ہو جاتا تو آپ اس کو یہ اونٹ دیتے اس طرح یہ اونٹ ایک عرصہ تک وہاں رہا۔

اونٹ بول پڑا: امام قشیری نے اپنے رسالے میں اور ابن جوزی مثیر الغرام الساکن میں احمد بن عطاء الروذ باری سے روایت کیا ہے کہتے ہیں کہ میں ایک اونٹ پر سوار تھا تو اس کی دونوں ٹانگیں ریت میں دھنس گئیں تو میں نے کہا جل اللہ اور اونٹ بھی کہنے لگا جل اللہ

امام قشیری باب کرامات الاولیاء میں انہیں سے حکایت بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے مکہ کے راستے میں ایک آدمی ملا اور کہنے لگا کہ میں نے اونٹ دیکھے کہ ان پر ہودج تھے اور رات کے وقت ان کی گردنیں لمبی ہو گئی تھیں۔ تو میں نے کہا سبحان اللہ وہ ذات بہت پاک ہے جو ان سے وہ تکلیف دور کرتا ہے جس میں یہ ہیں تو اونٹ نے میری طرف توجہ کی اور کہنے لگا تو کہہ جل اللہ تو میں

Marfat.com

نے کہا جل اللہ۔

ایک عجیب وغریب واقعہ: میں بعض متقدمین علماء میں کسی کے ہاتھ سے یہ لکھا ہوا دیکھا ہے کہ خراسان شہر میں ایک نظر بد والا دیکھا ایک دن وہ مجلس میں بیٹھا ہوا تھا تو ان کے پاس سے ایک اونٹوں کی قطار گزری تو نظر بد والے نے کہا تم ان اونٹوں میں سے کس کا گوشت کھانا چاہتے ہو کہ میں تمہیں اس کا گوشت کھلاؤں تو انہوں نے ایک بہترین اونٹ کی طرف سے اشارہ کیا تو اس نے اس کی طرف دیکھا تو وہ اونٹ اسی وقت گر پڑا اور اس اونٹ کا مالک بڑا سمجھدار تھا کہنے لگا میرے اونٹ کو کس نے باندھا ہے اسے چاہیے وہ اسے کھول دے اور یہ کہا بِسْمِ اللّٰهِ عَظِيْمِ الشَّانِ شَدِيْدِ الْبُرْهَانِ مَاشَاءَ اللّٰهُ كَانَ حَبَسَ حَابِسٌ مِنْ حَجَرٍ يَابِسٍ وَ شِهَابٍ قَابِسٍ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ رَدَدْتُ عَيْنَ الْعَائِنِ عَلَيْهِ وَفِىْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَيْهِ وَ فِىْ كَبِدِهٖ وَ كُلْيَتِهٖ لَحْمٌ رَقِيْقٌ وَ عَظْمٌ دَقِيْقٌ فِيْمَا لَهٗ يَلِيْقُ ﴿فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ ○ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ ○﴾ (الملک: ۳-۴) تو اونٹ اسی وقت کھڑا ہو گیا گویا کہ اسے کچھ ہوا ہی نہیں اور نظر بد والے آدمی کی آنکھ نکل گئی۔

فائدہ: نظر بد لگانے والا جب اس بات کا اعتراف کر لے کہ اس نے کسی کو دوسرے کو آنکھ کے ذریعہ ہلاک کیا ہے تو نہ اس سے قصاص لیا جا سکتا ہے اور نہ دیت اور نہ کفارہ' اگر چہ نظر بد حق ہے اس لئے کہ وہ قتل تک عموماً نہیں پہنچتی اور نظر بد لگانے والے کے لئے یہ مستحب ہے کہ وہ برکت کی دعا کرے اور کہے اَللّٰهُمَّ بَارِكْ فِيْهِ وَلَا تَضُرَّهٗ اور یہ کہے مَاشَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔

نظر بد سے بچنے کا نسخہ: اور قاضی حسین نے ذکر کیا ہے کہ انبیاء میں سے ایک نبی نے اپنی قوم کو زیادہ خیال کیا تو اللہ تعالیٰ نے ایک رات میں ہی ان میں سے ایک لاکھ کو مار ڈالا جب صبح ہوئی تو اس نے اس بات کی اللہ سے شکایت کی تو اللہ نے فرمایا جب تو نے ان کو بہت زیادہ سمجھا تھا تو پھر ان کے بچانے کا انتظام کیوں نہیں کیا تو انہوں نے عرض کی یا اللہ میں کس طرح ان کو بچاتا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم یوں کہتے حَصَّنْتُكُمْ بِالْحَيِّ الْقَيُّوْمِ الَّذِىْ لَا يَمُوْتُ اَبَدًا وَ دَفَعْتُ عَنْكُمُ السُّوْٓءَ بِلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ قاضی فرماتے ہیں کہ اسی طرح جو آدمی بھی اپنے آپ کو سلامت دیکھے اور اپنی حالت کو معتدل دیکھے تو اس کو چاہیے کہ وہ اپنے دل میں اسی طرح کہے اور قاضی حسین احمد بھی اپنی شاگردوں کے لے جب وہ زیادہ ہو جاتے تو اسی طرح دعا کیا کرتے تھے۔

اور امام فخر الدین رازی نے اپنی بعض کتابوں میں ذکر کیا ہے کہ آنکھ شریف اور صالح آدمی پر اثر نہیں کرتی کیونکہ یہ کسی چیز کو عظیم سمجھتا ہے لیکن قاضی حسین احمد نے جو بیان کیا ہے اس سے اس کی تردید ہوتی ہے۔

نظر بد کا عجیب واقعہ: قشیری نے اپنے رسالہ میں محمد بن سعید بصری سے بیان کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میں بصرے کی بعض گلیوں میں جا رہا تھا اچانک میں نے دیکھا کہ ایک اعرابی اونٹ کو ہانک رہا ہے پھر میں نے دوبارہ توجہ سے دیکھا تو اونٹ گر کر مر چکا تھا۔ آدمی بھی اور اس کا پالان بھی گر گیا میں تھوڑی دیر چلا پھر میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو اعرابی یوں کہہ رہا تھا۔ يَا مُسَبِّبَ كُلِّ سَبَبٍ وَيَامُوْصِلَ كُلِّ مَنْ طَلَبَ رُدَّ عَلَىَّ مَا ذَهَبَ بِحَمْلِ الرَّحْلِ وَالْقَتَبِ اونٹ اسی وقت پالان اور

Marfat.com

اور کجاوے سمیت کھڑا ہوگیا۔ مردوں کا زندہ کرنا بھی ایک کرامت ہے اگر چہ یہ ایک عظیم کام ہے لیکن محققین اور ائمہ اصول میں سے باعتماد علماء کے صحیح قول کے مطابق یہ بات ہوسکتی ہے۔

کیونکہ جو چیز نبیوں کے لئے معجزہ بن سکتی ہے تو اس کا کسی ولی کے لئے کرامت ہونا بھی جائز ہے۔ بشرطیکہ وہ نبوت کی طرح کا چیلنج نہ کرے۔ مردوں کو زندہ کرنا یہ اولیاء کی کرامت ہے۔

اور یہ واقعات بے شمار دفعہ پیش آتے ہیں۔ ان کا کچھ حصہ اس کتاب میں مختلف مقامات پر بیان کیا جائے گا۔

کرامت کی حقیقت: ہمارے شیخ یافعیؒ نے فرمایا کہ اولیاء میں سے جو با کرامت ولی ہے تو اس کا بغیر کرامت والے ولی سے بہتر ہونا ضروری نہیں۔ بلکہ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ بے کرامت ولی کرامت والے ولی سے افضل ہوتا ہے۔ کیونکہ کرامت کبھی کبھی یقین مضبوط کرنے کے لئے ہوتی ہے اور اللہ کی کمال معرفت ہوتی ہے۔ اسی لئے قطب العلوم تاج العارفین قرۃ اعین الصدیقین ابو القاسم الجنید رحمۃ اللہ علیہ۔ نے فرمایا کہ کوئی لوگ یقیناً پانی پر چلے ہیں اور کئی لوگ ان سے افضل ہونے کے باوجود پیاسے مرگئے۔

نیز انہوں نے کہا کہ یقین اس کو کہتے ہیں کہ غیب کے میدان میں شکوک وشبہات ختم ہوجائیں۔ نیز فرماتے ہیں کہ یقین اس علم کو کہتے ہیں کہ جو بدل نہ سکے اور دل میں جم جائے نیز وہ کہتے ہیں کہ کرامت اکثر محبین اور زھاد لوگوں کے لئے واقع ہوتی ہے لیکن کئی عارفین کے لئے پیش نہیں آتی۔ حالانکہ مقام معرفت مقام محبت سے اونچا ہے۔ اور زہد سے بھی افضل ہے۔

میں کہتا ہوں کہ یہ بات محققین کے نزدیک پسندیدہ ہے۔ کتاب خبر البشر بخیر البشر میں لکھا ہے جو کہ علامہ محمد بن ظفر کی ہے۔ ''کہ سکندریہ کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر تانبے کے اونٹ کی تصویر تھی۔ اس پر ایک تانبے کا عرب سوار بیٹھا ہوا تھا۔ جس نے چادر کی تہہ بند اوڑھ رکھی تھی۔ اور سر پر ایک پگڑی تھی۔ اور پاؤں میں جوتے تھے اور یہ سب کچھ تانبے کا تھا۔ وہاں لوگوں کا یہ معمول تھا کہ ان میں سے جب کوئی ایک دوسرے پر ظلم کرتا تو مظلوم ظالم سے یہ کہتا کہ تم مجھے میرا حق ادا کرو اس سے پہلے کہ یہ شخص نکل کر مجھے میرا حق تجھ سے دلوائے۔ چاہو تو دے دو نہ چاہو تو نہ سہی۔

یہ سلسلہ مسلسل جاری رہا یہاں تک عمرو بن العاصؓ نے مصر کی سرزمین فتح کر کے بت کو وہاں سے غائب کردیا۔ اور یہ نبیؐ کی بشارت کی طرف اشارہ ہے۔

اس کے خواص اور حکم اونٹ کے ضمن میں گزر چکے ہیں۔

ضرب الامثال: عرب کہتے ہیں الجمل من جوفه يجتر اونٹ اپنے پیٹ سے کھینچتا ہے۔ یہ مثال اس شخص کے لئے دی جاتی ہے جو اپنی کمائی سے کھائے یا ایسی چیز سے فائدہ اٹھائے جس سے اس کو نقصان بھی پہنچے۔

عرب یہ بھی کہتے ہیں اخلف من بول الجمل یہ اونٹ کے پیشاب سے بھی پیچھے پیشاب کرتا ہے۔

عرب یہ بھی کہتے ہیں وقع القوم فی سلی جمل یہ مثال اس وقت بولی جاتی ہے جب کوئی آدمی تکلیف کی آخری منزلوں میں پہنچ جائے۔ جیسے کہتے ہیں۔ بلغ السكين العظم یعنی چھری ہڈی تک پہنچ گئی۔ اس لئے اونٹ کی کوئی سلی نہیں ہوتی۔ اس لئے اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ مشکل میں پڑ گئے۔

Marfat.com

سلی ایک باریک سارحم کا پردہ ہوتا ہے جس میں جانوروں کے بچے ہوتے ہیں۔ پیدا ہوتے وقت اگر وہ بچے کے منہ سے نہ ہٹے تو وہ بچہ اس سے مرجاتا ہے۔ اور یہ مثال اس مثال کی طرح ہے اعز من الابلق العقوق یعنی گابن اونٹنی ابلق اونٹ سے زیادہ قیمتی ہے۔ نیز عرب کہتے ہیں الثمر فی البئر وعلی ظھر الجمل پھل کنویں میں ہے یا اونٹ کی پیٹھ پر۔ اس کی اصل یہ ہے کہ ایک آواز کرنے والا جاہلیت میں مدینے کے ٹیلوں میں سے ایک ٹیلے پر پھل پکنے کے وقت آواز دیتا کہ راہٹوں کے ذریعے اونٹ کی پیٹھ پر کنویں میں سے جس نے باغ کو پانی پلایا ہے تو اپنے پانی پلانے کا انجام اپنے پھل میں پائے گا۔

یہ ان کی اس کہاوت کے قریب ہے کہ عند الصباح یحمد القوم السری صبح کے وقت مالداروں کی تعریف کی جاتی ہے۔ یہ محاورہ شاعر کے اس قول کے قریب قریب ہے۔

اذا انت لم تزرع و ابصرت حاصدا ندمت علی التفریط فی زمن الزرع

''جب تم کچھ بوؤ گے نہیں اور کاٹنے والے کو کاٹتا دیکھو گے تو کھیتی بونے کے زمانے میں جو تم نے کوتاہی کی اس پر تم نادم ہوگے۔''

نیز ایک اور شاعر کہتا ہے:

تسالنی ام الولید جملا یمشی رویدا ویکون اولا

''ام الولید مجھ سے ایسا اونٹ مانگتی ہے جو آہستہ چلے اور پہلے نمبر پر ہو۔''

جو چیز نہ ہوسکتی ہو اس کے مانگنے پر یہ مثال بیان کی جاتی ہے بشرطیکہ سارا شعر پڑھا جائے۔ اگر صرف دوسرا مصرعہ پڑھا جائے تو یہ اس آدمی کے لئے مثال ہوگی جو اپنی ضرورت کو آہستگی میں پالے۔

اور وہ جو یوں کہتے ہیں کہ لا ناقتی فیھا و لا جملی اس کا ذکر ان شاء اللہ باب النون ناقہ کے ضمن میں آئے گا۔

تعبیر الرؤیا: خواب میں اونٹ دیکھنے سے مراد نبیؐ کے فرمان کی وجہ سے حج کرنا ہے اور دیہاتی اونٹ کو دیکھنا بھی حج کرنا ہے کیونکہ اللہ نے فرمایا وَتَحْمِلُ اَثْقَالَکُمْ اِلٰی بَلَدٍ الآیۃ اور بختی اونٹ سے مراد عجمی آدمی ہے۔ اور جس نے خواب میں دیکھا کہ اونٹ اس پر حملہ کر رہا ہے تو وہ کسی بے وقوف آدمی سے جھگڑے گا۔ جس نے اونٹ کو اس کی مہار سے پکڑ کر کھینچا تو وہ گمراہ آدمی کو ہدایت دے گا۔ جو خواب میں کسی اونٹ کا سر کھائے اس سے مراد کسی رئیس آدمی کی غیبت ہے۔ جس نے بہت سے عربی اونٹ دیکھے وہ دیہات والوں کی کسی قوم کا امیر بنے گا۔ جس نے دو اونٹوں کو لڑتے دیکھا تو یہ بادشاہ ہوں گے اور جو اونٹ کو کھینچ رہا ہو وہ دشمن کو مغلوب کرے گا۔

ارطامیدورس نے کہا ہے کہ اونٹ کو دیکھنا کشتی کے چپوؤں اور اس کے تیز چلنے پر دلالت کرتا ہے۔ اور زیادہ اونٹوں سے جاہل قوم مراد ہے جو صائب الرائے اور معرفت والے نہ ہوں۔ ان میں اکثر ذلت پائی جاتی ہے۔ اور جس نے خواب میں دیکھا کہ وہ اونٹ کی پیٹھ سے گر گیا ہے۔ تو اس کے فقیر ہونے کا خوف ہے اور جس نے یہ دیکھا کہ اس کو کسی اونٹ نے لات ماری ہے۔ تو وہ بیمار ہوگا۔ اور جب اونٹوں کو قطار در قطار دیکھے تو اس سے مراد بارش ہے کیونکہ بارش بھی لگاتار ہوتی ہے۔ اور اونٹ اس طرح بوجھ اٹھاتے ہیں جس طرح بادل بارشوں کو اٹھاتے ہیں۔ جب اونٹوں کو ذبح کیا گیا ہو لیکن وہاں کوئی ذبح کرنے والا بھی نہیں تو

Marfat.com

اس سے مراد شریف آدمیوں کی دعوت ہے اور جس نے یہ دیکھا کہ وہ اونٹ بن گیا ہے تو وہ شخص لوگوں کے تاوانوں کا بوجھ اٹھائے گا اور خواب میں بختی اونٹ دیکھنا سوار کے لئے بلا مشقت لمبا سفر ہے۔ بسا اوقات اونٹ سے مراد مسکن بھی ہوتا ہے اور کبھی کشتی بھی ہوتا ہے کیونکہ یہ خشکی کی کشتی ہے بعض دفعہ موت پر بھی دلالت کرتا ہے۔ کیونکہ یہ دوستوں کو دور کے مقامات تک کوچ کراتا ہے۔ بعض دفعہ بیوی پر بھی دلالت کرتا ہے اور اونٹ کینے پر بھی دلالت کرتا ہے۔ اور قصاص لینے پر بھی دلالت کرتا ہے اگر چہ دیر سے ہو۔ بعض دفعہ صابر آدمی پر دلالت کرتا ہے۔ اور جو جلدی چاہتا ہو اس کے حالات میں دیر پر بھی دلالت کرتا ہے بعض دفعہ اونٹ خوبصورتی پر بھی دلالت کرتا ہے کیونکہ یہ اس کے لفظ سے مشتق ہے نیز آیت میں بھی اس کو جمال کہا گیا ہے۔ اونٹ کو دیکھنا جن پر بھی دلالت کرتا ہے کیونکہ اونٹ جنوں کی آنکھوں سے پیدا کئے گئے ہیں۔ اونٹ اپنے مالک اور چلانے والے کے لئے فوائد اور رزق پر بھی دلالت کرتا ہے۔

ابن مقری کہتا ہے کہ بختی اونٹوں کو دیکھنا جلا وطن لوگوں اور اہل اسفار جو خشکی اور سمندر میں تاجر ہوتے ہیں کو دیکھنے پر دلالت کرتا ہے۔ کبھی غربا اور عجمی ہونے پر دلالت کرتا ہے کبھی کبھی اس کا دیکھنا غم' کینہ' قید و بند' ڈاکہ وغیرہ پر دلالت کرتا ہے۔ واللہ اعلم

جمل البحر

یہ ایک تیس ہاتھ لمبی مچھلی ہوتی ہے۔ یہ بات ابن سیدہ نے کہی ہے۔

اور عجاج نے اس کے بارے میں بہترین رجزیہ اشعار کہے ہیں یہ بات جاحظ نے البیان والتبیین میں کہی ہے۔ ابو عبیدہ کی حدیث میں ہے کہ انہوں نے الجمل البحر کے کھانے کی اجازت دی ہے۔

جمل الماء

اس کو البجع بھی کہتے ہیں یہ سمندر کا ایک پرندہ ہے جس کی لمبی چونچ ہوتی ہے اور اس کے نیچے ایک پوٹا بھی ہوتا ہے۔ اس کا ذکر عنقریب باب الحاء میں آئے گا۔

جمل الیہود

یہ گرگٹ کو کہتے ہیں اس کا ذکر ان شاء اللہ باب الہاء مہملہ میں آئے گا۔

الجمعلیلة

یہ لفظ جیم اور میم کے فتح سے ہے اور بجو کو کہتے ہیں۔ اس کا ذکر ان شاء اللہ باب الضاد معجمہ میں آئے گا۔

جمیل و جمیل

یہ ایک پرندہ ہے جو مصغر استعمال ہوتا ہے۔ اس کی جمع جملان ہے جیسے کعیب اور کعبان بقول سیبویہ یہ بلبل کو کہتے ہیں۔

Marfat.com

الجنبر

یہ لفظ مقعد کے وزن پر ہے۔ یہ سرخاب کے بچوں کو کہتے ہیں۔ یہ مثال سیبویہ کی ہے اور تفسیر سیرافی کی ہے۔ بقول ابن سیدہ

الجندب

یہ ٹڈیوں کی ایک قسم ہے بعض کہتے ہیں کہ یہ مذکر ٹڈیوں کو کہتے ہیں۔ دال کی تینوں حرکتوں سے درست ہے۔ اس کی جمع جنادب آتی ہے بقول سیبویہ اس کا نون زائد ہے۔ جاحظ کہتے ہیں یہ اپنی کلائیوں سے زمین میں گڑھے کھودتی ہے اور جب گرمی زیادہ ہو جائے تو زمین اور کیچڑ میں گھس جاتی ہے۔ بعض دفعہ سخت گرمی میں اڑنے لگتی ہیں۔

حدیث میں ہے (بیشک اللہ نے جو چیز مجھے دے کر بھیجا ہے اس کی مثال اس طرح ہے جیسے ایک آدمی آگ جلائے اور جنادب اس میں گرنے لگیں ...... آخر تک) اس کو مسلم اور ترمذی نے عن قتیبہ عن مغیرہ عن ابی زناد عن اعرج عن ابوہریرہ عن النبی ﷺ بیان کیا ہے اور ابن مسعود کی حدیث میں ہے کہ آپ ظہر کی نماز پڑھتے اور جنادب سخت گرمی کی وجہ سے یعنی زمین کی تپش کی وجہ سے کودتے۔

الجندع

یہ قنفذ کے وزن پر ہے۔ سیاہ ٹڈی کو کہتے ہیں۔ اس کے دو لمبے سینگ ہوتے ہیں یہ ٹڈیوں میں سب سے زیادہ خونریز ہے۔ اس کو کوئی نہیں کھاتا یہ بات ابن سیدہ نے کہی ہے۔ ابوحنیفہ کہتے ہیں کہ یہ چھوٹی ٹڈی ہوتی ہے۔

الجن

یہ ہوائی اجسام ہوتے ہیں مختلف اشکال اختیار کرنے پر انہیں قدرت ہوتی ہے۔ ان میں عقل اور فہم ہوتا ہے اور مشکل کاموں کو سر انجام دینے کی قدرت ہوتی ہے یہ انسانوں کے برعکس ایک مخلوق ہے۔ اس کی واحد جنی آتی ہے کہا جاتا ہے کہ ان کو جن اس لئے کہتے ہیں کہ یہ پوشیدہ ہوتے ہیں اور دیکھے نہیں جاتے اور کہا جاتا ہے **جن الرجل جنونا و اجنه الله فهو مجنون** اور مُجَنٌّ نہیں کہا جاتا۔ اور بعض لوگوں کا مجنون کے متعلق ما اجنہ کہنا شاذ قول ہے۔ اور نہ ہی اس پر قیاس کیا جا سکتا ہے۔ جیسے مضروب کو ما اضربه نہیں کہا جا سکتا ہے اور نہ ہی مشکوک کو ما اشکه کہا جا سکتا ہے۔

جنوں اور انسانوں کی اقسام: طبرانی نے حسن سند کے ساتھ ابوثعلبہ خشنی سے بیان کیا ہے کہ نبیؐ نے فرمایا کہ جنوں کی تین قسمیں ہوتی ہیں۔ ان میں سے ایک وہ ہوتی ہے جس کے پر ہوتے ہیں اور وہ ہوا میں اڑتے رہتے ہیں اور دوسری سانپوں کی ہے اور ایک وہ ہے جو اترتے بھی ہیں اور چلے جاتے ہیں اسی طرح حاکم نے اس کو روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ اس کی سند صحیح ہے اور عن قریب باب الخاء المعجمہ میں خشاش کے ضمن ابودرداء کی حدیث مفصل آئے گی کہ نبیؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جنوں کی تین قسمیں پیدا کی ہیں ان میں ایک قسم سانپوں بچھوؤں اور زمین کے کیڑے مکوڑوں کی ہے اور دوسری قسم فضا میں ہوا کی طرح ہیں۔ اور ایک قسم بنی آدم کی طرح ہیں ان کا حساب کتاب بھی کیا جائے گا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی بھی تین قسمیں بنائی ہیں ان میں

Marfat.com

ایک قسم چوپایوں کی طرح ہے جیسا کہ اللہ نے فرمایا ﴿اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا﴾ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغَافِلُوْنَ۔﴾

اور ایک قسم ایسی ہے کہ جن کے جسم تو انسانوں کی طرح ہیں لیکن روحیں شیطانوں کی روحوں کی طرح ہیں۔ اور ایک قسم وہ ہے جو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے عرش مجید کے سائے میں ہوں گے جس دن اور کسی چیز کا سایہ نہ ہوگا۔

ابن حبان نے کہا ہے کہ اس کو یزید بن سفیان نے رہاوی عن ابی منیب عن یحییٰ بن کثیر عن ابی سلمہ عن ابی الدرداءؓ سے روایت کیا ہے اور یزید بن سفیان کو یحییٰ بن معین امام احمد اور ابن المدینی نے ضعیف قرار دیا ہے۔

شرعی حکم: تمام مسلمانوں نے اس بات پر اجماع کیا ہے کہ ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح انسانوں کی طرف مبعوث ہوئے ہیں اسی طرح جنات کی طرف بھی آپ مبعوث ہیں جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَاُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْ بَلَغَ.﴾ اور میری طرف یہ قرآن اس لئے وحی کیا گیا کہ میں تمہیں اللہ سے اس کے ذریعے ڈراؤں اور اس کو بھی جس کو یہ قرآن پہنچے۔'' اور جن بھی ان لوگوں میں سے ہیں کہ جن کو قرآن پہنچا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ.﴾ اور جب ہم نے آپ کی طرف جنوں کی ایک جماعت موڑی جو قرآن سن رہے تھے۔

اور اللہ تعالیٰ فرمایا: ﴿تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا٥﴾ (الفرقان: ١) اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ٥﴾ (الانبیاء: ١٠٧) اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَمَآ اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ.﴾ (السباء: ٢٨)

جوہری کہتے ہیں کہ کبھی لوگ جنوں میں سے ہوتے ہیں اور کبھی انسانوں میں سے اور اللہ تعالیٰ نے دونوں فریق کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا ﴿سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَيُّهَا الثَّقَلٰنِ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ.﴾ ثقلان سے مراد انسان اور جن ہیں ان کو اس لئے یہ نام دیا گیا کیونکہ یہ زمین پر بوجھل ہوتے ہیں اور بعض کے بقول ان کو اسلئے ثقلان کہتے ہیں کہ ان پر گناہوں کا بوجھ ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ.﴾ یعنی جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈر گیا اس کے لئے دو جنتیں ہیں۔''

اسی لئے بعض نے کہا ہے کہ جنوں میں سے بھی مقرب الٰہی اور نیکوکار ہوتے ہیں۔ جس طرح انسانوں میں مقربین اور ابرار ہوتے ہیں اور اسی آیت سے جمہور نے اس بات پر استدلال کیا ہے کہ مومن جن بھی جنت میں داخل ہوں گے اور انسانوں کی طرح ثواب انہیں بھی ملے گا اور ابو حنیفہ نے اور لیثؒ نے اس بارے میں اختلاف کیا ہے کہ ان میں سے مومنوں کا ثواب یہی ہے کہ ان کو آگ میں نہیں ڈالا جائے گا۔

لیکن اکثر نے ان سے اس بارے میں اختلاف کیا ہے۔ یہاں تک کہ ابو یوسف اور محمد نے بھی ان سے اختلاف کیا ہے۔ ابو حنیفہ اور لیث کی دلیل سوائے اس آیت کے کوئی بھی نہیں ہے کہ ﴿وَيُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ.﴾ یعنی اے جنو! تم کو اللہ

Marfat.com

عذاب الیم سے بچائے گا۔'' نیز فرمایا ﴿فَمَنْ يُّؤْمِنْ بِرَبِّهٖ فَلَا يَخَافُ بَخْسًا وَّلَا رَهَقًا.﴾ ''یعنی جو اللہ پر ایمان لائے تو اسے نقصان اور ظلم کا خوف نہیں ہوگا۔''

وہ دونوں کہتے ہیں کہ اللہ نے ان دونوں آیتوں میں عذاب سے نجات کے علاوہ کچھ ثواب کا ذکر نہیں کیا۔

اس کا جواب دو طریقے سے ہے۔(نمبرا) یہ کہ ثواب کے بارے میں سکوت اختیار کیا گیا ہے۔ اور عدم ذکر سے عدم وجود لازم نہیں دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ جنوں کا قول ہے اور ہوسکتا ہے کہ ان کو اس بات کی اطلاع نہ ملی ہو اور جو کچھ اللہ نے ان کے لئے ثواب تیار کیا ہے ان پر مخفی رہا ہو۔

بعض کے بقول جن جب جنت میں جائیں گے تو وہ انسانوں کے ساتھ نہیں ہو گے بلکہ وہ جنت کے ایک گوشے میں رہیں گے۔

ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ مخلوق کی چار قسمیں ہیں ایک مخلوق ساری جنت میں جائے گی وہ مخلوق فرشتے ہیں۔ دوسری مخلوق ساری جہنم میں جائے گی اور یہ مخلوق شیاطین کی ہے۔ اور تیسری مخلوق کے کچھ لوگ جنت میں جائیں گے اور کچھ جہنم میں اور یہ مخلوق جن وانس کی ہے۔ اس تیسری قسم کے لئے ثواب بھی ہے اور عذاب بھی ہے۔ یہ روایت ابن عباس پر موقوف ہے۔ اور اس میں ایک بات غور طلب ہے کہ فرشتے جنت کی نعمتوں سے لطف اندوز نہیں ہوں گے۔ اور عجیب باتوں میں یہ بھی ہے کہ امام احمد بن مروان مالکی دینوری نے اپنی کتاب مجالسہ کے نوویں جزء کے شروع میں مجاہد سے بیان کیا ہے کہ ان سے مومن جنوں کے بارے میں پوچھا گیا کہ کیا وہ جنت میں جائیں گے؟ تو انہوں نے کہا کہ جائیں گے ضرور مگر اس میں کھائیں گے نہیں بلکہ تسبیح و تقدیس الہام کئے جائیں گے جس میں وہ ایسا لطف محسوس کریں گے جیسا اہل جنت لذیذ طعام وشراب میں محسوس کریں گے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی عمومیت کے بارے میں کچھ احادیث ہیں جن میں سے ایک روایت مسلم نے ابو ہریرہؓ سے نقل کی ہے کہ نبیؐ نے فرمایا ''مجھے جوامع الکلم دیئے گئے۔ مجھے تمام لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا۔ اس میں سے جابر کی روایت میں ہے کہ نبیؐ نے یوں فرمایا کہ مجھے ہر سیاہ وسرخ رنگ کے لوگوں کی طرف بھیجا گیا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جنوں سے ملاقات: کتاب ''خیر البشر بخیر البشر'' میں امام محمد بن ظفر عن ابن مسعود بیان کرتے ہیں کہ نبیؐ نے اپنے ساتھیوں کو مکہ میں فرمایا کہ تم میں سے جو شخص آج رات جنوں کے معاملات میں شامل ہونا چاہے وہ میرے ساتھ جاسکتا ہے۔ ابن مسعود کہتے ہیں کہ میں آپ کے ساتھ ہولیا۔ یہاں تک کہ ہم مکہ کے بالائی حصے میں پہنچے تو نبیؐ نے ایک خط کھینچا پھر آگے چل پڑے اور کھڑے ہو کر قرآن پڑھنے لگ گئے۔ تو آپ کو بہت سے لشکروں نے گھیر لیا اور میرے اور آپ کے درمیان حائل ہوگئے۔ یہاں تک کہ میں آپ کی آواز بھی سن نہ سکتا تھا۔ پھر وہ اس طرح بکھر کر چلے گئے جیسے بادل بکھر کر جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ ان میں سے ایک جماعت رہ گئی۔ پھر نبیؐ آئے اور کہنے لگے وہ جماعت کہاں گئی۔ تو میں نے کہا! یہ ہیں۔ تو نبیؐ نے ایک ہڈی اور گوبر کا ٹکڑا پکڑا اور ان کو دے دیا پھر نبیؐ نے (ہم کو) ہڈی اور گوبر سے استنجا کرنے سے منع کر دیا۔ اس روایت کی سند میں کچھ کمزوری ہے۔

بلال بن حرث سے بھی اس بارے میں روایت منقول ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نبیؐ کے ساتھ کسی سفر میں عرج کے مقام پر

Marfat.com

اترے۔ تو میں آپ کی طرف متوجہ ہوا جب میں آپ کے قریب ہوا تو میں نے کوئی شور سنا اور کچھ آدمیوں کے جھگڑے کی آواز سنی لیکن ان کی سمجھ نہ آ سکی۔ پھر کھڑا ہو گیا یہاں تک کہ نبیؐ تشریف لائے اور آپ مسکرا رہے تھے۔ آپ نے فرمایا مسلمان جنوں اور مشرک جنوں کے درمیان جھگڑا ہو گیا تھا پھر انہوں نے مجھ سے کہا کہ میں ان کے رہنے کی جگہ مقرر کروں تو میں نے مسلمانوں کے لئے اونچی جگہیں مقرر کر دیں اور مشرک جنوں کے لئے پستی کی جگہیں مقرر کر دیں۔

اور اس بارے میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت بھی ہے کہ نبی ﷺ کچھ اپنے ساتھیوں کے ساتھ نکلے اور عکاظ کے بازار جانا چاہتے تھے اس وقت شیاطین اور آسمانی خبروں کے درمیان پردے حائل کر دیئے گئے تھے۔ تو شیطان اپنی قوم کے پاس گئے اور کہنے لگے تمہارا کیا حال ہے کہ تمہارے اور آسمان کی خبروں کے درمیان پردے حائل کر دیئے گئے ہیں اور ہم پر شہاب پھینکے جاتے ہیں۔ انہوں نے کہا لگتا ہے کہ کوئی نیا واقعہ رونما ہوا ہے اس لئے زمین کے مشرق اور مغرب چھان مارو تو جو لوگ تہامہ کی طرف نکلے تھے وہ نبی ﷺ کو اور آپ کے صحابہ کو نخلہ کے مقام پر ملے۔ کہ جب آپ سوق عکاظ کا ارادہ رکھتے تھے۔ آپ نخلہ میں صحابہ کو صبح کی نماز پڑھا رہے تھے تو جب جنوں نے قرآن سنا تو اس کو خاموشی سے سننے لگے اور کہنے لگے کہ یہ ہی وہ چیز ہے جو ہمارے اور آسمانی خبروں کے درمیان حائل ہے۔

پھر وہ اپنی قوم کی طرف واپس گئے اور کہنے لگے۔ ﴿اِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا﴾ اور ابن عباس کے بیان کے مطابق نبیؐ کے جنوں کے ساتھ یہ پہلا معاملہ پیش آیا۔ اس وقت نبیؐ نے ان کو دیکھا نہیں تھا۔ صرف آپ کی طرف جو کچھ بھی واقعہ ہوا وحی کیا گیا۔

اسی بارے میں صحیح مسلم میں بھی ابن مسعودؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک رات نبیؐ کے ساتھ تھے تو وہ ہم سے گم ہو گئے تو ہم نے ان کو وادیوں اور گھاٹیوں میں ڈھونڈا۔ تو ہم نے کہا کہ یا تو آپ کو اغواء کر لیا گیا ہے یا آپ کو خفیہ طور پر مار دیا گیا ہے۔ تو ہم نے انتہائی بری رات گزاری کہ جتنی بری رات کوئی قوم گزار سکتی ہے۔ جب صبح ہوئی تو آپ صحرا کی طرف سے آئے۔ تو ہم نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ ہم نے آپ کو گم پایا پھر ہم آپ کو تلاش کرتے رہے مگر آپ ہم کو نہ ملے تو ہم نے انتہائی بری رات گزاری۔ تو آپ نے فرمایا کہ میرے پاس جنوں کا ایک سفیر آیا تھا تو میں اس کے ساتھ چلا گیا اور ان کو قرآن سنایا۔ راوی کہتے ہیں کہ نبیؐ ہم کو اپنے ساتھ لے گئے اور ان کی آگ جلانے کی جگہیں ہم کو دکھائیں۔ جب انہوں نے (جنوں نے) آپ سے اپنا توشہ مانگا تو نبیؐ نے فرمایا تمہارے لئے ہر وہ ہڈی غذا ہے جن پر اللہ کا نام لیا گیا ہے۔ تو وہ تمہارے لئے وافر گوشت والی ہو جائیں گی۔ اور مینگنیاں تمہارے جانوروں کا چارہ ہیں پھر آپؐ نے ہم کو کہا کہ تم ان دو چیزوں کے ساتھ استنجا نہ کرو کیونکہ یہ تمہارے بھائیوں کی خوراک ہیں۔

طبرانی نے حسن سند کے ساتھ زبیر بن العوام سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ نبیؐ نے ہمیں ایک صبح کی نماز مسجد نبوی میں پڑھائی جب آپ نے سلام پھیرا تو فرمایا کہ تم میں کون میرے ساتھ آج کی رات جنوں کے وفد کی طرف جائے گا تو سب لوگ خاموش رہے اور کوئی بھی نہ بولا آپ نے تین دفعہ اسی طرح فرمایا تو نبیؐ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے لے کر چل دیئے اور میں آپ کے ساتھ چل دیا۔ یہاں تک کہ مدینہ کے سارے پہاڑ ہم سے اوجھل ہو گئے۔ اور ہم ایک اونچی جگہ پر پہنچ گئے تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہاں پر لمبے لمبے آدمی تھے۔ گویا وہ لمبے لمبے نیزے ہیں وہ اپنے کپڑوں کو اپنی ٹانگوں کے درمیان لپیٹے ہوئے تھے۔ جب

Marfat.com

میں نے ان کو دیکھا تو مجھ پر زبردست کپکپی طاری ہوگئی حتیٰ کہ ڈر کے مارے میں اپنے پاؤں پر کھڑا نہ ہو سکتا تھا پھر جب ہم ان کے قریب ہوئے تو نبیؐ نے میرے لئے اپنے پاؤں کے انگوٹھے کے ساتھ ایک لکیر کھینچی اور فرمایا تو اس کے درمیان بیٹھ جا پھر جب بیٹھ گیا تو سب چیزیں مجھ سے دور ہوگئیں جو مجھے بے قرار کر رہی تھیں۔ تو نبیؐ میرے اور ان کے درمیان حائل ہو گئے پھر آپ اونچی آواز میں قرآن پڑھنے لگے یہاں تک کہ فجر طلوع ہوگئی پھر نبیؐ مڑے اور میری طرف چل پڑے اور فرمایا میرے ساتھ چل پڑو تو میں آپ کے ساتھ چل پڑا ابھی تھوڑے ہی دور گئے تھے تو آپ نے مجھے فرمایا پیچھے مڑ کر دیکھو کہ جہاں وہ لوگ تھے کیا وہاں تمہیں کوئی نظر آتا ہے تو میں نے کہا اے اللہ کے رسول مجھے وہاں ایک بڑی جماعت نظر آ رہی ہے تو نبیؐ نے اپنی سر کو زمین کی طرف جھکایا تو وہاں ایک ہڈی اور لید کو دیکھا۔ پھر آپ نے ان دونوں کو جنوں کی طرف پھینک دیا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ یہ نصیبین کے جنوں کا وفد تھا۔ مجھ سے خوراک کے بارے پوچھ رہا تھا۔ تو میں نے ان کے لئے ہر ہڈی اور لید کو خوراک مقرر کر دیا ہے تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کسی کے لئے ہڈی اور لید سے استنجا کرنا درست نہیں ہے۔

ابن مسعودؓ سے بھی روایت کیا گیا ہے اور کہتے ہیں کہ مجھے رسول اللہؐ نے ایک رات اپنے پیچھے آنے کا حکم دیا تو آپ نے فرمایا بے شک جنوں کی جماعت میں سے پندرہ بنو اخوہ اور بنو عم آج رات آئیں گے اور میں انہیں قرآن مجید سناؤں گا۔ تو میں آپ کے ساتھ جہاں وہ جانا چاہتے تھے چل دیا تو آپ نے میرے لئے ایک خط کھینچا اور مجھے اس میں بٹھا دیا اور فرمایا کہ اس میں سے مت نکلنا۔ تو میں نے رات اسی حصار کے اندر ہی گزار دی یہاں تک کہ سحری کے وقت نبیؐ میرے پاس تشریف لائے اور آپ کے ہاتھ میں ایک بوسیدہ ہڈی اور گوبر تھا۔ تو آپ نے فرمایا جب تم پاخانہ کرنے کے لئے نکلو تو تم ان چیزوں میں سے کسی کے ساتھ استنجا نہ کرو ابن مسعود کہتے ہیں جب صبح ہوئی تو میں نے کہا کہ میں وہ جگہ ضرور دیکھوں گا جہاں نبیؐ نے رات گزاری تھی۔ تو میں وہاں گیا تو میں نے ستر اونٹوں کی جگہ دیکھی۔

بیہقی اور امام شافعی رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ انصار کا ایک آدمی عشاء کی نماز پڑھنے کے لئے نکلا تو جنوں نے اس کو قید کر دیا اور وہ کئی سال تک گم رہا اس کی بیوی نے بھی شادی کر لی۔ پھر وہ کئی سال بعد مدینے آیا تو اس سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس بارے پوچھا تو وہ کہنے لگا کہ مجھے جن اٹھا کر لے گئے تھے تو میں کافی عرصہ ان کے پاس ٹھہرا رہا۔ تو ان سے مومن جنوں نے جنگ کی اور ان کو قتل کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو کافر جنوں پر کامیابی عطا فرما دی تو انہوں نے ان میں سے کئی جن قیدی بنا لئے اور مجھے بھی ان کے ساتھ قید کر لیا۔ پھر وہ لوگ کہنے لگے۔ کہ تو مسلمان آدمی لگتا ہے تجھے قید کرنا ہمارے لئے جائز نہیں ہے تو انہوں نے مجھے اپنے پاس ٹھہرنے اور اپنے گھر واپس آنے کی اجازت دے دی۔ تو میں نے گھر آنا پسند کر لیا تو وہ مجھے لے کر مدینے آ گئے۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا ان کا کھانا کیا تھا وہ کہنے لگا لوبیا اور ہر وہ کھانا جس پر اللہ کا نام نہ لیا جائے پھر انہوں نے اس شخص سے جنوں کے پینے کے متعلق پوچھا تو وہ کہنے لگا کہ ان کا پینا جھاگ ہے اس کو جدف اس لئے کہتے ہیں یہ پانی کے اوپر سے اتار کر پھینکی جاتی ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ ایک بوٹی ہے جس کو کاٹ کر کھایا جاتا ہے اور بعض لوگوں نے کہا ہے کہ ایک کھانے کا وہ برتن کہ جس کو اوپر سے ڈھانکا نہ گیا ہو۔ اور جہاں تک اجماع کا تعلق ہے تو ابن عطیہ وغیرہ نے بالاتفاق نقل کیا ہے کہ جن بھی اس شریعت محمدیؐ کے خاص طور پر مکلف ہیں۔ اور یہ کہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم جنوں اور انسانوں کی طرف مبعوث کئے گئے۔ اگر

Marfat.com

کوئی یہ کہے کہ شریعت کے تمام احکام ان پر لازم ہوتے تو وہ لازمی طور پر نبیؐ کے پاس آتے اور آپ سے ان کو سیکھتے جبکہ آپ کا ان کے پاس آنا صرف دو مرتبہ منقول ہے جبکہ اس کے بعد شریعت کے اکثر مسائل میں جدت پیدا ہوتی رہی۔

تو ہم اس کا جواب یہ دیں گے کہ اگر ان کا آپ کے پاس آنا آپ کی مجلس میں حاضر ہونا آپ کا کلام سننا منقول نہیں ہے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ایسا ہوا بھی نہ ہو اگرچہ مسلمانوں نے ان کو نہ دیکھا ہو۔ اور ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ نبیؐ نے ان کو دیکھا مگر صحابہ کرام نے انہیں نہ دیکھا ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جنوں کے سردار کے متعلق فرمایا ہے۔ ﴿اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَ قَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ﴾ تو نبیؐ نے ان کو اس قوت سے دیکھ لیا ہو کہ جو اللہ نے ان کو عطا فرمائی تھی جو کہ صحابہ کی قوت سے زیادہ تھی اور بعض صحابہ نے ان کو بعض دفعہ دیکھا بھی ہے جیسا کہ ابو ہریرہؓ نے اس شیطان کو دیکھا کہ جوان کے پاس رمضان کی زکوٰۃ چوری کرنے آیا تھا جیسا کہ بخاری میں روایت کیا گیا ہے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ اس بارے میں کیا کہو گے جو بعض معتزلہ سے حکایت کیا گیا ہے کہ وہ جنوں کے وجود کے منکر ہیں تو ہم کہیں گے جنوں کے وجود کا انکار ایسے شخص سے ثابت کرنا بڑی عجیب بات ہے جو قرآن کی تصدیق کرتا۔ کیونکہ قرآن تو ان کے وجود پر ناطق ہے۔

نبی ﷺ کا ایک جن کو قید کر کے چھوڑ دینا: نسائی و بخاری و مسلم نے ابو ہریرہؓ سے بیان کیا ہے کہ نبیؐ نے فرمایا کہ جنوں میں سے ایک دیو نے مجھ پر حملہ کیا گزشتہ رات تا کہ وہ میری نماز کاٹ دیں تو میں نے اس کو گلے سے پکڑ لیا اور ارادہ کیا کہ اس کو مسجد کے کسی ستون سے باندھ دوں۔ پھر مجھے اپنے بھائی سلیمانؑ کی بات یاد آ گئی۔ اور آپؐ نے فرمایا کہ مدینے میں کچھ جن مسلمان ہو گئے ہیں نیز آپؐ نے فرمایا موذن کی آواز جہاں تک کوئی جن اور انسان سنتا ہے وہ قیامت کے دن وہ ضرور اس کی گواہی دے گا۔

مسلم نے سالم بن عبداللہ بن ابو جعد سے روایت کیا ہے اور اس کی اس حدیث کے علاوہ صحاح ستہ میں کوئی حدیث نہیں ہے۔ وہ ابن مسعودؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبیؐ نے فرمایا کہ تم میں سے ہر آدمی پر ایک جن اس کا قرین و موکل ہے۔ صحابہ نے کہا اے اللہ کے رسول آپ کے ساتھ بھی ہے۔ آپؐ نے فرمایا! ہاں مگر اللہ نے میری اس کے خلاف مدد کی تو وہ مسلمان ہو گیا اب وہ مجھے صرف خیر کی دعوت دیتا ہے۔ اس حدیث میں اسلم کے لفظ کو بعض نے میم کے ضمہ سے اور بعض نے فتح کے ساتھ پڑھا ہے۔ مگر خطابی نے رفعہ کو صحیح کہا ہے اور قاضی عیاض اور نووی نے فتحہ کو۔ اور فتحہ ہی پسندیدہ قول ہے۔

امت نے نبی کی شیطان سے عصمت پر اجماع کیا ہے۔ یہاں پر شیطان کے وسوسوں اور اس کے گمراہ کرنے سے اوروں کو ڈرانا مراد ہے۔ اور ہم کو یہ بتایا تا کہ ہم شیطان سے بقدر امکان بچ سکیں اور نبی ﷺ کا کبائر سے محفوظ رہنا اجماعی مسئلہ ہے۔ اسی طرح تمام انبیاء علیہم السلام ہیں۔ اور صغائر میں اختلاف ہے مگر اس کی تفصیل کا یہ موقع نہیں ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ نبیؐ صغائر کبائر سے محفوظ تھے۔ اسی طرح محققین کے بقول جیسے قاضی عیاض نے کہا ہے کہ فرشتے بھی معصوم ہیں۔ جب یہ بات آپ کو معلوم ہو گئی تو یہ جان لیں کہ جنوں اور شیطانوں کے وجود کے متعلق لاتعداد احادیث موجود ہیں۔ اسی طرح عرب کے اشعار اور خبریں بھی ہیں۔ اس لئے ان کے متعلق نزاع کرنا ایک متکبرانہ فعل ہے۔ کیونکہ یہ متواتر طور پر ثابت ہے۔ پھر یہ ایک ایسا معاملہ ہے جس کو عقل بھی ناممکن نہیں سمجھتی اور حس بھی اس کو نہیں جھٹلاتی۔ اسی لئے جن مکلف ہیں۔

Marfat.com

اور یہ بات مشہور ہے کہ سعد بن عبادہ کی لوگوں نے بیعت نہیں کی اور ابوبکر کی بیعت کر لی تو وہ شام چلے گئے اور حوران میں اتر پڑے وہاں ہی وفات تک ۱۵ھ تک رہے اور اس بات میں اختلاف نہیں ہے کہ وہ اپنے حمام میں مردہ حالت میں پائے گئے۔ تو مدینے میں کسی کو ان کی موت کی خبر نہ ملی یہاں تک کہ ایک کنویں میں سے ایک شخص یہ آواز کر رہا تھا۔

قد قتلنا سید الخزرج سعد بن عبادہ

''ہم نے سعد بن عبادہ کو جو خزرج کا سردار ہے مار ڈالا ہے۔''

فرمیناہ بسھمین لم نخط فؤادہ

''ہم نے اس کو دو تیر مارے جو اس کے دل سے خطا نہیں ہوئے۔''

تو لوگوں نے اس دن کو یاد رکھا پھر جب انہوں نے ان کو پایا وہ اسی دن مرے تھے۔''

صحیح مسلم میں ہے کہ سعد بن عبادہ بدر میں حاضر ہوئے تھے حافظ فتح الدین بن سید الناس کہتے ہیں کہ صحیح بات یہ ہے کہ وہ بدر میں نہیں گئے۔ اسی طرح طبرانی نے محمد بن سیرین اور قتادہ سے ذکر کیا ہے اور یہ دونوں قتادہ سے ملے تھے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ حجاج بن علاط سلمی نصر بن حجاج کا والد ہے۔ جس کے بارے میں یہ شعر کہا گیا ہے۔

ھل من سبیل الی خمر فاشربھا ام من سبیل الی نصر بن حجاج

''کیا شراب پینے کی کوئی راہ موجود ہے کہ میں شراب پی سکوں یا نصر بن حجاج تک پہنچنے کا کوئی راستہ ہے کہ میں اس تک جا سکوں۔''

حجاج ایک قافلے میں مکہ آیا کہ ان کو راستے میں ایک وحشتناک وادی میں رات پڑ گئی۔ تو قافلے والوں نے کہا کہ اٹھو اور اپنے لئے اور اپنے ساتھیوں کے لئے (جنوں سے) امان مانگ لو۔ تو وہ قافلے کے آس پاس گھوم کر یہ کہنے لگا۔

اعیذ نفسی واعیذ صحبی من کل جنی بھذا النقب

حتی اعود سالما ورکبی

''میں اپنی جان اور اپنے ساتھیوں کی جان کے لئے اس وادی کے ہر جن سے پناہ چاہتا ہوں یہاں تک کہ میں اور میرا قافلہ صحیح سالم واپس ہو جائے۔''

تو کسی کہنے والے کی بات اس نے سنی جو یہ آیت پڑھ رہا تھا:

﴿یَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ.﴾ الایۃ

تو جب وہ مکہ آیا اور اپنی سنی ہوئی بات اہل مکہ کو بتائی تو انہوں نے کہا ابوکلاب تو صابی ہو گیا ہے؟ یہ جو بات کر رہا ہے۔ یہی بات محمد ﷺ فرماتے ہیں کہ یہ ان پر نازل ہوا ہے۔ اس نے کہا خدا کی قسم میں نے اور میرے تمام ساتھیوں نے یہ بات سنی تھی۔ پھر وہ مسلمان ہو گیا اور اس کا اسلام اچھا ہو گیا پھر اس نے مدینہ کی طرف ہجرت کی اور وہاں ایک مسجد بھی بنائی جو اس کے نام سے پہچانی جاتی تھی۔

جنوں کے قصے: ابن سعد اور طبرانی اور حافظ ابوموسیٰ وغیرہ نے اور عمرو بن جابر جنی نے باسناد صفوان بن معطل سلمی سے

Marfat.com

روایت کیا ہے کہ ہم حج کرنے کے لئے نکلے۔ جب ہم عرج کے مقام پر پہنچے تو ایک سانپ پھڑک رہا تھا۔ یہاں تک کہ وہ مر گیا۔ ہم میں سے ایک آدمی نے کپڑا نکال کر اس کو لپیٹ لیا پھر اس کو گڑھا کھود کر زمین میں دفن کر دیا۔ پھر وہ مکہ میں مسجد حرام میں آئے تو ہمارے سامنے ایک آدمی کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ تم میں عمرو بن جابر کا ساتھی کون ہے۔ ہم نے کہا ہم اس کو نہیں جانتے تو اس نے کہا صاحب الجان کون ہے تو میرے ساتھیوں نے کہا یہ ہے۔ تو اس آدمی نے کہا جزاک اللہ خیرا۔ (یہ جن جس کو تو نے دفنایا تھا) یہ ان نوجنوں میں آخری جن تھا جنہوں نے نبیؐ سے قرآن سنا تھا۔ اسی طرح اس کو امام حاکم نے مستدرک میں صفوان بن معطل کے حالات زندگی میں روایت کیا ہے۔ ابن ابی الدنیا نے ایک تابعی سے روایت کیا ہے کہ ایک سانپ اس کے خیمے میں پیاس سے ہانپتا ہوا داخل ہوا۔ اس نے اس کو پانی پلایا تو وہ مر گیا۔ پھر اس کو دفن کیا۔ تو رات کو کوئی شخص خواب میں اس کے پاس آیا اور اس کو سلام کہا اور شکریہ ادا کیا۔ اور اس کو بتایا کہ وہ سانپ نصیبین کے جنوں میں سے ایک نیک جن تھا۔ جن کا نام زوبعۃ تھا۔

ابن ابی الدنیا کہتے ہیں کہ عمر بن عبدالعزیز امیر المومنین اموی کی یہ بات ہم کو معلوم ہوئی ہے کہ وہ ایک ریگستانی علاقے میں چل رہے تھے تو وہاں ان کو ایک مرا ہوا سانپ ملا تو انہوں نے اس کو اپنی چادر کے ایک ٹکڑے میں کفن دے کر دفن کر دیا تو کسی کہنے والے نے یہ کہا اے سرق جن میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے نبیؐ سے سنا کہ آپ فرما رہے تھے کہ تو عنقریب ایک ریگستانی علاقے میں مر جائے گا اور تیرا کفن ایک نیک بندہ کرے گا۔

تو عمر بن عبدالعزیز نے کہا۔ اللہ تجھ پر رحم کرے تو کون ہے۔ تو اس نے کہا میں ان جنوں میں سے ہوں جنہوں نے نبیؐ سے قرآن سنا ہے اور ان میں سے صرف میں ہی باقی رہ گیا ہوں۔ ان میں ایک یہ سرق بھی تھا جو آج مر گیا۔

ایک نیک جن کی موت: کتاب خیر البشر بخیر البشر میں عبید المکتب ابراہیم سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا عبداللہ بن مسعودؓ کے کچھ ساتھی حج کو نکلے میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ جب وہ راستے میں ایک جگہ پہنچے تو انہوں نے ایک سفید سانپ دیکھا جو راستے میں لوٹ پوٹ ہو رہا تھا۔ اس میں سے کستوری کی خوشبو آ رہی تھی۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے ساتھی سے کہا کہ تم چلے جاؤ اور میں یہاں سے اس وقت تک نہیں ہٹوں گا جب تک اس سانپ کا انجام مجھے معلوم نہ ہو جائے۔ پھر میں تھوڑی دیر ہی ٹھہرا کہ وہ سانپ مر گیا۔ اس پاکیزہ خوشبو کی وجہ سے مجھے اس کے نیک ہونے کا گمان ہوا تو میں نے اس کو ایک کپڑے میں لپیٹا اور اس کو راستے سے ہٹا کر دفن کر دیا۔

اور شام کے وقت اپنے ساتھیوں سے جا ملا وہ کہتے ہیں اللہ کی قسم ہم بیٹھے ہوئے تھے کہ چار عورتیں مغرب کی طرف سے ہماری طرف آئیں ان میں سے ایک نے کہا۔ تم میں سے کس نے عمرو کو دفن کیا ہم نے پوچھا عمرو کون تھا؟ تو اس نے کہا تم میں سے سانپ کو کس نے دفن کیا تو ابراہیم کہتے ہیں میں نے کہا کہ میں نے اس کو دفن کیا اس عورت نے کہا اللہ کی قسم تو نے بہت روزے رکھنے والے اور بہت قیام کرنے والے کو دفن کیا ہے۔ وہ جن اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکام پر ایمان رکھتا تھا اور وہ تمہارے نبی حضرت محمد ﷺ پر بھی ایمان لایا تھا اور ان کی صفات کو آسمانوں میں ان کے مبعوث ہونے سے چار سو سال قبل سنا تھا۔ ابراہیم کہتے ہیں کہ میں نے الحمد للہ کہا پھر ہم نے اپنا حج پورا کیا پھر اس کے بعد میں حضرت عمرؓ کے پاس سے گزرا اور ان کو یہ واقعہ سنایا تو وہ کہنے لگے تو نے سچ کہا۔ کیونکہ میں نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے بارے میں یہی کچھ بیان کرتے ہوئے سنا ہے۔

Marfat.com

جنوں کی لڑائی: اور اسی کتاب میں ابن عمرؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ امیر المومنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک آدمی آیا اور کہنے لگا۔ اے امیر المومنین! کیا میں آپ کو ایک عجیب وغریب واقعہ نہ سناؤں انہوں نے کہا کیوں نہیں ضرور سناؤ تو اس نے کہا کہ ایک دفعہ میں ایک بیابان زمین میں تھا۔ دو جماعتیں آپس میں لڑیں اور پھر علیحدہ علیحدہ ہو کر چلی گئیں پھر ان کے معرکہ کی جگہ آیا۔ تو میں وہاں کچھ ایسے سانپ دیکھے جیسے اس سے قبل کبھی نہیں دیکھے تھے ان میں سے ایک باریک زرد سانپ تھا جس سے مجھے کستوری کی خوشبو آ رہی تھی تو میں نے سوچا کہ اس کی یہ خوشبو کسی نیک کام کی وجہ سے ہے جو اس میں تھا میں نے اس کو پکڑ کر اپنے عمامہ میں لپیٹا اور دفن کر دیا۔ ابھی وہاں سے چلا ہی تھا کہ کسی پکارنے والے نے مجھے پکار کر کہا اللہ تجھے ہدایت دے بے شک یہ جنوں کے دو قبیلے تھے جو آپس میں لڑ پڑے اور جس کو تو نے دفن کیا تھا وہ سانپ شہید ہو گیا تھا اور یہ ان جنوں میں سے تھا کہ جنہوں نے رسول اللہؐ سے آسمانی وحی سنی تھی۔

اور اسی کتاب میں یہ بھی ہے کہ فاطمہ بنت النعمان النجاریہ فرماتی ہیں کہ ایک جن میرا تابع تھا۔ جب وہ آتا تو اس گھر میں گھس آتا کہ جس میں میں ہوتی ایک دن وہ آیا اور آ کر دیوار پر کھڑا ہو گیا اور اس طرح نہ کیا جس طرح پہلے کیا کرتا تھا میں نے اس نے پوچھا کیا وجہ کہ تو نے ایسے نہیں کیا جس طرح پہلے کیا کرتا تھا تو اس نے کہا بے شک اللہ تعالیٰ نے آج ایسے نبی ﷺ کو بھیجا ہے کہ جس نے زنا کو حرام کر دیا ہے۔

ایک صحابی کی جن سے کشتی: امام بیہقی نے دلائل میں حسن سے بیان کیا ہے کہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبیؐ کے ساتھ مل کر جنوں اور انسانوں کے ساتھ جہاد کیا تو ان سے جنوں کے ساتھ لڑائی کے بارے میں پوچھا گیا تو وہ کہنے لگے مجھے نبیؐ نے اس کنوئیں پر بھیجا تھا کہ جس سے پانی نکالا جاتا ہے تو میں نے شیطان کو اس کی اصلی شکل میں دیکھا۔ تو اس نے مجھ سے کشتی کی تو میں نے اس کو گرا دیا پھر اس کی ناک کو ایک پتھر کے ساتھ زخمی کرنے لگا جو میرے پاس تھا تو نبیؐ نے صحابہ سے فرمایا بے شک عمار شیطان کو کنوئیں کے پاس ملا تھا تو اس نے اس سے لڑائی کی ہے پھر جب میں آپ کے پاس واپس آیا تو آپ نے مجھے پوچھا تو میں نے آپ کو ساری بات بتائی حضرت ابو ہریرہؓ فرمایا کرتے تھے بے شک عمار بن یاسر کو اللہ تعالیٰ نے بزبان رسول صلی اللہ علیہ وسلم شیطان سے محفوظ فرما دیا ہے اور بخاری نے بھی اس طرف اپنی اس روایت میں اشارہ کیا جس کو انہوں نے ابراہیم نخعی سے بیان کیا ہے کہ علقمہ شام کی طرف روانہ ہوئے جب وہ مسجد میں داخل ہوئے تو کہنے لگے کہ اے اللہ مجھے ایک نیک ساتھی میسر فرما پھر وہ ابو درداءؓ کے پاس بیٹھ گئے۔ تو ابو درداء نے ان سے پوچھا کہ تم کن لوگوں سے ہو وہ کہنے لگے کہ میں اہل کوفہ میں سے ہوں تو انہوں نے کہا کیا تم میں وہ نبیؐ کا رازدان صحابی نہیں جس کے بغیر کوئی بھی ان باتوں کو نہیں جانتا تھا جو نبیؐ نے انہیں بتائی تھیں۔ ان کی مراد حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے کہا کیوں نہیں۔ انہوں نے کہا کہ تم میں وہ شخص نہیں کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے بزبان نبوی شیطان سے محفوظ فرما دیا ہے یعنی عمار تو میں نے کہا کیوں نہیں۔ پھر وہ کہنے لگے کیا تم میں صاحب مسواک اور صاحب وسادہ نہیں۔ میں نے کہا کیوں نہیں وہ کہنے لگے کہ عبداللہ بن مسعود **والليل اذ يغشى والنهار اذا تجلى الخ** کو کس طرح پڑھتے تھے تو میں نے کہا کہ وہ **والذكر والانثى** پڑھتے تھے۔ پھر آگے مفصل حدیث ذکر کی۔

ابوبکر نے اپنی رباعیات میں اور قاضی ابو یعلی نے عبداللہ بن حسین مصیصی سے روایت کیا ہے کہ میں طرسوس میں داخل ہوا تو

Marfat.com

مجھ سے کہا گیا کہ یہاں ایک عورت ہے جس کو نہوس کہتے ہیں اس نے ان جنوں کو دیکھا ہے جن کا ایک وفد نبیؐ کے پاس گیا تھا تو میں اس کے پاس گیا اس وقت وہ اپنی پشت کے بل لیٹی ہوئی تھی تو میں نے کہا کہ تو نے ان جنوں میں سے کسی کو دیکھا ہے جو نبیؐ کے پاس وفد بنا کے گئے تھے۔ تو وہ کہنے لگی ہاں۔ مجھ سے سمج نے کہا ہے (جس کا نام نبیؐ نے عبداللہ رکھا تھا) کہ میں نے اللہ کے رسولؐ سے پوچھا کہ ہمارا رب زمین و آسمان کی پیدائش سے پہلے کہاں تھا تو آپ نے فرمایا نور کی ایک مچھلی پر تھا جو نور میں حرکت کرتی تھی۔ وہ عورت کہنے لگی پھر اس جن نے کہا کہ میں نے نبیؐ سے یہ بھی سنا کہ جس مریض کے پاس سورۃ یسین پڑھی جائے اور وہ مرجائے تو وہ سیرابی کی حالت میں مرے گا اور اسی طرح قبر میں اور قیامت کے دن بھی۔

ایک بوڑھے جن کا واقعہ: اس بارے میں سب سے زیادہ نادر وہ واقعہ ہے جو اسد الغابہ میں ابو موسیٰ کی متابعت میں اپنی دونوں سندوں کے ساتھ مالک بن دینار عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ میں نبیؐ کے ساتھ مکہ کے پہاڑوں باہر والی جانب میں تھا۔ اچانک ایک بوڑھا ایک چھڑی پر سہارا لیے ہوئے ہماری طرف آیا۔ تو نبیؐ نے فرمایا اس کی چال بھی اور گنگناہٹ جنوں جیسی ہے تو اس جن نے کہا جی ہاں۔ تو آپ نے پوچھا کون ہے جنوں میں سے؟ تو اس نے کہا میں ہامہ بن الہیم یا ابن ہیم بن لاقیس بن ابلیس ہوں تو آپ نے فرمایا میرے خیال میں تیرے اور ابلیس کے درمیان صرف دو پشتوں کا فاصلہ ہے اس نے کہا جی ہاں۔ نبیؐ نے فرمایا تجھ کو کتنا زمانہ بیت چکا ہے تو وہ کہنے لگا کہ میں نے سوائے تھوڑی سی دنیا کے باقی ساری کھالی ہے۔ جب ہابیل کو قابیل نے قتل کیا تو ان دنوں میں چند سال کا لڑکا تھا۔ میں ٹیلوں پر چڑھتا تھا اور لوگوں کو آپس میں لڑاتا بڑھکاتا تھا تو نبیؐ نے فرمایا کہ کتنا برا کام ہے تو وہ کہنے لگا اے اللہ کے رسول مجھ پر غصہ مت کیجئے۔ بیشک میں ان لوگوں میں سے ہوں جو نوح علیہ السلام پر ایمان لائے تھے۔ اور میں نے ان کے ہاتھ پر توبہ کرلی تھی اور میں آپ کی دعوت میں آپ کا معاون رہا پھر وہ رو پڑا اور مجھے رلا دیا پھر وہ کہنے لگا بیشک میں اللہ کی قسم شرمندہ ہونے والوں میں سے ہوں اور میں جاہل ہونے سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں اور میں ہود علیہ السلام سے مل کر ان پر بھی ایمان لایا تھا اور میں ابراہیم علیہ السلام کو بھی ملا ہوں اور جب ان کو آگ میں ڈالا گیا اس وقت میں ان کے ساتھ تھا اور جب یوسف علیہ السلام کو کنوئیں میں پھینکا گیا میں اس وقت ان کے بھی ساتھ تھا تو میں اس کی گہرائی میں پہلے پہنچ گیا تھا اور میں شعیب، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام سے بھی ملا ہوں پھر مجھ سے عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اگر تم محمد ﷺ کو ملو تو ان کو میرا سلام کہنا اب میں ان کا پیغام آپ کو پہنچا دیا ہے اور آپ پر ایمان لاتا ہوں تو نبیؐ نے فرمایا عیسیٰ علیہ السلام پر اور تم پر بھی سلام ہو۔ اے ہامہ تجھے کیا ضرورت ہے وہ کہنے لگا بے شک موسیٰ علیہ السلام نے مجھے تورات سکھائی تھی اور عیسیٰ علیہ السلام نے انجیل سکھائی تھی اور آپ مجھے قرآن سکھا دیں تو آپ نے اس کو قرآن مجید سکھا دیا ایک روایت میں ہے کہ آپ نے اس کو قرآن کی دس سورتیں سکھائیں تھیں۔ نبیؐ فوت ہو گئے مگر آپ نے اس جن کی وفات کی خبر ہمیں نہیں پہنچائی اور نہ ہی ہم نے اس کو پھر کبھی دیکھا تو ہم یہی سمجھتے ہیں کہ وہ ابھی زندہ ہے۔ واللہ اعلم۔

ایک جن کی دعوت توحید: اسی کتاب میں عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن وہ ابن عباسؓ سے کہنے لگے کہ مجھے ایسی حدیث سناؤ جس سے میں تعجب میں پڑ جاؤں تو وہ کہنے لگے کہ مجھے ابوالخزیم بن فاتک الاسدی نے بیان کیا کہ وہ دور جاہلیت میں ایک دن اپنے گمشدہ اونٹوں کی تلاش میں نکلا تو اس نے ان کو مقام ابرق العزاف میں پایا۔ اس جگہ کو عزاف اس

Marfat.com

لئے کہتے ہیں کہ اس جگہ میں جنوں کے گانے کی آواز سنی جاتی تھی۔ اس نے کہا کہ میں نے ان کو باندھ دیا اور ان میں سے ایک اونٹ کی ذراع کو اپنا تکیہ بنا لیا۔ پھر میں نے کہا میں اس جگہ کے عظیم المرتبت جن کی پناہ چاہتا ہوں اور ایک روایت ہے کہ اس وادی کے بڑے کی پناہ چاہتا ہوں اچانک ایک ھاتف نے مجھے غیبی آواز دی اور وہ کہہ رہا تھا۔

ویحك عذ باللہ ذی الجلال منزل الحرام والحلال

''تیرے لئے ہلاکت ہو اللہ ذوالجلال کی پناہ اختیار کر جو حلال وحرام کا اتارنے والا ہے۔''

ووحد اللہ ولا تبال ما ھول ذا الجنی من الاھوال

''اللہ کی توحید بیان کر اور جنوں کی ہولناکیوں میں سے کسی ہولناکی سے نہ ڈر۔''

تو میں نے کہا:

یا ایھا الداعی فما تخیل ارشد عندك ام تضلیل

''اے پکارنے والے تیرا کیا خیال ہے میں تیرے پاس سے ہدایت پاؤں گا یا گمراہی۔''

تو اس جن نے کہا۔

ھذا رسول اللہ ذوالخیرات جاء بیاسین وحامیمات

''یہ اللہ کے رسول بھلائیوں والے ہیں جو یاسین اور کئی حوامیم کے ساتھ آئے ہیں۔''

وسور بعد مفصلات یدعو الی الجنة و النجاة

''اور اس کے بعد مفصلات کے ساتھ آئے۔ وہ جنت اور نجات کی طرف بلاتے ہیں۔''

یامر بالصوم و بالصلاة ویزجر الناس عن الھنات

''وہ نماز اور روزے کا حکم دیتے ہیں اور وہ لوگوں کو بیہودہ باتوں سے روکتے ہیں۔''

ابوخزیم کہتے ہیں میں نے کہا اے غیبی آواز دینے والے تم کون ہو۔ آواز دینے والے نے کہا میں مالک بن مالک ہوں مجھے اللہ کے رسولؐ نے نجد کے جنوں کی طرف بھیجا۔ تو میں نے کہا اگر مجھے کوئی شخص مل جائے۔ جو میرے ان اونٹوں کا انتظام کرے تو میں آپؐ کے پاس جا کر ایمان لے آؤں تو جن کہنے لگا کہ اگر تو اسلام چاہتا ہے تو تیرے اونٹوں کے لئے میں کافی ہوں میں ان شاء اللہ تعالیٰ ان کو تیرے گھر تک خیر وسلامتی سے پہنچا دوں گا۔ تو میں اپنی سواری پر سوار ہو گیا اور مدینہ کا رخ کر لیا۔ تو میں جمعہ کے روز مدینہ پہنچا اور مسجد آیا تو دیکھا کہ رسول اللہؐ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ میں نے اپنی سواری مسجد کے دروازے پر بٹھا دی ابھی تھوڑی دیر ہی گزری کہ آپؐ خطبہ سے فارغ ہو گئے تو اچانک ابوذرؓ باہر آئے اور کہا اللہ تعالیٰ کے رسولؐ نے مجھے تیری طرف بھیجا ہے اور انہوں نے مجھے خوش آمدید کہا ہے اور فرمایا کہ مجھے تمہارے اسلام کی خبر پہنچ گئی ہے اس لئے مسجد میں داخل ہو کر لوگوں کے ساتھ نماز ادا کرو۔ خزیم کہتے ہیں پھر میں نے طہارت کی اور مسجد میں جا کر نماز ادا کی پھر آپ نے میرے لئے دعا فرمائی اور فرمایا کہ جس شیخ نے تیرے اونٹوں کو تیرے گھر پہنچانے کی ضمانت دی تھی اس نے انہیں تمہارے گھر صحیح سالم پہنچا دیا ہے۔ تو میں نے کہا اللہ اس کو بہتر جزا دے اور اس پر رحم فرمائے۔ تو نبیؐ نے فرمایا ہاں اللہ اس پر رحم فرمائے۔ خزیم اسلام لانے کے بعد بہت اچھے

Marfat.com

مسلمان بن گئے۔

جن کی کشتی اور ایک وظیفہ: مسند دارمی میں امام شعبی عبداللہ بن مسعود سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ نبیؐ کے صحابہ میں کوئی صحابی کسی جن کو ملا وہ دونوں ایک دوسرے سے کشتی کرنے لگے۔ تو انسان نے جن کو گرا دیا تو انسان نے اس سے کہا میں تجھے دبلا پتلا دیکھ رہا ہوں اور تیرے بازو کتے کے بازوؤں کی طرح ہیں کیا سارے جن اسی طرح کے ہوتے ہیں یا صرف تم ہی اس طرح ہو تو وہ کہنے لگا اللہ کی قسم میں تو ان میں طاقت ور ہوں لیکن مجھ سے دوبارہ کشتی کر کے دیکھ لو اگر تم نے مجھے گرا دیا تو میں تمہیں ایک نہایت نفع بخش چیز سکھاؤں گا۔ انسان نے کہا ٹھیک ہے۔ جب دوبارہ کشتی ہوئی اس نے جن کو پھر گرا دیا تو جن اسے کہنے لگا کیا تو آیۃ الکرسی پڑھتا ہے تو انسان نے کہا جی ہاں جن کہنے لگا تو اس کو جس گھر میں پڑھے گا تو اس سے شیطان بھاگ جائے گا اس حال میں کہ وہ گدھے کی طرح پاد مار رہا ہو۔

عنقریب باب الغین المعجمہ میں لفظ غول کے ضمن میں حدیث ابو ہریرہ ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہما اسی کے متعلق ان شاء اللہ آئیں گی۔

مسئلہ: چالیس جن یا انسان اگر کہیں جمع ہو جائیں تو ان کا جمعہ پڑھنا صحیح ہو جاتا ہے۔ یہ بات قمولی نے کہی ہے لیکن ابوالحسن محمد بن الحسین الآبری نے مناقب شافعی میں نقل کیا ہے (اس کتاب کو اس نے ربیع سے تالیف کیا ہے) وہ کہتے ہیں کہ میں سے امام شافعی رحمہ اللہ سے سنا وہ فرما رہے تھے کہ عادل لوگوں میں سے جس شخص نے یہ دعویٰ کیا کہ اس نے جن دیکھا تو اس کی شہادت قبول نہیں کی جائے گی اور اس کو تعزیر دی جائے گی کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی مخالفت کی ہے ﴿اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ﴾ یعنی شیطان اور اس کا قبیلہ تم کو وہاں سے دیکھتے جہاں سے تم ان کو نہیں دیکھ سکتے۔ سوائے اس صورت کے کہ وہ دعویٰ کرنے والا نبی ہو۔ اور اسی مسئلہ کی طرح وہ مسئلہ ہے جو امام نووی رحمہ اللہ نے قتادہ سے نقل کیا ہے کہ جس نے انبیاء کے درمیان افضلیت کو منع کیا تو اس کو قرآن کی مخالفت کی وجہ سے تعزیر لگائی جائے گی۔ امام شافعی رحمہ اللہ علیہ کا یہ فتویٰ اس شخص کے خلاف محمول کیا جائے گا جس نے جنوں کو ان کی اصلی شکل میں دیکھنے کا دعویٰ کیا۔ اور قمولی کی بات کو اسی پر محمول کیا جائے گا مگر جب وہ جن انسانوں کی شکل اختیار کئے ہوئے ہوں تو تب ان کا دیکھنا درست ہوگا جیسا کہ ابھی گزرا۔

جان لو کہ یہ بات مشہور ہے کہ تمام جن ابلیس کی اولاد میں سے ہیں اور اسی وجہ سے یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ وہ فرشتوں میں سے نہیں ہے کیونکہ فرشتوں کی نسل آگے نہیں چلتی کیونکہ ان میں مونث ہوتے ہی نہیں۔ اور بعض کہتے ہیں کہ جن اسم جنس ہے اور ابلیس ان میں سے ایک ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ نصوص قرآنی کے مطابق تمام جن اس کی اولاد ہیں اور جس نے جنوں میں سے کفر کیا اس کو شیطان کہتے ہیں اور حدیث میں آیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ابلیس کی نسل اور اس کی بیوی پیدا کرنے کا ارادہ کیا تو اس پر اپنے غصے کا القاء کیا۔ تو اس میں سے آگ کا ایک شعلہ نکلا تو اس سے اللہ نے اس کی بیوی پیدا کی۔

کیا ابلیس کی بیوی ہے؟ ابن خلکان نے اپنی تاریخ میں شعبی کے ترجمہ میں ذکر کیا ہے اور اس کا اصل نام عامر ہے کہ شعبی کہتے ہیں۔ ایک دن میں بیٹھا ہوا تھا کہ میرے پاس ایک مزدور آیا جس کے پاس ایک بڑا مٹکا تھا۔ اس نے اس کو نیچے رکھا پھر میرے پاس آ کر کہنے لگا تم شعبی ہو میں نے کہا جی ہاں۔ وہ کہنے لگا مجھے یہ بتاؤ کہ کیا ابلیس کی بیوی ہے تو میں نے کہا کہ میں اس کی

Marfat.com

شادی میں نہیں حاضر ہوا۔ شعبی کہتے ہیں پھر مجھے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان یاد آ گیا۔ ﴿اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ.﴾ یعنی کیا تم اس کو اور اس کی اولاد کو میرے بغیر دوست بناتے ہو۔ تو میں نے اپنے دل میں سوچا کہ اولاد تو بغیر بیوی کے نہیں ہوتی تو میں نے اس کو کہا ہاں اس کی بیوی موجود ہے تو اس نے اپنا مٹکا پکڑا اور چل دیا اور میں نے اس کو دیکھا کہ وہ چلا گیا۔

شیطان کی مختلف ڈیوٹیاں اور قسمیں: روایت کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابلیس سے کہا کہ میں آدم علیہ السلام کی جتنی اولاد بناؤں گا تیری بھی اتنی ہی اولاد بناؤں گا۔ پس آدم کی اولاد میں سے کوئی ایسا نہیں ہوگا جس کے ساتھ ایک شیطان نہ ہو اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ شیطان مذکر اور مونث دونوں ہوتے ہیں جن سے وہ اولاد پیدا کرتے ہیں لیکن ابلیس کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک ران میں آلہ تناسل اور دوسری ران اس کی فرج بنا دی ہے اس لئے وہ ایک ران سے دوسری ران کے ساتھ جماع کرتا ہے تو اس سے روزانہ دس انڈے نکلتے ہیں اور ہر انڈے سے ستر نر اور مادہ شیطان پیدا ہوتے ہیں۔ اور مجاہد نے بیان کیا ہے کہ ابلیس کی اولاد میں لاقیس اور ولہان ہے ان میں سے ایک طہارت اور ایک نماز کا ہے اور ایک کا نام ہفاف جو جنگلات سے متعلق ہے اور ایک مرۃ اور ابلیس اسی سے اس کی کنیت بھی ہے۔ اور ایک زلنبور ہے اور اس کی ذمہ داری بازاروں سے متعلق ہے یہ لغو اور جھوٹی قسموں کو مزین کرتا ہے اور سامان کی تعریف کرواتا ہے اور ایک کا نام بثر جو مصیبتوں پر مامور ہے چہروں کو نوچنے اور رخساروں پر طمانچے مارنے اور گریبان پھاڑنے کو لوگوں کے لئے مزین کرتا ہے اور ایک کا نام ابیض ہے جو انبیاء کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے اور ایک کا نام اعور ہے اور یہ زنا پر مامور ہے یہ مرد کی شرمگاہ اور عورت کی چوتڑوں پر پھونکیں مارتا ہے اور ایک کا نام داسم ہے جب آدمی اپنے گھر میں داخل ہو اور سلام نہ کہے اور نہ اللہ کا نام لے تو یہ بھی اس کے ساتھ داخل ہو جاتا ہے اور اس کے دل میں وسوسے ڈالتا ہے اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان شرارت ڈالتا ہے اور اگر آدمی کھانے پر اللہ کا نام نہ لے تو یہ اس کے ساتھ کھانے لگ جاتا ہے۔

نوٹ: جب کوئی آدمی اپنے گھر داخل ہو اور سلام نہ کرے اور نہ ہی اللہ کا نام لے اور وہ کوئی مکروہ چیز دیکھے اور اپنے گھر والوں سے جھگڑنے لگے تو اس کو چاہیے کہ وہ کہے داسم داسم اعوذ باللہ منہ) ان میں ایک کا نام مطوس ہے اور وہ خبروں والا ہے یہ خبر لا کر لوگوں کے منہ میں ڈال دیتا ہے جن کی نہ کوئی اصل ہوتی ہے اور نہ کوئی حقیقت ایک کا نام الاقس ہے اور ان کی ماں کا نام طرطبہ ہے۔ نقاش کہتے ہیں کہ یہ ان کی ماں نہیں بلکہ یہ ان کے انڈے سیتی ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ شیطان نے تیس انڈے دیئے دس مغرب اور دس مشرق میں اور دس زمین کے وسط میں اور ہر انڈے سے شیاطین کی ایک نئی جنس نکلی جیسے غیلان' عقارب' قطارب' اور جان وغیرہ۔ یہ سارے انسانوں کے دشمن ہیں جیسے اللہ قرآن میں فرماتا ہے ﴿اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ.﴾ یعنی کیا تم اس کو اور اس کی اولاد کو میری علاوہ دوست بناتے ہو حالانکہ یہ تمہارا دشمن ہے۔

مگر ان میں سے جو مسلمان ہیں وہ مسلمان انسانوں کے دشمن نہیں ہیں۔

امام نووی کہتے ہیں ابلیس کی کنیت ابومرہ ہے۔ اور اس کے بارے میں علماء کے مابین اختلاف ہے کہ آیا وہ فرشتوں کی اس جماعت سے تعلق رکھتا ہے جن کو جن کہا جاتا ہے یا وہ فرشتہ ہی نہیں تھا۔

اور اس کے نام میں بھی اختلاف ہے کہ آیا وہ عربی ہے یا عجمی ہے ابن عباس' ابن مسعود' ابن مسیب' قتادہ ابن جریر' جاج اور

Marfat.com

ابن الانباری نے کہا ہے کہ ابلیس فرشتوں کی اس جماعت سے تعلق رکھتا ہے کہ جنہیں جن کہا جاتا ہے۔ اور اس کا عبرانی نام عزازیل ہے اور عربی میں حارث کہتے ہیں۔ یہ جنت کے خزانچیوں میں سے تھا۔ یہ آسمان دنیا کے فرشتوں کا سردار تھا۔ اور زمین کا اور آسمان بادشاہ تھا۔ اور یہ فرشتوں میں سے سخت مجتہد اور عالم تھا۔ یہ آسمان اور زمین کی سیاست کرتا تھا اس لئے وہ اپنے آپ کو بہت معزز سمجھتا تھا۔ اسی وجہ سے وہ متکبر ہوا اور نافرمانی کی تو اللہ نے اس کو مسخ کر کے شیطان رجیم اور ملعون بنا دیا۔ اللہ تعالیٰ ہم کو بے یار و مددگار نہ چھوڑے اور ہم اس کے غصے سے بھی پناہ مانگتے ہیں اور اس سے دنیا و آخرت کی سلامتی چاہتے ہیں۔ اور اسی لئے کسی نے کہا ہے۔

جب آدمی تکبر سے گناہ کرے تو اس کو مت چھوڑو اور اگر اس کی خطا اور غلطی سے نافرمانی ہے تو اس کو مہلت دینی چاہیے۔ اور لوگوں نے کہا ہے کہ اللہ کا ابلیس کے متعلق یہ کہنا کہ وہ جنوں میں تھا کا مطلب یہ ہے کہ وہ فرشتوں کی ایک جماعت میں سے تھا جنہیں جن کہتے ہیں۔ سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ اور حسن بصریؒ کہتے ہیں کہ ابلیس ایک لمحہ بھی فرشتوں میں نہیں رہا۔ اور وہ اصلاً جن تھا۔ جیسے آدم علیہ السلام اصلاً انسان تھے۔ عبدالرحمٰن بن زید اور شہر بن حوشب کہتے ہیں کہ وہ کبھی بھی فرشتہ نہیں تھا۔ اور قرآن میں جو استثناء ہے وہ استثناء منقطع ہے۔ شہر بن حوشب نے مزید کہا ہے کہ وہ ان جنوں میں سے تھا جن کو پکڑ کر فرشتوں نے بعض کو قید کر لیا تھا اور آسمان کی طرف لے گئے۔ اکثر اہل لغت اور اہل تفسیر کہتے ہیں کہ اس کو ابلیس اس لئے کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی رحمت سے مایوس ہو چکا تھا۔ صحیح بات وہی ہے کہ جو امام نووی اور دیگر بڑے بڑے علماء نے کہی ہے کہ وہ فرشتوں میں سے تھا۔ اور اس کا نام عجمی ہے اور استثناء متصل ہے۔ کیونکہ یہ بات بالکل منقول نہیں کہ ان کے علاوہ کسی دوسرے کو سجدہ کا حکم دیا گیا ہو اور استثناء کی اصل یہ ہے کہ وہ مستثنیٰ منہ سے ہو۔ قاضی عیاض کہتے ہیں کہ اکثر لوگوں کے خیال کے مطابق وہ جنوں کا باپ ہے جیسے آدم علیہ السلام انسانوں کے باپ ہوئے ہیں۔ اور عربوں کی زبان میں استثناء کا غیر جنس سے ہونا عام ہے۔ اللہ فرماتے ہیں: ﴿مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ﴾ (یہاں پر ظن علم کی جنس سے نہیں ہے) اور صحیح اور پسندیدہ بات وہی ہے جو امام نووی اور ان کے متفقین سے گزر چکی ہے۔ محمد بن کعب قرظی کہتے ہیں کہ جن مومن ہوتے ہیں اور شیطان کافر ہوتے ہیں اور دونوں کی اصل ایک ہے۔ وہب بن منبہ سے جنوں کے بارے میں پوچھا گیا کہ وہ کون ہیں اور کیا وہ کھاتے پیتے اور نکاح کرتے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا ان کی کئی جنسیں ہیں۔ ان میں سے جو خالص جن ہیں۔ وہ ایک ہواء ہیں۔ یہ دنیا میں نہ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں نہ سوتے ہیں نہ اولاد پیدا کرتے ہیں۔ اور ان کی کچھ ایسی اجناس بھی ہیں جو کھاتے پیتے اور نکاح کرتے ہیں۔ جس طرح سعالی' غیلان' قطارب اور ان جیسے دوسرے جن۔ ان کا ذکر اپنے اپنے ابواب میں آئے گا۔

فائدہ: قرافی کہتے ہیں کہ تمام لوگوں کا ابلیس کے کافر ہونے پر ''بوجہ اس کے اور آدمؑ کے واقعہ کے'' اتفاق ہے۔ اور یاد رہے کہ سجدے سے اس کا باز رہنا اس کے کفر کا سبب نہیں ہے ورنہ ہر وہ آدمی جو سجدہ سے انکار کرے وہ کافر قرار پائے گا۔ اسی طرح اس کا آدم سے بوجہ ان کے مرتبہ کے حسد کرنا بھی کفر کا سبب نہیں بن سکتا۔ ورنہ ہر حاسد کافر شمار ہوگا۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ اسی طرح اللہ کی نافرمانی اور اس فسق بھی اس کے کفر کا سبب نہیں بن سکتا۔ ورنہ ہر عاصی اور فاسق کافر قرار پائے گا۔ متاخرین فقہاء کی جماعت اس مشکل میں پڑ گئی کہ اس کا سبب کیا ہوگا۔ اور جاننا چاہیے کہ وہ کافر صرف اس وجہ سے ہوا کہ اس نے اللہ کی طرف ظلم

Marfat.com

منسوب کیا اور ناپسندیدہ کام اس کی طرف منسوب کیا اور یہ بات اللہ کے اس فرمان کے مفہوم سے ظاہر ہو رہی ہے جہاں اللہ نے اس کا یہ قول نقل کیا کہ ﴿اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ۔﴾

شیطان کافر کیوں ہے؟ محقق مفسرین وغیرہ ائمہ کرام اس کا مفہوم یہ بیان کرتے کہ اس آیت میں ابلیس کی مراد یہ ہے کہ اس جیسے عظیم اور جلیل شخصیت کا ایک حقیر کے سامنے سجدہ کرانا ظلم و جور ہے۔ اس ملعون کے کفر کی یہی وجہ ہے۔ اور اس بات پر سارے مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ جو اللہ کے ذمہ جور منسوب کرے وہ کافر ہوگا۔

اور اس بات میں اختلاف ہے کہ کیا ابلیس سے پہلے کوئی کافر تھا یا نہیں تو بعض کے بقول یہ پہلا کافر تھا اس سے پہلے کوئی کافر نہ تھا اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس سے پہلے بھی کافر تھے اور وہ کافر جن تھے جو زمین میں رہا کرتے تھے۔

اس میں بھی اختلاف ہے کہ ابلیس کا کفر جہالت کی وجہ سے تھا یا عناد کی وجہ سے تھا۔ اس میں اہلسنت کے دو قول ہیں اور اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ وہ اپنے کفر سے پہلے اللہ کے متعلق علم رکھتا تھا۔ اور جس شخص نے یہ کہا کہ اس نے جہالت سے کفر کیا ہے تو اس کا کہنا ہے کہ اس کے کفر کے وقت اس سے علم چھین لیا گیا تھا۔ اور جو یہ کہتا ہے کہ اس نے عناد کی وجہ سے کفر کیا تو اس کا یہ کہنا ہے کہ کفر کے وقت اس کا علم اس کے پاس تھا۔

ابن عطیہ کہتے ہیں کہ علم کے ہوتے ہوئے کفر کرنا بعید سمجھا جاتا ہے مگر میرے نزدیک ایسا ہو سکتا ہے مگر یہ اس صورت میں کہ جب اللہ اپنی مشیت سے اس شخص کی مدد چھوڑ دے۔

بیہقی نے ''شرح اسماء الحسنیٰ'' میں آیت ﴿وَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْٓا اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ.﴾ کے باب کے آخر میں عمرو بن ذر سے بیان کیا ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز سے سنا کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا کہ اس کی نافرمانی نہ کی جائے تو وہ ابلیس کو ہرگز پیدا نہ کرتا اور یہ بات اس نے اپنی کتاب کی ایک آیت میں مفصل طور پر بیان کی ہے۔ جس نے جان لیا وہ جان گیا اور جو جاہل رہا وہ جاہل ہے۔ وہ آیت ہے: ﴿مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ بِفَاتِنِيْنَ اِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ الْجَحِيْمِ.﴾ تم اس پر فتنے میں ڈالنے والے نہیں ہو مگر وہ جو جہنم میں جانے والا ہو۔

عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے روایت ہے کہ نبیؐ نے ابو بکر سے کہا کہ ابو بکر اگر اللہ چاہتا کہ اس کی نافرمانی نہ کی جائے تو ابلیس کو پیدا نہ کرتا۔ حضرت حسن سے کسی نے پوچھا اے ابو سعید کیا ابلیس سوتا ہے تو انہوں نے کہا اگر وہ سوتا تو ہمیں راحت ملتی حالانکہ اللہ کے ڈر کے بغیر اس سے کوئی مومن چھٹکارہ نہیں پا سکتا۔

احیاء العلوم میں دوائے صبر سے تھوڑا پہلے لکھا ہے کہ جو شخص اللہ کے ذکر سے ایک لحظہ بھی غافل ہوا۔ تو اس لحظہ میں اس کا ساتھی شیطان ہی ہوگا۔ فرمان الٰہی ہے: ﴿وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ.﴾

یعنی جو رحمان کی یاد سے غافل رہا ہم اس پر شیطان کو مسلط کر دیتے ہیں تو وہ اس کا ساتھی بن جاتا ہے۔

نبیؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فارغ نوجوان کو برا سمجھتا ہے کیونکہ جب اس کا ظاہر ایسے مباح کے ساتھ مشغول نہ ہو جس کے ذریعے وہ اپنے دین کے معاملے میں مدد حاصل کر سکے تو شیطان اس کے دل میں گھونسلا بنا لیتا ہے اور انڈے دیتا ہے اور بچے نکالتا۔ پھر اس کے بچے جوڑے بھی بن جاتے ہیں۔ یہ پھر دوبارہ انڈے اور بچے دیتے ہیں۔ اس طرح شیطان کی نسل میں سلسلہ توالد چلتا

Marfat.com

ہے۔اور یہ سلسلہ تمام حیوانات سے تیز ہے۔کیونکہ اس کی جبلت میں آگ ہے اور آگ کے ساتھ جب خشک چیز ملتی ہے تو وہ مزید بڑھتی ہے۔پس ہمیشہ آگ سے آگ پیدا ہوتی رہتی ہے اور ختم بالکل نہیں ہوتی۔اور نوجوان آدمی کے دل میں جذبہ شہوت شیطان کے لئے گمراہی کا ایسا ہتھیار ہے جیسے آگ کے لئے خشک لکڑیاں ہیں۔اسی لئے حسین حلاج نے کہا تیرا نفس ایسا ہے کہ اگر تو اس کو حق کے ساتھ مشغول نہیں کرے گا تو وہ تم کو باطل میں مشغول کردے گا۔

فائدہ: کسی باعمل عالم نے کہا ہے۔اللہ نے اپنی مخلوق پر ایک آیت میں دو فریضے مقرر کئے ہیں اور مخلوق اس سے غافل ہے۔کسی نے پوچھا وہ کونسی ہے۔تو اس نے کہا کہ ﴿اِنَّ الشَّیْطَانَ لَکُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْہُ عَدُوًّا.﴾ یہاں اللہ نے ہم کو شیطان سے دشمنی کرنے کا حکم دیا ہے۔کسی نے کہا کہ ہم اس کو دشمن کس طرح بنائیں اور اس سے چھٹکارہ کیسے حاصل کریں تو اس نے کہا جان لو کہ اللہ نے ہر مومن کے لئے سات قلعے بنائے پہلا قلعہ سونے کا ہے اور وہ معرفت الٰہی ہے۔اور اس کے آس پاس ایک چاندی کا قلعہ ہے جو ایمان باللہ ہے۔اس کے چاروں طرف ایک اور لوہے کا قلعہ ہے جو توکل علی اللہ ہے اس کے آس پاس ایک پتھر کا قلعہ ہے جو شکر و رضا ہے۔اس کے اردگرد ایک خشک مٹی کا قلعہ ہے اور وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے۔اس کے پاس ایک زمرد کا قلعہ ہے جو صدق و اخلاص ہے۔اس کے اردگرد تر موتیوں کا قلعہ ہے جو تادیب النفس ہے۔مومن ان قلعوں کے اندر ہوتا ہے اور ابلیس ان کے باہر سے کتے کی طرح بھونکتا ہے۔لیکن مومن اس کی پروا نہیں کرتا کیونکہ وہ ان قلعوں میں محفوظ ہوتا ہے۔تو مومن کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے تمام حالات میں اپنے نفس کو ادب سکھانا ترک نہ کرے۔اور آنے والے تمام مسائل میں اس سے تعاون لے۔کیونکہ جس شخص نے اپنے نفس کو ادب سکھانا چھوڑ دیا اور اس میں سستی کی تو اللہ کی طرف سے اس کو اس کی پاداش میں بے یارومددگار چھوڑ دیا جائے گا۔اور ابلیس اس کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتا رہے گا اور اس میں طمع کرتا رہے گا یہاں تک اس کے تمام قلعوں کو گرا کر اس کو کفر کی طرف موڑ دے گا۔(نعوذ باللہ من ذالک)

اور جو اس عالم نے دو فریضوں کا ذکر کیا ہے یہ بات مشکل نظر آتی ہے کیونکہ یہاں صرف ایک فریضے کا ذکر ہے اور وہ ہے کہ تم شیطان کو دشمن بنالو۔کیونکہ امر وجوب کے لئے ہوتا ہے جبکہ اس کے خلاف کوئی قرینہ نہ ہو۔اور میں نے اپنے شیخ یافعی سے دوسرے فریضے کے بارے میں پوچھا کہ وہ اس آیت میں کس جگہ ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ اس میں ایک فریضہ عملی ہے اور دوسرا علمی۔یعنی ایک اس کو دشمن جاننا اور دوسرا اس کو دشمن بنانا۔اور قلعوں کا ذکر نہایت ہی خوبصورت اور تحقیقی بات ہے۔لیکن کبھی کبھی شیطان بعض قلعوں کے اوپر غالب آجاتا ہے اور انسان کو فسق کی طرف موڑتا ہے جو کفر سے کم ہے۔تو وہ آگ کا مستحق بن جاتا ہے لیکن اس میں ہمیشہ نہیں رہتا کبھی اگر اس کو فسق کی طرف نہیں موڑ سکتا تو اس کو ایمان کی کمزوری کی طرف موڑ دیتا ہے اس سے وہ آگ کا مستحق قرار نہیں پاتا لیکن کامل ایمان کے رتبے سے گر جاتا ہے۔اور یہ سب فرق قلعوں کے فرق کی وجہ سے ہے۔کیونکہ معرفت اور ایمان کے قلعوں کا حاصل دوسرے مذکورہ قلعوں کی طرح نہیں ہے۔اسی طرح باقی قلعوں میں بھی فرق مراتب ہے۔پس صدق و اخلاص کے قلعے کو حاصل کرنا امر و نہی کے قلعے کی طرح نہیں ہے۔اس طرح بقیہ قلعوں کا فرق ہے۔ان پر کلام کرنا لمبا ہو جائے گا۔لیکن جب تک ایمان اور توکل کا قلعہ حاصل اور باقی رہتا ہے تو شیطان اس پر قادر نہیں ہو سکتا۔کیونکہ اللہ کا فرمان ہے کہ:

﴿اِنَّہٗ لَیْسَ لَہٗ سُلْطٰنٌ عَلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰی رَبِّہِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ٥﴾ (النحل: ۹۹)

Marfat.com

یعنی ایمان اور توکل والوں پر شیطان کا غلبہ نہیں ہوتا۔ اور یہ لوگ کامل عبودیت سے متصف ہوتے ہیں۔ کیونکہ اللہ کا فرمان ہے ﴿اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْھِمْ سُلْطَانٌ.﴾ (بنی اسرائیل: ٦٥) یعنی میرے بندوں پر تیرا غلبہ نہیں ہوسکتا اور وہی سچے مومن ہیں۔ اس لیے اللہ نے فرمایا ﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرُ اللّٰهِ.........﴾ الی الاخیر. یعنی مومن وہ ہیں جب اللہ کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب اللہ کی آیتیں پڑھی جائیں تو ان کا ایمان بڑھ جاتا ہے اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔ پھر آخر میں ان کا یہ وصف بیان کیا کہ ﴿اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا.﴾ یہی سچے مسلمان ہیں۔ کبھی کبھی ایک قلعہ کا ہٹ جانا بھی موجب کفر ہو جاتا ہے اور تخلید فی النار کا سبب بن جاتا ہے جیسے ایمان باللہ کا قلعہ۔ لیکن ایمان کے قلعے کو حاصل کرنا شیطان کے لئے اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک وہ دوسرے اردگرد کے قلعوں کو حاصل نہ کر لے۔

نسأل الله الكريم الهدى والسلامة من الزيغ والردیٰ.

جان لو کہ تمام واجبات میں سے اولین واجب اللہ کی معرفت ہے۔

استاذ کہتے ہیں کہ غور وفکر کرنا اول واجب ہے امام الحرمین کہتے ہیں کہ غور وفکر کا ارادہ کرنا یہ پہلا فرض ہے۔ ہم نے اس بارے میں اپنی کتاب ''الجوہر الفرید فی علم التوحید'' میں اس بات کو مبسوط بیان کیا ہے اور اس میں وہ بھی بیان کیا ہے جو علماء شریعت اور مشائخ صوفیا فرماتے ہیں۔ رحمہم اللہ۔ (لہٰذا کتاب مذکورے دیں جزء کی طرف مراجعت کریں)

کیا جنوں میں رسول ہیں؟ اس بارے میں اختلاف کیا گیا ہے کہ کیا ہمارے نبیؐ سے پہلے جنوں کی طرف اللہ نے کوئی رسول بھیجے ہیں؟ ضحاک کہتے ہیں کہ انہیں میں سے اللہ نے رسول بھیجے ہیں۔ کیونکہ اللہ نے فرمایا ﴿یَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ یَاْتِکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ.﴾ یعنی اے جن وانس کی جماعت کیا تمہارے پاس تمہیں میں سے رسول نہیں آئے۔ لیکن محققین علماء فرماتے ہیں کہ ان کی طرف ان میں سے کوئی رسول نہیں آیا۔ اور نہ ہی جنوں میں سے کوئی رسول ہوا ہے۔ رسول انسانوں کے ساتھ خاص ہیں اور یہ بات صحیح اور معروف ہے اور جنوں میں صرف ڈرانے والے ہیں۔ اور اوپر مذکورہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ فریقین سے صرف ایک میں سے رسول آئے۔ جس طرح اللہ فرماتا ہے۔ ﴿یَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَ الْمَرْجَانُ.﴾ حالانکہ لولو اور مرجان صرف نمکین پانی سے نکلتے ہیں میٹھے سے نہیں نکلتے۔ منذر بن سعد بلوطی فرماتے ہیں کہ ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ جنوں میں سے جو لوگ نبی ﷺ کو ملے ہیں وہ اپنی قوم کے رسول بنے۔ مجاہد کہتے ہیں کہ جنوں میں سے ڈرانے والے اور انسانوں میں رسول ہوئے۔ لیکن اس بات میں کوئی شک نہیں کہ جن گزشتہ اقوام میں اسی طرح مکلف تھے جس طرح اس امت میں مکلف ہیں۔ کیونکہ اللہ کا فرمان ہے کہ ﴿اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ حَقَّ عَلَیْهِمُ الْقَوْلُ فِیْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنَّهُمْ کَانُوْا خَاسِرِیْنَ.﴾ یعنی یہ وہ لوگ ہیں کہ جن پر عذاب ثابت ہوگیا ان جماعتوں میں سے جو جنوں اور انسانوں میں سے پہلے گزر چکیں ہیں بے شک وہ لوگ نقصان اٹھانے والوں میں سے تھے۔ نیز اللہ نے فرمایا ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ.﴾ یعنی میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی بندگی کے لئے پیدا کیا ہے۔

بعض کہتے ہیں یہاں دونوں فریقوں کے مومن مراد ہیں۔ پس اللہ نے ان میں سے اہل اطاعت کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے اور بدبختوں کو صرف بدبختی کے لئے ہی پیدا کیا ہے۔ اور عام چیز بول کر خاص مراد لینے سے کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔

Marfat.com

بعض لوگ کہتے ہیں کہ میں نے ان کو صرف اس لئے پیدا کیا کہ ان کو اپنی عبادت کا حکم دوں اور اس کی طرف دعوت دوں۔
بعض کہتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے تا کہ وہ میری توحید بیان کریں۔
اگر کہا جائے کہ اللہ نے یہاں صرف فریقین کا ذکر کیا ہے مگر فرشتوں کا کیوں نہیں کیا؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ فریقین میں سے اکثر کافر ہوئے ہیں بخلاف ملائکہ کے کہ ان کو اللہ نے اس سے بچا رکھا ہے۔
اگر یہ کہا جائے کہ جنوں کو انسانوں سے پہلے ذکر کیوں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ انس کا لفظ خفیف ہے کیونکہ یہاں نون خفیفہ اور سین مہموسہ ہیں۔ اس لئے اثقل کو خفیف سے پہلے ذکر کیا جاتا ہے تا کہ متکلم چستی اور راحت سے بہرور ہو۔

کیا جنوں سے شادی ہو سکتی ہے؟ شیخ عماد الدین بن یونسؒ جنس کے مختلف ہونے کو نکاح کے موانعات میں شمار کرتے تھے اور کہتے تھے کہ کسی انسان کے لئے جائز نہیں ہے کہ کسی جننی سے شادی کرے کیونکہ اللہ نے فرمایا ہے: ﴿وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا.﴾ یعنی اللہ نے تمہیں میں سے جوڑے بنائے۔ نیز فرمایا: ﴿وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً.﴾ (الروم: ٢١) یعنی اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہیں میں سے جوڑے بنائے۔ تا کہ تم ان سے سکون حاصل کرو اور تمہارے درمیان مودت اور رحمت پیدا کی۔
پس مودت جماع ہے اور رحمت اولاد ہے۔ اور حنابلہ کے ائمہ میں سے ایک جماعت نے اس کے منع ہونے پر نص کی ہے۔
فتاویٰ سراجیہ میں ہے کہ جنس کے مختلف ہونے کی وجہ سے یہ بات جائز نہیں ہے "قنیہ" میں ہے کہ حسن بصریؒ سے اس بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ دو گواہوں کی موجودگی میں جائز ہے۔ مسائل ابن حرب عن الحسن والقتادہ میں ہے کہ انہوں نے اس کو مکروہ سمجھا ہے۔ اور ابن لہیعہ کے ذریعے نبیؐ سے منقول ہے کہ آپؐ نے جنوں کے ساتھ نکاح کرنے سے منع فرمایا اور زید العمی سے روایت ہے کہ وہ کہا کرتے تھے۔
اے اللہ مجھے ایک جننی دے جس سے میں شادی کروں اور اس کو میرے ساتھ رکھ جہاں میں رہوں۔
ابن عدی نے نعیم بن سالم بن قنبر جو علیؓ کے غلام ہیں کے حالات زندگی میں طحاوی سے روایت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ مجھے یونس بن عبد الاعلیٰ نے بتایا کہ نعیم بن سالم مصر میں آئے تو میں نے ان کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے جنوں کی ایک عورت سے نکاح کیا مگر اس کی طرف لوٹ کر نہیں گیا۔
سعید بن جبیر کے حالات زندگی میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبیؐ نے فرمایا کہ بلقیس کے والدین میں سے ایک جن تھا۔
شیخ نجم الدین قمولی کہتے ہیں کہ شادی کی ممانعت میں نظر ہے کیونکہ دونوں فریق ہی مکلف ہیں۔ اور میں نے ایک بوڑھے بزرگ نیک آدمی کو دیکھا ہے اس نے مجھے بتایا کہ اس نے ایک جننی سے شادی کی ہے امام دمیری کہتے ہیں کہ میں نے ایک اہل قرآن اور علم والے کو دیکھا ہے کہ اس نے چار جننیوں سے یکے بعد دیگرے شادی کی ہے۔ لیکن ان کے مسائل یعنی ان کی طلاق' لعان' ایلاء' عدت' نفقہ' کسوہ اور ان کے اور ان کے علاوہ دیگر چار بیویوں کو جمع کرنا وغیرہ میں غور وفکر کی ضرورت ہے۔ لیکن ان مسائل میں نظر ہے جو کسی سے پوشیدہ نہیں۔

ابن عربی کی جنی سے شادی: شیخ الاسلام شمس الدین ذہبی فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ فتح الدین یعمری کے ہاتھ کا لکھا ہوا

Marfat.com

دیکھا ہے اور مجھے ان کے بارے میں عثمان القاتلی نے بتایا کہ انہوں نے شیخ ابوالفتح قشیری سے سنا ہے وہ کہتے ہیں میں نے شیخ عزالدین بن عبدالسلام سے سنا کہ جب ابن عربی کے بارے میں پوچھا گیا۔ تو انہوں کہا کہ یہ برا بوڑھا اور جھوٹا ہے۔ آپ سے کہا گیا جھوٹا بھی ہے۔ انہوں نے کہا ہاں۔ ایک دن ہم نے جنوں کے نکاح میں مذاکرہ کیا۔ اس نے کہا تھا کہ جن ایک لطیف روح ہے اور انسان جسم کثیف ہے یہ دونوں کیسے جمع ہو سکتے ہیں؟ پھر کافی مدت ہم سے غائب رہا۔ پھر ایک دفعہ آیا تو اس کے سر میں زخم تھا تو جب اس سے اس بارے میں پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ میں نے جنوں کی ایک عورت سے شادی کی تو میرے اور اس کے درمیان کو جھگڑا ہو گیا تو اس نے مجھے زخمی کر دیا۔ اس واقعہ کے بعد شیخ ذہبی کہتے ہیں کہ میرا خیال نہیں ہے کہ ابن عربی نے یہ جھوٹ جان بوجھ کر بولا۔ کیونکہ ایسا جھوٹ صرف ماہر ہی بول سکتے ہیں۔

فرع: ابو عبیدہ نے کتاب الاموال میں اور بیہقی نے زہری سے عن النبیؑ بیان کیا ہے کہ آپؐ نے جنوں کے ذبیحہ سے منع کیا ہے۔ جنوں کے ذبیحہ کا مطلب یہ ہے کہ کوئی آدمی گھر خریدے یا چشمہ وغیرہ نکالے تو اس کے لئے بطور فال ذبح کرے۔ جاہلیت میں لوگ کہتے تھے کہ جس نے اس طرح ذبح کیا تو اس کو جن تکلیف نہیں دیں گے تو نبیؐ نے اس سے منع فرما دیا اور اس کو باطل قرار دیا۔

تتمہ: شیخ عبدالقادر جیلانی کے مناقب کی ایک کتاب میں مذکور ہے کہ ان کے پاس اہل بغداد کا کوئی آدمی آیا اور کہا کہ ہماری ایک لڑکی اپنے گھر کی چھت سے اٹھالی گئی ہے اور وہ کنواری تھی تو شیخ نے کہا آج رات کرخ کے مقام پر جاؤ وہاں پانچویں ٹیلے کے پاس بیٹھ جاؤ اور اپنے گرد زمین میں ایک دائرہ کھینچ لو اور یہ کہو بسم اللہ علی نیة عبدالقادر جب عشاء کی سیاہی آجائے گی تو جنوں کی مختلف جماعتیں مختلف صورتوں میں تم پر سے گزریں گی۔ مگر ان کے گزرنے سے خوف مت کھانا۔ جب سحری ہو گی تو انہیں کی محفل میں ان کا بادشاہ تجھ سے گزرے گا اور تجھ سے تیری ضرورت کے متعلق پوچھے گا۔ تو اس سے کہنا کہ مجھے عبدالقادر نے تیری طرف بھیجا ہے اور اپنی لڑکی کا مسئلہ پیش کرنا۔ وہ آدمی کہتا ہے کہ میں گیا اور میں نے وہ کام کیا جو مجھے شیخ نے بتایا تھا۔ تو مجھ پر بڑے ہولناک صورتوں والے منظر گزرے مگر دائرے کی وجہ سے وہ میرے قریب نہ آسکے وہ مسلسل جماعت در جماعت گزرتے رہے یہاں تک کہ ان کا بادشاہ ایک گھوڑے پر سوار ہو کر آیا اور اس کے آگے کئی جماعتیں تھیں۔ وہ دائرے کے مقابل کھڑا ہو گیا اور پوچھنے لگا اے انسان تیرا کیا کام ہے۔ میں نے کہا کہ مجھے تیری طرف عبدالقادر نے بھیجا ہے۔ وہ گھوڑے سے اترا اور زمین کو بوسہ دیا۔ اور دائرے سے باہر ہی بیٹھ گیا اور اس کے ساتھی بھی اس کے ساتھ بیٹھ گئے پھر پوچھنے لگا تجھے کیا کام ہے؟ تو میں نے اس کے سامنے اپنی لڑکی کا واقعہ بیان کیا۔ تو اس نے اپنے آس پاس والے جنوں سے کہا کہ جس نے یہ کام کیا ہے اسے میرے سامنے پیش کرو۔ تو ایک سرکش شیطان لایا گیا جس کے ساتھ میری بیٹی بھی تھی۔ تو کہا گیا کہ یہ چین کا سرکش جن ہے تو بادشاہ نے اس سے پوچھا کہ تجھے کس چیز نے قطب زماں کے علاقے سے لڑکی اٹھانے پر برانگیختہ کیا۔ اس نے کہا مجھے اس سے محبت ہو گئی تھی۔ تو اس سردار نے اس جن کے مارنے کا حکم دے دیا اور مجھے میری بیٹی عطا کر دی۔ تو میں نے کہا کہ میں نے جس طرح آج کی طرح تجھ کو عبدالقادر کے حکم کا فرمانبردار دیکھا ہے ایسا میں نے کبھی کسی کو نہیں دیکھا۔ تو اس نے کہا ہاں ایسا ہی ہے۔ وہ اپنے گھر سے بھی جنوں کو زمین کے دور کے کناروں میں بھی دیکھ لیتے ہیں تو وہ اس کی ہیبت سے بھاگ جاتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ جب کسی قطب کو زمین

Marfat.com

پر متمکن فرماتا ہے تو اس کو جنوں اور انسانوں پر قدرت دے دیتا ہے۔

ایک جن کی نصیحت:

ابوالقاسم جنید سے مروی ہے کہ میں نے سری سقطی سے سنا ہے کہ میں ایک دن گاؤں سے گزر رہا تھا تو ایک پہاڑ کے پاس مجھے رات ہوگئی۔ وہاں میرا کوئی جاننے والا نہیں تھا۔ جب آدھی رات ہوئی تو مجھے ایک آواز دینے والے نے آواز دی۔ کہ غیبوں میں دل نہیں گھومتے یہاں تک کہ محبوب کے فوت ہونے کے ڈر سے نفس پگھل نہ جائے۔ تو میں نے تعجب کیا اور میں نے کہا کہ یہ جن آواز دے رہا ہے یا انسان ہے؟ تو اس نے کہا نہیں جن ہے۔ اور اللہ پر ایمان پر رکھتا ہے اور میرے ساتھ میرے بھائی بھی ہیں۔ میں نے کہا کہ ان کے پاس بھی وہی کچھ ہے جو تیرے پاس ہے۔ اس نے کہا ہاں اور زیادہ بھی ہے۔ پھر ان میں سے دوسرے نے مجھے آواز دی کہ بغیر تفکر کے کوئی لمحہ بھی نہیں گزرنا چاہیے۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ کلام کتنی مفید ہے؟ پھر تیسرے نے کہا۔ جس نے اندھیروں میں اللہ کے ساتھ موانست کی تو اس کے لئے کل کو جھنڈے پھیلا دیئے جائیں گے۔ تو میں بے ہوش ہوگیا۔ جب ہوش میں آیا تو میرے سینے پر نرگس کا پھول تھا۔ میں نے اس کو سونگھا تو میرے دل میں جو وحشت اور ڈر تھا وہ نکل گیا اور میں مانوس ہوگیا۔ تو میں نے کہا اللہ تم پر رحم کرے مجھے کوئی وصیت کرو۔ انہوں نے کہا۔ اللہ ایسا نہیں کرے گا کہ اپنے ذکر سے پرہیزگاروں کے دل کے علاوہ کسی اور کو زندہ اور مانوس کرے۔ اور اگر کسی نے اس کے علاوہ کسی اور بات پر امید رکھی تو اس نے غیر صحیح جگہ پر امید رکھی۔ اللہ ہم کو اور تم کو اس کی توفیق دے۔ پھر انہوں نے مجھے الوداع کہا اور چل دیئے۔ اور مجھ پر ایک وقت ایسا بھی آیا کہ میں ان کے کلام کی ٹھنڈک اپنے دل میں محسوس کرتا تھا۔

کفایة المعتقد و نکایة المنتقد میں ہمارے شیخ یافعیؒ نے سری سے یہ بھی روایت کیا ہے کہ میں کافی مدت تک ایک سچے آدمی کو تلاش کرتا رہا۔ اسی دوران ایک دن میں کسی پہاڑ سے گزرا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہاں بیمار اندھے اور اپاہج آدمی ہیں تو میں نے ان کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے کہا کہ یہاں ایک آدمی ہے جو سال میں ایک دفعہ نکلتا ہے۔ اور ان کے لئے دعا کرتا ہے۔ تو یہ اس سے تندرست ہو جاتے ہیں۔ سدی کہتے ہیں میں نے وہیں قیام کیا یہاں تک کہ وہ شخص باہر آیا اور ان کے لئے دعا کی تو وہ سارے شفایاب ہوگئے۔ میں اس شخص کے پیچھے چل پڑا تو اس کو پالیا اور اس سے چمٹ گیا۔ میں نے کہا کہ مجھے ایک باطنی بیماری ہے اس کا کیا علاج ہے۔ اس نے کہا اے سری چلا جا۔ اللہ بڑا غیرت مند ہے۔ دوسرے سے مانوس ہونے سے اپنے آپ کو بچا ورنہ اس کی نظر سے گر جاؤ گے پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور چلا گیا۔

کتاب التوحید میں امام محمد بن ابوبکر الرازی نے جنید بغدادی سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں میں نے سری کو کہتے ہوئے سنا کہ آدمی ڈر اور محبت سے اس مقام تک پہنچ جاتا ہے کہ اگر اس کے چہرے پر تلوار ماری جائے تو اسے محسوس نہیں ہوتی۔ جنید کہتے ہیں مجھے اس میں شک گزرا یہاں تک کہ مجھے پتہ چل گیا کہ ان کی بات واقعی صحیح تھی۔ امام دمیری کہتے ہیں یہ اس لئے ہے کہ ہیبت اور محبت قبض اور بسط سے اوپر ہیں اور قبض اور بسط خوف و رجاء سے اوپر ہیں۔ ہیبت غائب ہونے کو اور دہشت کو کہتے ہیں۔ کیونکہ ہر ڈرنے والا آدمی غائب ہوتا ہے۔

Marfat.com

یہاں تک کہ اگر اس کو کاٹ بھی دیا جائے تو وہ ہوش میں نہیں آئے گا جب تک اس کے دل سے ہیبت ختم نہ ہو۔ مگر محبت کا تقاضا ہوش اور افاقہ ہے۔ پھر ہیبت اور انس میں بھی علماء فرق کرتے ہیں۔ انس کا سب سے کم مقام یہ ہے کہ اگر انس والے کو آگ میں ڈال دیا جائے تو پھر بھی اس کی انس میں گدلا پن نہیں آئے گا۔ کیونکہ وہ صرف اسی کا مشاہدہ کر رہا ہے اور اس کے بغیر کسی اور کو پہچانتا بھی نہیں ہے۔ کیا تم کو پتہ نہیں کہ سری نے کہا ہے کہ آدمی ہیبت اور انس سے اس حد کو پہنچ جاتا ہے کہ اگر اس کے منہ پر تلوار ماری جائے تو اس کو محسوس نہیں ہوتا۔ اور یہ اس لئے ہے کہ انس سرور باللہ سے پیدا ہوتا ہے اور جس کی اللہ سے انس صحیح ہو جائے تو ماسواہ سے دور ہو جاتا ہے۔ پھر وہ اللہ کے ساتھ ہی باقی رہ جاتا ہے۔

اگر کوئی دوسرا اس کے سامنے آ جائے تو یہ اس کو نہیں دیکھ سکتا اور نہ ہی کسی دوسرے کا کوئی کام دیکھ سکتا ہے۔ کیونکہ وہ دونوں جہانوں میں صرف اسی کو دیکھتا ہے اور نہ اس کی نظر اللہ کے سوا کسی اور پر پڑتی ہے اور کسی دوسرے کے کام پر پڑتی ہے اور نہ اس کی مخلوق پر کیونکہ پہچاننے والا صنعت کو صانع سے جانتا ہے اور صانع کو صنعت سے نہیں جانتا۔ اسی لئے ابوبکرؓ نے کہا کہ میں ہر چیز کو دیکھنے سے پہلے اللہ کو دیکھ لیتا ہوں۔ اور یہی توحید کا بلند مقام ہے۔ جان لو کہ آدمی اللہ سے انس کا مزہ اس وقت تک نہیں چکھ سکتا جب تک کہ تمام تعلقات ختم نہ کر دیئے جائیں اور تمام مخلوقات کو نہ چھوڑ دیا جائے اور دقائق میں داخل ہوا جائے اور حقائق پر مطلع ہو جائے۔ کما قال تعالیٰ: ﴿وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيرٍ﴾ اور اللہ کی طرح تجھے کوئی نہیں بتا سکتا۔

یہ بھی جان لو کہ ہیبت اور انس کے دونوں مقامات اگرچہ عظیم ہو جائیں پھر بھی اہل حقیقت ان کو نقص سمجھتے ہیں۔ کیونکہ یہ اپنے ضمن میں انسان کی تبدیلی لئے ہوئے ہیں۔ اور مضبوط اہل توحید کے حالات تغیر سے بلند تر ہوتے ہیں اور وہ محو میں کامل ہوتے ہیں۔ اور ان کا وجود عین میں داخل ہو جاتا ہے۔ ان کو کوئی ہیبت اور انس نہیں ہوتی۔ نہ علم وحس ہوتی ہے۔ اور ان کا اس مقام پر پہنچنا اللہ کے جود وسخا کی وجہ سے اور فیض الٰہی سے ہوتا ہے۔ پس اللہ پاک ہے جس نے اپنے بندوں میں سے جس کو چاہا رحمت کے لئے خاص کر لیا۔

سری کہتے ہیں۔ میں ایک آدمی کے ساتھ ایک سال تک رہا جس کو والد کہا جاتا ہے۔ میں نے اس سے کوئی مسئلہ کبھی نہیں پوچھا۔ ایک دن میں نے اس سے پوچھا وہ معرفت کسے کہتے ہیں کہ جس سے بڑھ کر کوئی معرفت نہ ہو تو اس نے جواب دیا کہ تو اللہ کو تمام چیزوں سے زیادہ اپنے نزدیک پائے۔ اور تیری پوشیدگیوں میں اور ظاہری حالت میں ہر چیز اس کے سوا مٹ جائے۔ پھر میں نے اس سے پوچھا میں اس مقام پر کس طرح پہنچ سکتا ہوں۔ اس نے کہا کہ تو اپنے آپ میں بے رغبت ہو جا اور اللہ میں رغبت شروع کر دے۔ پھر اس کا کلام میرے لئے نفع کا سبب بن گیا۔

سری ۲۵۳ ہجری ۶ رمضان میں فوت ہوئے اس کے علاوہ بھی کئی لوگوں نے تاریخ وفات بیان کی ہے۔ واللہ اعلم

خواص: جس گھر میں ترنج ہو اس میں جن نہیں جاتا۔ ہمیں امام ابوحسن علی بن حسن الخلعی نے بیان کیا ہے (جو کہ بیع خلع کی طرف منسوب ہے) یہ امام شافعی کے ساتھیوں میں سے تھے ان کی قبر قرافہ میں موجود ہے اور اس کے پاس دعا بھی قبول ہوتی ہے۔ ان کو قاضی جن بھی کہتے ہیں) کہ انہوں نے خبر دی کہ جن ان کے پاس آ کر پڑھتے تھے۔ ایک دفعہ وہ پورا ہفتہ نہ آئے تو پھر وہ آئے تو ان سے سبب پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ آپ کے گھر میں ترنج تھی اور ہم اس گھر میں نہیں جاتے جس میں ترنج ہو۔

Marfat.com

حافظ ابوطاہر سلفی کہتے ہیں کہ خلعی کے پاس جب حدیث سنائی جاتی تو وہ اپنی مجلس کو اس دعا سے ختم کرتے۔

اَللّٰھُمَّ مَا مَنَنْتَ بِہٖ فَتَمِّمْہُ وَمَا اَنْعَمْتَ بِہٖ فَلَا تَسْلُبْہُ وَمَا سَتَرْتَہٗ فَلَا تَھْتِکْہُ وَمَا عَلِمْتَہٗ فَاغْفِرْہُ۔

اے اللہ! تو نے جو مجھ پر احسان کیا اس کو پورا کر اور جو تو نے مجھ کو انعام کیا وہ مجھ سے مت چھیننا۔ اور جو تو نے مجھ پر پردہ ڈالا اس کو نہ پھاڑنا اور جو میرے گناہ تو جانتا ہے ان کو معاف کر دے۔ خلعی ۴۴۸ھ شوال میں فوت ہوئے۔

میں کہتا ہوں کہ نبیؐ نے اسی لئے اس مومن کی مثال ترنج سے بیان کی ہے جو قرآن پڑھتا ہے۔ اس لئے قرآن پڑھنے والے مومن کے دل سے شیطان اس طرح بھاگتا ہے جس طرح ترنج کی جگہ سے بھاگتا ہے۔ اس لئے اس کے ساتھ مثال بیان کرنا باقی پھلوں کے بخلاف زیادہ مناسب ہے۔ مستدرک کے تراجم الصحابہ میں عن احمد بن حنبل عن عبدالقدوس بن بکیر باسنادہ الی عن مسلم بن صبیح بیان کرتے ہیں۔ کہ میں عائشہؓ کے پاس گیا تو ان کے پاس ایک اندھا آدمی تھا جس کو وہ ترنج کاٹ کر دے رہی تھیں اور شہد پلا رہی تھیں تو عائشہؓ نے کہا یہ ابن مکتوم ہیں کہ جن کے بارے میں اللہ نے نبی ﷺ کو عتاب کیا تھا۔ اور یہ ہمیشہ آل محمد میں رہے ہیں۔

امام دمیری کہتے ہیں کہ ان کو ترنج اور شہد کھلانے کی تخصیص کا مطلب وہی ہے جو کہ سمجھدار پر پوشیدہ نہیں۔ معجم طبرانی میں حبیب بن عبداللہ عن ابی کبشہ عن ابیہ عن جدہ روایت ہے کہ نبیؐ کو سرخ کبوتر اور ترنج کو دیکھنا اچھا لگتا تھا۔ عنقریب باب الفاء میں سلیمان بن موسیٰ کی روایت آئے گی کہ نبیؐ نے فرمایا کہ جن اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں عمدہ گھوڑا ہو۔

تعبیر الرؤیا: خواب میں جن سے مراد مکار آدمی ہیں جو حیلوں اور دھوکوں سے کام لیں۔ کیونکہ یہ لوگ سلیمان علیہ السلام کے لئے محراب اور مورتیاں بنایا کرتے تھے۔ تو جو شخص جن سے خواب میں جھگڑا کرے تو وہ مکار اور حیلہ ساز لوگوں سے لڑے گا۔

اور جس نے جنوں کو دیکھا کہ وہ ان کو قرآن پڑھ رہا ہے تو وہ ریاست اور حکومت حاصل کرلے گا۔ کیونکہ اللہ نے فرمایا:

﴿قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّہُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ.﴾ (الجن: ۱)

خواب میں جن دیکھنے سے مراد چور ہے۔ جس آدمی کے گھر میں جن داخل ہو اس کو چوروں سے بچنا چاہیے۔ خواب میں اپنے آپ کو آسیب زدہ دیکھنے کی کئی قسمیں ہیں۔ تو جس نے خواب میں دیکھا کہ اس کو جن ہو گئے ہیں تو وہ غنا حاصل کرے گا۔ جیسا کہ شاعر نے کہا۔

جن لہ الدھر فنال الغنی　　یا ویحہ ان عقل الدھر

''زمانہ اس کے لئے دیوانہ ہو گیا تو وہ غنی ہو گیا افسوس کہ زمانہ عقل مند ہوتا۔''

بعض لوگوں نے کہا آسیب زدہ ہونا سود کھانے کی علامت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿اَلَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا کَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُہُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ.﴾ (البقرۃ: ۲۷۵)

''یعنی جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ اس شخص کی طرح کھڑے ہوں گے جس کو کے شیطان نے چھو کر دیوانہ بنا دیا ہو۔ اور کبھی کبھی یہ جنت میں داخل ہونے پر بھی دلالت کرتا ہے چونکہ نبیؐ نے فرمایا کہ میں نے جنت میں جھانک کر دیکھا تو وہاں پر اکثر بیوقوف اور مجنون دیکھے پس جنوں کو اس کے مطابق ہی رائے کی طرف ہی منسوب کیا جائے گا۔ اگر خواب میں کوئی عورت دیکھے کہ اس پر جن

Marfat.com

آ گئے ہیں اور اس کے دم سے علاج کیا گیا ہے تو اسے ایسے لڑکے کا حمل ہوگا جو انتہائی مکار ہوگا۔ تو جنوں سے مراد جنین ہوگا جس کا اس کو حمل ہوگا۔ واللہ علم

جنان البیوت (گھروں کے جن)

اس کا تلفظ جیم کے کسرہ اور نون کے فتح اور تشدید سے ہے یہ سانپوں کی شکل میں ہوتے ہیں۔ جان کی جمع جنان ہے۔ اور جان چھوٹے سانپ کو کہتے ہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ جان باریک اور ہلکے سانپ کو کہتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ سفید باریک سانپ کو کہتے ہیں۔

بخاری مسلم ابوداؤد نے ابولبابہ سے روایت کیا ہے کہ نبیؐ نے ان سانپوں کے قتل کرنے سے منع فرمایا جو گھروں میں ہوتے ہیں صرف دم کٹے اور ذوالطفیتین کو قتل کیا جائے۔ کیونکہ یہ بینائی کو اچک لیتے ہیں اور عورتوں کے حمل گرادیتے ہیں۔ طفیتان کا معنی دو سفید خط ہیں جو سانپ کی پشت پر ہوتے ہیں۔ اور ابتر چھوٹی دم والے کو کہتے ہیں۔ نظر بن شمیل نے کہا ہے کہ یہ سانپوں کی نیلی آنکھوں والی اور دم کٹی قسم ہے کہ جو حاملہ عورت ان کی طرف دیکھ لے تو اس کا حمل گر جاتا ہے۔

کتاب الحشرات میں لکھا ہے کہ ابن خالویہ نے ابن عرف کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ جنان ایسے سانپ ہیں کہ جب وہ چلتے ہیں تو اپنے سروں کو اٹھا کر چلتے ہیں اور پھر یہ شعر پڑھا۔

رفعن بالليل اذا ما اسد　　فاعناق جنان وهاما رجفا

''انہوں نے رات کے وقت جب اندھیرا چھا گیا تو سانپوں کی طرح اپنی گردنوں کو اور کانپتی ہوئی کھوپڑیوں کو اٹھایا۔''

الجند بادستر

یہ کتے کی طرح کا ایک جانور ہے یہ پانی کے کتے کی طرح نہیں ہوتا اس کو قندر بھی کہتے ہیں اس کا ذکر باب القاف میں آئے گا اور یہ صرف قفجاق اور اس کے ملحقہ علاقوں میں ہی پایا جاتا ہے اس کو سمور بھی کہتے ہیں۔ یہ سرخ رنگ کی لومڑی کی شکل والا ہوتا ہے اس کے ہاتھ نہیں ہوتے اس کی دو ٹانگیں اور لمبی دم ہوتی ہے۔ اس کا سر انسان کے سر کی طرح ہوتا ہے اور گول چہرہ ہوتا ہے' یہ سینے پر ٹیک لگا کر چلتا ہے گویا کہ وہ چار ٹانگوں پر چل رہا ہے اس کے چار خصیے ہوتے ہیں دو ظاہر اور دو پوشیدہ۔ اس کی عجیب بات یہ ہے کہ جب یہ شکاریوں کو دیکھتا ہے کہ وہ جند بادستر حاصل کرنا چاہتے ہیں جو کہ اس کے ظاہر خصیتین میں موجود ہوتا ہے یہ بھاگ جاتا ہے جب وہ اس کی تلاش میں بہت زیادہ کوشش کرتے ہیں تو یہ اپنے منہ سے اسے کاٹ کر ان کی طرف پھینک دیتا ہے۔ کیونکہ ان کو صرف انہیں کی ضرورت ہوتی ہے۔ جب شکاری ان دونوں کو نہیں دیکھتے تو وہ ان کی تلاش میں مصروف رہتے تو وہ اپنی پشت کے بل لیٹ کر انہیں اپنا خون دکھا دیتا تو وہ جان لیتے ہیں کہ اس نے ان کو کاٹ دیا ہے تو وہ اس سے مڑ کر چلے جاتے ہیں اور جب یہ ظاہری خصیتین کاٹ دیتا ہے تو باطنی خصیتین سامنے آجاتے ہیں اور اس کے باطنی خصیتین میں خون یا شہد کی مشابہ کوئی چیز آجاتی ہے جو خوشبودار ہوتی ہے اور خشک ہونے پر جلد کھرچی جاسکتی ہے۔ یہ حیوان پانی کی طرف بھاگتا ہے اور کافی عرصہ تک اپنے آپ کو پانی میں پابند رکھتا ہے تب باہر آتا ہے۔ یہ حیوان پانی میں بھی اور پانی سے باہر بھی زندہ رہ سکتا ہے۔ اکثر اوقات یہ پانی

Marfat.com

میں رہتا ہے۔اور یہ مچھلی اور کیکڑے کو بطور غذا استعمال کرتا ہے۔اور اس کے خصیتین کیڑے مکوڑوں کے کاٹنے میں مفید ہیں اور یہ کئی اشیاء میں فائدہ مند ہیں اور یہ بہت نفع بخش دوا ہے۔ٹھنڈے اعضاء گرم کر دیتا ہے۔اور تر کو خشک کر دیتا ہے اعضاء میں سے کسی بھی عضو کے لئے یہ نقصان دہ نہیں ہے اور اس کے لئے تمام ٹھنڈی تر امراض میں فائدہ کی خاصیت ہے جو کہ دماغ اور پھیپھڑوں میں پیدا ہوتی ہیں یہ سخت سرد مزاج کے لئے مفید ہے۔جس کے کان میں ہوا پڑ گئی ہو اس کے لئے اس سے زیادہ مفید چیز کوئی نہیں ہے۔جس جگہ پر بچھونے کاٹا ہو اس جگہ پر اس کا طلا کرنے سے فائدہ ہوتا ہے اگر اس کو کسی تیل میں ملا کر مرگی والے شخص کے سر پر ملا جائے تو اس کے لئے مفید ہے یہ فالج اور اعضاء کے ڈھیلا پن میں اور سردی کی وجہ سے جوڑوں کے آماس میں بہت زیادہ مفید ہے اور جب اس کو پیا جائے تو یہ ٹھنڈی زہروں کے لئے تریاق کا کام دیتا ہے چاہے وہ زہریں حیوانی ہوں یا نباتاتی خصوصاً افیون کے لئے فائدہ مند ہے اور یہ طبیعتوں کو لطیف کر دیتا ہے اور بلغم جس جگہ بھی ہو اس کو ختم کر دیتا ہے اور خفقان جو سرد مزاجی کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے اس میں مفید ہے۔اس کی جلد سخت بالوں والی ہوتی ہے اور مشائخ کے لئے اور سردی والوں کے لئے عمدہ ہے۔اور فالج زدوں اور رطوبتوں والوں کے لئے اس کا گوشت مفید ہے اور جب انسان سیاہ جند باد ستر کو ایک درم کے برابر پی لے تو وہ ایک دن بعد مر جائے گا۔

الجنین

یہ وہ بچہ ہے جو جانوروں کو ذبح کرنے کے بعد اس کے پیٹ سے برآمد ہوتا ہے۔اگر یہ جانور کے ذبح کرنے کے بعد مردہ برآمد ہو تو یہ باجماع صحابہ حلال ہے۔جیسا کہ ماوردی نے اپنی کتاب حاوی کے اندر نقل کیا ہے۔اور یہی بات مالک اوزاعی ثوری ابو یوسف محمد اسحاق اور امام احمد نے کہی ہے امام ابو حنیفہ نے اس کے کھانے کی حرمت میں تفرد اختیار کیا ہے۔ان کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ.﴾ یعنی تم مردار اور خون حرام کیا گیا ہے۔ اور نبی ﷺ کا یہ قول یہ ان کی دلیل ہے: ﴿اُحِلَّتْ لَنَا مَيْتَتَانِ وَالدَّمَانِ السَّمَكُ وَالْجَرَادُ وَالْكَبِدُ وَالطِّحَالُ.﴾

اور جنین نیز مردار ہے جس کے حلال ہونے کا ذکر نہیں کیا گیا۔اور جمہور کی دلیل یہ آیت ہے:

﴿اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيمَةُ الْاَنْعَامِ.﴾ (الانعام: ١) یعنی تمہارے لئے چوپائے حلال ہیں ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ ﴿بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ﴾ سے مراد چوپایوں کے وہ جنین ہیں جو ماؤں کے پیٹوں میں سے مردہ حالت میں برآمد ہوتے ہیں اور ان کی ماؤں کے ذبح ہونے کی وجہ حلال ہے اور یہ اس سورہ مائدہ کے احکام میں سے ہے لیکن اس میں بہت بعد ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ﴾ اور اجنّہ کے متعلق کوئی ایسی آیت نہیں جو انہیں مستثنیٰ کرے اور باب الباء الموحدہ میں اس کا ذکر گزر چکا ہے۔

ابو ہریرہؓ سے روایت کیا گیا ہے کہ ذکوۃ الجنین ذکوۃ امہ ان کو ذبح کرنا جنین کو ذبح کرنا ہے۔پس آپؐ نے ایک کے ذبح ہونے کو دوسرے کا نائب قرار دیا اور ایک کو دوسرے کا قائم مقام ٹھہرا دیا۔اگر یہ کہا جائے کہ آپ کا ارادہ تشبیہ ہے نیابت نہیں ہے تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ جنین کو ذبح کرنا اس کی ماں کو ذبح کرنے کی طرح ہے کیونکہ آپ نے جنین سے ماں کو مقدم کیا ہے تو یہ

Marfat.com

ماں کے ساتھ تشبیہ ہوگی اگر آپ نیابت کا ارادہ کرتے تو ماں کو جنین سے پہلے ذکر کرتے ہوئے یوں فرماتے ذکوٰۃ الام ذکوٰۃ الجنین لیکن اس کا جواب تین طرح ہے۔ان میں ایک کو ماوردی نے ذکر کیا ہے کہ جنیں کا نام اس پر بولا جاتا ہے جب تک وہ اپنی ماں کے پیٹ میں چھپا رہے جب وہ اس سے علیحدہ ہو جاتا ہے تو اس سے جنین کا نام ختم ہو جاتا ہے اور اس کو بچہ کہتے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَاِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّةٌ فِیْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ﴾ جب تم اپنی ماؤں کے پیٹوں میں چھپے ہوئے تھے۔اور جنین اپنی ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے اس پر قادر نہیں ہوا جا سکتا۔پس یہاں پر تشبیہ کے بجائے نیابت کا معنی اختیار کرنا ضروری ہے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ اگر نیابت کے بجائے آپ کی مراد تشبیہ ہوتی تو اس کی ماں اور دیگر جانور سب برابر ہیں تو ماں کے ساتھ تشبیہ دینے کا کوئی فائدہ نہیں۔

تیسرا جواب یہ ہے کہ آپ کا تشبیہ کا ارادہ ہوتا تو کاف تشبیہ حذف کرنے کی وجہ سے ذکوۃ الام کو نصب دیتے جبکہ دونوں روایتیں ذکوۃ الام کے رفع سے ہیں اس سے ثابت ہوا کہ آپ کی مراد نیابت ہے اور اگر کوئی یہ کہے کہ ذکوۃ امہ کو نصب سے بھی روایت کیا گیا ہے اور اس کا معنی کذکوۃ امہ ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ روایت صحیح نہیں ہے اگر صحیح بھی ہو تو یہ نصب کاف کے بجائے بائے موحدہ کے حذف ہونے کی وجہ سے ہے تو معنی یہ ہوں گے زکوٰۃ الجنین بذکوۃ امہ یعنی جنین کا ذبح ہونا ماں کے ذبح ہونے سے حاصل ہو جاتا ہے۔اگر دونوں باتوں کا احتمال رکھا جائے تو دونوں مستعمل ہوں گے۔پس مرفوع روایت نیابت والی اس جگہ استعمال ہوگی جب بچہ مردہ برآمد ہو اور تشبیہ کی منصوب روایت اس وقت عمل میں لائی جائے گی کہ جب بچہ زندہ حالت میں باہر آئے۔پس ان دونوں روایتوں میں سے ایک پر عمل کرنا اور دوسری کو چھوڑنا اولیٰ ہوگا۔

اور اس بات پر وہ نص بھی دلالت کرتی ہے جہاں تاویل کا کوئی احتمال نہیں ہے۔جس کو ابو سعید خدری نے روایت کیا ہے کہ میں نے کہا اے اللہ کے رسول ہم اونٹنی' گائے اور بکری کو ذبح کرتے ہیں اور ان کے پیٹوں میں جنین ہوتے ہیں کیا ان کو پھینک دیں یا کھا جائیں تو نبیؐ نے فرمایا اگر کھانا چاہو تو کھالو کیونکہ ماں کا ذبح کرنا بچے کے ذبح کرنے کے قائم مقام ہے۔

شیخ ابو محمد نے بقول امام رافعی کے استدلال کیا ہے کہ اگر ماں کے ذبح کرنے سے جنین حلال نہ ہوتا تو آپ حاملہ ماؤں کے ذبح کرنے کی اجازت نہ دیتے جیسا کہ حاملہ کو قصاص اور حد میں قتل نہیں کیا جاتا۔آپ سے جب اس گھوڑی کے ذبح کرنے کے بارے میں پوچھا گیا کہ جس کے پیٹ میں خچر تھی تو آپ نے اس کو منع کر دیا۔کیونکہ گھوڑی تو کھائی جاتی ہے اور خچر نہیں کھائی جاتی۔

جب یہ بات ثابت ہوگئی تو جان لو کہ جنین کی تین حالتیں ہوتی ہیں جن کو ماوردی نے ذکر کیا ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ جنین کامل ہو جیسا پہلے گزر چکا دوسری حالت یہ ہے کہ وہ علقہ ہو (یعنی خون کا لوتھڑا) اس کو کھایا نہیں جاتا کیونکہ وہ خون کا لوتھڑا ہوتا ہے تیسری حالت یہ ہے کہ مضغہ ہو اس وقت اس کا گوشت بن چکا ہوتا ہے لیکن صورت ظاہر نہیں ہوئی ہوتی اور نہ ہی اس کے اعضاء کی کوئی شکل ہوتی ہے۔تو اس صورت میں اس کے کھانے کے مباح ہونے کی دو صورتیں ہیں بوجہ دو اقوال کے مختلف ہونے کے کہ اس میں غرہ واجب ہے کیونکہ یہ ام ولد ہے ماوردی کہتے ہیں ہمارے بعض اصحاب نے یہ کہا ہے کہ اگر اس میں روح پھونک دی جائے تو نہیں کھایا جائے گا ورنہ کھایا جائے گا اور یہ ایسی بات ہے جس کا پتہ نہیں چلایا جا سکتا۔

اگر جنین زندہ حالت میں برآمد ہو تو اس کو ذبح کرنے کی شرط ہے۔اگر غیر مستقر ہو تو بغیر ذبح کیے حلال ہے اور اگر اس نے

Marfat.com

اپنا سر باہر نکالا پھر اس کی ماں کو ذبح کیا گیا۔ تو بغوی اور قاضی کہتے ہیں کہ تب بغیر ذبح کے حلال نہ ہوگا کیونکہ اس کو ذبح کیا جا سکتا ہے۔ لیکن قفال کہتے ہیں یہ حلال ہے اس لئے کہ بچے کا بعض حصہ باہر آ جانا اس کے مدت حمل کے دوران باہر نہ آنے کی طرح ہے۔ روضہ میں لکھا تھا کہ قفال کا قول صحیح ہے۔ واللہ اعلم

ابن خلکان نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے کہ امام صائن الدین ابوبکر قرطبی ان دو شعروں کو اکثر تمثیلا پڑھا کرتے تھے۔

جری قلم القضاء بما یکون　　　　فسیان التحرك والسكون

''جو کچھ ہونا ہے وہ تقدیر میں لکھا جا چکا ہے اس لئے حرکت کرنا اور حرکت نہ کرنا برابر ہے۔''

جنون منك ان تسعی لرزق　　　　ویرزق فی غشاوته الجنین

''اگر تو رزق کے لئے دوڑے تو تو پاگل ہے کیونکہ جنین کو رحم کے پردوں میں رزق دیا جاتا ہے۔''

یہ دونوں شعر ابوالخیر کاتب واسطی کے ہیں۔

جهبر (ریچھ)

یہ بروزن جعفر ہے۔ مونث ریچھ کو کہتے ہیں۔ جب اس کے وضع حمل کا وقت آتا تو یہ بنات النعش صغریٰ ستاروں کی طرف منہ کرتی ہے تو اس کے وضع حمل میں آسانی ہو جاتی ہے۔ جب اس کا بچہ پیدا ہوتا ہے تو وہ گوشت کا ٹکڑا سا ہوتا ہے۔ وہ ڈرتی ہے کہ چیونٹیاں کہیں اس کو مار نہ دیں اس لئے وہ چیونٹیوں کے ڈر سے اس کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جاتی ہے۔ بعض دفعہ وہ اپنے بچے کو چھوڑ کر بجو کے بچے کو دودھ پلانے لگتی ہے۔ اسی لئے عرب کہتے ہیں۔ احمق من جهبر یعنی وہ جھبر سے بھی زیادہ بےوقوف ہے۔

الجواد

نہایت تیز رو گھوڑے کو کہتے ہیں اس کو جواد اس لئے کہتے ہیں کہ وہ بہت زیادہ چلتا ہے مونث کو بھی جواد ہی کہتے ہیں۔

نمته جواد لا يباع جنينها

یعنی اس کی نشو ونما ایسی گھوڑی نے کی ہے کہ جس کے جنین کو بیچا نہیں جاتا۔''

اس کی جمع جیاد آتی ہے جیسے ثیاب اور جود جیسے ثوب۔ اجیاد مکہ میں ایک پہاڑ ہے۔ اور اس کو اجیاد اس لئے کہتے ہیں کیونکہ یہاں تبع کے گھوڑوں کی جگہ تھی۔ اس کو قعیقعان بھی کہتے ہیں کیونکہ یہ اس قوم کے ہتھیاروں کی بھی جگہ تھی۔

ابوجعفر فریابی نے اپنی کتاب فضل الذکر میں سہل بن سعد الساعدی سے بیان کیا ہے کہ نبیؐ نے فرمایا کہ مجھے صبح کی نماز پڑھ کر وہاں بیٹھ کر سورج کے طلوع ہونے تک اللہ کا ذکر کرنا اس بات سے زیادہ پسند ہے کہ میں عمدہ گھوڑوں پر بیٹھ کر اللہ کے رستہ میں جہاد کروں۔

نسائی حاکم ابن سنی اور بخاری نے اپنی تاریخ میں سعد بن ابی وقاص سے بیان کیا ہے کہ ایک آدمی نماز پڑھنے آیا اور نبیؐ نماز پڑھ رہے تھے تو جب وہ پہلی صف میں پہنچا تو کہا اے اللہ مجھے اس سے بھی افضل دے جو اپنے نیک بندوں کو دیتا ہے جب نبیؐ نے

Marfat.com

نماز ختم کی تو آپ نے فرمایا ابھی کسی نے بات کی تو اس نے کہا اے اللہ کے رسول میں نے بات کی تو آپ نے فرمایا تب تو اپنے عمدہ اونٹوں کی کونچیں کاٹ دے گا اور اللہ کے راستے میں شہید ہو جائے گا۔ سنن ابن ماجہ عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبیؐ کے پاس آیا تو میں نے کہا اے اللہ کے رسول کون سا جہاد سب سے افضل ہے تو آپ نے فرمایا اس شخص کا جس کا خون بہا دیا گیا اور جس کے عمدہ گھوڑوں کو کاٹ دیا گیا۔

امت محمدیہ کتنی جنت میں جائے گی؟ کتاب النصائح جو ابن ظفر کی ہے میں لکھا ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی ایک لونڈی تھی جس کا نام زائدہ تھا۔ نبیؐ فرمایا کرتے تھے اے زائدہ بے شک تو توفیق والی ہے ایک دن وہ آپ کے پاس آئی اور کہنے لگی اے اللہ کے رسول میں نے اپنے گھر والوں کے لئے آٹا گوندھا پھر میں لکڑیاں اکٹھی کرنے کے لئے چلی گئی اور بہت زیادہ لکڑیاں اکٹھی کیں تو میں نے ایک آدمی عمدہ گھوڑے پر سوار دیکھا میں نے اس خوبصورت چہرے اور لباس والا اور عمدہ گھوڑے والا اور اس سے زیادہ خوشبو والا کوئی نہیں دیکھا وہ میرے پاس آیا اور مجھے سلام کہا اور کہنے لگا اے زائدہ کیا حال ہے تو میں نے کہا الحمدللہ میں ٹھیک ہوں وہ کہنے لگا محمد ﷺ کا کیا حال ہے میں نے کہا وہ بخیریت ہیں اور اللہ کے حکم سے لوگوں کو ڈرا رہے ہیں تو اس نے کہا جب محمد ﷺ کے پاس جاؤ تو ان کو میرا سلام کہنا اور ان سے کہنا جنت کا داروغہ رضوان آپ کو سلام کہتا ہے اور وہ آپ سے کہتا ہے کہ آپ کے مبعوث ہونے سے جتنی خوشی مجھے ہوئی اتنی خوشی کسی کو نہیں ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی امت کو تین حصوں میں بانٹ دیا ہے ایک فرقہ بغیر حساب کے جنت میں جائے گا اور ایک فرقے کا مختصر سا حساب ہوگا اور وہ بھی جنت میں چلا جائے گا اور ایک فرقے کی آپ سفارش کریں گے تو ان کے متعلق آپ کی سفارش قبول ہو جائے گی تو وہ جنت میں چلے جائیں گے تو میں نے کہا ٹھیک ہے۔ پھر وہ مجھ سے مڑ کر جانے لگے تو میں اپنی لکڑیوں کو اٹھانے لگی تو مجھ سے اٹھائی نہ گئی۔ انہوں نے میری طرف دیکھا اور کہا اے زائدہ کیا تیری لکڑیاں تیرے لئے بھاری ہیں میں نے کہا میرے ماں باپ قربان ہوں ہاں تو انہوں نے مجھ پر نرمی کی اور لکڑیوں کے گٹھے اپنے ہاتھ میں پکڑی ہوئی سرخ لکڑی کے ساتھ ٹٹولا تو اس کو اٹھایا اور دیکھا تو وہاں ایک بڑا پتھر نمودار ہوا تو انہوں نے لکڑیوں کے گٹھے کو اس لکڑی سمیت اس پتھر پر رکھ دیا اور کہا اے پتھر ان لکڑیوں کو اس کے سمیت لے جا۔ تو وہ پتھر میرے آگے لکڑیاں لے کر لڑھکنے لگا یہاں تک کہ میں نبیؐ کے پاس آ گئی تو نبیؐ نے شکرانے اور تحمید کے طور سجدہ کیا بوجہ اس بشارت کے کہ جو رضوان نے دی تھی پھر صحابہ سے کہا کہ کھڑے ہو جاؤ کہ ہم دیکھیں تو وہ کھڑے ہوئے اور اس پتھر کی طرف چل پڑے۔ انہوں نے اس کو دیکھا اور اس کے آثار کا معائنہ کیا۔

یہودی کا خط: اس خوشخبری کے مشابہ وہ روایت بھی کہ جو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک یمنی آدمی کعب احبار کے پاس آیا اور کہا کہ بے شک فلاں یہودی عالم نے مجھے آپ کی طرف یہ خط دے کر بھیجا ہے تو انہوں نے کہا۔ لا مجھے پڑھ کر سنا تو آدمی نے ان سے کہا بے شک وہ یہودی عالم آپ کو کہتا ہے کیا تم ہم میں سید اور معزز اور قائد نہیں تھے؟ تو کس چیز نے تجھے اپنا دین چھوڑ کر محمد ﷺ کا امتی بنا دیا تو کعب نے اس شخص سے کہا۔ کیا تم اس کی طرف واپس جانے کا ارادہ رکھتے ہو اس نے کہا ہاں تو کعب نے کہا کہ جب تو اس کے پاس جائے تو اس کے کپڑوں کے ایک کونے کو پکڑ لینا تا کہ وہ تجھ سے فرار نہ ہو سکے اور اس سے کہنا کہ کعب تجھے کہہ رہا ہے کہ تجھ سے اس اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ جس نے موسیٰ علیہ السلام کے لئے دریا کو پھاڑ

Marfat.com

ڈالا اور اس اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ جس نے موسیٰ بن عمران کی طرف ان تختیوں کا القاء کیا کہ جن میں ہر چیز کا علم تھا۔ کیا تو اللہ کے کلمات میں ان باتوں کو موجود نہیں پاتا کہ آپ ﷺ کی امت تین جماعتوں کی صورت میں ہوگی۔ ایک تہائی ان میں سے بے حساب جنت میں داخل ہو جائے گی اور ایک تہائی آسان حساب کے بعد جنت میں چلے جائیں گے اور ایک تہائی جناب احمد ﷺ کی شفاعت سے جنت میں چلے جائیں گے تو وہ پادری تجھے کہے گا ہاں یہ بات اسی طرح ہے پھر تو اس کو میری طرف سے کہنا کہ اے پادری تو ان تین تہائیوں میں سے جس میں چاہے اس میں مجھے سمجھ لے۔

ایک بادشاہ کا خواب اور تعبیر: اور کتاب خبر البشر بخیر البشر میں محمد بن ظفر نے کہا ہے کہ مرثد بن بن کلال کسی ایک غزوے میں بہت غنیمتیں لے کر واپس آیا تو عرب کے زعماء شعراء اور خطباء اس کو مبارک باد دینے کے لئے گئے اس نے آنے والے لوگوں سے پردہ ہٹا دیا اور ان کو بہت زیادہ مال عطا کیا اور ان کے ساتھ بہت مسرور رہا۔ انہیں دنوں کی بات ہے کہ ایک دن وہ سویا تو اس نے نیند میں ایک خواب دیکھا جس نے اس کو بہت زیادہ خوفزدہ کر دیا جب وہ بیدار ہوا تو وہ خواب اس کو بھول گیا۔ یہاں تک اس کو اس میں سے کچھ یاد نہ رہا۔ اور اس کا خوف اس کے دل میں جم گیا اور اس کا سرور غم میں بدل گیا اور اس نے آنے والوں سے پردہ کر لیا یہاں تک آنے والے اس سے بدگمان ہو گئے پھر اس نے کاہنوں کو جمع کیا اور ان میں ایک ایک کو علیحدہ کر کے ان سے کہتا کہ مجھے وہ چیز بتاؤ جو چیز میں تم سے پوچھنا چاہتا ہوں تو کاہن اسے کہتا کہ مجھے اس کا کوئی علم نہیں یہاں تک اس نے اپنے جاننے والے کاہنوں میں سے کسی کو نہ چھوڑا مگر ان میں سے کوئی بھی اس کا جواب نہ دے سکا۔ تو اس کی بے چینی بڑھتی چلی گئی۔ اس کی ماں بھی کاہنہ تھی وہ کہنے لگی اے بادشاہ اللہ تجھے لعنت سے بچائے جس بات کو تو پوچھنا چاہتا ہے کاہن عورتیں اس کے متعلق زیادہ معلومات رکھتی ہیں کیونکہ کاہن عورتوں کے تابع جو جن ہوتے ہیں وہ کاہن مردوں کے جنوں سے زیادہ لطیف اور سمجھدار ہوتے ہیں تو اس نے کاہن عورتوں کو جمع کرنے کا حکم دیا اور ان سے بھی ویسا ہی سوال کیا جیسا کاہن مردوں سے سوال کیا تھا مگر ان میں سے کسی کو بھی اس کی وہ بات معلوم نہ ہو سکی جو وہ معلوم کرنا چاہتا تھا جب وہ اپنی مراد سے مایوس ہوا تو وہ ہم سے بے فکر ہو گیا۔ پھر ایک دفعہ وہ شکار کرنے نکلا تو شکار کی تلاش میں اتنا آگے نکل گیا کہ وہ اپنے ساتھیوں سے بچھڑ گیا۔ پہاڑ کی چوٹی پر اس کو چند گھر نظر آئے۔ دوپہر کی گرمی نے اس کو جھلسا دیا تو وہ ان گھروں کی طرف مڑا اور ایک الگ گھر کا قصد کیا۔ تو اس کے سامنے ایک بڑھیا آئی اور کہا آیئے خوش آمدید امن کی طرف دعوت کی طرف بہترین پیالے کی طرف۔ وہ اپنے گھوڑے سے اترا اور گھر میں داخل ہو گیا۔ جب وہ سائے میں آ گیا تو آہستہ آہستہ ہوا لگی تو وہ سو گیا۔ پھر وہ دوپہر تک نہ جاگا پھر وہ اٹھ کر آنکھیں ملنے لگا اچانک ایک لڑکی اس کے سامنے آئی کہ اس جیسی خوبصورت شکل صورت والی لڑکی اس نے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ اس لڑکی نے کہا اے معزز بادشاہ اللہ آپ کو لعنت سے بچائے آپ کو کھانے کی ضرورت ہے؟ تو اس کا خوف مزید بڑھ گیا اور اپنی جان کے متعلق ڈرنے لگا کہ عورت نے اس کو پہچان لیا ہے اس نے اس کی بات سنی ان سنی کر دی۔ اس عورت نے اس سے کہا آپ پر سارے لوگ قربان ہوں اور آپ کے دادا پر بھی کہ ہم نے آپ سے بہت فائدہ حاصل کیا ہے۔ پھر اس نے اس کے قریب ثرید گوشت کے ٹکڑے اور حلوہ کیا۔ اور خود اس سے مکھیاں دور کرنے لگی۔ یہاں تک کہ وہ کھانے سے فارغ ہو گیا۔ پھر اس کو خالص اور تازہ دودھ پلایا۔ تو اس نے اپنی چاہت کے مطابق دودھ پی لیا۔ اس لڑکی

Marfat.com

کے آنے اور جانے کے دوران وہ اس کے متعلق سوچنے لگا۔ اس لڑکی نے اس کی دونوں آنکھوں اور دل میں اپنے حسن اور محبت کو بھر دیا تھا۔ تو بادشاہ نے اس سے کہا اے لڑکی تیرا نام کیا ہے اس نے کہا میرا نام عفیراء ہے۔ تو بادشاہ نے کہا کہ وہ شخص کون ہے جس کو تو نے الملک الہمام کہہ کر پکارا ہے اس عورت نے کہا یہ عظیم الشان انسان مرثد ہے۔ جس نے ایک مشکل مسئلہ کی وجہ سے تمام کاہن مرد اور عورتوں کو جمع کیا ہے۔ اور جس کو تمام جان حل نہ کر سکے۔ بادشاہ نے کہا اے عفیراء کیا تو اس مشکل مسئلہ کو جانتی ہے۔ اس نے کہا ہاں۔ یہ ایک نیند کا خواب اور پراگندہ خیال نہیں ہے۔ بادشاہ نے کہا اے عفیراء تو سچی ہے۔ یہ کون سا خواب ہے۔ اس نے کہا کہ آپ نے آندھیاں دیکھی ہیں۔ جو ایک دوسرے کے آگے پیچھے چل رہی تھیں جن میں چمکدار شعلے تھے اور دھواں بھی اٹھ رہا تھا۔ اور اس کے پیچھے ایک لہروں والی نہر بہہ رہی تھی اور آپ نے ایک پکارنے والے کی آواز کو سنا تھا کہ جس میں کانوں کو پھاڑ دینے والی گھنٹی کی آواز تھی کہ نہر کے کشادہ رستے کی طرف آ ؤ۔ پانی پینے والے سیراب ہو گئے اور نہ آنے والے غرق ہو گئے۔ تو بادشاہ نے کہا ہاں یہی میرا خواب ہے۔ تو اس کی تاویل کیا ہے؟ اس نے کہا تند و تیز آندھیاں ملک یمن کے بادشاہ تبع ہیں۔ اور نہر سے مراد علم ہے اور داعی ایک سفارش کرنے والے نبی ہیں اور جارع وہ ہے جوان کا دوست اور پیروکار ہو۔ اور کارع وہ دشمن ہے جوان سے جھگڑا کرے۔ تو بادشاہ نے کہا اے عفیراء یہ نبی صلح کا ہوگا یا جنگ کا۔ اس نے کہا اللہ کی قسم اور بارشوں سے پانی اتارنے والے کی قسم کہ وہ خونوں کو رائیگاں کرنے والا ہوگا اور شریف عورتوں کو بھی اپنا خادم لونڈیوں کی طرح بنائے گا۔ بادشاہ نے کہا عفیراء اس کی دعوت کیا ہوگی اس نے کہا کہ وہ نماز روزے صلہ رحمی اور بتوں کے توڑنے اور قسمتوں سے فال نہ نکالنے اور گناہوں سے بچنے کی طرف بلائے گا۔ بادشاہ نے کہا عفیراء اس کی قوم کون سی ہے۔ اس نے کہا مضر بن نزار اور ان کے لئے ایسا اڑنے والا غبار ہوگا جو لوگوں کو ذبح کرنے اور کھنڈرات کے بعد ختم ہوگا۔ بادشاہ نے کہا اے عفیراء اس کی قوم ذبح ہو جائے گی تو اس کے معاون کون ہوں گے۔ اس نے کہا یمن کے سردار ہوں گے کہ جو اچھی قسمت والے ہوں گے وہ نبی ان کے ذریعے جنگ کرے گا۔ وہ جنگ کریں گے۔ سخت چیزیں ان کے ذریعے نرم ہوں گی۔ اس کی مدد کی طرف وہ منسوب ہوں گے۔ تو بادشاہ نے اپنا سر جھکا لیا۔ اور اس سے منگنی کرنے کے بارے میں اپنے دل سے مشورہ کرنے لگا۔ اس عورت نے کہا اے بادشاہ میری پشت پر ایک نہایت غیور ہے۔ اور میرے معاملے کے لئے کئی بندشیں ہیں اور مجھ سے نکاح کرنے والا ہلاک ہونے والا ہے۔ اور مجھ سے شوق رکھنا ہلاکت ہے بادشاہ اٹھا اور اپنے گھوڑے پر سوار ہو گیا۔ اور چل پڑا۔ پھر اس کی طرف سو اونچے کوہانوں والی اونٹنیاں بھیجیں۔

(آگے امام دمیری نے کلام عفیراء کے مشکل الفاظ کے معانی لکھے ہیں)

ایک بھولا ہوا خواب: اس جیسا ایک بھولا ہوا خواب یہ بھی ہے۔ یہ کاہنوں کی خبروں میں سے نہیں ہے۔ یہ نبوی خبر ہے۔ اور بخت نصر کا خواب ہے۔ واقعہ یوں ہے کہ بخت نصر نے جب بیت المقدس کی جنگ کی تو بنی اسرائیل کے قیدیوں میں سے ایک لاکھ بچے پسند کئے۔ ان میں سے ایک دانیالؑ بھی تھے۔ پھر بخت نصر نے ایک خواب دیکھا جس میں وہ ڈر گیا اور اس کے خواب میں ایسا واقعہ پیش آیا جس نے اسے ڈرا دیا۔ اس نے کاہنوں اور جادوگروں اور نجومیوں سے اس بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ اگر آپ ہمیں اپنا خواب بتائیں تو ہم اس کی تعبیر بتا سکتے ہیں۔ تو اس نے کہا کہ خواب تو میں بھول گیا ہوں لیکن اگر

Marfat.com

تم نے مجھے نہ بتایا تو میں تمہارے سر قلم کر دوں گا۔ وہ سارے ڈرے ہوئے اس کے پاس سے چلے گئے۔ پھر ان میں سے ایک آدمی واپس آ کر کہنے لگا کہ اے بادشاہ اگر کوئی ایسا آدمی ہو سکتا ہے جو اس خواب کی تعبیر بتائے تو وہ دانیال اسرائیلی لڑکا ہی ہے۔ تو بخت نصر نے دانیال کو بلایا اور اس سے پوچھا تو دانیال نے کہا کہ میرا ایک رب ہے جس کو اس بات کا علم ہے اس لئے مجھ کو تین دن کی مہلت دیجئے۔ دانیال نکلے اور نماز پڑھنے لگے۔ تو اللہ نے ان کو خواب وحی کر دیا اور اس کی تعبیر بھی بتا دی۔ وہ بخت نصر کی طرف آئے اور کہنے لگے تو نے ایک بت دیکھا ہے جس کے دونوں پاؤں اور پنڈلیاں پکی مٹی کی ہیں اور دونوں گھٹنے اور ران تانبے کے ہیں۔ اس کا پیٹ چاندی کا ہے۔ اور اس کا سینہ سونے کا اور گردن لوہے کی ہے۔ اس نے کہا دانیال تو سچا ہے۔ تو دانیال نے کہا کہ آپ اس بت کی طرف دیکھ رہے تھے اور خواب میں اس سے تعجب کر رہے تھے تو اللہ نے آسمان سے پتھر بھیجا تو اس پتھر نے اس بت کو توڑ دیا اور پھر یہ پتھر بڑا ہو کر ساری دنیا سے بڑا ہو گیا۔ پس یہی وہ چیز تھی جس کی وجہ سے تو خواب بھول گیا۔ اس نے کہا تو سچا ہے اس کی تعبیر کیا ہے۔ تو دانیال نے کہا کہ بت سے مراد دنیا کے بادشاہ ہیں۔ ان میں بعض دوسروں سے نرم ہوئے۔ ان میں سے پہلا بادشاہ بہت کمزور تھا۔ پھر اس کے بعد والا حصہ تانبا کا ہے جو پہلے سے مضبوط ہوتا ہے۔ پھر اوپر والا حصہ چاندی کا ہے۔ جو اس سے بھی بہتر ہے۔ اس سے اوپر والا حصہ سونے کا ہے۔ جو چاندی سے بہتر ہے۔ اس سے اوپر والا حصہ لوہے کا ہے۔ اور یہ سب سے مضبوط ہے۔ اور اس سے مراد تیری بادشاہی ہے جو سب سے سخت اور مضبوط ہے۔ اور وہ صخرہ جو اللہ نے آسمان سے نازل کیا وہ نبی ہیں جن کو اللہ آخرالزمان میں بھیجے گا جو ان سب کو تباہ کر دے گا اور دنیا اس کے دین سے بھر جائے گی۔ اور تمام حکومت کا معاملہ اس کے سپرد ہو جائے گا۔ اس کی بادشاہی اس وقت تک زوال پذیر نہ ہو گی جب تک زمانہ رہے گا۔

بخت نصر اس کی بات سن کر خوش ہوا اور دانیال سے حسن سلوک کیا اور اس کو اپنا مقرب بنایا اور اس کا مرتبہ اونچا کیا۔

ابن القریہ کا قصہ: ابن خلکان نے ابن القریہ کے حالات زندگی میں ذکر کیا ہے۔ اس کا اصلی نام ایوب بن زید بن القریہ قاف کی زیر راء مہملہ کی تشدید اور زیر کے ساتھ اور یاء مثناۃ تحتی سے ہے۔ یہ ایک دیہاتی تھا اور حجاج کا مقرب تھا۔ حجاج نے اس کو عبدالرحمٰن بن اشعث بن قیس الکندی کی طرف بھیجا جب اس نے عبدالملک بن مروان کے خلاف خروج کیا تھا اور اس کو چھوڑ کر اپنی بیعت کی طرف لوگوں کو بلانے لگا تھا۔ تو ابن اشعث نے اس سے کہا یا تو کھڑا ہو کر خطبہ دے اور ابن مروان کی بیعت کو توڑ دے اور حجاج کو گالیاں دے یا میں تیری گردن اتار دوں گا تو ابن القریہ نے اسی طرح کیا اور ابن الاشعث کے پاس ٹھہر گیا پھر جب ابن اشعث دیرالجماجم کی جنگ میں مارا گیا جو کہ حجاج اور اس کے درمیان ہوئی تھی تو ابن القریہ کو حجاج کے پاس لایا گیا تو اس نے اس سے چند باتیں پوچھیں تو اس نے جو حجاج کو جواب دیا اس کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ اہل العراق لوگوں میں حق و باطل کو سب سے زیادہ جاننے والے ہیں اور اہل الحجاز فتنوں کے طرف سب سے زیادہ جلدی کرنے والے ہیں اور اس بارے سب سے زیادہ عاجز بھی ہیں۔ اہل شام اپنے خلفاء کی سب سے زیادہ اطاعت کرنے والے ہیں۔ اہل مصر پر جو غالب آ جائے اس کے غلام بن جاتے ہیں۔ اہل یمن فرمانبردار ہیں اور جماعت کو لازم پکڑتے ہیں سرزمین ہند میں ہلاک کرنے والے دریا اور اس کے پہاڑ یا قوت ہیں اس کے درخت عود ہیں اور اس کے پتے خوشبو ہیں۔ اور یمنی اصل عرب ہیں۔ اصل گھروں والے اور حسب والے ہیں' مکے کے آدمی ننگے پیروں والے علماء ہیں اور ان کی عورتیں کپڑے پہنے ہوئے بھی ننگی ہیں اور مدینے میں رسوخ علم ہے اور اسی میں

Marfat.com

ظاہر بھی ہوا ہے۔ بصرہ کی سردیاں بہت سخت ہیں اور گرمیاں بھی سخت ہیں اس کا پانی نمکین ہے اور اس کی لڑائی صلح والی ہے۔ اور کوفہ کا موسم بحر کی گرمی سے اونچا اور شام کی سردی سے نیچے ہے۔ واسط کا علاقہ حماۃ اور کند کے درمیان جنت ہے حجاج نے کہا حماۃ اور کننہ کیا ہے اس نے کہا اس سے مراد بصرہ اور کوفہ ہیں جو اس سے حسد کرتے ہیں مگر اس کو تکلیف نہیں پہنچا سکتے۔ دجلہ اور فرات فیضان خیر کے ساتھ جاری ہیں۔ اور شام ایسے ہے کہ جیسے بیٹھی ہوئی عورتوں کے درمیان دلہن ہو اور اپنے کلام کے دوران ابن القریہ نے یہ بھی کہا ہر عمدگی کے لئے تیرگی بھی ہوتی اور ہر تیز تلوار کے لئے کند ہونا بھی ہے اور ہر بردبار کے لئے کچھ لغویات بھی ہوتی ہیں تو حجاج نے کہا۔ عرب گمان کرتے ہیں کہ ہر چیز کے لئے ایک آفت ہوتی ہے۔ تو اس نے کہا اللہ امیر المومنین کی اصلاح کرے۔ عربوں نے سچ کہا ہے قلم کی آفت غصہ ہے۔ عقل کی آفت خود پسندی علم کی آفت بھولنا ہے سخاوت کی آفت خرچ کر کے احسان جتلانا ہے اور عبادت کی آفت اس کو مسلسل نہ کرنا ہے شرافت کی آفت ذلیل لوگوں کے ساتھ بیٹھنا ہے شجاعت کی آفت سرکشی ہے اور مال کی آفت بدتدبیری ہے اور کامل آدمیوں کی آفت ان کا ختم ہو جانا ہے۔ تو حجاج نے اس سے کہا کہ حجاج کی آفت کیا ہے تو وہ کہنے لگا اس شخص کی کوئی آفت نہیں ہے جس کا عمدہ حسب اور اچھا نسب ہو اور اس کی پاکیزہ فرع ہو تو حجاج نے کہا تو بدبختی سے بھر گیا اور تو نے نفاق کا اظہار کیا ہے پھر اس نے اس کی گردن مارنے کا حکم دیا پھر جب اس کو مرا ہوا دیکھا تو وہ اس کے قتل پر نادم ہوا۔ اور اس کا قتل ۸۴ھ میں ہوا میں نے یہ حکایت طویل طور پر اپنی کتاب غایۃ الادب فی کلام حکماء العرب میں ذکر کی ہے اور وہ کتاب تین جلدوں میں ہے۔

عرب کی مشہور مثالوں میں سے یہ مثال بھی ہے ان الجواد عینہ فرارہ یعنی عمدہ گھوڑے کی شخصیت اس کے بھاگنے سے معلوم ہوتی ہے۔ یعنی اس کی شخصیت اور اس کا دیکھنا تجھے اس بات سے بے نیاز کر دے گا کہ تو اس کو آزمائے اور دانتوں کو دیکھے۔

کتاب ابتلاء الاخیار بالنساء الاشرار کے مصنف نے بیان کیا ہے۔ کہ ابو مسلم خراسانی کے سامنے ایک عمدہ گھوڑے کو پیش کیا گیا اس جیسا گھوڑا کبھی نہیں دیکھا گیا۔ تو اس نے سائس سے کہا کہ تمہیں معلوم ہے اس عمدہ گھوڑے کو کیوں ٹریننگ دی جاری ہے تو انہوں نے کہا اللہ کے راستے میں لڑائی کے لئے تو اس نے کہا نہیں انہوں نے کہا پھر دشمن کی تلاش کے لئے تو اس نے کہا نہیں تو وہ کہنے لگے اے امیر المومنین پھر کیوں ٹریننگ دی جارہی تو اس نے کہا تاکہ آدمی اس پر سوار ہو کر بری عورت اور برے ہمسائے سے بھاگ جائے۔

گھوڑوں میں سے بہترین اوصاف والے گھوڑے صافنات ہوتے ہیں جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿اِذْ عُرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصَّافِنَاتُ الْجِيَادُ﴾ یعنی جب سلیمان علیہ السلام پر شام کے وقت عمدہ گھوڑے پیش کیے گئے۔ اہل تفسیر کہتے ہیں کہ سلیمان علیہ السلام کے ایک ہزار گھوڑے تھے۔ آپ نے ان سب کو ذبح کروا دیا کیونکہ ان کی وجہ سے آپ کی ایک نماز فوت ہو گئی تھی۔ بعض علماء کہتے ہیں جب انہوں نے گھوڑوں کو ترک کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے انکو اس کے بدل اس سے بہتر چیز عطا کی یعنی انہیں ایسی ہوا عطا کی جس کا صبح کا چلنا ایک ماہ مسافت کا تھا اور شام کا چلنا بھی اسی طرح ایک ماہ کی مسافت کا تھا۔

امام احمد نے اپنی سند سے ابو قتادہ عن ابی الدھماء سے روایت کیا ہے وہ اکثر سفر بیت اللہ کی طرف کیا کرتے تھے وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہم دونوں ایک دیہاتی آدمی کے پاس آئے تو وہ دیہاتی کہنے لگا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا

Marfat.com

اور مجھے وہ کچھ سکھانے لگے جو کچھ اللہ نے ان کو سکھایا آپ کی باتوں میں سے ایک بات یہ بھی تھی کہ اللہ کے ڈر سے اگر تو کسی بھی چیز کو چھوڑے گا تو اللہ تعالیٰ تجھ کو اس سے بہتر چیز عطا کرے گا۔ نسائی نے اس روایت کو ابن مبارک سے انہوں نے سلیمان بن الحسین کی حدیث سے روایت کیا ہے اور ابوالد ہماء کا اصل نام قرفہ بن بہیس ہے اور بعض نے کہا قرفتہ بن بہیس کے لیے بخاری کے علاوہ ایک جماعت نے روایت کیا ہے۔ ثعلبی کہتے ہیں کہ لوگ بھوکے تھے اور گھوڑوں کا گوشت ان کے لئے حلال تھا انہوں نے گھوڑوں کو اللہ تعالیٰ کے قرب حاصل کرنے کے لئے ذبح کیا تا کہ انہیں لوگ کھائیں جیسے ہمارے ہاں قربانی ہوتی ہے اور اس واقعہ کے ہم مثل وہ واقعہ بھی ہے جو ابوطلحہ نے اپنا باغ صدقہ کر کے کیا جب کہ ان کو دبسی پرندے نے دوران نماز مشغول کر دیا تھا۔

صافن اس گھوڑے کو کہتے ہیں جو اپنی ایک ٹانگ اگلی اٹھائے ہوئے رکھتا ہے اور اپنے کھر کے ایک کنارے پر کھڑا ہوتا ہے اور کبھی اپنی پچھلی ٹانگ کو اس طرح رکھتا ہے اور یہ فراست کی علامت ہے جس طرح اس کے حق میں عجاج نے کہا ہے۔

الف الصفون فلا یزال کانہ

مما یقوم علی الثلاث کسیر

''عمدہ گھوڑا مالوف ہو گیا وہ ہمیشہ اس حال میں ہوتا ہے کہ تین ٹانگوں پر کھڑا ہے اور اپنا دم اٹھائے ہوئے ہے۔''

بعض مفسرین نے کہا ہے کہ آیت میں خیل سے مراد خیر ہے اور عرب لوگ گھوڑے کو خیر کہتے ہیں اسی لئے نبیؐ نے زید الخیل کو مخاطب کر کے کہا کہ تو زید الخیر ہے اور یہ صحابی جب گھوڑے پر سوار ہوتے تو ان کی دونوں ٹانگیں زمین سے لگ رہی ہوتیں۔ ان کا نام زید بن مہلہل بن زید عطائی ہے۔ اور ان کے پاس بہت زیادہ گھوڑے تھے۔ ان کی قوم اور اکثر عربوں کے پاس ایک یا دو گھوڑے ہوتے تھے۔ جب کہ اس کے پاس ہطال' کمیت' درد' کامل' لاحق' دموک نامی بے شمار گھوڑے تھے۔ یہ سن ۹ ہجری کو نبیؐ کے پاس وفد طے کے ساتھ آیا تھا اور اسلام قبول کیا۔ ان سے نبیؐ نے فرمایا تھا کہ میرے سامنے کسی کا جاہلیت کے دور کا کوئی ایسا وصف نہیں بیان کیا گیا مگر میں نے اسلام میں اس کا یہ وصف نہیں دیکھا۔ سوائے تمہارے کہ تم اس سے زیادہ خوبیوں والے ہو جس کا مجھے کہا گیا۔ بے شک تم ہی میں دو خصلتیں ہیں جن کو اللہ اور اس کا رسول پسند کرتا ہے۔ متانت اور حلم اور ایک روایت میں حیاء اور حلم ہے تو وہ کہنے لگا تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں کہ جس نے میری ایسی فطرت بنائی جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو پسند ہے۔ یہ صحابی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جانے کے بعد اپنی قوم میں گیا پھر بخار کی حالت میں فوت ہو گیا۔ نبی ﷺ کہا کرتے تھے کہ یہ عمدہ نوجوان ہے اگر اس کو بخار نہ پہنچے تو۔ اور روایت کیا گیا ہے کہ آپ نے ان سے فرمایا تھا اے زید الخیر تجھے بخار مار دے گا پھر جب اپنے گھر لوٹے تو بخار سے فوت ہو گئے۔

ابن عباس اور زہری کہتے ہیں کہ سلیمان علیہ السلام نے اپنے گھوڑوں کی ٹانگوں اور گردنوں کو اپنے ہاتھ کے ساتھ ان کی تعظیم اور محبت میں چھوا تھا نہ کہ تلوار سے ان کی گردنیں اڑائی تھیں اور طبری نے اسی کو ترجیح دی ہے۔ بعض کہتے ہیں انہوں نے ان کو پانی کے ساتھ غسل دیا تھا اور ثعلبی کہتے ہیں کہ یہ چھونا اللہ کے راستے میں خاص کرنے کے لئے ایک نشان تھا اور جمہور مفسرین کا خیال ہے کہ وہ گھوڑے ان کو وراثت میں ملے تھے بعض نے کہا کہ انہوں نے سو گھوڑوں کے سوا باقی تمام قتل کرا دیئے تھے۔ اب جتنے گھوڑے بھی موجود ہیں یہ انہیں کی نسل سے ہیں۔ امام دمیری کہتے ہیں کہ یہ بات بعید از قیاس ہے۔ اور بعض مفسرین نے کہا ہے

Marfat.com

کہ وہ بیس گھوڑے تھے۔ جنہیں شیطان نے سلیمان علیہ السلام کے لئے سمندر سے نکالا تھا اور ان کے پر بھی تھے۔

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ﴿وَهَبْ لِي مُلْكًا لَّا يَنبَغِي لِأَحَدٍ مِّنۢ بَعْدِي﴾ کے بارے میں جمہور علماء یہ کہتے ہیں کہ سلیمان علیہ السلام یہ چاہتے تھے کہ یہ بات تمام نوع میں سے صرف ان کے لئے خاص اور باعث عزت ہو اور یہی بات اس جن کی خبر سے ظاہر ہوتی ہے جو نبی ﷺ کی نماز کے دوران سامنے آیا تو آپ نے اسے پکڑ لیا اور ارادہ کیا کہ اس کو مسجد کے ستونوں میں سے ایک ستون کے ساتھ باندھ دیں جس طرح پہلے گزر چکا ہے اور عنقریب باب العین المھملہ میں بھی ان شاء اللہ اس کا بیان آئے گا۔

نسائی اور ابن ماجہ نے عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ جب سلیمان بن داؤد علیہما السلام بیت المقدس کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو انہوں نے اللہ سے ایسی حکومت طلب کی جو اللہ کی حکومت کے مقابل ہو اور ایسا ملک عطا کرکے کہ ان کے بعد کسی کو بھی وہ عطا نہ ہو۔ اور جو شخص اس مسجد یعنی بیت المقدس میں صرف نماز پڑھنے کے لئے آئے تو وہ برائیوں سے ایسے صاف ہو جائے جیسا کہ اس کو اس کی ماں نے آج جنا ہے نبیؐ نے فرمایا کہ دو باتیں تو ان کو دے دیں گئیں اور میں امید کرتا ہوں کہ انہیں تیسری دی گئی ہو۔ تو ایک نبیؐ نے دعا کی اور ایک نبی نے امید کی۔

سلیمان علیہ السلام کی عجیب وغریب کرسی: جہاں تک سلیمان علیہ السلام کی کرسی کی صفات کا تعلق ہے تو ابن عباس سے روایت کہ سلیمان علیہ السلام کے لئے چھ سو کرسیاں لگائی جاتی تھیں پھر معزز انسان آتے تو وہ آپ کے قریب والی کرسیوں پر بیٹھ جاتے پھر مقرب جن آتے تو وہ انسانوں کے قریب والی کرسیوں پر بیٹھ جاتے پھر وہ پرندوں کو بلاتے اور وہ ان پر سایہ کرتے پھر وہ ہوا کو بلاتے تو وہ انہیں اٹھا لیتی پھر وہ ایک مہینہ کی مسافت پر صبح اور شام انہیں لے جاتی اور یہ بات اس طرح ہے کہ سلیمان علیہ السلام اپنے باپ کے بعد بادشاہ بنے تو انہوں نے ایک کرسی بنانے کا حکم دیا جس پر وہ فیصلے کرنے کے لئے بیٹھتے اور انہوں نے حکم دیا کہ اس پر ایسی بدیع وعجیب اور ڈرا دینے والی چیز بنا دی جائے کہ جب اس کو کوئی جھوٹ بولنے والا یا جھوٹی گواہی دینے والا دیکھے تو کانپ جائے اور حیران پریشان رہ جائے اور انہوں نے حکم دیا کہ ہاتھی دانت سے اس چیز کو بنایا جائے اور اس کو موتیوں یاقوت اور زبرجد سے مرصع کیا جائے اور چار سونے کے کھجور کے درختوں سے اس کو گھیرا جائے اور اس درخت کی ٹہنیاں سرخ یاقوت اور سبز زبرجد کی بنائی جائیں اور دونوں کھجوروں کے سروں پر دو سونے کے مور بنائے جائیں اور اس طرح دو سونے کی گدھیں بنائی جائیں جن میں سے بعض نے بعض کی طرف منہ کیا ہوا ہو اور کرسی کے کناروں میں دو شیر بنائے جائیں اور دونوں میں سے ہر ایک کے سر پر سبز زبرجد کا ستون بنایا جائے اور دو کھجور کے درختوں پر انگور کی بیل کو چڑھا دیا جائے جو کہ سرخ سونے کی بنی ہوئی ہو اور اس کے خوشے سرخ یاقوت کے بنائے جائیں اس طرح کہ انگور اور کھجور کی چھتیں کرسی پر سایہ کئے ہوئے ہوں۔ سلیمان علیہ السلام جب اس پر چڑھنے کا ارادہ کرتے تو اپنے پاؤں کو نیچے والی سیڑھی پر رکھتے تو کرسی اور جو کچھ اس میں ہوتا وہ سب کچھ تیز چکی کی طرح گھوم جاتا۔ اور یہ تمام پرندے اور گدھیں اپنے پر پھیلا لیتی اور دونوں شیر اپنے دونوں ہاتھوں کو پھیلاتے اور اپنی دم کو زمین پر مارتے پھر جب وہ اوپر والے حصے پر جا کر بیٹھ جاتے تو دو گدھیں جو کھجور میں ہوتیں وہ سلیمان علیہ السلام کے تاج کو پکڑ کر آپ کے سر پر رکھ دیتیں پھر کرسی اور جو کچھ اس میں ہوتا سب گھوم جاتے اور اس کے ساتھ ساتھ دو گدھیں دونوں مور اور دونوں شیر سلیمان علیہ السلام کی طرف اپنے سروں کو جھکائے ہوئے گھوم جاتے اور وہ سلیمان علیہ السلام پر اپنے

Marfat.com

مونہوں سے کستوری اور عنبر چھڑکتے پھر وہ سونے کی کبوتری جو کرسی کے اوپر بنے ہوئے جواہرات کے ستونوں پر کھڑی ہوتی وہ آپ کو تورات پکڑاتی تو سلیمان علیہ السلام اس کو کھولتے اور لوگوں کے سامنے اس کو پڑھتے اور انہیں فیصلوں کی طرف بلاتے اور بنی اسرائیل کے بڑے بڑے لوگ سونے کی کرسیوں پر بیٹھے ہوئے ہوتے جو جواہرات سے مرصع ہوتیں سلیمان علیہ السلام کی دائیں طرف ایک ہزار کرسیاں تھیں اور بڑے بڑے جن آپ کی بائیں طرف چاندی کی کرسیوں پر بیٹھے ہوئے ہوئے۔ یہ بھی ایک ہزار کرسیاں ہوتی پھر پرندے ان کو گھیر کر ان پر سایہ کر دیتے اور لوگ اپنے جھگڑوں کا فیصلہ کرانے کے لئے پیش ہوتے جب گواہ گواہی دینے کے لئے پیش ہوتے تو کرسی اور جو کچھ اس میں ہوتا وہ سب تیز چکی کی طرح گھوم جاتا دونوں شیر اپنے ہاتھ پھیلا لیتے اور اپنی دموں کو زمین پر مارتے اور دونوں گدھیں اور دونوں مور اپنے پروں کو پھیلا لیتے تو اس سے گواہ ڈر جاتے اور صرف حق بات کی ہی گواہی دیتے جب سلیمان علیہ السلام فوت ہو گئے تو بخت نصر نے بیت المقدس پر حملہ کیا اور کرسی اٹھا کر انطاکیہ لے گیا۔ جب اس نے اس کرسی پر چڑھنے کا ارادہ کیا تو وہ نہ چڑھ سکا شیروں نے اس کی ٹانگ پر مار کر اس کو توڑ دیا جب بختنصر ہلاک ہو گیا تو کرسی کو بیت المقدس لایا گیا تو کوئی بادشاہ اس پر بیٹھنے میں کامیاب نہ ہو سکا اور کوئی نہیں جانتا کہ اس کا آخری انجام کیا ہوا۔ شاید کہ اس کو آسمان پر اٹھا لیا گیا ہو اور میں نے اس کی یہاں اس لئے صفات ذکر کی ہیں کہ وہ بھی اس بادشاہی میں سے تھی کہ ان کے بعد کوئی بھی بادشاہ اس کے لائق نہیں ہو سکا اور طبرانی کا خیال ہے کہ بختنصر ان چار بادشاہوں میں سے نہیں ہے کہ جنہوں نے تمام دنیا پر حکومت کی۔ جیسا کہ ثعلبی نے کہا ہے جس نے سب سے پہلے یہ بات کہی ہے اس نے کہا ہے کہ یہ دنیا کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ کا عراق پر گورنر تھا وہ بادشاہ کیہر اسب کہلاتا تھا۔ اور صحیح بات ثعلبی کی ہے۔

قصہ بے وفا عاشق کا اور عشق مجازی کی حقیقت: اصحاب التاریخ والسیر نے لکھا ہے کہ بنی اسرائیل کا ایک شخص اسحٰق نامی عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں تھا۔ جس کی ایک چچا کی بیٹی اپنے وقت کی خوبصورت عورت تھی۔ وہ آدمی اس کا عاشق تھا اچانک وہ مر گئی تو وہ اس کی قبر پر چمٹ گیا۔ کچھ عرصہ وہ وہاں رہا اور اس کی زیارت سے نہ ہٹتا تھا تو ایک دن عیسیٰ علیہ السلام اس کے پاس سے گزرے اور وہ اس کی قبر پر رو رہا تھا تو اس سے عیسیٰ علیہ السلام نے کہا اسحٰق تو کیوں رو رہا ہے۔ اس نے کہا اے روح اللہ میری ایک چچا کی بیٹی تھی جو میری بیوی تھی میں اس سے بہت زیادہ محبت کیا کرتا تھا۔ وہ مر گئی ہے اور یہ اس کی قبر ہے۔ مگر میں اس کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اس کی جدائی نے مجھے مار ڈالا ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کیا تو چاہتا ہے کہ میں اس کو اللہ کے حکم سے تیرے لئے زندہ کر دوں؟ اس نے کہا ہاں اللہ کے رسول۔ تو عیسیٰ علیہ السلام قبر پر کھڑے ہوئے اور کہنے لگے اے قبر والے اللہ کے حکم سے زندہ ہو جا قبر پھٹ گئی اور اس سے ایک سیاہ رنگ کا غلام باہر آیا کہ جس کی ناک اور آنکھ کے سوراخوں اور چہرے کی دیگر سوراخوں سے آگ نکل رہی تھی۔ اور وہ کہہ رہا تھا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ عِیْسٰی رُوْحُ اللّٰهِ وَ كَلِمَتُهٗ وَ عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ اسحٰق نے کہا اے روح اللہ یہ وہ قبر نہیں ہے۔ جس میں میری بیوی تھی۔ وہ قبر تو یہ ہے اور اس نے دوسری قبر کی طرف اشارہ کیا تو عیسیٰ علیہ السلام نے اس کالے غلام کو کہا کہ تو جہاں تھا واپس چلا جا۔ تو وہ اس قبر میں مر کر گر پڑا۔ انہوں نے اس کو چھپا دیا۔ پھر دوسری قبر پر کھڑے ہو کر کہا اے قبر والے اللہ کے حکم سے کھڑا ہو جا تو وہ عورت کھڑی ہو گئی اور اپنے چہرے سے مٹی جھاڑ رہی تھی۔ تو عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کیا یہ تیری بیوی ہے اس نے کہا ہاں اے روح اللہ انہوں نے کہا اس کو لے کر چلا جا۔ تو وہ شخص اس کو ساتھ لے کر

Marfat.com

چل دیا۔ تو اس شخص کو نیند نے بے قرار کر دیا تو اس عورت سے کہا کہ تیری قبر پر جاگتے رہنے نے مجھے مار ڈالا ہے۔ اب میں کچھ آرام کرنا چاہتا ہوں۔ اس عورت نے کہا ٹھیک ہے کرلو۔ اس شخص نے اپنا سر اس کی ران پر رکھا اور سو گیا۔ وہ سویا ہوا تھا کہ بادشاہ کا بیٹا وہاں سے گزرا جو بہت خوبصورت اور اچھی حالت والا تھا اور بہترین گھوڑے پر سوار تھا۔ جب اس عورت نے اس کو دیکھا تو اس کو چاہنے لگی اور دوڑ کر اس کی طرف چلی گئی جب اس شخص نے اس کو دیکھا تو اس کے دل میں بھی اس کا خیال جم گیا اور اس سے کہنے لگی مجھے اپنے ساتھ لے چلو۔ اس لڑکے نے اس کو اپنے گھوڑے کے پیچھے بیٹھا لیا اور چل دیا اور اس عورت کا خاوند بیدار ہوا تو اس کو موجود نہ پایا وہ اس کو تلاش کرنے لگا اور اس گھوڑے کے نشانات کے پیچھے چل دیا اور آخر کار ان دونوں تک پہنچ گیا تو اس نے بادشاہ سے کہا کہ میری بیوی اور چچا کی بیٹی مجھ کو دے دو۔ اس عورت نے اس سے اجنبیت کا اظہار کیا اور کہا کہ میں بادشاہ کے بیٹے کی لونڈی ہوں۔ اس شخص نے کہا کہ تو میری بیوی اور چچا کی بیٹی ہے۔ اس نے کہا میں تم کو نہیں جانتی میں تو بادشاہ کے بیٹے کی لونڈی ہوں تو بادشاہ کے بیٹے نے کہا کیا تو میری لونڈی کو خراب کرنا چاہتا ہے اس شخص نے کہا خدا کی قسم یہ میری بیوی ہے اور عیسیٰ نے مرنے کے بعد اس کو اللہ کے حکم سے زندہ کیا ہے۔ وہ ابھی جھگڑ رہے تھے کہ عیسیٰ علیہ السلام وہاں سے گزرے۔ تو اسحٰق نے کہا۔ اے روح اللہ کیا یہ میری وہ بیوی نہیں ہے جس کو آپ نے اللہ کے حکم سے زندہ کیا تھا؟ عیسیٰ علیہ السلام نے کہا ہاں یہ وہی ہے۔ اس نے کہا اے روح اللہ یہ جھوٹ کہہ رہا ہے میں تو بادشاہ کے بیٹے کی لونڈی ہوں۔ اور بادشاہ کے بیٹے نے بھی کہا کہ یہ میری لونڈی ہے۔ تو عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کیا تو وہی نہیں ہے کہ جس کو میں نے اللہ کے حکم سے زندہ کیا تھا۔ وہ کہنے لگی اللہ کی قسم میں وہ نہیں ہوں۔ تو آپؑ نے فرمایا جو میں نے تم کو دیا تھا ہم نے واپس لیا۔ تو وہ فوراً مر کر گر پڑی تو عیسیٰؑ نے کہا جو شخص یہ چاہتا ہے کہ ایسے آدمی کو دیکھے کہ جس کو اللہ نے کافر مارا تھا پھر اس کو زندہ کیا تو مسلمان کر کے مارا تو وہ اس سیاہ غلام کو دیکھے اور جو شخص ایسی عورت کو دیکھنا چاہے جو مومن مری تھی پھر اللہ نے اس کو زندہ کیا اور کافر کر کے مارا تو وہ اس عورت کو دیکھے اور اسحٰق اسرائیلی نے اللہ سے یہ وعدہ کر لیا کہ وہ کبھی بھی شادی نہیں کرے گا۔ اور وہ جنگلوں کا رخ کر کے روتا ہوا حیران پریشان پھرنے لگا۔

اس حکایت میں عقل مندوں کے لئے بہت بڑی عبرت ہے اور یہ وہ عجیب ترین حکایت ہے جو توفیق وخذلان میں بیان کی جا سکتی ہے۔

نسأل الله السلامة وحسن الخاتمة بجاه سيدنا محمد و آله.

محبت حقیقی: میں چاہتا ہوں کہ یہاں پر کچھ عارف باللہ علماء کی وہ بات بتاؤں جو انہوں نے مجھے بتائی ہے۔ کہ عیسیٰؑ ایک دن ایک پہاڑ پر سے گزرے وہاں انہوں نے ایک گرجا دیکھا وہ اس کے قریب گئے اور دیکھا کہ ایک عبادت گزار آدمی ہے جس کی کمر خمیدہ ہو چکی ہے اور جسم لاغر ہو چکا ہے۔ وہ ریاضت کی انتہائی منازل پر پہنچ چکا تھا۔ تو آپ نے اس کو سلام کہا اور کہا کہ تم اس گرجا میں کتنے عرصہ سے ہو؟ اس نے کہا ستر سال سے۔ میں اللہ سے ایک حاجت مانگ رہا ہوں لیکن اس نے نہیں دی۔ مگر اے روح اللہ مجھے یقین ہے کہ اگر آپ میری سفارش کریں گے تو اللہ میری حاجت پوری کر دیں گے۔ عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ تم کو کس چیز کی حاجت ہے۔ اس نے کہا اللہ مجھے اپنی خالص محبت کا ایک ذرہ چکھا دے۔ تو عیسیٰ علیہ السلام نے کہا اچھا میں دعا کرتا ہوں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس رات دعا کی تو اللہ نے وحی فرمائی کہ میں نے تیری دعا سن لی ہے اور تیری سفارش قبول کر لی

Marfat.com

ہے۔تو کچھ دنوں بعد عیسیٰ علیہ السلام اس جگہ دوبارہ آئے تو دیکھا کہ گرجا گرا پڑا ہے اور اس کے نیچے کی زمین پھٹ چکی ہے۔تو عیسیٰ علیہ السلام سوراخ کے آخری حصے تک اترتے چلے گئے۔تو دیکھا وہ عابد پہاڑ کے نیچے کھوہ میں ٹکٹکی لگائے منہ کھولے کھڑا تھا۔ تو عیسیٰ علیہ السلام نے اس کو سلام کہا تو اس نے کوئی جواب نہ دیا تو عیسیٰؑ اس کی حالت سے تعجب کرنے لگے تو ایک غیبی آواز آئی اے عیسیٰ اس نے ذرہ بھر ہماری خالص محبت مانگی تھی تو ہم نے جان لیا کہ یہ اس کی طاقت نہیں رکھتا تو ہم نے اس کو ذرہ کا ستر ہزارواں حصہ دیا تو اس میں حیران ہے۔جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں۔جب ہم اس سے زیادہ عنایت کر دیں تو پھر کیا حال ہوگا۔

میں کہتا ہوں کہ خواص لوگوں کی محبت وہ انہیں دھاتوں میں سے ٹپکتی ہے۔اور انہیں اوصاف سے پہچانی جاتی ہے۔

عشق ومحبت کے راز: یہ بھی جان لو کہ محبت فنا کی وادیوں میں سے پہلی وادی ہے۔محو کی منازل کی طرف اترنے والی گھاٹیوں میں سے ایک گھاٹی ہے۔مگر اہل تحقیق کے اشارات اس محبت کے بیان کرنے کے بارے میں مختلف ہیں۔ہر ایک اپنے ذوق کے مطابق بولتا ہے اور اپنے شوق کے مطابق وضاحت کرتا ہے۔اور یہ جگہ ان کے اقوال اور ان کے اختلافات بیان کرنے کی نہیں ہے۔ہم نے اس بارے میں اپنی کتاب جوہر الفرید کے آٹھویں حصہ میں بسط سے بیان کر کیا ہے۔مگر ہم یہاں اس کی کچھ ٹکڑے بیان کریں گے تا کہ اس کتاب میں دیکھنے والا مانوس ہو۔پس جان لو کہ محبت علی الا جمال محبوب کے موافق ہوتی ہے۔چاہے وہ غم ناک ہو یا مسرور کن ہو یا نفع مند ہو یا تکلیف دہ۔اور اس بات کی طرف شاعر نے اپنے اس قول کے ساتھ اشارہ کیا ہے۔

وقف الھوی بی حیث انت فلیس لی　　متاخر عنہ ولا متقدم

''محبت مرے دل میں وہاں آ کر ٹھہر گئی جہاں آپ موجود ہیں اب میرے دل میں کسی پہلے کے لئے اور نہ کسی پچھلے کے لئے کوئی جگہ ہے۔''

اجد الملامۃ فی ھواك لذیذۃ　　حبا لذکرك فلیلمنی اللوم

''تیری یاد کو چاہتے ہوئے تیری محبت میں ملامت بھی مجھے لذیذ لگتی ہے۔پس چاہیے کہ مجھے ملامت کرنے والے ملامت کرتے رہیں۔''

اشبھت اعدای فصرت احبھم　　اذ کان حظی منك حظی منھم

''تو میرے دشمنوں کے مشابہہ ہوگئی ہے اس لئے میں ان سے بھی محبت کرنے لگا ہوں کیونکہ جتنا حصہ مجھے تم سے ملتا ہے اتنا ہی ان سے ملتا ہے۔''

فاھنتنی فاھنت نفسی صاغرا　　ما من یھون علیك ممن یکرم

''تو نے مجھے رسوا کیا تو میں نے خود اپنے نفس کو بھی گھٹیا سمجھ کر رسوا کیا جس کو تو ذلیل کر دے وہ عزت والوں میں سے نہیں ہو سکتا۔''

امام دمیری کہتے ہیں غیرت محبت کے اوصاف میں سے ہے۔غیرت کے ہوتے ہوئے پوشیدگی اور پردہ نہیں رہ سکتا۔جو شخص محبت کے بیان کرنے کے لئے اپنی زبان کھولے اور محبت کے اسرار واضح کرے تو ایسے شخص کو محبت کا ذوق نہیں ہوتا۔یہ تو محبت کی خوشبو پانے کی کوشش ہوتی ہے۔اگر وہ محبت کا تھوڑا سا ذائقہ بھی چکھ لیتا تو کبھی بھی اس کا ذکر اور تشریح نہ کرتا۔محبت کرنے والا سچی

Marfat.com

محبت کو الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا۔ وہ صرف اس کے خصائل اور نظر سے ہی ظاہر ہوتی ہے۔ محبت کرنے والے کی محبت کی حقیقت کو صرف محبوب ہی سمجھ سکتا ہے۔ اس لئے کہ بھیدوں کے ملنے کی جگہ دل ہے اور اس لئے کسی شاعر نے کہا۔

تشیر فادری ما تقول بطرفها ۔۔۔ واطرق طرفی عند ذاک فتفهم

''وہ اپنی نظر کے ساتھ اشارہ کرتی ہے تو جو کچھ وہ کہنا چاہتی ہے مجھے معلوم ہو جاتا ہے۔ اس وقت میں اپنی نظر جھکا لیتا ہوں تو وہ بھی میرا مقصد سمجھ لیتی ہے۔''

تکلم منا فی الوجوہ عیوننا ۔۔۔ فنحن سکوت والھوی یتکلم

''ایک دوسرے کے روبرو ہم آنکھوں سے باتیں کرتے ہیں ہم خاموش ہوتے ہیں تو محبت باتیں کرتی ہے۔''

عوام کی محبت احسان دیکھ کر پیدا ہوتی ہے۔ اور اس کے طریقے کے مطابق چلنے سے محبت مضبوط رہتی ہے منزل کی طرف بڑھنے سے نشوونما پاتی ہے۔ اور محبت تمام وسوسے کاٹ دیتی ہے اور خدمت کرنے سے لذت ملتی ہے۔ اور مصائب کے باوجود اطمینان ہوتا ہے۔ اور عوام کے راستے میں ایمان کا ایک ستون ہے لہٰذا جو کچھ بندے کی طرف سے محبت کا اظہار ہوتا ہے اس کی عاجزی اور اس کی ضرورت مندی کی وجہ سے ہوتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے حکموں کو پورا کرنے پر بندہ کاربند رہے اور اس کی محبت کا طالب ہو۔ اپنی نظر سے اس کی طرف ایسے دیکھے کہ اس کو باقی کوئی چیز نظر نہ آئے نہ کوئی نشان نہ کوئی نام نہ کوئی آثار نہ کوئی صفت اور نہ کوئی زمانہ بلکہ وہ بہرا گونگا اندھا ہو کر اللہ کے پاس حاضر ہو۔

ایک ولی کی کرامت:

ابراہیم خواصؒ سے روایت ہے کہ مجھے اپنے کسی سفر میں بہت پیاس لگ گئی یہاں تک کہ میں پیاس کی شدت کی وجہ سے گر پڑا اچانک میرے چہرے پر کچھ پانی گرا جس کی ٹھنڈک میں نے اپنے دل میں محسوس کی تو میں نے اپنی آنکھ کھولی تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک آدمی وہاں ہے جس سے خوبصورت میں نے کوئی نہیں دیکھا تھا وہ ایک سرخ عمدہ گھوڑے پر سوار تھا۔ اس کا لباس سبز اور پگڑی زرد تھی اس کے ہاتھ میں ایک پیالہ تھا۔ اس نے مجھے پانی پلایا اور مجھے کہا کہ میرے پیچھے سوار ہو جاؤ میں اس کے پیچھے سوار ہو گیا۔ میں سوار ہی تھا کہ اس نے مجھ سے پوچھا تم کیا دیکھ رہے ہو۔ میں نے کہا مدینہ ہے اس نے کہا اتر جاؤ اور میری طرف سے نبی ﷺ کو سلام کہنا اور کہنا کہ جنت کا خازن رضوان آپ ﷺ کو سلام کہتا ہے۔

یہ بہت بڑی کرامت ہے۔ اور اللہ جس کو چاہتا ہے اپنے فضل سے دیتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔ ہمارے شیخ یافعیؒ نے کہا کہ جس شخص کو تم اولیاء اللہ کی توہین کرتے ہوئے سنو یا وہ اولیاء اللہ کی کرامتوں کا انکار کرتا ہو تو جان لو کہ وہ اللہ کے ساتھ جنگ کرنے والا اور اس کی رحمت سے دور ہے۔ وہ اللہ کے حقیقی قرب سے بہکایا ہوا ہے۔

الجواف

یہ لفظ ضمہ کے ساتھ ہے اور مخفف ہے۔ یہ مچھلی کی ایک قسم ہے مگر عمدہ مچھلی نہیں ہے۔ اس کے متعلق مالک بن دینار کا یہ قول

Marfat.com

ہے کہ اکلت رغیفا وراس جوافة فعلی الدنیا العفاء میں نے ایک روٹی اور جوافہ مچھلی کا سر کھایا پس دنیا مٹنے والی ہے اور اس کے نشان ختم ہونے والے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ عفاء سے مراد مٹی ہے۔

الجوذر

یہ لفظ ذال معجمہ کے فتحہ اور ضمہ سے ہے اور اس کا تلفظ جؤ ذر بالہمزہ بھی ہے۔ یہ وحشی گائے کے بچے کو کہتے ہیں۔

شاعر کہتا ہے۔

ان من یدخل الکنیسة یوما　　یلق فیھا جاذرا وظباء

''جو شخص کبھی کنیسے میں داخل ہو تو وہاں ہرنوں اور جنگلی گائے کے بچوں کو پائے گا۔''

علی بن اسحٰق زاہی نے کیا خوب کہا ہے۔

وبیض بالحاظ العیون کانما　　ھززن سیوفا واستللن خناجرا

''کئی سفید عورتوں نے اپنی آنکھوں سے ایسے دیکھا گویا کہ انہوں نے تلواروں کو حرکت دی ہو اور خنجر سونت لئے ہوں۔''

تصدین لی یوما بمنعرج اللوی　　فغادرن قلبی بالتصبر غادرا

''ایک دفعہ وہ مجھ کو منعرج اللوائی جگہ میں ملیں۔ تو انہوں نے میرے دل کو ایسا کر دیا کہ وہ بے صبرا ہو گیا۔''

سفرن بدورا وانتقبن اھلة　　ومسن غصونا والتفتن جاذرا

''وہ بدر بن کر سامنے آئیں اور ہلال بنکر نقاب اوڑھ لیا انہوں نے نازک ٹہنیوں کی طرح نخرے دکھائے اور جنگلی گائے کے بچوں کی طرح دیکھنے لگیں۔''

واطلعن فی الاجیاد بالدر انجما　　جعلن لحبات القلوب ضرائرا

''انہوں نے موتیوں جیسے ستارے گردنوں کے ذریعے طلوع کئے انہوں نے دل کی گہرائیوں میں حسد ڈال دیا۔''

اس کے عمدہ شعروں میں سے یہ بھی ہیں۔

الریح تعصف والاغصان تعتنق　　والمزن باکیة والزھر مغتبق

''ہوا تند و تیز ہے اور ٹہنیاں ایک دوسرے سے گلے مل رہی ہیں اور بدلی رو رہی ہے اور پھول صبح کی شراب پی رہے ہیں۔''

کانما اللیل جفن والبروق لہ　　عین من الشمس تبدو ثم تنطبق

''گویا رات آنکھ کی پلک ہے اس کی آنکھیں سورج کی ٹکیا کی طرح ہیں جو کبھی ظاہر ہوتی ہے اور کبھی چھپتی ہے۔''

یہ شعر بھی اسی کے ہیں۔

تبدت فھذا البدر من خجل بھا　　وحقك مثلی فی دجی اللیل حائر

Marfat.com

''وہ سامنے آئی تو چاند بھی شرما گیا تیری قسم میرے جیسا آدمی بھی رات کے اندھیرے میں حیران ہے۔''

وماست فشق الغصن غیظا جیوبه　　　　الست تری اوراقه تتناثر

''وہ ناز سے چلی تو نازک ٹہنیوں نے غصے سے اپنے گریبان پھاڑ لیئے۔ کیا تو دیکھ نہیں رہا کہ ان کے پتے جھڑ رہے ہیں۔''

وفاحت فالقی العود فی النار جسمه　　　　کذا نقلت عنه الحدیث المجامر

''جب وہ مہکی تو عود کی لکڑی نے اپنے آپ کو آگ میں گرا ڈالا اس طرح انگیٹھیوں نے اس کی بات کو نقل کیا۔''

وقالت فغار الدروا صفر لونه　　　　کذلك ما زالت تغار الضرائر

''اس نے بات کی تو موتی کو غیرت آ گئی اور ان کا رنگ پیلا ہو گیا اسی طرح ہمیشہ سوکنیں غیرت کرتی ہیں۔''

یہ شعر بھی اسی کے ہیں۔

بادر اذا حاجة فی وقتها عرضت　　　　فللحوائج اوقات وساعات

''جب کوئی ضرورت پیش آئے تو جلدی کر لو کیونکہ ضرورت کے کچھ اوقات اور لمحے ہوتے ہیں۔''

ان امکنت فرصة فانهض لها عجلا　　　　ولا تاخر فللتاخیر آفات

''اگر تجھے موقع مل سکے تو اپنی ضرورت کی طرف کھڑا ہو جا اور دیر نہ کر کیونکہ دیر کرنے میں بہت پریشانی ہو گی۔''

اسی کے یہ عمدہ شعر بھی ہیں۔

اما تری الغیث کلما ضحکت　　　　کما ثم الزهر فی الریاض بکی

''کیا تو بارش کو نہیں دیکھتا کہ جب وہ ہنستی ہے تو پھول کی آستینیں باغ میں رو پڑتی ہیں۔''

کالحب یبکی لدیه عاشقه　　　　وکلما فاض دمعه ضحکا

''جیسے دوست کے پاس اس کا عاشق روتا ہے۔ جب اس کے آنسو بہتے ہیں تو وہ ہنس پڑتا ہے۔''

لحی الله امرأ اولاك سرا　　　　فبحت به وفض الله فاه

''اللہ اس شخص کو ہلاک کر جس نے تجھ سے راز و نیاز کیا۔ اللہ نے اس کا منہ کھول دیا تو نے بھی بھید کھول دیا۔''

لانك بالذی استودعت منه　　　　انم من الزجاج بما وعاه

''تو بے شک تو اس سے بھی زیادہ اس چیز کی چغلی کرنے والا ہے جو تیرے پاس امانت رکھی گئی کہ جتنا شیشہ اپنی چیز کی چغلی کرتا ہے۔''

اس معنی میں یہ عمدہ شعر بھی کہے گئے ہیں۔

ینم بسر مستوعیه سرا　　　　کما نم الظلام بسر نار

''بھیدوں کا امین رازوں کو فاش کر رہا ہے جیسے اندھیرا آگ کے راز کو ظاہر کر دیتا ہے۔''

أنم من النصول علی مشیب　　　　ومن صافی الزجاج علی عقار

Marfat.com

''جیسے سروں کے سفید بال بڑھاپے کو افشاء کر دیتے ہیں یہ آدمی اس سے بھی زیادہ راز افشاء کرنے والا صاف شیشہ کی سرخ شراب کی چغلی کرنے سے بھی زیادہ راز افشاء کرنے والا ہے۔''

علی بن اسحٰق زاہی ۳۶۰ھ میں فوت ہوا۔

الجوزل

جیم کے فتح سے ہے یہ کبوتر قطا وغیرہ پرندوں کے چوزے کو کہتے ہیں اس کا ذکر عنقریب قطا کے لفظ میں آئے گا۔ اس کی جمع جواذل آتی ہے۔ جس طرح ایک شاعر کہتا ہے۔

یا ابنة عمی لا احب الجوزلا ولا احب قرصلك المفلفلا

وانما احب ظبیا اعبلا

''اے میرے چچا کی بیٹی میں چھوٹی عمر کی لڑکیوں کو پسند نہیں کرتا اور نہ میں تیرے پستان کی سیاہ ٹکیہ کو پسند کرتا ہوں۔ بے شک میں نوجوان چوکڑیاں بھرنے والی ہرنی کو پسند کرتا ہوں۔''

کبھی کبھی نوجوان لڑکی کو بھی جوزل کہا جاتا ہے۔

جیال

بروزن جبال فعال کی طرح۔ بجو کا ایک نام ہے اور یہ الف لام کے بغیر ہی معرفہ ہے۔

شرعی حکم: باب الضاد المعجمہ میں آئے گا۔

ضرب الامثال: عربی کہتے ہیں انبش من جیال وہ بجو سے بھی زیادہ قبریں اکھیڑنے والا ہے کیونکہ بجو قبریں اکھیڑتا ہے اور مردوں کے لاشے کو زمین کے نیچے سے باہر لے آتا ہے۔

ابو جرادة

یہ ایک پرندہ ہے جس کو عراق والے باذنجان کہتے ہیں اور اہل شام بصیر کہتے ہیں اس کا گوشت لے کر پگھلا کر جس کو بواسیر ہو وہ باہر کی طرف لگائے تو اس سے اس کو بڑا فائدہ ہوگا۔

باب الحاء المهملة

حائم

حائم کالے کوے کو کہتے ہیں۔ اس لئے کہ عربوں کے نزدیک یہ جدائی پر حیران ہو کر منڈلاتا ہے۔ مرقش نے کہا۔

ولقد غدوت وکنت لا اغدو علی واق وحائم

''میں نے حائم اور رواق پر صبح کی جبکہ پہلے اس طرح نہیں کیا کرتا تھا۔''

Marfat.com

فاذا الاشائم كالايا — من والايا من كالاشائم

''تو کیا دیکھتا ہوں کہ خوش بخت بد بخت کی طرح ہیں اور بد بخت خوش بخت کی طرح ہو چکے ہیں۔''

وكذاك لا خير ولا — شر على احد بدائم

''اس طرح نہ کسی پر خیر دائمی رہتی ہے اور نہ شر۔''

اور عنقریب ان شاء اللہ یہ شعر باب الواو کے شروع میں آئیں گے۔اور اس کو غراب البین بھی کہتے ہیں اور عنقریب ان شاء اللہ تعالیٰ اس کا بیان باب الغین المعجمہ میں آئے گا۔

الحاریه

یہ افعی سانپوں کی ایک قسم ہے۔اس کا ذکر باب الہمزہ میں گزر چکا ہے۔

الحباب

سانپ کو کہتے ہیں۔جوہری کہتے ہیں کہ اس کو حباب اس لئے کہتے ہیں کہ حبائب شیطان کا نام اور سانپ کو بھی شیطان کہا جاتا ہے۔سعید بن مسیبؒ سے روایت ہے مجھے پتہ چلا کہ نبیؐ نے انصار کے ایک آدمی کا نام بدل دیا تھا جس کا نام حباب تھا اور فرمایا حباب شیطان کا نام ہے۔

ابوداؤد نے باب تغیر الاسم القبیح میں کہا ہے کہ نبیؐ نے عاص' عزیز' عتلہ ' شیطان' حکم' غراب' شہاب' حباب کے ناموں کو بدل دیا تھا اور جس شخص کا نام نبیؐ نے حباب سے بدل کر عبداللہ رکھا تھا وہ عبداللہ بن عبداللہ بن ابی بن سلول تھا۔اس کے باپ کی کنیت ابوالحباب تھی۔

الحبتر

حبتر لومڑی کو کہتے ہیں اس کا ذکر باب الثاء المثلثہ میں گزر چکا ہے۔

الحبث

یہ دم کٹے سانپ کو کہتے ہیں اس کا زہر قاتل ہوتا ہے عنقریب ان شاء اللہ اس کا ذکر اس باب کے آخر میں لفظ حیہ کے ضمن آئے گا۔

حباحب (جگنو)

بروزن ہذاہد ہے یہ ایک پرندہ ہے جس کے مکھی کی طرح دو پر ہوتے ہیں یہ رات کو آگ کی طرح روشن ہوتا ہے' عرب اس کی مثال بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں اضعف من نارا الحباحب کہ فلاں آدمی جگنو کی آگ سے بھی زیادہ کمزور ہے۔بعض لوگوں کے بقول یہ محارب بن خصفہ قبیلے کے آدمی کا نام ہے جو بخل میں مشہور تھا وہ مہمانوں کے ڈر کی وجہ سے ہلکی آگ جلایا کرتا

Marfat.com

تھا تو عرب اس سے مثال دیا کرتے تھے۔ اسی لئے جوہری نے کہا ہے کہ کبھی کبھی کہا جاتا ہے نار ابی الحباحب اور وہ مکھی کو کہتے ہیں اور جوہری نے مرصع میں کہا ہے یہ اس تھوڑی سی آگ کو کہتے ہیں جس سے فائدہ نہ اٹھایا جا سکے اور یہ آگ رات کو اڑنے والی مکھی کی ہوتی ہے ابوحباحب غیر منصرف ہے۔ میں کہتا ہوں اس پرندے کو قطرب کہتے ہیں یہ بات ابن بیطار وغیرہ نے ذکر کی ہے اور صحاح میں مذکور ہے کہ قطرب بھی ایک پرندہ ہے۔

شرعی حکم: اس کا کھانا حرام ہے کیونکہ یہ حشرات میں سے ہے۔

الحباری (سرخاب)

یہ لفظ حائے مہملہ کے ضمہ اور بائے موحدہ کے فتح سے ہے۔ یہ ایک مشہور پرندہ ہے۔ یہ اسم جنس ہے اور مذکر، مونث دونوں پر بولا جاتا ہے۔ اس کا واحد اور جمع ایک ہی ہے۔ مگر جمع کے صیغہ کے لئے حباریات کا لفظ بھی استعمال ہو سکتا ہے۔ جوہری کہتے ہیں کہ حباریٰ کا الف مقصورہ تانیث کا نہیں اور نہ ہی الحاق کا ہے۔ بلکہ یہ اس کا اصلی حرف ہے۔ تو گویا کہ یہ نفس کلمہ میں سے ہے۔ یہ نکرہ اور معرفہ دونوں صورتوں میں منصرف نہیں ہوتا۔ اس پر تنوین بھی نہیں آتی۔

میں کہتا ہوں یہ جوہری کی بھول ہے۔ اس کا الف مونث کا ہے جیسے سمانی اگر اس طرح نہ ہوتا تو یہ منصرف ہوتا۔

اہل مصر حباریٰ کو حبرج کہتے ہیں۔ یہ اڑنے کے لحاظ سے بہت عمدہ ہے۔ اور یہ لمبے لمبے چکر لگاتا ہے۔ اس کا بصرہ میں شکار کیا جاتا ہے۔ اس کے پوٹے میں سبز دانہ ہوتا ہے جس سے بطم نامی درخت پیدا ہوتا ہے۔ اور ان درختوں کے بیج شام کے علاقے میں ہیں۔ اسی لئے مثال بیان کی جاتی ہے کہ فلاں آدمی حباریٰ سے بھی زیادہ مشکل سے ملتا ہے اس کے پروں کو جب نوچ دیا جائے اور اس کو ننگا کر دیا جائے تو اگر وہ اگنے میں دیر کریں تو وہ دلی دکھ سے مر جاتا ہے۔ یہ لمبی گردن والا پرندہ ہے۔ اس کا رنگ خاکستری ہوتا ہے۔ اس کی چونچ قدرے لمبی ہوتی ہے۔

جاحظ کہتے ہیں کہ حباریٰ کی پشت اور اس کی آنتوں میں خوراک جمع رہتی ہے۔ جس میں اس کے لئے باریک بیٹ ہوتی ہے۔ تو جس وقت اس پر شکرہ اصرار کرتا ہے تو یہ اس پر بیٹ کر دیتا ہے تو اس کے پر سارے کے سارے اکھڑ جاتے ہیں اور شکرہ ہلاک ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سرخاب کی بیٹ کو اس کا ہتھیار بنا دیا ہے۔ شاعر کہتا ہے۔

وهم تركوك اسلح من حباری	رات صقرا واشرد من نعام

"انہوں نے تم کو اس حباریٰ سے بھی زیادہ ہتھیار والا بنا دیا کہ جس نے شکرہ دیکھ لیا ہو۔ اور تجھ کو شتر مرغ سے بھی زیادہ بھاگنے والا بنا دیا۔"

اس کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ شکار کرتا نہیں بلکہ شکار ہو جاتا ہے امام بیہقی نے شعب الایمان میں یحییٰ بن ابی کثیر عن سلمہ عن ابی ہریرہؓ روایت کیا ہے کہ انہوں نے ایک آدمی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ظالم آدمی صرف اپنی جان کو ہی نقصان پہنچاتا ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ اس آدمی نے جھوٹ کہا ہے۔ کیونکہ سرخاب بنی آدم کے گناہوں سے لاغر ہو کر مر جاتا ہے اور یہ بات تفسیر ثعلبی میں سورۃ فاطر کے آخر میں یوں ہے۔ کہ جب لوگوں کے گناہ زیادہ ہو جاتے ہیں تو اہل زمین پر بارش بند

Marfat.com

ہو جاتی ہے۔

اور پرندوں کو پھل اور دانہ دنکا بارش کے اندازہ کے مطابق ہی ملتا ہے جیسا کہ شاعر کا قول ہے۔

یسقط الطیر حیث یلتقط الحب وتغشی منازل الکرماء

''پرندہ وہیں گرتا ہے جہاں سے وہ دانہ اٹھا سکے اور وہ سخاوت والوں کے پاس ہی جاتا ہے۔''

یہ تمام پرندوں سے زیادہ رزق حاصل کرنے کے لئے حیلہ کرتا ہے۔

اس کے باوجود یہ بھوک سے مرجاتا ہے۔ فسبحان القادر علی مایشاء اس کے بچے کو نہار اور کروان کا بچہ بھی کہتے ہیں۔ اس پرندے کو لیل بھی کہتے ہیں۔ جیسا کہ ایک شاعر نے کہا۔

ونهار رایت منتصف اللیل ولیلا رایت وسط النهار

''نصف رات کو میں نے دن (یعنی حباریٰ کا بچہ) کو دیکھا۔ اسی طرح دن کے وسط میں میں نے رات کو (یعنی کروان کا بچہ) دیکھا۔''

شرعی حکم: اس کا کھانا حلال ہے کیونکہ یہ پاکیزہ پرندوں میں سے ہے امام ابو داؤد ترمذی نے یزید بن عمر بن سفینہ سے روایت کیا ہے کہ وہ عن ابیہ عن جدہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبیؐ کے ساتھ حباریٰ کا گوشت کھایا ہے۔ امام ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس کو اسی سند سے جانتے ہیں۔

ضرب الامثال: عرب کہتے ہیں۔ اکمدمن الحباری فلاں آدمی حباریٰ سے بھی زیادہ کینہ اور بغض والا ہے۔ کما تقدم عثمان کہتے ہیں۔ کل شی یحب ولده حتی حباری یعنی ہر جاندار اپنی اولاد سے محبت کرتا ہے یہاں تک کہ حباریٰ بھی۔ عثمان نے حباریٰ کے ذکر کا خصوصی طور پر ذکر کیا ہے کیونکہ حماقت میں حباریٰ کو بطور مثال بیان کیا جاتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ یہ باوجود احمق ہونے کے اپنے بچے سے محبت رکھتی ہے اس کو دیگر جانوروں کی طرح کھانا کھلاتی ہے اور اڑنا سکھاتی ہے۔

عرب کہتے ہیں اسلح من الحباری حالة الخوف و اسلح من الدجاج حالة الامن فلاں آدمی خوف کی حالت میں حباریٰ سے زیادہ بیٹ کرنے والا ہے اور امن کی حالت میں مرغ سے زیادہ بیٹ کرنے والا ہے۔ نیز عرب کہتے ہیں الحباری خالة الکروان۔ یعنی حباریٰ کروان کی خالہ ہے۔ اور عرب یوں بھی کہتے ہیں اقصر من ابهام الحباری و من ابهام القطاة یعنی فلاں آدمی سرخاب کے انگوٹھے سے اور قطا پرندے کے انگوٹھے سے بھی زیادہ ٹھگنا ہے۔

طبی فوائد: سرخاب کا گوشت دیرہضمی میں بطخ اور مرغ کے گوشت کے بین بین ہوتا ہے۔

اور یہ بطخ کے گوشت سے ہلکا ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ بری ہے اور گرم تر ہوتا ہے۔

یہ پیٹ کی ریح کی تسکین کے لئے بہت مفید ہے۔ لیکن جوڑوں کے دردوں اور قولنج میں نقصان دہ ہے۔ اس کے ضرر کو ختم کرنے کے لئے دارچینی، روغن زیتون اور سرکہ استعمال کرنا چاہیے۔ اس سے بلغمی خون پیدا ہوتا ہے۔ یہ ٹھنڈی طبیعت والوں کے لئے مفید ہے۔ خصوصاً جب اس کو سردیوں اور ٹھنڈے علاقوں میں کھایا جائے۔ ''تقویم الصحۃ'' کتاب والے نے کہا ہے۔ کہ

Marfat.com

حباریٰ کا گوشت مکروہ ہے۔ کیونکہ وہ سخت اور دیر ہضم ہوتا ہے۔ اور اس میں سے سب سے عمدہ وہ ہے جو دو دن بعد پکایا جائے۔ پھر اس کے سینے اور رانوں میں تھوم' سیاہ' مرچ بھر دیے جائیں اور مصالحوں سے اس کو بنایا جائے۔ جب یہ ہضم ہو جاتا ہے تو اس سے بہت غذائیت ملتی ہے۔ اس کے زیادہ پرانے گوشت سے کچھ دیر کا باسی گوشت بہتر ہوتا ہے۔ اس کے کھانے کے بعد میٹھا شہد کھانا ضروری ہے۔

قزوینی کہتے ہیں کہ اس کے پوٹہ میں ایک پتھر پایا جاتا ہے اس پتھر کو اگر کسی انسان پر باندھا جائے تو اس آدمی کو اس وقت تک احتلام نہیں ہوتا جب تک یہ اس پر لٹکا رہے گا۔ اگر کوئی شخص اسہال کی بیماری میں مبتلا ہو تو وہ بھی اس طرح کے عمل سے شفایاب ہو جاتا ہے۔ جس کو بہت نیند آتی ہے اس پر اس کے دل کو لٹکایا جائے تو اس کی نیند کم ہو جاتی ہے۔

ارسطاطالیس نے ''نعوت'' میں کہا ہے کہ حباریٰ کے وہ انڈے جن میں مذکر کے جراثیم ہوتے ہیں وہ بالوں کو سیاہ کر دیتے ہیں اور اس کا رنگ ایک سال تک سفید نہیں ہوتا اور ان میں سے جس کے اندر مونث کے جراثیم ہوتے ہیں وہ بالوں کو سیاہ نہیں کرتے انڈوں میں سے کالے بال کرنے والے انڈوں کو پہنچاننے کا طریقہ یہ ہے کہ سوئی میں دھاگہ ڈال کر انڈے میں اس کو داخل کیا جائے اگر وہ سیاہ ہو جائے تو اس سے بالوں کو رنگا جائے ورنہ رہنے دیں۔

خوابوں کی تعبیر: خواب میں سرخاب بخی آدمی ہوتا ہے جس کی آمدن کا اور خرچ کا کوئی فائدہ نہ ہو۔ کھاتا بہت زیادہ ہے۔ تھکتا بہت ہے اور رات دن میں کسی وقت بھی سکون نہیں پاتا۔

حبرج

یہ مذکر سرخاب کو کہتے ہیں۔ اس کے بچے کو تحبور کہتے ہیں بعض کے بقول تحبور ایک آبی پرندہ ہے۔

الحبرکی (چچڑی)

خنساء کہتی ہیں۔

فلست بمرضع ثدی حبرکی ابوہ من بنی خشم بن بکر

''مجھے چچڑی کے پستان کا دودھ نہیں پلایا گیا۔ اس کا باپ بنو خشم بن بکر میں سے ہے۔''

حبرکی کی مونث حبرکاۃ آتی ہے۔ ابوعمرو جرمی کہتے ہیں۔ بعض لوگوں نے حبرکی کے آخر میں الف تانیث لگایا ہے۔ تو ایسے لوگوں کے لئے وہ منصرف نہیں ہے۔ بسا اوقات اس کے ذریعے غلیظ آدمی کو مثال دی جاتی ہے۔ جو لمبی پشت والا اور چھوٹے ہاتھوں والا ہو۔

حبلق

یہ بروزن عملس ہے۔ یہ چھوٹی بکریوں کو کہتے ہیں جو بڑی نہ ہوتی ہوں بعض کے بقول کوتاہ قد بکری اور باریک جسم والی بکری کو کہتے ہیں۔

Marfat.com

حُبَیش

بقول جوہری۔ یہ لفظ کمیت اور کعیب کی طرح مصغر آیا ہے اور یہ ایک پرندہ ہے۔ کعیب بلبل کو کہتے ہیں۔ کما تقدم

الحجر

یہ مونث گھوڑوں کو کہتے ہیں اس کے آخر میں تائے تانیث نہیں آ سکتی کیونکہ یہ ایک ایسا اسم ہے کہ جن میں مذکر شامل نہیں ہوتا اس کی جمع احجار اور حجور ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ احجر الخیل وہ ہوتے ہیں جو نسل کشی کے لئے مستعمل ہوتے ہیں۔ یہ طاقتور نہیں ہوتے۔

کامل ابن عدی میں محمد بن عبداللہ حضرمی کے حالات زندگی میں عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے روایت ہے کہ نبیؐ نے فرمایا کہ حجرۃ اور بغلۃ میں زکاۃ نہیں ہے۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس میں تائے تانیث آ سکتی ہے۔ لیکن مستدرک میں ابی حیان تیمی کی حدیث سے عن ابی زرعہ عن ابی ہریرہ روایت ہے کہ نبی ﷺ گھوڑوں سے مونث کو فرس کہا کرتے تھے۔

شرعی حکم: اس کا حکم اور خواص گھوڑوں کی طرح ہیں۔ اس کا ذکر باب الخاء معجمہ اور فاء میں آئے گا۔

تعبیر: خواب میں حجرۃ کو دیکھنے سے مراد شریف اور بابرکت عورت ہے۔ کیونکہ نبیؐ نے فرمایا ان کی پیٹھیں عزت اور پیٹ خزانہ ہیں۔ اور جو حجرہ پر ہتھیار سمیت سوار ہو تو شریف اور مبارک عورت سے صحیح عقد کرے گا۔ اور جو بغیر زین اور لگام کے سوار ہو تو وہ ایسی عورت سے زنا کرے گا۔ یا ایسے کام میں پھنس جائے گا۔ جس پر وہ ثابت قدم نہیں رہ سکے گا سفید حجرہ حسب ونسب والی عورت پر دلالت کرتی ہے۔ اور سرخ گھوڑی زینت والی عورت پر' اسی طرح پیلی بیمار عورت پر' اور کالی ملکہ اور سردار عورت پر اور خاکستری رنگ والی عورت بھی انہی پر دلالت کرتی ہے۔ بعض دفعہ گھوڑی سال پر دلالت کرتی ہے اور موٹی تازی سرسبزی اور شادابی اور کمزور قحط پر دلالت کرتی ہے۔ کبھی جاہ جلال کی کمزوری اور مضبوطی پر دلالت کرتی ہے۔

الحجروف

یہ ایک چھوٹا سا چوپایہ ہے جو لمبی ٹانگوں والا چیونٹی سے بڑا ہوتا ہے۔ اس کو ابن سیدہ نے بیان کیا ہے۔

الحجل

فتحہ کے ساتھ نر چکور کو کہتے ہیں اس کی واحد حجلۃ آتی ہے اس میں اسم جمع حجلی آتی ہے اور اس کی جمع فعلی کی وزن پر بکسر فاء آتی ہے یہ جمع صرف دو حرفوں میں آتی ہے۔ یعنی حجلی اور ظربی' ظربان کی جمع ہے یہ بدبودار چھوٹا سا پرندہ ہے۔ عنقریب باب الظاء المشالہ میں اس کا ذکر آئے گا۔

حجل کبوتر کے برابر قطا کی طرح ایک پرندہ ہے۔ اس کی چونچ اور دونوں پاؤں سرخ ہوتے ہیں۔ اس کو خشکی کا مرغ کہتے ہیں اس کی دو قسمیں ہیں نجدی اور تہامی' نجدی سبز رنگ کا ہوتا ہے اور اس کی ٹانگیں سرخ رنگ کی ہوتی ہیں اور تہامی سبز اور سفید دو رنگوں

Marfat.com

والا ہوتا ہے اور اس کے بچے پروں سمیت پیدا ہوتے ہیں اور اس کی خاصیت یہ ہے کہ جب یہ حاملہ نہ ہوتی ہو تو یہ مٹی میں لوٹ پوٹ ہوتی ہے اور اس کو اپنے پروں کی جڑوں میں ڈالتی ہے تو وہ حاملہ ہو جاتی ہے بعض لوگ کہتے ہیں کہ مذکر کی آواز سن کر انڈے دیتی ہے۔ یا اس ہوا کے ساتھ جو اس کے مذکر کی طرف سے چلتی ہے اور جب یہ انڈے دے دیتی ہے تو اس کا نر مذکر انڈوں کو علیحدہ کر کے خود سیتا ہے اور مونث انڈوں کو مونث سیتی ہے۔ اور اسی طرح مذکر بچوں کی تربیت کی مذکر کرتا ہے اور مونث بچوں کی تربیت مونث کرتی ہے۔

توحیدی کہتے ہیں کہ چکور دس سال تک زندہ رہتا ہے اور دو گھونسلے بناتا ہے ایک میں مذکر بیٹھتا ہے اور ایک میں مونث' چکور کی طبیعت میں یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنے جیسے دوسرے پرندوں کے گھونسلوں میں جاتا ہے اور ان کے انڈے لے کر سیتا ہے۔ جب بچے اڑنے لگتے ہیں تو اپنی حقیقی ماؤں کے پاس چلے جاتے ہیں جن کے وہ ہوتے ہیں۔ اس میں اڑنے کی بہت زیادہ طاقت ہوتی ہے حتیٰ کہ جب وہ انسان کی نظروں سے دور ہوتا تو اس کو گوپھن سے پھینکے ہوئے پتھر کی طرح سمجھتا ہے ان میں سے نر اپنی مادہ کے بارے میں بڑا باغیرت ہوتا ہے اس لئے جب دو نر جمع ہو جائیں تو وہ مادہ کے حصول کے لئے لڑائی کرتے ہیں تو جوان میں سے غالب آ جاتا ہے۔ وہ دوسرے کو ذلیل کر دیتا ہے اور مونث ان میں سے غالب آنے والے کی فرمانبردار ہو جاتی ہے۔ مذکر کی فطرت میں یہ بات رکھی گئی ہے کہ وہ اپنے جیسے چکوروں کو اپنی آواز سے دھوکہ دیتا ہے۔ اس لئے شکاری اپنے جال میں اس کو باندھ دیتے ہیں تاکہ یہ زیادہ آوازیں نکالیں اور اس کی جنس کے دوسرے پرندے اس کے پاس جمع ہوں اور اس کے ساتھ وہ بھی مصیبت میں گرفتار ہو جائیں اور یہ کام وہ ان سے حسد اور انتقام لینے کے لئے کرتا ہے۔ اس کے انڈوں پر جب کوئی آفت آ جائے تو یہ دوسروں کے گھونسلوں میں جا کر ان کے انڈوں پر قبضہ کر لیتی ہے یا انہیں چوری کر کے سینے لگتی ہے۔

فائدہ: کتاب ''النشوان'' اور تاریخ ابن نجار'' میں ابی نصر محمد بن مروان جعدی سے مذکور ہے کہ اس نے کسی پیش رو کردی کے ساتھ ایک دسترخوان پر دو بھونی ہوئی چکوریں کھائیں تو کردی نے ان میں سے ایک کو اپنے ہاتھ میں پکڑا اور ہنس پڑا۔ ابن مروان نے اس بارے میں اس سے پوچھا تو وہ کہنے لگا کہ میں نے اپنی جوانی کے ایام میں ایک تاجر پر ڈاکہ ڈالا جب میں نے اس کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو وہ گریہ وزاری کرنے لگا۔ لیکن میں نے نہ اس کی آہ وزاری پر توجہ نہ کی اور نہ رہا کیا جب اس نے میری طرف سے اپنے قتل کا یقین کر لیا تو وہ پہاڑ میں موجود دو چکوروں کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا تم دونوں میرے لئے اس کے خلاف گواہ بن جاؤ کہ یہ مجھ کو ناحق قتل کر رہا ہے کردی کہتا ہے پھر میں نے اس کو قتل کر دیا۔ جب میں نے ان دو چکوروں کو دیکھا تو مجھے ان دونوں کو میرے خلاف گواہ بنانے کی اس شخص کی حماقت یاد آ گئی جب ابن مروان نے اس کی یہ بات سنی تو کہا۔ اللہ کی قسم ان دونوں نے تیرے خلاف اس شخص کے پاس گواہی دے دی جو تجھ سے اس آدمی کا قصاص لے گا پھر اس کردی کی گردن اڑانے کا حکم دے دیا۔

شرعی حکم: اس کا کھانا بالاتفاق حلال ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ باب النون نحام کے ذکر میں کامل ابن عدی کی روایت آئے گی کہ نبی ﷺ کو جو بھنا ہوا پرندہ پیش کیا گیا وہ چکور تھا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ وہ نحام تھا' نبیؐ سے یہ صحیح طور پر ثابت ہے کہ آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان چکور کے انڈے جیسی مہر نبوت تھی۔ ترمذی کہتے ہیں کہ حجلہ سے مراد چکور ہے اور ''زر'' اس کے انڈے کو

Marfat.com

کہتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ صحیح یہ ہے کہ یہاں پر چارپائی والا ڈولا مراد ہے۔ جو حجال کا واحد ہے اور اس کے زر سے مراد وہ چیز ہے جو اس کے کڑے میں داخل کی جاتی ہے۔

امام بیہقی نے دلائل النبوہ میں عن الواقدی عن شیوخہ روایت کیا ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ جب نبی ﷺ کی موت پر شک ہو گیا تو بعض لوگوں نے کہا کہ آپ فوت ہو گئے ہیں اور بعض نے کہا وہ فوت نہیں ہوئے۔ تو اسماء بنت عمیس نے اپنا ہاتھ دونوں کندھوں کے درمیان رکھا پھر کہا کہ نبیؐ فوت ہو گئے ہیں کیونکہ آپ کے کندھوں کے درمیان سے مہر نبوت اٹھالی گئی ہے تو اس بات سے آپ کی موت کا پتہ چلا۔ اور اسماء بنت عمیس جعفر بن ابی طالب کی بیوی تھی پھر انہوں نے ابوبکر صدیق سے شادی کی تو محمد پیدا ہوئے پھر انہوں نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے شادی کی اور محمد بن ابی بکر ابھی چھوٹے ہی تھے اس لئے ان کی تربیت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زیر کفالت ہوئی اور وہ آپ کے ربیب تھے۔

دوسرا فائدہ: مستدرک میں وہب بن منبہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جتنے بھی نبی بھیجے ہیں۔ ان کے دائیں ہاتھ میں نبوت کی علامت ہوتی تھی جبکہ ہمارے نبی ﷺ کی علامت نبوت ان کے کندھوں کے درمیان تھی' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اہل عراق سے کہا اے مردوں کی شکل والو تم مرد نہیں ہو اے ڈولیوں میں بیٹھنے والی عورتوں کی عقل والو۔ کثیر عزہ نے کہا۔

وانت الذی حببت کل قصیرۃ الی فلا تدرک نداك القصائر

''تو وہ ہے جس نے میرے لئے ہر کوتاہ اور چھوٹی عورت کو محبوب کر دیا پس تیری سخاوت کو کوتاہ عورتیں نہیں پاسکتیں۔''

عنیت قصیرات الحجال ولم ارد قصار الخطا شر النساء البحاتر

''میری مراد وہ عورتیں ہیں جو ڈولوں میں پابند ہونے والی ہوں اور میری مراد چھوٹے قدن والی اور بری عورتیں نہیں کیونکہ چھوٹے قدن والی عورتیں سب سے زیادہ شریر ہوتی ہیں۔''

عنقریب مہر نبوت کے بارے میں باب الکاف میں لفظ کرکی کے ضمن میں کلام آئے گا۔

ضرب الامثال: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چکور کی مثال بیان کی تو کہا **اللھم انی ادعو قریشا و قد جعلو طعامی طعام الجحل** یعنی آپ ایک دانے کے بعد دوسرا کھاتے مزید کھانے کے لئے کچھ نہیں پاتے ازہری کہتا ہے آپ کی مراد یہ ہے کہ وہ میری دعوت کو قبول نہیں کرتے ان میں سے اللہ کے دین میں شاذونادر ہی کوئی داخل ہوتا ہے۔

حضرت ابو القاسم الاصبہانی نے اپنی کتاب الترغیب والترہیب میں حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا قیامت کے دن سب سے پہلے بندے سے اس کی نماز کا حساب لیا جائے گا اگر وہ ٹھیک رہی تو باقی بھی سارے عمل ٹھیک ہو جائیں گے اور اگر یہ خراب ہوئی تو باقی بھی سارے عمل خراب ہو جائیں گے۔ انس کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کہا کرتے ہیں **حاذوا المناکب فی الصلوۃ** یعنی اپنے کندھوں کو نماز میں ایک دوسرے قریب قریب کرو کیونکہ شیطان صفوں میں داخل ہو جاتا جس طرح چکور ہوتی ہے اور صف کا داہناں حصہ بائیں حصے سے بہتر ہے اور آپ کا فرمان حاذوٗ حذاء سے ہے جس کا معنی ہے کہ کندھے کو کندھے کی جانب کے ساتھ لگا دیا جائے۔

Marfat.com

طبی فوائد: اس کا گوشت معتدل اور عمدہ اور زود ہضم ہوتا ہے اور جب اس کا جگر گرم گرم نصف مثقال کے برابر نگلا جائے تو وہ گھبراہٹ میں مفید ہے۔ اس کا پتہ آنکھوں میں لگانے سے سیاہ پردہ ختم ہو جاتا ہے' جب اس کے پتے کو کوئی انسان ہر مہینے میں ایک مرتبہ ناک میں چڑھائے تو اس کا ذہن تیز ہو جاتا ہے اور نسیان کم ہو جاتا ہے اور بینائی ہو جاتی ہے۔

مختار بن عبدون کہتے ہیں چکور کا انڈا مرغ کے انڈے سے زیادہ لطیف ہوتا ہے اور یہ خوشحال لوگوں کے لئے مفید ہے۔ اور محنتی لوگوں کے لئے نقصان دہ ہے۔ یہ معتدل غذائیت پیدا کرتا ہے اور معتدل مزاج والوں کے موافق ہوتا ہے اور یہ مرغ کے انڈے سے زیادہ زود ہضم ہوتا ہے اور سب سے اچھا وہ انڈا ہوتا ہے جس کو پانی میں ڈال کر جوش دیا جائے اور اس میں نمک اور سرکہ بھی ہو اور پانی بھی ان کے برابر ہو۔ یہی کیفیت ہر انڈے کی ہے اور ہر انڈے میں سے جس کو بھونا جائے تو وہ بہت بیکار ہو جاتا ہے اس سے مثانہ میں پتھری پیدا ہو جاتی ہے اور گیس اور قولنج کی درد پیدا ہو جاتی ہے اور جس کو پانی میں جوش دیا جائے وہ زیادہ زود ہضم ہوتا ہے اور جس کو تیل یا گھی میں بھونا جائے وہ بھی اسی طرح ردی ہی ہے اور دوسرے لوگوں نے کہا ہے کہ چکور کے انڈے کو ابلتے ہوئے پانی میں پکایا جائے کہ جس میں زیرہ اور نمک بھی شامل ہو یا پیاز کا عرق شامل ہو اس کو کھایا جائے تو یہ آنتوں کے مروڑ اور پیٹ کی تمام دردوں میں مفید ہے۔

تعبیر الرؤیا: اس کو خواب میں دیکھنا بے الفت عورت پر دلالت کرتا ہے اور کبھی کبھی اس کو دیکھنا اولاد کی محبت پر دلالت کرتا ہے۔

الحدأة (چیل)

حاء مہملہ کے کسرہ کے ساتھ ہے یہ تمام پرندوں سے میں خسیس پرندہ ہے اس کی کنیت ابوالخطاف ابوالصلت ہے۔ حدأۃ کو حاء کے فتح سے نہیں پڑھنا چاہیے کیونکہ اس کا معنی کلہاڑا ہے جس کے دو منہ ہوتے ہیں۔ حدیث میں حدیا ثریا کے وزن پر آیا ہے اسی طرح اس کو اصیلی نے نقل کیا ہے اور حدیاۃ بغیر ہمزہ کے بھی آیا ہے اور بعض روایتوں میں حدیئۃ بالہمزہ بھی آیا ہے گویا کہ وہ تصغیر ہے۔ اس کو صاغانی سے ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ اس کی تصغیر ہمزہ کے ساتھ ہی صحیح ہے۔ اور ہمزہ کی حرکت یاء کے اوپر ڈال دی جائے تو اس پر تشدید آ جاتی ہے۔ میں کہتا ہوں حدیئۃ علیۃ کے وزن پر ہے اور حدیث میں آیا ہے **لا باس یقتل الحدو ولا الا فعو** یعنی چیل اور سانپ کے مارنے میں کوئی حرج نہیں ہے ازہری کہتے ہیں کہ ان دونوں لفظوں میں یہ لغت بھی چلتی ہے ابن سراج کہتے ہیں کہ یہ مذہب وقف کی بنیاد پر ہے نہ کہ اس لغت کی وجہ سے اس نے الف کو ایک لغت کے مطابق واو سے بدلا ہے کہ جس نے حدا اور افعی کہا ہے۔

اصمعی کہتے ہیں حدأۃ کی جمع لبأ کی طرح حدأ آتی ہے ابن قتیبہ نے حدان بھی ذکر کی ہے۔ جوہری نے کہا کہ یہ عنبۃ اور عنب کی طرح ہے اور عنب کے بیج کو عنبۃ کہتے ہیں مگر یہ بنیاد نادر الوجود ہے اس لئے کہ اس مسئلے میں جمع کی بنیاد قرد اور قردۃ کی مثال ہے۔ اور فیل اور فیلۃ اور تور اور تورۃ ہے۔ مگر یہ کہ وہ واحد کے لئے آیا ہے اور وہ بہت مستعمل ہے جیسے عنبہ' تولۃ' طبیۃ' خیرۃ' طیرۃ ہے اور اس کے علاوہ اور کسی کو نہیں جانتا۔ انتہیٰ

Marfat.com

اس نے یہ قانون حدائۃ میں بھی بیان کیا ہے۔ کما تقدم

طیبۃ اس غنیمت کو کہتے ہیں جو اچھی حالت کی ہو۔ تولہ اس تعویذ کو کہتے ہیں جس کے ذریعے عورت کو خاوند کے لئے محبوبہ بنایا جاتا ہے اور خیرہ اور طیرہ معروف ہیں۔ میں کہتا ہوں اس پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ ثومۃ کی جمع ثوم ہے اور ذبحۃ اس تکلیف کو کہتے ہیں جو گلے میں ہوتی ہے اور معنۃ مکڑی کو کہتے ہیں اور مخمۃ کچی کھجور کو کہتے ہیں۔ اور ضمحۃ موٹی چیز کو کہتے ہیں ھننۃ بہی کی ایک قسم ہے۔ تیمۃ وادی ابراہیم میں حجاز کے اندر ایک درخت ہے۔

اور چیل دو انڈے دیتی ہے۔ کبھی تین بھی دیتی ہے جس سے تین بچے نکلتے ہیں۔ وہ بیس دن ان کو سیتی ہے۔ ان کے رنگ سیاہ اور خاکستری ہوتے ہیں یہ شکار نہیں کرتی۔ بلکہ اچک کر لے جاتی ہے۔ اس کی فطرت ہے کہ یہ اڑنے کی حالت میں کھڑی ہو جاتی ہے۔ چیرنے پھاڑنے والے پرندوں میں سے کسی میں بھی یہ خاصیت نہیں ہے۔

ابن وحشیہ اور ابن زہر کا خیال ہے کہ عقاب اور چیل باہم تبدیل ہو جاتے ہیں۔ کبھی عقاب چیل بن جاتا ہے اور کبھی چیل عقاب بن جاتی ہے اور ایک نسخے میں عقاب کی جگہ غراب کا لفظ ہے۔ **فسبحان القادر علی من یشاء۔**

کہا جاتا ہے کہ یہ پرندہ اپنے پڑوسیوں کی مجاورت میں سب سے بہتر ہے۔ یہ اگر بھوک سے مر بھی جائے تو بھی اپنے ہمسائے کے بچوں پر زیادتی نہیں کرتا۔

اہل تاریخ بیان کرتے کہ یہ سلیمان بن داؤدؑ کے شکاری جانوروں میں سے تھا۔ لیکن یہ آپ کے بعد نہ کسی سے مانوس ہوا اور نہ ہی کسی کی ملکیت بن سکا کیونکہ یہ بھی اس بادشاہی کا حصہ ہے جو کسی اور کے لئے شایان شان نہیں ہو سکتی۔

کہتے ہیں کہ جفتی ہونے کے وقت یہ اس لئے چیختی ہے۔ کہ ایک دفعہ اس کے خاوند نے اس سے اپنی اولاد کا انکار کر دیا تو اس نے کہا اے اللہ کے نبی اس نے مجھے جفتی کیا ہے یہاں تک کہ جب میں نے اپنے انڈوں کو سیا اس میں سے اولاد نکلی تو اس نے انکار کر دیا۔ تو سلیمانؑ نے اس نر کو کہا کہ تو کیا کہتا ہے۔ اس نے کہا یہ ریگستانوں میں گھومتی رہتی ہے اور دوسرے پرندوں کو منع بھی نہیں کرتی۔ اب مجھے کیا معلوم ہے کہ اس کی یہ اولاد مجھ سے ہے یا کسی اور سے۔ تو سلیمانؑ نے اولاد کو پیش کرنے کا حکم دیا تو دیکھا کہ وہ باپ کے مشابہ ہے تو اولاد کو والد کے سپرد کر دیا۔ پھر سلیمانؑ نے اس کو کہا کہ اس کو جفتی ہونے کی اجازت اس وقت تک نہ دینا جب تک کسی پرندے کو اس پر گواہ نہ کر لو تا کہ یہ بعد میں انکار نہ کر سکے اس لئے یہ جفتی ہوتے وقت چیختی اور کہتی ہے اے پرندو گواہ رہو اس نے مجھے جفتی کر دیا ہے۔ چیختے وقت یہ الفاظ بھی کہتی ہے **کل شیٔ ھالک الا وجھہ** یہ بہری ہوتی ہے اگر یہ شکاری جانور ہوتی تو اس سے زیادہ شکار کرنے والا اور قیمتی پرندہ کوئی نہ ہوتا۔ اس کی عادت ہے کہ یہ صرف دائیں جانب سے ہی چیز اٹھاتی ہے بائیں جانب سے نہیں اٹھاتی۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ تنگ دست رہتی ہے۔ کیونکہ یہ انسان کی صرف دائیں جانب سے لیتی ہے۔

قزوینی کہتے ہیں کہ یہ ایک سال مذکر اور ایک سال مونث ہوتی ہے۔

ایک چیل کا قصہ: صحیح بخاری وغیرہ میں ہے کہ ایک دیہاتی عورت نبی ﷺ کی عورتوں کی خدمت کیا کرتی تھی اور اکثر اس شعر کو مثال کے طور پر پڑھتی تھی۔

Marfat.com

ویوم الوشاح من اعاجیب ربنا　　　علی انہ من ظلمۃ الکفر نجانی

''اور گلو بند والا دن میرے رب کی عجائبات میں سے تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ اس نے مجھے کفر کے اندھیروں سے بھی نجات دی۔''

عائشہؓ نے اس سے کہا کہ یہ شعر جو میں سن رہی ہوں اس کا کیا مطلب ہے۔ وہ کہنے لگی میں ایک دلہن دیکھنے گئی تو وہ اپنے غسل خانے میں گئی تو وہاں پر اپنے ہار کو اتار کر رکھ دیا تو ایک چیل آئی اور اس کی سرخی کی وجہ سے گوشت سمجھ کر اس کو اٹھا کر لے گئی۔ جب ان کو ہار نہ ملا تو انہوں نے مجھ پر الزام لگا دیا۔ تو انہوں نے میری تلاشی لی یہاں تک میری شرمگاہ کی بھی۔ میں نے اللہ سے دعا کی کہ اللہ مجھے اس جرم سے بری کر دے تو وہ چیل ہار لے کر آئی اور اس کو ان کے درمیان پھینک دیا۔

اصیلی نے بھی اس کو ثریا کے وزن پر حدیا نقل کیا ہے۔ صاغانی وغیرہ کے طریق سے یوں بیان کیا گیا ہے کہ حدیاۃ ہمزہ کے بغیر ہے اور حدیئۃ ہمزہ کے ساتھ ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ میں نے اپنا سر اٹھایا اور کہا کہ اے مدد مانگنے والوں کی مدد کرنے والے میں نے دعا پوری بھی نہیں کی تھی کہ ایک کوا آیا اور اس نے وہ ہار پھینک دیا یا ہمارے درمیان ڈال دیا۔ اے ام المومنین اگر آپ وہ منظر دیکھتیں جب وہ میرے آس پاس یہ کہہ رہی تھیں ہمیں معاف کر دے۔ تو میں نے ایک شعر نظم کیا ہے اور اس کو پڑھتی رہتی ہوں تا کہ اللہ کے اس احسان کو بھول نہ جاؤں اور اس کا شکریہ چھوڑ نہ دوں۔

دعا کی قبولیت کا عجیب واقعہ:

حافظ نسفی نے اپنی کتاب فضائل الاعمال میں اپنی سند سے حماد بن سلمہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے عاصم بن ابی النجود سے سنا جو کہ اپنے زمانے کے قاریوں کا استاد تھا۔ وہ کہتے تھے کہ مجھے بھوک لگی تو میں اپنے کسی بھائی کے پاس گیا اور اپنی مشکل بتائی۔ تو مجھے لگا کہ اس کو یہ بات اچھی نہیں لگی۔ تو میں اس کے گھر سے نکل کر ویرانے میں چلا گیا وہاں نماز پڑھی اور اپنے چہرے کو زمین پر رکھ کر کہا۔

یَا مُسَبِّبَ الْاَسْبَابِ یَامُفَتِّحَ الْاَبْوَابِ یَا سَامِعَ الْاَمْوَاتِ یَا مُجِیْبَ الدَّعَوَاتِ یَا قَاضِیَ الْحَاجَاتِ اَلْغِنِیْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَ اَغْنِنِیْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ۔

اے مسبب الاسباب اے دروازوں کو کھولنے والے اے آوازوں کو سننے والے اے دعاؤں کو قبول کرنے والے حاجتوں کو پورا کرنے والے حرام سے بچا کر حلال کو کافی کر دے اور اپنے فضل کے ساتھ دوسروں سے غنی کر دے۔ وہ کہتے ہیں میں نے اپنا سر نہیں اٹھایا تھا کہ مجھے اپنے قریب کسی چیز کے گرنے کی آواز سنائی دی تھی۔ تو میں نے اپنا سر اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک چیل نے سرخ تھیلی پھینکی تھی تو میں نے وہ تھیلی لے لی اس میں اسی دینار اور ایک روئی میں لپٹا ہوا موتی بھی تھی۔ اس جوہر کو میں نے بہت بڑی قیمت میں فروخت کیا۔ اور جو کچھ دینار بچ گئے تھے تو میں نے زمین خریدی اور اس پر اللہ کی حمد کی۔

شبل کی کرامت: قشیری کے اپنے الرسالہ میں کرامات الاولیاء کے آخر میں شبل مروزی سے بیان کیا کہ اس نے نصف

Marfat.com

درہم کا گوشت خریدا تو وہ اس سے چیل چھین کر لے گئی تو شبل مسجد میں جا کر نماز پڑھنے لگا جب وہ اپنے گھر واپس لوٹا تو اس کی بیوی نے اس کے سامنے گوشت پیش کیا وہ کہنے لگے یہ کہاں سے آیا ہے وہ کہنے لگیں دو چیلیں آپس میں جھگڑیں تو ان سے یہ گوشت گر پڑا تو شبل نے کہا تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے کہ جو شبل کو نہیں بھولا اگر چہ شبل اس کو بھول گیا تھا۔

دینوری کی کتاب المجالستہ کے تیسرے جزو میں عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سعد بن ابی وقاص کے سامنے گوشت رکھا تھا کہ ایک چیل آئی اور اسے اٹھا کر لے گئی تو سعد نے اس کے خلاف بددعا کی تو ایک ہڈی اس چیل کے حلق میں پھنس گئی اور وہ مر کر گر پڑی۔

ایک عجیب کرامت:

ہم نے صحیح سند سے روایت کیا کہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ ایک دن بیٹھے لوگوں کو وعظ کر رہے تھے اور تیز ہوا چل رہی تھی تو ایک چیل ان کی مجلس کے اوپر سے اڑتی ہوئی گزری تو چیخی تو حاضرین جس بات میں مشغول تھے اس سے وہ پریشان ہو گئے تو شیخ نے کہا اے ہوا اس چیل کا سر پکڑ کر لے۔ تو وہ اسی وقت ایک طرف گر پڑی اور سر دوسری طرف تو شیخ اپنی کرسی سے اترے اور اس کو اپنے ہاتھ سے پکڑا اور دوسرا ہاتھ اس کے اوپر پھیرا اور کہا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم تو وہ زندہ ہو کر اڑ گئی اور لوگ یہ سب باتیں دیکھ رہے تھے۔

شرعی حکم: اس کا کھانا حرام ہے کیونکہ یہ ان پانچ فاسق جانوروں میں سے ہے جن کے قتل کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ خطابی کہتے ہیں اس کے فسق سے مراد اس کے کھانے کی حرمت ہے۔ ان شاء اللہ عنقریب باب الفاء لفظ فار کے ضمن اس کا بیان آئے گا۔

صحیحین میں ابن عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث مروی ہے کہ پانچ فواسق احرام اور غیر احرام میں قتل کیے جائیں ایک روایت میں ہے کہ احرام والے پر ان جانوروں کا قتل کرنا کوئی گناہ نہیں۔ چیل کوا' ابقع' بچھو چوہا اور کاٹنے والا کتا۔

نبیؐ نے ان پانچ کے قتل کا ذکر کر کے موذی جانوروں کے قتل کا جواز فراہم کیا تو جائز ہے کہ شیر چیتا' لومڑی' شکرا' شاہین' باشق' بھڑ' مچھر' مکھی چھپکلی' چیونٹی کو قتل کر دیا جائے جب وہ انسان کو تکلیف دیں۔ شیخ رافعی کہتے ہیں کہ انہیں پانچ میں سانپ' لومڑی' شیر چیتا' گدھ' عقاب شامل ہیں۔ احرام والے کے لئے انہیں قتل کرنا مستحب ہے۔ باب الاطعمہ میں اس کے خلاف یہ نقل کیا ہے کہ ان کا قتل کرنا واجب ہے۔ اس کا بیان ان شاء اللہ صید کے ضمن میں باب الصاد میں آئے گا۔

ضرب الامثال: عرب کہتے ہیں حدأۃ حدأۃ وراءک بندقۃ یعنی چیل چیل تیرے پیچھے بندوق ہے۔

ابو عبیدہ کہتے ہیں کہ اس سے اڑنے والی چیل مراد ہے اور بندوق وہ ہوتی ہے جس کے ساتھ کوئی چیز پھینکی جاتی ہے یہ مثال ڈرانے کے لئے بولی جاتی ہے۔

الخواص: اس کے پتے کو سائے میں خشک کیا جائے اور شیشے کے برتن میں اس کی تیقیع کی جائے پس جس کو حشرات وغیرہ میں سے کسی نے ڈسا ہو تو جس جگہ اس کو ڈسا گیا ہے اس پر اس کے قطرے ڈالے جائیں اور مخالف سمت میں سرمہ ڈالا جائے یعنی

Marfat.com

اگر دائیں جانب اس کو ڈسا ہے تو بائیں آنکھ میں تین سلائیاں سرمہ ڈالا جائے اور اگر بائیں جانب ڈسا ہے تو دائیں جانب ایسا کیا جائے تو وہ تندرست ہو جائے گا۔ اگر اس کو کوٹ کر سانپوں والے کی ٹوکری میں ڈالا جائے تو سارے سانپ مر جاتے ہیں۔ اس کے خون کو تھوڑی سی کستوری اور عرق گلاب کے ساتھ ملا کر خالی پیٹ پیا جائے تو یہ سانس کی تنگی میں مفید ہے اگر اس کو زندہ حالت میں ہی گھر کے اندر لٹکا دیا جائے تو اس میں سانپ اور بچھو داخل نہیں ہوتے۔

تعبیر الرؤیا: چیل کو خواب میں دیکھنا جنگ اور قتال کی علامت ہے اس وجہ سے کہ کہا جاتا ہے اے چیل اے چیل تیرے پیچھے بندوق ہے۔ بعض اہل لغت نے کہا ہے کہ حداءۃ اور بندقہ سعد العشیرہ کے دو قبیلے ہیں تو حداءہ نے بندقہ پر حملہ کیا اور اس پر غالب آ گئے اور حداءہ کوفہ میں بندقہ پر اترتا تھا اور یمن میں بھی اترتا تھا تو ان کو تکلیف پہنچاتا۔ پھر بندقہ نے حداءۃ کو شکست دیدی اور وہ غالب آ گیا۔

بعض کہتے ہیں یہ مشہور پرندہ ہے۔ اور بندقہ پھینکنے والے ہتھیار کو کہتے ہیں۔ کما تقدم بعض دفعہ یہ مجرم اور زنا کار عورت پر دلالت کرتی ہے۔ اور چیلوں کی ایک جماعت سے مراد ڈاکو ہیں۔ اور کبھی کبھی اس شخص پر بھی دلالت کرتی ہے کہ جس کے کفر و شرک کی وجہ سے اس کے ساتھ لڑائی کرنا حلال ہو۔ اس لئے کہ ایسے لوگوں کو حل و حرم میں قتل کرنا حلال ہے اسی طرح چیل بھی ہے۔ یہ بات ابن دقاق کی ہے۔ اوران کے علاوہ نے کہا ہے کہ چیل کو خواب میں دیکھنے سے مراد ایک گمنام اور ظالم بادشاہ ہے۔ یہ اس کے طاقتور اسلحہ اور زمین کے قریب ہونے کی وجہ سے ہے۔ جس کو خواب میں چیل مل جائے اس کے ہاں ایک ایسا لڑکا پیدا ہوگا جو بالغ ہونے سے پہلے ہی بادشاہ بن جائے گا۔ اگر چیل اس کے ہاتھ سے اڑ جائے تو خواب دیکھنے والے کا بچہ مر جائے گا۔ ارطامدورس نے کہا ہے کہ چیل کو دیکھنا چور اچکوں پر دلالت کرتا ہے اور عورتوں پر بھی دلالت کرتا ہے۔ واللہ اعلم

الحذف

یہ حائے مہملہ کے فتحہ اور زائے معجمہ کے ساتھ ہے۔ حجاز کی چھوٹی چھوٹی سیاہ بکریوں کو کہتے ہیں۔ اس کا واحد حذفۃ آتا ہے۔ نماز والی حدیث میں ہے کہ دیکھنا تمہارے صفوں میں شیطان بکری کے بچے کی طرح داخل نہ ہو جائے۔ ایک روایت میں ہے اولاد الحذف کی طرح۔ صحابہ نے پوچھا اولاد الحذف کیا ہوتا ہے آپ نے فرمایا سیاہ ننگے بدن والی چھوٹی چھوٹی بکریوں کو حذف کہتے ہیں جو یمن میں ہوتی ہیں۔

الحر

عمدہ گھوڑے کو کہتے ہیں۔ یا کبوتری کو۔ بعض کہتے ہیں مذکر کبوتر کو کہتے ہیں بعض کے بقول ہرنی کے بچے کو سانپ کے بچے شکرے کے بچے اور باز کے بچے کو کہتے ہیں۔ ابن سیدہ کے بقول حر ایک چھوٹا سا دھاری داری گنجہ اور چھوٹی دم والا بڑے کندھے اور سر والا پرندہ ہے۔ بعض کہتے ہیں وہ سبزی مائل ہوتا ہے اور شکار بھی کرتا ہے۔

Marfat.com

الحرباء

اس کی کنیت ابو جخادب' ابوزندیق' ابوشقیق' ابوقارم ہے۔ اس کو یہودیوں کا اونٹ بھی کہتے ہیں۔

امام قزوینی نے عجائب المخلوقات میں کہا ہے کہ گرگٹ چونکہ حرکت وعمل میں ڈھیلا ہوتا ہے اس لئے اس کے لئے طاقت کا ہونا ضروری ہے تو اللہ نے اس کو عجیب صورت پر پیدا کیا۔ اس کی آنکھیں ہر طرف پھر سکتی ہیں یہاں تک کہ یہ اپنا شکار بغیر کسی حرکت اور ارادے کے اپنے سامنے پالیتا ہے۔ یہ اس کے پاس جم کر کھڑا رہتا ہے گویا کہ یہ بے جان ہے۔ پھر اس کو سکون کے ساتھ ساتھ یہ خاصیت بھی دی گئی ہے کہ یہ جس درخت پر ہوتا ہے اس کا رنگ اختیار کر لیتا ہے یہاں تک کہ اس کا رنگ اس درخت کے رنگ سے مل جل جاتا ہے۔ جب اس کا شکار اس کے قریب آتا ہے تو یہ اپنی زبان باہر نکال لیتا ہے اور جلدی سے بجلی کی طرح اس کو اچک لیتا ہے۔ پھر اپنی حالت کی طرف مڑ آتا ہے گویا کہ وہ درخت کا ہی ایک حصہ ہے۔ اللہ نے اس کی زبان کو غیر معمولی پیدا کیا ہے تاکہ تین بالشت کے قریب تک اس کی زبان شکار پکڑ سکے۔ جب اس کو کوئی ڈراؤنی اور خوفناک چیز نظر آئے تو شکل تبدیل کر لیتا ہے تاکہ جو بھی اس کو شکار کرنا چاہے بھاگ جائے اور اس کے رنگ بدلنے کی وجہ سے اس کو ناپسند کریں۔ یہ عظایۃ سے بڑا ہوتا ہے اور یہ سورج کی طرف متوجہ رہتا ہے۔ جدھر سورج رخ کرتا ہے یہ بھی اس کی طرف رخ کرتا ہے۔ بقول امام غزالی یہ سورج کی گرمی سے بہت رنگ بدلتا ہے سرخ' سبز' پیلا اور جو رنگ یہ چاہے بدل سکتا ہے۔ اس کی مونث کو ام حبین کہتے ہیں۔ اس کی جمع حرابی آتی ہے اس کی مونث حرباء ہے۔

ایک آدمی کہتا ہے کہ میں اپنے بھائی کا جھگڑا لے کر معاویہ کے پاس گیا۔ تو میں اس کے سامنے حجت پیش کرنے لگا۔ اس نے کہا تو اس طرح ہے جیسے شاعر نے کہا ہے۔

انی اتیح لہ حرباء تنضبة لا یرسل السیاق الا ممسکا ساقا

''میں تنضبہ کے گرگٹ کی طرح اس کے سامنے آتا ہوں جیسے کوئی ایک ٹہنی کو پکڑ کر ہی دوسری کو چھوڑتا ہے۔''

یہاں ساق سے مراد درخت کی ٹہنی ہے یعنی ایک حجت ابھی ختم نہیں ہوتی کہ وہ دوسری حجت کو پکڑ لیتا ہے گرگٹ کی طرح۔

جوہری کہتے ہیں۔ حرباء تنضبہ ایسے ہی ہے جیسے ذئب غضی التنضب کہا جاتا ہے۔ تنضب ایک درخت ہے جس کے تیر بنائے جاتے ہیں اس میں تاء زائدہ ہے کیونکہ کلام میں فعلل کا کوئی وزن نہیں ہے جبکہ تفعل کا وزن ہے۔ جیسے تقتل اور تخرج ہے۔ اس کی واحد تنضبہ ہے۔ اس کو حرباء الظہر بھی کہتے ہیں۔ یہ خاکستری رنگ کا چوپایہ ہوتا ہے جب تک یہ بچہ ہوتا ہے۔ پھر یہ اس کا رنگ کھل جاتا ہے۔ یہ ہمیشہ سورج کی تلاش میں رہتا ہے۔ جب سورج نکلتا ہے تو یہ اپنے منہ کو اس کی طرف پھیر لیتا ہے۔ پھر جب سورج سیدھا اور بلند ہو جائے یہاں تک کہ سورج کی ٹکیا اس کے سر پر آ جائے جہاں سے وہ اس کو نہ دیکھ سکتا ہو تو اس پر دیوانگی سی طاری ہو جاتی ہے۔ پھر وہ مسلسل اس کی تلاش میں رہتا ہے اور تھکتا نہیں یہاں تک کہ سورج مغرب کی طرف جھک جاتا ہے۔ یہ پھر اپنے منہ کو اس کی طرف پھیر لیتا ہے اور اس کی طرف سے منہ کو نہیں ہٹاتا یہاں تک کہ سورج غائب ہو جاتا ہے۔ جب سورج غائب ہو جاتا ہے تو یہ جانور ساری رات شکار کی تلاش میں پھرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ ماہرین حیوانات کی ایک جماعت کہتی ہے کہ یہ مجوسی جانور ہے اور اس کی زبان تقریبا ایک ہاتھ لمبی ہے کما تقدم۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ زبان اس کے گلے میں لپٹی ہوئی رہتی

Marfat.com

ہے۔اور یہ دور کی مکھیوں تک بھی پہنچ جاتی ہے۔اس کی مونث کو ام حبین کہتے ہیں۔باب کے آخر میں بھی اس کا ذکر آئے گا ابوالنجم نے اپنے کسی شعر میں حرباء کو شقی کے نام سے ذکر کیا ہے۔شقی حرباء کا نام نہیں ہے بلکہ یہ نام اس کا اس لئے رکھا گیا ہے کہ وہ سورج کی طرف متوجہ ہوتا ہے جس طرح اس نے اس کو المحکم میں عین نون باء کے ضمن میں ذکر کیا ہے۔یہ جانور ہوشیاری سے موصوف ہے۔کیونکہ یہ سورج کے ساتھ ساتھ منہ موڑتا رہتا ہے۔اور اپنے ہاتھ سے کسی ٹہنی کو چھوڑتا نہیں ہے بلکہ جس ٹہنی کو پکڑتا ہے اسی پر بیٹھا رہتا ہے۔یہ بچھڑے کے سر کے مشابہ ہوتا ہے اور چھوٹی مچھلی کی شکل کا ہوتا ہے۔اس کی چھپکلی کی طرح چار ٹانگی ہوتی ہیں۔

شیخ جمال الدین بن ہشام نے قصیدہ بانت سعاد کی شرح میں کہا ہے کہ جس طرح اونٹ کا کوہان ہوتا ہے اسی طرح گرگٹ کا بھی کوہان ہوتا ہے اور یہ کئی رنگ بدلتا ہے۔اس کی کنیت ابا قرہ ہے۔یہ جس درخت پر ہوتا ہے اسی کی طرح کے رنگ بدلتا رہتا ہے جب کبھی اس کے قریب آتی ہے تو یہ اس کو اچک لیتا ہے۔ایسی ہی قزوینی کی بات پہلے گزر چکی ہے۔

شرعی حکم: الروضہ میں لکھا ہے کہ یہ چھپکلی کی طرح کا ایک جانور ہے۔جس کو نہیں کھایا جاتا۔لیکن حافظ اور جوہری کے اس قول کے تقاضے کی وجہ سے کہ یہ ام حبین کا مذکر ہے اس کو کھایا جانا چاہیے کیونکہ ام حبین کو کھایا جاتا ہے۔جیسا کہ اس کا ذکر آگے آئے گا۔

لیکن علماء کہتے ہیں کہ حرباء زہریلے جانوروں میں سے ہے اس لئے یہ حرام ہے۔مگر وہ چھپکلی کی بھی قسم ہے۔

ضرب الامثال: عرب کہتے ہیں فلان یتلون تلون الحرباء یہ مثال اس شخص کے لئے بیان کی جاتی ہے جو متلون المزاج ہو۔اور کہتے ہیں کہ اجود من عین الحرباء - واحزم من الحرباء گرگٹ کی آنکھ سے بھی وہ زیادہ سخی ہے۔اور حرباء سے زیادہ ہوشیار ہے۔حزم چوکیداری کو کہتے ہیں۔نیز کسی معاملے میں اقدام کرنے سے پہلے غور کرنے کو بھی حزم کہتے ہیں۔

الخواص: اس کا خون پلکوں کے بالوں کو اکھیڑ کر ان کی جڑوں میں لگا دیا جائے تو وہ کبھی دوبارہ نہیں اگتے۔اس کے پتے کو اگر آنکھوں میں لگایا جائے تو آنکھوں کے اندھراتے اور اس پر آنے والی چربی کو ختم کر دیتا ہے۔اور جب اس کو لوہے پر رکھ کر آگ کے ساتھ جلایا جائے اور خون کے ساتھ تھوڑا سا پانی ملا کر اس کے ساتھ ملا دیا جائے اور خون اور چربی دوبارہ اس میں ڈالی جائے اور سر کے زخم اور پھوڑوں پر اس کا طلاء کیا جائے تو پہلی مالش میں وہ ٹھیک ہو جائیں گے۔

تعبیر الرؤیا: گرگٹ کو خواب میں دیکھنے سے مراد بادشاہ کا وزیر یا اس کا خلیفہ مراد ہے جس کو چھوڑا نہ جا سکتا ہو اس لئے کہ گرگٹ ہمیشہ سورج کے ساتھ گھومتا رہتا ہے اور کبھی بھی اس کو نہیں چھوڑتا کما تقدم۔اور کبھی بادشاہ کی خدمت پر دلالت کرتا ہے یا دین میں فتنہ یا مجوسی عورت ہے۔اور کبھی کبھی اس کو خواب میں دیکھنا جنگ پر اور میت پر نوحہ کرنے پر دلالت کرتا ہے۔واللہ اعلم

الحرذون

حاء کے کسرہ اور ذال معجمہ کے ساتھ ہے۔گوہ کے مشابہ ایک چوپایہ ہے۔بعض کہتے ہیں کہ یہ مذکر گوہ ہے۔کیونکہ اس کے اسی کی طرح دو ذکر ہوتے ہیں یہ زہریلے جانوروں میں سے ہے یہ ویران متروکہ جگہوں میں پایا جاتا ہے۔انسان کی ہتھیلی کی طرح اس کی ہتھیلی بھی ہوتی ہے جس میں انگلیوں پر پوروں کی تقسیم ہوتی ہے اس کی جلد میں چھپکلی کے برعکس برص نہیں ہوتا۔حق یہ ہے کہ

Marfat.com

یہ ورل (شبیہ الضب) کے علاوہ کوئی جانور ہے مگر عبداللطیف بغدادی اس کے خلاف کہتے ہیں۔

شرعی حکم: اس کا کھانا حرام ہے کیونکہ یہ زہریلا جانور ہے۔

طبی فوائد اور خواص: ارسطو کہتا ہے کہ جس نے حرزون کی چربی کو اپنے جسم پر ملا پھر اپنے آپ کو مگرمچھ کے اوپر ڈالدیا تو مگرمچھ اس کو نقصان نہیں دے گا جب وہ اس کی بو سونگھے گا تو نشے میں ہو کر اپنے پیٹھ کے بل پھر جائے گا۔ اگر اس کی جلد کو جلا کر کسی انسان پر مل دیا جائے تو وہ مارنے اور کاٹنے کی تکلیف محسوس نہیں کرے گا اگرچہ اس کے سر اور جسم علیحدہ کر دیا جائے۔ چالاک اور عیار قسم کے لوگ ایسا کرتے ہیں تو ان سے مار وغیرہ پر ثابت قدمی ظاہر ہوتی ہے۔ حرزون بچھوؤں کو قتل کر دیتا ہے۔ اس کی چربی کو کالے کپڑے میں لے کر چھوٹے بخار والے پر لٹکایا جائے تو وہ تندرست ہو جاتا ہے۔

مہراریس کہتے ہیں کہ اس مرض سے مذکورہ طریقہ کے ساتھ اس پر اس کے دل کو لٹکایا جائے۔

تعبیر الرؤیا: اس کو خواب میں دیکھنا لالچ اور کمائی میں اس کے شر پر دلالت کرتا ہے۔ اسی طرح اختلاف مزاج کند ذہنی اور نسیان پر بھی دلالت کرتا ہے۔ واللہ اعلم

الحرشاف (یا) الحرشوف

لاغر ٹڈی جو زیادہ کھاتی ہے اس کی واحد حرشافۃ آتی ہے خولہ بنت ثعلبہ زوجہ اوس بن صامت سے روایت ہے کہ جب اولیس نے اس کو کہا کہ تو مجھ پر میری ماں کی پشت کی طرح ہے۔ تو وہ نبی ﷺ کے پاس آ کر پوچھنے لگی اور اللہ سے شکایت کرنے لگی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں یہ آیات نازل کیں۔ ﴿قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا وَ تَشْتَكِیْٓ اِلَی اللّٰهِ﴾ اِلی الاخیر۔

تو اس سے نبی ﷺ نے فرمایا اپنے خاوند کو کہہ کہ وہ ایک غلام آزاد کرے وہ کہنے لگی اللہ کی قسم اس کے پاس تو کوئی غلام نہیں ہے اور میرے علاوہ اس کی خدمت کرنے والا بھی کوئی نہیں تو آپ نے فرمایا اس کو کہو کہ وہ لگاتار دو ماہ کے روزے رکھے تو وہ کہنے لگی اللہ کی قسم یا رسول اللہ ﷺ وہ اس کی طاقت نہیں رکھتا وہ تو دن میں کئی کئی دفعہ پانی پیتا ہے۔ اس کے بدن کی کمزوری کے ساتھ ساتھ اس کی بینائی بھی ختم ہوگئی ہے۔ وہ تو حرشافہ کی طرح ہے جو ٹڈی کے مشابہ ایک جانور ہے۔ کھاتا بہت ہے مگر پھر بھی وہ کمزور رہتا ہے۔

حرقوص

ضم الحاء المہملۃ اور کاف مضمومہ اور صاد مہملہ کے ساتھ ہے اور ایک لغت میں صاد کے بجائے سین ہے۔ یہ پسو کی طرح ایک چھوٹا سا جانور ہے سرخ یا پیلا دھاری دار ہے اس کے رنگ میں سیاہی غالب ہوتی ہے کبھی کبھی اس کے دو پر نکل آتے ہیں تو یہ اڑ جاتا ہے شاعر کہتا ہے۔

مالقی البیض من الحرقوص یدخل تحت الحلق المرضوض

Marfat.com

''حرقوص کو کوئی خود دوالا ملا ہے تو وہ اس کی مضبوط کڑے کے نیچے داخل ہو گیا ہے۔''

من مارد لص من اللصوص بمهر لا غال ولا رخيص

''چوروں میں سے سرکش چوروں کی طرح مہر دیا جاتا ہے تھوڑا نہ زیادہ۔''

یعنی بلا مہر کے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ چیچڑ کی طرح ایک جانور ہے اور انہوں نے یہ شعر پڑھا ہے۔

مثل الحر اقيص على حمار

''وہ حراقیص کی طرح گدھے پر ہیں۔''

زمخشری کی ربیع الابرار میں ہے کہ یہ پسو سے تھوڑا بڑا جانور ہے لیکن اس کا کاٹنا ذرا مچھر سے شدید ہوتا ہے اور یہ عورتوں کی شرمگاہوں کا زیادہ شوقین ہوتا ہے جس طرح چیونٹی مردوں کے ذکر کی شوقمند ہوتی ہے۔ اس کے دو پر اُگ آتے ہیں۔ جس طرح چیونٹی کے اُگ آتے ہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ بعینہٖ پسو ہے اور انہوں نے اس کے لئے طرماح کے قول سے دلیل لی ہے۔

ولو ان حرقوصا على ظهر قملة يكر على صفى تميم لولت

''اگر حرقوص جوؤں کے پشت پر ہو کر تمیم کی دونوں صفوں پر حملہ کرے تو وہ بھاگ جائیں گے۔''

حرقوص کو نھیک بھی کہتے ہیں ایک دیہاتی عورت نے کہا۔

يا ايها الحرقوص مهلا مهلا ء ابلا اعطيتني ام نحلا

ام انت شئ لا تبالي الجهلا

''اے حرقوص ٹھہر ٹھہر کیا تو نے مجھے اونٹ دیئے یا شہد کی مکھی یا تو ایسی چیز ہے کہ جہلاء کی پرواہ نہیں کرتا۔''

ابن سیدہ کہتے ہیں کہ حرقوص ایک ہوشیار جانور ہے

۔ (بعض نسخوں میں محرمتہ کے الفاظ ہیں) اس کا بھڑ کی طرح ڈنگ ہوتا ہے جس سے یہ کوڑے کی نوک کی طرح ڈستا ہے اسی لئے جس کو کوڑے کی نوک سے مارا جائے اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اخذتہ الحراقیص یعنی اس کو حراقیص نے پکڑ لیا۔

فائدہ: حرقوص سعدی ایک صحابی تھا یہ وہ صحابی ہے ذوالخویصرہ تمیمی تھا جس نے مسجد میں پیشاب کیا تھا۔ یہ وہی ہے جس نے نبی ﷺ کو تقسیم کرتے وقت کہا تھا کہ اعدل یعنی انصاف کریں۔ تو آپؐ نے فرمایا تو ہلاک ہوا گر میں نے انصاف نہ کیا تو پھر کون انصاف کرے گا؟ اگر میں نے انصاف نہ کیا تو میں خسارے میں پڑوں۔ یہ وہی آدمی ہے جس نے زبیر سے حرہ کی پانی کی نالیوں کے بارے میں جھگڑا کیا تھا اور کہا تھا کہ اس کے حق میں آپ نے اس لئے فیصلہ دیا ہے کہ یہ آپؐ کے چچا کا بیٹا ہے۔ تو آپؐ نے زبیر کو اپنے پانی کے حق کو پورا لینے کا حکم دیا۔

ابن اثیر نے ''اسد الغابہ'' میں کہا ہے کہ حرقوص بن زہیر سعدی صحابی تھا۔ اس کو طبری نے ذکر کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ ہرمزان فارسی نے بغاوت کر دی اور جو کچھ پہلے دیا کرتا تھا اس نے روک لیا اور کردوں سے مدد لے کر اپنی جماعت بڑھا لی۔ تو عتبہ بن

Marfat.com

غزوان نے عمرؓ کو یہ بات لکھی۔تو عمرؓ نے اس کو خط لکھا اور اپنے پاس آنے کا حکم دیا اور مسلمانوں کو حرقوص بن زہیر کے ذریعے مدد بھیجی اور یہ بھی نبی کا صحابی تھا۔عمرؓ نے اس کو لڑائی کا حکم دیا تو مسلمانوں اور ہرمزان کے درمیان جنگ ہوئی ہرمزان کو شکست ہوگئی اور حرقوص نے اہواز کا شہر فتح کر لیا اور وہاں پر اتر پڑا۔ہرمزان کے ساتھ لڑائی کرنے میں اس کا بہت بڑا حصہ تھا۔

حرقوص عمرؓ کے بعد بھی علیؓ کے زمانے تک زندہ رہے جنگ صفین میں بھی ان کے ساتھ موجود تھے۔پھر خارجیوں سے جا ملے اور علیؓ کے سخت مخالف تھے۔جب علیؓ نے ان سے جنگ کی تو یہ خارجیوں کے ساتھ تھے۔اور یہ اسی دن ۳۷ھ میں مارے گئے۔

شرعی حکم: اس کو کھانا حرام ہے کیونکہ یہ حشرات میں سے ہے۔

الحریش

یہ ایسے سانپ ہیں جن پر نقطے بنے ہوتے ہیں۔یہ بات جوہری نے کہی ہے۔اس کے بعد جوہری کہتے ہیں کہ حریش ایک ایسا جانور ہے اس کے پنجے شیر جیسے ہوتے ہیں۔اس کی کھوپڑی میں ایک سینگ ہوتا ہے۔لوگ اس کو کرکدن کے نام سے پکارتے ہیں۔ابوحیان توحیدی کے بقول یہ ایک چھوٹا سا جانور ہے جو بکری کے بچہ جتنا ہوتا ہے۔ہمیشہ ساکن رہتا ہے مگر اس کے جسم میں طاقت بھی ہوتی ہے اور سریع الحرکت بھی ہوتا ہے جس کی وجہ سے شکاریوں کو عاجز کر دیتا ہے۔اس کے سر کے وسط میں ایک ٹھوس سیدھا سینگ ہوتا ہے۔جس کے ساتھ وہ تمام حیوانات کو مارتا ہے۔اس لئے اس پر کوئی غالب نہیں آ سکتا۔اس کو اس طرح شکار کیا جاتا ہے کہ اس کے سامنے ایک لڑکی لائی جاتی ہے تو یہ جب اس کو دیکھتا ہے تو اس کو گود میں کود کر جا پڑتا گویا کہ وہ اس کا دودھ پینا چاہتا ہے۔اور یہ اس کی فطری مضبوط صحبت ہے۔یہ جب لڑکی کی گود میں چلا جاتا ہے تو وہ لڑکی اس کو اپنے پستان میں سے دودھ پلانے لگتی ہے جبکہ اس میں دودھ ہوتا ہی نہیں ہے۔یہاں تک یہ شرابی کی طرح مخمور ہو جاتا ہے۔اس حالت میں شکاری اس کے پاس آ کر پکڑ لیتے ہیں اور مضبوط باندھ لیتے ہیں۔

قزوینی نے ''اشکال'' میں کہا ہے کہ حریش ایک جانور ہے جو بکری کے بچہ جتنا ہوتا ہے۔تیز دوڑنے والا جانور ہے۔اس کے سر پر گینڈے کی طرح ایک سینگ ہوتا ہے۔یہ اکثر دو ٹانگوں پر دوڑتا ہے اور اس تک کوئی نہیں پہنچ سکتا۔یہ بلغار اور بجستان کی جھاڑیوں میں پایا جاتا ہے۔

شرعی حکم: یہ حرام ہے چاہے سانپ کی قسم ہو یا جانور ہو۔کیونکہ نبی کا یہ فرمان عام ہے کہ ہر کچلی والا جانور حرام ہے۔

طبی فوائد اور خواص: خناق والے کو اس کا خون پلایا جائے تو وہ فوراً ٹھیک ہو جاتا ہے۔قولنج والا اس کا گوشت کھائے تو ٹھیک ہو جاتا ہے اس کے گھٹنے کو اس رگ پر رکھا جائے جس سے خون بہہ رہا ہو تو اس کے درد میں آرام آ جاتا ہے۔

الحسبان

یہ ٹڈی ہے۔اس کا واحد حسبانۃ ہے۔اس طرح چھوٹی چیونٹی کو بھی حسبان کہتے ہیں۔

Marfat.com

الحساس

یہ چھوٹی مچھلیوں کے جنس سے ہے۔اس کو ھف بھی کہتے ہیں۔

الحسل

گوہ کے بچے کو کہتے ہیں اس کی جمع احسال' حسول' حسلان اور حسلۃ ہے۔گوہ کا بچہ جب انڈے سے نکلتا ہے تو اس وقت اس کا یہ نام ہوتا ہے۔گوہ کی کنیت ابوالحسل ہے۔

شرعی حکم: اس کا حکم اس کے باپ کی طرح ہے۔

ضرب الامثال: عرب کہتے ہیں لا اتیك سن الحسل میں تیرے پاس اس وقت تک نہیں آ وں گا جب تک حسل کے دانت موجود ہیں یعنی کبھی نہیں آ وں گا کیونکہ اس کے دانت اس کی موت تک نہیں گرتے اور عجاج نے شعر کہا ہے۔

انك لو عمرت عمر الحسل — او عمر نوح زمن الفطحل

والصخر مبتل كطين الوحل — كنت رهين هرم وقتل

''اگر حسل کی عمر مل جائے یا ابتدائے زمانہ سے نوح علیہ السلام کی عمر دی جائے جبکہ پتھر کیچڑ کی طرح گیلے تھے۔تجھے پھر بھی ضرور موت آئے گی۔''

فطحل ھذ بر کے وزن پر ہے اس وقت کو کہتے ہیں کہ ابھی تک لوگوں کو پیدا نہیں کیا گیا تھا اور اس وقت پتھر تر تھے۔

الحسیل

گھریلو گائے کے بچے کو کہتے ہیں۔اس کے لفظ سے اس کا واحد کوئی نہیں مونث کو حسیلۃ کہتے ہیں جوہری نے اسی طرح کہا ہے حالانکہ یہ وہم ہے صحیح یہ ہے کہ حسیل گائے کی اولاد کو کہتے ہیں۔اس کی واحد حسیلۃ آتی ہے۔اس لئے کہ اس کے لفظ سے اس کی واحد سننے میں آئی ہے۔

كفاية المحتفظ میں ہے کہ حسیله گائے کو کہتے ہیں اور اس کی جمع حسائل ہے۔

حُسّون

یہ کئی رنگوں والی سرخ پیلی سفید کالی نیلی سبز چڑیا ہوتی ہے۔اہل اندلس اس کو ابوالحسن کہتے ہیں۔مصری اس کو ابوزقایہ کہتے ہیں اور کبھی کبھی وہ ''زاء'' کو ''سین'' سے بدل دیتے ہیں۔یعنی سقایۃ پڑھتے ہیں۔اس میں تعلیم سیکھنے کی قابلیت ہوتی ہے یہ انسان کے دور کیے گئے ہاتھ سے بھی چیز کو لے لیتی ہے اور اس کو لے کر اپنے مالک کے پاس آ جاتا ہے یہ بھی عام چڑیوں میں سے ایک چڑیا ہے عنقریب باب العین المہملہ میں اس کا بیان آئے گا۔

Marfat.com

الحشرات

زمین پر چلنے والے چھوٹے چھوٹے جانور اور کیڑے مکوڑے۔اس کی واحد حشرۃ آتی ہے۔ابن ابی الاشعؒ زمین کے ان تمام جانداروں کو یہی نام دیتا ہے کیونکہ یہ فضا میں اڑتے ہیں اور نہ پانی میں جاتے ہیں وہ اپنے بل کی طرف آتے ہیں اور اس کے اندر گھسے رہتے ہیں۔نہ ان کو پانی پینے کی ضرورت ہوتی ہے۔اور نہ بادنسیم سونگھنے کی یہ افائی اور عام سانپ اور گھریلو اور خشکی کے چوہے اور یربوع گوہ حرزون سیہہ ' بچھو'حنفساء' چھپکلی' چیونٹی' بڑا چیچڑ۔اور اس جیسی دوسری قسموں میں سے ہیں اور ان میں سے جن کا پہلے ذکر نہیں ہوا اب ان کا ذکر آئے گا۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿اُولٰٓئِکَ یَلۡعَنُہُمُ اللّٰہُ وَ یَلۡعَنُہُمُ اللّٰعِنُوۡنَ.﴾ مجاہد کہتے ہیں کہ اس آیت میں ﴿لٰعِنُوۡنَ﴾ سے مراد حشـــــرات الارض اور چوپائے ہیں پھر ان کو برے علماء کے گناہوں کی وجہ سے قحط سالی پہنچتی ہے تو وہ ان کو لعنت کرتے ہیں۔ابن ماجہ نے اس کو نبیؐ سے مرفوعاً بیان کیا ہے۔اگر کوئی کہے کہ غیر ذوی العقول کی جمع سالم کیوں لائی گئی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ فعل عقل والوں کا ان کی طرف منسوب ہے جیسا اللہ نے فرمایا ﴿رَاَیۡتُہُمۡ لِیۡ سَاجِدِیۡنَ﴾ یہاں ساجدات کا لفظ استعمال نہیں کیا۔اور جیسے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی ہے ﴿وَقَالُوۡا لِجُلُوۡدِہِمۡ لِمَ شَہِدۡتُّمۡ عَلَیۡنَا﴾ اور ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ﴿لٰعِنُوۡنَ﴾ سے مراد جنوں اور انسانوں کے علاوہ تمام مخلوق ہے بعض لوگوں نے کہا ہے کہ صرف فرشتوں کے علاوہ ساری مخلوق ﴿لٰعِنُوۡنَ﴾ ہے۔

شرعی حکم: حشرات کا کھانا حرام ہے اور عدم نفع کی وجہ سے ان کی خرید و فروخت بھی حرام ہے۔یہ بات امام احمد ابوحنیفہ اور داؤد نے کہی ہے۔امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ یہ حلال ہے کیونکہ اللہ فرماتے ہیں ﴿قُلۡ لَّاۤ اَجِدُ فِیۡ مَاۤ اُوۡحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰی طَاعِمٍ یَّطۡعَمُہٗۤ اِلَّاۤ اَنۡ یَّکُوۡنَ مَیۡتَۃً اَوۡ دَمًا مَّسۡفُوۡحًا.﴾ الآیۃ یعنی جو میری طرف وحی کی گئی ہے میں اس میں کوئی چیز بھی حرام نہیں پاتا کسی کھانے والے پر جو بھی کھائے سوائے مردار اور بہے ہوئے خون یا خنزیر کے گوشت کے یا جس کو غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا جائے اور تلب بن ثعلبہ بن ربیعہ تمیمی کی حدیث کی وجہ سے جس میں وہ فرماتے ہیں میں نبیؐ کے ساتھ رہا میں نے آپ سے حشرات الارض کے بارے میں حرام ہونے کی کوئی بات نہیں سنی اس کو ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔تلب کا تلفظ تا مثناۃ کی فتحہ لام مکسور پھر با کے ساتھ تین حرفی ہے۔شعبہ کہتے ہیں کہ یہ لفظ ثائے مثلثہ کے ساتھ ہے۔سنن ابی داؤد کتاب العتاق میں احمد سے مروی ہے کہ شعبہ تو تلے تھے وہ ثاء اور تاء میں فرق نہیں کر سکتے تھے اس طرح حافظ عبدالبر نے کہا انہوں نے پھر کہا کہ تلب کی کنیت ابوالملقام ہے اور آپ کے بیٹے ملقام نے روایت کیا ہے کہ وہ نبیؐ کے پاس آئے اور کہا میرے لئے بخشش کی دعا کیجئے تو آپ نے کہا اے اللہ تلب کو بخش دے اور اس پر رحم فرما یہ بات آپ نے تین مرتبہ کہی۔امام شافعی اور آپ کے اصحاب نے اللہ تعالیٰ کے اس قول سے دلیل لی ہے ﴿وَ یُحَرِّمُ عَلَیۡہِمُ الۡخَبٰٓئِثَ﴾ اور یہ ان چیزوں میں سے ہیں کہ عرب جن کو خبیث سمجھتے ہیں اور نبیؐ کے اس فرمان کی وجہ سے بھی کہ پانچ جانور فاسق ہیں ان کو حل و حرم میں قتل کر دیا جائے۔کوا' چیل' بچھو' چوہا' کاٹنے والا کتا اس کو بخاری مسلم نے عائشہ حفصہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہم کی روایت سے بیان کیا ہے ام شریک سے مروی ہے کہ آپ نے چھپکلیوں

Marfat.com

کے مارنے کا حکم دیا اس کو بخاری مسلم نے روایت کیا۔ اللہ کے اس فرمان ﴿قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا .﴾ الخ کے متعلق شافعی وغیرہ علما نے کہا ہے کہ اس کا معنی یہ ہے کہ جن کو تم کھاتے ہو اور پاک صاف سمجھتے ہو۔ امام غزالی نے وسیط میں کہا ہے کہ حشرات میں سے صرف گوہ کو کھایا جائے اور اس پر یربوع ابن عرس ام حبین سیہی اور دلدل کا بھی استدراک کیا گیا ہے۔ اور ان پر کلام ان کی جگہوں پر ان شاء اللہ آئے گا۔

الحشو والحاشية

ان چھوٹے اونٹوں کو کہتے ہیں جن میں کوئی بڑا نہیں ہوتا۔ اسی طرح انسانوں میں سے بھی ہوتے ہیں۔

الحصان

یہ حاء مہملہ کے کسرہ سے ہے مذکر گھوڑوں کو کہتے ہیں بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس کو حصان اس لئے کہتے ہیں کہ یہ اپنا پانی بچاتی ہے اور یہ سوائے معزز گھوڑی کے کسی سے جفتی نہیں کرتا۔

گھوڑی کے دو قصے: بخاری مسلم ترمذی نسائی نے براء بن عازب سے روایت کیا ہے کہ ایک آدمی سورہ کہف پڑھ رہا تھا اور اس کی ایک جانب گھوڑا بندھا ہوا تھا تو اس آدمی کو ایک بدلی نے ڈھانک لیا پھر وہ اس کے قریب ہونا شروع ہوئی تو اس کا گھوڑا کودنے لگا۔ جب صبح ہوئی تو اس نے یہ واقعہ نبی ﷺ کو سنایا تو آپ نے فرمایا وہ سکینت تھی جو قرآن پڑھنے سے اتر رہی تھی۔ اس آدمی کا نام اسید بن حضیر تھا تاریخ میں لکھا ہے کہ فرعون سمندر میں داخل ہونے سے ڈرا اور وہ کالے گھوڑے پر تھا۔ اور فرعون کے پاس کوئی گھوڑی نہیں تھی تو جبرئیل اس کے پاس ایک جفتی ہونے کی خواہش مند گھوڑی لے کر ہامان کی شکل میں آئے تھے اور فرعون سے کہا آگے بڑھو تو جبرئیلؑ سمندر میں داخل ہوگئے پھر فرعون کا گھوڑا اس کے پیچھے چل پڑا اور جبرئیل علیہ السلام اس کو ہانک رہے تھے ان میں سے کوئی بھاگ نہ سکا پھر جب ان کا آخری آدمی بھی سمندر میں داخل ہو گیا اور ان کے پہلے آدمی نے باہر نکلنے کا ارادہ کیا تو ان کے اوپر دریا کو جاری کر دیا اور اللہ نے ان سب کو غرق کر دیا۔

ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی چھ لاکھ ستر ہزار تھے عمر بن میمون کہتے ہیں کہ ان کی تعداد چھ لاکھ تھی۔ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام چھ لاکھ اور بیس ہزار تھے۔ جو سب جنگجو جوان تھے ان لوگوں نے بیس سال سے کم کو بچہ ہونے کی وجہ سے اور ساٹھ سال والے کو بوڑھا ہونے کی وجہ شمار نہیں کیا جب وہ یعقوب علیہ السلام کے ساتھ مصر میں داخل ہوئے تو ان کے مردوں اور عورتوں کی تعداد بہتر ہزار تھی جب انہوں نے چلنے کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو تیہ کے صحراء بھیج دیا تو انہیں پتہ ہی نہیں چل رہا تھا کہ وہ کدھر جائیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کے بوڑھوں کو بلایا اور ان سے اس بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ یوسف علیہ السلام کی وفات کا جب وقت قریب آیا تو انہوں نے اپنے بھائیوں سے یہ عہد لیا کہ وہ مصر سے اس وقت تک نہیں نکلیں گے جب تک وہ اس کو اپنے ساتھ نہ لے کر جائیں اسی لئے ہمارا راستہ بند ہو گیا ہے پس آپ ان سے یوسف علیہ السلام کی قبر کی جگہ کے متعلق پوچھیں تو ان میں سے کسی کو علم نہیں تھا تو موسیٰ علیہ السلام کھڑے ہو کر اعلان کرنے لگے کہ ہر اس شخص کو اللہ کی قسم دیتا ہوں جو یوسف علیہ السلام کی قبر کے متعلق جانتا ہو کہ وہ مجھے اس کی خبر دے دے اور جو نہیں جانتا تو اس کے

Marfat.com

کان میری آواز سے بہرے ہو جائیں۔ موسیٰ علیہ السلام دو آدمیوں کے درمیان سے اعلان کرتے ہوئے گزرتے تو وہ دونوں بھی ان کی آواز نہ سنتے یہاں تک کہ ان کی آواز کو بنی اسرائیل کی ایک بوڑھی عورت نے سن لیا۔ تو وہ کہنے لگی کہ اگر جو میں تم سے مانگوں وہ مجھے دے دو تو میں تمہیں قبر بتا سکتی ہوں تو موسیٰ علیہ السلام نے انکار کر دیا اور کہا جب تک میں اللہ سے پوچھ نہ لوں میں کچھ نہیں کہہ سکتا تو اللہ نے حکم دیا کہ جو کچھ اس عورت نے مانگا ہے وہ اسے دیدو تو وہ کہنے لگی کہ میں بہت بوڑھی ہوں میں چل نہیں سکتی تو مجھے اٹھا کر مصر سے باہر لے جا یہ سوال دنیا کے متعلق ہے اور جہاں تک آخرت کا تعلق ہے تو میرا تجھ سے یہ سوال ہے کہ جنت کے جس کمرے میں تو اترے گا تو میں بھی تیرے ساتھ اتروں۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ٹھیک ہے تو وہ کہنے لگی کہ ان کی قبر دریائے نیل میں پانی کے اندر ہے تو آپ اللہ سے دعا کریں کہ اس جگہ سے پانی ہٹ جائے تو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو پانی اس جگہ سے ہٹ گیا اور انہوں نے اللہ سے یہ بھی دعا کی کہ جب تک وہ لوگ یوسف علیہ السلام کے معاملے سے فارغ نہ ہو جائیں طلوع فجر میں تاخیر کی جائے پھر موسیٰ علیہ السلام نے اس جگہ کو کھودا اور یوسف علیہ السلام کو سنگ مرمر کے صندوق میں نکالا اور اس کو اپنے ساتھ اٹھا لیا۔ یہاں تک کہ ان کو شام میں دفن کر دیا تو بنی اسرائیل کے لئے راستہ کھول دیا گیا۔ تو وہ چل پڑے اور موسیٰ علیہ السلام ان کے پیچھے اور ہارون علیہ السلام آگے تھے۔ فرعون نے ان کو ڈرایا اور لوگوں کو جمع کر کے حکم دیا کہ وہ بنی اسرائیل کی تلاش میں مرغ کی بانگ سے پہلے نہ نکلیں۔

عمرو بن میمون کہتے ہیں کہ اس رات اللہ کی قسم مرغ نے بانگ نہ دی تھی آخر فرعون بنی اسرائیل کی تلاش میں نکلا۔ لشکر کے اگلے حصے میں ہامان۔ ۷ لاکھ فوج کا کمانڈر تھا۔ ان میں ستر ہزار سیاہ گھوڑے تھے باقی رنگوں والے اس کے علاوہ تھے۔ امام طبری کہتے ہیں فرعون کے لشکر میں ایک لاکھ سیاہ گھوڑے تھے۔ اور فرعون ستر لاکھ کے لشکر میں تھا۔ اور یہ کالے گھوڑوں کے لشکر میں تھا۔ اس کے آگے ایک لاکھ تیر انداز تھے اور ایک لاکھ چھوٹے نیزوں والے۔ اور ایک لاکھ لوہے کے ڈنڈوں والے تھے۔ اور پانی انتہائی اونچا تھا۔ جب سورج چمکا تو پانی بنی اسرائیل پر چڑھ آیا اصحاب موسیٰ بڑے حیران ہوئے تو اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو وحی کی کہ اپنا عصا سمندر پر مارو جب انہوں نے اس پر مارا تو دریا نے ان کا فرمان نہ مانا تو اللہ نے اس کو حکم دیا۔ کہ ان کو اپنے اندر چھپا لے۔ تو موسیٰ علیہ السلام نے اس پر لاٹھی ماری اور کہا کہ اے ابو خالد اللہ کے حکم سے پھٹ جا۔ وہ پھٹ گیا اور ہر ٹکڑا ایک ٹیلے کی طرح بن گیا۔ اس میں بارہ راستے بن گئے۔ ہر راستہ ایک خاندان کے لئے ہو گیا۔ ہر دو راستوں کے درمیان پانی پہاڑ کی طرح اونچا ہو گیا اور اللہ نے ہوا اور روشنی کو دریا کی گہرائی میں بھیج دیا۔ بنی اسرائیل اس میں داخل ہو گئے۔ ان میں سے ہر خاندان ایک راستے پر چل پڑا۔ پانی ان کے گرد پہاڑوں کی طرح بن گیا تو وہ ایک دوسرے کو دیکھ نہیں سکتے تھے۔ اس لئے ڈر گئے۔ اور ہر خاندان نے کہا ہمارے بھائی مارے گئے اللہ نے پانی کی طرف وحی کی کہ وہ اپنے اندر روشن دان بنا دے تو پانی کے اندر طاقوں کی طرح روشن دان بن گئے۔ تا کہ وہ ایک دوسرے کو دیکھ سکیں اور بات سن سکیں۔ یہاں تک کہ وہ سمندر کو صحیح سالم عبور کر گئے۔ پس یہ تفسیر اللہ کے اس فرمان کی ہے کہ ﴿فَأَنْجَيْنَاكُمْ وَأَغْرَقْنَا آلَ فِرْعَوْنَ وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ.﴾ فرعون اس طرح غرق ہوا کہ جب فرعون سمندر کے قریب پہنچا اور اس میں راستے بنے ہوئے دیکھے تو کہنے لگا دریا کو دیکھو یہ میرے ڈر سے پھٹ گیا ہے تا کہ میں اپنے غلاموں کو پکڑ سکوں جو بھاگ گئے ہیں تم سمندر میں داخل ہو جاؤ۔ تو اس کی قوم اندر داخل ہونے سے ڈری اور کہنے لگی

Marfat.com

اگر تو رب ہے تو داخل ہو جا جیسے موسیٰ داخل ہوئے۔ فرعون اس وقت سیاہ رنگ گھوڑے پر سوار تھا۔

تو جبرائیلؑ ایک گھوڑی پر سوار ہو کر آئے جو جفتی ہونے والی تھی۔ وہ گھوڑی آل فرعون کے آگے ہو گئی اور وہ سمندر میں داخل ہو گئے۔ جب فرعون کے گھوڑے نے اس گھوڑی کی بو سونگھی تو وہ بھی اس کے پیچھے داخل ہو گیا۔ اور فرعون اس کو سنبھال نہ سکا اور اس کو جبرائیلؑ کی گھوڑی نظر بھی نہیں آ رہی تھی پھر سارے گھوڑے اس کے پیچھے داخل ہو گئے۔ اور میکائیلؑ ان سب کے پیچھے ہو کر ان کو ہانک رہے تھے۔ اور کہہ رہے کہ اپنے ساتھیوں سے مل جاؤ یہاں تک کہ وہ سب کے سب اس دریا میں داخل ہو گئے اور کوئی باقی نہ رہا۔ جبرئیلؑ دریا سے نکل گئے۔ اور جب فرعونیوں میں سے اگلے لوگوں نے باہر نکلنا چاہا تو اللہ نے دریا کو حکم دیا کہ وہ ان کو پکڑ لے۔ تو وہ ان پر ٹھاٹھیں مارنے لگا اور ان سب کو غرق کر دیا۔ دریا کے دونوں کناروں کے درمیان چار فرسخ کا فاصلہ تھا۔ اور یہ سارا واقعہ بنی اسرائیل کے سامنے ہوا۔ اس لئے اللہ نے فرمایا ﴿وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ.﴾ یعنی ان کے گزرنے کی جگہوں کو تم دیکھ رہے تھے۔ بعض نے کہا ان کے ہلاک ہونے کو دیکھ رہے تھے۔ یہ دریا قلزم ہے جو دریائے فارس کے ایک طرف ہے۔

قتادہ کہتے ہیں کہ یہ مصر کے ورے ایک دریا ہے جس کو اساف کہتے ہیں اور فرعون کے کفر کی حالت میں مرنے پر کوئی اختلاف نہیں ہے اور جو شخص اس بات کے خلاف کہتا ہے اس کی بات قابل التفات نہیں ہے۔ اور نہ ہی یہ قابل توجہ ہے۔ اور اس بات میں جھگڑا کرنا کہ وہ مسلمان ہو کر مرا ہے مکابرہ ہے اور یہ بات اجماع کو توڑنے والی ہے۔ (واللہ اعلم)

ابن خلکان نے ذکر کیا ہے کہ جب عبدالملک بن مروان نے مصعب بن زبیر کی جنگ کے لئے خروج کرنے کا عزم کیا تو عاتکہ بنت یزید بن معاویہ نے اس سے قسم لی کہ وہ خود نہ نکلے اور کسی کو اپنا نائب بنا دے اور اپنی بات منوانے پر اصرار کیا۔ جب اس نے اس کی بات نہ مانی تو وہ رونے لگی اور اس کے نوکر چاکر بھی آس پاس رونے لگے۔ تو عبدالملک نے کہا اللہ کثیر کو قتل کرے۔ مجھے لگتا ہے کہ اس نے یہ شعر ہماری اس حالت کو دیکھ کر پڑھے ہیں۔

اذا ما اراد الغزو لم یثن همه حصان علیها نظم در یزینها

''جب بھی اس نے جنگ کا ارادہ کیا تو اپنے عزم کو ملتوی نہ کیا تو وہ عورتیں جنہیں موتیوں کی لڑیوں نے مزین کر رکھا ہے۔''

نهته فلما لم تر النهی عاقه بکت فبکی مما شجاها قطینها

''اس کو روکا جب اس نے ان کے منع کرنے کا خیال نہ کیا اور اس کی بات نہ مانی تو وہ رونے لگی اور اس کے ساتھ اس کے غلام بھی رونے لگے۔''

پھر عبدالملک نے اس کو سختی سے منع کیا اور جنگ کے لئے نکل گیا اور وہ حکایت بھی اپنے عمدہ انداز اور عجیب وغریب اتفاقات کی وجہ سے اس کے مشابہ ہے۔ کہ جب مامون کے پاس بوران بنت حسن بن سہل کو پہلی رات لایا گیا۔ تو اس نے اس کے لئے سونے کی بنی ہوئی چٹائی بچھائی۔ پھر اس کے قدموں میں بہت سے موتی بکھیر دیئے۔ جب مامون نے سونے کی چٹائی پر موتیوں کا گرنا دیکھا تو کہنے لگا۔ اللہ ابونواس کو مارے ایسے لگتا ہے کہ اس نے ہماری یہ حالت دیکھ کر وہ شعر کہے تھے جن میں اس نے اپنے دانتوں کی تشبیہ بیان کرتے ہوئے کہا تھا۔

Marfat.com

کان کبری وصغری من فواقعها حصباء در علی ارض من الذهب

''گویا کہ چھوٹے بڑے دانت اپنی جگہوں پر ایسے ہیں جیسے سونے کی زمین پر موتیوں کی کنکریاں ہوتی ہیں۔''

اس شعر میں ابونواس پر ''مِنْ'' کے زیادہ کرنے کا عیب لگایا ہے۔ لیکن اس نے اخفش کے قول کو دلیل بنا کر اس کے جائز ہونے کا عذر پیش کیا ہے۔ اور اس نے اللہ کے اس فرمان کی بھی تفسیر کی ہے ﴿مِنْ جِبَالٍ فِيهَا مِنْ بَرَدٍ﴾ کہا گیا ہے کہ یہاں اصل میں ﴿فِيهَا بَرَدٌ﴾ ہے۔ واللہ اعلم

الحصور

تنگ شرم گاہ والی اونٹنی کو کہتے ہیں اور مردوں میں سے حصور اس کو کہتے ہیں جو عورتوں کے قریب نہ جائے۔

فائدہ اجنبیہ: صاغانی نے ''عباب'' میں ذکر کیا ہے کہ میرے والد نے مجھ سے ۵۹۰ھ سے پہلے یہ سوال پوچھا تھا۔ (اللہ ان پر رحمت کرے) ''میں اس وقت کڑیل جوان تھا اور عمدہ زندگی گزار رہا تھا۔ میرے والد مجھ کو اکثر عمدہ فوائد اور نادر معلومات فراہم کرتے تھے اور مرحوم فضائل کے ایک دریا تھے۔ رذائل سے دور رہنے والے تھے۔'' پوچھا یہ تھا کہ قد اثر حصیر الحصیر فی حصیر الحصیر کا کیا معنی ہے۔ مجھے سمجھ نہ آئی کہ کیا کہوں تو انہوں نے کہا۔ پہلے حصیر کا معنی چٹائی دوسرے کا معنی جیل تیسرے کا معنی پہلو اور چوتھے کا معنی بادشاہ ہے۔ (یعنی جیل کی چٹائی نے بادشاہ کے پہلو پر نشان بنا دیا۔

حضاجر

یہ مذکر اور مونث بجو کو کہتے ہیں ان کو حضاجر اس لئے کہتے ہیں کہ ان کا پیٹ بڑا اور وسیع ہوتا ہے۔ یہ معرفہ ہے۔

حطیہ نے کہا ہے۔

هلا غضبت لرحل جا رك تنبذه حضاجر

''تو کیوں اپنے ساتھی کے کوچ کرنے پر ناراض نہیں ہوتا جبکہ باقی بجو اس کو پھینک رہے ہیں۔''

اسی طرح اس کو ابن سیدہ نے کہا مگر جوہری نے اس کو یوں کہا ہے:

هلا غضبت لجار بيتك

''تو اپنے گھر کے پڑوسی کے لئے کیوں غصے نہیں ہوا۔''

سیرافی کہتا ہے کہ اس کا نام جمع کے لفظ پر مبالغہ کے لئے بنایا گیا ہے۔ سیبویہ کہتے ہیں کہ ہم نے عرب سے سنا وہ کہہ رہے تھے وطب حضجر اور اوطب حضاجر اسی لئے معرفہ ونکرہ میں یہ غیر منصرف ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ جمع کے وزن پر واحد کا نام ہے۔ ابن حاجب نے کافیہ میں کہا ہے کہ حضاجر بجو کا نام ہے اور غیر منصرف ہے۔ کیونکہ یہ جمع سے منقول ہو کر آیا ہے میں کہتا ہوں یہی بات زیادہ صحیح ہے۔ واللہ اعلم

Marfat.com

الحضب

سانپوں میں سے موٹے مذکر سانپ کو کہتے ہیں۔بعض کے نزدیک باریک سانپ کو اور بعض کے نزدیک سفید سانپ کو کہتے ہیں۔

الحفان

شتر مرغ کے بچے کو کہتے ہیں اس کی واحد حفانۃ ہے مذکر مؤنث دونوں کے لئے بولا جاتا ہے۔کبھی چھوٹے اونٹوں کو بھی حفان کہتے ہیں۔

الحفص

شیر کے بچے کو کہتے ہیں۔اسی سے آدمی کو بھی حفص کہتے ہیں۔

الحقم

یہ کبوتروں کے مشابہ پرندوں کی ایک قسم ہے بعض کہتے ہیں کہ یہ کبوتر کا ہی نام ہے۔

الحلزون

پتھر کے شگافوں میں ایک کیڑا ہوتا ہے جو سواحل سمندر اور نہروں کے کناروں پر پائے جاتے ہیں۔اس کا آدھا بدن سیپی سے باہر نکل کر چلتا بھی ہے اور غذائی مادہ تلاش کرتا ہے۔جب کوئی نرمی یا تازگی محسوس کرتا ہے تو اس کی طرف پھیل جاتا ہے جب کوئی سختی محسوس کرتا ہے تو سیپی کی نالی کے اندر داخل ہو جاتا ہے تا کہ اس کے جسم کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکے۔جب یہ تیز چلتا ہے تو اپنے گھر کو بھی ساتھ کھینچتا ہے۔

شرعی حکم: اپنی نجاست کی وجہ سے حرام ہے۔اور رافعی نے ''سرطان'' میں کہا ہے کہ ضرر کی وجہ سے اس کا کھانا حرام ہے۔ کیونکہ یہ بھی سیپی کی عمومی حرمت میں داخل ہے۔عنقریب اس کا بیان باب السین مہملہ میں آئے گا۔اور محار سیپی جس کو ذیلس کہتے ہیں اس کا ذکر ان شاءاللہ باب الدال مہملہ میں آئے گا۔

طبی فوائد خواص: ابن سینا کہتے ہیں کہ حلزون کو پیشانی پر ملنے سے آنکھ کی طرف بہنے والا مواد بند ہو جاتا ہے۔واللہ اعلم

الحلکہ والحلکاء والحلکاء

اس کا تلفظ حاء کے فتحہ ضمہ اور کسرہ سے ہے یہ چھوٹا سا جانور ہے جو عظایا کے مشابہ ہے۔یہ ریت میں داخل ہوتا ہے۔

الحلم

بڑا چیچڑ۔اس کی واحد حلمۃ ہے اور یہ جوں کے مثل ہے۔عنقریب آئے گا کہ یہ کمزور چیچڑ کو کہتے ہیں۔جوہری کہتے ہیں کہ حلم

Marfat.com

اس کیڑے کو بھی کہتے جو بکری کے جلد کے اوپر اور نیچے والے حصے میں پڑ جاتے ہیں۔ جب اس کی کھال کو رنگا جائے تو اس جگہ سے پتلا ہی رہتا ہے۔ کہا جاتا ہے حَلِمَ الادیم بکسر لام اور یَحْلُمُ فتحہ کے ساتھ ہے۔ جب وہ چمڑے کو کھا جائے اور شاعر ولید بن عتبہ بن معیط لکھتا ہے۔

فانك والكتاب الى علی كدابغة وقد حلم الاديم

''بے شک آپ اور علی کی طرف خط رنگے ہوئے چمڑے کی طرح ہیں اور چمڑا بھی کھایا گیا ہو۔''

ابن السکیت کہتے ہیں کہ یہ وہ چھوٹا سا جانور جو کتابوں کو کھا جاتا ہے اور اوراق کو پھاڑ دیتا ہے۔ ابن عمرؓ کی حدیث میں ہے کہ آپ چیچڑ کو اپنے جانور کے کان سے اکھاڑنے منع کرتے تھے۔''

ابوداؤد نے ابوسعید خدریؓ سے روایت کیا ہے کہ نبیؑ نے صحابہ کرام کو ایک نماز پڑھائی تو آپ نے اپنے جوتوں کو اتار کر اپنی بائیں جانب رکھ دیا پھر جب لوگوں نے یہ دیکھا تو انہوں نے بھی جوتے اتار دیے جب نماز پوری ہوئی تو آپ نے فرمایا تم لوگوں نے اپنے جوتے کیوں اتارے تھے وہ کہنے لگے اے اللہ کے نبیؑ ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے اپنے جوتے اتار دیئے تو ہم نے بھی اتار دیئے تو آپؑ نے فرمایا کہ میں نے انہیں اس لئے اتارا تھا کہ جرائیلؑ نے مجھے خبر دی تھی کہ ان میں چیچڑ کا خون لگا ہوا ہے۔ انتہی

میں کہتا ہوں کہ یہاں خون سے مراد وہ تھوڑا سا خون ہے جو معاف ہے اور نبیؑ نے انتہائی پرہیز کرتے ہوئے ان کو اتارا۔ اگرچہ یہ آپ سے معاف تھا۔ ہمارے اصحاب نے تمام خونوں میں تھوڑے خون کو مطلق طور پر معاف قرار دیا ہے سوائے متولی کے اس نے کتے اور خنزیر کے خون کو مستثنیٰ کیا ہے اور اس نے ان دونوں کی نجاست غلیظ ہونے سے دلیل لی ہے۔ اور جو خون ہڈیوں اور گوشت میں باقی رہ جاتا ہے وہ عموم بلوئی سے مباح ہے اور ہمارے اصحاب میں سے بہت کم نے اس مسئلہ سے تعرض کیا ہے۔ ابو اسحٰق ثعلبی جو ہمارے اصحاب کے ائمہ مفسرین میں سے ہیں نے تابعین کی ایک بڑی جماعت سے ذکر کیا ہے کہ اس سے کوئی حرج نہیں۔ اور اس نے اس بات کو ہمارے اصحاب کی ایک جماعت سے بنا بر احتراز عن المشقۃ نقل کیا۔ امام احمد اور آپ کے اصحاب نے تصریح کی جو خون گوشت میں باقی رہے وہ معاف ہے اگرچہ خون کی سرخی غالب مقدار میں ہو کیونکہ اس سے بچنا مشکل ہوتا ہے اور انہوں نے اس کو عکرمہ ثوری اور عائشہ سے نقل کیا ہے اور یہی بات اسحٰق نے کہی اللہ کے اس فرمان کے مطابق اِلَّا اَنْ یَّكُوْنَ مَیْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا یہاں یہ اللہ تعالیٰ نے ہر خون سے منع نہیں فرمایا بلکہ خاص طور پر بہتے ہوئے خون سے منع فرمایا۔ واللہ اعلم

اصمعی کہتے ہیں کہ چیچڑ جب چھوٹا ہوتا ہے تو اس کو قمامہ کہتے پھر وہ حمنانہ کہلاتا ہے پھر اس کو قراد کہتے ہیں آخر میں حلم کہا جاتا ہے۔ ابوعلی فارسی نے یہ شعر کہا ہے

وما ذكر فان يكبر فانثى شديد الازم ليس له ضروس

''وہ چیچڑ بڑا ہو کر بھی مونث ہوتا ہے مذکر نہیں ہوتا اس کی اگرچہ داڑھیں نہیں ہوتیں پھر بھی مضبوط کاٹنے والا ہوتا ہے۔''

Marfat.com

اکثر طور پر ضرس کی جمع اضراس ہوتی ہے۔ داڑھیں اور کچلیوں کے بغیر تمام دانت مونث ہوتے ہیں۔

شرعی حکم: اس کو خبیث سمجھا جاتا ہے۔ اس لئے اس کو کھانا حرام۔ اس کے متعلق ان شاء اللہ باب القاف لفظ قراد کے ضمن میں کلام آئے گا۔

ضرب الامثال: عرب کہتے ہیں القردان فما بال الحلم یعنی ابھی تو دو چیچڑ ہیں جب حلم ہو جائیں جو پھر کیا حال ہوگا۔ یہ مثال عربوں کے اس قول کے قریب قریب ہے جس میں کہتے ہیں استنت الفصال حتی القرعی اونٹنی کے بچے کے بھی دانت نکل آئے ہیں یہاں تک پھوڑے پھنسیوں والے کے بھی۔

الحمار الاھلی (گھریلو گدھا)

اس کی جمع حمیر، حمر، احمرۃ ہے، کبھی کبھی گدھیوں کے لئے حمارۃ کا لفظ استعمال کرتے ہیں اس کی تصغیر حمیر آتی ہے۔ اور اسی سے توبہ بن الحمیر ہے جو کہ صاحب لیلیٰ الاخیلیۃ ہے جس کا ذکر گزر چکا ہے۔ گدھے کی کنیت ابو صابر اور زیاد ہے جیسا کہ شاعر نے کہا ہے۔

زیاد لست ادری من ابوہ　　ولکن الحمار ابو زیاد

"زیاد کے باپ کو میں نہیں جانتا لیکن اتنا معلوم ہے کہ گدھا زیاد باپ ہے۔"

اور گدھی کو ام محمود ام تولب ام جحش ام نافع ام وہب کہتے ہیں۔ جانوروں میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہے جو اپنی جنس کے علاوہ کسی اور سے جفتی کرتا ہو سوائے گدھے اور گھوڑے کے۔ یہ اس وقت جفتی کرتے ہیں جب ان کی عمر تیس مہینے پوری ہو جاتی ہے۔ ان میں سے ایک قسم بوجھ اٹھانے کے لئے بہت عمدہ ہے اور ایک قسم نرم کندھوں والے اور تیز بھاگنے والا ہوتے ہیں یہ گھوڑے سے پیدا ہونے والی خچروں سے بھی آگے بڑھ جاتے ہیں اور اس کا ایک عجیب معاملہ یہ ہے کہ یہ جب شیر کی بو سونگھتا ہے تو شدت خوف سے اپنے آپ کو اس پر پھینک دیتا ہے اور اس طریقے سے فرار ہونے کی کوشش کرتا ہے۔

حبیب بن اوس طائی نے عبدالصمد بن المعدل کو خطاب کرتے ہوئے کہا اور عبدالصمد نے بھی اس کی ہجو کی تھی۔

اقدمت ویحك من ھجوی علی خطر　　والعیر یقدم من خوف علی الاسد

"تیرے لئے ہلاکت ہو تو نے میری ہجو کر کے خطرے کی طرف پیش قدمی کی اور گدھا شیر سے ڈر کر اسی کی طرف چل پڑتا ہے۔"

جن راستوں پر یہ ایک دفعہ چل چکے ان راستوں پر چلنے کی صفت اس میں پائی جاتی ہے اور تیز سماعت کی بھی صفت اس میں موجود ہوتی ہے۔

اس کی مدح اور ذم میں لوگوں میں اپنے اپنے اغراض کے مطابق اس کے متعلق مختلف اقوال پائے جاتے ہیں۔ جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ خالد بن صفوان اور فضل بن عیسیٰ رقاشی خچروں کے بجائے گدھوں پر بیٹھنے کو پسند کرتے تھے خالد کو ایک دفعہ بصرہ کے دو معززین ملے انہوں نے اس سے پوچھا ابن صفوان یہ کیا ہے تو اس نے کہا یہ گھٹیا نسل کا گدھا ہے یہ سامان اٹھاتا ہے اور مجھے دشوار گھاٹیوں میں پہنچا دیتا ہے یہ بیمار کم ہوتا ہے اور اس کا علاج سستا ہوتا ہے اور مجھے زمین میں متکبر اور فسادی بننے سے روکتا

Marfat.com

ہے۔ اور فضل سے جب گدھوں پر سوار ہونے کے بارے میں پوچھا گیا تو اس نے کہا یہ کم مشقت والا اور زیادہ مدد کرنے والا جانور ہے۔ اترنے میں آسان ہوتا اور سوار ہونے میں قریب ہوتا ہے تو ایک دیہاتی نے جب یہ سنا تو کہنے لگا۔ گدھا ذلت ہے اور عار ہے۔ سب سے بری آواز والا ہے اس سے خونوں کو روکا نہیں جا سکتا (یعنی دیت دے کر) اور نہ اس کو عورتوں کے مہر میں دیا جا سکتا ہے اس کی آواز سب سے بری آواز ہے۔

زمخشری کہتے ہیں کہ گدھے کی مثال طعن و تشنیع اور مذمت میں دی جاتی ہے اسی وجہ سے وہ اس کا نام لینے کے بجائے اس کی کنیت ذکر کرتے ہیں اور اس کے نام کی تصریح کرنے سے بے رغبتی کرتے ہیں اس لئے وہ کہتے ہیں طویل الا ذنین یعنی لمبے کانوں والا۔ گویا کہ وہ کسی ناپسندیدہ چیز کی کنیت ذکر کر رہے ہیں۔۔ صاحب مروت لوگوں کی مجلس میں گدھے کا ذکر آداب مجلس کے خلاف سمجھا جاتا ہے۔ عربوں میں بعض ایسے بھی ہیں کہ جو اس پر سوار ہونے کو اپنی توہین سمجھتے ہیں اگر چہ انہیں پیدل سفر کرنے میں کتنی ہی مشقت اٹھانی پڑے۔ لفظ مروت ہمزہ کے ساتھ بھی ہے اور بغیر ہمزہ کے بھی جوہری کہتے ہیں اس سے مراد انسانیت ہے اور ابن فارس کہتے ہیں کہ مردانگی ہے اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ صاحب مروت وہ ہوتا ہے جو اپنے آپ کو بری باتوں سے بچا لے اور اس کو لوگوں کے نزدیک بدزیب نہ کرے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ جو اپنے زمانے اور اپنے علاقے کے اپنے جیسے لوگوں کی چال چلن اختیار کرے۔ دارمی کہتے ہیں کہ مروۃ پیشے کو کہتے ہیں بعض لوگ کہتے ہیں کہ مروت آداب دین کو کہا جاتا ہے۔ جیسے کھانا بہت زیادہ لوگوں کا چیخنا' سائل کو جھڑکنا' اور بھلائی کے کام باوجود قدرت کے کم کرنا اور بہت زیادہ ہنسنا اور مذاق اڑانا اور اسی طرح کے دوسرے کام۔

صحیحین وغیرہ میں ہے کہ نبیؐ نے فرمایا کیا وہ شخص جو امام سے پہلے اپنے سر کو اٹھاتا اس بات سے نہیں ڈرتا کہ اس کی صورت کو گدھے کی صورت بنا دی جائے یا اس کا سر گدھے کا کیا جائے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کی ساری صورت مسخ کر دی جائے اور اس کا سر اور بدن گدھے کی طرح کر دیا جائے۔

اس حدیث میں مسخ کے وقوع پذیر ہونے کے امکان کی دلیل ہے اعاذنا الله منه اور یہ کام شدت غضب کے وقت ہی ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَ غَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ وَ عَبَدَ الطَّاغُوْتَ .﴾ الاية اور یہ حدیث امام کے رکوع اور سجدے سے آگے بڑھنے میں حرمت میں صریح دلیل ہے اور اس طرح نماز دیگر ارکان میں بھی یہ حرام ہے۔ بغوی اور متولی نے اس کی تصریح کی ہے اور نووی نے شرح المہذب میں اس کو صحیح قرار دیا ہے اور یہی بات کفایہ کی عبارتوں سے ظاہر ہے۔

صحیحین وغیرہ میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبیؐ نے فرمایا جب گدھے کی آواز سنو تو شیطان سے اللہ کی پناہ مانگو کیونکہ وہ شیطان کو دیکھتا ہے اور جب مرغ کی آواز سنو تو اللہ کا فضل مانگو کیونکہ وہ فرشتے کو دیکھتا ہے عنقریب باب الدال المہملہ میں اس پر کلام آئے گا۔

ایک نادر واقعہ: امام دمیری فرماتے ہیں کہ میں نے ابن ظفر کی کتاب النصائح میں نے لکھا ہوا دیکھا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں

Marfat.com

اندلس کے سرحدی علاقوں میں سے ایک علاقے میں داخل ہوا تو وہاں میں ایک اہل قرطبہ کے فقیہ نوجوان سے ملا تو اس نے مجھے اپنی باتوں سے مانوس کرلیا۔ اور اس نے علم کی کچھ باتوں میں مجھ سے مذاکرہ کیا پھر میں نے یہ دعا کی اے وہ ذات جس نے یہ فرمایا ہے ﴿وَاسْاَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ﴾ یعنی اللہ سے اس کا فضل مانگو' تو اس آدمی نے کہا میں تجھے اس آیت کے متعلق ایک عجیب واقعہ نہ سناؤں میں نے کہا ضرور سناؤ تو اس نے مجھے اپنے بعض بزرگوں میں سے کسی نے واسطے سے کہا۔ کہ ہمارے پاس طلیطلہ کی طرف سے دو راہب آئے وہ وہاں عظیم القدر لوگوں میں سے تھے اور وہ عربی زبان بھی جانتے تھے تو ان دونوں نے اپنا اسلام ظاہر کیا اور قرآن اور فقہ سیکھنے لگے تو لوگوں کو ان کے متعلق کچھ بدگمانیاں پیدا ہوئیں۔ راوی نے کہا تو میں نے ان کو اپنے ساتھ ملالیا اور ان کا انتظام کرنے لگا اور ان دونوں کے متعلق کھوج لگانے لگا تو میں نے دیکھا کہ وہ اپنے نظریے میں بصیرت رکھتے تھے۔

وہ دونوں بوڑھے تھے۔ تھوڑے دن ہی گزرے کہ ان میں سے ایک مر گیا اور دوسرا کئی سال تک زندہ رہا پھر وہ بھی بیمار ہو گیا تو میں نے ایک دن اس سے کہا کہ تم دونوں کے اسلام لانے کا سبب کیا تھا۔ تو اس نے میرے اس سوال کو ناپسند کیا تو میں نے اس کے ساتھ نرمی اختیار کی تو وہ کہنے لگا کہ اہل قرآن کا ایک قیدی گرجے کا خادم تھا اور ہم بھی اسی گرجے کے ایک صومع میں تھے۔ تو ہم نے اس کو اپنی خدمت کے لئے خاص کرلیا تو کافی عرصہ وہ ہمارے ساتھ رہا یہاں تک کہ ہم نے عربی زبان سیکھ لی تو اس آدمی کے اکثر قرآن پڑھنے کی وجہ سے ہم نے بہت سی قرآن کی آیتیں حفظ کرلیں ایک دن اس آدمی نے یہ آیت پڑھی: ﴿وَاسْاَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ﴾ تو میں نے اپنے ساتھی سے کہا جو کہ مجھ سے زیادہ اچھی رائے اور اچھی فہم والا تھا۔ کیا تم اس آیت کے اس دعوے کو نہیں سنتے تو اس نے مجھے ڈانٹ دیا پھر قیدی نے یہ آیت پڑھی ﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾ تو میں نے اپنے ساتھی سے کہا یہ تو پہلی آیت سے بھی زیادہ سخت ہے تو وہ کہنے لگا میرے خیال میں بھی بات وہی ہے جو یہ کہتے ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام کو ان کے نبی کی ہی بشارت دی گئی تھی۔ تو وہ آدمی کہنے لگا کہ ایک دن اتفاقاً میرے گلے میں ایک لقمہ پھنس گیا اور قیدی ہمارے کھانے کے دوران کھڑا ہو کر ہمیں شراب پلا رہا تھا تو میں نے اس سے گلاس لیا لیکن اس کا مجھے کوئی فائدہ نہ پہنچ سکا۔ تو میں نے اپنے دل میں کہا اے رب محمد ﷺ نے تیری طرف سے یہ کہا ہے کہ تو کہتا ہے ﴿وَاسْاَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ﴾ اور تو نے یہ بھی کہا ہے ﴿ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾ اگر وہ اپنی بات میں سچے ہیں تو مجھے پانی پلا دے تو اچانک ایک پتھر آیا جس سے پانی بہہ رہا تھا تو میں نے جلدی سے اس میں سے پانی پیا۔ جب میں نے اپنی ضرورت پوری کرلی تو یہ ختم ہو گیا اور قیدی میرے پیچھے تھا تو اس نے اسلام میں شک کیا اور میں نے دین اسلام میں رغبت کی پھر میں نے اپنے ساتھی کو اس بات کی اطلاع دی تو ہم دونوں اکٹھے مسلمان ہو گئے قیدی صبح ہمارے پاس آیا کہ ہم اس کو بپتسمہ کرائیں اور اس کو نصرانی کریں تو ہم نے اس کو جھڑک دیا اور ہم نے اس کو اپنی خدمت سے الگ کر دیا۔ اس کے بعد اس نے اپنا دین چھوڑ دیا اور عیسائی ہو گیا پھر ہم نے اپنے معاملے میں غور کیا تو ہمیں خلاصی کی کوئی راہ نظر نہ آئی۔ تو میرے ساتھی نے کہا جو کہ مجھ سے زیادہ سمجھدار تھا کہ ہم کیوں نہ اس دعا کے ساتھ اللہ کو پکاریں تو ہم نے اس دعا کے ذریعے کشادگی کی دعا کی اور ہم قیلولہ کرتے ہوئے سو گئے تو مجھے خواب دکھایا گیا کہ تین نورانی چہروں والے لوگ ہمارے معبد میں داخل ہوئے اور اس کی تصویروں کی طرف اشارہ کیا تو وہ مٹ گئیں اور وہ ایک کرسی لے کر آئے اور اس کو وہاں پر رکھ دیا پھر ان جیسی نورانی چہروں والی ایک جماعت آئی ان کے درمیان ایک ایسا خوبصورت آدمی تھا جیسا میں نے

Marfat.com

کبھی نہیں دیکھا تو وہ کرسی پر بیٹھ گیا میں اس کی طرف اٹھ کر گیا اور پوچھا کیا آپ السید المسیح ہیں تو اس نے کہا نہیں بلکہ میں اس کا بھائی احمد ہوں تو اسلام قبول کر لے تو میں مسلمان ہو گیا پھر میں نے کہا اے اللہ کے رسول ہم آپ کی امت کے علاقوں کی طرف کیسے جا سکتے ہیں تو انہوں نے اپنے سامنے کھڑے شخص سے کہا کہ تم ان کے بادشاہ کی طرف جاؤ اور اس سے کہو کہ ان دونوں کو عزت احترام کے ساتھ مسلمانوں کے اس علاقے میں بھیج دو جہاں یہ جانا چاہیں۔ نیز فلاں قیدی کو حاضر کیا جائے اور اس پر اس کو پیش کیا جائے۔ پھر اس کو اپنے دین کی طرف واپس آنے کے لئے حکم دیا جائے اگر وہ نہ قبول کرے تو اس کو قتل کر دیا جائے اگر قبول کر لے تو اس کو چھوڑ دیا جائے۔ راوی کہتا ہے پھر میں اپنے خواب سے بیدار ہوا اور اپنے ساتھی کو بھی جگایا اور جو کچھ خواب میں دیکھا وہ اس کو بتایا اور اس سے پوچھا کہ اب کیا کریں تو اس نے کہا۔ اللہ تعالیٰ نے کشادگی کر دی ہے کیا تم دیکھتے نہیں کہ تصویریں مٹ چکی ہیں۔ میں نے دیکھا تو واقعی تصویریں مٹ چکی تھی۔ تو میرا یقین زیادہ ہو گیا۔ پھر مجھے میرے دوست نے کہا آ ؤ بادشاہ کی طرف چلیں پھر ہم اس کے پاس گئے تو معمول کے مطابق اس نے ہماری تعظیم کی اور ہمارے آنے کو اس نے عجیب سمجھا تو میرے ساتھی نے اس سے کہا کہ تجھے جو ہمارے بارے میں اور فلاں قیدی کے بارے میں حکم دیا گیا ہے اس کام کو پورا کر۔ اس کا رنگ اڑ گیا اور وہ کانپ اٹھا پھر اس نے قیدی کو بلایا اور اس سے کہا کہ تم مسلم ہو یا عیسائی اس نے کہا میں عیسائی ہوں تو بادشاہ نے اس سے کہا تو اپنے دین کی طرف واپس لوٹ جا جو شخص اپنے دین کی حفاظت نہیں کرتا ہمیں اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے اس قیدی نے کہا میں اپنے دین کی طرف کبھی واپس نہیں لوٹوں گا بادشاہ نے اپنی تلوار سونتی اور اس کو اپنے ہاتھ سے قتل کر دیا۔ پھر ہمیں اس نے رازدارانہ طور پر کہا کہ جو میری طرف اور تمہاری طرف خواب میں آیا تھا وہ شیطان تھا لیکن تم چاہتے کیا ہو ہم نے کہا کہ ہم مسلمانوں کے علاقہ کی طرف جانا چاہتے ہیں بادشاہ نے کہا تم جو چاہتے ہو میں کر دیتا ہوں لیکن تم دونوں یہ ظاہر کرنا کہ تم بیت المقدس جانے کا ارادہ رکھتے ہو تو ہم نے اس سے کہا کہ ہم ایسا ہی کریں گے تو بادشاہ نے ہم کو تیار کرایا اور عزت کے ساتھ ہم کو رخصت کیا۔

امام نسائی حاکم نے جابر بن عبداللہ سے روایت کیا ہے کہ نبیؐ نے فرمایا کہ جب تم رات کو کتوں کے بھونکنے اور گدھے کے چلانے کی آواز سنو تو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ حاصل کرو اس لئے کہ وہ ایسی چیزیں دیکھتے ہیں جو تم نہیں دیکھتے ہو جب آدمی ٹھہر جائیں تو کم نکلا کرو کیونکہ رات کے وقت اپنی مخلوق میں جس کو چاہتا ہے پھیلا دیتا ہے۔ امام حاکم نے کہا یہ مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

سنن ابی داؤد وغیرہ میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبیؐ نے فرمایا کہ جس مجلس سے لوگ اٹھیں اور اس میں انہوں نے اللہ کا ذکر نہ کیا ہو تو وہ گدھے کی میت جیسی چیز سے اٹھیں گے اور وہ مجلس ان پر حسرۃ ہو گی۔

کامل ابن عدی اور تاریخ نیشاپور میں ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہے کہ نبیؐ نے فرمایا سب سے برا گدھا کالا اور چھوٹا ہے۔ جوہری کہتے ہیں تعشیر الحمار کا مطلب یہ ہے کہ گدھا ایک ہی دفعہ دس آوازیں نکالے۔

شاعر کہتا ہے۔

لعمری لئن عشرت من خیفة الردی   نهاق حمار اننی لجزوع

''میری عمر کی قسم اگر میں دس آوازیں گدھے کی سی ہلاکت کے ڈر سے نکالوں تو میں سخت گھبرایا ہوں گا۔''

Marfat.com

اور جاہلیت میں عرب لوگ جب کسی شہر میں وبا کے آنے سے ڈرتے تو وہ اس کے داخل ہونے سے پہلے دس مرتبہ گدھے کی سی آوازیں نکالتے اور وہ یہ سمجھتے تھے کہ اس سے ان کو فائدہ ہوگا۔

ایک اور عجیب واقعہ: کہتے ہیں کہ کسی گاؤں میں ایک آدمی رہتا تھا اس کے پاس ایک گدھا ایک کتا اور ایک مرغ تھا۔ مرغ ان کو نماز کے لئے جگاتا تھا۔ کتا ان کی چوکیداری کرتا تھا اور گدھے پر وہ اپنا پانی اور اپنے خیمے اٹھا کر ایک جگہ سے دوسری جگہ پر جاتا تھا۔ ایک لومڑ آیا تو وہ مرغا اٹھا کر لے گیا تو لوگ بڑے غمگین ہوئے وہ آدمی بڑا نیک تھا کہنے لگا ہوسکتا ہے کہ یہ ہمارے لئے بہتر ہو اس کے بعد پھر بھیڑیا آیا اور گدھے کا پیٹ پھاڑ کر اس کو مار ڈالا تو وہ آدمی کہنے لگا ہوسکتا کہ یہ ہمارے لئے بہتر ہو اس کے کتے کا یہی حشر ہوا تو وہ آدمی کہنے لگا ہوسکتا ہے کہ یہ بات ہمارے لئے بہتر ہو پھر ایک دن صبح ہوئی تو کیا دیکھا کہ اس کے آس پاس کے تمام لوگ قیدی بنا لئے گئے ہیں اور وہ سلامت بچ گئے ہیں۔ وہ لوگ اپنے کتوں گدھوں اور مرغوں کی آوازوں کی وجہ سے پکڑے گئے تھے۔ ان لوگوں کے پاس جو کچھ تھا اس کے ہلاک ہونے کی وجہ سے یہ ایک گھر والے محفوظ رہ گئے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہے جو جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی لطف وکرم کو پہچان لیا تو وہ اس کام پر راضی ہو جائے گا۔

ایک ولی کی کرامت: امام بیہقی نے دلائل النبوہ میں اپنی سند کے ساتھ ابو سبرہ نخعی سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی یمن سے آ رہا تھا ابھی وہ راستہ میں ہی تھا تو اس کا گدھا مر گیا اس نے کھڑے ہو کر وضو کیا اور دعا کی اے اللہ میں تیرے رستے میں مجاہد بن کر تیری رضا کی تلاش میں نکلا ہوں اور میں شہادت دیتا ہوں کہ تو مردوں کو زندہ کرتا ہے اور تو مردوں کو قبروں سے اٹھائے گا آج مجھ کو کسی کا احسان مند نہ بنا۔ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ میرا گدھا میرے لئے زندہ کر دے تو گدھا اپنے کان جھاڑتے ہوئے اٹھ بیٹا۔ بیہقی کہتے ہیں اس کی سند صحیح ہے۔ اس قسم کا واقعہ صاحب شریعت کا معجزہ ہوتا ہے کہ اس کی امت میں کوئی آدمی مردوں کو زندہ کرتا ہے۔ کما تقدم وسیاتی۔ مذکورہ آدمی کا نام نباتہ بن یزید النخعی تھا شعبی کہتے ہیں کہ میں نے اس گدھے کو بازار میں بکتا ہوا دیکھا۔ اس آدمی سے کہا گیا کیا تو اس گدھے کو بیچتا ہے جس کو اللہ نے تیرے لئے زندہ کیا ہے۔ تو اس نے کہا پھر میں کیا کروں۔ تو کسی آدمی نے اس کے قبیلے میں سے تین شعر بولے جن میں سے یہ ایک مجھے یاد ہے۔

ومنا الذی احیا الالہ حمارہ وقد مات منہ کل عضو مفصل

''ہم میں وہ شخص بھی تھا جس کے لئے خدا نے گدھا زندہ کیا جبکہ اس کا ہر جوڑ اور عضو مر چکا تھا۔''

ایک اور فائدہ: اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ﴿وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتٰى.﴾ یعنی اے رب مجھے دکھاؤ کہ تم مردوں کو کیسے زندہ کرتے ہو۔ حسن' قتادہ' عطاء' خراسانی' ضحاک اور ابن جریج نے کہا کہ ابراہیم کے سوال کا سبب یہ تھا کہ آپ ایک مردہ چوپائے کے پاس سے گزرے۔ ابن جریج کہتے ہیں کہ وہ مردار گدھا تھا جو ساحل سمندر پر تھا۔ عطاء کے بقول وہ بحیرہ طبریہ کے ساحل پر تھا۔ کہتے ہیں کہ انہوں نے اس کو اس وقت دیکھا تھا کہ اس کو سمندری اور خشکی کے جانوروں نے آپس میں بانٹ رکھا تھا سمندر چڑھتا تو سمندری جانور مچھلیاں آ کر اس سے کھا لیتیں۔ جو ان سے گر جاتا وہ سمندر میں چلا جاتا۔ جب سمندر ڈھل جاتا تو درندے آ کر کھانے لگتے۔ جو ان کے منہ سے گر جاتا مٹی میں مل جاتا۔ جب درندے چلے جاتے تو پرندے آ کر اس کو کھانے لگتے۔ ان کے منہ سے جو گرتا وہ فضا میں اس کو ہوائیں اڑا کر لے جاتیں۔ ابراہیمؑ نے جب یہ دیکھا تو متعجب

Marfat.com

ہوئے۔ تو کہنے لگے مجھے یہ علم ہے کہ تو اس کو درندوں کے پیٹوں اور پرندوں کی پوٹوں اور سمندری جانوروں کے پیٹوں سے نکال کر زندہ کرے گا۔ تو پھر مجھ کو بتاؤ کہ تم ان کو کیسے زندہ کرو گے تا کہ میں اپنی آنکھوں سے دیکھ کر یقین میں بڑھ جاؤں تو اللہ نے غصہ کرتے ہوئے پوچھا کیا تو ابھی تک مومن نہیں ہوا۔ تو انہوں نے کہا اے اللہ میں مومن بھی ہوں اور جانتا بھی ہوں۔ لیکن میں اطمینان قلب چاہتا ہوں۔ تا کہ معائنے اور مشاہدے سے دل کو سکون ملے۔ اور ابراہیمؑ یقیناً جانتے تھے کہ اللہ مردوں کو زندہ کر سکتا ہے لیکن وہ یہ چاہتے تھے کہ ان کا علم الیقین عین الیقین میں بدل جائے۔ کیونکہ آنکھوں سے دیکھنا خبر کے برابر نہیں ہو سکتا۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

لئن کلمت بالتفریق قلبی فانت بخاطری ابدا مقیم

''اگر میرے دل میں جدائی کا کوئی خیال بھی آئے تو آپ میرے دل میں پھر بھی مقیم رہتے ہیں۔''

ولکن للعیان لطیف معنی له سال المعاینة الکلیم

''لیکن آنکھوں سے دیکھنے کا ایک لطیف معنی ہے اسی لئے کلیم اللہؑ نے معائنے کا مطالبہ کیا تھا۔''

بعض علماء نے کہا ہے کہ ابراہیم کے اس سوال کا سبب یہ تھا کہ انہوں نے نمرود کو یہ دلیل دی تھی کہ میرا رب تو وہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے تو نمرود نے کہا کہ میں بھی زندہ کرتا ہوں اور مارتا ہوں اس لئے اس نے ایک آدمی کو مار ڈالا اور ایک کو زندہ چھوڑ دیا۔ تو قتل نہ کرنے کو اس نے زندہ کرنے کا نام دے دیا۔ تو ابراہیمؑ نے کہا کہ اللہ ایک مردہ جسم کا قصد کر کے اس میں روح پھونک دیتا ہے۔ تو نمرود نے کہا کیا تو نے اس کو دیکھا ہے تو ابراہیمؑ ''نَعَمْ'' نہ کہہ سکے۔ اس لئے وہ ایک دلیل سے دوسری دلیل کی طرف متوجہ ہوئے۔ اس کے بعد انہوں نے اپنے رب سے مردوں کو زندہ کر کے دکھانے کا سوال کیا۔ تو اللہ نے کہا کیا تو مومن نہیں ہے۔ تو انہوں نے کہا کیوں نہیں مگر تا کہ مضبوط دلیل سے میرا دل مضبوط ہو جائے اور جب مجھ سے پوچھا جائے کہ کیا تو نے اس کو دیکھا ہے تو میں کہہ سکوں کہ میں نے اس کو دیکھا ہے۔

سعید بن جبیر کہتے ہیں جب اللہ نے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا تو ملک الموت نے اللہ سے یہ سوال کیا کہ میں ابراہیم علیہ السلام کو اس کی خوشخبری سنا آؤں تو اللہ نے ان کو اجازت دے دی تو وہ ابراہیمؑ کے پاس آئے مگر وہ گھر میں موجود نہیں تھے۔ وہ ان کے گھر میں داخل ہو گئے۔ ابراہیمؑ بڑے غیرت والے آدمی تھے۔ جب باہر نکلتے تھے تو دروازہ بند کر کے نکلتے تھے۔ تو جب آ کر اپنے گھر میں کسی غیر آدمی کو دیکھا تو اس کو پکڑنے کے لئے حملہ کر دیا اور کہا کہ تو کون ہے اور میرے گھر میں میری اجازت کے بغیر کس نے تجھے داخل ہونے کی اجازت دی ہے۔ اس نے کہا۔ اس گھر کے رب نے۔ تو ابراہیمؑ نے کہا آپ سچے ہیں اور ان کو پتہ چل گیا کہ یہ فرشتہ ہے۔ پھر ان سے پوچھا کہ آپ کون ہیں تو انہوں نے کہا میں ملک الموت ہوں اور آپ کو یہ خوشخبری دینے آیا ہوں کہ اللہ نے آپ کو خلیل بنا لیا ہے۔ تو انہوں نے اللہ کی تعریف کی اور کہا کہ اس کی علامت کیا ہے۔ فرشتے نے کہا کہ اللہ تیری دعا قبول کرے گا اور تیری دعا سے مردوں کو زندہ کرے گا۔ اس وقت ابراہیمؑ نے کہا میرے رب مجھے دکھا کہ تو مردوں کو زندہ کیسے کرتا ہے؟ تو اللہ نے کہا کیا تجھ کو ابھی تک یقین نہیں آیا۔ انہوں نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ میرا دل مطمئن ہو جائے کہ تو نے مجھے خلیل بنا لیا ہے اور میری دعا کو سن لیا ہے۔

Marfat.com

بخاری نے ابو ہریرہؓ سے بیان کیا ہے کہ نبیؐ نے فرمایا کہ ہم ابراہیم علیہ السلام کی بہ نسبت شک کرنے کے زیادہ حقدار ہیں جب انہوں نے کہا تھا۔ "رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی قَالَ اَوَ لَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰی وَلٰکِنْ لِّیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ"
اور اللہ لوطؑ کو معاف کرے وہ مضبوط ستون کی طرف پناہ پکڑتے تھے۔ اگر یوسف علیہ السلام جتنا میں قید میں رہتا تو داعی کے بلاوے کو قبول کر لیتا۔ اس کو مسلم نے ابن وہب سے بھی روایت کیا ہے یہاں نَحْنُ اَحَقُّ بِالشَّكِّ مِنْ اِبْرَاهِیْمَ کے بارے میں مزنی کہتے ہیں کہ مردوں کے زندہ کرنے پر اللہ کے قادر ہونے میں نہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو شک تھا نہ ابراہیمؑ کو شک تھا۔ انہوں نے اس بات میں شک کیا تھا کہ اللہ ان کے سوال کو قبول فرماتا ہے یا نہیں؟
خطابی کہتے ہیں کہ نبیؐ کے اس فرمان میں کہ نَحْنُ اَحَقُّ بِالشَّكِّ شک کا اعتراف نہیں ہے بلکہ شک کی نفی ہے۔ یعنی جب میں مردوں کو زندہ کرنے کی قدرت الٰہی پر شک نہیں کرتا تو ابراہیم علیہ السلام شک نہ کرنے کے زیادہ حق دار ہیں۔ اور یہ بات انہوں نے تواضع اور کسر نفسی کے لئے کی ہے۔ اسی طرح آپؐ کے اس فرمان "اگر یوسفؑ جتنا میں جیل میں رہتا تو میں داعی کی بات مان لیتا۔" کا مطلب بھی کسر نفسی ہے۔
اس میں یہ بتانا مقصود ہے کہ سوال ابراہیم کی طرف سے بطور شک نہیں تھا بلکہ علم کی زیادتی بطور مشاہدہ مقصود تھی۔ کیونکہ مشاہدہ معرفت اور طمانیت کا فائدہ دیتا ہے۔ جو کہ استدلال سے نہیں ہو سکتا۔ بعض کے بقول جب یہ آیت نازل ہوئی تو کچھ لوگوں نے کہا کہ ابراہیم نے شک کیا اور ہمارے نبیؐ نے شک نہیں کیا تو تب نبیؐ نے بطور تواضع اور ابراہیمؑ کو مقدم کرنے کے انداز میں یہ بات کہی۔
پوری آیت پر گفتگو ان شاء اللہ باب الطاء المہملہ لفظ طیر کے ضمن میں آئے گی۔

بنی اسرائیل کی تباہی: ﴿اَوْ كَالَّذِیْ مَرَّ عَلٰی قَرْیَةٍ..........﴾ الخ یہ آیت پہلی آیت کے سیاق کے تحت ہے۔ اس کا معنی یوں ہوگا۔ کہ کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جس نے ابراہیم سے ان کے رب کے بارے میں جھگڑا کیا اور آپ نے اس شخص کو نہیں دیکھا جو ایک بستی پر سے گزرا جو اپنی چھتوں کے بل گری ہوئی تھی؟
بعض کہتے ہیں اس کا معنی یوں ہوگا۔ کیا آپ نے اس شخص جیسا کوئی آدمی دیکھا ہے جس نے ابراہیم سے ان کے رب کے بارے میں جھگڑا کیا اور کیا آپ نے اس شخص کی طرح کا کوئی آدمی دیکھا جو ایک بستی پر سے گزرا۔ یہ معنی بغوی نے کیا ہے۔
مفسرین اور اہل سیرت نے اس گزرنے والے شخص کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔ وہب بن منبہ کے بقول یہ ارمیاء بن حلقیاء تھے جو ہارون کی اولاد میں سے تھے اور یہی خضر علیہ السلام بھی ہیں۔
قتادہ اور عکرمہ اور ضحاک نے کہا کہ یہ عزیر بن شرخیا تھے اور یہی صحیح ہے۔ مجاہد کہتے ہیں یہ کافر تھا جس نے مر کر اٹھنے میں شک کیا تھا۔ اور مفسرین نے بستی کے متعلق بھی اختلاف کیا ہے۔ وہب عکرمہ اور قتادہ نے کہا کہ یہ بیت المقدس ہے ضحاک نے کہا کہ یہ ارض مقدسہ ہے۔ کلبی کہتے ہیں یہ سابر آباد کا گرجا ہے۔ سدی کہتے ہیں یہ سلما باد ہے۔ بعض کہتے ہیں یہ ہرقل کا گرجا تھا۔ بعض کہتے ہیں یہ وہ زمین ہے جہاں اللہ نے ان لوگوں کو ہلاک کیا تھا جو ہزاروں کی تعداد میں گھروں سے نکلے تھے بعض کہتے ہیں یہ عنب کی بستی ہے۔ اور یہ بیت المقدس سے دو فرسخ پر واقع ہے۔ خاویۃ کا معنی گری پڑی ہے۔ کہا جاتا ہے خوی البیت یخوی

Marfat.com

خوی یعنی گھر گر پڑا۔اور خوی البیت یخوی خواء جب وہ خالی ہو۔ علی عروشہا کا مطلب چھتوں پر ہے اس کا واحد عرش ہے اور ہر عمارت کو عرش کہتے ہیں۔

اس واقعہ کا سبب جو محمد بن اسحٰق صاحب سیرۃ نے بیان کیا ہے وہ یہ ہے کہ اللہ نے ارمیاءؑ کو ناسید بن انوص بنی اسرائیل کے بادشاہ کی طرف بھیجا تاکہ اس کو دین پر قائم کرے اور اللہ کی طرف سے اس کو اطلاع پہنچائے۔ بنی اسرائیل کا نظام حکومت اس طرح تھا کہ وہ بادشاہوں کے پاس اکٹھے ہوتے تھے اور بادشاہ نبیوں کی اطاعت کرتے تھے۔ بادشاہ لشکر لے کر چلتا تھا اور نبی اس کے معاملوں کو قائم رکھتا اور اس کی راہنمائی کرتا تھا۔ اور اللہ کی طرف سے اس کو خبریں دیتا تھا۔ تو بنی اسرائیل میں نئی نئی باتیں عظیم صورت اختیار کر گئیں۔ اور وہ نافرمانیوں میں شروع ہو گئے تو اللہ نے ارمیاءؑ کو وحی فرمائی کہ اپنی قوم کو میرے احسانات یاد دلاؤ اور ان کو ان کے واقعات معلوم کراؤ تو ارمیاءؑ ان میں کھڑے ہوئے مگر ان کو سمجھ نہ آئی کہ وہ کیا کہیں تو اللہ نے ان کو اسی وقت لمبا اور بلیغ خطبہ الہام فرمایا۔

جس میں ان کے لئے اطاعت کا ثواب اور نافرمانی کا عقاب بیان کیا اور آخر میں اللہ کی طرف سے یہ بات کہی کہ میں اپنی عزت کی قسم کھاتا ہوں کہ تم پر ایک ایسا فتنہ مسلط کر دوں گا جس میں حکیم دانا آدمی بھی حیران رہ جائے گا۔ اور تم پر ایسا سرکش اور سخت دل آدمی مسلط کر دوں گا جس کو میں ہیبت کا لباس پہناؤں گا اور اس کے دل سے رحم دلی نکال دوں گا۔ اس کی پیروی اندھیری رات کے اندھیرے جتنے لوگ کریں گے یعنی بے شمار۔ پھر اللہ نے ارمیاءؑ کی طرف وحی کی کہ میں بنی اسرائیل کو یافث کے ساتھ ہلاک کروں گا یافث اہل بابل کو کہتے ہیں۔ یہ یافث بن نوحؑ کی اولاد تھے جب انہوں نے یہ بات سنی تو چیخ کر رونے لگے اور اپنے کپڑے پھاڑ دیئے اور اپنے سر پر مٹی ڈالنے لگے۔ تو اللہ نے ان کی طرف وحی فرمائی کیا آپ پر میری وحی گراں گزری ہے انہوں نے کہا ہاں اے میرے رب تو مجھے اس سے پہلے ہی ہلاک کر دے کہ میں بنی اسرائیل میں وہ باتیں دیکھوں جو مجھ کو اچھی نہ لگیں۔ تو اللہ نے پھر وحی بھیجی اور کہا کہ مجھے اپنی عزت کی قسم میں بنی اسرائیل کو اس وقت تک ہلاک نہیں کروں گا جب تک تم خود دعا نہ کرو گے۔ تو وہ اس پر خوش ہو گئے اور کہنے لگے اس ذات کی قسم جس نے موسیٰؑ کو حق کے ساتھ بھیجا میں بنی اسرائیل کی ہلاکت پر کبھی راضی نہیں ہوں گا پھر وہ بادشاہ کے پاس آئے اور اس کو یہ بات بتائی۔ بادشاہ نیک آدمی تھا وہ خوش ہوا اور کہنے لگا۔ اگر ہم کو ہمارا رب عذاب کرے تو یہ بہت سے گناہوں کی وجہ سے ہو گا اور اگر وہ معاف کر دے تو یہ اس کی مہربانی ہو گی۔ اس وحی کے بعد تین سال گزر گئے مگر وہ گناہوں میں بڑھتے ہی گئے اور شرارت میں زیادہ ہوتے گئے اور یہ ان کی ہلاکت کے قرب کا وقت تھا وحی آنا کم ہو گئی۔

بادشاہ نے انہیں توبہ کی دعوت دی مگر انہوں نے ایسا نہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر بخت نصر کو مسلط کر دیا وہ بیت المقدس کا ارادہ کر کے چھ لاکھ جھنڈوں کی فوج لے کر نکلا جب اس نے چلنے کا ارادہ کیا تو اس بادشاہ کو خبر ملی تو اس نے نبی ارمیا علیہ السلام سے کہا کہ تیرا وہ دعویٰ کہاں گیا کہ اللہ تعالیٰ نے تیری طرف وحی کی ہے تو ارمیا علیہ السلام نے کہا اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے سے خلاف نہیں کرتا اور مجھے اس کا یقین ہے جب ان کی ہلاکت قریب آ گئی تو اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ کو بنی اسرائیل کے ایک آدمی کی صورت میں ارمیاء علیہ السلام کے پاس بھیجا تو اس سے ارمیا علیہ السلام نے کہا تو کون ہے تو اس نے کہا میں بنی اسرائیل کا ایک آدمی ہوں

Marfat.com

میں تجھ سے اپنے گھر والوں کے متعلق فتویٰ پوچھنا چاہتا ہوں میں ان سے صلہ رحمی کرتا ہوں اور اس سے نیکی ہی کا سلوک کرتا ہوں مگر میرے آرام واعزاز نے ان کو ناراضگی میں مزید بڑھا دیا ہے تو ان کے بارے میں مجھے بتائیں تو ارمیاء علیہ السلام نے فرمایا کہ تو اپنے ذمہ اللہ کی طرف سے عائد کردہ حقوق ادا کر اور ان سے صلہ رحمی کر اور اللہ کی طرف بھلائی کی خوشخبری حاصل کر تو فرشتہ چلا گیا کچھ دنوں کے بعد اسی آدمی کی صورت میں دوبارہ آیا اور ان کے سامنے بیٹھ گیا ارمیا علیہ السلام نے کہا تو کون ہے وہ کہنے لگا میں وہی جو آپ کے پاس اپنے گھر والوں میں اور رشتہ داروں کے متعلق مسئلہ پوچھنے آیا تھا تو ارمیا علیہ السلام نے اسے کہا کیا اس کے بعد تیرے لئے ان کے اخلاق اچھے نہیں ہوئے تو اس نے کہا اے اللہ کے نبی جو بھی حسن سلوک کوئی اپنے رشتہ داروں سے کر سکتا ہو میں نے کیا مگر ان کا رویہ نہیں بدلا ارمیا علیہ السلام نے کہا تو دوبارہ ان کی طرف واپس جا اور میں بھی اللہ سے ان کی اصلاح کے لئے دعا کرتا ہوں اور اللہ ہی بندوں کی اصلاح کرنے والا ہے۔

فرشتہ چلا گیا پھر کچھ دن نہ آیا اور بخت نصر کے لشکر نے بیت المقدس کے اردگرد آکر ڈیرے ڈال دیئے اور وہ بکھری ہوئی ٹڈیوں سے بھی زیادہ تعداد میں تھے تو بنی اسرائیل ان سے خوفزدہ ہو گئے۔ بادشاہ نے پیغمبر علیہ السلام سے کہا تیرے رب کا وعدہ کہاں گیا ارمیا نے کہا مجھے اپنے رب کے وعدے پر یقین ہے۔ فرشتہ پھر ارمیا علیہ السلام کے پاس آیا۔ جبکہ وہ بیت المقدس کی دیوار پر بیٹھے ہنس رہے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ کی مدد پر خوش ہو رہے تھے تو فرشتہ جا کر ان کے سامنے بیٹھ گیا تو ارمیا علیہ السلام نے پوچھا تو کون ہے تو وہ کہنے لگا میں وہی اسرائیلی ہو جو دو مرتبہ پہلے آپ کے پاس آیا ہوں اپنے گھر والوں اور رشتہ داروں کے متعلق فتویٰ پوچھنے آیا تھا تو ارمیا علیہ السلام نے اس سے کہا کیا ان کے لئے ابھی وقت نہیں کہ وہ اپنی سرکشیوں سے ہوش میں آئیں تو فرشتے نے کہا اے اللہ کے نبی آج سے پہلے وہ مجھ سے جو بھی سلوک کرتے رہے میں اس پر صبر کرتا رہا لیکن میں نے ان میں آج ایسا عمل دیکھا ہے جس پر اللہ تعالیٰ بھی راضی نہیں تو ارمیا علیہ السلام نے کہا تو نے کونسا عمل دیکھا تو اس نے کہا اللہ کے غصے کا بہت بڑا عمل میں نے دیکھا تو میں اللہ کے لئے غصے ہوا اور آپ کے پاس آ گیا۔ اب میں آپ سے اللہ کے نام پر سوال کرتا ہوں جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے کہ آپ ان کی بربادی کی دعا کریں تو ارمیا علیہ السلام نے کہا اے زمین و آسمان کے مالک اگر وہ لوگ حق اور درستی پر ہیں تو ان کو باقی رکھ اگر وہ ایسے کام کے مرتکب ہیں جن پر تو راضی نہیں تو ان کو ہلاک کر دے پھر جونہی یہ کلمہ ارمیا علیہ السلام کی زبان سے نکلا تو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے ایک بجلی بیت المقدس میں بھیج دی تو اس نے قریب کے مکانوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اور بیت المقدس کے سات دروازوں کو زمین دھنسا دیا جب ارمیا علیہ السلام نے یہ سب کچھ دیکھا تو چیخ پڑے اور اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور کہنے گئے اے زمین و آسمان کے مالک تیرا وہ وعدہ کہاں ہے جو تو نے مجھ سے کیا تھا تو ایک آواز سنائی دی کہ ان کو جو کچھ عذاب پہنچا ہے یہ تیرے فتویٰ اور دعا سے پہنچا ہے تو پیغمبر علیہ السلام کو معلوم ہو گیا کہ یہ ان کے فتوے سے ہی سب کچھ ہوا اور یہ سوال کرنے والا اللہ کی طرف سے تھا تو ارمیا علیہ السلام اڑ گئے یہاں تک کہ جنگلی جانوروں سے جا ملے۔

بخت نصر اور اس کا لشکر بیت المقدس میں داخل ہو گئے شام کو روند ڈالا اور بنی اسرائیل کو قتل کر کر کے فنا کر ڈالا اور بیت المقدس کو خراب کر ڈالا پھر اپنے لشکر کو حکم دیا کہ ان میں سے ہر آدمی اپنی ڈھال میں مٹی بھر کے بیت المقدس میں ڈالے تو سب نے اس طرح کر کے اس کو بھر دیا پھر بخت نصر نے حکم دیا کہ بیت المقدس کے شہروں میں جتنے لوگ ہیں سب کو جمع کیا جائے تو بنی اسرائیل

Marfat.com

کے چھوٹوں اور بڑوں کو اس کے پاس اکٹھا کیا گیا تو اس نے ان میں سے ستر ہزار بچے چن لئے تو ان کو ان بادشاہوں میں بانٹ دیا جو اس کے ساتھ آئے تھے۔ تو ان میں سے ہر ایک کو چار غلام ملے۔ انہیں غلاموں میں دانیال اور حنانیا بھی تھے۔ پھر اس نے باقی بنی اسرائیل کے تین حصے کر دیئے ایک تہائی کو قتل کرا دیا ایک تہائی کو قیدی بنا لیا اور ایک تہائی کو شام میں ہی ٹھہرا دیا یہ پہلا عذاب تھا جو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے اوپر ان کے ظلم کی وجہ سے نازل کیا جب بخت نصر بنی اسرائیل کے غلاموں کو لے کر یہاں بابل کی طرف واپس چلا گیا تو ارمیا علیہ السلام اپنے گدھے پر تشریف لائے ان کے ساتھ انگور کا شیرہ ایک برتن میں تھا اور ایک انجیروں کی ٹوکری تھی تو ارمیا علیہ السلام پھر جب بیت المقدس پہنچے تو وہاں کھڑے ہوئے اور ان کی تباہی دیکھی تو کہنے لگے اللہ تعالیٰ ان کو ان کی موت کے بعد کیسے زندہ کرے گا پھر انہوں نے اپنے گدھے کو ایک نئی رسی کے ساتھ باندھ دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر نیند طاری کر دی پھر جب وہ سو گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی روح کو سو سال تک قبض کر رکھا اور ان کے گدھے کو بھی مار دیا اور ان کا شیرہ اور انجیریں ان کے پاس تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا والوں کی آنکھوں کو ان سے اندھا کر دیا تو ان کو کسی نے بھی نہ دیکھا۔ اور یہ چاشت کا وقت تھا۔ اللہ نے درندوں اور پرندوں کو بھی ان کا گوشت کھانے سے منع کر دیا اور جب ستر سال گزر گئے تو اللہ تعالیٰ نے فارس کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ کو بیت المقدس کو آباد کرنے کے لئے بھیجا اس بادشاہ کو نوشک کہا جاتا تھا تو ایک ہزار منتظم لے کر حاضر ہو گیا اور ہر منتظم کے ماتحت تین لاکھ کام کرنے والے تھے وہ اس کو آباد کرنے لگے اور اللہ تعالیٰ نے بخت نصر کو ایک مکھی کے ذریعے ہلاک کر دیا جو اس کے دماغ میں داخل ہو گئی اور اللہ تعالیٰ نے باقی بنی اسرائیل کو نجات دے دی ان میں سے کوئی بھی بابل میں نہیں مرا تھا اللہ تعالیٰ نے ان کو بیت المقدس اور اس کے گرد و نواح میں واپس لوٹا دیا انہوں نے تیس سال تک اس کو آباد کیا اور کثرت میں ہو گئے یہاں تک جس حالت میں وہ پہلے تھے اس سے بھی بہتر ہو گئے۔ پھر جب سو سال گزر گئے تو اللہ تعالیٰ نے ارمیاء علیہ السلام کی آنکھوں اور آپ کے مردہ جسم کو زندہ کر دیا اور وہ دیکھنے لگے۔ پھر انہوں نے اپنے گدھے کی طرف نظر کی تو کیا دیکھتے ہیں کہ اس کی متفرق سفید ہڈیاں چمک رہی تھیں۔ تو اس نے آسمان سے یہ آواز سنی کہ اے بوسیدہ ہڈیو! اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ اکٹھی ہو جاؤ۔ تو وہ سب کی سب اکٹھی ہو گئیں پھر وہ ایک دوسرے سے مل گئیں۔ پھر آواز دی گئی اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتا ہے کہ تم گوشت اور چمڑا پہن لو تو اسی طرح ہو گیا پھر آواز دی گئی کہ اللہ تم کو زندہ ہونے کا حکم دیتا ہے تو وہ زندہ ہو گیا۔ اور گدھے نے آواز کی۔ اللہ نے ارمیاء علیہ السلام کو لمبی عمر دی اور جو جنگلوں بیابانوں میں دکھائی دیتے ہیں وہ یہی ہیں۔ اور یہی معنی اللہ کے اس فرمان کا ہے ﴿فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ﴾ اللہ کے اس فرمان یعنی لَمْ يَتَسَنَّهْ کا مطلب یہ ہے کہ وہ تبدیل نہیں ہوا۔ اور انجیر اس طرح تھی گویا کہ وہ اسی وقت درخت سے چنی گئی ہے۔ اور شیرا ایسے تھا گویا اس کو ابھی ابھی نچوڑا گیا ہے۔ اس بات کو وہب بن منبہ نے نقل کیا ہے اور عنقریب خضر پر کلام آئے گا۔ اور لفظ موت میں اس کے نام اور نبوت کے بارے میں علماء کے اختلاف کا ذکر بھی اسی باب میں آئے گا۔

قتادہ، عکرمہ اور ضحاک نے کہا ہے کہ بخت نصر نے جب بیت المقدس کو برباد کر دیا تھا اور بنی اسرائیل کے قیدیوں کو بابل لے گیا تھا تو ان میں عزیر اور دانیال بھی تھے اور داؤد کے اہل بیت سے دس ہزار لوگ تھے جب عزیرؑ نے بابل سے نجات پائی تو اپنے گدھے پر سوار ہو کر دجلہ کے کنارے ہرقل کے ایک گرجے میں اترے۔ تو اس بستی کا چکر لگایا۔ مگر کوئی نظر نہ آیا۔ اس کے عام

Marfat.com

درختوں پر پھل لگے ہوئے تھے۔ انہوں نے کچھ پھل کھائے اور انگور کے کچھ گچھے نچوڑ لئے اور اس سے پیا اور پھلوں کو ایک ٹوکری میں ڈال لیا اور جوس کو ایک مشکیزے میں ڈال لیا۔ جب غیر آباد بستی کو دیکھا تو کہنے لگے کہ اللہ اس بستی کو مرنے کے بعد کیسے زندہ کرے گا۔ یہ بات انہوں نے لوگوں کے زندہ ہونے کے بارے میں شک کرتے ہوئے نہیں کہی تھی بلکہ بطور تعجب کہی تھی۔

سدی کہتے ہیں اللہ نے عزیرؑ کو زندہ کیا پھر ان کو کہا کہ اپنے گدھے کی طرف دیکھیں۔ ہلاک ہو کر اس کی ہڈیاں بھی بوسیدہ ہو چکی ہیں۔ پھر اللہ نے ایک ہوا بھیجی۔ جو گدھی کی ہڈیاں ہر میدانی علاقے اور پہاڑ سے لے کر آ گئی کہ جن کو پرندے اور درندے اٹھا لے گئے تھے۔ وہ جمع ہو گئیں اور آپس میں جڑ گئیں۔ تو وہ گدھا بن گیا جس پر گوشت اور خون نہیں تھا پھر ان ہڈیوں پر گوشت اور خون چڑھایا گیا۔ پھر وہ گدھا تو بن گیا مگر اس میں روح نہیں تھی۔ پھر ایک فرشتہ آیا یہاں تک کہ اس نے گدھے کی ناک کے سوراخ کو پکڑ کر پھونکا تو گدھا اٹھ کھڑا ہوا اور آواز کرنے لگا۔

بعض لوگوں نے کہا ہے کہ یہاں ہڈیوں سے مراد گدھے کی ہڈیاں نہیں بلکہ اس شخص کی ہڈیاں ہیں۔ کیونکہ اللہ نے گدھے کو نہیں مارا تھا۔ بلکہ اس نے پہلے اس آدمی کی آنکھیں زندہ کیں جبکہ اس کا سارا جسم اور سر مردہ تھا۔ پھر اللہ نے اس سے کہا کہ اپنے گدھے کی طرف دیکھ تو دیکھا کہ اس کا گدھا اسی طرح زندہ کھڑا ہے جس طرح اس نے اس کو باندھا تھا۔ اور اس نے سو سال سے نہ کچھ کھایا تھا نہ پیا تھا اور آیت اصل میں یوں ہے کہ **وانظر الی حمارك وانظر الی عظامك كيف ننشزها** یہ قول قتادہ اور ضحاک وغیرہ کا ہے۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب اللہ نے عزیرؑ کو سو سال مارنے کے بعد دوبارہ زندہ کیا تو وہ اپنے گدھے پر سوار ہوئے اور بیت المقدس کا قصد کیا۔ یہاں تک کہ اپنے محلے میں آئے تو لوگوں نے ان کو اجنبی سمجھا اور ان کے مرتبہ کا انکار کر دیا۔ تو وہ اندازے سے چلنے لگے یہاں تک کہ اپنے گھر آ گئے۔ تو اچانک کیا دیکھتے ہیں کہ ایک اندھی اور اپاہج بڑھیا ہے۔ جس کی عمر ۱۲۰ سال ہو چکی تھی۔ یہ ان کی لونڈی تھی۔ عزیرؑ جب وہاں سے نکلے تھے تو اس لونڈی کی عمر ۲۰ سال تھی۔ اس عورت نے آپ کو پہچان لیا۔ تو عزیرؑ نے کہا میں عزیر ہوں۔ اس عورت نے کہا سبحان اللہ عزیر کو تو گم ہوئے سو سال گزر چکے ہیں۔ عزیر نے کہا مجھے اللہ نے سو سال تک مارے رکھا پھر زندہ کیا۔ اس نے کہا عزیر کی دعا قبول کی جاتی تھی۔ وہ بیمار کے لئے اور مصیبت زدہ کے لئے عافیت کی دعا کیا کرتا تھا۔ تم بھی اللہ سے دعا کرو کہ اللہ میری نظر کو واپس کر دے تا کہ میں تم کو دیکھ سکوں۔ اگر تو عزیر ہے تو میں تجھے پہچان لوں گی۔ انہوں نے اللہ سے دعا کی اور اس کی آنکھوں پر اپنے ہاتھ پھیرے تو وہ بینا ہو گئی۔ پھر اس کے ہاتھ کو پکڑا اور کہا قومی باذن اللہ یعنی اللہ کے حکم سے کھڑی ہو جا تو اللہ نے اس کی دونوں ٹانگیں درست کر دیں تو وہ صحیح ہو کر کھڑی ہو گئی۔ اور ان کی طرف دیکھ کر کہا۔ میں گواہی دیتی ہوں کہ تو عزیر ہی ہے۔ پھر وہ ان کو بنی اسرائیل کی محفلوں میں لے کر گئی ان میں عزیر کا ۱۱۸ سالہ بوڑھا بیٹا بھی تھا اور اس کے بوڑھے پوتے بھی تھے۔ اس نے ان کو بلایا اور کہا یہ عزیر ہے۔ اللہ ان کو تمہارے پاس لایا ہے۔

تو انہوں نے اس کو جھٹلا دیا تو اس نے کہا میں تمہاری فلاں لونڈی ہوں اس نے میرے لئے دعا کی تھی تو اللہ نے میری نظر واپس کر دی اور میری ٹانگیں کھول دیں۔ اور یہ کہتا ہے کہ اللہ نے اس کو سو سال تک مارے رکھا پھر زندہ کیا۔ پھر لوگ اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ تو اس کے بیٹے نے کہا کہ میرے باپ کے کندھوں کے درمیان چاند کی طرح ایک سیاہ تل تھا۔ تو اس نے ان کے

Marfat.com

کندھوں سے کپڑا ہٹایا تو وہ تل واقعی وہاں تھا۔

سدی نے اور کلبی نے کہا ہے کہ وہ جب اپنی بستی کی طرف واپس آئے اور بخت نصر نے تورات کو جلا دیا تھا۔ اور مخلوق میں سے کسی کے پاس بھی تورات نہیں تھی تو عزیرؑ رونے لگے۔ تو ایک فرشتہ اللہ کی طرف سے کچھ پانی لے آیا۔ تو انہوں نے وہ پیا تو تورات ان کے سینے میں ڈال دی گئی۔ وہ بنی اسرائیل کی طرف اس وقت آئے جب اللہ نے ان کو تورات سکھا دی اور ان کو نبی بنا دیا تو انہوں نے کہا میں عزیرؑ ہوں تو انہوں نے ان کی تصدیق نہ کی۔ انہوں نے کہا میں عزیر ہوں اور اللہ نے مجھے اس لئے بھیجا ہے تاکہ میں تمہارے لئے تمہاری تورات کی تجدید کروں۔ وہ کہنے لگے پھر ہم پر پڑھو۔ تو انہوں نے وہ زبانی پڑھی۔ تو وہ کہنے لگے اللہ تعالیٰ نے تورات کے اٹھ جانے کے بعد اس کو صرف اپنے بیٹے کے دل پر اتارا ہے۔ اس لئے وہ کہنے لگے کہ عزیرؑ اللہ کے بیٹے ہیں اللہ تعالیٰ نے عزیر علیہا لسلام کو چالیس سال کی عمر میں مار دیا پھر ان کو اس وقت اٹھایا جب وہ ۱۴۰ برس کے تھے۔ اور ان کی اولاد اور اولاد کی اولاد بھی بوڑھے اور بوڑھیاں بن چکی تھیں۔ اور جب کہ وہ سیاہ سر اور سیاہ داڑھی والے جوان تھے۔ **فسبحان من هو علی کل شئی قدیر۔**

روم کے بادشاہ کا خط: ابن خلکان وغیرہ مورخین نے بیان کیا ہے۔

کہ روم کے بادشاہ قیصر نے عمرؓ کو لکھا۔ کہ میرے ایلچی آپ کی طرف سے میرے پاس واپس آئے ہیں۔ اور انہوں نے کہا ہے کہ تمہارے پاس ایک درخت پیدا ہوتا ہے۔ جو گدھے کے کانوں کی طرح نکلتا ہے پھر وہ موتیوں کی مانند پھٹتا ہے۔ پھر زمرد اور زبرجد کی طرح سرسبز و شاداب ہو جاتا ہے۔ پھر وہ یاقوت احمر کی طرح سرخ ہو جاتا ہے۔ پھر وہ پک کر تیار ہو جاتا ہے۔ تو کھانے میں نہایت عمدہ فالودہ کی طرح ہو جاتا ہے پھر خشک ہو جائے تو مقیم کے لئے ذخیرہ بن جاتا ہے اور مسافر کے لئے زادراہ ہو جاتا ہے۔ اگر میرے ایلچیوں نے مجھے سچ بتایا ہے تو میرے خیال میں یہ صرف جنت ہی کا درخت ہو سکتا ہے۔ تو عمرؓ نے اس کی طرف لکھا۔ من عبداللہ عمر امیر المومنین الی قیصر ملک الروم تیرے ایلچیوں نے تجھے سچ بتایا ہے۔ یہ درخت ہمارے ہاں پایا جاتا ہے۔ اور یہ وہی درخت ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے مریمؑ کے لئے اس وقت اگایا تھا جب انہوں نے اپنے بیٹے عیسیٰ کو جنا تھا۔ تو اللہ سے ڈر جاؤ اور عیسیٰ کو اللہ کے سوا معبود نہ بناؤ۔ ﴿اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِيْنَ۔﴾

زمرد زاء کی معجمہ ہے اور زبرجد کی دال مہملہ ہے۔ اور قیصر ایک انگریزی لفظ ہے۔ اس کا معنی ہے ''اس سے پھٹ گیا'' اور اس کی وجہ تسمیہ مورخین کے کہنے کے مطابق یوں ہے کہ قیصر کی ماں دردزہ میں مرگئی تو اس کا پیٹ چاک کر کے اس کو نکالا گیا تو اس وقت اس کا نام قیصر پڑ گیا یہ تمام بادشاہوں پر اس بات کی وجہ سے فخر کرتا تھا۔ اور کہتا تھا میں رحم سے نہیں نکلا۔ اس کا نام اغسطس تھا۔ اس کی بادشاہی کے وقت عیسیٰ پیدا ہوئے تھے۔ پھر یہ لقب ہر روم کے بادشاہ کا ہو گیا۔ جس طرح ترک بادشاہ کا لقب خاقان مقرر ہے اور فارس کے بادشاہ کو کسریٰ کہتے ہیں اور شام کے بادشاہ کو ہرقل کہتے ہیں اور قبطیوں کا بادشاہ فرعون ہے اور یمن کے بادشاہ کو تبع کیا جاتا ہے اور حبشہ کے بادشاہ کو نجاشی کہتے ہیں۔ اور فرغانہ کے بادشاہ کو اخشید کہتے ہیں اور مصر کے بادشاہ کو دور اسلام میں سلطان کہا جاتا تھا۔

Marfat.com

ابن خلکان نے کہا کہ یہاں ایک نقطہ کی بات ہے جس کے متعلق پوچھا جاتا ہے کہ رومیوں کو بنوالاصفر کہتے ہیں۔ تو ان کے اس نام کا سبب کیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ روم کا بادشاہ پہلے زمانے میں جل گیا تھا اور اس سے ایک عورت بچی۔ تو لوگوں میں بادشاہ بننے میں شوق ورغبت پیدا ہوگئی تو ان میں اختلاف پڑ گیا۔ پھر انہوں نے اس بات پر اتفاق کرلیا کہ کہ سب سے پہلے جوان کی مجلس میں آئے اس کو بادشاہ بنالیں گے۔ تو یمن کا ایک آدمی آیا۔ اس کے ساتھ ایک حبشی غلام بھی تھا جو روم کا ارادہ رکھتا تھا۔ تو وہ غلام اس سے بھاگ کر یہاں آ گیا۔ تو یہ کہنے لگے کہ دیکھو تم کس آزمائش میں گر چکے ہو۔ پھر انہوں نے اس غلام کی شادی اس عورت سے کردی اور اس کو اپنا بادشاہ بنالیا اس کا ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام انہوں نے اصفر رکھا کیونکہ اس کا رنگ پیلا تھا۔ اس لئے کہ وہ سفید عورت اور سیاہ مرد سے پیدا ہوا تھا۔ پھر رومی اس کی طرف منسوب ہو گئے۔ اس کے بعد اس غلام کا آقا ان سے جھگڑنے لگا تو اس غلام نے کہا کہ یہ ٹھیک کہہ رہا ہے میں اس کا واقعی غلام تھا لہٰذا اس کو کچھ دے کر راضی کرو پھر انہوں نے اس کو راضی کردیا اور یوں یہ سلسلہ نسب رومیوں کا باقی رہا۔

ابن ظفر کی کتاب النصائح میں ہے کہ جب طوس میں رشید سخت بیمار ہوگیا۔ تو اس نے ایک طوسی فارسی طبیب کو بلایا جس نے حکم دیا کہ رشید کا اور دوسرے کئی صحیح اور بیمار لوگوں کا قارورہ اس کے سامنے پیش کیا جائے تو اسی نے جب رشید کا قارورہ دیکھا تو کہنے لگا۔ اس قارورہ والے کو کہو کہ وہ وصیت کرے کیونکہ اس کے اعضاء جواب دے چکے ہیں۔ اور اس کی بنیادیں ہل چکی ہیں۔ پھر انہوں نے اس حکیم کو واپس جانے کا حکم دے دیا اور رشید اپنی جان سے مایوس ہوگیا۔ اور یہ کہتے ہوئے یہ مثال بیان کی۔

ان الطبیب بطبه ودوائه لا یستطیع دفاع نحب قد اتی

''ڈاکٹر اپنی طب اور دوا کے ذریعے مرنے والے کو روک نہیں سکتا۔''

ما للطبیب یموت بالداء الذی قد کان یبرئ مثله فیما مضی

''طبیب کا تو یہ حال ہے کہ وہ اس بیماری سے مرجاتا ہے جس بیماری سے کسی زمانے میں اپنے جیسے آدمی کو وہ شفایاب کردیتا تھا۔''

ہارون کو پتہ چلا کہ لوگوں نے اس کے مرنے کی افواہ اڑادی ہے تو اس نے ایک گدھا منگوایا اور اس پر اپنے آپ کو سوار کرانے کا حکم دیا تو اس کو سوار کرادیا گیا۔ پھر اس کے ران ڈھیلے پڑ گئے تو کہنے لگا مجھے اتاردو۔ افواہوں والوں نے سچ کہا ہے۔ پھر اس نے اپنے لئے کفن منگوائے۔ پھر ان میں سے جو اچھے لگے پسند کرلیے۔ پھر اس نے حکم دیا کہ اس کے بچھونے کے سامنے قبر کھودی جائے۔ وہ کھودی گئی۔ پھر اس نے قبر میں جھانک کر یوں کہا **ما اغنی عنی مالیه هلك عنی سلطانیه** پھر وہ اسی دن فوت ہوگیا رحمہ اللہ۔

حلاج کے قتل کا واقعہ: ابن خلکان میں ہے کہ حلاج کے بعض ساتھیوں نے یہ دعویٰ کیا کہ اس نے حلاج قتل والے دن نہروان کے راستے میں ایک گدھے پر سوار دیکھا تھا۔ اس نے ان کو کہا شائد کے تم کہتے رہو گے کہ میں ہی مضروب اور مقتول ہوں۔ اس کے قتل کا سبب یہ تھا کہ حامد بن عباس جو مقتدر باللہ کا وزیر تھا کی مجلس میں اس سے کوئی بات چل نکلی تو قاضی القضاۃ اور علماء نے اس کے خون کے مباح ہونے کا فتویٰ دے دیا۔ تو مقتدر نے اس کو محمد بن عبدالصمد صاحب الشرطہ کے حوالے کرنے کا حکم نامہ

Marfat.com

جاری کردیا۔ عام لوگوں سے ڈرتے ہوئے کہ کہیں وہ اس کو اس کے ہاتھ سے چھین نہ لیں اسے عشاء کے بعد اس کے حوالے کیا۔ پھر منگل کے دن ۳۹۰ھ ۲۴ ذی القعدہ کو باب الطاق کے پاس نکالا وہاں بڑی مخلوق اکٹھی ہوگئی تھی۔ جلاد نے اس کو ۱۰۰ کوڑے مارے نہ اس نے معافی مانگی نہ آہ کی اس کے چاروں شانے کٹ گئے مگر وہ پرسکون کھڑا تھا۔ پھر اس کا سر کاٹا گیا پھر اس کا جسم جلایا گیا پھر اس کی راکھ دجلہ میں ڈالی گئی اور سر بغداد میں نصب کر دیا گیا۔ پھر اس کو لاد کر اطراف واکناف میں گھمایا گیا۔ لیکن اس کے ساتھی اس کے چالیس دن بعد واپس آنے کی تیاری کر رہے تھے۔ اتفاق یہ ہوا کہ اس سال دجلہ کا پانی بہت زیادہ ہوگیا تو اس کے ساتھیوں نے یہ دعویٰ کیا کہ یہ اس وجہ سے ہوا ہے کہ اس میں حلاج کی راکھ ڈالی گئی ہے اس کے بعض ساتھیوں نے یہ دعویٰ کیا کہ اس کو قتل نہیں کیا گیا بلکہ اس کی مشابہت اس کے کسی دشمن پر ڈالی گئی ہے۔

جب حلاج کو قتل کے لئے باہر نکالا گیا تو اس نے یہ شعر پڑھے تھے۔

طلبت المستقر بکل ارض فلم ارلی بارض مستقرا

''میں نے اپنا ٹھکانہ ہر زمین میں تلاش کیا۔ لیکن کسی زمین میں بھی اپنا ٹھکانہ مجھے نظر نہ آیا۔''

اطعت مطامعی فاستعبدتنی ولو انی قنعت لکنت حرا

''میں نے اپنی طمع اور لالچ کی اطاعت کی تو انہوں نے مجھے غلام بنالیا اگر میں تھوڑے پر صبر کرتا تو آزاد ہوتا۔''

منقول ہے کہ حلاج نے قتل کے وقت یہ شعر پڑھے تھے۔

لم اسلم النفس للاسقام تتلفھا الا لعلمی بان الموت یشفیھا

''میں نے اپنے نفس کو ان بیماریوں کے حوالے اس لئے نہیں کیا جو اس کو گھیرے ہوئے تھیں کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ موت ہی اس کا علاج کرے گی۔''

ونظرة منك یا سولی و یا املی اشھی الی من الدنیا وما فیھا

''اے میرے سوال اور میری امید و! تم کو دیکھنا مجھے دنیا و مافیہا کو دیکھنے سے زیادہ پسند ہے۔''

نفس المحب علی الآلام صابرة لعل متلفھا یوما یداویھا

''عاشق کا نفس تکلیفوں پر صبر کرنے والا ہے شاید کہ اس کو ہلاک کرنے والا کسی دن اس کا علاج کرے گا۔''

اور حلاج نے جنید کی صحبت اختیار کی۔ اس کے اور شبلی وغیرہ مشائخ صوفیہ کے درمیان اختلاف پیدا ہوگیا تھا اللہ ان سب پر رحم کرے۔

امام عزالدین بن عبدالسلام مقدسی مفاتیح الکنوز میں ذکر کیا ہے کہ جب حلاج کو سولی دینے کے لئے لایا گیا انہوں نے لکڑی اور کیلوں کو دیکھا تو بہت ہنسنے لگا پھر مجمع کی طرف دیکھا تو شبلی نظر آئے تو اس نے کہا اے ابوبکر کیا آپ کے پاس جائے نماز ہے تو اس نے کہا ہاں تو حلاج نے کہا وہ میرے لئے بچھا دو تو اس نے بچھا دیا تو وہ آگے بڑھا اور دو رکعت نماز پڑھی پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد یہ آیت پڑھی ﴿ولنبلونکم بشئی من الخوف الجوع.﴾ الایۃ پھر دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد یہ آیت پڑھی ﴿کل نفس ذائقة الموت﴾ پھر اس نے لمبا کلام ذکر کیا۔ پھر ابوالحرث سیاف آگے بڑھا اور اس کو ایسا تھپڑ مارا کہ اس کا

Marfat.com

منہ اور ناک زخمی کر دیا تو شبلی چیخ پڑے اور کپڑے پھاڑ ڈالے اور ابوالحسن واسطی اور مشائخ صوفیہ کی ایک جماعت پر غشی طاری ہوگئی۔

حلاج کہا کرتا تھا کہ جان لو اللہ تعالیٰ نے میرا خوان تمہارے لئے حلال کر دیا ہے اس لئے تم مجھے قتل کر ڈالو آج کے دن میرے قتل سے زیادہ اہم کام مسلمانوں کا اور کوئی بھی نہیں۔ نیز اس نے کہا کہ مجھے قتل کرنا حدوں کو قائم کرنا ہے اور شریعت کو قائم کرنا ہے اور جو شخص حدود سے تجاوز کر لے اس پر حدود قائم کی جاتی ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ حلاج کے متعلق لوگوں نے بہت بڑا شک واضطراب اور متضاد و متباین خیالات کا اظہار کیا ہے کچھ لوگ تو اس کی تعظیم کرتے ہیں اور کچھ لوگ اس کو کافر کہتے ہیں۔ امام قطب الوجود حجۃ الاسلام نے اپنی کتاب مشکاۃ الانوار و مصفاۃ الاسرار میں اس کے بارے میں ایک لمبی فصل بیان کی اور اس کے اطلاقات و کلمات مثلاً انا الحق اور ما فی الجبة الا اللہ کے متعلق معذرت پیش کی اور ایسے تمام کلاموں کو بہترین محامل پر محمول کیا اور کہا کہ یہ سب شدید محبت اور انتہائی وجد کی وجہ سے تھا اسی معنی میں کسی کہنے والے والے یہ شعر کہا۔

انا من اھوی ومن اھوی انا فاذا ابصرته ابصرتنا

''میں ہی وہ ہوں جس کو چاہتا ہوں اور جس کو میں چاہتا ہوں وہ میں ہی ہوں۔ جب اس کو دیکھتا ہوں تو اپنے آپ کو دیکھتا ہوں۔''

آپ کے لئے ان کی اتنی تعریف وتزکیہ ہی کافی ہے۔

ابن شریح سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو وہ کہنے لگا یہ ایسا آدمی ہے کہ اس کا حال مجھ پر پوشیدہ ہے اور میں اس کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ یہ کلام حضرت عمر بن عبدالعزیز کے اس کلام کے زیادہ مشابہہ ہے جو انہوں نے اس وقت کہا تھا جب آپ سے حضرت علی اور معاویہ رضی اللہ عنہما کے بارے میں پوچھا گیا۔ تو انہوں نے کہا کہ یہ ایسے خون ہیں ہماری تلواروں کو اللہ نے ان سے محفوظ رکھا ہے تو ہم اپنی زبانوں کو کیوں ان میں بحث مباحثہ کرنے سے نہ بچائیں اسی طرح اس شخص کو کرنا چاہیے جو اللہ سے ڈرتا ہو کہ وہ اہل قبلہ میں سے کسی کو کسی ایسے کلام کی وجہ سے کافر نہ کہے جو اس سے صادر ہوئی ہو اور اس کی حق و باطل پر تاویل بھی ہوسکتی ہے کیونکہ اسلام سے کسی کو نکالنا بہت بڑی بات ہے ہے اس کی طرف جلدی سے صرف جاہل آدمی ہی آگے بڑھ سکتا ہے۔

شیخ العارفین قطب زمان شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ سے ایک حکایت بیان کی جاتی ہے کہ انہوں نے فرمایا حلاج ڈگمگا گیا اور اس کا کوئی ہاتھ پکڑنے والا نہیں تھا اگر میں اس کے وقت میں موجود ہوتا تو میں اس کا ہاتھ پکڑ لیتا۔ یہ بات اور وہ بات جو گزر چکی اس معاملہ میں ادنیٰ فہم اور بصیرت رکھنے والے کے لئے کافی ہے۔ منصور کو حلاج اس لئے کہتے ہیں کہ ایک دن وہ روئی دھننے والے کی دکان پر بیٹھا تھا کہ اس کو کوئی کام پیش آ گیا تو دوکاندار نے کہا کہ میں روئی دھننے میں مشغول ہوں تو منصور نے دوکاندار سے کہا تم میرا کام کرو میں تمہاری طرف سے روئی دھنتا ہوں دکاندار اس کا کام کرنے چلا گیا جب واپس آیا تو دیکھا کہ ساری روئی دھنی جا چکی تھی حالانکہ وہ روئی اتنی تھی کہ دس آدمی بھی اس کو کئی دنوں میں دھن نہیں سکتے تھے تو اس وقت سے اس کا نام

Marfat.com

حلاج پڑ گیا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ پوشیدہ اور اسرار و رموز والا کلام کیا کرتا اور ان کے متعلق خبریں دیتا تھا اس لئے اس کا نام حلاج الاسرار یعنی بھیدوں کو دھننے والا پڑ گیا اور یہ بیضاء کا رہنے والا تھا جو فارس کا چھوٹا سا شہر تھا اس کا نام حسین بن منصور تھا۔

محمد بن ابی بکر کے حالات: ابن خلکان وغیرہ سے ذکر کیا گیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے محمد بن ابی بکر کو مصر کا حاکم بنا دیا تو وہ ۳۷ھ میں وہاں گئے اور اس وقت تک وہاں مقیم رہے یہاں تک معاویہ بن ابی سفیان نے اہل شام کے لشکروں میں عمرو بن العاص کو بھیجا اور ان کے ساتھ معاویہ بن حدیج (لفظ حدیج حاء مہملہ مضمومہ دال مہملہ مفتوحہ اور آخر میں جیم کے ساتھ ہے ابن السمعانی نے اس کو انساب میں اسی طرح ضبط کیا ہے اسی طرح بن عبدالبر اداور ابن قتیبہ نے بھی ذکر کیا ہے اور تاریخ ابن خلکان کے بہت سے نسخوں میں حدیج کا لفظ خاء معجمہ دال مکسورہ اور آخر میں جیم کے ساتھ ہے حالانکہ یہ غلط ہے اور صحیح وہی ہے جو پہلے گزر چکا)۔ اور ان کے ساتھی بھی تھے۔ تو وہ دونوں گروہ لڑائی کرنے لگے آخر محمد بن ابی بکر کو شکست ہوگئی اور وہ بھاگ کر ایک دیوانی عورت کے گھر میں چھپ گئے تو معاویہ بن حدیج کے ساتھی اس دیوانی عورت کے پاس سے گزرے جبکہ وہ راستے میں بیٹھے ہوئی تھی اور اس کا بھائی قید میں تھا تو وہ کہنے لگی کیا تم میرے بھائی کو قتل کرنا چاہتے ہو تو اس نے کہا میں اس کو قتل نہیں کروں گا تو وہ کہنے لگی کہ محمد بن ابی بکر میرے گھر میں گھسے بیٹھے ہیں تو معاویہ نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا تو وہ اس عورت کے گھر داخل ہو گئے اور محمد بن ابی بکر کو رسیوں کے ساتھ باندھا اور کھینچتے ہوئے معاویہ کے پاس لے آئے تو محمد نے ان سے کہا کہ ابوبکر کے واسطے مجھے بچالو تو اس نے کہا کہ تو نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے معاملے میں میری قوم کے اسی آدمی مارے تھے اور میں تجھے چھوڑ دوں جبکہ تو اس کا ذمہ دار ہے اللہ کی قسم ایسے کبھی نہیں ہوگا پھر اس کو صفر ۳۸ھ میں قتل کر دیا اور معاویہ نے حکم دیا کہ اس کو راستے میں گھسیٹا جائے اور عمرو بن عاص کے گھر کے سامنے سے گزارا جائے کیونکہ وہ اس کے قتل کو ناپسند سمجھتے تھے اور اس نے یہ بھی حکم دیا کہ اس کو مردار گدھے کے ساتھ آگ میں جلا دیا جائے اس کے علاوہ دوسروں نے کہا کہ ان کو مردار گدھے کے اندر زندہ حالت میں رکھا اور پھر ان کو جلا دیا۔ اور اس کا سبب ان کی بہن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی وہ بددعا تھی جو انہوں نے بلوی جمل کے موقعہ پر اس وقت دی جب انہوں نے اپنا ہاتھ ان کے ہودج میں داخل کیا۔ حضرت عائشہ نے وہ ہاتھ نہ پہچانا اور اس کو اجنبی سمجھتے ہوئے کہا کہ یہ کون ہے جو رسول اللہ کے حرم سے تعرض کرتا ہے اللہ اس کو آگ میں جلائے تو وہ کہنے لگے اے بہن یہ کہو کہ دنیا کی آگ کے ساتھ تو انہوں نے کہا ٹھیک ہے دنیا کی آگ میں۔ اور یہ بات باب الجیم میں لفظ جمل کے ضمن میں گزر چکی ہے اور ان کو اسی جگہ دفن کیا گیا جہاں انہیں قتل کیا گیا۔ ان کے دفن کے ایک سال بعد ان کا غلام آیا اور ان کی قبر کھودی لیکن وہاں سوائے سر کے کچھ نہیں تھا تو اس نے اس کو نکال کر مسجد میں مینارے کے نیچے دفن کر دیا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ان کا سر قبلہ کی جانب دفن ہے۔ راوی نے کہا کہ حضرت عائشہؓ نے اپنے بھائی عبدالرحمٰن کو عمرو بن العاص کی طرف محمد بن ابی بکر کے معاملے میں سفارش کرتے ہوئے بھیجا تو انہوں نے یہ معذرت کی کہ اختیار سارا معاویہ بن حدیج کے ہاتھ میں ہے اور جب ان کو قتل کر دیا گیا اور ان کے قتل کی خبر ان کے غلام سالم لے کر مدینے پہنچے اور اس کے پاس ان کی قمیص بھی تھی وہ اس کو لے کر اپنے گھر میں گیا وہاں پر عورتوں اور مردوں کا مجمع تھا تو ام حبیبہ بنت ابی سفیان جو نبی ﷺ کی بیوی ہیں نے ایک مینڈھے کو بھوننے کا حکم دیا اور یہ مینڈھا حضرت عائشہؓ کی طرف بھیجا اور کہا کہ اسی طرح تیرے بھائی کو بھونا گیا ہے اس کے بعد عائشہ نے کبھی بھی بھونی ہوئی چیز نہیں کھائی یہاں تک کہ وہ فوت ہو گئیں۔

Marfat.com

ہند بنت شمر حضرمیہ کہتی ہیں کہ میں نے حضرت عثمان کی بیوی نائلہ کو دیکھا کہ وہ معاویہ بن حدیج کے پاؤں چوم رہی تھی اور کہہ رہی تھی تیرے ذریعے میں نے اپنا قصاص لے لیا۔ اور جب اسماء بنت عمیس نے ان کے قتل کی خبر سنی تو وہ غصے کو پی گئیں یہاں تک کہ ان کے پستانوں سے خون جاری ہو گیا حضرت علی کو ان کی وفات کا بڑا دکھ ہوا اور کہا وہ میرا ربیب تھا میں اس کو اپنا بیٹا سمجھتا تھا اور میرے بیٹوں کا وہ بھائی تھا۔ اصل یہ ہے کہ حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد محمد بن ابی بکر کی ماں اسماء بنت عمیس سے شادی کر لی تھی اور انہوں نے ہی محمد کی تربیت کی تھی۔ کما تقدم۔

سفیان کے عجیب واقعے: امام ماوردی وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ سفیان بن سعید الثوری ایک رات اپنے معمول سے زیادہ کھا گئے تو کہا کہ بے شک جب گدھے کا چارہ بڑھا دیا جائے تو وہ کام بھی زیادہ کرتا ہے پھر صبح تک قیام کیا۔ اور آپ کی مجلس میں ایک نوجوان شریک ہوا کرتا ہے لیکن بات نہیں کرتا تھا تو انہوں نے اس کے کلام کو جاننا چاہا تو کہا۔ اے لڑکے جو لوگ ہم سے پہلے تھے وہ تیز رو گھوڑوں پر گزر گئے اور ہم ان کے بعد سست رو گدھوں پر سوار باقی رہ گئے تو نوجوان نے کہا اے ابوعبداللہ اگر ہم راستے پر ہوں تو بہت جلد ان میں جا ملیں گے۔

سفیان بن عیینہ کہتے ہیں کہ ہمیں ایک رات سفیان ثوری نے دعوت پر بلایا تو ہمارے سامنے کھجوریں اور گرم دودھ پیش کیا جب ہم آدھا کھانا کھا چکے تو انہوں نے کہا اٹھو ہم دو رکعت اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے پڑھیں۔

ابن وکیع کہتے ہیں وہ جو وہاں موجود تھے اور کہنے لگے اگر یہ ہم کو باداموں کا حلوی پیش کرتا تب یہ کہتا کہ اٹھو تراویح ادا کریں تو سفیان ہنس پڑے۔

سفیان ثوری کہتے ہیں میں نے اپنے دل کو جس بات کا بھی امین بنایا اس نے میری خیانت نہیں کی ایک آدمی نے ان سے کہا مجھے وصیت کیجئے تو انہوں نے فرمایا کہ دنیا کے لئے اتنا عمل کر جتنا تو نے یہاں ٹھہرنا ہے اور آخرت کے لئے اتنا عمل کر جتنا تو نے وہاں قیام کرنا ہے۔ والسلام

ایک آدمی نے سفیان ثوری سے کہا کہ میں حج کرنا چاہتا ہوں تو انہوں نے کہا کہ تو اس شخص کے ساتھ مت جانا جو تیرے ساتھ بتکلف کرم کرتا ہو۔ کیونکہ اگر تو خرچہ میں اس کی برابری کرے گا تو یہ تیرے لئے نقصان دہ ہوگا اور اگر وہ تجھ پر خرچ کرنے میں بڑھ جائے گا تو تجھے ذلیل کر دے گا۔

امام ثوری ایک دن خلیفہ کے پاس گئے تو اس کو عوام کا سلام کیا۔ اور خلافت کا سلام نہ کیا تو مہدی نے ان کی طرف خوشگوار چہرے کے ساتھ توجہ کی اور کہا اے سفیان تو فلاں فلاں جگہ پر ہم سے بھاگ گیا تھا اور تو سمجھتا ہے کہ اگر تیرے ساتھ برا سلوک کرنا چاہیں تو ہم کر نہیں سکتے اور اس وقت ہم تجھ پر قادر ہیں۔ کیا تو نہیں ڈرتا کہ ہم تیرے بارے میں ابھی ذلت کا حکم دے دیں تو سفیان نے کہا تو میرے بارے میں ابھی حکم دے گا تو ملک عادل جو قادر ہے وہ حق و باطل کے درمیان فرق کر دے گا تو ربیع نے کہا اے امیر المومنین اس جاہل کی یہ جرأت کہ آپ کے ساتھ اس طرح پیش آئے مجھے اجازت دیں کہ میں اس کی گردن اتار دوں تو مہدی نے اس سے کہا خاموش رہ تیری بربادی ہو۔ یہ اور اس جیسے دوسرے لوگ تو یہی چاہتے ہیں کہ ہم ان کو قتل کر کے بدبخت بن جائیں اور یہ ہماری وجہ سے نیک بخت بن جائیں اس لئے تم ایسا کرو کہ اس کے لئے کوفہ میں قضا کا عہدہ مقرر کر دو اور اس کے

Marfat.com

فیصلوں میں تعرض نہ کیا جائے اس نے اس کے عہدے کی تحریر لکھ کر اس کو دے دی۔ سفیان نے اسے لیا اور لے جا کر اس کو دجلہ میں پھینک دیا اور بھاگ گیا۔ پھر ان کو تمام شہروں میں تلاش کیا گیا مگر ان کا پتہ نہ چل سکا اور یہ بصرہ میں پوشیدگی کی حالت میں ہی ۱۶۱ھ میں فوت ہو گئے۔

یہ مجتہد ائمہ میں سے ایک ہیں ان کے دین ورع اور ثقاہت پر تمام لوگوں نے اجماع کیا ہے بیان کیا جاتا ہے کہ ابوالقاسم جنید ان کے مذہب کے مطابق فتویٰ دیا کرتے تھے حالانکہ غلط ہے کیونکہ وہ شافعی تھے۔ شیخ الاسلام تقی الدین سبکی نے ان کو اصحاب شافعیہ میں شمار کیا ہے اسی طرح دیگر ائمہ نے بھی ان کو شوافع میں شمار کیا ہے۔ سفیان ثوری کوفی تھے۔ ان سے عثمان اور علی کے بارے میں پوچھا گیا کہ ان میں سے افضل کون ہے تو انہوں نے کہا اہل بصرہ عثمان کو افضل سمجھتے ہیں اور اہل کوفہ علی کو تو کہا گیا کہ آپ کیا کہتے ہیں تو وہ کہنے لگے میں تو کوفی آدمی ہوں یعنی تفضیل علی کے قائل تھے۔

کتاب ابتلاء الاخیار میں لکھا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام ابلیس کو ملے جب وہ پانچ گدھوں کو ہانکے لئے جا رہا تھا جن پر بوجھ تھا تو عیسیٰ علیہ السلام نے اس سے بوجھوں کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا یہ سامان تجارت ہے میں اس کے خریداروں کی تلاش میں ہوں انہوں نے کہا کہ سامان تجارت کیا ہے اس نے کہا ان میں ایک ظلم ہے انہوں نے کہا اس کو کون خریدے گا اس نے کہا بادشاہ خریدیں گے اور دوسری چیز تکبر ہے تو انہوں نے پوچھا اس کو کون خریدے گا تو اس نے جواب دیا کہ دھقان خریدیں گے اور تیسری چیز حسد ہے انہوں نے کہا اس کو کون خریدے گا تو اس نے کہا علما۔ چوتھی چیز خیانت ہے انہوں نے کہا اس کو کون خریدے گا تو شیطان نے کہا تاجروں کے مزدور۔ پانچویں چیز مکر ہے انہوں نے کہا اسے کون خریدے گا تو اس نے کہا عورتیں۔

عورتوں کے فریب کا عجیب واقعہ: عورتوں کے مکر وفریب حکایتوں میں سے ایک وہ بھی ہے کہ جس کو بعض تفاسیر میں امام جعفر صادق سے روایت کیا گیا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک آدمی تھا اس کا معاملہ اللہ کے ساتھ بہت اچھا تھا اور اس کی ایک بیوی تھی وہ اس کے بارے میں پردے کا بہت پابند تھا۔ اور اس کی بیوی اپنے زمانے کی خوبصورت ترین عورت تھی جو حسن و جمال میں حد سے بڑھی ہوئی تھی وہ ہمیشہ اس پر دروازہ بند رکھتا تھا۔ ایک دن اس عورت نے ایک نوجوان کو دیکھا تو وہ دونوں ایک دوسرے پر فریفتہ ہو گئے تو اس نے اپنے لئے اس عورت کے دروازے کی ایک چابی بنوالی اور دن رات میں جب چاہتا آتا اور جاتا اور اس کے خاوند کو اس کا علم نہیں تھا۔

ایک لمبے عرصے تک وہ دونوں اسی طرح کرتے رہے ایک دن اس عورت سے اس کے خاوند نے کہا جو کہ بنی اسرائیل کا بڑا عابد اور زاہد تھا بے شک تو میرے لئے تبدیل ہو گئی ہے مگر میں اس کا سبب نہیں جانتا اور میرے دل میں وسوسے بھی ہیں۔ اس شخص نے اس کو کنواری بیاہا تھا۔ پھر اس عورت سے کہا میں چاہتا ہوں کہ تو میرے لئے یہ قسم کھائے کہ تو میرے علاوہ کسی آدمی کو نہیں جانتی۔ بنی اسرائیل کا ایک پہاڑ تھا جہاں وہ قسمیں کھاتے تھے۔ اور اس کے پاس فیصلہ لے کر جاتے تھے۔ وہ پہاڑ شہر سے باہر تھا اس کے پاس ایک نہر جاری تھی جو آدمی بھی اس کے پاس جھوٹی قسم کھاتا وہ ہلاک ہو جاتا۔ اس عورت نے کہا اگر میں اس پہاڑ کے پاس تیرے لئے قسم کھالوں تو کیا تو مطمئن ہو جائے گا تو اس نے کہا ہاں تو عورت کہنے لگی جب تو چاہے گا میں ایسا کر دوں گی۔ پھر جب وہ عابد اپنے کسی کام کے لئے باہر گیا تو وہ نوجوان اس کے پاس آیا تو اس عورت نے وہ سارا معاملہ اس کو بتایا جو اس کے

Marfat.com

اوراس کے خاوند کے درمیان پیش آیا اور یہ کہ وہ چاہتی ہے کہ اپنے خاوند کے لئے اس پہاڑ کے پاس قسم کھائے پھر اس عورت نے کہا میرے لئے ممکن نہیں ہے کہ میں جھوٹی قسم کھاؤں اور نہ ہی میں اپنے خاوند سے یہ کہہ سکتی چونکہ میں قسم نہیں کھاؤں گی تو وہ نوجوان حیران و پریشان ہو گیا اور کہنے لگا تو کیا کرے گی؟ وہ کہنے لگی میں نے ایک ترکیب سوچی ہے۔ تو سویرے اٹھ کر کرایہ پر گدھے دینے والے شخص کی طرح کپڑے پہن لے اور ایک گدھا بھی لے کر شہر کے دروازے پر بیٹھ جا جب ہم باہر نکلیں گے تو میں اپنے خاوند سے کہوں گی کہ وہ تجھ سے گدھا کرایہ پر لے لے جب وہ تجھ سے گدھا کو کرایہ پر لے لے تو جلدی سے مجھے اٹھا کر گدھے پر سوار کر دینا یہاں تک کہ میں اس کے لئے قسم اٹھاؤں اور اس حال میں سچی ہو جاؤں کہ مجھے اپنے خاوند کے علاوہ اور اس کرائے والے کے علاوہ کسی نے نہیں چھوا تو اس نوجوان نے کہا واہ بھئی واہ جب اس کا خاوند آیا تو اس نے اس سے کہا کہ میرے ساتھ پہاڑ پر چلو۔ تاکہ تم اس کی قسم کھاؤ تو وہ کہنے لگی کہ وہ چل نہیں سکتی تو اس کے خاوند نے کہا تو چل تو سہی اگر مجھے کوئی کرایہ والا ملا تو میں اس سے گدھا کرایہ پر لے لوں گا تو وہ کھڑی ہوئی اور اپنا اندرونی لباس نہ پہنا جب عابد اور اس کی بیوی گھر سے نکلے تو اس کی بیوی نے نوجوان کو دیکھا کہ وہ اس کا انتظار کر رہا ہے تو وہ چیخ کر کہنے لگی اے کرائے والے کیا تو اپنا گدھا آدھے درم میں اس پہاڑ تک کرایہ پر دے گا وہ کہنے لگا جی ہاں پھر وہ آگے بڑھا اور اس کو گدھے پر سوار کر دیا پھر وہ پہاڑ تک چل کر پہنچے تو اس عورت نے اس نوجوان سے کہا کہ مجھے گدھے سے اتارتا کہ میں پہاڑ پر چڑھ سکوں۔ وہ نوجوان اس کی طرف آگے بڑھا تو اس عورت نے جان بوجھ کر اپنے آپ کو گرا دیا جب وہ زمین پر گر پڑی تو اس کی شرمگاہ کا پردہ کھل گیا تو اس نے نوجوان کو برا بھلا کہا۔ تو اس نوجوان نے کہا اللہ کی قسم میرا کوئی گناہ نہیں پھر اس عورت نے اپنا ہاتھ پہاڑ کی طرف بڑھایا تو اس کو چھوا اور قسم اٹھائی کہ تمہارے اور اس کرائے والے کے علاوہ اس کو نہ کسی نے انسان نے دیکھا ہے اور نہ چھوا۔ جس طرح کہ تم نے مجھے دیکھا ہے اور جب سے میں نے تجھ کو پہچانا ہے تو پہاڑ بہت زور سے ہلنے لگا اور اپنی جگہ سے ہٹ گیا۔ بنی اسرائیل نے اس واقعہ کا انکار کیا یہی اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَاِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ.﴾

وہ واقعہ بھی اس کے قریب قریب ہی ہے جو وہب بن منبہ سے مروی ہے کہ بنی اسرائیل میں عیسیٰ علیہ السلام کے دور میں ایک شمشون نامی آدمی تھا اور روم کی بستیوں میں کسی بستی کا رہنے والا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اس بستی کی راہنمائی کے لئے اس آدمی کو ہدایت دے دی تو یہ عیسیٰ علیہ السلام کا حواری بن گیا۔ اس بستی کے رہنے والے بتوں کی پوجا کیا کرتے تھے۔ اس آدمی کا گھر بستی سے کئی میل دور تھا وہ ان سے اکیلا ہی جنگ لڑتا اور اللہ کے راستے میں ان سے ایسا جہاد کرتا جس طرح جہاد کرنے کا حق ہے۔ تو کئی لوگوں کو قتل کرتا اور کئی کو قیدی بناتا اور مال بھی حاصل کرتا وہ کبھی کبھی ان سے بغیر زادراہ کے جنگ کرتا جب لڑائی کے دوران اس کو پیاس لگ جاتی تو اس بستی میں ایک پتھر اس کے لئے پھٹ جاتا تو وہ اس سے پی کر سیراب ہو جاتا اور اس کو مضبوط دست و بازو اور بے انتہا قوت دی گئی تھی۔ اس کو لوہا وغیرہ کسی چیز سے بھی باندھا نہیں جا سکتا تھا اور اس کی کسی چیز پر بھی قادر نہ ہو سکتے تھے۔

آخر انہوں نے اس بارے میں آپس میں مشورہ کیا وہ آپس میں کہنے لگے کہ تم اسے اس کی بیوی کے تعاون کے بغیر کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ تو وہ اس کی بیوی کے پاس گئے اور اس کے باندھنے کی اس کے لئے رشوت و لالچ مقرر کر دی تو اس عورت نے کہا ٹھیک میں اس کو تمہارے لئے باندھ دوں گی۔ انہوں نے اس کو ایک مضبوط رسی دی اور کہنے لگے کہ وہ جب سو جائے تو اس

Marfat.com

کے ہاتھوں کو گردن سے باندھ دینا پھر وہ چلے گئے شمشون آیا اور سو گیا تو وہ عورت اس کی طرف گئی اور اس کی زور سے مشکیں کس دیں اور اس کے ہاتھوں کو گردن کی طرف کر دیا۔ جب وہ نیند سے بیدار ہوا تو اس نے اپنے ہاتھوں کو کھینچا تو رسی اس کی گردن سے نیچے گر گئی تو شمشون نے اس سے پوچھا تو نے اس طرح کیوں کیا تو وہ کہنے لگی تیری قوت آزمانے کے لئے۔ میں نے تیرے جیسا طاقت ور آج تک نہیں دیکھا۔ پھر اس عورت نے ان لوگوں کی طرف یہ پیغام بھیجا کہ میں نے اس کو رسی سے باندھا تھا لیکن اس کا کوئی فائدہ نہیں تو ان لوگوں نے اس کی طرف لوہے کی زنجیر بھیج دی اور اس سے کہا کہ جب وہ سو جائے تو یہ اس کی گردن میں ڈال دینا۔ جب وہ سو گیا تو اس عورت نے وہ زنجیر اس کے گلے میں ڈال دی۔ جب وہ اپنی نیند سے بیدار ہوا تو اس کو کھینچ کر توڑ دیا اور بیوی سے کہا تو نے ایسا کیوں کیا تو اس نے کہا کہ آپ کی قوت کو آزمانے کے لئے۔ اے شمشون میں نے ساری دنیا میں آپ جیسا بہادر کوئی انسان نہیں دیکھا۔ کیا زمین میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو تمہیں مغلوب کر سکے؟ وہ کہنے لگا اللہ تعالیٰ مجھے مغلوب کر سکتے ہیں اور اس کے بعد ایک اور ایسی چیز بھی ہے وہ کہنے لگی کہ وہ کیا ہے شمشون کہا میں وہ چیز تجھے نہیں بتاؤں گا تو وہ عورت کافی عرصہ تک اس کو دھوکہ دینے کی تدبیریں کرتی رہی اور بڑے نرم طریقے سے اپنا سوال پوچھتی رہی۔ شمشون نے کے بہت زیادہ بال تھے تو آخر ایک دن اس نے کہا اللہ تجھے ہلاک کرے بے شک میری ماں نے مجھے نذیر یعنی اللہ کے عذاب سے ڈرانے والا بنایا پس مجھ پر کوئی چیز بھی غالب نہیں آ سکی اور نہ ہی میرے بالوں کے بغیر مجھے کسی چیز سے باندھا جا سکتا ہے تو اس کی بیوی نے اس کو چھوڑ دیا یہاں تک کہ وہ سو گیا پھر وہ اس کی طرف گئی اور اس کے ہاتھوں کو اس کی گردن کی طرف بالوں کے ساتھ باندھ دیا۔ تو ان بالوں سے وہ مضبوط بندھ گیا۔ اس عورت نے قوم کی طرف پیغام بھیجا وہ آئے اور اس کو پکڑ لیا پھر اس کے ناک اور کانوں کو کاٹ دیا اور اس کی آنکھوں کو پھوڑ دیا اور اس کو لوگوں کے لئے شہر کے درمیان میں کھڑا کر دیا اور شہر ستونوں والا تھا۔ بادشاہ نے جھانکا تا کہ دیکھے کہ اس کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا تو شمشون نے اللہ سے اس وقت دعا کی جبکہ اس کا مثلہ کر دیا تھا اور اس کو کھڑا کیا تھا کہ اے اللہ مجھے ان لوگوں پر مسلط کر دے تو اللہ نے اس کی نظر اور جو کچھ انہوں نے کاٹا تھا سب کچھ واپس لوٹا دیا اور اللہ نے اس کو حکم دیا کہ شہر کے ستون کو پکڑ کر کھینچو جس پر بادشاہ اور لوگ بیٹھے ہیں۔ اس نے اسی طرح کیا تو شہر گر پڑا اور سب لوگ دب کر مر گئے۔ اللہ نے اس کی بیوی پر بجلی گرا کر اس کو جلا دیا اور شمشون کو اپنے فضل سے نجات دے دی۔

عورتوں کے دھوکے اور مکر میں بے شمار حکایات ہیں۔

اور صرف آپ کو اتنا ہی کافی ہے کہ اللہ نے شیطانی مکر کو تو کمزور قرار دیتے ہوئے کہا کہ ﴿اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا.﴾ مگر عورتوں کے مکر کو اللہ نے عظیم قرار دے کر کہا ﴿اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ.﴾

ایک ذہین لڑکا: ''کتاب نزہۃ الابصار فی اخبار ملوک الامصار'' اور یہ بڑی عظیم القدر کتاب ہے مگر اس کے مصنف کا مجھے علم نہیں ہو سکا اس کتاب میں لکھا ہے کہ ایک بادشاہ کسی لڑکے کے پاس سے گزرا جو ایک سست رو اور میلے کچیلے گدھے کو ہانکنے لئے جا رہا تھا۔ اور بار بار اس کو سختی سے چلا رہا تھا تو بادشاہ نے اس سے کہا اے لڑکے اس کے ساتھ نرمی کرو۔ تو لڑکے نے کہا اے بادشاہ نرمی میں اس کا نقصان ہے بادشاہ نے کہا کیسے؟ اس نے کہا اس طریقے سے اس کا راستہ لمبا ہو جائے گا اور اس کی بھوک بڑھ جائے گی۔ اور اس پر سختی کرنا اس کے اوپر نیکی ہے۔ اس نے پوچھا کیسے؟ اس نے کہا اس کا بوجھ جلدی اتر جائے گا۔ اور اس کے

Marfat.com

کھانے کے لئے زیادہ وقت نکل آئے گا تو بادشاہ کو اس کی بات بڑی پسند آئی اور کہا میں تیرے لئے ایک ہزار درہم مقرر کرتا ہوں۔اس نے کہا یہ اللہ کا مقدر کیا ہوا میرا رزق ہے اور میں بخشنے والی کی قدر کرتا ہوں۔

بادشاہ نے کہا آج سے تیرا نام میں نے اپنے ہم مجلسوں میں لکھ لیا ہے اس نے کہا میری مشقت کم ہو جائے گی اور میرے رزق میں میری امداد ہو جائے گی بادشاہ نے کہا مجھے کوئی نصیحت کرو کیونکہ تو مجھے دانا آدمی دکھائی دیتا ہے تو لڑکے نے کہا۔اے بادشاہ جب آپ سلامت ہوں تو ہلاکت کے وقت کو یاد رکھیں۔جب آپ کو عافیت خوشگوار لگے تو اپنے دل میں مصیبت کو تازہ کریں۔اور جب آپ کو امن مطمئن کر دے تو خوف کو محسوس کریں اور جب آپ کام کی انتہا کو پہنچ جائیں تو موت یاد کریں۔اور جب آپ کو اپنی جان پیاری لگے تو اس کو کسی برائی میں حصہ دار نہ بنائیں۔بادشاہ کو اس کی بات بڑی پسند آئی اور کہا کہ اگر آپ نو عمر نہ ہوتے تو میں آپ کو وزیر بنالیتا۔اس نے کہا جس شخص کو عقل دی گئی ہے۔اس کی عزت کم نہیں ہوتی۔بادشاہ نے کہا کیا تجھ میں وزیر بننے کی صلاحیت ہے؟اس نے کہا تعریف اور برائی تجربہ کے بعد ہی معلوم ہوتی ہے۔اور کوئی آدمی اپنے نفس کو اسی وقت پہچان سکتا ہے جب وہ اس کو آزما کر دیکھ لے۔تو بادشاہ نے اس کو وزیر بنالیا پھر اس بادشاہ نے واقعی اس لڑکے کو صائب اسرائے سلیم العقل روشن دماغ اور درست مشوروں والا پایا۔

کچھ مزاحیہ قصے:اس کتاب میں کچھ مزاحیہ حکایات بھی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ رشید شکار کرنے گیا تو اپنے لشکر سے بچھڑ گیا۔اور فضل بن ربیع اس کے پیچھے پیچھے تھا۔اچانک ان کو ایک بوڑھا آدمی گدھے پر سوار ملا۔تو ربیع نے اس آدمی کو دیکھا کہ اس کی آنکھوں میں رطوبت ہے تو فضل نے اس پر آنکھ سے اشارہ کیا اور کہا آپ کہاں جانا چاہتے ہیں تو بوڑھے نے کہا اپنے باغ میں فضل نے کہا کیا تم چاہتے ہو کہ میں تمہاری آنکھوں کے لئے ایسی دوا بتاؤں جو تمہاری آنکھوں کی رطوبت کو ختم کر دے۔تو اس نے کہا مجھے اس کی بہت ضرورت ہے اس نے کہا ہوا کی لکڑیاں لے لو پانی کا غبار لے لو اور کھمبی کے پتے لے لو اور اخروٹ کے چھلکے میں یہ سب کچھ ڈال کر تھیلی بنالو پھر اس کو بطور سرمہ استعمال کرو اس سے تمہاری آنکھوں کی رطوبت ختم ہو جائے گی۔بوڑھے نے اپنے زین کے پچھلے حصے سے ٹیک کر ایک لمبی پاد ماری پھر کہا تیرے نسخے کا یہ معاوضہ ہے۔اگر مجھے سرمہ سے فائدہ ہوا تو میں تم کو کچھ اور بھی دوں گا کہ آپ خوش ہو جائیں گے۔تو رشید اتنا ہنسا کہ قریب تھا کہ اپنے گھوڑے سے گر جاتا۔

ان واقعات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ایک درزی کسی امیر کے پاس گیا تا کہ اس کے لئے کوٹ سیے۔وہ درزی کوٹ کاٹ رہا تھا اور امیر اس کو دیکھ رہا تھا۔تو درزی کو کپڑا چرانے کا موقع نہ مل سکا۔تو درزی نے پاد مارا تو امیر ہنسنے لگا یہاں تک کہ لوٹ پوٹ ہو گیا تو تب اس درزی نے اپنی مرضی کے مطابق کوٹ کا کپڑا لے لیا۔بس امیر اٹھ کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا درزی ایک اور پاد مارو تو درزی نے کہا نہیں نہیں اس طرح تو کوٹ تنگ ہو جائے گا۔

نشوان المحاضرہ میں ہے کہ ذی النون بن موسیٰ نے کہا کہ میں چھوٹا سا بچہ تھا جب معتضد اھواز کے محلہ میں رہتا تھا۔ایک دن میں اپنی بستی سانطف سے عسکر مکرم میں جانا چاہتا تھا۔میرے ساتھ دو گدھے تھے ایک پر میں سوار تھا اور دوسرے پر تربوز لادے تھے۔میں معتضد کے لشکر سے گزرا اور مجھے معلوم نہیں تھا کہ یہ کون ہے ان میں سے ایک جماعت میری طرف جلدی سے آئی اور ان میں سے ایک آدمی نے تین یا چار تربوز اٹھا لئے۔تو مجھے یہ خوف لاحق ہوا کہ اگر ان کی تعداد کم ہو گئی تو مجھ پر الزام آئے گا۔

Marfat.com

میں رونے اور چیخنے لگا۔ گدھا راستے پر چل رہا تھا اور لشکر گزر رہا تھا تو اچانک ایک بڑا جمگھٹا آ گیا جن کے آگے ایک آدمی منفرد نظر آ رہا تھا۔ وہ آدمی ٹھہر گیا اور کہنے لگا اے بچے تو کیوں رو رہا ہے۔ تو میں نے اس کو بات بتائی تو وہ کھڑا ہو گیا اور قوم کی طرف متوجہ ہو کر کہا اس آدمی کو ابھی میرے سامنے حاضر کرو۔ اس آدمی کو آنکھ جھپکنے سے بھی پہلے حاضر کر دیا گیا۔ گویا کہ وہ اس کے پیچھے کھڑا تھا تو اس نے مجھ سے پوچھا کیا یہ وہی شخص ہے؟ میں نے کہا جی ہاں۔ اس نے حکم دیا تو اس کو ڈنڈے لگائے گئے۔ وہ کھڑا تھا میں اپنے گدھے پر سوار تھا اور لشکر بھی کھڑا تھا اور وہ شخص اس کو مارتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ اے کتے کیا تیرے پاس اس تربوز کی قیمت نہیں تھی۔ کیا تو اپنے نفس کو اس کام سے روکنے پر قادر نہیں تھا؟ کیا یہ تیرا مال تھا یا تیرے باپ کا مال تھا۔ کیا اس کے مالک نے اس پر محنت نہیں کی۔ اور اس کے بونے، پانی دینے اور ٹیکس ادا کرنے میں مشقت نہیں اٹھائی۔ اور اس پر ڈنڈے برستے رہے یہاں تک کہ سو پورے ہو گئے۔ پھر میرے لئے چار دیناروں کا حکم دیا اور چل دیا۔ لشکری مجھے گالیاں دینے لگے اور کہہ رہے تھے کہ اس کی وجہ سے فلاں قائد کو سو درے لگے تو میں نے اس میں سے کسی کو پوچھا کہ یہ کون تھا تو انہوں نے کہ یہ امیر المومنین معتضد تھے۔

بچوں کی ذہانت: ابن الجوزی کی کتاب الاذکیاء میں حافظ سے یوں مروی ہے کہ ثمامہ بن اشرس کا بیان ہے کہ میں اپنے کسی دوست کے پاس بیمار پرسی کے لئے گیا تو اپنا گدھا دروازے پر چھوڑ دیا۔ میرے پاس کوئی لڑکا نہیں تھا جو اس کی حفاظت کرتا۔ میں جب باہر آیا تو اس پر ایک لڑکا بیٹھ کر اس کی حفاظت کر رہا تھا۔ تو میں نے اس سے کہا تو میری اجازت کے بغیر میرے گدھے پر سوار ہو گیا ہے۔ تو اس نے کہا کہ مجھے ڈر تھا کہ یہ بھاگ جائے گا اس لئے میں اس پر سوار ہو کر اس کی حفاظت کرتا رہا۔ میں نے کہا اس کا یہاں سے چلا جانا اس کے باقی رہنے سے مجھے زیادہ پسند تھا۔ تو لڑکے نے کہا اگر آپ کی گدھے کے بارے میں یہی رائے ہے تو سمجھ لیں کہ وہ چلا گیا ہے۔ اور یہ مجھ کو بخش دیں اور نفع کے طور پر میرا شکریہ بھی لے لیں۔ تو مجھے سمجھ نہ آئی کہ میں کیا کہوں۔

اس سے بھی اچھی ذکاوت کا وہ واقع ہے جو ابن جوزی نے ہی بیان کیا ہے کہ معتصم خاقان کی بیمار پرسی کرنے اس کی طرف روانہ ہوا اور فتح بن خاقان اس وقت بچہ تھا تو معتصم نے اس سے کہا کہ تیرے باپ کا گھر اچھا ہے یا امیر المومنین کا۔ اس نے کہا اگر امیر المومنین میرے باپ کے گھر میں ہوں تو میرے باپ کا گھر خوبصورت ہے۔ پھر معتصم نے اس کو اپنے ہاتھ کا ایک نگینہ دکھایا اور کہا اے فتح کیا تو نے اس نگینہ سے اچھی کوئی چیز دیکھی ہے۔ اس نے کہا ہاں۔ اس سے اچھا وہ ہاتھ ہے جس میں یہ نگینہ ہے۔

اسی طرح کی وہ لاجواب بات بھی ہے جس کو ابن جوزی نے ذکر کیا ہے۔ کہ ایک نوجوان آدمی منصور کے پاس گیا تو منصور نے اس سے اس کے باپ کی وفات کے متعلق پوچھا۔ تو اس نے کہا وہ تو فلاں دن فوت ہو گئے تھے۔ رحمہ اللہ۔ اور مرحوم فلاں دن بیمار ہوئے پھر مرحوم فلان دن گزر گئے تو ربیع نے اس کو ڈانٹا کیا تو شرم نہیں کرتا کہ امیر المومنین کے آگے ایسی گفتگو کرتا ہے نوجوان نے کہا میں آپ کے اس ڈانٹنے پر آپ کو ملامت نہیں کرتا۔ کیونکہ آپ آباء کی حلاوت کو نہیں جانتے اور ربیع کو راستے سے لے کر پالا گیا تھا۔ تو میں نے منصور کو اس دن سے زیادہ کبھی بھی ہنستے نہیں دیکھا۔

حاکم بامر اللہ کے قتل کا قصہ: تاریخ ابن خلکان میں حاکم العبیدی کے حالات زندگی میں ہے کہ الحاکم بامر اللہ کا ایک سرخ رنگ کا گدھا تھا جس کا نام اس نے قمر رکھا تھا وہ اس پر سوار ہوتا تھا اور وہ تنہائی اور اکیلے سوار ہونے کو پسند کرتا ہے تو سوموار کی رات تیرہ شوال ۴۱۱ کو اپنے گدھے پر سوار ہو کر مصر کے باہر نکلا تو ساری رات چکر لگاتا رہا تو صبح حلوان کے مشرق کی طرف چل

Marfat.com

نکلا۔اس کے ساتھ دو سوار بھی تھے اس نے ان میں سے پہلے ایک کو واپس کیا پھر دوسرے کو بھی واپس کر دیا اور لوگ اس کی تلاش میں جمعرات کے دن تک لگے رہے اور ان کے پاس سواریوں والے جانور تھے۔جب مذکور ماہ گزر گیا تو ذوالقعدہ کو غلاموں اور ترکیوں کی ایک جماعت نکلی تو انہوں نے اس کی تلاش میں اور پہاڑ میں داخل ہونے میں نہایت کوشش کی تو دو انہوں نے اس کے سرخ گدھے کو جس پر وہ سوار تھا پہاڑ کی چوٹی پر دیکھا۔اس کے دونوں ہاتھ اور ٹانگیں تلوار سے کاٹ دی گئی تھیں اور اس کی زین اور لگام اس کے اوپر پڑی ہوئی تھیں تو ان لوگوں نے نشانات کا پیچھا کیا۔تو اچانک کیا دیکھتے ہیں کہ اس کے آگے بھی اور پیچھے بھی پیدل چلنے والے کے نشان ہیں۔انہوں نے نشانات کی اس حوض تک کھوج لگائی جو مشرقی حلوان میں تھا۔ایک آدمی اس میں اترا تو اس کو اس میں اس کے کپڑے مل گئے اور یہ سات جبے تھے اور وہ بٹن لگے ہوئے تھے جنہیں کھولا نہیں گیا تھا۔اور اس میں چھریوں کے بھی نشانات تھے۔ان سب کو اٹھا کر محل لے جایا گیا۔اور اس کے قتل ہو جانے کے بارے میں کسی نے شک نہیں کیا سوائے ایک غالی جماعت کے جو بے عقل ہے انہوں نے اس کے زندہ ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔اور یہ بھی کہ وہ عنقریب ظاہر ہوگا۔اور وہ حاکم کی غیبت کی قسمیں کھاتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ اس کے قتل میں اس کی بہن کا بھی خفیہ ہاتھ ہے۔اور حاکم مال کا سخی اور سفاک تھا۔

حاکم کے حالات: اس کی سیرت بھی بڑی عجیب ہے وہ ہر روز ایک حکم گھڑتا اور لوگوں کو اس پر برانگیختہ کرتا۔ان حکموں میں سے ایک یہ بھی تھا کہ اس نے ۳۹۵ھ میں لوگوں کو حکم دیا کہ وہ صحابہ کو گالیاں مسجدوں کی دیواروں گلیوں اور شاہراہوں پر لکھیں اور مصر کے تمام شہروں کی طرف یہ لکھ کر بھیجا کہ وہ بھی صحابہ کو گالیاں دیں۔پھر ۹۷ھ کو اس نے یہ معاملہ ختم کرانے کا حکم دیا اور صحابہ کو گالیاں دینے والوں کو مارنے اور ادب سکھانے کا حکم دیا اور کتوں کو قتل کرنے کا حکم دے دیا۔بازاروں اور گلیوں میں جو بھی کتا نظر آتا اسے مار ڈالتا۔اس نے جو کی شراب اور بدمزہ گوشت پر پابندیاں لگا دی اور منقے کی فروخت سے منع کر دیا چاہے تھوڑا ہو یا بہت۔اس نے سارا منقی جمع کر کے اس کو آگ لگا دی۔اس کے جلانے پر پانچ سو دینار خرچ کر دیئے۔پھر اس کے انگوروں کی بیع سے بھی منع کر دیا اور یہود و نصاریٰ پر یہ پابندی لگا دی کہ وہ حماموں اور دیگر جگہوں پر مسلمانوں سے الگ لباس پہنیں پھر اس نے یہودیوں اور عیسائیوں کے لئے الگ حمام بنائے اور ان پر لازم قرار دیا کہ وہ مزین کی ہوئی کشتیوں پر سوار نہ ہوں اور ان کی کشتیاں لکڑی کی ہونی چاہئیں۔اور کسی مسلمان کو خادم نہ بنائیں اور کرائے کے گدھے پر سوار نہ ہوں جس کا مالک مسلمان ہو۔اور اس کشتی پر بھی سوار نہ ہوں جن کے ملاح مسلمان ہوں۔

پھر اس نے ۴۰۸ھ میں مصر میں قمامہ اور دیگر تمام گرجوں کے گرانے کا حکم دے دیا اور تمام آلات اور اوقاف کی چیزیں مسلمانوں کی ایک جماعت میں تقسیم کر دیں۔نیز اس نے یہ حکم دیا کہ علم نجوم میں کوئی گفتگو نہ کرے اور تمام نجومیوں کو مسلمانوں کے شہر سے جلاوطن کر دیا اسی طرح گانے والوں کو بھی۔عورتوں کو راستوں میں کسی بھی وقت باہر نکلنے سے منع کر دیا۔اور موچیوں کو منع کر دیا کہ وہ عورتوں کے لئے جوتے نہ بنائیں۔اس کے بیٹے ظاہر باللہ تک عورتوں کا باہر نکلنا سات سال تک ممنوع رہا۔اس کے بعد اس نے حکم دیا کہ جو گرجے گرائے گئے ہیں انہیں دوبارہ تعمیر کیا جائے اور ان کے اوقاف سے جو کچھ لیا گیا ہے اسے واپس کیا جائے۔

حلوان مصر سے بالائی جانب میں پانچ میل کے فاصلے پر ایک شہر ہے جہاں بہت سے لوگ سیر و تفریح کے لئے آتے ہیں۔

Marfat.com

اس میں عبدالعزیز بن مروان رہتا تھا۔ اور یہاں ہی وہ فوت ہوا اور اس کا بیٹا عمر بن عبدالعزیز بھی اسی مقام پر پیدا ہوا ہے۔ میں کہتا ہوں ابن خلکان کا یہ کہنا کہ ''حاکم سوموار کی رات ۷ اشوال کو نکلا'' نیز یہ عبارت ''مذکورہ مہینے کی آخری جمعرات والی ہے۔'' اس میں نظر ظاہر ہے۔ رسالہ القشیری باب کرامات الاولیاء میں لکھا ہے۔ کہ میں نے ابوحاتم سجستانی سے سنا وہ کہہ رہے تھے میں نے ابونصر سراج سے سنا کہ انہوں نے حسین بن احمد سے' اس نے ابوسلیمان خواص سے سنا میں ایک دن گدھے پر سوار تھا۔ مکھیاں اس کو تنگ کر رہی تھیں تو وہ اپنے سر کو بار بار جھٹکے دیتا اور میں اس کے سر پر بار بار ڈنڈا مارتا تو گدھے نے اپنا سر اٹھایا اور کہا مار لے اسی طرح تیرے سر کو بھی مارا جائے گا۔ حسین کہتے ہیں میں نے ابوسلمان سے کہا کہ کیا یہ واقعہ آپ کے ساتھ پیش آیا۔ اس نے کہا ہاں۔

ذیلی بات: بیہقی نے شعب الایمان میں ابن مسعودؓ سے بیان کیا ہے کہ انبیائے کرام گدھوں پر سوار ہوتے اون پہنتے اور بکریوں کا دودھ دوہتے تھے۔ اور نبی ﷺ کا بھی ایک عفیر نامی گدھا تھا۔ لیکن قاضی عیاض کے بقول یہ غفیر ہے۔ غین کے ساتھ۔ لیکن تمام محدثین نے اس کے غلط ہونے پر اتفاق کیا ہے۔ یہ گدھا نبی ﷺ کو مقوقس نے بطور ہدیہ دیا تھا۔

فروہ بن عمرو جذامی نے بھی آپ کو ایک گدھا ہدیۃً دیا تھا جس کو یعفور کہتے تھے عفرہ اور یعفور دونوں عفرۃ سے ماخوذ ہیں اس کا معنی ہے مٹیالا۔ حجۃ الوداع سے جب نبی ﷺ واپس آئے تو یعفور مر گیا۔ سہیل کہتے ہیں کہ یعفور نے نبی ﷺ کی وفات کے دن اپنے آپ کو ایک کنویں میں پھینک دیا۔

ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں اپنی سند سے ابومنصور سے ذکر کیا ہے کہ ہے کہ نبیؐ نے جب خیبر فتح کیا تو ان کو وہاں ایک سیاہ گدھا ملا۔ تو نبیؐ نے اس سے کلام کی اور پوچھا تیرا نام کیا ہے۔ اس نے کہا یزید بن شہاب۔ اللہ نے میرے دادے کی نسل سے ایسے ساٹھ گدھے پیدا کیے ہیں جن پر نبی کے علاوہ کوئی سوار نہیں ہوتا تھا۔ اور میں آپ سے امید رکھتا تھا کہ آپ مجھ پر سوار ہوں گے۔ اور میرے دادے کی نسل سے میرے علاوہ کوئی گدھا باقی نہیں ہے اور نہ ہی انبیاء میں سے آپ کے علاوہ کوئی باقی ہے۔ آپ سے پہلے میں ایک یہودی کے پاس تھا اور اس سے جان بوجھ کر پھسلا کرتا تھا۔ وہ مجھ پر سوار ہوتا اور مجھ کو بھوکا رکھتا تو نبیؐ نے فرمایا تو یعفور ہے پھر کہا اے یعفور کیا تجھ کو مادہ کی خواہش ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ تو نبی ﷺ اپنی ضرورتوں میں اس پر سوار ہوا کرتے تھے۔ نبیؐ اپنے صحابہ میں سے جس کے گھر چاہتے اس کو بھیج دیتے۔ وہ جا کر اپنے سر سے ان کا دروازہ کھٹکھٹاتا۔ جب گھر والے باہر نکلتے تو وہ ان کو بتاتا تو وہ جان لیتے کہ نبیؐ نے اس کو بلایا ہے پھر وہ نبیؐ کے پاس آجاتا۔ جب نبیؐ فوت ہوئے تو یہ گدھا ابوالھیثم بن التیہان کے کنویں کے پاس آیا اور آپ پر غم کھاتے ہوئے اس کنویں میں گر گیا تو یہ اس کی قبر بن گئی۔

امام حافظ ابوموسیٰ کہتے ہیں یہ حدیث سنداً اور متناً نہایت منکر ہے۔ اور کسی کے لئے اس کو بیان کرنا میرا یہ بیان ذکر کئے بغیر (کہ یہ منکر ہے) جائز نہیں ہے۔

سہیلی نے التعریف والاعلام فی الکلام'' میں اللہ کے اس فرمان ﴿وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيرَ لِتَرْكَبُوهَا وَزِينَةً﴾ کی تفسیر میں اس کو بھی ذکر کیا ہے۔ اور کامل ابن عدی میں احمد بن بشر کے حالات زندگی میں اور بیہقی کی شعب الایمان میں اعمش عن سلمہ بن کھیل عن عطاء عن جابر روایت ہے کہ نبیؐ نے فرمایا ایک آدمی گرجے میں عبادت کر رہا تھا تو آسمان سے بارش برسی زمین میں گھاس اگ آیا۔ اس عابد نے دیکھا کہ اس کا گدھا چر رہا ہے تو اس عابد نے کہا اے اللہ اگر تیرا گدھا ہوتو میں اس کو اپنے

Marfat.com

گدھے کے ساتھ چراؤں تو یہ بات جب بنی اسرائیل کے نبیوں میں سے کسی نبی کو معلوم ہوئی تو انہوں نے اس کے لئے بدی کا ارادہ کیا۔ اللہ نے اس نبی کی طرف وحی کی میں لوگوں کو ان کی عقلوں کے مطابق بدلہ دوں گا۔ اور یہ روایت ابونعیم کی کتاب الحلیۃ میں زید بن اسلم کے ترجمہ میں مذکور ہے۔

ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں اور احمد نے زہد میں سلیمان بن مغیرہ عن ثابت روایت کیا کہ عیسیٰ علیہ السلام سے کہا گیا اے اللہ کے رسول اگر آپ ایک گدھا لے لیتے جس پر آپ ضرورت کیوقت سوار ہوتے (تو اچھا ہوتا) انہوں نے کہا اللہ کے نزدیک اس بات سے زیادہ معزز ہوں کہ وہ میرے لئے ایسی چیز بنا دے جو مجھے اس سے ہی غافل کر دے۔

شرعی حکم: اکثر اہل علم کے نزدیک اس کا کھانا حرام ہے۔ ابن عباسؓ سے رخصت منقول ہے جس کو ابوداؤد نے اپنی سنن میں ذکر کیا ہے۔ امام احمد فرماتے ہیں صحابہ میں سے پندرہ آدمیوں نے اس کا کھانا حرام قرار دیا ہے۔ ابن عبدالبر نے اس کی حرمت پر اجماع کا دعویٰ کیا ہے۔ غالب بن ابجر نے کہا کہ ہم پر قحط آ گیا ہم نے نبیؐ سے اس کی شکایت کی کہ میرے پاس تو اپنے گھر والوں کو کھلانے کے لئے بھی کچھ نہیں ہے۔ ہاں مگر میرے پاس گھر میں موٹے تازے گدھے ہیں لیکن آپ نے گھریلو گدھوں کے گوشت کو حرام کر دیا ہے۔ تو نبیؐ نے فرمایا کہ اپنے گھر والوں کو اپنے موٹے گدھے ہی کھلا دو۔ میں نے تو ان کو بستی میں گھومنے کی وجہ سے حرام قرار دیا تھا۔ غالب بن ابجر سے اس روایت کے علاوہ کوئی روایت بھی منقول نہیں ہے۔

ہماری دلیل وہ روایت ہے جس کو جابر نے نبیؐ سے بیان کیا ہے کہ آپؐ نے گھریلو گدھوں کے گوشت سے منع کیا ہے۔ اور گھوڑوں کے گوشت کھانے کی اجازت دی ہے۔ یہ حدیث بخاری مسلم میں ہے۔ اور ابوداؤد والی حدیث کے ضعیف ہونے پر حفاظ حدیث نے اتفاق کیا ہے۔ اور اگر ابن عباسؓ کو اس کی حرمت کی صحیح اور صریح حدیثیں مل جاتیں تو وہ کسی دوسرے مسلک کو اختیار نہ کرتے۔

اور اگر غالب کی حدیث کو صحیح مان بھی لیا جائے تو پھر بھی اس کو حالت اضطرار میں کھانے پر محمول کیا جائے گا۔

نیز وہ ایک مخصوص واقعہ ہے کوئی عمومی حکم نہیں ہے اس لئے وہ حجت نہیں بن سکتا۔

ہمارے اصحاب نے اس کی حرمت کی علت میں اختلاف کیا ہے۔ کہ آیا یہ عربوں کے اس کو خبیث سمجھنے کی وجہ سے ہے یا نبیؐ کی نص کی وجہ سے؟ دونوں وجہوں کو رویانی وغیرہ نے بیان کیا ہے۔

حافظ منذری نے کہا ہے کہ گدھوں کی حرمت دو دفعہ منسوخ ہوئی اور قبلہ بھی دو دفعہ منسوخ ہوا۔ اور نکاح متعہ بھی دو دفعہ منسوخ ہوا۔

سلف نے اس کے دودھ کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔ اور اکثر نے اس کو حرام کہا ہے۔ اور عطاء، طاؤس اور زہری نے اس میں رخصت دی ہے۔ اور پہلی بات زیادہ صحیح ہے کیونکہ دودھ کا حکم گوشت کا حکم ہوتا ہے اور گدھے اور اس جیسے دوسرے محترم جانوروں کو مارنا حرام ہے۔

بخاری میں مروی ہے کہ نبیؐ ایک گدھے کے پاس سے گزرے جس کے منہ پر داغا گیا تھا تو آپؐ نے فرمایا اللہ اس پر لعنت کرے جس نے یہ کام کیا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ اس پر لعنت کرے جس نے یہ داغ لگایا ہے۔

Marfat.com

ضرب الامثال: عرب کہتے ہیں عشر تعشیر الحمار گدھے کی طرح دس آوازیں نکالو۔ جوہری کہتے ہیں تعشیر سے مراد گدھے کی ایک سانس میں دس آوازیں ہیں۔

شاعر نے کہا ہے۔

لعمری لئن عشرت من خیفة الردی　　نھاق حمار اننی لجزوع

''میری عمر کی قسم ہے اگر میں گدھے کی طرح دس آوازیں نکالوں سمجھ لو کہ میں ہلاکت کے ڈر سے گھبرایا ہوا ہوں۔''

مطلب یہ ہے کہ عرب جب کسی شہر کی وبا سے ڈرتے تو اس میں داخل ہونے سے پہلے دس دفعہ گدھے کی طرح تعشیر کرتے تو خیال کرتے تھے کہ یہ ان کے لئے مفید ہے۔

اور اللہ کے اس فرمان ﴿مَثَلُ الَّذِیْنَ حُمِّلُو التَّوْرٰاةَ ثُمَّ لَمْ یَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ یَحْمِلُ اَسْفَارًا.﴾ کا مطلب یہ ہے کہ اس چیز کا اٹھانا اس کے لئے بوجھل ہے اور اس کا علم بھی اس کو فائدہ نہیں دے سکتا۔ اس طرح جو شخص بھی جانتا ہو اور عمل نہ کرتا ہو اس کی مثال بھی یہی ہے۔

حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن ایک آدمی لایا جائے گا پھر اس کو جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ اس کی آنتیں باہر نکل آئیں گی وہ آدمی ان کے گرد ایسے گھومے گا جیسے گدھا چکی کے گرد گھومتا ہے۔ تو جہنمی اس کے آس پاس اکٹھے ہو کر پوچھیں گے او تجھے کیا ہوا۔ وہ کہے گا میں لوگوں کو اچھی باتوں کا حکم دیتا تھا مگر خود نہیں کرتا تھا اور لوگوں کو برائی سے منع کرتا تھا مگر خود برائی کرتا تھا۔ اقتاب سے مراد آنتیں ہیں اور اس کا واحد قتب زیر کے ساتھ ہے۔ عرب کہتے ہیں یتھا رجون تھارج الحمر وہ گدھوں کی طرح جفتی ہوتے ہے۔ ھرج کثرت نکاح کو کہتے ہیں۔ کہا جاتا ہے۔ بات یھرجھا لیلہ جمیعا یعنی وہ ساری رات اس سے جماع کرتا رہا۔

حافظ ابونعیم نے ابوزاہر یہ سے وہ کعب احبار سے بیان کرتے ہیں کہ لوگ یاجوج ماجوج کے بعد نرمی ترو تازگی اور آرام میں دس سال تک رہیں گے۔ یہاں تک کہ دو آدمی ایک انار کو اٹھائیں گے اور انگور کے ایک خوشے کو دو آدمی اٹھائیں گے۔ دس سال تک اسی طرح رہے گا۔ پھر اللہ بڑی عمدہ ہوا بھیجے گا پھر وہ کسی مومن مرد یا عورت کو زندہ نہ چھوڑے گی۔ پھر لوگ گدھوں کی طرح چراگاہوں میں جماع کریں گے۔ یہاں تک کہ قیامت آجائے گی اور وہ اسی حال میں ہوں گے۔ نیز لوگ کہتے ہیں۔ بال الحمار فاستبال احمرة یعنی گدھے نے پیشاب کیا اور گدھیوں سے بھی پیشاب کرایا یعنی ان کو بھی پیشاب پر برانگیختہ کیا۔ یہ بات اس وقت کہی جاتی ہے جب لوگ کسی ناپسندیدہ کام پر ایک دوسرے کی مدد کریں۔

عرب کہتے ہیں۔ اتخذ فلان حمارا لحاجات یہ اس شخص کے لئے مثال بیان کی جاتی ہے جس سے معاملات میں بہت زیادہ خدمت لی جائے۔ اور عرب کہتے ہیں۔ ترکتہ جوف حمار میں نے اس کو گدھے کا پیٹ بنا کر چھوڑا۔ یعنی اس میں کوئی بھلائی نہیں ہے۔

عرب یہ بھی کہتے ہیں۔ اصبر من حمار وہ گدھے سے بھی زیادہ صابر ہے۔ اور یہ بھی کہتے ہیں شر المال مالا یذکی ولا یزکی اس بات سے گدھے کی طرف اشارہ مقصود ہوتا ہے۔ کہ نہ اس کو ذبح کیا جاتا ہے اور نہ اس کی زکوۃ دی جاتی ہے۔

Marfat.com

اور عرب یہ بھی کہتے ہیں۔ ما بقی منہ الا قدر ظما خمارہ یعنی اس میں صرف گدھے کی پیاس کے برابر باقی رہ گیا ہے۔ اس لئے کہ گدھا تمام جانوروں میں سے کم پیاس والا ہے۔

جوہری نے عشا کے مادے میں یہ شاعر کا شعر نقل کیا ہے۔

غـدونـا غـدوۃ سـحـرا بـلـيـل　　　عشـاء بـعـد مـا انتـصف الـنـهـار

''ہم صبح کے وقت گئے بلکہ اس سے پہلے رات کو سحری کے وقت گئے اور نصف دن گزرنے کے بعد سہ پہر تک شکار ڈھونڈتے رہے۔''

فـصـد فـاهـا حـمـارا ذا قـرون　　　اكـلـنـا الـلـحـم وانـفـلـت الـحـمـار

''ہم نے جوان گدھے کا شکار کرلیا۔ ہم نے گوشت کھایا تو گدھا کھسک گیا۔''

امام دمیری کہتے ہیں۔ اس شعر کے دو معنی ہیں ہم نے جنگلی گدھے کو دوڑا دوڑا کر اتنی تکلیف دی کہ اس کا گوشت ہم نے کم کر دیا گویا کہ ہم نے کھالیا۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ ہم نے اس کو ذبح کیا پھر کھایا کہ اس میں سے کچھ نہ بچا۔ ذاقـرون کا مطلب منہ ہے جس پر کئی زمانے گزر چکے ہوں۔

عرب کہتے ہیں۔ اذل من الحمار المقید یعنی وہ مقید گدھے سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔

ایک شاعر کہتا ہے۔

ومـا يـقـيـم بـدار الـذل يـعـرفـهـا　　　الا الاذلان عيـر الـحـى والـوتـد

''ذلت کے گھر میں جان بوجھ کر کوئی بھی مقیم نہیں ہوتا مگر دو ذلیل چیزیں قبیلے کا گدھا اور کیل۔''

هـذا عـلـى الـخـسـف مـربـوط بـرمـتـه　　　وذا يشـج فـلا يـرثـى لـه احـد

''یہ ذلت پر اپنی رسی سے باندھا گیا ہے۔ اور اس کے سر کو ٹھونک ٹھونک کر زخمی کر دیا جاتا ہے۔ مگر اس پر کوئی بھی رحم نہیں کھاتا۔''

طبی فوائد اور خواص: اس کے کان کی میل جس شخص نے شراب وغیرہ میں ڈال کر پی لی تو وہ بہت لمبی نیند سو جائے گا۔ اور اسکی سمجھ میں کچھ بھی نہ آئے گا۔ اور جس نے اس کی دم کے بال کو اس کے جفتی ہوتے وقت اکھاڑ لیا اور اس کو اپنی ران پر باندھ لیا تو اس کی قوت مردی میں اضافہ ہو جاتا ہے بلکہ اس کی قوت باہ بھڑک اٹھتی ہے اس کی دم پر اگر کوئی پتھر باندھا جائے تو یہ آواز نہیں کرتا۔ اس طرح اگر اس کے چوتڑوں پر تیل مل دیا جائے تو وہ آواز نہیں کرتا۔

امام فخر الدین رازی اور صاحب الحادی فرماتے ہیں کہ گھریلو گدھے کا گوشت پکا کر اس میں بیٹھنے سے جسم کی سردی دور ہو جاتی ہے اگر اس کے کھر کی انگوٹھی بنا کر مرگی والا آدمی پہن لے تو اس کو کبھی مرگی نہیں ہوگی۔ اس کا گوبر اور گھوڑے کے گوبر کو جلا کر یا جلائے بغیر سرکے میں ملایا جائے تو اس سے خون کے بہنے کو روکا جا سکتا ہے۔ اس کی پیشانی کا چمڑا اگر بچوں پر لٹکایا جائے تو وہ گھبراہٹ سے محفوظ ہو جاتے ہیں۔ اس کے گوبر پر سرکہ ڈال کر سونگھنے سے نکسیر ہٹ جاتی ہے۔

صاحب الفلاحۃ نے کہا کہ جس شخص کو بچھو نے ڈس لیا ہو وہ گدھے پر الٹا سوار ہو کر بیٹھے تو اس کی درد گدھے کی طرف منتقل ہو

Marfat.com

جائے گی اور سوار تندرست ہو جائے گا۔ اسی طرح اگر گدھے کے کان پر بھی سوار ہو اور کہے کہ مجھے فلاں جگہ بچھو نے ڈسا ہے تو اس کی تکلیف ختم ہو جائے گی اور اگر الٹا سوار ہو تو عمدہ عمل ہوگا۔ کما تقدم۔ اگر اس کے دماغ کو زیتون سمیت سر پر ملا جائے تو بال لمبے ہو جائیں گے۔ اس کے جگر کو بھون کر سرکہ میں ملا کر نہار منہ کھایا جائے تو مرگی میں مفید ہے۔ اور اس کا کھانے والا مرگی سے محفوظ رہے گا۔ گدھی کا دودھ اگر ذکر پر ملا جائے تو وہ بھڑک اٹھتا ہے۔ گدھے کے ہینکنے سے کتے کو تکلیف ہوتی یہاں تک کہ بسا اوقات وہ اس تکلیف سے چیخنے لگتا ہے۔

تعبیر الرؤیا: خواب میں گدھا دیکھنا نصیب اور خوش بختی کی علامت ہے۔ بعض دفعہ کسی غلام، بچے یا بھلائی پر دلالت کرتا ہے۔ بعض دفعہ سفر اور علم پر دلالت کرتا ہے۔ کما قال تعالیٰ ﴿كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا.﴾ بعض دفعہ معیشت پر دلالت کرتا ہے کیونکہ اللہ نے فرمایا: ﴿وَانْظُرْ اِلٰى حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ اٰيَةً لِّلنَّاسِ.﴾ بعض دفعہ یہ لوگوں سے مال اکٹھے کرنے والے عالم پر دلالت کرتا ہے۔ یا یہود پر دلالت کرتا ہے۔ جیسے فرمان الٰہی ہے: ﴿مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا.﴾ بعض دفعہ گدھا ذلیل چیز پر دلالت کرتا ہے جیسے تکیہ وغیرہ۔

اور خواب میں عزیرؑ کے گدھے کا ظاہر ہونا کسی کرامت کے ظاہر ہونے کی دلیل ہے۔ کبھی کبھی اس کو خواب میں دیکھنا مصیبتوں سے خلاصی اور اپنے اعلیٰ درجوں پر واپسی کی دلیل ہے۔ یا دین میں جھگڑوں کی دلیل ہے۔

گدھے اور خچر کا خواب میں مالک ہونا اور سوار ہونا یہ مال کی زینت اور اولاد کی زینت پر دلالت کرتا ہے۔ کما قال اللہ ﴿وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً.﴾

بعض دفعہ گدھے پر سوار ہونا غم سے خلاصی پر دلیل ہے۔ گدھے کا مر جانا یا لاغر ہونا یہ اس کے مالک کی فقیری کی دلیل ہے۔ بعض کہتے ہیں گدھے کا مرنا مالک کا مرنا ہے۔ اور اس کی پیٹھ سے بلا ارادہ اترنا فقیری آنے کی علامت ہے۔ اور اس کا بیچنا بھی فقیری ہے۔ اور جس نے گوشت کھانے کے لئے گدھا ذبح کیا اس کے رزق میں کشادگی آئے گی۔ اور جس نے کھانے کے لئے ذبح نہ کیا وہ اپنی معاش خراب کر بیٹھے گا۔ جس نے گدھے کا لمبا دم دیکھا۔ تو یہ اس کی حکومت کی بقا اور اس کی جاہ کے زیادہ ہونے کی دلیل ہے اور زین والے گدھے کی تعبیر بچے اور عزت سے دی جاتی ہے۔ اور جس نے دیکھا کہ وہ گدھے کی سواری صحیح نہیں کر سکتا تو وہ ان چیزوں سے مزین ہوگا جن کا وہ اہل نہیں ہے۔ کمزور اور لاغر گدھے سے مراد مال کی زیادتی ہے۔ اور موٹے گدھے سے مراد ایسا مال ہے جو انتہا کو پہنچ چکا ہو۔ مصری گدھے عمدہ کارساز ہوتے ہے۔ اور گدھی سے مراد ایسی عورت ہے جو معیشت پر معاون ہوگی بڑی مالدار ہوگی اور بڑی نسل والی اور مسلسل فائدے والی ہوگی۔ جو شخص ایسی گدھی پر سوار ہو جس کے پیچھے بچہ بھی ہو تو وہ اولاد والی عورت سے شادی کرے گا۔ اور جس نے گدھی کو دیکھا کہ وہ ڈنڈے سے چلتی ہے تو اس کو بغیر دعا کے کھانا نہیں ملے گا۔ اتان کا لفظ اتیان سے نکلا ہے۔ بعض دفعہ گدھی کا ہنکنا شر اور گھٹیا پن پر دلالت کرتا ہے کیونکہ فرمان الٰہی ہے:

﴿اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ.﴾ یا اس کی وجہ سے کسی جن سے سامنا ہو گیا۔ کیونکہ گدھی کی آواز شیطان کے دیکھنے کی دلیل ہے۔ کیونکہ سنت میں وارد ہے کہ اس کی آواز سن کر شیطان سے پناہ مانگنی چاہیے۔ بعض کہتے ہیں اس کی آواز کا سننا ظالم پر بددعا ہے۔ جس نے لدے ہوئے گدھے کو اپنے گھر میں داخل ہوتے ہوئے دیکھا تو اس کی وجہ سے بھلائی اس کے گھر

Marfat.com

میں آئے گی۔ وہ بھلائی ایسی ہوگی جو اس بوجھ کے جوہر کے مطابق ہو۔ گدھی کا دودھ عمدہ گزرنے کی علامت ہے۔ اور بعض دفعہ اس کا دودھ پینا بیماری کی دلیل ہے مگر وہ بعد میں ختم ہو جائے گی۔

گدھے کا گوشت کھانے سے مال ملے گا۔ اور عورت کا خواب میں گدھا دیکھنا اس کا خاوند ہے اور اگر مر گیا تو اس کا خاوند مرے گا جس نے گدھے سے کشتی کی تو اس کا کوئی قریبی رشتہ دار مر جائے گا۔ جس نے دیکھا کہ گدھا گھوڑا بن گیا ہے تو وہ بادشاہ سے مال حاصل کرے گا۔ اگر گدھے کو خچر بنتے دیکھا تو سفر سے خیر پائے گا۔ جو اپنے گدھے پر خواب میں سوار ہوا تو اس کو خیر یا نیک بختی میں قوت ملے گی جس سے وہ خوش ہو جائے گا اور جس نے اپنے لئے کوئی کھر دیکھا تو یہ اس کے لئے مال کی قوت اور تصرف مراد ہے۔ اسی طرح موزہ دیکھنے کی تعبیر ہے۔

اور جس نے کھروں کی آواز چوپائے دیکھے بغیر سنی تو اس سے مراد بارشیں ہیں اور گدھے کی تعبیر جاہل آدمی سے بھی دی جاتی ہے اور بعض دفعہ اس کا دیکھنا حرامی بچے کے دیکھنے پر دلیل ہے۔ جس نے گدھے کو آسمان سے اترتے دیکھا اور گدھے نے اپنا ذکر اس کی دبر میں دے دیا تو وہ بہت بڑا مال حاصل کرے گا جس سے وہ غنی ہو جائے گا۔ خاص کر دیکھنے والا بادشاہ ہو اور گدھا بھی کالا سیاہ ہو۔

الحمار الوحشی

گورخر یا زیبرا۔ اس کو حمار وحشی یا حمار وحش بھی کہا جاتا ہے اور اصل میں گدھا ہے۔ کبھی کبھی عیر کا لفظ گھریلوں گدھے پر بولتے ہیں۔ وحشی گدھا بہت باغیرت ہوتا ہے اس لئے ساری عمر اپنی مادہ کی حفاظت کرتا ہے۔

اس کا عجیب معاملہ یہ ہے کہ جب گدھی نر بچے کو پیدا کرتی ہے تو گدھا اس کے بچے کے خصیتین کاٹ لیتا ہے تو مادہ اس سے بھاگنے کا حیلہ کرتی ہے تاکہ وہ اس سے سلامت رہ سکے۔ اور کبھی کبھی وہ مادہ اس بچے کی ٹانگیں توڑ دیتی ہے تاکہ وہ چل نہ سکے اور پھر اس کو دودھ پلا پلا کر بڑا کرتی ہے۔ اس طرح وہ بچہ اپنے باپ سے سلامت رہتا ہے۔ اور حریری نے اپنے تیرھویں مقامہ میں اسی بات کی طرف اشارہ کیا ہے۔

یا رازق النعاب فی عشه وجابر العظم الکثیر المهیض

''اے کوے کے بچے کو اس کے گھونسلے میں رزق پہنچانے والے سخت ٹوٹی ہوئی ہڈی کو جوڑنے والے۔''

اتح لنا اللهم من عرضه من دنس الذم نقی رحیض

''اللہ ہمارے مقدر میں اس شخص کی سی عزت کر دے جو ہر مذمت سے صاف ستھرا ہے۔''

نعاب کا ذکر ان شاء اللہ باب النون میں آئے گا۔

کہا جاتا ہے کہ گورخر کی عمر ۲۰۰ یا اس سے زیادہ سال تک ہوتی ہے۔

۲۰۰ سال کا گدھا: ابن خلکان نے یزید بن زیاد کے حالات زندگی میں ذکر کیا ہے کہ لشکر کے کسی آدمی نے اسے بتایا ہے کہ وہ ایک جرود مقام پر اترے اور کئی گورخر شکار کئے۔ ان میں سے ایک گورخر کو معمول کے مطابق پکایا مگر وہ نہ گلا۔ یہاں تک کہ

Marfat.com

پورا دن اسی کے نیچے آگ جلاتے رہے۔ تو ایک فوجی اٹھا اور اس کا سر پکڑ کر ادھر ادھر الٹانے لگا۔ تو اس کے کان میں ایک مہر لگی ہوئی تھی تو دیکھا کہ وہاں بہرام گور لکھا تھا اور مہر کی علامت صاف نظر آ رہی تھی جو کوفی خط میں لکھی ہوئی تھی۔

ابن خلکان کہتے ہیں کہ وہ کان میرے پاس لایا گیا تو میں نے اس کا نام سامنے دیکھا۔ اور بہرام گور فارس کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ تھا جو نبیؑ کے نبی بننے سے بہت عرصہ پہلے گزرا ہے اس کی عادت تھی کہ جب شکار پکڑتا تو اس پر علامت لگا کر چھوڑ دیتا اللہ ہی جانتا ہے کہ اس گدھے کی علامت سے پہلے کتنی عمر ہوگی۔ یہ گدھا ۲۰۰ سال سے شائد زیادہ سال زندہ رہا۔ جرود دمشق کی بستیوں میں سے ایک بستی ہے۔

جہاں بہت زیادہ گورخر ہوتے ہیں۔ اور اس میں ایک دھوئیں والا پہاڑ بھی ہے۔ اس پہاڑ کو مدخن اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں بہت زیادہ تعداد میں گوہ ہیں۔ بعض کہتے ہیں جنگلی گدھا آٹھ سو سال سے بھی زیادہ زندہ رہتا ہے۔ اس کے مختلف رنگ ہوتے ہیں۔ اخدر یہ عمر میں سب سے زیادہ ہوتا ہے اور شکل میں بھی خوبصورت ہوتا ہے یہ اخدر کی طرف منسوب ہے جو کسریٰ اردشیر کا ایک سانڈ تھا۔ جو وحشی ہو گیا تھا اور گورخروں سے جا کر مل گیا۔ اس نے ان کو حاملہ کیا پھر ان میں سے جو پیدا ہوا اس کو اخدری کہتے ہیں۔

جاحظ کہتے ہیں کہ جنگلی گدھوں کی عمر گھریلو گدھوں سے زیادہ نہیں ہے اور ہمارے علم میں ایسا کوئی گدھا نہیں ہے جو ابو سیارہ کے گدھے سے لمبی عمر والا ہو۔ اور یہ آدمی یملۃ بن خالد عدوانی ہے۔ اس کا ایک سیاہ رنگ کا گدھا تھا۔ اس پر یہ لوگوں کو مزدلفہ سے منا تک پہنچاتا تھا اور کہتا تھا۔

لاھم مالی فی الحمار الاسود اصبحت بین العالمین احد

''اے اللہ میرے کالے گدھے کی وجہ سے مجھ پر کیوں حسد کیا جاتا ہے۔''

ھلا یکاد ذوالحمار الجلعد فق ابا سیارۃ المحسد

''اعلیٰ نسل کے گدھے والا میرے قریب کیوں نہیں آتا اے اللہ ابو سیارہ کو حسد کرنے والوں سے بچا۔''

من شر کل حاسد اذا حسد و من اذاۃ النافثات فی العقد

''ہر حاسد کی برائی سے جب وہ حسد کرے اور ہر گرہوں میں پھونکنے والیوں کی ایذا سے۔''

اللھم حبب بین نسائنا وبغض بین رعائنا

واجعل المال فی سمحائنا

''اے اللہ عورتوں کے مابین محبت پیدا کر دے اور چرواہوں کے مابین بغض ڈال اور مال سخیوں کو عطا کر۔''

اسی بارے میں کوئی شاعر کہتا ہے۔

خلو الطریق عن ابی سیارۃ و عن موالیہ بنی فزارۃ

حتی یجیز سالما حمارہ

''ابو سیارہ کا راستہ کھلا چھوڑ دو اور اس کی حلیف بنو فزارہ کا بھی یہاں تک کہ وہ سالم کو اپنا گدھا بطور عطیہ دے دے۔''

مستقبل القبلۃ یدعو جارہ فقد اجار اللہ من جارہ

Marfat.com

''قبلہ رخ ہو کر وہ اپنے ہمسائے کو بلا رہا ہے۔ اللہ بچائے اس آدمی کو جو اسے پناہ دے۔''

اسی لئے کہا جاتا ہے۔ اصح من حمار ابی سیارہ۔

یعنی فلاں آدمی ابوسیارہ کے گدھے سے بھی زیادہ صحت مند ہے۔ ابن ابی شیبہ اور ابن عبدالبر نے باسناد ابوفاطمہ لیثی یا ازدی یا دوسی کی حدیث ذکر کی ہے کہ ہم نبیؐ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپؐ نے فرمایا کوئی ہے جو صحت مند رہنا چاہتا ہے اور بیمار نہیں ہونا چاہتا؟ ہم نے کہا اے اللہ کے رسول ہم سب۔ تو آپ نے فرمایا کہ کیا تم صالہ گدھے کی طرح بننا چاہتے ہو۔ (صالہ اس جنگلی گدھے کو کہتے ہیں جو تیز آواز والا ہو۔ مقصد یہ ہے کہ صحیح جسم والے سخت آواز والے طاقتور اور چاک و چوبند) صحابہ نے کہا نہیں اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپؐ نے فرمایا کیا تم آزمائش والے اور کفارات والے بننا چاہتے ہو تو اللہ کی قسم اللہ مومن کو آزمائش میں صرف اس لئے آزماتا ہے تاکہ وہ اللہ کے نزدیک عزت والا بن جائے۔ کیونکہ اللہ جب کسی بندے کو اس کے اعلیٰ مقام پر پہنچانا چاہتا ہے مگر وہ آزمائش میں مبتلا ہوئے بغیر اس مقام کو نہیں پہنچ سکتا تو اللہ تعالیٰ اس کو آزمائش میں مبتلا کرتا ہے۔

اس کو بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ میں نے بعض اہل ادب سے پوچھا ہے تو انہوں نے کہا اس سے مراد وحشی گورخر ہیں۔

شرعی حکم: اس کا کھانا بالاجماع حلال ہے۔

صحیحین وغیرہ میں ہے کہ ہم تجھ کو یہ گوشت اس لئے واپس کر رہے ہیں کیونکہ ہم محرم ہیں۔

امام شافعی فرماتے ہیں کہ اگر گھریلو گدھا وحشی بن جائے تو پھر بھی اس کا کھانا حرام ہے۔ اور وحشی گدھا گھریلو بن جائے تو حرام نہیں ہوگا۔

وحشی گدھے کے حلال ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہے مگر مطرف سے مروی ہے کہ وحشی گدھا جب مانوس ہو جائے اور چارہ کھانے لگ جائے تو اس کا حکم گھریلو کا حکم ہے۔ مگر تمام اہل علم اس کے خلاف ہیں۔

گھریلو اور وحشی سے مل کر پیدا ہونے والا گدھا حلال نہیں ہوگا کیونکہ بچہ والدین میں حلت و حرمت کے لحاظ سے بہتر کے تابع ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ ان میں سے ہر ایک غیر ماکول اللحم فرض کیا جائے۔ جیسے ان میں سے جو زیادہ خسیس ہے نجاست میں بچہ اس کے تابع ہوگا۔

یہاں تک کہ اگر وہ کسی برتن میں منہ ڈالے تو اس کو سات دفعہ دھونا پڑے گا۔ یہ اس وقت ہوگا جب بچہ کتے اور بھیڑیے سے پیدا ہو۔ اور اسی طرح نکاحوں میں اخس کے تابع ہوگا۔ جیسا کہ کتابی اور بت پرست سے جو بچہ پیدا ہو اس سے مناکحت درست نہیں ہے (کیونکہ ان میں بت پرست اخس ہے)

علماء نے اس اصول کو جزیہ میں الٹ کہا ہے۔ اور بیان کیا ہے کہ کتابی اور بت پرست کے درمیان سے پیدا ہونے والے بچے کو ان میں سے اکثر دیت والے سے ملایا جائے گا۔ (یعنی اگر بت پرست کی دیت زیادہ ہوگی تو بچہ کو بت پرست سے ملایا جائے گا اور اگر اہل کتاب کی دیت زیادہ ہو تو اس بچے کو کتابی قرار دیا جائے گا) بعض کہتے ہیں کہ کم دیت والے کے تابع ہوگا بعض کہتے ہیں کہ باپ کا اعتبار کیا جائے گا۔ یہ تمام اقوال رافعی نے باب الغرۃ میں ذکر کئے ہیں۔

Marfat.com

حج میں انہوں نے زیادہ سخت والے کے تابع کیا ہے یہاں تک کہ اگر کسی نے ہرنی اور بکری سے مل کر پیدا ہونے والے جانور کو مار دیا تو اس پر سزا ہے۔ مگر انہوں نے زکوٰۃ کے مسئلہ میں اس کے برعکس میں فیصلہ دیا ہے۔ کہ گھریلو اور وحشی سے مل کر پیدا ہونے والے پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ اور دو گھریلو جانوروں کے اکٹھے بچے پر زکاۃ میں نظر ہے جیسے گائے اور بھینس کے ملاپ والے جانور۔ اور علماء نے مسلمان اور کافر سے پیدا ہونے والے بچے کے بارے میں حکم لگایا ہے کہ یہ ان دونوں سے اس کے تابع ہوگا جو دین کے لحاظ سے اشرف ہے یا اگر ان دونوں میں سے کسی نے بچہ کے بالغ ہونے سے پہلے اسلام قبول کر لیا تو بچہ اسلام کے حکم میں ہوگا۔ اور علماء نے غلامی اور آزادی میں بچہ کو ماں کے تابع کیا ہے۔ یعنی جب تک حمل میں رہے گا ماں کے تابع ہوگا۔ سوائے ام ولد کے اور فریب خوردہ کے بچے غلام نہیں ہوں گے اور بچہ نسب میں باپ کے تابع ہوگا۔ کیونکہ نسب میں باپ کا اعتبار کیا جاتا ہے نہ کہ ماؤں کا۔ مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیوں کی اولاد اس سے مستثنیٰ ہے۔ کیونکہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ اور یہ آپ کی خصوصیت ہے۔ ولد الزنا کا نسب مقطوع عن الاب ہوتا ہے لیکن جس کے نسب کا انکار کیا گیا ہو (یعنی اگر باپ نے بیٹے کو اپنا تسلیم نہ کیا) اس کا معاملہ ایسا نہیں ہے۔ اگر وہ اس کو اپنے ساتھ ملائے تو نسب درست ہوگا۔

باب الاضحیہ اور عقیقہ میں علماء نے تابع ہونے کے مسئلے کو نہیں چھیڑا۔ لیکن احتیاط اس میں تھی کہ ان میں اکثر سال کا اعتبار کیا جائے یہاں تک کہ اگر کوئی بچہ بھیڑ اور بکری کے درمیان پیدا ہوتا ہے تو اس کی قربانی میں تیسرے سال میں ہونے کا اعتبار کیا جائے۔ کیونکہ اس میں زیادہ سالوں والے کا تابع کیا جائے گا اور وہ بکری ہے۔ اس طرح سود کے مسئلے میں بھی انہوں نے تعرض نہیں کیا کہ آیا ان کو جنس مستقل شمار کیا جائے گا یہاں تک کہ ایک کا گوشت دوسرے کے گوشت کے بدلے زیادہ کر کے بیچا جا سکے۔ یا ان کو ایک ہی جنس تصور کیا جائے تو اس صورت میں زیادہ کر کے بیچنا حرام ہوگا۔ اور اس کا اعتبار کرنا ہی زیادہ بہتر ہے کیونکہ سود کا باب بڑا احتیاط کا متقاضی ہے۔ اسی طرح انہوں نے سلم اور قرض میں بھی اس کو نہیں چھیڑا یہاں تک کہ اگر کسی نے دو حیوانوں سے پیدا شدہ بچہ قرض دیا یا اس کا گوشت ادھار پر خریدا یا بکری یا بھیڑ میں سے کسی ایک کا گوشت قرض دیا اور قرض دار بکری اور بھیڑ سے پیدا شدہ جانور کا گوشت لے آیا۔

پس اس صورت میں اس کو قبول کرنا ضروری نہیں کیونکہ وہ دوسری قسم ہے اور ایک نوع کے بدلے دوسری نوع دینا صحیح نہیں ہے۔

اسی طرح انہوں نے شرکت اور وکالت اور قراض میں تعرض نہیں کیا کیونکہ یہ بہت کم پیش آتے ہیں اور ان سب معاملات میں بہتر وجہ یہ ہے کہ وہ سب میں جائز نہیں ہے۔ کیونکہ یہ عقود تب صحیح ہوں گی جب ان کا وجود عام ہو۔ اگر کسی نے کسی کے لئے بکری کی وصیت کی تو اس نے اس کو بکری اور بھیڑ سے پیدا ہونے والا جانور دیا تو قبول کرنے والے کو مجبور نہیں کیا جائے گا۔ کیونکہ وصیت معروف طریقے پر محمول کی جائے گی۔ واللہ اعلم

ضرب الامثال: عرب کہتے ہیں اکفر من حمار یعنی وہ حمار سے بھی زیادہ بڑا کافر ہے حمار قوم عاد کا ایک آدمی تھا۔ اس کو حمار بن مویلع کہا جاتا تھا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس حمار سے مراد حمار بن مالک بن نصر الازدی ہے یہ ایک مسلمان تھا۔ اس کی ایک وادی تھی جو طول میں ایک دن کی مسافت جتنی تھی اور چوڑائی میں چار فرسخ تھی عرب ممالک میں اس سے زیادہ کوئی شخص مالدار نہیں تھا اس کی زمین میں ہر قسم کے پھل اگتے تھے ایک دن اس کے بیٹے شکار کھیلنے نکلے تو ان پر بجلی گری اور وہ مر گئے تو حمار

Marfat.com

کہنے لگا جس نے میرے بیٹوں کے ساتھ یہ سلوک کیا ہے میں اس کی عبادت نہیں کروں گا اور اپنی قوم کو کفر کی دعوت دینے لگا جو اس کی نافرمانی کرتا وہ اس کو مار ڈالتا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو ہلاک کر دیا اور اس کی زمین کو خراب کر دیا تو عرب کفر میں اس کی مثال بیان کرتے ہیں۔ شاعر کہتا ہے:

الم تر ان حارثة بن بدر یصلی وھو اکفر من حمار

''کیا تم نے حارثہ بن بدر کہیں دیکھا ہے کہ وہ نماز پڑھتا ہو؟ وہ تو حمار سے بھی بڑا کافر ہے۔''

طبی فوائد اور خواص: ابن وحشیہ اور ابن سویدی وغیرہ نے کہا ہے وحشی گدھوں کی آنکھوں میں دیکھنا آنکھ کی صحت کو برقرار رکھتا ہے اور پانی کے نزول روکتا ہے۔ اس خاصیت کی وجہ سے جو اللہ نے اس میں رکھی ہے۔ اس کا پتہ آنکھوں میں لگانے سے نظر تیز ہوتی ہے اور اندھیرا ختم ہوتا ہے۔ آنکھ سے پانی کا نزول ابتدا سے ہی روک دیتا ہے۔ ان میں موٹے گدھے کا گوشت کھانا مفاصل کے مرض میں مفید ہے اور اس کو ختم کر دیتا اور اس کا گوشت نقرس کی بیماری کے لئے بھی بہت مفید ہے۔ اس کی چربی جب چھائیوں پر ملی جائے تو اس سے وہ ختم ہو جائیں گی۔ اس کا پتہ بال جھڑ میں طلا کرنے سے فائدہ ہوگا اگر اس کو کھایا جائے تو بستر پر پیشاب کرنے والے کے لئے مفید ہے اور اس کا بھیجہ چنبیلی کے تیل میں ملا کر سفید داغوں والے آدمی پر مالش کیا جائے تو اللہ کے حکم سے وہ مرض جاتا رہے گا۔

تعبیر الرؤیا: خواب میں وحشی گدھے کو دیکھنا ایسی بیوی اور لڑکے پر دلالت کرتا ہے جو بے وفا اور سخت دل ہوں یا دیہاتی ہوں۔ اسی اعتبار سے خواب دیکھنے والے کو اس کا حق اور جس آدمی نے دیکھا کہ وہ وحشی گدھے پر سوار ہے تو اس سے مراد گناہ ہے۔ اور جس نے دیکھا کہ وہ اس پر سوار ہے مگر گر پڑا ہے تو اس کو معصیت کی سزا سے ڈرنا چاہے اور جس آدمی نے وحشی گدھی کا دودھ پیا تو وہ اپنے دین میں عبادت گزار ہوگا اور جس نے دیکھا کہ اس نے خواب میں گدھے کا گوشت حاصل کر لیا ہے یا اس کا مالک بن گیا ہے تو اس کو عزت غنیمت اور مال ملے گا۔ جو دیکھے کہ گھریلو گدھا وحشی بن گیا ہے تو اس سے مراد تکلیف اور شر ہے۔ اور جس نے دیکھا کہ وحشی گدھا گھریلو بن گیا ہے تو یہ نفع اور خیر ہے۔

حمار قبان

نووی نے تحریر میں کہا ہے کہ یہ قب سے فعلان کے وزن پر ہے اس لئے یہ چاہے معرفہ ہو یا نکرہ منصرف نہیں ہوگا۔ اور جوہری نے کہا ہے کہ یہ چھوٹا سا جانور ہے۔ اور قبان عرب کے نزدیک قب سے فعلان کے وزن پر ہے اس لئے کہ عرب اس کو غیر منصرف۔ کہتے ہیں اور وہ ان کے نزدیک معرفہ ہے۔ اگر وہ فعال کے وزن پر ہوتا تو اس کو منصرف کہتے۔ تم کہہ سکتے تھے کہ میں نے قبان کے گدھوں کا ایک ریوڑ دیکھا۔ اور یہ غیر منصرف ہوگا۔

شاعر کہتا ہے۔

یا عجبا لقد رایت عجبا حمار قبان یسوق ارنبا

''کتنے تعجب کی بات ہے کہ میں ایک بڑی عجیب چیز دیکھی کہ قبان کا گدھا خرگوش کو ہانکے لے جا رہا ہے۔''

Marfat.com

خاطبها یمنعها ان تذهبا فقالت اردفنی فقال مرحبا

''اس نے اس سے خطاب کیا اور جانے سے منع کیا تو وہ کہنے لگی تو مجھے اپنے پیچھے سوار کر لے تو اس نے کہا مرحبا۔''

ابن مالک وغیرہ صرفیوں نے ذکر کیا ہے کہ ہر وہ اسم جس کے آخر میں نون الف کے بعد ہو اس کے اور فاء کلمہ کے درمیان حرف مشدد ہو تو ان نونوں کے اصل ہونے کا احتمال ہے اور ہم مثل حرفوں میں سے ایک کے زائد ہونے کا بھی احتمال ہے اور اس کے الٹ بھی ہوسکتا ہے۔ انہوں نے حسان' دکان' تبان' ریان' وغیرہ مثالیں دی ہیں اور انہوں نے کہا کہ اگر حسان حسن سے لیا گیا ہو تو اس کا نون اصلی ہے اور ایک سین زائد ہے اور اگر اس کو حس سے لیا گیا ہے تو تو اس کا نون زائد مع الالف ہوگا۔ اور پہلا لفظ کے مطابق حسان فعال کے وزن پر ہوگا اور دوسرے کے مطابق فعلان کے وزن پر ہوگا۔ اس لئے دوسرے لفظ کے لحاظ سے یہ غیر منصرف ہوگا کیونکہ اس میں الف نون زائدتان ہیں۔ جبکہ پہلے کے لحاظ سے ایسا نہیں ہوگا۔ اسی طرح تبان کو اگر تبن سے بنایا جائے تو اس کا نون اصلی ہوگا اور اگر تب سے بنایا جائے جس کا معنی گھاٹا ہے تو اس کا نون مع الالف زائد ہوگا اور اور غیر منصرف ہوگا۔ اسی طرح قبان ہوسکتا ہے کہ قب سے ماخوذ ہو اور قب کا معنی لاغری ہوگا اور اقب کا معنی ضامر البطن ہے جیسا کہ جوہری نے کہا ہے اور خیل القب تضمیر شدہ گھوڑے کو کہتے ہیں اور جاحظ عورتوں کی صفت بیان کرتے ہوئے کہتا ہے۔

یمشین مشی قطا البطاح تاودا قب البطون و رواجح الاکفال

''ریگستانوں کے قطا پرندے کی طرح وہ لچک لچک کر چلتی ہیں پتلے پیٹوں والے گھوڑوں کی طرح سرینوں کو حرکت دیتے ہوئے چلتی ہیں۔

ہوسکتا ہے کہ حمار قبان اسی قب سے ماخوذ ہو کیونکہ اس کا پیٹ پتلا ہوتا ہے کیونکہ یہ ایک گول چوپایہ ہے جو دینار جتنا ہوتا ہے۔ پتلے پیٹ والا ہوتا ہے۔ اور یہ تر جگہوں میں پیدا ہوتا ہے اور اس کی پشت پر ڈھال کی طرح کوئی چیز ابھری ہوئی ہوتی ہے۔ اس کی پیٹھ ایسے لگتی ہے جس طرح کوئی قبہ ہو جب یہ چلتا ہے تو اس کی ٹانگوں کے اطراف کے علاوہ کچھ بھی دکھائی نہیں دیتا۔ جب یہ چل رہا ہوتا ہے تو اس کا سر نظر نہیں آتا الا یہ کہ اس کو پشت کے بل الٹ دیا جائے کیونکہ اس کے چہرے کے سامنے ایک گول پردہ ہوتا ہے یہ گبریلے سے کم کالا ہوتا ہے اور اس سے چھوٹا ہوتا ہے۔ اس کی چھ ٹانگیں ہوتی ہیں یہ شورزدہ زمینوں کو اکثر پسند کرتا ہے اور گوبر والی جگہوں کو بھی۔

لفظ قبان کو قبن کے لفظ سے بھی ماخوذ کرنا درست ہے۔ قبن فی الارض قبونا کا معنی یہ ہے کہ وہ زمین میں چلا۔ صاحب مفردات کہتے ہیں۔

یہ چوپایا وہی ہے جس کو ہدبہ کہتے ہیں اور یہ زیادہ ٹانگوں والا ہوتا ہے اس کو چھوا جائے تو کنڈلی مار لیتا ہے۔ حمار قبان ایک پتلے پیٹ والی چیز ہے جو گول نہیں ہے اور لوگ اس کو ابو شحمہ کہتے ہیں یہ تر جگہوں کو پسند کرتا ہے ظاہر بات یہ ہے کہ یہ حمار قبان میں سے چھوٹوں کو کہتے ہیں اور پھر وہ بڑا ہونا شروع ہوتا ہے۔ اہل یمن اس کا اطلاق اس چھوٹے سے چوپائے پر کرتے ہیں جو ٹڈی سے کچھ بڑا ہوتا ہے اور کیڑے پتنگوں میں سے ہوتا ہے لیکن اشتقاق اس بات کی تائید نہیں کرتا اور ہوسکتا ہے کہ اس کا اشتقاق قمن المتاع سے ہو جس کا معنی وزن کرنے کا ہے۔ اس صورت میں الف اور نون اصلی ہونے کی وجہ سے منصرف ہوگا اور وہ قبان جس

Marfat.com

سے وزن کیا جاتا ہے اس کو رومی زبان میں عدل کہتے ہیں۔
اور پہلا اشتقاق زیادہ غالب ہے اسی لئے عربوں نے اس کے غیر منصرف ہونے کو ہی اختیار کیا ہے۔

شرعی حکم: اس کے خبیث ہونے کی وجہ سے یہ حرام ہے۔

ضرب الامثال: عرب کہتے ہیں اذل من حماری قبان وہ حمار قصبان سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔

طبی فوائد اور خواص: جب حمار قبان کو پانی ے ساتھ پیا جائے تو پیشاب کی تنگی اور یرقان میں مفید ہے بعض لوگوں نے کہا ہے کہ حمار قبان کو کپڑے کے کسی ٹکڑے میں باندھ کر تیسرے کے بخار والے پر لٹکایا جائے تو وہ اس کا قلع قمع کر دے گا۔

تعبیر الرؤیا: خواب میں حمار قبان کو دیکھنا ہمت کے کم ہونے پر نیچ لوگوں کی مخالطت اور ان کی کثرت پر درست کرتا ہے۔

الحمام

جوہری کہتے ہیں کہ عربوں کے نزدیک یہ بھی طوق والے جانوروں میں سے ہوتا ہے جیسے فاختہ' قمری' ساق حر' قطا و راشین وغیرہ یہ مذکر اور مونث دونوں کے لئے بولا جاتا ہے۔اس پر ہاء وحدت کے لئے آتی ہے تانیث کے لئے نہیں آئی۔اور عام لوگوں کے نزدیک یہ پالتو جانور ہیں اس کی واحد حمامۃ آتی ہے۔حمید بن ثور ہلالی اپنے شعروں میں کہتا ہے۔

وما هاج هذا الشوق الا حمامة　　دعت ساق حر برهة فترنما

''اس شوق کو حمامہ نے ہی ابھارا ہے۔اس نے کچھ دیر ساق حر کو بلایا تو دونوں گانا گانے لگے۔
حمامہ سے مراد یہاں قمری ہے۔''

اصمعی نے نابغہ کے قول میں کہا ہے۔

واحكم كحكم فتاة الحي اذ نظرت　　الى حمام شراع وارد الثمد

''تو بھی اسی طرح فیصلہ کر جس طرح اس قبیلے کی لڑکی نے فیصلہ کیا کہ جب اس نے قمریوں کو گھاٹ پر پانی پینے کے لئے اترتے دیکھا۔''

قالت الا ليتما هذا الحمام لنا　　الى حمامتنا او نصفه فقد

''تو کہنے لگی کاش کہ یہ ساری قمریاں یا ان سے آدھی ہماری قمریوں میں مل جائیں تو ان کی تعداد برابر ہو جائے۔''

فحسبوه فالفوه كما زعمت　　تسعا وتسعين لم ينقص ولم يزد

''جب لوگوں نے اس کو شمار کیا تو انہوں نے اس کے گمان کے مطابق ننانوے ہی پایا نہ کم نہ زیادہ۔''

یہ لڑکی زرقاء یمامہ تھی اس نے تنگ پہاڑوں میں وارد ہونے والے' قطا پرندوں کی طرف دیکھا تو کہنے لگی کاش کہ یہ پرندے ہمیں مل جاتے یا اس کے ساتھ اس جتنے آدھے ہمارے گھر کے قطا پرندے کے ساتھ مل جاتے تو وہ سو پورے ہو جاتے تو اس نے ان کا پیچھا کیا اور پانی پر شمار کیا گیا تو وہ چھیاسٹھ کی تعداد میں تھے۔

ابو عبیدہ کہتے ہیں کہ اس نے ان کو تین دن کی مسافت کی دوری سے دیکھ لیا تھا۔حمام سے مراد قطا پرندہ ہے۔

Marfat.com

اموی لکھتے ہیں کہ دواجن وہ ہوتے ہیں جو گھروں میں بچے نکالتے ہیں ان کو حمام بھی کہتے ہیں اور عجاج نے شعر کہا۔

انی ورب البلد المحرم والقاطنات البیت عند زمزم

قواطنا مکة من ورق اللحم

''مجھے حرام شہر کے رب کی قسم ہے اور زمزم کے پاس رہنے والے کبوتروں کی قسم جو مکہ میں کالے کبوتر ہیں۔''

حمامۃ کی جمع حمام اور حمائم اور حمامات آتی ہے کبھی کبھی حمام مفرد کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔

جران العود نے یہ شعر کہا ہے۔

''کافی عرصے بعد ایک کبوتری نے جو دوسرے کبوتر کو بلا رہی تھی مجھے بچپن یاد کرا دیا۔''

ابو حاتم نے اصمعی سے کتاب الطیر الکبیر میں بیان کیا ہے کہ یمام خشکی کے کبوتروں کو کہتے ہیں اس کا واحد یمامۃ ہے اور یہ کئی قسموں کے ہوتے ہیں۔ حمام اور یمام میں یہ فرق ہے کہ حمامہ کے دم کے نچلے حصے میں سفیدی ہوتی ہے اور یمامہ میں نہیں ہوتی۔

نووی نے تحریر میں اصمعی سے نقل کیا ہے ہر طوق والا پرندہ حمام ہوتا ہے۔ طوق سے مراد وہ سبزی سیاہی یا سرخی ہے جو کبوتری کی گردن کو گھیرے ہوئے ہو۔

کسائی کہتے ہیں کہ حمام جنگلی پرندہ ہوتا ہے اور یمام گھروں میں رہتا ہے۔ اور درست بات اصمعی کی ہی ہے۔

ازہری نے امام شافعیؒ سے بیان کیا ہے کہ جو بھی منہ لگا کر پانی پیئے اور کوکو کی آواز نکالے وہ کبوتر ہے۔ اگرچہ اس کے بہت سے نام ہوں۔

ابن سیدہ کے بقول پرندے کے لئے شرب کا لفظ نہیں بولا جاتا بلکہ عب کہتے ہیں اور ہدیر آواز کے دہرانے اور مسلسل نکالنے کو کہتے ہیں۔

رافعی کہتے ہیں کہ جو بھی منہ لگا کر پانی پیئے وہ کوکو کی آواز نکالتا ہے۔ اس لئے اگر حمام کی تعریف میں لفظ عب ہی بولتے تو کافی ہوتا۔ اس پر یہ بات دلالت کرتی ہے کہ امام شافعی نے عیون المسائل میں کہا ہے۔ **ما عب من الماء عبا فھو حمام و من شرب قطرة قطرة کدجاج فھو لیس بحمام۔**

رافعی نے جو کچھ کہا اس میں نظر ہے۔ کیونکہ عب سے ہدیر لازم نہیں آتا۔ بقول شاعر

علی حویضی نغر مکب اذا افترت فترة یعب

وحمرات شربھن غب'

''میرے چھوٹے سے حوض پر ایک چڑیا ہے جو سرنگوں بیٹھی ہے جب وہ ٹھہرتی ہے تو پانی پینے لگتی ہے اور سرخ رنگ کی چڑیاں منہ لگا کر پانی پیتی ہے۔''

یہاں نغر کی صفت عب بیان کی گئی ہے حالانکہ نغر (چڑیاں) مسلسل آواز نہیں نکالتی اگر وہ آواز نکالتی تو ان کو حمام کہا جاتا۔ نغر ایک قسم کی چڑیا ہے۔ جس کا ذکر باب النون میں آئے گا ان شاء اللہ۔ جب آپ نے یہ بات جان لی تو آپ کے لئے امام شافعی اور اہل لغت کا کلام منظم ہو کر سامنے آجائے گا کہ حمام کا لفظ اس پر بولا جاتا ہے جو گھروں سے مانوس ہو اور گھروں میں ہی

Marfat.com

بچے نکالے۔ یہ لفظ یمام پر قمری پر ساق حر (جو قمری کا مذکر ہوتا ہے) پر بھی بولا جاتا ہے اور فاختوں' قطا' وارشین اور یعاقیب' شفنین اور زاغ اور وروانی اور طورانی پر بولا جاتا ہے۔ ان کا ذکر اپنے اپنے ابواب میں آئے گا۔ فی الحال ان حمام کا ذکر ہوگا جو گھر سے مانوس ہوتے ہیں۔ ان کی دو اقسام ہیں۔ کچھ بری ہیں۔ یہ وہ حمام ہیں جو گنبدوں اور گرجوں میں رہتے ہیں۔ یہ آدمیوں سے نفرت کرتے ہیں۔ دوسرے گھریلو ہیں۔ اس کی مختلف قسمیں اور شکلیں ہیں۔ ان کو رواعب' مراعیش' عداد' سداد' مضرب' قلاب' منسوب' کہتے ہیں یہ باقی کی بہ نسبت ایسے ہیں جیسے گھوڑوں میں عتاق ہوتے ہیں اور باقی براذین کی طرح ہیں۔ جاحظ کہتے ہیں کہ حمام میں جو فقیع ہوتا ہے وہ ایسے ہی ہے جیسے انسانوں میں صقلاب ہے۔ اور صقلاب سفید رنگ والے کو کہتے ہیں۔

کبوتر بازی کا شرعی حکم: ابو داؤد وطبرانی' ابن ماجہ اور ابن حبان نے جید سند کے ساتھ ابوہریرہ سے نقل کیا ہے کہ نبیؐ نے ایک آدمی کو کبوتری سے کا پیچھا کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا کہ یہ شیطان ہے اور شیطان کے پیچھے جا رہا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ ایک شیطان کے پیچھے دوسرا شیطان لگا ہوا ہے۔

بیہقی کہتے ہیں کہ بعض اہل علم نے اس کو اس بات پر محمول کیا ہے کہ یہاں کبوتریوں کے ساتھ ہمیشہ مشغول رہنا اور ان کو چھتوں پر چڑھانا جہاں سے ہمسائیوں کے گھروں اور ان کی عورتوں پر تاک جھانک ہوتی ہو مراد ہے۔

بیہقی نے اسامہ بن زیدؓ سے روایت کیا ہے کہ میں عمر بن عبدالعزیز کے پاس حاضر ہوا وہ اڑنے والے کبوتروں کے ذبح کرنے کا حکم دیتے اور پر کٹے کبوتروں کو چھوڑ دیتے۔

ابن قانع اور طبرانی نے حبیب بن عبداللہ بن ابی بشر عن ابیہ عن جدہ روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ کو اترج اور سرخ کبوتری کی طرف دیکھنا پسند تھا۔

حاکم نے تاریخ نیشاپور میں عائشہؓ سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ کو سبزی' اترج اور سرخ حمام کو دیکھنا پسند تھا۔

ابن قانع اور حافظ ابوموسیٰ نے کہا ہے کہ حلال بن علاء نے کہا کہ سرخ حمام تفاح (سیب) کو کہتے ہیں۔ ابوموسیٰ کہتے ہیں کہ یہ تفسیر میں نے اور کسی کے ہاں نہیں دیکھی اور نبیؐ کے گھر ایک سرخ کبوتر تھا جس کو وردان کہتے تھے۔

ابن سنی کی عمل الیوم واللیلہ میں خالد بن معدان عن معاذ بن بن جبل روایت ہے کہ علیؓ نے نبی ﷺ کی طرف وحشت کی شکایت کی تو آپ نے اس کو حکم دیا کہ وہ کبوتروں کی جوڑی لے اور ان کبوتروں کے آواز نکالنے کے وقت اللہ کا ذکر کرے۔ حافظ ابن عساکر نے اس کو بیان کر کے کہا ہے کہ یہ بہت غریب ہے اور اس کی سند ضعیف ہے۔

ابن عدی نے اپنے کامل میں میمون بن موسیٰ کے حالات زندگی میں علیؓ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے نبیؐ سے ڈر جانے کی شکایت کی تو آپ نے ان سے کہا کہ تو کبوتروں کا ایک جوڑا لے جو تجھ سے مانوس ہو جائے اور اس کے بچے بھی تجھ کو مل جائیں گے اور اپنی آواز سے تجھے نماز کے لئے بھی جگائے گا۔ یا کوئی مرغ لے لے جو تجھ کو مانوس ہو جائے اور تجھ کو نماز کے لئے جگائے اور انہوں نے مزید محمد بن زیاد طحان کے ترجمہ میں محمود بن مہران عن ابن عباس بیان کیا ہے کہ نبیؐ نے فرمایا کہ پر کٹے ہوئے کبوتر اپنے گھروں میں رکھو یہ جنوں سے تمہارے بچوں کو محفوظ رکھیں گے۔

عبادہ بن صامت نے کہا کہ ایک آدمی نے نبیؐ سے ڈر جانے کی شکایت کی تو آپ نے اس سے کہا کہ کبوتروں کا ایک جوڑا

Marfat.com

لے لے اس کو طبرانی نے روایت کیا ہے۔ اور اس میں صلت بن جراح ہے جو غیر معروف ہے۔ باقی راوی صحیح کے راوی ہیں۔
کامل ابن عدی سہل بن فریر عن محمد بن منکدر عن جابر روایت ہے کہ نبیؐ نے فرمایا کہ کعبہ نے اپنے زائرین کے کم ہونے کی اللہ سے شکایت کی۔ تو اللہ نے اس کو وحی کی کہ میں تیری طرف ایسی قومیں بھیجوں گا جو تجھ سے اس طرح شفقت کریں گی جس طرح حمامہ اپنے بچوں سے شفقت کرتی ہے۔

سنن ابی ابوداؤد میں اور نسائی میں ابن عباس سے جید سند سے مروی ہے کہ نبیؐ نے فرمایا۔ آخر زمان میں کچھ لوگ ہوں گے جو سیاہ رنگ کا خضاب استعمال کریں گے جس طرح کبوتروں کے پوٹے ہوتے ہیں۔ تو وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پا سکیں گے۔
کبوتر کی فطرت میں یہ بات رکھی ہے کہ وہ اپنے گھونسلے کو ایک ہزار فرسخ کی دوری سے بھی تلاش کر لیتا ہے۔
اور یہ تھوڑی مدت میں دور کے شہروں کی خبریں لے آتا ہے۔ اور ان میں بعض ایک ہزار فرسخ ایک دن میں طے کر لیتے ہیں۔ بعض دفعہ اس کو پکڑ کر قید کر لیا جاتا ہے اور یہ دس سال یا اس سے بھی زائد عرصہ اپنے وطن سے غائب رہتا ہے پھر یہ اپنی پختگی عقل اور قوت حافظہ اور وطن کی کشش کی وجہ سے جب بھی اس کو موقع ملتا ہے واپس اپنے گھونسلے میں آ جاتا ہے۔ پرندوں میں جو درندے ہیں وہ اس کے بہت طالب رہتے ہیں۔ یہ باقی پرندوں کی بہ نسبت شاہین سے بہت ڈرتا ہے اور یہ اس سے زیادہ اڑتا ہے۔ بلکہ یہ تمام پرندوں سے زیادہ اڑتا ہے۔ لیکن یہ اس سے اس طرح ڈرتا ہے جس طرح گدھا شیر سے ڈرتا ہے۔ یا جس طرح بکری بھیڑیے سے اور چوہا بلی سے ڈرتا ہے۔

حمام کی عجیب طبیعت سے یہ بات بھی ہے کہ جس کو ابن قتیبہ نے عیون الاخبار میں مثنیٰ بن زہیر سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے مرد اور عورت میں جو چیز بھی دیکھی وہ میں نے کبوتر میں بھی دیکھی ہے۔ میں نے کبوتری کو دیکھا کہ وہ صرف اپنے مذکر کا ارادہ کرتی ہے اور مذکر صرف اپنی مونث کا ارادہ کرتا ہے الا یہ کہ ان میں سے ایک مر جائے یا گم ہو جائے۔ اور کبوتری کو جب کبوتر جفتی کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ ہار سنگھار کرتی ہے۔ اور ایسی کبوتری بھی ہوتی ہے جو اپنا جوڑا ہونے کے باوجود دوسرے کبوتر کو اپنے سے جفتی ہونے کا موقع دے دیتی ہے اور کبوتری کبوتری سے بھی جفتی کرتی ہے۔ کہتے ہیں کہ وہ اس سے انڈے بھی دیتی ہے لیکن اس سے بچے نہیں ہوتے۔ اور کبوتر بھی کبوتر کو جفتی کرتا ہے۔ اور ایسے بھی کبوتر ہیں جو ہر ملنے والے کو جفتی کرتے ہیں حالانکہ یہ اس کا جوڑا نہیں ہوتا۔ اور مونث کو ہر کبوتر جفتی کر دیتا ہے حالانکہ وہ اس کا جوڑا نہیں ہوتا۔ حیوانوں میں سے صرف انسان اور کبوتر جفتی کرتے وقت مونث کو بوسہ دیتے ہیں۔ اور یہ جفتی ہونے میں پاکدامنی اختیار کرتا ہے وہ اپنی دم کو زمین پر گھسیٹتا ہے۔ تاکہ مادہ کا اثر مٹ جائے۔ گویا کہ وہ جانتا ہے جو اس نے کیا ہے اس لئے وہ اس کے مٹانے میں کوشش کرتا ہے۔
اور کبھی کبھی چھ ماہ گزرنے پر جفتی کرتا ہے اور مونث ۱۴ دن حاملہ رہتی ہے۔ دو انڈے دیتی ہے۔ ایک مونث ہوتا ہے ایک مذکر ہوتا ہے۔ پہلے اور دوسرے انڈے کے درمیان ایک دن کا فاصلہ ہوتا ہے۔ دن کا کچھ حصہ نر انڈوں پر بیٹھ کر ان کو گرم رکھتا ہے۔ اور باقی دن مونث بیٹھتی ہے۔ اسی طرح رات میں بھی ہوتا ہے۔ جب مونث انڈے دیتی ہے اور انڈوں کو سینے سے کسی وجہ سے انکار کرتی ہے تو مذکر اس کو مارتا ہے اور سینے پر مجبور کرتا ہے۔ جب مذکر مونث کو جفتی کرتا ہے تو بچوں کو گھونسلے سے نکال دیتا ہے۔ جب اس کے بچے انڈوں سے نکلتے ہیں تو اللہ ان کو الہام کرتا ہے کہ وہ نمکین مٹی کو چبا کر ان کو کھلائے تاکہ کھانے کی نالی

Marfat.com

صاف ہوجائے۔

فسبحان اللطیف الخبیر الذی اعطی کل نفس هداها.

ارسطو کے بقول کبوتر آٹھ سال تک زندہ رہتے ہیں۔ثعلبی وغیرہ نے وہب بن منبہ سے اللہ کے اس فرمان کی تفسیر ذکر کی ہے۔

﴿وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَ يَخْتَارُ۔﴾

کہ یختار کا مطلب یہ ہے کہ چوپاؤں میں اللہ بھیڑ کو پسند کرتا ہے اور پرندوں سے حمام کو پسند کرتا ہے۔

اہل تاریخ نے ذکر کیا ہے کہ امیر المومنین المستر شد باللہ بن المستظہر باللہ جب قید ہوا تو انہوں نے اپنے خواب میں یہ دیکھا۔کہ اس کے ہاتھ پر ایک ہاروالی کبوتری ہے اس کے پاس ایک آدمی آیا اور اس سے کہا کہ تیری خلاصی اس میں ہے۔جب صبح ہوئی تو اس نے ابن سکینہ سے یہ بات کی تو انہوں نے کہا کہ آپ نے اس کی کیا تعبیر دی ہے۔انہوں نے کہا کہ میں نے اس کی تعبیر ابوتمام کے اس شعر سے کی ہے۔

هن الحمام فان کسرت عیافة من حائهن فانهن حمام

''وہ کبوتر ہیں اگر تو ان کو بطور فال اس کی حاء کو کسرہ دے دے تو یہ موت بن جائیں گے۔''

اور میرا چھٹکارہ بھی موت سے ہی ہوگا۔تو کچھ دنوں بعد وہ ۵۲۹ھ میں قتل کر دیا گیا۔اس کی خلافت سترہ سال ۸ مہینے اور کچھ دن رہی۔

بیہقی نے شعب الایمان میں معمر سے روایت کیا ہے کہ ایک آدمی ابن سیرین کے پاس آیا اور کہا میں نے خواب دیکھا ہے کہ ایک کبوتری نے ایک موتی منہ میں لے لیا ہے۔پھر وہ جتنا اس کے منہ میں داخل ہوا اس سے بڑا بن کر نکلا۔ایک اور کبوتری کو دیکھا کہ اس نے موتی منہ میں ڈالا تو اس کے منہ سے چھوٹا ہو کر نکلا اور ایک تیسری کبوتری کو دیکھا کہ اس نے ایک موتی نگلا تو اس جتنا ہی ہو کر باہر نکلا۔ابن سیرین نے کہا۔جو موتی بڑا بن کر نکلا یہ حسن بن ابوحسن بصری ہے یہ حدیث کو سنتا ہے اور اس کو اپنی زبان سے عمدہ بناتا ہے پھر اس کے ساتھ اپنے مواعظ ملاتا ہے اور جو چھوٹا بن کر نکلا یہ محمد بن سیرین ہے۔یہ حدیث سنتا ہے پھر اس سے کم کرتا ہے۔اور جو اتنا ہی نکلا وہ قتادہ ہے کہ یہ تمام لوگوں سے بڑا حافظ ہے۔

ابن خلکان نے ابن سیرین کے حالات زندگی میں بیان کیا ہے کہ ایک آدمی اس کے ہاں آیا اور کہا کہ میں نے دیکھا کہ میں نے اپنے ہمسائے کی کبوتری پکڑی ہے۔پھر میں نے اس کے بازو توڑ دیئے ابن سیرین کا چہرہ بدل گیا اور کہا کہ پھر کیا ہوا۔وہ کہنے لگا پھر ایک کالا کوا آیا اور میرے گھر کے پچھواڑے بیٹھ کر نقب لگائی تو محمد بن سیرین نے کہا کہ تیرے رب نے تجھے کتنا جلدی ادب سکھا دیا تو اپنے ہمسائے کی بیوی کے پاس جاتا ہے اور ایک کالا سیاہ آدمی تیری عورت کے پاس آتا ہے۔

ابن سیرین انسؓ بن مالک کے غلاموں سے تھے اور بزاز ہو گیا تھے اور یہ انس بن مالک نبیؐ کے خادم ہیں۔ابن سیرین پر کچھ قرضہ بھی جس وجہ سے ان کو قید کر لیا گیا۔اور وہ کہتے تھے کہ مجھے وہ گناہ معلوم ہے جس کی وجہ سے قرضہ مجھ پر چڑھ گیا ہے۔کسی نے پوچھا کونسا گناہ ہے۔انہوں نے کہا میں عرصہ چالیس سال سے ایک آدمی کو یا مفلس کہہ کر پکارتا رہا تھا۔

Marfat.com

بعض بزرگوں نے کہا کہ لوگوں کے گناہ کم ہیں اس لئے ان کو پتہ چل جاتا ہے کہ ہم پر مصیبت کہاں سے آئی ہے اور ہمارے گناہ زیادہ ہیں اس لئے ہم کو نہیں معلوم کہ ہم پر مصیبت کہاں سے آئی ہے۔

ابن خلکان کہتے ہیں کہ انس بن مالک نے وفات کے وقت وصیت کی کہ مجھے غسل اور کفن محمد بن سیرین دیں اور میری نماز جنازہ بھی وہی پڑھائیں۔ جب انسؓ فوت ہوئے تو محمد بن سیرین جیل میں تھے تو لوگوں نے امیر سے ان کے کفن دفن کی اجازت مانگی تو امیر نے اجازت دے دی۔ محمد بن سیرین نے کفن اور غسل دیا نماز پڑھائی اور گھر جانے سے پہلے ہی جیل آ گئے۔

ابن سیرین کبار تابعین میں سے ہیں۔ تعبیر الرؤیا میں ان کو مہارت تھی۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ان کے پاس ایک عورت آئی جبکہ وہ صبح کا کھانا کھا رہے تھے۔ اس عورت نے کہا کہ میں نے چاند کو ثریا میں داخل ہوتے دیکھا ہے اور مجھے کسی بلانے والے نے پیچھے سے یہ آواز دی کہ ابن سیرین کے پاس جا کر یہ خواب بیان کرو۔

ابن سیرین کا رنگ بدل گیا اور اپنا پیٹ پکڑ کر کھڑے ہو گئے۔ تو ان کی بہن نے کہا کیا بات ہے انہوں نے کہا کہ یہ عورت کہہ رہی ہے میں سات دن بعد مر جاؤں گا۔ تو وہ سات دن بعد ۱۱۰ھ میں حسن بصری سے ۱۰۰ دن بعد فوت ہو گئے۔

بیہقی کی شعب الایمان میں ہے کہ سفیان ثوری نے کہا کہ کبوتروں سے کھیلنا قوم لوط کا کام تھا۔

ابراہیم نخعی کہتے ہیں جوا اڑنے والی کبوتری سے کھیلے گا وہ فقیری کا دکھ جھیل کر ہی مرے گا۔

بزار نے مسند میں کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مکڑی کو حکم دیا تو اس نے غار کے منہ پر جالا بنا دیا اور اللہ تعالیٰ نے دو جنگلی کبوتریاں بھیج دیں جو غار کے منہ پر کھڑی ہو گئیں۔ اس وجہ سے مشرکین نبی ﷺ کو نہ پکڑ سکے۔

حرم کے سارے کبوتر انہیں کبوتروں کی نسل سے ہیں۔ ابن وہب سے مروی ہے کہ مکہ کے کبوتروں نے فتح مکہ کے دن نبیؐ پر سایہ کیا تھا تو نبیؐ نے ان کے لئے برکت کی دعا کی تھی۔

طبرانی نے صحیح سند سے ابوذرؓ سے بیان کیا ہے کہ نبیؐ یہ آیت مجھ پر بار بار پڑھتے تھے: ﴿وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ۔﴾

یہاں تک کہ میں اونگھنے لگا۔ تو آپؐ نے فرمایا اے ابوذر اس وقت تیرا کیا حال ہوگا۔ جب لوگ تجھ کو مدینہ سے نکال دیں گے۔ تو وہ کہنے لگے۔ اللہ کی زمین بڑی وسیع ہے میں مکہ چلا جاؤں گا۔ اور وہاں جا کر حرم کی کبوتریوں میں سے ایک کبوتری بن جاؤں گا۔ آپؐ نے فرمایا۔ جب وہ تجھے مکہ سے بھی نکال دیں گے تو تیرا کیا حال ہوگا۔ تو میں نے کہا کہ میں شام کے نرم علاقے کی طرف نکل جاؤں گا۔ تو نبیؐ نے فرمایا اے ابوذر جب وہ تجھے شام سے بھی نکال دیں گے اس وقت تیرا کیا حال ہوگا۔ وہ کہنے لگے اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں اپنی تلوار اپنے کندھے پر رکھ لوں گا۔ نبیؐ نے فرمایا کیا اس سے بہتر یہ نہیں ہے کہ تو سنے اور اطاعت کرے چاہے وہ کوئی حبشی ہی کیوں نہ ہو۔

صحیح بخاری میں اس حدیث کا ایک حصہ بھی ہے۔ ابن ماجہ میں بھی اس کے شروع کا ایک حصہ ہے۔

بیان کیا گیا ہے کہ ہارون رشید کو کبوتر اور ان سے کھیلنا بہت پسند تھا۔ تو اس کو کسی نے تحفہ کے طور پر کبوتر بھیجے۔ اس وقت اس کے پاس ابوالبختری وہب القاضی بھی تھا۔ اس نے اس وقت ہارون کو اپنی سند سے ابوہریرہؓ کی روایت سنائی کہ نبیؐ نے فرمایا کہ

Marfat.com

اونٹ گھوڑے کبوتر کے علاوہ کسی کی دوڑ لگوانا جائز نہیں۔ اس نے رشید کے لئے یہ لفظ گھڑ کر حدیث میں داخل کر دیا۔ تو رشید نے اس کو بڑا انعام عطا کیا۔ جب یہ اس کی مجلس سے باہر نکلا تو اس نے کہا کہ خدا کی قسم مجھے معلوم ہے اس نے جھوٹ بولا ہے اور اسی وقت اس نے کبوتر کے متعلق حکم دیا تو اس کو ذبح کر دیا گیا اس سے پوچھا گیا کہ کبوتر کا کیا قصور ہے اس نے کہا کہ اس کی وجہ سے نبیؐ پر جھوٹ بولا گیا۔

اس جیسی دوسری موضوع روایات کی وجہ سے علماء نے ابوالبختری کو ترک کر دیا اور اس کی حدیث لکھنی چھوڑ دی۔

ابوالبختری بکار بن عبداللہ زبیری کے بعد مدینے کا قاضی تھا پھر ابو یوسف کے بعد بغداد کا قاضی بنا۔ یہ ابو یوسف صاحبِ ابوحنیفہ ہیں۔ ابوالبختری مامون کی خلافت میں ۲۰۰ھ میں فوت ہوا۔

بختری بختر ہ سے ماخوذ ہے جو تکبر کو کہتے ہیں اور بہت سے لوگ اس کو بختری جو مشہور شاعر ہے سے دھوکہ کھاتے ہوئے غلط پڑھتے ہیں حالانکہ پہلا بختری خاء معجمہ کے ساتھ ہے اور دوسرا حائے مہملہ سے ہے۔

ابن ابی خیثمہ اور شیخ تقی الدین قشیری نے الاقتراح میں کہا ہے کہ یہ کبوتر کی حدیث وضع کرنے والا غیاث بن ابراہیم تھا جس نے یہ حدیث مہدی کے لئے وضع کی تھی یہ حدیث رشید کے لئے وضع نہیں کی گئی۔

ابن قتیبہ کہتے ہیں ابوالبختری وہب بن وہب بن وہب ہے۔ اور اسی طرح فارس کے بعض بادشاہوں میں بہرام بن بہرام بن بہرام ہے۔ اور اسی طرح طالبین میں حسن بن حسن بن حسن ہے۔ اسی طرح غسان میں حارث اصغر بن حارث الاعرج بن حارث اکبر ہے۔

میں کہتا ہوں اسی طرح متاخرین میں غزالی محمد بن محمد بن محمد ہے۔ جو رائج اصحاب مذاہب میں سے تھا۔

اور ہم کو جو ایک مشہور روایت بیان کی گئی ہے اور ہم نے اس کو سند صحیح سے شیخ عارف باللہ شاذلی سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا میں نے نبی ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آپؐ نے موسیٰؑ اور عیسیٰؑ پر امام غزالی کے ساتھ فخر کیا اور فرمایا کہ تمہاری امتوں میں اس جیسا عالم ہے۔ تو انہوں نے کہا نہیں۔

شیخ ابوالعباس مرسی نے امام غزالی کا ذکر کر کے اس کے لئے صدیقیت عظمیٰ کی شہادت دی اور آپ کو ان کا مقام جاننے کے لئے یہی کافی ہے کہ نبیؐ نے ان کے ذریعے موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام پر فخر کیا اور صدیقوں نے ان کی صدیقیت کی گواہی دی۔

ہمارے شیخ جمال الدین اسنوی نے ''مہمات'' میں ان کا بڑا عمدہ تذکرہ ذکر کیا ہے اور کہا ہے۔ وہ موجودات کے قطب ہیں اور ہر موجود کے لئے وہ برکت شاملہ ہیں۔ اور اہل ایمان کے خلاصے کی روح ہیں۔ اللہ کی رضا تک پہنچنے والا راستہ ہیں۔ ہر صدیق ان کے ذریعے اللہ کا قرب حاصل کرتا ہے۔ ان سے صرف ملحد اور زندیق ہی بغض رکھتا ہے۔ اس زمانے کے بلند ترین لوگوں میں سے وہ منفرد ہیں۔ جتنا کہ اس باب میں منفرد ہوا جا سکتا ہے۔ اس منزلت میں کوئی انسان ان کے ساتھ شامل نہیں ہو سکتا۔

حجۃ الاسلام زین الدین محمد غزالی کو بغداد شہر میں مدرسہ نظامیہ میں تدریس کا شعبہ سونپ دیا گیا پھر انہوں نے اس کو چھوڑ دیا اور زہد کے راستے پر چل پڑے۔ اور حج کا ارادہ کیا واپس آئے تو شام کو چلے گئے دمشق کی جامع کے ایک کونے میں قیام پذیر ہو گئے۔ پھر بیت المقدس منتقل ہو گئے اور وہاں سے مصر کا ارادہ کیا۔ اسکندریہ میں ایک زمانہ تک قیام کرنے کے بعد اپنے وطن

Marfat.com

طوس واپس چلے گئے پھر نیشاپور میں انہیں لایا گیا اور مدرسہ نظامیہ کی تدریس انہیں سونپ دی گئی انہوں نے پھر اسے چھوڑ دیا اور وطن واپس آ گئے وہاں پر صوفیہ کے لئے ایک خانقاہ بنائی اور اپنا وقت درود و وظائف اور تلاوت قرآن اور نیک لوگوں کی مجلس کثرت عبادت تخلی عن الدنیا اور توجہ الی اللہ میں پوری ہمت سے صرف کرنے لگے۔ اور علوم حقیقیہ میں تبحر حاصل کرنے میں اور نفع بخش کتابوں کے لکھنے میں وقت صرف کرنے لگے خصوصاً اپنی کتاب احیاء العلوم الدین کی تصنیف میں۔ یہ کتاب ایسی ہے کہ آخرت کی طلب رکھنے والا آدمی اس سے بے پرواہ نہیں رہ سکتا۔ امام غزالی جمادی الاخری ۵۰۵ھ کو طوس کے مقام پر انتقال فرما گئے۔ ابن خلکان نے ذکر کیا ہے کہ شرف الدین بن عنین خوارزم میں فخر الدین رازی کے درس میں شریک ہوئے تو اچانک ایک کبوتری ان کے پاس آ کر گری اس کو کسی شکاری پرندے نے بھگایا تھا جب وہ گری تو وہ شکاری پرندہ واپس چلا گیا کبوتری اس کے خوف اور سخت سردی کی وجہ سے اڑنے پر قادر نہ ہو سکی۔ جب امام فخر الدین رازی اپنے درس سے فارغ ہوئے تو اس پر جا کھڑے ہوئے اور اس کے لئے نرمی اختیار کی اور اس کو اپنے ہاتھ سے پکڑ لیا تو ابن عنین نے فی البدیہہ چند اشعار کہے ان میں سے کچھ یہ ہیں۔

من نباء الورقاء ان محلکم حرم وانك ملجا للخائف

''سیاہ کبوتری کی یہ خبر ہے کہ آپ کا گھر اس کے لئے حرم ہے اور آپ خوف زدوں کی پناہ گاہ ہیں۔

وفدت علیك وقد تدانی حتفها فحبوتها ببقائها المستانف

''وہ آپ پر فدا ہو گئی حالانکہ اس کی موت قریب آ گئی تھی تو آپ نے اس کو نئی زندگی بخش دی۔''

لو انه تحبی بمال لا نثنت من راحتیك بنائل متضاعف

''اگر وہ مال پسند کرنے والی ہوتی تو آپ کے ہاتھوں سے دوگنا چوگنا مال لے کر جاتی۔''

شرف الدین بن عنین اور ملک المعظم عیسیٰ بن الملک العادل ابوبکر بن ایوب والی دمشق کے درمیان محبت اور مصاحبت تھی۔ اور ان کے درمیان ایسے معاملات چلتے تھے جو الملک المعظم کے حسن ادراک پر دلالت کرتے تھے۔ ان میں ایک واقعہ یہ ہے کہ ابن عنین کو بخار ہو گیا۔ تو اس نے الملک المعظم کو لکھا۔

انظر الی بعین مولی لم یزل یولی الندی وتلاف قبل تلافی

''میری طرف نظر فرمائیں جیسے غلاموں کی طرف دیکھا جاتا ہے جو ہمیشہ عطیات عنایت فرماتا ہے اور میرے ہلاک ہونے سے پہلے پہلے میرے مصائب کی تلافی کیجئے۔''

انا کالذی احتاج ما یحتاجه فاغنم ثنائی والثواب الوافی

''میں اس شخص کی طرف محتاج ہوں جس کا انسان محتاج ہوتا ہے تو میری تعریف اور پورا ثواب غنیمت سمجھ۔''

تو وہ خود اس کے پاس تین دینار لے کر آیا۔ اور کہنے لگا هذه الصله وانا العائد اگر یہ بات کسی بہت بڑے نحوی سے وقوع پذیر ہوتی تو اس کو ایک عظیم بات خیال کیا جاتا کہ ایک بادشاہ کے منہ سے یہ کلام نکلے۔ بادشاہ کا یہ کہنا یہ معنی رکھتا ہے کہ اسم موصول صلہ اور عائد ضمیر کا محتاج ہوتا ہے۔ تو صلہ وہ ہوا جو اس کو مال دیا گیا اور عائد کے دو معنی ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ ہو سکتا ہے کہ میں تیرے

Marfat.com

لئے اس کے بعد مزید صلہ لے کر آ ؤں گا لہٰذا خوش باش رہیں اور دوسرا معنی عاد یعود عیادۃ سے ہے یعنی مریض کی عیادت کرنا۔

الملک المعظم نہایت فاضل سمجھدار، بہادر اور حنفی المذہب تھے فن ادب میں رغبت رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ انہوں نے یہ انعام مقرر کر رکھا تھا کہ جو شخص زمخشری کی مفصل حفظ کرے گا تو اس کو سو دینار اور خلعت عطا کی جائے گی اس انعام کی وجہ سے بے شمار لوگوں نے اس کو حفظ کیا ہے۔ الملک المعظم ۶۲۴ھ کو وفات پا گئے۔

امام فخر الدین رازی جن کا ابھی پہلے ذکر ہوا ہے عید الفطر کے دن ۶۰۰ھ کو ہرات کے مقام پر فوت ہوئے۔

فائدہ: ہر انسان اپنے ہم شکل کے ساتھ ہوتا ہے جس طرح ہر پرندہ اپنے ہم جنس کے ساتھ رہتا ہے۔ مالک بن دینار کہا کرتے تھے دس میں سے دو آدمی بھی جب کسی بات متفق ہو جائیں تو ضرور ان میں سے ایک میں دوسرے کا وصف ہوتا ہے۔ تو لوگوں میں ہم شکل ہونا پرندوں کے ہم جنس ہونے کی طرح ہے۔ پرندوں میں دو پرندے آپس میں متفق ہوتے ہیں تو ان کے درمیان کوئی نہ کوئی مناسبت ضرور ہوتی ہے۔ ایک دن انہوں نے کبوتری کو کوے کے ساتھ دیکھا تو ان کے اتفاق کرنے پر وہ متعجب ہوئے اس لئے کہ ان کی شکلیں ایک جیسی نہیں تھیں۔ پھر جب وہ چلے تو پتہ چلا کہ دونوں لنگڑے ہیں تب وہ کہنے لگے کہ اس لنگڑا ہونے میں یہ دونوں متفق ہیں۔ ہر انسان اپنے ہم شکل کی طرف مانوس ہوتا ہے۔ جیسے ہر پرندہ اپنے ہم جنس کے ساتھ مانوس ہوتا ہے۔ اگر دو جاندار تھوڑے وقت کے لئے بغیر مناسبت ساتھی بن بھی جائیں تو وہ ضرور ایک نہ ایک دن جدا ہو جائیں گے۔ جیسا کہ بعض شعراء نے کہا۔

وقائل کیف تفرقتما		فقلت قولا فیہ انصاف

''کتنے ہی کہنے والے ہیں کہ تم دونوں کیوں جدا ہو گئے تو میں نے ایک انصاف کی بات کہی۔''

لم یک من شکلی ففارقتہ		والناس اشکال والاف

''کہ وہ میری ہم شکل نہیں تھی تو میں نے اس کو چھوڑ دیا اور لوگ ہم شکل اور ہم الفت ہوتے ہیں۔''

اس کے متعلق ایک بات صعوہ چڑیا کے ذکر میں آئے گی۔

امام احمد نے کتاب الزہد میں یزید بن میسرہ سے روایت کیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اپنے اصحاب سے کہا کرتے تھے کہ اگر تم سے ہو سکے کہ تم کبوتر کی طرح اللہ کی محبت میں دیوانے ہو جاؤ تو ضرور کوشش کرو۔

امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کبوتر سے زیادہ دیوانہ کوئی نہیں ہوتا۔ کیونکہ تم اگر اس کے بچوں کو اس کے نیچے سے پکڑ کر ذبح بھی کر دو تو وہ کبوتر پھر اسی جگہ آ کر بچے دے گا۔

اس کا شرعی حکم: اس کی تمام قسموں کا کھانا بالاتفاق حلال ہے۔ کیونکہ یہ طیبات میں سے ہے اور اس لئے بھی کہ محرم اگر اس کو قتل کر دے تو شارع علیہ السلام نے اس پر بکری واجب کی ہے۔ اس کے مستند ہونے کی دو وجہیں ہیں کہ ان دونوں میں ایک دوسرے سے مشابہت ہے کیونکہ یہ دونوں گھروں سے مالوف ہوتے ہیں اور لوگوں سے مانوس ہوتے ہیں۔ دوسری وجہ جو زیادہ صحیح ہے وہ یہ ہے کہ اس کا مستند ہونا توقیفی ہے۔ رافعی نے شیخ ابو محمد سے اختلاف نقل کیا ہے کہ اگر کسی نے کبوتر یا اس سے بڑا پرندہ قتل کر دیا تو اس کی بھی اس پر بنا ہوگی۔ اگر ہم کہیں کہ یہ توقیفی طور پر مستند ہے تو ہمارے اوپر بکری لازم ہوگی اور اگر ہم مشابہت کو سند

Marfat.com

بنائیں تو ہم پر قیمت واجب ہوگی۔

امام نووی رحمہ اللہ نے اس کو کتاب الروضہ سے ساقط کر دیا ہے گویا کہ انہوں نے یہ خیال کیا ہے اس میں سوائے لفظی اختلاف کے اور کوئی فائدہ نہیں۔

کبوتر اور ہر پرندے کے انڈے اور ان کا شکار کرنا محرم پر حرام ہے اگر کوئی آدمی ان کو تلف کر دے تو اس پر ان کی قیمت کی ضمانت ہوگی یہی ہمارا' امام احمد اور دوسرے لوگوں کا مسلک ہے۔ امام مزنی اور بعض اصحاب داؤد ظاہری کا کہنا ہے کہ انڈے میں کوئی فدیہ نہیں ہے امام مالک فرماتے ہیں اصل قیمت کا عشر فدیہ دے گا۔ ابن منذر کہتے ہیں کہ کبوتر کے انڈے میں علماء نے اختلاف کیا ہے۔ تو علی اور عطاء نے کہا کہ دو انڈوں کے عوض میں ایک درم دے گا۔ زہری شافعی اور اصحاب الرائے اور ابوثور کہتے ہیں کہ اس کی قیمت دے گا۔ اس کا حکم انشاء اللہ تعالیٰ شتر مرغ کے انڈے کے ذکر میں آئے گا۔

اس کے شکار کے احکام میں سے یہ بات ہے کہ جب کسی کے مملوک کبوتروں کے ساتھ محصور اور مباح کبوتر مل جائیں تو ان کا شکار جائز نہیں اور اگر مباح کبوتر ایک جانب میں مل جائیں تو اس کونے میں شکار کرنا جائز ہے۔ اگر مملوکہ برجوں کے بے شمار کبوتر دوسرے شہر کے کبوتروں کے ساتھ مل گئے۔ تو ان کے شکار کے جواز کی دو وجہیں ہیں ان میں سے زیادہ صحیح جواز ہے۔ اور حوض میں مچھلیوں کی بیع کی تفصیل کے مطابق برجوں میں کبوتروں کی بیع کے مسائل ہیں۔ عن قریب باب السین مہملہ اس کا بیان آئے گا۔ اگر کسی نے اڑتے ہوئے کبوتر کو اس اعتماد پر بیچ دیا کہ وہ اپنی عادت کے مطابق ضرور واپس آئے گا تو اس میں دو وجہیں ہیں ان میں زیادہ امام شافعی کے نزدیک جواز ہے۔ جیسے کام پر بھیجے ہوئے غلام کی بیع جائز ہے اور جمہور کے نزدیک منع ہے کیونکہ اس کے واپس آنے کا بوجہ بے عقل ہونے کے یقین نہیں ہوتا۔

اور سود کے بارے میں اس کے احکام یہ ہیں کہ اس کی تمام قسمیں ایک ہی جنس سے ہوتی ہیں جیسا مراوزہ نے کہا ہے۔ عراقیوں نے کہا ہے کہ اس میں سے ہر قسم ایک جنس ہے۔ حمام ایک جنس ہے۔ قماری ایک جنس ہے۔ اور فواخت ایک جنس ہے۔ جہاں تک اس کے انڈوں اور چوزوں کو خریدنے کا تعلق ہے اور خطوط وغیرہ لے جانے کا تو یہ بلا کراہت جائز ہے۔ ان کے ساتھ کھیلنا اور ان کو آپس میں مقابلہ میں اڑانا بعض لوگوں نے جائز قرار دیا ہے کیونکہ جنگ وغیرہ میں خطوط رسانی کے لئے ان کی ضرورت ہوتی ہے لیکن زیادہ صحیح اس کا مکروہ ہونا ہے کیونکہ حدیث ابی ہریرہ میں یہ گزر چکا ہے کہ نبیؐ نے کبوتر کے بارے میں فرمایا کہ شیطان شیطانہ کے پیچھے گیا ہے۔ ابن حبان نے اس حدیث کو روایت کرنے کے بعد لکھا ہے کہ نبیؐ نے اس کو شیطان اس لئے کہا ہے کہ کبوتروں سے کھیلنے والا بیہودگی اور گناہوں سے محفوظ نہیں رہ سکتا اور نافرمانی کرنے والے کو شیطان کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿شَيٰطِيْنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ.﴾ اور کبوتری پر شیطانہ کا اطلاق مجاورت کی وجہ سے ہے۔ صرف کبوتروں کے ساتھ کھیلنے سے شہادت رد نہیں کی جائے گی۔ بخلاف امام مالک اور امام ابوحنیفہ کے۔ اگر اس کے ساتھ جوا وغیرہ کا بھی ارتکاب کرے تو اس کی شہادت مردود ہوگی۔

ابو محمد رامہرمزی نے اپنی کتاب ''المحدث الفاضل بین الراوی والواعی'' میں مصعب زبیری سے روایت کیا ہے کہ میں نے انس بن مالکؓ سے سنا وہ اپنے دو بھانجوں ابوبکر محمد اور اسماعیل سے کہہ رہے تھے ''جو کہ ابو عویس کے بیٹے تھے'' میں تم کو دیکھ رہا

Marfat.com

ہوں کہ تم اس چیز یعنی حدیث کو طلب کرتے ہو اور درست رکھتے ہو۔ انہوں نے کہا جی ہاں! وہ کہنے لگے اگر تم چاہتے ہو کہ تم بھی فائدہ اٹھاؤ اور اپنے ساتھ دوسروں کو بھی فائدہ پہنچاؤ تو تھوڑا حاصل کرو اور جو حاصل ہے اس میں سمجھ حاصل کرو۔ ابو محمد رامہرمزی کہتے ہیں کہ ابن مالک چھت سے نیچے اترے تو ان کے پاس ایک کبوتری تھی جو انہوں نے ڈھانپ رکھی تھی۔ مالک نے محسوس کر لیا تھا کہ لوگ اس بات کو سمجھ گئے ہیں۔ تو مالک نے کہا ادب اصل میں اللہ کا ہے۔ باپوں اور ماؤں کا نہیں۔ اسی طرح خیر بھی اللہ کی ہے باپوں اور ماؤں کی نہیں۔

انہیں سے یہ بھی مروی ہے کہ یحییٰ بن مالک بن انس اندر آتے اور جاتے تھے لیکن اپنے باپ کے ساتھ ہمارے پاس نہیں بیٹھتے تھے۔ جب ان کا باپ ان کو دیکھتا تو کہتا میرا دل اسی بات پر خوش ہوتا ہے کیونکہ یہ وصف وراثت میں نہیں مل سکتا اور کوئی شخص بھی اپنی مجلس میں سوائے عبدالرحمٰن بن قاسم بن محمد بن ابو بکر صدیق کے اپنے باپ کا جانشین نہیں بن سکا۔ یہ اپنے زمانے کے تمام لوگوں سے بہتر تھے۔ اور ان کا باپ بھی اپنے زمانے کے لوگوں سے بہتر تھا۔

بخاری نے صحیح میں مناسک میں بیان کیا ہے کہ ہم کو علی بن عبداللہ نے بتایا ان کو سفیان نے انہوں نے کہا ہم کو عبدالرحمٰن بن قاسم نے بتایا جو کہ اپنے زمانے میں افضل تھا اس نے اپنے باپ سے سنا وہ بھی اپنے زمانے میں افضل تھا۔

وہ کہتے ہیں میں نے عائشہؓ سے سنا وہ فرما رہی تھیں میں نے نبی کا اپنے ان دونوں ہاتھوں سے علاج کیا ہے۔ الی آخر الحدیث اور ام عبدالرحمٰن کا نام قریبہ بنت عبدالرحمٰن بن ابی بکر ہے عبدالرحمٰن کی ثقاہت' جلالت' امامت' ورع کثرت علم پر لوگوں کا اتفاق تھا۔ یہ عائشہؓ کی زندگی میں پیدا ہوا اور ۱۲۶ھ میں فوت ہوا۔ ان سے ایک جماعت نے روایت کی ہے۔

عبدالرحمٰن قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق کی ایک نصیحت: بیان کیا جاتا ہے کہ خلیفہ منصور نے ان کو ایک دفعہ کہا کہ آپ مجھ کو نصیحت کریں جو آپ سمجھتے ہیں۔ تو انہوں نے کہا عمر بن عبدالعزیز فوت ہوئے تو انہوں نے اپنے پیچھے گیارہ لڑکے چھوڑے تو ان کا ترکہ ۱۷ دینار تھا جن میں سے پانچ سے ان کو کفن دیا گیا دو دینار سے ان کی قبر خریدی گئی۔ اور ہر وارث کو ۱۹ درھم ملے۔

ہشام بن عبدالملک جب فوت ہوا تو اس کے بھی گیارہ بیٹے تھے اور ہر ایک کو دس لاکھ درہم ملے۔ پھر میں نے عمر بن عبدالعزیز کی اولاد میں سے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ ایک دن میں سو آدمیوں کو فی سبیل اللہ گھوڑوں پر سوار کرا رہا تھا۔ اور ہشام کی اولاد میں سے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ لوگوں سے صدقہ مانگ رہا تھا۔

دمیری کہتے ہیں یہ کوئی عجیب بات نہیں ہے۔ عمر نے اپنی اولاد کو اللہ کے حوالے کیا تھا تو اللہ نے ان کو کفایت کیا اور غنی کر دیا اور ہشام نے اپنی اولاد کو دنیا کے حوالے کر دیا تو ان کے مالک نے ان کو فقیر کر دیا۔ کبوتروں کی بیٹ اور ماکول اللحم جانوروں کا گوبر بیچنا باطل ہے اور اس کی قیمت حرام ہے۔ یہ ہمارا مذہب ہے۔ امام ابو حنیفہ کے مطابق یہ گوبر بیچنا بالا جماع حلال ہے۔ دنیا کے کسی علاقے میں اس کے بیچنے پر کوئی انکار نہیں ہے۔ کیونکہ اس کے ساتھ فائدہ اٹھانا درست ہے۔ اس لئے اس کو دوسری چیزوں کی طرح بیچنا بھی درست ہے۔

ہمارے اصحاب نے حضرت ابن عباسؓ کی اس حدیث سے دلیل لی ہے کہ نبیؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جب کسی قوم پر کوئی چیز حرام کی تو ان پر اس کی قیمت بھی حرام کی ہے۔ یہ حدیث صحیح ہے اور اس کو ابو داؤد نے صحیح سند سے بیان کیا ہے۔

Marfat.com

یہ حکم عام ہے جب تک کوئی دلیل خاص نہ آ جائے۔ جیسے گدھا اور گوبر نجس عین ہے۔ تو اس کی بھی بیع دوسری نجاستوں کی طرح درست نہ ہوگی۔ جیسے پاخانہ کی بیع۔ اور اس کی بیع کے باطل ہونے پر ہمارے ساتھ وہ بھی شامل ہیں حالانکہ اس سے بھی فائدہ اٹھایا جاتا ہے۔ اور جن چیزوں سے انہوں نے دلیل لی ہے اس کا جواب ماوردی وغیرہ نے دیا ہے کہ ان چیزوں کی بیع صرف جاہل اور کمینے لوگ کرتے ہیں اس لئے وہ ہمارے دین اسلام میں حجت نہیں بن سکتے اور ان کی فائدہ اٹھانے والی بات کا جواب یہ ہے کہ اس کے علاوہ دوسری چیزیں نجس نہیں ہوتیں جبکہ یہ نجس ہے (اس فرق کی وجہ سے اس سے فائدہ اٹھانے کے باوجود بیع درست نہیں ہے)

ضرب الامثال: عرب کہتے ہیں آمن من حمام الحرم و آلف من حمام مکۃ یعنی وہ حرم کے کبوتروں سے زیادہ محفوظ ہے اور مکہ کے کبوتروں سے بھی زیادہ الفت کرنے والا ہے۔ نیز وہ کہتے ہیں قلدھا طوق الحمامۃ اس نے اس کو کبوتری کے ہار کی طرح گلے لگالیا ہے۔ یہ بری خصلت سے کنایہ ہوتا ہے یعنی اس نے اس بری خصلت کو کبوتری کے طوق کی طرح گلے لگالیا ہے اور وہ ختم نہیں ہوسکتی بالکل اسی طرح جس طرح کبوتری کے گلے کا ہار الگ نہیں ہوسکتا۔ اسی طرح اللہ کا فرمان ہے۔ ﴿وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ.﴾ یعنی ہر آدمی کے گلے میں ہم نے اس کا عمل قلادہ کی طرح چمٹا دیا ہے۔ یا وہ طوق ہیں جو جدا نہیں ہوسکتے۔

زمخشری کہتے ہیں کہ اگر آپ کہیں کہ قرآن میں اس جگہ حسیبًا کا لفظ کیوں آیا ہے تو میں کہوں گا کہ یہ گواہ اور قاضی اور امین کے قائم مقام ہے اور ان معاملات کے عام طور پر ذمہ دار مرد ہوتے ہیں۔ گویا کہ کہا گیا ہے کہ تیرا نفس ہی تجھ پر حساب لینے والا بنایا جائے گا۔ حسن بصری جب اس آیت کو پڑھتے تو کہتے۔ اے ابن آدم اللہ کی قسم تجھ سے اس ذات نے انصاف کیا ہے جس نے تجھ کو اپنی جان کا حساب لینے والا مقرر کیا۔ اور اللہ کے اس فرمان ﴿سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ﴾ کا مطلب یہ ہے کہ ان کے اعمال ان کے گلے میں طوق کی طرح چمٹائے جائیں گے کہا جاتا ہے کہ طوق فلان عملہ طوق الحمامۃ یعنی اس کے عمل کی جزاء لازم کی گئی۔ جس طرح کبوتری کے گلے کا طوق ہوتا ہے۔

امام احمد نے ''زہد'' میں مطرف سے روایت کیا ہے کہ جب میں مرجاؤں تو مجھے روکے نہ رکھنا کہ لوگ جمع ہوں اور میں ان کے گلے کا طوق کبوتری کے طوق کی طرح بن جاؤں عبداللہ بن جحش نے اسی معنی میں ابوسفیان کو یہ کہا تھا۔

ابلغ ابا سفیان عن امر عواقبه ندامة

''ابوسفیان کو اس معاملے کے متعلق بتادو جس کا انجام ندامت ہوگا۔''

دار ابن عمك بعتها تقضي بها عنك الغرامة

''اپنے چچا کے بیٹے کا گھر تو نے بیچ دیا ہے۔ جس سے تو نے اپنے تاوان کو پورا کیا۔''

وحليفكم بالله رب الناس مجتهد القسامة

''خدا کی قسم لوگوں کا رب تمہارا حلیف ہے جو اس بری تقسیم پر حساب لینے والا ہے۔''

اذهب بها اذهب بها طوقتها طوق الحمامة

Marfat.com

''اس کو لے جا اس کو لے جا اس کو کبوتری کے ہار کی طرح تیرے اپنے گلے کا ہار بنایا جائے گا۔''
یعنی اس کی عار تیرے ساتھ باقی رہے گی۔
امام عبدالرحمٰن سہیلی نے کہا کہ یہ مثال نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے نکالی گئی ہے کہ جس نے ایک بالشت زمین بھی کسی کی غصب کی تو قیامت کے دن اس کے گلے میں اتنی سات زمینوں کا ہار پہنایا جائے گا۔ طوق الحمامہ کا مطلب ہے کہ جس طرح کبوتری کا قلادہ اس کے گلے سے کبھی جدا نہیں ہوتا اور نہ وہ اس کو اپنے آپ سے جدا کر سکتی ہے اسی طرح یہ کام بھی اس کے گلے کا ہار ہے۔
اور اس شعر میں ایسے عمدہ اشارے اور بہترین استعارے استعمال کئے گئے ہیں جس سے اچھا پیش کرنا ناممکن ہے۔ اور اس شعر میں اس شخص کے قول کا رد ہے جس نے نبیؐ کے فرمان میں طوق کے لفظ کی تشریح طاقت سے کی ہے اور اس کا معنی ہار نہیں کیا۔
اس بات کو امام خطابی نے اپنے ایک قول میں بیان کیا ہے اس کے ساتھ بخاری نے اپنی بعض روایات میں یوں ذکر کیا ہے کہ وہ آدمی سات زمینوں میں دھنسایا جائے گا۔
مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے کہ جس نے ایک بالشت زمین چھینی تو وہ اس کو گلے کا حلقہ بنا کر لائے گا جو لوہے کا ہوگا۔
عرب یوں بھی کہتے ہیں کہ اخرق من حمامة وہ کبوتری سے زیادہ توڑنے والا ہے کیونکہ وہ اپنے گھونسلے کو مضبوط نہیں بناتی۔ کبھی کبھی وہ درخت کی کسی ٹہنی پر آ کر گھونسلا ایسی جگہ بناتی ہے جہاں سے ہوائیں اس کو گرا دیتی ہے تو اس کے انڈے زیادہ تر ٹوٹ جاتے اور بہت کم ہی بچتے ہیں۔
عبید بن الابرص کہتے ہیں۔

عیوا بامرهم کما عیت بیضتها الحمامة

''وہ اپنے معاملہ کو انجام دینے سے قاصر ہیں جس طرح کبوتری اپنے انڈوں کو سنبھالنے سے قاصر ہے۔''

جعلت لها عودین من بشم وآخر من ثمامة

''اس نے اپنے انڈوں کے لئے دو ٹہنیوں ایک بشم اور ایک ثمامہ سے گھونسلہ بنایا۔''

طبی فوائد اور خواص: اگر کوئی دیوانہ اس کے قریب سکونت اختیار کرے یا اس کے ساتھ والے گھر یا اسی کے گھر سکونت اختیار کرے تو وہ تندرست ہو جائے گا۔
اس کی ہمسائیگی اختیار کرنے سے پاگل پن۔ فالج۔ سکتہ سے انسان محفوظ رہتا ہے یہ اس کی عجیب وغریب خاصیت ہے۔
اس کا گرم گرم خون آنکھوں میں لگایا جائے تو یہ آنکھ کے زخموں اور دھند لکے میں مفید ہے۔ اور اس کا خون خاص طور پر اس نکسیر کو ختم کر دیتا ہے جو حجاب دماغ سے ہوتی ہے اگر اس کو زیتون کے تیل میں ملا کر جلے ہوئے زخموں پر لگایا جائے تو وہ صحیح ہو جاتے ہیں کبوتروں کی بیٹ گرم ہوتی ہے سب سے زیادہ گرم بیٹ جنگلی کبوتر کی ہوتی جو کہ گھروں میں گھونسلہ نہیں بناتے۔
اس کی بیٹ کی عجیب تاثیر یہ ہے کہ اس کو پانی میں گھوٹ کر پیشاب کی تنگی والے کو اس میں بٹھایا جائے تو وہ تندرست ہو جاتا ہے۔ اور پیشاب کی تنگی والے کے لئے ایک مجرب نسخہ یہ ہے کہ ایک صاف برتن میں یہ آیت لکھی جائے: ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾ اور یہ آیت ﴿وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ

Marfat.com

يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌ بِيَمِيْنِهٖ سُبْحٰنَهٗ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ﴾ رمص نفح شفو بفضل الله عزو جل﴾ پھراس کو پانی سے دھوکراس شخص کو پلادیا جائے تو وہ اسی وقت پیشاب کرنے لگے گا جب اس کی بیٹ سر کے میں جلا کر استسقاء کی بیماری والے کے پیٹ پر لیپ کرنے سے فوری فائدہ ہوتا ہے۔ سرخ کبوتر کی بیٹ دو درہم لے کر تین درہم دار چینی میں ملا کر پیا جائے تو پتھری وغیرہ میں مفید ہے۔ کبوتری کا گوشت اعضاء رئیسہ کے لئے مفید ہے۔ اور یہ منی اور خون میں اضافہ کرتا ہے۔ جب کبوتر کو زندہ حالت میں پیٹ چاک کر کے گرم گرم اس جگہ پر رکھا جائے جہاں بچھو نے کاٹا ہو تو بہت مفید ہوگا۔ جب کبوتر کی بیٹ سے دردزہ والی عورت کو دھونی دی جائے تو بچہ بہت جلد باہر آ جائے گا۔

تعبیر الرؤیا: خواب میں کبوتر دیکھنا امانت دار ایلچی سچے دوست اور محبت کرنے والے محبوب کی علامت ہے۔ کبھی کبوتر کا خواب میں دیکھنا نوحہ پر دلالت کرتا ہے شاعر کہتا ہے۔

صب ینوح اذا الحمام ینوح

''جب کبوتر نوحہ کرتا ہے تو عاشق بھی روتا ہے۔''

کبھی کبھی کبوتری کو خواب میں دیکھنا خوبصورت مبارک عربی عورت پر دلالت کرتا ہے جو اپنے خاوند کا بدل بالکل نہیں چاہتی۔ مریض کے سر پر کبوتر دیکھنا موت کی کبوتری ہے۔

هن الحمام فان کسرت عیافة — من حائهن فانهن حمام

''وہ کبوتریاں ہیں جب حمام کی حاء کو کسرہ بطور فال دیا جائے تو یہ موت کا معنی دے گا۔''

کبوتروں کے برج عورتوں کے مجمع پر اور ان کے بچے بیٹوں پر دلالت کرتے ہیں۔ کوئی شخص اگر خواب میں دیکھے کہ وہ کبوتروں کو بلا رہا ہے اور انہیں دانہ ڈال رہا ہے تو وہ شخص قائد بنے گا۔ اگر اس نے کبوتروں اور کووں کو ایک ہی جگہ اکٹھا کیا تو یہ بھی قیادت کے معنی میں ہے کیونکہ فاسق جانور ہیں اور ہر چیز اپنی غیر جنس سے اکٹھی کی جاتی ہے جیسے بھیڑیں اور کتے پس بے شک اس سے قیادت مراد ہے۔ کبوتر کی غٹر غوں سے مراد باطل کلام ہے جو کوئی کبوتر کو غٹر غوں کرتے سنے تو اس سے مراد وہ عورت ہے جو اپنے خاوند پر غصہ کرتی ہے اور جس نے خواب میں دیکھا کہ کبوتر اس کی طرف آیا اور وہ اس کو ملا ہے تو یہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اس کے پاس خط آئے گا۔ اور جس شخص سے اس کی کبوتر خواب میں بھاگ جائے اور لوٹ کر نہ آئے تو وہ اپنی بیوی کو طلاق دے دے گا یا وہ مرجائے گی اگر کوئی آدمی یہ دیکھے کہ اس کی ایک کبوتری ہے تو وہ شخص لونڈیاں خریدے گا۔ جس شخص نے خواب میں کبوتری کے پر کاٹ دیئے تو اس سے مراد یہ ہے کہ وہ اپنی بیوی سے گھر سے باہر نہ نکلنے کا حلف لے گا یا اس کی بیوی حاملہ ہوگی یا بچہ جنے گی کیونکہ نفاس اور حمل دونوں باہر نکلنے سے مانع ہیں۔ اور ایسا کبوتر دیکھنا جو اس کو راستہ بتا رہا ہو۔ تو یہ ایسی خبر ہے جو دور سے آئے گی اور خواب میں کبوتر کو دیکھنا اس شخص کے لئے بہتری کی دلیل ہے جو دوستی لگاتا ہے یا مشارکت کرتا ہے کیونکہ کبوتر بھی اڑنے اور جوڑے بننے میں ایک دوسرے کے ساتھ جمع ہوتے ہیں۔ جاماسپ نے کہا کہ جس آدمی نے خواب میں کبوتر کا شکار کیا وہ اپنے دشمن کا مال کھائے گا اور جب آدمی نے اپنی کبوتری کی آنکھ میں نقص دیکھا تو اس سے مراد اس کی بیوی کے دین اور اخلاق میں کمی ہے۔ ابن المقری کہتے ہیں کہ جو کبوتری اپنے سے کم تر کی طرف منسوب ہو اس سے مراد شریف القدر اور شریف النسب

Marfat.com

ہوتا ہے اور کبوتری کو خواب میں دیکھنا کشادگی اور دشمنوں پر مدد اور لہو ولعب پر دلالت کرتا ہے اور کبھی کبھی کبوتروں کو خواب میں دیکھنا پاک دامن اور رازوں کی محافظ اور کنبے پر مہربان بیوی پر دلالت کرتا ہے اور کبھی کبھی موت پر دلالت کرتا ہے۔ اور کبھی اولاد والی عورت اور کثیر النسل اور اپنے گھر والوں سے محبت سے پیش آنے والی عورت پر دلالت کرتا ہے۔

الحمد

قطا پرندے کے بچے کو کہتے ہیں مثال بیان کی جاتی ہے۔ حمد قطاة یستمی الا رانب ان یصیدھا قطا کا بچہ خرگوش کو شکار کرنے کے لئے تیاری کرتا ہے۔ یہ مثال اس کمزور آدمی کے لئے بولی جاتی ہے جو طاقتور آدمی کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتا ہے۔

میدانی کہتے ہیں میں نے اس کا ذکر کسی کتاب میں نہیں دیکھا۔

الحمر

اس کا تلفظ حاء مہملہ کے ضمہ میم کی تشدید اور راء کے ساتھ ہے۔ چڑیا کی طرح یہ بھی پرندوں کی ایک قسم ہے۔ ابوالمھوش اسدی کہتے ہیں۔

قد کنت احسبکم اسود حمیة فاذا لصاف تبیض فیه الحمر

''میں تو تم کو جنگل کا شیر سمجھ رہا تھا جبکہ تم تو لصاف نامی پہاڑ نکلے جہاں حمر نامی پرندہ آ کر انڈے دیدیتا ہے۔''

شاعر کہتا ہے:

و حمرات شربھن غب اذا غفلت غفلة تعب

''حمرات چڑیاں منہ لگا کر گھونٹ گھونٹ پانی پیتی ہیں جب تھوڑی غافل ہوتی ہیں تو تھک جاتی ہیں۔''

اور اس کو بالتخفیف حمرہ اور حمرات بھی پڑھا جاتا ہے۔ ابن لسان الحمری عرب کے خطباء میں سے تھا۔ اور یہ بنی تیم اللات بن ثعلبہ میں سے تھا اور یہ اپنے زمانے کا عالم تھا۔ فصاحت اور لمبی عمر میں اس کی مثال بیان کی جاتی ہے۔ اس کا نام ورقاء بن اشعر تھا اور کنیت ابوالکلاب ہے۔ ایک دن معاویہ نے اس سے چند چیزوں کے متعلق پوچھا تو اس نے ان کا جواب دے دیا تو معاویہ نے اس سے کہا تو نے علم کیسے حاصل کیا تو اس نے کہا سوال کرنے والی زبان کے ساتھ اور عقل والے دل کے ساتھ پھر اس نے کہا اے امیر المومنین علم کے لئے ایک آفت' بھوک' ضائع کرنا اور نقص ہوتا ہے۔ آفت اس کا بھول جانا اور اس کا ضائع کرنا نا اہل لوگوں کو بیان کرنا ہے اور اس کا نقص علم میں جھوٹ بولنا ہے اور اس کی بھوک یہ ہے کہ علم والا پیاسا ہوتا ہے کبھی سیر نہیں ہوتا۔

شرعی حکم: اس کا کھانا بالاجماع حلال ہے کیونکہ یہ چڑیوں کی ایک قسم ہے۔ عبادی کہتے ہیں کہ بعض لوگوں نے اس کو حرام قرار دیا ہے کیونکہ یہ بہت جھپٹنے والا ہے لیکن یہ قول شاذ و مردود ہے۔

ابوداؤد طیالسی اور حاکم سے مروی ہے اور حاکم نے اس کو صحیح الاسناد کہا ہے کہ ابن مسعودؓ نے کہا کہ ہم نبی کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو ایک آدمی جھاڑی میں گھس گیا اور وہاں سے حمرہ کا انڈہ نکال لیا وہ حمرہ آئی اور نبیؐ کے سر پر اور صحابہ کے سروں پر پھڑ پھڑانے

Marfat.com

لگی تو نبیؐ نے صحابہ سے کہا کہ اس کو کس نے پریشان کیا ہے تو ایک آدمی نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نے اس کا انڈا لیا ہے۔

اور حاکم کی روایت میں ہے کہ میں نے اس کا بچہ لے لیا ہے تو نبیؐ نے از راہ شفقت فرمایا واپس کرو جلدی۔

ترمذی اور ابن ماجہ میں عامر دارمی سے روایت ہے کہ صحابہ کی ایک جماعت گھنے جنگل میں گھسی تو انہوں نے ایک پرندے کا بچہ پکڑ لیا تو وہ پرندہ نبیؐ کے اوپر پھڑ پھڑانے لگا۔ تو نبیؐ نے فرمایا اس کے بچے کو کس نے پکڑا ہے تو ایک آدمی نے کہا اے اللہ کے رسولؐ میں نے تو آپ نے اس کے واپس کرنے کا حکم دیا تو اس نے اسے واپس کر دیا۔ اور عنقریب باب الفاء میں فرخ کے ضمن میں وہ حدیث بیان ہوگی جس کو ابوداؤ دنے کتاب الجنائز کے شروع میں عامر درامی سے بیان کیا ہے۔

نبیؐ کے بچہ واپس کرنے میں یہ حکمت ہے کہ ان صحابہ کے محرم ہونے کا احتمال ہے نیز اس چڑیا نے آپ سے پناہ مانگی تو آپ نے اس کو پناہ دے دی۔ اس لئے اس کے بچہ کو چھوڑنا واجب تھا۔

ضرب الامثال: عرب کہتے ہیں اعمر من ابن لسان الحمرۃ وہ ابن لسان الحمرۃ سے زیادہ عمر والا ہے۔

نیز کہتے ہیں انسب من ابن لسان الحمرۃ وہ ابن لسان الحمرہ سے زیادہ اچھے نسب والا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ یہ تمام عربوں میں سے زیادہ اچھے نسب والا اور عمر والا تھا۔

طبی خواص وتعبیر: اس کا ذکر ان شاء اللہ لفظ عصفور باب العین میں آئے گا۔

الحمسة

حاء اور میم کی حرکت اور سین مہملہ کے ساتھ ہے یہ سمندری جانوروں میں سے ایک جانور ہے۔ بعض کے بقول کچھوے کو کہتے ہیں۔ اس کی جمع حمس ہے بقول ابن سیدہ۔

الحماط

اس کا تلفظ حاء مہملہ کے ساتھ ہے اور حمطوط (ضمہ کے ساتھ) اس چھوٹے سے کیڑے کو کہتے ہیں جو گھاس میں ہوتا ہے۔

الحمك

ہر چیز میں سے چھوٹی چیز کو حمک کہتے ہیں اس کا واحد حمکۃ ہے عام طور پر جوؤں کو کہا جاتا ہے۔ اور حمک قطا کے بچے اور شتر مرغ کے بچے کو کہتے ہیں۔ نیز حمک ذلیل لوگوں کو بھی کہا جاتا ہے۔ جیسے کوئی شاعر کہتا ہے۔

لا تعزلینی بر ذالات الحمك

''مجھے ذلیل لوگوں کے ساتھ ملامت نہ کر۔''

الحمل

بکری کے چھ ماہ کے بچے کو کہتے ہیں بعض کے بقول بھیڑ کے جذع اور اس سے کم کو کہتے ہیں۔ اس کی جمع حملان اور احمال

Marfat.com

ہے۔

ابن ماجہ نے ابی یزید انصاری سے روایت کیا ہے کہ نبیؐ انصار کے گھروں میں سے کسی گھر سے گزرے تو وہاں آپ کو گوشت بھوننے کی خوشبو آئی۔ تو آپ نے پوچھا یہ جانور کس نے ذبح کیا ہے۔ تو ایک آدمی نے نکل کر کہا اے اللہ کے رسول! میں نے ارادہ کیا تھا کہ اپنے گھر والوں کو کھانا کھلا کر نماز کے لئے جاؤں۔ تو نبیؐ نے اس کو حکم دیا کہ دوبارہ قربانی کر تو اس نے کہا اللہ کی قسم میرے پاس صرف ایک بھیڑ کا بچہ ہے تو آپ نے فرمایا اسی کو ذبح کر دے مگر تیرے بعد کسی کے لئے یہ کافی نہ ہوگا۔

ایک قصائی اور ایک درویش: ابو طالب مکی کی قوت القلوب میں پچیسویں فصل کی ابتداء میں یوں ہے کہ مجھے میرے بعض بھائیوں نے خبر دی ہے۔ کہ ہمارے پاس ایک درویش آیا۔ تو ہم نے اپنے کسی پڑوسی سے بھنا ہوا بکری کا بچہ لیا اور اپنے کچھ ساتھیوں کے ساتھ اس کی دعوت کی۔ جب وہ کھانے لگا تو ایک لقمہ لے کر اپنے منہ میں ڈالا پھر اس کو تھوک دیا۔ پھر الگ ہو گیا اور کہنے لگا آپ کھائیں مجھ کو رکاوٹ پیش آگئی ہے جس نے مجھے کھانے سے روک دیا ہے۔ تو ہم نے بھی کہا کہ ہم بھی اس وقت تک نہیں کھائیں گے جب تک تم نہیں کھاؤ گے اس نے کہا میں نہیں کھاؤں گا اور پھر واپس چلا گیا تو ہم نے اس کے بغیر کھانا پسند نہ کیا۔ اور سوچا کہ ہم بھوننے والے کو کیوں نہ بلائیں؟ اور اس بچے کی اصلیت پوچھیں تاکہ اس کی اصلیت معلوم ہو سکے اور کراہیت کا سبب پتہ چل جائے۔ تو ہم نے اس کو بلایا اور پوچھا تو اس نے کچھ نہ بتایا تو ہم اس کو مسلسل پوچھتے رہے یہاں تک کہ اس نے اقرار کر لیا کہ یہ مردار تھا۔ اور میرے نفس نے اس کی قیمت پر حرص رکھتے ہوئے اس کو بیچنا چاہا۔ راوی کہتا ہے پھر وہ ہم نے کتوں کو کھلا دیا۔

پھر ہم اس درویش کو ملے تو اس سے وہ مانع پوچھا جس کی وجہ سے اس نے نہیں کھایا تھا۔ تو اس نے کہا۔ میں نے دل کی خواہش سے بیس سال سے کچھ نہیں کھایا۔ جب یہ بچہ تم نے میرے سامنے پیش کیا تو اس کے کھانے کی مجھے اتنی زبردست طلب ہوئی جتنی مجھے پہلے کبھی نہیں ہوئی تھی۔ تو مجھے خیال ہوا کہ اس کھانے میں کوئی علت ہے۔ تو اپنے نفس کی کثرت طلب کی وجہ سے میں نے اس کھانے کو چھوڑ دیا تھا۔

ابو طالب مکی کہتے ہیں کہ دیکھو کس طرح ان دونوں کے نفسوں نے لالچ کی۔ لیکن وہ دونوں توفیق الٰہی اور ترک امداد کے لحاظ سے مختلف تھے۔ عالم کو اللہ نے اس کے تقویٰ اور محاسبہ کی وجہ سے بچا لیا اور جاہل کو اس کے نفس کی لالچ اور ترک مراقبہ کی وجہ سے چھوڑ دیا۔

ایک عجیب بات: معجم ابن قانع اور طبرانی میں کردم بن سائب انصاری کے حالات زندگی میں لکھا ہے کہ میں اپنے باپ کے ساتھ مدینہ نکل گیا یہ اس وقت کی بات ہے میں نبی ﷺ کا مکہ میں نیا نیا تذکرہ کیا گیا تھا۔ تو ایک چرواہے کے پاس ہمیں رات پڑ گئی۔ جب نصف رات ہوتی تو ایک بھیڑیا آیا اور اس نے ایک بکری کا بچہ اٹھا لیا۔ تو چرواہا شور مچانے لگا۔ اور کہنے لگا۔ یا عامر الوادی اوذی جارک۔ اے وادی کو آباد کرنے والے تیرا ہمسایہ تکلیف میں ہے۔ تو ایک بلانے والے نے آواز دی۔ یا سرحان ارسلہ اے بھیڑیے اس کو چھوڑ دے تو بکری کا بچہ دوڑتا ہوا واپس آیا اور بکریوں میں شامل ہو گیا۔ تو اللہ نے اپنے رسول ﷺ پر یہ آیت نازل فرمائی:

Marfat.com

﴿وَاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا﴾ (الجن: ۵)

اور یہ واقعہ میزان میں اسحٰق بن حارث کوفی کے حالات زندگی میں بھی مذکور ہے اور یہ ضعیف ہے۔ اور قاضی عیاض کی شفاء میں ہے کہ کہا جاتا ہے۔ کہ یعقوبؑ کو یوسفؑ کے ساتھ اس لئے آزمایا گیا کہ ایک دن وہ اور ان لڑکا یوسف ایک بکری کے بھنے ہوئے بچے کے کھانے پر جمع ہوئے اور وہ دونوں ہنس رہے تھے۔ ان کا ایک ہمسایہ یتیم تھا۔ اس کو کھانے کی خوشبو آئی تو اس نے طلب محسوس کی اور رونے لگا۔ اور اس کے رونے کی وجہ سے اس کی بوڑھی دادی بھی رونے لگی۔ ان دونوں کے درمیان دیوار تھی۔ تو یوسفؑ اور یعقوبؑ کو اس بات کی خبر نہ ہو سکی۔ تو یوسفؑ پر افسوس کرتے ہوئے یعقوبؑ کو سزا دی گئی۔ یہاں تک کہ غم سے ان کی آنکھیں سفید ہو گئیں۔ جب ان کو اس بات کا علم ہوا۔ تو باقی زندگی کسی منادی کو بلاتے اور کہتے کہ تم یہ اعلان کرو کہ جو مجبور ہو وہ کھانا یعقوبؑ کے پاس آ کر کھائے۔ اور یوسفؑ اس تکلیف کے ساتھ آزمائے گئے جس کو اللہ نے قرآن میں بیان کیا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ مجھے اس کے صحیح ہونے کا کوئی یقین نہیں مجھے قاضی عیاض پر بہت تعجب ہے کہ جن رزائل سے انبیاء کا پاک ہونا لازم ہے ان کو کیسے ذکر کر دیا۔ میں نے اس کو اس لئے ذکر کیا ہے تا کہ اس کی صحت کا یقین نہ کیا جائے۔ اگرچہ طبرانی نے اپنی معجم اوسط اور صغیر میں انسؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے جو طویل ہے کہ یعقوبؑ اس کے بعد جب کھانا کھانے کا ارادہ کرتے تو ایک منادی کرنے والے کو اعلان کرنے کا حکم دیتے کہ جو صبح کا کھانا کھانا چاہیے وہ یعقوب کے ساتھ کھائے۔ اور جب وہ روزے دار ہوتے تو یہ اعلان کرتے کہ جو روزہ دار ہے وہ یعقوب کے ساتھ روزہ افطار کرے۔

اس کو طبرانی نے اپنے شیخ محمد بن احمد باہلی بصری سے روایت کیا ہے اور وہ بہت ضعیف ہے۔ اسی طرح اس کو بیہقی نے شعب کے بائیسویں باب میں روایت کیا ہے اور واحدی نے اللہ کے اس فرمان ﴿اِنِّيْ لَاَجِدُ رِيْحَ يُوْسُفَ﴾ کی تفسیر میں کہا ہے کہ صبح کی ہوا نے اپنے رب سے اجازت مانگی کہ وہ یعقوبؑ کے پاس بشیر کے آنے سے پہلے پہلے یوسفؑ کی خوشبو پہنچائے تو اللہ نے اس کو اجازت دے دی اسی لئے ہر غمگین آدمی صبح کی ہوا سے آرام پاتا ہے۔ اور یہ مشرق سے آتی ہے۔ تو وطنوں اور دوستوں کے پاس جاتی ہے۔ شاعر کہتا ہے۔

ایا جبلی نعمان باللہ خلیا نسیم الصبا یسری الی نسیمھا

''اے نعمان کے پہاڑ واللہ کے لئے بادنسیم کا راستہ چھوڑ دو تا کہ ان کی ہوا مجھ تک پہنچ سکے۔''

فان الصبا ریح اذا ما تنسمت علی نفس مھموم تجلت ھمومھا

''کیونکہ جب بادنسیم کسی متفکر آدمی کو پہنچتی ہے تو اس کی تمام فکر و غم ختم ہو جاتے ہیں۔''

حمنان

یہ لفظ حاء مہملہ کے فتح سے ہے۔ چھوٹے چیچڑ کو کہتے ہیں۔ اس کی واحد حمنانہ اور حمنہ آتی ہے۔ یہ چیچڑوں میں سے ہے۔ جو حلم سے کم ہوتے ہیں۔

Marfat.com

الحمولة

جوہری کہتے ہیں یہ لفظ فتح سے ہے۔ یہ ان اونٹوں کو کہتے ہیں جن پر بوجھ لادا جاتا ہے۔ اسی طرح قبیلے کے بوجھ اٹھانے والے گدھوں وغیرہ کو بھی حمولہ کہتے ہیں۔ چاہے اس وقت بوجھ لدا ہو یا نہ ہو۔

مفعول جو بمعنی مفعول بہ کے ہو اس پر ہاداخل ہو سکتی ہے۔ اللہ فرماتے ہیں ﴿وَمِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّ فَرْشًا﴾ باب الفاء میں اس کا کچھ ذکر آئے گا۔

الحميمق

ابن سیدہ کہتے ہیں کہ یہ ایک پرندہ ہے جو قطا اور ٹڈیوں وغیرہ کا شکار کرتا ہے۔ میں نے بعض اہل علم سے سنا ہے کہ یہ باز ہے اور ابوالولید کے قول کی تفسیر اسی لفظ سے کی جاتی ہے جو قول اس نے تاریخ مکہ میں کہا ہے۔ اس نے کہا کہ ابن جریج فرماتے ہیں کہ میں نے عطا سے پوچھا کہ کیا میں احرام کی حالت میں عقاب کو مار سکتا ہوں۔ اس نے کہا مار۔ میں نے کہا باشے اور حمیمق کو؟ تو انہوں نے کہا کہ یہ مسلمانوں کے کبوتروں کو پکڑتے ہیں ان کو بھی مارو! اور مچھر مکھی کو اور بھیڑیے کو بھی مار ڈالو کیونکہ یہ انسانوں کے دشمن ہیں۔ اور ان کے مارنے سے حرم کی تعظیم ہوتی ہے۔

حميل حر

یہ لفظ ضمہ کے ساتھ ہے اور کبھی کبھی کسرہ سے ہوتا ہے۔ یہ مشہور پرندہ ہے۔

الحنش

حائے مہملہ کی فتح کے ساتھ اور ن اور شین کے ساتھ ہے یہ سانپ کو کہتے ہیں بعض کے بقول افعی سانپ کو کہتے ہیں۔ اس کی جمع احناش ہے۔ بعض کے بقول تمام زمین پر چلنے والوں کو احناش کہتے ہیں جیسے گوہ۔ سہی، جنگلی چوہا وغیرہ۔ پھر اس کو سانپ سے مخصوص کر دیا گیا۔

ذوالرمہ شاعر کہتے ہیں۔

وکم حنش ذعف اللعاب کانه   علی الشرك العادی نصف عصام

''کتنے ہی کیڑے مکوڑے ہیں جنہوں نے تھوک میں زہر ملا دی ہے گویا کہ وہ شکاری کے جال کا عمدہ پھندہ ہیں۔''

اسی وجہ سے آدمی کو بھی حنش کہا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ حنش ایک سفید غلیظ قسم کا سانپ ہے جو ثعبان کی طرح کا یا اس سے بھی بڑا ہوتا ہے۔ بعض کہتے ہیں وہ سیاہ سانپ ہے۔ حنش حرکت کے ساتھ ہر اس چیز کو کہا جاتا ہے جس کو شکار کیا جاتا ہے چاہے وہ پرندہ ہو یا کیڑا مکوڑا۔

کتاب العین میں ہے کہ حنش اس جانور کو کہتے ہیں جن کا سر سیاہ سانپوں اور چھپکلی کی طرح ہو۔

قتل دجال کے قصے میں مذکور ہے کہ کینہ اور بغض دلوں سے اٹھ جائے گا اور ہر جانور کا زہر بھی نکال لیا جائے گا۔

Marfat.com

یہاں تک کہ بچہ اپنا ہاتھ حنش (اژدھا) کے منہ میں ڈالے گا مگر وہ اس کو کوئی نقصان نہیں دے گا۔

یہاں لفظ حمۃ کا مطلب وہ ڈنگ ہے جس سے کیڑے ڈستے ہیں۔

سنن ابن ماجہ اور جامع ترمذی میں خزیمہ بن جزء سے روایت ہے کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے زمین کے احناش کے بارے میں بتائیں اور آپ لومڑی کے متعلق کیا کہتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا لومڑی کو کون کھاتا ہے؟ میں نے کہا بھیڑیے کا کیا حکم ہے؟ آپؐ نے فرمایا جس آدمی میں کچھ بھی خیر ہو کیا وہ بھیڑیے کو کھا سکتا ہے؟

ترمذی نے بھیڑیے اور خرگوش کا ذکر کیا ہے۔ یہ سب چیزیں احناش الارض میں سے ہیں۔

الحنظب

زنڈی کو کہتے ہیں۔ خلیل کہتے ہیں حناظب اور خنافس ایک ہی چیز ہے اس اس کا واحد حنظب اور حنظباء ہے۔

حمزہ اصفہانی کہتے ہیں کہ لومڑی اور بلی سے مل کر حنظب پیدا ہوتا ہے۔

حسان بن ثابت نے یہ شعر کہے ہیں۔

ابـوك ابـوك وانـت ابـنـه فبـئـس البـنـيّ وبـئـس الاب

''تیرا باپ تیرا باپ ہے اور تو اس کا بیٹا ہے۔ تو باپ اور بیٹا دونوں کتنے برے ہیں۔''

وامك سـوداء نـوبية كـان انـا ملها الحـنـظـب

''تیری ماں سیاہ کالی ہے گویا اس کی انگلیاں ٹڈی کی طرح ہیں۔''

يبيـت ابـوك لهـا سـافـدا كـمـا سـافـد الـهـرة الثعلب

''تیرا باپ اس سے ہمبستری کرتا ہے جیسے بلی سے لومڑ کرتا ہے۔''

طمانی کالے کتے کی صفات بیان کرتے ہوئے کہتا ہے۔

اعـددت لـلـذئـب وليـل الـحـارس مـصـدر اتـلـع مثـل الـفـارس

''میں نے بھیڑیے کے لئے اور رات کے چوکیدار کے لئے روک تھام کا انتظام کر لیا ہے۔ جو شہسوار کی طرح چوکنا ہے۔''

يستقبـل الـريـح بـانف خـانـس فـي مثـل جـلـد الـحـنـظبـاء اليـابـس

''یہ چپٹی ناک کے ساتھ بو سونگھتا ہے جس طرح خشک ٹڈی کا چمڑا ہوتا ہے۔''

الحوار

اونٹنی کے بچے کو اس وقت تک حوار کہتے ہیں جب تک وہ ماں کے ساتھ رہتا ہے جب ماں سے الگ ہو جائے تو فصیل کہتے ہیں۔

تین بچوں کو احورہ کہتے اور زیادہ کو حیران اور حوران کہتے ہیں۔ یہ بات جوہری نے بتائی ہے۔

Marfat.com

ابن ہشام نے عبداللہ بن انیس کے اس سریہ کے ضمن میں کہا ہے جو خالد بن نبیح کی طرف بھیجا گیا تھا۔ اور یہ ۳ھ محرم کا واقعہ ہے کہ وہ راستے میں عرفہ کے مقام پر قیام کرتا تھا تو اس نے اس حوار کے بارے میں کہا ہے۔

ترکت ابن ثور کالحوار وحوله   نوائح تفری کل حبیب مقدد

''میں نے ابن ثور کو حوار کی طرح کر کے چھوڑا ہے۔ گویا کہ اس کے گرد نوحہ کرنے والیاں ہیں جو گریبان پھاڑ رہی ہیں اور ہر محبوب کا گریبان پھٹا ہوا ہے۔''

آگے پانچ شعر ہیں جن کا ذکر باب العین عنکبوت کے ذکر میں آئے گا۔

ضرب الامثال: یسار الکواعب والے نے کہا ہے۔ یا یسار کل لحم الحوار واشرب لبن العشار و ایاك و بنات الاحرار اے یسار حوار کا گوشت کھا دس مہینے کی گابھن اونٹنی کا دودھ پی اور آزاد عورتوں سے اپنے آپ کو بچا۔''

اور اس بارے میں مشہور قصہ ہے۔ اسی کے متعلق شاعر کہتا ہے۔

وانی لاخشی ان خطبت الیهم   علیك الذی لاقی یسار الکواعب

''اگر تو ان کی طرف منگنی کا پیغام بھیجے تو مجھے خدشہ ہے تیرے ساتھ بھی وہی سلوک ہوگا جو یسار کے ساتھ ان نوجوان عورتوں نے کیا تھا۔''

عرب کہتے ہیں امسخ من لحم الحوار فلاں آدمی حوار کے گوشت سے زیادہ بیکار ہے۔

شاعر کہتا ہے۔

وقد علم الغثر والطارقون   بانك للضیف جوع وقر

مسیخ ملیخ کلحم الحوار   فلا انت حلو ولا انت مر

''مہمانوں نے یہ جان لیا ہے کہ تو مہمان کے لئے بھوک اور سردی ہے۔ تو حوار کی گوشت کی طرح بدذائقہ ہے نہ تو میٹھا ہے نہ کڑوا ہے۔''

اور یہ بھی کہتے ہیں کسؤر العبد من لحم الحوار تو ایسے ہے جیسے حوار کے گوشت میں سے غلام کا جوٹھا ہو۔ یہ اس شخص کے لئے کہا جاتا ہے۔ جس سے کچھ حاصل نہ ہو۔

اس کا اصل واقعہ یوں ہے۔ کہ ایک غلام نے حوار کو ذبح کیا اور سارا کھا گیا مالک کے لئے کچھ نہ چھوڑا۔ اسی لئے یہ اس چیز کے لئے بطور مثال بیان ہونے لگا جو بالکل نہ ملے۔

الحوت

مچھلی کو کہتے ہیں اس کی جمع احوات۔ حوتۃ۔ اور حیتان آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿اِذْ تَاْتِیْهِمْ حِیْتَانُهُمْ یَوْمَ سَبْتِهِمْ﴾ الایۃ یعنی ان کے پاس مچھلیاں ہفتے کے دن تیزی سے آتی تھیں اور ممکن ہے کہ یہ مچھلیاں اللہ تعالیٰ کے حکم سے آتی

Marfat.com

ہوں جیسے اللہ تعالیٰ بادلوں کو بھیجتا ہے۔ یا اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف الہام کیا ہو جیسے شہد کی مکھی کی طرف الہام کیا۔ یا ان کو اللہ تعالیٰ نے اس دن کا شعور بخشا ہو جیسے اللہ تعالیٰ نے چوپایوں کو جمعے کے دن کا شعور بخشا ہے کہ اس دن قیامت آئے گی جیسا نبی ﷺ کا یہ قول تقاضا کرتا ہے۔ جتنے بھی چوپائے ہیں وہ جمعے کے دن قیامت کے قائم ہونے کے ڈر سے چیختے ہیں۔ اور اس بات کا بھی احتمال ہے کہ مچھلیاں اس لئے آتی ہوں کہ ان کو آج کے دن سلامت رہنے کا شعور عطا کر دیا ہو جیسا کہ کبوتروں کو حرم میں سلامتی کا شعور عطا کر دیا ہے۔

اصحاب القصص نے کہا ہے کہ مچھلیاں اتنی قریب آ جاتی تھیں اور اتنی زیادہ ہو جاتی تھیں کہ ان کو ہاتھ سے بھی پکڑا جا سکتا تھا۔ اور جب اتوار کا دن ہوتا ساری کی ساری غائب ہو جاتی تھیں۔ بعض کہتے ہیں کہ اکثر غائب ہو جاتی تھیں اور تھوڑی بہت باقی رہتی تھیں اس بارے میں جو قصہ ہے وہ باب القاف لفظ قرد کے ضمن میں آئے گا۔

ہمیں سعید بن جبیر سے بسند صحیح بیان کیا گیا ہے کہ انہوں نے کہا جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا تو خشکی میں گدھ اور سمندر میں مچھلی کے علاوہ کوئی نہیں تھا۔ گدھ مچھلی کے پاس پناہ لیتا اور اس کے پاس رات گزارتا۔ پھر جب گدھ نے آدم علیہ السلام کو دیکھا تھا مچھلی کے پاس آیا اور کہنے لگا اے مچھلی آج زمین کی طرف ایسے شخص کو اتارا گیا ہے جو دو ٹانگوں پر چلتا ہے اور اپنے دونوں ہاتھوں سے پکڑتا ہے تو مچھلی نے کہا اگر تو سچا ہے تو میں سمندر میں اس سے محفوظ نہیں رہ سکتی اور نہ ہی تو خشکی میں اس سے محفوظ رہ سکتا ہے۔

ضرب الامثال: شاعر کہتا ہے:

کالحوت لا یلھیہ شیئ یلھمہ
یصبح ظمآن وفی البحر فمہ

''وہ مچھلی کی طرح ہے کہ وہ جو نگل جائے وہ اس کا پیٹ نہیں بھرتا اس کا منہ سمندر میں ہے پھر بھی وہ پیاسی رہتی ہے۔''

یہ مثال اس شخص کے لئے بیان کی جاتی ہے جو بدترین بخیل ہو۔

طبرانی نے معجم الاوسط میں ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ نبیؐ نے فرمایا۔ اس امت کے علماء دو آدمیوں کی طرح ہیں۔ ایک وہ آدمی کہ اللہ نے اس کو علم دیا تو وہ اس کو لوگوں میں خرچ کرتا ہے اور اس پر کوئی طمع نہیں رکھتا اور نہ ہی اس علم کو تھوڑی قیمت کے بدلے بیچتا ہے تو اس وجہ سے آسمان کے پرندے پانی کی مچھلیاں اور زمین کے چوپائے اس کے لئے رحمت کی دعا کرتے ہیں اس کو اللہ کے سامنے اعزاز اور سرداری کی حالت میں پیش کیا جائے گا۔ یہاں تک کہ وہ پیغمبروں کا رفیق بن جائے گا۔ اور دوسرا آدمی وہ ہے جس کو اس دنیا میں علم عطا کیا تو اس نے اس کو اللہ کے بندوں پر خرچ کرنے میں کنجوسی کی اور اس پر لالچ رکھا اور اس کو تھوڑی قیمت کے بدلے بیچ ڈالا تو اس شخص کو قیامت کے دن آگ کی لگام پہنائے ہوئے لایا جائے گا اور تمام لوگوں کے سامنے ایک منادی کرنے والا منادی کرے گا یہ فلاں بن فلاں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو دنیا میں علم عطا کیا تو اس نے اللہ کے بندوں پر اس کی کنجوسی کی اور اس پر لالچ رکھی اور اس کو تھوڑی قیمت کے بدلے بیچ ڈالا پھر اس کو عذاب دیا جائے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ حساب کتاب سے فارغ ہو جائے گا۔

Marfat.com

مچھلی کے شرف کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اللہ کے نبی یونس بن متی علیہ السلام کا مسکن اور برتن بنی۔ واقعہ یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مچھلی کی طرف وحی کی کہ میں نے یونس کو تیرا رزق نہیں بنایا بلکہ تیرے پیٹ کو اس کے لئے پناہ گاہ اور قید خانہ بنایا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یونس علیہ السلام کو اس کے پیٹ سے نجات دی۔

علماء نے اس بات میں اختلاف کیا ہے کہ آپ مچھلی کے پیٹ میں کتنی مدت رہے۔ مقاتل بن حیان کہتے ہیں تین دن ٹھہرے۔ عطاء کہتے ہیں کہ سات دن رہے۔ ضحاک بیس دن بتاتے ہیں۔ سدی کلبی اور مقاتل بن سلیمان چالیس دن کہتے ہیں۔ شعبی کہتے ہیں کہ ان کو چاشت کے وقت نگلا اور سہ پہر کو اگل دیا۔

اور اللہ کے اس فرمان ﴿وَ اَنْبَتْنَا عَلَیْهِ شَجَرَةً مِّنْ یَّقْطِیْنٍ﴾ میں ﴿یَّقْطِیْنٍ﴾ سے مراد کدو ہے۔ یہ بات تمام مفسرین کے قول کے مطابق ہے پس ہر وہ انگوری جو زمین پر بڑھتی اور پھیلتی چلی جائے اور اس کا تنا بھی نہ ہو اور وہ سردیوں میں باقی بھی نہ رہ سکے جیسے کدو ککڑی' تربوز' تو ایسے درختوں کو یقطین کہتے ہیں۔

فائدہ: امام الحرمینؒ سے پوچھا گیا کیا اللہ کی کوئی جہت ہے؟ تو انہوں نے کہا اللہ جہت سے بلند تر ہے۔ لوگوں نے کہا اس کی دلیل کیا ہے؟

تو انہوں نے جواب دیا کہ نبی ﷺ کا یہ فرمان کہ مجھے یونس بن متی پر بھی فضیلت نہ دو۔ کہا گیا یہ کس طرح دلیل بن سکتا ہے؟ انہوں نے کہا میں اس کا جواب اس وقت تک نہیں دوں گا جب تک میرا یہ مہمان ایک ہزار دینار نہ لے لے جس سے وہ اپنا قرض پورا کرے۔ تو دو آدمیوں نے اس کی ذمہ داری اٹھالی تب انہوں نے کہا کہ یونسؑ نے اپنی جان سمندر میں پھینک دی پھر ان کو مچھلی نے نگل لیا۔ تو وہ سمندر کی گہرائی میں تین پردوں میں چلے گئے پھر آپ نے یہ آواز دی ﴿لَآ اِلٰـهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ﴾ اور نبیؐ جب سبز بچھونے پر بیٹھ کر اس جگہ پہنچے جہاں انہوں نے قلموں کی آواز سنی اور اپنے رب سے جو سرگوشی کرنی تھی اور اللہ نے جو وحی کرنی تھی کی اس وقت آپ یونس بن متی سے زیادہ اللہ کے قریب نہیں تھے حالانکہ وہ سمندر کے اندھیرے میں مچھلی کے پیٹ میں تھے۔ عنقریب باب النون میں ان شاء اللہ وہ جواب آئے گا جو انہوں نے ملک الروم کے خط کا دیا تھا۔ جس میں اس نے معاویہؓ سے اس قبر کے بارے پوچھا جو اپنے ساتھی کو لے کر چل پڑی تھی۔ انتہی۔

ایک من گھڑت قصہ: حاکم نے مستدرک میں ایک ایسی سند سے جس میں یزید بن بلوی ہے۔ انسؓ سے روایت کیا کہ میں نبیؐ کے ساتھ ایک سفر میں تھا تو ہم ایک جگہ اترے تو وادی میں ایک آدمی یوں کہہ رہا تھا۔ **اللھم اجعلنی من امة محمد المرحومه** یعنی اے اللہ مجھے امت محمد یہ مرحومہ میں سے کر دے۔

راوی کہتے ہیں جب میں نے جھانک کر وہ آدمی دیکھا تو اس کی لمبائی تین سو ہاتھ تھی۔ اس نے کہا تو کون ہے؟ میں نے کہا میں نبیؐ کا خادم انسؓ ہوں۔ اس نے کہا وہ کہاں ہیں؟ میں نے کہا وہ یہ تیری باتیں سن رہے ہیں۔ تو اس نے کہا ان کے پاس جا کر میرا اسلام کہو کہ آپ کا بھائی الیاس آپ کو سلام کہتا ہے۔ میں نبیؐ کے پاس آیا اور آپ کو خبر دی تو آپ نے آ کر اس سے معانقہ کیا۔ پھر وہ بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔ وہ کہنے لگا یا رسول اللہ میں سال میں ایک دن کھاتا ہوں اور یہ دن میرے افطار کا ہے۔ تو میں بھی اور آپ بھی اکٹھے کھائیں گے۔ تو ان کے لئے آسمان سے ایک دسترخوان آیا جس میں روٹی مچھلی اور سلاد تھی۔ تو ان دونوں

Marfat.com

نے کھایا اور مجھے بھی کھلایا۔ پھر انہوں نے عصر کی نماز پڑھی پھر اس نے آپ کو الوداع کہا۔ اور میں نے دیکھا کہ وہ آسمان میں بادلوں میں چلے گئے۔ حاکم نے کہا کہ یہ صحیح الاسناد ہے۔ امام ذہبی نے میزان میں کہا کہ کیا امام حاکم کو ایسی حدیث کو صحیح کہتے وقت اللہ سے شرم نہیں آئی؟ انہوں نے مستدرک کی تلخیص میں حاکم کا قول ہذا صحیح ذکر کرنے کے بعد کہا ہے کہ یہ تو موضوع ہے۔ اللہ اس کو رسوا کرے جس نے اس کو گھڑا۔ میں تو سوچ بھی نہیں سکتا اور جائز بھی نہیں سمجھتا کہ حاکم اتنا جاہل ہو کہ اس حدیث کو صحیح کہہ دے۔

سلیمان علیہ السلام کی دعوت: قشیری کہتے ہیں کہ سلیمانؑ نے اپنے رب سے یہ سوال کیا کہ وہ انہیں اس بات کی اجازت دے دیں کہ ایک دن وہ سب حیوانات کی میزبانی کریں تو اللہ نے اجازت دے دی۔ سلیمانؑ کافی عرصہ کھانا جمع کرنے میں لگے رہے تو اللہ نے ان کے لئے سمندر سے ایک مچھلی بھیج دی جو اس طویل مدت میں جمع کیا ہوا کھانا کھا گئی۔ پھر مزید کا مطالبہ کرنے لگی۔ تو سلیمانؑ نے کہا میرے پاس کچھ بھی نہیں رہا۔ اور یہ بتا کہ کیا تو روزانہ اتنا ہی کھاتی ہے؟ وہ کہنے لگی میں اس سے تین گنا کھاتی ہو۔ مگر آج تمہارے کھانے کے علاوہ میں نے کچھ نہیں کھایا۔ تو کاش آپ میری مہمان نوازی نہ کرتے کیونکہ آپ کی مہمان بننے کی وجہ سے میں بھوکی رہ گئی ہوں۔

اس واقعہ میں اللہ کی کمال قدرت اور عظیم بادشاہی اور وسعت خزانہ کی طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ سلیمان! اپنی وسعت مملکت اور بادشاہت کی قوت کے باوجود اس بات سے عاجز آ گئے کہ اللہ کی مخلوق میں سے کسی ایک کو پیٹ بھر کے کھلا سکیں پس وہ ذات پاک ہے جو اپنی مخلوق کے رزق کی ضامن ہے۔

اس جگہ ایک باریک نقطہ ہے جو توجہ کے قابل ہے کہ سیر ہونا اور سیراب ہونا یہ کھانے اور پینے کا فعل نہیں ہے۔ یہ تو اللہ نے کھانے کے وقت سیر ہونے کو مخلوق میں عادتاً جاری کر دیا ہے اسی طرح سیرابی کو پانی پینے کے وقت۔ سیر ہونا اور سیراب ہونا اللہ کی مخلوق ہے۔ یہ اہل حق کا مذہب ہے جو کوئی اس کے علاوہ بات کرے اس کی طرف التفات نہیں کرنا چاہیے۔

حکم، خواص، تعبیر: یہ سب مچھلی کی طرح ہیں جو عنقریب باب السین مہملہ میں آئے گا۔

حوت الحیض

ابن زہرہ نے کہا کہ مجھے اس نے بیان کیا ہے کہ جس نے اس کو دیکھا ہے کہ یہ سمندر کا ایک عظیم جانور ہے جو بڑی بڑی سواریوں کو چلنے سے روک دیتا ہے۔ جب کشتی والے ہلاکت کے قریب ہوتے ہیں تو اس کی طرف حیض کے کپڑے پھینکتے ہیں تو وہ بھاگ جاتا ہے اور ان کے قریب نہیں آتی ان کشتی والوں کے پاس ایسے کپڑے اس کام کے لئے موجود ہوتے ہیں۔ اس مچھلی کا نام فاطوس ہے۔ اس کا ذکر عنقریب باب الفاء میں آئے گا۔ ابن زہرہ نے کہا کہ اس جانور کی یہ بڑی عجیب بات ہے کہ یہ اس کشتی کے قریب نہیں جاتا جس میں کوئی حائضہ عورت ہو۔

شرعی حکم: اس کا حکم مچھلی کی طرح ہے اور مچھلی کا خون دیگر خونوں کی طرح نجس ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ پاک ہے کیونکہ یہ باقی خونوں کے برعکس جب خشک ہوتا ہے تو سفید ہو جاتا ہے جبکہ باقی سیاہ ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح بعض حنفیہ سے قرطبی نے نقل کیا

Marfat.com

ہے۔

طبی فوائد اور خواص: امام رازی کہتے ہیں کہ جب اس کا پتہ ایک دانے کے برابر مرگی والے کی ناک میں چڑھایا جائے تو مرگی سے تندرست ہو جائے گا۔ یہ نسخہ مجرب ہے۔ اس کے خشک جگر کو کوٹ کر بہنے والے زخم پر چھڑکاؤ کرنے سے خون رک جائے گا۔ اگر زخم پر لگائیں تو وہ گوشت سے پر کر دیتا ہے اور اس کو ٹھیک کر دیتا ہے اگر چہ زخم بڑا ہو۔ یہ نسخہ بھی مجرب ہے۔ اس کی پشت سے درمیانی گوشت لے کر اس کو اگر کوئی انسان چبائے تو اس کی قوت باہ بڑھ جاتی اور قوت مردمی بھڑک اٹھتی ہے۔

ایک ملحقہ مسئلہ: خواب میں حیض کا خون دیکھنا حرام نکاح پر دلالت کرتا ہے۔ جس نے اپنے آپ کو حائض دیکھا تو وہ حرام کا مرتکب ہوگا۔ اور اگر عورت نے ایسا دیکھا تو اس کا معاملہ خلط ملط ہو جائے گا پھر جب وہ غسل کر لے گی تو اس سے غم دور ہو جائے گا۔ اور جب کوئی عورت اپنے آپ کو خواب میں مستحاضہ دیکھے۔ (مستحاضہ وہ عورت ہے جس کا خون نہ رکتا ہو) تو وہ بہت گناہ کرے گی اور اپنی توبہ پر بھی ثابت قدم نہ رہے گی کیونکہ گناہ اس کی طبیعت بن چکا ہوگا۔ نسال اللہ السلامۃ۔

بعض کہتے ہیں کہ مرد اپنے آپ کو حائض دیکھے تو وہ جھوٹ بولے گا اور جب عورت دیکھے تو اس کے معاملات میں مشکلیں پیش آئیں گی۔

موسیٰ علیہ السلام اور یوشع علیہ السلام کی مچھلی: ابو حامد اندلسی کہتے ہیں کہ میں نے سبتہ شہر کے قریب اس مچھلی کی نسل سے ایک مچھلی دیکھی ہے جس کو موسیٰؑ اور ان کے غلام یوشعؑ نے کھایا تھا۔ تو اللہ نے اس مچھلی کو آدھا زندہ کیا تو وہ سمندر میں ایک عجیب راستہ بنا کر چلی گئی۔

اور سمندر میں اس کی نسل اسی جگہ اب تک چلی آ رہی ہے۔ اور یہ ایک ذراع سے ذرا لمبی مچھلی ہے اور اس کی چوڑائی ایک بالشت ہے۔ اور اس کے پہلو میں کانٹے اور ہڈیاں ہیں اور اس کی آنتوں پر باریک چمڑا ہے اور اس کی ایک آنکھ اور آدھا سر ہے۔ اور جو اس کی ایک جانب سے دیکھتا ہے تو ناپسند کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ یہ مردار ہے مگر اس کی دوسری جانب بالکل ٹھیک ہے لوگ اس کے ساتھ برکت حاصل کرتے ہیں اور دور دور تک اس کو بطور تحفہ بھیجتے ہیں۔

ابن عطیہ کہتے ہیں میں نے بھی اس کو اسی طرح دیکھا ہے۔

بخاری نے ابن عباسؓ سے ایک غریب بات نقل کی ہے کہ جو اس آیت کے قصے میں ہے کہ یہ مچھلی اس لئے زندہ ہوئی تھی کہ اس کو وہاں کے چشمے کا پانی لگا تھا جس کو چشمہ حیات کہتے ہیں۔ وہ پانی جس مردے نے پیا وہ زندہ ہو جاتا ہے۔ کلبی نے کہا کہ یوشع بن نون نے اس چشمہ حیات سے وضو کیا تھا تو اس نمک لگی مچھلی پر چھینٹے پڑ گئے جبکہ وہ ٹوکرے میں تھی تو وہ مچھلی زندہ ہو گئی۔ اور اپنی دم مارنے لگی اور پانی کے جس حصے پر اس کی دم لگتی۔ وہ تو خشک ہو جاتا۔

کلبی نے کہا کہ بعض مفسرین کی یہ بڑی عجیب بات ہے کہ مچھلی کے چلنے کا راستہ خشک ہو چکا تھا۔ اور موسیٰؑ اس پانی میں مچھلی کے رستے پر چلے یہاں تک کہ اس راستے پر چلتے ہوئے اس جزیرے پر پہنچے جہاں انہوں نے خضرؑ کو پایا۔

اشارہ: یہ پانی کا قطرہ بڑا مبارک قطرہ تھا کہ اللہ نے اس کے ساتھ میت کو زندہ کیا کیونکہ یہ وضو کرنے والے کے چہرے کا قطرہ تھا اور عبادات کے لئے تاثیرات ہوتی ہیں۔ دل کی زندگی عمل کی میراث ہے۔ اور موسیٰؑ اور یوشع انتہائی تھک چکے تھے۔ مچھلی زندہ

Marfat.com

ہوئی تو انہوں نے اپنے مطلب کی طرف راستہ پالیا۔ اسی طرح انسان کے جوارح اور اعضاء ہمیشہ خوف اور حیرانگی میں رہتے ہیں یہاں تک کہ اللہ کے ذکر سے دل زندہ ہو جاتے ہیں۔ جب دل زندہ ہو جائیں تو اعضا پرامن ہو جاتے ہیں۔ یاد رکھو۔ موسیٰؑ نے خضرؑ کو تلاش کرنے میں کافی کوشش کی یہاں تک کہ ان کو جا ملے۔ اس طرح ہر دینی و دنیاوی طالب کے لئے مستحب ہے کہ وہ بار بار کوشش کرے اور راہ فرار تلاش نہ کرے۔

یا پھر کامیابی اور غنیمت حاصل ہوگی یا پھر قتل اور شہادت ملے گی۔ جس طرح حسین الحلاج وغیرہ کو اتفاقاً یہ چیزیں حاصل ہوگئیں۔ اس کا ذکر قریب ہی گزرا ہے۔

ابی بن کعبؓ سے روایت کہ نبیؐ نے فرمایا کہ پانی مچھلی کے راستے سے خشک ہو گیا اور وہ غار کی شکل اختیار کر گیا۔ تو موسیٰ مچھلی کے پیچھے پیچھے داخل ہو گئے تو اچانک ان کی ملاقات خضرؑ سے ہوگئی۔

قتادہ کہتے ہیں کہ مچھلی جس راستہ پر بھی چلی تھی وہ جم گیا اور خشک راستہ بن گیا۔ اور موسیٰ کو بہت بھوک لگ گئی تو اپنے غلام یوشع بن نون سے کہنے لگے اٰتِنَا غَدَآءَ نَا لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ سَفَرِ نَا هٰذَا نَصَبًا یعنی ہم کو ہمارا کھانا دے دو کیونکہ ہم کو اس سفر سے بہت تھکاوٹ ہوگئی ہے۔

ابن عطیہ کہتے ہیں کہ ابوالفضل جوہری نے اپنے وعظ میں کہا ہے کہ موسیٰؑ اپنے رب کی مناجات کے لئے چالیس روز تک چلتے رہے اور ان کو کھانے کی ضرورت محسوس نہ ہوئی۔ لیکن جب ایک آدمی سے ملاقات کے لئے چلے تو بھوک لگ گئی۔ اور اس میں یہ اشارہ ہے کہ وہ دونوں طالب علم تھے۔ اور طالب علموں کا حق ہے کہ مشقت برداشت کریں اور بھوک سردی، گرمی اور ذلت کی پرواہ نہ کریں کیونکہ جو چیز طلب کی جاتی ہے اس کی قیمت صرف اس کا صاحب ہی پہچانتا ہے اور جو شخص اپنی مطلوبہ اشیاء کی قدر و منزلت کو جان لیتا ہے تو اس پر خرچ کرنا آسان ہوتا ہے۔ جو شخص عظیم چیز کو طلب کرے تو اس کو عظیم خطروں سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔

عنقریب اس کا بیان باب الصاد مہملہ صرد کے لفظ میں مقاتل سے کچھ حصہ مطول آئے گا۔

مچھلی کا زندہ ہونا مجمع البحرین کی جگہ وقوع پذیر ہوا قتادہ کہتے ہیں کہ مجمع البحرین سے مراد فارس اور روم کے سمندر ہیں جو مشرق کے قریب ہیں بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ بحر قلزم اور اردن ہیں بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ بحر مغرب اور بحر زقاق ہے موسیٰ علیہ السلام کے خضر علیہ السلام کے ساتھ مجمع البحرین کی جگہ میں ملنے میں حکمت یہ ہے کہ وہ دونوں علم کے سمندر تھے ان میں سے ایک علوم ظاہری کا زیادہ جاننے والا تھا ظاہری علوم سے مراد شریعت کا علم ہے اور یہ موسیٰ علیہ السلام تھے اور دوسرا علم باطن کا زیادہ جاننے والا تھا باطن سے مراد علم حقیقۃ اور ملکوت کے اسرار ہیں اور یہ خضر علیہ السلام تھے۔ بس دو سمندروں کا مجمع البحرین کی جگہ پر اجتماع ہوا پس یہ ان دونوں کے درمیان مناسبت ہے۔

اشارۃ: یہ بات جاننی چاہیے کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے سے کم مرتبہ خضر علیہ السلام کو اس وقت تک نہ پایا جب تک انہوں نے خضر علیہ السلام کے علاوہ ہر چیز کو نہیں چھوڑ دیا اسی طرح بندہ اپنے رب کی محبت اس وقت تک نہیں پا سکتا جب تک وہ اللہ کے سوا ہر چیز سے متجرد اور خالی نہیں ہو جاتا۔ شبلی کہتے ہیں کہ تم اللہ تعالیٰ کے لئے ایسی انفرادیت اختیار کرو یہاں تک کہ تم اس

Marfat.com

کے غیر سے تنہا ہو جاؤ اور تم اللہ واحد کے لئے واحد اور اللہ تنہا کے لئے تنہا ہو جاؤ۔ امام تاج الدین بن عطاء اللہ سکندری کہتے ہیں کہ جو شخص اپنے وقت سے کسی وقت کے لئے متجرد ہو جائے تو وہ اپنے وقت کو کھو دے گا اور جس نے وقت کا استقبال کیا وہ اپنے حصے کو پالے گا۔

اور یہ شعر کہا:

لا کنت ان کنت ادری　　كيف الطريق اليكا

''اگر میں جان لوں کہ تمہاری طرف پہنچنے کا کونسا راستہ ہے تو میں ختم ہو جاؤں گا۔''

افنيتني عن جميعي　　فكنت سلم يديكا

''تو نے مجھ سے میری سب چیزیں فنا کر دیں تو میں تیرے ہاتھ سپرد ہو کر آ گیا ہوں۔''

جنید سے کہا گیا کہ بندہ منفرد کب ہوتا ہے تو انہوں نے کہا کہ جب وہ اپنے اعضا کو تمام مخالفات سے روک لے اور اپنی حرکات کو تمام ارادوں سے فنا کر دے تو انسان اللہ تعالیٰ کے سامنے ایک ڈھانچہ بن جاتا ہے جو غیر کی تمیز نہیں کر سکتا۔ بعض صوفیہ کا کیا عمدہ کلام ہے۔

وعن فنای فنی فنای　　وفي فنای وجدت انتا

''میرے فنا ہونے سے میرا فنا ہونا بھی فنا ہو گیا اور جب میں فنا ہو گیا تو میں نے اپنے نام کے مٹنے اور جسم کے کھنڈرات میں تجھ کو پالیا۔''

في محو اسمي ورسم جسمي　　سالت عني فقلت انتا

اشار سري اليك حتى　　فني فنای ودمت انتا

''تو نے میرے بارے میں پوچھا تو میں نے کہا تو ہی ہے۔ میرے باطن نے تیری طرف اشارہ کیا یہاں تک کہ میرا فانی وجود فنا ہو گیا اور تو باقی رہ گیا۔''

انت حياتي وسر قلبي　　فحيث ما كنت كنت انتا

''تو ہی میری زندگی ہے اور میرے دل کا بھید ہے۔ تو میں جہاں بھی ہوں گا حقیقت میں وہ تو ہی ہے۔''

شبلی کہتے ہیں دنیا کے عاشق کے منہ پر دنیا دے مار اور آخرت کے طلبگار کو آخرت دے ڈال اور اپنے آپ کو بچا لے۔ تو تو اللہ سے مل جائے گا۔ جب تو اللہ کہے گا تو پھر بھی اللہ ہو گا جب تو چپ کرے گا تو پھر بھی اللہ ہو گا۔ اور یہ بڑا عظیم مقام ہے۔

خضر علیہ السلام کے نام کے بارے میں بہت زیادہ اختلاف کیا گیا ہے۔ بعض کہتے ہیں وہ ابلیا بن ملکان بن فالغ بن شالح بن ارفخشد بن سام بن نوح ہے وہب بن منبہ کہتے ہیں کہ ان کا نام ایلیا بن عامیل شالخین بن ارما بن علقمان بن عیصو بن اسحٰق بن ابراہیمؑ ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ ان کا نام ارمیاء بن حلقیا ہارونؑ کی نسل سے ہیں۔ یہ بات ثعلبی نے کہی ہے۔ میں کہتا ہوں صحیح بات وہ ہے جو اہل سیر نے نقل کی ہے اور نبیؐ سے بھی ثابت ہے۔ جیسے بغوی وغیرہ نے کہا ہے کہ ان کا نام بلیا بن ملکان یا بلیان ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ بنی اسرائیل میں سے تھا بعض کہتے ہیں کہ بادشاہوں کی اولاد میں سے تھا اور اس کی کنیت ابوالعباس تھی۔

Marfat.com

سہیلی کہتے ہیں کہ اس کا باپ بادشاہ تھا اور اس کی ماں کا نام الہا تھا۔ اس نے ان کو ایک غار میں جنا وہاں ان کو ایک بکری مل گئی جو ان کو روزانہ دودھ پلاتی تھی۔ جو کسی بستی کے آدمی کی بکری تھی۔ جب اس آدمی نے اس کو پالیا تو پکڑ کر پالنے لگا۔ جب جوان ہوا تو اس کے باپ نے ایک کاتب منگوایا اور اہل معرفت اور شرفاء جمع کیے تا کہ وہ ان صحیفوں کو لکھیں جو ابراہیم اور شیث علیہما السلام پر نازل ہوئے۔ تو جو کاتب اس کے پاس آئے ان میں ایک اس کا بیٹا خضر بھی تھا۔ بادشاہ اس کو نہیں جانتا تھا۔ جب بادشاہ کو اس کا خط اور معرفت پسند آئی تو اس کے اصل معاملے میں کرید لگائی۔ تو اس کو پتہ چل گیا کہ وہ اس کا بیٹا ہے۔ تو اس نے اس کو اپنے پاس رکھ لیا اور اس کو لوگوں کے معاملے کا والی بنالیا۔ پھر خضر بادشاہ سے بعض ناگزیر وجوہات کی بنا پر ''جن کا ذکر طوالت کا باعث ہے۔'' بھاگ گیا۔ پھر وہ زمین میں گھومتا رہا یہاں تک کہ اس نے چشمہ حیات پالیا تو اس سے پانی پی لیا۔ وہ دجال کے نکلنے تک زندہ رہے گا۔ اور یہی وہ آدمی ہے جس کو دجال مارے گا۔ اور اس کو کاٹ کر دوبارہ زندہ کرے گا۔ انتہی

ابتلاء الاخیار والے کی طرف سے باب السین لفظ سعلاۃ میں یہ بات آئے گی کہ یہ ذوالقرنین کی خالہ کا بیٹا ہے۔ اس کے لقب لفظ خضر کے رکھنے کی وجہ میں اختلاف ہے۔ اکثر کہتے ہیں کہ وہ ایک سفید پوستین پر بیٹھا تھا اور اس کے نیچے سے سبزہ لہرانے لگا اور وہ چادر زمین کے اوپر ہی تھی۔ بعض لوگ کہتے ہیں جب وہ نماز پڑھتے تھے تو ان کے آس پاس کی چیزیں سبز ہو جاتیں تھیں۔ لیکن صحیح بات وہ ہے جو پہلے گزر چکی ہے۔ اس کی زندگی میں علماء کا اختلاف ہے۔

امام نووی اور جمہور علماء کہتے ہیں کہ وہ ہمارے درمیان زندہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ صوفیا اور اہل صلاح اور معرفت اس بارے میں متفق ہیں۔ اور ان کو دیکھنے کی حکایت ان سے مروی ہیں اور ان کے ساتھ اکٹھے ہونے کی اور ان سے کچھ لینے کی اور سوال جواب کرنے کی اور معزز مقامات پر انہیں ملنے کی اور بے شمار خیر کے مقامات پر ان سے ملنے کی روایات بہت مشہور ہیں۔

شیخ ابو عمرو بن صلاح کہتے ہیں کہ وہ جمہور علماء صالحین اور عام لوگوں کے نزدیک زندہ ہیں۔ بعض شاذ محدثین نے ان کی زندگی کا انکار کیا ہے۔

حضرت حسن بصریؒ کہتے ہیں کہ وہ فوت ہو گئے ہیں۔ ابن المناوی کہتا ہے کہ اس کی بقا کی کوئی صحیح حدیث نہیں ہے۔

امام ابوبکر ابن عربی کہتے ہین کہ وہ سو سال کے ختم ہونے سے پہلے پہلے فوت ہو گئے تھے۔ اور یہی جواب محمد بن اسماعیل نے دیا تھا جب ان سے خضرؑ اور الیاسؑ کے بارے میں پوچھا گیا کہ کیا وہ زندہ ہیں تو انہوں نے کہا یہ کیسے ہوسکتا ہے جبکہ نبی نے فرمایا تھا کہ آج سے سو سال تک کوئی زندہ چیز جو آج زمین پر موجود ہے زندہ نہ رہے گی۔

صحیح اور راجح قول یہی ہے کہ وہ زندہ ہیں۔ چنانچہ بعض محدثین نے کہا ہے کہ وہ نبیؐ کے جنازہ کے ساتھ حاضر تھے اور آپ کے گھر والوں سے اس وقت تعزیت کی جب کہ وہ غسل کے لئے جمع تھے۔ یہ بات صحیح طریق سے ثابت ہے۔

ابن عبدالبر کی تمہید میں ہے جو کہ ائمہ اہل حدیث میں سے امام ہیں کہ جب نبی ﷺ کو غسل دیا گیا اور کفن دیا گیا تو انہوں نے ایک کہنے والے کی آواز سنی جس نے کہا۔ اے گھر والو تم پر سلام ہو ہر فوت ہونے والے کا جانشین اللہ کی مخلوق میں ہوتا ہے اور ہر ہلاک ہونے والے کا عوض ہوتا ہے۔ اور ہر مصیبت کی تعزیت ہوتی ہے اس لئے تم صبر کرو اور ثواب کی امید رکھو۔ پھر ان کے لئے دعا کی اور وہ اس کے وجود کو نہ دیکھ رہے تھے مگر سب کا خیال تھا کہ یہ خضرؑ ہیں۔ یعنی صحابہ کرام اور اہل بیت یہ سمجھتے تھے کہ یہ خضر ہیں۔

Marfat.com

سہیلی کہتے ہیں کہ یہ بات بھی مذکور ہے کہ خضرؑ ہی ارمیاءؑ ہیں محمد بن جریر طبری نے اس کو غلط کہا ہے بلکہ دلائل سے تردید کی ہے۔ جن کا ذکر طوالت کا باعث ہوگا۔ نیز انہوں نے بیان کیا کہ وہ الیسع ہیں جو الیاسؑ کے ساتھی ہیں۔

اور اس سے بڑی عجیب وہ بات ہے جو کسی نے کہی کہ وہ فرعون کا بیٹا ہے جو موسیٰؑ کا ساتھی تھا۔ اس کو نقاش نے ذکر کیا ہے۔ اس کی نبوت میں اختلاف ہے۔ قشیری اور بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ یہ ولی ہیں بعض کہتے ہیں کہ یہ نبی ہیں۔ نووی کے نزدیک نبی راجح ہے۔ ماوردی نے اپنی تفسیر میں تین اقوال ذکر کیے ہیں۔

ایک یہ کہ وہ نبی تھے دوسرا یہ کہ ولی تھے' تیسرا یہ کہ وہ فرشتہ تھے۔ اور یہ آخری قول ان وجوہات سابقہ کی بناء پر نہایت غریب ہے۔

مازری کہتے ہیں کہ خضر کے بارے میں اختلاف کیا گیا ہے کہ آیا وہ نبی تھے یا ولی؟ تو اکثر کے نزدیک وہ نبی تھے۔ اور اس کی دلیل وہ قول ہے کہ ﴿وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِیْ﴾ اس سے دلیل لی جاتی ہے کہ وہ نبی تھے اور ان کی طرف وحی کی جاتی تھی اور یہ کہ وہ موسیٰ سے بڑے عالم تھے۔ اور یہ بات بعید ہے کہ ایک ولی نبی سے علم میں زیادہ ہو۔ دوسرے لوگوں نے یہ جواب دیا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ اللہ نے کسی اور نبی کی طرف وحی کی ہو کہ خضر کو ان باتوں کا حکم دے دو۔ انتہیٰ

اور یہ بات منقول نہیں ہے کہ موسیٰؑ کے دور میں کوئی دوسرا نبی بھی تھا۔ اس لئے یہ جواب صحیح نہیں ہو سکتا۔ جب کہ خضر موسیٰؑ کے وقت میں تھا۔ اگر منقول ہو کہ اس وقت کوئی دوسرا نبی بھی تھا تو اس جواب کو احتمالاً قبول کیا جا سکتا ہے۔ اگر کہا جائے کہ یوشع بن نون تو موسیٰؑ کے زمانے میں نبی تھے تو کہا جائے گا کہ یہ واقعہ ان کی نبوت سے پہلے کا ہے۔ نیز یہ کہ وہ تو موسیٰؑ کے ساتھی تھے۔ اور جب خضر کو ملے تو ان کے ساتھ تھے اور انہوں نے ہی مچھلی کے سمندر میں چلے جانے کی خبر دی تھی۔ پھر اس کے رسول ہونے میں بھی اختلاف ہے۔

ثعلبی کہتے ہیں کہ خضرؑ نبی تھے اللہ نے ان کو شعیبؑ کے بعد بھیجا تھا۔ اور یہ کافی عمر کے ہیں۔ لوگوں کی آنکھوں سے چھپے ہوئے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ وہ آخر زمان میں جب قرآن اٹھایا جائے گا فوت ہوں گے۔ اور ان کا موسیٰ کے ساتھ کشتی لڑنے اور بستی والا واقعہ مشہور لمبا ہے۔ طوالت کی وجہ سے اور شہرت کی وجہ سے ہم اس کو ذکر نہیں کر رہے ہے۔ مگر سہیلی کہتے ہیں کہ بستی کا نام برقہ تھا۔ بعض نے کچھ اور بھی کہا ہے۔

خضر علیہ السلام کی نصیحتیں: جب خضر علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کی جدائی کا وقت قریب آ گیا تو خضر علیہ السلام نے ان سے کہا کہ اگر تم صبر کرتے تو میں اس طرح ایک ہزار عجائبات دکھاتا کہ جو تمہارے دیکھے عجائبات سے بھی زیادہ عجیب ہوتے تو موسیٰ علیہ السلام ان کی جدائی پر رو پڑے اور خضر علیہ السلام سے کہا اے اللہ کے نبی مجھے وصیت کیجئے تو خضر علیہ السلام نے کہا موسیٰ تم اپنی آخرت کی فکر کرو اور لایعنی باتوں میں مشغول نہ ہو اور امن کی حالت میں بے خوف نہ ہو اور خوف کی حالت میں امن سے مایوس نہ ہو۔ اپنے ظاہر امور میں تدبیر سے کام لیں اور جو احسان اور نیکی آپ کی قدرت میں ہے تو مت ترک کریں۔ تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا کچھ اور بھی وصیتیں کیجئے۔ تو خضر علیہ السلام نے کہا اپنے آپ کو اصرار سے بچاؤ۔ اور بلا ضرورت کسی طرف مت چلیں اور بغیر تعجب کے مت ہنسیں۔ اور خطا کاروں کو ندامت کے بعد ان خطاؤں کی عار مت دلائیں۔ اے ابن عمران اپنی خطاؤں

Marfat.com

پر رو۔ تو موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا کہ آپ نے مجھے بے حد نصیحتیں کی ہیں اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی نعمتوں کو پورا کرے اور آپ کی ساری عمر کو اپنی اطاعت میں گزارے اور آپ کو دشمنوں سے محفوظ رکھے تو خضر علیہ السلام نے ان سے کہا مجھے وصیت کریں تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ آپ اللہ کے سوا کسی کے معاملے میں غصہ نہ کریں اور نہ ہی اللہ کے سوا کسی کے معاملہ میں راضی ہوں۔ اور نہ دنیا کے لئے محبت کریں اور نہ دشمنی۔ کیونکہ ان چیزوں سے انسان ایمان سے نکل جاتا ہے اور کفر میں داخل ہو جاتا ہے تو خضر علیہ السلام نے ان سے کہا آپ نے بہت بڑی نصیحت کی ہے اللہ تعالیٰ آپ کی اپنی اطاعت پر مدد کرے اور آپ کو آپ کے معاملے میں سرور عطا کرے اور اپنی مخلوق میں آپ کو محبوب کر دے اور اپنے فضل سے آپ پر وسعت فرمائے تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا امین۔

اس کو بیہقی نے روایت کیا ہے اور بغوی کہتے ہیں کہ بیان کیا جاتا ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام نے خضر علیہ السلام سے علیحدہ ہونے کا ارادہ کیا تو ان سے کہا کہ مجھے کچھ وصیت کریں تو انہوں نے کہا اے موسیٰ تو علم کو اس لیے حاصل نہ کر کہ تو اس کو آگے بیان کرے بلکہ علم کو عمل کے لئے حاصل کر۔

تتمہ: ابوبکر بن ابی الدنیا کی کتاب ''الھواتف'' میں لکھا ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب سے خضر علیہ السلام ملے اور انہیں یہ دعا سکھائی اس میں بہت زیادہ ثواب کا بھی ذکر کیا جو شخص اس کو ہر نماز کے بعد پڑھے گا تو اس کے لئے رحمت ہوگی دعا یہ ہے یَا مَنْ لَا یُشْغِلُهٗ سَمْعٌ عَنْ سَمْعٍ وَ یَا مَنْ لَّا تُغَلِّطُهُ الْمَسَائِلُ وَیَامَنْ لَا یُبْرِمُهٗ اِلْحَاحُ الْمُلِحِّیْنَ اَذِقْنِیْ بَرْدَ عَفْوِكَ وَحَلَاوَةَ رَحْمَتِكَ.

ابن ابی الدنیا نے ہی عمر رضی اللہ عنہ سے بعینہٖ یہی دعا اپنی کتاب میں ذکر کی ہے جیسا کہ علی رضی اللہ عنہ کا خضر علیہ السلام سے سننا منقول ہے۔

عجیبۃ: خطیب بغدادی نے اپنی کتاب ''المتفق والمفترق'' میں اسامۃ بن زید التنوخی کے حالات زندگی میں ذکر کیا ہے کہ وہ ولید بن عبدالملک کی طرف سے مصر کے والی مقرر کئے گئے اور وہی شخص ہیں جس نے مصر کے پرانے دریائے نیل پر جزیرہ فسطاط کے پاس ایک پیمانہ بنایا تھا اس کو ابن یونس نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے۔ اسی اسامہ کے ترجمہ میں خطیب نے ذکر کیا ہے کہ اسکندریہ میں ایک بت تھا جس کو شراحیل کہتے تھے۔ جو سمندر کے کسی کنارے پر تھا اس کی ہتھیلی کی انگلیوں میں سے ایک انگلی قسطنطنیہ کی طرف تھی۔ یہ پتہ نہیں چلتا تھا کہ کیا اس کو سلیمان نبی علیہ السلام نے بنایا یا سکندر نے۔ اس کے پاس مچھلیوں کا شکار کیا جاتا تھا۔ مچھلیاں اس کے اور اسکندریہ کے ارد گرد گھوما کرتی تھیں۔ اس بت کے پاؤں کی لمبائی اتنی تھی کہ جتنی ایک کھڑے آدمی کی ہوتی ہے جبکہ اس نے اپنے ہاتھ بھی پھیلا رکھے ہوں۔ تو اسامہ بن زید نے جو کہ ولید بن عبدالملک کی طرف سے مصر کا عامل تھا ایک خط لکھا جس کا مضمون یہ ہے اے امیر المومنین اسکندریہ میں ہمارے پاس ایک بت ہے جس کو شراحیل کہتے ہیں وہ تانبے کا بنا ہوا ہے اور ہمارے پاس سکوں کی کمی ہے۔ اگر امیر المومنین اجازت دیں کہ ہم اس کو اتار کر اس کے سکے بنالیں تو ہم اس طرح کر لیں اور اگر آپ کی رائے کچھ اور ہو تو پھر ہمیں وہ بات لکھیں جس پر ہم اپنے معاملے میں اعتماد کر سکیں۔ تو اس نے جوابی خط لکھا کہ تم اس کو اس وقت تک نہ اتارنا جب تک میں تمہارے پاس کوئی نگراں نہ بھیج دوں جو اس کے پاس جائیں اس نے کچھ نگران بھیجے تو

Marfat.com

انہوں نے بت کو سمندر کے کنارے سے اتار لیا تو انہوں نے دیکھا کہ اس کی دونوں آنکھیں دو سرخ یاقوتوں کی ہیں جو بے انتہائی قیمتی تھے۔ تو اسامہ بن زید نے اس کے سکے بنا ڈالے تو مچھلیاں ساری وہاں سے چلی گئیں پھر کبھی بھی وہاں لوٹ کر نہیں آئیں حالانکہ اس سے پہلے وہ رات دن وہاں سے ہٹتی ہی نہیں تھیں۔ اور ان کو ہاتھ سے ہی شکار کیا جا سکتا تھا۔

الحوشی

یہ وحشی چوپایوں کو کہتے ہیں بعض لوگوں کے نزدیک حوشیہ اونٹ حوش کی طرف منسوب ہیں اور یہ جنون کا سانڈھ ہے اس نے بعض چوپایوں کو جفتی کر دیا تھا تو یہ اس کی طرف منسوب ہو گئے۔

الحوصل

یہ بہت بڑا پرندہ ہے اس کا پوٹا بہت بڑا ہوتا ہے جس سے پوستینیں بنائی جاتی ہیں اس کی جمع حواصل آتی ہے۔ ابن بیطار کہتے ہیں کہ یہ پرندہ مصر میں کثرت سے پایا جاتا ہے اور بجع اور جمل الماء اور کُیٌ نام سے مشہور ہے حالانکہ یہ دو قسمیں ہیں ایک سفید اور ایک کالا۔ کالا ان میں بدبودار ہوتا ہے اور نا قابل استعمال ہوتا اور سفید عمدہ ہوتا ہے اس کی حرارت تھوڑی ہوتی ہے اور رطوبت زیادہ ہوتی ہے اور یہ بہت کم عمر والا ہوتا ہے اس کا پہننا جوانوں کے لئے اور گرم مزاج والوں کہ جن پر صفراوی طبیعت غالب ہو کے لئے عمدہ ہوتا ہے انتھی اور معروف بات اس کے خلاف ہے یہ لومڑی کی پوستین سے بھی زیادہ گرم ہوتا ہے حوصلہ حوصل اور ظلیم اسی طرح ہوتے ہیں جس طرح انسان کا معدہ ہوتا ہے۔

شرعی حکم: اس کا کھانا حلال ہے جیسا کہ امام رافعی وغیرہ نے بالجزم بیان کیا ہے اگر کہا جائے کہ اس میں وہ حکم کیوں نہیں جاری ہوا جو طیر الماء میں جاری ہوا تھا تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ وجہ اس پرندے میں جاری ہوتی ہے جو پانی سے جدا نہیں ہوتے۔ لیکن یہ پانی سے الفت اور ملاپ ضرور رکھتا ہے لیکن اس کو چھوڑ بھی دیتا ہے جیسے خشکی کی بطخ ہوتی ہے اور میں نے ان میں سے ایک مدینہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں دیکھا ہے جو وہاں کئی سال ٹھہرا رہا اس کی گلیوں میں چلتا تھا لیکن اکثر اس کی خوراک خشکی میں گوشت ہوتا ہے اور سمندر میں اس کی غالب خوراک مچھلی ہوتی ہے۔

الحلان

اس کا تلفظ حائے مضمومہ بعد ھا لام الف مشددہ پھر نون ہے یہ وہ بکری کا بچہ ہے جو بکری کے پیٹ سے نکالا جاتا ہے۔ اصمعی کہتے ہیں کہ حلان اور حلام چھوٹے سائز کی بکری کو کہتے ہیں۔ بقول ابن سکیت اس بکری کے بچے کو کہتے ہیں جو قابل قربانی ہو۔ حدیث میں آتا ہے کہ عمرؓ نے کہا کہ ام حبین (مانند گرگٹ) کو اگر محرم مار ڈالے تو اس کو حلان فدیہ دینا ہوگا ایک دوسری روایت میں ہے کہ عثمانؓ کو اس طرح ذبح کیا گیا جس طرح حلان کو ذبح کیا جاتا ہے یعنی ان کا خون بیکار اور رائیگاں چھوڑا گیا جس طرح حلان کا خون رائیگان جاتا ہے۔ اس کا حکم عنقریب آئے گا۔

Marfat.com

حیدرہ

یہ شیر کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ بخاری مسلم میں سلمہ بن اکوعؓ سے روایت ہے کہ مجھے نبیؐ نے علیؓ کی طرف خیبر کے دن بھیجا ان کی آنکھوں میں تکلیف تھی۔ تو آپ نے فرمایا میں کل اس کو جھنڈا دوں گا جس کو اللہ اور اس کا رسول دوست رکھتا ہے اور وہ اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے تو میں علی کے پاس گیا اور اس کو کھینچ کر لے آیا جبکہ ان کی آنکھوں میں ابھی بھی تکلیف تھی۔ نبیؐ نے ان کی آنکھوں میں تھوک لگائی تو وہ تندرست ہو گئے پھر ان کو جھنڈا دے دیا۔

علی رضی اللہ عنہ کی بہادری کے قصے: سلمہ کہتے ہیں پھر میدان میں مرحب آیا اور کہنے لگا۔

علمت خیبر انی مرحب شاکی السلاح بطل مجرب
ذا الحروب اقبلت تلتهب

خیبر جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں۔ ہتھیاروں سے لیس ہوں اور بہادر تجربہ کار ہوں جنگ بھڑک رہی ہو تو میں جنگجو ہوں۔
سلمہ کہتے ہیں کہ علیؓ اس کے سامنے میدان میں یہ کہتے ہوئے آئے۔

انا الذی سمتنی امی حیدرہ کلیث غابات کریہ المنظرہ
اکیلهم بالسیف کیل السندرہ

میری ماں نے میرا نام حیدرہ رکھا ہے۔ اس خوفناک شیر کی طرح جو جنگلوں میں رہتا ہے۔ میں تم کو سندرہ کی لکڑی کی طرح تلوار سے کاٹوں گا۔

پھر انہوں نے مرحب کو ایسی تلوار ماری کہ اس کو سر توڑ ڈالا تو یہ قتل فتح بن گیا۔

سہیلی کہتے ہیں کہ قاسم بن ثابت نے ان کا نام حیدرہ رکھنے میں تین اقوال بیان کئے ہیں۔ ایک یہ کہ قدیم کتب میں ان کا اصل نام اسد تھا۔ اور اسد ہی حیدرہ ہے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ ان کی ماں فاطمہ بنت اسد نے جب ان کو جنا تو ان کا خاوند موجود نہیں تھا تو انہوں نے ان کا نام اپنے باپ کے نام پر اسد رکھ دیا۔ تیسرا قول یہ ہے کہ ان کا لقب بچپن میں حیدرہ تھا کیونکہ حیدرہ اس آدمی کو کہتے ہیں جو بڑے پیٹ والا اور بھرے گوشت والا ہو۔ اور حضرت علیؓ بھی ایسے ہی تھے اسی لئے کسی چور نے جو ان کی قید سے بھاگ گیا تھا کہا تھا۔

اگر میں ان کے پاس تھوڑی سی دیر ٹھہر جاتا۔ تو وہ مجھ کو حیدرہ کے پاس کھینچ کر لے جاتے جو بڑے پیٹ والا ہے (اس چور کا نام نافع یا یافع تھا)

مرحب نے خواب میں دیکھا تھا کہ اس کو شیر نے پھاڑ ڈالا ہے تو علیؓ چاہتے تھے کہ اس کو یاد دلائیں کہ میں وہی شیر ہوں تو اس کو یہ بات ظاہر کر دی۔ جب مرحب نے ان کی بات سنی تو اس کو خواب یاد آ گیا وہ کانپنے لگا تو علیؓ نے اس کو مار ڈالا۔ اس واقع سے پتہ چلتا ہے کہ میدان جنگ میں مبارزہ درست ہے بشرطیکہ مبارز کے قتل سے مسلمانوں کو ضرر نہ پہنچتا ہو۔ اگر اس کا مطالبہ کافر کرے تو میدان میں نکلنا مستحب ہے۔

Marfat.com

ابوداؤد نے صحیح سند سے علیؓ سے روایت کیا ہے کہ جب بدر کا دن تھا تو عتبہ بن ربیعہ آگے بڑھا پھر اس کا بھائی اور بیٹا بھی میدان میں آ گیا اور کہنے لگا کون مقابلہ کرے گا۔ تو انصار کے کچھ جوان مقابلے کے لئے میدان میں آئے تو اس نے پوچھا کون ہو انہوں نے بتایا تو اس نے کہا ہمیں تم سے کوئی مطلب نہیں۔ ہم تو اپنے چچا زاد بھائیوں سے لڑیں گے۔ تو نبیؐ نے فرمایا حمزہ اٹھو علیؓ اٹھو۔ عبیدہ بن الحارث تم بھی اٹھو۔ تو حمزہ عتبہ بن ربیعہ کی طرف گئے اور میں اس کے بھائی شیبہ کی طرف گیا اور عبیدہ ؓ ولید بن عتبہ کی طرف گئے۔ تو عتبہ اور ولید میں ضربیں مختلف ہوتی رہیں تو وہ دونوں زخمی ہو گئے پھر ہم ولید کی طرف بڑھے اور اس کو مار ڈالا اور عبیدہ کو اٹھا کر نبیؐ کے پاس لے آئے۔ ان کی پنڈلی کا بھیجا نکل گیا تھا۔ انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول میں شہید ہوں تو آپؐ نے فرمایا ہاں۔ پھر وہ کہنے لگا کاش ابوطالب زندہ ہوتا تو جانتا کہ ہم اس کا قول کہنے میں زیادہ حق بجانب ہیں وہ بات یہ ہے۔

ولا نسلمه حتی نصرع حوله ونذهل عن ابنائنا والحلائل

''ہم اس کو دشمن کے حوالے نہیں کرتے جب تک ہم اس کے آس پاس سے گر نہ پڑیں اور اپنے بیٹوں اور بیویوں سے غافل نہ ہو جائیں۔''

پھر اپنی طرف سے کہا:

فان تقطعوا رجلی فانی ارجی بها عیشا من الله عالیا

''اگر تم نے میری ٹانگ کاٹ ڈالی ہے تو میں مسلمان ہوں۔ میں امید رکھتا ہوں کہ اس کے بدلے اللہ مجھے بلند زندگی عطا فرمائے گا۔''

والبسنی الرحمن فضلا ومنة لباسا من الاسلام غطی المساویا

''اور رحمان مجھ پر اپنا فضل اور رحم کرے گا اور اسلام کا ایسا لباس پہنائے گا جو تمام برائیوں کو ڈھانپ لے گا۔''

امام شافعی کہتے ہیں کہ خندق کے دن عمرو بن عبدود مبارزت کے لئے آیا۔ اور کہنے لگا تو میرا کون مقابلہ کرے گا۔ تو علیؓ سامنے آئے جبکہ وہ لوہے سے اپنے آپ کو ڈھانپے ہوئے تھے انہوں نے کہا اے اللہ کے نبی میں اس کا مقابلہ کروں گا تو نبیؐ نے فرمایا علی یہ عمرو ہے بیٹھ جاؤ۔ عمرو نے پھر کہا کون میرا مقابلہ کرے گا۔ اور ڈانٹ کر کہنے لگا تمہاری جنت کہاں ہے جس کے متعلق تم خیال کرتے ہو کہ تم میں سے جو مر جائے گا اس میں داخل ہو گا۔ کیا تم میں سے کوئی مقابلہ کرنے والا نہیں ہے۔ علی کرم اللہ وجہہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں جاؤں؟

آپ نے فرمایا یہ عمرو ہے بیٹھ جا۔ تیسری دفعہ اس نے یہی کچھ کہا اور شعر بھی پڑھا۔ تو علیؓ پھر اٹھے اور کہا میں مقابلہ کروں؟ تو آپ نے فرمایا یہ عمرو ہے تو علیؓ نے فرمایا کوئی بات نہیں۔

پھر علیؓ اس کے پاس چل کر آئے تو اس نے کہا تو کون ہے۔

انہوں نے کہا میں علی بن ابی طالب ہوں۔ اس نے کہا اے بھتیجے تیرے سوا کوئی اور نہیں ہے؟ میں تو تیرے چچاؤں سے مقابلہ کرنا چاہتا ہوں جو تجھ سے بڑے ہیں۔ میں تیرا خون بہانا پسند نہیں کرتا۔ علیؓ نے کہا میں تمہارا خون بہانا پسند کرتا ہوں تو وہ غضبناک ہو گیا اپنے گھوڑے سے اتر آیا تلوار کھینچ لی گویا کہ وہ آگ کا ایک شعلہ ہے پھر غضبناک ہو کر علیؓ کی طرف بڑھا۔ علیؓ نے

Marfat.com

اپنی ڈھال سے اس کا استقبال کیا۔ عمرو نے ڈھال کو توڑ ڈال اور تلوار اس میں پھنس گئی علی کو بھی سر پر ضرب لگی اور وہ زخمی ہو گئے۔ پھر علیؓ نے اس کے کندھے پر تلوار ماری تو وہ مر کر گر پڑا تو شور مچ گیا اور نبیؐ نے تکبیر کی آواز سنی تو آپ کو پتہ چل گیا کہ علیؓ نے عمرو کو مار ڈالا ہے۔

بعض روایات میں آتا ہے کہ علیؓ جب عمرو کے مقابلے میں آئے تو نبیؐ نے فرمایا ''سارا ایمان سارے شرک کے مقال آ گیا ہے۔''

علیؓ کی تلوار کو ذوالفقار کہتے ہیں کیونکہ اس کے وسط میں کمر کے جوڑوں کی طرح جوڑ تھے۔ یہ منبہ بن حجاج کی تھی جس کو نبیؐ نے بدر کے دن چھین کر علیؓ کو دی تھی۔ یہ اس لوہے کی بنائی گئی تھی جو کعبہ کے پاس ملا تھا جس کو جرہم وغیرہ نے دفن کیا تھا۔

عمرو بن معدی کرب کی صمصامہ تلوار بھی اسی لوہے کی بنی تھی۔

لشکر کی ترتیب کیسی ہو: لشکر کے اگلے حصے کے فوجیوں کے لئے حیوان کی سی صفات کے مشابہ ہونا بہتر ہے۔ قوت دل میں شیر کی طرح ہوں جو نہ بزدل ہوتا ہے نہ بھاگتا ہے اور تکبر میں چیتے کی طرح ہو جو کسی کے لئے عاجزی نہیں کرتا اور ریچھ کی طرح بہادر ہوں۔ جو اپنے تمام اعضاء سے جنگ کرتا ہے۔ اور حملہ میں خنزیر کی طرح ہو جو جب حملہ کرتا ہے تو پیٹھ نہیں دکھاتا اور لوٹ مار میں بھیڑیے کی طرح ہو کہ جب ایک طرف سے مایوس ہوتا ہے تو دوسری طرف سے حملہ کر دیتا ہے۔ اور ہتھیار اٹھانے میں چیونٹی کی طرح ہو جو اپنے جسم سے کئی گنا زیادہ وزن اٹھا لیتی ہے۔ ثابت قدمی میں پتھر کی طرح ہو جو ہلتا نہیں اور وفا میں کتے کی طرح ہو کہ جب اس کا مالک آگ میں جائے تو وہ بھی آگ میں جاتا ہے اور صبر میں گدھے کی طرح ہو۔ اور موقع کی تلاش میں مرغ کی طرح ہو۔ اور چوکیداری میں سارس کی طرح ہو تھکاوٹ میں یعر کی طرح ہو۔ یہ ایک جانور ہے جو خراسان میں پایا جاتا ہے۔ اور یہ تھکاوٹ اور مشقت سے موٹا ہو جاتا ہے۔

الحیرمة

گائے کو کہتے ہیں اس کی جمع حیرم آتی ہے۔ ابن عامر کہتے ہیں۔

وہ ہرن اور گائے کے چمڑے میں بدل گیا۔

اسی طرح جوہری نے اس کو پڑھا ہے۔

الحیة (سانپ)

اس نام کا اطلاق مذکر اور مونث دونوں پر ہوتا ہے اگر آپ ایک کو دوسرے سے ممیز کرنا چاہیں تو یوں کہیں گے ھذہ حیة انثی وھذا حیة ذکر یہ بات مبرد نے کامل میں کہی ہے اور اس پر جو ہاء داخل ہے یہ جنس میں سے وحدت کے لئے ہے جیسے بطة ودجاجة اس کے ساتھ ساتھ بعض عرب سے یہ بھی مروی ہے رایت حیا علی حیة یعنی مذکر سانپ کو مونث پر دیکھا اور یہ بھی کہا جاتا ہے فلان حیة سانپ کی طرح نسبت کرتے ہوئے حیوی کہتے ہیں اور حیوت حیات کا مذکر ہے اصمعی نے یہ شعر کہا ہے۔

ویاکل الحیة والحیوتا ویخنق العجوز او تموتا

Marfat.com

''وہ حیہ اور حیوت دونوں کو کھا جاتا ہے اور ربوڑھی کا وہ گلہ گھونٹ دیتا ہے تو وہ مرجاتی ہے۔''

ابن خالویہ نے اس کے سونام ذکر کیے۔ اور سہیلی نے مسعودی سے نقل کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے سانپوں کو زمین کی طرف اتارنا چاہا تو ان کو سجستان کے علاقے میں اتارا تو اس زمین میں سب سے زیادہ سانپ پائے جاتے ہیں اگر العربد سانپ ان کو کھا کر فنا نہ کرتا تو سانپوں کی کثرت کی وجہ سے وہاں کے لوگ کہیں بھاگ جاتے۔ کعب احبار کہتے ہیں اللہ تعالیٰ سانپوں کو اصبہان میں اتارا۔ ابلیس کو جدہ میں اتارا۔ حوا کو عرفہ میں اور آدم کو جبل سراندیب میں اتارا اور یہ پہاڑ بحیرۂ ہندچین کی سرزمین میں واقع ہے یہ پہاڑ اتنا بلند ہے کہ سمندر میں سفر کرنے والے اس کو کئی دن کی مسافت سے دیکھ لیتے ہیں۔ اس پہاڑ میں آدم علیہ السلام کے پاؤں کا نشان بھی پایا جاتا ہے جو ایک پتھر پر نقش ہے اس نشان کے اوپر ہر رات کو بجلی طرح کی کوئی چیز دکھائی دیتی ہے حالانکہ کوئی بادل وغیرہ نہیں ہوتے اور ہر روز بارش کے ذریعے آدم علیہ السلام کے قدم کی جگہ کا دھویا جانا ایک لازمی امر ہے بعض لوگ کہتے ہیں کہ سرخ یاقوت اس میں پایا جاتا ہے اس کو بارشیں اور سیلاب چوٹی سے سطح تک لے جاتی ہیں اور اس میں الماس ہیرا بھی پایا جاتا ہے اور یہاں پر عود بھی پایا جاتا ہے۔ قزوینی نے اسی طرح کہا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ اس پہاڑ کے قریب ہے جس کو ساتید ما کہتے ہیں اور یہ پہاڑ بحیرہ رومہ سے بحر ہند تک متصل ہے کوئی دن اس پر ایسا نہیں گزرتا کہ جس میں اس پر خون نہ بہایا جائے اس وجہ سے اس کو ساتید ما کا لقب دیا گیا ہے۔ جب قیصر نے کسریٰ پر حملے کا ارادہ کیا اور اس کے شہروں کی طرف آیا تو اس نے اس کو کسی حیلہ سے بھگا ڈالا اور کسریٰ نے اپنا لشکر لے کر اس کا پیچھا کیا اور اس کو بمقام ساتید ما گھیر لیا۔ تو قیصر کے ساتھی مرعوب ہو کر بغیر قتال کے شکست کھا گئے تو کسریٰ نے انہیں لکڑی کی طرح قتل کیا اور قیصر اس کے ہاتھ نہ آیا اور بچ گیا۔ البکری نے اپنی معجم میں اسی طرح حکایت کیا ہے اور جوہری نے سیبویہ سے نقل کر کے اس کو ذکر کیا۔ اسی طرح انہوں نے اس واقعہ پر شعر بھی کہے ہیں۔

لما رات ساتیدما استعبرت ۔۔۔۔ للہ در الیوم من لامھا

''جب اس نے ساتید ما کو دیکھا تو اس کو عبور کر گئی اور جو اس کو ملامت کرے گا اس کو آج اللہ کی طرف سے نیکی ملے گی۔''

سانپ کی کئی قسمیں ہیں ان میں ایک رقشاء ہے اس میں سفید اور کالے نقطے ہوتے ہیں اس کو رقطاء بھی کہتے ہیں یہ تمام افاعی سانپوں سے زیادہ خبیث اور زہریلا ہوتا ہے۔

نابغہ نے سلیم کے وصف میں یوں کہا ہے۔

فبت کانی ساورتنی ضئیلۃ ۔۔۔۔ من الرقش فی انیابھا السم ناقع

''میں نے اس طرح رات گزاری گویا کہ مجھ کو نقطہ دار سانپوں میں سے ایک سانپ نے اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے جس کی کچلیوں میں زہر قاتل ہے۔''

تبادرھا الراقون من شر سمھا ۔۔۔۔ فتطلقہ یوما ویوما تراجع

''دم ڈالنے والے اس کی زہر اور شدت شر کی وجہ سے اس کی طرف جلدی سے بڑھتے ہیں تو کبھی وہ زہر کٹ جاتا ہے کبھی دوبارہ لوٹ آتا ہے۔''

Marfat.com

تسھد من لیلة التمام سلیمھا کحلی نساء فی یدہ قعاقع

''اس کا کاٹا ہوا ساری رات بیدار رہتا ہے اس کے ہاتھوں میں اس طرح ٹیسیں اور اضطراب ہوتا ہے جس طرح عورتوں کے زیورات کے جھنکار ہوتے ہیں۔''

ھم ایقظوا رقط الافاعی ونبھوا عقارب لیل نام عنھا حواتھا

''انہوں نے نقطوں والے سانپ کو بیدار کیا اور رات کے بچھوں کا جگا ڈالا کہ ان کے محافظ ان سے سو گئے۔''

وھم نقلوا عنی الذی لم افہ بہ وما آفة الاخبار الا رواتھا

''انہوں نے مجھ سے وہ بات نقل کی جو مجھے معلوم ہی نہیں اخبار کی آفت اس کے راوی ہوتے ہیں۔''

''دیہاتی لوگوں کا خیال ہے کہ افائی سانپ بہرہ ہوتا ہے۔''

اسی طرح شتر مرغ بھی۔ علی بن نصر الجہضمی کہتے ہیں کہ میں متوکل کے پاس گیا تو وہ نرمی کی بہت تعریف کر رہے تھے تو میں نے کہا اے امیر المومنین! مجھے اصمعی نے شعر سنائے ہیں۔

لم ارمثل الرفق فی لینہ اخرج للعذراء من خدرھا

''میں نے نرم گوئی سے بڑھ کر کوئی نرم چیز نہیں دیکھی اس نے کنواری لڑکی کو اس کے پردے سے نکال لیا۔''

من یستعن بالرفق فی امرہ یستخرج الحیة من جحرھا

''جو بھی اپنے معاملے میں نرمی سے کام لے گا تو وہ اس کے ذریعے سانپ کو اپنے بل سے بھی نکال لیتا ہے۔''

متوکل نے کہا اے غلام! قلم دوات لے کر آ۔

وہ لے آیا تو اس نے دونوں شعر لکھ لئے اور میرے لئے ایک سال کے وظیفے کا حکم دے دیا۔ ابوبکر بن ابی داؤد کہتے ہیں کہ مستعین باللہ نے نصر بن علی کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ اس کو قاضی منتخب کرنا چاہتا ہے تو بصرہ کے امیر عبدالملک نے اس کو بلا کر اس بات کا حکم دیا تو نصر کہنے لگا کہ میں واپس جا کر اللہ سے استخارہ کرنا چاہتا ہوں پھر وہ اپنے گھر کی طرف لوٹے اور دو رکعت نماز پڑھی اور کہا اے اللہ اگر تیرے ہاں میرے لئے خیر ہے تو مجھے اپنے پاس بلا لے پھر وہ سو گیا پھر جب لوگوں نے اس کو جگایا تو دیکھا کہ وہ مر چکے ہیں اور یہ واقعہ ربیع الاول ۲۵۰ھ میں پیش آیا۔

سانپوں کی قسموں میں سے ایک ازعر قسم بھی ہے ان میں اکثر یہی سانپ ہوتے ہیں ان میں سے کچھ ازب بھی ہوتے ہیں جو بالوں والے ہوتے ہیں ان میں سے بعض سانپ سینگوں والے ہوتے ہیں لیکن ارسطو نے اس بات کا انکار کیا ہے۔

کسی شاعر نے کہا:

وذات قرنین طحون الضرس تنھس لو تمکنت من نھس

تدیر عینا کشھاب القبس

''اور دو سینگوں والے داڑھوں کے نیچے پیسنے والے اگر انہیں نوچنے کا موقعہ ملے تو نوچ لیتے ہیں۔ آنکھوں کو اس طرح گھماتے ہیں جس طرح آگ کا شعلہ ہوتا ہے۔''

Marfat.com

سانپوں میں ایک قسم شجاع کہلاتی ہے عنقریب باب الشین معجمہ میں اس کا بیان آئے گا۔ ایک قسم اربد بھی ہے یہ بہت بڑا سانپ ہوتا ہے جو سانپوں کو کھاتا ہے جس طرح پہلے گزر چکا ہے۔ ان میں ایک قسم اصلہ ہے یہ بہت بڑے ہوتے ہیں اس کا چہرہ انسان کے چہرے کی طرح ہوتا بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس شکل میں یہ کئی ہزار سال بعد ہوتا ہے اس کی خاصیت یہ ہے کہ یہ نظر سے ہی جانداروں کو مار ڈالتا ہے ان کی ایک قسم صل ہے اس کو مکللہ بھی کہتے ہیں کیونکہ اس کے سر پر تاج ہوتا ہے بعض لوگ اس کو الصل الاول کہتے ہیں اور یہ تاج والا ہوتا ہے اور یہ بہت زیادہ فسادی ہوتا ہے۔ جس چیز سے بھی گزرتا ہے اس کو جلا ڈالتا ہے۔ اس کی بل کے اردگرد کوئی کھیتی وغیرہ نہیں اگتی۔ جب اس کے مسکن کے سامنے کوئی پرندہ آتا ہے تو گر پڑتا ہے اور جو حیوان بھی اس کے قریب آتا ہے وہ مرجاتا ہے۔ تیر پھنکنے کی مسافت تک یہ اپنی سیٹی سے ماردیتا ہے۔ جس پر اس کی نظر پڑ جائے تو وہ اگرچہ دور ہو مرجاتا ہے اور اس کے ڈسنے سے اسی وقت جاندار مرجاتا ہے ایک سوار نے اسکو اپنے نیزے سے مارا تو وہ بھی اور اس کا گھوڑا بھی دونوں مرگئے۔ یہ سانپ ترکوں کے علاقے میں عام ہوتا ہے۔ اس کی قسموں میں ذوالطفیتین اور ابتر ہے اور صحیحین میں ہے کہ نبیؐ نے فرمایا ان دونوں کو قتل کردو کیونکہ یہ بینائی کو ختم کردیتے ہیں اور حملوں کو گرادیتے ہیں۔ زہری کہتے ہیں ہم یہ تاثیر اس کی زہر کی وجہ سے سمجھتے ہیں اس حدیث کا ذکر ان شاء اللہ تعالیٰ باب الطا میں آئے گا۔ ان میں ایک قسم ناظر ہے جب اس کی نگاہ انسان پر پڑتی ہے تو وہ فوراً مرجاتا ہے۔ ان میں سے ایک قسم ایسی ہے کہ انسان جب اس کی آواز سنتا ہے تو مرجاتا ہے۔

سانپوں کے کچھ نام یہ ہیں العیم' العین' الصم' الازعر' الابتر' الناشر' الاین' الارقم' الاصلہ' الجان' الثعبان' الشجاع' الازب' الافعی' الافعوان اور یہ نر افاعی ہوتا ہے کما تقدم۔ الارقش الارقط الصل' ذوالطفیتین' الاربد۔

ابن الاثیر لکھتے ہیں کہ سانپ کو ابوالبختری ابوالربیع ابوعثمان' ابوالعاصی' ابومزعور' ابووثاب' ابویقظان' ام طبق ام عافیہ ام عثمان' ام الفتح' ام محبوب اور بنات طبق کہتے ہیں ایک قسم بہرا سانپ ہے جو بہت زیادہ شرارتی ہوتا ہے عمرو بن العاص کہتے ہیں۔

اذا تخازرت وما بی من خزر ثم کسرت الطرف من غیر حور

''جب آنکھوں کو چندھیا کر دیکھتا ہوں حالانکہ میری آنکھوں میں بھینگا پن نہیں ہے پھر میں نظریں پھیرنے کے بغیر توڑ لیتا ہوں۔''

الفیتنی الوی بعید المستمر احمل ما حملت من خیر وشر

کالحیۃ الصماء فی اصل الشجر

''تو مجھے گزرنے والے کے تھوڑا دور ہی نظریں گھماتا پائے گا کہ میں خیر وشر دونوں اٹھائے ہوئے ہوں۔ حماء سانپ کی طرح جو درخت کی جڑ میں ہوتا ہے۔''

صمہ سانپوں میں سے مذکر کو کہتے ہیں اس کی جمع صمم آتی ہے۔ درید بن الصمہ کے والد کا نام اسی سانپ کے نام پر رکھا گیا۔

ماہرین حیوانات کا خیال ہے کہ سانپ ایک ہزار سال تک جیتا اور ہر سال اپنی چمڑی اتارتا ہے۔ اس کی مادہ اپنی پسلیوں کی تعداد کے مطابق تمیں انڈے دیتی ہے۔ لیکن اس کے اکثر انڈوں کو چیونٹیاں خراب کردیتی ہیں ان میں سے بہت کم سلامت رہتے ہیں مادہ سانپ کو اگر بچھو ڈس لے تو مرجاتی ہے۔ اس کی ایک قسم حریش بھی ہے جس کا ذکر گزر چکا سانپوں میں سے شریر ترین سانپ

Marfat.com

افائی ہوتا ہے جو ریگستانوں میں رہتا ہے سانپوں کے انڈے لمبے ہوتے ہیں۔ ان کے رنگ مٹیالے' سبز' سیاہ' سفید اور نقطہ دار ہوتے ہیں ان کے انڈوں پر چمک اور نقش ونگار ہوتے ہیں ان انڈوں کے مختلف ہونے کے اسباب معلوم نہیں ہو سکے۔ ان انڈوں کی اندرکی جانب پیپ کی طرح کوئی چیز ہوتی ہے جو کہ ایک لمبے خط کی شکل میں اس کے اندر چپکی ہوتی ہے۔

سانپوں کے جفتی ہونے کا کوئی پتہ نہیں چلتا یہ صرف ایک دوسرے سے لپٹتے ہیں اس کی زبان پھٹی ہوتی ہے اس لئے بعض لوگوں نے یہ سمجھا ہے کہ اس کی دو زبانیں ہوتی ہیں اس کو لالچ اور حرص کے ساتھ موصوف کیا جاتا ہے کیونکہ یہ چوزوں کو شیر کی طرح بغیر چبائے کھا جاتا ہے۔ اور اس کا عجیب معاملہ یہ ہے کہ یہ جب کوئی ہڈی والی چیز نگل لیتا ہے تو درخت وغیرہ کے پاس آ کر اس سے بڑی سختی سے لپٹتا ہے یہاں تک کہ جو کچھ اس نے لپیٹ میں ہوتا ہے سب ٹوٹ جاتا ہے اور اس کی عادت یہ ہے کہ ڈسنے کے بعد واپس چلا جاتا ہے اس سے بعض لوگوں کو یہ وہم ہو گیا ہے کہ یہ اس طرح اس لئے کرتا ہے کیونکہ اس کا زہر ختم ہو جاتا ہے حالانکہ ایسی بات نہیں اور اس کی یہ عادت ہے کہ جب اس کو کھانا نہیں ملتا تو یہ ہوا پر ہی گزارہ کرتا ہے اور لمبے عرصے تک ہوا کو ہی خوراک بنا رکھتا ہے۔ پھر اس کو بھوک کی سخت تکلیف محسوس ہوتی ہے مگر یہ زندہ چیز کے گوشت کے علاوہ کچھ نہیں کھاتا۔ جب یہ بڑا ہوتا ہے تو اس کا جسم چھوٹا ہو جاتا ہے اور یہ ہوا پر ہی قناعت کر لیتا ہے اور کھانے کی اس کو خواہش نہیں ہوتی اور اس کا عجیب معاملہ یہ ہے کہ یہ پانی کی طرف کبھی نہیں جاتا نہ ہی اس کو چاہتا ہے مگر جب اس کو سونگھ لیتا ہے تو پھر وہ اپنے آپ کو پانی پینے سے روک نہیں سکتا کیونکہ اس کی طبیعت میں پانی کا بہت زیادہ شوق پایا جاتا ہے۔ اور جب یہ پانی کو پالے تو اسے پی پی کر اس کو نشہ ہو جاتا ہے اور کبھی کبھی اس نشہ کی وجہ سے یہ ہلاک بھی ہو جاتا ہے۔ مذکر سانپ ایک جگہ پر قیام نہیں کرتا لیکن مادہ سانپ اس وقت تک انڈوں پر بیٹھی رہتی ہے جب تک اس سے بچے نہیں نکل آتے اور کمائی کے لئے طاقتور نہیں ہو جاتے پھر وہ سیر کے لئے نکل پڑتی ہے اگر اس کو کوئی بل مل جائے تو اس میں گھس جاتی ہے۔ اس کی آنکھیں گھوم نہیں سکتی۔ بلکہ وہ ایسی ہوتی ہیں جیسے کسی نے کوئی کیل اس کے سر میں ٹھونک دی ہو اسی طرح ٹڈی کی آنکھیں ہوتی ہیں جب ان کو پھوڑ دیا جائے تو دوبارہ ٹھیک ہو جاتی ہیں اس طرح اس کی کچلیوں کو اکھیڑ دیا جائے تو وہ تین دنوں بعد دوبارہ نکل آتی ہیں اسی طرح اس کی دم کو کاٹ دیا جائے تو وہ دوبارہ نکل آتی ہے۔ اس کی عجیب بات یہ ہے کہ یہ ننگے آدمی سے بھاگتا ہے اور آگ کے ساتھ خوش ہوتا ہے اس کی طلب رکھتا ہے اور اس کے جلنے سے خوش ہوتا ہے۔ دودھ کو بہت زیادہ پسند کرتا ہے۔ اگر اس کو گھوڑے کے پسینے میں بھیگے ہوئے کوڑے سے مارا جائے تو مر جاتا ہے اگر اس کو ذبح کر دیا جائے تو یہ کئی دنوں تک مرتا نہیں اور یہ بات پہلے گزر چکی ہے کہ جب یہ اندھا ہو جاتا ہے یا زمین سے باہر نکلتا تو اس کو کچھ بھی دکھائی نہیں دیتا۔ تو یہ سبز سونف کے پودے کو تلاش کر کے اس سے اپنی آنکھیں رگڑتا ہے تو اس کی بینائی واپس آ جاتی ہے۔ فسبحان من قدر فهدی اللہ نے اس کے مقدر میں اندھا پن لکھا اور اس کو اس چیز کا پتہ بھی بتا دیا جس سے وہ بینا ہو سکے۔

زمین میں جتنی بھی چیزیں سانپ کی طرح ہیں سانپ ان میں سب سے زیادہ قوی الجثہ ہوتا ہے اسی لئے جب یہ اپنے اگلے حصہ کو کسی بل یا شگاف میں داخل کر لے تو قوی ترین بھی اس کو باہر نہیں نکال سکتا اور کبھی کبھی یہ ٹوٹ جاتا ہے مگر نکلتا نہیں حالانکہ نہ اس کی ٹانگیں ہیں اور نہ ناخن ہوتے ہیں جس سے یہ مضبوط ہو سکے اس کی پشت کثرت اضلاع کی وجہ سے بہت مضبوط ہوتی ہے

Marfat.com

اس کی تیس پسلیاں ہوتی ہیں جب یہ چلتا ہے تو پیٹ پر چلتا ہے یہ اپنے حصوں کو آگے پیچھے کرتا ہے اور جب یہ اس طرح تیزی سے کرتا ہے تو اس کی رفتار بہت تیز ہو جاتی ہے۔ سانپ طبعی طور آبی جانور ہے یہ خشکی میں رہنے کے بعد پانی میں رہ سکتا ہے اور پانی میں رہنے کے بعد خشکی میں بھی رہ سکتا ہے۔

جاحظ کہتے ہیں سانپوں کی تین قسمیں ہیں ان میں سے ایک قسم کے ڈسنے سے تریاق وغیرہ کام نہیں دیتے جیسے افعی، ثعبان اور حیۃ الہند یہ اور ایک قسم وہ ہے کہ جس کے ڈسنے پر تریاق وغیرہ سے فائدہ ہو جاتا ہے ان کے سوا جو سانپ قتل کر دیتے ہیں وہ خوف کی وجہ ہوتا ہے جیسا کہ بیان کیا گیا کہ ایک شخص کسی درخت کے نیچے سو گیا تو ایک سانپ اس کے اوپر لٹک پڑا اور اس کے سر کو کاٹا تو وہ آدمی سرخ چہرے کے ساتھ بیدار ہو گیا اور اپنے سر کو رگڑا مڑ کر دیکھا تو کوئی چیز نظر نہ آئی تو اس نے کوئی چیز مشکوک نہ دیکھی اس نے اپنا سر رکھا اور پھر سو گیا کافی دیر گزرنے کے بعد کسی آدمی نے اس کو کہا کیا تو جانتا ہے کہ تجھے درخت کے نیچے کس نے بیدار کیا تھا وہ کہنے لگا اللہ کی قسم مجھے نہیں پتہ چل سکا وہ آدمی کہنے لگا کہ وہ سانپ تھا جس نے سر پر لٹک کر تجھے کاٹا تھا جب تو خوف وہراس سے کھڑا ہوا تو وہ سکڑ گیا تو وہ اتنا خوف زدہ ہوا کہ اس کی جان نکل گئی۔

جاحظ کہتے ہیں کہ ماہرین حیوانات کا خیال ہے کہ زہر کو خوف ہی بھڑکاتا ہے اور بدن کے مساموں کو کھول دیتا ہے یہاں تک کہ زہر ان میں رواں ہو جاتا ہے۔ انتہی

بسم اللہ کی تاثیر کا قصہ: ابن ظفر کی کتاب النصائح میں لکھا ہے کہ جب اہل حیرہ نے قصر البیض اور دوسرے قلعوں میں اپنے آپ کو قلعہ بند کر لیا تو خالد بن ولید نجف کے مقام پر اترے اور ان کی طرف ایک پیغام بھیجا کہ میری طرف کوئی اپنا عقل مند آدمی بھیجو تو انہوں عبدالمسیح بن عمرو بن قیس بن حیان بن نفیلہ غانی کو بھیجا اور یہ آدمی اتنا بوڑھا تھا کہ اس عمر ۳۵۰ سال تھی تو اس نے ان سے مشہور گفتگو کی۔ عبدالمسیح کے ہاتھ میں ایک بن قارورہ تھا جسے وہ الٹ پلٹ کر رہا تھا خالد نے پوچھا کہ اس قارورہ میں کیا ہے۔ اس نے کہا ''سم ساعۃ'' انہوں نے کہا تو اسے کیا کرے گا۔ وہ کہنے لگا اگر میں تمہارے پاس ایسے چیز پاؤں جس کو میں اپنے لئے اور اپنی قوم کے لئے پسند کرتا ہوں تو میں اللہ کا شکر ادا کروں گا اور تمہاری بات مان لوں گا اور اگر کوئی ایسا معاملہ نہ ہو سکا تو میں اپنے آپ کو مار دوں گا اور اپنی قوم کی طرف کوئی ایسی بات لے کر نہیں جاؤں گا جو انہیں بری لگے تو خالد رضی اللہ عنہ کے کہا اس کو ادھر لاؤ اور اس سے قارورہ لے لیا اور اس کو ہتھیلی پر ڈال لیا۔ پھر کہا **بسم اللہ الرحمن الرحیم بسم اللہ وباللہ بسم اللہ رب الارض والسماء بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شیی فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم** پھر اس کو پی گئے کہا جاتا ہے کہ آپ نے اوپر سے پانی پی لیا پھر اپنی ٹھوڑی کو سینے پر کر لیا ان کو پسینہ آیا وہ ٹھیک ٹھاک ہو گئے۔ عبدالمسیح اپنی قوم کی طرف واپس گیا اور وہ لوگ فرقہ نسطوریہ کے عیسائی تھے لیکن عرب تھے۔ تو اس نے ان سے کہا میں تمہارے پاس اس آدمی کی طرف سے آ رہا ہوں کہ جس نے سم ساعۃ پیا لیکن اس کو کوئی تکلیف نہیں محسوس ہوئی اس لئے وہ تم سے جو کچھ مانگتا ہے اسے دے دو اور اس کو اپنی زمین سے راضی کر کے نکالو۔ کیونکہ یہ ایسے لوگ ہیں کہ یہ دنیا انہیں کے لئے بنائی گئی اور عنقریب ان کی شان بلند ہو جائے گی پھر انہوں نے اسی ہزار چاندی کی درہموں پر صلح کر لی۔ بعض لوگوں نے کہا کہ سم ساعۃ صرف ہندی سانپ میں ہوتا ہے اس میں کوئی تریاق وغیرہ فائدہ نہیں دیتا۔

Marfat.com

اسی کتاب النصائح میں لکھا ہے کہ ابو درداءؓ کی لونڈی نے ایک دن ان سے کہا کہ آپ کونسی جنس سے ہیں وہ کہتے میں بھی تیری طرح آدمی ہوں اس نے کہا تم آدمی کس طرح ہو سکتے ہو میں نے تم کو چالیس دن زہر کھلایا لیکن اس نے تم کو تکلیف نہیں دی انہوں نے اس سے کہا کیا تجھے علم نہیں کہ اللہ کا ذکر کرنے والوں کو کوئی چیز بھی تکلیف نہیں دے سکتی اور میں اللہ تعالیٰ کے اسم اعظم کا ذکر کرتا تھا وہ کہنے لگی وہ کیا ہے انہوں نے کہا **بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شئ فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم** پھر آپ نے کہا تجھے اس کام پر کس چیز نے ابھارا وہ کہنے لگے مجھے آپ سے بغض تھا انہوں نے کہا کہ تو اللہ کی رضا کے لئے آزاد ہے جو تو نے کیا میں نے تجھے وہ بھی معاف کر دیا۔

ایک عجیب قصہ: قرطبی نے سورہ غافر کی تفسیر عن ثور بن یزید عن خالد بن معدان عن کعب الاحبار روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے عرش کو پیدا کیا تو وہ کہنے لگا اللہ تعالیٰ نے مجھ سے زیادہ بڑی کوئی مخلوق نہیں پیدا کی اور تکبر سے ملنے لگا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو ایک ایسے سانپ کا طوق پہنا دیا جس کے ستر ہزار بازو تھے اور ہر بازو میں ستر ہزار پر تھے اور ہر پر میں ستر ہزار چہرے تھے اور ہر چہرے میں ستر ہزار منہ تھے اور ہر منہ سے ستر ہزار زبانیں تھیں اور ہر منہ سے روزانہ بارش کے قطروں اور درخت کے پتوں ریت اور کنکروں دنیا کے دنوں اور تمام فرشتوں کے برابر تسبیح نکلتی تھی۔ سانپ نے عرش کو لپیٹ لیا اور عرش آدھے سانپ جتنا تھا تو اس وقت عرش سے تواضع اختیار کی۔ انتہی۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک دفعہ رشید رات کو سویا تو اس نے ایک کہنے والے کی پکار کو سنا جو کہہ رہا تھا۔

یا راقد اللیل انتبہ ان الخطوب لہا سری
ثقۃ الفتی من نفسہ ثقۃ محللۃ العرا

"اے رات سونے والے بیدار ہو جا بے شک مصیبتیں رات کو چل کر آتی ہیں نوجوان اپنی جان پر اعتماد کرتا ہے۔ اعتماد کرنا ہی زنجیروں کو کھول دیتا ہے پھر جب وہ جاگا تو دیکھا کہ چراغ بجھے ہوئے ہیں تو اس نے شمع جلانے کا حکم دیا جب جلائی گئی تو اس نے دیکھا کہ ایک سانپ اس کے بستر کے قریب آ چکا ہے تو اس نے اس کو قتل کروا دیا۔"

عجیب و غریب واقعہ: امام ابوالفرج ابن جوزی رحمہ اللہ علیہ نے کتاب اذکیاء میں بشر بن الفضل سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں ہم حج کے لئے نکلے۔ راستے میں ہم عرب کے پانیوں میں سے ایک پانی پر سے گزرے تو ہمیں بتایا گیا کہ یہاں تین نوجوان لڑکیاں ہیں جو بہنیں ہیں اور حسن و جمال میں بے نظیر ہیں وہ طبابت اور علاج معالجہ کرتی ہیں تو ہم نے چاہا کہ ان کو دیکھیں تو ہم نے جان بوجھ کر اپنے ایک ساتھی کی پنڈلی پر لکڑی کو رگڑا یہاں تک کہ ہم نے اس کو خون آلود کر دیا پھر ہم نے اس کو اٹھایا اور ان کے پاس لے آئے تو ہم نے ان سے کہا کہ اس کو سانپ نے ڈس لیا ہے؟ تو کیا کوئی دم کرنے والا ہے تو ان میں سے چھوٹی بہن ہماری طرف آئی تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ لڑکی تو طلوع ہونے والے سورج کی طرح ہے وہ آئی یہاں تک کہ ہمارے ساتھی کے پاس کھڑے ہو کر اسے دیکھا اور کہنے لگی اس کو سانپ نے نہیں ڈسا ہم نے کہا وہ کیسے وہ کہنے لگی اس کو اس لکڑی کے ساتھ چھیلا گیا ہے کہ جس پر مذکر سانپ نے پیشاب کیا تھا اور اس کی دلیل یہ ہے کہ جب اس پر سورج طلوع ہوگا تو یہ مر جائے گا بشر کہتے ہیں کہ جب سورج طلوع ہوا تو وہ مر گیا ہم نے اس معاملے سے تعجب کیا اور واپس مڑ گئے۔

Marfat.com

اسی کتاب کے آخری بابوں میں یہ بھی لکھا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام ایک سپیرے پر سے گزرے جو سانپوں کو بھگا رہا تھا تو عیسیٰ علیہ السلام سے اس سانپ نے کہا اے روح اللہ اس سے کہو کہ اگر اس نے مجھ سے توجہ نہ ہٹائی تو میں اس کو مار ڈالوں گا اور اس کو ٹکڑے ٹکڑے کردوں گا تو عیسیٰ علیہ السلام گزر گئے پھر جب واپس لوٹے تو دیکھا کہ سانپ سپیرے کی پٹاری میں ہے تو عیسیٰ علیہ السلام نے اس سے کہا تو نے اس طرح اور اس طرح نہیں کہا تھا اب تو کیسے اس کے ساتھ چل پڑا تو سانپ نے کہا اے روح اللہ اس نے مجھ سے قسم اٹھائی تھی اور اب میرے ساتھ دھوکہ کیا ہے پس دھوکے کا زہر اس کے لئے میرے زہر سے زیادہ نقصان دہ ہے۔

قزوینی نے عجائب المخلوقات میں لکھا ہے کہ ریحان الفارس کا پودا کسریٰ نوشیروان سے پہلے موجود نہیں تھا بلکہ یہ اسی کے زمانے میں پایا گیا اس کا سبب یہ ہے کہ ایک دن وہ کچہری لگا کر بیٹھا ہوا تھا کہ ایک بہت بڑا سانپ آیا اور اس کی چار پائی کے نیچے لیٹ گیا تو لوگ اس کے قتل کا ارادہ کرنے لگے تو کسریٰ نے کہا کہ ٹھہر جاؤ مجھے لگتا ہے کہ یہ مظلوم ہے تو وہ رینگتا ہوا گزر گیا تو کسریٰ نے اپنے مصاحبین میں سے بعض کو اس کے پیچھے لگایا وہ سانپ چلتا رہا یہاں تک کہ ایک کنوئیں کے منہ پر جا کر لیٹ گیا اور اس میں اتر پڑا پھر جھانکنے لگا تو اس آدمی نے دیکھا کہ کنوئیں کی تہہ میں ایک مقتول سانپ پڑا ہے اور اس کی پیٹھ پر ایک سیاہ رنگ کا بچھو تھا اس آدمی نے اپنا نیزا اس بچھو پر مارا اور اس کو اس سانپ کے اوپر سے ہٹا دیا پھر بادشاہ کے پاس آ کر اس کو سانپ کے حال کی خبر دی۔ پھر جب اگلا سال آیا تو سانپ اسی دن آیا جس دن کسریٰ مظالم کے لئے بیٹھا کرتا تھا سانپ رینگتا ہوا اس کے سامنے آ کھڑا ہوا اور اپنے منہ سے کالے رنگ کے بیج باہر پھینکے بادشاہ نے ان کے بونے کا حکم دیا تو اس سے ریحان کا پودا اُگا۔ بادشاہ کو بہت زیادہ زکام اور دماغی تکالیف تھیں اس نے اس کو استعمال کیا تو اس کو بڑا فائدہ ہوا۔

سانپ اور انسان کا قصہ: علامہ ابونعیم کی حلیۃ الاولیاء میں سفیان بن عیینہ کے ترجمہ میں یحییٰ بن عبدالحمید سے مروی ہے وہ کہتے ہیں میں سفیان بن عیینہ کی مجلس میں تھا وہاں پر کم وبیش ایک ہزار انسان جمع تھے انہوں نے مجلس کے آخر میں ایک آدمی کی طرف توجہ کی جو دائیں جانب بیٹھا ہوا تھا اور کہا کھڑے ہو کر لوگوں کو سانپ کی حدیث بیان کرو تو وہ آدمی کہنے لگا مجھے کوئی تکیہ دے دو تو ہم نے اس کو تکیہ دے دیا تو اس نے اپنی آنکھوں سے اپنے پپوٹوں کو اٹھایا پھر کہا غور سے سنو اور یاد رکھو مجھے میرے باپ نے اپنے دادا سے بیان کیا ہے کہ ایک شخص ابن الحمید کے نام سے مشہور تھا جو بہت پرہیزگار تھا۔ دن کو روزے رکھتا اور رات کو قیام کرتا وہ شکار کا شوقین تھا۔ ایک دن وہ شکار کے لئے نکلا وہ جا رہا تھا کہ اس کے سامنے ایک سانپ آ گیا کہنے لگا اے محمد بن حمیر تم مجھے پناہ دو اللہ تجھے پناہ دے گا۔ تو ابن حمیر نے اس سے کہا تمہیں کس سے پناہ دوں سانپ نے کہا میرے دشمن سے جس نے مجھ پر ظلم کیا ہے اس نے پوچھا تیرا دشمن کہاں ہے وہ کہنے لگا میرے پیچھے ہے۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے اس کے لئے اپنی چادر کو کھول دیا اور اس سے کہا اس میں داخل ہو جا وہ کہنے لگا میرا دشمن مجھے دیکھ رہا ہے۔ تو میں نے اس کے لئے اپنا کمبل بچھا دیا اور اس سے کہا میرے کمبل اور میرے پیٹ کے درمیان داخل ہو جا وہ کہنے لگا مجھے میرا دشمن دیکھ رہا ہے تو میں نے اس سے کہا پھر میں کیا کروں وہ کہنے لگا اگر تو میرے ساتھ نیکی کرنا چاہتا ہے تو اپنا منہ کھول تاکہ میں اس میں داخل ہو جاؤں۔ محمد نے کہا مجھے ڈر ہے کہ تو مجھے قتل نہ کردے وہ کہنے لگا اللہ کی قسم میں تجھے قتل نہیں کروں گا اس بات پر اللہ تعالیٰ بھی گواہ ہے فرشتے انبیاء اور عرش کو اٹھانے والے آسمانوں میں رہنے والے بھی اس بات پر گواہ ہیں کہ تجھ کو قتل نہیں کروں گا۔ تو محمد کہتے ہیں کہ میں نے اس کے لئے اپنا منہ کھول دیا

Marfat.com

تو وہ اس میں گھس گیا پھر میں چل پڑا تو راستہ میں مجھے ایک آدمی ملا جس کے پاس ایک گھوڑا تھا اس نے مجھ سے پوچھا اے محمد میں نے کہا کیا ہے تو وہ کہنے لگا کیا تجھے میرا دشمن ملا ہے میں نے اس سے کہا تیرا دشمن کون ہے وہ کہنے لگا سانپ تو میں نے کہ اللہ کی قسم نہیں اور میں نے اپنی اس بات پر کہ مجھے اس کا علم نہیں ہے کی وجہ سے سو مرتبہ اپنے رب سے استغفار کیا پھر میں تھوڑا سا اور چلا تو سانپ نے اپنا سر میرے منہ سے باہر نکالا اور کہنے لگا دیکھو یہ دشمن چلا گیا ہے میں نے مڑ کر دیکھا تو مجھے کوئی نظر نہ آیا میں نے اس سے کہا مجھے کوئی نظر نہیں آتا اگر تو باہر آنا چاہتا ہے تو آجا تو سانپ کہنے لگا اے محمد تو دو چیزوں میں سے اب ایک چیز اپنے لئے اختیار کر لے یا تو تیرا میں جگر پھاڑ ڈالوں یا پھر تیرے دل میں پھونک مار دوں گا اور تجھ کو بغیر روح کر دوں گا میں نے کہا سبحان اللہ تیرا وہ عہد کہاں گیا جو تو نے مجھ سے کیا تھا اور وہ قسم جو تو نے اٹھائی تھی تو کتنی جلدی اس کو بھول گیا اور تو نے خیانت کی۔ تو سانپ کہنے لگا میں نے تجھ سے زیادہ احمق کوئی نہیں دیکھا کہ جو اس دشمنی کو بھول گیا جو میرے اور تیرے باپ آدم کے درمیان تھی جبکہ میں نے اس کو جنت سے نکلوایا تھا اور مجھے سمجھ نہیں آتی کہ جو نیکی کا اہل ہی نہیں اس کے ساتھ تجھے نیکی کا خیال کیسے آ گیا۔ محمد کہتے ہیں میں نے اس سے کہا کہ تو نے مجھے ضرور قتل کرنا ہے وہ کہنے لگا ہاں ضرور قتل کروں گا میں نے اس سے کہا کہ مجھے تھوڑی مہلت دو کہ میں اس پہاڑ کے نیچے چلا جاؤں اور اپنے لئے وہاں قبر کھود لوں سانپ کہنے لگا ٹھیک جو تو کرنا چاہتا ہے کر لے محمد کہتے ہیں میں پہاڑ کی طرف چل پڑا مگر اس زندگی سے مایوس ہو چکا تھا۔ میں نے اپنی نگاہ آسمان کی طرف اٹھائی اور کہا يَا لَطِيْفُ يَا لَطِيْفُ الْطُفْ بِيْ بِلُطْفِكَ الْخَفِيِّ يَا لَطِيْفُ يَا قَدِيْرُ اَسْاَلُكَ بِالْقُدْرِ الَّتِيْ اسْتَوَيْتَ بِهَا عَلَى الْعَرْشِ فَلَمْ يَعْلَمِ الْعَرْشُ اَيْنَ مُسْتَقَرُّكَ مِنْهُ يَا حَلِيْمُ يَا عَلِيْمُ يَا عَلِيُّ يَا عَظِيْمُ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ يَا اللّٰهُ اَلَّا مَا كَفَيْتَنِيْ شَرَّ هٰذِهِ الْحَيَّةِ پھر میں چل پڑا تو مجھے راستے میں ایک کھلے چہرے والا عمدہ خوشبو والا اور صاف کپڑوں والا ایک آدمی ملا وہ کہنے لگا سلام علیک تو میں نے بھی کہا وعلیک السلام یا اخی تو وہ کہنے لگا کیا وجہ ہے کہ آپ کا رنگ بدلا ہوا ہے اور طبیعت مضطرب ہے تو میں نے کہا یہ ایک دشمن کی وجہ سے کہ جس نے مجھ پر ظلم کیا ہے تو اس نے کہا کہ تیرا دشمن کہاں ہے میں نے کہا میرے پیٹ میں اسنے کہا اپنا منہ کھولو۔ پھر اس نے منہ کو کھول کر اس میں سبز زیتون کے پتوں کی طرح کوئی چیز رکھی پھر کہا اس کو چبا کر نگل لو تو میں نے اس کو چبا کر نگل لیا۔ ابھی تھوڑی دیر گزری تھی کہ میرے پیٹ میں مروڑ پڑنے لگے اور سانپ میرے پیٹ میں گھومنے لگا پھر میں نے پاخانے کے راستے میں اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے نکال دیا اور میرا سارا خوف جاتا رہا۔ پھر اس آدمی سے لپٹ گیا اور اس سے پوچھا اے بھائی تو کون ہے کہ جس کے ذریعے اللہ نے مجھ پر احسان کیا تو وہ مسکرانے لگا کہا کیا تو مجھے پہچانتا نہیں تو میں نے کہا اللہ کی قسم نہیں وہ کہنے لگا اے محمد بن حمیر اس سانپ اور تیرے درمیان جس وقت یہ سب کچھ ہوا تھا اور تو نے اس دعا کے ذریعے اللہ کو پکارا تھا تو ساتوں آسمانوں کے فرشتے اللہ کے سامنے چیخ پڑے تو اللہ تعالیٰ نے کہا میری عزت اور میرے جلال کی قسم میری آنکھوں کے سامنے ہے جو کچھ اس سانپ نے میرے بندے کے ساتھ کیا ہے اور مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ تم جنت جاؤ اور طوبی کے درخت سے سبز پتہ لے کر میرے بندے محمد بن حمیر سے جا ملو۔ اور مجھے معروف کہا جاتا ہے میرا ٹھکانہ چوتھے آسمان میں ہے پھر کہا اے محمد بن حمیر نیکی کے کاموں کو اپنے اوپر لازم کر لو بیشک وہ بری جگہوں سے بچاتا ہے اور جس کے ساتھ نیکی کی گئی وہ اگر اس کو ضائع کر دے تو اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ ضائع نہیں ہوتی۔

Marfat.com

فائدہ اخری: امام حاکم نے ابو یوسف سے صحیح روایت کیا ہے کہ نبی ؐ دعا کیا کرتے تھے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْھَدْمِ وَالتَّرَدِّیْ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الْغَرَقِ وَالْحَرَقِ وَ اَعُوْذُبِکَ مِنْ اَنْ یَّتَخَبَّطَنِیَ الشَّیْطَانُ عِنْدَالْمَوْتِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ اَنْ اَمُوْتَ فِیْ سَبِیْلِکَ مُدْبِرًا وَاَعُوْذُبِکَ اَنْ اَمُوْتَ لَدِیْغًا حافظ کہتے ہیں کہ علماء کے نزدیک اس کی تفسیر یہ ہے کہ انسان کی موت سانپ کے ذریعے اتفاقی طور پر اسی وقت ہوتی ہے جبکہ وہ اللہ کے دشمنوں میں سے ہو بلکہ عداوت میں سب سے زیادہ شدید ہو۔ اسی وجہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس سے پناہ مانگا کرتے تھے۔

سانپ اور بچھوں کے کاٹے کے دم: کہا جاتا ہے لسعته الحية والعقرب تلسع لسعا فهو ملسوع یعنی جس کو سانپ یا بچھو ڈسے بعض متقدمین علماء کہتے ہیں کہ جس آدمی نے رات کے شروع میں یا دن کے شروع یہ الفاظ کہے عَقَدْتُ لِسَانَ الْحَیَّةِ وَ زُبَانَ الْعَقْرَبِ وَیَدَ السَّارِقِ بِقَوْلِ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ تو وہ سانپ بچھو اور چور سے محفوظ رہے گا۔ نفع منداور مجرب نسخوں میں سے ایک نسخہ یہ بھی ہے کہ دم کرنے والا سانپ کے کاٹنے والے سے پوچھے کہ اس کا درد کس عضو میں جا کر ختم ہوتا ہے پھر اس پر لوہا رکھے اور منتر پڑھے اور دوہراتا رہے اور تکلیف والی جگہ کو لوہے کے ساتھ چھیلے یہاں تک زہر کو چھیلنے سے درد نیچے والی جگہ میں چلا جائے تو وہ اس جگہ سے اس کو چوس لے یہاں تک تمام درد ختم ہو جائے اس کے اس عضو کے کمزور ہونے کا کوئی اعتبار نہیں۔ سَلَامٌ عَلٰی نُوْحٍ فِی الْعٰلَمِیْنَ وَ عَلٰی مُحَمَّدٍ فِی الْمُرْسَلِیْنَ مِنْ حَامِلَاتِ السَّمِّ اَجْمَعِیْنَ لَا دَابَّةَ بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ اِلَّا وَ رَبِّیْ اٰخِذُبِنَا صِیَتِھَا اَجْمَعِیْنَ کَذٰالِکَ یَجْزِیْ عِبَادَهُ الْمُحْسِنِیْنَ اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ نُوْحٌ نُوْحٌ نُوْحٌ نُوْحٌ قَالَ لَکُمْ نُوْحٌ مَنْ ذَکَرَنِیْ فَلَا تَلْدَغُوْهُ اِنَّ رَبِّیْ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ وَصَلَّی اللّٰهُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ میں نے بعض محققین علماء کے ہاتھ کی یہ تحریر لکھی ہوئی دیکھی ہے کہ جس کو سانپ نے ڈسا ہو وہ یا اس کا پیغام لانے والا یا زہر کو پینے والا کھڑا ہو جائے پھر اس کے دونوں پاؤں کے اردگرد خط کھینچے خط کی ابتدا دائیں پاؤں کے انگوٹھے سے شروع کرتے پھر وہیں پر واپس لائے پھر اس کے پاؤں کے درمیان لوہے کی چھری سے خط کھینچے پھر اس کے دائیں پاؤں کے نیچے سے اور بائیں ٹخنے کے نیچے سے مٹی لے لے اور اس کو صاف برتن میں ڈال کر اس پر پانی بہائے پھر چھری لے کر اس کو کسی دوسرے برتن کے درمیان کھڑی کرے چھری کا سرا اوپر کی طرف ہونا چاہیے اور برتن والے پانی کو دوسرے برتن میں رکھی ہوئی چھری پر انڈیلے اور یہ منتر پڑھے منتر سے اسی وقت فارغ ہونا چاہیے جب پانی پورا انڈیل دیا جائے پھر اس کے بعد دستے کو اوپر کی طرف کرے اور پہلی مرتبہ کی طرح پانی بہائے پھر چھری کے سرے کو اوپر کر کے پہلی مرتبہ کی طرح کرے پھر یہ پانی ڈسے ہوئے شخص یا اس کے ایلچی کو یا کتے کے کاٹے ہوئے شخص کو یا زہر پینے والے کو پلا دیا جائے منتر یہ ہے۔

سارا سارا فی ساراعاتی نوز نور نور انا وارمیاء فاه یا طوا کا طوا بر ملس اوزانا اوصنا نیما کا مایوقا بانیا ساتیا کا اصبأوتا ابریلس توتی تنا اوس.

تو وہ آدمی اللہ کے حکم سے تندرست ہو جائے جیسا کئی مرتبہ تجربہ کیا جا چکا ہے کسی کہنے والے نے کیا خوبصورت کہا ہے۔

قالوا حبيبك ملسوع فقلت لهم   من عقرب الصدغ او من حية الشعر

Marfat.com

''لوگ کہتے ہیں کہ تیرا دوست ڈسا گیا تو میں نے ان سے کہا کہ اس کو کنپٹی کے بچھو نے یا بالوں کے سانپ نے ڈسا ہے۔''

قالوا بلی من افاعی الارض قلت لهم وکیف تسعی افاعی الارض للقمر

''انہوں نے کہا کیوں نہیں اس کو زمین کے سانپ نے ڈسا ہے۔ میں نے ان سے کہا کہ زمین کا سانپ چاند کی طرح کیسے دوڑ کر جا سکتا ہے۔''

وقالوا یصیر الشعر فی الماء حیة اذا الشمس حاذته فما خلته صدقا

''لوگ کہتے ہیں کہ بال پانی میں اس وقت سانپ بن جاتا ہے جب اس کے مقابل سورج آ جائے تو میں نے اس بات کو درست نہیں سمجھا۔''

فلما التوی صدغاه فی ماء وجهه وقد لسعا قلبی تیقنته حقا

''پھر جب اس نے اپنی دونوں کنپٹیوں کے بالوں کو اپنے چہرے کے پانی میں بل دیا تو انہوں نے میرے دل کو ڈس لیا تو تب مجھے اس کے سچا ہونے کا یقین آ گیا۔''

سانپ کا ایک عجیب غریب واقعہ: مسعودی نے زبیر بن بکار سے ذکر کیا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں دو بھائی سفر پر نکلے تو دونوں پتھر کے کنارے ایک درخت کے نیچے سائے میں اتر پڑے۔ جب شام قریب آئی تو پتھر کے نیچے سے ایک سانپ نکلا تو اس نے ایک دینار اٹھایا ہوا تھا اس نے وہ دینار ان دونوں کی طرف پھینک دیا تو وہ کہنے لگا بے شک یہ اس شخص کے ہیں جس نے ان کو یہاں جمع کیا وہ دونوں وہاں تین دن ٹھہرے رہے یہ سانپ ہر روز ان کے لئے ایک دینار نکالتا تھا۔ ایک دن ان میں سے ایک نے کہا ہم کب تک اس سانپ کا انتظار کرتے رہیں گے کیا ہم اس کو قتل نہ کر دیں اور اس خزانے کو ہم کھود کر لے جائیں تو اس کے بھائی نے اس کو اس بات سے منع کیا اور اس سے کہا شاید کہ تو ہلاک ہو جائے اور تجھے مال بھی نہ ملے۔ تو اس کے بھائی نے اس کی بات نہ مانی اور کلہاڑا پکڑ کر سانپ کی گھات میں بیٹھ گیا جب وہ نکلا تو اس نے اس کو ایک ضرب لگائی سانپ کا سر زخمی ہو گیا مگر قتل نہ ہوا سانپ اس کی طرف بڑھا اور اس کو مار ڈالا اور واپس اپنے بل میں چلا گیا اس شخص کو اس کے بھائی نے دفنا دیا اور وہاں ٹھہرا رہا یہاں تک جب دوسرا دن آیا تو سانپ اپنا سر باندھے ہوئے باہر نکلا اور اس کے ساتھ کوئی چیز بھی نہ تھی تو وہ آدمی کہنے لگا اے سانپ اللہ کی قسم جو تجھ کو تکلیف پہنچی ہے میں اس پر راضی نہیں تھا اور میں نے اپنے بھائی کو اس سے منع بھی کیا تھا مگر اس نے میری بات نہ مانی کیا ہم اللہ کو اپنے درمیان گواہ نہ کر لیں کہ نہ تو مجھے تکلیف دے اور نہ میں تجھ کو تکلیف دوں اور تو اسی طرح کرنے لگے جس طرح تو پہلے کرتا تھا سانپ کہنے لگا نہیں۔

آدمی نے کہا کیوں۔ سانپ نے کہا اس لئے کہ میں جانتا ہوں کہ تیرا دل میری طرف سے کبھی بھی مطمئن نہیں ہو گا کیونکہ تجھے سامنے اپنے بھائی قبر نظر آ رہی ہے اور میرا دل بھی تیری طرف سے کبھی بھی مطمئن نہیں ہو گا کیونکہ یہ زخم مجھے یاد رہے گا۔ پھر اس نے نابغہ جعدی کے یہ اشعار پڑھے جن میں وہ کہتا ہے ۔

وما لقیت ذات الصفا من حلیفها وکانت تربه المال زعبا وظاهر

''دوستی والی کو اپنے محبوب سے کچھ فائدہ نہ ہوا۔ حالانکہ وہ اپنے مال کے ذریعے اس کو پالتی رہی۔''

Marfat.com

صحابہ کا گستاخ: ابن الصلاح کے سفرنامے اور تاریخ ابن النجار میں یوسف بن علی بن محمد الزنجانی الفقیہ الشافعی کے حالات زندگی میں لکھا ہے کہ ہمیں شیخ ابواسحٰق شیرازی نے قاضی امام ابوالطیب سے بیان کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم جامع منصور میں اہل علم کی مجلس میں تھے جو بغداد میں ہے تو ایک خراسانی نوجوان آیا اور مصراۃ کے مسئلہ کے متعلق پوچھنے لگا اور دلیل کا مطالبہ کرنے لگا تو دلیل دینے والے نے حدیث ابوہریرہ سے دلیل لی جو صحیحین وغیرہ میں ثابت ہے تو وہ نوجوان جو کہ حنفی تھا کہنے لگا کہ ابوہریرہ حدیث کے معاملے میں غیر مقبول ہیں قاضی کہتے ہیں کہ ابھی اس نے بات پوری نہیں کی تھی کہ جامع کی چھت سے اس پر ایک بہت بڑا سانپ گر پڑا تو لوگ بھاگ کھڑے ہوئے وہ سانپ باقی لوگوں کو چھوڑ کر اس نوجوان کی طرف بھاگا تو لوگوں نے اس کو کہا توبہ کر توبہ کر تو وہ کہنے لگا میں نے توبہ کی تو اس سے وہ سانپ غائب ہوا اور اس کا کوئی اثر باقی نہ رہا۔ ابن صلاح کہتے ہیں کہ یہ اسناد ثابت شدہ ہے اس میں مسلمانوں کے ائمہ میں سے تین تین لوگ ہیں قاضی ابوالطیب طبری اس کا شاگرد ابواسحٰق اور اس کا شاگرد ابوالقاسم زنجانی ہے۔

اس سے ملتی جلتی بات وہ ہے جس کو ابوالیمن کندی نے روایت کیا ہے وہ باسناد عمر بن حبیب سے بیان کرتے ہیں کہ میں رشید کی مجلس میں حاضر ہوا تو وہاں مصراۃ کا مسئلہ چل پڑا۔ اس بارے میں الجھنے والے الجھنے لگے اور ان کی آوازیں بلند ہو گئیں۔ تو ان میں سے بعض نے اس حدیث سے دلیل لی جس کو ابوہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا تو ان میں سے بعض نے حدیث کو رد کر دیا اور کہا کہ ابوہریرہؓ اپنی روایت میں متہم ہے تو رشید بھی اسی کے طریق پر چلا اور اس کی بات کی تائید کی تو میں نے کہا حدیث بھی صحیح ہے اور ابوہریرہ صحیح بات نقل کرنے والے ہیں جو کچھ کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں تو رشید نے میری طرف غصے سے دیکھا میں مجلس سے اٹھ کر اپنے گھر چلا آیا ابھی میں صحیح طرح بیٹھا بھی نہ تھا کہ مجھے کہا گیا کہ دروازہ پر سپاہی آیا ہے۔ سپاہی میرے پاس آیا اور کہنے لگا امیر المومنین کے پاس قتل ہونے کے لئے چلو اور اپنے کفن دفن کا انتظام کر لو تو میں نے کہا اے اللہ تو جانتا ہے کہ میں نے تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی کا دفاع کیا ہے اور تو نے اپنے نبی کے صحابہ پر طعن کرنے کو عظیم قرار دیا ہے پس مجھ کو تو اس سے بچا لے۔ مجھے رشید کے پاس لے جایا گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ سونے کی کرسی پر بازو چڑھائے ہوئے بیٹھا ہے اور اس کے ہاتھ میں تلوار ہے اور اس کے سامنے چمڑا بچھا ہے جب اس نے مجھ کو دیکھا تو کہا اے ابن حبیب آج تک میری بات کو رد کرنے اور جھٹلانے کی کسی نے جرات نہیں کی جس طرح کہ تو نے مجھے تلقین کی تو میں نے کہا اے امیر المومنین بے شک آپ نے جس پر ارادہ کیا ہے اس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اور جو آپ لے کر آئے ہیں اس کی توہین ہے تو وہ کہنے لگا وہ کیسے تو ہلاک ہو! میں نے کہا اس لئے کہ جب آپ کے صحابہ جھوٹے ہوں گے تو ساری شریعت باطل قرار پائے گی اور نماز روزہ حج زکوٰۃ طلاق اور حدود کے تمام احکامات مردود اور غیر مقبول ہوں گے اس لئے کہ ان کو بیان کرنے والے وہی ہیں اور یہ صرف ان کی وجہ سے ہم کو معلوم ہوئے تو رشید کچھ دل میں سوچنے لگا اور کہا اے ابن حبیب اب تو تو نے مجھے زندہ کر دیا اللہ تجھے زندگی دے پھر اس نے میرے لئے دس ہزار درہم دینے کا حکم دیا۔

اور اس سے ملتا جلتا قصہ انشاء اللہ باب القاف میں لفظ قرد کے ضمن میں آئے گا۔ اس آدمی کے ضمن جس نے معاویہ بن ابی سفیان کی بات کو رد کیا تھا جبکہ وہ منبر پر بیٹھے تھے۔

Marfat.com

تتمہ: طارق بن شہاب زہری کہتے ہیں کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے دادا کی میراث میں بھائیوں کے مختلف واقعات میں فیصلے کئے پھر انہوں نے صحابہ کو جمع کیا اور ایک لوہے کا چوڑا پتر الیا تا کہ اس میں وہ لکھیں۔ وہ سمجھ رہے تھے کہ وہ دادا کو باپ کا قائم مقام بنائیں گے تو اچانک ایک سانپ نکلا تو وہ سارے متفرق ہو گئے تو حضرت عمر نے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ اس کو جاری کرنا چاہتا تو اس کو جاری کر دیتا پھر آپ زید بن ثابت کے مکان کی طرف آئے اور ان سے اجازت طلب کی وہ اپنے سر کو ایک لونڈی کے ہاتھ میں دیئے ہوئے تھے جو ان کو کنگھی کر رہی تھی تو انہوں نے اپنے سر کو کھینچ لیا تو حضرت عمر نے کہا چھوڑ و اس کو کنگھی کرنے دو تو زید نے کہا اے امیر المومنین اگر آپ میری طرف پیغام بھیج دیتے تو میں آ جاتا۔ تو حضرت عمر نے کہا مجھے ضرورت تھی اس لئے میں تیرے پاس دادے کے معاملے میں آیا ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ میں اس کو باپ کی وراثت دوں حضرت زید نے کہا میں آپ کی اس معاملے میں موافقت نہیں کرتا کہ آپ اس کو باپ کے قائم مقام کر دیں تو حضرت عمر غصے کی حالت میں نکل گئے۔ پھر کسی دوسرے وقت میں آپ نے زید کی طرف پیغام بھیجا تو حضرت زید نے اس بارے میں اپنے مذہب کو اپنے پالان کے ٹکڑے میں لکھ کر ان کو بھیجا اور ان کے لئے ایک درخت کی مثال بیان کی جو ایک ہی تنے پر اگتا ہے پھر اس سے ٹہنی نکلی پھر اس سے ایک اور ٹہنی نکلی تنا ٹہنیوں کو پانی پلاتا ہے اگر پہلی ٹہنی کو کاٹ دیا جائے۔ تو پانی دوسرے ٹہنی کی طرف چلا جائے گا اور اگر دوسری کو کاٹ دیا جائے تو پانی پہلی کی طرف لوٹ آئے گا جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس زید کا لکھا ہوا خط پہنچا تو انہوں نے لوگوں کو خطاب کیا پھر لکڑی کے ٹکڑے پر لکھا ہوا پیغام ان کے سامنے پڑھا اور کہا کہ زید نے دادا کے متعلق ایک بات کی ہے اور میں نے اس کو جاری کر دیا ہے۔

تذنیب: حافظ ابو بکر بن عبد البر وغیرہ نے روایت کیا ہے کہ ابو خراش ہذلی شاعر جس کا نام خویلد بن مرہ ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں سانپ کے ڈسنے سے فوت ہوا۔ اور یہ ان لوگوں میں سے تھا جو پیدل چل کر گھوڑوں سے سبقت لے جاتا تھا اور وہ یہ شعر پڑھ رہا تھا۔

رفونی وقالوا یا خویلد لا ترع فقلت وانکرت الوجوہ ھم ھم

''انہوں نے مجھے دم کیا اور کہا تو مت ڈر۔ تو میں نے چہروں کو اجنبی سمجھا اور کہا یہ تو وہی ہیں۔''

یہ ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے اسلام قبول کیا اور پھر اپنے اسلام میں عمدہ ہو گئے۔ اس کی موت کا سبب یہ ہوا کہ ان کے پاس یمن سے کچھ لوگ آئے جو حج کی نیت سے نکلے تھے وہ اس کے گھر میں اتر پڑے۔ پانی ان سے بہت دور تھا۔ تو وہ ان سے کہنے لگا بیٹو! ہمارے پاس شام سے پانی نہیں ہے لیکن یہ رسی مشکیزہ اور بکری لے جاؤ۔ پانی پر جاؤ اور اپنی بکری کو کھاؤ۔ ہمارا ڈول اور رسی پانی کے پاس ہی چھوڑ دو تا کہ ہم اس کو لے سکیں تو وہ کہنے لگے اللہ کی قسم ہم آج رات سفر نہیں کریں گے جب ابو خراش نے یہ بات دیکھی تو اس نے ڈول اٹھایا اور وہ رات کے اندھیرے میں پانی کی طرف چل پڑا یہاں تک کہ اس نے پانی لے لیا پھر جب واپس آیا تو ان تک پہنچنے سے پہلے ہی اس کو ایک سانپ نے ڈس لیا وہ جلدی سے ان کے پاس آیا اور ان کو پانی دیا اور کہا بکری پکا کر کھاؤ اور ان کو یہ بات نہ بتائی جو اس کو تکلیف پہنچی تھی تو انہوں نے رات کھانا کھا کر گزاری یہاں تک کہ صبح ہو گئی اور صبح کو ابو خراش بھی مر گیا تو وہ اس کو دفن کئے بغیر وہاں سے نہ گئے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ بات پہنچی تو وہ بہت غصے ہوئے اور کہا کہ اگر مہمان نوازی سنت نہ ہوتی تو میں یہ حکم دیتا کہ کسی یمنی کی ضیافت نہ کی جائے اور یہ بات میں تمام اطراف میں لکھ کر بھیج دیتا

Marfat.com

پھر یمن میں اپنے عامل کی طرف یہ لکھ کر بھیجا کہ وہ ان لوگوں کو پکڑ لے جو ابو خراش کے گھر اترے تھے اور ان سے ابو خراش کی دیت لی جائے اور اس کے بعد ان کو سزا بھی اس کام کی دی جائے۔

عماد الدولہ کے عجیب واقعات: قاضی امام شمس الدین احمد بن خلکان نے وفیات الاعیان میں عماد الدولہ ابوالحسن علی بن بویہ کے حالات میں بیان کیا ہے کہ اس کا باپ ایک شکاری تھا۔ مچھلی کے شکار کے علاوہ اس کی کوئی معیشت نہیں تھی۔ اس کے تین بچے تھے۔ جن میں سے سب سے بڑا عماد الدولہ تھا۔ پھر رکن الدولہ الحسن تھا۔ پھر معز الدولہ تھا۔ یہ سارے کے سارے بادشاہ بنے ہیں۔ عماد الدولہ ان کی سعادت اور مشہوری کے پھیلنے کا سبب بنا۔ یہ عراقین اہواز' اور فارس کے بادشاہ بنے۔ رعیت کے معاملات کی بہترین سیاست کی۔ عماد الدولہ کو ایک عجیب اتفاق پیش آیا وہ یہ ہے کہ جب وہ اپنی ابتدائی بادشاہی میں شیراز کا بادشاہ بنا تو اس کے ساتھی اکٹھے ہوئے اور اس سے مال مانگنے لگے اور اس کے پاس ان کو خوش کرنے کے لیے کچھ نہیں تھا۔ تو اس کا معاملہ اس کے ہاتھوں سے نکلنے لگا۔ تو وہ اس کے لئے نہایت مغموم ہوا ایک دن وہ پیٹھ کے بل لیٹے بیٹھک میں اکیلا سوچ رہا تھا۔ اچانک اس نے ایک سانپ دیکھا جو اس کی بیٹھک کی چھت کی کسی جگہ سے نکلا تو اس کو ڈر ہوا کہ وہ اس پر گر پڑے گا تو اس نے فراشین کو بلایا۔ اور ان کو ایک سیڑھی لانے کا حکم دیا۔ اور ان کو یہ بھی کہا کہ وہ سانپ کو نکالیں جب وہ چڑھ کر اس کو تلاش کرنے لگے تو دیکھا کہ یہ چھت چوبارہ کی دوسری چھت کی طرف چلی جاتی ہے انہوں نے اس کو یہ بات بتائی۔ تو اس نے اس کو کھولنے کا حکم دیا تو اچانک دیکھا وہاں کچھ صندوق تھے۔ جن میں پانچ لاکھ دینار تھے تو اس نے ان کو اپنے سامنے اٹھایا اور اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیا تو اس کا معاملہ مضبوط ہو گیا حالانکہ وہ اس سے پہلے ٹوٹنے کے قریب تھا۔ پھر اس نے کپڑے تیار کئے اور ایک ہوشیار درزی کے متعلق پوچھا تو اس کو ایک درزی کے متعلق بتایا گیا جو اس سے پہلے اس شہر کے مالک کا درزی تھا۔ بادشاہ نے اس کو حاضر کرنے کا حکم دیا۔ اور وہ بہرا تھا۔ اس کے پاس اس شہر کے مالک کی کچھ امانت تھی۔ تو اس کے دل میں آیا کہ کسی نے اس کی چغلی کر دی ہے اور یہ امانت لینے کے لئے اس کو طلب کیا گیا ہے۔ جب بادشاہ اس سے مخاطب ہوا تو وہ قسمیں کھانے لگا کہ میرے پاس صرف بارہ صندوق تھے اور مجھے اس کے بارے میں کچھ علم نہیں کہ ان میں کیا ہے؟ تو عماد الدولہ اس کے جواب سے متعجب ہوا۔ اور اس کے ساتھ وہ آدمی بھیجے جو صندوق اٹھا کر لے آئیں۔ ان میں بڑا مال اور خوبصورت کپڑے تھے۔ یہ اس کی نیک بختی کے قوی دلائل اور اسباب بن گئے۔ یہ ۳۸۸ھ میں فوت ہوا۔ اور اپنے پیچھے کچھ نہیں چھوڑا۔

شرعی حکم: سانپوں کو ان کے ضرر کی وجہ سے کھانا حرام ہے۔ اسی طرح جو تریاق ان کے گوشت سے بنائی جاتی ہے وہ بھی حرام ہے۔

امام بیہقی کہتے ہیں کہ ابن سیرین نے اس کے کھانے کو مکروہ سمجھا ہے امام احمد کہتے ہیں اسی لئے امام شافعی نے اس مکروہ سمجھا ہے اور کہا ہے کہ اس تریاق کا کھانا جائز نہیں ہے جو سانپوں کے گوشت سے بنائی جائے۔ مگر اتنی سخت مجبوری ہو کہ جس میں اس کے لئے مردار کھانا بھی جائز ہو۔ اور وہ مچھلی جو سمندر میں سانپ کی شکل پر ہو وہ حلال ہے۔ اور نبیؐ نے جو سانپوں کے مارنے کا حکم دیا ہے وہ مستحب ہے۔

بخاری مسلم نسائی نے ابن مسعودؓ سے روایت کیا ہے کہ ہم نبیؐ کے ساتھ منیٰ میں ایک غار میں تھے اور آپ پر یہ سورت نازل

Marfat.com

ہوئی ﴿وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا.﴾ تو ہم آپ کے منہ سے اس تازہ وحی کو حاصل کرنے لگے۔اچانک ایک سانپ نکل آیا آپ نے فرمایا اس کو مار ڈالو تو ہم نے جلدی کی تا کہ اسے مار ڈالیں پھر وہ وہاں سے بھاگ گیا۔تو نبیؐ نے فرمایا اللہ نے اس کو تمہارے شر سے بچالیا جس طرح تم کو اس کے شر سے بچایا۔

سانپ کی انسان دشمنی بڑی مشہور ہے۔اللہ کہتے ہیں ﴿اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ.﴾ جمہور کہتے ہیں کہ آدم' حوا' ابلیس اور سانپ کے لئے حکم تھا۔

قتادہ نے نبیؐ سے بیان کیا کہ آپؐ نے فرمایا ہم نے ان سے صلح نہیں کی جب سے دشمنی کی ہے۔ابن عمرؓ کہتے ہیں جس نے سانپوں کو چھوڑ دیا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

عائشہؓ فرماتی ہیں جس نے سانپ کو قصاص کے ڈر سے چھوڑ دیا تو اس پر اللہ اور فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔سنن بیہقی میں عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبیؐ نے فرمایا سانپ' بچھو' چوہا اور کوا فاسق ہیں۔

مسند احمد میں ابن مسعود سے روایت ہے کہ نبیؐ نے فرمایا جس نے سانپ کو مار ڈالا تو اس نے گویا کہ مشرک کو مار ڈالا اور جو اس کے بدلہ سے ڈرتے ہوئے اس کو چھوڑ دے گا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ سانپ بھی مسخ شدہ قوم ہیں جس طرح بنی اسرائیل مسخ کر کے بندر بنائے گئے تھے۔اسی طرح ابن حبان اور طبرانی نے روایت کیا ہے۔

جو سانپ گھروں میں ہوتے ہیں۔ان کو تین دن ڈرانے کے بعد مارا جائے کیونکہ نبیؐ نے فرمایا مدینے میں کچھ جن مسلمان ہو گئے ہیں جب تم ان میں سے کسی کو دیکھو تو ان کو تین دن تک مہلت دو۔بعض علماء نے اس حکم کو صرف مدینہ کے لئے خاص کیا ہے۔لیکن صحیح بات یہ ہے کہ یہ حکم ہر شہر کے لئے عام ہے۔کہ ان کو ڈرانے سے پہلے نہ مارا جائے۔

مسلم نے اور مالک وغیرہ نے مؤطا کے آخر میں ابو سائب مولیٰ ہشام بن زہرہ سے روایت کیا ہے کہ میں ابو سعید خدری کے پاس ان کے گھر گیا۔تو وہ نماز پڑھ رہے تھے تو میں ان کے فارغ ہونے کا انتظار کرنے لگا۔کہ اچانک میں نے گھر کے کونے میں چارپائی کے نیچے کوئی حرکت محسوس کی۔کیا دیکھتا ہوں کہ ایک سانپ ہے۔میں اچھل کر اس کو مارنے لگا تو ابو سعید نے میری طرف بیٹھنے کا اشارہ کیا تو میں بیٹھ گیا۔جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو ایک گھر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ کیا تم اس گھر کو جانتے ہو۔اس میں ہم میں سے ایک نوجوان تھا جس کی نئی نئی شادی ہوئی تھی۔ہم نبیؐ نے ساتھ خندق کی طرف نکلے۔تو یہ شخص آدھے دن کو نبیؐ سے گھر آنے کی اجازت مانگ رہا تھا۔تو نبیؐ نے اس سے کہا کہ اپنا ہتھیار لے جاؤ کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ بنو قریظہ تم پر حملہ نہ کر دیں۔تو جوان نے اپنا ہتھیار لیا اور گھر آیا۔تو دیکھا کہ اس کی بیوی دو دروازوں کے درمیان کھڑی ہے اس کو نیزے سے مارنے لگا کیونکہ اس کو غصہ آ گیا تھا عورت کہنے لگی اپنے نیزے کو روک لو اور گھر کے اندر دیکھو کہ کس وجہ سے میں باہر نکلی ہوں۔وہ اندر گیا تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک بہت بڑا سانپ ہے جو بستر پر کنڈلی مار کر بیٹھا ہوا تھا۔تو یہ نوجوان نیزا لے کر اس پر حملہ آور ہوا اور نیزے میں اس کو پکڑ لیا اور اس کو لے کر باہر آ گیا اور اس کو صحن میں گاڑنے لگا تو وہ اس پر حملہ آور ہو گیا تو نوجوان بھی مر کر گر پڑا۔ پھر ہم کو معلوم نہیں ہو سکا کہ ان میں پہلے نوجوان مرا یا سانپ۔تو ہم نبیؐ کے پاس گئے۔اور ان کو یہ واقعہ بتایا اور کہا کہ اللہ سے دعا کریں کہ وہ اس کو زندہ کرے۔تو آپ نے فرمایا اپنے ساتھی کے لئے اپنے رب سے بخشش مانگو۔پھر کہا کہ مدینے میں کچھ جن

Marfat.com

مسلمان ہو گئے ہیں اگر تم ان میں سے کسی کو دیکھو تو ان کو تین دن مہلت دے دو۔ پھر بھی اگر تمہارے سامنے آئیں تو ان کو مار ڈالو کیونکہ وہ شیطان ہیں۔

اس ڈرانے میں علماء کا اختلاف ہے کہ تین دفعہ ڈرانا چاہیے یا تین دن؟ جمہور تین دن کہتے ہیں۔ ڈرانے کا طریقہ یہ ہے کہ کہے کہ میں تم کو وہ وعدہ یاد دلاتا ہوں جو تم سے نوحؑ اور سلیمانؑ نے لیا تھا کہ ہمارے سامنے نہ آنا اور نہ ہم کو تکلیف دینا۔

مد الغایہ میں عبدالرحمٰن بن ابی یعلی سے روایت ہے کہ نبیؐ نے فرمایا۔ جب سانپ گھر میں سامنے آ جائے تو اس سے کہو ہم تجھ سے نوحؑ اور سلیمانؑ کے عہد کا سوال کرتے ہیں کہ تو ہم کو تکلیف نہ دے۔ پھر اگر وہ دوبارہ آتا ہے تو اس کو مار ڈالو۔

حافظ نے ابن عبدالبر سے روایت کیا ہے۔ کہ عقبہ بن نافع بن عبدقیس فہری جو نبیؐ کے دور میں پیدا ہوئے تھے یہ عمرو بن العاص کی خالہ کا بیٹا ہے۔ جب اس نے افریقہ فتح کیا تو قیروان کے مقام پر کھڑا ہوا اس وادی میں بہت سانپ ہوتے ہیں۔ اس نے کہا اے وادی والو ہم ان شاء اللہ یہاں رہنے والے' میں یہ بات تین دفعہ کہی ہم نے دیکھا کہ ہر درخت اور پتھر کے نیچے سے ایک سانپ نکل کر وادی کے نیچے اتر گیا۔ پھر فرمایا کہ اللہ کا نام لے کر اترو۔ وہاں انہوں نے قیروان کو آباد کیا۔ یہ عقبہ بن نافع مستجاب الدعوات تھے۔

حنفیہ کے نزدیک سفید سانپ کو نہیں مارنا چاہیے کیونکہ وہ جنوں میں سے ہے۔

طحاوی کہتے ہیں کہ سب سانپوں کے مارنے میں کوئی حرج نہیں مگر پہلے ڈرانا چاہیے۔

سانپوں کو بھگانے کا نسخہ: عجیب مجرب نسخہ جو مجھ کو بعض اساتذہ نے بتایا ہے یہ ہے کہ چار کاغذوں پر لکھا جائے اور ہر کاغذ گھر کے ایک کونے میں رکھا جائے تو سانپ وہاں سے بھاگ جاتے ہیں۔ اور وہاں کوئی سانپ داخل نہیں ہوتا وہ منتر یہ ہے۔

اا۱۱۱۸۱۱۷ ارح ۱۱۵۷ ۱۱۵۵ ااو ۷ وو ۱۵ رو اا م اا ح ۱۱۱ ح ط ۵ ھ ۸

''احیاء العلوم'' میں کتاب آداب السفر میں لکھا ہے کہ جو شخص سفر یا حضر میں موزہ پہننا چاہے تو اس کے لئے موزہ کو الٹنا مستحب ہے۔ اور اس کو جھاڑے اس ڈر سے کہ اس میں کوئی بچھو' کانٹا یا سانپ نہ ہو۔ اور اس کی دلیل ابو اسامہ باہلی کی وہ روایت ہے جو باب الغین معجمہ غراب کے لفظ میں آئے گی۔

فتاویٰ امام نووی میں ہے کہ سپیرا جب کسی سانپ کا شکار کرے اور اپنی عادت کے مطابق اس کو قید کر لے تو اس کے ڈسنے سے وہ آدمی مر جائے تو کیا وہ گنہگار ہوگا۔ انہوں نے اس کا جواب دیا کہ اگر اس نے اس لئے سانپ شکار کیا کہ لوگوں کو اپنی معرفت کے اعتبار میں رغبت دلائے اور وہ اپنی صنعت میں سچا بھی ہے اور اپنے گمان کے مطابق وہ سانپ کے کاٹے سے بچ سکتا ہے۔ پھر اگر وہ مر جائے تو وہ گنہگار نہ ہوگا۔ اگر سانپ اس سے بھاگ گیا اور اس نے کسی چیز کو ہلاک کر دیا تو یہ اس کا ضامن نہیں ہوگا۔

امام احمد نے کتاب الزہد میں روایت کیا ہے کہ ایک سپیرا کچھ سانپ ٹوکرے میں لے کر اہل یمن کی ایک قوم کے پاس اترا تو رات کو ان میں سے ایک سانپ نکلا اور کسی گھر کے ایک فرد کو ڈس کر قتل کر دیا تو یمن کے عامل نے یہ ساری بات عمر بن عبدالعزیز کو لکھ کر بھیجی تو انہوں نے کہا اس پر کوئی حرج نہیں لیکن اس کو حکم دو کہ جب وہ کسی قوم کے پاس اترے تو ان کو بتا دے کہ اس کے پاس کیا ہے۔

Marfat.com

امام حافظ ابو مسعود سلیمان بن ابراہیم بن محمد بن سلیمان الاصبہانی نے اپنی سند کے ساتھ اپنی کتاب ''الاربعین علی مذہب المحققین من الصوفیہ'' میں عمران بن حصین سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ نبیؐ نے میرے عمامے کو پچھلی جانب سے پکڑ کر فرمایا اے عمران بے شک اللہ تعالیٰ خرچ کرنے کو پسند کرتا ہے اور بخیلی کو ناپسند کرتا ہے اس لئے تم خرچ کرو اور کھلاؤ تم تنگی نہ کرو اگر تنگی کرو گے تو تم پر بھی طلب میں تنگی کر دی جائے گی اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ شبہات کے ہجوم کے وقت نقد و پرکھ اور بصیرت والے شخص کو پسند فرماتا ہے اور مصیبتوں کے نزول کے وقت عقل کامل کو پسند کرتا ہے اور سخاوت کو پسند کرتا ہے اگرچہ چند کھجوریں کیوں نہ ہوں اور شجاعت کو پسند کرتا ہے اگرچہ سانپ کو ہی قتل کرنے میں ہو۔

ضرب الامثال: عرب کہتے ہیں فلان اسمع من حیة و اعدی من حیة یعنی فلاں آدمی سانپ سے زیادہ سننے والا اور سانپ سے زیادہ دوڑنے والا ہے کیونکہ جب اس کو کوئی چیز دکھ لیتی ہے تو وہ اپنے بل کی طرف جلدی کرتا ہے۔

امام بخاری اور مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبیؐ نے فرمایا کہ ایمان مدینہ کی طرف سمٹ آئے گا جس طرح سانپ اپنی بل کی طرف لوٹ کر آتا ہے اور صحیح مسلم میں حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ نبیؐ نے فرمایا کہ اسلام کی ابتدا غربت تھی اور عنقریب وہ دوبارہ غریب ہو جائے گا جس طرح وہ شروع ہوا تھا اور وہ دو مسجدوں کے درمیان سمٹ آئے گا جس طرح سانپ اپنے بل کی طرف سمٹ آتا ہے۔ مسجدوں سے مراد مکہ اور مدینہ کی مسجدیں ہیں مطلب یہ ہوا کہ مومن کو اس کا ایمان اور نبیؐ سے اس کی محبت مدینہ کی طرف ہانک لے آئے گی۔ اور یہ بھی معنی ہو سکتا ہے کہ آپ کا مقصد یہ بتانا ہو کہ مدینہ دجال اور دیگر فتنوں سے محفوظ رہے گا اور اسلام مدینہ میں معزز ہو گا اور اس بات کا بھی احتمال ہے کہ اس سے مراد نبی ﷺ کی سنت کی طرف لوگوں کا لوٹ آنا ہو جیسا کہ بعض سنتیں ظاہر ہو چکی ہیں۔ اور ہو سکتا ہے کہ اس سے ائمہ اور علماء مراد ہوں کہ ان سے علم اخذ کیا جائے اور اسی طرح ہوا ہے اور باب المیم میں ان شاء اللہ تعالیٰ لفظ مطیة میں ترمذی کی وہ حدیث آئے گی کہ جس میں نبیؐ نے فرمایا قریب کہ لوگ سواری کی پشتوں پر سوار ہو کر طلب علم کے لئے آئیں گے تو وہ مدینے کے عالم سے کسی کو بڑا عالم نہیں پائیں گے عرب کہتے ابغض من ریح السذاب الی الحیات وہ اس سے بھی زیادہ نفرت کرنے والا ہے جتنا سانپ کندھگ کی بو سے نفرت کرتا ہے۔ اور عرب کہتے ہیں الحیة من الحیة یعنی بڑا کام چھوٹے سے نکلا۔ کبھی کبھی کہتے ہیں الحیوت من الحیة اسی طرح یوں بھی کہتے العصا من العصیة اور ان دونوں کی مثالیں قرآن مجید میں آئی ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَلَا يَلِدُوْا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا٥﴾ اسی طرح اس کو ابن جوزی نے ذکر کیا۔

طبعی خواص: عیسیٰ بن علی کہتے ہیں کہ زندہ سانپ کی کچلیوں کو اکھاڑ کر چوتھے کے بخار والے پر لٹکایا جائے تو اس کا بخار ختم ہو جائے گا اور اگر اس کو دانت کے درد والے پر لٹکایا جائے تو اس کو مفید ہو گا اور اس کا درد رک جائے گا اس کا گوشت حواس کی حفاظت کرتا ہے اور اس کے گوشت کا شوربا بینائی کو تیز کرتا ہے مجموعی طور پر سانپوں کا گوشت سخت خشک ہوتا ہے اور بدن کی صفائی کرتا ہے اور بدن کی کمزوریوں کو ختم کرتا ہے اس کی کھال کو اگر کپڑوں میں رکھا جائے تو ان کو کیڑا وغیرہ نہیں کھاتا اور اگر اس کو جلا کر اچھے زیتون کے تیل میں گوندھا جائے اور داڑھ درد والے کی داڑھ پر لگایا جائے تو اس کے لئے مفید ہو گا اگر اس کو سانپ کے سر کے ساتھ پیا جائے اور بال جھڑ کی بیماری میں لگایا جائے تو بال اگ آتے ہیں یحییٰ بن ماسویہ کہتے ہیں بھونے ہوئے سانپ کی

Marfat.com

کینچلی اور کبر کی جڑ کے چھلکے اور زراوند طویل اور بلادر برابر برابر مقدار میں لے کر اس سے بواسیر والے کو ظاہری اور باطنی طور پر دھونی دی جائے۔ تو بواسیر کے مسے گر جائیں گے۔ اس کے علاوہ دوسروں نے کہا ہے کہ سانپ کی کینچلی اور بھنے ہوئے باز کو ملا کر ظاہری اور پوشیدہ بواسیر میں دھونی دی جائے تو وہ تندرست ہو جائے گا۔ سانپ کے انڈے چاندی اور سرکے کے ساتھ ملا کر کوٹ لئے جائیں اور نئے برص پر طلا کئے جائیں تو وہ ختم ہو جاتا ہے۔ سانپ کی کینچلی کو تین کھجوروں کے ساتھ گوندھ کر پھوڑے پھنسیوں والے کو کھلایا جائے تو وہ ختم ہو جاتی ہیں اور اگر اس کو کھلایا جائے جس کو پھوڑے پھنسیاں نہیں ہیں تو اس کو کبھی نہیں نکلیں گی۔ اس کے دل کو چوتھے کے بخار والے پر لٹکانے سے وہ ختم ہو جاتا ہے۔

فائدہ: ابن ابی شیبہ وغیرہ نے روایت کیا ہے کہ نبیؐ کے پاس فویک آیا اس کی دونوں آنکھیں سفید ہو گئی تھیں اس کو کچھ نظر نہیں آ رہا تھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا کہ اس کو کیا ہوا ہے وہ کہنے لگا میں اونٹ کو سکھا رہا تھا۔ تو اچانک سانپ کے انڈے پر میرا قدم آ گیا اور مجھے معلوم نہ ہو سکا تو میری آنکھوں کی بینائی چلی گئی تو نبیؐ نے اس کی آنکھوں میں پھونکا تو وہ بینا ہو گیا وہ آدمی سوئی کے نکے میں دھاگا ڈال سکتا تھا حالانکہ وہ اسی سال کا ہو چکا تھا۔ اور اس کی آنکھیں بھی سفید تھیں۔

تعبیر الرؤیا: خواب میں سانپ دیکھنے کی کئی چیزوں کے ساتھ تعبیر دی جاتی ہے مثلاً دشمن، دولت، زندگی، سیلاب، اولاد اور بیوی وغیرہ۔ جس نے سانپ سے جھگڑا کیا اور سانپ اس کو ڈسنا چاہتا ہو تو وہ اپنے دشمن سے جھگڑے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيعًا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ﴾ اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ اس نے سانپ کو بے خوف ہو کر پکڑا ہوا ہے اور اس کو جدھر چاہتا ہے پھیر دیتا ہے تو اس کو دولت اور نصرت حاصل ہو گی کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کو سانپ کے ذریعے فرعون کے خلاف نصرت حاصل ہوئی۔

اور جس نے دیکھا کہ سانپ اس کے منہ سے نکلا ہے اور وہ آدمی بیمار بھی ہو تو وہ مر جائے گا۔ اس لئے کہ وہ سانپ اس کی زندگی تھا جو اس کے منہ سے نکل گئی اور جس نے سانپوں کو کھیتی میں اور درختوں میں چلتے پھرتے دیکھا تو اس سے مراد سیلاب ہے کیونکہ سانپوں کو پانی کے چلنے سے تشبیہ دی گئی ہے لیکن یہ اس وقت ہو گا جب یہ بغیر پھونکار کے چل رہے ہوں اور بغیر کسی چیز کو جلائے چل رہے ہوں۔ جس نے اپنے بستر پر کسی سانپ کو مار دیا تو اس کی بیوی مر جائے گی۔ اور جس نے دیکھا کہ اس کی حاملہ بیوی نے سانپ کو جنا ہے تو اس کے ہاں نافرمان لڑکا پیدا ہو گا اور جس نے مردہ سانپ کو دیکھا تو اس سے مراد وہ دشمن ہے جس کے شر سے اس کو اللہ نے بچا لیا اور جس کو سانپ نے ڈسا اور اس کو اس جگہ ورم آ گیا تو اس کو مال حاصل ہو گا کیونکہ زہر سے مراد مال اور ورم سے مراد مال کا زیادہ ہونا ہے اور جس نے سانپ کا پکا ہوا گوشت کھایا تو وہ اپنے دشمن کا مال پائے گا۔ اور اگر کسی نے سانپ کا کچا گوشت کھایا تو اس کا دشمن غائب ہو جائے گا اور اگر کسی نے خواب میں سانپ کو کسی مکان سے اترتے ہوئے دیکھا تو یہ اس مکان کے مالک کی موت کی خبر ہے۔ اور جس نے دیکھا کہ سانپ نے اس کو نگل لیا ہے تو اس کو بادشاہت ملے گی۔ اور جس نے دیکھا کہ وہ سانپوں کو روندرہا ہے اور وہ اس کو ڈس نہیں رہے تو یہ آدمی دشمنوں سے محفوظ رہے گا اور اگر جیل میں ہوا تو جیل سے نکل آئے گا اور اگر راستے میں بہت زیادہ سانپوں کو دیکھا کہ وہ لوگوں کو اپنی پھونکار اور کاٹنے کے ذریعے روک رہے ہیں تو یہ سلطان کی طرف سے ظلم کی علامت ہے۔

Marfat.com

جس نے دیکھا کہ کسی جگہ سے سانپ ختم ہو گئے ہیں تو اس جگہ موت اور وباء کثرت سے آئے گی۔ کیونکہ سانپ سے مراد زندگی ہے۔ اور جس نے دیکھا کہ سانپ اس کے ساتھ کلام کر رہا ہے تو یہ آدمی سرور پائے گا اور جس نے دیکھا کہ وہ صاف سانپ کا مالک ہے اور اس کو جدھر چاہتا ہے پھیرتا ہے تو وہ غنا اور سعادت حاصل کرے گا۔ خواب میں سانپ سے مراد مضبوط دشمن ہے۔ کالے سانپ کا مالک ہونا بادشاہی حاصل کرنے کی علامت ہے۔ سفید سانپ کا مالک ہونا کمزور دشمن کی علامت ہے اژدھے کو خواب میں دیکھنا اپنے اہل وعیال اور اولاد میں لڑائی جھگڑے کی علامت ہے اور کبھی کبھی اس سے مراد شریر اور حاسد ہمسایہ ہوتا ہے۔ تنین سانپ کو خواب میں دیکھنا ہیبت ناک ظالم بادشاہ اور جلا دینے والی آگ کی علامت ہے اصلہ سانپ کو دیکھنا نسل والی اور اصل والی اور لمبی عمر والی عورت کی دلیل ہے۔ شجاع سانپ کو خواب میں دیکھنا بہت خرچیلی عورت اور بہادر لڑکا مراد ہے۔ افاعی سانپ مالدار قوم پر دلالت کرتا ہے کیونکہ اس میں زہر زیادہ ہوتا ہے۔ ناشر سانپ غم پر یا جنگ جو اور غیور آدمی پر دلالت کرتا ہے۔ گھروں کے سانپ نقصان کی علامت ہیں۔ جنگلی سانپ راستوں کے بند ہونے کی علامت ہیں پانی کے سانپ مال ہیں جس نے اپنی کمر کو سانپ سے باندھ لیا پس یہ شخص اپنی کمر سے رقم کی تھیلی باندھے گا۔ پیٹ کے سانپ گھر والوں اور عزیزوں میں سے دشمن ہیں جس نے سانپ کو پھینک دیا تو وہ اپنے عزیزوں میں سے ایسے خبیث شخص کو چھوڑ دے گا کہ جس کو وہ کھلایا کرتا تھا۔

الحیوت

سفود کے وزن پر ہے۔

الحیدوان

قمری: اس کا ذکر ان شاء اللہ باب الواو میں آئے گا۔

الحیقطان

قاف کے ضمہ سے ہے مذکر تیتر کو کہتے ہیں۔

الحیوان

یہ الحی کا اسم جنس ہے۔ حیوان زندگی کو کہتے ہیں اور جنت کے ایک چشمے کو بھی حیوان کہتے ہیں یہ بات ابن سیدہ نے کہی ہے۔ حیوان چوتھے آسمان میں ایک نہر کا بھی نام ہے۔ اس میں ہر روز ایک فرشتہ غوطہ لگاتا ہے پھر وہ نکل کر اپنے پر جھاڑتا ہے جس سے ستر ہزار قطرے گرتے ہیں پھر اللہ ہر قطرے سے ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے پھر ان کو بیت المعمور کے طواف کا حکم دیا جاتا ہے۔ وہ اس کا طواف کرتے ہیں۔ ان کی دوبارہ کبھی اس کا طواف کرنے کی باری نہیں آئے گی پھر وہ آسمان اور زمین کے درمیان کھڑے ہو کر قیامت تک اللہ کی تسبیحات میں مشغول رہیں گے۔

اسی طرح ولید بن عبدالملک کے غلام روح بن جناح سے مروی ہے اس نے ابن عباس سے بیان کیا ہے کہ نبیؐ نے فرمایا ایک عالم شیطان پر ہزار عابد سے زیادہ بھاری ہے۔ اس کی یہ حدیث ترمذی کی دونوں کتابوں اور ابن ماجہ میں ہے۔ زمخشری نے اللہ

Marfat.com

کے اس فرمان ﴿وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِیَ الْحَیَوَان.﴾ میں کہا ہے۔ کہ آخرت میں دائمی اور مسلسل زندگی ہی ہوگی جس میں موت نہیں ہوگی۔ تو گویا کہ یہ ذاتی حیات ہے۔ اور حیوان حی کا مصدر ہے۔ اور قیاس یہ ہے کہ یہ حییان ہونا چاہیے لیکن انہوں نے دوسری یاء کو واؤ سے بدل دیا جس طرح حیوہ کا لفظ جو نام شخص ہے کہ دوسری یاء کو واؤ سے بدلا ہے۔ اسی لئے جس میں زندگی ہو اس کو حیوان کہتے ہیں۔ حیوان کے صیغے میں معنی کی زیادتی ہے جو حیاۃ کے صیغے میں نہیں ہے۔ یہ اس لئے ہے کہ فعلان کے صیغے میں حرکت اور اضطراب کا معنی موجود ہے جیسے نزوان اور اس جیسے حروف میں ہے اور حیات حرکت کو کہتے ہیں جیسے موت سکون کو کہتے ہیں۔ فعلان کے وزن اس لفظ کا آنا حیات کے معنی میں مبالغہ ہے۔ ابن عطیہ کہتے ہیں کہ حیوان اور حیاۃ یک معنی ہیں۔ اور خلیل اور سیبویہ کے نزدیک یہ ھیمان کی طرح مصدر ہے اور معنی یہ ہے کہ اس میں موت نہیں ہوگی۔ مجاہد نے اسی طرح کہا ہے اور یہ روایت حسن ہے۔

کہا جاتا ہے اصل لفظ حییان ہے تو دوسری یاء کو ثقل کی وجہ سے واؤ سے بدل دیا۔

جاحظ کہتے ہیں حیوان کی چار قسمیں ہیں۔

(۱) کچھ چلتے ہیں۔ (۲) کچھ اڑتے ہیں۔ (۳) کچھ تیرتے ہیں۔ (۴) کچھ رینگتے ہیں۔ مگر اڑنے والے جانور چل بھی سکتے ہیں مگر ہر چلنے والا اڑ نہیں سکتا۔ جو چلتے ہیں ان کی تین قسمیں ہیں۔

لوگ۔ چوپائے۔ درندے۔

پرندے یا تو درندے ہوتے ہیں یا چلنے والے ہوتے ہیں یا گھٹیا پرندے ہیں یا حشرات ہیں جن کا وجود نرم اور جسم چھوٹا ہو۔ حشرات کے ہتھیار نہیں ہوتے۔ ھمج پرندوں میں سے نہیں ہوتے مگر اڑتے بھی ہیں یہ پرندوں میں اس طرح ہیں جس طرح چلنے والوں میں حشرات ہوتے ہیں۔ اور پرندوں میں درندے وہ ہوتے ہیں جو خالص گوشت کھائیں اور بھیمہ اس کو کہتے ہیں جو خالص دانے کھائے۔ اور کچھ مشترک ہوتے ہیں جیسے چڑیا۔ یہ پنجے والی بھی نہیں ہے اور گدھ کی طرح بھی نہیں ہے یہ دانے کھاتی ہے۔ اس کے علاوہ یہ چیونٹیوں اور مکڑیوں کا بھی شکار کھاتی ہے اور گوشت بھی کھاتی ہے اور یہ کبوتروں کی طرح اپنے بچوں کو چوگا نہیں کھلاتیں یہ مشترک طبیعت والے ہیں۔ جو بھی پرندوں کے ساتھ اڑے اس کو پرندہ نہیں کہتے کیونکہ کبھی کبھی مکھی، شہد کی مکھی، چیونٹی اور ٹڈی، بھڑیں اور دیمک وغیرہ اڑتی ہیں۔ ان کو طیور نہیں کہتے اسی طرح فرشتے بھی اڑتے ہیں مگر ان کو طائر نہیں کہتے۔

اس طرح جعفر طیار کے متعلق حدیث میں آتا ہے کہ وہ دو پروں کے ساتھ جنت میں اڑتے ہیں حالانکہ وہ پرندے نہیں ہیں۔

صحیحین وغیرہ میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبیؐ نے اس شخص پر لعنت کی جس نے حیوان کو باندھ کر نشانہ بازی کی۔

دوسری روایت میں ہے کہ جس نے ذی روح چیز پر نشانہ بازی کی۔ ایک روایت میں ہے نبیؐ نے چوپایوں کو باندھنے سے منع فرمایا۔ علماء نے کہا چوپایوں کے باندھنے سے مراد یہ ہے کہ ان کو باندھ کر تیر مارے جائیں اور قتل کیا جائے۔

اور اس حدیث کا بھی یہی معنی ہے جس میں آپؐ نے فرمایا کہ تم جاندار چیز کو نشانہ نہ بناؤ۔ یعنی چمڑے کی نشانہ لگانے والی چیزوں کی طرح نشانہ بازی نہ کی جائے۔ اور یہ نہی تحریم کی ہے کیونکہ نبیؐ نے اس کے کرنے والے کو لعنت کی ہے۔ نیز اس میں جانور کو عذاب دینا اور اس کی جان کو تباہ کرنا اور مقصد کو ضائع کرنا اور ذبح کے مقصد کو فوت کرنا ہے۔ بشرطیکہ وہ ذبح کرنے کی

Marfat.com

چیز ہو۔ نیز اس سے اس کا فائدہ بھی ضائع ہو جاتا ہے اگر وہ ذبح ہونے والا نہیں بھی ہے۔

کتاب ''التنویر فی اسقاط التدبیر'' میں ہے کہ شیخ تاج الدین بن عطاء اللہ اسکندری نے کہا ہے کہ اللہ نے باقی موجودات کے برعکس انسان کو غذا کا محتاج اس لئے بنایا ہے کہ اللہ نے اس حیوان کو وہ صفات دیں ہیں کہ اگر اس کو غذا سے مستغنی کر دیا جاتا تو یہ ربوبیت کا دعویٰ کر دیتا یا اس میں ربوبیت نظر آنے لگتی تو اللہ تعالیٰ حکیم وخبیر نے اس کو کھانا پینا اور اسباب ضرورت کا محتاج کر دیا تا کہ بار بار ضرورتوں کا پیش آنا اس کے دعویٰ کے خاتمہ کا سبب بن جائے۔

شرعی حکم: حیوان میں بیع سلم جائز ہے کیونکہ یہ قیمتاً بھی اور مہر کے طور پر بھی کسی کے ذمہ رہ سکتی ہے۔ اور دیت کے اونٹوں میں بھی۔

نبیؐ سے صحیح حدیث مروی ہے کہ آپ نے ایک اونٹ ادھار لیا۔ اور ابو حنیفہ نے اس بات کو منع رکھا ہے کیونکہ ابن مسعود نے اس کو مکروہ سمجھا ہے۔ کیونکہ اس میں اوصاف ضبط نہیں رہ سکتے۔ ہماری دلیل وہ حدیث ہے جس کو ابوداؤد اور حاکم نے عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت کیا ہے جو شرط مسلم پر ہے۔ کہ نبیؐ نے مجھے حکم دیا کہ میں ایک اونٹ دو اونٹ کے عوض میں ادھار خرید لوں۔

بیہقی نے علیؓ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے ایک عصفور نامی اونٹ بیس اونٹوں کے عوض ادھار بیچا۔

ابن عمر نے ایک سواری چار اونٹوں کے عوض خریدی۔ کہ اس کا مالک ان کو ربذہ کے مقام پر ابن عمرؓ کو دے گا۔ رواہ موطا ورواہ البخاری تعلیقاً) (ربذہ ذال معجمہ سے ہے اور یہ مدینہ سے تین مراحل دور ایک جگہ ہے)

اور وہ روایت جس کو حسن نے سمرہ سے روایت کیا ہے کہ نبیؐ نے بیع حیوان بالحیوان سے منع کیا ہے اس روایت کو ابن ماجہ' ابوداؤد وترمذی نے بیان کیا ہے اور کہا ہے یہ حدیث حسن صحیح ہے اور حسن کا سمرہ سے سماع صحیح ہے۔ اسی طرح علی بن مدینی وغیرہ نے بھی کہا ہے۔ اور صحابہ وغیرہ میں اکثر اہل علم کا اس پر عمل ہے کہ ادھار' حیوان بالحیوان نا جائز ہے اور یہ قول سفیان ثوری اور اہل کوفہ کا ہے اور یہی مذہب امام احمد کا ہے۔ رحمہم اللہ

لیکن صحابہ میں سے بعض اہل علم نے حیوان بالحیوان ادھار بیچنے کی رخصت دی ہے۔ اور یہ قول امام شافعی اسحٰق کا ہے خطابی کہتے ہیں کہ سمرہ کی حدیث میں جو ممانعت ہے اس سے مراد طرفین کا ادھار ہے۔ اس صورت میں یہ بیع کالی بالکالی ہوگی۔ اور اس کی دلیل عبداللہ بن عمرو بن العاص کی مذکورہ حدیث ہے امام مالک کہتے ہیں کہ جب حیوان کی جنس مختلف ہو جائے تو بعض کو بعض کے عوض ادھار بیچنا درست ہے۔ اور اگر ان کی جنسیں مشتبہ ہو جائیں تو درست نہیں ہیں۔

''احیاء العلوم'' میں ہے کہ حیوانوں میں تجارت مکروہ ہے کیونکہ خریدنے والا اللہ کی تقدیر یعنی موت کو ناپسند سمجھتا ہے حالانکہ وہ تو آنے ہی والی ہے۔ کہا گیا کہ ایک حیوان کو بیچ اور دو موتیں خرید۔

جس نے کسی حیوان کی قیمت تلف کر دی تو وہ سارے جانور کا ضامن ہوگا کیونکہ صحیحین میں ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ جس نے غلام کا اپنا حصہ آزاد کر دیا تو اگر اس کے پاس غلام کی قیمت موجود ہو تو اس کی قیمت لگا کر اس کے شرکاء کو اسی سے لے کر دی جائے گی اور غلام آزاد ہو جائے گا۔

اگر اس کے پاس قیمت نہ ہو تو اس کا حصہ آزاد ہو جائے گا۔

Marfat.com

یہاں نبیؐ نے غلام کو آزاد کر کے اپنا حصہ تلف کرنے پر اس کے ذمہ پوری قیمت لگا دی۔ کیونکہ اس کا مثل واجب کرنا خلقت کے طور نا ممکن ہے بوجہ جنس واحد کی قیمت میں اختلاف کے۔ لہٰذا حق کو پورا کرنے کے لئے قیمت ہی زیادہ مناسب ہے۔ اور جتنی قیمت اس نے کم کی ہے۔ اتنے ہی اعضاء کا وہ ذمہ دار ہوگا۔

امام ابوحنیفہ کے نزدیک اصل اونٹوں گھوڑوں اور گائیوں میں چوتھا حصہ لازم ہے اور عنقریب اس کا ذکر باب الفاء لفظ فحل میں آئے گا۔ اور عروہ بارقی کی روایت سے اثر نقل ہوگا جو اس کا شاہد ہے۔

امام مالک گدھے اور خچر کا دم کاٹنے کی صورت میں پوری قیمت کو واجب کرتے ہیں اور تلف کرنے والے کو اصل چیز دے دی جائے گی۔

طبی فوائد اور خواص: خصی جانور غیر خصی سے زیادہ ٹھنڈا ہوتا ہے۔ اور جب موٹا ہو تو لذیذ تر اور طبیعت کے لئے مفید ہوتا ہے دیر سے ہضم ہوتا ہے اور جو لاغر ہو وہ اس کے برعکس ہوتا ہے مگر وہ زود ہضم ہوتا ہے۔ دو سالہ بکری کا گوشت عمدہ اور مفید ہوتا ہے اور زود ہضم ہوگا مگر نقصان یہ ہے کہ یہ معدہ کو ڈھیلا کر دیتا ہے۔ اس کے نقصان کو دور کرنے کے لئے خالص پھلوں کا پانی پینا چاہیے۔ جو خونِ معتدل پیدا کرتے ہیں اور معتدل مزاج والے جوانوں کے موافق ہوتے ہیں۔

زمانوں میں سے موسم بہار کا زمانہ بہتر ہے اور یاد رہے کہ تمام حیوانوں سے بہتر گوشت ان جانوروں کا ہے جو لاغری اور موٹاپے میں معتدل ہوں اور عمدہ گوشت پوری جوان بھیڑ' کمسن گائے اور خصی بکرے کا ہوتا ہے۔ اور مطلقاً بھیڑ کا گوشت سب سے عمدہ ہوتا ہے۔

تعبیر الرؤیا: جس کے ساتھ کوئی چوپایہ یا پرندہ کلام کرے اور یہ آدمی اس کے کلام کو سمجھے تو اس کی تعبیر ویسی ہی ہوگی جیسا اس نے کلام کیا ہوگا۔ بعض دفعہ یہ ایسے معاملے کے واقع ہونے پر دلالت کرتا ہے جس سے لوگ خوش ہوتے ہیں مگر سمجھ نہیں سکتے۔ تو خواب دیکھنے والے کو چاہیے کہ اپنے مال کے ضائع ہونے سے ڈرے۔ کیونکہ حیوان کھانے کی چیز ہے۔ کبھی کبھی یہ خواب باطل ہوتی ہے اس لئے اس بارے میں کرید نہیں کرنی چاہیے۔ اور جانوروں کے چمڑے وراثت کی علامت ہیں۔ بعض کے بقول چمڑے اپنے مالک کے مکان ہوتے ہیں کیونکہ اللہ نے فرمایا ہے۔ ﴿وَجَعَلَ لَكُمْ مِنَ الْأَنْعَامِ بُيُوتًا.﴾

بعض دفعہ سمور' سنجاب' وشق' قاقم' ضب' نمس' ثعلب' ارنب' فہد وغیرہ کے چمڑے جن پر بیٹھا جاتا ہے مفید نعمت اموال و ارزاق پہننے والے یا دیکھنے والے یا مالک ہونے والے کی شان کی بلندی کی دلیل ہے۔

جب انسان دیکھے کہ اس کا چمڑہ اتارا جا رہا ہے تو اگر وہ بیمار ہوا تو جلد مر جائے گا یا محتاج اور ذلیل ہو جائے گا۔

کبھی کبھی چمڑے اس چیز پر دلالت کرتے ہیں جو چیز ان سے بنائی جائے۔ تو اونٹوں کے چمڑے طبلوں پر' بھیڑ کے چمڑے کتابت پر' بکری کے چمڑے' چٹائیوں پر گائیوں کے چمڑے بچھونوں' ڈولوں' تسموں پر دلالت کرتے ہیں۔ گھوڑوں گدھوں اور خچروں کے چمڑے برتنوں اور مشکوں پر دلالت کرتے ہیں۔

بھینسوں کے چمڑے قلعوں پر دلالت کرتے ہیں۔ اور اونیں اور بال وغیرہ فوائد ارزاق' لباس اور موروثہ اور غیر موروثہ اور مغصبہ مال پر دلالت کرتی ہیں۔

Marfat.com

سینگوں کے دیکھنے سے مراد قحط اور ہتھیار اور وہ چیزیں ہیں جن سے انسان خوبصورت بنتا ہے جیسے مال اولاد اور عزوجاہ۔
ہاتھی کی کچلیاں اور اس کی ہڈیاں بادشاہوں کے ترکہ پر دلالت کرتی ہیں۔
حیوانوں کے کھر محنت وکوشش اور خاوند بیوی کے درمیان ملاپ اور ماں بیٹا کے اتفاق پر دلالت کرتے ہیں اور کھر شکل میں پھٹی ہوئی ھاء کی طرح ہے۔ اونٹوں کے پاؤں سفر میں طاقت ہیں۔ بعض دفعہ اونٹ کے پاؤں کا گھومنا دشمن پر بیماری پر اور معاملوں کی اچھی تمہید پر دلالت کرتا ہے۔
اور دم اس جانور پر ہی دلالت کرتے ہیں۔ جو اس کی مصلحتوں میں امداد کرتا ہے اور جس سے اس کو خوف ہوتا ہے اس چیز سے اس کا دفاع کرتا ہے۔
حیوانوں کی آوازوں کی تعبیر ہم یہاں تفصیلاً بیان کرتے ہیں۔ بکری کی آواز عورت اور دوست اور اچھے آدمی کی نرمی ہے۔
مینڈھے اور بکری اور بھیڑ کے بچے کی آواز خوشی اور تروتازگی ہے۔
گھوڑے کی آواز شریف آدمی کی ہیبت ہے۔ یا بہادر فوجی کی ہیبت ہے۔ گدھے کی آواز بیوقوف آدمی کی بیوقوفی ہے اور خچر کی آواز ایسا آدمی ہے جو مشکل سے کام آتا ہو اس کی سختی ہے۔ بچھڑے گائے اور بیل کی آواز فتنے میں واقع ہونا ہے۔ اونٹ کی آواز حج' مفید تجارت اور جہاز میں لمبا سفر ہے۔ شیر کی آواز سے مراد کسی ظالم بادشاہ کی ہیبت اور خوف ہے۔ بلی کی آواز فاجر اور چور یا خادم سنے تو اس سے مراد ان کا مشہور ہونا ہے۔ چوہیا کی آواز نقب زن فاسق اور چور کی طرف سے مار ہے۔ ہرنی کی آواز خوبصورت عورت کی طرف سے فائدہ ہے کتے کی بھونک ظلم میں چغلی کرنے والے کی شرمندگی ہے۔
بھیڑیے کا چیخنا ظالم کا ظلم ہے۔ لونڈی کی آواز جھوٹے مرد یا عورت کی طرف سے مکر ہے۔ گیدڑ کی آواز مایوس قیدیوں یا عورتوں کی چیخ ہے۔ خنزیر کا چیخنا بے وقوف دشمنوں پر کامیابی ہے۔ چیتے کی آواز لالچی متذبذب آدمی کی ڈانٹ ہے اور سننے والا اس سے بچ جائے گا۔
مینڈک کی آواز کسی رئیس عالم یا بادشاہ کے کام میں دخل اندازی ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ اچھی آواز نہیں ہے۔ سانپ کا بولنا عداوت چھپانے والے دشمن کا کلام ہے اور جو سنے گا اس پر غالب آجائے گا اور جس سے سانپ نرم گفتگو کرے تو دشمن اس کے سامنے عاجز ہو جائے گا اور دشمن اس پر تعجب کریں گے۔

ام حبین

ہائے مہملہ مضمومہ اور بائے مفتوحہ مخففہ کے ساتھ ہے۔ یہ نیولے' گیدڑ' چھپکلی اور خبیث سانپ کی طرح ہے۔ لیکن اسم جنس کا معرفہ ہے۔ بعض دفعہ اس پر الف لام آجاتا ہے مگر یہ اس کے حذف کرنے سے نکرہ نہیں ہوتا اس کو ام حبین پیٹ سوجنے کی وجہ سے کہتے ہیں۔ کہا جاتا ہے فلان بہ حبن فھوا حبن یعنی فلان آدمی کو استسقیٰ کی بیماری ہے۔ اس کو استسقیٰ سے اس لئے تشبیہ دی جاتی ہے کیونکہ اس کا پیٹ بڑا ہو جاتا ہے۔ سینے کے علاوہ اس کی باقی خلقت گرگٹ کی طرح ہوتی ہے کہا جاتا ہے ھی انثی الحرابی یعنی وہ گرگٹ کی مادہ ہے اور کہا جاتا ہے ھما اما حبین اور ھن امھات حبین۔

Marfat.com

یہ غالباً ہتھیلی جتنا ہوتا ہے جو گوہ کے مشابہہ ہوتا ہے۔ یہی بات ابو منصور ازہری نے کہی ہے۔ ابو منصور نے گرگٹ کے مونث کو جو نقل کیا ہے اسی بات کو صاحب ''کفایۃ'' نے نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ حرباء ام حبین کا مذکر ہوتی ہے۔ یہ چھپکلی سے زیادہ چوڑا جانور ہوتا ہے اور اس کا سر چوڑا نہیں ہوتا۔ ابو زید کہتے ہیں کہ اس کی مینڈک کی طرح چار ٹانگیں ہوتی ہیں اور خاکی رنگ کا ہوتا ہے۔ اور موٹا نہیں ہوتا۔ اس کو بھگانے کے لئے شکاری یوں کہتے ہیں۔

ام حبین انشری بردیک ان الامیر ناظر الیک

وضارب بسوطہ جنبیک

''اے ام حبین اپنی دونوں چادریں پھیلا دے امیر تیری طرف دیکھ رہا ہے اور اپنے کوڑے سے تیرے دونوں پہلوؤں کو مارے گا۔''

تو وہ اس کو بھگاتے رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ تھک کر اپنے پاؤں پر کھڑا ہو جاتا ہے اور اپنے پاؤں پھیلا دیتا ہے جو اس کے رنگ کی طرح خاکستری ہوتے ہیں۔ جب اس کو بہت بھگاتے ہیں تو یہ اپنے دونوں پروں کو پھیلا دیتا ہے تو اس کے پروں کے نیچے کی سرخی' زردی' سفیدی' سبزی بہت زیادہ خوبصورت دکھائی دیتی ہے جو کہ باریکی میں پتنگے کے پروں کی طرح ایک دوسرے پر چڑھے ہوتے ہیں۔ جب شکاری اس کو اس طرح دیکھ لیتے ہیں تو اس کو چھوڑ دیتے ہیں۔

علی بن حمزہ کہتے ہیں کہ صحیح بات یہ ہے کہ مذکورہ صفت ام عویف (مادہ ٹڈی) کی ہوتی ہے۔ عنقریب اس کا ذکر باب العین المہملہ میں آئے گا۔

ابن قتیبہ کہتے ہیں کہ ام حبین سورج کو دیکھتی رہتی ہے اور جدھر وہ گھومتا ہے ادھر ہی یہ گھومتی رہتی ہے۔ اور یہی صفت گرگٹ کی ہے۔ ''مرصع'' میں ہے کہ ام حبین میں اختلاف ہے بعض چھپکلی کی ایک قسم کہتے ہیں بعض کہتے ہیں کہ یہ اس سے چوڑی ہوتی ہے۔ بعض کے بقول یہ مونث گرگٹ ہے۔ دیہاتی لوگ اس کی بدبو کی وجہ سے اس کو کھانے سے پرہیز کرتے ہیں۔

اور ابن قتیبہ کا اس کو چھپکلی کے مشابہہ جانور کہنا صحیح نہیں ہے کیونکہ وہ تو وزغ (چھپکلی) کی ایک قسم ہے جیسا کہ اہل لغت نے بیان کیا ہے۔ اور اس کو بغیر ''ا'' کے حبینۃ کہتے ہیں جو واحد اور جمع سب کے لئے مستعمل ہوتا ہے۔ اس کی جمع ام حبینات بھی آتی ہے اور امہات حبین بھی اور امات حبین بھی آتی ہے۔ یہ لفظ ہمیشہ مصغر ہی آتا ہے۔ عقبہؓ کے حدیث میں ہے۔ اپنی نماز پوری کرو اور ام حبین کی طرح نماز نہ پڑھو اس کی تفسیر علماء نے یہ کی ہے کہ وہ جب چلتی ہے تو سر کو اپنے پیٹ کے بڑا ہونے کی وجہ سے بہت زیادہ نیچا اور اونچا کرتی ہے۔ یہ اپنے سر کے بل گر جاتی ہے پھر کھڑی ہوتی ہے۔ اس لئے انہوں نے اس کے ساتھ نماز میں لوگوں کے سجدے کو تشبیہ دی ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ نبیؐ نے بلال کو دیکھا کہ اس کا پیٹ باہر نکلا ہوا تھا تو آپ نے فرمایا ''ام حبین'' یہ آپ نے اس کے ساتھ تشبیہ مذاقاً دی تھی۔

جاحظ کہتے ہیں ابو زید نحوی نے کہا کہ میں نے ایک اعرابی سے سنا کہ وہ ام حبین کو حبینہ کہتا تھا اور حبینۃ اس کا نام ہے اور حبین احبن کی تصغیر ہے۔ یہ اس کو کہتے ہیں کہ جو پیٹھ کے بل لیٹے اور اس کا پیٹ پھول جائے۔

شرعی حکم: یہ حلال ہے۔ کیونکہ پاکیزہ چیزوں میں سے ہے۔ نیز اس کا حرم اور احرام میں حلان کے ساتھ فدیہ دینا پڑتا ہے

Marfat.com

جب اس کو مارا جائے۔

امام شافعی کے قواعد میں سے ہے کہ صرف خشکی کے جانوروں کا فدیہ دیا جاتا ہے۔

ماوردی نے اس میں دونوں وجہیں ذکر کی ہیں اور کہا ہے کہ شافعی کے قول کا تقاضا ہے کہ یہ حلال ہو اور ابن اثیر کے قول کے مطابق حرام ہے۔ جو اس نے مرصع میں ذکر کیا ہے۔

ابن عبدالبر نے تمہید میں اہل اخبار کی ایک جماعت سے ذکر کیا ہے کہ ایک شہری آدمی نے دیہاتی سے پوچھا کیا تم گوہ کھاتے ہو۔ اس نے کہا ہاں۔ اس نے پوچھا کیا تم جنگلی چوہے کھاتے ہو؟ اس نے ہاں! اس نے پوچھا سیہ کو بھی کھاتے ہو؟ اس نے کہا ہاں۔ اس نے پوچھا ورل کو کھاتے ہو اس نے کہا ہاں۔ اس نے پوچھا تم ام حبین کو کھاتے ہو۔ اس نے کہا نہیں۔ اس نے کہا تو ام حبین کو عافیت مبارک ہو۔ انتہیٰ

اس کا جواب یہ ہے۔ یہ تو ان کی عادت میں سے ہے۔ اور ام حبین کا نہ کھانا ان کے لئے خاص ہے۔ یہ اس لئے نہیں ہے کہ وہ حرام ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کا حرام ہونا ثابت بھی نہیں ہے۔

ام حسان

یہ انسان کی ہتھیلی کے برابر جانور ہوتا ہے۔

ام حسیس

حاء مہملہ کی ضمہ کے ساتھ یہ پانی کے جانوروں میں سے سیاہ جانور ہے اس کی بہت سی ٹانگیں ہوتی ہیں۔

ام حفصہ

گھریلو مرغی کو ام حفصہ کہتے ہیں۔

ام حمارس

حائے مہملہ کے ساتھ بقول ابن اثیر ہرنی کو کہتے ہیں واللہ الموفق للصواب

باب الخاء المعجمه

(۱) الخاز

ایک لغت میں خز باز بھی ہے۔ جوہری کہتے ہیں کہ یہ مکھی ہوتی ہے۔ یہ دو اسم میں جن کو ایک کر دیا گیا ہے۔ اور اس کو مبنی بر کسرہ کر دیا ہے۔ یہ رفع نصب جر میں بدلتے نہیں ہیں۔ ابن احمر کہتا ہے۔

تفقا فوقه القلع السواری وجن الخاز باز به جنونا

''اکھڑے ہوئے ستون اس پر پھوٹ پڑے اور خاز باز اس پر بہت زیادہ بھنبھنانے لگی''۔

Marfat.com

جوہری کہتے ہیں کہ ہوسکتا ہے کہ یہ لفظ جن الذباب سے ہو یعنی مکھیوں کی آواز زیادہ ہوگئی۔ اور یہ جن النبت جنونا سے ہو یعنی انگوری لمبی ہوگئی۔"

متنبی نے بھی اس کو اسی معنی میں استعمال کیا ہے۔

کلما جادت الظنون بوعد عنك جادت يداك بالانجاز

"تجھ سے وعدہ کے متعلق جب گمان درست ہو جائیں۔ تو تیرے ہاتھ بھی اپنا وعدہ پورا کر دیتے ہیں۔"

ملك منشد القريض لديه يضع الثوب في يدي بزاز

"تو ایسا بادشاہ ہے کہ شعر بولنے والا اس کے سامنے اس طرح ہے جس طرح بزاز کے سامنے کوئی کپڑے کو رکھ دے۔"

ولنا القول وهو ادرى بفحوا واهدى فيه الى الاعجاز

"ہم تو صرف بات کرتے ہیں اور وہ مطلب سمجھ جاتا ہے اور کلام کے اعجاز کی طرف جلد پہنچ جاتا ہے۔"

ومن الناس من تجوز عليه شعراء كانها الخازباز

"لوگوں میں سے کچھ ایسے بھی ہیں کہ ان کے پاس سے شعراء ایسے گزر جاتے ہیں گویا کہ وہ لوگ خازباز ہوں۔"

ويرى انه البصير بهذا وهو في العمى ضائع العكاز

"وہ یہ سمجھتا ہے کہ میں شعروں کو سمجھتا ہوں حالانکہ وہ اندھے پن میں اپنی لاٹھی کو بھی ضائع کرنے والا ہے۔"

اصمعی کہتے ہیں کہ خازباز مکھی کی آواز کی حکایت ہے مگر پھر یہ اس کا نام پڑ گیا۔ ابن اعرابی کہتے ہیں کہ یہ ایک انگوری ہے۔ اور ابن نصیر نے ابن الاعرابی کے قول کی تقویت میں یہ شعر پڑھے ہیں۔

رعيتها اكرم عود عودا الصل والصفصل واليعضيدا

"میں نے اس کو عمدہ ترین گھاس میں چرایا جو کہ صل، صفصل اور یعضید گھاس ہیں۔"

والخازباز السنم النجودا بحيث يدعو عامر مسعودا

"اور خازباز جو عمدہ اور اونچا گھاس ہے جہاں عامر مسعود کو بلاتا ہے۔"

عامر اور مسعود دو چرواہے ہیں۔ اس معنی کے علاوہ یہ ایک بیماری بھی ہے جو اونٹوں اور انسانوں کے گلوں کو پکڑ لیتی ہے۔ شاعر کہتے ہیں۔

يا خازباز ارسل اللهازما انى اخاف ان تكون لازما

"اے خازباز جبڑے کی ہڈی کو چھوڑ دے میں تیرے دائمی ہونے سے ڈرتا ہوں۔"

بعض کہتے ہیں یہ بلی ہے یہ بات ابوسعید نے کہی ہے اگر یہ بلی یا مکھی ہے تو اس کا حکم آگے آئے گا۔ ان شاء اللہ

ضرب الامثال: عرب کہتے ہیں الخاز باز اخصب یعنی خازباز تروتازہ ہوتی ہے۔ میدانی کہتے ہیں کہ یہ ایسی مکھی ہے جو موسم بہار میں اڑتی ہے اور مال کی تروتازگی پر دلالت کرتی ہے۔

Marfat.com

خاطف ظله

یہ ایک پرندہ ہے جو چڑیوں کی جنس میں سے ہے۔کمیت بن زید نے کہا۔

وریطة قتیان کخاطف ظله جعلت لهم منها خباء ممددا

''بہت سے نوجوانوں کی چادریں ہیں جو خاطف ظلہ کی طرح ہیں کہ میں نے ان چادروں سے لمبے لمبے خیمے بنا لئے ہیں۔''

ابن سلمہ کہتے ہیں یہ ایک پرندہ ہے جس کو اخراف کہتے ہیں یہ جب اپنا سایہ پانی میں دیکھ لیتا ہے تو اس کی طرف اس کو اچکنے کے لئے آجاتا ہے اور یہی صفت ملاعب ظلہ کی ہے جس کا ذکر عنقریب باب المیم میں آئے گا۔

الخاطف

بھیڑیے کو کہتے ہیں اس کا ذکر باب الذال میں آئے گا۔

الخبهقعی

یہ لفظ خاء باء کے فتح اور عین کے کسرہ سے ہے۔کبھی کبھی مد سے بھی پڑھا جاتا ہے۔یہ مادہ بھیڑیے سے کتے کے بچے کو کہتے ہیں بنو تمیم کے ایک دیہاتی کو اسی جانور کی نسبت سے ابوالخبہقعی کہتے ہیں۔

الخثق

یہ لفظ خاء کے فتح اور ثاء مثلثہ سے ہے۔ارسطاطالیس نے نعوت میں کہا ہے کہ یہ ایک بہت بڑا پرندہ ہے جو چین ارض بابل اور ترکی میں پایا جاتا ہے۔اس کو زندہ کسی نے نہیں دیکھا۔کیونکہ اس کی زندگی کے وقت کوئی بھی اس پر قادر نہیں ہو سکتا۔اس کی خصوصیت یہ ہے کہ جب زہر کی بو سونگھ لیتا ہے تو اس کا دماغ خراب ہو جاتا ہے اور پسینہ سے شرابور ہو جاتا ہے اور اس کی حس ختم ہو جاتی ہے۔

بعض دوسروں نے کہا ہے کہ موسم سرما اور گرما میں اس کی گزرگاہوں میں بہت زیادہ زہریں ہوتی ہیں۔جب یہ زہر کی بو سونگھ لیتا ہے تو اس کا ذہن خراب ہو جاتا ہے اور یہ مر کر گر پڑتا ہے پھر اس کے جسم سے برتن اور چھریوں کے دستے بنائے جاتے ہیں۔ اس کی ہڈی جب زہر کی بو سونگھ لے تو اس کو بھی پسینہ آجاتا ہے تو پتہ چل جاتا ہے کہ یہ کھانا زہریلا ہے۔

اس پرندے کی ہڈیوں کا گودا ہر حیوان کے لئے زہر ہے۔اور سانپ اس کی ہڈیوں سے بھاگتا ہے اور اس کو حاصل نہیں کر سکتا۔

الخدارية

عقاب کو کہتے ہیں۔اس کا یہ نام اس کے رنگ کی وجہ سے رکھا گیا ہے کہا جاتا ہے بعیر خداری یعنی بہت سیاہ اونٹ اور اس سے

Marfat.com

ہے لون خداری۔

میدانی نے اپنی کتاب مجمع الامثال کے خطبہ میں کیا ہی عمدہ بات کہی ہے۔ بے شک لوگوں کی سانسوں کو شمار نہیں کیا جا سکتا اور جب تک زمانہ چلتا ہے وہ ختم بھی نہیں ہوں گی۔ میں اس کتاب میں عیب دیکھنے والے سے اس عیب کی معذرت کرتا ہوں۔ اور ایسے لفظوں پر بھی جو اس کو ناپسند ہوں۔ تو بے شک ہم اپنی جان سے بھی اجنبی ہو گئے ہیں جس کی حس اور ذکاوت مغلوب ہو گئی ہے جب سے اس کے رحال کے دونوں رخساروں کو سفیدی نے گھیر لیا اور ان دونوں کی سیاہی کو زمانے نے بدل دیا اور اس نے اپنے گھونسلے سے جھپٹنے والے عقاب کو اڑا دیا اور جوانی کی لکڑی پر جھک کر اس کو چوس لیا۔

اور کمزور ہاتھ میرے قویٰ کی لگام کے مالک بن گئے۔ اور میری خواہشات کو بڑھانے والے نے میری مدد چھوڑ دی۔ گویا کہ میں ہی شاعر کے ان شعروں میں مراد ہوں۔

وھت عزماتك عند المشیب وما کان من حقھا ان تھی

''تیرے ارادے بڑھاپے کے وقت کمزور ہو گئے۔ ان کا حق نہیں تھا کہ وہ کمزور ہوتے۔''

وانکرت نفسك لما کبرت فلا ھی انت ولا انت ھی

''تیری جان جب بوڑھی ہو گئی تو اجنبی بن گئی اب نہ تو وہ ہے نہ وہ تو ہے۔''

وان ذکرت شھوات النفوس فما تشتھی غیر ان تشتھی

''اگر تو نفس کی خواہشات کا ذکر کرتا ہے تو جب تک تیری خواہش نہ ہو نفس خواہش نہیں کر سکتا۔

الخدرنق

مکڑی کو کہتے ہیں اس کی دال معجمہ اور مہملہ دونوں طرح مستعمل ہے یہ بات درۃ الغواص میں لکھی ہوئی ہے۔

الخراطین

کہا گیا ہے کہ یہ سفید جسم اور سرخ سر والے کیڑوں کو کہتے ہیں۔ مگر صحیح یہ ہے کہ یہ کینچوے ہیں۔ عنقریب باب الشین معجمہ میں اس کا ذکر آئے گا۔ بعض لوگوں نے کہا کہ یہ لمبی جونک ہے جو زمین کے تر حصوں میں ہوتی ہیں۔ جب کوئی ان کو زیتون میں بھون کر اور اچھی طرح کوٹ پیس کر اپنے ساتھ اٹھائے رکھے تو اس کو فائدہ ہوگا۔ اور جب اس میں سے کوئی چیز لے کر تیل میں ڈال کر سات دن دفن کر کے نکالے اور تیل سے نکال رکھے یہاں تک کہ اس کی بو چلی جائے پھر اس کو ایک شیشی میں ڈالا جائے۔ اور اس کی مقدار سے نصف اس میں گل لالہ ڈالے جائیں پھر ان کو سات دن دفن کیا جائے پھر اس کو نکال کر اپنے بالوں پر خضاب کیا جائے تو وہ آدمی جلد بوڑھا نہیں ہوگا۔

الخرب

یہ لفظ خاء معجمہ کے فتح اور رائے مہملہ اور بائے موحدہ کے ساتھ ہے۔ یہ سرخاب کا مذکر ہے اس کی جمع خراب' اخراب' خربان ہے۔

Marfat.com

بے ادبی علم کی قدر ختم کر دیتی ہے' ایک واقعہ: ابو جعفر احمد بن جعفر بلخی نے کہا کہ رشید نے ابوالحسن کسائی اور ابوالحسن یزیدی کو جمع کیا تا کہ وہ اس کے سامنے مناظرہ کریں تو یزیدی نے کسائی سے شاعر کے اس شعر کے اعراب کے بارے میں پوچھا۔ تو کسائی نے کہا کہ یہاں دوسرے مصرعے کے آخر شعر میں مہراً ہونا چاہیے لہٰذا اس شعر میں اقواء ہے۔

یزیدی نے کہا شعر ٹھیک ہے۔ کیونکہ کلام لا یکون پر مکمل ہو جاتا ہے پھر المهر مهر ایک نیا جملہ ہے۔ پھر اس نے اپنی ٹوپی اتار کر زمین پر ماری اور کہا میں ابو محمد ہوں۔ تو اس کو یحییٰ بن خالد نے کہا کہ تو امیر المومنین کی موجودگی ایسی کنیت رکھتا ہے۔ اور بوڑھے بزرگ کو تو بیوقوف کہتا ہے۔ پھر رشید نے اس سے کہا کہ کسائی کی غلطی حسن ادب کی وجہ سے میرے نزدیک تیری درستگی مع بے ادبی کے زیادہ محبوب ہے۔ تو اس نے کہا امیر المومنین کامیابی کی حلاوت نے میری یادداشت چھین لی تھی۔ تو ہارون نے اس کو نکالنے کا حکم دے دیا۔

امام محمدؒ اور امام کسائیؒ کا مناظرہ: کسائی اور محمد بن حسن حنفی ایک دن رشید کی مجلس میں اکٹھے ہوئے تو کسائی نے کہا جو کسی علم میں تبحر حاصل کر لے وہ تمام علوم میں ہدایت پالیتا ہے۔ تو محمد نے اس سے کہا کہ جو شخص سجدہ سہو بھول جائے تو بتاؤ وہ دوبارہ سجدہ کرلے یا نہیں اس نے جواب دیا نہیں۔ محمد نے کہا کیوں۔ اس نے جواب دیا کہ نحوی کہتے ہیں کہ تصغیر شدہ کی تصغیر نہیں ہوتی۔ محمد نے کہا عتق (آزادی) کو ملک (ملکیت) کے ساتھ معلق کرنے میں تیرا کیا خیال ہے۔ تو اس نے کہا درست نہیں ہے اس نے کہا کیوں۔ اس نے جواب دیا کہ سیلاب بارش سے سبقت نہیں لے جاسکتا۔

امام کسائی نے علم النحو بڑھاپے میں سیکھا۔ ہوا یوں کہ ایک دن وہ چلتے چلتے تھک گئے اور بیٹھ گئے اور کہنے لگے "قد عییت" یعنی میں تھک گیا تو کسی نے کہا تو نے غلطی کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ کیسے؟ اس نے کہا تیرا مقصد تعب یعنی تھکاوٹ ہے تو تجھے اعییت کہنا چاہیے تھا اور اگر تیرا مقصد یہ ہے کہ تیرے اسباب ختم ہو گئے ہیں تو تب تجھے عییت کہنا چاہیے تھا۔

تو امام کسائی کو اس کے قول "لحنت" سے خودداری آگئی۔ اور پھر علم النحو میں مشغول ہو گئے یہاں تک اس میں ماہر ہو کر اپنے وقت کے امام بن گئے۔ یہ امین اور مامون دونوں کے اتالیق تھے۔ ان کی ہارون الرشید اور اس کے دونوں بیٹوں کے نزدیک عزت و منزلت تھی۔

کسائی اور امام محمد حنفیؒ ایک ہی وقت میں ۱۸۹ھ میں فوت اور ایک ہی جگہ دفن ہوئے۔ رشید کہنے لگا یہاں علم و ادب فن ہو گئے ہیں۔

ضرب الامثال: عرب کہتے ہیں ما رأينا صقراً يرصده خرب ہم نے کوئی شکرا ایسا نہیں دیکھا کہ جس کی گھات میں سرخاب بیٹھا ہو۔ یہ مثال شریف آدمی کو ذلیل آدمی کے ڈانٹنے کے وقت بولی جاتی ہے۔

الخرشة

رائے متحرکہ کے ساتھ مکھی کو کہتے ہیں یہ بات جوہری نے کہی ہے۔ سماک بن خرشہ اخباری کی ماں کا نام اسی مکھی کے نام پر رکھا گیا ہے اور عباس بن مرداس کے شعر میں ابو خراشہ سلمی کا نام بھی اس مکھی کے نام پر ہے۔

Marfat.com

ابــا خــراشة امــا انــت ذا نــفــر فــان قــومــی لــم تــاکــلهــم الــضبــع

''اے اباخراشہ اگر تو نفری والا ہے تو میری قوم کو بھی قحط سالی کھا نہیں گئی۔''

الضبع قحط زدہ سال کو کہتے ہیں اور اسی لفظ سے خرشہ بن حرالفز اری بھی ہے جو ۷۴ھ میں فوت ہوا۔ جو عمر بن خطابؓ کی گود میں یتیم تھا۔ اسی آدمی سے روایت کی گئی ہے کہ ایک آدمی نے اس کے پاس گواہی دی تو خرشہ نے اس سے کہا میں تجھ کو نہیں جانتا اور تیرے لئے اس میں کوئی نقصان بھی نہیں کہ میں تجھے نہیں جانتا آخر تک) المـذهـب میں اس بارے میں کوئی غلطی اور تصحیف واقع ہوئی ہے۔

خرشقلا

بلطی مچھلی کو کہتے ہیں۔ حدیث میں ہے کہ اگر بلطی مچھلی نہ ہوتی تو جنت کے پتے دریائے نیل میں پائے جاتے۔

الخرشنه

یہ کبوتری سے بڑا ایک پرندہ ہوتا ہے جس کا ذکر باب الکاف میں آئے گا۔ ان شاءاللہ

الخرق

یہ لفظ خاء کے ضمہ اور راء مہملہ کی تشدید سے اور آخر میں کاف سے ہے۔ یہ چڑیوں کی ایک قسم ہے۔ جاحظ نے اس کو ذکر کیا ہے۔

الخرنق

یہ لفظ خائے معجمہ کے کسرہ سے ہے خرگوش کے بچوں کو کہتے ہیں اور اس کے ساتھ اس شاعر کا نام خرنق رکھا گیا ہے جو تابعین کے زمانہ میں تھا۔

کہا جاتا ہے ارض مخرنقہ یعنی خرگوشوں والی زمین۔ عرب کہتے ہیں الین من خرنق وہ خرنق سے بھی زیادہ نرم ہے۔ نبی ﷺ کی ایک زرہ کو بھی خرنق کہا جاتا تھا کیونکہ وہ بہت نرم تھی۔ آپ کی ایک دوسری زرہ کو بتیراء کہتے تھے کیونکہ وہ چھوٹی تھی۔ آپ کی ایک اور زرہ تھی جس کو ذات الفضول کہتے تھے کیونکہ وہ لمبی تھی۔ یہ آپ کو سعد بن عبادہ نے اس وقت بھیجی جب آپؐ بدر کی طرف گئے تھے۔ اسی زرہ کو آپ نے یہودی کے پاس رہن رکھا تھا جس کو ابوبکر نے چھڑایا تھا۔ اور ایک اور زرہ تھی جس کو ذات الوشاح اور ذات الحواشی کہتے تھے اور ایک دوسری زرہ کو فضہ اور سغد یہ کہتے تھے۔ سغد سین مہملہ اور غین معجمہ کے ساتھ ہے۔ حافظ دمیاطی کہتے ہیں کہ سغد یہ وہ زرہ ہے جو داؤد نے جالوت کو قتل کرتے وقت پہنی ہوئی تھی اور یہ انہوں نے اپنے ہاتھ سے بنائی تھی۔ کلبی کہتے ہیں کہ اللہ کے اس فرمان ﴿وَعَلَّمَهٗ مِمَّا يَشَآءُ﴾ کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ کو اللہ نے درعیں بنانی سکھائیں۔ آپ ان کو بنا کر بیچتے تھے۔ اور اپنے ہاتھ کی کمائی سے ہی کھاتے تھے۔ بعض نے کہا کہ اس سے مراد پرندوں کی بولی اور چار پایوں کا کلام ہے۔ بعض کے بقول اس سے مراد زبور ہے۔ بعض کے بقول خوش الحانی مراد ہے۔ کیونکہ ان جیسی آواز اللہ نے اپنی مخلوق میں

Marfat.com

سے کسی کو نہیں دی تھی۔ جب آپ زبور پڑھتے تو وحشی درندے قریب آ جاتے یہاں تک کہ آپ ان کو گردنوں سے پکڑ لیتے اور پرندے آپ کی آواز کو غور سے سنتے اور سایہ کیے ہوتے۔ چلتا پانی رک جاتا اور ہوائیں تھم جاتیں۔

ابن عباسؓ نے کہا ہے کہ اللہ نے آپ کو ایک ایسی زنجیر عطا کی تھی کہ جو کہکشاں سے ملی ہوئی تھی اس کا ایک سرا گرجے میں تھا وہ لوہے کی طرح مضبوط اور آگ کی طرح رنگ والی تھی۔ اس کے کڑیاں گول تھی۔ جن میں موتی جڑے ہوتے تھے ان کو تر موتیوں کی ٹہنیوں کے ساتھ کنگھن پہنائے گئے تھے۔ جب بھی فضا میں کوئی حادثہ پیش آتا تو زنجیر کھڑک جاتی۔ تو داؤدؑ کو واقعہ کا پتہ چل جاتا۔ اس زنجیر کو کوئی تکلیف والا آدمی چھوتا تو تندرست ہو جاتا۔ بنو اسرائیل داؤدؑ کے بعد اس کے پاس فیصلے لاتے۔ تو جو آدمی اپنے ساتھی پر زیادتی کرتا یا اس کے حق سے انکار کرتا تو وہ زنجیر کے پاس آتا۔ اگر وہ سچا ہوتا تو اپنے ہاتھ کو بڑھا کر زنجیر کو پکڑ لیتا اور اگر جھوٹا ہوتا تو زنجیر کو نہ پکڑ سکتا۔ یہ معاملہ اسی طرح چلتا رہا یہاں تک کہ ان میں مکروفریب عام ہو گیا۔

بنی اسرائیلی کے مکر کا قصہ: کئی ایک لوگوں سے یہ روایت بیان کی گئی ہے کہ بنی اسرائیل کے ایک بادشاہ نے ایک آدمی کے پاس قیمتی موتی امانت کے طور پر رکھا۔ پھر جب اس نے امانت طلب کی تو آدمی نے انکار کر دیا۔ دونوں زنجیر کے پاس فیصلہ لے کر گئے۔ تو جس آدمی کے پاس موتی تھا اس نے یہ کیا کہ ایک لکڑی کو کرید کر اس میں موتی گھسا دیا اور اس پر ٹیک لگا لی۔ جب زنجیر کے پاس پہنچا تو موتی والے نے کہا کہ میری امانت ادا کرو تو آدمی کہا کہ مجھے آپ کی کسی امانت کا کوئی علم نہیں۔ اگر تو سچا ہے تو اس زنجیر کو پکڑ۔ تو اس نے اپنے ہاتھ سے پکڑ لی۔ پھر انکار کرنے والے سے کہا گیا کہ تم پکڑو۔ تو اس آدمی نے موتی والے سے کہا کہ میری یہ لاٹھی پکڑو اس کو اپنے پاس حفاظت سے رکھنا تا کہ میں زنجیر کو پکڑ لوں پھر وہ زنجیر کے پاس آیا اور یہ دعا کر کے اس کو پکڑ لیا اے اللہ اگر تو جانتا ہے کہ جس امانت کا وہ دعویٰ کر رہا ہے میں نے وہ اسے دے دی ہے تو زنجیر میرے قریب کر دے۔ پھر ہاتھ بڑھا کر زنجیر کو پکڑ لیا لوگوں نے تعجب کیا اور اس زنجیر میں شک کرنے لگے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس زنجیر کو اٹھا لیا۔

ضحاک اور کلبی کہتے ہیں داؤدؑ نے جالوت کے مرنے کے ۷۰ سال بعد تک حکومت کی۔ اور بنی اسرائیل داؤد کے علاوہ کسی بادشاہ پر جمع نہیں ہوئے۔ اور داؤدؑ سے پہلے کسی کو بھی نبوت اور بادشاہی دونوں چیزیں نہیں دی گئیں۔ بلکہ ایک خاندان میں نبوت ہوتی اور ایک خاندان میں حکومت ہوتی۔ جب آپؑ کی عمر سو سال ہوئی تو اللہ نے ان کی روح قبض کر لی۔

حافظ دمیاطی کہتے ہیں۔ کہ نبی ﷺ کی دو درعیں وہ تھیں جو آپؐ نے بنو قینقاع سے لی تھیں۔ اس طرح یہ کل نو ذرہیں ہو گئیں۔

آپ نے احد کے دن فضہ اور ذات الفضول پہنیں۔ حنین کے دن آپ نے ذات الفضول اور سغد یہ پہنیں۔

الخروف

یہ مشہور ہے بھیڑ کے بچے کو کہتے ہیں۔ کبھی گھوڑی کے بچے کو بھی خروف کہتے ہیں جو چھ ماہ کا ہو جائے۔ اس کو اصمعی نے بیان کیا ہے۔ امام ذہبی کی ''میزان'' میں عثمان بن صالح کے ذکر میں ہے کہ اس نے ابن لہیعہ سے اس نے موسیٰ بن وردان سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ ایک دفعہ ایک بھیڑ نبیؐ کے پاس سے گزری تو آپؐ نے فرمایا کہ ان میں اور ان کے بچوں میں

Marfat.com

برکت کی گئی ہے۔ابو حاتم کہتے ہیں کہ یہ حدیث موضوع ہے یعنی جھوٹی ہے۔

ضرب الامثال: کالخروف یتقلب علی الصوف وہ بھیڑ کے بچے کی طرح اون پر لوٹ پوٹ ہوتا ہے۔ یہ مثال اس آدمی کے لئے بیان کی جاتی ہے جو اپنی تکلیف کو خود کافی ہو۔

تعبیر الرؤیا: خواب میں بھیڑ کو دیکھنا ایسے لڑکے پر دلالت کرتا ہے جو ماں باپ کا فرمانبردار ہو۔ تو جس کو بھیڑ کا بچہ دیا گیا تو اگر اس کی عورت حاملہ ہوگی تو اس کے ہاں لڑکا ہوگا۔ اور خواب میں چھوٹے حیوان کو دیکھنا ہم وغم ہیں۔ کیونکہ یہ سارے بچے تربیت کے محتاج ہوتے ہیں۔ جب تک وہ جوان نہ ہو جائیں۔

بعض کے بقول جو شخص اپنے معاملے میں موافقت چاہتا ہے اس کے لئے یہ خیر کی دلیل ہے۔ کیونکہ خروف انسانوں سے جلد مانوس ہو جاتے ہیں۔ اور جس نے کسی بھیڑ کے بچے کو کھانے کے علاوہ بے مقصد ذبح کیا تو اس کا بچہ مر جائے گا۔ خواب میں بھنا ہوا موٹا بچہ مال ہوتا ہے اور لاغر سے مراد قلیل مال ہے۔ اور جس نے بھونا ہوا بکری کا بچہ کھایا تو وہ اپنی اولاد کی محنت سے کھائے گا۔

الخزز

خائے معجمہ کے ضمہ اور زائے اولی کے فتح سے ہے۔ مذکر خرگوش کو کہتے ہیں۔ اس کی جمع خزان آتی ہے جیسے صرد سے صردان۔

الخشاش

خائے معجمہ کی فتح سے ہے یہ زمین کے جانوروں اور کیڑے مکوڑوں کو کہتے ہیں اور بعض کے قول چھوٹے پرندوں کو کہتے ہیں۔ اور قاضی عیاض نے خاء کے فتح، ضمہ اور کسرہ تینوں سے روایت کیا ہے۔ ابو علی فارسی نے بھی اس میں ضمہ کو بیان کیا ہے اور زبیری نے اس کے ضمہ کو غلط العام کہا ہے۔ لیکن مشہور فتح سے ہے۔ خشاش کا واحد خشاشہ ہے۔ بعض کے بقول خشاش ایک جانور ہے جو سانپوں کے بلوں میں رہتا ہے اس میں سیاہ اور سفید نقطے ہوتے ہیں۔ بعض کے بقول خشاش بڑے سانپ کو کہتے ہیں۔ بعض نے کہا کہ یہ دھاری دار سانپ کی طرح ہے۔ بعض کے بقول یہ چھوٹے سر والا ہلکا سا سانپ ہے۔ صحیح حدیث میں ہے کہ ایک بلی کی وجہ سے آگ میں ایک عورت داخل ہوگئی۔ اس عورت نے اس بلی کو باندھ رکھا تھا۔ نہ تو اس کو کچھ کھلاتی اور نہ اس کو چھوڑتی کہ زمین کے کیڑے مکوڑوں سے کچھ کھاتی۔ حسن بن عبداللہ بن سعد عسکری اپنی کتاب ''التحریف والتصحیف'' میں کہتے ہیں کہ خشاش فتح کے ساتھ ہر چیز میں سے ذلیل حصے کو کہتے ہیں۔ جیسے پرندوں میں گدھ ہوتے ہیں اور ہر وہ جانور جو شکار نہ کرتا ہو۔ اور یہ شعر پڑھا ہے۔

خشاش الارض اکثرھا فراخا وام الصقر مقلات نزور

''زمین کے کیڑے مکوڑوں کے بچے بہت ہوتے ہیں اور شکرے کی ماں بہت کم بچے دیتی ہے۔''

شعر میں مشہور لفظ بغاث الطیر ہے۔ نہ خشاش الارض

Marfat.com

ابن ابی الدنیا کتاب مکائد الشیطان میں ابو درداءؓ سے روایت نقل کی ہے کہ نبیؐ نے فرمایا۔ اللہ نے جنوں کی تین قسمیں پیدا کی ہیں۔ ایک قسم سانپ' بچھو اور زمین کے کیڑے مکوڑے ہیں۔ دوسری قسم فضا میں ہوا کی طرح ہے۔ تیسری قسم پر حساب کتاب ہوگا اور اللہ نے انسانوں کی بھی تین قسمیں بنائی ہیں۔ ایک قسم چوپائیوں کی طرح ہے جن کے نہ سمجھنے والے دل اور نہ دیکھنے والی آنکھیں اور نہ سننے والے کان ہیں۔ ایک وہ ہیں کہ جن کے جسم انسانوں جیسے ہیں لیکن روحیں شیطان کی ہے۔ ایک قسم وہ ہے جو ملائکہ کی طرح ہیں۔ یہ لوگ اللہ کے سائے میں ہوں گے جس دن اس کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔

وہب بن ورد کہتے ہیں کہ ابلیس یحییٰ بن زکریا کے سامنے کوئی شکل اختیار کر کے آیا اور کہنے لگا میں تیری خیر خواہی چاہتا ہوں۔ انہوں نے کہا مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ لیکن مجھے بنی آدم کے متعلق بتاؤ تو اس نے کہا کہ ان کی ہمارے نزدیک تین قسمیں ہیں۔ ایک قسم تمام قسموں سے سخت ہے۔ ہم ان میں سے کسی کے پاس جا کر اس کو دین سے بہکاتے ہیں۔ اور اس پر قابو پالیتے ہیں تو وہ فوراً گھبرا کر استغفار اور توبہ کی طرف رجوع کر لیتا ہے تو ہمارا کیا کرایا ضائع ہو جاتا ہے پھر ہم اس کی طرف دوبارہ جاتے ہیں تو وہ پھر اسی طرح کرتا ہے۔ ہم اس سے مایوس نہیں ہوتے مگر وہاں سے کچھ حاصل بھی نہیں ہوتا۔ ہم اس بارے میں بڑی مشکل میں ہیں۔ اور ان میں سے ایک قسم ہمارے نزدیک ایسی ہے جیسے تمہارے بچوں کے ہاتھوں میں گیند ہوتی ہے ہم ان کو جدھر چاہیں پھیر دیں ہم کو ان سے مشقت نہیں اٹھانی پڑتی۔ ایک قسم آپ جیسوں کی ہے جو معصوم ہوتے ہیں ہم ان پر کچھ بھی قدرت نہیں رکھتے۔

الخشاف

یہ خفاش کی ہی ایک لغت ہے۔ جس کا معنی چمگادڑ ہے۔

الخشرم

بھڑوں کو کہتے ہیں اصمعی کہتے ہیں کہ اس کی واحد اس کے لفظ سے نہیں ہے۔

الخشف

خاء کے ضمہ اور شین معجمہ کے فتح سے ہے۔ سبز مکھی کو کہتے ہیں۔ اور خاء کسرہ اور شین معجمہ کے سکون کے ساتھ پڑھیں تو ہرن کے اس بچے کو کہتے ہیں جو جدی کے بعد ہوتا ہے۔ بعض کے بقول جو سب سے پہلے پیدا ہوتا ہے اس بچے کو خشف کہتے ہیں اور اس کی جمع خشفۃ آتی ہے۔ یہ بات ابن سیدہ نے کہی ہے۔

امام جریر نے لیث سے بیان کیا ہے وہ کہتے ہے ایک آدمی عیسیٰؑ کا ساتھی بنا اور کہنے لگا اے اللہ کے نبی ﷺ! میں آپ کے ساتھ رہوں گا اور آپ کی صحبت اختیار کروں گا۔ وہ دونوں چل پڑے یہاں تک کہ ایک نہر کے کنارے پہنچے تو دونوں بیٹھ کر کھانا کھانے لگے ان کے پاس تین روٹیاں تھیں۔ دو انہوں نے کھالیں اور ایک باقی رہ گئی۔ عیسیٰؑ اٹھ کر نہر پر گئے اور پانی پیا جب واپس آئے تو روٹی نہیں تھی۔ آپؑ نے آدمی سے کہا روٹی کس نے لی ہے۔ وہ کہنے لگا مجھے نہیں پتہ۔ تو راوی نے کہا آپ اور وہ آدمی دونوں چل پڑے تو انہوں نے دیکھا ایک ہرن ہے جس کے ساتھ اس کے دو بچے ہیں۔ تو آپؑ نے ان میں سے ایک کو بلایا

Marfat.com

تو وہ آ گیا آپؑ نے اس کو ذبح کیا اور اس کا کچھ گوشت بھونا۔ اور آپؑ نے اور اس آدمی نے کھایا۔ پھر اس بچے سے کہا قم باذن اللہ تو وہ کھڑا ہو گیا اور چلا گیا۔ پھر آپؑ نے اس آدمی سے کہا کہ میں تجھے اس ذات کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں جس نے تجھے یہ نشانی دکھائی بتا کہ روٹی کس نے لی تھی؟ وہ کہنے لگا مجھے نہیں پتا۔ وہ چل پڑے یہاں تک کہ نہر تک جا پہنچے تو عیسیٰؑ نے اس آدمی کا ہاتھ پکڑا اور دونوں پانی پر خشکی کی طرح چلنے لگے۔ جب نہر کو پار کر لیا تو عیسیٰؑ نے کہا میں تجھ سے اس ذات کے واسطہ سے سوال کرتا ہوں کہ جس نے تجھے یہ نشانی دکھائی کہ روٹی کس نے لی تھی۔ تو وہ کہنے لگا مجھے پتہ نہیں ہے۔ پھر وہ ایک صحرا میں پہنچے تو دونوں بیٹھ گئے اور عیسیٰؑ نے کچھ ریت اور مٹی لی اور کہا کہ اللہ کے حکم سے سونا بن جا تو وہ سونا بن گئی۔ اس کے انہوں نے تین حصے کئے اور فرمایا ایک تہائی میری ہے ایک تہائی تیری اور ایک اس کی جس نے روٹی لی تھی اس نے کہا کہ روٹی میں نے لی تھی۔ تو عیسیٰؑ نے کہا یہ سب تم لے لو اور اس کو جدا کر دیا اور آپ چل دیئے۔ وہ مال کے پاس اسی صحرا میں ٹھہر گیا اس کے پاس دو آدمی آئے اور انہوں نے ارادہ کیا کہ اس کے پاس جو کچھ ہے اسے لے کر اسے مار ڈالیں۔ تو وہ کہنے لگا ہم اس کے تین حصے کر لیتے ہیں پھر اس نے کہا تم دونوں اپنے میں سے ایک کو گاؤں بھیجو کہ وہ ہمارے لئے کھانا خرید لائے۔ تو جس شخص کو بھیجا گیا تھا اس نے دل میں کہا کہ میں ان دونوں کے لئے کیوں تقسیم کروں؟ میں ان دونوں کے کھانوں میں زہر ملا کر ان دونوں کو قتل کر دیتا ہوں۔ پھر اس نے کھانے میں زہر ملا دیا۔ اس کی غیر موجودگی میں اس کے دونوں ساتھیوں نے آپس میں کہا کہ ہم دونوں اس کو اپنے مال میں کیوں حصہ دار بنائیں جب وہ آئے گا تو ہم اس کو مار ڈالیں گے اور مال کو آپس میں آدھا آدھا تقسیم کر لیں گے۔ جب وہ آیا تو انہوں نے اس کو مار ڈالا۔ پھر ان دونوں نے کھانا کھایا اور مر گئے اور مال صحرا میں پڑا رہ گیا اور یہ تینوں اس کے گرد قتل ہوئے پڑے تھے جب عیسیٰ علیہ السلام وہاں سے گزرے تو وہ اسی طرح پڑے ہوئے تھے تو انہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا دنیا اسی طرح کرتی ہے لہٰذا تم اس سے بچو۔

الخضاری

یہ ایک پرندہ ہے جس کو اخیل بھی کہتے ہیں یہ بات جوہری نے کہی ہے اور اس کا ذکر باب الہمزہ میں گزر چکا ہے۔

الخضرم

علبط کے وزن پر ہے۔ گوہ کے بچے کو کہتے ہیں۔

الخضیراء

یہ عرب کے ہاں مشہور پرندہ ہے۔

الخطاف

خاء معجمہ کے ضمہ کے ساتھ ہے اس کی جمع خطاطیف آتی ہے اس کو زوار الھند بھی کہتے ہیں یہ ان پرندوں میں سے ہے جو لوگوں کی طرف لمبی مسافتیں طے کر کے آتے ہیں دور دراز کے شہروں کو عبور کر کے انسانوں کا قرب مرغوب ہونے کی وجہ سے ان

Marfat.com

کے پاس آتے ہیں۔ پھر یہ بھی ہے کہ یہ اپنے گھر دور دراز مقامات پر بناتے ہیں۔ جہاں پہنچنا مشکل ہے۔ یہ پرندہ لوگوں کے ہاں جنت کی چڑیا کے نام سے پہچانا جاتا ہے کیونکہ جو کچھ انسانوں کے پاس خوراک ہوتی ہے یہ اس سے بے نیاز ہوتا ہے اس لئے وہ اس کو پسند کرتے ہیں اس لئے کہ اس کی خوراک مکھیاں اور مچھر ہوتے ہیں۔

ابن ماجہ وغیرہ کی حسن سند والی حدیث سہل بن سعد ساعدی سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نبیؐ کے پاس آیا کہنے لگا مجھے ایسا عمل بتایئے جس کی بنا پر اللہ بھی مجھ سے محبت کرے اور لوگ بھی مجھ سے محبت کرنے لگیں تو آپ نے فرمایا تو دنیا سے بے رغبتی کرنے والا ہو جا تو اللہ تعالیٰ تجھ سے محبت کرے گا اور جو لوگوں کے پاس ہے تو اس سے بے رغبت ہو جا تو لوگ بھی تجھ سے محبت کرنے لگیں گے۔ دنیا سے بے رغبتی اللہ کی محبت کا سبب اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص سے محبت کرتا ہے جو اس کی اطاعت کرتا ہے اور جو اس کی نافرمانی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو برا سمجھتا ہے اور اللہ کی اطاعت دنیا کی محبت کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتی۔ اور دنیا سے بے رغبتی لوگوں کی محبت کا سبب اس لئے ہے کہ لوگ دنیا پر محبت میں ٹوٹ پڑتے ہیں حالانکہ وہ بدبودار مردار ہے اور وہ اس کے کتے ہیں اور جو کوئی ان سے اس پر مزاحمت کرتا ہے وہ اس کو برا سمجھتے ہیں اور جو شخص اس سے بے رغبتی اختیار کرتا ہے تو وہ اس سے محبت کرتے ہیں جیسا کہ امام شافعی نے فرمایا۔

وماهى الا جيفة مستحيلة عليها كلاب همهن اجتذابها

''دنیا ایک مردار ہے کہ کتے اس پر ٹوٹ پڑتے ہیں اس کو نوچنا ہی ان کی فکر ہے۔

فان تجتنبها كنت سلما لا هلها وان تجتذبها نازعتك كلابها

''اگر تم اس سے دور رہو گے تو تم دنیا والوں سے صلح کرنے والے ہو گے اور اگر تم بھی اس کو نوچو گے تو اس کے کتے تم سے جھگڑیں گے۔''

کسی کہنے والے نے خطاف کے وصف میں کیا ہی اچھی بات کہی ہے۔

كن زاهدا فيما حوته يد الورى تضحى الى كل الانام حبيبا

''جو مخلوق کے ہاتھ نے جمع کر رکھا ہے تو اس سے بے رغبت ہو جا تو ساری مخلوق کی طرف تو محبوب بن جائے گا۔'

او ما ترى الخطاف حرم زاده اضحى مقيما فى البيوت ربيبا

''کیا تو نے خطاف کو نہیں دیکھا کہ وہ ان کی خوراک سے محروم رہی تو وہ ان کے گھروں میں پرورش پانے والی بن گئی۔''

اس کو ربیب اس لئے کہا ہے کہ یہ ویران گھروں کے بجائے آباد گھروں کو پسند کرتی ہے۔ اور یہ پرندہ لوگوں کے قریب ہوتا ہے۔ اس کی عجیب بات یہ ہے کہ اس کی آنکھ پھوٹ جاتی ہے پھر دوبارہ ٹھیک ہو جاتی ہے۔

اس کو کبھی کسی چیز پر کھڑے ہو کر کھاتے نہیں دیکھا گیا اور نہ ہی اس وقت جبکہ اپنی مونث کے پاس جمع ہوتا ہے۔ اور چمگادڑ اس کا دشمن ہوتا ہے اسی لئے جب یہ بچے دیتا ہے تو اپنے گھونسلے میں اجوائن کے پودے کی دو لکڑیاں لا کر رکھ دیتا ہے جب چمگادڑ ان کی بو سونگھتا ہے تو اس کو تکلیف نہیں دے سکتا۔ اور یہ پرانے گھونسلے میں انڈے نہیں دیتی جب تک اس کو نئی مٹی کے ساتھ لیپ نہیں دیتی اور یہ اپنے گھونسلے کو بڑے عجیب طریقے سے بناتی ہے۔ کہ مٹی کو بھوسہ سے ملاتی ہے اور جب اس کو تیار مٹی نہیں ملتی تو یہ

Marfat.com

اپنے آپ کو پانی میں ڈال دیتی ہے پھر باہر نکل کر مٹی میں الٹ پلٹ ہوتی ہے یہاں تک کہ اس کے دونوں پر لتھڑ جاتے ہیں اور مٹی کی شکل اختیار کر لیتے ہیں پھر جب وہ اپنا گھونسلہ تیار کر لیتی ہے تو اس کو وہ اتنا ہی بناتی ہے جتنا اس کو اور اس کے بچوں کو ضرورت ہو۔ وہ اپنے گھونسلے میں بیٹ نہیں کرتی بلکہ باہر کرتی ہے جب اس کے بچے بڑے ہو جاتے ہیں تو ان کو بھی یہی کچھ سکھاتی ہے۔ یرقان والے اس کے بچوں کو زعفران کا رنگ مل دیتے ہیں جب وہ ان کو زرد رنگ میں دیکھتی' تو سمجھتی ہے کہ ان کو گرمی سے یرقان ہو گیا ہے پھر وہ جاتی ہے اور سرزمین ہند سے یرقان کا پتھر لاتی ہے اور اس کو اپنے بچوں پر پھینکتی ہے یہ ایک چھوٹا سا پتھر ہوتا ہے اس میں سرخی سیاہی مائل لکیریں ہوتی ہیں یہ سنونو کے نام سے پہچانا جاتا ہے پھر حیلہ کرنے والے وہ پتھر لے لیتے اور اسے یرقان والے پر لٹکا لیتے ہیں یا اس کو رگڑ کر اس کے پانی سے تھوڑا پی لیتے ہیں تو اللہ کے حکم سے وہ ٹھیک ہو جاتے ہیں ابابیل جب بجلی کی آواز سنتی ہے تو مرنے کے قریب ہو جاتی ہے۔ ارسطو نے اپنی کتاب النعوت میں لکھا ہے کہ ابابیل جب اندھی ہو جاتی ہے تو عین الشمس نامی درخت سے کھاتی ہے تو اس کی بینائی واپس آ جاتی ہے کیونکہ اس درخت میں آنکھ کے لئے بہت نفع ہے۔

رسالہ القشیری کے باب المحبۃ کے آخر میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ ایک نر ابابیل نے مادہ ابابیل کو سلیمان علیہ السلام کی قبر پر جفتی ہونے کا مطالبہ کیا تو اس نے اس سے انکار کر دیا تو نر ابابیل کہنے لگا کیا تو بات نہیں مانتی اگر میں چاہوں تو اس قبے کو سلیمان علیہ السلام پر الٹ دوں سلیمان علیہ السلام نے یہ بات سن لی تو اس کو بلا کر کہا یہ بات کہنے پر تجھے کس نے برانگیختہ وہ کہنے لگا اے اللہ کے نبی عاشقوں کا ان کی باتوں پر مواخذہ نہیں کیا جاتا تو آپ نے فرمایا تو سچا ہے۔

فائدہ: ثعلبی وغیرہ نے سورہ نمل کی تفسیر میں کہا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو جنت سے نکالا تو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے تنہائی کے خوف کی شکایت کی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں ابابیل کے ساتھ مانوس کیا اور انہیں گھر کے ساتھ لازم کر دیا اور اسی لئے وہ بنی آدم سے مانوس ہونے کی وجہ سے ان سے علیحدہ نہیں رہتی اور ثعلبی نے کہا اس کے ساتھ اللہ عزوجل کی چار آیتیں بھی ہیں۔ اور یہ ہیں۔ ﴿لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَیْتَهٗ خَاشِعًا.﴾ الی اخر السورۃ وہ اپنی آواز کو ﴿العزیز الحکیم.﴾ پر لمبا کرتی ہے۔

ابابیلوں کی کئی قسمیں ہیں۔ ایک قسم ان میں سے سواحل سمندر سے مالوف ہوتی ہے اور وہاں پر اپنے گھر بناتی ہے اور اسی میں وہ گھونسلے بناتی ہے۔

یہ چھوٹے جسم والی عصفور الجنۃ سے تھوڑی سی کم ہوتی ہے اور اس کا رنگ خاکستری ہوتا ہے اور لوگ اس کو سنونو کہتے ہیں اس کا بیان میں ان شاء اللہ باب السین المہملہ میں آئے گا اور ان میں سے ایک قسم سبز رنگ کی ہوتی ہے جس کی پشت پر تھوڑی سرخی ہوتی ہے اور یہ طوطے سے تھوڑی سی چھوٹی ہوتی ہے اہل مصر اس کے سبز ہونے کی وجہ سے اس کو خضیری کہتے ہیں اس کی خوراک پتنگے اور مکھیاں وغیرہ ہوتی ہیں۔ ان میں سے ایک قسم پتلے لمبے پروں والی ہوتی ہے جو پہاڑوں سے مالوف ہوتی ہے۔ چیونٹیاں کھاتی ہے اس نوع کو سمائم کہتے ہیں اس کا واحد سمامہ ہے۔ ان میں سے بھی ایک قسم ایسی ہے جس کو سنونو کہتے ہیں جس کا واحد سنونوہ ہے۔ یہ مسجد حرام میں کثرت سے ہوتی ہے اور باب ابراہیم اور باب بنی شیبہ کی چھتوں میں گھونسلے بناتی ہے۔ بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ وہی پرندہ ابابیل ہے کہ جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اصحاب الفیل کو عذاب کیا۔ نعیم بن حماد نے حسن سے روایت کیا

Marfat.com

ہے کہ ہم ابن مسعود کے پاس گئے تو ان کے پاس کچھ لڑکے بیٹھے تھے جو خوبصورتی میں دیناروں یا چاند کی طرح تھے تو ہم ان کے حسن پر تعجب کرنے لگے تو عبداللہ نے کہا ایسے لگتا ہے کہ تم ان کی وجہ سے مجھ پر رشک کر رہے ہو تو ہم نے کہا اللہ کی قسم ان جیسوں کی وجہ سے ہی مسلمان آدمی پر رشک کیا جاتا ہے تو انہوں نے اپنا سر گھر کی چھوٹی سی چھت کی طرف اٹھایا جہاں ابابیلوں نے گھونسلہ بنا کر انڈے دے رکھے تھے۔ پھر انہوں نے کہا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں اس طرح ہو جاؤں کہ میں اپنے دونوں ہاتھ ان کی قبر کی مٹی سے جھاڑوں یہ بات مجھے اس بات سے زیادہ پسند ہے کہ اس پرندے کو گھونسلے سے نکالا جائے اور اس کے انڈے توڑ دیئے جائیں۔ ابن مبارک کہتے ہیں کہ انہوں نے یہ بات لڑکوں کو نظر لگ جانے کے خوف سے کہی تھی۔

ابو اسحق الصابی ابابیل کی صفت بیان کرتے ہوئے کہتا ہے۔

وھندیة الاوطان زنجیة الخلق مسودة الالوان محمرة الحدق

''وطن کے لحاظ سے ہندی ہے اور حبشی خلقت والی ہے۔ سیاہ رنگ والی اور سرخ آنکھ والی۔''

اذا صرصرت صرت باخر صوتها حدادا فاذرت من مدامعها العلق

''جب آواز کرتی تو اپنے آواز کے آخر میں تیز چیختی ہے پھر وہ خون سے آنسو بہاتی ہے۔''

کان بها حزنا وقد لبست له کما صر ملوی العود بالوتر الحزق

''وہ غمگین تھی اور میں نے اس سے تغافل برتا۔ جس طرح تندی کے ساتھ مضبوط باندھی گئی رسی کھول دی گئی ہو۔''

تصیف لدینا ثم تشتو بارضها ففی کل عام نلتقی ثم نفترق

''ہمارے ہاں گرمیاں گزارتی ہے پھر موسم سرما میں اپنے علاقے میں چلی جاتی ہے۔ ہم ہر سال ملتے ہیں پھر جدا ہو جاتے ہیں۔''

شرعی حکم: ابابیل کا گوشت کھانا حرام ہے۔ جیسا کہ ابو الحویرث عبدالرحمٰن بن معاویہ تابعی نے نبیؐ سے روایت کیا ہے کہ آپؐ نے ابابیل کو قتل کرنے سے منع فرمایا ہے اور فرمایا تم ان پناہ گزینوں کو مت قتل کرو یہ دوسروں سے بچنے کے لئے تمہاری پناہ میں آتی ہے اس کو بیہقی نے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ اس کی سند منقطع ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ اس کو ابراہیم بن طھمان نے عن عباد بن اسحٰق عن ابیہ روایت کیا ہے کہ نبیؐ نے ابابیلوں کے مارنے سے منع فرمایا جو گھروں میں پناہ لیتی ہیں۔ اور اسی سند سے ابوداؤد نے اس کو اپنی مراسیل میں بیان کیا ہے۔ امام بیہقی کہتے ہیں کہ یہ بھی منقطع ہے لیکن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے موقوفاً مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ مینڈک کو مت قتل کرو کیونکہ اس کا ٹرٹرانا تسبیح ہے اور ابابیلوں کو مت قتل کرو کیونکہ جب بیت المقدس ویران ہوا تو اس نے کہا تھا کہ اے اللہ تعالیٰ مجھے سمندر پر مسلط کر دے تاکہ میں ان کو غرق کر دوں بیہقی کہتے ہیں اس کی سند صحیح ہے اور عنقریب یہ حدیث باب الضاد المعجمہ میں آئے گی۔

اور حدیث میں ہے کہ نبیؐ نے جلالہ مجثمہ اور خطفہ سے منع کیا۔ خطفہ کے لفظ میں دو قسم کی تفسیریں ہیں ایک یہ کہ خطفہ وہ چیز ہے جس کو حیوانات میں کوئی درندہ اچک کر لے جائے اس کا کھانا حرام ہے یہ بات ابن قتیبہ نے کی ہے۔ دوسری تفسیر یہ ہے کہ یہ

Marfat.com

نہی اس جانور کے متعلق ہے جو تیزی سے اچکتا ہو اور ابابیل کو خطاف اسی لئے کہتے ہیں کہ یہ تیزی سے اچکتا ہے یہ بات ابن جریر طبری نے کہی ہے۔ اور حاوی والے نے اس کو اس سے نقل کیا ہے اس بنیاد پر ہر وہ جانور حرام ہے جو اپنی خوراک جانوروں کو اچک کر حاصل کرتا ہے یہ اس لئے بھی حرام کہ یہ اپنی خوراک خبیث چیزوں سے حاصل کرتا ہے۔

ماوردی کہتا ہے کہ ہر وہ جانور جو خبیث چیزوں کو کھانے والا ہو جیسے ابابیلیں اور چمگادڑیں ہیں ان کا کھانا ان کے گوشت پلید ہونے کی وجہ سے حرام ہے۔ محمد بن حسن کہتے ہیں کہ یہ حلال ہے کیونکہ اس کی اکثر خوراک حلال ہوتی ہے۔ ابو عاصم عبادی کہتے ہیں اور یہ ہمارے اصول پر محمول ہے۔ اور اس کی طرف ہمارے اکثر اصحاب مائل ہیں اس کو شرح المہذب میں بندنیجی سے حکایت کرتے ہوئے بیان کیا۔

طبی خواص: ارسطو کہتا ہے کہ اگر ابابیل کی آنکھ لے کر ایک کپڑے میں رکھ کر کسی چارپائی پر باندھ دی جائے تو جو بھی اس پر سونے کے لئے لیٹے گا وہ سو نہیں سکے گا۔ اگر اس کی آنکھ کو خشک کر کے اچھے سے تیل میں ملا دیا جائے پھر جو عورت بھی اس سے پیئے گی وہ پلانے والے سے محبت کرنے لگے گی۔ اگر اس کو پیس کر چنبیلی کے تیل میں ملایا جائے اور نفاس والی عورت کی ناف پر اس کو ملا جائے تو اس کو فائدہ ہوگا۔ اس کے دل کو خشک کر کے پیس کر پیا جائے تو قوت باہ بھڑک اٹھے گی۔ اس کا خون اگر لاعلمی میں کسی عورت کو پلا دیا جائے تو اس سے جماع کی شہوت تھم جائے گی۔ اگر اس کو نومولود بچے کے تالو پر ملا جائے تو اخلاط سے پیدا شدہ درد سر رک جائے گا۔ اس کی مینگنیاں پیس کر پھوڑے پر لگائی جائیں تو مفید ہوگا۔ اس کا پتہ پینے سے سفید بال کالے ہو جاتے ہیں۔ لیکن پینے والے کو چاہیے کہ وہ اپنے منہ میں دودھ بھر کے رکھے تا کہ اس کے دانت کالے نہ ہو جائیں۔

اس کا گوشت کھانے سے بے خوابی کی بیماری پیدا ہوتی ہے۔ ابابیل کے سر میں ایک کنکری ہوتی ہے جس کے مختلف فوائد ہیں ہر ابابیل اس کنکری تک پہنچتی ہے جس شخص کو وہ مل جائے اور وہ اس کو اپنے پاس رکھے تو وہ اس کو تکلیف سے بچاتی ہے اور اس کو اپنے محبوب کے پاس پہنچنے کا ذریعہ بنتی ہے یہاں تک کہ وہ اس کو رد کرنے پر قادر نہیں ہوگا۔

اسکندر نے کہا ابابیلوں کے گھونسلوں میں ان کے پہلے انڈوں کے پاس یہ پتھر پایا جاتا ہے اور پہلی چیز جو ان کے گھونسلے میں ظاہر ہوتی ہے جو سفید رنگ کے دو پتھر ہوتے ہیں یا سرخ سفید رنگ کے ہوتے ہیں اگر سفید رنگ والے کو مرگی والے پر لٹکایا جائے تو اس کو افاقہ ہوگا اور اگر اس کو اس آدمی پر لٹکایا جائے جس کی زبان بند ہوگئی ہو تو اس کی زبان کھل جائے گی اور اگر سرخ رنگ والے کو اس آدمی پر لٹکایا جائے جس کو پیشاب کی تنگی ہو تو وہ تندرست ہو جائے گا کبھی یہ دونوں پتھر مختلف حالتوں میں ملتے ہیں ایک لمبا ہوتا ہے دوسرا گول ہوتا ہے ان دونوں کو اگر بچھڑے کی جلد میں رکھ کر اس آدمی پر لٹکایا جائے جس کو وسوسے اور برے خیال آتے ہوں تو وہ تندرست ہو جائے گا۔ اور یہ دونوں پتھر صرف اسی گھونسلے میں پائے جاتے ہیں جو مشرقی سمت میں ہوں۔

اور یہ عجیب اور مجرب نسخہ ہے ابن دقاق کہتے ہیں اگر اس کے گھونسلے سے مٹی لے کر پانی میں ملائی جائے اور پی لی جائے تو اس کی تاثیر پیشاب آور ہے یہ نسخہ بھی مجرب ہے۔

تعبیر الرؤیا: خواب میں ابابیل کو دیکھنے کی تعبیر آدمی، عورت، مال اور کتاب اللہ کے قاری لڑکے سے دی جاتی ہے کبھی کبھی غصب شدہ مال سے بھی اس کی تعبیر دی جاتی ہے جس نے دیکھا کہ اس نے ابابیل کو پکڑا ہے تو وہ حرام مال حاصل کرے گا اس

Marfat.com

لئے کہ ابابیل کو خطاف کہتے ہیں اور یہ اچکنے کے معنی میں ہے۔ جس نے دیکھا کہ اس کا گھر ابابیلوں سے بھر گیا ہے تو وہ حلال مال حاصل کرے گا۔ کیونکہ اس کے اپنے اٹھائے ہوئے مال کا بڑھنا ہے۔ بعض لوگوں نے کہا کہ ابابیل سے مراد ادیب محبت کرنے والا اور پرہیزگار آدمی ہے۔ جس نے دیکھا کہ اس نے ابابیل کسی دوسرے سے ادھار لی ہے تو وہ کسی شخص سے مانوس ہوگا۔ اور جس نے اس کو پکڑا وہ اپنی عورت پر ظلم کرے گا۔ نصاریٰ کہتے ہیں جس نے خواب میں ابابیلوں کا گوشت کھایا وہ کسی جھگڑے میں پڑ جائے گا۔ اور جس نے دیکھا کہ ابابلیں اس کے گھر سے باہر نکل رہی ہیں تو اس کے رشتہ دار سفر کی وجہ سے اس سے جدا ہو جائیں گے اور کبھی کبھی ابابیل مشاغل اور اعمال پر دلالت کرتی ہے کیونکہ یہ بے کاری کے زمانے میں ظاہر ہوتی ہے۔

ابابیل کی آواز نیک عمل پر تنبیہ ہے اس لئے کہ وہ تسبیح کی طرح ہوتی ہے اور کبھی کبھی صاحب امانت عورت پر دلالت کرتی ہے۔ جاماسپ کہتے ہیں کہ جس نے ابابیل کو شکار کیا اس کے گھر میں چور داخل ہوں گے۔ واللہ اعلم

الخطاف

خاء کے فتح اور تاء کی تشدید سے ہے۔ بحر سبتہ میں ایک مچھلی ہے۔ جس کی پیٹھ پر سیاہ رنگ کے دو پر ہوتے ہیں۔ یہ پانی سے نکلتی ہے اور فضاء میں اڑتی ہے پھر واپس سمندر میں لوٹ جاتی ہے۔

الخفاش (چمگادڑ)

خاء کی ضمہ اور فاء کی تشدید سے ہے۔ اس کی جمع خفافیش ہے۔ یہ رات کو اڑتی ہے اس کی شکل و وصف بڑے عجیب ہوتے ہیں۔ خفش اس کو کہتے ہیں جس کی آنکھ چھوٹی اور نظر تنگ ہوتی ہے۔

فائدہ: اخفش اس کو کہتے ہیں جس کی آنکھ چھوٹی ہو اور نظر کمزور ہو۔ بعض کے بقول اندھراتا کے برعکس ہے۔ اور بعض کے بقول جس کو بادل میں نظر آئے اور جب مطلع صاف ہو تو نظر نہ آئے۔ جوہری کہتے ہیں اس کی دو قسمیں ہیں۔ اعمش اس کو کہتے ہیں جس کو دن کے وقت دکھائی دے مگر رات کو نظر نہ آئے۔ عمش نظر کی کمزوری کو اور اکثر اوقات آنکھ سے پانی کے بہنے کو کہتے ہیں اور عور کا لفظ مشہور ہے یعنی اندھاپن۔

تتمہ: ہر آنکھ میں آدھی دیت ہے اگرچہ بھینگی، اخفش، اعمش (کمزور نظر) اعور (کانی) اعشی (اندھراتا) یا اجھر (ٹھیک ٹھاک) ہو۔ ان سب کا حکم اس لئے ایک ہے کہ ان میں ابھی منفعت باقی ہے۔ اور منفعت کی مقدار کو نہیں دیکھا جاتا جیسے پکڑنے اور چلنے کی قوت اور کمزوری کو نہیں دیکھا جاتا تھا۔ اسی طرح جس کی آنکھ میں سفیدی ہو کیوں کہ اس سے روشنی کم نہیں ہوتی۔ جس طرح کسی آدمی کے ہاتھوں میں سفید داغ ہوں۔ چاہے یہ سفیدی ڈھیلے کے سفید حصے میں ہو یا سیاہ حصے میں۔ اگرچہ یہ پوری آنکھ پر ہو کیونکہ یہ باریک پردہ ہوتا ہے جو روشنی کو کم نہیں کرتا اور نظر کو روکتا نہیں۔ اسی بات سے امام شافعی نے نص بیان کی ہے۔ اور دیگر ائمہ کا بھی یہی خیال ہے۔ اور انہوں نے اس میں فرق نہیں رکھا چاہے یہ بیماری آسمانی آفت سے آئے یا کسی کی زیادتی سے۔ پس اگر نظر کمزور ہو جائے تو اس کی کمزوری کا اندازہ جہاں تک ممکن ہو صحیح آنکھ سے لگایا جائے گا جس میں سفیدی نہ ہو اور اگر نقصان کا اندازہ لگانا ممکن نہ ہو تو اس میں حکم مقرر کئے جائیں۔ اور اعمش وغیرہ لوگوں کا ایک حکم ہے۔ کیونکہ سفیدی پیدائشی روشنی کو

Marfat.com

کم کرتی ہے لیکن اعمش کی آنکھ کی روشنی اصلیت سے کم نہیں ہوتی۔اور یہ فرق تیری تب سمجھ میں آئے گا کہ عمش جب پیدائشی آفت زدہ ہو یا کسی کی زیادتی سے ہو تو آنکھ میں پوری دیت نہیں ہوگی۔اگر وہ صحیح سالم ہو تو پھر اس کو اطلاق سابق سے مقید کیا جائے گا۔

فرع: کانے کی پوری صحیح آنکھ کی دیت ہمارے نزدیک آدھی ہے۔یہ بات ابن منذر نے کہی ہے۔اور عمر اور عثمان سے یہ بات منقول ہے کہ اس میں پوری دیت ہے اور یہی بات عبدالملک بن مروان' زہری' اور قتادہ' مالک' لیث' امام احمد اور اسحٰق بن راہویہ رحمہم اللہ کا یہی قول ہے۔

بطلیوسی کہتے ہیں کہ خفاش کے چار نام ہیں خفاش' خشاف' خطاف' اور وطواط۔اس کو خفاش کہنا خفش سے ماخوذ ہے۔اور لغت میں اخفش کے دو معنی ہیں۔پیدائشی طور پر نظر کمزور ہونا۔اور دوسرا یہ کہ کسی علت کی وجہ سے۔اور اخفش وہ ہے جو رات کو دیکھ سکے اور دن کو نہ دیکھ سکے۔بادل ہوں دیکھ سکے اور مطلع صاف ہو تو نہ دیکھ سکے۔

جاحظ نے ذکر کیا ہے کہ خفاش رات کے تمام پرندوں کو کہتے ہیں۔گویا کہ جاحظ نے یہاں عموم کا خیال رکھا ہے۔اور وطواط کے خفاش ہونے کو ابن قتیبہ اور ابو حاتم نے کتاب الطیر الکبیر میں ذکر کیا ہے۔اور جو بطلیوسی نے ذکر کیا ہے کہ خفاش ہی خطاف ہے۔یہ بات صحیح نہیں۔حق یہ ہے کہ یہ دونوں الگ الگ قسمیں ہے۔اور وہی وطواط ہے۔بعض لوگوں نے کہا کہ ایک وطواط کبیر ہے اور ایک خفاش صغیر ہے۔اور یہ چاند کی روشنی اور دن کی روشنی میں نہیں دیکھ سکتا۔اس کی نظر طاقتور نہیں ہوتی اور آنکھ کی شعاعیں بھی کم ہوتی ہیں۔جیسا کہ شاعر نے کہا۔

مثل النہار یزید ابصار الوری نورا ویعمی اعین الخفاش

''دن کی طرح جس میں مخلوق کی نظر تیز ہو جاتی ہے اور خفاش کی آنکھ آندھی ہو جاتی ہے۔''

وہ چونکہ دن کو نہیں دیکھ سکتا۔اس لئے اس نے ایسا وقت تلاش کیا جس میں نہ اندھیرا ہو نہ روشنی ہو۔اور وہ غروب شمس کے قریب کا وقت ہے۔یہ مچھروں وغیرہ کے زور کا وقت ہے۔کیونکہ مچھر اس وقت نکل کر اپنی خوراک تلاش کرتا ہے جو کہ حیوانات کا خون ہے۔اور خفاش اپنے کھانے کی تلاش میں نکلتا ہے۔پھر ایک رزق کا طلب کرنے والا دوسرے طالب رزق پر حملہ کر دیتا ہے۔فسبحان الحکیم۔

خفاش کسی لحاظ سے بھی پرندوں میں سے نہیں ہے کیونکہ اس کے دو کان' دانت اور خصیتین اور چونچ ہوتی ہے۔اس کی مادہ کو حیض بھی آتا ہے اور وہ حیض سے پاک بھی ہوتی ہے۔یہ انسان کی طرح ہنستے بھی ہیں اور چار ٹانگوں والے کی طرح پیشاب بھی کرتے ہیں۔ان کی مادہ اپنے بچے کو دودھ بھی پلاتی ہے۔اس کے پر بھی نہیں ہوتے۔بعض۔مفسرین نے کہا کہ چونکہ چمگادڑ وہ پرندہ ہے جس کو عیسیٰؑ نے اللہ کے حکم سے بنایا تھا اس لئے یہ اللہ کی تخلیق کے برعکس ہے۔اسی لئے تمام پرندے اس کو دھتکارتے اور برا سمجھتے ہیں تو ان میں سے جو گوشت کھاتا ہے وہ اسے کھا جاتا ہے اور جو گوشت نہیں کھاتا وہ اسے مار دیتا ہے اسی لئے یہ صرف رات کو ہی اڑتا ہے۔بعض لوگوں نے کہا کہ عیسیٰؑ نے اس کے علاوہ کسی حیوان کو پیدا نہیں کیا کیونکہ یہ پیدائش کے لحاظ سے کامل ترین پرندہ ہے اور یہ طاقت کے لحاظ سے بھی پورا ہے۔اس کے پستان بھی ہیں دانت بھی' کان بھی ہیں اور عورت کی طرح حیض

Marfat.com

والا بھی ہے۔

وہب بن منبہ کہتے ہیں کہ جب تک لوگ اس کی طرف دیکھتے رہیں تو یہ اڑتا رہتا ہے۔ جب ان کی نظروں سے اوجھل ہو جائے تو مر کر گر پڑتا ہے۔ تا کہ خالق اور مخلوق کے فعل میں تمیز ہو جائے اور تا کہ پتہ چل جائے کہ کمال اللہ کے لئے ہے۔ بعض لوگوں نے کہا کہ عیسیٰؑ سے لوگوں نے اس کے پیدا کرنے کا اس لئے مطالبہ کیا تھا کہ یہ پیدائش کے لحاظ سے سب سے عجیب ہے۔ کیونکہ اس میں خون بھی ہے۔ گوشت بھی ہے بغیر پروں کے اڑتا بھی ہے اور اڑنے میں شریر ہے۔ بہت جلد الٹ سکتا ہے۔ مچھروں مکھیوں اور پھلوں کو خوراک بناتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کی لمبی عمر ہوتی ہے۔ بعض کے بقول یہ گدھ اور جنگلی گدھے سے بھی زیادہ عمر والا ہوتا ہے۔ اس کی مونث تین اور سات تک بچے دیتی ہے۔ اور اکثر یہ ہوا میں اڑتے ہوئے جفتی ہوتے ہیں۔ اور حیوانوں میں سے کوئی بھی اپنے بچوں کو اس کے انسان کے اور بندر کے علاوہ اٹھا کر نہیں رکھتا۔ یہ اس کو اپنے بازوؤں کے نیچے رکھتی ہے اور بعض دفعہ اس کو اپنے منہ میں پکڑ لیتی ہے کیونکہ وہ اس سے محبت اور شفقت رکھتی ہے اور بعض دفعہ اپنے بچے کو اڑتے ہوئے دودھ پلاتی ہے۔ اس کی طبیعت میں یہ بات ہے کہ جب یہ چنار کے پتے سونگھ لیتی ہے تو اس کا دماغ خراب ہو جاتا ہے پھر صحیح نہیں ہوتا۔ اس کو بے وقوفی کے ساتھ موصوف کیا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے جب اس کو کہا جاتا ہے۔ اطرق کری تو یہ زمین سے چمٹ جاتا ہے۔

شرعی حکم: اس کا کھانا حرام ہے۔ اس لئے کہ ابوالحویرث نے مرسل طور پر نبیؐ سے نقل کیا ہے کہ آپؐ نے اس کے مارنے سے منع کیا ہے۔ بعض نے کہا کہ جس وقت بیت المقدس غیر آباد ہوا تھا تو اس نے کہا اے میرے رب مجھے سمندر پر مسلط کر دے تا کہ میں ان کو غرق کر دوں۔ امام احمدؒ سے اس بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا اس کو کون کھاتا ہے۔ نخعی نے کہا کہ چمگادڑ کے سوا تمام پرندے حلال ہیں رویانی کہتے ہیں کہ ہم نے ان سے حج میں اس کے خلاف نقل کیا ہے۔ تو ممکن ہے کہ ان سے دونوں قول منقول ہوں اور ''شرح'' اور ''روضہ'' کی عبارت ہے کہ چمگادڑ بالکل حرام ہے۔

کتاب الحج میں جزماً منقول ہے کہ جب محرم اس کو مار ڈالے تو اس میں جزا واجب ہوگی۔ اس کے باوجود اس میں اختلاف ہے۔ اور اس میں بھی اختلاف ہے کہ اس کی قیمت واجب ہے یا نہیں۔ حالانکہ انہوں نے تصریح کی ہے کہ جس کو کھایا نہیں جاتا اس کا فدیہ بھی نہیں ہوگا۔ باوجود اس کے رافعیؒ سے پہلے بھی ایسا ہی منقول ہے.......................سب سے پہلا آدمی جس نے اس کو ذکر کیا ہے وہ صاحب التقریب ہے۔ اور اپنے کلام کو واضح کیا ہے کیونکہ امام شافعی نے اس کو ذکر کیا ہے۔ محاملی نے ذکر کیا کہ کینگرو کا کھانا حلال نہیں ہے۔ اور صحیح قول کے مطابق اس کو حالت احرام میں مارنے سے فدیہ دینا پڑے گا۔ اور یہ عجیب بات ہے۔ لوگ اس کو شروع سے مشکل سمجھتے رہے ہیں کہ رافعی اس میں واقع ہوا ہے۔ اور یہ کوئی مشکل بات نہیں ہے۔ اور رویانی کی بات دھرانے سے یہ بات واضح ہو جاتی۔ اس نے یوں کہا۔

کہ امام شافعی فرماتے ہیں۔ وطواط چڑیا سے بڑی اور ہدہد سے چھوٹی ہوتی ہے۔ اور اس میں یہ بھی کہ اگر وہ ماکول ہو تو اس کی قیمت (حالت احرام میں) دینی ہوگی۔

عطاء سے منقول ہے کہ اس میں تین درہم فدیہ ہے۔ اس سے واضح ہو گیا کہ اس بارے میں امام شافعی کی نص موجود ہے۔

Marfat.com

اور انہوں نے اس میں جزاء کے واجب ہونے کو اس کے حلال ہونے کے ساتھ مشروط کیا ہے۔ پھر میں نے عطاء کے مذکور کلام کو تلاش کیا تو میں نے دیکھا کہ ازہری نے اسے نقل کیا ہے کہ جب اس کو محرم قتل کر ڈالے تو اس میں درہم کی دو تہائیاں واجب ہوں گی۔ ابو عبید کہتے ہیں کہ اصمعی نے کہا ہے کہ وطواط ہی خفاش ہے۔ ابو عبید کہتے ہیں کہ میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ یہ خطاف ہے۔

میں کہتا ہوں جو بھی ہو وہ ہے تو غیر ماکول (لہٰذا اس کا حکم وہی ہوگا)

طبی خواص: اگر اس کے سر کو کسی تکیے میں ڈال دیا جائے تو جو بھی اس پر اپنا سر رکھے گا وہ سو نہیں سکے گا۔

فالج کا علاج: اگر اس کا سر تانبے یا لوہے کے برتن میں چنبیلی کے تیل میں پکا کر بار بار اس کو چھری سے نوچا جائے یہاں تک کہ وہ زرد رنگ کا ہو جائے اور یہ تیل اس سے باہر نکل آئے۔ پھر یہ تیل نقرس کی بیماری والا اور پرانے فالج والا' رعشہ اور ورم والا اور جسم میں سوجن والا استعمال کرے تو مفید ہوگا اور مریض تندرست ہو جائے گا یہ نسخہ مجرب اور عجیب ہے۔

اگر چمگادڑ کسی گھر میں ذبح کر کے اس کا دل نکال لیا جائے پھر اس گھر میں اس کو جلا ڈالا جائے تو اس گھر میں سانپ اور بچھو نہیں آئیں گے۔

اگر کسی آدمی پر ہیجانی ضرورت کے وقت اس کے دل کو لٹکایا جائے تو اس کی قوت باہ بڑھک اٹھتی ہے۔ اس کی گردن اگر کسی انسان پر لٹکائی جائے تو بچھوؤں سے محفوظ رہے گا۔

اور اگر اس کا پتہ اس عورت کی فرج پر لگایا جائے جس کو زچگی میں تکلیف ہو رہی ہو۔ تو اسی وقت بچہ پیدا ہو جائے گا۔

اگر کوئی عورت اس کی چربی اپنے خون کو بند کرنے کے لئے اپنے پاس لے کر رکھ لے تو اس کا خون بند ہو جائے گا۔ اگر چمگادڑ کو اچھی طرح پکایا جائے یہاں تک کہ صحیح پک جائے پھر اس کو اپنی شرمگاہ پر ملے تو اس کو پیشاب کے قطرے نہیں آئیں گے۔ اگر چمگادڑ کا شوربہ بنا کر فالج والا آدمی اس میں بیٹھے تو فالج ختم ہو جائے گا۔ اس کی بیٹ جب داد پر لگائی جائے تو وہ اکھڑ جاتی ہے۔ جو اپنے بغل کے بال اکھیڑے اور اس کے خون کو دودھ کے ساتھ برابر ملا کر اس جگہ طلاء کر دے تو وہاں بال کبھی نہیں اگیں گے۔ اگر اس کو نابالغ بچوں کے زیر ناف مل دیا جائے تو وہاں بال کبھی نہیں اگیں گے۔

تعبیر الرؤیا: چمگادڑ کو خواب میں دیکھنے سے مراد ایک عبادت گزار آدمی ہے ارطامیدوس نے کہا کہ اس کا دیکھنا بہادری پر دلالت کرتا ہے اور خوف کے چلے جانے پر دلالت کرتا ہے۔ کیونکہ یہ رات کے پرندوں میں سے ہے اور اس کا گوشت نہیں کھایا جاتا اور یہ حاملہ عورت کے لئے بہتری اور خیر کی دلیل ہے کہ اس کی ولادت آسانی سے ہوگی۔ خشکی اور سمندری مسافر کے لئے اس کا دیکھنا قابل تعریف نہیں ہے۔ جس پر یہ داخل ہو اس کا اس کو دیکھنا گھر کی خرابی کی دلیل ہے۔ چمگادڑ بعض کے نزدیک جادوگر عورت ہے۔

چمگادڑ کو دیکھنا ایک حیران اور محروم آدمی کو دیکھنا ہے۔ واللہ اعلم

الخنان

یہ بروزن امان ہے چھپکلی کو کہتے ہیں۔ علیؓ کی حدیث میں ہے کہ انہوں نے کوئی فیصلہ کیا تو اس پر کسی خارجی نے اعتراض

Marfat.com

کیا۔ تو آپ نے کہا اے خنان چپ کر۔ یہ بات ہروی وغیرہ نے ذکر کی ہے۔

الخلنبوس

لام اور خائے معجمہ کی فتح سے اور نون کے سکون اور باء کے فتحہ سے ہے۔ یہ ایک چڑیا سے چھوٹا پرندہ ہوتا ہے جو اس کے رنگ و شکل پر ہوتا ہے۔

الخلد

خاء کے ضمہ سے ہے۔ کفایہ میں خلیل سے خاء کا فتح اور کسرہ بھی منقول ہے۔ جاحظ کہتے ہیں یہ ایک اندھا اور بہرا جانور ہے۔ اپنے سامنے کی چیزوں کو صرف سونگھ کر ہی معلوم کر سکتا ہے۔ یہ اپنے بل سے نکلتا ہے تو کچھ سن دیکھ نہیں سکتا۔ تو اپنے منہ کو کھول دیتا ہے اور اپنے بل کے نزدیک کھڑا ہو جاتا ہے۔ پھر ایک مکھی آ کر اس کے منہ میں جا گرتی ہے اور اس کے جبڑوں سے ہوتی ہوئی پیٹ میں چلی جاتی ہے۔ تو یہ ان اوقات میں سامنے آتا ہے جن میں مکھیاں زیادہ ہوتی ہیں۔ دوسروں نے کہا کہ خلد ایک اندھا چوہا ہوتا ہے جو صرف سونگھ کر ہی چیزوں کا ادراک کر سکتا ہے۔ ارسطو نے کتاب النعوت میں کہا ہے کہ ہر جانور کی سوائے خلد کے دو آنکھیں ہوتی ہیں۔ یہ اسی طرح پیدا ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ مٹی کا جانور ہے۔ اللہ نے اس کے لئے زمین کو ایسے کر دیا ہے۔ جس طرح مچھلی کے لئے پانی ہوتا ہے۔ اس کی غذا اس کے پیٹ میں ہوتی ہے۔ اس کی پیٹ میں نہ طاقت ہوتی ہے نہ چستی۔ اور جب اللہ نے اس کو نظر نہیں دی اس لئے اللہ نے اس کے کان کی حس کو تیز کر دیا ہے۔ پس ہلکے سے روندنے کو بہت دور سے محسوس کر لیتا ہے۔ جب یہ اس طرح محسوس کرتا ہے تو زمین میں گڑھا کھودنے لگتا ہے۔ ارسطو کہتا ہے کہ اس کو شکار کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کی بل میں ایک چیچڑی رکھ دی جائے۔ جب یہ اس کو محسوس کر کے اس کی بو سونگھتا ہے تو اس کو پکڑنے کے لئے نکل آتا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اس کے پاؤں دوسرے جانوروں کی نظر کے قائم مقام ہیں۔ اس کی طبیعت ہے کہ اچھی خوشبو سے بھاگتا ہے۔ اور مولی پیاز کی بو کو پسند کرتا ہے۔ بسا اوقات انہیں دو چیزوں کے ذریعے اس کا شکار بھی کر لیا جاتا ہے۔ جب وہ ان کو سونگھتا ہے تو ان کی طرف نکل آتا ہے۔ یہ جب بھوکا ہوتا ہے تو اپنا منہ کھول لیتا ہے۔ تو اللہ اس کی طرف مکھی بھیج دیتے ہیں جو اس پر گر پڑتی ہے جس کو یہ کھا لیتا ہے۔

بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ خلد وہی جانور ہے جس نے سد مارب کو برباد کیا تھا۔ واقعہ یوں ہے کہ سبا کی قوم کے دو باغ تھے۔ دائیں طرف بھی اور بائیں طرف بھی۔ تو اللہ نے ان سے کہا کہ اللہ کا رزق کھاؤ اور اس کا شکر ادا کرو کہ اس نے تم کو یہ چیزیں انعام کی ہیں۔ اور ان کے شہر بڑے عمدہ تھے۔ جن میں نہ کوئی مچھر تھا نہ پسو نہ بچھو نہ سانپ اور نہ ہی کوئی مکھی وغیرہ تھی۔ قافلہ آتا تو ان کے کپڑوں میں اگر جوئیں ہوتیں تو یہاں پہنچتے ہی وہ مر جاتیں۔ آدمی باغ میں ایک ٹوکرا سر پر لے کر نکلتا۔ تو پھر جب اس باغ سے نکلتا تو وہ مختلف پھلوں سے بھر جاتا تھا۔ حالانکہ اس نے اپنے ہاتھ سے باغ میں سے کچھ نہ توڑا ہوتا تھا۔ اللہ نے ان کی طرف تیرہ نبی بھیجے جنہوں نے ان کو اللہ کی طرف بلایا اور اس کی نعمتیں یاد دلائیں اور ان کو اس کے عذاب سے ڈرایا۔ تو وہ نہ مانے وہ کہنے لگے اللہ نے ہم پر کوئی احسان کیا ہی نہیں۔ ان کا ایک ڈیم تھا جس کو ملکہ بلقیس نے اس وقت بنایا تھا جب وہ وہاں

Marfat.com

بادشاہ تھی۔ اس نے ایک بڑا حوض بھی بنایا تھا نہروں کی تعداد کے مطابق جس کے بارہ گیٹ تھے۔ تو ان میں پانی اس کے مطابق تقسیم ہوتا تھا۔ جب اس کا سلیمانؑ کے ساتھ معاملہ ہو گیا تو وہ لوگ اس کے بعد تھوڑی دیر ہی باقی رہے۔ پھر وہ سرکش اور باغی ہو گئے اور ناشکرے ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر ایک اندھا چوہا بھیج دیا جس کو خلد کہتے تھے۔ اس نے دیوار کو نیچے سے سوراخ کر دیا تو ان کے سارے درخت تباہ ہو گئے۔ اور زمین اجڑ گئی۔ وہ اپنے علم اور کہانت میں خیال کرتے تھے کہ ان کے اس ڈیم کو ایک چوہا اجاڑ دے گا۔ تو انہوں نے ہر سوراخ کے پاس جو دو پتھروں کے درمیان ہوتی تھی ایک بلی باندھ دی۔ جب وقت مقرر آیا اور اللہ تعالیٰ نے تباہ کرنے کا ارادہ کیا۔ تو ایک سرخ رنگ کا چوہا ایک بلی کے پاس آیا۔ اور اس بلی پر حملہ کر دیا یہاں تک کہ بلی اس سے پیچھے ہٹ گئی تو وہ چوہا اس سوراخ میں داخل ہو گیا اور اس میں نقب لگا کر اس کو کھود ڈالا۔ پھر جب سیلاب آیا تو اس نے ایک چھوٹی سے سوراخ پائی اور اس میں داخل ہو گیا یہاں تک کہ دیوار کو توڑ دیا اور ان کے مالوں پر بہہ پڑا اور ان کے گھروں کو ریت میں دفن کر دیا۔

وہبؒ اور ابن عباسؓ وغیرہ سے روایت ہے کہ اس ڈیم کو بلقیس نے بنایا تھا۔ کیونکہ وہ لوگ اپنی وادیوں کے پانی پر لڑتے تھے۔ تو اس نے ان کی وادی کے بارے میں حکم دیا تو عرم کے مقام پر ڈیم بنا دیا گیا اور یہ لفظ حمیر کی لغت میں ہے۔ تو پتھروں اور تارکول کے ذریعے دو پہاڑوں کے درمیان بند بنا دیا گیا ان کے اوپر نیچے تین دروازے بنائے۔ اس کے علاوہ اس نے ایک بہت بڑی جھیل بنائی۔ جس سے اس نے ان کی نہروں کے مطابق بارہ دروازے بنا دیئے کہ جب ان کو ضرورت ہوتی اس کو کھول کر پانی نکال لیتے جب ضرورت نہ ہوتی تو بند کر دیتے پھر جب بارش آتی تو یمن کی وادیوں سے پانی یہاں جمع ہو جاتا اور ڈیم کے پیچھے سیلاب رک جاتا۔ تو وہ اوپر والے دروازے کے کھولنے کا حکم دیتی تو وہاں سے پانی نکل کر جھیل میں چلا جاتا۔ پھر وہ دوسرے سے پھر تیسرے سے پانی لیتے۔ تو جو بھی پانی باہر نکلتا آئندہ سال وہاں اور پانی جمع ہو جاتا اسی طریقے سے وہ اس کو آپس میں تقسیم کرتے۔ واللہ اعلم

امام ابوالفرج ابن جوزی نے ضحاک سے نقل کیا ہے کہ وہ چوہا جس نے سد مآرب کو برباد کیا تھا۔ اس کے پنجے اور کچلیاں لوہے کی تھیں۔ اور جس شخص کو سب سے پہلے یہ پتہ چلا وہ عمرو بن عامر ازدی تھا۔ وہ ان کا سردار تھا۔ اس نے خواب میں دیکھا تھا کہ اس پر دیوار آ گری ہے اور وادی میں سیلاب آ گیا۔ تو یہ صبح کو کرب ناک حالت میں اٹھا۔ وہ دیوار کی طرف گیا اور دیکھا کہ ایک چوہا لوہے کے پنجوں سے اس کو کھود رہا ہے۔ اور لوہے کی کچلیوں سے اسے کاٹ رہا ہے تو اپنے گھر آ کر بیوی کو خبر دی اور اس کو یہ بات دکھائی پھر اپنے بیٹوں کو بھیجا تو انہوں نے بھی دیکھا تو جب واپس آئے تو اس نے کہا کہ جو میں نے دیکھا تھا تم نے بھی دیکھا ہے۔ انہوں نے کہا ہاں۔ پھر اس نے کہا کہ معاملہ ہمارے بس میں نہیں ہے اور اس کو ہٹانے کا کوئی طریقہ نہیں۔ ہمارے تمام حیلے ختم ہو چکے کیونکہ یہ اللہ کی طرف سے ہلاکت کا اعلان ہے پھر وہ ایک بلی لے کر چوہے کے پاس آیا تو چوہا کھودتا رہا اور بلی کی پرواہ نہ کی تو بلی پیٹھ پھیر کر بھاگ گی۔ عمرو نے اپنی اولاد سے کہا کہ تم اپنی جانوں کے بچانے کا کوئی بندوبست کرو انہوں نے کہا ہم کیا کریں؟ تو اس نے کہا چلو میں ہی کوئی حیلہ کرتا ہوں انہوں نے کہا ٹھیک ہے۔ اس نے سب سے چھوٹے بچے کو بلایا اور کہا کہ میں جب مجلس میں بیٹھوں اور لوگ معمول کے مطابق اکٹھے ہوں (لوگ وہاں اکٹھے ہوتے تھے اور اس کی رائے کو اپناتے تھے) تو

Marfat.com

میں تجھے ایک بات کا حکم دوں گا تو تو اس سے تغافل برتنا پھر میں تجھے گالی دوں گا۔تو تو میری طرف اٹھ کر مجھے تھپڑ لگانا۔ پھر اپنے دوسرے لڑکوں سے کہا کہ جب یہ اس طرح کرے گا تو تم اس کی مخالفت نہ کرنا۔اور نہ کلام کرنا۔ جب اہل مجلس تمہارے فعل کو دیکھیں گے تو وہ بھی اس کی مخالفت کی جرات نہیں کریں گے۔اور کچھ بولیں گے۔اس وقت میں قسم کھاؤں گا جس کا کوئی کفارہ نہیں کہ میں ایسی قوم کے درمیان کبھی نہیں رہوں گا کہ جس کے سامنے میرے سب سے چھوٹے بیٹے نے مجھے تھپڑ لگایا ہو اور انہوں نے غیرت نہ کھائی۔سب نے کہا ہم اسی طرح کریں گے۔جب وہ صبح مجلس میں بیٹھا اور لوگ اس کے پاس جمع ہوئے تو اس نے اپنے چھوٹے بیٹے کو کسی بات کا حکم دیا تو اس نے بے پروائی کی۔اس نے اس کو گالی دی تو اس نے اٹھ کر اس کے منہ پر تھپڑ لگا دیا تو سب لوگ اس کے بیٹے کی جراءت پر تعجب کرنے لگے۔اور انہوں نے خیال کیا کہ اس کے دوسرے بھائی غیرت کھائیں گے۔اس لئے انہوں نے اپنے سر نیچے کر لئے مگر ان میں سے کسی کو بھی غیرت نہ آئی۔تو شیخ نے کہا کہ میرا بیٹا مجھ کو تھپڑ لگاتا ہے اور تم سب خاموش بیٹھے ہو۔پھر اس نے قسم کھائی جس کا کوئی کفارہ نہیں تھا کہ میں اس قوم سے نکل جاؤں گا اور ایسی قوم کے پاس نہیں ٹھہروں گا کہ جنہوں نے اس پر غیرت نہیں کھائی۔لوگ اٹھ کر معذرت کرنے لگے اور کہنے لگے کہ ہم یہ خیال نہیں کرتے تھے کہ تیری اولاد کو بھی غیرت نہیں آئے گی۔اسی وجہ سے ہم رکے رہے۔اس نے کہا میں نے جو کہہ دیا تم نے دیکھ لیا اب میں کبھی بھی یہاں نہیں رہ سکتا۔پھر اس نے سارا سامان بیچنے کے لئے پیش کر دیا تو لوگ اس کے مال کے خریدنے میں رغبت کرنے لگے۔پھر وہ اپنا سامان دولت اور اپنے عیال لے کر چل پڑا۔اس کے بعد وہ لوگ تھوڑی دیر ہی ٹھہرے تھے کہ دیوار پر چوہے نے آکر اس کو جڑ سے اکھیڑ دیا۔اسی دوران ایک رات ابھی لوگ سوئے نہیں تھے کہ سیلاب آ گیا تو وہ ان کے چوپاؤں مالوں کو بہا کر لے گیا اور ان کے مکانات کو برباد کر دیا پس اللہ کے اس فرمان ﴿فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ﴾ کا یہی مطلب ہے۔

عرم کے مفہوم میں کئی اقوال ہیں۔بعض کہتے ہیں کہ یہ دیوار ہے۔یہ بات قتادہ نے کہی ہے۔بعض کے بقول یہ وادی کا نام ہے سہیلی کہتے ہیں کہ یہ اس چوہے کا نام ہے جس نے دیوار توڑی تھی بعض نے کہا کہ یہ وہ سیلاب ہے جو طاقت سے باہر تھا۔اور مآرب ہمزہ کے سکون سے ایک محل کا نام ہے بعض کے بقول یہ ہر اس بادشاہ کا نام ہے۔جو سبا بستی پر حکومت کرتا تھا۔جس طرح تبع ہر اس بادشاہ کا نام ہے جو یمن۔شحر اور حضر موت کا والی ہو۔یہ بات مسعودی نے کہی ہے۔

سہیلی کہتے ہیں کہ ڈیم سبا بن یشجب کی عمارتوں میں سے تھا اس نے اس کی طرف ستر وادیوں کے پانی کو چلایا تھا۔لیکن وہ اس کے مکمل کرنے سے پہلے ہی مر گیا تھا۔پھر اس کو حمیر کے بادشاہوں نے مکمل کیا تھا۔

سبا کا نام عبدالشمس بن یشجب بن یعرب بن قحطان ہے۔بعض کے بقول یہ پہلا شخص ہے جس نے قیدی بنائے تھے اس لئے اس کو سبأ کہتے ہیں۔بعض کہتے ہیں یہ وہ پہلا شخص ہے جس کو یمن کے بادشاہوں میں تاج پہنایا گیا۔

مسعودی نے کہا ہے۔کہ اس کو لقمان بن عاد نے بنایا تھا اور اس کو ایک فرسخ کی مسافت میں لمبا چوڑا بنایا تھا۔اور اس کی تیس شاخیں بنائیں۔تو اللہ تعالیٰ نے ان پر عرم کا سیلاب بھیجا تو وہ بکھیر دیئے گئے اور ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے گئے یہاں تک کہ وہ مثال بن گئے۔تو لوگ کہتے تھے کہ **تفرقوا ایدی سبا و ایادی سبا** وہ سبا کی قوم کی طرح بکھر گئے۔

شعبی کہتے ہیں کہ جب ان کی بستیاں غرق ہو گئیں۔تو وہ مختلف شہروں میں بکھر گئے تو غسانی شام چلے گئے۔بنو ازدی عمان

Marfat.com

چلے گئے اور خزاعہ تہامہ چلے گئے اور جذیمہ عراق چلے گئے اور اوس خزرج مدینہ چلے گئے۔ جو مدینے میں آیا وہ اوس اور خزرج کا دادا عمرو بن عامر ہے۔

ابو سبرہ نخعی نے مزدہ بن مسیک القطیفی سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مجھے سبا کے متعلق بتائیں کیا وہ آدمی' زمین یا عورت تھی تو آپ نے فرمایا وہ عرب کا ایک آدمی تھا جس کے دس لڑکے تھے جن میں چھ یمن میں رہے اور چار شام میں بس گئے۔ جو یمن میں رہے وہ کندہ' اشعری' ازد' مذحج' انمار اور حمیر ہے۔ اس نے پوچھا انمار کون ہیں تو آپ نے فرمایا خثعم اور بجیلہ ہیں اور جو شام میں گئے وہ لخم' جذام' عاملہ اور غسان ہیں۔

بعض مجرب فوائد:

خلد کی بیماری جو جانوروں میں پائی جاتی ہے اس کو دور کرنے کے لئے جانور کے بائیں کان یہ منتر لکھ کر لٹکایا جائے۔

یا خلد سلیمان بن داؤد' ذکر عزرائیل علی وسطك و ذکر جبرنیل علی راسك و ذکر اسرافیل علی ظهرك و ذکر میکائیل علی بطنك لا تدب و لا تسعی الا ایبس کما یبس لبن الدجاج و قرن الحمار بقدرة العزیز القهار هذا قول عزرائیل و جبریل و اسرافیل و میکائیل و ملائکة الله المقربین الذین لا یاکلون و لا یشربون الا بذکر الله هم یعیشون اصباوتاً آل شدای ایبس ایها الخلد من دابة فلان بن فلانة او من هذه الدابة بقدرة من یری و لا یری ﴿وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّىْ نَسْفًا فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا لَّا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّلَآ اَمْتًا۔﴾ ﴿اَلَمْ تَرَاِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ ص فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا.﴾ فما توا کذالك یموت الخلد من دابة فلان بن فلانة او من هذه الدابة.

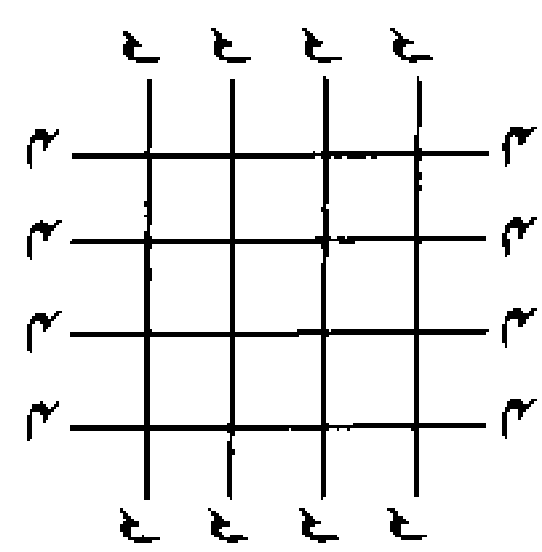

خلد کے مزید فوائد مجربہ یہ ہیں کہ ایک کاغذ پر یہ منتر لکھا جائے اور خلد کی بیماری والے گھوڑے کی گردن میں لٹکایا جائے۔

طلعوستة و ستین ملکا الی جبل القدوس لقو اثلث شجرات الواحدة قطعت و الثانیة یبست و الثالثة احترقت انقطع ایها الخلد ببرکة سیهوم دیهوم دهوم بالف لاحول و لا قوة الا بالله العلی العظیم ج و ج و ج وارتفع ارتفع اه اه اه ط ا س ل ط ا س ل ط ا س ل ط ا س ل ط ا س الله الله الله الله الله الله الله الله الله الله حم حم حم حم حم حم حم حم حم حم تو کلت ل ا د هی ع ل ا ا علی الله اللهم احفظ حامله و دابته بحرمة الرب العظیم و القرآن العظیم و لا حول و لا قوة الا بالله العلی العظیم.

شرعی حکم: اس کا کھانا حرام ہے کیونکہ یہ چوہے کی قسم ہے۔ امام مالک نے کہا کہ چھچھوندر اور سانپ کے کھانے میں حرج

Marfat.com

نہیں جب اسے ذبح کر کے پاک کر لیا جائے۔ کتاب الذبائح المدونہ میں یہ سب سے پہلا مسئلہ ہے۔

ضرب الامثال: عرب کہتے اسمع من خلد و افسد من خلد یعنی وہ چھچھوندر سے سننے والا اور فسادی ہے۔

طبی فوائد اور خواص: اس کا خوں آنکھوں میں لگایا جائے تو آنکھ کی ہر بیماری ٹھیک ہو جائے گی۔ اور اس کے دم کا خون کنٹھ مالا پر طلا کیا جائے تو وہ ختم ہو جائیں گی اس کا اوپر والا ہونٹ اگر چوتھے کے بخار والے پر لٹکایا جائے تو وہ تندرست ہو جائے گا۔

اگر اس کا گوشت طلوع شمس سے پہلے بھون کر کھایا جائے تو اس کا کھانے والا سب کچھ سیکھ لے گا۔ اس کا دماغ عرق گلاب میں ملا کر ایک شیشی میں ڈال لیا جائے پھر وہ اگر خارش والے آدمی کو لگایا جائے تو وہ ٹھیک ہو جاتا ہے اسی طرح داد چنبل جلن اور تمام جلدی بیماریاں دور ہو جاتی ہیں۔

جاحظ کہتے ہیں کہ جو مٹی چھچھوندر اپنی بل سے نکالتی ہے اس کو پانی میں تر کر کے نقرس پر لگایا جائے تو وہ ٹھیک ہو جائے گا ارسطو نے کہا ہے۔ جب چھچھوندر کو تین رطل پانی میں ڈبو کر کوئی انسان اس کو پی لے تو وہ ہر علم جو بھی اس سے پوچھا جائے بطور ہذیان بیالیس دن تک وہ بیان کرنے لگے گا۔

یحییٰ بن زکریا کہتے ہیں کہ:

چھچھوندر تین رطل پانی میں ڈبو کر چھوڑ دیا جائے یہاں تک کہ وہ پھول جائے پھر اس کو اس پانی سے نکال لیا جائے اور اس کی ہڈیاں پھینک کر ایک تانبے کے برتن میں پکایا جائے اور اس کے اوپر لبان ذکر چار درم اور اس کے برابر افیون اور اتنی ہی گندھک اور نشادر ڈال کر چار رطل شہد میں ان سب کو کوٹا جائے اور اتنا پکایا جائے کہ طلا کی طرح ہو جائے پھر اس کو شیشے کے برتن میں ڈال لیا جائے۔ پھر اس کو نہار منہ کھائے جب سورج برج حمل سے برج اسد میں داخل ہو رہا ہو اور یہ استعمال کرنے والا کوئی ایسی چیز نہ کھائے جس میں زہومت اور چربی ہو اور ہر وقت پاک اور روزہ دار رہے تو جو شخص ایسا ہو گا اللہ تعالیٰ اس کو ہر چیز کا علم عطا کر دے گا۔

تعبیر الرؤیا: چھچھوندر کو خواب میں دیکھنا اندھے پن، حیرانی، پوشیدگی اور راستے کی تنگی کی علامت ہے۔ کبھی کبھی اس کو خواب میں دیکھنا اس شخص کے لئے کہ جس کی سماعت میں تکلیف ہو اس کی سماعت کے تیز ہونے کی دلیل ہے۔ اگر خلد کو میت کے ساتھ دیکھا تو وہ جہنمی ہے۔ کیونکہ اللہ کا فرمان ہے وذوقوا عذاب الخلد بما کنتم تعملون اور کبھی جنت والوں میں بھی ہو سکتا ہے اور جنة الخلد میں ٹھہرتا ہے۔ واللہ اعلم

الخلفة

حاملہ اونٹنی کو کہتے ہیں۔ اس کی جمع خلفات آتی ہے۔ امام مسلم نے ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ نبیؐ نے فرمایا کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ وہ جب گھر واپس جائے تو اپنے گھر میں تین موٹی تازی حاملہ اونٹنیاں موجود پائے؟ ہم نے کہا جی ہاں! آپؐ نے فرمایا تین آیات جن کو تم میں سے کوئی اپنی نماز میں پڑھتا ہے اس کے لئے تین موٹی تازی حاملہ اونٹنیوں سے بہتر ہیں۔

اور ابو ہریرہؓ سے یہ بھی روایت کیا گیا ہے کہ نبیؐ نے فرمایا کہ کسی نبی نے جنگ کی اور اپنی قوم سے کہا کہ میرے ساتھ ایسا کوئی آدمی نہ جائے جو کسی عورت کی شرم گاہ کا مالک بنا ہے اور اس سے ہم بستری کرنا چاہتا ہے لیکن نہ کی ہو۔ اور نہ کوئی ایسا شخص آئے جو

Marfat.com

اپنا مکان بنا رہا ہو اور ابھی چھت نہ ڈالی ہو اور نہ ایسا شخص آئے جس نے کوئی بکری خریدی ہو یا حاملہ گائیں خریدیں ہوں اور وہ ان کے بچہ جننے کا منتظر ہو۔

پھر اس نے جنگ کی یہاں تک کہ عصر کی نماز کے وقت وہ بستی کے قریب پہنچے یا اس کے قریب قریب۔ تو سورج کو کہا تو بھی مامور ہے اور میں بھی اللہ کے حکم پر مامور ہوں۔ اے اللہ اس کو روک دے تو سورج کو ان کے اوپر روک دیا گیا یہاں تک کہ اللہ نے ان کو فتح دے دی۔

یہ نبی یوشع بن نون علیہ السلام تھے۔

فائدہ: ہمارے نبیؐ کے لئے سورج دو دفعہ روکا گیا۔ ایک دفعہ خندق والے دن جس دن وہ نماز عصر سے مشغول ہو کر جنگ میں مصروف رہے یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو واپس لوٹایا جیسا طحاوی وغیرہ نے روایت کیا ہے اور دوسری مرتبہ معراج کی صبح کو جس وقت آپ نے اس قافلے کا انتظار کیا کہ جس کے پہنچنے کی خبر آپ نے یہ دی تھی کہ وہ قافلہ طلوع شمس کے وقت آئے گا۔

مستدرک کی آخری حدیثوں میں ابو ہریرہؓ کی وہ حدیث ہے کہ نبی نے فرمایا کہ اگر سات موٹی تازی حاملہ اونٹنیاں جہنم کی منڈیر سے ڈال دی جائیں تو وہ ستر سال تک اس کی گہرائی تک نہیں پہنچ سکتیں۔ شیخ الاسلام امام ذہبی فرماتے ہیں اس کی سند صالح ہے اور سات کا لفظ ذکر کرنے کی حکمت یہ ہے کہ جہنم کے دروازے بھی سات ہے۔ امام شافعی، نسائی اور ابن ماجہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ نبیؐ نے فرمایا کہ قتل خطا میں اور کوڑے اور لاٹھی کے ساتھ کئے جانے والے قتل میں سو اونٹ دیۃ مغلظہ ہے ان میں سے چالیس وہ ہوں جن کے پیٹ میں اولاد ہے اس کی سند ضعیف اور منقطع ہے ابو حاتم کہتے ہیں کہ اس روایت کا مرسل ہونا زیادہ درست ہے۔

امام نووی نے اپنی کتاب تہذیب میں کہا ہے کہ یہ مسئلہ بہت مشکل ہے کیونکہ خلفہ کہتے ہی اس کو ہیں جس کے پیٹ میں اولاد ہو۔ پھر اگر کوئی کہے کہ نبیؐ کے ان الفاظ "فی بطونها اولادها" کا کیا مطلب ہے تو اس کا جواب چار طریقے سے ہے۔ ایک تو یہ کہ آپ نے یہ لفظ تاکید اور وضاحت کے لئے فرمایا۔ دوسرا یہ کہ پہلے لفظ کی تفسیر ہے قید نہیں۔ تیسرا یہ ہے یہ عبارت اس شخص کے وہم کو دور کرنے کے لئے ہے کہ جو اس خلفہ کو کافی سمجھتا ہے جو کسی وقت رہی ہو۔ اور دیت میں ادا کرتے وقت وہ حاملہ ہونے کی شرط نہیں لگاتا۔ چوتھا یہ کہ اس کے حکم کی وضاحت ہے اور آپ نے نفس الامر میں یہ شرط لگائی ہے کہ وہ حاملہ ہو اور جب پتہ چل جائے کہ اس کے پیٹ میں اولاد نہیں تو اہل خبر کا اس کو حاملہ قرار دینا کافی نہیں ہوگا۔

رافعی نے ذکر کیا ہے کہ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ خلفہ کا اطلاق اس اونٹنی پر بھی ہوتا ہے کہ جس نے بچہ جنا ہو اور بچہ اس کے پیچھے پیچھے چلتا ہو۔

فائدہ اخریٰ: خطاء محض اس کو کہتے ہیں کہ جس کو ارادہ کر کے نہ مارا جائے بلکہ ارادہ کسی اور کسی چیز کا ہو مگر کسی دوسری چیز کو جا لگے اور وہ مرجائے۔ اس صورت میں قصاص نہیں بلکہ اس کے عاقلہ پر دیت مخففہ ہوگی جو تین سال تک موخر کی جاسکتی ہے۔ اور مال کی تمام قسموں میں سے کفارہ دیا جاسکتا ہے۔ اور شبہ عمد یہ ہے کہ ایسی چیز سے مقتول کو مارا جائے جس سے آدمی عام طور پر مرتا نہیں

Marfat.com

ہے مثلاً ہلکی لاٹھی' چھوٹا پتھر یا ایک مکہ دو مکہ سے۔ ایسی صورت میں اگر آدمی مر جائے تو قصاص نہیں ہوگا بلکہ دیت مغلظہ اس کے عاقلہ پر ہوگی جو تین سال تک موخر کی جاسکتی ہے۔ عمد محض یہ ہے کہ کوئی آدمی کسی کو قصداً ایسے ہتھیار سے قتل کرے جس سے عام طور پر قتل کیا جاتا ہے جیسے تلوار چھری وغیرہ۔ اس میں قصاص ہوگا جب برابری پائی جائے۔ یا پھر قاتل کے مال میں سے دیت مغلظہ فوری دینی ہوگی۔

ابوحنیفہ کے نزدیک قتل عمدہ پر کفارہ نہیں ہوتا۔ کیونکہ یہ بھی دوسرے کبائر کی طرح کبیرہ گناہ ہے۔

آزاد مسلمان آدمی کی دیت سواونٹ ہے۔ جب عمد محض ہو یا شبہ عمد ہو تو اس میں عمر کے لحاظ سے دیت مغلظہ ہوگی۔ تو تیس حقے تیس جزع اور چالیس خلفے جن کے بیٹوں میں اولاد بھی ہو دینے پڑیں گے۔ عمر اور زید بن ثابت کا یہی قول ہے۔ اور یہی مسلک عطاء اور شافعی کا ہے اور ان کی دلیل گزشتہ حدیث ہے جو ابن عمرؓ سے منقول ہے۔

کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ دیت مغلظہ کے چار حصے ہوں گے۔ پچیس بنت مخاض ہوں گی۔ پچیس بنت لبون ہوں گی اور پچیس حقے ہوں گے اور پچیس جذعے ہوں گے۔ یہ قول زہری' ربیعہ' مالک' احمد ابوحنیفہ کا ہے۔

دیت خطامخففہ ہوگی اور اس کے بالاتفاق پانچ حصے ہوں گے مگر علماء نے اس کی تقسیم میں اختلاف کیا ہے۔ تو مالک اور شافعی کہتے ہیں کہ بیس بنت مخاض ہوں گے اور بیس بنت لبون' بیس ابن لبون' بیس حقے اور بیس جذعے ہوں گے۔ یہی مسلک عمر بن عبدالعزیز' سلیمان بن یسار اور ربیعہ کا ہے۔

امام ابوحنیفہ اور احمد نے ابن لبون کی جگہ بنو مخاض رکھے ہیں اور ابن مسعودؓ سے بھی یہی مروی ہے۔ خطاء اور شبہ عمد میں دیت عاقلہ پر ہوگی۔ کما تقدم

وہ قاتل کے مذکر عصبہ کو کہتے ہیں اور قصور والے پر کچھ جرمانہ نہ ہوگا۔ کیونکہ یہ دیت نبیؐ نے عاقلہ پر ہی مقرر کی ہے۔ اگر اونٹ نہ ہوں تو ایک قول کے مطابق ان کی قیمت دراہم اور دنانیر کی صورت میں دی جاسکتی ہے۔ اور ایک قول میں اس کے بدل کا اندازہ واجب ہوگا جو کہ ایک ہزار دینار یا بارہ ہزار درہم ہیں۔ کیونکہ عمرؓ سے روایت کیا گیا ہے کہ سونے والوں پر ایک ہزار دینار ہیں اور چاندی والوں پر ۱۲ ہزار درہم عروہ میں۔ یہ قول مالک' عروہ بن زبیر اور حسن بصری کا ہے۔

امام ابوحنیفہ نے کہا کہ وہ اندازہ سواونٹ یا ایک ہزار دینار ہے یا بارہ ہزار درہم ہے۔ اور یہی بات سفیان ثوری نے کہی ہے۔

فرع: عورت کی دیت مرد کی دیت کا نصف ہے۔ ذمیوں کی دیت مسلمانوں کی دیت کے تہائی ہے بشرطیکہ وہ کتابی ہو۔ اگر کتابی نہ ہو بلکہ مجوسی وغیرہ ہو تو ثلث کا پانچواں حصہ ہے۔

عمرؓ سے روایت ہے کہ یہودی اور نصرانی کی دیت چار ہزار درہم اور مجوسی کی دیت آٹھ سو درہم ہے۔ یہی قول ابن مسیب اور حسن بصری کا ہے۔ اور یہی شافعیؒ کا بھی ہے۔ اہل علم کی ایک جماعت کا خیال ہے کہ ذمی اور معاہد کی دیت مسلمان کی دیت کے برابر ہے اور یہی قول ابن مسعودؓ سفیان ثوری اور اصحاب الرائے کا ہے۔ عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ ذمی کی دیت مسلمان کی دیت کا نصف ہے اور یہی قول امام مالکؒ اور احمدؒ کا ہے۔ اور اطراف اعضا کی دیت فقہ کی کتاب میں تفصیل سے موجود ہے۔

تذنیب: اللہ کے اس فرمان ﴿وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا﴾ کے بارے میں اہل تفسیر

Marfat.com

نے کہا ہے کہ یہ مقیس بن حبابہ کے بارے میں اتری۔ واقع یوں ہے کہ اس کا بھائی ہشام بن حبابہ بنی نجار میں قتل ہو گیا اور قاتل کا پتہ نہ چل سکا تو انہوں نے اس کی دیت سو اونٹ دے دی۔ پھر وہ اور فہری نبیؑ کے پاس مدینہ گئے تو مقیس کے پاس شیطان نے آ کر یہ وسوسہ ڈالا کہ اپنے بھائی کی دیت قبول کرنا تیرے لئے باعث عار ہو گا۔ تو تو اپنے ساتھ والے آدمی کو مار ڈال تو یہ نفس بھی اس نفس کے قائم مقام ہو جائے گا اور دیت تیرے لئے بچ جائے۔ فہری کو اس نے غافل پا کر ایک پتھر مارا اور مار دیا پھر دیت کے ایک اونٹ پر بیٹھا اور باقی اونٹوں کو ہانک کر لے گیا اور کافر ہو کر مکہ لوٹ آیا تو اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اور یہ مقیس وہی ہے جس کو نبیؑ نے فتح مکہ کے دن امن دیئے گئے لوگوں سے مستثنیٰ کر دیا تھا۔ جب یہ کعبہ کے پردوں سے لٹکا ہوا تھا تو اس کو قتل کر دیا گیا۔

اس آیت کے حکم میں اختلاف ہے۔ امام بغوی وغیرہ نے ابن عباسؓ سے ذکر کیا ہے کہ جو مومن کو جان بوجھ کر مارے اس کی کوئی توبہ نہیں ہے اور زید بن ثابت کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی جو سورہ فرقان میں ہے ﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰـهًا اٰخَرَ﴾ تو ہم اس آیت کی نرمی سے خوش ہوئے تو سات مہینے تک اسی طرح رہے کہ اللہ نے یہ سخت آیت نازل کر دی جس نے پہلی نرم آیت کو منسوخ کر دیا غلیظہ سے مراد مَنْ يَّقْتُلْ والی آیت ہے اور نرم سے مراد سورۃ فرقان والی آیت ہے۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ فرقان کی آیت مکی ہے اور نساء کی آیت مدنی ہے جس کو کسی نے منسوخ نہیں کیا اور جس پر جمہور مفسرین ہیں اور جو تمام اہل سنت کا مذہب ہے وہ یہ ہے کہ مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرنے والے کی توبہ مقبول ہے۔ کیونکہ اللہ نے فرمایا ہے۔ ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَادُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ.﴾ اور جو بات ابن عباسؓ سے مروی ہے وہ ڈانٹ میں مبالغہ اور سختی ہے۔ جس طرح سفیان بن عیینہؒ سے روایت ہے کہ مومن جب تک قتل نہ کرے اس سے کہا جائے کہ قاتل کی توبہ نہیں ہوتی مگر جب قتل کر دے تو اس کو کہا جائے کہ توبہ کر۔ اور اسی طرح ابن عباسؓ سے مروی ہے۔

اور جو آدمی یہ کہتا ہے کہ کبائر کا مرتکب ہمیشہ جہنم میں رہے گا اس کے لئے اس آیت میں کوئی دلیل نہیں ہے۔ کیونکہ آیت کافر قاتل کے بارے میں نازل ہوئی تھی جو مقیس بن حبابہ ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ اس شخص کے لئے ڈانٹ ہے جو مسلمان کو اس کے ایمان کی وجہ سے اس کا قتل حلال سمجھتے ہوئے مار ڈالے۔ کیونکہ جو شخص کسی مسلمان کو اس کے ایمان دار ہونے کے باوجود اس کا خون حلال سمجھتے ہوئے قتل کر دے وہ کافر ہو جاتا ہے اور جہنم میں ہمیشہ رہے گا۔

عمرو بن عبید نے ابی عمرو بن علاء سے کہا کہ کیا اللہ اپنے وعدہ کی خلاف ورزی کر سکتا ہے۔ اس نے کہا نہیں۔ انہوں نے کہا کہ کیا اللہ نے یہ نہیں فرمایا ﴿وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا.﴾ تو ابو عمرو نے کہا کیا تو عجمی ہے اے ابو عثمان؟ کیا تم کو پتہ نہیں کہ عرب وعید میں خلاف ورزی کرنے کو وعدہ خلافی نہیں کہتے۔ اور یہ بات مذموم نہیں ہے۔ اور وہ وعدہ میں خلاف ورزی کو قابل مذمت سمجھتے ہیں پھر یہ شعر پڑھا۔

وانی وان او عدتہ او وعدتہ لمخلف ایعادی ومنجز موعدی

''اور اگر میں اس کو ڈانٹوں یا اس سے وعدہ کروں تو اپنی ڈانٹ کے خلاف کروں گا اور اپنا وعدہ پورا کروں گا۔''

اور اس بات کی دلیل یہ ہے کہ شرک کے علاوہ کوئی گناہ بھی خلود فی النار کا موجب نہیں بن سکتا۔ اور جو بخاری میں عبادہ بن صامت سے مروی ہے جو بدری ہیں اور لیلۃ العقبہ کے نقیب بھی تھے وہ کہتے ہیں کہ نبیؑ نے فرمایا جبکہ صحابہ آپ کے ارد گرد تھے۔ کہ

Marfat.com

مجھ سے بیعت کرو کہ تم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرو گے اور نہ زنا کرو گے نہ چوری کرو گے۔ اور نہ اپنی اولاد کو قتل کرو گے اور نہ کسی پر بہتان لگاؤ گے۔ اور نہ کسی نیکی میں نافرمانی کرو گے تو جو یہ وعدہ پورا کرے گا اس کا اجر اللہ پر ہوگا اور جو ان میں سے کسی گناہ کا ارتکاب کرے تو اگر دنیا میں سزا مل گئی تو کفارہ ہو جائے گا اور جس سے ان میں سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے پھر اللہ اس پر پردہ ڈال دے تو اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہوگا چاہے اس کو معاف کردے یا سزا دے۔ تو ہم نے آپؐ سے اس بات پر بیعت کر لی نیز صحیح حدیث میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا جو شخص اللہ کے ساتھ شرک نہ کرے اور فوت ہو جائے تو وہ جنت میں جائے گا۔ واللہ الموفق

الخمل

حرکت کے ساتھ ہے۔ ابن سیدہ کے بقول مچھلی کی ایک قسم ہے۔

الخنتعة

بروزن قنفذہ۔ مونث لومڑ کو کہتے ہیں۔ یہ بات ازہری نے کہی ہے۔

الخندع

بروزن جندب، چھوٹی ٹڈی کو کہتے ہیں محکم میں ہے کہ بعض لغات میں چمگادڑ کو کہتے ہیں۔

الخنزیر البری

خائے معجمہ کے کسرہ سے ہے۔ اس کی جمع خنازیر آتی ہے۔ اکثر لغویوں کے نزدیک یہ لفظ رباعی ہے۔ ابن سیدہ نے بعض لغویوں سے حکایت کی ہے کہ یہ لفظ خزر العین سے مشتق ہے۔ اس لئے کہ یہ چندھیا کر ہی دیکھتا ہے اس بنیاد پر یہ ثلاثی ہوگا۔ کہا جاتا ہے تخازر الرجل جب جو اپنی بینائی کو تیز کرنے کے لئے پلکوں کو تنگ کرے۔ اور یہ ایسے ہی ہے جیسے تعامی اور تجاہل ہے۔ عمرو بن عاص نے صفین کے دن کہا تھا۔

اذا تخازرت وما بی من خزر ثم کسرت الطرف من غیر حور

''جب میں آنکھ تنگ کرتا ہوں حالانکہ میری آنکھ چھوٹی نہیں ہے پھر میں نظر پست کر لیتا ہوں بغیر کمی کے۔''

الفیتنی الوی بعید المستمر کالحیة الصماء فی اصل الشجر

احمل ما حملت من خیر وشر

''تو مجھے پائے گا کہ میں گزرنے والے کی گھات میں ایسے تھوڑی دور بیٹھا ہوں جیسے درخت کی جڑ میں بہرا سانپ بیٹھا ہوتا ہے۔ اور میں خیر اور شر کو اپنے ساتھ اٹھائے ہوئے ہوں۔''

خنزیر کی کنیت ابوجہم ابوزرعہ ابودلف ابوعتبہ ابوعلیہ اور ابو قادم ہے یہ چوپائے اور درندے کے درمیان مشترک صفات والا ہوتا ہے۔ درندوں کی صفات اس میں کچلیاں ہونا اور مردار کھانا ہیں اور چوپایوں والے صفات یہ ہیں کہ اس کے کھر ہوتے ہیں اور گھاس پھوس کھاتا ہے۔ خنزیروں میں بہت زیادہ شہوت پائی جاتی ہے حتیٰ کہ ان میں مادہ بعض دفعہ چرتے ہوئے نر پر چڑھ جاتی

Marfat.com

ہے اور بعض دفعہ کئی کئی میل اس کی پشت پر ہی سوار رہتی ہے اور اس کے پیچھے چھ ٹانگوں کے نشانات نظر آتے ہیں جس شخص کو اس بات کا پتہ نہیں ہوتا وہ سمجھتا ہے کہ چوپایوں میں چھ ٹانگوں والے بھی ہوتے ہیں۔ خنزیروں میں جو مذکر ہوتے ہیں ماداؤں سے دوسرے مذکروں کو ہٹاتے رہتے ہیں اور بعض دفعہ ایک دوسرے کو اسی وجہ سے مار ڈالتے ہیں کبھی کبھی دونوں ہی مر جاتے ہیں۔ جب خنزیروں کی شہوت کے جوش کا وقت آتا ہے تو یہ اپنے سروں کو جھکا دیتے ہیں اور اپنی دموں کو حرکت دینے لگتے اور ان کی آوازیں بدل جاتی ہیں۔ اس کی مادہ تیس بچے دیتی ہے اور ایک دفعہ جفتی ہونے سے حاملہ ہو جاتی ہے۔ مذکر اس وقت جفتی کرتا ہے جب وہ آٹھ مہینوں کا ہو جاتا ہے اور مونث اس وقت بچہ جنتی ہے جب چھ مہینوں کی ہو جاتی ہے اور بعض علاقوں میں چار مہینوں کا نر جفتی کرنے لگتا ہے اور مادہ اپنے بچے کو چھ یا سات ماہ تک اٹھاتی ہے اور پالتی رہتی ہے جب مونث پندرہ سال کی ہو جاتی ہے تو پھر بچے جننے چھوڑ دیتی ہے۔ اور یہ جنس سب سے زیادہ نسل والی ہے اور نر خنزیر لمبی دیر تک جفتی کرنے میں سب سے زیادہ قوی ہوتا ہے کہا جاتا ہے کہ کچلیوں اور دموں والوں میں کوئی جانور ایسا نہیں جس کی قوت خنزیر کی کچلیوں جتنی ہو۔ یہاں تک کہ وہ تلوار اور نیزے والے کو بھی اپنی کچلیوں سے مارتا ہے اور جسم کی جس ہڈی یا پٹھے پر وہ دانت گاڑے تو اس کو کاٹ دیتا ہے بعض دفعہ اس کی کچلیاں بڑھ کر آپس میں مل جاتی ہیں تو اس وقت چونکہ وہ ان کی وجہ سے کھا نہیں سکتا اس لئے بھوک سے مر جاتا ہے۔ اگر یہ کتے کو کاٹ لے تو اس کے بال گر جاتے ہیں۔ وحشی ہونے کے بعد اس کو گھریلو بنالیا جائے تو یہ ادب نہیں سیکھ سکتا۔ اور یہ سانپوں کو ہڑپ کر جاتا ہے اور ان کا زہر اس پر اثر نہیں کرتا۔ یہ لومڑی سے زیادہ چالاک ہوتا ہے اس کو تین دن بھوکا رکھنے کے بعد کھلایا جائے تو یہ دو دن میں موٹا ہو جاتا ہے عیسائی روم میں ان سے اسی طرح کرتے ہیں کہ تین دن ان کو بھوکا رکھتے ہیں پھر ان کو کھلاتے ہیں تاکہ یہ موٹے ہو جائیں۔ جب یہ بیمار ہو جائے تو کیکڑا کھالیتا ہے جس سے اس کی بیماری دور ہو جاتی ہے۔ اگر اس کو گدھے پر مضبوط باندھ دیا جائے پھر گدھا پیشاب کرے تو خنزیر مر جاتا ہے۔

خنزیر کی عجیب بات: جب اس کی ایک آنکھ پھوڑ دی جائے تو یہ فوراً مر جاتا ہے انسان کے مشابہ بات اس میں یہ ہے کہ اس کی جلد اترتی نہیں مگر اس صورت میں کہ نیچے کے گوشت کو ساتھ کاٹ لیا جائے بخاری مسلم وغیرہ نے ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ نبیؐ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے البتہ عنقریب تم میں ابن مریم انصاف والے حاکم بن کے اتریں گے وہ صلیب کو توڑ دیں گے اور خنزیر کو مار ڈالیں گے اور جزیہ ختم کر دیں گے۔ اور مال اتنا وافر ہو جائے گا کہ کوئی اس کو قبول نہ کرے گا ایک روایت میں ہے کہ ان کے دور میں اسلام کے علاوہ سب دین ختم ہو جائیں گے اور دجال بھی ہلاک ہو جائے گا اور آپ زمین میں چالیس سال تک رہیں گے پھر اللہ تعالیٰ ان پر موت بھیج دے گا اور مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے۔ اس حدیث کو ابوداؤد نے اپنی سنن کے آخر میں کتاب الملاحم میں مطول روایت کیا ہے۔ خطابی کہتے ہیں کہ وَیَقْتُلُ الْخِنْزِیْرَ کے فرمان میں خنزیر کے مارنے کے وجوب کی دلیل ہے اور اس بات کا اظہار ہے کہ وہ نجس عین ہے اور اس بات کی بھی دلیل ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام جب آخری زمانے میں اتریں گے تو شریعت اسلامیہ باقی ہوگی۔ یضع الجزیہ کا مطلب یہ ہے کہ وہ عیسائیوں یہودیوں اور اہل کتاب سے جزیہ نہیں لیں گے بلکہ ان کو اسلام پر مجبور کریں گے اور ان سے دین اسلام کے علاوہ کوئی دین بھی قبول نہیں کریں گے۔

Marfat.com

موطا کے آخر میں یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام ایک دفعہ راستے میں خنزیر کو ملے تو آپ نے اس کو کہا اذھب بسلام تو سلامتی سے چلا جا تو کسی نے آپ سے کہا کہ آپ خنزیر کو سلام کہہ رہے ہیں تو آپ نے فرمایا میں ناپسند سمجھتا ہوں کہ اپنی زبان کو بری بات کا عادی بناؤں۔

فائدہ: اہل تفسیر اور اہل سیرت نے ذکر کیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کا سامنا یہودیوں کے ایک گروہ سے ہوا انہوں نے جب آپ کو دیکھا تو کہا دیکھو جادوگر کا بیٹا جادوگر آ گیا اور انہوں نے آپ کو اور آپ کی ماں کو تہمت لگائی جب عیسیٰ علیہ السلام نے یہ سنا تو ان پر بددعا کی اور انہیں لعنت کی تو اللہ نے انہیں مسخ کر کے خنزیر بنا دیا۔ جب یہ بات یہوذا نے جو کہ یہودیوں کا سردار اور امیر تھا دیکھی تو وہ اس بات سے ڈر گیا اور آپ کی بددعا سے خائف ہو گیا تو اس نے یہودیوں کو جمع کر کے عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں مشورہ طلب کیا تو سارے یہودی عیسیٰ علیہ السلام کے قتل پر متفق ہو گئے اور عیسیٰ علیہ السلام کے راستہ میں کسی رات گھات لگا کر بیٹھ گئے اور ایک لکڑی گاڑ دی تا کہ اس پر آپ کو سولی دیں تو زمین پر اندھیرا چھا گیا اور اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو بھیجا جو یہودیوں اور آپ کے درمیان حائل ہو گئے۔ عیسیٰ علیہ السلام نے اس رات اپنے حواریوں کو جمع کیا اور ان کو وصیت کی پھر کہا کہ مرغ کی آواز سے پہلے پہلے تم میں ایک آدمی میرے ساتھ کفر کرے گا اور مجھ کو چند درہموں میں بیچ ڈالے گا پھر حواری ان کے پاس سے چلے گئے اور علیحدہ علیحدہ ہو گئے۔ یہودی آپ کو ڈھونڈ رہے تھے تو ان حواریوں میں سے ایک ان کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ اگر میں تم کو عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق پتہ بتا دوں تو تم مجھے کیا دو گے انہوں نے اس کو تیس درم مقرر کر کے دیئے اس نے درم لے کر انہیں آپ کے متعلق بتا دیا پھر جب وہ گھر داخل ہوا تو اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کی تشبیہ اس پر ڈال دی اور عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھا لیا پھر وہ گھر میں داخل ہوئے تو انہوں نے اس کو دیکھ کر پکڑ لیا وہ کہنے لگا میں تو وہی ہوں جس نے تمہیں عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق اطلاع دی مگر انہوں نے اس کی بات کی پرواہ نہ کی اور قتل کر کے سولی پر لٹکا دیا اور وہ اس کو عیسیٰ علیہ السلام ہی سمجھ رہے تھے بعض نے کہا ہے کہ جس شخص پر مشابہت ڈالی گئی وہ یہودیوں میں سے ہی تھا اس کا نام تطبانوس تھا بعض نے کہا کہ عیسیٰ نے اپنے حواریوں سے کہا کہ تم میں سے کون اس بات کو قبول کرتا ہے کہ اس پر میری شبہ ڈالی جائے اور اس کو میری جگہ قتل کر دیا جائے تو ان میں سے ایک آدمی نے کہا کہ اے اللہ کے نبی میں اس کے لئے تیار ہوں تو اس شخص کو قتل کر کے سولی پر چڑھا دیا گیا اور عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان کی طرف اٹھا لیا گیا۔ اللہ نے ان کو پر پہنا دیئے اور انہیں نور کا لباس دیا اور آپ سے کھانے پینے کی لذت ختم کر دی گئی تو آپ مقربین فرشتوں کے عرش معلیٰ کے اردگرد اڑ رہے ہیں۔

اہل تاریخ کہتے ہیں کہ مریم علیہ السلام تیرہ سال کی عمر میں عیسیٰ علیہ السلام سے حاملہ ہوئیں اور عیسیٰ علیہ السلام اروی شلم کے علاقہ میں بمقام بیت لحم میں پیدا ہوئے یہ اس وقت کی بات ہے کہ جب ارض بابل میں اسکندر کے غلبہ کو ۶۵ پینسٹھ سال گزر چکے تھے اور اللہ تعالیٰ نے تیس سال کی عمر میں آپ پر وحی نازل کی۔ اور بیت المقدس سے ماہ رمضان لیلۃ القدر کی رات تینتیس سال کی عمر میں آپ کو اٹھا لیا گیا۔

آپ کی والدہ حضرت مریم علیہا السلام آپ کے رفع الی السماء سے چھ سال بعد فوت ہو گئیں۔

ابن ابی الدنیا نے سعید بن عبدالعزیز سے بیان کیا وہ کہتے ہیں ابو اسید فزاری سے کہا گیا کہ تو کہاں سے کھاتا پیتا ہے تو انہوں

Marfat.com

نے اللہ کی حمد بیان کی اور کہا اللہ اکبر! اللہ تعالیٰ کتے اور خنزیر کو رزق دیتا ہے تو کیا ابو اسید کو نہیں دے گا۔

ابن ماجہ نے انس بن مالک سے روایت کیا ہے کہ نبیؐ نے فرمایا علم حاصل کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے اور نا اہل کو علم سکھانا ایسے ہے جیسے خنزیر کو جواہر، موتی اور سونا پہنا دیا جائے۔ اس کی سند میں کثیر بن شنظیر ہے جس کے ثقہ اور ضعیف ہونے میں اختلاف ہے۔

احیاء العلوم میں ہے کہ ایک آدمی محمد بن سیرین کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے خواب دیکھا کہ خنزیر کے گلے میں موتی کا ہار ڈال رہا ہوں تو انہوں نے کہا تو حکمت نا اہل کو سکھاتا ہے۔

دنیا پرست عالم کی سزا کا واقعہ: اور احیاء ہی میں ابواب العلم کے چھٹے باب میں یہ روایت ہے کہ ایک آدمی موسیٰ کی خدمت کرتا تھا تو یوں کہنے لگا مجھے موسیٰ صفی اللہ نے بتایا اور کبھی کہتا مجھے موسیٰ کلیم اللہ نے حدیث بیان کی۔ اور کبھی کہتا مجھے موسیٰ نجی اللہ نے حدیث بیان کی۔ جب وہ مالدار ہو گیا اور مال زیادہ ہو گیا تو موسیٰؑ کی مجلس سے غائب ہو گیا تو موسیٰ اس کے بارے میں پوچھنے لگے لیکن اس کا کوئی پتہ نہ چلا یہاں تک کہ ایک آدمی ایک دن آیا اس کے ہاتھ میں ایک خنزیر تھا جس کی گردن میں سیاہ رسی تھی۔ کہنے لگا اے موسیٰ کیا تم فلاں آدمی کو جانتے ہو انہوں نے کہا۔ ہاں! اس نے کہا یہ خنزیر وہی شخص ہے۔ موسیٰؑ نے کہا اے میرے رب میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ اس کو اسی حال میں پھیر دے جس حال میں یہ پہلے تھا تاکہ میں اس سے پوچھ سکوں کہ یہ اس حال میں کیوں ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان سے کہا اگر آپ مجھے اس نام سے پکارتے جس سے آدم نے پکارا تھا یا دوسرے پکارتے ہیں تو پھر بھی میں تیری یہ دعا قبول نہ کرتا۔ لیکن میں تجھ کو یہ بتا دیتا ہوں کہ میں نے اس کے ساتھ یہ سلوک اس لئے کیا کہ یہ دنیا کو دین کے ساتھ طلب کرتا تھا۔ اس کو اسی طرح ابو طالب مکی نے قوت القلوب میں ذکر کیا ہے۔

اور مستدرک میں ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ نبیؐ نے فرمایا اس امت میں سے ایک قوم کھانے اور کھیل کود کر رات گزارے گی مگر صبح کو ان کی شکلیں خنزیر جیسی ہو گئی ہوں گی۔ اور اللہ تعالیٰ کچھ قبائل کو زمین میں دھنسا دے گا اور کچھ گھروں کو بھی یہاں تک کہ وہ صبح کو اٹھیں گے تو کہیں گے آج فلاں لوگوں کا گھر زمین میں دھنسایا گیا۔

ایسے لوگ بھی ہوں گے جن پر اللہ پتھر برسائے گا جیسے لوطؑ کی قوم پر برسائے گئے اور اللہ تعالیٰ ان پر سخت آندھی بھیجے گا کیونکہ وہ شراب پیتے ہوں گے سود کھاتے ہوں گے ریشم پہنتے ہوں۔ کنجریاں نچاتے ہوں گے اور قطع رحمی کرتے ہوں گے۔ حاکم نے کہا صحیح الاسناد ہے۔

شرعی حکم: خنزیر کی بیع کرنا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ ابوداؤد میں ابوالزناد کی روایت میں اعرج نے ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے کہ نبیؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے شراب اور اس کی قیمت کو حرام کیا ہے۔ مردار اور اس کی قیمت کو بھی اور اسی طرح خنزیر اور اس کی قیمت کو بھی حرام کیا ہے۔ اس سے فائدہ اٹھانے میں اختلاف ہے۔ ایک جماعت نے اس کو مکروہ سمجھا ہے۔ تو جس نے اس سے منع کیا ان میں ابن سیرین، حکم، حماد، شافعی، احمد، اسحٰق رحمہم اللہ ہیں۔

مگر حسن بصری، اوزاعی اور اصحاب الرائے نے اس میں رخصت دی ہے۔ اور یہ کتے کی طرح نجس عین ہے۔ جس طرح کتے کی جوٹھے کو سات دفعہ دھونا پڑتا ہے اسی طرح اس کو دھونا پڑے گا۔ ان میں سے ایک دفعہ مٹی سے دھونا ہوگا۔ اس کا کھانا بھی حرام

Marfat.com

ہے کیونکہ اللہ نے فرمایا ﴿قُلْ لَّآ اَجِدُ فِیْ مَآ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰی طَاعِمٍ یَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ یَّکُوْنَ مَیْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِیْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ.﴾ رجس سے مراد نجس ہے۔ امام ماوردی کہتے ہیں اللہ کے اس فرمان ﴿فَاِنَّهٗ رِجْسٌ﴾ میں ضمیر خنزیر کی طرف لوٹتی ہے۔ کیونکہ قریب ترین ذکر اسی کا ہے۔ اور اس کے مثل ہی وہ آیت ہے ﴿وَاشْکُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ.﴾ یعنی اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرو اگر تم اس کی عبادت کرتے ہو۔ یہاں ایاہ میں ہا ضمیر اللہ کی طرف راجع ہے۔ اس کے خلاف شیخ ابوحیان نے کہا ہے کہ یہ ضمیر لحم کی طرف جا رہی ہے۔ کیونکہ کلام میں جب مضاف مضاف الیہ ہو تو ضمیر مضاف کی طرف راجع ہوتی ہے۔ نہ کہ مضاف الیہ کی طرف۔ کیونکہ جس کے متعلق بات ہو رہی ہوتی ہے وہ اصل میں مضاف ہی ہوتا ہے اور مضاف الیہ تو عارضی طور پر ذکر ہوتا ہے۔ مضاف الیہ کے ساتھ مضاف کی محض تعریف و تخصیص کی جاتی ہے۔ ہمارے شیخ اسنوی نے کہا کہ جو کچھ ماوردی نے ذکر کیا ہے وہ معنی کے لحاظ سے زیادہ بہتر ہے کیونکہ گوشت کے حرام ہونے کا استفادہ تو لحم خنزیر کے لفظ سے ہی ہو جاتا ہے پھر اگر ضمیر اسی کی طرف لوٹائی جائے تو یہ کلام بنیادی فائدے سے خالی ہوگی۔ اس لئے اس کا خنزیر کی طرف لوٹانا ضروری ہوا۔ تاکہ گوشت کے ساتھ ساتھ جگر، تلی اور دوسرے اعضاء کو بھی شامل ہو جائیں۔

قرطبی نے تفسیر سورۃ بقرہ میں کہا ہے کہ بالوں کے علاوہ تمام خنزیروں کے حرام ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اس کے ساتھ کسی چیز کو پرونا درست ہے۔

ابن منذر نے اس کے نجس ہونے پر اجماع کا دعویٰ کیا ہے لیکن اس دعویٰ میں نظر ہے۔ کیونکہ امام مالک اس مسئلے میں ان کے مخالف ہیں۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ یہ کتے سے برا ہے۔ کیونکہ اس کو قتل کرنا مستحب ہے اور کسی حالت میں اس سے انتفاع بھی جائز نہیں بخلاف کتے کے۔

امام نووی کہتے ہیں کہ اس کی نجاست پر ہمارے پاس کوئی دلیل نہیں بلکہ مذہب کا تقاضا یہ ہے کہ یہ شیر، بھیڑیئے اور چوہے کی طرح پاک ہو۔

روایت کیا گیا ہے کہ ایک آدمی نے اس کو بالوں کے ساتھ پرونے کے بارے پوچھا تو آپؐ نے فرمایا کوئی حرج نہیں۔ اس کو ابن خویز منداد نے روایت کیا ہے۔ نووی کہتے ہیں نیز اس کے جائز ہونے کی وجہ یہ ہے کہ نبیؐ کے دور میں اور بعد میں یہ کام ہوتا رہا اور اس بات کا کوئی علم نہیں کہ آپؐ نے اس سے منع کیا ہو۔ اور نہ ہی کسی امام نے اس سے منع کیا ہے۔

شیخ نصر مقدسی کہتے ہیں کہ جو موزہ خنزیر کے بالوں سے بُنا گیا ہو اس پر مسح کرنا جائز نہیں اور نہ ہی اس میں نماز پڑھنا جائز ہے۔ اگرچہ اس کو سات دفعہ دھویا جائے اور ایک دفعہ مٹی سے۔ کیونکہ مٹی اور پانی، بننے کی پلید جگہوں میں نہیں جا سکتے۔

امام نووی نے کہا کہ یہی بات ہے جس کو شیخ ابوالفتح نصر نے بیان کیا ہے اور یہی مشہور ہے۔

قفال نے شرح تلخیص میں کہا ہے کہ میں شیخ ابوزید سے اس بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ جب معاملہ تنگ ہو جائے تو گنجائش نکل سکتی ہے ان کا مقصد یہ تھا کہ اگر لوگوں کو اس کی ضرورت ہو تو ان کی اس ضرورت کی بنا پر نماز درست ہے۔

شرح اور روضہ میں کتاب الاطعمہ کے آخر میں اس کے قریب قریب بات موجود ہے۔ خنزیر کو اپنے پاس رکھنا کسی صورت میں جائز نہیں ہے چاہے وہ لوگوں پر حملہ کرتا ہو یا نہ کرتا ہو۔ اور اگر حملہ کرتا ہو پھر اس کو قطعی طور پر مارنا واجب ہے۔ اگر نہ کرتا ہو تو اس

Marfat.com

میں دو وجہیں ہیں۔ایک کے مطابق قتل کرنا واجب ہے اور دوسری میں جائز ہے اور چھوڑ نا بھی جائز ہے۔امام شافعی کی ظاہری نص بھی یہی ہے لہٰذا دو وجہیں وجوب قتل میں ہوئیں۔اور اس کا شکار کرنا کسی حال میں جائز نہیں ہے۔جس طرح شرح مہذب وغیرہ نے اس کی تشریح کی ہے۔

سنن ابوداؤد میں عکرمہ سے روایت ہے کہ ابن عباسؓ نے کہا اور میرے خیال میں انہوں نے نبیؐ سے ذکر کیا ہے کہ جب کوئی سترے کے بغیر نماز پڑھے تو اس کی نماز کو کتا گدھا' خنزیر' یہودی' مجوسی اور حائضہ عورت توڑ دیتی ہے۔اور اگر ایک سنگریزہ پھینکنے کی دوری پر سے گزریں تو کوئی بات نہیں۔اور اس میں مغیرہ بن شعبہ کی روایت سے ہے کہ نبیؐ نے فرمایا جس نے شراب بیچی تو اسے چاہیے کہ پھر خنزیر بھی ذبح کر کے تقسیم کرے۔خطابی کہتے ہیں کہ اس کے کھانے کو بھی حلال سمجھنا چاہیے۔نہایۃ میں ہے اس کا معنی یہ ہے کہ اس کو کاٹے اور اس کے اعضاء کو الگ الگ کرے جس طرح بکری کے اعضا کو بیچنے کے وقت الگ الگ کیا جاتا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ جو شراب کی بیع کو حلال سمجھتا ہے اس کو خنزیر کی بیع کو بھی حلال سمجھنا چاہیے کیونکہ یہ دونوں حرمت میں برابر ہیں۔

یہ لفظ امر بمعنی نہی کے ہے۔اس کی تقدیر یوں ہے کہ جو شخص شراب بیچے اس کو چاہیے کہ وہ خنزیر کا بھی قصاب بن جائے۔ زمخشری اس بات کو شعبی کا کلام قرار دیا ہے۔

ضرب الامثال: لوگ کہتے ہیں اطیش من عفر۔عفر خنزیر شیطان اور بچھو کو کہتے ہیں۔ایک محاورہ یہ بھی ہے کہ اقبح من خنزیر یعنی وہ خنزیر سے بھی زیادہ برا ہے۔یوں بھی کہتے ہیں اَکْرَهُهٗ کَرَاهَةَ الْخَنَازِيْرِ الْمَاءَ الْمُوْغَرَ یعنی میں اس کو اتنا برا سمجھتا ہوں جتنا خنزیر گرم پانی کو برا سمجھتا ہے۔اس کی اصل یہ ہے کہ عیسائی لوگ پانی کو جوش دے کر خنزیر کو اس میں ڈال دیتے ہیں تاکہ وہ بھون جائے۔اسی سے شاعر کا یہ قول ہے۔

ولقد رايت مكانهم فكرهتهم ككراهة الخنزير للايغار

''میں نے ان کا مکان دیکھا تو ان کو برا سمجھنے لگا جس طرح خنزیر گرم کیے ہوئے پانی کو برا سمجھتا ہے۔''

ابن درید کہتے ہیں کہ ایغار اس کو کہتے ہیں کہ خنزیروں کے لئے پانی ابالا جائے اور اس کو پھر اس پانی میں زندہ بھونا جائے۔

اشارہ: ابن درید کا نام محمد بن حسن بن درید ابوبکر ازدی بصری ہے جو اپنے وقت میں لغت وادب' شعر کے امام تھے۔

ان کے عمدہ اشعار مقصورہ کے ہیں۔جس میں انہوں نے شاہ بن مکیال کی اور اس کے بیٹے شاہ اسماعیل کی مدح کی ہے۔

شعراء کی ایک کثیر جماعت نے ان کا معارضہ بھی کیا ہے اور کچھ لوگوں نے اس مقصورہ کی شرح بھی کی ہے۔الجمہرہ بھی اس کی تصنیف ہے اور یہ معتبر کتابوں میں سے ہے۔

بعض لوگوں نے کہا ابن درید تمام شعراء سے بڑا عالم اور عالموں میں سے بڑا شاعر تھا۔آخری عمر میں فالج زدہ ہو گیا تھا جب اس کے پاس کوئی آدمی جاتا تو یہ چیخنے لگتا اور اس کے آنے سے اس کو دکھ ہوتا اگرچہ وہ اس کو نہ بھی ملتا۔اس نے تریاق پیا تو یہ تندرست ہو گیا۔اور دوبارہ اپنے طالب علموں کو اپنا کلام سنانے لگا لیکن دوبارہ ایک نقصان دہ خوراک کھانے کی وجہ سے ایک سال بعد اس کو دوبارہ فالج ہو گیا۔یہ اپنے ہاتھوں کو صحیح حرکت نہیں دے سکتا تھا۔کمر سے پاؤں کا حصہ بے طاقت ہو گیا تھا۔ان کے شاگرد ابوعلی کہتے ہیں کہ میں اپنے دل میں یہ کہتا تھا کہ اللہ نے اس کو مقصورے کے شعر کہنے کی وجہ سے یہ سزا دی ہے۔جہاں

Marfat.com

اس نے زمانے کا ذکر کرتے ہوئے یوں کہا۔

ما رست من لو هوت الافلاك من جوانب الجو عليه ما شكا

''میں مصائب اور تکالیف کا اس شخص کی طرح عادی ہو گیا ہوں کہ جس پر اگر فضا کے کناروں سے آسمان گر پڑیں تو وہ شکایت نہ کرے۔''

اس حالت میں دو سال تک رہا۔ آخری کلام اس کا یہ تھا۔

فواحزني ان لا حياة لذيذة ولا عمل يرضى به الله صالح

''ہائے افسوس کہ میری زندگی کا کوئی مزہ نہیں ہے اور اللہ کو راضی کرنے کے لئے کوئی عمل صالح بھی نہیں۔''

پھر وہ فوت ہو گیا۔ ابن درید کہتے ہیں کہ میں ایک دفعہ ساری رات میں جاگتا رہا جب آخر رات ہوئی تو میں نے خواب میں ایک آدمی دیکھا جس نے میرے دروازے کی دونوں چوکھٹوں کو پکڑ رکھا تھا۔ اور کہنے لگا۔ مجھے اپنے وہ شعر سناؤ جو تم نے شراب کے متعلق کہے تو میں نے کہا کہ ابونواس نے کسی کے لئے کچھ نہیں چھوڑا اس نے کہا میں اس سے بڑا شاعر ہوں۔ میں نے اس سے کہا تو کون ہے۔ اس نے کہا میں اہل شام میں سے ابوناجیہ ہوں۔ پھر اس نے مجھے اپنے یہ دو شعر سنائے۔

وحمراء قبل المزج صفراء بعده اتت بين ثوبي نرجس وشقائق

''شراب کا ملاوٹ سے پہلے سرخ رنگ تھا پھر وہ پیلا ہو گیا وہ نرگس اور گل لالہ کے دو کپڑوں کے بین بین ہو گیا۔''

حكت وجنة المعشوق صرفا فسلطوا عليها مزاجا فاكتست لون عاشق

''اس نے معشوق کے رخسار کی حکایت بیان کی منہ پھیر کر۔ تو لوگوں نے اس پر ایسا مزاج مسلط کر دیا کہ اس نے عاشق کے رنگ کا کپڑا نہیں لیا۔''

میں نے اس سے کہا تو نے بہت برا کہا اس نے کہا کیوں؟

میں نے کہا تو نے حمراء کہہ کر سرخی کو مقدم کر دیا پھر بين ثوبي نرجس وشقائق کہہ کر زردی کو مقدم کر دیا اور گل لالہ کو موخر کر دیا تو اس نے کہا اے حاسد اس وقت اتنی گہرائی میں جانے کی کیا ضرورت۔ کہا جاتا ہے کہ ابن درید کے یہ شعر اپنے ہیں۔

ابن درید شراب پیتا تھا یہاں تک کہ نوے سال سے اوپر چلا گیا۔ جب اس کو فالج ہوا تو وہ بالکل صحیح عقل اور ذہن والا تھا۔ جب اس سے کوئی بات پوچھی جاتی تو صحیح جواب دیتا یہ شعبان ۳۲۱ھ کو بغداد میں فوت ہوا۔

درید ادرد کی تصغیر ہے۔ اور ادرد اس کو کہتے ہیں جس کے منہ میں کوئی دانت نہ ہو یہ بات ابن خلکان وغیرہ نے کہی ہے۔

طبی خواص: اس کا جگر جب کوئی انسان کھا یا پی لے تو اس کو کیڑے مکوڑوں خصوصاً سانپ کے کاٹے میں نفع ہوگا۔ جس کو فالج یا قولنج ہو گیا ہو تو وہ شخص اس کو خشک کر کے پی لے تو وہ فوراً ٹھیک ہو جائے گا۔ جس آدمی کا ناک ہر طرف سے بند ہو اس کی ناک میں اس کے پتے کے تین قطرے ڈالے جائیں تو وہ ناک چلنے لگے گا۔ اس کی ہڈیاں جلا پیس کر وہ شخص پئے جس کو بواسیر ہو تو وہ بیماری رک جائے گی اور اللہ کے حکم سے ٹھیک ہو جائے گا۔

Marfat.com

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ناسور کی جگہ پر اس کو بھر دیا جائے تو وہ ٹھیک ہو جائے گا۔ جس کو چوتھے کا بخار ہو اور وہ اس ہڈی کو اپنے ساتھ لٹکائے تو وہ ختم ہو جائے گا۔

اگر کسی کپڑے میں خنزیر کی ہڈی رکھ کر چوتھے کے بخار والے آدمی پر لٹکائی جائے۔ تو وہ ٹھیک ہو جائے گا۔ یہ بات یوحنا نے کہی ہے کہ یہ قدیم حکماء کا تجربہ ہے۔ اس کا پتہ خشک کر کے بواسیر پر لگایا جائے تو اس کے مسے فوراً گر جائیں گے۔ خنزیر کا گوبر اگر دائمی ہچکی والا اپنے پاس رکھے تو وہ ٹھیک ہو جائے گا۔ اگر اس کو پی لے تو اس کی پتھری ٹوٹ کر نکل جائے گی۔ عمدہ گوبر خشکی کا گوبر ہے۔ اگر اس کے گوبر کو سرکے میں ملا کر سر کے تمام زخموں پر لگایا جائے تو ان سب میں یہ مفید ہوگا۔

اگر اس کے گوبر کو کھٹے انار کے درخت کی جڑ پر لگایا دیا جائے تو وہ میٹھے ہو جائیں گے۔ اس کی کونچیں جلا پیس کر اور شہد میں اچھی طرح ایک مثقال ملا کر پی جائیں تو گل گھوٹو کی بیماری دور ہو جائے گی۔ اسی طرح معدے اور آنتوں کی گیس بھی ختم ہو جائے گی۔

تعبیر الرؤیا: خواب خنزیر کو دیکھنا شر' کینہ' افلاس' حرام مال پر دلالت کرتا ہے۔ مادہ خنزیر کو دیکھنا کثرت اولاد پر دلالت کرتا ہے۔ جب خواب میں اس سے کوئی تکلیف پہنچے تو عیسائی سے تکلیف پہنچے گی۔ کہا گیا ہے کہ خنزیر کو خواب میں دیکھنا قوی دشمن' ملعون' دھوکے باز' غدار' کو دیکھنا ہے۔ خنزیر پر خود کو سوار دیکھنا مال فے کے حاصل ہونے اور دشمن پر غالب آنے کی علامت ہے۔ کما تقدم

جس نے خنزیر کا پکا ہوا گوشت کھایا تو وہ حرام تجارت کرے گا اور مال حرام حاصل کرے گا۔ اگر کسی نے دیکھا کہ وہ خنزیر بن گیا ہے تو دین میں ذلت اور کمزوری کے ساتھ مال حاصل کرے گا۔

جس نے دیکھا کہ وہ خنزیر کی طرح چل رہا ہے تو اس کو خوشی اور آنکھوں کی ٹھنڈک حاصل ہوگی۔ خنزیر کی اولاد اپنے مالک کے لئے غم اور فکر ہے۔ گھریلو خنزیر دیکھنے والے کے لئے گھر کی تروتازگی ہے ہر حیوان جو جلدی تربیت حاصل کرتا ہے اور مالوف ہو جاتا ہے۔ تو اس سے مراد ضرورت کا پورا ہو جانا ہے۔ جنگلی کا مطلب' مسافر کے لئے بارش اور اولے ہیں۔

اگر کسی نے دیکھا کہ وہ خنزیر کو چرا رہا ہے تو وہ یہود و نصاریٰ کا والی بنے گا۔ جس نے دیکھا کہ اس کی بیوی خنزیرہ بن گئی ہے تو وہ اس کو طلاق دے دے گا کیونکہ وہ اس پر حرام ہوگئی ہے۔

اس کا گوشت دیکھنا تمام لوگوں کے لئے بہتر ہے کیونکہ خنزیر موت کے بعد ہی فائدہ دے سکتا ہے۔ اور یہ مال حرام ہے کیونکہ اللہ نے فرمایا ﴿اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ﴾ اس میں اسی بات کی طرف اشارہ ہے۔ واللہ اعلم

الخنزير البحرى

امام مالک سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ تم اس کو خنزیر کہتے ہو یعنی عرب اس کو خنزیر نہیں کہتے ہیں بلکہ ان کے نزدیک سمندر میں خنزیر نہیں ہوتا۔ بلکہ ان کے نزدیک مشہور دلفین (ڈالفن) ہے۔ جس کا ذکر ان شاء اللہ باب الدال مہملہ میں آئے گا۔

ربیع نے کہا کہ امام شافعیؒ سے پانی کے خنزیر کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا اس کو کھانا جائز ہے۔ روایت کیا گیا

Marfat.com

ہے کہ جب وہ عراق گئے تو اس بارے میں کہنے لگے کہ ابوحنیفہ نے اس کو حرام کہا ہے اور ابن ابی لیلیٰ نے اس کو حلال کہا ہے۔اور یہی قول عمر' عثمان' ابن عباس ابوایوب انصاری' ابوہریرہ رضی اللہ عنہم اور حسن بصری' اوزاعی' لیث' ابو مالک رحمہم اللہ سے روایت ہے کہ اس کو کبھی حلال کہو اور کبھی احتیاطاً حرام کہو۔

ابن ابی ہریرہؒ نے ابن خیر سے روایت کیا ہے کہ ایک زمیندار نے پانی کے خنزیر کا شکار کیا اور اس کو لے کر کھانے لگا۔اور کہنے لگا کہ اس کا ذائقہ مچھلی کے ذائقے کے برابر ہے۔ابن وہب کہتے ہیں کہ میں نے اس بارے میں لیث بن سعد سے پوچھا تو انہوں نے کہا۔اگر لوگ اس کو خنزیر کہیں تو اس کو نہ کھایا جائے کیونکہ اللہ نے خنزیر حرام کیا ہے۔

الخنسفاء

گبریلا مشہور ہے۔حق یہ تھا کہ اس لفظ کو پہلے لکھا جاتا کیونکہ اس میں نون زائد ہے۔

اور یہ لفظ فا کے فتح سے ہے اور ممدودہ ہے' اس کی مونث خنفساۃ ہے۔ابن سیدہ کہتے ہیں کہ یہ چھوٹا سا کالا حیوان ہے جو جعل سے چھوٹا ہوتا ہے۔یہ بدبودار ہوتا ہے اس کی مونث خنفسۃ اور خنفساۃ آتی ہے اور ایک لغت میں ان سب کی فاء پر ضمہ آتا ہے۔بہت زیادہ گبریلوں کو خنفس کہتے ہیں۔اصمعی کہتے ہیں ''خنفساء'' ہا کے ساتھ درست نہیں ہے۔اس کی کنیت ام فسو' ام اسود' ام مخرج' ام لجاج' ام نتن ہے یہ زمین کے تعفن سے پیدا ہوتا ہے یہ دیر تک پیاسا رہ سکتا ہے۔اس کے اور بچھو کے درمیان دوستی ہوتی ہے اسی لئے اہل مدینہ اس کو بچھو کا ہمسایہ کہتے ہیں اس کی کئی قسمیں ہیں مثلاً جعل' حمار قبان' بنات وردان' اور حطب جو گبریلے کا مذکر ہوتا ہے۔خنفساء کی خاصیت کثرت گوز ہے جیسے ظربان ہوتا ہے اسی لئے عرب اپنی مثالوں میں کہتے ہیں **اذا تحرکت الخنفساء فست** جب بھی خنفساء حرکت کرتا ہے تو گوز مارتا ہے۔حسین بن اسحٰق کہتے ہیں کہ گبریلوں کو بھگانے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کی جگہوں میں اجوائن پھینک دی جائے تو یہ اس جگہ سے بھاگ جائے گا۔ابن عدی نے اپنی کامل میں ابومعشر جس کا نام نجیع ہے کے حالات زندگی میں عن المقبری عن ابی ہریرہ روایت کیا ہے کہ نبیؐ نے فرمایا لوگوں کو چاہیے کہ وہ جاہلیت کا فخر چھوڑ دیں ورنہ وہ اللہ کے نزدیک گبریلوں سے بھی زیادہ مبغوض ہو جائیں گے۔

قزوینی نے حکایت بیان کی ہے کہ ایک آدمی نے گبریلے کو دیکھا تو کہنے لگا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کیڑے کو کیوں پیدا کیا ہے کیا اس کی خوبصورتی کی وجہ سے یا اس کی خوشبو کی وجہ سے تو اللہ تعالیٰ نے اس کو ایک ایسے زخم میں مبتلا کر دیا کہ جس کے علاج سے اطباء عاجز آ گئے۔یہاں تک کہ اس کا علاج کرنا چھوڑ دیا۔ایک دن اس نے گلیوں کے ایک طبیب کی آواز سنی جو پھاٹک میں آواز دے رہا تھا۔تو اس مریض نے کہا کہ اس کو میرے پاس لاؤ کہ یہ میرے معاملے میں غور و فکر کرے تو لوگوں نے کہا تو گلی کوچوں کے حکیم کو کیا کرے گا جبکہ بڑے ماہر طبیب تیرے علاج سے عاجز آ گئے تو وہ کہنے لگا اس کو میرے پاس ضرور لاؤ۔جب لوگ اس کو لے کر اس کے پاس آئے اور اس حکیم نے زخم دیکھا تو اس نے گبریلہ منگوانے کا کہا۔تو تمام حاضرین ہنس پڑے پھر بیمار کو اپنی وہ بات یاد آ گئی جو اس نے کی تھی تو اس نے کہا جو کچھ یہ کہہ رہا ہے اس کو اس کے پاس حاضر کر دو کیونکہ یہ آدمی بابصیرت ہے لوگوں نے اس کے سامنے گبریلا پیش کر دیا اس نے اس کو جلایا اور اس کی خاک کو اس کے زخم پر باندھ دیا تو وہ اللہ کے حکم سے

Marfat.com

ٹھیک ہوگیا پھر اس آدمی نے لوگوں سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بیمار کر کے یہ پہچان کرا دی ہے کہ جو مخلوقات میں سے سب سے زیادہ حقیر چیز ہے وہ دوائیوں میں سب سے بہتر ہے۔

ابن خلکان نے جعفر بن یحییٰ بن خالد بن برمک البرمکی کے حالات زندگی میں بیان کیا ہے کہ اس کے پاس ابوعبیدہ ثقفی بیٹھا ہوا تھا تو ایک گبریلا اس کی طرف بڑھا تو جعفر نے اس کو ہٹانے کا حکم دیا تو ابوعبیدہ نے کہا اس کو رہنے دو شاید کہ اس کے میری طرف قصد کرنے میں میرے لئے کوئی بہتری ہو۔ لوگوں کا یہی خیال ہے تو جعفر نے اس کو ایک ہزار دینار دینے کا حکم دیا تو اس نے کہا کہ لوگوں کا گمان سچ ثابت ہوگیا پھر اس نے اس کے ہٹانے کا حکم دیا مگر وہ پھر اس کی طرف بڑھنے لگا تو جعفر نے اس کو ایک ہزار دینار مزید دینے کا حکم دے دیا۔

شرعی حکم: اس کا کھانا اس کے خبیث ہونے کی وجہ سے حرام ہے۔ ہمارے ساتھیوں نے کہا کہ جس چیز میں نہ تکلیف ظاہر ہو اور نہ نفع تو محرم وغیرہ کے لئے اس کو مار ڈالنا مکروہ ہے جیسے خنافس' کیڑے' گبریلے' کیکڑا' بغاث گدھ' چھپکلی' کچھوا' اور مکھی وغیرہ۔ جمہور نے اسی کے مطابق قطعی بات کہی ہے امام الحرمین سے ایک شاذ قول بھی حکایت کیا گیا ہے کہ پرندوں اور حشرات کو قتل کرنا حرام نہیں ہے۔ اور مکروہ ہونے کی دلیل یہ ہے کہ اس کا مارنا عبث اور بلاضرورت ہے۔ صحیح مسلم میں شداد بن اویس رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے کہ نبیؐ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے ہر چیز پر احسان کو فرض کیا لہٰذا جب کسی جانور کو مارو تو اس کا قتل کرنا اچھے طریقے سے ہونا چاہیے اور کسی کو فضول مار ڈالنا احسان نہیں۔

بیہقی نے قطبہ صحابی سے روایت کیا ہے کہ وہ اس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ آدمی اس چیز کو مارے جو اس کو تکلیف نہیں دیتی۔

ضرب الامثال: عرب کہتے ہیں افسی من الخنفساء وہ خنفساء سے زیادہ گوز مارنے والا ہے۔ اور کہتے الخنفساء اذا فست نتنت یعنی خنفساء جب بھی کسی کے ساتھ لگے تو بدبودار کر دیتی ہے یہ مثال اس شخص کے لئے بیان کی جاتی ہے جو برائی کو ہی سمیٹے ہوئے ہو یعنی جو اس کے پاس ہے اس کو نہ کھولو کیونکہ اس کے عیوب کی بدبو سے تمہیں تکلیف ہوگی۔ خلف احمر نحوی نے کہا۔

لنا صاحب مولع بالخلاف — کثیر الخطاء قلیل الصواب

الج لجا جا من الخنفساء — وادھی اذا ما مشی من غراب

''ہمارا ایک دوست جو اختلاف کرنے میں شوقین ہے بہت زیادہ غلطیاں کرنے والا ہے اور درست بات کم ہی کرتا ہے گبریلے سے بھی زیادہ جھگڑالو ہے اور جب چلتا ہے تو کوے سے زیادہ مکار رہتا ہے۔''

طبی فوائد اور خواص: گبریلے کے سر کو لے کر کبوتروں کے برج میں رکھا جائے تو اس کے پاس کبوتر جمع ہو جائیں گے۔ اس کی بیٹ کی رطوبت آنکھوں میں لگانے سے نظر تیز ہو جاتی ہے آنکھ پر آئے ہوئے پردے کو ختم کر دیتی ہے آنکھوں کی سفیدی کو دور کرتی ہے اور آنکھوں سے بہنے والے پانی میں بہت مفید ہے۔ جب چنار کے پتے کسی جگہ دھونی دیئے جائیں تو وہاں سے گبریلے بھاگ جاتے ہیں اگر گبریلے کو تلوں کے شیرے میں پکایا جائے اور کان میں ٹپکایا جائے تو اس کے تمام دردوں میں مفید ہوگا اگر گبریلے کو کچل کر بچھو کے ڈسنے کی جگہ پر باندھ دیا جائے تو وہ زخم درست ہو جائے گا۔ اگر اس کو جلا کر اس کی راکھ زخم پر

Marfat.com

ڈالدی جائے تو وہ ٹھیک ہو جائے گا اگر کسی نے گبریلے کو غیر شعوری طور پر کھالیا یہاں تک کہ وہ زندہ حالت میں اس کے پیٹ میں چلا جائے تو وہ اسی وقت اس آدمی کو مار دے گا۔

تعبیر الرؤیا: گبریلے کو خواب میں دیکھنا نفاس والی عورتوں کی موت کی دلیل ہے اور مذکر گبریلے کو دیکھنا ایسے آدمی کی دلیل ہے جو شریر آدمیوں کی خدمت کرتا ہے اور کبھی کبھی اس کو خواب میں دیکھنا گندے دشمن کے غصے کی دلیل ہے۔

الخنوص

خاء کے کسرہ نون کی تشدید کے ساتھ خنزیر کے بچے کو کہتے ہیں اور اس کو جمع خنانیص ہے۔ اخطل بشر بن مروان کو خطاب کرتے ہوئے کہتا ہے۔

اکلت الدجاج فافنیتها فهل فی الخنانیص من مغمز

''تو نے مرغی کھا کر اس کو ختم کر دیا کیا خنزیر کے بچوں میں بھی کوئی طمع کی جگہ ہے۔''

ابن سیدہ کہتے ہیں کہ بعض لوگوں نے مرغی کی جگہ القطاۃ کا لفظ بولا ہے۔

اس کا حکم اور تعبیر خنزیر کی طرح ہے

طبی فوائد اور خواص: اس کا پتہ خشک اورام کو تحلیل کر دیتا ہے اگر اس کو شہد کے ساتھ ملا کر آدمی کی شرم گاہ پر لگایا جائے تو اس سے قوت باہ بہت زیادہ بھڑک اٹھتی ہے اگر اس کی پگھلی ہوئی چربی کھٹے انار کی جڑوں پر لگائی جائے تو وہ میٹھا ہو جاتا ہے۔

الخیتعور

بھیڑیئے کو کہتے ہیں بعض نے کہا ہے کہ خیتعور بھوت کو کہتے ہیں اور یاء اس میں زیادہ ہے حدیث میں آتا ہے ذاك اذب العقبة يقال له الخيتعور یہ گھاٹی کا شیطان ہے جس کو خیتعور کہتے ہیں گویا کہ خیتعور اس کا نام بن گیا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ خیتعور ہر وہ چیز ہے جو کمزور ہو اور ایک حالت پر باقی نہ رہے اور سراب کی طرح اس کی کوئی حقیقت بھی نہ ہو۔ شاعر کہتا ہے کہ۔

کل انثی وان بدالك منها آية الحب حبها خيتعور

''ہر عورت کی محبت سراب کی طرح ہے اگرچہ تیرے لئے اس میں سے محبت کی کوئی نشانی ظاہر ہو جائے۔''

بعض لوگ کہتے ہیں کہ خیتعور ایک چھوٹا سا جانور ہے۔ جو پانی پر ہوتا ہے وہ جس جگہ بھی ٹھہرنا چاہے تو پھسل جاتا ہے۔ بعض لوگوں نے کہا کہ خیتعور وہ دھاگے کی طرح سفید سی چیز ہے جو فضا میں اترتی ہے یا مکڑی کے جالے کی طرح ہے۔ بعض لوگوں نے کہا کہ خیتعور فنا ہونے والی دنیا کو کہتے ہیں۔

الخیدع

اور الخیطل بلی کو کہتے ہیں اس کا ذکر ان شاء اللہ تعالیٰ باب السین میں آئے گا۔

Marfat.com

الاخیل

یہ ایک سبز پرندہ ہے جس کے پروں پر اپنے رنگ کے مخالف ایک چمک ہوتی ہے۔تلوں کی وجہ سے اس کو اخیل کہتے ہیں۔ اخیل کو شقراق بھی کہتے ہیں جب اس کے ساتھ نام رکھا جائے۔تو یہ منحوس ہوتا ہے اور یہ لفظ الف لام کے بغیر ہو تو منصرف ہو جاتا ہے۔بعض لوگ نکرہ اور معرفہ دونوں صورتوں میں منصرف نہیں کہتے اور اس کو اصل میں لفظ تــخـیـل سے صفت بناتے ہیں۔اور حسانؓ کے اس شعر سے دلیل لیتے ہیں۔

مجھے اور میرے معاملات کے بارے میں علم کو چھوڑ دو اور میری عادت کو بھی چھوڑ دو کیونکہ ان چیزوں میں میرا نصیب تیرے مقابلے میں منحوس نہیں ہے۔

الخیل

شہسواروں کی جماعت کو کہتے ہیں۔اس کا واحد اس کے لفظ سے نہیں آتا۔جس طرح قوم رھط اور نفر ہے۔اور بعض کہتے ہیں کہ اس کی مفرد خائل ہے اور یہ بات ابوعبیدہ نے کہی ہے۔اور یہ لفظ مونث ہے۔اس کی جمع خیول ہوتی ہے۔

بجستانی کہتے کہ اس کی تصغیر خییل ہے۔خیل کو خیل اس لئے کہتے ہیں کہ چلنے میں اکڑتا ہے۔سیبویہ کے نزدیک یہ اسم جمع ہے اور ابوالحسن کے نزدیک جمع ہے۔اور گھوڑوں کے معزز ہونے کے لئے یہ کافی ہے۔کہ اللہ نے اپنے قرآن میں اس کی قسم کھائی ہے اور کہا ہے۔**والعادیات ضبحا** یہ جنگ کے گھوڑے ہیں جو دوڑتے ہیں تو اپنے پیٹوں سے آواز نکالتے ہیں۔

بخاری میں جریر بن عبداللہؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا۔کہ نبیؐ اپنی انگلیوں سے اپنے گھوڑے کی پیشانی کے بالوں کو بل دے رہے تھے۔

اور یہ فرمارہے تھے گھوڑوں کی پیشانی میں قیامت کے دن تک اجر اور غنیمت لکھ دے گئے ہیں۔پیشانی کے ساتھ خیر باندھنے کا مطلب یہ ہے کہ خیر ان کے ساتھ لازم ہے۔اور ناصیہ سے مراد وہ بال ہیں جو پیشانی پر لٹک رہے ہوتے ہیں یہ بات خطابی نے کہی ہے۔اہل لغت نے کہا کہ ناصیہ سے تمام قسم کے گھوڑے مراد ہیں جیسے کہا جاتا ہے۔**فلان مبارك ناصية و میمون الغرة**۔یعنی وہ مبارک ذات والا ہے۔

صحیح مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ایک مقبرے میں آئے تو کہا **السلام علیکم دار قوم مومنین**--- الخ) یعنی اے مومنوں کے گھر والو تم پر سلامی ہو۔ہم بھی تم سے عنقریب مل جائیں گے۔میں چاہتا ہوں کہ اپنے بھائیوں کو دیکھ لیتا صحابہ نے کہا اے اللہ کے رسول کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں آپ نے فرمایا تم تو صحابہ ہو ہمارے بھائی ابھی نہیں آئے۔انہوں نے عرض کی جو لوگ ابھی تک آپ کی امت کے نہیں آئے ان کو آپ کیسے پہنچائیں گے۔آپ نے فرمایا ذرا بتاؤ کہ اگر ایک آدمی کے پنج کلیاں گھوڑے سیاہ گھوڑوں کے درمیان ہوں تو کیا وہ اپنے گھوڑوں کو پہچان نہیں سکتا۔انہوں نے کہا کیوں نہیں' اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا:

میری امت کے لوگ بھی آثار وضو کی وجہ سے پنج کلیان آئیں گے اور میں ان کا حوض پر سامان درست کرنے والا ہوں گا۔

Marfat.com

میری امت کے لوگ قیامت کے دن سجدوں کی وجہ سے سفیدی اور آثار وضو کی وجہ سے پنج کلیان آئیں گے۔

یہ بات کسی دوسری امت میں نہیں ہوگی۔

مسلم ابوداؤد نسائی ترمذی ابن ماجہ میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ شکال گھوڑوں کو مکروہ سمجھتے تھے۔ شکال یہ ہے کہ گھوڑے کے دائیں پاؤں اور بائیں ہاتھ میں سفیدی ہو یا اس کے برعکس۔ صحیح مسلم میں بھی شکال کی یہی تعریف ہے۔ اور شکال کے متعلق اقوال میں سے یہ ایک قول ہے ابو عبیدہ اور جمہور اہل لغت کہتے ہیں کہ شکال اس کو کہتے ہیں کہ تین پاؤں سفید چمکدار ہوں اور ایک گھوڑے کے رنگ کا ہو اس کو اس ڈوری سے تشبیہ دیتے ہوئے شکال کہا گیا ہے جس سے گھوڑے کو باندھا جاتا ہے۔ کیونکہ عام طور پر وہ رسی بھی تین ٹانگوں میں باندھی جاتی ہے۔ ممکن ہے کہ نبیؐ نے اس جنس کا تجربہ کیا ہو اور اس میں کوئی شرافت نہ ہو۔ بعض کہتے ہیں شکال کے باوجود اگر اس میں سفیدی ہو تو یہ کراہت ختم ہو جائے گی کیونکہ اس طرح شکال سے مشابہت نہیں رہتی۔

ابن رشیق نے اپنے ''عمدہ'' میں شعر کے فائدوں اور نقصانوں کے باب میں کہا ہے کہ متنبی جب فارس کے علاقے میں گیا اور عضد الدولہ بن بویہ دیلمی کی تعریف کی تو اس نے اس کو اس کا بہت زیادہ عطیہ دیا۔ پھر وہ بغداد گیا تو اس کے ساتھ ایک جماعت تھی راستے میں بغداد کے قریب ان پر ڈاکو آپڑے۔ جب اس نے ان کو غالب ہوتے دیکھا تو بھاگ اٹھا تو اس کے غلام نے اس سے کہا کہ لوگ آپ سے بھاگنے کی باتیں کریں گے۔ حالانکہ آپ نے کہا ہے:

الخیل واللیل والبیداء تعرفنی والحرب والضرب والقرطاس والقلم

''گھوڑے رات اور بیداء کا مقام مجھے جانتا ہے اور مار جنگ کاغذ قلم بھی مجھے جانتے ہیں۔''

وہ دوبارہ لوٹ کر گیا اور ڈاکوں سے لڑتا ہوا مر گیا تو یہ شعر اس کے قتل کا سبب بن گیا۔ اور یہ بات ۳۵۴ ہجری رمضان میں ہوئی۔

ابو سلمان خطابی نے علیحدگی اور تنہائی کی تعریف میں کیا خوب کہا ہے۔

اگر چہ اس کا اس سے کوئی واسطہ نہ تھا۔

انست بوحدتی ولزمت بیتی فدام الانس لی ونما السرور

''میں اپنی علیحدگی سے مانوس ہوا اور اپنے گھر میں ہی رہنے لگا تو میری انست ہمیشہ رہی اور میری خوشی بڑھ گئی۔''

وادبنی الزمان فلا ابالی ھجرت فلا ازار ولا ازور

''زمانے نے مجھے ادب سکھایا تو مجھے کوئی پروا نہیں کہ میں کسی سے علیحدگی میں رہوں اس لئے نہ زیارت کرتا ہوں نہ اور کوئی میری زیارت کرتا ہے۔''

ولست بسائل مادمت حیا اسار الخیل ام رکب الامیر

''میں جب تک زندہ رہوں گا سوال نہیں کروں گا کہ کیا قافلہ چل نکلا اور امیر سوار ہو گیا۔''

فائدہ: ابن خلکان نے اپنی تاریخ میں نقل کیا ہے کہ ایک شخص نے متنبی سے اس کے اس قول کے بارے میں سوال کیا۔ ''چاہے تو صبر کرے یا نہ کرے تیری محبت سامنے آرہی ہے'' کہ اس شعر میں لم جازمہ کے باوجود تو نے الف کو باقی کیوں رکھا۔ حالانکہ حق

Marfat.com

یہ تھا کہ تو لم تصبر کہتا۔ متنبی نے جواب دیا کاش ابوالفتح بن جنی یہاں ہوتے تو تجھے اس الف کے بارے میں خبر دیتے۔ سن کے یہ نون ساکن کے عوض ہے۔ کیونکہ یہ اصل میں لم تصبرن ہے۔ جب کوئی اس پر وقف کرتا ہے تو اس کے بدلے الف لے آتا ہے۔ جس طرح اعشیٰ نے کہا:

لا تعبدا الشیطان و الله فاعبدا.

یہ لفظ اس میں فاعبدن تھا جب وقف کیا گیا تو نون کے بدلے الف لایا گیا۔ متنبی کی ابوالفتح سے مراد عثمان بن جنی موصلی نحوی ہے جو مشہور ہے۔ ابن جنی نے بوعلی فارسی سے پڑھا تھا۔ اور اس سے علیحدہ ہو کر موصل میں پڑھانے لگا۔ ایک دفعہ اس کے پاس سے اس کا استاد ابوعلی فارسی گزرا تو اس کو حلقے میں بیٹھا ہوا دیکھا تو کہا زبیت و انت حصرم تو داڑھی والا ہو کر بخیل ہو گیا ہے اس نے اپنا حلقہ چھوڑا اور اس کے پیچھے لگ گیا۔ پھر ہمیشہ اس کے ساتھ رہا یہاں تک کہ نحو میں ماہر ہو گیا۔ اور اس کا باپ جنی رومی غلام تھا۔ اس کے بہت اچھے اچھے اشعار ہیں۔ یہ ایک آنکھ سے کانا تھا۔ اسی لئے وہ کہتا ہے۔

صدودک عنی ولا ذنب لی یدل علی نیة فاسده

''تیرا مجھ سے اعراض کرنا بری نیت پر دلالت کرتا ہے حالانکہ میرا کوئی گناہ نہیں ہے۔''

فقد وحیاتک مما بکیت خشیت علی عینی الواحدة

''تیری زندگی کی قسم رو رو کر مجھے اپنی آنکھ کے ضائع ہونے کا خوف لاحق ہو گیا ہے۔''

ولو لا مخافة ان لا اراک لما کان فی ترکها فائدة

''اگر تجھ کو نہ دیکھ سکنے کا ڈر نہ ہو تو اس کے چھوڑنے میں مجھے کوئی فائدہ نہیں تھا۔''

اس کی بڑی مفید تصانیف ہیں اور شرح دیوان متنبی بھی ہے۔ اس لئے اس کی طرف متنبی نے اشارہ کیا تھا۔ کما تقدم ابن جنی کی وفات صفر ۳۹۲ ہجری کو بغداد میں ہوئی۔

سنن نسائی میں سلمہ بن نفیل سکونی سے روایت ہے۔ کہ نبیؐ نے گھوڑوں سے محنت مشقت لینے سے منع کیا ہے۔

ابن عبدالبر نے تمہید میں ابن عباس کے لئے شعر کہے ہیں۔

احبوا الخیل واصطبروا علیها فان العز فیها والجمالا

''گھوڑوں سے محبت کرو اور ان پر صبر کرو کیونکہ ان میں عزت اور خوبصورتی ہے۔''

اذا ما الخیل ضیعها اناس ربطناها فاشرکت العیالا

''جب گھوڑوں کو لوگ ضائع کر دیں تو ہم ان کو باندھ لیتے ہیں تو وہ ہمارے اہل وعیال کے ساتھ شریک ہو جاتے ہیں۔''

نقاسمها المعیشة ونکسوها البراقع والجلالا

''ہم ہر روز ان پر اپنی گزران تقسیم کر کے دیتے ہیں ہم ان کو کپڑے اور جھولیں پہناتے ہیں۔''

فائدہ: حاکم نے تاریخ نیشاپور میں ابوجعفر حسن بن محمد بن جعفر زاہد عابد کے حالات زندگی میں لکھا ہے کہ اس نے اپنی سند کے

Marfat.com

ساتھ علیؓ سے روایت کیا ہے کہ نبیؐ نے فرمایا جب اللہ نے گھوڑوں کو پیدا کرنا چاہا۔ تو جنوب کی ہوا سے کہا کہ میں تم سے ایک مخلوق پیدا کرنا چاہتا ہوں جس سے اپنے اولیاء کی عزت دشمنوں کی ذلت اور اپنے فرمانبرداروں کے لئے خوبصورتی بناؤں گا۔ تو ہوا نے کہا اے اللہ ضرور پیدا کر! تو اللہ نے اس سے ایک مٹی لی اور اس سے گھوڑا پیدا کیا۔ اور فرمایا میں نے تجھ کو عربی پیدا کیا ہے اور تیری پیشانی سے خیر اور غنیمتیں باندھ رکھی ہیں۔ جو تیری پیٹھ پر جمع ہیں اور میں نے تیرے رزق میں کشادگی کی ہے اور باقی چوپایوں پر تیری مدد کی ہے۔ اور تجھ پر تیرے مالک کو نرم دل بنا دیا ہے اور میں نے تجھے ایسا بنایا ہے کہ تو بغیر بازوؤں کے اڑ رہا ہے۔ تو تلاش کے لئے بھی ہے اور بھاگنے کے لئے بھی۔ میں تیری پشت پر ایسے آدمیوں کو سوار کروں گا جو میری تسبیح تحمید، تھلیل اور تکبیر بیان کریں گے۔ پھر نبیؐ نے فرمایا۔ جس تکبیر تھلیل اور تسبیح کو کوئی بیان کرتا ہے۔ تو اس کو فرشتے سن کر اس جیسا جواب دیتے ہیں جب فرشتوں نے گھوڑے کی پیدائش کا سنا تو کہنے لگے اے ہمارے رب ہم تیرے فرشتے ہیں اور تیری تسبیح، تحمید، تھلیل اور تکبیر کرتے ہیں۔ تو ہمارے لئے کیا ہے؟

تو اللہ نے ان کے لئے بھی بختی گھوڑوں کی طرح گھوڑے بنائے۔ ان گھوڑوں کے ساتھ اللہ اپنے نبیوں میں سے جس کو چاہتا ہے مدد دیتا ہے۔

راوی کہتا ہے۔ جب ان گھوڑوں کے پاؤں زمین پر لگے تو اللہ نے کہا میں تیری آواز سے دشمنوں کو ذلیل کر دوں گا۔ اور ان کے کانوں کو ذلت سے بھر دوں گا۔ اور تیری آواز کے ساتھ ان کی گردنوں کو ذلیل کروں گا۔ جب اللہ نے آدم علیہ السلام پر تمام مخلوق کی اشیاء پیش کیں تو فرمایا میری مخلوق میں سے جو چاہتے ہو پسند کر لو۔ تو انہوں نے گھوڑے کو پسند کیا۔ جب تک وہ زندہ رہیں گے یہ بھی باقی رہیں گے لمبے زمانہ تک۔

یہ روایت ''شفاء الصدور'' میں ابن عباسؓ سے مذکور لفظ کے بغیر مروی ہے۔ کہ نبیؐ نے فرمایا جب اللہ نے گھوڑا پیدا کرنے کا ارادہ کیا تو جنوب کی ہوا سے کہا کہ میں تم سے ایک مخلوق پیدا کرنے والا ہوں۔ اس لئے تو اکٹھی ہو جا۔ تو وہ اکٹھی ہوگئی پھر جبرائیل آئے اور اس سے ایک مٹھی بھری پھر اللہ نے فرمایا یہ میری مٹھی ہے۔ پھر اس سے ایک سرخ سیاہ رنگ کا گھوڑا پیدا کیا۔ اور اس سے کہا میں نے تجھے عربی گھوڑا بنایا ہے۔ اور تمام چوپایوں سے میں نے تجھے افضل بنایا ہے۔ بوجہ رزق کی کشادگی کے اور غنیمتیں تجھ کو کھینچ کر حاصل کی جائیں گی اور تیری پیشانی پر خیر باندھی گئی ہے۔ پھر اللہ نے اس کو چھوڑ دیا تو اس نے آواز کی۔ تو اللہ نے فرمایا۔ اے کمیت تیری آواز کے ساتھ میں مشرکوں کو ڈراؤں گا۔ اور ان کے کانوں کو بھر دوں گا اور ان کے قدموں کو ہلا دوں گا۔ پھر اللہ نے اس کو پیشانی اور ٹانگوں کو سفیدی لگائی۔ پھر اللہ نے آدمؑ کو پیدا کیا اور فرمایا اے آدم تو دو چوپایوں سے جو چاہتا ہے پسند کر لے۔ ایک گھوڑا ہے اور ایک براق ہے جو خچر کی شکل جیسا ہے۔ نہ مذکر ہے نہ مؤنث ہے تو انہوں نے کہا میں نے اس کو پسند کیا ہے جو چہرے کے لحاظ سے خوبصورت ہے اور وہ گھوڑا ہے۔ تو اللہ نے فرمایا اے آدم تو نے اپنے لئے اور اپنی اولاد کے لئے عزت جمع کی ہے۔ جب تک وہ باقی رہیں گے عزت بھی باقی رہے گی۔

اور اس بارے میں علیؓ سے روایت ہے کہ نبیؐ نے فرمایا جنت میں ایک درخت ہے کہ جس کے اوپر سے حلے نکلتے ہیں نیچے سے ایسے گھوڑے نکلتے ہیں جو ابلق رنگ کے سونے کے ہوں گے۔ جن کی زین اور لگام موتیوں کی ہوگی۔ وہ گوبر اور پیشاب نہیں

Marfat.com

کریں گے ان کے پر بھی ہوں گے اور جہاں تک نظر پہنچتی ہے وہاں تک ان کا قدم ہوگا۔ اہل جنت اس پر سوار ہوں گے تو اہل جنت ان کو جہاں چاہیں گے اڑا کر لے جائیں گے۔ ان سے نیچے درجے والے لوگ کہیں گے۔ اے ہمارے رب تو نے اپنے ان بندوں کو یہ کرامات کیوں دی ہیں۔ تو اللہ جواب دیں گے کہ وہ رات کو قیام کرتے تھے اور تم سو جاتے تھے وہ دن کو روزہ رکھتے تھے اور تم کھاتے تھے، وہ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے تھے اور تم بخیلی کرتے تھے۔ وہ اللہ کے راستہ میں جہاد کرتے تھے اور تم بزدلی دکھاتے تھے۔ اللہ ان کے دلوں میں خوشی ڈال دے گا تو وہ راضی ہو جائیں گے۔

دوسرا فائدہ: سب سے پہلے گھوڑے پر اسماعیلؑ سوار ہوئے اسی لئے اس کا نام عراب رکھا گیا ہے۔ اس سے پہلے وہ دیگر وحشیوں کی طرح وحشی ہوتا تھا۔ جب اللہ نے ابراہیمؑ اور اسماعیل کو بیت اللہ کی دیواریں کھڑی کرنے کا حکم دیا تو اللہ نے ان کو فرمایا۔ میں تم کو ایسا خزانہ دوں گا جس کو میں نے تمہارے لئے جمع کر رکھا ہے۔ پھر اللہ نے اسماعیل کی طرف وحی کی کہ آپ نکل کر اللہ سے اس خزانے کے لئے دعا کریں تو وہ اجیاد کے مقام پر گئے۔ ان کو معلوم نہ تھا کہ دعا کیا کریں اور خزانہ کیا ہے۔ تو اللہ نے ان کو دعا الہام کی تو زمین عرب کی پشت پر جتنے بھی گھوڑے تھے سب نے اس پکار کا جواب دیا۔ تو سب نے اپنے سر ان کے سامنے جھکا دیئے اور ان کے فرمانبردار ہو گئے۔

اسی لئے ہمارے نبیؐ نے فرمایا کہ گھوڑوں پر سوار ہو کیونکہ وہ ہمارے باپ ابراہیم کی وراثت ہے۔

امام نسائی نے احمد بن حفص عن ابیہ عن ابراہیم بن طہمان عن سعید بن ابی عروبہ عن قتادہ عن انسؓ روایت کیا ہے کہ نبیؐ کو عورتوں کے بعد گھوڑے سب سے زیادہ پیارے تھے۔ اس کی اسناد جید ہے۔

ثعلبی نے اپنی سند کے ساتھ نبیؐ سے روایت کیا ہے کہ آپؐ نے فرمایا ہر گھوڑے کو صبح کے وقت دعا کرنے کا حکم دیا جاتا ہے تو وہ یہ دعا کرتا ہے اے اللہ جس بنی آدم کے حوالے مجھے تو نے کیا اور اس کے لئے مجھے بنایا ہے۔ تو مجھے اس کے نزدیک اس کے اہل و مال سے زیادہ محبوب بنا دے۔

نبیؐ نے فرمایا گھوڑے تین قسم کے ہوتے ہیں ایک رحمٰن کے لئے۔ ایک انسان کے لئے اور ایک شیطان کے لئے۔ رحمان کا گھوڑا وہ ہے جس کو اللہ کے راستے کے لئے مقرر کر دیا جائے۔ اور اس پر اللہ کے دشمنوں سے جنگ کی جائے۔ انسان کا گھوڑا وہ ہوتا ہے۔ جس پر وہ سوار ہوتا ہے اور شیطان کا گھوڑا وہ ہے۔ جس کو شرط لگا کر دوڑایا جاتا ہے۔

طبقات ابن سعد میں قریب ملیکی سے روایت ہے کہ نبیؐ سے اللہ کے اس فرمان کے بارے میں پوچھا گیا کہ ﴿اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝﴾ (البقرة: ٢٧٤) سے کون لوگ مراد ہیں تو آپؐ نے فرمایا اس سے مراد شہسوار ہیں۔ پھر فرمایا گھوڑے پر خرچ کرنے والا ایسے ہے جیسے آدمی اپنے ہاتھ کو صدقے کے لیے پھیلا دے اور روکتا نہ ہو۔ اور گھوڑوں کے پیشاب اور لید قیامت کے دن مسک کستوری اور قریب کی طرح خوشبودار ہوں گے۔

شیخین نے ابن عمرؓ سے روایت کیا ہے کہ نبیؐ نے تضمیر شدہ گھوڑوں کی دوڑ حفیا سے ثنیۃ الوداع تک لگوائی اور غیر تضمیر شدہ گھوڑوں کی دوڑ ثنیہ سے مسجد بنی زریق تک لگوائی۔

Marfat.com

ابن عمرؓ بھی ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے اس دوڑ میں حصہ لیا۔

شیخ الاسلام حافظ ذہبی نے طبقات الحفاظ کے آخر میں اپنے شیخ شرف الدین دمیاطی سے ابوایوب انصاری تک اپنی سند سے بیان کیا ہے کہ نبیؐ نے فرمایا۔ کہ فرشتے کسی بھی کھیل میں حاضر نہیں ہوتے سوائے تین کھیلوں کے۔ ایک آدمی کے اپنی بیوی سے کھیلنے کے وقت اور گھڑ دوڑ کے وقت اور تیر اندازی کے وقت۔

ترمذی نے صفۃ اہل الجنۃ میں ضعیف سند سے واصل بن صائب سے عن ابی سودہ عن ابی ایوب انصاری روایت کیا ہے کہ ایک دیہاتی نبیؐ کے پاس آیا۔ اور کہنے لگا میں گھوڑوں کو پسند کرتا ہوں تو کیا جنت میں گھوڑے ہوں گے۔ آپؐ نے فرمایا اگر تو جنت میں داخل ہوگیا تو تیرے پاس یاقوت کا ایک گھوڑا لایا جائے گا۔ جس کے دو پر ہوں گے۔ تو اس پر سوار ہوگا۔ تو دوڑ کر جنت میں جہاں چاہے گا جائے گا۔

معجم ابن قانع میں ہے کہ اس اعرابی کا نام عبدالرحمٰن ساعدہ انصاری تھا۔ اس کو دینوری نے ''اوائل مجالسہ'' میں ذکر کیا ہے اور ابن عدی نے اسی ضعیف سند سے بیان کیا ہے کہ نبیؐ نے فرمایا جنتی عمدہ سفید گھوڑوں پر جو یاقوت کی طرح ہیں ایک دوسرے کی زیارت کریں گے۔

اور جنت میں اونٹوں اور پرندوں کے علاوہ کوئی چوپایہ نہیں ہوگا۔

گھوڑوں کی قسمیں:

دوڑنے والے گھوڑوں کی دس قسمیں ہیں جن کو رافعی نے ذکر کیا ہے اور روضہ سے ان کو حذف کر دیا ہے۔ وہ گھوڑے یہ ہے

(۱) مجل (۲) مصل (۳) تال (۴) بارع (۵) مرتاح (۶) حظی (۷) عاطف (۸) مول (۹) سکیت (۱۰) فسکل۔

ان مصرعوں میں میں نے ان سب کو جمع کر دیا ہے:

مهمة خيل السباق عشرة   في الشرح دون الروضة المعتبرة

''دوڑنے والے گھوڑے دس ہیں جو شرع میں موجود ہیں اور روضہ معتبرہ میں نہیں ہیں۔''

وهي مجل ومصل تالي   والبارع المرتاح بالتوالي

''وہ مجل مصل، اور تال ہیں اور بارع اور مرتاح ہیں ان کے بعد۔''

ثم حظي عاطف مؤمل   ثم السكيت والاخير الفسكل

''پھر حظی، عاطف اور مول ہیں پھر سکیت اور آخر میں فسکل ہے۔''

نبی ﷺ کے گھوڑوں کے نام:

سہیل نے تاریخ اور اعلام میں کہا ہے کہ نبیؐ کے گھوڑوں کے نام یہ ہیں۔

(۱) سکب: یہ لفظ سکب الماء سے ہے جس کا معنی رواں دواں ہے۔ گویا کہ یہ سیلاب ہے۔ سکب گل لالہ کو بھی کہتے ہیں۔

(۲) مرتجز: اس کا یہ نام اس کی خوش آوازی کی وجہ سے رکھا گیا ہے۔

Marfat.com

(۳) اللحیف: گویا کہ یہ تیزی میں زمین کو لپیٹتا تھا۔ اس کو اللخیف بھی کہتے ہیں اس کو بخاری نے جامع میں ذکر کیا ہے۔

(۴) لزاز: اس کا معنی یہ ہے کہ وہ جس بھی چیز سے بھی مقابلہ کرے اس کو ہرا دے۔

(۵) ملاوح۔ لحیف (۶) ضرس (۷) ورد یہ آپ کو عمرؓ نے ہبہ کیا تھا تو آپؐ نے عمر کو ہی اس پر فی سبیل اللہ سوار کیا۔ یہ وہی گھوڑا ہے جس کو عمرؓ نے سستا فروخت ہوتے دیکھا تھا۔

ظالم سے بچنے کا وظیفہ: ابن سنی اور طبرانی نے ابان بن ابی عیاش اور المستغفری سے روایت کیا ہے کہ انسؓ نے کہا کہ عبدالملک نے حجاج کو خط لکھا کہ انس بن مالک جو نبیؐ کے خادم ہیں کو دیکھ کر اپنی مجلس کے قریب کرلو اور ان کا وظیفہ بھی زیادہ کر دو۔ انسؓ کہتے ہیں کہ میں اس کے پاس گیا تو اس نے کہا اے ابوحمزہ میں تم کو اپنے گھوڑے دینا چاہتا ہوں تو مجھے بتاؤ یہ نبیؐ کے گھوڑوں کے مقابلے میں کس مقام پر ہیں۔ میں نے کہا ان کے اور ان کے درمیان بہت فرق ہے۔ ان کے گوبر پیشاب اور چارے اجر تھے اور یہ دکھاوے اور شہسواری کے لئے تیار کئے گئے ہیں۔

حجاج نے کہا اگر تیرے بارے میں امیرالمومنین کا خط نہ ہوتا تو میں تیرے اس جگہ مارتا جہاں تیری دونوں آنکھیں ہے۔ میں نے کہا تو اس کی طاقت نہیں رکھتا۔ اس نے کہا کیوں؟

میں نے کہا نبیؐ نے مجھے ایک دعا سکھائی تھی تو جب میں پڑھتا ہوں تو مجھے کسی شیطان بادشاہ یا درندے کا ڈر نہیں رہتا۔ اس نے کہا ابوحمزہ اپنے بھتیجے کو بھی سکھاؤ۔ یعنی میرے بیٹے محمد بن حجاج کو! تو میں نے انکار کیا۔ اس نے اپنے بیٹے سے کہا تو اپنے چچا انس کے پاس جا اور اس سے سوال کر کہ تم کو وہ دعا سکھا دے۔ ابان کہتے ہیں کہ ان کی وفات کا وقت آیا تو مجھ کو بلایا اور کہا کہ ابو محمد آج میں تم سے جدا ہو رہا ہوں اور تیری عزت مجھ پر لازم ہے اور میں تم کو وہ دعا سکھا رہا ہوں جو نبیؐ نے مجھ کو سکھائی ہے لیکن یہ صرف اس کو سکھانا جو اللہ سے ڈرتا ہو اور وہ یہ ہے۔

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى نَفْسِىْ وَدِيْنِىْ بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى اَهْلِىْ وَمَالِىْ بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ اَعْطَانِيْهِ رَبِّىْ بِسْمِ اللّٰهِ خَيْرِ الْاَسْمَاءِ. بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِىْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ دَاءٌ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِىْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَىْءٌ فِى الْاَرْضِ وَلَا فِى السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ. بِسْمِ اللّٰهِ افْتَتَحْتُ وَ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ. اَللّٰهُ اَللّٰهُ رَبِّىْ لَا اُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا اَسْئَلُكَ اللّٰهُمَّ بِخَيْرِكَ مِنْ خَيْرِكَ الَّذِىْ لَا يُعْطِيْهِ اَحَدٌ غَيْرُكَ عَزَّ جَارُكَ وَجَلَّ ثَنَاءُكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ اجْعَلْنِىْ فِىْ عِبَادِكَ وَاحْفَظْنِىْ مِنْ شَرِّ كُلِّ ذِىْ شَرٍّ خَلَقْتَهٗ وَاَحْتَرِزُ بِكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَحْتَرِسُ بِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ ذِىْ شَرٍّ خَلَقْتَهٗ وَاَحْتَرِزُ بِكَ مِنْهُمْ وَاُقَدِّمُ بَيْنَ يَدَىَّ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ o اَللّٰهُ الصَّمَدُ o لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ o وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ o وَمِنْ خَلْفِىْ مِثْلَ ذَالِكَ وَ عَنْ يَمِيْنِىْ مِثْلَ ذَالِكَ وَ عَنْ يَسَارِىْ مِثْلَ ذَالِكَ وَمِنْ فَوْقِىْ مِثْلَ ذَالِكَ وَمِنْ تَحْتِىْ مِثْلَ ذَالِكَ.

گھوڑے کب پیدا ہوئے؟ مسئلہ: شیخ الاسلام تقی الدین سبکی نے کہا ہے کسی معزز شریف آدمی نے مثال بیان کی جس کے ضمن میں گھوڑوں کے متعلق یہ سوال کئے گئے۔ کیا گھوڑے آدمؑ سے پہلے تھے یا بعد میں پیدا کئے گئے؟ اور مذکر پہلے پیدا ہوا یا

Marfat.com

مونث؟ ترکی گھوڑے پہلے پیدا ہوئے یا عربی؟

کیا کوئی حدیث، اثر، خبر یا کوئی سیرت کی کتاب میں اس کے متعلق آیا ہے یا نہیں؟

جواب: پہلی بات کا جواب یہ ہے کہ کہ آدم سے دو دن پہلے گھوڑے پیدا ہوئے۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ مذکر مونث سے پہلے پیدا ہوئے۔ اور تیسری بات یہ کہ عربی گھوڑے ترکی گھوڑوں سے پہلے پیدا ہوئے۔ اور ہم نے جو یہ کہا ہے کہ آدم سے دو دن پہلے گھوڑوں کو پیدا کیا گیا تو یہ بات ہم قرآن کی ان چند آیات کی بنا پر کہتے ہیں جو ہم ابھی ذکر کریں گے اور ہم وجہ استدلال اور اس کا معنی بھی بیان کریں گے۔

اور وہ یہ ہے کہ بڑے آدمی کے لئے اس کے آنے سے پہلے پہلے اس کی ضرورت کی چیزیں مہیا کی جاتی ہیں۔ اور اللہ نے فرمایا ہے:

﴿خَلَقَ لَكُم مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا.﴾ (البقرة:٢٩) تو پتہ چلا کہ زمین اور جو کچھ اس میں ہے سب آدم اور ان کی اولاد کے لئے بطور میزبانی پیدا کیا گیا ہے۔ اور ان کے اکرام کا کمال یہ ہے کہ یہ چیزیں ان سے پہلے موجود ہوں۔ تو یہ سب چیزیں آدم کی پیدائش سے پہلے ہونی چاہئیں اور ان کی پیدائش اس کے بعد۔ کیونکہ آپ اور آپ کی اولاد تمام مخلوق سے معزز ہیں۔ کیا یہ بات نہیں ہے کہ نبیؐ تمام لوگوں سے معزز ہیں اس لئے سب سے آخر میں آئے اور ان کے ساتھ وجود کے کمال کو مکمل کیا۔ اور آدم کے علاوہ جتنے بھی حیوان اور نباتات ہیں۔ وہ سب انہیں کے لئے ہیں اور حیوان جماد سے اشرف ہیں اور گھوڑے تمام حیوانوں سے اشرف ہیں۔ تو یہ بعد میں کیسے پیدا ہو سکتے ہیں۔ یہ حکمت اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ ان کی پیدائش تمام دیگر نفع بخش چیزوں سے موخر ہو اور یہ جو ہم نے کہا کہ دو دن پہلے یا اس کے قریب قریب پیدا ہوئے ہیں تو یہ بھی ایک حدیث کی وجہ سے ہے کہ چوپائیوں کا پھیلانا خمیس کے دن ہوا اور ایک حدیث صحیح میں ہے لیکن اس میں کلام ہے۔ مگر آدمؑ کی پیدائش کا جمعہ کے دن ہونا یقینی ہے اور مذکورہ حدیث میں یہ ہے کہ آپ عصر کے بعد پیدا ہوئے۔ اس لئے ہم کہتے ہیں کہ دو دن یا اس کے قریب قریب ہوا۔ پہلے ہونے میں بھی کوئی شک نہیں ہے۔ جو جو ہم نے بیان کر دیا ہے۔ اور اس بارے میں یہ آیات دلالت کرتی ہیں ﴿خَلَقَ لَكُم مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ فَسَوَّاهُنَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ.﴾

استدلال کی وجہ یہ ہے کہ یہ آیت کریمہ دلالت کرتی ہے کہ زمین کی تمام چیزوں کی پیدائش آسمان کے برابر کرنے سے پہلے ہوئی اور زمین کی منجملہ اشیاء میں سے گھوڑے بھی ہیں اور گھوڑوں کی پیدائش آسمانوں کے برابر کرنے سے دو دن پہلے ہوئی۔ اور ثم ترتیب پر دلالت کرتا ہے اور آسمان کو برابر کرنا آدمؑ کی پیدائش سے پہلے تھا کیونکہ آسمان بھی چھ دنوں میں ہی برابر کئے گئے۔ کیونکہ اللہ نے فرمایا ﴿رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوَّاهَا﴾ سے لے کر ﴿وَالْأَرْضَ بَعْدَ ذَٰلِكَ دَحَاهَا﴾ تک۔ متفق علیہ صحیح حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ آدمؑ تمام مخلوقات کے مکمل ہونے کے بعد جمعہ کے دن پیدا ہوئے۔ اگر ہم کہیں کہ پیدائش کی ابتدا اتوار کے دن ہوئی جیسا کہ مورخین اور اہل کتاب نے کہا ہے۔ اور اکثر لوگوں کے نزدیک یہی مشہور بھی ہے اور ساتواں دن چھ دنوں سے خارج ہے۔ جیسے کہ ہم نے پہلے اشارہ کر دیا ہے اور جیسا کہ صحیح مسلم کی حدیث گزر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مٹی کو ہفتہ کے دن پیدا کیا اگرچہ اس حدیث میں کلام ہے۔ لیکن آدمؑ کی پیدائش سب مخلوقات کے بعد ہونے میں کوئی کلام نہیں ہے۔ تو ثابت

Marfat.com

ہو گیا کہ گھوڑوں کا پیدا کرنا آدم کے پیدا کرنے سے پہلے ہے۔اور منجملہ یہ چھ دنوں کی مخلوقات میں ہے۔ نہ کہ ایسا ہے جیسا کہ بعض جاہل کافر کہتے ہیں اور اس میں موضوع روایت بیان کرتے ہیں جو دیوانوں کی بڑ کے علاوہ کچھ بھی نہیں۔ ہمیں ان کے ذکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

آیتوں میں اللہ کا یہ فرمان بھی ہے۔ ﴿وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا﴾ سے لے کر ﴿وَمَا كُنتُمْ تَكْتُمُونَ﴾ تک۔اس آیت سے استدلال اس طرح کیا جائے گا۔کہ السماء سے مراد یا تو ناموں کی ذات ہوگی یا اس کی صفات اور منافع ہوں گے۔ دونوں صورتوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس وقت مسمیات موجود تھیں۔کیونکہ اللہ نے ان کی طرف ھولاء کے لفظ سے اشارہ کیا ہے۔اور ان جملہ مسمیات میں سے گھوڑے بھی ہیں اس لئے یہ بھی اس وقت موجود ہونے چاہئیں اور اسماء کا لفظ عام ہے الف لام کے ساتھ ہے۔اور کلھا کے ساتھ تاکید بھی ہے۔پس اس سے عموم کو مزید تقویت پہنچتی ہے۔اور اللہ کے اس فرمان ﴿ثُمَّ عَرَضَهُمْ﴾ سے لازمی صورت میں مسمیات مراد ہونے چاہئیں۔اور اللہ کا یہ فرمان بِأَسْمَائِهِمْ بھی اس کی دلیل ہے۔ یہ آیات اس مسئلہ میں قطعی دلیل ہیں اور عموم میں گھوڑے بھی شامل ہے۔ جو عمومیت کی دلالت کو قطعی سمجھتا ہے وہ گھوڑوں کو بھی اس میں شامل سمجھتا ہے۔اور جو ایسا نہیں سمجھتا تو وہ دیگر شرعی دلائل کی طرح اس سے بھی دلیل لیتا ہے۔اور آیات میں سورۃ سجدہ کی آیت بھی ہے: ﴿اَللّٰهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ﴾ اس آیت سے استدلال یوں ہے کہ یہ آیت تقاضا کرتی ہے کہ زمین اور آسمان کے درمیان سب چھ دنوں میں پیدا ہوا۔اور ہم نے بیان کر دیا ہے کہ آدم کا پیدا ہونا ان چھ دنوں کے بعد ہے اور یہ مخلوق کے آخر میں پیدا ہوئے۔ کما تقدم

اسی طرح آیات میں سے ایک آیت سورۃ ق کی یہ بھی ہے: ﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ وَمَا مَسَّنَا مِن لُّغُوبٍ﴾ اس سے استدلال کی وجہ وہی ہے جو ہم نے پہلے بیان کر دی یہ چار آیات اس بات کی دلیل ہیں اور کافی ہیں۔

وہب بن منبہ سے اسرائیلیات میں سے یہ بھی مروی ہے کہ گھوڑا جنوب کی ہوا سے پیدا ہوا اور یہ بھی ہماری بات کے منافی نہیں ہے۔ہم اس کی صحت کو بھی لازمی نہیں سمجھتے کیونکہ ہم صرف اس کو صحیح سمجھتے ہیں جو نبیؐ سے ہم تک صحیح طریقے سے پہنچا اور ابن عباسؓ سے یوں بھی مروی ہے کہ گھوڑے پہلے وحشی تھے پھر اللہ نے ان کو اسماعیلؑ کا فرمانبردار بنایا۔اور یہ بات بھی ہماری بات کے منافی نہیں ہے۔کیونکہ اس طرح بھی آدم سے پہلے ہی اس کی تخلیق قرار پاتی ہے۔اور وہ اسماعیلؑ کے زمانے تک وحشی رہے یا عرب کسی وقت تک ان پر سوار ہوتے ہوں اور پھر یہ بعد میں وحشی بنے ہوں پھر دوبارہ اسماعیلؑ کے بیٹوں کے لیے فرمانبردار ہوئے ہوں۔

اس بارے میں نبیؐ اور صحابہ سے کوئی دلیل بھی موجود نہیں۔اس لئے ہمارا اعتماد قرآن کی دلالت پر ہے۔اور جو یہ کہا گیا ہے کہ سب سے پہلے اسماعیلؑ کے بیٹے اس پر سوار ہوئے۔تو یہ مشہور تو ہے مگر اس کی سند صحیح نہیں ہے۔اور ہمارے نزدیک صرف وہی صحیح ہے جو نبیؐ سے صحیح ثابت ہو۔

تفسیر قرطبی میں حکیم ترمذی کی روایت ہے کہ ابن عباس نے فرمایا کہ جس وقت اللہ نے ابراہیم اور اسماعیلؑ کو بیت اللہ کی

Marfat.com

دیواریں بنانے کا حکم دیا۔ تو ان سے کہا میں تم کو ایسا خزانہ دوں گا جس کو صرف تمہارے لئے ہی جوڑ رکھا ہے۔ پھر اسماعیلؑ کو وحی کی کہ اجیاد کی طرف نکلو۔ اور اس خزانے کے متعلق اللہ سے دعا کرو۔ تو خزانہ مل جائے گا۔ وہ اجیاد گئے مگر ان کو معلوم نہیں تھا کہ وہ دعا کیا کریں اور وہ خزانہ کیا ہے تو اللہ نے ان کی طرف دعا الہام کی تو عرب کے سارے گھوڑے آپ کے پاس آ گئے اور آپ کو اپنی پیشانیاں پکڑا دیں اور اللہ نے ان کو ان کے لئے فرمانبردار کر دیا۔ اگر ہم ان باتوں کو نقل کریں اور ان کی شرح کریں جو لوگوں نے اس بارے کہی ہیں تو بات لمبی ہو جائے گی۔ لوگوں نے گھوڑوں کی خاصیات اور ان کے منافع کے بارے میں بہت کچھ کہا ہے ہم ان سب چیزوں کی صحت کو لازمی خیال نہیں کرتے۔ اور میانہ رو آدمی جو تھوڑے وقت میں جلد جواب کا تقاضا کرتا ہے وہ ہماری کہی ہوئی باتوں پر ہی اکتفا کرے گا۔ اور یہ اس کے لئے کافی ہوں گی۔

جہاں تک مذکر کا مونث سے پہلے ہونے کا مسئلہ ہے۔ تو اس کی دو وجہیں ہیں ایک وجہ یہ ہے کہ مونث سے مذکر شرافت میں مقدم ہے۔ دوسری وجہ حرارت ہے۔ اگر دونوں ایک ہی جنس سے اور ایک ہی مزاج والے ہوں تو ایک دوسرے سے حرارت میں زیادہ ہوگا۔ اور اللہ کا یہ قاعدہ جاری ہو چکا ہے کہ جو حرارت میں زیادہ قوی ہوگا وہ دوسرے سے پہلے وجود میں آئے اور مذکر مونث سے حرارت میں قوی ہے۔

تو یہی مناسب ہے کہ اس کا وجود پہلے ہو۔ اور تا کہ اس پر اللہ کا احسان حاصل ہو۔ اور اسی لئے اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو حوا سے پہلے پیدا کیا۔ اور یہ دلیل بھی ہے کہ گھوڑوں کا سب سے عظیم مقصد جہاد ہے۔ اور جہاد میں مذکر مونث سے زیادہ بہتر ہوتا ہے۔ کیونکہ مذکر تیز ہوتا ہے اور دلیر بھی اور اپنے سوار کے ساتھ وہ بھی جنگ کرتا ہے۔ جبکہ اس کے برعکس مونث ایسی نہیں ہوتی۔ وہ کبھی کبھی اپنے ساتھی کو اس وقت چھوڑ دیتی ہے جب وہ جفتی کی خواہش مند ہو اور اپنے نر کو دیکھ لے حالانکہ اس کے مالک کو اس کی سخت ضرورت ہوتی ہے۔ اور اس پر سوال وارد نہیں ہوتا کہ جبرائیلؑ تو مونث پر سوار ہوئے تھے۔ جس وقت موسیٰ علیہ السلام نے سمندر پار کیا۔ یہ تو انہوں نے اس لئے کیا کہ فرعون نر پر سوار تھا۔ تو انہوں نے ارادہ کیا وہ نر اس کے پیچھے آئے اور فرعون اپنے گھوڑے کو روک نہ سکا۔

اور ہماری وہ بات کہ ترکی گھوڑوں سے عربی گھوڑے پہلے پیدا ہوئے یہ اس لئے ہے کہ اسماعیلؑ کی حدیث میں یہ بات مذکور ہو چکی ہے کہ عربی گھوڑے پہلے پیدا ہوئے۔ نیز عربی گھوڑے معزز اور اصیل ہوتے ہیں اور ترکی گھوڑے کسی عارضے یا علت کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ وہ علت ان میں ہوتی ہے یا ان کے ماں باپ میں ہوتی ہے کیونکہ گزشتہ زمانہ میں براذین کا ذکر نہیں ملتا۔

کیا آپ نے سلیمانؑ اور اسماعیلؑ کے قصوں کی طرف نہیں دیکھا کہ وہاں ان کا ذکر نہیں ہے۔ گھوڑوں میں جو نا مبارک ہوتے ہیں ان کو ترکی گھوڑے کہتے ہیں۔ یہاں تک کہ علماء نے اختلاف کیا ہے۔ کہ کیا عربی گھوڑے کی طرح ان کے لئے غنیمت میں حصہ کیا جائے یا نہیں۔

مکحول کے مراسیل میں بعض الفاظ یوں ہیں کہ گھوڑے کے لئے دو حصے ہیں اور ھجین برذون یا اس جیسا ہوتا ہے۔ بالجملہ براذین گھوڑوں میں سے گھٹیا ہوتے ہیں۔

احادیث نبویہ میں جو گھوڑوں کی فضیلت اور ان کے دوڑانے اور ان کی علامتوں کا بیان اور ان کی حاصل کرنے کی فضیلت

Marfat.com

اور برکت کا ذکر ہے اور ان کی پیشانیوں پر ہاتھ پھیرنے کے بارے میں اور ان کی نسل کشی کے بارے میں اور ان کی قیمت اور نمو کے بارے میں اور ان کو خصی کرنے اور پیشانیوں کے بالوں اور دموں کو کاٹنے کے بارے میں اور گھوڑے اور اس کے مالک کے میں جو غنیمت تقسیم ہوتی ہے کی فضیلت کا ذکر ہے اور علماء کا اس میں اختلاف اور یہ بات کہ اس میں زکاۃ لازم ہے کہ نہیں اور کئی دوسری باتیں جو احادیث میں مذکور ہیں ہم نے جلدی کی وجہ سے بیان نہیں کیں۔ یہ تھوڑی سے گفتگو ہے جس کو ہم نے جلدی جلدی دن کے ایک حصے میں اس شخص کے لئے جس کو جواب میں جلدی تھی لکھ دیا ہے اگر آپ چاہیں تو میں اس میں ایک کتاب لکھ دوں گا۔

شرعی حکم: گھوڑوں کے کھانے کا ذکر ان شاء اللہ باب الفاء لفظ فرس میں آئے گا۔ صیمری نے شرح کفایہ میں کہا ہے کہ اہل حرب کے لئے اس کو دیگر ہتھیاروں کی طرح بیچنا جائز نہیں ہے اور تندی کو گلے میں ڈالنا حرام ہے۔ جیسا کہ بخاری مسلم ابوداؤد نسائی نے ابوبشیر انصاری سے بیان کیا ہے کہ نبیؐ نے اس سے منع کیا ہے۔ خطابی کہتے ہیں کہ نبیؐ نے گھوڑوں کے قلادوں کو کاٹ دینے کا حکم دیا تھا۔

امام مالک کہتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ یہ نظر لگ جانے کی وجہ سے ہے۔ اور دوسرے لوگوں نے کہا کہ ان کے کاٹنے کا حکم اس لئے دیا کہ وہ اس میں گھنٹیاں لٹکاتے ہیں۔ دوسرے لوگوں نے کہا کہ یہ اس لئے حکم دیا کہ سخت دباؤ کی وجہ سے ان کا گلا نہ گھونٹا جائے۔ اور اس بات کا بھی احتمال ہے کہ نبیؐ نے خاص طور پر تندی سے منع کیا نہ کہ دوسرے دھاگے اور تسمے وغیرہ سے۔

کہا گیا ہے کہ اس کا معنی یہ ہے کہ تم گھوڑوں کے ہار اور اوتادان کے ساتھ نہ طلب کرو۔ اور نہ تم ان کو خون کا بدلہ حاصل کرنے کے لئے دوڑ میں مقابلہ کرو جیسا کہ عربوں کی جاہلیت میں عادت تھی۔ گھڑ دوڑ میں مسابقت کا فیصلہ گردنوں کے اعتبار سے کیا جائے گا جبکہ اونٹوں میں کندھوں کے اعتبار سے ہوگا کیونکہ اونٹ دوڑتے وقت اپنی گردنوں کو اونچا رکھتے ہیں اس لئے ان کی لمبائی کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ مطلب یہ ہے کہ جب ان کی گردنیں لمبائی چوڑائی اور اونچائی میں برابر ہوں جیسا کہ نبیؐ نے فرمایا کہ میں اور قیامت گھڑ دوڑ کے دو گھوڑوں کی طرح ہیں قریب ہیں کہ ان میں سے ایک گھوڑا اپنے کان کی وجہ سے سبقت لے جائے۔

مستدرک سنن ابی داؤد ابن ماجہ اور مسند احمد میں ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ نبیؐ نے فرمایا کہ جس نے اپنے گھوڑوں کو دو گھوڑوں کے درمیان داخل کر دیا اور اس کو اپنے گھوڑوں کے ہارنے کا ڈر ہو تو وہ جوا نہیں ہے اور اگر ڈر نہیں ہے تو یہ جوا ہے۔ صحیح مذہب کے مطابق کہ ذمی کو سواری سے منع کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی وجہ سے ﴿وَمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَ عَدُوَّكُمْ.﴾ یعنی گھوڑوں کے باندھنے سے تم اللہ کے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو ڈراتے ہو۔ یعنی اللہ نے اس آیت میں اپنے اولیاء کو اپنے دشمنوں کے لئے گھوڑے تیار کرنے کا حکم دیا کیونکہ گھوڑوں کی پشتیں عزت ہیں اور زمیوں پر ذلت مسلط کی گئی ہے ایک روایت کے مطابق ان کو منع نہیں کیا جائے گا اور یہ بات ابوحنیفہ کی طرف منسوب کی گئی ہے۔

شیخ ابو محمد جوینی کہتے ہیں کہ ان کو عمدہ نسل کے گھوڑوں سے منع کیا جائے گا جبکہ گھٹیا قسم کے ترکی گھوڑوں سے منع نہیں کیا جائے گا۔

امام شافعی رحمہ اللہ اور امام غزالی نے گھوڑوں کے ساتھ عمدہ خچروں کو شامل کیا فورانی نے یہ بات بالجزم بیان کی اور عمدہ کی قید نہیں لگائی۔

جمہور کے نزدیک گھوڑوں میں زکوٰۃ نہیں ہے کیونکہ نبیؐ نے فرمایا ہے کہ مسلمان پر اس کے غلام اور اس کے گھوڑے میں زکوٰۃ

Marfat.com

نہیں ہے اس کو بخاری مسلم نے روایت کیا ہے۔ امام ابو حنیفہ نے گھوڑیوں پر زکوٰۃ فرض کی ہے چاہے وہ اکیلی ہوں یا گھوڑوں کے ساتھ اکٹھی ہوں۔ اس صورت میں ان کے مالک کو اختیار ہے کہ چاہے ہر گھوڑے کی طرف سے ایک دینار دے دے یا ان کا اندازہ لگا کر ہر دو سو دراہم پر پانچ دراہم دے اگر تنہا مذکر گھوڑے ہوں تو ان میں کوئی زکوٰۃ نہیں۔

ضرب الامثال: عرب کہتے ہیں الخیل میامین یعنی گھوڑے بابرکت ہیں اور عرب یہ بھی کہتے ہیں کہ گھوڑا اپنے سوار کو زیادہ جانتا ہے یہ مثال اس آدمی کے لئے دی جاتی ہے جو یہ خیال کرتا ہو کہ وہ مال دار ہے حالانکہ وہ مالدار نہیں ہوتا۔ نبیؐ کے کلمات میں سے وہ بھی ہیں جو پہلے کسی نے نہیں کہے یا خیل اللہ ارکبی اے اللہ کے لشکر سوار ہو جا' یہ بات آپس کی جنگ میں کہی تھی۔ اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے۔ اس جگہ مضاف حذف ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد یہ ہے یا فرسان خیل اللہ ارکبی اور یہ بہترین مجازات میں سے ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ﴿وَاَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ.﴾

جاحظ نے اپنی کتاب البیان والتبیین میں یونس بن حبیب سے روایت کر کے کہا کہ ہم کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جو عجیب کلام پہنچا ہے اس سے اچھا کلام اور کسی کا نہیں پہنچا۔ یہ بات غلط ہے اور اس کو تصحیف کہا جائے گا کہنے والے نے اس میں یہ کہا تھا "ما بلغنا عن البتی یعنی عثمان البتی" تو جاحظ اس کو تصحیف کر کے عن النبی کہہ دیا۔ علماء نے کہا ہے کہ نبیؐ اس بات سے بہت بلند ہیں کہ ان کو دوسرے فصحاء کے ساتھ ملایا جائے یہاں تک کہ کہا جائے کہ ہمیں آپ سے جتنی فصیح باتیں پہنچتی ہیں اتنی اور کسی سے نہیں پہنچی اور آپ کا کلام اس بات سے بلند و بالا کہ آپ کو کسی سے نسبت دی جائے۔

طبی فوائد اور خواص: گھوڑے کو اگر سرخ ہڑتال کھلا دی جائے تو وہ مر جائے گا اور اس کا بیان ان شاء اللہ باب الفاء میں لفظ "الفرس" کے تحت آئے گا اور وہاں اس کے کچھ خواص بھی آئیں گے۔

تعبیر الرؤیا: گھوڑا خواب میں دیکھنا قوت زینت اور عزت کی علامت ہے۔ یہ سواری والے جانوروں میں سے سب سے زیادہ معزز ہے اور جس نے اس کسی بھی چیز کو اپنے پاس دیکھا تو وہ قوت اور عزت حاصل کرے گا اور کبھی کبھی یہ بات انسان کے حال کی بہتری اور رزق کی کشادگی اور اپنے دشمنوں پر فتح کی علامت ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَ الْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَ الْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ.﴾ (آل عمران:١٤)

اور کبھی کبھی دشمن پر کامیابی کی علامت ہے۔ کیونکہ اللہ نے فرمایا ﴿وَمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَ عَدُوَّكُمْ.﴾ جس نے خواب میں گھوڑے کو فضا میں اڑتے دیکھا تو اس سے مراد فتنہ ہے۔ سوار ہونے کی جگہوں کے علاوہ گھوڑے پر سوار ہونے میں کوئی خیر نہیں جیسے چھت یا دیوار وغیرہ' ڈاک والے گھوڑے پر سوار ہونا گھڑ سوار کی موت کے قریب ہونے کی علامت ہے۔ ان شاء اللہ مکمل کلام باب الفاء لفظ فرس کے ضمن میں آئے گا۔

گھوڑے کے بارے میں کچھ تجربات: گھوڑوں اور چوپاؤں کے پیٹ درد کے لئے ان کے چاروں کھروں پر یہ لکھا جائے:

Marfat.com

﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ فَاَصَابَهَا اِعْصَارٌ فِيْهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ﴾ عجفون عجفون عجفون شاشيك شاشيك شاشيك.

گھوڑوں کی سرخ بیماری اور دوسرے چوپایوں کے لئے بھی مندرجہ ذیل منتر لکھ کر لٹکایا جائے اور یہ تجربہ شدہ ہے۔ منتر یہ ہے:

ولا طلھ ھو ھو ھو رھست ھر ھر ھر ھر ھر و ھو ھو ھو ھو ھو ہ ہ ہ ہ ہ امھا ھیا لولو س درر و بر حضرب ولا ہ ل ولا قوة الا بالله العلي العظيم.

ام خنور

یہ تنور اور سفود کے وزن پر ہے۔ گوہ کو کہتے ہیں۔ اس پر کلام ان شاء اللہ باب الضاد معجمہ میں آئے گا۔

باب الدال المهملة

الدابة

جو حیوان بھی زمین پر چلتا ہے اس کو دابہ کہتے ہیں۔ بعض لوگوں نے دابہ سے پرندوں کو نکال دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا طَآئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ.﴾ کہ زمین پر جو بھی جانور چلتا ہے اور پرندہ اپنے دو پروں سے اڑتا ہے وہ تمہاری طرح ہی امتیں ہیں اور یہ بات اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے ساتھ رد کر دی جائے گی: ﴿وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَ مُسْتَوْدَعَهَا كُلٌّ فِيْ كِتَابٍ مُّبِيْنٍ.﴾ شیخ تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ ایک ایسے امر کی تصریح کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رزق کی ضمانت لی ہے اور مومنوں کے دلوں میں وارد ہونے والے وسوسوں کو کاٹ دیا۔ اگر ان کے دلوں میں وسوسے ہو بھی جائیں تو اللہ تعالیٰ پر ایمان اور وثوق کے لشکر ان کے ساتھ ٹکرا کر ان کو شکست دے دیتے ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهٗ فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ.﴾ بلکہ ہم حق کو باطل پر ڈالتے ہیں تو وہ اس کا مغز نکال دیتا ہے تو مٹ کر رہ جاتا ہے پرندوں کو چوپایوں سے خارج کرنے والوں کی دلیل اس لئے بھی غلط ہے کہ بعض اوقات پرندے بھی اپنی ٹانگوں پر چلتے ہیں جیسا کہ اعشی شاعر نے کہا ہے:

بنات كغصن البان ترتج ان مشت دبيب قطا البطحاء في كل منهل

''وہ لڑکیاں بان کی ٹہنی کی طرح پتلی ہیں اگر چلیں تو لچک جاتی ہیں جس طرح ریگستانی قطا ہر گھاٹ میں آہستہ آہستہ چلتا ہے۔''

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا اللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ.﴾ یعنی کتنے ہی چوپائے جو اپنے رزق کو اٹھائے ہوئے نہیں ہوتے اللہ ان کو بھی رزق دیتا ہے اور تمہیں بھی اور وہ سننے والا جاننے والا ہے اور اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ﴿اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ.﴾ بے شک اللہ کے نزدیک

Marfat.com

بدترین جانور بہرے اور گونگے ہیں جو عقل نہیں رکھتے۔ ابن عطیہ کہتے ہیں کہ اس آیت کا مقصود یہ ہے کہ ظاہر ہو جائے کہ یہ کافروں کا گروہ اللہ کے نزدیک لوگوں میں سے بدترین ہے اور یہ کہ اللہ کے ہاں یہ بہت ذلیل مقام ہیں اور ان کو چوپایوں کے ساتھ اس لئے تشبیہ دی گئی ہے تاکہ ان کی مذمت کی تاکید ہو جائے۔ اور اس لئے بھی کہ کتوں خنزیروں اور پانچ فاسق جانوروں کی ان پر فضیلت ثابت ہو جائے۔ اور ہر جانور جو زمین پر چلتا ہے اس کو دابہ کہتے ہیں اور بالجملہ تمام حیوانات دابہ میں شامل ہیں۔

صحیحین میں حدیث ہے کہ ابوقتادہ فرماتے ہیں کہ نبیؐ کے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو آپؐ نے فرمایا کہ یہ آرام پا گیا یا اس سے آرام پایا گیا تو صحابہ نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ کون آرام پا گیا اور کس سے آرام پایا گیا تو آپؐ نے فرمایا کہ مومن دنیا کی تکلیفوں اور مصیبتوں سے پاتا ہے اور اللہ کی رحمت کی طرف چلا جاتا ہے اور فاجر آدمی سے اللہ کے بندے شہر درخت اور چوپائے آرام پاتے ہیں۔

سنن ابوداؤد ترمذی اور نسائی نے صحیح اسناد کے ساتھ ابو ہریرہؓ روایت کیا ہے کہ نبیؐ نے فرمایا کہ کوئی ایسا چوپایہ نہیں جو جمعہ کے دن قیامت کے قائم ہونے کے ڈر سے خاموش نہ ہو بعض روایات میں مسیخۃ کے بجائے مصیخۃ بالسین ہے جبکہ اصل لفظ صاد سے ہے ان دونوں کا معنی خاموش ہو کر غور سے متوجہ ہونا ہے۔

حلیہ میں ابولبابہ انصاری کے حالات زندگی میں لکھا ہے جو کہ اہل صفہ میں سے ہیں کہ نبیؐ نے فرمایا کہ بے شک جمعہ تمام دنوں کا سردار ہے۔ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دنوں سے بھی اللہ کے ہاں معظم ہے کوئی مقرب فرشتہ ایسا نہیں اور نہ آسمان اور زمین اور نہ پہاڑ، ہوا، اور سمندر ایسا ہے کہ جو جمعہ کے دن قیامت کے قائم ہونے سے ڈرتے نہ ہوں۔

کب کیا پیدا ہوا: صحیح مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبیؐ نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو ہفتہ کے دن پیدا کیا۔ اور اتوار کو اس میں پہاڑ بنائے۔ سوموار کو درخت پیدا کئے۔ منگل کو مکروہات پیدا کئے بدھ کو نور پیدا کیا۔ جمعرات کے دن چوپایوں کو پھیلایا اور آدم علیہ السلام کو جمعہ کے دن عصر کے بعد جمعہ کی آخری گھڑیوں میں جو عصر اور مغرب کے درمیان ہوتی ہیں کے وقت پیدا فرمایا۔

جان لو کہ اللہ تعالیٰ بغیر کلفت اور تھکاوٹ کے جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور بغیر سبب اور مرتبہ جس کو چاہتا ہے پسند کرتا ہے اور بغیر تکلیف و اشکال کے جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور بغیر ضرورت کے جو چاہتا ہے پسند کرتا ہے اور اپنی ربوبیت کا علم دینے کے لئے جو چاہتا پیدا کرتا ہے۔ اور اپنی وحدانیت کی دلیل کے لئے جو چاہتا ہے پسند کرتا ہے۔ ظالم اور انکار کرنے والے جو کہتے ہیں اللہ تعالیٰ اس سے پاک اور بہت بلند ہے۔

کامل ابن اثیر میں ہے کہ کسریٰ کی پچاس ہزار چوپائے تھے اور تین ہزار مورتیں تھیں۔

ایک عجیب واقعہ: تاریخ ابن خلکان میں رکن الدولہ بن بویہ کے حالات زندگی میں لکھا ہے کہ وہ اپنے ایک دشمن کے ساتھ لڑا اور دونوں گروہوں پر غلہ کم ہو گیا۔ یہاں تک کہ انہوں نے اپنے چوپائے ذبح کر ڈالے اگر رکن الدولہ کے لئے شکست قبول کرنا ممکن ہوتا تو وہ ایسا کر ڈالتا۔ اس نے اپنے وزیر ابوالفضل بن عمید سے جنگ کے بارے میں مشورہ طلب کیا تو اس نے کہا تیرے لئے اللہ کے سوا کوئی پناہ نہیں ہے کیونکہ وہ مسلمانوں کے لئے بہتر ہے۔ حسن سیرت اور احسان پر اپنے ارادے کو مضبوط

Marfat.com

رکھو۔ کیونکہ تمام انسانی تدابیر ختم ہوگئیں ہیں اگر ہم شکست کھا کر بھاگ جائیں تو وہ ہمارا پیچھا کر کے ہمیں قتل کر ڈالیں گے کیونکہ وہ ہم سے تعداد میں زیادہ ہیں۔ رکن الدولہ نے کہا میں تجھ سے پہلے یہی سوچ چکا ہوں۔ ابوالفضل کہتے ہیں کہ پھر اسی رات کی آخر تہائی میں رکن الدولہ نے مجھے بلایا اور کہا کہ میں نے اپنے خواب میں ابھی یہ دیکھا ہے کہ میں فیروز کے گھوڑے پر ہوں اور ہمارا دشمن شکست کھا گیا ہے اور تم میری طرف چل کر آ رہے ہیں اور ہمارے پاس کشادگی وہاں سے آئی جہاں سے ہم سوچ بھی نہیں سکتے تھے پھر میں نے نظر بڑھا کر زمین کی طرف دیکھا تو وہاں ایک انگوٹھی پڑی تھی میں نے اسے اٹھالیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ اس کا نگینہ فیروزج کا ہے۔ پھر میں نے اس کو اپنی انگلی میں ڈال لیا اور اس کو اپنے لئے متبرک سمجھا۔ پھر میں بیدار ہوگیا۔ تو مجھے کامیابی کا یقین ہوگیا کیونکہ فیروزج کشادگی ہے اور اس کا معنی کامیابی ہے اور اسی لئے چوپائے کا لقب بھی فیروز رکھا گیا۔ ابن عمید کہتے ہیں میں ابھی یہاں ہی موجود تھا کہ یہ خوشخبری آ گئی کہ دشمن کوچ کر گیا ہے اور اپنے خیمے چھوڑ گیا ہے۔ ہمیں اس وقت تک یقین نہ آیا جب تک کہ متواتر خبر آنی شروع ہوگئی۔ پھر ہم بھی سوار ہو گئے لیکن ہم کو ان کی شکست کا سبب معلوم نہ ہوسکا اس لئے ہم ان کے مکر اور چال سے ڈرتے رہے۔ میں بھی رکن الدولہ کے ساتھ چل پڑا جبکہ وہ اپنے گھوڑے فیروز پر تھا۔ اچانک رکن الدولہ اپنے سامنے والے غلام سے چیخ کر کہنے لگا مجھے وہ انگوٹھی پکڑا تو اس نے اسے زمین سے اٹھا کر وہ انگوٹھی دے دی تو دیکھا کہ یہی وہی فیروزج ہے پھر اسے اپنی انگلی میں ڈال لیا اور کہا یہ میرے خواب کی تعبیر ہے یہ بالکل وہی انگوٹھی ہے جو میں نے اپنے خواب میں دیکھی تھی۔ یہ حکایت نہایت عجیب ہے۔

رکن الدولہ کا نام حسن ابوعلی ہے اور یہ بہت جلیل القدر اور ہیبت والا بادشاہ تھا اور یہ ملک اصبہان' رے' ہمذان اور تمام عجم عراق کا بادشاہ تھا اس نے اکثر ملک فتح کئے اور ان کا بادشاہ بن گیا اس نے ممالک کے قواعد وضوابط بھی مقرر کئے۔ ۳۶۶ ہجری محرم میں فوت ہوا۔ اس کی عمر ننانوے سال تھی' اس نے ۴۴ چوالیس سال حکومت کی۔

ابن سبع سبتی کی شفاء الصدور میں ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ نبیؐ نے فرمایا کہ تم چوپایوں کے چہروں پر مت مارا کرو کیونکہ ہر چیز اللہ کی حمد کے ساتھ تسبیح بیان کرتی ہے۔ ابوسعید خدریؓ سے ہی بہیمہ کے بارے میں حدیث قریب ہی گزری ہے۔

کتاب الاحیاء باب کسر الشہوتین میں حدیث ہے کہ روٹی پک کر جب تیرے سامنے آتی ہے تو اس وقت تک اس میں ۳۶۰ کاریگروں نے کام کیا ہوتا ہے ان میں سب سے پہلے میکائیل ہیں جو رحمت کے خزانوں میں سے پانی کو ناپتے ہیں پھر وہ فرشتے جو بادل کو ہانکتے ہیں پھر سورج' چاند اور افلاک اور فضا کے فرشتے اور زمین کے چوپائے ہیں اور سب سے آخر میں نانبائی ہوتا ہے اور اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو شمار نہیں کر سکتے۔

گناہ پر آنکھ پھوڑ دی: امام احمد اور بیہقی نے شعب الایمان میں محمد بن سیرین سے روایت کیا ہے کہ ایک چوپایہ یہ ایسا نکلا جو لوگوں کو مارتا تھا جو بھی اس کے قریب جاتا وہ اسے مار ڈالتا تو ایک کانا آدمی آیا اور کہنے لگا' میں اس سے نبٹتا ہوں پھر وہ اس کے قریب ہوا تو اس نے اپنا سر اس کے آگے رکھ دیا یہاں تک کہ اس نے اس کو مار ڈالا۔ لوگ کہنے لگے تو ہمیں اپنے معاملے کے متعلق بتا تو اس نے کہا کہ میں نے کبھی کوئی گناہ نہیں کیا۔ مگر میری اس آنکھ سے ایک دفعہ گناہ سرزد ہوا تو میں نے تیر لے کر اس کو پھوڑ دیا۔ امام احمد کہتے ہیں ہوسکتا ہے کہ یہ بنی اسرائیل کی شریعت یا ہم سے پہلے شریعتوں میں یہ جائز ہو لیکن ہماری شریعت میں

Marfat.com

آنکھ پھوڑنا جائز نہیں۔ جبکہ اس نے اس آنکھ سے ناجائز یا حرام چیز کو دیکھا ہو۔ لیکن اسے چاہیے کہ وہ استغفار کرے اور دوبارہ ایسے نہ کرے۔

ابن خلکان نے ربیع الجیزی کے حالات زندگی میں لکھا ہے کہ وہ ایک دن مصر کی گلیوں میں سے کسی گلی سے گزرے تو ان کے اوپر کسی نے راکھ کی ٹوکری پھینک دی تو وہ اپنے چوپائے سے اترے اور اپنے کپڑوں کو جھاڑا۔ ان سے پوچھا گیا کہ آپ نے ان کو ڈانٹ ڈپٹ کیوں نہیں دی تو وہ کہنے لگے جو آگ کا حقدار ہو تو اس کی جان راکھ ڈالنے سے چھوٹ جائے تو اس کے لئے غصہ کرنا درست نہیں۔

یہ ربیع بن سلیمان امام شافعی کے اصحاب میں سے ہیں۔ اور امام شافعی سے ان کے قول جدید کو نقل کرنے والوں میں سے ایک ہیں۔ یہ ۲۰۵ ہجری میں فوت ہوئے۔ جیزی جیزہ کی طرف نسبت ہے جو مصر کے قبائل میں سے ایک قبیلہ ہے اور اس کی حدود میں اس کے قریب ہی اہرام مصر ہیں اور یہ اہرام دنیا کی عجیب تعمیرات میں سے ہیں۔ اور اہرام بڑے بڑے بادشاہوں کی قبریں ہیں انہوں نے یہ اس لئے کیا تا کہ اپنے مرنے کے بعد تمام دیگر بادشاہوں سے ممیز رہیں جیسا کہ وہ اپنی زندگی میں ایک امتیازی شان رکھتے تھے۔

کہا جاتا ہے کہ مامون جب مصر پہنچا تو اس نے اہرام میں سے ایک کو کھودنے کا حکم دیا تو اس کو نہایت مشقت اور تکلیف سے کھودا گیا اور اس پر بہت زیادہ اخراجات ہو گئے۔ اس کے اندر پانی اترنے کی جگہیں اور گری پڑی چیزیں تھیں اور اس راستے پر چلنا مشکل تھا۔ اس کے اوپر والے حصے میں ایک مکان بنا ہوا تھا جس کے ہر ضلع کی لمبائی آٹھ ہاتھ تھی اس کے وسط میں ایک حوض تھا جو صوان پتھر سے بنایا گیا تھا اس کے کئی حصے تھے اس میں بوسید ہڈیاں پڑی تھیں۔ اس پر کئی زمانے گزر گئے تھے پھر مامون دوسرے کو کھودنے سے روک دیا۔

نقل کیا جاتا ہے کہ ہرمس اول جو اخنوع اور ادریس ہے نے ستاروں کے احوال سے طوفان کے آنے کا اندازہ لگایا تو پھر اس نے اہرام بنانے کا حکم دیا۔ کہا جاتا ہے کہ اس نے ان کو چھ ماہ میں بنایا اور اس میں یہ عبارت لکھی:

''جو شخص ہمارے بعد آئے وہ اس کو چھ سو سال میں گرا سکے گا حالانکہ گرانا بنانے سے آسان ہوتا ہے اور ہم نے اس کو ریشم پہنایا ہے تو اس کو چاہیے کہ ٹاٹ ہی پہنادے حالانکہ ٹاٹ پہنانا ریشم سے زیادہ آسان ہے۔''

امام ابن الجوزی نے اپنی کتاب سلوۃ الاحزان میں لکھا ہے کہ اہرام کی عجیب بات یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک کی اونچائی چار سو ہاتھ ہے اور وہ سنگ مرمر اور سنگ رخام سے بنائے گئے ہیں اور اس میں لکھا ہے کہ میں نے اس کو بنا دیا ہے اور جو شخص طاقت کا دعویٰ کرتا ہے تو اس کو گرا دے حالانکہ گرانا بنانے سے آسان ہے۔

ابن المنادی کہتے ہیں ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ لوگوں نے دنیا کی آمدنی کا کئی مرتبہ اندازہ لگایا تو پتہ چلا کہ یہ تمام آمدنی ان کو گرانے کے لئے کافی نہیں ہے۔ واللہ اعلم

جادوگر اور لڑکا: صحیح مسلم وغیرہ میں صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک بادشاہ تھا اس کا ایک کاہن تھا جو اس کے لئے کہانت کرتا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ جادوگر تھا ایک دن جادوگر نے کہا کہ میں بوڑھا

Marfat.com

ہو گیا ہوں اور ڈرتا ہوں کہ میں مر جاؤں گا اور میرا علم آپ سے کٹ جائے گا اور تم میں کوئی بھی اس علم کو جاننے والا نہ رہے گا اس لئے تم ایک سمجھدار فطین اور ذہین لڑکا تلاش کرو تا کہ میں اس کو اپنا یہ علم سکھا سکوں انہوں نے اسی طرح کا لڑکا جادوگر کے لئے ڈھونڈ لیا اور اس کو حکم دیا کہ وہ جادوگر کے پاس حاضر ہوا اور اس کے پاس آتا جاتا رہے تو اس لڑکے نے جادوگر کے پاس جانا شروع کر دیا۔ لڑکے کے راستے پر ایک راہب اپنے گرجے میں رہتا تھا۔ راوی معمر کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ اس وقت گرجوں والے مسلمان ہوا کرتے تھے تو یہ لڑکا جب کبھی راہب کے پاس سے گزرتا تو اس سے سوال کرتا رہتا یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہا کہ ایک دن اس نے لڑکے کو بتایا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں یہ لڑکا راہب کے پاس ٹھہرنا شروع ہو گیا اور جادوگر کے پاس دیر سے جاتا تو جادوگر نے لڑکے کے گھر والوں کے پاس پیغام بھیجا کہ مجھے لگتا ہے کہ لڑکا میرے پاس حاضر نہیں ہوگا تو لڑکے نے راہب کو یہ بات بتائی تو راہب اس کو کہنے لگا کہ جب تجھے جادوگر کا ڈر ہو تو یہ کہہ دے کہ مجھے گھر والوں نے روک لیا تھا اور جب تو گھر والوں سے ڈرے تو یہ کہہ دے کہ مجھے جادوگر نے روک دیا تھا۔ لڑکے کا سلسلہ یونہی چل رہا تھا کہ ایک دن وہ بہت بڑے چوپائے کے سامنے آیا کہ جس نے لوگوں کو روک رکھا تھا وہ لڑکا کہنے لگا آج راہب کا معاملہ جادوگر کے معاملے سے واضح ہو جائے گا تو اس نے ایک پتھرا اٹھایا اور کہا اے اللہ اگر راہب کا معاملہ تجھے جادوگر کے معاملے سے زیادہ پسندیدہ ہے تو اس چوپائے کو قتل کر دے پھر اس نے اس چوپائے کو پتھر مار کر قتل کر دیا تو لوگوں نے پوچھا کہ کس نے اس کو قتل کیا تو دوسرے لوگوں نے کہا کہ اس لڑکے نے۔ پھر لوگ ڈر گئے اور کہنے لگے کہ اس لڑکے نے تو ایسا علم سیکھ لیا ہے کہ وہ کوئی بھی نہیں جانتا۔ راوی کہتے ہیں یہ بات اس اندھے نے سنی جو بادشاہ کا ہم مجلس تھا اس نے لڑکے سے کہا اگر تو میری بینائی واپس لوٹا دے تو میں تجھے بہت سا مال دوں گا لڑکا کہنے لگا مجھے تجھ سے کچھ نہیں چاہیے لیکن اگر تمہاری بینائی واپس آ جائے تو کیا تم اس ذات پر ایمان لے آؤ گے جس نے تم پر لوٹائی ہے۔ وہ آدمی کہنے لگا ہاں۔ تو اس نے اللہ سے دعا کی تو اللہ نے اس کی نظر لوٹا دی۔ تو اندھا ایمان لے آیا۔ اور شفایاب ہونے کے بعد بادشاہ کے پاس آیا۔ جس طرح وہ پہلے بیٹھا کرتا تھا بیٹھ گیا تو بادشاہ نے اس سے کہا تیری نظر تجھ کو کس نے واپس کی ہے۔ اس نے کہا میرے رب نے۔ بادشاہ کہنے لگا۔ کیا میرے علاوہ بھی تیرا کوئی رب ہے؟ اس نے کہا اللہ میرا اور تیرا رب ہے۔ تو بادشاہ نے ایک آرا منگوا کر اس کے سر پر رکھا اور اس کے دو ٹکڑے کر ڈالے۔

ترمذی کی روایت میں ہے کہ یہ چوپایہ شیر تھا۔ بچے نے جب اس کو قتل کر دیا اور راہب کو یہ پتہ چلا تو وہ کہنے لگا تیری نرالی شان ہوگی اور تجھے آزمایا جائے گا۔ اس لئے کسی کو میرے متعلق نہ بتانا۔ جب بادشاہ کو اس بات کا پتہ چلا تو اس نے ان کو بلا لیا۔ ان کو بادشاہ کے پاس لایا گیا۔ اس بادشاہ نے کہا میں تم میں سے ہر ایک کو اس طرح قتل کروں گا جیسے اس کے ساتھی کو قتل نہیں کروں گا (یعنی علیحدہ علیحدہ طریقے سے ماروں گا) پھر راہب اور اندھے شخص کے بارے میں حکم دیا تو ایک آرا ان دونوں کے سر پر رکھا گیا پھر ان کو قتل کر دیا گیا پھر لنگڑے کو دوسرے طریقے سے قتل کیا' پھر لڑکے کے بارے میں حکم دیا اور کہا کہ اس کو فلاں پہاڑ کی طرف لے جاؤ اور اس کو وہاں سے سر کے بل پھینک دو۔ وہ اس کو پہاڑ پر لے گئے۔ جب وہ اپنی مقصود جگہ پر پہنچے اور اس کو پھینکنا چاہا تو لڑکے نے یہ دعا کی اے اللہ ان سے مجھ کو جس طرح تیری مرضی ہے بچا لے۔ تو وہ اس پہاڑ سے گرنے لگے یہاں تک کہ ان میں سے کوئی بھی نہ بچا۔ لڑکا واپس بادشاہ کے پاس آ گیا بادشاہ نے اس سے پوچھا کہ تیرے ساتھیوں سے کیا کیا گیا۔ اس نے کہا

Marfat.com

میرے رب نے مجھے ان سے بچالیا ہے۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ اس کو سمندر میں لے جا کر پھینک دو۔ وہ اس کو سمندر میں لے گئے لڑکے نے پہلے جیسی دعا کی۔ تو اللہ نے ان سب کو غرق کر دیا اور اس لڑکے کو بچالیا لڑکا پانی کے اوپر چلتا ہوا بادشاہ کے پاس آ گیا۔ بادشاہ دل میں بڑا حیران ہوا۔ اس کو بچے نے کہا تو مجھے مارنا چاہتا ہے؟ اس نے ہاں۔ لڑکے نے کہا تو مجھے نہیں مار سکتا۔ ہاں ایک طریقہ ہے کہ تو مجھے سولی دے دے اور میرے ہی ترکش سے تیر لے کر مجھے مارے اور یہ کہے **بسم الله رب هذا الغلام**. اس وقت سب لوگوں کو تو نے میدان میں جمع کیا ہوا ہو۔

بادشاہ نے سب لوگوں کو ایک میدان میں جمع کیا اور حکم دیا کہ لڑکے کو سولی پر چڑھا دیا جائے۔ اس کو سولی پر چڑھایا گیا پھر لڑکے کے ترکش سے تیر لے کر اس لڑکے کو مارا اور یہ کہا کہ **بسم الله رب هذا الغلام**. (اللہ کے نام سے جو اس لڑکے کا رب ہے) تو وہ تیر اس کی کنپٹی پر لگا اور وہ مر گیا۔ لڑکے نے اپنا ہاتھ اپنی کنپٹی پر رکھ دیا۔ سب لوگ کہنے لگے ہم اس لڑکے کے رب پر ایمان لے آئے۔ تو بادشاہ سے کہا گیا جب تین آدمیوں نے تیری مخالفت کی تو تو گھبرا گیا اب تو سارا جہان تیرے مخالف ہو گیا ہے۔ تو اس نے کھائیاں کھودنے کا حکم دیا۔ تو وہ کھودی گئیں پھر ان میں ایندھن اور آگ ڈالی گئی۔ پھر لوگوں کو جمع کیا گیا اور کہا گیا کہ تم میں سے جو اپنے دین کو چھوڑ دے گا اس کو ہم بھی چھوڑ دیں گے اور جو اپنے دین کو نہیں چھوڑے گا ہم اس کو اس آگ میں پھینک دیں گے۔ پھر ان کو کھائیوں میں پھینکنا شروع کر دیا۔ اور یہی اللہ کے اس فرمان ﴿قُتِلَ اَصۡحٰبُ الۡاُخۡدُوۡدِ ۝ النَّارِ ذَاتِ الۡوَقُوۡدِ ۝﴾ کا مطلب ہے۔

مسلم نے یہ الفاظ زیادہ کہے ہیں کہ ایک عورت لائی گئی تا کہ اس کو آگ میں پھینکا جائے۔ اس کے ساتھ ایک دودھ پیتا بچہ بھی تھا تو وہ عورت گھبرا گئی تو بچہ کہنے لگا اے اماں گھبرا نہیں تو حق پر ہے۔ ابن قتیبہ کہتے ہیں کہ اس دودھ پیتے بچے کی عمر سات مہینے تھی۔ ترمذی نے کہا۔ عمرؓ کے زمانے میں وہ غلام کھائی سے نکالا گیا تو وہ اپنا ہاتھ اپنی کنپٹی پر رکھے ہوئے تھا جس طرح قتل ہوتے وقت تھا۔

صاحب السیر محمد بن اسحٰق نے کہا کہ اس کا نام عبداللہ بن تامر تھا۔ اور اہل نجران کے ایک آدمی نے عمرؓ کے دور میں اپنی کسی ضرورت کے لئے اجاڑ جگہ کھودی تو دیوار کے نیچے اس آدمی کو بیٹھا ہوا پایا جس نے اپنی کنپٹی پر اپنا ہاتھ رکھا ہوا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک انگوٹھی تھی جس پر ربی اللہ لکھا ہوا تھا۔ تو انہوں نے یہ بات عمرؓ کو لکھی۔ تو انہوں نے اس کو جواب لکھا کہ اس کو اپنے حال پر چھوڑ دو۔ تو انہوں نے اسی طرح کر دیا۔

سہیلی کہتے ہیں کہ اللہ کا یہ فرمان اس کی تصدیق کرتا ہے ﴿وَلَا تَحۡسَبَنَّ الَّذِيۡنَ قُتِلُوۡا فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ اَمۡوَاتًا﴾ اور نبی ﷺ کا یہ فرمان کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کے جسم کھانا حرام کر دیا ہے۔ اس کو ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

ابوجعفر داؤدی نے یہ حدیث شہداء، علماء اور موذنین کے اضافے کے ساتھ بیان کی ہے۔ لیکن یہ زیادتی غریب ہے لیکن داؤدی اہل ثقہ اور اہل علم میں سے ہے۔

ابن بشکوال نے کہا ہے کہ اس بادشاہ کا نام یوسف ذانواس تھا اور یہ نجران میں تھا۔ حمیر اور اس کے آس پاس کا بادشاہ تھا۔ بعض کہتے ہیں زرعہ ذونواس تھا اور یہ یہودی تھا۔ یہ سمرقندی نے کہی ہے اور یہ واقعہ نبیؐ کے مبعوث ہونے سے ستر سال پہلے کا

Marfat.com

ہے۔اس راہب کا نام قیتمون تھا۔ یہ بات ابن بشکوال نے کہی ہے۔
مشہور مثال ہے۔فلان اکذب من دب و درج جوہری کہتے ہیں اس کا مطلب ہے کہ زندوں اور مردوں سے جھوٹا ہے کیونکہ وہ مردوں کو کفنوں میں درج کرتے تھے۔
حکیم ترمذی نے زید بن اسلم سے روایت کیا ہے کہ اشعری ابوموسیٰ' ابو مالک' ابو عامر نے جب ہجرت کی تو یہ ایک جماعت میں آئے۔اور نبیؐ سے خرچ سفر کی امید کی۔تو اپنا قاصد نبی ﷺ کے پاس بھیجا تا کہ ان سے کچھ مانگے۔وہ آیا اور آپ سے سنا کہ آپ یہ آیت پڑھ رہے ہیں: ﴿وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا.﴾
تو وہ آدمی کہنے لگا اشعری اللہ کے نزدیک چوپایوں سے گھٹیا نہیں ہے۔وہ اس لئے واپس آ گیا اور نبیؐ کے پاس نہیں گیا۔ واپس آ کر کہنے لگا خوش ہو جاؤ تمہارے پاس مدد آ گئی ہے۔انہوں نے سمجھا کہ اس نے نبی ﷺ کو ہمارا حال بتا دیا ہے۔وہ اسی حال میں تھے کہ ان کے پاس دو آدمی آئے۔جن کے پاس روٹی اور گوشت کا بھرا ہوا پیالہ تھا۔انہوں نے اس سے جتنا اللہ نے چاہا کھالیا۔پھر بقیہ کھانا نبی ﷺ کو واپس کر دیا۔کہنے لگے اے اللہ کے رسول! یہ کھانا جو آپ نے ہمیں بھیجا تھا۔ہم نے ایسا اچھا اور زیادہ کھانا پہلے کبھی نہیں دیکھا۔تو نبیؐ نے فرمایا میں نے تو کچھ نہیں بھیجا۔انہوں نے اپنے ساتھی کے بھیجنے کی خبر آپ کو بتائی تو نبیؐ نے اس کو بلا کر پوچھا تو اس نے آپ کو سب کچھ بتا دیا۔تو آپؐ نے فرمایا۔یہ اللہ کا رزق تھا جو اس نے تم کو کھلایا۔(شیخ تاج الدین کے الفاظ پیچھے گزر چکے ہیں)
ابن سنی نے عبداللہ بن مسعودؓ سے بیان کیا ہے کہ جب تم میں سے کسی کا چوپایہ ریگستان میں بھاگ جائے۔تو اس کو یہ آواز دینی چاہیے۔ یا عباد الله احبسو تو اللہ کی ایسی کوئی مخلوق موجود ہے جو اس کو روک لے گی۔
امام نووی نے کہا کہ ہمارے بعض بڑے بڑے شیوخ سے بیان کیا گیا ہے کہ ان کا چوپایہ غالباً خچر کہیں بھاگ گئی۔اور وہ اس حدیث کو جانتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے فوراً اس کو روک دیا۔اور میں خود ایک جماعت میں تھا وہ اس کو نہ پکڑ سکے تو میں نے یہ بات کہی تو وہ چوپایہ فوراً رک گیا۔اس کلام کے علاوہ اس کے رکنے کی کوئی وجہ نہیں تھی۔
نیز ابن سنی نے عبداللہ بن عبید بن دینار مصری تابعی سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ کوئی آدمی بھی اڑیل جانور پر سوار ہو تو یہ الفاظ اس کے کان میں کہے:
﴿اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهٗ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ٥﴾
تو وہ جانور اسی وقت کھڑا ہو جائے گا۔
طبرانی نے معجم الاوسط میں انسؓ سے بیان کیا ہے کہ نبیؐ نے فرمایا: جس کو اپنے غلام' چوپائے' یا بچے کا کوئی خلق ناپسند ہو تو اس کے کان میں یوں کہے ﴿اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ.﴾ (الآية)
باب الباء الموحدہ لفظ بغلۃ میں گزر چکا ہے کہ نبیؐ ایک خچر پر سوار ہوئے تو وہ تیز ہوگئی تو آپ نے اس کو روکا اور ایک آدمی کو کہا کہ اس پر ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ پڑھے۔تو وہ ٹھہر گئی۔
فرع: حنابلہ کی کتب میں ہے کہ چوپائے سے ایسا نفع اٹھانا جائز ہے جس کے لئے وہ پیدا نہیں کیا گیا' جیسے گائے پر بوجھ لادنا

Marfat.com

اور اونٹ اور گدھوں سے کھیتی باڑی کرنا۔ اور نبی ﷺ کا یہ فرمان ہے کہ ایک آدمی گائے ہانک رہا تھا جس پر وہ سوار ہونے لگا تو اس نے کہا ہم اس لئے پیدا نہیں ہوئیں۔ یہ حدیث بخاری مسلم کی ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ اس کے بڑے فوائد یہی ہیں۔ لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس سے دوسرا فائدہ اٹھایا نہیں جا سکتا۔

امام احمد بن حنبل نے کہا، جو شخص کسی چوپائے کو گالی دے تو نیک لوگ کہتے ہیں اس کی گواہی قبول نہیں ہوگی۔ بوجہ اس حدیث کے کہ جس میں ایک عورت نے ایک اونٹنی کو لعنت کی تھی۔

صحیح مسلم میں ابو درداء سے روایت ہے کہ لعنت کرنے والے قیامت کے دن سفارشی اور گواہ نہیں بنیں گے۔

فرع: مالک پر چوپائے کا چارا، اور اس کو چرانا، پلانا، روح کی حرمت کی وجہ سے ضروری ہے جیسا کہ صحیح میں ہے کہ ایک عورت بلی کی وجہ سے عذاب کی گئی کیونکہ وہ ذی روح ہے۔ اس لئے وہ انسان کے مشابہ ہوتی ہے اور اگر وہ جانور چرتا نہیں ہے تو اس کو چارہ اور پانی دینا ضروری ہے اور اس کے سیر ہونے اور سیراب کی ابتدا تک ضروری ہے انتہا درجہ کھلانا پلانا لازم نہیں ہے۔

اور اگر وہ جانور چرتا ہے تو اس کو کھول دیا جائے تا کہ وہ کھائے پیئے لیکن شرط یہ ہے کہ وہاں ظالم درندے نہ ہوں اور پانی موجود ہو۔ اگر دونوں میں سے کسی ایک پر کفایت کرے تو ایک مہیا کرنی ہوگی اور اگر ایک پر کفایت نہ کرتا ہو تو دونوں مہیا کرنی ہوں گی اگر چوپائے کو پانی کی ضرورت ہے اور آدمی کے پاس پانی صرف وضو کے لئے ہے تو پانی اس کو پلا دے اور خود تیمم کر لے۔ اگر آدمی اس سے چارہ روک لے اور وہ جانور کھایا جانے والا ہے تو اس آدمی کو بیچنے چارہ دینے یا ذبح کرنے پر مجبور کیا جائے گا۔ اور اگر قابل ذبح نہیں اور کھایا بھی نہیں جا سکتا تو اس کو چارہ دینا پڑے گا یا بیچنا پڑے گا تا کہ اس جانور کو ہلاک ہونے سے بچایا جائے۔ اگر وہ ایسا بھی نہیں کرتا تو حاکم اس سے مصلحت کے تقاضے کے مطابق جو چاہے کرائے۔

اگر اس آدمی کے پاس ظاہری مال ہے تو وہ مال اس جانور کا خرچ پورا کرنے کے لئے بیچا جائے گا اگر یہ سب کچھ مشکل ہے تو اس کا خرچ بیت المال سے ہوگا۔

سوار ہونے کا مسنون طریقہ: چوپائے پر سوار ہوتے وقت وہ کہنا مستحب ہے۔ جس کو حاکم اور ترمذی نے علی بن ربیعہ سے روایات کیا ہے اور صحیح کہا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں علی بن ابی طالب کے پاس گیا۔ ایک چوپایہ لایا گیا کہ وہ اس پر سوار ہوں۔ تو جب انہوں نے اپنا پاؤں رکاب میں رکھا تو بسم اللہ پڑھی جب پیٹھ پر برابر ہو گئے تو الحمد للہ کہا پھر یہ کہا سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا کُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ. پھر تین دفعہ الحمد اللہ کہا۔ پھر تین دفعہ اللہ اکبر کہا پھر کہا سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ فَاِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ پھر وہ مسکرائے۔ تو کسی نے کہا کہ اے امیر المومنین آپ کس وجہ سے ہنسے ہیں تو انہوں نے کہا میں نے نبی ﷺ کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے جیسے کہ میں نے کیا ہے۔ تو میں نے کہا تھا اے اللہ کے رسول ﷺ آپ کیوں ہنسے ہیں تو آپؐ نے فرمایا تھا کہ تمہارا رب اپنے بندے سے اس وقت خوش ہوتا ہے جب وہ رَبِّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ کہتا ہے۔ تو اللہ کہتے ہیں کہ دیکھو میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کے گناہوں کو میرے سوا کوئی معاف نہیں کر سکتا۔

ابو القاسم طبرانی نے کتاب الدعوات میں عن عطاعن ابن عباسؓ روایت کیا ہے کہ نبیؐ نے فرمایا کہ آدمی جب چوپائے پر سوار

Marfat.com

ہو اور اللہ کا نام نہ لے تو شیطان اس کے پیچھے بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے گانا گا' اگر وہ اچھی طرح نہ گا سکتا ہو تو اس کو کہتا ہے آرزوئیں زیادہ کر۔ تو وہ آدمی اترنے تک اپنی امیدوں میں غرق رہتا ہے۔

کتاب الدعوات میں ابو درداءؓ سے روایت ہے کہ نبیؐ نے فرمایا جو شخص سوار ہوتے وقت یہ دعا پڑھے بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ سُبْحَانَهٗ لَیْسَ لَهٗ سَمِیٌّ، سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰهُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَیْهِ السَّلَامُ تو وہ چوپایہ کہتا ہے اللہ تعالیٰ تم پر برکت ڈالے تو مومن ہے۔ تو نے میری پشت کو ہلکا کر دیا اور اپنے رب کی اطاعت کی اور اپنے ساتھ احسان کیا۔ اللہ تعالیٰ تیرا سفر بابرکت بنائے اور تیری ضرورت پوری کرے۔

ابن ابی الدنیا نے عن محمد بن ادریس عن ابی نصر دمشقی عن اسماعیل بن عیاش عن عمرو بن قیس ملائی سے روایت کیا ہے۔ کہ جب کوئی آدمی چوپائے پر سوار ہو تو وہ چوپایہ یہ کہتا ہے ''اے اللہ اس کو میرے ساتھ نرمی کرنے والا بنا دے۔'' جب آدمی چوپائے کو گالی دے تو وہ کہتا ہے کہ ہم میں سے جو اللہ کا زیادہ نافرمان ہے اس پر اللہ کی لعنت ہو۔

کامل ابن عدی میں عباد بن کثیر ثقفی کے حالات زندگی میں لکھا ہے کہ شعبہ اپنے لئے اللہ سے استغفار نہیں کرتے تھے۔ شعبہ نے عن ابن طاؤس عن ابیہ عن ابن عمر روایت کیا ہے کہ نبیؐ نے فرمایا چوپائیوں کو بھاگنے پر مارو مگر پھسلنے پر نہ مارو۔

فرع: چوپایہ جب طاقتور ہو تو اپنے پیچھے آدمی بیٹھانا درست ہے۔ اگر طاقت نہ رکھتا ہو تو درست نہیں۔ صحیحین میں اسامہ بن زید سے روایت ہے کہ نبیؐ نے اس کو عرفات سے مزدلفہ تک اپنے پیچھے بٹھایا۔ پھر مزدلفہ سے منیٰ تک فضل بن عباس کو پیچھے بٹھایا۔ اور نبیؐ نے معاذؓ کو کجاوے پر پیچھے بٹھایا اور آپ نے اس کو ایک گدھے پر پیچھے بٹھایا۔ عبدالرحمٰن بن ابی بکر کو حکم دیا کہ اپنی بہن عائشہؓ کو تنعیم سے عمرہ کرالائے تو اس نے اپنی سواری پر پیچھے بٹھایا۔

صفیہ ام المومنین کو خیبر میں شادی کے وقت اپنے پیچھے سوار کیا۔ جب چوپائے والا کسی کو پیچھے سوار کرائے تو وہ آگے بیٹھنے کا زیادہ حق دار ہے۔ دوسرے آدمی کو پیچھے بٹھائیے۔ اگر چوپائے کا مالک دوسرے آدمی کی جلالت کی وجہ سے پیچھے بیٹھے تو جائز ہے۔ جن لوگوں کو نبیؐ نے پیچھے بٹھایا وہ تقریباً ۳۳ ہیں۔ عقبہ بن عامر جہنی کو ان لوگوں میں ذکر نہیں کیا۔ اور علماء سیرت اور حدیث میں سے کسی نے بھی اس کو پیچھے سوار کرنے کا ذکر نہیں کیا۔ اور طبرانی نے جابر سے روایت کیا ہے کہ آپؐ نے تین آدمیوں کے اکٹھا جانور پر سوار ہونے سے منع کیا ہے۔

فرع: ہمارے اصحاب نے کہا کہ چوپائیوں اور پرندوں میں سے جن کا گوشت کھانا درست نہیں ہے۔ اگر اس میں صرف مضرت کا پہلو ہو تو اس کو مارنا محرم کے لئے درست ہے جیسے پانچ فواسق اور بھیڑیا' شیر' چیتا' گدھ' چیل' پسو' جوں' بھڑ' مچھر' چچڑی وغیرہ کا مارنا جائز ہے۔

اگر ان میں کوئی نفع بھی ہو اور ضرر بھی جیسے چیتا' سکھایا ہوا کتا' عقاب' باز' شکرا وغیرہ۔ ان کو قتل کرنا بہتر نہیں کیونکہ ان میں فائدہ بھی ہے اور مضرت ہونے کی وجہ سے مکروہ بھی نہیں ہے۔ کیونکہ یہ حملہ آور ہو کر لوگوں کی موت اور چیرنے پھاڑنے کا سبب بن سکتے ہیں۔

Marfat.com

اور اگر ان میں کوئی نفع یا ضرر نہ ہو۔ جیسے گبریلا' کیڑے مکوڑے' اور سبز پرندہ اور کیکڑہ' چھپکلی' مکھی' کچھوا وغیرہ ان کو مارنا مکروہ ہے۔ اور جمہور کے قطعی فیصلہ کے مطابق حرام نہیں ہے۔

امام شافعیؒ نے ایک شاذ وجہ بیان کی ہے کہ پرندوں کو قتل کرنا حشرات کے علاوہ حرام ہے۔ کیونکہ یہ فضول اور بلا ضرورت ہے۔

اور وہ دابۃ الارض جس کا ذکر اللہ نے سورۂ سبا میں کیا ہے وہ دیمک ہے بعض نے کہا وہ لکڑی کا کیڑا ہے۔ اللہ فرماتا ہے:
﴿فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَادَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهٖۤ اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ﴾ یعنی جب ہم نے سلیمانؑ پر موت کا فیصلہ کر دیا تو اس کے بارے میں جنوں کو صرف دیمک نے ہی بتایا جو ان کے عصا کو کھاتی رہی۔

اس کا سبب یہ ہے کہ سلیمانؑ نے جنوں کو ایک محل بنانے کا حکم دیا انہوں نے اسے بنایا تو آپ اس میں چھپ کر داخل ہو گئے۔ تا کہ ان کا دل ایک دن زمانے کی گندگی سے خالی رہے تو ان کے پاس ایک نوجوان آ گیا۔ آپ نے کہا تو بغیر اجازت کے کیسے اندر آ گیا۔ اس نے کہا میں اجازت سے داخل ہوا ہوں آپ نے اس سے پوچھا تجھے کس نے اجازت دی؟ اس نے کہا اس گھر کے مالک نے۔ تو سلیمانؑ جان گئے کہ یہ ملک الموت ہے اور روح قبض کرنے کے لئے آیا ہے۔ تو آپ کہنے لگے۔ یہ وہ دن ہے جس میں میں نے آرام چاہا۔ تو اس نے کہا آپ نے وہ چیز مانگی جو پیدا نہیں کی گئی۔ آپ نے عصا پر اچھی طرح ٹیک لگائی۔ جبکہ بیت المقدس کی تعمیر مکمل ہونے میں ایک سال باقی تھا۔ تو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے جنوں اور انسانوں کے ذریعے مکمل کرانے کی دعا کی۔ وہ دو دو تین تین مہینے خلوت نشینی میں رہا کرتے تھے۔ تو لوگ سمجھتے تھے کہ آپ اپنے رب کی عبادت کر رہے ہیں۔ ان کی روح قبض کر لی گئی اور جن علم غیب کا دعویٰ بھی کرتے تھے۔ جب آپ کی روح قبض ہو گئی تو جن اپنی عادت کے مطابق کام کرتے رہے۔ کہا گیا ہے کہ ملک الموت نے آپ کو یہ بتا دیا تھا کہ آپ کی عمر ایک سال باقی رہ گئی ہے تو آپ نے جنوں کو بلایا تو انہوں نے آپ کے لئے ایک محل بنا دیا آپ اس میں اپنے عصا پر تکیہ لگا کر نماز پڑھنے لگے۔ آپ تکیہ لگائے ہوئے ہی فوت ہو گئے اور شیاطین آپ کی محراب کے آس پاس جمع تھے۔ ان میں سے کوئی بھی آپ کو نماز میں دیکھتا تو جل جاتا ایک جن آپ کی طرف گیا تو اس نے آپ کی آواز نہ سنی۔ وہ واپس چلا گیا۔ پھر اس نے آپ کو سلام کہا۔ پھر بھی اس کو آواز نہ آئی پھر اس نے دیکھا کہ وہ تو فوت ہو کر گر پڑے ہیں۔ تو انسانوں کو پتہ چل گیا کہ اگر یہ جن غیب جانتے ہوتے تو ایک سال تک عذاب میں مبتلا نہ رہتے۔ آپ کی عمر ۵۳ سال تھی۔ منساۃ عصا کو کہتے ہیں۔ یہ خروب کا بنا تھا۔

واقع یوں ہے کہ آپ بیت المقدس میں عبادت کرتے تو اس کی محراب میں ہر سال ایک درخت پیدا ہوتا تو آپ اس سے پوچھتے تیرا کیا نام ہے وہ درخت کہتا میرا نام یہ ہے۔ آپ اس سے پوچھتے تو کس لئے ہے؟ تو وہ کہتا میں فلاں کام کے لئے ہوں' تو آپ اس کے متعلق حکم دیتے تو وہ اکھیڑ دیا جاتا۔ اگر وہ دوبارہ بونے سے اگتا ہوتا تو اس کو دوسری جگہ لگا دیتے۔ اگر کسی دواء کے لئے ہوتا تو اس کو لکھ لیتے۔ ایک دفعہ اپنے سامنے ایک درخت دیکھا اس سے پوچھا تیرا نام کیا ہے؟ اس نے کہا میں خروبہ ہوں اور میں تیری بادشاہی کو خراب کرنے کے لئے نکلا ہوں۔ تو آپ کو پتہ چل گیا کہ میری موت کا وقت آ گیا ہے۔

تو آپ نے تیاری شروع کر دی اور ایک عصا بنا لیا۔ اور ایک سال کا زاد راہ بھی طلب کر لیا۔ اور جن یہ سمجھتے تھے کہ آپ رات

Marfat.com

کو کھاتے ہیں اور اللہ کی تقدیر مقرر ہے۔ بیت المقدس کے بنانے کی ابتداداؤدؑ نے کی۔ وہ آدمی کے قد کے برابر اس کی تعمیر کر کے فوت ہو گئے تھے۔ جب سلیمانؑ ان کے خلیفہ بنے تو انہوں نے اس کو پورا کرنا چاہا اور جنوں اور شیطانوں کو اکٹھا کیا اور ان کے کام ان کو بانٹ کر دے دیئے۔ اور ہر جماعت کو ایک مخصوص کام دے دیا جس کو وہ سرانجام دے جنوں اور شیطانوں کو رخام اور سفید مہا لانے کا حکم دیا اور رخام وصفاح پتھر کے ساتھ شہر بنانے کا حکم دیا۔ اور اس کے بارہ حصے بنا دیئے اور ہر حصے میں ایک خاندان اتار دیا۔ جب شہر بنا کر فارغ ہوئے تو مسجد کی تعمیر شروع کر دی پھر انہوں نے شیاطین کے ٹولوں کو سونا چاندی' یاقوت' دھاتوں سے نکالنے کا حکم دیا۔ اور صاف موتی سمندر سے اور جواہر اور رخام اپنی جگہوں سے نکالنے کا حکم دیا۔ اور ایک جماعت کو کستوری اور عنبر اور دیگر خوشبوئیں لانے کا حکم دیا۔ تو آپ کے پاس اتنی چیزیں لائی گئیں کہ جن کو صرف اللہ ہی شمار کر سکتا ہے۔ پھر کاریگروں کو بلایا پھر حکم دیا کہ ان بڑے پتھروں کو چیر کر تختیاں بنائی جائیں اور یاقوتوں اور موتیوں میں سوراخ کرنے کا حکم دیا۔ اور جواہر کی اصلاح کا حکم دیا تو سفید اور زرد رخام کے ساتھ مسجد بنائی گئی۔ اور صاف مہا کے ستون بنائے گئے۔ اور قیمتی جواہر کی تختیوں سے اس کی چھت بنائی گئی۔ اور اس کی چھتوں اور دیواروں پر موتی اور یواقیت اور جواہر جڑے ہوئے رکھے گئے۔ اور اس کی فرش پر فیروزج کی تختیاں بچھائی گئیں۔ اس وقت زمین پر اس مسجد سے زیادہ بارونق اور بانوار گھر کوئی نہیں تھا۔ بیت المقدس اندھیرے میں ایسے چمکتا جیسے اندھیری رات میں چودھویں کا چاند چمکتا ہے۔ جب اس سے فارغ ہوئے تو علمائے بنی اسرائیل کو اکٹھا کیا اور کہا کہ اس کو صرف اللہ نے بنایا ہے اور اس دن کو عید بنایا گیا۔

فائدہ: بعض علماء نے کہا ہے کہ اللہ نے جنوں کو سلیمانؑ کے تابع کیا اور ان کو ان کی اطاعت کا حکم دیا۔ اور جنوں کے اوپر ایک فرشتہ مقرر کر دیا جس کے ہاتھ میں آگ کا کوڑا ہوتا تھا۔ جو ان میں سے سلیمانؑ کے حکم کی خلاف ورزی کرتا تو فرشتہ اس کو مار کر جلا دیتا۔

اہل تفسیر کہتے ہیں اللہ نے سلیمان کے لئے تانبے کا چشمہ چلا دیا تھا جو تین دن اور تین راتیں پانی کی طرح چلتا رہا یہ چشمہ یمن میں تھا اور آج جو لوگ تانبا' استعمال کر رہے ہیں یہ اس وقت کا تانبا ہے جس کو سلیمانؑ کے لئے نکالا گیا تھا۔

حاکم نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ نبیؐ نے فرمایا کہ سلیمانؑ جب اپنے مصلّٰی پر کھڑے ہوتے تو اپنے سامنے ایک درخت اگا ہوا دیکھتے تو اس کو پوچھتے تیرا کیا نام ہے۔ وہ کہتا فلاں نام ہے۔ تو آپ پوچھتے تو کس لئے ہے۔ وہ کہتا میں فلاں فلاں کام کے لئے ہوں۔ جب کسی دوا کے لئے ہوتا تو اس کو لکھ لیتے اگر گاڑنے کے لئے ہوتا تو گاڑ دیتے۔ ایک دفعہ نماز پڑھ رہے تھے کہ اچانک ایک درخت دیکھا تو اس سے پوچھا تیرا نام کیا ہے۔ اس نے کہا خروب' اس سے آپ نے پوچھا تو کس لئے ہے۔ اس نے کہا میں اس گھر کی خرابی ہوں۔ اس وقت سلیمانؑ نے یہ دعا کی اے اللہ جنوں سے میری موت پوشیدہ رکھ تاکہ انسانوں کو پتہ چل جائے کہ جن غیب نہیں جانتے۔ پھر انہوں نے ایک عصا بنوایا اور اس پر ٹیک لگالی۔ اس کو دیمک کھانے لگی۔ آخر کار وہ گر پڑے تو تب جنوں کو پتہ چلا کہ یہ ایک سال پہلے کے فوت ہو چکے ہیں اور انسانوں کو پتہ چل گیا کہ جن اگر غیب جانتے ہوتے تو اس ذلت کے عذاب میں ایک سال تک ہرگز نہ رہتے۔ ابن عباسؓ اس آیت کو اسی طرح پڑھتے ہیں۔ تو جنوں نے دیمک کا شکریہ ادا کیا۔

وہ دیمک اس عصا کے پاس مٹی اور پانی لاتی وہ جہاں پر بھی ہوتے۔ امام حاکم فرماتے ہیں یہ صحیح الاسناد ہے۔

اور وہ چوپایہ جو قیامت کی علامات میں سے ہے تو ابن عمرؓ نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں فرمایا ہے ﴿وَ اِذَا

Marfat.com

وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ. ﴾ کہ جب لوگ نیکی کا حکم نہیں دیں گے اور برائی سے نہیں روکیں گے تو یہ دابہ اس وقت نکلے گا۔ بعض لوگوں نے کہا کہ اس چوپائے کی لمبائی ساٹھ ہاتھ ہوگی اس کے پاؤں اور بال بھی ہوں گے۔ بعض لوگوں نے کہا کہ یہ خلقت میں مختلف جانوروں کے مشابہ ہوگا۔ کوہ صفا کو اس کے لئے پھاڑا جائے گا یہ مزدلفہ کی رات کو نکلے گا جبکہ لوگ منیٰ کی طرف جا رہے ہوں گے بعض لوگوں نے کہا کہ یہ پتھر سے نکلے گا۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ طائف کی زمین سے نکلے گا۔ اور اس کے پاس موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی اور سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی ہوگی اس کو پکڑنے والا اس کو پکڑ نہیں سکے گا اور نہ کوئی بھاگنے والا اس کو عاجز کر سکے گا۔ مومن کو اپنی لاٹھی کے ساتھ مارے گا اور اس کے چہرے پر مومن لکھ دے گا اور کافر پر انگوٹھی کے ساتھ مہر لگائے گا اور اس کے چہرے پر کافر لکھ دے گا۔ اسی طرح حاکم نے اس کو مستدرک کے آخر میں عن ابی ہریرۃؓ عن النبی ﷺ بیان کیا۔ اور اس میں عن ابی الطفیل عن ابی شریح عن النبی ﷺ مروی ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ دابۃ زمانے میں تین دفعہ نکلے گا پہلی مرتبہ وہ یمن سے نکلے گا تو اس ذکر دیہات میں پھیل جائے گا اور اس کا ذکر مکہ میں نہیں ہوگا پھر لمبا زمانہ گزر جائے گا تو یہ دوسری مرتبہ مکہ کے قریب سے نکلے گا تو اس کا ذکر دیہاتوں میں پھیل جائے گا اور مکہ میں بھی داخل ہو جائے گا پھر ایک لمبا زمانہ گزرے گا کہ لوگ کسی وقت میں اللہ کی مسجدوں میں سے سب سے عظیم حرمت والی اور محبوب اور معزز ترین مسجد یعنی مسجد حرام میں ہوں گے تو وہ اس وقت ان کو خوفزدہ کرے گا جب کہ وہ مسجد کے ایک کونے یعنی رکن اور باب بنی مخزوم کے درمیان ہوگا تو لوگ اس سے بھاگیں گے لیکن مسلمانوں کا ایک گروہ اس کے لئے ٹھہرا رہے گا کیونکہ وہ جانتے ہوں گے کہ وہ اس کو عاجز نہیں کر سکیں گے تو وہ ان کے سروں سے مٹی جھاڑے گا۔ تو ان کے چہروں کو وہ صاف کر دے گا یہاں تک وہ چمکدار ستاروں کی طرح ہو جائیں گے پھر وہ زمین میں چلا جائے گا۔ کوئی تلاش کرنے والا اس کو پکڑ نہیں سکے گا اور کوئی بھاگنے والا اس کو عاجز نہیں کر سکے گا۔ یہاں تک کہ آدمی نماز کے ذریعے اس سے پناہ چاہے گا تو وہ اس کے پیچھے سے آئے گا اور کہے گا اے فلاں تو اب نماز پڑھ رہا ہے وہ آدمی اس کی طرف مڑ کر دیکھے گا تو وہ اس کے چہرے پر نشان لگا کر چلا جائے گا۔ تو لوگ اپنے ہمسائے بنائیں گے اور اپنے اسفار میں ساتھی بنائیں گے اور اپنے مالوں میں بھی دوسروں کو شریک کر لیں گے مومن اور کافر علیحدہ علیحدہ پہچان لئے جائیں گے۔ یہاں تک کہ کافر کہے گا کہ اے مسلمان مجھے میری چیز ادا کر اور مسلمان کافر سے کہے گا اے کافر تو میری چیز ادا کر۔

سہیلی نے روایت کیا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے سوال کیا کہ مجھے وہ جانور دکھا جو لوگوں سے کلام کرے گا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو زمین سے نکالا تو موسیٰ علیہ السلام نے اس کو ایک نظر دیکھا تو ڈر گئے اور کہا اے رب اس کو واپس لوٹا دے تو اللہ تعالیٰ نے اس کو واپس لوٹا دیا اس چوپائے کا نام اقصد ہے اس بات کو محمد بن حسن مقری نے اپنی تفسیر میں اسی طرح بیان کیا ہے۔

روایت کیا جاتا ہے کہ یہ دابہ اس وقت نکلے گا جب بھلائی بالکل ختم ہو جائے گی نہ نیکی کا حکم دیا جائے اور نہ برائی سے روکا جائے گا نہ کوئی اللہ کی طرف رجوع کرنے والا ہوگا اور نہ کوئی توجہ کرنے والا۔

حدیث میں آتا ہے کہ دابہ اور مغرب سے سورج کا طلوع ہونا قیامت کی نشانیوں میں سے سب سے پہلی ہیں لیکن ان دونوں میں سے کسی کے پہلے آنے کا تعین نہیں کیا گیا۔ مگر احادیث سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ سورج کا مغرب سے طلوع ہونا بعد میں ہوگا اور یہ بات بھی ظاہر ہوتی ہے کہ دابہ صرف ایک دفعہ ہی نکلے گا۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ تمام چوپایوں کی اقسام جو زمین میں پھیلائی گئی

Marfat.com

ہیں ان میں سے ہر شہر سے ایک چوپایہ نکلے گا۔ یعنی چوپایہ ایک نہیں ہوگا اس بات کی بنیاد پر اللہ تعالیٰ کا فرمان ﴿دابة﴾ اسم جنس ہوگا۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ یہ وہ اژدھا ہے کہ جو کعبے کے اندر تھا۔ اور اس کو ایک عقاب نے اس وقت اچک لیا تھا کہ جب قریش بیت الحرام کو تعمیر کرنے کا ارادہ کرر ہے تھے۔ جب عقاب نے اس کو اٹھایا تو اس کو حجون کے مقام پر پھینک دیا پھر اس کو زمین نے نگل لیا تو یہی وہ چوپایہ ہوگا جو نکل کر لوگوں سے کلام کرے گا۔ اور صفا پہاڑی سے نکلے گا۔

محمد بن حسن مقری کہتے ہیں کہ یہ بات بڑی غریب ہے مگر بیان کرنے والا آدمی اہل علم ہی سے ہے اس لئے ہم نے اس کی بات کو بیان کر دیا۔ قرطبی کہتے ہیں کہ صالح علیہ السلام کی اونٹنی کا بچہ ہوگا۔ کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ جب وہ نکلے گا تو اس کے لئے رغا ہوگا اور رغا صرف اونٹوں کی آواز کو کہتے ہیں۔ لیکن یہ بات بھی غریب ہے۔

میزان میں ذہبی نے جابر جعفی سے روایت کیا ہے کہ وہ کہا کرتا تھا کہ دابۃ الارض سے مراد علی بن ابی طالب ہیں امام ذہبی کہتے ہیں کہ جابر جعفی شیعہ تھا اور رجعۃ کا نظریہ رکھتا تھا کہ علی رضی اللہ عنہ دنیا میں دوبارہ واپس آئیں گے۔

امام ابوحنیفہ کہتے ہیں ہیں کہ میں جابر جعفی سے زیادہ جھوٹے آدمی اور عطا ابن ابی رباح سے زیادہ افضل آدمی سے نہیں ملا۔ امام شافعی کہتے ہیں کہ ہمیں سفیان بن عیینہ نے بتایا کہ ایک دفعہ ہم جابر جعفی کے گھر میں تھے تو اس نے کوئی بات کی تو ہم اس ڈر سے باہر نکل آئے کہ کہیں ہم پر چھت نہ گر پڑے۔

امام دمیری کہتے ہیں اس کے باوجود امام ابوداؤد ترمذی اور ابن ماجہ نے اس سے روایت لی ہے۔ اس کی وفات ۱۶۶ ہجری میں ہوئی۔

علماء نے دابۃ کی تخلیق کی کیفیت کے بارے میں زیادہ اختلاف کیا۔ بعض نے کہا کہ وہ آدمیوں کی خلقت پر ہوگا اور بعض نے کہا کہ تمام حیوانوں کی خلقت اس میں جمع کر دی گئی ہے۔

فائدہ: مفسرین نے اللہ تعالیٰ کے اس قول میں اختلاف کیا ہے: ﴿اَخرَجنَا لَهُم دَآبَّةً مِّنَ الاَرضِ تُكَلِّمُهُم﴾ تو بعض نے کہا کہ وہ دین اسلام کے سوا باقی دینوں کے باطل ہونے کے متعلق بات کرے گا یہ بات سدی نے کہی ہے اور بعض لوگوں نے کہا کہ اس کے کلام کے کرنے کا انداز یہ ہوگا کہ ایک آدمی کے متعلق وہ کہے گا کہ یہ مومن ہے اور دوسرے کے متعلق کہے گا یہ کافر ہے۔ اور بعض نے کہا کہ اس کا کلام اللہ تعالیٰ کا وہ فرمان ہوگا ﴿اِنَّ النَّاسَ كَانُوا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوقِنُونَ﴾ اور وہ عربی میں کلام کرے گا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ چوپایہ نہیں ہوگا اس کی دم ہوگی مگر سانپ کی طرح گویا کہ آپ کا مطلب یہ ہے کہ وہ آدمی ہوگا لیکن اکثر علماء کا خیال ہے کہ وہ چوپایہ ہی ہوگا۔

ابن جریج نے ابوالزبیر سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے چوپائے کا وصف بیان کرتے ہوئے کہا کہ اس کا سر بیل کی طرح ہوگا اور اس کی دونوں آنکھیں خنزیر کی طرح ہوں گی اور اس کے کان ہاتھی کے کانوں کے طرح ہوں گے اور اس کے سینگ بارہ سنگے کی طرح ہوں گے۔ اور اس کا سینہ شیر کی طرح ہوگا۔ رنگ چیتے جیسا ہوگا۔ اس کی کمر بلی کی طرح ہوگی دم مینڈھے کی طرح ہوگی۔ اس کے پاؤں اونٹ کی طرح ہوں گے۔ ہر جوڑ کے درمیان بارہ ہاتھ کا فاصلہ ہوگا۔ ثعلبی نے ابن عمرؓ سے روایت کیا ہے کہ چوپایہ

Marfat.com

صاف پتھر کی شگاف سے نکلے گا اور تین دن گھوڑے کی طرح چلے گا مگر پھر بھی اس کا ثلث ان دنوں میں باہر نہیں آیا ہوگا۔

حذیفہ بن الیمان سے روایت کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دابہ مسجدوں میں سے عظیم مسجد جو اللہ کے نزدیک حرمت والی ہے اس میں سے نکلے گا اس دوران عیسیٰ علیہ السلام کعبے کا طواف کر رہے ہوں گے اور دوسرے مسلمان بھی ان کے ساتھ ہوں گے تو زمین ان کے نیچے سے حرکت کرنے لگی گی صفا پہاڑ سعی کی جگہ کے قریب سے پھٹ جائے گا اور اس میں سے دابہ نکل آئے گا سب سے پہلے صفا پہاڑی سے اس کا سر ظاہر ہوگا جس پر اون اور بال ہوں گے نہ کوئی پیچھا کرنے والا اس کو پکڑ سکے گا اور نہ کوئی بھاگنے والا اس سے بچ سکے گا وہ لوگوں کو مومن اور کافر کی مہریں لگائے گا۔ مومن کے چہرے کو وہ اس طرح روشن کردے گا گویا کہ وہ چمکتا ہوا ستارہ ہے اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان میں مومن لکھ دے گا اور کافر کے چہرے میں ایک کالا نقطہ چھوڑ دے گا اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کافر لکھ دے گا۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے احرام کی حالت میں صفا پہاڑی کو اپنی لاٹھی سے کھٹکھٹایا اور فرمایا بے شک دابہ میری اس لاٹھی کی آواز سن رہا ہے۔ اور عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ دابہ ابو قبیس کی گھاٹی میں سے نکلے گا اس کا سر بادل میں ہوگا اور دو ٹانگیں زمین میں ہوں گی۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اجیاد کی گھاٹیاں بہت بری گھاٹیاں ہیں آپ نے یہ بات دو یا تین مرتبہ فرمائی پوچھا گیا یا رسول اللہ! وہ بری کیوں ہیں آپ نے فرمایا اس لئے کہ ان میں سے دابہ نکلے گا تو وہ تین مرتبہ چیخے گا جس کو زمین کے دونوں کناروں کے درمیان جو بھی ہوگا سب سن لے گا بعض نے کہا۔ کہ اس کا چہرہ انسان کی طرح ہوگا اور اس کی باقی خلقت پرندے کی طرح ہوگی جو بھی اس کو دیکھے گا تو یہ اس کو کہے گا کہ مکہ والے محمد ﷺ پر اور قرآن پر یقین نہیں رکھتے تھے۔

فرع: کسی نے کسی آدمی کے لئے چوپائے کی وصیت کی ہو تو اس میں گھوڑا' خچر اور گدھا شامل ہوگا۔ اس لئے کہ لغت میں دابہ اسی کو کہتے ہیں جو زمین پر چلے۔ پھر یہ لفظ چار ٹانگوں والوں پر معروف ہو کر رہ گیا اس لئے وصیت عرف کے مطابق پوری کی جائے گی۔ جب کسی ایک شہر میں عرف ثابت ہو جائے تو تمام شہروں میں عمومی طور پر اسی پر عمل ہوگا۔ جیسے اگر کسی آدمی نے قسم کھائی کہ وہ دابہ پر سوار نہیں ہوگا' پھر اگر کسی کافر پر سوار ہوا تو حانث نہیں ہوگا اگرچہ اللہ تعالیٰ نے کافر کو بھی دابہ کہا ہے۔ اسی طرح اگر کسی نے روٹی نہ کھانے کی قسم کھائی تو اگر اس نے چاولوں کی روٹی کھالی تو صحیح مذہب کے مطابق ملک طبرستان میں وہ حانث ہو جائے گا اور یہی بات نص سے ثابت ہے۔

ابن سریج کہتے ہیں کہ امام شافعی نے یہ بات اہل مصر کے عرف کے مطابق کہی ہے ان کی تمام سواریوں میں دابہ کے لفظ کا استعمال اگر صرف گھوڑے پر ہوتا ہو جیسے ملک عراق تو وہاں پر گھوڑا ہی دیا جائے گا۔ لیکن اگر اس نے یہ وصیت مصر میں کی ہو تو صرف گدھا ہی دیا جائے گا اس بات کو انہوں نے بحر میں کہا ہے دابہ کے لفظ میں چھوٹا بڑا مذکر مؤنث صحیح سلامت اور عیب والا سب شامل ہیں۔ متولی کہتے ہیں۔ کہ اس میں وہ جانور شامل نہیں ہے کہ جس پر سوار ہونا ممکن نہ ہو۔ جانور کے اوپر دیر تک بغیر حاجت ٹھہرے رہنا مکروہ ہے اس طرح ضرورت کے وقت اس سے نہ اترنا بھی مکروہ ہے جیسا کہ سنن ابی داؤد اور بیہقی کی حدیث میں ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنے چوپایوں کی پشتوں کو ممبر نہ بناؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو

Marfat.com

تمہارے تابع فرمان اس لئے کیا ہے تا کہ وہ تم کو ایسے شہروں تک پہنچا دیں جہاں تک تم بغیر مشقت کے نہیں پہنچ سکتے اور تمہارے لئے زمین کو قرار کی جگہ بنایا ہے۔ پس تم اس پر اپنی حاجات پوری کرو۔ جانور کے اوپر اپنے ضرورت کے پورا ہونے تک سوار رہنا جائز ہے جیسا کہ مسلم ابوداؤد ونسائی نے ام الحصین الاحمسیۃ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ میں نے نبیؐ کے ساتھ حجۃ الوداع کا حج کیا تو میں نے اسامہ اور بلال میں سے کسی ایک کو دیکھا کہ وہ نبیؐ کی اونٹنی کی نکیل پکڑے ہوئے ہے اور دوسرا اپنے کپڑے کو اٹھا کر آپ کو گرمی سے بچا رہا ہے یہاں تک کہ آپ نے جمرہ عقبہ کو کنکریاں پھینکی اسی طرح اس روایت کو احمد حاکم اور ابن حبان نے روایت کیا اور اس کو صحیح قرار دیا ہے۔ شیخ عزالدین بن عبدالسلام نے فتاویٰ موصلیہ میں کہا ہے کہ کھڑے جانوروں پر سواری کرنا اس لئے منع ہے کہ جب وہ بغیر کسی سے وجہ ہو۔ جہاں تک کسی صحیح مقصد کے لئے دیر تک سوار رہنے کا سوال ہے تو یہ کبھی کبھی مندوب ہوتا ہے جیسے عرفہ میں ٹھہرنا اور کبھی کبھی واجب ہوتا ہے جیسے مشرکوں سے لڑائی کرتے ہوئے صفوں میں کھڑا ہونا اور ہر اس آدمی سے لڑائی کے وقت کہ جس سے لڑنا واجب' اور اسی طرح جہاد میں دشمن کے حملے کے خوف کے وقت نگرانی کرنا۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں۔

ام الحصین کی حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ محرم زمین پر اتر کر سایے کی جگہ میں سایہ لے سکتا ہے اور چوپائے کی پشت پر سوار ہونے کی حالت میں بھی سایہ حاصل کر سکتا ہے۔ اکثر اہل علم نے اس میں رخصت دی ہے لیکن مالک بن انس اور احمد اس بات کو مکروہ سمجھتے ہیں کہ محرم سواری کی حالت میں سایہ لے۔ جیسا کہ امام احمد نے ابن عمرؓ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے ایک آدمی کو دیکھا کہ جس نے اپنی سواری کے اوپر دوشاخہ لکڑی رکھی ہوئی تھی اور اس پر اس نے کپڑا ڈال رکھا تھا حالانکہ وہ محرم تھا تو ابن عمرؓ نے اس سے کہا کہ تو اس ذات کے سامنے آ جا جس کے لیے تو نے احرام باندھا یعنی سورج سے پردہ ہٹا دے۔

اور نبیؐ کے اس فرمان کہ تم جانوروں کی پشتوں کو منبر نہ بناؤ کا مطلب یہ ہے کہ تم بغیر کسی ضرورت کے ان کی پشتوں پر ٹھہرے نہ رہو۔ ریاستی کہتے ہیں کہ میں نے احمد بن معدل کو موقف میں دیکھا کہ جس دن بڑی سخت گرمی پڑ رہی تھی اور انہوں نے سورج سے پردہ نہیں کیا تھا تو میں نے ان سے کہا اے ابوالفضل یہ ایسا معاملہ ہے کہ جس میں لوگوں نے اختلاف کیا ہے تو اچھا ہوتا کہ آپ وسعت پر عمل کرتے تو انہوں نے یہ شعر پڑھا۔

ضحیت لہ کی استظل بظلہ اذا الظل اضحی فی القیامۃ قالصا

''میں اس کے سامنے آ گیا تا کہ قیامت کے دن اس کے سائے سے سایہ حاصل کروں جبکہ قیامت کے دن سایہ سکڑ جائے گا۔''

فوا اسفا ان کان سعیک باطلا ویا حسرتا ان کان حجک ناقصا

''کتنے افسوس کی بات اگر تمہاری کوشش بے کار چلی جائے اور کتنی حسرت ناک بات ہے جب تیرا حج ناقص رہ جائے۔''

یہ احمد بن معدل بصری اور مالکی المذہب ہیں بصرہ کے زاہدوں اور عالموں میں ان کا شمار ہوتا ہے اس کا بھائی عبدالصمد بن معدل ایک ماہر شاعر تھا۔

Marfat.com

داجن

وہ بکری جس کو لوگ گھروں میں پالتے ہیں اسی طرح گھریلو اونٹنی اور کبوتروں کو بھی داجن کہتے ہیں اس کی مونث داجنہ اور جمع دواجن آئی ہے۔

اہل لغت کہتے ہیں کہ دواجن البیوت وہ ہوتے ہیں کہ جن کو پرندوں اور بکریوں وغیرہ میں سے پالا جائے۔ کہتے ہیں دجن فی بیتہ جب وہ اپنے گھر میں ہی ٹھہرا رہے۔ ابن السکیت کہتے ہیں شاۃ داجن وراجن اس وقت کہتے ہیں۔ کہ جب جانور گھروں سے مانوس اور مالوف ہو جائے۔ اور بعض عرب داجن کو ہاء کے ساتھ بولتے ہیں۔ اور اسی طرح بکریوں کے علاوہ شکاری کتوں کو بھی داجن کہتے ہیں۔ جوہری نے لبید کا اس پر ایک شعر بھی کہا ہے۔ ابن السکیت کہتے ہیں کہ ابو داجنہ سماک بن خرشہ کی کنیت ہے اس کا ذکر ان شاء اللہ قنفذ میں آئے گا۔

صحیح مسلم میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میمونہ نے ان کو بتایا کہ نبی ﷺ کی ایک بیوی کی ایک بکری تھی تو وہ مر گئی نبی ﷺ نے فرمایا کہ تم نے اس کی کھال کیوں نہیں لے لی تا کہ تم اس سے فائدہ اٹھاتے۔ صحیح مسلم اور سنن اربعہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ آیت رجم نازل ہوئی اور بڑے آدمی کو دس دفعہ دودھ پلانے کی آیت نازل ہوئی اور یہ باتیں ایک صحیفے میں لکھی ہوئی تھیں جو میری چارپائی کے نیچے تھا۔ جب نبی ﷺ فوت ہوئے اور ہم آپ کی موت میں مشغول ہو گئے تو ایک بکری آئی اور وہ اس کو کھا گئی اور انہیں کی حدیث میں یہ بھی لکھا ہے کہ ہمارے پاس ایک بکری تھی۔ جب نبی ﷺ ہمارے پاس ہوتے تو وہ بکری وہیں ٹھہری رہتی اور جب آپ نکل جاتے تو وہ بھی آتی کبھی جاتی۔ حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو لعنت کرے جس نے بکری کو مثلہ کیا۔ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عضباء بھی داجن تھی۔ اس کو کسی حوض اور گھر سے روکا نہیں جاتا تھا اور یہ نبی ﷺ کی اونٹنی تھا۔ گزشتہ واقعہ والی حدیث میں یہ الفاظ ہیں کہ بکری داجن آتی اور وہ اس کے آٹے کو کھا جاتی۔

تتمہ: دجین بن ثابت۔ ابو الغصن یربوعی البصری ہیں انہوں نے اسلم مولی عمرو بن ہشام بن عروہ بن زبیر سے روایت لی ہے۔ ان کے بارے میں ابن معین کہتے ہیں کہ اس کی حدیث کوئی چیز نہیں ہے۔ ابو حاتم اور ابو زرعہ کہتے ہیں کہ یہ ضعیف ہے۔ نسائی کہتے ہیں کہ یہ ثقہ نہیں ہے دارقطنی وغیرہ نے کہا ہے کہ یہ قوی نہیں ہے ابن عدی کہتے ہیں کہ ہمیں ابن معین سے بیان کیا گیا ہے کہ دجین اصل میں۔ جحا ہے بخاری کہتے ہیں کہ دجین بن ثابت اصل میں ابو الغصن ہے اس نے مسلمہ اور ابن مبارک سے سنا ہے اور اس سے وکیع نے روایت کیا ہے عبد الرحمٰن بن مہدی کہتے ہیں کہ ہم سے ایک دفعہ دجین یعنی جحا نے کہا ہے۔ حدثنی مولی لعمر بن عبد العزیز تو ہم نے اس سے کہا کہ مولی عمر بن عبد العزیز نے نبی ﷺ کا زمانہ نہیں پایا تو وہ کہنے لگا وہ تو اسلم مولی عمر بن الخطاب ہے۔ عبد الرحمٰن کہتے ہیں ہم نے عمر سے کہا کہ کیا وجہ ہے کہ تو ہم کو نبی ﷺ کی حدیث بیان نہیں کرتا تو وہ کہنے لگا' میں ڈرتا ہوں کہ مجھ سے کمی یا بیشی نہ ہو جائے اور میں نے نبیؐ سے سنا ہے: کہ آپ فرما رہے تھے کہ جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے۔

Marfat.com

حمزہ اور میدانی نے امثال میں کہا ہے کہ جحا فزارہ قبیلے کا ایک آدمی تھا۔ اس کی کنیت ابوالغصن تھی اور وہ تمام لوگوں میں سے زیادہ احمق تھا۔ اس کی حماقتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ایک دن موسیٰ بن عیسیٰ الہاشمی اس کے پاس سے گزرے جبکہ وہ کوفہ کی پچھلی جانب ایک جگہ کھود رہا تھا تو موسیٰ نے اس سے کہا' ابوالغصن! تجھے کیا ہو گیا تو کیوں زمین کھود رہا ہے وہ کہنے لگا میں نے صحراء میں چند درہم دفن کئے تھے اب مجھے اس جگہ کا پتہ نہیں چل رہا۔ تو موسیٰ نے اس سے کہا۔ تجھے چاہیے تھا کہ تو اس جگہ کوئی علامت رکھ دیتا وہ کہنے لگا میں نے علامت رکھی تھی۔ موسیٰ نے کہا کیا علامت رکھی تھی اس نے کہا آسمان میں ایک بادل تھا جو اس جگہ سایہ کئے ہوئے تھا۔ اور اب میں نہیں جانتا کہ علامت لگائی ہوئی جگہ کون سی ہے۔

اس کی حماقتوں میں سے یہ بھی ہے کہ ایک دن منہ اندھیرے وہ اپنے گھر سے نکلا تو اس کو اپنے مکان کی دہلیز پر ایک لاش ملی اس کو اٹھا کر اس نے ایک کنوئیں میں ڈال دیا۔ جب اس کے باپ کو اس بات کا پتہ چلا تو اس نے لاش کو وہاں سے نکال کر دفن کر دیا۔ پھر ایک مینڈھے کو مار کر کنوئیں میں ڈال دیا مقتول کے گھر والے کوفے کی گلیوں میں مقتول کو تلاش کر رہے تھے۔

تو ان کو جحا مل گیا اور کہنے لگا کہ ہمارے گھر میں ایک مقتول آدمی ہے۔ تم دیکھ لو شاید تمہارا آدمی ہو تو وہ اس کے مکان کی طرف چل پڑے پھر جحا کو کنوئیں میں اتارا جب اس نے مینڈھے کو دیکھا تو پکارنے لگا کیا تمہارے ساتھی کے سینگ تھے تو لوگ ہنس پڑے اور واپس چلے گئے۔

اس کی حماقتوں میں سے یہ بھی ہے کہ ایک دفعہ ابومسلم خراسانی صاحب الدعوہ کوفہ میں آیا تو اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا کہ تم میں سے جحا کو کون جانتا ہے تا کہ اس کو میرے پاس بلائے تو یقطین نے کہا کہ میں پہچانتا ہوں پھر وہ گیا اور اس کو بلا لایا جب وہ مجلس میں داخل ہوا تو دیکھا کہ وہاں پر ابومسلم اور یقطین سے سوا کوئی نہیں ہے تو کہنے لگا اے یقطین تم میں ابومسلم کون ہے۔

جحا غیر منصرف اسم ہے کیونکہ یہ جاح سے معدول ہے۔ جیسا کہ عمر عامر سے اور جحا تجو جو اُس وقت کہتے ہیں جب کوئی تیر پھینکے۔

الدارم

سیپی کو کہتے ہیں یہ بات ابن سیدہ نے کہی ہے اس کا بیان ان شاء اللہ باب القاف میں آئے گا۔

الدبی

اس کا تلفظ دال کی فتح اور باء کی تخفیف کے ساتھ ہے۔ ٹڈی کو اڑنے سے پیشتر دبا کہتے ہیں۔ شاعر کہتا ہے۔

کان خوف قرطھا المعقوب   علی دباۃ و علی یعسوب

''اس کی بالی کا سوراخ ٹڈیوں اور شہد کی مکھیوں کا جانشین بن گیا ہے۔''

اور ارض مدبنہ۔ بہت زیادہ ٹڈیوں والی جگہ کو کہتے ہیں۔ اور عرب اپنی امثال میں کہتے ہیں۔ اکثر من الدبا یعنی وہ ٹڈیوں سے بھی زیادہ ہیں۔

عائشہؓ کی حدیث میں ہے وہ کہتی ہیں اے اللہ کے رسول ﷺ آپ کے بعد لوگوں کا کیا حال ہوگا تو آپؐ نے فرمایا جیسے ٹڈی

Marfat.com

میں سے طاقتور کمزور کو کھا جاتے ہیں۔ اسی طرح وہ لوگ قیامت تک ہوں گے۔ عام ٹڈی کے متعلق بات پہلے گزر چکی ہے۔

الدب

ریچھ کو کہتے ہیں مونث کو دبۃ کہتے ہیں اس کی کنیت ابو جھینہ ابو الحلاج اور ابو سلمۃ ابو حمید ابو قتادہ ابو اللماس ہے کہا جاتا ہے ارض مدبۃ یعنی ریچھوں والی زمین۔

ریچھ تنہائی پسند ہوتا ہے۔ جب سردی آتی ہے تو اپنے اس سوراخ میں داخل ہو جاتا ہے جو اس نے نشیبی علاقوں میں بنا رکھے ہوتے ہیں اور موسم کے عمدہ ہونے تک وہاں سے نہیں نکلتا۔ جب بھوکا ہوتا ہے تو اپنے ہاتھوں اور پیروں کو چوستا ہے جس سے اس کی بھوک ختم ہو جاتی ہے اور موسم بہار میں بہت موٹا ہو کر باہر نکلتا ہے اس کی عادات مختلف ہوتی ہیں۔ کیونکہ یہ درندوں کی طرح گوشت کھاتا ہے اور جو چیزیں لوگ کھاتے ہیں یہ بھی کھاتے ہیں۔ جب جفتی کا وقت آتا ہے تو نر مادہ کے ساتھ علیحدہ ہو جاتا ہے اور اپنی مونث کو زمین پر لیٹ کر جفتی کرتا ہے اس کا بچہ پیدا ہوتے وقت گوشت کا ایک لوتھڑا ہوتا ہے جس کے اعضا ابھی تک ممیز نہیں ہوئے ہوتے وہ اس کو چیونٹیوں کے ڈر سے ایک جگہ سے دوسری جگہ لے کر بھاگتی رہتی ہے جیسے جھبر کے ضمن میں پہلے گزر چکا ہے۔ اور وہ اس کو چاٹتی بھی رہتی ہے یہاں تک کہ اس کے اعضاء ممیز ہو جاتے ہیں اور وہ سانس لینے لگتا ہے۔

اس کی پیدائش میں بڑی سختی ہوتی ہے۔ بعض اوقات وضع حمل کے وقت وہ ہلاک ہونے کے قریب ہو جاتی ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ منہ کی طرف سے بچہ جنتی ہے اور وہ بچے کو ناقص اس لئے پیدا کر لیتی ہے کیونکہ وہ بہت شہوت والی ہوتی ہے۔ اور اپنی شدت شہوت کی وجہ سے آدمی کو بھی وطی کی دعوت دیتی ہے۔ اس جنس کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ موسم سرما میں موٹے ہو جاتے ہیں اور حرکات کم ہو جاتی ہیں۔ اور اس موسم میں مادہ بچہ جنتی ہے۔

جس جگہ یہ گھٹنے ٹیک کر بیٹھ جاتی ہے پھر وہاں سے چودہ دن تک حرکت نہیں کرتی۔ اس کے بعد وہ حرکت کرنا شروع کرتی ہے۔ جب وہ تھک ہار جاتی ہے تو بچے کو اپنے سامنے ڈال لیتی ہے جب اس کے متعلق اس کو کوئی خوف ہوتا ہے تو اس کو لے کر درختوں پر چڑھ جاتی ہے۔

ادب سیکھنے کے لئے یہ انتہائی سمجھدار ہے لیکن اپنے معلم کا سختی اور سخت مار کے بغیر فرمانبردار نہیں ہوتا۔

شرعی حکم: یہ حرام ہے کیونکہ درندوں کی طرح اپنی کچلیوں سے رزق حاصل کرتا ہے۔ امام احمد فرماتے ہیں اگر اس کی کچلیاں نہ ہوتیں تو اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں تھی۔ کیونکہ اصل میں ساری اشیاء مباح ہوتی ہیں اور حرمت کی کوئی اور وجہ اس میں نہیں پائی جاتی۔

شیر اور ریچھ: امام ابو الفرج ابن الجوزی الاذکیاء کے آخر میں فرماتے ہیں ایک آدمی شیر سے بھاگ کر کنویں میں گر پڑا تو اس کے پیچھے شیر بھی گر پڑا جہاں ایک ریچھ بھی تھا۔ شیر نے اس سے کہا تو کب سے یہاں ہے؟ اس نے کہا چند دنوں سے ہوں اور مجھے بھوک نے مار ڈالا ہے۔ تو شیر نے اس سے کہا ہم دونوں مل کر اس انسان کو کھا جاتے ہیں تا کہ ہم سیر ہو جائیں۔ ریچھ کہنے لگا اگر ہم کو دوبارہ بھوک لگی تو ہم کیا کریں گے۔ میری رائے یہ ہے کہ ہم اس آدمی کو تکلیف نہ دینے کی قسمیں کھائیں تا کہ یہ ہماری اور اپنی

Marfat.com

خلاصی کا کوئی طریقہ سوچے۔ کیونکہ یہ ہم سے زیادہ طاقتور ہے۔ پھر ان دونوں نے قسم کھائی کہ ایسا ہی کریں گے۔ پھر اس آدمی نے ہاتھ سے ٹٹولا تو اس کو ایک سوراخ ملا پھر وہاں سے وہ کھلی فضا میں چلا گیا پھر وہ خود بھی بچ گیا اور ران کو بھی بچالیا۔ مقصد یہ ہے کہ عقل مند آدمی اپنے تمام معاملات میں ہوشیاری کو ہاتھ سے نہ چھوڑے اور اپنی خواہشات کے پیچھے نہ لگے خاص طور پر وہ خواہش جن میں اس کو علم ہو کہ میری ہلاکت ہے۔ بلکہ وہ اپنے امور کے انجام کو نظر میں رکھے اور اس میں سمجھداری سے کام لے۔

ریچھ اور آدمی: قزوینی نے عجائب المخلوقات میں لکھا ہے کہ ایک شیر انسان کی طرف بڑھا تو وہ بھاگ کر ایک درخت میں چھپ گیا۔ تو اچانک اسی درخت کی ٹہنیوں پر ایک ریچھ تھا جو اس کا پھل توڑ رہا تھا۔ جب شیر نے دیکھا کہ وہ درخت کے اوپر ہے تو وہ آکر نیچے بیٹھ گیا اور انسان کے اترنے کا انتظار کرتا رہا۔ وہ آدمی کہتا ہے کہ میں نے ریچھ کی طرف دیکھا تو وہ اپنے منہ کی طرف انگلی سے اشارہ کر رہا تھا کہ خاموش رہو تا کہ شیر کو پتہ نہ چلے کہ میں یہاں ہوں۔ تو میں شیر اور ریچھ کے درمیان حیران ہو کر رہ گیا میرے پاس ایک چھوٹی سے چھری تھی۔ میں نے اس کو نکالا اور اس ٹہنی کو کاٹنے لگا جس پر ریچھ تھا یہاں تک کہ جب وہ تھوڑی سے رہ گئی تو ریچھ اپنے بوجھ کی وجہ سے نیچے گر گیا پھر شیر اس پر کود پڑا اور تھوڑی دیر وہ آپس میں لڑتے رہے یہاں تک کہ شیر اس پر غالب آ گیا اور اس کو چیر پھاڑ کر کھا گیا اور مجھ سے ہٹ گیا۔

ضرب الامثال: یہ بات گزر چکی ہے کہ احمق من جهبر. جھبر مونث ریچھ کو کہتے ہیں۔ اور ان کی اس بات کہ الوط من دب کا مطلب یہ ہے کہ دب نام کا ایک عربی آدمی تھا جو یہ کام اعلانیہ کرتا تھا یعنی لواطت۔ اور یہ اہل عرب کی اس بات کی طرح ہے کہ یہ زین کے تسمہ سے بھی زیادہ لوطی ہے۔ کیونکہ زین کا تسمہ جانور کی دبر سے کبھی نہیں دور ہوتا۔ اور اس طرح یہ بات ہے کہ الوط من راهب شاعر کا ایک قول ہے:

والوط من راهب يدعى ... بان النساء عليه حرام

''اس راہب سے وہ زیادہ لوطی ہے جو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ عورتیں مجھ پر حرام ہیں۔''

طبی فوائد اور خواص: اس کی کچلی دودھ پلانے والی ماں کے دودھ میں ڈال کر بچے کو پلائی جائے تو اس کے دانت آسانی سے نکل آتے ہیں۔ اس کی چربی برص والے پر طلاء کرنے سے برص زائل ہو جائے گی۔ اس کی دائیں کچلی کو کپڑے پر لپیٹ کر بازو پر باندھ لے تو وہ آدمی درندوں سے نہیں ڈرتا۔ اس کو دائمی بخار والا اپنے اوپر لٹکا لے تو ٹھیک ہو جائے گا۔ اس کا پتہ شہد اور بادیان سونف کے عرق میں ملا کر آنکھ میں لگایا جائے تو اس کی تاریکی ختم ہو جاتی ہے اور بال جھڑ کی بیماری والا اگر اس کو بیماری والی جگہ پر لگائے تو بال اگ آئیں گے۔ اور اگر اس کے پتہ کو دو دانق شہد اور پانی کے ساتھ ملا کر پیا جائے تو پھیپھڑے اور بواسیر میں مفید ہے۔ اور ریح کی بیماری ختم ہو جاتی ہے۔ اس کے پتے کو آدمی کی دائیں ران سے باندھا جائے تو وہ آدمی جس سے چاہے جماع کرے اس کو کوئی نقصان نہیں ہوگا۔

اس کا خون آنکھ میں لگانے سے آنکھوں کی پلکوں میں بال نکلنے بند ہو جاتے ہیں اور اگر ان کو نوچنے کے بعد اس کا خون لگائے تو وہ دوبارہ نہیں اگیں گے۔

اس کی چربی کو اگر بدن پر مل لے تو ہر تکلیف سے بچ جائے گا اور اگر ناسور کی جگہ میں چربی بھر دے تو مفید ہوگا اس کی چربی اگر

Marfat.com

کتے کو مل جائے تو وہ پاگل ہو جائے گا۔
اس کے چمڑے کا ٹکڑا اگر بری عادات والے بچے پر لٹکایا جائے تو اس کی بری عادات ختم ہو جائیں گی۔
اس کی دائیں آنکھ خشک کر کے بچے پر لٹکائی جائے تو وہ نیند میں گھبراتا نہیں ہے۔

تعبیر الرؤیا: نیند میں ریچھ کو دیکھنا برائی' کینہ اور فتنہ کی دلیل ہے۔ بعض دفعہ اس کو دیکھنا مکر وفریب پر دلالت کرتا ہے اور اس عورت پر بھی جو کہ وحشی منظر ہو اور لہو لعب میں مبتلا ہو۔ بعض دفعہ اس کا دیکھنا قید اور جیل پر دلالت کرتا ہے۔ کبھی اس کا دیکھنا بیوقوف' چور' حیلہ گر' اور مخنتی دشمن کی دلیل ہے۔

جس نے دیکھا کہ وہ ریچھ پر سوار ہے تو اگر وہ حکومت کا اہل ہوا تو اس کو گھٹیا حکومت ملے گی۔ ورنہ اس کو غم اور خوف لاحق ہوگا پھر اس سے نجات بھی پالے گا۔ بعض دفعہ سفر پر دلالت کرتا ہے جس سے وہ گھر واپس آ جائے گا۔

الدبدب

جنگلی گدھے کو کہتے ہیں یہ بات صاحب ''عباب'' نے کہی ہے اس کا ذکر باب الحا مہملہ میں گزر چکا ہے۔

الدبر

یہ لفظ دال کی زبر سے ہے یہ شہد کی مکھیوں کی جماعت کو کہتے ہیں۔ سہل کہتے ہیں۔ دبر بھڑوں کو کہتے ہیں اور الدبر دال کے کسرہ سے چھوٹی ٹڈی کو کہتے ہیں۔ اصمعی کہتے ہیں کہ اس کا واحد اس کے اپنے لفظ سے نہیں آتا کہا جاتا ہے کہ اس کی واحد خشرمة ہے اور اس کی جمع دبور آتی ہے۔

ہذلی نے عسال کے وصف میں یہ شعر کہا۔ کہ جب اس کو شہد کی مکھیاں ڈس لیں وہ اس کے ڈسنے سے ڈرتا نہیں ہے۔
اور اللہ کے اس فرمان ﴿فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَاءَ رَبِّهٖ﴾ میں بھی یرجو کا معنی خوف ہے۔ اور اللہ کے اس فرمان ﴿مَنْ كَانَ يَرْجُوْ لِقَاءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ﴾ یعنی جو اللہ کی ملاقات سے ڈرتا ہے تو اللہ کا مقرر وقت آ کر رہے گا۔
نحاس کہتے ہیں کہ اہل تفسیر کا اجماع ہے کہ ان دونوں آیتوں میں رجاء کا معنی خوف ہوگا۔
اور اسی طرح بھڑوں کو بھی دبر کہتے ہیں اور سہیلی نے اسی طرح کہا ہے۔ عاصم بن ثابت انصاری کی لاش کو شہد کی مکھیوں نے بچایا تھا۔
واقع یوں ہے کہ جب مشرکین نے ان کو شہید کر ڈالا پھر ان کو مثلہ کرنا چاہا تو اللہ نے ان کو ان شہد کی مکھیوں کے ذریعے بچالیا تو مشرک مڑ کر واپس چلے گئے یہاں تک کہ مسلمانوں نے ان کو لے کر دفن کر دیا۔ انہوں نے اللہ سے یہ دعا کی تھی۔ کہ نہ مشرک مجھ کو ہاتھ لگائے اور نہ میں کسی مشرک کو ہاتھ لگاؤں تو اللہ نے ان کو مشرکوں سے مرنے کے بعد بچالیا۔
حاکم کی تاریخ نیشاپور کے اوائل میں ثمامہ بن عبداللہ عن انس بن مالک روایت کرتے ہیں کہ یہ وہ شخص ہیں جس کے لئے ایک جماعت نے بیان کیا ہے انس کہتے ہیں کہ ہم ایک دفعہ خراسان سے نکلے تو اس وقت ہمارے ساتھ ایک آدمی تھا جو ابوبکر وعمر کو گالیاں دیتا اور ان کو برا بھلا کہتا تھا تو ہم نے اس کو منع کیا مگر وہ باز نہ آیا ایک دن ہمارا کھانا آیا پھر وہ قضائے حاجت کے لئے چلا

Marfat.com

گیا اس نے دیر لگائی تو ہم نے اس کی تلاش میں کسی کو بھیجا۔ ایلچی واپس آیا اور کہا کہ اپنے ساتھی کو بچالو ہم اس کی طرف گئے تو دیکھتے ہیں کہ وہ ایک پتھر پر قضائے حاجت کے لیے بیٹھا ہے اور بھڑوں کا ایک جھنڈ نکلا اور اس کا ایک ایک جوڑ الگ کر دیا تھا۔ راوی کہتا ہے کہ ہم نے اس کی ہڈیاں اکٹھی کیں وہ ہم پر بیٹھتیں مگر کوئی تکلیف نہ دیتیں۔ اور انہوں نے اس کے جوڑوں کے اردگرد حلقہ بنا رکھا تھا۔ حدیث میں آتا ہے۔ تم پہلے لوگوں کے طریقوں پر چلو گے جس طرح کلائی کلائی کے برابر ہوتی ہے اس طرح کہ اگر وہ شہد کی مکھیوں کے چھتے کی طرف چلیں گے تو تم بھی چلو گے۔

اور فائق میں ہے کہ سکینہ بنت حسین اپنی ماں رباب کے پاس آئی وہ چھوٹی سی تھیں اور رو رہی تھیں۔ ماں نے پوچھا تو کیوں رو رہی ہو۔ اس نے کہا مجھ کو ایک بھڑ نے گزرتے ہوئے ڈس لیا۔ شہد کی مکھی کو دبر اس لئے کہتے ہیں کہ یہ شہد بنانے کے عمل س غور وفکر کرتی ہے۔

دبسی

یہ لفظ دال کی فتح اور سین کی کسرہ سے ہے اور ایک قول کے مطابق دال کے ضمہ سے ہے۔ یہ ایک چھوٹا سا پرندہ ہوتا ہے جو تر کھجور کے شیرے کی طرف منسوب ہے۔ عرب نسبت میں اصل کے غیر کو لیتے ہیں جیسے دھری اور سہلی اور القامی گندم (بیچنے والا) قیاس چاہتا ہے کہ فومی ہو۔ پرندوں اور گھوڑوں میں سے ادبس اس کو کہتے ہیں کہ جس کا رنگ سرخ اور سیاہ کے درمیان مٹیالا سا ہو۔ یہ خشکی کے کبوتروں کی ایک قسم ہے ان میں سے کچھ مصری عراقی اور حجازی ہوتے ہیں۔ یہ تقریباً سب برابر ہوتے ہیں لیکن ان میں سب سے زیادہ عمدہ مصری ہوتے ہیں اور اس کا رنگ مٹیالا ہوتا ہے بعض لوگوں نے کہا کہ وہ نر جنگلی کبوتر ہے۔

جاحظ نے کہا کہ صاحب منطق الطیر نے کہا ہے کہ جنگلی کبوتروں میں قمری' فاختہ اور اس جیسے دیگر پرندوں کو دبسی کہتے ہیں اور کہا جاتا ہدل یھدل ہدیلا یعنی وہ چیخا' اور کہا جاتا ہے غرد یغرد تغریدا جب وہ گاتا ہے۔ کبھی کبھی یہ لفظ انسان کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ لیکن اصل میں یہ لفظ پرندوں کے لئے ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ہدیل نر کبوتر کا ایک نام ہے۔

شاعر کہتا ہے:

کھداھد کسر الرماۃ جناحه یدعو بقارعة الطریق هدیلا

''ہدہدوں کی طرح تیراندازوں نے اس کے بازو توڑ دیئے۔ کھلے راستے میں وہ ہدیل کو پکار رہا ہے۔''

ان شاء اللہ تعالیٰ ہدیل کا ذکر باب الہاء میں آئے گا۔

امام احمد طبرانی نے عن یحییٰ بن عمارہ عن جدہ حنش روایت کیا ہے (مسند کے راوی صحیح بخاری کے راوی ہیں) اس نے کہا میں اسواف میں داخل ہوا تو میں نے دو جنگلی کبوتر پکڑ لئے ان کی مائیں ان پر پھڑ پھڑا رہی تھیں' میں انہیں ذبح کرنا چاہتا تھا۔ اتنے میں ابوحنش آ گئے تو انہوں نے ایک کھجور کی جڑ لی اور مجھے مارنے لگے اور کہا کیا تو نہیں جانتا کہ نبی ﷺ نے مدینے کی دونوں پہاڑیوں کے درمیان جو کچھ ہے اس کو حرام کیا ہے۔ منتیجہ۔ کھجور کی ٹہنی کی جڑ کو کہتے ہیں اسی طرح عرجون اور اسواف کی جڑ کو۔ ان شاء اللہ اس کا ذکر نہاس کے ضمن باب النون میں آئے گا۔

Marfat.com

موطا میں عبداللہ بن ابی بکر سے روایت ہے کہ ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ اپنے کسی باغ میں نماز پڑھ رہے تھے کہ اتنے میں ایک جنگلی کبوتر اڑا تو ان کو وہ اچھا لگا۔ وہ درختوں میں سے اڑا تھا اور نکلنے کا راستہ تلاش کر رہا تھا پھر وہ اس کو کچھ دیر دیکھتے رہے حالانکہ وہ نماز میں تھے پھر وہ بھول گئے کہ انہوں نے کتنی نماز پڑھی۔ بعد میں نبی ﷺ سے انہوں نے اس فتنے کا ذکر کیا جو ان کو پہنچا تھا' پھر نبی ﷺ سے کہا کہ میں اس کو صدقہ کرتا ہوں آپ اس کو جہاں چاہیں خرچ کریں۔

مالک کہتے ہیں کہ عبداللہ بن ابی بکر سے مروی ہے کہ انصار کا ایک آدمی قف کے مقام پر اپنے ایک باغ میں پڑھ رہا تھا اور یہ وقت کھجوروں کے پکنے کا تھا اور کھجوروں کے ساتھ خوشے لٹک رہے تھے۔ تو اس آدمی نے ان کی طرف دیکھا تو اس کو ان کا پھل بہت اچھا لگا۔ پھر جب اس نے نماز کی طرف دھیان کیا تو اس کو یاد ہی نہ رہا کہ اس نے کتنی رکعت نماز پڑھی۔ وہ کہنے لگا کہ اس مال نے مجھے فتنے میں مبتلا کر دیا ہے۔ پھر اس نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر ان کو اس واقعہ کی اطلاع دی جو اس وقت خلیفہ تھے اور کہنے لگا کہ میں اس کو اللہ کے راستے میں صدقہ کرتا ہوں آپ اس کو اچھے کاموں میں لگا دیں تو عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کو پچاس ہزار میں بیچ ڈالا پھر اس باغ کا نام ہی خمسون یعنی پچاس پڑ گیا۔ قف مدینہ کی وادیوں میں سے ایک وادی ہے۔

ابن عمرؓ کو اپنے مال میں سے جو چیز بھی اچھی لگتی تو اس کو اللہ کے راستے میں خرچ کر دیتے۔ آپ کے غلام آپ کی اس عادت کو جانتے تھے اس لئے ان میں کوئی ایک ہر وقت مسجد میں بیٹھا رہتا۔ ابن عمرؓ اس کو جب اس اچھی حالت میں دیکھتے تو اس کو آزاد کر دیتے۔ آپ کے ساتھی آپ کو کہتے یہ تو آپ کو دھوکہ دے رہے ہیں تو آپ فرماتے کہ جو شخص ہمیں اللہ کے لئے دھوکہ دے گا تو ہم اس سے دھوکہ کھا لیں گے۔

ایک دفعہ ان کا ایک خادم تیس ہزار میں طلب کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ مجھے ابن عامر کے درہم کہیں فتنے میں مبتلا نہ کر دیں۔ ابن عامر اس کو خریدنا چاہتا تھا آپ نے خادم کو کہا کہ تو اللہ کے لئے آزاد ہے۔ اسی لئے ابوسعید خدریؓ فرمایا کرتے تھے کہ ہم میں سے ہر ایک کی طرف سوائے ابن عمر کے دنیا مائل ہوگئی انہوں نے اپنے مرنے سے پہلے پہلے ایک ہزار سے بھی زائد غلام آزاد کئے۔ ان کے مناقب اور فضائل شمار نہیں کئے جا سکتے۔ امام غزالی فرماتے ہیں کہ ابن عمر یہ کام اس لئے کرتے تھے تاکہ دنیا کی فکر ختم ہو جائے اور نماز میں جو کمی رہ جائے اس کا کفارہ بن جائے اور یہ دنیا کی تمام افکار کی جڑ کو کاٹنے والی دوا ہے اس کے علاوہ اور کوئی اس کی دوا نہیں۔

دبسی کی یہ عادت ہے کہ یہ زمین پر کبھی بھی گرا ہوا نظر نہیں آتا سردیوں میں یہ سردیوں کے مقام پر رہتا ہے اور گرمیوں میں یہ گرمیوں کے مقام پر رہتا ہے اور اس کے گھونسلے کو کسی نے آج تک نہیں دیکھا۔

شرعی حکم: بالاتفاق یہ پرندہ حلال ہے۔ سنن بیہقی میں عن ابن عباس مروی ہے کہ انہوں مغرلی' دبسی' قمری' قطا اور چکور کے بارے میں فرمایا کہ جب محرم اس کو قتل کر دے تو اس کے کفارے میں ایک بکری دے۔

طبی فوائد اور خواص: صاحب المنہاج کے طب میں لکھا ہے کہ جنگلی پرندوں میں سب سے افضل دبسی ہے اس کے بعد شحرور اس کے بعد سمانی' پھر چکور پھر تیتر' کبوتر کے بچے اور ورشان ہیں۔ دبسی گرم خشک ہوتا ہے۔ دبسآء الف ممدودہ کے ساتھ مادہ ٹڈی کو کہتے ہیں۔

Marfat.com

اس کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر سمانی کی طرح ہے اس کا ذکر ان شاء اللہ باب السین المہملہ میں آئے گا۔

الدجاج

دال پر تینوں حرکتیں درست ہیں یہ بات ابن معن دمشقی اور ابن مالک وغیرہ نے کہی ہے۔ اس کی واحد دجاجہ آتی ہے جو مونث اور مذکر دونوں کے لیے برابر ہے۔ اس کے آخر میں ہاء بطۃ اور حمامۃ کی ہاء کی طرح ہے۔ دجاجۃ کو دجاج اس لئے کہتے ہیں کہ کبھی سامنے آتی ہے کبھی پیچھے ہٹتی ہے کہا جاتا ہے دج القوم یدجون دجا و دجیجا جب وہ آہستہ آہستہ قریب قدموں سے چلیں۔ بعض لوگوں نے کہا اس کا معنی یہ ہے کہ وہ آگے بڑھیں اور پیچھے ہٹیں۔ اصمعی کہتے ہیں کہ دجاجۃ فتح کے ساتھ دجاج کے واحد کو کہتے ہیں اور کسرہ کے ساتھ گتے ہوئے سوت کے گولے کو کہتے ہیں دال کی فتح کے ساتھ بھی اسی کو کہتے ہیں۔ اس بات کو امام ابن بیدار نے شرح الفصیح میں کہا ہے۔

دجاجہ کی کنیت ام الولید، ام حفصہ، ام جعفر، ام عقبہ، ام احدیٰ وعشرین، ام قوب اور ام نافع ہے۔ جب مرغی بوڑھی ہو جاتی ہے تو اس کے انڈے میں زردی نہیں رہتی۔ اور جب اس طرح ہو جائے تو اس سے چوزے پیدا نہیں ہوتے۔ اس کی عجیب عادات میں سے یہ بھی ہے کہ اس کے پاس سے تمام درندے گزرتے ہیں تو یہ ان سے نہیں ڈرتی مگر جب گیدڑ اس کے پاس سے گزرے تو یہ چاہے زمین پر ہو چاہے دیوار چاہے درخت پر اپنے آپ کو اس کے آگے گرا دیتی ہے۔ اس کی یہ صفت بھی ہے کہ یہ بہت کم سوتی ہے اور جلدی بیدار ہو جاتی ہے۔ بقول بعض کے اس کا سونا اور بیدار ہونا سانس کے آنے جانے کے عرصہ تک مکمل ہو جاتا ہے۔ بعض لوگوں نے کہا یہ بہت زیادہ بزدل ہونے کی وجہ سے ایسا کرتی ہے۔ اس کا اکثر حیلہ یہ ہوتا ہے کہ یہ زمین پر نہیں سوتی بلکہ کسی اونچی جگہ درخت کے تنے یا دیوار یا اس جیسی چیزوں پر چڑھ کر سوتی ہے۔ جب سورج غروب ہو جاتا ہے تو ان جگہوں کی طرف چلی جاتی ہے۔

چوزے جب انڈوں سے نکلتے تو وہ بے پر و بال ہوتے ہیں کمائی کرنے والے خوش طبع، پیارے جلدی حرکت والے ہوتے ہیں۔ انہیں جب بھی بلایا جائے تو آ جاتے ہیں۔ جوں جوں بڑے ہوتے تو احمق ہو جاتے ہیں اور ان کا حسن کم ہو جاتا ہے اور بدصورتی بڑھ جاتی ہے۔ یہ اس طرح بڑھتے رہتے ہیں یہاں تک ان کی تمام خوبیاں ختم ہو جاتی ہیں اور اس حال کو پہنچ جاتے ہیں کہ صرف ذبح کرنے آواز نکالنے اور انڈے دینے کے لئے رہ جاتے ہیں۔ مرغ مشترک الطبیعۃ ہوتا ہے۔ یہ گوشت بھی کھاتا ہے مکھیاں بھی جو کہ درندوں کی طبیعت ہے۔ اس کے ساتھ وہ روٹی بھی کھاتا ہے اور دانہ چگتا ہے جو کہ چوپایوں کی طبیعت ہے۔ انڈوں میں نر کے پہچان کرنے کا طریقہ ہے کہ اگر انڈا لمبا ہو محدودۃ الاطراف تو اس میں مرغی پیدا ہوگی اور انڈا گول اور چوڑے کناروں والا ہو تو اس میں سے مرغا پیدا ہوگا۔ کبھی کبھی چوزے انڈے سینے سے پیدا ہوتے ہیں اور کبھی کبھی گوبر وغیرہ میں دفن کرنے سے مرغیوں میں سے بعض دن میں دو دو انڈے دیتی ہیں۔ مرغی سال میں صرف دو ماہ انڈے نہیں دیتی باقی سارا سال انڈے دیتی رہتی ہے۔ انڈے کی تخلیق دس دنوں میں مکمل ہو جاتی ہے۔ جب انڈا باہر آتا ہے تو اس وقت اس کا چھلکا نرم ہوتا ہے جب اس کو ہوا لگتی ہے تو خشک ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

یہ پیلے اور سفید رنگ پر مشتمل ہوتا ہے۔ اور ان دونوں رنگوں کے درمیان ایک باریک جھلی ہوتی ہے جس کو قیص کہتے ہیں اور اس کے اوپر ایک سخت چھلکا ہوتا ہے۔ انڈے کی سفیدی میں ملی جلی اور چپکنے والی رطوبت ہوتی ہے جو کہ منی کے قائم مقام ہے۔ اور زردی عمدہ نرم رطوبت ہوتی ہے جو جمے ہوئے خون کے مشابہ ہوتی ہے۔ چوزہ اسی سے غذا حاصل کرتا ہے۔ سفید رطوبت سے چوزے کی آنکھ، دماغ اور سر بنتا ہے پھر سفیدی ایک لفافے میں چلی جاتی ہے جس سے چوزے کی جلد بنتی ہے۔ اور زردی ایک پردے میں چلی جاتی ہے یہ اس کی ناف ہو جاتی ہے تو اس سے وہ اپنی غذا حاصل کرتا ہے جس طرح جنین اپنی ناف کے ذریعے حیض کے خون سے اپنی خوراک حاصل کرتا ہے۔ کبھی کبھی ایک انڈے میں دو زردیاں بھی ہوتی ہیں جب اس کو سیا جاتا ہے تو اس میں سے دو بچے نکلتے ہیں۔ یہ بات مشاہدے میں آ چکی ہے۔ انڈوں میں سے سب سے زیادہ غذا والے وہ انڈے ہوتے ہیں جن میں زردی زیادہ ہوتی ہے۔

ان میں سب سے زیادہ کم غذائیت والے اس مرغی کے انڈے ہوتے ہیں جس کا کوئی مرغا نہیں ہوتا اور ایسے انڈوں سے بچے بھی پیدا نہیں ہوتے اور ان انڈوں سے بچے پیدا ہوتے ہیں جو مرغی چاند کے دنوں میں دیتی ہے۔ کیونکہ انڈے ہلال بدر تک بھرے جاتے ہیں اور نر ہوتے ہیں اس لئے وجود کے لئے زیادہ باصلاحیت ہوتے ہیں اور چاند کے بڑھنے کی صورت میں اس کے برعکس ہوتا ہے۔ مذکر اور مونث چوزے کو پہچاننے کا طریقہ یہ ہے۔ کہ دس دنوں بعد اس کو اس کی چونچ سے پکڑ کر لٹکایا جائے اگر حرکت کرے تو مذکر ورنہ مونث ہوگا۔ شعراء نے انڈے کو مختلف اوصاف سے موصوف کیا ہے ان اشعار سے ابوالفرج اصفہانی کے یہ شعر ہیں۔

فیہا بدائع صنعۃ ولطائف الفن بالتقدیر والتعلیق

''ان میں عجیب وغریب اور عمدہ کاریگری ہے۔ جن کو تقدیر اور تعلیق کے ساتھ جوڑا گیا۔''

خلطان مائیان ما اختلطا علی شکل ومختلف المزاج رقیق

''پانی کی دو خلطیں جو کسی ایک شکل پر ملی ہوئی نہیں ہیں مختلف المزاج اور باریک ہیں۔''

ابن ماجہ نے ابو ہریرہؓ کی حدیث بیان کی ہے کہ نبیؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے امیروں کو بکریاں رکھنے کا حکم دیا ہے اور فقیروں کو مرغیاں رکھنے کا اور کہا۔ کہ جب امیر مرغیاں رکھنا شروع کر دیں تو اللہ ان کی بستیوں کو ہلاک کرنے کا حکم دے دیتا ہے۔ اس کی سند میں عروہ دمشقی ہے جس کے بارے ابن حبان کہتے ہیں کہ یہ حدیثیں گھڑا کرتا تھا۔ عبداللطیف بغدادی کہتے ہیں کہ امیروں کو بکریاں اور فقیروں کو مرغیاں رکھنے کا اس لئے حکم دیا ہے کیونکہ ہر قوم کو اس کی طاقت کے مطابق حکم دیا اور اس کا مقصد یہ ہے کہ لوگ کمائی کرنا چھوڑ نہ دیں اور تاکہ مال بڑھتا رہے اور دنیا آباد ہوتی رہے اور تاکہ وہ اسباب کو ترک نہ کر دیں کیونکہ اس سے تعفف اور قناعت پیدا ہوتی ہے اور کبھی کبھی یہ چیز غنی اور مالداری تک پہنچا دیتی ہے۔ کام کاج نہ کرنے سے ضرورتیں پیدا ہو جاتی ہیں اور لوگوں سے سوال کرنا پڑتا ہے اور ان کے سامنے ہتھیلی پھیلانی پڑتی ہیں اور یہ بات شرعاً مذموم ہے اور نبیؐ کے اس فرمان کہ جب امیر لوگ مرغیاں رکھنا شروع کر دیں تو اللہ تعالیٰ اس بستی کو ہلاک کرنے کا حکم دے دیتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ امیر لوگ جب فقیروں کے کام کاج تنگ کر دیتے ہیں اور ان کی معیشت میں شامل ہو جاتے ہیں تو فقیروں کے اسباب معیشت ختم

Marfat.com

ہو جاتے ہیں اور وہ ہلاک ہو جاتے ہیں اور فقیروں کے ہلاک ہونے میں تباہی ہے اسی لئے ان کے ہلاک ہونے سے اللہ تعالیٰ بستیوں کو ہلاک کرنے کا حکم دے دیتا ہے۔

بخاری وغیرہ کے آخر میں ہے کہ نبیؐ نے فرمایا یہ ایک سچا کلمہ ہے۔جس کو جن اٹھا کر اپنے ساتھی کے کان میں مرغی کی آواز کی طرح ڈالتا ہے۔

ذہانت کا قصہ: علامہ ابن الجوزی کتاب الاذکیاء میں احمد بن طولون صاحب مصر سے بیان کیا ہے کہ وہ ایک دفعہ اپنی سیر گاہ میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھا رہا تھا تو اس نے ایک سائل کو دیکھا جو پرانے کپڑے پہنے ہوئے تھا۔تو اس نے ایک روٹی، گوشت کا ٹکڑا اور مرغی اور فالوذج اپنے کسی غلام کو دیا اور کہا اسے دے دے۔غلام وہ لے کر سائل کی طرف گیا پھر واپس آ کر کہا کہ وہ اس کا نہ ضرورت مند ہے اور نہ خوش ہوا ہے۔ابن طولون نے اس سے کہا اسے میرے پاس لاؤ، وہ اسے لے آیا پھر ابن طولون نے اس سے بات چیت کی تو سائل نے عمدہ جواب دیے اور وہ اس کی ہیبت سے مضطرب نہ ہوا۔پھر ابن طولون نے کہا مجھے وہ خط دو جو تمہارے پاس ہیں اور جس نے تجھے بھیجا ہے اس کے متعلق سچ سچ بتاؤ، مجھے اس بات کا علم ہو چکا ہے کہ تو مخبر ہے۔ پھر جلاد کو بلایا گیا تو اس نے اس بات کا اعتراف کر لیا تو حاضرین مجلس نے کہا کہ اللہ کی قسم یہ تو جادو ہے۔ابن طولون نے کہا یہ جادو نہیں بلکہ یہ تو درست قیاس اور سمجھداری ہے۔اور بات یوں ہے کہ میں نے اس کی بدحالی دیکھی پھر اس کی طرف کھانا بھیجا کہ جس کی بھوکا آدمی چاہت رکھتا ہے مگر اس نے اس کی خواہش کی نہ خوش ہوا۔اور نہ اس کی طرف ہاتھ بڑھایا۔پھر میں نے اس کو حاضر کر کے بات چیت کی تو یہ مجھے دل کی طاقت اور حاضر جوابی سے پیش آیا۔پھر میں نے اس کی خستہ حالی دیکھی اور دل کی طاقت اور حاضر جوابی بھی دیکھی تو مجھے پتہ چل گیا کہ یہ مخبر ہے۔

ابن خلکان نے اسی ابن طولون کے ترجمہ میں کہا کہ ابن طولون شامی اور مصری علاقوں کا بادشاہ، منصف، بہادر، منکسر المزاج اور خوش سیرت تھا اور اہل علم کو دوست رکھتا تھا۔ بڑا سخی تھا۔اس کے دسترخوان پر عوام و خواص سبھی موجود ہوتے تھے۔ بہت صدقہ خیرات کرنے والا تھا۔

اس سے منقول ہے کہ اس کو اس کے وکیل نے ایک دن کہا کہ ایک عورت ہمارے پاس آتی ہے۔جس نے اونچی ازار پہنی ہوتی ہے اور ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی ہوتی ہے۔ وہ مجھ سے مانگتی ہے تو کیا میں اس کو دے دوں تو احمد ابن طولون نے کہا کہ جو تیری طرف مانگنے کے لئے ہاتھ بڑھائے تو اس کو دے دے۔

وہ قرآن کا حافظ تھا اللہ نے اس کو خوبصورت آواز عنایت کی تھی اس کے ساتھ ساتھ وہ تلوار چلانے والا اور خون بہانے میں دلیر تھا۔کہا جاتا ہے کہ جن کو اس نے باندھ کر اور جیل میں ڈال کر قتل کیا ان کی تعداد اٹھارہ ہزار ہے۔ ۲۷۰ ہجری میں آنتوں کی بیماری سے مر گیا۔

کہا جاتا ہے کہ طولون نے اس کو بیٹا بنایا تھا۔اور اس کا اپنا بیٹا کوئی نہ تھا۔

قرآن پر عمل کیوں نہ کیا؟ روایت کیا گیا ہے کہ ایک آدمی اس کی قبر پر ہمیشہ قرآن پڑھتا تھا تو ایک دن اس نے ابن طولون کو خواب میں دیکھا تو اس نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ تم مجھ پر قرآن نہ پڑھو۔اس نے پوچھا کیوں؟ تو ابن طولون نے کہا

Marfat.com

کہ جب بھی مجھ پر کوئی آیت پڑھی جاتی ہے تو مجھے اس کے ساتھ کھڑ کایا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ کیا تو نے یہ آیت نہیں سنی پڑھی تھی؟

امام حافظ ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ سلیمان بن عبدالملک بہت کھایا کرتا تھا۔ اور اس بارے میں اس کی طرف بڑی عجیب باتیں منسوب ہیں۔

زیادہ کھانے والوں کے عجیب قصے: ان میں سے ایک یہ ہے کہ کسی دن صبح کے وقت ۴۰ بھنی ہوئی مرغیاں، چالیس انڈے، ۸۴ گردے بمعہ چربی، ۸۰ روٹیاں کھا کر وہ عام دستر خوان میں پھر لوگوں کے ساتھ شامل ہو گیا۔

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ ایک دن وہ ایک باغ میں داخل ہو گیا اپنے نگران سے کہا کہ یہاں سے عمدہ قسم کے پھل چن کر مجھے لا دو۔ اس کے ساتھی دوسرے ساتھ بھی تھے۔ لوگ کھا کر فارغ ہو گئے مگر وہ کھاتا ہی رہا یہاں تک کہ سب کچھ کھایا گیا پھر اس نے ایک بھنی ہوئی بکری منگائی اور کھا گیا۔ پھر پھلوں کی طرف جا کر کھانے لگا۔ پھر دو بھنی ہوئی مرغیاں بھی کھا گیا۔ پھر پھلوں کی طرف کی متوجہ ہوا اور سارے کھا گیا۔ پھر ایک بہت بڑا پیالہ لایا گیا جس میں آدمی بیٹھ سکتا تھا جو گھی شکر اور ستو کا بھرا ہوا تھا۔ وہ یہ بھی کھا گیا۔ پھر دار الخلافہ گیا اور وہاں پر دستر خوان لگایا گیا تو اس نے اس میں سے بھی کوئی کم نہ کھایا۔

ایک واقعہ یوں بھی ہے کہ اس نے حج کیا پھر طائف آیا تو سات سو انار اور ایک بکری کا بچہ، چھ مرغیاں، ایک مکوک طائفی کشمش کھا گیا۔

ایک واقعہ یوں ہے کہ اس کا ایک باغ تھا تو ایک آدمی آیا تا کہ اس باغ کا پھل خریدے پھر مقرر مال اس کو بتایا اس سے اجازت لی گئی تو سلیمان خود باغ میں جا کر اس کا پھل کھانے لگا پھر اس رقم کی اجازت دے دی۔ جب خریدار سے کہا گیا۔ مال دے دو۔ اس نے کہا کہ یہ تو اس وقت تھا جب امیر المومنین باغ میں داخل نہیں ہوئے تھے۔

اس کی بیماری کا سبب یہ بات بنی کہ اس نے ۴ سو انڈے اور آٹھ سو انجیر چار سو گردے بمعہ چربی اور بیس مرغیاں کھالیں اس کو بخار ہو گیا اور بخار اس کے لشکر میں پھیل گیا۔ پھر اس کی موت بدہضمی کی وجہ سے مرج دابق کے مقام پر ہوئی۔

بعض علماء نے بیان کیا ہے کہ جو زیادہ کھالے اور اس کو بدہضمی کا ڈر ہو تو وہ اپنے پیٹ کو ملے اور کہے **اللیلة لیلة عیدی یا کرشی و رضی اللہ عن سیدی ابی عبداللہ القرشی** یہ بات تین دفعہ کہے تو اس کو بدہضمی نہیں ہوگی۔ یہ نسخہ مجرب ہے۔

ہم سے مختلف سندوں سے اور مختلف طریقوں سے بیان کیا گیا ہے کہ ایک عورت شیخ عبدالقادر جیلانی کے پاس اپنا بچہ لے کر آئی اور کہنے لگی میں دیکھ رہی ہوں کہ میرے اس بیٹے کا آپ کے ساتھ شدید قلبی تعلق ہے اور میں اس کے حق سے اللہ کے لئے اور آپ کے لئے دستبردار ہوتی ہوں آپ اس کو قبول کر لیں۔ شیخ صاحب نے اسے قبول کر لیا۔ اور اس کو صوفیا کے طریقے پر چلنے اور مجاہدہ کا حکم دے دیا۔ ایک دن اس کے پاس اس کی ماں گئی تو وہ بھوک اور بیداری کی وجہ سے کمزور اور پیلا زرد ہو چکا تھا۔ اور دیکھا کہ وہ جو کی ایک روٹی کھاتا ہے۔ پھر شیخ کے پاس گئی تو ان کے سامنے ایسا برتن رکھا ہوا دیکھا جس میں ایک تلی ہوئی مرغی کی ہڈیاں رکھی ہوئی تھیں جو انہوں نے کھایا تھا۔ تو اس عورت نے کہا آپ مرغی کا گوشت کھاتے ہیں اور میرا بیٹا جو کی روٹی کھاتا ہے تو شیخ صاحب نے اپنا ہاتھ ہڈیوں پر رکھا اور کہا اس اللہ کے حکم سے کھڑی ہو جا جس کے حکم سے بوسیدہ ہڈیاں زندہ ہو جاتی ہیں۔ تو وہ

Marfat.com

مرغی زندہ ہوگئی اور چیخنے لگی۔تو شیخ صاحب نے کہا کہ جب تیرا بیٹا ایسا ہو جائے گا تو پھر جو چاہے کھائے۔

ناشکری کی سزا: ہیثم بن عدی کے حالات زندگی میں ابن خلکان نے بیان کیا ہے۔کہ پہلے لوگوں میں سے ایک آدمی کھانا کھا رہا تھا اور اس کے سامنے ایک بھنی ہوئی مرغی رکھی تھی۔ایک سائل آیا تو اس نے سائل کو خالی ہاتھ لوٹا دیا۔وہ آدمی خوشحال تھا۔پھر اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان طلاق ہوگئی اور مال بھی ختم ہوگیا۔اس کی عورت نے دوسری شادی کر لی'ایک دفعہ اس کا دوسرا خاوند کھانا کھا رہا تھا اور اس کے سامنے ایک بھنی ہوئی مرغی تھی۔سائل آیا تو اس نے کہا مرغی اس کو دے دو۔تو اس نے سائل کو مرغی دے دی اور اس نے دیکھا تو وہ سائل اس کا پہلا خاوند تھا۔اس نے اندر آ کر اپنے خاوند کو بتایا تو اس نے کہا اللہ کی قسم وہ پہلا سائل میں مسکین ہی تھا۔اللہ نے مجھے اس کی نعمت عطا فرمائی۔اور اس کی بیوی بھی عطا فرما دی کیونکہ وہ کم شکر گزار تھا۔

ہیثم کہتے ہیں کہ میں ایک اونٹنی پر سوار ہوا اور سفر پر نکلا تو شام کو میں ایک دیہاتی کے خیمے کے پاس پہنچا میں وہیں اتر پڑا۔خیمے کی مالکہ نے مجھ سے پوچھا تو کون ہے؟ میں نے کہا میں مہمان ہوں۔اس نے کہا۔ہمارے پاس مہمان کیا کرے گا صحرا وسیع ہے۔پھر اس نے گندم کو پیسا گوندھا اور روٹی پکا کر کھانے لگی تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ اس کا خاوند آ گیا اس کے پاس دودھ تھا اس نے سلام کہا۔پھر کہا یہ کون ہے۔میں نے کہا میں مہمان ہوں۔ اس نے کہا اهلا سهلا حياك الله اور پھر ایک کٹورا دودھ کا بھر کر مجھے دیا اور کہنے لگا میرے خیال میں آپ نے کچھ نہیں کھایا اور نہ ہی اس نے آپ کو کچھ کھلایا ہے۔تو میں نے کہا نہیں کچھ نہیں کھلایا۔تو وہ غصہ ہو کر بیوی کے پاس گیا۔اور کہنے لگے تو مرے تو نے خود کھا لیا اور مہمان کو چھوڑ دیا۔وہ عورت کہنے لگ میں کیا کرتی اس کو اپنا کھانا کھلا دیتی اس کی بات بڑی گئی تو اس نے عورت کو مار کر زخمی کر دیا۔

پھر چھری لے کر میری اونٹنی کو ذبح کر دیا میں نے اس سے کہا عافاك الله یہ تو نے کیا کیا؟ تو اس نے کہا میرا مہمان رات بھوکی نہیں گزار سکتا۔پھر ایندھن اکٹھا کیا اور آگ جلائی پھر گوشت بھون کر مجھے کھلانے لگا اور خود بھی کھانے لگا اور اپنی بیوی کی طرف پھینکا اور کہا کھا۔(اللہ تجھے نہ کھلائے) پھر صبح ہوئی تو مجھے چھوڑ کر چلا گیا میں مغموم ہو کر بیٹھ گیا۔پھر جب دن چڑھ آیا تو وہ بھی واپس آ گیا تو اس کے پاس ایک ایسا عمدہ اونٹ تھا کہ جس کو دیکھ کر نظر نہ تھکتی تھی۔اور کہا یہ اونٹ تمہاری اونٹنی کے بدلے ہے۔پھر اس نے مجھے گوشت اور کچھ سامان زاد راہ کے طور پر دے دیا۔میں وہاں سے نکل آیا۔

پھر ایک دوسرے اعرابی کے خیمے کے پاس پہنچ کر وہاں اتر پڑا۔

میں نے سلام کہا تو خیمے والی نے مجھے سلام کا جواب دیا اور کہنے لگی کون ہے۔میں نے کہا مہمان ہوں۔اس نے کہا تیرا آنا مبارک ہو اللہ تجھے زندگی اور عافیت دے میں اتر پڑا۔اس نے گندم لا کر پیسی گوندھی اور روٹی پکا کر اس کو مکھن سے تر کیا اور ایک مرغی بھنی ہوئی بھی لے آئی۔کہنے لگی کھایئے۔

اور ہمیں معذور سمجھے (کہ ہم آپ کی صحیح خدمت نہ کر سکے) ابھی تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ ایک بدصورت دیہاتی آیا اور آ کر سلام کہا میں نے سلام کا جواب دیا۔اس نے کہا۔کون ہو۔میں نے کہا مہمان ہوں۔وہ کہنے لگے۔مہمان ہمارے پاس کیا کرے گا۔

پھر اپنی بیوی کے پاس گیا اور اس سے کہا میرا کھانا کہاں ہے اس نے کہا وہ تو میں نے مہمان کو کھلا دیا ہے۔اس نے کہا کیا تو میرا کھانا مہمان کو کھلاتی ہے۔پھر ان کی تو تو میں میں ہوگئی تو اس شخص نے اپنی بیوی کو مارا اور زخمی کر دیا۔

Marfat.com

میں ہنسنے لگا تو وہ شخص میری طرف آیا اور کہا تو کیوں ہنسا ہے۔ میں نے اس کو گزشتہ رات والے مرد اور عورت کا واقعہ سنایا' تو میری طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا۔ میری بیوی اس آدمی کی بہن ہے اور اس کی بیوی میری بہن ہے۔ وہ شخص کہتا ہے کہ میں رات کو تعجب کرتا ہوا سو گیا اور صبح کو واپس آ گیا۔

شرعی حکم: مرغی کا گوشت حلال ہے کیونکہ یہ پاکیزہ چیزوں میں سے ہے۔ اور بخاری' مسلم' ترمذی اور نسائی میں زہدم بن مضرب جرمی نے کہا ہے کہ ہم ابوموسیٰ اشعری کے پاس تھے تو انہوں نے اپنا دستر خوان منگوایا جس پر مرغی کا گوشت بھی تھا۔ تو بنو تیم اللہ کا ایک سرخ رنگ کا آدمی آیا جو غلاموں کے مشابہ تھا۔ اس کو انہوں نے کہا آؤ۔ تو وہ متردد ہوا۔ تو انہوں نے کہا آؤ کیونکہ میں نے نبی ﷺ کو یہ کھاتے ہوئے دیکھا ہے اور ایک لفظ ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو مرغی کھاتے دیکھا ہے اور یہ آدمی اس لئے متردد ہوا تھا۔ اس نے اس کو گندگی کھاتے دیکھا تھا۔ اس لئے اس کو برا سمجھا۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ اس لئے رکا کہ اس کو اس کے حکم کا علم نہیں تھا۔ اور اس کے پاس اس کی کوئی دلیل نہیں تھی۔ اس لئے اس نے توقف اختیار کیا یہاں تک کہ اس کو اللہ کا حکم معلوم ہو گیا۔ اور گندگی کھانے والے جانور کا دودھ گوشت اور انڈے کی ممانعت آئی ہے۔

کامل اور میزان میں غالب بن عبید اللہ جدری کے حالات زندگی ہیں (جو کہ متروک الحدیث ہے) لکھا ہے کہ ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ نبیؐ جب مرغی کھانا چاہتے تو اس کو کئی دن باندھ دینے کا حکم دیتے پھر اس کا گوشت کھاتے۔

فتاویٰ قاضی حسین احمد میں ہے کہ اگر ایک آدمی نے اپنی عورت سے کہا کہ اگر تو نے یہ مرغیاں نہ بیچیں تو تجھے طلاق ہے۔ تو اگر اس نے ان مرغیوں میں ایک مرغی بھی مار ڈالی تو اس کو طلاق ہو جائے گی۔ کیونکہ اب اس کی بیع ناممکن ہو گئی ہے۔ اگر اس نے زخمی کر کے بیچ دیا اور اس کا زخم ایسا ہے کہ اس کو اگر ذبح کیا جائے تو وہ حلال نہ ہو اس صورت میں بیع نہیں ہوئی اور طلاق ہو جائے گی۔ ورنہ وہ اپنی قسم سے نکل جائے گی۔

فرع: انڈوں والی مرغی کی بیع انڈوں کے عوض میں درست نہیں ہے جس طرح دودھ والی بکری کی بیع دودھ کے عوض میں درست نہیں ہے اور گندم کی بیع آٹے کے بدلے میں ناجائز ہے۔ اور تلوں کو اس کے کسب کے بدلے بیچنا جائز نہیں ہے کیونکہ کہ سود کے مال کی بیع اس کے اصل کے ساتھ کرنا ناجائز ہے۔

فرع: وہ انڈہ جو مردہ پرندے کے پیٹ میں ہے اس میں تین مذاہب ہیں جن کو ماوردی' رویانی اور شاشی نے بیان کیا ہے۔ ان میں سے صحیح ترین قول ابن قطان اور ابوالفیاض کا ہے اور جمہور نے بھی اس کو قطعی کہا ہے۔ کہ اگر وہ انڈہ مضبوط ہو تو پاک ہے ورنہ نجس ہوگا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ مطلقاً پاک ہے۔ اور ابوحنیفہ کا بھی یہی قول ہے۔ کیونکہ یہ اس سے جدا ہوتا ہے۔ اس لئے بچے کے مشابہ ہوتا ہے۔ تیسرا قول یہ ہے کہ وہ مطلقاً نجس ہے۔ یہ قول امام مالک کا ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ یہ جدا ہونے سے قبل پرندے کا ہی حصہ ہے۔ متولی نے امام شافعی سے یہ بات منصوصاً ذکر کی ہے۔ یہ منقول بات شاذ غریب اور ضعیف ہے۔ حاوی اور بحر والے نے کہا ہے۔ کہ اگر یہ انڈہ کسی پرندے کے نیچے رکھا جائے تو اگر بچہ نکل آئے تو وہ تمام اعتبارات سے دیگر حیوانات کی طرح ہوگا۔

Marfat.com

اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ انڈہ کا ظاہر حصہ نجس ہوتا ہے۔اور جو انڈہ مرغی کی زندگی میں باہر آئے تو کیا اس کے ظاہر پر بھی نجس کا حکم ہوگا۔اس میں دو قول ہیں۔جن کو ماوردی رویانی اور بغوی وغیرہ نے بیان کیا کہ عورت کی فرج کی رطوبت کے نجاست میں جیسے دو قول ہیں اس طرح اس میں بھی دو قول ہیں۔مہذب میں ہے کہ یہ بات منصوص ہے کہ عورت کی فرج کی رطوبت نجس ہوتی ہے۔ماوردی کہتے ہیں کہ امام شافعی نے اپنی بعض کتابوں میں اس کی طہارت پر نص بیان کی ہے۔پھر اس نے ابن سریج سے اس کی نجاست بیان کی ہے۔خلاصہ بحث یہ ہے کہ اس میں دو اقوال ہیں مگر ایک ہی آدمی کے دو قول وجہ کے مختلف ہونے کی وجہ سے نہیں ہیں۔امام نووی کہتے ہیں کہ فرج کی رطوبت مطلق طاہر ہے چاہے عورت کی ہو یا چوپائے کی اور یہی بات صحیح ہے۔

جب ہم عورت کی فرج کی رطوبت سے مسائل نکالیں تو نووی نے شرح مہذب میں فتاویٰ ابن صباغ سے نقل کیا ہے اور اس کی مخالفت بھی نہیں کی کہ بچے کو دھونا اجماعی طور پر واجب نہیں ہے اور اس کی شرح میں باب الآنیۃ کے آخر میں انہوں نے کہا ہے کہ اس میں دو وجہیں ہیں جن کو ماوردی اور رویانی نے بیان کیا ہے۔اور ان دونوں کو ابو عمرو بن صلاح نے اپنے فتاویٰ میں بھی بیان کیا ہے اور میں نے خوارزمی کی ''الکافی'' میں دیکھا ہے۔کہ وہ رطوبت اگر پانی میں گر جائے تو وہ نجس نہیں ہوگا۔تو احتمال ہے کہ یہ خلاف قول قدیم کی فرع ہو۔کہ غسل واجب نہیں ہے کیونکہ وہ ایسا نجس ہے جس کو دھونا لازمی نہیں ہے۔اور اگر بچہ زندہ پیدا ہوا جبکہ ماں مر چکی تھی تو وہ بالکل پاک ہوگا۔اس میں کوئی اختلاف نہیں۔مگر اس کے ظاہر کو بلا خلاف دھونا ضروری ہوگا۔اور بچہ کے ساتھ جو رطوبت نکلتی ہے وہ نجس ہوگی۔

جس طرح رافعی نے ''شرح صغیر'' میں اور نووی نے ''شرح' مہذب میں جزماً کہا ہے کہ امام نے کہا ہے اس میں کوئی شک نہیں۔ اور وہ رطوبت جو فرج کے اندر سے باہر آئے وہ نجس ہوگی جیسے کہ گزر چکا ہے اور ہم نے جماع کرنے والے کے ذکر کی پاکیزگی کو اس قول کی بنیاد پر ذکر کیا ہے۔کیونکہ ہمارے نزدیک قطعی طور پر یہ بات نہیں ہے کہ وہ رطوبت اندر سے نکلی ہے۔

عورت کی شرم گاہ کی رطوبت اور ذکر کے اندرون کی رطوبت میں یہ فرق ہے کہ وہ لیس دار ہوتی ہے خود بخود جدا نہیں ہوتی۔ اور دیگر بدن کی رطوبات کے ساتھ ملتی نہیں ہے پھر اس کا وہ حکم نہیں ہے۔میں کہتا ہوں کہ رطوبت ایک سفید رنگ کا پانی ہوتا ہے اور مذی اور پسینے کے درمیان ہوتا ہے۔جیسے کہ شرح مہذب وغیرہ میں کہا گیا ہے۔اور عنقریب مرغیوں وغیرہ میں سے جلالہ کے متعلق بیان باب السین سخلہ کے حکم میں آئے گا۔

ضرب الامثال: عرب کہتے ہیں اعطف من ام احدی وعشرین یعنی وہ مرغی بھی زیادہ مشفق ہے۔

طبی فوائد اور خواص: مرغی کا گوشت معتدل گرم اور عمدہ ہوتا ہے۔نوجوان مرغی کا گوشت اور عقل اور منی میں زیادتی کرتا ہے اور آواز کو صاف کرتا ہے لیکن معدہ اور ریاضت کرنے والوں کے لئے نقصان دہ ہے اور اس کے نقصان کو رفع کرنے کیلئے اس کے بعد شہد پینا چاہیے۔یہ ایسی معتدل غذا پیدا کرتا ہے جو کہ معتدل مزاجوں کے موافق ہو۔یہ نوجوان کے لئے مفید ہوتا ہے خاص طور پر موسم بہار میں۔

یہ بات یاد رکھیں ایسی مرغی جو معتدل الغذاء ہو وہ اتنی گرم نہیں ہوتی کہ صفراء پیدا کرے اور اتنی ٹھنڈی نہیں ہوتی جو بلغم پیدا کرے۔مجھے نہیں معلوم کہ ڈاکٹروں نے اس بات پر کیسے اجماع کر لیا کہ اس کا گوشت نقرس کے لئے مضر ہے اور اس سے نقرس

Marfat.com

پیدا ہوتا ہے اور یہ بات کہنے والوں کا شائد یہ خیال ہو کہ اس کی خاصیت ایسی ہے۔ یہ رنگ کو صاف کرتی ہے اور اس کا دماغ کھانے سے دماغ بڑھتا ہے۔

یہ خوشحال لوگوں کی غذا ہے۔ خاص طور پر انڈے دینے سے پہلے کی مرغیاں اس کے انڈے گرم ہوتے ہیں جو تر خشک کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ بیاروق نے کہا اس کے انڈے سرد تر ہوتے ہیں اور اس کی زردی گرم اور جگر کے لئے مفید ہے۔ اور اس کی زردی قوت باہ میں زیادتی کرتی ہے۔ لیکن اس کا زیادہ کھانا جھائیاں پیدا کرتا ہے یہ دیر ہضم ہوتا ہے۔ اس کے ضرر سے بچنے کے لئے صرف اس کی زردی کھائی جائے کیونکہ وہ ایک عمدہ چیز ہے۔

یاد رکھنا چاہیے کہ کھانے میں عمدہ انڈے تیتر اور مرغی کے ہوتے ہیں جب وہ تازہ اور نیم برشت ہوں۔ کیونکہ سخت انڈا بدہضمی اور بخار پیدا کرتا ہے۔ یہ دیر تک باقی رہتا ہے۔ اور جب ہضم ہو جائے تو اس سے بڑی غذائیت حاصل ہوتی ہے۔ اس طرح نیم برشت انڈہ بھی بہت غذائیت پیدا کرتا ہے۔ اگر اس کو سرکے میں ابال کر کھایا جائے تو قبض کر دیتا ہے اور سادہ انڈہ معدہ اور مثانے کی حرارت اور نفث دم کے لئے مفید ہے اور آواز کو صاف کرتا ہے۔ وہ ابلا ہوا انڈا مفید ہوتا ہے جس کو ابلتے ہوئے پانی میں سو تک گنتی گننے کے بعد نکال لیا جائے۔

نامردی کی گرہ کو کھولنے کے لئے یہ منتر مفید ہے کہ

تلوار کے کناروں پر بکصم لا لا وما ما لا لا لا ہ ہ ہ پھر اس کے ساتھ سیاہ مرغی کا صاف انڈہ آدھا آدھا کیا جائے۔ آدھا مرد کھائے اور آدھا عورت کھائے یہ مجرب اور مفید ہے۔ اللہ کے حکم سے ستر دروازے کھول دے گا۔

نیز اسی بیماری کے لئے مرد کے گلے میں یہ لکھ کر لٹکایا جائے۔

﴿فَفَتَحْنَا اَبْوَابَ السَّمَاءِ بِمَاءٍ مُّنْهَمِرٍ وَفَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُيُوْنًا فَالْتَقَى الْمَاءُ عَلٰى اَمْرٍ قَدْ قُدِرَ وَحَمَلْنَاهُ عَلٰى ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَ دُسُرٍ تَجْرِيْ بِاَعْيُنِنَا جَزَاءً لِّمَنْ كَانَ كُفِرَ .﴾

نیز یہ نسخہ بھی ہے کہ اس کے اوپر سورۂ فاتحہ، اخلاص، معوذتین اور یہ آیات لکھ کر لٹکائیں جائیں۔

﴿وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّيْ نَسْفًا فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا لَّا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّلَا اَمْتًا .﴾

﴿اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا ط وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ط اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ ○﴾ (الانبیاء : ۳۰)

﴿وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ○﴾ (بنی اسرائیل: ۸۲)

﴿فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّ خَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا .﴾ (الاعراف: ۱۴۳)

﴿مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيَانِ .﴾

﴿فَقُلْنَا اضْرِبْ بِعَصَاكَ الْبَحْرَ فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيْمِ .﴾

﴿وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّ صِهْرًا وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيْرًا .﴾

Marfat.com

﴿وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ وَ قَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا.﴾

﴿وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا﴾ (الطلاق: ۳)

پھراس تحریر کے آخر میں مرد اور عورت دونوں کا نام لکھا جائے اور یہ بات کہی جائے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ اَنْ تَجْمَعَ بَيْنَ فُلَانِ ابْنِ فُلَانَةَ وَبَيْنَ فُلَانَةَ ابْنِ فُلَانَةَ. بِحَقِّ هٰذِهِ الْاَسْمَاءِ وَالْآيَاتِ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ماهيا شراهيا اصباوت آل شداى وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ فى فى فى فى تم و كمل

ابن وحشیہ نے کہا ہے کہ مرغی کا دماغ سانپ کے ڈسنے والی جگہ پر رکھا جائے تو فورا فائدہ ہوگا۔

قزوینی کہتے ہیں جب مرغی کو دس سفید پیازوں اور چھلکا اترے ہوئے ایک مٹھی تلوں میں اتنا پکایا جائے کہ اس کا رنگ سرخ ہو جائے تو پھر اس کا گوشت کھانے اور شوربہ پینے سے قوت باہ زیادہ ہوتی ہے۔

بعض نے کہا کہ مرغی کا گوشت ہمیشہ کھانے سے دائمی بواسیر اور دائمی نقرس پیدا ہوتا ہے۔ یہ قول طب سے جاہل لوگوں کا ہے۔اور یہ قول بے عقل ڈاکٹروں کا ہے۔

قزوینی کہتا ہے۔ مرغی کے پوٹے میں ایک پتھر ہوتا ہے اگر اس کو مرگی والے پر لٹکایا جائے تو وہ ٹھیک ہو جاتا ہے اور جب کسی آدمی پر لٹکایا جائے تو قوت باہ بڑھ جاتی ہے اور نظر بد دور ہو جاتی ہے۔

جب اس کو کسی بچے کے سر کے نیچے رکھا جائے تو وہ ڈرتا نہیں ہے۔ کالی مرغی کی بیٹ کسی قوم کے دروازے پر لٹکائی جائے تو ان میں لڑائی پڑ جاتی ہے۔ کالی مرغی کا پتہ عضو تناسل پر مل کر عورت سے جماع کیا جائے تو اس کے بعد اس عورت سے کوئی دوسرا جماع نہیں کر سکے گا۔

اگر کالی مرغی کا سر کسی نئے لوٹے میں ڈال کر ایسے مرد کے بستر کے نیچے رکھا جائے جو اپنی بیوی سے لڑا ہوا ہو تو اسی وقت وہ صلح کرے گا۔ جب کوئی کالی مرغی کی چربی ۴ درہم کے برابر اپنے پاس اٹھائے رکھے تو قوت باہ بڑھ جاتی ہے۔

جب کالی مرغی کی کالی سیاہ آنکھیں اور کالی بلی کی بھی آنکھیں خشک کر کے پیس لی جائیں پھر آنکھوں میں اس کا سرمہ لگایا جائے تو وہ موکلات دیکھنے لگے گا اور جو کچھ چاہے ان سے پوچھ سکتا ہے۔

تعبیر الرؤیا: خواب میں مرغ کو دیکھنا ذلیل خوار عورتیں ہیں بہت سونے والی مرغی کو خواب میں دیکھنا خوش حال اور اصیل اور شریف عورت کی دلیل ہے۔ آہستہ چلنے والی مرغی دیکھنا بدنسل اور خائن عورت ہے۔ اس کے بچے زنا کی اولاد ہوگی۔ اور کبھی کبھی مرغی اولاد والی عورت پر دلالت کرتی ہے۔ مریض کا دیکھنا اس کی عافیت کی دلیل ہے۔ مرغ کا اذان دینا شر، کینہ اور موت کی دلیل ہے۔

اسی طرح اس کے بچوں کا معاملہ ہے۔ کبھی کبھی ان کا سانپ کے ڈسے ہوئے پر داخل ہونا اس بات کی طرف رہنمائی ہے کہ اس کو ایسی بیماری سے ڈرانا مقصود ہے جس میں وہ ان کا محتاج ہوگا۔ جس کی اس کو ضرورت ہے۔ بسا اوقات ان کے بچوں کا گھر میں داخل ہونا افکار اور پریشانیوں کے دور ہونے کی دلیل ہے۔ اور خوشحالیوں اور نعمتوں کی بھی دلیل ہے۔ اور بچے اولاد ہوتے ہیں یا خوش کن لباس ہیں یا مشکل کے بعد آسانی کی دلیل ہیں۔ بعض اوقات مرغی کا نظر آنا خوبصورت بیوقوف عمدہ عورت کی

Marfat.com

دلیل ہے یا لونڈی اور خادم کی دلیل ہے۔ جس نے دیکھا کہ وہ مرغی کو ذبح کر رہا ہے تو وہ لونڈی سے ہم بستری کرے گا۔ اور جس نے مرغی شکار کی اس کو حکومت اور عجم کا خوشگوار مال ملے گا۔ اور جس نے مرغی اور بچوں کو دیکھا کہ وہ ایک جگہ ہانکے جا رہے ہیں تو یہ قیدی ہیں۔ جس نے مرغوں اور موروں کو دیکھا کہ اس کے گھر میں آوازیں کر رہے ہیں تو وہ گنہگار ہوگا۔

مرغ کا پر مال ہوتا ہے اور خواب میں انڈے سے مراد عورت ہوتی ہے کیونکہ قرآن میں ہے۔ کانھن بیض مکنون۔ جس نے اپنے ہاتھ میں انڈا دیکھا۔ اس کی بیوی اگر حاملہ ہوگی تو بیٹی ہوگی اگر مجرد ہوگا تو شادی ہو جائے گی۔ جس نے دیکھا کہ انڈہ ایک جگہ سے دوسری جگہ کی طرف لے جایا جا رہا ہے جیسے گوبر نکالا جاتا ہے تو وہ اس گھر کی عورتوں کو قید کرے گا۔ جس نے دیکھا کہ کچا انڈہ کھا رہا ہے تو وہ حرام مال کھائے گا اور پکا ہوا انڈا حلال رزق ہے جو محنت سے حاصل کیا گیا ہو۔ اور جب حاملہ عورت دیکھے کہ اس کو چھلکا اتار کر ایک انڈہ دیا گیا ہے تو وہ بیٹی جنے گی۔ مرغیوں کے بچے زنا کی اولاد ہیں۔

جس نے انڈے کا چھلکا اتار کر اس کی سفیدی کھالی اور زردی پھینک دی تو وہ کفن چور ہوگا۔

کیونکہ ابن سیرین سے مروی ہے کہ ان کے پاس ایک مرد آیا اس نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ میں ایک انڈے کا چھلکا اتار کر اس کی سفیدی کھا رہا ہوں اور زردی پھینک رہا ہوں تو ابن سیرین نے کہا یہ آدمی قبور کو اکھیڑنے والا۔ کسی نے کہا آپ کو یہ کیسے پتہ چلا؟ انہوں نے کہا بیضہ سے مراد قبر ہے اور زردی سے مراد جسم ہے اور سفیدی سے مراد کفن ہے۔ یہ مردے کو وہاں پھینک کر اس کا کفن بیچ کر کھا جاتا ہے۔ جو کہ سفیدی ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک عورت ابن سیرینؒ کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا ہے کہ میں لکڑی کے نیچے انڈے رکھ رہی ہوں اور وہاں سے بچے نکل رہے ہیں۔ ابن سیرین نے کہا تو ہلاک ہو اللہ سے ڈر جا۔ تو مردوں کو ایسے طریقے سے ملاتی ہے کہ جس کو اللہ پسند نہیں کرتا۔ اس کے ہم نشینوں نے کہا آپ نے اس عورت پر تہمت لگائی ہے۔ آپ کو کیسے پتہ چلا؟ تو انہوں نے کہا کہ اللہ کے اس فرمان سے دلیل لی ہے جس میں عورتوں کو انڈوں سے تشبیہ دی گئی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کانھن بیض مکنون نیز اللہ تعالیٰ منافقوں کو لکڑی سے تشبیہ دیتے ہوئے فرماتا ہے کانھم خشب مسندة پس انڈے سے مراد عورتیں اور لکڑی سے مراد فسادی اور بچوں سے مراد زنا کی اولاد ہے۔ واللہ اعلم

الدجاجة الحبشية

یہ بھی گزشتہ مرغیوں کی ایک قسم ہے۔ محرم کو حبشی مرغی مارنا حرام ہے۔ کیونکہ وہ وحشی ہوتی ہے۔ وہ اڑ نہیں سکتی۔ اگرچہ وہ کبھی کبھی مالوف البیت ہو جاتی ہے۔

قاضی حسین کہتے ہیں کہ حبشی مرغی تیتر کی طرح ہوتی ہے اس کو عراق میں سندھی مرغی کہتے ہیں۔ اس کو اگر محرم ہلاک کر دے تو اس کو کفارہ دینا پڑے گا۔ امام مالک کہتے ہیں کیونکہ یہ آدمیوں سے مانوس ہوتی ہے اس لئے محرم اس کو مار دے تو کوئی کفارہ نہیں۔ اسی طرح وحشیوں میں سے جو بھی گھروں سے مانوس ہو جائے تو امام شافعی کے نزدیک اس کے قتل کا کفارہ محرم پر ہوگا اور امام مالک کے نزدیک نہیں ہوگا۔

Marfat.com

حبشی مرغی ہی جنگلی مرغی ہوتی ہے۔ یہ شکل اور رنگ میں عام مرغیوں کی طرح ہوتی ہے۔ اکثر سمندری ساحلوں پر رہتی ہیں۔ اکثر مغربی شہروں میں پائی جاتی ہے۔ یہ جھاڑیوں میں رہتی ہے اور وہاں ہی انڈے بھی دیتی ہے۔

جاحظ کے بقول اس کے بچے مور کے بچے اور سندھی بطخوں کے بچے نکلتے ہی ہوشیار اور محنتی ہوتے ہیں اور اسی وقت زمین سے گھریلو مرغی کی طرح دانہ چگنے لگتے ہیں۔

اس کو غرغر کہا جاتا ہے۔ ان پر کلام ان شاء اللہ باب الغین معجمہ میں آئے گا۔

الدج

یہ ایک جنگلی کبوتر جتنا چھوٹا سا پانی کا پرندہ ہے۔ اس کا گوشت بڑا عمدہ ہوتا ہے۔ اسکندریہ اور اس جیسے ساحلی علاقوں میں اکثر پایا جاتا ہے۔ یہ بات ابن سیدہ نے کہی ہے۔

الدحرج

یہ لفظ دال مہملہ کے ساتھ ہے۔ اس کو ابن سیدہ نے کہا ہے۔

الدخاس

یہ ایک چھوٹا سا جانور ہے جو مٹی میں غائب ہو جاتا ہے اس کی جمع دخاخیس ہے۔

دخس

یہ لفظ دال کے ضمہ اور فائے معجمہ کی تشدید سے ہے۔ یہ مچھلی کی ایک قسم ہے جس کو ڈالفن کہتے ہیں۔ یہ بات ابن سیدہ نے کہی ہے۔

جوہری کہتے ہیں کہ دخس ایک چھوٹا سا سمندری جانور ہے جو مولے کی طرح ہوتا ہے۔ یہ آدمی کو غرق ہونے سے بچاتا ہے۔ اس کو اپنی پشت پر اٹھالیتا ہے تاکہ تیرنے میں اس کی مدد کرے۔ اس کا نام ڈالفن ہے۔

اس کا ذکر ان شاء اللہ اس باب میں آگے آئے گا۔

الدخل

یہ لفظ خاء معجمہ کی تشدید سے ہے۔ یہ چھوٹا سا پرندہ ہے اس کی جمع دخاخیل ہے۔ یہ خاکی رنگ کا ہوتا ہے۔ درختوں اور کھجوروں پر بیٹھتا ہے۔ اس کی واحد دخلۃ ہے۔

ابن قتیبہ کے ادب الکاتب میں ہے کہ دخل کو ابن تمرہ کہتے ہیں۔

الدراج (تیتر)

یہ لفظ دال کے ضمہ راء کے فتحہ سے ہے اس کی کنیت ابوالحجاج ابو خطار اور ابو ضبہ ہے۔

Marfat.com

اس کا ذکر ان شاء اللہ باب الضاد معجمہ ساقطہ میں آئے گا۔

اس کی واحد دراجۃ آتی ہے۔ یہ بڑا بابرکت پرندہ ہے۔ بہت بچے پیدا کرتا ہے۔ موسم بہار میں خوش رہتا ہے۔ اور اپنی زبان سے بشکر تدوم النعم کے الفاظ کہتا ہے۔ اور اس زبان کے الفاظ بڑے واضح ہوتے ہیں۔ صاف شمالی ہوا سے اس کا دل خوش ہوتا ہے اور جنوبی ہوا سے اس کی طبیعت بگڑ جاتی ہے یہاں تک کہ اڑنے سے بھی قاصر ہو جاتا ہے۔ اس کے بازوؤں کا اندرونی حصہ سیاہ ہوتا ہے اور بیرونی حصہ خاکی ہوتا ہے جیسا کہ قطا پرندے کی شکل وصورت ہوتی ہے مگر یہ اس سے لطیف ہوتے ہیں۔

دراج ایسا اسم ہے جو مذکر و مونث دونوں پر بولا جاتا ہے۔ یہاں تک حیقطان کہہ کر ہی مذکر کی تخصیص ہوتی ہے۔ ارض مدرجۃ یعنی تیتروں والی زمین۔ یہ بات جوہری نے کہی ہے۔

سیبویہ نے کہا کہ دراج کا واحد درجوج ہے اور دیلم نے دراج کا ذکر ہی نہیں کیا۔ ابن سیدہ کہتے ہیں دراج ایک ایسا پرندہ ہے جو حیقطان کے مشابہ ہے اور حیقطان ایک عراقی پرندہ ہے۔ ابن درید کہتے ہیں کہ میرے خیال میں یہ غیر عربی ہے اور درجۃ کا لفظ رطبۃ کی طرح ہے۔

جاحظ کے بقول یہ کبوتروں کی قسم ہے کیونکہ یہ کبوتروں کی طرح بچوں کو بازوؤں کے نیچے کر لیتا ہے۔ اس کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ اپنے انڈوں کو ایک جگہ نہیں رکھتا بلکہ ایک جگہ سے اٹھا کر دوسری جگہ لے جاتا ہے تا کہ کوئی اس کی جگہ معلوم نہ کر سکے۔ یہ گھروں میں جفتی نہیں ہوتے بلکہ یہ کام باغوں میں کرتے ہیں۔

ابوطیب ماموتی ایک تیتری کے اوصاف بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

قد بعثنا بذات حسن بدیع کنبات الربیع بل ھی احسن

''ہمیں ایک نہایت خوبصورت عجیب پرندہ دیا گیا جیسے موسم بہار کی انگوری ہوتی ہے بلکہ اس سے بھی خوبصورت ہے۔''

فی رداء من جلنار وآس وقیص من یاسمین وسوسن

''وہ ایک گلنار اور آس کی چادر پہنے ہوئے ہے اور یاسمین اور سوسن کی قمیص۔''

مزید اس کا ذکر ان شاء اللہ باب القاف قبج کے ضمن میں آئے گا جاحظ کہتے ہیں کہ یہ ایسی مخلوق ہے جو موٹی نہیں ہوتی بلکہ جب وہ بڑا ہوتا ہے تو وجود بھی بڑا ہو جاتا ہے مگر گوشت نہیں بڑھتا۔

شرعی حکم: یہ حلال ہے کیونکہ یہ کبوتروں یا قطا کی قسم میں سے ہے۔

ضرب الامثال: عرب کہتے ہیں کہ فلان یطلب الدراج من خیس الاسد یعنی فلاں آدمی شیر کی جھاڑی میں تیتر تلاش کر رہا ہے۔ یہ مثال اس شخص کے لئے بولی جاتی ہے جو ایسی چیز تلاش کرے جس کا ملنا مشکل ہو۔

طبی فوائد اور خواص: اس کی چربی کو کیوڑہ کے عرق میں پگھلا کر درد کرنے والے کان میں ڈالنے سے درد رفع ہو جائے گا (ان شاء اللہ)

ابن سینا نے کہا اسکا گوشت فاختہ کے گوشت سے بہتر اور معتدل اور نرم ہوتا ہے۔ اس کے کھانے سے دماغ، فہم اور قوت باہ بڑھتی ہے۔

Marfat.com

تعبیر الرؤیا: خواب میں تیتر دیکھنا مال ہے۔ بعض کے بقول غلام عورت ہے۔ جو اس کا مالک ہوگا یا اس کو اپنے پاس دیکھے تو وہ مال حاصل کرے گا یا لونڈی' غلام کا مالک بنے گا یا وہ شادی کرے گا۔ واللہ اعلم

الدراج

را اور دال کی فتحہ سے ہے۔ سہی کو کہتے ہیں۔ قنفذ کے اکثر اوصاف اس میں پائے جاتے ہیں کیونکہ یہ ساری رات چلتی رہتی ہے۔ یہ بات ابن سیدہ نے کہی ہے۔

فائدہ اجنبی: اللہ کا بندے کو ڈھیل دینے کا مطلب یہ ہے کہ انسان جب بھی کوئی گناہ کرتا ہے اللہ اس کو ایک نئی نعمت سے نوازتا ہے۔ تو وہ استغفار کرنا بھول جاتا ہے۔ اور یہ معنی بھی ہوسکتا ہے کہ اس کو ایک دفعہ اچانک پکڑنے کے بجائے آہستہ پکڑتا ہے۔

احمد نے زہد میں عقبہ بن عامر سے روایت کیا ہے کہ نبیؐ نے فرمایا جب تم دیکھو کہ اللہ بندے کو نافرمانی کے باوجود (اس کی پسندیدہ چیزیں عنائت کر رہا ہے تو یہ اللہ کی طرف استدراج ہوگا پھر آپ نے یہ آیت پڑھی ﴿فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰۤى اِذَا فَرِحُوْا بِمَاۤ اُوْتُوْۤا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ.﴾

ابن عطیہ کہتے ہیں کہ بعض علماء سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ اللہ اس آدمی پر رحم کرے جو اس آیت میں غور وفکر کرے۔ ﴿حَتّٰۤى اِذَا فَرِحُوْا بِمَاۤ اُوْتُوْۤا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ.﴾

محمد بن نضر حارثی کہتے ہیں اس قوم کو بیس سال تک مہلت دی گئی تھی حسن کہتے ہیں جس شخص کے لئے بھی اللہ نے دنیا کھول کر رکھ دی ہو پھر وہ اس بات سے نہ ڈرے کہ اس کے ساتھ مکر کیا گیا ہے تو اللہ اس کے عمل میں کمی کر دیتا ہے اور اس کی عقل عاجز آجاتی ہے۔ اور جس سے اللہ تعالیٰ دنیا روک لے اور وہ اس کو اپنے لئے بہتر نہ سمجھے تو اس کا بھی عمل کم ہو جائے گا اور یہ بھی بے بس ہو جائے گا۔

حدیث میں آتا ہے کہ اللہ نے موسیٰ کی طرف وحی کی کہ جب فقیری آپ کی طرف آ رہی ہو تو کہو' نیکوں کی علامت مبارک ہو۔'' اور جب غنا کو اپنی طرف آتے دیکھو تو کہو کہ یہ کس گناہ کی سزا ہے جو مجھے جلدی دی جائے گی۔

الدرباب

یہ ایک پرندہ ہے جو شقراق اور کووں سے مرکب ہے۔ یہ بات اس کے رنگ سے ظاہر ہوتی ہے جیسا کہ ارسطاطالیس نے نعوت میں کہا ہے کہ یہ پرندہ گھروں سے انس رکھتا ہے اور تادیب اور تربیت سیکھ لیتا ہے۔ اس کی آواز اور قرقر بڑی عجیب ہوتی ہے۔ کیونکہ بسا اوقات اس کی آواز بڑی پر معنی ہوتی ہے۔

قرقر قمری کی طرح کرتا ہے اور کبھی گھوڑے کی طرح آواز کرتا ہے۔ کبھی بلبل کی طرح سیٹی مارتا ہے۔ اس کی غذا انگوری گوشت پھل وغیرہ ہوتے ہیں۔ اس کی محبوب جگہیں جھاڑیاں اور گھنے درخت ہیں میں کہتا ہوں یہ صفات اس پرندے کی ہیں جو ابو زریق کے نام سے مشہور ہے۔ کیونکہ وہ بھی ایسا ہی ہوتا ہے۔ اس کو قیق بھی کہتے ہیں۔ اس کا مزید ذکر ان شاء اللہ باب القاف

Marfat.com

میں آئے گا۔

الدرحرج

قزوینی کہتے ہیں یہ ایک چھوٹا سا جانور ہے جو سرخ اور سیاہی مائل ہوتا ہے۔کہا جاتا ہے۔یہ زہر ہے جو اس کو کھائے گا اس کا مثانہ زخمی ہو جائے گا پاخانہ بند ہو جائے گا نظر تاریک ہو جائے گی آلہ تناسل متورم جائے گا اسی طرح زیر ناف بھی آدمی کے دماغ میں بھی خرابی پیدا ہو جائے گی۔

شرعی حکم: بدن کو نقصان دہ ہونے کی وجہ سے یہ حرام ہے۔

الدرص

یہ لفظ دال کے کسرہ سے ہے۔کینگرو' سہی' خرگوش' چوہے' بلی اور بھیڑیے وغیرہ کے بچے کو کہتے ہیں۔اس کی جمع درصۃ اور ادراص ہوتی ہے اور سہیلی تعریف والا علام میں کہتے ہیں کہ عربی لوگ بے وقوف کو ابو دراص کہتے ہیں کیونکہ وہ ادراص کے ساتھ کھیلتا رہتا ہے۔اور ادراص درص کی جمع ہے جو کتیا کے اور بلی کے بچے کو کہتے ہیں۔یربوع یعنی جنگلی چوہے کی کنیت ام الدراس ہے یہ بات اصمعی نے کہی ہے۔

ضرب الامثال: عرب کہتے ہیں ضل دریس نفقہ یعنی درس اپنی سوراخ بھول گیا یہ مثال اس شخص کے لئے بولی جاتی ہے جو اپنے کام کی پرواہ نہ کرے۔طفیل نے شعر کہا۔

فما ام ادراص بارض مضلة ۔۔۔ باغدر من قیس اذا اللیل اظلما

''ام ادراس کسی انجان زمین میں قیس سے زیادہ دھوکہ کھانے والی نہیں ہے جب رات اندھیری ہو چکی ہو۔''

الدرۃ

دال مہملہ کے ضمہ سے ہے۔طوطے کو کہتے ہیں جس کا ذکر باب الباء موحدہ میں گزر چکا ہے۔

شیخ کمال الدین جعفر لادفوی نے اپنی کتاب الطالع السعید میں محمد بن محمد النصیبی کے حالات زندگی میں ذکر کیا ہے کہ انہوں نے بتایا کہ ایک دفعہ وہ عز الدین بصراوی کے پاس قوص میں موجود تھے جہاں پر ان کی مجلس لگتی تھی جس میں رئیس فاضل اور ادیب لوگ جمع ہوئے تھے۔پس شیخ علی حریری حاضر ہوتے اور انہوں نے بیان کیا کہ میں نے ایک طوطا دیکھا ہے جو سورۂ یٰس پڑھتا ہے تو نصیبی کہنے لگے کہ ایک کو اسورۂ سجدہ پڑھتا تھا جب سجدہ کی جگہ آتی تو سجدہ بھی کرتا اور کہتا تھا۔ سَجَدَلَكَ سَوَادِیْ وَاطْمَئَنَّ بِكَ فُؤَادِیْ تیرے لئے میرے وجود نے سجدہ کیا اور تجھ پر میرا دل مطمئن ہو گیا۔

دساسہ

دال کی فتح کے ساتھ ہے۔یہ ایک بہرا سانپ ہے اور مٹی کے نیچے گھسا رہتا ہے بعض لوگوں نے کہا کہ یہ شحمۃ الارض ہے جس کا ذکر ان شاءاللہ باب السین المعجمہ میں آئے گا۔

Marfat.com

الدعسوقة

دال کی فتح کے ساتھ ہے گبریلے جیسا ایک چھوٹا سا جانور ہے کبھی کبھی ٹھگنی عورت اور بچے کو بھی اس کے ساتھ تشبیہ دیتے ہوئے دعسوقہ کہہ دیتے ہیں یہ بات المحکم اور زبیدی کی مختصر العین میں بھی موجود ہے مگر انہوں نے اس کو صحیحہ میں دال کے فتح کے ساتھ درج کیا ہے۔

الدعموص

دال کے ضمہ کے ساتھ۔ یہ ایک چھوٹا سا جانور ہے جو پانی میں غوطے لگاتا ہے اس کی جمع دعامیص آتی ہے جیسے برغوث کی براغیث' سہیلی کہتے ہیں کہ دعموص پانی کے سانپ کی طرح چھوٹی سی مچھلی ہے۔ اور دعمیص ایک چالاک آدمی کا نام ہے۔ جس کا ذکر ان شاء اللہ باب الامثال میں آئے گا --- کہا جاتا ہے هذا دعيميص هذا الامر . یہ اس بات کو جاننے والا ہے۔

امام مسلم نے ابوحسان سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو ہریرہؓ سے کہا کہ میرے دولڑکے فوت ہو گئے ہیں آپ ہمیں کوئی ایسی حدیث سنائیں جس کی وجہ سے ہمارے دل ان کی موت سے تسلی حاصل کریں ابو ہریرہؓ کہنے لگے ہاں سناتا ہوں۔ تمہارے چھوٹے بچے جنت کے دعامیص ہوں گے یعنی وہ کسی گھر سے روکے نہیں جائیں گے۔ ان میں سے کوئی ایک اپنے باپ کو یا والدین کو ملے گا اور ان کے کپڑے کو اپنے ہاتھ میں اس طرح پکڑے گا جس طرح میں تمہارے کپڑے پکڑے ہوئے ہوں۔ پھر وہ کہے گا کہ یہ فلاں ہے پھر وہ باز نہیں آئے گا یہاں تک وہ اور اس کا باپ دونوں جنت میں داخل ہو جائیں گے۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ ایک آدمی نے زنا کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو مسخ کر کے دعموص بنا دیا۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ بادشاہ کے سامنے اعلان کرنے والے کو دعموص کہتے ہیں۔ امیہ بن ابی الصلت نے کہا۔

دعموص ابواب الملوک وجاجب للخلق فاتح

''بادشاہوں کے دروازوں اور مخلوق کے درمیان وہ دربانچی ہے جو ان کے لئے دروازہ کھولنے والا ہے۔''

حافظ منذری نے ترغیب وترہیب میں اس حدیث پر کلام کرتے ہوئے کہا ہے کہ دعامیص دال کی فتح کے ساتھ دعموص بالضم کی جمع ہے۔ یہ ایک چھوٹا سا سیاہی مائل جانور ہے پتھریلی جگہوں میں ہوتا ہے۔ جنت کے بچوں کو اس کے ساتھ اس کے چھوٹا ہونے اور سرعت حرکت کی وجہ سے تشبیہ دی گئی ہے۔

کہا جاتا ہے کہ یہ اس آدمی کو کہتے ہیں جو بادشاہوں کے پاس بہت زیادہ آتا جاتا ہو۔ جس کو ان کی اجازت کی ضرورت نہیں ہوتی اور وہ ان کے گھروں میں کسی جگہ جانے سے خوف نہیں کھاتا۔ جنت کے بچے کو اس کے ساتھ اس لئے تشبیہ دی گئی ہے کہ وہ بھی جنت میں جہاں چاہے گا جائے گا اور کسی گھر یا جگہ سے اس کو روکا نہیں جائے گا۔ اور یہ بات ظاہر ہے۔

جاحظ کہتے ہیں ناموس جب بڑا ہو جاتا ہے تو دعامیص بن جاتا ہے اور یہ کھڑے پانی سے پیدا ہوتا ہے اور جب وہ بڑا ہوتا ہے تو پتنگا بن جاتا ہے۔ شاید کہ یہی دلیل اس شخص کی ہے جس نے ٹڈی کو بحری کہا ہے۔

دعموص اس مخلوق سے ہے جو ابتداء میں صرف پانی میں ہی زندہ رہ سکتے ہیں اسکے بعد یہ مکھی یا ناموس وغیرہ بن جاتے ہیں۔

Marfat.com

فائدہ: فتاوی قاضی خاں میں ہے کہ اگر پانی کا کیڑا پھٹ جائے یا پگھل جائے اور اس میں سے پانی نکل آئے تو یہ پانی پاک ہوگا اور اس سے وضو درست ہے اور اس کی علت یہ بیان کی ہے کہ یہ کیڑا حیوان نہیں ہوتا بلکہ پانی کے بخارات اوپر چڑھ کر ان کیڑوں کی شکل اختیار کر لیتے ہیں اور یہ بات دعامیص کو پانی کے ساتھ پینے کے جواز میں بڑی واضح ہے کیونکہ وہ پانی سے ہی بنے ہوتے ہیں اور اس بات کا بھی احتمال ہے کہ یہ مسئلہ اس کا اپنا پسندیدہ ہو کیونکہ سرکے اور پھلوں کے کیڑے اسی حکم میں ہوتے ہیں کہ جس سے وہ پیدا ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ ان کو الگ کر کے بھی کھایا جا سکتا ہے جس طرح یہ بھی مذہب کا ایک اصول ہے کیونکہ وہ ذائقے اور طبیعت میں اس چیز کے مشابہ ہوتے ہیں۔ حالانکہ ظاہر بات یہ ہے کہ اس بات میں اس کی موافقت نہیں کی گئی بلکہ انہوں نے جو تفسیر کی ہے یا حکم لگایا ہے مشہور بات اس کے خلاف ہے۔

اور دعموص کا کھانا اس کی گندگی کی وجہ حرام ہے کیونکہ یہ حشرات میں سے ہے۔

ضرب الامثال: عرب کہتے ہیں اهدی من دعیمیص الرمل یعنی فلان آدمی ریگستان کے عیمیص سے بھی زیادہ ہدایت یافتہ ہے۔ یہ دعیمیص کالا غلام تھا جو بڑا مکار تھا۔ اس کے علاوہ دیہاتوں میں اور کوئی نہیں جاتا تھا تو ایک موسمی میلے میں کھڑے ہو کر اس نے کہا:

فمن یعطنی تسعا وتسعین بقرة هجانا راد ما اهدها لوبار

''کون مجھے ننانوے گائیں دے گا جو کہ عمدہ اور خاکی رنگ کی ہوں میں وہ گاؤں والوں کو تحفہ بھیجوں گا۔''

تو مہرہ قبیلے کا ایک آدمی اٹھا اور جو اس نے مانگا اسے دیدیا تو یہ اپنے گھر والوں اور بچوں کو اپنے ساتھ سوار کر کے چل پڑا جب وہ ریگستان کے درمیان پہنچے تو ایک جن نے دعمیص کی آنکھوں کو ختم کر دیا۔ تو وہ حیران پریشان رہ گیا۔ اور وہ خود بھی اپنے تمام ساتھیوں سمیت اس ریگستان میں ہلاک ہوگیا۔ اسی کے متعلق فرزدق کہتا ہے۔

کھلاك ملتمس طریق و بار

یعنی گاؤں کے راستے کو تلاش کرنے والے ہلاک شدہ لوگوں کی طرح۔

الدغفل

بروزن جعفر ہاتھی کے بچے کو کہتے ہیں۔ نر لومڑی کو بھی دغفل کہتے ہیں۔ دغفل بن حنظلہ جو بنی شیبان کا ایک ماہر الانساب آدمی تھا اسی نام سے مشہور تھا۔

اس سے حسن بصری نے نبی ﷺ کی سنتوں میں سے کچھ سنتیں بیان کی ہیں اور اس کے متعلق یہ اختلاف بھی کیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ یہ صحابی ہے اور یہ صحیح نہیں۔ اور احمد بن حنبل اس کو نہیں پہچانتے۔

اور حسن بصری نے اس سے روایت کیا ہے کہ اس نے کہا کہ عیسائیوں پر رمضان کے مہینے کے روزے تھے۔ پھر ان پر ایک آدمی بادشاہ بنا وہ بیمار ہوگیا تو اس نے نذر مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اس کو شفا دی تو وہ دس روزے زیادہ رکھے گا۔ اس کے بعد ایک اور بادشاہ بنا جو گوشت کھاتا تھا وہ بیمار ہوگیا تو اس نے نذر مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اس کو شفا دی تو وہ گوشت نہیں کھائے گا اور آٹھ

Marfat.com

روزے زیادہ رکھے گا۔ اس کے بعد ایک اور بادشاہ بنا اس نے کہا میں انہیں پچاس پورے کر کے چھوڑوں گا اور ہم انکو ربیع کے موسم میں رکھیں گے اس طرح پچاس دن پورے ہو گئے بخاری کہتے ہیں کہ اس بات پر اس کی کسی نے متابعت نہیں کی اور حسن کا اس سے سماع ثابت ہے۔ ابن سیرین کہتے ہیں کہ دغفل ایک عام آدمی تھا لیکن اس کو عورتوں نے شہوت پرست بنا دیا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف ایک خط بھیجا جس میں اس سے عرب کے انساب نجوم عربی زبان اور قریش کے انساب کے متعلق پوچھا تو اس نے یہ سب کچھ بتا دیا تو پتہ چلا کہ یہ بہت بڑا عالم ہے تو معاویہ نے اس سے پوچھا۔ دغفل! تو نے یہ باتیں کہاں سے یاد کیں تو اس نے کہا سوال کرنے والی زبان سے عقل والے دل سے تو حضرت معاویہ نے اس کو حکم دیا کہ وہ اس کے بیٹے یزید کو تعلیم دے۔

الدغتاش

یہ ایک چھوٹا سا پرندہ ہے جو چڑیوں کی ایک قسم ہے۔ یہ لٹورے سے چھوٹا ہوتا ہے اس کی پشت پر سرخ رنگ کی دھاریاں ہوتی ہیں اور گلے میں سفید اور کالے رنگ کا طوق بنا ہوتا ہے۔ یہ طبعی طور پر شرارتی ہوتا ہے۔ سخت چونچ والا ہوتا ہے۔ نمکین سمندروں کے ساحلوں پر اکثر پایا جاتا ہے۔

شرعی حکم: یہ حلال ہے کیونکہ چڑیوں کی ایک قسم ہے۔

الدقیش

دال کے ضمہ اور قاف کے فتح سے ہے یہ ایک چھوٹا پرندہ ہے جو لٹورے سے چھوٹا ہوتا ہے عام لوگ اسے دقناس کہتے ہیں۔

شرعی حکم: یہ بھی اس طرح ہے جس طرح اس سے پہلے والا جانور تھا۔ شاید کہ یہ جانور بھی وہی ہو لیکن لوگ اس کو کبھی دغناش اور کبھی دقیش کہتے ہیں۔

صحاح میں ہے کہ ابو دقیش شاعر سے پوچھا گیا دقیش کیا ہوتا ہے کہنے لگا مجھے معلوم نہیں یہ نام ہے جو ہم سنتے آئے ہیں تو ہم نے بھی یہی نام رکھا۔

دلدل

بڑی سہی کو کہتے ہیں دلدال کا معنی مضطرب ہونا ہے اور کہا جاتا ہے تدلدال السحاب یعنی بادل مضطرب ہوئے متحرک ہو کر اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس اونٹنی کا نام بھی دلدل تھا جو مقوقس نے آپ کو تحفہ میں دی تھی۔ ابو مرثد کی حدیث میں ہے بدکار عناق نے کہا اے خیموں والو یہ دلدل تمہارے قیدیوں کو اٹھاتی ہے۔ دلدل کو قنفذ کے ساتھ اس لئے تشبیہ دی گئی ہے کہ وہ اکثر رات کو ظاہر ہوتی ہے اور اس لئے بھی کہ وہ اپنے سر کو جہاں تک ہو سکے اپنے جسم میں چھپاتی ہے۔

جاحظ کہتے ہیں کہ دلدل اور قنفذ کے درمیان وہی فرق ہے جو گائے اور بھینس کے درمیان ہے۔ بختی اور عربی اونٹ میں ہے۔ اور جو جرذ اور فار میں ہوتا ہے اور یہ اکثر شام عراق اور مغرب کے علاقوں میں قلطی لومڑی کی جسامت جتنا ہوتا ہے۔ امام

Marfat.com

رافعی کہتے ہیں کہ دلدل بکری کے بچے جتنا ہوتا ہے۔اس کی صفات میں سے یہ چیز ہے کہ یہ کھڑے ہو کر جفتی کرتا ہے اور مؤنث اپنی پشت کو نر کی پشت کے ساتھ جوڑ لیتی ہے۔مؤنث پانچ انڈے دیتی ہے لیکن وہ حقیقت میں انڈے نہیں ہوتے بلکہ شکل تو انڈوں کی طرح ہوتی ہے لیکن وہ گوشت کے مشابہ ہوتے ہیں۔اس کی عادات میں سے یہ بھی ہے کہ یہ اپنے بل کے سوراخ بناتی ہے ایک جنوب اور ایک شمال کی طرف۔ جب ہوا چلتی ہے تو اس سمت کا دروازہ بند ہو جاتا ہے اور جب کسی ناپسند چیز کو دیکھتی تو سمٹ جاتی ہے تو اس کے جسم سے ایک کانٹا نکلتا ہے جو ٹہنی کی طرح ہوتا ہے جس کو یہ لگ جائے اس کو زخمی کر دیتا ہے اسکی پشت کا کانٹا ایک ہاتھ لمبا ہوتا ہے۔بعض ماہرینِ حیوانات کا خیال ہے کہ اس کی پشت پر جو ایک ہاتھ لمبا کانٹا ہوتا ہے وہ درحقیقت بال ہوتا ہے۔جب بخارات گاڑھے ہوتے ہیں تو یہ سخت ہو جاتا ہے پھر مساموں سے نکل کر سوکھ جاتا ہے اور کانٹا بن جاتا ہے۔

شرعی حکم: امام شافعی نے اس کے حلال ہونے کی نص بیان کی ہے جو ان سے ابن ماجہ وغیرہ نے نقل کی ہے۔رافعی کہتے ہیں شیخ ابو محمد اس کو قطعی طور پر حرام کہتے ہیں۔وسیط میں ہے وہ اس کو خبائث میں شمار کرتے تھے۔

ابن صلاح کہتے ہیں یہ ناپسندیدہ ہے۔ایسے لگتا ہے کہ ان کو معلوم نہیں کہ دلدل کیا ہوتا ہے اور انہوں نے اس بات پر یقین کر لیا ہے جو ہمیں شیخ ابو محمد الاشھی سے پہنچی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ دلدل بڑے کچھوے کو کہتے ہیں اور یہ ناپسندیدہ ہے حالانکہ صحیح بات یہ ہے کہ انہوں نے سیہی کا ذکر کیا ہے اور اس کے قطعی طور پر حلال ہونے کو ماوردی اور رویانی وغیرہ نے بیان کیا ہے اور یہی صحیح ہے۔

ضرب الامثال: عرب کہتے ہیں اسمع من دلدل کہ وہ دلدل سے زیادہ سننے والا ہے۔

خواص اور تعبیر: اس کے خواص اور تعبیر بھی سیہی کی طرح ہیں جس کا بیان ان شاءاللہ باب القاف میں آئے گا۔

الدلفین

یہ سوس مچھلی ہے۔ جوہری نے باب السین المھملہ میں اس کا تلفظ دال کے ضمہ سے ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ دخس صرد کی طرح سمندر کا ایک جانور ہے یہ غرق ہونے والوں کو بچاتا ہے اور اس کو اپنی پشت پر سوار کر لیتا ہے تاکہ اس آدمی کو تیرنے میں مدد مل سکے اور اس کو دلفین کہتے ہیں۔بعض دوسروں نے کہا کہ یہ سمندری خنزیر ہے کہ جو غرق ہونے والوں کو بچاتا ہے۔یہ کھارے سمندر کی طرف دریائے نیل کے آخری حصوں میں پایا جاتا ہے۔کیونکہ سمندر اسکو دریائے نیل کی طرف پھینک دیتا ہے۔اس کی صفت بھولی ہوئی فاختہ کی طرح ہوتی ہے اس کا سر بہت چھوٹا ہوتا ہے۔سمندری جانورں میں سے اس کے سوا کسی کے پھیپھڑے نہیں ہوتے۔اس لئے اس کے منہ سے سانس لینے اور پھونکنے کی آواز سنی جاتی ہے اور جب کوئی غرق ہونے والا جاندار اس کو مل جائے تو یہ اس کی نجات کے لئے ایک مضبوط سبب بن جاتی ہے کیونکہ یہ اس کو خشکی کی طرف دھکیلتی رہتی ہے یہاں تک کہ اس کو بچا لیتی ہے۔یہ کسی کو تکلیف نہیں دیتی اور مچھلی کے سوا اور کچھ بھی نہیں کھاتی۔کبھی کبھی یہ پانی کی سطح پر اس طرح آجاتی ہے جیسے کہ وہ مر چکی ہو۔یہ بچے جنتی ہے اور انہیں دودھ پلاتی ہے اور یہ جدھر بہہ جائے اولاد اس کے پیچھے جاتی ہے۔یہ صرف گرمیوں میں بچے دیتی ہے۔لوگوں سے انس رکھنا اور خاص طور پر بچوں سے انس رکھنا اس کی پیدائشی خصلت ہے۔جب اس کو شکار کیا جائے تو بہت سی ڈالفن شکاری سے لڑنے کے لئے آجاتی ہیں۔یہ جب زیادہ دیر گہرائی میں رہے تو اس کا سانس بند ہو جاتا ہے تو سانس لینے

Marfat.com

کے لئے تیر کی طرح اوپر آتی ہے۔ اگر اس کے سامنے کشتی آ جائے تو یہ کشتی سے کود کر اوپر چڑھ جاتی ہے۔ اس کا مذکر مونث سے علیحدہ کبھی دکھائی نہیں دیا۔

شرعی حکم: مچھلیوں کی حلت کی عمومیت کی وجہ سے یہ حلال ہے۔ کیونکہ اس کو مستثنیٰ نہیں کیا گیا۔

طبی فوائد اور خواص: اس کی چربی خالی حنظل میں جوش دے کر کان میں ٹپکائی جائے تو بہرہ پن کے لئے مفید ہوگی۔ اس کا گوشت ٹھنڈا اور دیر ہضم ہوتا ہے اس کے دانت بچوں پر لٹکائے جائیں تو وہ گھبراتے نہیں۔ اس کی چربی جوڑوں کے درد کے لئے مفید ہے۔ اس کے گردوں کی چربی چنبیلی کے تیل میں ملا کر عورت کے چہرے پر لگائیں تو اس کا خاوند اس سے محبت کرنے لگتا ہے اور اس کی خوشنودی کا طالب رہتا ہے۔ اس کی ہتھیلیاں گھبرانے والے آدمی پر لٹکائی جائیں تو اس کی گھبراہٹ ختم ہو جاتی ہے۔ اس کی دائیں کچلی عرق گلاب میں سات دن رکھی جائے تو پھر اس کو چہرے پر ملا جائے تو لگانے والا عوام میں محبوب ہو جاتا ہے اس کی بائیں کچلی اس کے برعکس ہے۔

تعبیر الرویا: اس کو خواب میں دیکھنا ایسے ہی ہے جیسے مگرمچھ کو دیکھنا ہے۔ بعض اوقات اس کو دیکھنا دھوکے فریب اور اعمال کے چھپانے۔ چوری کرنے اور سنی ان سنی کر دینے کی طرح ہے۔ کبھی اس کا دیکھنا کثرت دعا اور بارش پر دلالت کرتا ہے۔ یہ بات ابن دقاق نے کہی ہے۔ مقدسی نے کہا جس نے اس کو خواب میں دیکھا تو وہ خوفزدہ ہے تو امن ونجات پائے گا۔ کیونکہ یہ ڈوبے ہوؤں کو نجات دیتا ہے۔ اور ہر وہ حیوان جس کو انسان بیداری میں دیکھ کر ڈرتا ہے خواب میں پانی سے باہر دکھائی دے تو اس سے مراد عاجز دشمن ہے۔ وہ اس کو نقصان دینے پر قادر نہیں ہو سکے گا۔ کیونکہ اس کی پکڑ اور طاقت پانی تک ہی منحصر ہے۔ جب پانی سے باہر آ جائے تو اس کی طاقت زائل ہو جاتی ہے۔

الدلق

دال اور لام کی حرکت سے ہے۔ فارسی لفظ ہے عربی بنایا گیا ہے۔ یہ نیولے جیسا ہی ایک جانور ہے۔ عبداللطیف بغدادی کہتے ہیں بعض اوقات یہ جانوروں کو چیر پھاڑ کر ان کا خون پیتا ہے۔ ابن فارس نے ''مجمل'' میں ذکر کیا ہے کہ یہ بلی کی طرح کا ایک جانور ہے۔ لیکن اس بات میں نظر ہے۔ رافعی کہتے ہیں کہ دلق کو ابن مقرض بھی کہتے ہیں۔

قزوینی نے کہا ہے کہ یہ ایک وحشی جانور ہے جو کبوتروں کا دشمن ہے۔ جب یہ کبوتروں کے برج میں داخل ہو جائے تو کسی ایک کو بھی نہیں چھوڑتا۔ اس کی آواز سن کر اژدھے بھی راستہ بدل لیتے ہیں۔

اس پر ان شاء باب المیم میں ابن مقرض کے ضمن میں کلام آئے گا اور اس بارے میں رافعی اور نووی نے جو کچھ کلام کیا ہے اس کا ذکر بھی آئے گا۔

ابن صلاح کے سفرنامے میں کیا ہراسی کی کتاب ''لوامع الدلائل فی زوایا المسائل'' کے حوالے سے مذکور ہے کہ انہوں نے کہا کہ فنک' سنجاب' دلق' قاقم' حوصل اور زرافہ لومڑی کیطرح حلال ہیں۔

پھر ابن صلاح نے اپنے خط سے لکھا ہے کہ دلق نمس ہی ہے تو ہم نے اس سے نمس اور زرافہ دونوں کے حلال ہونے کا

Marfat.com

استفادہ کیا ہے اوران کا ذکران شاء اللہ ان کے ابواب میں آئے گا۔

طبعی خواص: اس کی دائیں آنکھ چوتھے کے بخار والے پر لٹکائی جائے تو وہ آہستہ آہستہ ختم ہو جاتا ہے۔اور بائیں آنکھ لٹکانے سے دوبارہ ہو جاتا ہے۔اگر کبوتروں کے برج میں اس کی چربی کی دھونی دی جائے تو وہ سب بھاگ جاتے ہیں۔کڑوی چیز سے جو کڑواہٹ پیدا ہوتی ہے اس سے وہ دور ہو جاتی ہے۔مرگی والے کی ناک میں اس کا نصف دانق خون ڈالا جائے تو مفید ہوگا۔ قولنج اور بواسیر والے آدمی کو اس کے چمڑے پر بیٹھنا مفید ہے۔

الدلم

چچڑوں کی ایک قسم ہے۔عرب اس کی مثال دے کر کہتے ہیں فلان اشد۔من الدلم۔فلاں چیچڑ سے بھی زیادہ سخت ہے۔

الدلهامه

قزوینی کہتے ہیں یہ ایک جانور ہے جو سمندری جزیروں میں پایا جاتا ہے۔انسان کی شکل پر ہوتا ہے اور شتر مرغ پر سوار ہوتا ہے اوران لوگوں کا گوشت کھاتا ہے جن کو دریا باہر پھینک دیتا ہے۔

بعض نے ذکر کیا ہے کہ ایک دفعہ یہ کشتی کے سامنے آ گیا۔پھران کی جنگ شروع ہوگئی۔آخر کاراس نے ایک ایسی چیخ ماری کہ وہ سارے منہ کے بل گر پڑے تو اس نے ان کو پکڑ لیا۔

الدم

دال کے کسرہ سے ہے بلی کو کہتے ہیں۔یہ بات محکم میں نضر کی طرف سے بحوالہ کتاب الوحوش میں مذکور ہے۔

الدنة

یہ ایک چھوٹا سا جانور ہے جو چیونٹی کی طرح ہوتا ہے۔یہ بات ابن سیدہ نے کہی ہے۔

دنیلس

یہ مشہور جانور ہے۔جو کہ سپی وغیرہ کی ایک قسم ہے۔جبرئیل بن بختیشوع کہتے ہیں کہ یہ معدے کی رطوبت اور استسقاء میں مفید ہے۔

شرعی حکم: اس کا کھانا حلال ہے کیونکہ یہ سمندری جانور ہے۔اور یہ صرف سمندر ہی میں زندہ رہ سکتا ہے۔اس کی حرمت کی کوئی دلیل نہیں۔اسی طرح شیخ شمس دین بن عدلان اوراس کے ہم عصر علماء وغیرہ نے فتویٰ دیا ہے۔عزالدین بن عبدالسلام سے اس کی حرمت کا جو فتویٰ منقول ہے وہ صحیح نہیں۔کیونکہ امام شافعی نے نص کی ہے کہ جو سمندری حیوان بھی پانی کے بغیر زندہ نہ رہ سکتا ہو وہ حلال ہے آیت کے عموم اور نبی کے فرمان کی وجہ سے کہ پانی پاک ہے اوراس کا مردا حلال ہے۔

اس کے علاوہ بھی دو وجہیں ہے اور بعض نے کہا دو قول ہیں۔ایک یہ ہے کہ یہ حرام ہے کیونکہ نبی ﷺ نے مچھلی کو حلال ہونے

Marfat.com

کے ساتھ خاص کہا ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ جو جانور خشکی پر حلال ہے جیسے گائے بکری وغیرہ تو اس سے مشابہ جو پانی میں ہے وہ بھی حلال ہے اور جو خشکی میں جائز نہیں جیسے خنزیر اور کتا وغیرہ۔ تو وہ دریائی بھی حرام ہیں۔ اس بنیاد پر سمندری گدھا حلال نہیں ہے اگرچہ خشکی کا وحشی گدھا حلال ہے۔

کتاب ''التبیان فی ما یحل ویحرم من الحیوان'' میں شیخ عامر الدین اقفسی نے کہا ہے اور اس نے عزالدین ابن السلام سے نقل کیا ہے کہ وہ کہ وہ ذنیلس کی حرمت کا فتوی دیتے تھے اور کہا کہ اس میں کوئی سلیم الطبع آدمی شک نہیں کر سکتا۔

ارسطاطالیس نے کہا ہے کہ کیکڑا جننے کے ساتھ پیدا نہیں ہوتا بلکہ سیپی میں چلا جاتا ہے پھر وہاں سے پیدا ہو کر نکل آتا ہے۔ اسطرح دوسرے بھی جو سیپی میں پیدا ہوتے ہیں اور سیپی ان سے پھٹ جاتی ہے پھر یہ نکل آتے ہیں۔

جس طرح مچھر پانی کی میل اور بدبو سے پیدا ہوتا ہے۔

ہم نے ارسطاطالیس کی کلام سے یہ استفادہ کیا ہے کہ سیپیوں میں جو کچھ پیدا ہوتا ہے وہ کیکڑا بن جاتا ہے۔

جب حیوان حرام ہو تو اسکی اصلیت ضعیف قول کے مطابق حرام ہوتی ہے۔

اور میں نے بعض فقہاء کو ذنیلس کی حلت کا فتوی دیتے سنا ہے۔ وہ امام شافعی کے ساتھیوں کے کلام سے یہ بات لیتے ہیں کہ جو چیز خشکی والی حلال ہے اس کے مشابہ سمندری جانور بھی حلال ہے اور یہ بھی کہا کہ ذنیلس کی نظیر خشکی میں پستہ ہے اور یہ اس کی حماقت ہے۔ کیونکہ اصحاب کی مراد یہ ہے کہ خشکی کے جو جانور حلال ہیں ان کی مثل سمندری جانور حلال ہیں (جبکہ پستہ کو مغزیات میں سے ہے) پھر اس میں بھی اختلاف ہے کہ اس کا ذبح کرنا ضروری ہے کہ نہیں۔ اس میں دو وجہیں ہیں۔ اور ان کی مراد سمندری جانور کو خشکی کی بے جان چیز سے تشبیہ دینا بھی نہیں ہے جب تک قیاس صحیح نہ ہو تشبیہ نہیں ہو سکتی مختصر بات یہ ہے کہ اس کے کہنے والے نے خبیث کو طیب کے ساتھ قیاس کیا ہے اور لازمی ہے کہ تمام سیپیاں حلال ہوں۔ کیونکہ ذنیلس ایک چھوٹا محار ہے۔ پھر وہ بڑا ہونا شروع ہوتا ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ یہ چھوٹے اور بڑے پائے جاتے ہیں۔

جب یہ بڑا ہو جاتا ہے تو یہ باہر نکل جاتا ہے اور سیپی خالی رہ جاتی ہے اس لئے ذنیلس کی قطعی حرمت کا فیصلہ کرنا چاہیے۔ کیونکہ ذنیلس سیپیوں کی ایک قسم ہے۔ اور سیپیاں ایک پلید چیز ہیں جیسے کچھوا اور حلزون۔ جاحظ نے کہا ملاح بلبل کھاجاتے ہیں اور بلبل وہ ہوتا ہے جو سیپی کے پیٹ میں ہو اور یہ جانور بھی سیپی میں ہوتا ہے۔ اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اچھا نہیں ہے۔ کیونکہ انہوں نے اس کو اچھا سمجھا ہوتا تو ملاحوں کے خواص میں کیوں شامل کیا ہے اہل مصر اہل شام کو ان کے سرطان کھانے پر عیب دار سمجھتے ہیں اسی طرح اہل شام اہل مصر کے ذنیلس کھانے کو عیب سمجھتے ہیں اور میرے پاس ان کی مثال کیلئے شاعر کے قول کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

ومن العجائب والعجائب جمعة ان یلهج الاعمی بعیب الاعمش

''عجیب چیزیں بہت ہیں مگر یہ بہت ہی عجیب ہے کہ اندھا چندھے کو عیب لگا رہا ہے۔''

قفسی کا کلام ختم ہوا اور جو مؤلف نے ذکر کیا ہے وہ اس کے خلاف ہے۔

Marfat.com

الدھانج

دال کے ضمہ سے ہے یہ بڑے اونٹ کو کہتے ہیں جو دو کہانوں والا ہوتا ہے۔اس کا ذکر ان شاء اللہ باب الفاء فالج میں آئے گا۔

الدوبل

اس چھوٹے گدھے کو کہتے ہیں جو چھوٹا ہی رہے اور اخطل کا بھی یہی لقب تھا اس سے ہی جریر کا یہ قول بھی ہے۔

بکی دوبل لا یرقی ء اللہ دمعہ　　　الا انما یبکی من الذل دوبل

''دوبل روپڑا اللہ اس کے آنسوؤں کو نہ روکے مگر بات یہ ہے کہ دوبل ذلت کی وجہ سے رورہا ہے۔''

الدود

یہ دودۃ کی جمع ہے اور دود کی جمع دیدان ہے۔اس کی تصغیر دوید ہے۔اور قیاس چاہتا ہے کہ دویدۃ کہا جاتا ہے۔داد الطعام یداد و و اداد' ودود اس وقت کہا جاتا ہے جب اس کھانے میں کیڑے پڑ جائیں۔کسی شاعر نے کہا

قد اطعمتنی دفلا حولیا　　　مسوسا مدودا حجریا

''تو نے مجھے سال پرانی کھجوریں کھلائیں جو کیڑوں والی اور سخت تھیں''۔

دواد بھی چھوٹے کیڑوں کو کہتے ہیں۔

دوید بن زید 450 سال زندہ رہا اس نے اسلام کا زمانہ بھی پایا مگر وہ بے خبر تھا۔جب اس کی موت کا وقت آیا تو اس نے یہ شعر کہے۔

الیوم یبنی لدوید بیتہ　　　لو کان للدھر بلی ابلیتہ

''آج دوید کے لئے اس کا گھر بنایا جائے گا کاش زمانے پر وہ مصیبت آسکتی ہے کہ جس میں مبتلا کیا گیا ہوں۔''

او کان قرنی واحدا کفیتہ　　　یا رب نھب صالح حویتہ

''یا میرا اور اس کا زمانہ ایک ہوں تو میں اس کے لئے کافی ہوتا ہے۔افسوس کہ تو نے کتنے ہی نیک لوٹنے والوں کو جمع کر لیا ہے۔''

ورب غیل حسن لویتہ　　　ومعصم مخضب ثنیتہ

''اور کتنے ہی خوبصورت شیر جیسے جوان تو نے اپنی لپیٹ میں لے لئے ہیں اور خضاب لگائی ہوئی کلائیاں تو نے اپنی طرف پھیر لیں ہیں۔''

تاریخ ابن خلکان میں ہے کہ ابوالحسن ھادی بن محمد الجواد بن علی رضا کی چغلی متوکل سے کی گئی کہ ان کے پاس اسلحہ اور ان کی جماعت کے خطوط ہیں اور وہ اپنے لئے حکومت کے طالب ہیں۔متوکل نے ان کی طرف ایک پوری جماعت بھیجی تو انہوں نے ان

Marfat.com

پران کے گھر میں حملہ کر دیا۔ تو انہوں نے دیکھا کہ وہ زمین پر قبلہ رخ ہو کر قرآن پڑھ رہے ہیں۔ تو وہ لوگ اس طرح ان کو اٹھا کر متوکل کے پاس لے آئے۔ متوکل اس وقت پی رہا تھا تو اس نے ان کی عزت اور تعظیم کی اور کہا کہ مجھے شعر سناؤ۔ انہوں نے کہا مجھے بہت کم شعر آتے ہیں تو اس نے کہا تم کو ضرور سنانے ہوں گے تو انہوں یہ شعر سنائے۔

باتوا علی قلل الاجبال تحرسهم　　غلب الرجال فما اغنتهم القلل

''انہوں نے پہاڑوں کی چوٹیوں پر رات گزاری تا کہ وہ ان کو بچا سکیں مگر لوگ ان پر غالب آ گئے اور چوٹیاں ان کے کام نہ آ سکیں۔''

واستنزلوا بعد عز من معاقلهم　　واودعوا حفرا یا بئس ما نزلوا

''ان کو اپنی عزت کی جگہوں سے اترنے کا حکم دیا گیا اور پھر ان کو گڑھوں میں ڈال دیا گیا ہائے ان کا اترنا کتنا برا ہوا۔''

ناداهم صارخ من بعد ما قبروا　　این الاسرة و التیجان والحلل

''ان کو قبر میں جانے کے بعد چیخنے والے نے آواز دی تمہارے خاندان تمہارے تاج اور تمہارے حلے کہاں ہیں؟''

فافصح القبر عنهم حین ساء لهم　　تلك الوجوه علیها الدود یقتتل

''جب ان کے لئے قبر بری بن گئی تھی تو وہ کھل گئی۔ یہ چہرے ہیں کہ جن پر کیڑے آپس میں لڑ رہے ہیں۔''

قد طالما اکلوا دهرا وما شربوا　　فاصبحوا بعد ذاك الاكل قد اکلوا

''انہوں نے ایک عرصے سے نہ کھایا تھا نہ پیا تھا پھر اس کھانے کے بعد ان کا نام و نشان مٹ گیا۔''

متوکل اور تمام حاضرین رونے لگے پھر ان سے متوکل نے پوچھا کیا تم پر کوئی قرضہ ہے۔ اس نے کہا ہاں چار ہزار درہم ہیں۔ پھر متوکل نے یہ رقم انہیں دینے کا حکم دیا اور ان کو عزت سے رخصت کیا۔ پھر جب ان کے بارے میں متوکل کو زیادہ چغلیاں آنے لگیں تو ان کو مدینے سے بلایا گیا اور سر من رای مقام پر ان کو ٹھہرایا اس جگہ کو عسکر بھی کہتے ہیں کیونکہ جب معتصم نے اس کو بنایا تھا تو اپنا لشکر وہاں ٹھہرایا تھا۔ اس لئے اس کو عسکر کہا جانے لگا۔ ابوالحسن وہاں بیس سال اور نو مہینے رہا اس لئے اس کو عسکری بھی کہتے ہیں۔ یہ ۲۵۴ھ جمادی الاخری میں فوت ہوئے۔ یہ شیعوں کے بارہ اماموں میں سے ایک امام ہیں۔ رضی اللہ عنہ وعن آبائہ الکرام۔

کیڑوں یا دود کی کئی قسمیں ہیں۔ مثلاً سونڈیاں، جلدی کیڑے، دیمک، سرکے کے کیڑے، گوبر کے کیڑے، پھل کے کیڑے، ریشم کے کیڑے۔ سبزی کے کیڑے جو صنوبر کے درخت میں پائے جاتے ہیں۔ جو طاقت اور کام میں ذرا ریح کی طرح ہوتے ہیں۔ یہ سب مشہور ہیں۔ کچھ کیڑے انسان کے پیٹ میں ہوتے ہیں۔ ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا خالی پیٹ کھجوریں کھاؤ یہ پیٹ کے کیڑوں کو مار دیتی ہیں۔ دخشریق پینے سے پیٹ کے کیڑے باہر نکل جاتے ہیں۔ آڑو کے پتے اگر ناف پر لیپ کیے جائیں تو پیٹ کے کیڑے مر جاتے ہیں۔

بیہقی نے شعب الایمان میں صدقہ بن یسار سے روایت کیا ہے کہ داؤدؑ اپنے محراب میں داخل ہوئے تو ایک چھوٹا سا کیڑا دیکھا تو اسکی پیدائش میں سوچنے لگے۔ اور کہنے لگے اللہ تعالیٰ کو اس کیڑے کو پیدا کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اللہ نے اس کیڑے کو

Marfat.com

بولنے کی طاقت دی تو وہ کہنے لگا۔ اے داؤد کیا تو اپنے آپ کو اچھا سمجھتا ہے۔ کیونکہ میں اس انداز ے پر ہوں جو مجھے اللہ نے دیا ہے۔ اللہ کا ذکر و شکر کر اس چیز پر جو اللہ نے تجھے دی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ﴿وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ.﴾ یعنی کوئی چیز نہیں مگر اللہ کی حمد کے تسبیح بیان کرتی ہے۔

اور پھلوں کے کیڑوں کے متعلق زمخشری نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ﴿اِنِّیْ مُرْسِلَۃٌ اِلَیْھِمْ بِھَدِیَّۃٍ.﴾ کی تفسیر میں کہا ہے کہ بلقیس نے سلیمان علیہ السلام کی طرف پانچ سو لڑکے بھیجے جنہوں نے لڑکیوں کے کپڑے اور زیورات پہن رکھے تھے اسی طرح پانچ سو لڑکیاں بھیجیں جنہوں نے نے لڑکوں کے لباس پہن رکھے تھے۔ یہ سب کے سب سونے کی زینوں اور نشان زدہ گھوڑوں پر سوار تھے۔ اسی طرح ایک ہزار سونے اور چاندی کی اینٹیں اور ایک تاج جس پر یاقوت موتی جڑے ہوئے تھے اور ستوری اور عنبر اسی طرح ایک پیالہ بھی جس میں ایک دریتیم اور ایک سوراخ والا نگینہ دیکر بھیجا اور ان کے ساتھ قوم کے معزز لوگوں میں سے دو آدمی ایک منذر بن عمرو ایک اور صاحب فہم آدمی بھیجا اور کہا کہ اگر وہ نبی ہوگا تو لڑکوں اور لڑکیوں میں فرق کرلے گا اور موتی کے سوراخ کو سیدھا کر دے گا اور نگینہ کے سورخ میں دھاگا ڈال دے گا پھر منذر سے کہا اگر وہ تیری طرف غصے سے دیکھے تو سمجھ لینا کہ وہ بادشاہ ہے تو اس سے خوفزدہ نہ ہونا۔ اگر تم اس سے نرمی دیکھو تو وہ نبی ہوگا۔ تو اللہ تعالیٰ حضرت سلیمان علیہ السلام کو یہ ساری بات بتادی تو انہوں نے جنوں کو حکم دیا تو انہوں نے سونے اور چاندی کی اینٹیں لگادیں اور سلیمان علیہ السلام کے سامنے میدان میں سات فرسخ لمبا فرش بچھا دیا اور میدان کے اردگرد ایک دیوار بنادی۔ اور ایک برج سونے کا اور ایک چاندی کا بنادیا اور خشکی اور تری کے بہترین جانوروں کو لانے کا حکم دیا پھر ان کو میدان کے دائیں اور بائیں طرف اینٹوں پر باندھ دیا۔ پھر جنوں کی اولاد کو حکم دیا جو بہت زیادہ تھے دائیں اور بائیں کھڑے ہوگئے۔ پھر سلیمان علیہ السلام اپنی کرسی پر بیٹھ گئے۔ ان کے دائیں بائیں بھی کرسیاں لگی تھیں پھر شیاطین جن اور انسان کئی میلوں تک صفیں بنا کر کھڑے ہوگئے۔ اسی طرح جنگلی جانور درندے پرندے اور کیڑے مکوڑے بھی صفیں بنا کر کھڑے ہوگئے۔ جب وفد قریب آیا اور دیکھا کہ چوپائے سونے اور چاندی کی اینٹوں پر لید کر رہے ہیں تو جو کچھ ان کے پاس تھا وہ سب کچھ پھینک دیا۔ جب وفد سامنے آکر کھڑا ہوا تو سلیمان علیہ السلام نے ان کی طرف بڑی کشادہ پیشانی سے دیکھا۔ اور پوچھا کہ وہ پیالہ جس میں فلاں فلاں چیزیں ہیں وہ کہاں ہے تو انہوں نے اس کو ان کے سامنے پیش کیا تو آپ نے دیمک کو حکم دیا اس نے بال لے کر اس نگینے میں سوراخ کردیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کا رزق درخت میں مقرر کردیا۔ سفید کیڑے نے منہ میں دھاگہ پکڑا اور اس نگینہ میں ڈال دیا۔ تو اس کا رزق پھلوں کے اندر رکھ دیا گیا۔ پھر آپ نے پانی منگوایا تو جو لڑکیاں تھیں وہ ایک ہاتھ میں پانی لیتیں پھر دوسرے ہاتھ میں ڈالتیں پھر اس کو اپنے چہرے پر مارتیں اور لڑکے جس طرح پانی لیتے اسی طرح چہرے پر ڈالتے پھر انہوں نے تحائف کو واپس کردیا اور منذر سے کہا کہ ان کی طرف واپس چلا جا۔ جب وہ واپس گیا اور بلقیس کو ساری بات بتائی تو وہ کہنے لگی وہ اللہ کا نبی ہے اور ہمارے پاس اس سے لڑنے کی طاقت نہیں پھر وہ بارہ ہزار سرداروں کو لے کر آپ کی طرف روانہ ہوئی۔ جن میں سے ہر سردار کے ماتحت کئی ہزار کا لشکر تھا۔

ریشم کے کیڑے کو ہندی کیڑا بھی کہتے ہیں یہ ایک عجیب مخلوق ہے کیونکہ یہ شروع میں انجیر کے بیج کی طرح ہوتا ہے پھر یہ اس میں سے فصل ربیع میں نکلتا ہے۔ باہر آنے کے وقت یہ چیونٹی سے بھی چھوٹا ہوتا ہے۔ یہ گرم مقامات میں بغیر انڈے سینے کے نکلتا

Marfat.com

ہے جبکہ یہ کسی پیالے بندھا پڑا ہو۔ کبھی کبھی نکلنے میں یہ تاخیر کر دیتا ہے تو عورتیں اسے باندھ کر اپنے پستانوں کے نیچے رکھ لیتی ہیں جب یہ باہر نکل آتا ہے تو سفید توت کے پتے کھاتا ہے۔ پھر یہ بڑا ہونا شروع ہوتا ہے یہاں تک کہ انگلی کے برابر ہو جاتا ہے آہستہ آہستہ اس کا رنگ کالے سے سفید ہو جاتا ہے اکثر ساٹھ دنوں میں یہ سب کچھ ہو جاتا ہے۔ پھر یہ اپنے اوپر اپنے منہ سے نکلی ہوئی چیز بنا شروع کر دیتا ہے۔

یہاں تک کہ جو کچھ اس کے منہ میں ہوتا ہے وہ ختم ہو جاتا ہے۔ اور جو کچھ اس کے اوپر بنا ہوتا ہے وہ مکمل ہو کر ایک اخروٹ کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ اس اخروٹ میں تقریباً دس دن تک بند رہتا ہے۔ پھر اس کے بعد اس میں سوراخ کر کے ایک پتنگے کی صورت میں باہر آ جاتا ہے اس کے دو پر ہوتے ہیں جو ہر وقت مضطرب ہونے کی وجہ سے ٹھہرتے نہیں۔ جب یہ باہر نکل آتا ہے تو اس کو جفتی کی خواہش پیدا ہوتی ہے۔ پھر مذکر اپنی دم کو مؤنث کی دم سے چمٹا دیتا ہے پھر کافی دیر تک اسی طرح چمٹے رہتے ہیں پھر مؤنث اپنے پیٹ سے ایک بیج نکالتی ہے۔ جس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔ اس کے لئے اس کے سامنے ایک کپڑا بچھایا جاتا ہے یہاں تک کہ اس کا پیٹ ان بیجوں سے خالی ہو جاتا ہے۔ پھر وہ دونوں مر جاتے ہیں۔ یہ اس صورت میں ہے کہ جب آپ ان سے بیج لینا چاہیں اگر صرف ریشم لینا ہو تو ریشم بننے کے دس دن بعد ان کو ایک یا دو دن کے لئے دھوپ میں رکھ دیا جاتا ہے تو یہ مر جاتے ہیں۔ اس کی طبیعت کی عجیب بات یہ ہے یہ بجلی کی آواز سے تھال کے بجانے کی آواز اور سر کے اور دھوئیں کو سونگھنے سے حائض اور جنبی کے چھونے سے مر جاتے ہیں۔ عام طور پر چوہے چڑیاں چیونٹی چھپکلی زیادہ سردی اور گرمی سے اس کی جان کا اندیشہ اور خوف ہوتا ہے۔ اس کے متعلق کسی شاعر نے کیا عمدہ شعر کہے ہیں۔

وبیضة تحضن فی یومین حتی اذا دبت علی رجلین

''وہ دو دنوں میں انڈا سیتی ہے۔ یہاں تک کہ جب وہ دو ٹانگوں پر چلنے لگتا ہے۔''

واستبدلت بلونها لونین حاکت لها خیسا بلا نیرین

''ایک رنگ کے بدلے دو رنگ بدل لیتی ہے اور اپنے لئے ایک قید خانہ بغیر روشنی کے بناتی ہے۔''

بلا سماء وبلا بابین ونقبته بعد لیلتین

''اس گھر کا نہ چھت ہے اور نہ اس کے دروازے۔ دو راتوں کے بعد وہ اس میں سوراخ کرتی ہے۔''

فخرجت مکحولة العینین قد صبغت بالنقش حاجبین

''وہ اس سے سرمہ لگائے ہوئے باہر آتی ہے اور دونوں ابروؤں کو بھی نقش کئے ہوئے ہوتی ہے۔''

قصیرة ضئیلة الجنبین کانها قد قطعت نصفین

''وہ چھوٹی سی کمزوری پہلوؤں والی ہوتی ہے گویا کہ اس کو آدھی کاٹ لیا گیا ہے۔''

لها جناح سابغ البردین مانبتا الا لقرب الحین

ان البردی کحل لکل عین

''اس کے پر دو دھاری دار چادریں لپیٹے ہوئے ہیں وہ تھوڑی دیر کے لئے ہی پیدا ہوتے ہیں۔''

Marfat.com

بے شک موت ہر آنکھ کا سرمہ ہے

امام ابو طالب مکی اپنی کتاب قوت القلوب میں کہتے ہیں کہ بعض حکماء نے ابن آدم کو ریشم کے کیڑے سے مثال دی ہے کہ وہ جہالت سے اپنے اوپر ریشم بنتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس سے خلاصی پانے کی کوئی جگہ نہیں رہتی پھر وہ اپنے آپ کو مار دیتا ہے اور ریشم دوسرے لوگ لے جاتے ہیں۔ کبھی کبھی جب ریشم کا کیڑا ریشم بننے سے فارغ ہوتا ہے تو لوگ اسے قتل کر دیتے ہیں کیونکہ جب وہ ریشم کو اپنے اوپر لپیٹ لیتا ہے اور اس کے لئے باہر نکلنا مشکل ہوتا ہے تو لوگ اس کو دھوپ میں رکھتے ہیں اور کبھی کبھی اپنے ہاتھوں سے دبا کر اس کو مار دیتے ہیں تا کہ وہ ریشم کو کاٹ نہ سکے۔ اور ریشم سلامت رہ جائے۔ یہی مثال اس کمانے والے جاہل کی ہے جس کے گھر والے اور اس کا مال اسے ہلاک کر دیتے ہیں اور جس چیز کی وجہ سے وہ بد بخت ہوتا ہے اس کے وہ وارث بن جاتے ہیں۔ پھر وہ اس مال کے ساتھ اللہ کی اطاعت کریں گے تو ان کے لئے اجر ہوگا اور حساب اس کے ذمہ ہوگا اور اگر وہ نافرمانی کریں گے تو یہ بھی ان کے گناہ میں شریک ہوگا کیونکہ اس نے ان کو کما کر دیا تھا۔ تو معلوم نہیں کہ کون سی حسرت اس پر زیادہ بڑی ہوگی اپنی عمر کو دوسروں کے لئے ضائع کر دینا یا اپنے مال کو دوسرے کے ترازو میں دیکھنا۔ اسی طرف ابوالفتح بستی نے اپنے اس قول میں اشارہ کیا:

الم تر ان المرء طول حیاته معنی بامر لا یزال یعالجه

''کیا تو نے نہیں دیکھا کہ آدمی اپنی ساری زندگی ایسے مقصد کے پیچھے لگا رہتا ہے جس سے وہ مشغول رہتا ہے۔''

کدود کدود القز ینسج دائما ویھلك غما وسط ما ھو ناسجه

''جیسے ریشم کا کیڑا ہمیشہ بنتا رہتا ہے پھر جس کو بنتا ہے اس کے بیچ میں بند ہو کر مر جاتا ہے۔''

اور انہیں کے اور عمدہ شعر ہیں۔

لا یغرنك اننی لین الملمس فعزمی اذا انتضیت حسام

''تجھ کو یہ بات دھوکے میں نہ ڈالے کہ میں چھونے میں نرم ہوں جب میں ارادہ کرتا ہوں تو میرا عزم تلوار کی طرح ہوتا ہے۔''

انا کالورد فیه راحة قوم ثم فیه لاخرین زکام

''میں اس پھول کی طرح ہوں جس میں ایک قوم کے لئے راحت ہے اور دیگر لوگوں کے لئے اسی میں زکام ہے۔''

اس معنی میں کسی دوسرے نے بھی کہا ہے۔

یفنی الحریص بجمع المال مدته وللحوادث ما یبقی وما یدع

''لالچی آدمی مال جمع کرنے میں اپنی ساری عمر ختم کر دیتا ہے اور جو کچھ وہ پیچھے چھوڑتا ہے وہ لوگوں کے لئے ہوتا ہے۔''

کدودة القز ما تبنیه یھلکھا وغیرھا بالذی تبنیه ینتفع

''جیسے ریشم کا کیڑا کہ اس کو وہ چیز ہلاک کر دیتی ہے جس کو وہ بناتا ہے اور دوسرے لوگ اس کی بنائی چیز سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔''

Marfat.com

جب ریشم کا کیڑا اپنا شروع کرتا ہے تو مکڑی آ کر اس سے اپنے آپ کو تشبیہ دیتے ہوئے کہتی ہے۔ کہ میں بنتی ہوں تو بھی بنتا ہے تو ریشم کا کیڑا کہتا ہے میرے بنے ہوئے کو بادشاہ پہنتے ہیں اور تیرے بنے ہوئے کو مکھیاں پہنتی ہیں۔ جب ضرورت آتی ہے تب میرا تیرا فرق ظاہر ہوتا ہے۔

اذا اشتبکت دموع فی خدود　　　تبین من بکی ممن تباکی

''جب آنسو رخساروں میں خلط ملط ہوتے ہیں تو اس وقت پتہ چلتا ہے کہ کون رو رہا ہے اور کون رونے کا تکلف کر رہا ہے۔''

صنوبر اور کدو کا مناظرہ: صنوبر کا درخت تین سالوں میں ایک پھل دیتا ہے اور کدو کا درخت دو ہفتوں میں پھل دینے لگتا ہے۔ کدو کے درخت نے صنوبر کے درخت سے کہا۔ جس راستے کو تو تین سالوں میں طے کرتا ہے اس کو میں دو ہفتوں میں طے کر لیتا ہوں۔ تجھے درخت ہی کہا جاتا ہے اور مجھے بھی درخت ہی کہتے ہیں۔ تو صنوبر کے درخت نے اس سے کہا ٹھہر جا خزاں کی ہوائیں چلنے دے پھر تیرا یہ نام کا دھوکہ تجھے معلوم ہو جائے گا۔

مسعودی نے راضی کے حالاتِ زندگی میں کہا ہے کہ طبرستان میں ایک کیڑا ہوتا ہے جو ایک مثقال سے تین مثقال تک ہوتا ہے۔ یہ رات کو روشن ہوتا ہے۔ جیسے شمع جلتی ہے۔ دن کو اڑتا ہے۔ اس کے پر نظر آتے ہیں جو سبز و ملائم ہوتے ہیں۔ مگر حقیقت میں اس کے پر نہیں ہوتے۔ اس کی خوراک مٹی ہے اور کبھی بھی پیٹ بھر کر نہیں کھاتا کہ کہیں زمین کی مٹی ختم نہ ہو جائے پھر بھوک سے مر جاتا ہے۔ مسعودی کہتے ہیں کہ اس کے بہت سے فوائد اور بڑی وسیع خواص ہے۔ عنقریب جاحظ سے بھی اس کے قریب قریب بیان آئے گا۔

شرعی حکم: اس کی تمام اقسام کا کھانا ناپاک ہونے کی وجہ سے حرام ہے۔ مگر وہ کیڑا جو کھانے والی چیز میں پیدا ہو۔ ہمارے نزدیک اس کی تین وجوہات ہیں۔ صحیح یہ ہے کہ اس کو چیز کے ساتھ ہی کھایا جائے الگ کر کے نہ کھایا جائے۔ دوسرا یہ کہ کیڑے کو الگ کر دیا جائے اور اس کو بالکل نہ کھایا جائے۔ تیسرا یہ کہ پھل کے ساتھ بھی کھا سکتا ہے اور علیحدہ بھی۔ صحیح مذہب میں اس کا اطلاق اس طریقے سے ہوگا کہ کھانا مع چیز کے جائز ہے چاہے علیحدہ کرنا آسان ہو یا مشکل ہو۔ کیڑے کی بیع درست نہیں سوائے قرمز کیڑے کے جس کے ساتھ رنگ کیا جاتا ہے۔ یہ سرخ رنگ کا کیڑا ہوتا ہے۔ جو بلوط کے درخت میں بعض شہروں میں پایا جاتا ہے۔ اس کے گرد سیپی ہوتی ہے۔ اس کو یہاں کی عورتیں اپنے منہ سے اکٹھا کرتی ہیں۔

ریشم کے کیڑے کی بیع جائز ہے اور اس کو سفید توت کے پتے کھلانا بھی ضروری ہے اور اس کو فائدہ کی غرض سے دھوپ میں رکھنا جائز ہے چاہے وہ مر جائے۔

ریشمی کوئے کی بیع بھی جائز ہے جبکہ اس کے اندر مرا ہوا کیڑا ہو۔ کیونکہ اس کے اندر اس کا رہنا اس کی مصلحت ہے۔ اسی لئے اس کی بیع وزن کر کے اور اندازے سے دونوں طرح درست ہے۔ قاضی حسین نے اس طرح تصریح کی ہے۔

امام شافعی فرماتے ہیں کہ اس کو اندازے سے بیچنا چاہیے تول کر بیچنا جائز نہیں ہے۔ میرے نزدیک یہی بات زیادہ قابل اعتماد اور صحیح ہے۔ کیونکہ کیڑا اصل چیز یعنی ریشم کی مقدار کی معرفت میں مانع ہوتا ہے۔

Marfat.com

اور شیخین نے اس کو کتاب السلم کے آخر میں بالجزم بیان کیا ہے اور ابن الرفعۃ نے بھی یہ بات جزماً بیان کی ہے۔ اس کے گوبر میں بھی وہی اختلاف ہے جو اختلاف اس چیز میں ہے جس میں بہنے والا خون نہ ہو۔ اس کے بیج میں دو وجہیں ہیں۔ جیسے مالا یو کل لحمہ کے انڈوں میں دو وجہیں ہیں اور صحیح بات یہ ہے کہ وہ پاک ہوتا ہے۔

فورانی اور متولی نے کہا کہ اگر ہم یہ کہیں کہ ریشم کا کیڑا مرنے کے بعد پاک ہوتا ہے تو اس کا تخم بھی پاک ہوگا۔ اگر ہم اس کو ناپاک کہیں تو بیج بھی انڈے کی طرح ہوگا۔ کیونکہ اس کی نشوونما بھی اسی طرح ہوتی ہے۔

قفال کے فتاوے میں ہے کہ ریشم کے بیج کی کوئی مثال نہیں ہے۔ لہٰذا اس میں بیع سلم جائز نہیں ہے۔

کیونکہ اہل صنعت یہ بات نہیں جانتے کہ اس بیج کا بنا سرخ ہے یا سفید ہے۔ اس لئے یہ سلم میں جواہر کی طرح ہے۔

ضرب الامثال: عرب کہتے ہیں اصنع من دود القز وہ آدمی ریشم کے کیڑے سے زیادہ کاریگر ہے۔ اور یوں بھی کہتے ہیں کہ اکثر من الدود و اضعف من الدود. یعنی وہ کیڑوں سے بھی زیادہ ہیں اور کیڑوں سے زیادہ کمزور بھی ہیں۔

ابن رشد نے جامع البیان والتحصیل میں کہا ہے کہ عمر بن الخطاب نے عمرو بن العاص سے سمندر کے بارے میں پوچھا۔ تو انہوں نے کہا:

سمندر ایک طاقتور مخلوق ہے جس پر کمزور کیڑے (یعنی انسان) لکڑیوں کے ذریعے سوار ہوتے ہیں۔ اگر ضائع ہو جائیں تو ہلاک ہوں گے۔ اگر باقی رہ جائیں تو الگ الگ ہو جاتے ہیں۔ تو عمرؓ نے کہا میں اس پر کسی کو سوار نہیں کروں گا۔

طبی فوائد اور خواص: ریشم کے کیڑے کو تیل میں ملا کر انسانی جسم پر لگایا جائے تو کیڑے مکوڑوں کے کاٹنے اور زہریلی چیزوں کے ڈسنے میں مفید ہوگا۔

ریشم کے کیڑے کو باہر نکلنے کے بعد اگر مرغی کھالے تو موٹی ہو جاتی ہے۔ گوبر کا پیلا کیڑا جو اس سے پیدا ہوتا ہے۔ جب پرانے تیل میں اچھی طرح پکایا جائے پھر اس تیل میں ملا کر داء الثعلب (بال جھڑ) میں لگایا جائے تو وہ ٹھیک ہو جاتا ہے۔ بشرطیکہ اس کو ہمیشہ کیا جائے۔

تعبیر الرؤیا: کیڑے کو خواب میں دیکھنا گھر کا دشمن مراد ہے۔ اور بادشاہ کے لئے رعیت ہے۔ جس نے اسے حاصل کیا اس کو فائدہ ملے گا۔ کبھی کبھی کیڑے کو دیکھنا حرام مال پر دلالت کرتا ہے۔ اور اس کی تعبیر ضرر سے دی جاتی ہے۔ جس سے کیڑا اہٹ گیا اس سے حرام مال دور ہو جاتا ہے۔ بعض دفعہ کیڑوں سے مراد چھوٹی عمر کے بچے اور عمدہ وراثت والے ہوتے ہیں۔

بعض دفعہ اس کا دیکھنا موت کے قریب ہونے اور عمر کے اختتام کی دلیل ہوتا ہے۔

بعض دفعہ یہ مرد جولاہوں اور عورتوں پر دلالت کرتا ہے اور کبھی تصویریں بنانے والوں پر۔

دؤالة

لومڑی کو کہتے ہیں۔ اس کو دؤالہ اس لئے کہتے ہیں کہ یہ بڑی چست و چالاک اور تیز رفتار ہوتی ہے۔ دالان چستی سے چلنے

Marfat.com

کو کہتے ہیں۔

الدودمس

یہ ایک سانپوں کی قسم ہے۔ یہ سانپ اتنا زہریلا ہے کہ جہاں تک اس کی پھونک جاتی ہے سب کچھ جلا دیتا ہے۔ اس کی جمع دودمسات اور دوامیس ہے۔ یہ بات ابن سیدہ نے کہی ہے۔

الدوسر

موٹے اونٹ کو کہتے ہیں۔ اس کی مونث دوسرة ہے۔ اور کہا جاتا ہے جمل دوسری جس سے پتہ چلتا ہے یہ اونٹ دوسر کی طرف منسوب ہیں۔

الديسم

دال کی فتح کے ساتھ ہے۔ ریچھ کے بچے کو کہتے ہیں۔ جوہری کہتے ہیں میں نے ابوالغوث سے کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ دیسم کتی سے بھیڑیے کے بچے کو کہتے ہیں۔ تو انہوں نے کہا نہیں۔ یہ ریچھ کے بچہ کو کہتے ہیں۔ محکم میں ہے کہ لومڑی کے بچہ کو کہتے ہیں جاحظ نے بھی کہا ہے کہ یہ کتی اور بھیڑے کے ملاپ سے پیدا ہوتا ہے۔ جو خاکی رنگ کا سیاہی مائل ہوتا ہے۔

شرعی حکم: ہر حال میں حرام ہے۔

الديك

مذکر مرغ کو کہتے ہیں: اس کی جمع دیوك اور دیكة ہے۔ اس کی تصغیر دوائك ہے۔ اس کی کنیتیں ابوحسان' ابوحماد' ابو سلیمان ابوعقبہ' ابومدلج' ابومنذر' نبهان' ابویقظان' ابو برائل ہیں پرندے کے اونچے پروں کو جو گردن میں ہوتے ہیں برائل کہتے ہیں۔ ان کو وہ لڑائی کے وقت اونچا کرتا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ مرغ کا خاصہ ہے۔ اس کو انیس اور موانس بھی کہتے ہیں۔ اس کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ اپنے بچوں پر شفقت نہیں کرتا اور ایک بیوی سے الفت نہیں رکھتا۔ اور یہ اس کی طبعی عادت ہے۔ کیونکہ یہ جب دیوار سے نیچے اترتا ہے تو اس کو اپنے گھر کا پتہ نہیں چلتا۔ اس کے عمدہ خصائل میں سے یہ ہے کہ یہ اپنی مرغیوں میں مساوات برتتا ہے۔ اور کسی کو دوسری پر ترجیح نہیں دیتا سوائے چند مواقع کے۔

اس کی بڑی عجیب بات یہ ہے کہ یہ رات کے اوقات کو جانتا ہے۔ اور اس بارے میں بالکل صحیح وقت پر آواز یں نکالتا ہے اور کسی صورت میں اس کو دھوکا نہیں لگتا چاہے راتیں لمبی ہوں یا چھوٹی ہوں اور اس کی پکار فجر سے پہلے اور بعد میں ہوتی ہے۔ (پاک ہے وہ ذات جس نے اس کو اس بات کی ہدایت دی) اسی لئے قاضی حسین' متولی اور رافعی نے نمازوں کے اوقات میں تجربہ کار مرغ کی اذان پر اعتماد کو جائز قرار دیا ہے۔

اس کا عجیب معاملہ یہ ہے کہ جب مرغ کسی جگہ پر ہوں اور کوئی انجان مرغی وہاں آ نکلے تو سارے مرغے اس کو جفتی کرتے

Marfat.com

ہیں۔اور ابوبکر صنوبری نے اس کی مدح میں کیا عمدہ اشعار کہے ہیں۔

مغرد الليل ما يالوك تغريدا ملّ الكرى فهو يدعو الصبح مجهودا

''یہ رات کو گاتا ہے اور تجھے گانا سنانے میں کمی نہیں کرتا۔ وہ نیند سے اکتا گیا ہے اس لئے وہ کوشش کر کے صبح کو پکار رہا ہے۔''

لما تطرب هز العطف من طرب ومد للصوت لما مده الجيدا

''جب وہ خوش ہوتا ہے۔ تو خوشی سے اپنے پہلو کو حرکت دیتا ہے اور آواز کے لئے گردن کو لمبا کرتا ہے۔''

كلابس مطرفا مرخ ذوائبه تضاحك البيض من اطرافه السودا

''وہ دھاری دار لباس پہنے ہوئے اور گیسوؤں کو لٹکائے ہوئے ہے وہ اپنی سیاہ آنکھوں سے سپیدہ صبح سے اٹھکیلیاں کرتا ہے۔''

حالي المقلد لو قيست قلائده بالورد قصر عنها الورد توريدا

''گردن میں زیور پہنے ہوئے ہے۔ اگر اس ہاروں کا گلاب کے پھول سے موازنہ کیا جائے تو وہ اس سے کم گلابی ہوں گے۔''

ابن خلکان نے محمد بن معن بن محمد بن صمادح جس کی معتصم کے ساتھ صفت بیان کی جاتی ہے۔ ابوالقاسم الاسعد بن بلیطہ کی تعریف والے اپنے قصیدے میں مرغ کی صفات میں یہ شعر کہے ہیں۔

كان انو شروان اعطاه تاجه وناط عليه كف مارية القرطا

''گویا نوشیرواں نے اس کو اپنا تاج دے دیا اور ماریہ نے اپنی بالی اس پر لٹکا دی۔''

سبى حلة الطاوس حسن لباسه ولم يكفه حتى سبى المشية البطا

''اس نے طاؤس کا اچھا حلہ پہن لیا اور پھر بھی اس نے اس کو کافی نہ سمجھا بلکہ بطخ کی طرح چلنے لگا۔''

جاحظ کہتے ہیں کہ مرغ میں ہندی، جلاسی، نبطی، سندھی اور زنجی سب شامل ہیں۔

سفید کلغی والے مرغ کے خواص یہ ہیں کہ جس گھر میں وہ ہوتا ہے اس کی حفاظت کرتا ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ آدمی جب سفید کلغی والے مرغ کو ذبح کرتا ہے تو اس کے اہل و مال میں ہمیشہ تنگی رہتی ہے۔

عبدالحق بن قانع نے اپنی سند کے ساتھ جابر بن اثوب بن عتبہ سے روایت کیا ہے کہ نبیؐ نے فرمایا ''سفید مرغ میرا دوست ہے۔'' یہ اس سند ثابت نہیں ہے۔ یہ روایت ان الفاظ کے ساتھ بھی ہے۔ کہ سفید مرغ میرا دوست ہے اور شیطان کا دشمن ہے۔ اپنے مالک کی حفاظت کرتا ہے اور اس پیچھے سات گھروں کی۔ نبی ﷺ اس کو گھر اور مسجد کے لئے حاصل کرتے تھے۔ تہذیب میں بذی راوی کے حالات زندگی میں ابن کثیر ابوالحسن احمد بن محمد سے روایت ہے۔ جو کہ ضعیف الحدیث ہیں۔ وہ حسن سے وہ انس سے روایت کرتے ہیں کہ نبیؐ نے فرمایا سفید مانگ والا مرغ میرا اور جبرائیل کا دوست ہے۔ اپنے گھر کی اور ہمسائیوں کے سولا گھروں کی حفاظت کرتا ہے۔

Marfat.com

محب الدین طبری نے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ کا ایک سفید مرغ تھا۔ اور صحابہ کرام سفروں میں مرغوں کو لے جاتے تھے تاکہ نماز کے اوقات کو جان سکیں۔ صحیحین ابوداؤد ترمذی اور نسائی میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبیؐ نے فرمایا جب تم مرغ کو آواز سنو تو اللہ سے اس کا فضل مانگو کیونکہ اس نے فرشتہ دیکھا ہوتا ہے۔ اور جب گدھے کے آواز سنو تو اللہ کی پناہ شیطان سے مانگو کیونکہ اس نے شیطان دیکھا ہوتا ہے۔

قاضی عیاض کہتے ہیں کہ یہ اس امید پر کیا جاتا ہے کہ فرشتے اس کی دعا پر آمین کہیں گے اور اس کے لئے استغفار کریں گے اور اس کی عاجزی' انکساری' آہ وزاری کی شہادت دیں گے۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نیک لوگوں کے پاس حاضر ہو کر دعا کرنی چاہیے اور ان سے تبرک حاصل کرنی چاہیے۔

گدھے کی آواز کے وقت شیطان سے پناہ مانگنے کا حکم اس لئے دیا گیا ہے کہ اس کے موجود ہوتے ہوئے اس کی شرارت کا اندیشہ ہے۔ لہٰذا اس سے پناہ مانگنی چاہیے۔

معجم طبرانی اور تاریخ اصفہان میں ہے کہ نبیؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ایک سفید مرغ ہے جس کے دونوں پر' زبرجد' یاقوت اور لؤلؤ سے مزین کئے گئے ہیں۔ ایک مشرق میں ہے ایک مغرب میں۔ اس کا سر عرش کے نیچے ہے اور پاؤں فضا میں ہیں۔ ہر سحری کو اذان دیتا ہے تو اس کی آواز کو جنوں اور انسانوں کے علاوہ تمام آسمانوں اور زمینوں والے سنتے ہیں۔ اس وقت زمین کے مرغ اس کو جواب دیتے ہیں جب قیامت قریب ہوگی تو اللہ فرمائے گا کہ اپنے دونوں بازو جوڑ لے اور اپنی آواز بند کر لے۔ اس وقت آسمانوں اور زمین میں جنوں اور انسان کے علاوہ سب کو پتہ چل جائے گا کہ قیامت قریب آ گئی۔

طبرانی نے اور بیہقی نے شعب میں محمد بن منکدر سے اس نے جابر سے روایت کیا ہے کہ نبیؐ نے فرمایا۔ اللہ کا ایک مرغ ہے۔ اس کے پاؤں سرحد میں ہیں اور گردن عرش میں ہے۔ جب رات کا آخری حصہ ہوتا ہے تو اس وقت چیخ کر سبوح قدوس کہتا ہے۔ تو تمام مرغ آواز دینے لگتے ہیں یہ بات کامل ابن عدی علی بن ابوعلی لہبی کے حالات زندگی میں لکھی ہے۔ بیہقی کہتے ہیں کہ یہ آدمی جابر رضی اللہ عنہ سے منکر احادیث بیان کرتا ہے۔

حافظ جعفر بن محمد فریابی نبیؐ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ایک مرغ جس کی ٹانگیں زمین تہہ کی میں ہیں اور اس کی گردن عرش کے نیچے مڑی ہوئی ہے اور اس کے دونوں پر فضا میں ہیں۔ ہر رات کی سحری کو وہ دونوں پر مارتا ہے اور کہتا ہے **سبحان الملك القدوس ربنا الملك الرحمن لا اله غيره** ''فضل الذکر''

ثعلبی کہتے ہیں کہ نبیؐ نے فرمایا تین آوازیں اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہیں (۱) مرغ کی آواز (۲) قاری قرآن کی آواز (۳) سحری کے وقت استغفار کرنے والے کی آواز۔

امام احمد ابوداؤد وابن ماجہ نے زید بن خالد جہنی سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا مرغ کو گالی مت دو کیونکہ نماز کے لئے جگاتا ہے۔ اس کی سند جید ہے۔ اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ وہ نماز کی طرف بلاتا ہے امام حلیمی نبیؐ کے اس فرمان کی تفسیر بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جس چیز سے کوئی بھلائی ملتی ہو اس حدیث کے مطابق اس کو گالی دینا اور اس کی توہین کرنا جائز نہیں۔ بلکہ حق یہ ہے کہ اس کی عزت کی جائے اس کا شکریہ ادا کیا جائے اور اس کے ساتھ نیکی کی جائے مرغ کا نماز کی طرف

Marfat.com

بلانے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ حقیقت میں کہہ رہا ہو کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے یا یہ کہ نماز قریب ہو گئی ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کی عادت ہے کہ وہ طلوع فجر کے وقت لگاتار آوازیں دیتا ہے اور اسی طرح زوال کے وقت۔ یہ وہ پیدائشی عادت ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے اس کو پیدا کیا ہے۔ تو لوگوں کو اس کی آواز سے نماز کے وقت کا پتہ چل جاتا ہے اس لئے صرف اس آواز سے ہی بغیر کسی دوسری دلیل کے نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔ سوائے اس صورت کے کہ وہ مرغ تجربہ کار ہو اور اس سے غلطی کا خوف نہ ہو تو یہ آواز اس کے لئے اشارے کا کام دے گی۔ واللہ اعلم

امام حاکم نے مستدرک کی کتاب الایمان کے اوائل میں اور طبرانی نے ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ نبیؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں اس مرغ کے بارے میں بتاؤں جس کی دونوں ٹانگیں زمین میں ہیں اور گردن عرش کے نیچے مڑی ہوئی ہے اور وہ کہہ رہا ہے **سبحان ما اعظم شانك** پھر نبی ﷺ نے فرمایا تو اللہ تعالیٰ اس کو یہ جواب دیتے ہیں کہ اس بات کو وہ شخص نہیں جانتا جو میری جھوٹی قسم کھاتا ہے اس حدیث کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔

امام ابو طالب مکی اور امام غزالی نے میمون بن مہران سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ عرش کے نیچے مرغ کی صورت میں ایک فرشتہ ہے جس کے پنجے موتیوں کے ہیں اور اس کے پر سبز زبرجد کے ہیں جب تہائی رات گزر جاتی ہے تو وہ اپنے پروں کو پھڑ پھڑاتا ہے اور کہتا ہے لِيَقُمِ الْقَائِمُوْنَ نماز کے لئے کھڑے ہونے والوں کو کھڑے ہونا چاہیے۔ جب آدھی رات ہو جاتی ہے تو وہ اپنے پروں کو ہلاتا ہے اور کہتا ہے کہ لِيَقُمِ الْمُصَلُّوْنَ نمازیوں کو کھڑا ہو جانا چاہیے جب فجر طلوع ہو جاتی ہے تو وہ پروں کو پھر پھڑاتا ہے اور کہتا ہے لِيَقُمِ الْغَافِلُوْنَ کہ غافلوں کو بیدار ہونا چاہیے کیونکہ ان پر گناہوں کے بوجھ ہیں۔

نکتہ: سہل بن ہارون بن راہو یہ مامون کی خدمت میں مامور تھا یہ بہت فصیح شاعر اور حکیم تھا۔ فارسی الاصل تھا۔ مذہب کے لحاظ سے شیعہ تھا اور عربوں سے اس کو بہت تعصب تھا۔

ادب وغیرہ میں اس نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں۔ جاحظ اس کی حکمت اور شجاعت وغیرہ کی اپنی کتابوں میں تعریف کرتا ہے۔ انتہائی درجہ بخیل تھا۔ جاحظ نے اس کے متعلق عجیب حکایتیں لکھی ہیں ان میں ایک یہ ہے۔

ایک عجیب حکایت: دعبل کہتے ہیں کہ ہم ایک دن اس کے پاس تھے تو کافی دیر گزر گئی یہاں تک کہ ہم بھوک سے مرنے کے قریب ہو گئے تو اس نے اپنے غلام سے کہا تو ہلاک ہو ہمیں کھانا کھلا تو غلام اس کے پاس ایک پیالہ لایا جس میں پکا ہوا مرغ تھا پھر اس نے پیالے کو غور سے دیکھا اور کہا۔ اے غلام اس کا سر کہاں ہے۔ اس نے کہا میں نے پھینک دیا ہے۔ سہل کہنے لگا اللہ کی قسم میں تو اس شخص پر غصے ہوتا ہوں جو اس کی ٹانگ پھینک دیتا ہے اور تو نے اس کا سر پھینک دیا ہے۔ جو کام تو نے کیا ہے اگر اس میں بدفالی نہ ہوتی تو میں اس کو ناپسند سمجھتا۔ کیا تجھے معلوم ہے کہ سر تمام اعضاء کا سردار ہوتا ہے اور اسی سے مرغ اذان کہتا ہے اگر اس کی آواز نہ ہوتی تو کوئی اس کو نہ چاہتا۔

اس کے سر میں اس کی کلغی ہوتی ہے جس کو متبرک سمجھا جاتا ہے اور اس کے سر میں اس کی آنکھیں ہوتی ہے جن سے شراب کی مثال بیان کی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ یہ شراب مرغ کی آنکھ کی طرح ہے اور اس کا دماغ گردوں کے درد کے لئے بہت مفید [illegible] کوئی نہیں ہوتی اگر تو سمجھتا تھا کہ میں اس کو نہیں کھاؤں گا تو کیا دوسرے گھر والے اس کو نہیں

Marfat.com

کھا سکتے تھے؟ اگر تو سمجھتا تھا کہ تو اس کو نہیں کھائے گا تو ہم تو اس کو کھا سکتے تھے۔ کیا تو نہیں جانتا کہ اس کا سر اس کے بازو کے کونے اور گردن سے سے بہتر ہے۔ وہ جہاں بھی ہو اس کو میرے لئے ڈھونڈ کر لاؤ۔ وہ کہنے لگا اللہ کی قسم مجھے نہیں معلوم کہ وہ کہاں ہے اور نہ ہی مجھے معلوم ہے کہ میں نے اس کو کہاں پھینکا ہے تو سہل کہنے لگا۔ اللہ تجھے ہلاک کرے تو نے اس کو اپنے پیٹ میں پھینک دیا ہے۔

شرعی حکم: اس کا حکم بھی اسی طرح ہے۔ جیسا کہ دجاجہ کے ذکر میں اس سے پہلے گزر چکا ہے کہ اس کا کھانا حلال ہے۔ اس کو گالی دینا مکروہ ہے جیسا کہ زید بن خالد جہنی کی حدیث میں گزرا ہے۔ تجربہ کار مرغ کی اذان پر نماز کے اوقات میں اعتماد کرنا درست ہے جیسا کہ قریب ہی گزرا ہے۔ اصبع بن زید واسطی کہتے ہیں کہ سعید بن جبیر کا ایک مرغ تھا جو رات کو اٹھ کر آواز نکالتا تھا۔ ایک دن اس کو پتہ نہ چلا تو صبح ہو گئی تو اس رات سعید رات کو اٹھ کر نماز پڑھ نہ سکے یہ بات ان پر بڑی گراں گزری اور کہا اس کو کیا ہوا اللہ تعالیٰ اس کی آواز کاٹ دے پھر اس مرغ کی آواز بھی نہیں سنی گئی۔

ہمارے امام شافعی کے مناقب میں ہے کہ ایک آدمی نے ان سے اس آدمی کے متعلق پوچھا کہ جس نے اپنے مرغ کو خصی کر دیا تو اس کی سزا کیا ہے تو آپ نے فرمایا اس پر اس کی دیت ہے۔ کامل میں عبداللہ بن نافع کے حالات زندگی میں ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ نبیؐ نے مرغوں گھوڑوں اور بکروں کو خصی کرنے سے منع کیا اور فرمایا گھوڑوں میں افزائش ہے اور مرغ کو آپس میں لڑانا بھی منع ہے اس بارے میں جو ممانعت منقول ہے وہ باب الکاف لفظ کبش میں آئے گی۔ ان شاء اللہ

ضرب الامثال: عرب کہتے ہیں اشجع من دیك و اسفد من دیك یعنی وہ آدمی مرغ سے زیادہ بہادر اور اس سے زیادہ جفتی کرنے والا ہے مسلم وغیرہ نے روایت کیا ہے کہ ایک دن حضرت عمرؓ نے لوگوں کو خطاب کیا اللہ کی حمد وثنا کے بعد آپ نے کہا کہ میں نے ایک خواب دیکھا اور میرے خیال میں میری موت کا وقت قریب آ گیا ہے۔ خواب یہ ہے کہ میں نے ایک مرغ دیکھا کہ جس نے مجھے تین ٹھونگے لگائے اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ میں نے ایک سرخ مرغ دیکھا کہ جس نے مجھے ایک یا دو ٹھونگے لگائے میں نے یہ خواب اسماء بنت عمیس کو سنایا تو انہوں نے مجھے بتایا مجھے ایک عجمی آدمی قتل کرے گا۔ یہ خطبہ آپ نے جمعہ کے دن دیا تھا۔ پھر آپ کو بدھ کے دن زخمی کر دیا گیا۔

امام حاکم نے سالم بن ابی الجعد عن معدان بن ابی طلحہ عن عمرؓ روایت کیا ہے کہ انہوں نے منبر کے اوپر یہ فرمایا میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ مجھے ایک مرغ نے دو یا تین ٹھونگیں مارے تو میرے خیال میں مجھے ایک عجمی شخص قتل کرے گا اس لئے میں نے اپنے معاملے کا اختیار ان چھ آدمیوں کو دے دیا ہے جن سے نبیؐ اپنی وفات تک راضی رہے۔ یعنی عثمان، علی، طلحہ، زبیر، عبدالرحمٰن بن عوف، سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم۔ پس جس کو انہوں نے خلیفہ بنایا وہی خلیفہ ہوگا۔

ابن خلکان وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ سیدنا عمرؓ جب زخمی ہوئے تو انہوں نے مذکورہ چھ آدمیوں کو ہی مختار بنایا تھا۔

سعد بن ابی وقاص وہاں موجود نہیں تھے اور انہوں نے اپنے بیٹے عبداللہ کو مشیر بنایا مگر اس کے پاس کوئی اختیار نہیں تھا اور مسعود بن مخرمہ اور انصار کے تیس آدمیوں کو مقرر کیا کہ اگر یہ تین دن میں کسی ایک فرد میں متفق ہو جائیں تو ٹھیک ہے ورنہ ان میں سے ہر ایک کو مار دو کیونکہ ان میں مسلمانوں کے لئے کوئی خیر نہ ہوگی۔ اور اگر یہ دو فرقے ہو جائیں تو عبدالرحمٰن بن عوف کی

Marfat.com

جماعت خلافت کی حقدار ہوگی۔ اور وصیت کی کہ تین دن تک صہیب لوگوں کو نماز پڑھائیں گے۔ عبدالرحمٰن بن عوف نے اپنے آپ کو شوریٰ سے نکال لیا اور عثمان رضی اللہ عنہ کو منتخب کر دیا۔ پھر لوگوں نے ان کی بیعت کر لی۔ نقل کیا جاتا ہے کہ عباس بن عبدالمطلب نے علیؓ سے کہا۔ اے میرے بھتیجے۔ تو قوم کے ساتھ اپنے آپ کو شوریٰ میں داخل نہ کر میں ڈرتا ہوں کہ وہ تجھ کو اس سے نکال دیں گے تو یہ تم پر عیب رہے گا۔ مگر علیؓ نے یہ بات نہ مانی۔

باب الہمزہ لفظ اوز میں پہلے گزر چکا ہے کہ جس دن ابوبکر صدیق فوت ہوئے اسی دن عمر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی گئی جس کی انہوں نے وصیت کی تھی۔ اور عمر رضی اللہ عنہ کو ابولؤلؤ فیروز فارسی نے جو مغیرہ بن شعبہ کا غلام تھا نے مار دیا۔ یہ شخص مجوسی تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ نصرانی تھا۔ اس نے آپ کو تین زخم لگائے۔ ان میں سے ایک زخم ناف کے نیچے لگایا۔ آپؓ نے فرمایا کہ مجھے کتے نے مار ڈالا ہے۔ اور پھر محراب سے باہر نکل گئے۔ اور عبدالرحمٰن محراب میں داخل ہوئے اور لوگوں کو نماز مکمل کرائی۔

ابولؤلؤ بھاگنے لگا اور دائیں بائیں لوگوں کو مارنے لگا۔ تو اس پر انصار کے ایک آدمی نے اپنی چادر پھینک دی۔ جب اس کو پتہ چل گیا کہ وہ پکڑا گیا ہے تو اس نے اپنی گردن کاٹ ڈالی۔

مسجد میں موجود بعض لوگوں کو نماز میں مشغولیت کی وجہ سے یہ واقعہ پتہ ہی نہ چل سکا۔ عمرؓ کی آواز تو ان کو سنائی دی لیکن سبب معلوم نہیں تھا۔

جب ان کو خنجر لگا تو ان سے پوچھا گیا کہ آپ سب سے زیادہ کس چیز کو پینا پسند کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ نبیذ! لوگوں نے آپ کو نبیذ پلایا لیکن وہ آپ کے زخم سے باہر نکل آیا۔ کچھ لوگوں نے کہا کہ یہ نبیذ ہے اور کچھ نے کہا خون ہے۔ پھر لوگوں نے ان کو دودھ پلایا تو وہ بھی زخم کے راستے باہر نکل آیا۔ آپؓ سے کہا گیا کہ کوئی وصیت کریں۔

تو انہوں نے شوریٰ کی وصیت کی جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

آپ کا قتل ۲۷ ذی الحجہ ۲۳ ہجری میں ہوا۔ بعض کے نزدیک ۲۶ ذی الحجہ اور بعض کے نزدیک ۲۸ ذی الحجہ ہے۔

اس میں سے بعض باتیں ''اوز'' کے ذکر میں گزر چکی ہیں۔ عبیداللہ بن عمر ہرمزان کی طرف اٹھے اور اس کو مار ڈالا اور اس کے ساتھ ایک عیسائی کو بھی مار ڈالا جو نجران کے سرکردہ لوگوں میں سے تھا۔ ان دونوں پر یہ الزام تھا کہ انہوں نے ابولؤلؤ کو حضرت عمرؓ کے قتل پر بھڑکایا ہے۔ اور عبیداللہ بن عمرؓ نے ابولؤلؤ کی ایک بچی کو بھی مار ڈالا۔ ان سب کی دیت حضرت عثمان نے دی۔

عبیداللہ علیؓ کی خلافت میں معاویہؓ سے جا ملے تھے۔

عمر کے دور خلافت میں بڑی بڑی فتوحات ہوئیں انہوں نے ہی گرمیوں اور سردیوں کے غزوات کا تعین کیا۔ یہ پہلے شخص تھے جنہوں نے تاریخ کو عام الہجرت سے مقرر کیا۔

اولیات عمرؓ: اور یہ پہلے شخص ہیں جو امیر المؤمنین کے نام سے پکارے گئے۔

اور یہ پہلے شخص تھے جنہوں نے خطوط پر مہریں لگائیں اور آپ کے ہاتھ میں نبی ﷺ کی مہر تھی۔ لیکن یہ بات زیر غور ہے۔

یہ پہلے شخص تھے جنہوں نے درہ چلایا اور اس کو خود چلایا۔ اور پہلے شخص ہیں جنہوں نے کہا۔ اطال اللہ بقاء ک کہا یہ بات انہوں نے علیؓ سے کہی تھی۔ یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے مقام ابراہیم کو ہٹا کر اس جگہ کیا جس جگہ وہ اب ہے۔ پہلے یہ بیت اللہ سے

Marfat.com

ملا ہوا تھا۔ یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے تراویح میں لوگوں کو ایک امام پر اکٹھا کیا اور لوگوں کے ساتھ ہو کر دس سال مسلسل حج کیا اور آخری حج ۲۳ ہجری میں کیا۔ آپ کے ساتھ امہات المومنین ہودجوں میں تھیں۔ جب آپؓ واپس آئے تو مذکورہ خواب (قتل والا) دیکھا۔

عمرؓ نے ام کلثوم بنت علیؓ سے شادی کی۔ اس کو چالیس ہزار درہم مہر دیا۔ انہوں نے اپنے بیٹے عبداللہ کو شراب پینے پر حد لگائی۔ تو انہوں نے دوران حد کہا اے ابا جان آپ نے مجھے مار ڈالا ہے۔ تو انہوں نے کہا اے بیٹا جب تو اللہ سے ملے تو اسے کہہ دینا کہ میرا باپ حدود اللہ قائم کرتا تھا۔ سیرت کی کتابوں میں ہے کہ جس کو حد لگائی گئی وہ آپ کا درمیانہ بیٹا ابوشحمہ تھا۔

اس کا نام عبدالرحمن ہے۔ اس کی ماں ام ولد تھی جس کو ہیبت کہا جاتا تھا۔ اور عبیداللہ کا دو آدمیوں کو قتل کرنا مشکل لگتا ہے اور لڑکی کو قتل کرنا بہت ہی مشکل ہے۔ واللہ اعلم

بہت سے ثقہ راویوں نے کہا ہے کہ رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عثمانؓ سے ایک بیٹا تھا۔ جس کا نام عبداللہ تھا اور اسی کے ساتھ حضرت عثمانؓ کی کنیت بھی رکھی گئی تھی۔ جب عبداللہ سات برس کا ہوا تو اس کو ایک مرغ نے چونچ ماری تو وہ اپنی ماں کی وفات کے بعد ۴ ہجری جمادی میں فوت ہو گیا۔ عثمان رضی اللہ عنہ کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیوں سے اور کوئی اولاد نہیں تھی۔ جب رقیہؓ نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تو حبشہ کے نوجوان اس کو دیکھنے کے لئے آئے تو اس کی خوبصورتی سے تعجب کرتے تو اس بات سے ان کو تکلیف ہوئی تو ان کے لئے بددعا کی جس سے وہ سارے مر گئے۔

اور عرب یوں مثال بھی دیتے ہیں ما کلمته الا کحسو الدیك یعنی میں نے اس سے صرف چونچ مارنے کے وقت جتنی بات کی ایک شاعر نے کہا:

ویوما کحسوا الدیك قد بات صحبتی ینالونه فوق القلاص العیاهل

''ایک مرغ کے چونچ مارنے کی دیر جتنے وقت میں میرے ساتھی وہاں رات کو پہنچ گئے وہ بادشاہ تھے۔ اور انہوں نے اس کو خشک ہونے والے پانی پر جالیا۔''

اس لفظ سے اس سے مراد تھوڑا وقت اور جلدی ہے۔

آنکھ کی صفائی کی مثال یوں بیان کرتے ہیں کہ اصفی عن عین الدیك کہ فلاں چیز مرغ کی آنکھ سے صاف ہے۔

عدی بن زید آبادی کا اس بارے میں ایک مشہور قصیدہ ہے۔ جس میں وہ کہتا ہے۔

بکر العازلون فی وضع الصبح یقولون لی اما تستفیق

''صبح ہوتے ہی مجھے ملامت گر کہنے لگے کیا تو ہوش میں نہیں آتا؟''

ویلومون فیك یا ابنة عبداللہ والقلب عندکم موهوق

''اے عبداللہ کی بیٹی مجھے وہ تیرے بارے میں ملامت کرتے ہیں اور میرا دل تمہارے پاس اٹکا ہوا ہے۔''

لست ادری اذ اکثروا العذل فیها اعدو یلومنی ام صدیق

''اور جب وہ مجھے بہت زیادہ ملامت کرتے ہیں تو مجھے پتہ نہیں چلتا کہ مجھے دوست ملامت کر رہے ہیں یا دشمن۔''

Marfat.com

ودعوا بالصبوح یوما فجاءت قینة فی یمینها ابریق

''ایک دن انہوں نے صبح کی شراب منگوائی اور ایک گانے والی ہاتھ میں شراب کی صراحی لے کر آ گئی۔''

قدمته علی عقار کعین الدیك صفی سلافها الراووق

''اس نے مجھے وہ شراب پیش کی جو مرغ کی آنکھ کی طرح سرخ تھی۔ اس کا نچوڑ صاف تھا اور وہ بڑی عمدہ تھی۔''

حماد اور خلیفہ ہشام: ان شعروں سے متعلق ایک بہترین مشہور خوبصورت کہانی بھی ہے۔ جو ''درة الغواص'' میں اور تاریخ ابن خلکان میں حماد الراویہ کے حالات زندگی میں مذکور ہے وہ کہتا ہے کہ میں یزید بن بن عبدالملک کی مکمل حمایت میں تھا۔ اور اس کا بھائی ہشام اسی لئے اس کے دور میں مجھ پر ظلم کرتا تھا۔ جب یزید مر گیا اور خلافت ہشام کے پاس چلی گئی تو میں اس ڈر کر ایک سال تک اپنے گھر کے اندر ہی رہنے لگا اور اپنے با اعتماد بھائیوں کے علاوہ کسی کے پاس باہر نہیں نکلتا تھا اور جب میں نے کسی سے نہ سنا کہ اس نے مجھے سال بھر کبھی بھی یاد کیا ہو تو میں بے خوف ہو گیا تو ایک دن نکلا اور رصافہ میں جمعہ پڑھا۔ دو سپاہی میرے پاس آ کر کھڑے ہو گئے۔ کہنے لگے امیر یوسف بن عمر کے پاس جاؤ۔ جو کہ عراق کا والی تھا۔ میں نے دل میں کہا کہ اسی کا مجھے ڈر تھا۔ پھر میں نے سپاہیوں سے کہا۔ کیا تمہارے پاس اتنی گنجائش ہے کہ مجھے چھوڑ دو یہاں تک کہ میں اپنے گھر جاؤں اور ان کو اس طرح الوداع کہوں جیسے کوئی واپس نہ آنے والا کہتا ہے۔ پھر میں تمہارے ساتھ چلا جاؤں گا۔ وہ کہنے لگے اس کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ تو میں نے اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ میں دے دیا۔ پھر میں یوسف بن عمر کی طرف چلا گیا۔ وہ ایوان احمر میں تھا۔ میں نے اس کو سلام کیا اس نے جواب دیا۔ اور میری طرف یہ خط پھینکا جس میں یہ لکھا تھا:

بسم الله الرحمن الرحیم.

عبداللہ ہشام امیر المومنین کی طرف سے یوسف بن عمر ثقفی کی طرف۔

امابعد!

جب تو یہ میرا خط پڑھے تو حامل ہذا کے ساتھ حماد الراویہ کو بھیج دو۔ بغیر کسی ڈر کے اور اس کو پانچ سو دینار اور ایک سرخ اونٹ پر سوار کرا کر بھیجو جو بارہ دن تک دمشق پہنچ آئے۔

میں نے دینار لئے اور دیکھا کہ اونٹ سواری کے لئے تیار تھا۔ میں نے اپنا پاؤں رکاب میں ڈالا اور چل دیا۔ ۱۲ دن میں دمشق پہنچ گیا۔ ہشام کے دروازے پر اترا اس سے اجازت مانگی۔ اس نے اجازت دے دی۔ میں ایک کشادہ گھر میں داخل ہوا جو سنگ رخام سے مفروش تھا اور ہر دو رخاموں کے درمیان سونے کی ٹہنی لگی تھی۔ اور ہشام ایک سرخ رنگ کے کمرے میں بیٹھا تھا وہ سرخ ریشم کے کپڑے پہنے ہوئے تھا۔ کستوری عنبر لگا رکھی تھی۔ میں نے اس کو سلام کہا اس نے جواب دیا۔ مجھے اس نے قریب کیا میں اس کے قریب چلا گیا یہاں تک کہ میں نے اس کے پاؤں چومے اور دو لڑکیاں میں نے دیکھیں جیسی میں نے پہلے کبھی نہیں تھیں۔ ان میں سے ہر ایک کے کان میں دو بالیاں تھیں جو موتیوں کی بنی تھیں۔ اس نے مجھ سے کہا حماد کیسے ہو؟ کیا حال ہے؟ میں نے کہا ٹھیک ہوں۔ کہنے لگے۔ کیا تجھے پتہ ہے میں نے کس لیے تجھے بلایا ہے میں نے کہا مجھے معلوم نہیں اس نے کہا ایک شعر کے لئے میں نے تجھے بلایا ہے۔ جو میرے دل میں کھٹکا ہے مگر مجھے اس کے قائل کا علم نہیں ہے۔ میں نے کہا وہ شعر کیا ہے۔ اس نے کہا

Marfat.com

شعر یہ ہے:

دعوا بالصبوح یوما فجاءت قینة فی یمینها ابریق

میں نے کہا کہ یہ شعر عدی بن زید آبادی نے اپنے قصیدے میں کہا ہے۔ وہ کہنے لگا پھر مجھے وہ قصیدہ سناؤ۔

پھر میں نے اس کو قصیدہ سنایا۔ جن میں پانچ گزر چکے ہیں اور تین یہ ہیں:

مرة قبل مزجها فاذا ما مزجت لذ طعمها من یذوق

''ملانے سے پہلے وہ کڑوا تھا۔ جب ملایا تو چکھنے والے کے لئے اس کا ذائقہ لذیذ بن گیا۔''

وطفا فوقها فقاقیع کالیا قوت حمر یزینها التصفیق

''اس کے اوپر سرخ یاقوت کی طرح بلبلے بن گئے۔ جو جام میں انڈیلنے سے اور خوبصورت ہو گئی۔''

ثم کان المزاج ماء سحاب لا صری اجن ولا مطروق

''پھر اس کے ساتھ بادل کا پانی ملایا گیا جو نہ تو رک کر گدلا ہوا ہے اور نہ بدبودار ہوا ہے۔''

ہشام بڑا خوش ہو کر شاباش دی اور کہنے لگا حماد تو نے بہت اچھا کہا ہے۔ اے لونڈی اس کو پلاؤ۔ اس نے مجھے جام دیا جس سے میری تہائی عقل ختم ہو گئی پھر کہا ایک اور جام دو اس نے دوسرا بھی دیا تو میں نے وہ اس (کو دے دیا) تو طرب اور خوشی نے اسے ہلکا کر دیا یہاں تک اپنے بستر سے نیچے اترا پھر دوسری لونڈی سے کہا اس کو پلا تو اس نے مجھے ایک اور جام پلایا جس سے عقل کی دوسری تہائی بھی چلی گئی۔ پھر مجھ سے کہا حماد اپنی ضرورت کی چیز مانگ میں نے کہا جو بھی ہو؟ اس نے کہا ہاں۔ میں نے کہا ان لونڈیوں میں سے ایک مجھے دے دو۔ تو اس نے کہا دونوں تیری ہیں بمعہ اس سامان کے جوان کے پاس ہے۔

پھر پہلی لونڈی سے کہا اس کو اور پلاؤ۔ اس نے مجھے پلایا جس سے میں بے ہوش ہو کر گر پڑا جب صبح ہوئی تو دونوں لونڈیاں میرے سر کے پاس تھیں اور دس خادم بھی۔ ان میں سے ہر ایک کے پاس دس ہزار درہم کی تھیلی تھی۔ ان میں سے ایک نے کہا امیر المومنین آپ کو سلام کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ لے لو اور اپنے سفر میں فائدہ اٹھانا میں نے وہ مال اور لونڈیاں لے لیں اور گھر واپس آ گیا۔

حریری نے اپنی کتاب ''درۃ الغواص'' میں اسی طرح بیان کیا ہے اس میں دو اعتراض ہیں۔ ایک یہ کہنا کہ اے لونڈی اس کو پلا۔

کیونکہ ہشام شراب نہیں پیتا تھا۔ مگر یہ بات ہو سکتی ہے شراب اس کی موجودگی میں پی جاتی ہوگی۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہشام نے یوسف بن عمر ثقفی کو اس تاریخ میں خط کیسے بھیجا حالانکہ وہ اس دور میں عراق کا والی نہیں تھا۔ اس وقت خالد بن عبداللہ قسری تھا۔ جیسا کہ اہل تاریخ نے ذکر کیا ہے۔

طبی فوائد اور خواص: مرغوں کا گوشت گرم خشک معتدل ہوتا ہے۔ جب ان کی آواز معتدل ہو تو گوشت بھی زیادہ عمدہ ہو جاتا ہے۔ یہ تو قولنج والے کو زیادہ مفید ہے۔ اس کو ذبح کرنے سے پہلے تھکانا مستحب ہے۔

اس کا گوشت اچھی غذا ہے۔ ٹھنڈی طبیعتوں والوں کو موافق ہے اور عمر کے لحاظ سے بوڑھوں کو مفید ہے اور موسم سرما میں

Marfat.com

موافق ہے۔

پرانے مرغ کو پکانے سے اس کی کچھ طاقت پکانے میں نکل جاتی ہے۔ اس کا گوشت پیٹ کو کھول دیتا ہے۔ جوڑوں کے درد رعشہ' پرانا بخار اور باری کے بخار میں مفید ہے۔ خصوصاً جب اس میں کافی نمک ملایا گیا' ہو' کرم کلا کا پانی قرطم کا گوند اور پالک کا ساگ ملایا جائے۔

ان کے بچوں کو غذا بنانا جب کہ وہ بولنے لگ جائیں اور مرغی انڈے دینے لگ جائے سب لوگوں کے لئے مفید ہے۔ اور چاہیے کہ اس کا گوشت مسلسل کھایا جائے۔

اس کے اجزاء کے خواص یہ ہیں:

مرغ کا خون اور دماغ جب کیڑے مکوڑوں کے ڈنک پر لٹکایا جائے تو مفید ہے۔ اور اس کے خون کو بطور سرمہ لگانے سے آنکھ کی سفیدی دور ہو جاتی ہے۔ اور مرغ کی کلغی جلا کر بستر پر پیشاب کرنے والے کو پلائی جائے تو وہ تندرست ہو جاتا ہے۔

اور جب مرغ کی پیشانی اور کلغی پر چربی مل جائے تو وہ بانگ نہیں دے گا۔ اور جب اس کی دم کے بڑے بڑے پر مرغی پر جفتی کرتے وقت اکھیڑ کر ان کو حمام کے پانی چلنے کی جگہ میں رکھا جائے پھر جو شخص اس پانی سے غسل کرے گا تو اس کی شہوت بھڑک اٹھے گی۔ اس کے دنوں بازوؤں کے کناروں میں دو ہڈیاں ہیں جب دائیں ہڈی دائمی بخار والے پر لٹکائی جائے تو ٹھیک ہو جاتا ہے اور بائیں ہڈی چوتھے کے بخار والے پر لٹکائی جائے تو وہ تندرست ہو جائے گا۔ اور یہی دو ہڈیاں جب کسی چوپائے پر لٹکائی جائیں تو اس کو نہ تھکاوٹ ہوتی ہے اور نہ اونگھ آتی ہے۔ اس کا خصیہ وہ عورت بھون کر حیض کے دوران پاک ہونے سے تین دن پہلے کھائے جو کہ حاملہ نہ ہوتی ہو۔ اور اس کا خاوند اس سے ہمبستری کرلے تو وہ حاملہ ہو جائے گی۔ اور جب اس کا عضو وہ شخص کاغذ میں باندھ کر اپنے بائیں بازو پر لٹکائے جو زیادہ جماع کرنا چاہتا ہو تو اس کی شہوت بہت زیادہ ہو جائے گی اور جب اس کو کھول دے گا تو یہ شہوت ختم ہو جائے گی۔

سرخ اور سفید مرغ کی کلغی کی جب مجنون آدمی کو دھونی دی جائے تو اس سے بہت فائدہ ہوگا۔

اس کا پتہ بھیڑ کے شوربے سے ملا کر نہار منہ کھانے سے نسیان کی بیماری ختم ہو جاتی ہے بلکہ جو کچھ بھول چکا ہوتا ہے وہ بھی یاد آجاتا ہے۔

اس کا خون شہد سے ملا کر آگ پر رکھا جائے پھر گرم کر کے شرم گاہ پر لگایا جائے تو وہ طاقتور ہو جائے گا اور قوت باہ میں اضافہ ہوگا۔ اگر اس کے خصیے کو لڑنے والے مرغ پر لٹکایا جائے تو اس کو کوئی ہرا نہیں سکتا۔

تعبیر الرؤیا: مرغ کو خواب میں دیکھنا خطیب' موذن' خوش آواز' قاری پر دلالت کرتا ہے بعض دفعہ اس آدمی پر دلالت کرتا ہے جو نیکی کا حکم کرتا ہو مگر خود نیکی نہ کرتا ہو۔ کیونکہ یہ نماز کی یاد دھانی تو کراتا ہے مگر خود نہیں پڑھتا۔ بعض دفعہ کثیر النکاح مرد پر دلالت کرتا ہے کبھی اونچی آواز والے دلال یا بانسری بجانے والے پر جو عورتوں کی طرف جاتا ہو یا چوکیدار پر دلالت کرتا ہے۔ بعض دفعہ اس کا دیکھنا سخی آدمی پر دلالت کرتا ہے جو باوجود ضرورت مند ہونے کے دوسرے کو اپنے اوپر ترجیح دیتا ہو اور جو کچھ مل جائے اس پر قناعت کرنے والا ہو۔ نیز کم دولت والے اور عیال دار پر دلالت کرتا ہے۔ یا بہت زیادہ مصیبتوں میں پڑنے والے پر دلالت

Marfat.com

کرتا ہے۔ بعض دفعہ اس کے دیکھنے سے مراد گھر کا مالک ہوتا ہے۔ جیسے مرغی گھر کی مالکہ ہوتی ہے۔ نیز اس کو غلام بھی کہا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ نوحؑ کے سامنے تیتر کا ضامن بنا تھا۔ جس وقت انہوں نے تیتر کو پانی کی خبر لینے بھیجا کہ وہ کم ہوا ہے کہ نہیں؟ اس نے دھوکہ کیا اور واپس نہ آیا۔ تو مرغ غلام کی طرح اس وقت سے ان کے پاس گروی ہو گیا۔ اور وہ اڑنے سے بھی روک دیا گیا۔

بعض کہتے ہیں مرغ کو خواب میں دیکھنے سے مراد ایسا آدمی ہے جو غلاموں کی طرف سے جنگ آزما ہو۔ بعض کے بقول سفید کلغی والا مرغ موذن ہے۔ جس نے اس کو خواب ذبح کیا وہ موذن کی پکار پر لبیک نہیں کہے گا۔ بعض کے نزدیک مرغ کو دیکھنا اس بات کی دلالت کرتا ہے کہ وہ صاحب علم اور حکمت لوگوں کی مصاحبت اختیار کرے گا۔

روایت کیا گیا ہے کہ ابن سیرین کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ایک مرغ میرے گھر میں داخل ہوا ہے اور جو کے چند دانے اپنی چونچ میں اٹھائے۔ تو انہوں نے کہا دھیان رکھو جب تمہاری کوئی چیز چوری ہو جائے تو مجھے آکر بتلانا۔ تو چند دن گزرنے کے بعد وہ آدمی دوبارہ آیا اور کہا میرے گھر کے فرش سے چٹائی چوری ہو گئی ہے۔ ابن سیرین نے کہا وہ موذن چوری کر کے لے گیا ہے۔ پتہ کیا گیا تو ایسا ہی تھا۔

ابن سیرین کے پاس ایک دوسرا آدمی آیا اور کہا کہ میں مرغ کا گلا گھونٹ رہا ہوں۔ ابن سیرین نے کہا تم حلق کرتے ہو۔ ایک دوسرے آدمی نے کہا مرغ ایک آدمی کے گھر کے دروازے پر چیخ کر یہ کہہ رہا ہے۔

قد کان من رب هذا البيت ما كانا هيوا لصاحبه يا قوم اكفانا

''اس گھر کے مالک کے ساتھ جو ہونا تھا وہ ہو گیا اے میری قوم اس گھر کے مالک کے لئے کفن لے کر آجاؤ۔''

تو اس سے ابن سیرین نے کہا کہ اس گھر کا مالک ۳۴ دن بعد فوت ہو جائے گا۔

کہتے ہیں کہ ایک کے حروف کے عدد نکال کر جمع کرنے سے یہی تعداد بنتی ہے۔

ایک دوسرے آدمی نے آکر کہا کہ میں نے دیکھا ہے کہ مرغ نے تین دفعہ اللہ اللہ کہا ہے۔ ابن سیرین نے اس سے کہا تیری زندگی کے تین دن باقی ہیں۔ پھر ایسے ہی ہوا۔

ديك الجن

یہ ایک چھوٹا سا جانور ہے جو باغوں میں پایا جاتا ہے۔ جب اس کو پرانی شراب میں مرنے تک ڈالے رکھا جائے پھر اس کو موزے میں ڈال کر بند کر کے اس کو گھر کے وسط میں دفن کیا جائے تو وہاں دیمک نہ رہے گا۔ یہ بات قزوینی نے کہی ہے۔

دیک الجن ابو محمد بن عبدالسلام الحمسی کا لقب ہے جو بنی عباس کے دور حکومت کا مشہور شاعر ہے۔ یہ بہترین شیعہ تھا۔ اس نے امام حسینؓ کے مرثیے بھی لکھے ہیں۔ یہ مزاحیا' ذلیل اور کھیل کود میں مشغول رہنے والا اور اپنی وراثت کو تباہ کرنے والا تھا۔ یہ ۱۶۱ ہجری میں پیدا ہوا اور ستر اور کچھ سال زندہ رہا۔ اور متوکل کے دور میں ۲۳۵'۳۶ ہجری میں فوت ہوا۔ جب ابونواس حمص سے مصر کا ارادہ وہ کر کے خصیب کی مدح کے لئے نکلا تو اس کے گھر بھی آیا۔ یہ چھپ گیا تو اس نے اس کی لونڈی سے کہا کہ اس کو کہہ کہ باہر نکلو تم نے اپنے اس شعر کے ساتھ اہل عراق کو فتنے میں ڈال دیا ہے۔

Marfat.com

مـوردة مـن كـف ظـبـي كـانـمـا تـنـاولهـا مـن خـده فـادارهـا

''ہرنی کی ہتھیلی سے وہ زیادہ گلابی ہے۔ گویا کہ اس نے اس گلابی رنگ کو اس کے رخساروں سے اپنے اوپر چڑھالیا ہے۔''

جب دیک الجن نے یہ بات سنی تو باہر نکل آیا اور اس کے ساتھ بیٹھا اور اس کی مہمان نوازی کی۔

تاریخ ابن خلکان میں ہے کہ دعبل الخزاعی جب حمص سے گزرا تو دیک الجن کو جب اس کے پہنچنے کا پتہ چلا تو وہ اس سے چھپ گیا اس ڈر سے کہ وہ دعبل کے سامنے آئے کیونکہ وہ اس سے کم درجہ کا شاعر تھا دعبل اس کے گھر گیا اور دروازہ کھٹکھٹایا اور اجازت طلب کی لونڈی نے کہا وہ یہاں نہیں ہے۔ اس کو اس کا ارادہ معلوم ہو گیا۔

اس نے کہا اس سے کہو باہر نکلے وہ سب جنوں انسانوں سے بڑا شاعر ہے اس لئے کہ اس نے یہ شعر کہے ہیں۔

فـقـام تـكـاد الـكـاس تـحـرق كـفـه مـن الشـمـس او مـن وجـنـتـيـه اسـتـعـارهـا

''قریب تھا کہ شراب کا پیالہ اس کی ہتھیلی کو جلا دے یہ گرمی اس نے سورج سے یا اس کے رخساروں سے جو مستعار لی ہے۔''

مـوردة مـن كـف ظـبـي كـانـمـا تـنـاولهـا مـن خـده فـادارهـا

''ہرنی کی ہتھیلی سے وہ زیادہ گلابی ہے گویا کہ اس نے اس رنگ کو اس کے رخساروں کی سے لے کر اپنے اوپر چڑھالیا ہے۔''

جب ایک دیک الجن نے یہ بات سنی تو نکل کر اس کو ملا اور اس کی مہمان نوازی کی۔

دیلم

یہ مذکر تیتر ہے۔ اس کی مثال حکم خواص اور تعبیر تیتر کی طرح ہیں۔

ابن دایة

سیاہ سفید کوا۔ اس کو ابن دایہ اس لئے کہتے ہیں کہ یہ جب کسی اونٹ کی پیٹھ پر پھوڑا دیکھتا ہے یا اس کی گردن میں کوئی زخم دیکھتا ہے تو وہاں اتر کر اس کی ہڈیوں تک چھیل دیتا ہے۔

فائدہ: الدیات دال کی تشدید اور یاء مثناۃ اور آخر میں تائے مثناۃ فوقیہ ہے۔ یہ گردن کی ہڈیوں کو اور پیٹھ کے جوڑوں کو کہتے ہیں۔

ابن الاعرابی اپنے ''نوادر'' میں کہا ہے کہ اونٹ کے اٹھارہ جوڑ ہوتے ہیں۔ اور ان میں زیادہ سے زیادہ اکیس ہوتے ہیں۔ انسان کے جوڑ سترہ ہیں۔

جالینوس کہتے ہیں۔ پیٹھ کے منہ کے سرے حرام مغز سے لے کر چوتڑ کی ہڈی تک چوبیس ہوتے ہیں۔ جن میں سے سات گردن میں ہیں۔ سترہ پیٹھ میں جن میں سے ۱۲ صلب میں اور ۵ بطن میں ہوتے ہیں۔

Marfat.com

نیز کہا کہ پسلیاں چوبیس ہوتی ہیں دونوں پہلوؤں میں سے ہر جانب میں بارہ ہوتی ہیں اور انسانی جسم کی تمام ہڈیاں ۲۴۸ ہوتی ہیں۔ سوائے دل کی ہڈی کے اور ان ہڈیوں کے جن کے ساتھ جوڑوں کی خالی جگہیں بھری جاتی ہیں۔ اور ان کو سمسمیہ چھوٹا ہونے کی وجہ سے کہتے ہیں۔

نیز کہا کہ انسان کے جسم میں ۱۲ سوراخ ہیں۔ دو آنکھوں کے دو کانوں کے دو ناک کے ایک منہ کا دو پستانوں کے اور دو شرم گاہ کے اور ایک ناف کا۔

مسام کے سوراخ اس کے علاوہ ہیں جن سے پسینہ نکلتا ہے اور یہ بے شمار ہیں۔

تم ہی بتاؤ: روایت کیا گیا ہے کہ عتبہ بن ابی سفیان نے اپنے گھر والوں میں ایک آدمی کو طائف کا والی بنا دیا۔ تو اس نے ایک ازدی آدمی پر ظلم کیا۔ وہ ازدی عتبہ کے پاس آیا اور اس کے سامنے کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا اللہ امیر کی اصلاح کرے۔ آپ نے حکم دیا ہے کہ مظلوم آپ کے پاس آئے۔ اس لئے کہ آج ایک غریب الدیار مظلوم آپ کے پاس آیا ہے۔ پھر اس نے اپنے ظلم کو چیخ کر اور سختی سے بیان کیا ہے۔ تو عتبہ نے کہا میں تجھے ایک سختی کرنے والا اعرابی سمجھتا ہوں۔ میرے خیال میں تجھے یہ بھی علم نہیں ہوگا کہ تم پر اللہ دن رات میں کتنی نمازیں فرض کی ہیں۔ ازدی نے کہا اگر میں آپ کو بتا دوں تو کیا میں بھی سوال کا حق رکھتا ہوں؟ عتبہ نے کہا ہاں! اس نے کہا۔

ان الصلاۃ اربع و اربع ثم ثلاث بعدھن اربع

ثم صلاۃ الفجر لا تضیع

''بے شک نمازیں چار رکعات ہیں پھر چار رکعات ہیں۔ پھر ان کے بعد تین ہیں پھر چار ہیں پھر صبح کی نماز ہے جو ضائع نہیں کی جا سکتی۔''

عتبہ نے کہا تو نے سچ کہا اب سوال کر۔ اس نے کہا تیری پیٹھ میں کتنے جوڑ ہیں۔ اس نے کہا مجھے نہیں معلوم۔ تو دیہاتی نے کہا کہ تو لوگوں کے درمیان فیصلے کرتا پھرتا ہے حالانکہ تجھے اپنے متعلق بھی علم نہیں۔ عتبہ نے کہا اس کو باہر نکالو اور اس کی غنیمت اس کو واپس کرو۔

اونٹ کووں کی اس کی بات کو جانتے ہیں اس لئے وہ ان سے بہت ڈرتے اور بچتے ہیں۔ اور یہ وہی کوا ہے جس کو عرب اعور کہتے ہیں اور اس کو منحوس سمجھتے ہیں۔ اس پر کچھ کلام ان شاء اللہ باب الغین معجمہ میں آئے گا۔

الدئل

دال کی ضمہ اور ہمزہ کی کسرہ سے ہے یہ نیولے کے مشابہہ ایک چوپایہ ہے اس لفظ کو اس باب کے شروع میں لکھنا چاہیے تھا لیکن چونکہ یہ رسم الخط میں یا کے ساتھ ہے اس لئے یہاں ذکر کیا گیا۔

کعب بن مالک انصاری کہتے ہیں:

جاؤوا بجیش لو قیس معرسہ ما کان الا کمعرس الدئل

Marfat.com

''وہ ایسا لشکر لے کر آئے کہ اگر اس کے پڑاؤ کی جگہ کا اندازہ کیا جائے تو وہ نیولے کی جگہ سے زیادہ نہیں ہوگا۔''
اس شعر میں شاعر کی مراد ان کے رات کے اترنے کی جگہ ہے کہ وہ نیولے کے رات گزارنے کی جگہ جتنی ہے۔
احمد بن یحییٰ کہتے ہیں کہ ہم کو فُعِل کے وزن پر اس کے علاوہ کس اسم کا علم نہیں ہے۔ابوالاسود بصرہ کا قاضی اس کی طرف منسوب تھا۔مگر یائے نسبت کے وقت انہوں نے اپنے مذہب کے مطابق ہمزہ کو فتح دیا ہے۔
کیونکہ یائے نسبت کے ساتھ دو کسرے مسلسل آنے سے ثقل پیدا ہو جاتا تھا۔جیسے نمرہ کی طرف منسوب کر کے نمری اور ملک کو ملکی لکھتے ہیں۔
ابوالاسود کا نام ظالم بن عمرو بن سلیمان بن عمرو تھا۔اس کے نام ونسب میں بہت اختلاف ہے۔تابعین کے سرداروں اور بڑے لوگوں میں سے تھا۔یہ علیؓ 'ابوموسیٰ' ابوذر' عمران بن حصین رضی اللہ عنہم سے روایت کرتا ہے۔
اس نے علیؓ کا ساتھ دیا اور واقعہ صفین میں ان کے ساتھ تھا یہ بصرہ کا رہنے والا تھا۔یہ نہایت کامل اور درست عقل ورائے والا آدمی تھا۔اس کا شمار شعرا محدثین' بخیل شہسوار' بدبودار منہ والے' لنگڑے' فالج زدہ اور نحویوں میں ہوتا ہے۔
یہ پہلا شخص تھا جس نے نحو کو وضع کیا۔کہا جاتا ہے کہ علیؓ نے اس کے لئے تمام کلام کی تین قسمیں وضع کی تھیں۔اسم فعل حرف' پھر اس کے حوالے کر کے کہنے لگے اس کے مطابق اس کو مکمل کرو۔اور نحو کو نحو اس لئے کہتے ہیں کہ ابوالاسود دیلی نے کہا کہ میں نے علیؓ سے اجازت طلب کی کہ جو آپ نے مقرر کیا ہے کیا میں اس نحو پر یعنی طریقے پر بنادوں تو اس لئے اس کا نام نحو رکھا گیا۔
یہ ابوالاسود دیلی اپنی اولاد سے یوں کہتے تھے۔تم اللہ کے ساتھ سخاوت کرنے میں مقابلہ نہ کرو۔کیونکہ وہ بہت سخی اور بزرگ ہے۔اگر وہ تمام لوگوں پر کشادگی کرنا چاہے تو کر سکتا تھا۔تو تم لوگوں پر فراخی کرتے ہوئے اپنی جانوں کو تکلیف نہ دو اور زیادہ سخاوت نہ کرو ورنہ کمزور ہو کر ہلاک ہو جاؤ گے۔
ابوالاسود دیلی کے بڑے نادر واقعات ہیں۔بخیل ہو تو ایسا ایک یہ ہے کہ اس نے ایک آدمی کو کہتے ہوئے سنا کہ آج رات کون اس بھوکے کو کھانا کھلائے گا۔اس نے اس کو بلا کر کھانا کھلا دیا۔جب سائل کھا کر جانے لگا۔تو کہا تیرے لئے دوری ہو میں نے تجھے اس لئے کھانا دیا تھا کہ تو لوگوں کو تکلیف نہ دے پھر اس کے پاؤں میں صبح تک بیڑی ڈال کر باندھ دیا۔
ایک واقعہ یوں ہے کہ اسے ایک آدمی نے کہا آپ علم وحلم کا برتن ہیں مگر آپ بخیل ہیں۔اس نے جواب دیا کہ اس برتن میں کوئی خیر نہیں جو اپنے اندر کی چیز کو روک نہ سکے۔
اس کا ایک واقعہ یہ بھی ہے کہ اس نے نو دینار کا ایک گھوڑا خریدا اور ایک کانے آدمی کے پاس سے گزرا۔اس نے پوچھا تو نے یہ کتنے کا خریدا ہے۔اس نے کہا تم اندازہ لگاؤ۔کانے نے کہا اس کی قیمت ساڑھے چار دینار ہے۔وہ کہنے لگا۔تم معذور ہو کیونکہ تمہاری ایک آنکھ ہے اس لئے تو نے آدھی قیمت لگائی اگر تو اس کو دوسری آنکھ سے بھی دیکھتا تو باقی قیمت بھی لگا دیتا۔پھر اپنے گھر جا کر سو گیا۔جب جاگا تو سنا کہ گھوڑا کچھ کھا رہا ہے۔اس نے کہا یہ کیا ہے۔لوگوں نے کہا جو کھا رہا ہے۔
اس نے کہا میں اپنے مال میں ایسی چیز نہیں رکھ سکتا کہ سو جاؤں تو وہ میرے مال کو تباہ کر ڈالے میں تو وہ چیز رکھوں گا جو میرے مال کو بڑھائے۔پھر اس نے اس کو بیچ کر زراعت کے لئے زمین خرید لی۔

Marfat.com

ہمسایہ کو بیچ دیا: ایک واقعہ یہ بھی ہے کہ بصرہ میں اس کے ہمسائے جو اس کے عقیدے میں مخالف تھے اس کو تکلیف دیتے تھے اور رات اس کو پتھر مارتے اور اس کو کہتے بے شک اللہ تجھے پتھر مارتا ہے۔ وہ کہتا تم جھوٹے ہو۔

اگر اللہ مجھ کو پتھر مارتا تو وہ مجھے لگتے۔ مجھے تم مارتے ہو جو مجھے لگتے نہیں۔ پھر وہ گھر بیچ ڈالا۔ اس سے کہا گیا تو نے گھر کیوں بیچ ڈالا اس نے جواب دیا میں نے ہمسائے بیچے ہیں اس نے یہ بات مثال بنا دی۔ اور یہ واقع اس کے الٹ ہے جو ابوجہم عدوی کے ساتھ پیش آیا۔

کہ اس نے اپنا گھر ایک لاکھ درہم میں بیچ دیا پھر کہا تم سعید بن العاص کی ہمسائیگی کتنے میں خریدتے ہو۔ انہوں نے کہا ہمسائیگی کبھی خریدی جاتی ہے؟ یہ کہنے لگا اچھا پھر میرے مکان کو واپس کرو اور اپنے درہم واپس لو اللہ کی قسم میں ایسے آدمی کی ہمسائیگی کبھی نہیں چھوڑوں گا اگر میں موجود نہ ہوں تو میرے متعلق پوچھتا ہے اور اگر مجھے دیکھ لے تو مجھے مرحبا کہتا ہے۔ اگر میں کہیں جاؤں تو میرے گھر کی حفاظت کرتا ہے۔ اگر میں حاضر ہوں تو مجھے قریب رکھتا ہے۔ اگر میں سوال کردوں تو مجھے دیتا ہے اگر میں نہ مانگوں تو خود ہی دیتا ہے اگر مجھے کوئی مشکل آئے تو میری مدد کرتا ہے۔ جب اس بات کا سعید کو پتا چلا تو اس نے اس کی طرف ایک لاکھ درہم بھیج دیئے۔

پاد کو چھپاؤ: ابوالاسود کا ایک واقعہ یہ بھی ہے کہ ایک دن وہ معاویہؓ کے پاس گیا ابھی وہ اس سے مخاطب ہی تھا کہ اس نے پاد مارا معاویہؓ ہنس پڑے تو اس نے کہا اس کے متعلق کسی کو مت بتایئے گا۔ جب یہ وہاں سے چلا آیا اور عمرو بن العاصؓ معاویہؓ کے پاس گئے تو انہوں نے اسود کا واقعہ بتا دیا۔ پھر جب عمروؓ نے اسود کو دیکھا تو کہا اے ابوالاسود تو نے امیر المؤمنین کے سامنے پاد مارا؟ پھر جب ابوالاسود معاویہؓ کے پاس گیا تو کہنے لگا کہ میں نے آپ سے کہا نہیں تھا کہ کسی کو بھی یہ بات مت بتانا؟ تو معاویہؓ نے کہا عمرو کے علاوہ کسی کو نہیں بتایا اس نے کہا۔ اسی سے تو میں ڈرتا تھا۔ یقیناً آپ خلافت کے حق دار نہیں ہیں۔ معاویہؓ نے کہا وہ کیسے؟ اس نے کہا کہ جب آپ ایک پاد کے امین نہیں رہ سکے تو مسلمانوں کے مالوں اور جانوں کے کیسے امین ہو سکتے ہیں۔ معاویہؓ ہنس پڑے اور اس کو انعام و اکرام دیا۔

ایک واقعہ یہ بھی ہے کہ اس سے پوچھا گیا کہ معاویہ جنگ بدر میں موجود تھے اس نے کہا ہاں مگر کافروں کی جانب سے۔

سمجھ دار عورت: ابوالاسود زیاد بن ابیہ کے بچوں کو تعلیم دیتے تھے جو کہ عراق کا گورنر تھا۔ ابوالاسود کی بیوی اپنے بیٹے کا جھگڑا لے کر زیاد کے پاس گئی اور کہنے لگی کہ یہ مجھ سے میرا بچہ چھیننا چاہتا ہے حالانکہ میرا پیٹ اس کے لئے تھیلا تھا اور میرے پستانوں سے اس نے دودھ پیا اور میری گود میں پرورش پائی۔ تو ابوالاسود کہنے لگا کیا اس بنیاد پر تو میرے بچے کو مجھ سے چھننا چاہتی ہے میں نے تیرے اٹھانے سے پہلے اس کو اٹھایا ہے اور تیرے وضع کرنے سے پہلے اس کو وضع کیا ہے۔ وہ عورت کہنے لگی یہ دونوں برابر نہیں ہیں۔ تو نے اس کو اٹھایا مگر وہ اس وقت ہلکا تھا۔ (یعنی منی کی صورت میں) اور میں نے اس کو بوجھل ہونے کے وقت اٹھایا (یعنی پیٹ میں) تو نے اس کو شہوت کے ساتھ وضع کیا (یعنی جماع کے وقت باہر نکالا) اور میں نے اس کو تکلیف سے وضع کیا (یعنی جنا) ابن زیاد کہنے لگا میرے خیال میں یہ عورت عقل مند ہے۔ اس کے بیٹے کو اس کی طرف لوٹا دے یہ اس کی اچھی تربیت کرے گی۔

Marfat.com

ابوالاسود بصرہ میں طاعون جارف کی وجہ سے ۶۹ ہجری میں ۵۸ سال کی عمر میں فوت ہوگیا۔ یہ طاعون بصرہ میں پھیلا تھا جس سے بڑے سردار مارے گئے۔ کہا جاتا ہے کہ انسؓ کے تیس بیٹے بھی اسی وجہ سے ہلاک ہو گئے۔

باب الذال معجمه

ذو اله

بھیڑیے کا نام ہے جیسے اسامہ شیر کو کہتے ہیں۔ یہ معرفہ ہے۔ بھیڑے کو ذوالہ اس لئے کہتے ہیں کہ وہ ہلکی چال چلتا ہے۔
حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ ایک سیاہ رنگ کی لونڈی کے پاس سے گزرے جو اپنے بچے کو جھولا جھلا رہی تھی اور کہہ رہی تھی۔ اے ذوال سردار کے بیٹے اے ذوال نبیؐ نے فرمایا ذوالہ مت کہو یہ بدترین درندہ ہے۔ ذوال ذوالہ کا مرخم ہے۔ اور قرم سردار کو کہتے ہیں۔

الذباب

مشہور مکھی ہے۔ اس کی واحد ذبابہ ہے۔ اس کو ذبانہ نہیں کہنا چاہیے۔ اس کی جمع قلت اذبۃ ہوگی۔ اور جمع کثرت ذبان ہے۔
جیسے غُرَاب، اَغْرِبَة، غِرْبَان اور قُرَاد، اَقْرِدَہ، قردان ہے۔
نابالغہ کہتا ہے۔

یا واهب الناس بعیرا صلبه ضرابة بالمشفر الاذبة

''اے وہ شخص جو لوگوں کو سواری کے لئے اونٹ دیتا ہے جو مکھیوں کو چھری سے مارنے والا ہے۔''
ذبابات صرف قرضوں میں استعمال ہوتا ہے۔
ایک شاعر نے کہا:

او یقضی الله ذبابات الدیون

''یا اللہ تعالیٰ قرضوں کی مکھیاں دور کر دے۔''
اور کہا جاتا ہے اَرْضٌ مُذِبَّة یعنی مکھیوں والی جگہ۔ فراء کہتے ہیں کہ اَرْضٌ مَذْبُوْبَة یعنی مکھیوں والی زمین۔ جیسے کہا جاتا ہے۔ اَرْضٌ مَوْحُوْشَة یعنی وحشیوں والی زمین۔ مکھی کو ذباب اس لئے کہتے ہیں کہ ہر وقت حرکت کرتی اور مضطرب رہتی ہے۔ بعض کے بقول اس کو ذباب اس لئے کہتے ہیں کہ جب بھی اس کو بھگاؤ یہ دوبارہ آ جاتی ہے۔ اس کی کنیت ابوحفص ابوحکیم ابومدرس ہے۔ اور ذباب تمام مخلوق سے زیادہ بے وقوف ہوتی ہے۔ جوہری کہتے ہیں کہ پرندوں میں سے مکھیوں کے علاوہ کوئی برتنوں میں منہ نہیں مارتا۔ عنقریب عنکبوت کے ذکر میں باب العین مہملہ میں افلاطون کا قول آئے گا کہ مکھی حریص ترین جانور ہے۔ مکھی کے پلک نہیں ہوتے۔ کیونکہ اس کا ڈھیلا چھوٹا ہوتا ہے۔ پلکوں کا کام یہ ہوتا ہے کہ وہ ڈھیلے سے غبار کو صاف کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے پلکوں کے بجائے دو ہاتھ دے دیئے جس سے ڈھیلوں کو صاف کرتی ہے۔ اس لئے دیکھو گے کہ اپنے ہاتھوں سے آنکھوں کو

Marfat.com

صاف کرتی رہتی ہے۔اس کی بہت سی قسمیں ہیں یہ گندگی سے پیدا ہوتی ہے۔
جاحظ کہتے ہیں کہ ذباب کا لفظ بھڑوں' شہد کی مکھیوں اور مچھروں کی تمام اقسام پر بولا جاتا ہے۔جیسے بق' براغیث' قمل' صؤاب' ناموس' فراش' نمل وغیرہ ہیں اور عرف عام میں جس کو مکھی کہا جاتا ہے۔اس کی کئی قسمیں ہیں۔ النعر' قمع' خازباز' شعراء' کتا مکھی' باغوں کی مکھیاں' گھاس کی مکھیاں وغیرہ۔
اور وہ مکھی جو عام لوگوں سے میل جول رکھتی ہے یہ جفتی ہونے سے پیدا ہوتی ہے۔اور کبھی اجسام سے پیدا ہوتی ہے۔
کہا جاتا ہے کہ لوبیا جب پرانا ہو جائے تو مکھیاں بن جاتا ہے۔اور اس لوبیے کے کویوں سے باہر نکل آتی ہیں اور وہاں صرف چھلکا ہی رہ جاتا ہے۔
حاکم نے نعمان بن بشیرؓ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے منبر پر فرمایا:
میں نے نبیؐ سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ دنیا کا وقت صرف مکھی کے برابر رہ گیا ہے جو دنیا کی فضا میں آ جا رہی ہے۔
اپنے قبروں والے بھائیوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو کیونکہ تمہارے اعمال ان پر پیش کئے جا رہے ہیں۔
مسند ابی یعلی موصلی میں انسؓ سے روایت ہے کہ نبیؐ نے فرمایا مکھی کی عمر چالیس راتیں ہیں اور مکھیاں ساری جہنم میں جائیں گی سوائے شہد کی مکھی کے۔
کامل میں عمرو بن شفقی کے حالات زندگی میں مجاہد سے روایت ہے کہ ابن عمرؓ سے کہا کہ نبیؐ نے فرمایا کہ شہد کی مکھی کے سوا سب مکھیاں جہنم میں جائیں گی۔
کہتے ہیں کہ یہ جہنم میں اس لئے نہیں جائیں گی کہ اللہ ان کو عذاب دینا چاہتا ہے بلکہ اللہ اس کے ذریعے جہنمیوں کو عذاب دینا چاہتا ہے۔
گرو تو بسم اللہ کہو: نسائی حاکم نے ابوالملیح سے روایت کیا ہے جو اپنے باپ اسامہ بن عمیر بن عامر سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سوار تھا۔ ہمارا اونٹ پھسل گیا۔ میں نے کہا شیطان تباہ ہو جائے۔تو آپؐ نے فرمایا ایسے نہ کہو کیونکہ اس سے شیطان اپنے آپ کو بڑا سمجھنے لگتا ہے اور مکان جتنا ہو جاتا ہے اور کہتا ہے میری طاقت سے یہ ہوا ہے۔ بلکہ بسم اللہ کہو کیونکہ شیطان اس سے چھوٹا ہو کر مکھی کی طرح ہو جاتا ہے۔اس کو ابوداؤد نے ابوالملیح سے روایت کیا ہے کہ ایک آدمی نے کہا میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ردیف تھا تو میں نے کہا--الخ)
اس روایت کو ابن سنی نے نسائی اور حاکم کی طرح روایت کیا ہے اور اس میں تصریح کی ہے کہ ابوالملیح نے اس روایت کو اپنے باپ اسامہ بن مالک سے روایت کیا ہے اور یہ دونوں روایتیں صحیح ہیں۔
اور ابوداؤد میں مجہول آدمی صحابی ہے اور صحابہ سارے عادل ہوتے ہیں۔اس لئے ان کا مجہول ہونا نقصان دہ نہیں۔
علامہ ذہبی کہتے ہیں کہ مجہول آدمی ابوعزہ ہے۔اور اس روایت کو خالد حذائی نے ابوتمیمہ ھجیمی سے روایت کیا ہے جو اپنے باپ خالد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ردیف تھا تو اونٹنی پھسل گئی---الخ
قبائل کی طرف منسوب لوگوں کے ذکر میں یہ حدیث اسد الغابہ میں بھی موجود ہے۔تعس کا معنی ہے ہلاکت۔بعض کے بقول

Marfat.com

''گر گیا'' اور ''پھسل گیا''۔ بعض کے بقول ''اس کو شر پہنچے'' ہے۔

''تعس'' عین کے فتح اور کسرہ سے ہے اور فتح زیادہ مشہور ہے جوہری نے فتح کے بغیر ذکر ہی نہیں کیا۔

محافظ فرشتے: طبرانی نے اور ابن ابی الدنیا نے ابوامامہ کی حدیث کو روایت کیا ہے کہ نبیؐ نے فرمایا۔ ہر مومن کے حوالے ۱۶۰ فرشتے کیے گئے ہیں جو اس سے اس مصیبت کو روکتے ہیں جس کی وہ طاقت نہیں رکھتا۔ اور سات فرشتے ایسے ہیں جو مصیبتوں کو اس سے ایسے روکتے ہیں جیسے گرمیوں میں شہد کے پیالے سے مکھیوں کو روکا جاتا ہے۔ اگر وہ فرشتے تم پر ظاہر ہو جائیں تو تم ان کو ہر نرم زمین اور پہاڑ پر دیکھ لو۔ ان میں سے ہر ایک اپنے ہاتھ پھیلائے ہوئے اور منہ کو کھولے ہوئے ہے اگر آدمی کو ایک لمحہ بھی اس کی اپنی ذات کے حوالے کر دیا جائے تو شیطان اس کو اچک کر لے جائے۔

اور عرب لوگ ذباب' فراش' نحل' دبر' سب کو ایک ہی سمجھتے ہیں۔ کما تقدم

جالینوس کے بقول ان کے کئی رنگ ہیں' اونٹوں کی مکھیاں ہیں اور گائیوں کی مکھیاں ہیں اصل میں چھوٹے کیڑے ہوتے ہیں جو ان کے جسم سے نکلتے ہیں پھر مکھیاں اور بھڑیں بن جاتی ہیں۔ لوگوں کی مکھیاں گوبر سے پیدا ہوتی ہیں۔ جب جنوب کی ہوا چلتی ہے تو یہ زیادہ ہو جاتی ہیں اور پیدا ہوتی ہیں۔ جب شمال کی ہوا چلتی ہے تو کم ہو کر ختم ہو جاتی ہیں۔ اس کی سونڈ بھی ہوتی ہے۔ جیسے مچھروں کی ہوتی ہے۔

اس کی عجیب بات یہ ہے کہ یہ سفید چیز پر سیاہ بیٹ اور سیاہ چیز پر سفید بیٹ کرتی ہے۔ اور یہ کدو کے درخت پر نہیں بیٹھتی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اس درخت کو اپنے نبی یونس علیہ السلام پر اگایا تھا۔ کیونکہ جب وہ مچھلی کے پیٹ سے باہر آئے تھے اس وقت اگر مکھی ان کے جسم پر بیٹھتی تو ان کو تکلیف ہوتی۔ تو اللہ نے ان سے اس طرح مکھی کو روک دیا۔

پھر وہ اسی طرح رہے یہاں تک کہ ان کا جسم مضبوط ہو گیا۔

اور یہ اکثر متعفن جگہوں پر ظاہر ہوتی ہے۔ اور اسی جگہ سے اس کی ابتدائی پیدائش بھی ہوتی ہے۔ پھر اس کے بعد جفتی ہونے سے۔ ان کا نر بعض دفعہ سارا دن مونث پر چڑھا رہتا ہے۔ یہ شمسی حیوانات میں سے ہے کیونکہ گرمیوں میں ظاہر ہوتی ہیں اور سردیوں میں چھپ جاتی ہیں۔

اس کی باقی اقسام ناموس' فراش' نعر' قمع کا ذکر ان کے ابواب میں آئے گا۔

اور ابوالعلاء معری کا قول کیا خوب ہے اس کی وفات ۴۴۹ ہجری میں ہوئی۔

یا طالب الرزق الهنی بقوة هيهات انت بباطل مشغوف

''اے خوش گوار رزق کو طاقت کے ساتھ طلب کرنے والے تیرے لئے دوری ہو تو باطل چیز کے ساتھ مشغول ہے۔''

رعت الاسود بقوة جيف الفلا ورعى الذباب الشهد وهو ضعيف

''شیر طاقت کے ساتھ جنگل کے مردار کھاتے ہیں۔ اور مکھیاں کمزور ہونے کے باوجود شہد کھاتی ہیں۔''

محمد اندلسی نے اس معنی میں شعر کہے ہیں۔

مثل الرزق الذی تطلبه مثل الظل الذی یمشی معك

Marfat.com

''جس رزق کو تو تلاش کرتا ہے اس کی مثال اس سائے کی سی ہے جو تیرے ساتھ چلتا ہے۔''

انــت لا تــدركــه متبــعــا واذا ولــيــت عــنــه تبــعــك

''تو اس کا پیچھا کر کے اس کو پکڑ نہیں سکتا اور جب تو اس سے منہ پھیر لے گا تو وہ تیرے پیچھے آئے گا۔''

اور اسی معنی میں ابوالخیر الکاتب واسطی کے اشعار بھی ہیں۔

جــری قــلــم الــقــضــاء بــمــا یــکــون فــســیــان الــتــحــرك والــســكــون

''جو کچھ ہونا ہے قضاء کا قلم اس کے متعلق چل چکا ہے۔اس لئے حرکت کرنا یا نہ کرنا برابر ہے۔''

جــنــون مــنــك ان تــســعــی لــرزق ویــرزق فــی غشــاوتــه الــجــنــیــن

''یہ تیرا پاگل پن ہے کہ تو رزق کے لئے دوڑتا پھر رہا ہے۔ حالانکہ پیٹ کے بچے کو پردوں میں بھی رزق دیا جاتا ہے۔''

سیف الدین علی بن قلیج الظاہری نے دشمن کو حقیر نہ سمجھنے کے بارے میں بہت عمدہ اشعار کہے ہیں۔

لا تــحــقــرن عــدوا لان جــانــبــه وان تــراه ضــعــیــف الــبــطــش والــجــلــد

''تم دشمن کو کبھی حقیر نہ سمجھو اگرچہ اس کو کمزور پہلو والا اور کمزور پکڑ والا دیکھو۔''

فــلــلــذبــابــة فــی الــجــرح الــمــدیــد یــد تــنــال مــا قــصــرت عــنــه یــد الاســد

''کیونکہ زخم کو بڑھانے والا وہ ہاتھ ہوتا ہے جو اس جگہ بھی پہنچ سکتا ہے جہاں تک شیر کا ہاتھ بھی نہیں پہنچ سکتا۔''

فضول سوال مت کرو: تاریخ ابن خلکان میں امام یوسف بن ایوب بن زہرہ الہمذانی کے حالات زندگی میں لکھا ہے۔ جو صاحب کرامت اور صاحب مقامات و درجات ہیں۔اور صاحب احوال ظاہرات ہیں کہ ایک دن وہ وعظ کے لئے جلوہ افروز ہوئے تو ان کے پاس بہت سے لوگ جمع ہوئے۔لوگوں کے درمیان میں سے ایک فقیہ کھڑا ہوا جو ابن السقاء کے نام سے پہچانا جاتا تھا اس نے آپ کو تکلیف دینے کی غرض کچھ مسائل دریافت کئے تو امام یوسف نے اسے کہا بیٹھ جا مجھے تیرے کلام سے کفر کی بو آئی ہے اور مجھے ایسے لگتا ہے کہ تو اسلام کے سوا کسی اور مذہب پر مرے گا۔ پھر روم کے بادشاہ کا قاصد خلیفہ کے پاس آیا تو ابن السقاء اس قاصد کے ساتھ قسطنطنیہ چلا گیا اور وہاں پر عیسائی ہو گیا۔ اور اسی مذہب پر مر گیا۔ کہتے ہیں کہ ابن السقاء قرآن کا قاری تھا اور بہت عمدہ تلاوت کیا کرتا تھا۔

جس شخص نے اس کو قسطنطنیہ میں دیکھا تھا اس نے بیان کیا ہے کہ میں نے ابن السقاء کو بیماری کی حالت میں دیکھا کہ وہ ایک چبوترے پر پڑا تھا اس کے ہاتھ میں ایک پنکھا تھا جس سے وہ مکھیاں ہٹاتا تھا تو میں نے اس سے کہا کیا ابھی تک تجھے قرآن کا کچھ حصہ یاد ہے؟ تو وہ کہنے لگا کہ مجھے اس میں سے صرف یہ ایک آیت یاد ہے اور وہ یہ ہے ربــمــا یــود الــذیــن کــفــروا لــو کــانــوا مــســلــمــیــن. اور باقی میں بھول چکا ہوں۔ ہم اللہ تعالیٰ کی اس کے غصے اور اس کے خذلان سے پناہ چاہتے ہیں اور اس سے حسن خاتمہ کا سوال کرتے ہیں۔

میرے بھائی دیکھو یہ شخص کیسے ہلاک ہو گیا اور تنقید کرنے کی وجہ سے ذلیل ہو گیا۔ اور اس نے اپنا عقیدہ بھی چھوڑ دیا۔ ہم اللہ

Marfat.com

تعالیٰ سے سلامتی مانگتے ہیں۔تو اے میرے بھائی تم اپنے عقیدے کو مضبوطی سے تھام رکھو اور مشائخ و عارفین اور باعمل علماء اور نیک مومنوں پر تنقید کرنا ترک کر دو کیونکہ ان کے نیزے زہر آلود ہیں بہت کم لوگ ہیں جو ان کے سامنے آئے اور صحیح سالم محفوظ رہے۔اس لئے تم ان کے فرمانبردار بن جاؤ تو سلامت رہو گے۔اور ان پر تنقید نہ کرو ورنہ شرمندہ ہو جاؤ گے۔

امام العارفین رأس الصدیقین علامۃ العلماء العاملین الشیخ محی الدین عبدالقادر الجیلانی کی اقتداء کر جب انہوں نے مکہ کے قطب الغوث کی زیارت کا ارادہ کیا تو ان کے دو ساتھیوں نے ان سے کچھ کلام کیا تو آپ نے فرمایا کہ میں ان کی زیارت کو تبرک کے لئے جا رہا ہوں۔نہ کہ ان کا انکار کرنے اور امتحان لینے۔تو اللہ تعالیٰ نے اس مقام پر پہنچایا کہ انہوں نے فرمایا کہ میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے۔اور ان کا ایک ساتھی اسلام سے کفر کی طرف لوٹ گیا اور تنقید کرنے کی وجہ سے اس کا ایمان بھی ضائع ہو گیا اور وہ اپنا عقیدہ چھوڑ بیٹھا جس طرح اس واقعہ میں پیش آیا اور ان کا دوسرا ساتھی دنیا میں مشغول ہو گیا اور اپنے مولی کی خدمت کو قلت توفیق کی وجہ سے ترک کر دیا۔پس ہم اللہ تعالیٰ سے توفیق اور ہدایت طلب کرتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھنے کی حالت میں موت آنے کا سوال کرتے ہیں اور یہ سوال کرتے ہیں کہ اپنے اولیاء اصفیاء محمد ﷺ اور ان کی آل کے بارے میں اچھا اعتقاد عطا کرے۔

مکھی کیوں بنائی: یحییٰ بن معاذ نے بیان کیا ہے کہ ابوجعفر منصور ایک دن بیٹھے ہوئے تھے۔کہ ایک مکھی ان کے چہرے پر بار بار بیٹھنے لگی یہاں تک اس نے آپ کو تنگ کر دیا منصور نے کہا دیکھو دروازے پر کون ہے لوگوں نے کہا مقاتل بن سلیمان ہے اس نے کہا اسے میرے پاس بلاؤ جب وہ اس کے پاس آیا تو منصور نے اس سے کہا کیا تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے مکھی کو کیوں پیدا کیا ہے اس نے کہا جی ہاں۔اس کو اس لئے بنایا گیا۔تاکہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے سرکشوں کو نیچا دکھائے تو منصور خاموش ہو گیا۔"

مقاتل بن سلیمان قرآن کی تفسیر کرنے میں مشہور ہے۔اس نے محدثین کی ایک جماعت سے حدیث لی ہے۔امام شافعی فرماتے ہیں تمام لوگ تین آدمیوں کے علم میں عیال ہیں۔مقاتل بن سلیمان کے تفسیر میں، زہیر بن ابی سلمی کے شعروں میں اور ابوحنیفہ کے فقہ میں۔

تکبر مت کرو: ایک دن مقاتل بن سلیمان بیٹھ کر کہنے لگے عرش کے علاوہ مجھ سے جو چاہو پوچھو تو ایک آدمی نے کہا کہ آدم علیہ السلام نے جب پہلا حج کیا تھا تو ان کا سر کس نے مونڈھا تھا۔تو انہوں نے کہا یہ تمہارے علم میں سے نہیں ہے، مگر مجھے آزمایا گیا ہے کیونکہ میرے نفس نے مجھے تکبر میں ڈال دیا۔اور بعض نے کہا کہ ان سے چیونٹیوں کی آنتوں کے اگلے اور پچھلے حصے کے بارے میں پوچھا گیا تو ان کو اس کا جواب نہ آیا۔یہ سزا تھی جو اللہ کی طرف سے ان کو ملی۔اسی معنی میں ابوعمرو بن علاء نے یہ شعر کہے ہیں۔

من تحلی بغیر ما ھو فیہ فضحتہ شواھد الامتحان

''جو شخص تکلف کے ساتھ اس چیز سے مزین ہو جو اس میں نہیں ہے تو امتحان کے وقت موجود لوگ اس کو ذلیل کر دیں گے۔''

Marfat.com

علماء نے اس کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔بعض لوگوں نے اس کو ثقہ کہا ہے بعض نے اس کو جھوٹا کہا ہے اور اس کی حدیث کو ترک کر دیا۔بعض نے کہا کہ یہ اللہ کی صفات کے متعلق ایسی باتیں نقل کرتا تھا جن کو نقل کرنا درست نہیں ہے۔بعض کے بقول یہ یہود و نصاریٰ سے ان کی کتابوں کے موافق قرآن کا علم لیتا تھا۔اور یہ اللہ کی صفات کو مخلوق سے تشبیہ دیتا تھا۔ابن خلکان وغیرہ کہتے ہیں کہ میں س بات کی صحت کو نہیں مانتا۔مقاتل بن سلیمان ۱۵۹ ہجری میں فوت ہوا۔

مناقب شافعی میں ہے کہ مامون نے اس سے پوچھا تھا کہ اللہ نے مکھی کو کیوں بنایا ہے تو اس نے کہا بادشاہوں کو نیچا دکھانے کے لئے تو مامون ہنس پڑا اور کہنے لگا کہ تم نے دیکھ لیا تھا کہ وہ میرے جسم پر بیٹھی تھی۔اس نے کہا ہاں۔اور جب آپ نے مجھ سے سوال کیا تو میرے پاس اس کا جواب نہیں تھا۔لیکن جب میں نے دیکھا کہ یہ آپ کی اس جگہ پر پہنچ گئی ہے جہاں کوئی بھی نہیں جا سکتا تو اس وقت اللہ نے مجھے یہ جواب واضح کر دیا۔مامون نے کہا اللہ تم کو خوش رکھے۔

شفاء الصدور اور تاریخ ابن نجار میں ہے کہ آپؐ کے کپڑوں اور جسم پر مکھی کبھی نہیں بیٹھتی تھی۔

شرعی حکم: اس کی تمام اقسام کا کھانا حرام ہے۔اس کے بارے میں حلت کا بھی ایک مذہب ہے جس کو امام رافعی نے بیان کیا ہے۔ماوردی کہتے ہیں کہ بعض فقہا نے اس مکھی کو مباح کہا ہے جو کہ کھانے کی چیزوں سے پیدا ہوتی ہو جیسے لوبیا وغیرہ۔

شاید یہ بات بھی اسی نے کہی ہو جس نے پھلوں کی مکھیوں کو مباح کہا ہے۔

مکھی کا کھانے پینے میں گرنا: احیاء العلوم میں کتاب الحلال والحرام میں ہے کہ اگر کوئی مکھی یا چیونٹی کسی پکی ہوئی ہنڈیا میں گر جائے اور اس کے اعضاء اس میں منتشر ہو جائیں تو اس ہنڈیا کے سالن وغیرہ کا کھانا حرام نہیں ہے۔کیونکہ مکھی اور چیونٹی کی حرمت اس کی گندگی کی وجہ سے ہے۔اور اس طرح اس کو گندہ شمار نہیں کیا جاتا۔اگر ہنڈیا میں کسی آدمی کا گوشت گر جائے تو اس کا کھانا حرام ہے اگر چہ ایک دانق کے برابر گوشت بھی ہو۔

اور یہ حرمت اس کی نجاست کی وجہ سے نہیں ہے کیونکہ آدمی مرا ہوا بھی صحیح مذہب کے مطابق پاک ہے۔بخلاف ابوحنیفہ۔ لیکن آدمی کا گوشت غلاظت کی وجہ سے نہیں بلکہ اس کی عزت کی وجہ سے حرام ہے بخلاف مکھی کے۔امام غزالی کی بات ختم ہوئی۔

شرح المہذب میں ہے کہ صحیح اور پسندیدہ مذہب یہ ہے کہ آدمی کا گوشت گرنے سے وہ پکی ہوئی چیز حرام نہیں ہوتی۔کیونکہ یہ اس میں گر کر ختم ہو جاتا ہے جس طرح پیشاب دو قلہ پانی میں گرنے کے باوجود استعمال کے قابل ہوتا ہے کیونکہ پیشاب اپنے وجود کو کھو دینے کی وجہ سے ختم ہو جاتا ہے۔

بخاری ابوداؤد نسائی ابن ماجہ ابن خزیمہ ابن حبان نے بیان کیا ہے کہ نبیؐ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کے برتن میں مکھی گر جائے تو وہ اس کو ڈبوئے کیونکہ اس کے ایک پر میں بیماری اور ایک میں دوا ہے اور وہ اس پر کو بچاتی ہے۔جس میں شفا ہوتی ہے۔

اور نسائی ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ مکھی کے دونوں پروں میں سے ایک پر میں زہر اور دوسرے میں شفا ہے۔جب یہ کھانے میں گر جائے تو اس کو ڈبوؤ۔کیونکہ یہ زہر کو آگے کرتی ہے اور شفا کو پیچھے رکھتی ہے۔

خطابی فرماتے ہیں اس حدیث میں بعض ان لوگوں نے کلام کیا ہے جن کا علم میں کچھ حصہ نہیں اور کہا کہ یہ بات کیسے ہو سکتی

Marfat.com

ہے؟ کہ داء اور دواء اکٹھی ہو جائیں۔

امام خطابی کہتے ہیں۔ یہ سوال جاہلانہ یا متجاہلانہ ہے کیونکہ ہر شخص اپنی جان اور تمام حیوانات کی جانوں میں گرمی ٹھنڈک، رطوبت اور خشکی پاتا ہے، حالانکہ یہ متضاد چیزیں ہے۔ جب آپس میں ملتی ہیں تو خراب ہو جاتی ہیں۔ پھر انسان دیکھتا ہے کہ اللہ نے ان کو آپس میں ملا دیا اور ان کو جبراً اکٹھا کر دیا۔ اور اس سے حیوانات کی طاقت بنائی جس میں اس کی بقا اور درستگی ہے۔ یہ چیز دیکھ کر ضروری ہو جاتا ہے کہ داء اور شفاء کے اجتماع کا ایک حیوان کے دو اجزاء میں انکار نہ کیا جائے۔

وہ ذات جس نے شہد کی مکھی کو عجیب و غریب مکان بنانے اور شہد بنانے کا الہام کیا۔ اور جس نے چیونٹی کو اپنا رزق کمانے اور اس کو اپنی ضرورت کے لئے ذخیرہ بنانے کا حکم دیا وہی ہے جس نے مکھی کو بنایا۔ اور اس کو یہ حکم دیا کہ وہ اپنے ایک پر کو آگے کرے اور ایک کو پیچھے چھوڑے۔

کیونکہ اس سے اللہ تعالیٰ آزمائش میں مبتلا کرنا چاہتا ہے جو کہ عبادت کی سیڑھی اور وہ امتحان ہے کہ جو تکالیف کا میدان ہے۔ اور اللہ کے ہر کام میں حکمت ہوتی ہے۔ اور صرف عقل مند لوگ ہی نصیحت حاصل کرتے ہیں۔

امام خطابی کہتے ہیں کہ میں نے مکھی کے بارے میں غور و فکر کیا تو میں نے دیکھا کہ وہ بائیں بازو سے بچتی ہے۔ اور وہی بیماری کے مناسب ہے۔ جس طرح دائیں جانب دواء کے لئے مناسب ہے۔

حدیث سے یہ استفادہ کیا گیا ہے کہ اگر وہ کسی مائع چیز میں گر پڑے تو وہ نجس نہیں ہوگی۔ کیونکہ اس میں بہنے والا خون نہیں۔ اور یہی بات مشہور ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ دیگر نجس مرداروں کی طرح یہ بھی اس چیز کو نجس کر دے گی۔ اور تیسرا قول یہ بھی ہے کہ جس چیز کا وقوع عام ہو اس سے وہ مائع چیز ناپاک نہیں ہوگی جیسے مچھر، مکھی وغیرہ۔ اور جن کا وقوع عام نہ ہو جیسے گبریلے اور بچھو وغیرہ کے گرنے سے ناپاک ہو جائے گا۔ اور یہ ایک مدلل قول ہے جس سے چھٹکارا ممکن نہیں۔

محل اختلاف اجنبی مردار ہے مگر جو چیزیں اس کے اندر ہی پیدا ہوں جیسے پھل پنیر اور سرکے کے کیڑے ہیں، اس سے وہ چیز ناپاک نہیں ہوتی۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں۔

اسی طرح شیخان اور ابن رفعہ نے کہا ہے۔ دارمی نے اس مسئلے میں تین وجہیں بیان کی ہیں۔ جن میں تیسری وجہ قلیل اور کثیر میں فرق کرنا ہے۔ اور کثرت کی مقدار یہ ہے کہ اس چیز میں تغیر واقع نہ ہو۔ مگر جب تغیر واقع ہو جائے تو صحیح بات یہ ہے کہ وہ نجس ہو جائے گی۔

نیز یہ بھی فرق کیا گیا ہے کہ اگر وہ مکھی خود اس میں گر پڑے تو کوئی حرج نہیں لیکن اگر خود پھینکی جائے تو نقصان دہ ہوگی۔

فرع: اگر کھانے والی چیز میں بھڑ، پتنگا یا شہد کی مکھی گر پڑے تو کیا نبیؐ کے عمومی فرمان (اذا وقع الذباب الخ) کے مطابق اس کو بھی ڈبویا جائے گا؟ کیونکہ ان سب انواع پر لغۃً مکھی کا لفظ بولا جاتا ہے جیسا کہ جاحظ کے حوالے سے پہلے منقول ہو چکا ہے۔ اس طرح علیؓ نے شہد کی مکھی کے متعلق فرمایا کہ یہ ''انہ مذقۃ ذبابۃ'' اور نبیؐ سے یہ مروی ہے کہ تمام مکھیاں جہنم میں جائیں گی سوائے شہد کی مکھی کے۔ تو نبیؐ نے سب کو ذباب ہی فرمایا ہے۔

جب یہ بات ثابت ہوگی تو ڈبونے کا حکم سب مکھیوں پر لاگو ہوگا سوائے شہد کی مکھی کے۔ کیونکہ بعض دفعہ ڈبونے سے مکھی مر بھی

Marfat.com

جاتی ہے اور یہ شہد کی مکھی کو مارنا حرام ہے۔

ضرب الامثال: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ یَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ﴾ ''یعنی اے لوگو ایک مثال بیان کی جارہی ہے اس کو غور سے سنو بے شک جن کو تم اللہ کے سوا پکارر ہے ہو وہ تو ایک مکھی بھی نہیں بنا سکتے اگر چہ سب کے سب اس کام کے لئے اکٹھے ہو جائیں۔''

ضُرِبَ کا لفظ اُثْبِتَ اور اُلْزِم کے معنی میں ہے۔ جیسے فرمایا ضَرِبَتْ عَلَیْهِمُ الذِّلَّةُ یا جیسے کہا جاتا ہے ضُرِبَتْ عَلَیْهِمُ الْجِزْیَةُ اور احتمال ہے کہ یہ لفظ ضَرْبٌ یعنی مثال سے بنا ہو۔

یہ مثال قریش کی جہالت اور عقل کی کمزوری کے دکھانے میں اللہ کی نازل کردہ مثالوں میں سے سب سے بلیغ ہے اور یہ اس بات کی شہادت ہے کہ شیطان نے ان کو اس طرح دھوکہ دیا کہ انہوں نے بتوں کو ایسی الٰہیت سے موصوف کیا جو تمام مقدورات پر اقتدار کا تقاضا کرتی ہے اور تمام معلومات کے تصویری اور تمثیلی احاطے کا تقاضا کرتی ہے۔ یہ ان کے عاجز ہونے اور ان کی قدرت نہ ہونے میں بہت بڑی دلیل ہے۔ کہ اگر یہ تھوڑی اور کمزوری مخلوق بھی ان سے کوئی چیز چھین لے کر چلی جائے۔ تو یہ اکٹھے ہو کر بھی اس کو چھڑانے کی طاقت نہیں رکھتے۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ کعبے کے آس پاس ۳۶۰ بت رکھے ہوئے تھے اور یہ ان کو مختلف قسم کی خوشبوئیں لگائے اور ان کے سروں پر شہد ملتے تھے۔ اور مکھیاں یہ سب چیزیں لے جاتیں اس سے ان کو بہت تکلیف ہوتی تو یہ مثال بنا دی گئی۔

عرب یوں بھی کہتے ہیں۔ اَجْرَءُ مِنْ ذُبَابَةٍ وہ مکھی سے بھی زیادہ دلیر ہے اور کہتے ہیں کہ اَهْوَنُ مِنْ ذُبَابَةٍ وہ مکھی سے زیادہ کمزور ہے۔ وَاَطْیَشُ وَاَخْطَاءُ مِنْ ذُبَابٍ یعنی مکھی سے بھی زیادہ طیش والا اور خطا کار ہے۔ کیونکہ یہ اپنے آپ کو گرم چیز پر بھی پھینک دیتی ہے اور اس چیز پر بھی جس سے یہ چپک جاتی ہو پھر اس سے چھٹکارا ممکن نہیں ہوتا۔

عرب کہتے ہیں کہ اَوْغَلُ مِنْ ذُبَابَةٍ وہ مکھی سے بھی زیادہ گھسنے والا ہے۔

او غل فی التطفیل من ذباب علی طعام وعلی شراب

''وہ آدمی طفیلی بننے میں مکھی سے بھی زیادہ کھانے پینے میں گھسنے والا ہے۔''

لو ابصر الرغفان فی السحاب لطار فی الجو بلا حجاب

''اگر وہ روٹیوں کو بادلوں میں بھی دیکھ لے تو فضا میں بلا حجاب اڑ کر چلا جائے۔''

ابو عبید کہتے ہیں کہ اہل کوفہ میں سے ایک آدمی طفیل بن دلال نامی آدمی تھا جو بنی عبداللہ بن غطفان سے تھا۔ یہ بغیر بلانے کے ولیموں میں چلا جاتا تھا۔ اس کو شادیوں کا طفیلی کہا جاتا تھا۔ شہروں سے سب سے پہلے یہ کام کرنے والا یہی تھا اس لئے جو بھی اس کے طریقے پر چلتا وہ اس نام سے موسوم کیا جاتا۔

لوگ یہ بھی کہتے ہیں۔ اَزْهٰی مِنْ ذُبَابَةٍ وہ مکھی سے زیادہ مغرور ہے۔ اور عرب کہتے ہیں اَصَابَهٗ ذُبَابٌ لَادِغٌ یعنی اس کو ڈسنے والی مکھی پہنچی۔ یہ مثال اس شخص کے لئے بولی جاتی ہے جس پر ایسی بڑی مصیبت نازل ہو جسے سننے والا رو پڑے۔

اور یہ بھی کہتے ہیں لَا یُسَاوِیْ مَثْکَ ذُبَابٍ یہ مثال حقیر چیز کے لئے بیان کی جاتی ہے۔ مثک ایک ایسی رگ ہے جو ذکر

Marfat.com

میں ایک دھاگے کی طرح ہوتی ہے۔ جو عجان کی مانند ہوتی ہے۔

مال سے کسی کو خریدا نہیں جا سکتا: ابن ظفر کی کتاب النصائح میں ہے کہ میں نے بعض بادشاہوں کے حالات میں دیکھا ہے کہ ایک وزیر نے بادشاہ کو مال جمع کرنے اور ذخیرہ کرنے کا مشورہ دیا' کہ لوگ کبھی تجھ سے ہٹ جائیں گے تو اگر تو ان کو مال پیش کرے گا تو وہ تیری طرف دوڑے آئیں گے۔ اس نے پوچھا اس کی کوئی دلیل ہے؟ اس نے جواب دیا' ہاں پھر وزیر نے پوچھا کیا یہاں کوئی مکھی ہے؟ بادشاہ نے کہا نہیں تو وزیر نے ایک پیالہ شہد کا لانے کا حکم دیا۔ جب پیالہ لایا گیا تو اس پر مکھیاں گرنے لگیں۔ تو بادشاہ نے اپنے خاص وزراء سے مشورہ کیا تو انہوں نے اس کو اس سے منع کیا اور کہا کہ لوگوں کے دلوں کو بدلا نہیں جا سکتا۔

کیونکہ ان کو ہر وقت تم حاضر نہیں کر سکتے۔ بادشاہ نے کہا اس کی کوئی دلیل ہے؟ وزیر نے کہا ہاں ہے' جب شام ہوگی تو بتاؤں گا۔ جب رات کا اندھیرا چھا گیا تو اس نے بادشاہ سے کہا کہ شہد کا پیالہ حاضر کیجئے' تو جب پیالہ لایا گیا' تو کوئی مکھی نہ آئی تو بادشاہ اپنی پہلی رائے سے پھر گیا۔

طبی فوائد اور خواص: جاحظ کہتے ہیں جب دودھ کو کندس سے ملا کر گھر میں چھڑکاؤ کیا جائے تو اس میں کوئی مکھی داخل نہیں ہوگی' اور جب مکھی کا سر جدا کر کے اس کو بھڑ کے ڈسے پر ملا جائے تو درد رک جائے گا' اور اگر مکھی کو جلا کر شہد میں ملایا جائے پھر اس کو بال جھڑ کی جگہ پر لگایا جائے تو وہ بال اگ آئیں گے۔

جب مکھی مر جائے تو اس پر لوہے کا میل چھڑکنے سے وہ زندہ ہو جائے گی' جب گھر میں کدو یا بان یا کندس کے پتوں کی دھونی دی جائے تو اس سے مکھیاں بھاگ جائیں گی۔

اور جب کدو کے پتے پکا کر گھر میں دیواروں پر چھڑکا جائے تو وہاں مکھیاں نہیں آئیں گی۔

مکھیوں کو روکنے کا ایک طلسمی طریقہ: کندس جدید (ایسی گھاس ہے جس کا اندر کا حصہ پیلا اور باہر والا سیاہ ہوتا ہے) اور پیلی ہڑتال ہم وزن لے کر کوٹ پیس لیا جائے۔ اور جنگلی پیاز کے پانی میں گوندھ کر اس کی ایک تصویر بنائی جائے پھر اس کو دسترخوان پر رکھ لیا جائے تو جب تک وہ وہاں ہوگی کوئی مکھی نہیں آئے گی۔ اور جب سادریون گھاس کا ایک مٹھا دروازے پر لٹکا دیا تو جب تک وہ وہاں لٹکا رہے گا وہاں مکھی نہیں آئے گی۔

جب بڑی مکھیوں کے سر کاٹ کر ان کے جسموں کو پلکوں کے بال اگنے کی جگہوں پر سخت ملا جائے تو وہاں بال بالکل نہیں اگیں گے یہ مجرب نسخہ ہے۔

ایک مکھی سوتی کپڑے میں رکھ کر دھاگے سے باندھ دی جائے پھر دھاگا لمبا کر کے آنکھ کی تکلیف والے کی گردن یا بازو پر باندھ دیا جائے تو درد رک جائے گا' اگر مکھی کو مار کر آنکھ کے ورم پر لگایا جائے تو مفید ہوگا۔

محمد بن زکریا قزوینی کہتے ہیں کہ میں نے روم کی طبعیات کی کتابوں میں دیکھا ہے کہ داڑھ درد والے آدمی پر اگر مکھی لٹکائے جائے تو وہ ٹھیک ہو جائے گا۔

اور جس کو پاگل کتے نے کاٹا ہو' تو اس کو چاہیے کہ اپنے چہرے کو مکھی سے چھپائے کیونکہ اس طرح اس کو تکلیف ہوگی۔ واللہ

Marfat.com

اعلم

تعبیر الرؤیا: خواب میں مکھی کو دیکھنا جھگڑالو دشمن اور کمزور لشکر ہے۔ بعض دفعہ اس کا اچھے رزق پر جمع ہونا مراد ہوتا ہے۔ بعض دفعہ بیماری اور شفاء پر بھی دلالت کرتی ہے جیسے کہ حدیث میں گزرا ہے بعض دفعہ برے اعمال پر دلالت کرتی ہے اور ان چیزوں کے واقع ہونے پر دلالت کرتی ہے جن پر متنبہ ضروری ہوتا ہے۔ کیونکہ اللہ نے فرمایا ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ لَنْ یَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ سے لے کر ضَعُفَ الطَّالِبُ وَ الْمَطْلُوْبُo﴾

الذر

چھوٹی سرخ چیونٹی کہتے ہیں جس کا واحد ذرۃ ہے۔ اللہ فرماتے ہیں ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا یَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ﴾ یعنی اللہ کسی کے عمل کا ثواب ذرے کے وزن برابر بھی کم نہیں کرتا۔ ثعلب سے اس بارے میں پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ سو چیونٹی ایک دانے کے وزن کے برابر ہوتی ہے اور ان میں سے ایک چیونٹی کو ذرہ کہتے ہیں۔

بعض کہتے ہیں کہ ذرہ کا کوئی وزن نہیں ہوتا۔

حکایت بیان کی جاتی ہے کہ ایک آدمی نے کسی جگہ روٹی رکھی اس پر چیونٹیاں چڑھ گئیں یہاں تک اس کو انہوں نے ڈھانپ لیا تو جب اس نے اس کا وزن کیا تو روٹی کا وزن کچھ بھی نہ بڑھا۔

کہا جاتا ہے۔ روشن دان میں گرد کے اجزاء کو ذر کہتے ہیں اور ہر اس جزء کو ذرہ کہتے ہیں جس کا کوئی وزن نہیں ہے۔

صحیح مسلم میں حضرت انسؓ سے نبیؐ کی قیامت والے دن کی شفاعت کے متعلق ذکر ہے کہ پھر آپؐ اس شخص کو آگ سے نکال لیں گے جس نے لا الہ الا اللہ کہا ہوگا اور اس کے دل میں ذرہ بھر بھی نیکی ہوگی۔ اور شعبہ بن بن بسطام نے تصحیف کر کے مثقال ذُرۃ کہا ہے۔

عبدری کہتے ہیں اس نے دُرَّۃٌ بالدال والراء المہملتین کہا ہے جو کہ در کا واحد ہے۔ یہ تصحیف کی تصحیف ہے۔ حنابلہ میں سے ابن بطہ نے آیت کی تفسیر میں کہا کہ مثقال مفعال کے وزن پر ثقل سے ہے۔ یہ چھوٹی سرخ چیونٹی کو کہتے ہیں۔ اور جب سال گزرے تو یہ مزید چھوٹی اور زہریلی ہو جاتی ہے جیسے افعی سانپ ہوتا ہے عرب کہتے ہیں افعی حاریۃ جب سانپ بہت زیادہ زہریلا ہو۔

امرء القیس نے کہا ہے۔

من القاصرات الطرف لودب محول من الذر فوق الاتب منها الاثرا

''نیچی نگاہ والیوں میں سے بعض ایسی ہیں کہ اگر ایک سال کی چیونٹی بھی ان کی گردن کے کپڑے پر چلے تو ان کے چلنے سے بھی ان کو تکلیف ہوتی ہے۔''

حسان کہتے ہیں۔

لویدب الحولی من ولد الذر علیها لا ندبتها الکلوم

''اگر سال کی چیونٹی اس عورت پر چلے تو اس کے چلنے سے زخم ہو جاتے ہیں۔''

Marfat.com

آخر وہ بھی مرگئی: سہیلی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بنی جرہم کونکسیر کے عذاب سے ہلاک کیا۔ ان کے آخر میں ایک عورت مری۔ جوان کے کئی زمانہ بعد بیت اللہ کا طواف کرتے دیکھی گئی۔ تو لوگوں نے اس کی لمبی عمر اور بڑی جسامت پر تعجب کیا یہاں تک کہ کسی نے کہا کہ تو جنی ہے یا انسان ہے۔ اس نے کہا میں بنو جرہم کی عورت ہوں۔ پھر اس نے خیبر تک جہینہ کے دو آدمیوں سے ایک اونٹ کرائے پر لیا۔ جب انہوں نے اس کو وہاں اتارا اور اس سے پانی کے متعلق پوچھا تو اس نے انہیں بتایا پھر وہ چلے گئے۔ وہاں اس کے پاس چیونٹیاں آکر چمٹ گئیں یہاں تک کہ اس کے ناک تک پہنچ گئیں پھر اس کے حلق تک پہنچ گئیں تو وہ ہلاک ہوگئی۔

یزید بن ہارون نے ذرۃ کو ایک سرخ کیڑا قرار دیا ہے۔ لیکن یہ بات غلط ہے۔

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ذرہ چیونٹی کے سر کو کہتے ہیں۔ بعض علماء نے کہا کہ میری نیکیاں میری برائیوں سے ایک ذرہ بھی بڑھ جائیں تو یہ چیز مجھے تمام دنیا و مافیہا سے پیاری ہوگی۔ کیونکہ اللہ نے فرمایا ہے کہ جس نے ذرہ بھر بھی نیکی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ بھر بھی برائی کی ہوگی اس کو دیکھ لے گا۔

نبیؐ نے اس آیت کو جامعہ اور فاذہ کے نام سے یاد کیا کرتے تھے۔ یعنی اپنے معنی میں جامع اور منفرد آیت۔

ایک کھجور کا صدقہ: امام بیہقی نے شعب الایمان میں انسؓ سے روایت کی ہے کہ ایک سائل نبیؐ کے پاس آیا تو آپ نے اس کو ایک کھجور دے دی۔ سائل نے کہا سبحان اللہ اللہ کے انبیاء میں سے ایک نبی نے کھجور دی ہے۔ میں جب تک زندہ رہوں گا اسے اپنے پاس سے الگ نہیں کروں گا اور اس کی برکت کی امید رکھوں گا تو آپؐ نے اس کے ساتھ مزید نیکی کرنے کا حکم دے دیا۔ اور ایک روایت ہے کہ آپؐ نے لونڈی سے کہا کہ ام سلمہؓ سے کہو کہ اس کو وہ چالیس درہم دے دیں جو اس کے پاس ہیں۔ انسؓ کہتے ہیں کہ پھر وہ آدمی کچھ دیر بعد ہی غنی ہوگیا۔

امام احمد نے مسند میں ثقہ راویوں سے بیان کیا ہے کہ ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ نبیؐ نے فرمایا کہ قیامت والے دن مخلوق ایک دوسرے سے قصاص لے گی یہاں تک کہ ٹوٹے سینگوں والی بکری سینگوں والی سے اور چیونٹی دوسری چیونٹی سے بدلہ لے گی۔

سعد بن ابی وقاص نے ایک سائل کو دو کھجوریں دیں تو سائل نے اپنا ہاتھ ہٹایا تو سعد نے کہا اے آدمی اللہ تعالیٰ تو ہم سے ذرات کے برابر بھی قبول فرمالیتا ہے۔ اور عائشہؓ نے بھی اسی طرح ایک انگور کا دانہ سائل کو دیا تھا۔

یہ آیت صعصعہ بن عقال نے نبیؐ کے پاس سنی تو کہنے لگے کہ مجھے یہ آیت کافی ہے اور اگر میں اس کے علاوہ کوئی آیت بھی نہ سنوں تو مجھے کافی ہے۔ یہ آیت حسن بصری کے پاس ایک آدمی نے سنی تو کہا کہ اس پر نصیحت کی انتہا ہوچکی ہے تو حسن بصری نے کہا یہ آدمی فقیہ لگتا ہے۔

حاکم نے مستدرک میں ابو اسماء رجبی سے روایت کیا ہے کہ جب یہ آیت اتری تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے تو کھانا چھوڑ دیا اور رونے لگے۔ تو نبیؐ نے پوچھا تو کیوں رو رہا ہے۔ تو انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول کیا ہم سے ایک ذرہ چیز کے بارے میں بھی پوچھا جائے گا تو آپؐ نے فرمایا ابو بکر جو چیز بھی تو دنیا میں ناپسند کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس چیز کے وزن کے برابر نیکیاں تیرے لئے آخرت میں جمع کردے گا۔

Marfat.com

حاکم نے کہا کہ ذرہ سرخ چیونٹی ہوتی ہے جس کا ترازو میں کچھ وزن نہیں ہوتا۔

امام احمد نے الزہد میں ابوہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ نبیؐ نے فرمایا قیامت کے دن جبار اور متکبر لوگ چیونٹیوں کی صورت میں لائے جائیں گے۔ تو ان کی ذلت کی وجہ سے فیصلہ ہونے تک روندتے رہے ہیں۔ پھر اللہ حکم دے گا کہ ان کو نارالانیار میں پہنچا دو۔ صحابہ نے پوچھا یہ نارالانیار کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا یہ جہنمیوں کے جسم کا نچوڑ ہے۔ اس کو ترغیب ترہیب والے نے بھی بیان کیا ہے۔

عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ روایت کیا ہے کہ نبیؐ نے فرمایا قیامت کے دن متکبر لوگ چیونٹیوں کے برابر انسانی شکلوں میں جمع کیے جائیں گے تو ان کو ہر جگہ چھوٹی چھوٹی چیزیں بھی ڈھانپ لیں گی۔ پھر ان کو آگ کی جیل میں ہانک کر لے جایا جائے گا جس کا نام بولس ہے۔ پھر ان پر اوپر نارالانیار چڑھ جائے گی اور وہ طینۃ الخبال سے پلائیں جائیں گے جو جہنمیوں کی پیپ ہے۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ حسن غریب ہے۔

چند عبرت انگیز واقعات: بیہقی نے شعب میں اصمعی سے روایت کیا ہے کہ میں گاؤں کی ایک جھونپڑی میں ایک دیہاتی عورت کے پاس گیا اور اس سے کہا اے اعرابیہ تیرا ساتھی کون ہے۔ اس نے کہا میری دل لگی اس سے ہے جو مردوں سے قبروں میں دل لگی کرنے والا ہے۔ میں نے اس سے کہا تو کھاتی کہاں سے ہے۔ اس نے کہا مجھے وہ کھلاتا ہے جو چیونٹیوں کو کھلاتا ہے جو کہ مجھ سے بھی چھوٹی ہیں۔

امام ابن جوزی نے کہا کہ ایک عجمی طلب ادب میں نکلا ابھی وہ راستے میں جا رہا تھا کہ ایک صاف پتھر آ گیا وہ اس کے بارے میں سوچنے لگا اور کہنے لگا کہ اس پتھر کی سختی کے باوجود اس ہلکی چیونٹی کے چلنے کی وجہ سے اس پر نشان پڑ گئے ہیں۔ تو میں زیادہ حقدار ہوں کہ میں طلب میں لگا رہوں یہاں تک کہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاؤں اور وہ ادب کے سیکھنے پر دوبارہ ثابت قدم ہو گیا پھر وہ جلد ہی میدان میں سامنے آ گیا۔

اس طرح دینی دنیوی مفاد کے طلبگار کے لئے ایسا ہی ضروری ہے۔ خاص طور پر توحید و معرفت کے طلبگار کے لئے کہ وہ بار بار جستجو کرے اور نہ بھاگے۔ پھر کامیابی ہوگی اور غنیمت حاصل ہوگی یا قتل اور شہادت ہوگی۔

ابویزید بسطامی سے عارف باللہ کے بارے میں پوچھا گیا تو اس نے کہا عارف باللہ وہ ہے جو اکیلا تدبیر کرنے والا ہو۔ ایک مقصد رکھنے والا ہو' دیکھنے میں بے نیاز ہو۔ خدائی طاقت والا ہو۔ اکیلی زندگی والا ہو' نورانی علم والا ہو' اس کے عجائب ہمیشہ رہنے والے ہوں' آسمانی بات والا' وحشی الطلب ہو' ملکوتی رازوں والا ہو۔ اس کی پاس غیب کی کنجیاں اور حکمت کے خزانے ہوں۔ قدس کے جواہر ہوں' نیک لوگوں کے پردے ہوں۔ جب حد سے گزر جائے اور بلند ہو جائے تو اس کو پایا نہ جا سکے اور اس کا حال بیان نہ کیا جا سکے۔

خوبصورتی تکبر نہیں: صحیح مسلم میں ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ نبیؐ نے فرمایا کہ جنت میں وہ آدمی کبھی نہیں جا سکے گا جس کے دل میں ذرہ برابر بھی تکبر ہو تو ایک آدمی نے کہا اللہ کے رسول ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کے جوتے اور کپڑے اچھے ہوں تو آپؐ نے فرمایا اللہ خوبصورت ہے خوبصورتی کو پسند کرتا ہے۔ جبکہ تکبر یہ ہے کہ حق بات کو جھٹلایا جائے اور لوگوں کو حقیر سمجھا جائے۔

Marfat.com

ترمذی نے کہا یہ حسن غریب ہے۔

کہا گیا ہے یہاں تکبر سے مراد ایمان سے تکبر ہے۔ کیونکہ ایمان سے تکبر کرنے والا جب ایسے ہی مر جائے تو کبھی جنت میں نہیں جائے گا۔ بعض نے کہا کہ جنت میں داخل ہوتے وقت جنتی کے دل میں ذرہ برابر بھی تکبر نہیں ہوگا۔

کیونکہ اللہ نے فرمایا: ﴿وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ﴾ یعنی ہم ان کے دلوں سے ہر قسم کا کینہ نکال دیں گے۔ لیکن یہ دونوں تاویلیں بہت بعید ہیں۔ کیونکہ یہ حدیث مشہور تکبر کے ضمن میں بیان ہوئی ہے اور وہ لوگوں پر برتری دکھانا اور ان کو ذلیل سمجھنا ہے۔

اور اس کا ظاہری معنی وہی مراد ہوگا جو قاضی عیاض وغیرہ محققین نے بیان کیا ہے۔ کہ تکبر وغیرہ کا بدلہ لئے بغیر اس کو جنت میں داخل نہیں کیا جائے گا۔ یا وہ پہلے داخل ہونے والوں میں سے نہیں ہوگا۔

اس حدیث میں آدمی سے مراد مالک بن مرارہ رہاوی ہے۔ یہ بات قاضی عیاض نے کہی ہے اور ابن عبدالبر نے بھی اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ ابوالقاسم خلف بن عبدالملک بن بشکوال نے اس کے نام میں کئی اقوال ذکر کئے ہیں۔ ایک یہ ہے کہ وہ ابو ریحانہ تھا جس کا نام شمعون تھا۔ بعض کے بقول اس کا نام ربیعہ بن عامر تھا۔ بعض کے بقول سواد بن عمرو تھا۔ بعض کے نزدیک معاذ بن جبل تھے یہ بات ابن ابی الدنیا نے کتاب الخمول والتواضع میں بیان کی ہے۔ بعض نے کہا وہ عبداللہ بن عمرو بن العاص تھے۔ اور حدیث کے الفاظ ان اللہ جمیل کا مطلب یہ ہے کہ اس کے سارے کام اچھے ہیں اور نام بھی اچھے اور صفات کمال و جمال بھی اچھے ہیں بعض کہتے ہیں کہ جمیل مجمل کے معنی میں ہے نیکی کرنے والا جیسے کریم اور سمیع یعنی مکرم اور مسمع ہے۔

ابوالقاسم قشیری کہتے ہیں کہ اس کا معنی جلیل ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اس کا معنی نور اور بھجت والا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ تمہارے ساتھ اچھا سلوک کرنے والا اور تمہاری طرف نگاہ رکھنے والا تمہیں تھوڑی بات کا مکلف بناتا ہے اور اس پر بھی تمہاری مدد کرتا ہے اور تمہیں اس کا بہت بڑا اجر دیتا ہے۔ سبحانہ ما اکرمہ۔

شیخ الاسلام یحیٰی نووی کہتے ہیں کہ صحیح حدیث میں یہ اللہ کا نام وارد ہوا ہے۔ یہ نام اسماء الحسنی میں بھی ہے مگر اس حدیث میں کچھ ضعف ہے۔

صحیح بات یہ ہے کہ اس کو اللہ پر بولنا درست ہے۔ بعض علماء نے اس سے منع بھی کیا ہے۔ امام الحرمین ابوالمعالی کہتے ہیں کہ جس کے متعلق شریعت وارد ہو چکی ہے ہم اس کے اطلاق کو جائز سمجھتے ہیں اور جہاں اجازت اور ممانعت نہیں آئی ہم اس سے نہ روک سکتے ہیں نہ جائز کہہ سکتے ہیں کیونکہ احکام شرعیہ شریعت کے موارد سے ہی اخذ کئے جاتے ہیں۔

اگر ہم تحریم یا تحلیل کا فیصلہ دے دیں تو ہم اس طرح ایسے حکم کو ثابت کریں گے جو دراصل شرع سے ثابت نہیں ہے۔ پھر جواز اطلاق میں قطعی حکم کی شرط نہیں لگائی جاتی اور جو حکم عمل کا تقاضا کرتا ہے اگر عمل واجب نہ ہو تو وہ کافی ہوتا ہے مگر شرعی قیاسات عمل کا تقاضا تو کر سکتے ہیں لیکن اللہ کے ناموں اور صفات میں قیاس سے تمسک کرنا جائز نہیں۔

نووی کہتے ہیں کہ اہل سنت نے اللہ کے ان ناموں اور کمال جلال اور مدح کے وہ وصف بیان کرنے میں اختلاف کیا ہے جس میں نہ شرعی حکم ہے نہ ممانعت ہے۔ ایک جماعت نے جائز کہا ہے اور ایک نے منع کیا ہے۔ مگر جب کوئی کتاب و سنت متواتر

Marfat.com

اور اجماع سے اس کے اطلاق کی نص وارد ہو تو جائز ہے۔

اور اگر اس کے بارے میں خبر واحد ہو تو اس میں اختلاف ہے تو ایک گروہ نے اسے جائز قرار دیا ہے اور کہا ہے۔ اللہ کو پکارنا اور ثناء عمل میں سے ہیں اس لئے یہ خبر واحد سے ثابت ہو سکتے ہیں۔ اور کچھ لوگوں نے اس سے منع کیا ہے۔ کیونکہ یہ بات عقیدے سے تعلق رکھتی ہے۔ اور اس کو اللہ کی طرف لوٹانا جائز نہیں۔ اور اس کے لئے قطعی دلیل کی ضرورت ہے۔

قاضی عیاض کہتے ہیں کہ یہ عمل کو بھی مشتمل ہیں اس لئے کہ اللہ نے فرمایا: ﴿وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا﴾

جو قاضی صاحب نے کہا ہے بات اسی طرح ہے۔

حدیث میں غمط الناس کا لفظ صحیح مسلم کے نسخوں میں اسی طرح ہے اور ابوداؤد نے بھی اپنی مصنف میں اسی طرح بیان کیا ہے اور ترمذی وغیرہ نے غمس کا لفظ کہا ہے۔ معنی دونوں کا ایک ہی ہے۔ یعنی حقیر سمجھنا۔

تعبیر الرؤیا: اس کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر نسل سے دی جاتی ہے۔ کیونکہ اللہ نے فرمایا: ﴿وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ﴾

اور الذر کی تعبیر کمزوروں سے بھی دی جاتی ہے۔ بعض کے بقول اس مراد لشکر ہے کیونکہ یہ نمل ہے۔ واللہ اعلم

الذراح

جوہری کہتے ہیں۔

سرخ سیاہ نقطوں والا ایک چوپایہ ہے جو اڑتا بھی ہے۔

یہ زہریلا ہوتا ہے۔ اس کی جمع ذراریح ہے۔

سیبویہ کہتے ہیں ذراریح کا واحد ذرحرح ہے لیکن ان کے نزدیک فعول کے وزن پر کوئی واحد نہیں آتا۔ اور کہا کرتا تھا۔ سبوح قدوس کو پہلے حرف کی زبر سے ہے۔ ذراح کی کئی قسمیں ہیں کچھ گندم سے پیدا ہوتے ہیں اور کچھ صنوبر کے درخت سے پیدا ہوتے ہیں۔ کچھ ایسے ہیں جن کے پروں میں پیلے خطوط ہوتے ہیں اور ان کے رنگ مختلف ہوتے ہیں۔ ان کے جسم بڑے اور لمبے ہوتے ہیں وہ بھرے بھرے سے ہوتے ہیں۔ گبریلے سے مشابہ ہوتے ہیں۔

شرعی حکم: اس کی خباثت کی وجہ سے اس کا کھانا حرام ہے۔

طبی فوائد اور خواص: یہ خارش اور چمڑہ اترنے والی بیماری میں مفید ہے۔

سرطان اور داد جیسے اورام کی بیماری والی ادویات میں استعمال ہوتا ہے۔ امام رازی کہتے ہیں کہ آنکھ کے اندر خون کے نقطے کے لئے اس کا سرمہ ڈالنا مفید ہے۔ اس کو کوٹ کر جسم پر ملنے سے جوئیں مر جاتیں ہیں۔ اگر اسکو تیل میں پکا کر لگایا جائے تو بال جھڑ میں مفید ہے۔ قدیم اطباء کہتے ہیں کہ اس کا کچھ حصہ سرخ کپڑے میں لپیٹ کر اس شخص کے ساتھ لٹکایا جائے جو بخار والا ہو تو وہ ٹھیک ہو جائے گا۔ یہ اس کی عجیب خاصیت ہے۔

Marfat.com

الذرع

زبروں کے ساتھ ہے جنگلی گائے کے بچے کو کہتے ہیں کہا جاتا ہے اذرعت البقرۃ یعنی گائے وحشی ہوگئی۔

الذعلب

تیز اونٹنی کو کہتے ہیں۔سواد بن مطرف کی حدیث میں ہے کہ زعلب سخت اونٹنی کو کہتے ہیں۔

الذئب

کبھی ہمزہ سے پڑھتے ہیں کبھی بغیر ہمزہ کے۔اس کی مونث ذیبۃ ہے۔اس کی جمع قلت اذئب ہے۔اور جمع کثرت ذئاب ہے اور ذیبان بھی۔

اس کو خاطف، سید، سرحان ذوالۃ، عملس، اور سلق بھی کہتے ہیں، اس کی مونث سلقۃ کو سمام بھی کہتے ہیں اس کی کنیت ابو مذقہ ہے کیونکہ اس کا رنگ مذقہ ہوتا ہے۔شاعر کہتا ہے۔

حتی اذا جن الظلام واختلط　　　جاؤوا بمذق هل رايت الذئب قط

''جب اندھیرا چھا گیا تو بھیڑیا آ گیا کیا تو نے کبھی بھیڑیا دیکھا ہے۔''

اس کی کنیتوں میں شھیرہ اور ابو جعفر بھی ہے۔عبید بن الابرص نے منذر بن ماء السماء کو جو حیرہ کا بادشاہ تھا اس وقت کہا جب اس نے اس کو قتل کا ارادہ کیا۔

وقالوا هي الخمر تكنى الطلا　　　كما الذئب يكنى ابا جعدة

''وہ کہتے ہیں یہ شراب ہے جس کی کنیت طلا ہے جیسے بھیڑیے کی کنیت ابو جعدہ رکھی گئی ہے۔''

یہ مثال اس نے اس کے لئے بیان کی کہ تو میرے لئے اکرام کا اظہار کرتا تھا حالانکہ ارادہ تیرا قتل کا تھا۔جیسا کہ شراب کا نام طلا گرچہ عمدہ ہے مگر اس کا کام قبیح ہے۔اس طرح بھیڑے کی کنیت اچھی ہے مگر کام بہت برا ہے۔

جعدہ بکری کو کہتے ہیں۔بعض کے نزدیک یہ ایک انگوری ہے جو موسم بہار اگتی ہے اور جلد ہی خشک ہو جاتی ہے۔

ابن زبیر سے متعہ کے بارے میں پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ بھیڑے کو ابو جعدہ کہتے ہیں مطلب یہ ہے کہ نام متعہ کا اچھا ہے مگر اس کی حقیقت بری ہے جیسے بھیڑے کی کنیت تو اچھی ہے مگر کام برا ہے۔

بعض نے اس کی کنیت ابو ثمامہ، ابو جاعد ابو رعلہ، ابو سلعامہ ابوالعطلس، ابو کاسب اور ابو سبلہ رکھی ہے اس کا مشہور نام اویس ہے جیسے کیت اور لحیف ہوتے ہیں۔

ہذیل کے ایک شاعر نے کہا۔

یا لیت شعری عنك والامر عم　　　ما فعل اليوم اويس بالغنم

''کاش مجھے معلوم ہوتا کہ معاملہ بڑا عام ہے کہ آج اویس نے بکریوں کے ساتھ کیا سلوک کیا۔''

Marfat.com

اس کے اوصاف میں سے غبش ہے جو خاکی رنگ ہوتا ہے۔ کہا جاتا ہے ذئب اغبش اور ذئبۃ غبشاء۔

عورت کی بے وفائی اور مرد کی وفا: امام احمدؒ ابو یعلی موصلی اور عبدالباقی بن قانع نے کہا ہے۔ کہ اعشی شاعر جو عبداللہ مازنی حرمازی ہے اس کا نام عبداللہ عور ہے اس کے پاس ایک معاذہ نامی عورت تھی۔ وہ ہجر سے اپنے گھر والوں کے لئے غلہ لانے کی غرض سے رجب کے مہینے میں نکلا تو اس کی بیوی نافرمان ہو کر بھاگ گئی اور انہیں میں سے ایک آدمی کے پاس چلی گئی جب کا نام مطرف بن بہصل بن کعب تھا۔ اس نے اس کو اپنی پیٹھ کے پیچھے کر لیا۔ جب اس کا خاوند آیا اور اس کو گھر نہ پایا تو اس کو اس کے متعلق بتایا گیا اس نے اس کو مطرف سے مانگا تو اس نے دینے سے انکار کر دیا کیونکہ مطرف انہی کی قوم میں اس سے زیادہ معزز تھا۔ تو وہ نبیؐ کے پاس آیا اور مدد کا طلبگار ہوا اور یہ شعر کہے۔

یا سید الناس وديان العرب اشكو اليك ذربة من الذرب

''اے لوگوں کے سردار اور تمام عرب کے منصف میں بدخصلت کی بدخصلتی کی آپ کے سامنے شکایت کرتا ہوں۔''

كالذئبة الغبشاء في ظل السرب خرجت ابغيها الطعام في رجب

''اس خاکستری مادہ بھیڑیا کی طرح جو جھاڑیوں کے سائے میں ہے میں اس کے لئے رجب کے مہینے میں کھانا تلاش کرنے کے لئے نکلا۔''

فخالفتني بنزاع وهرب وقذفتني بين عيص موتشب

''تو اس نے جھگڑا کیا اور مجھ سے بھاگ گئی اور مجھے درختوں کے جھنم میں پھینک دیا۔''

اخلفت العهد ولطت بالذنب وهن شر غالب لمن غلب

''اور مجھ سے بدعہدی کی اور دم دبا کر بھاگ گئی اور یہ جس پر غالب آئیں اس پر بہت برا غالب آتی ہیں۔''

نبیؐ نے اس وقت کہا ہاں واقعی وہ جس پر غالب آئیں تو بہت برا غالب آتی ہیں۔ ذربۃ کے لفظ سے اس نے زبان کی خرابی مراد لی ہے اصل میں ذرب کا لفظ معدہ کی خرابی پر بولا جاتا ہے۔ بعض نے کہا کہ اس سے اس کی زبان کی خرابی مراد ہے۔ کہا جاتا ہے ذرب لسانہ یعنی اس زبان تیز اور بے پرواہ ہے۔ اور عیص درخت کی جڑ کو کہتے ہیں اور متعشب گھنی جھاڑی کو کہتے ہیں اور لطت بذنب کا معنی ہے کہ اس نے اپنی شرمگاہ مجھ سے روک لی ہے۔ کہا جاتا ہے لطت الناقة بذنبها۔ جب اونٹ جفتی ہونا چاہے تو اونٹنی اپنی دم سے شرمگاہ چھپالے۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ چھپ گئی ہے اور اپنے آپ کو چھپا لیا ہے جس طرح اونٹنی اپنی دم سے شرمگاہ کو چھپاتی ہے۔

اعشی نے نبیؐ کے سامنے اپنی عورت کی شکایت کی کہ اس کی عورت مطرف بن بہصل کے پاس ہے تو نبیؐ نے مطرف کو لکھا کہ اس کی عورت کو چھوڑ دو اور اس کے حوالے کر دو وہ خط لے کر آیا جب مطرف نے خط پڑھا تو کہا کہ یہ نبی ﷺ کا خط ہے اور میں تجھے اس کے حوالے کر رہا ہوں تو اس عورت نے کہا کہ اس سے وعدہ لو اور اس سے نبی ﷺ کی ذمہ داری لو کہ یہ مجھے میرے کئے کی سزا نہیں دے گا۔ تو مطرف نے وعدہ لے کر اس کو اس کے حوالے کر دیا۔ تو اس آدمی نے یہ شعر کہے:

لعمرك ما حبي معاذة بالذي يغيره الواشي ولا قدم العهد

Marfat.com

''تیری عمر کی قسم معاذہ سے میری محبت ایسی نہیں ہے کہ جس کو چغل خور بدل سکیں اور زمانہ پرانی کر سکے۔''

ولا سوء ما جاءت به اذ ازلها غواة رجال اذینا جونها بعدی

''اور نہ وہ برائی جس کا اس نے ارتکاب کیا ہے جبکہ گمراہ قسم کے لوگوں نے اس سے سرگوشی کرتے ہوئے میرے بعد پھسلا یا دیا ہے۔''

زمخشری نے اللہ کے اس فرمان کی ﴿اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ﴾ کی تفسیر میں کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے مکر کو شیطان کے مکر سے بڑا قرار دیا ہے۔ اگر چہ مردوں میں بھی مکر ہوتے ہیں مگر عورتوں کے مکر نہایت باریک اور عمدہ ہوتے ہیں اور ان کے مکر میں نرمی ہوتی ہے۔ اس وجہ سے وہ مردوں پر غالب آ جاتی ہیں۔ اور اسی سے اللہ کا وہ فرمان ہے ﴿مِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ﴾ عورتوں میں سے نفثت وہ ہوتی ہیں۔ جو زیادہ تیز زبان ہوتی ہیں۔

بعض علماء سے روایت ہے کہ میں شیطان کے بجائے عورتوں سے زیادہ ڈرتا ہوں کیونکہ اللہ نے شیطان کے بارے میں کہا ہے کہ ﴿اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا.﴾ اور عورتوں کے بارے میں فرمایا کہ ﴿اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ﴾

باحیاء عورت: تاریخ ابن خلکان نے عمر بن ربیعہ کے حالات زندگی میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ عمر بن ربیعہ بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا کہ اچانک اس نے ایک عورت کو دیکھا جو بیت اللہ کا طواف کر رہی تھی وہ اس کو اچھی لگ گئی تو اس سے سوال کیا وہ کہنے لگی میں بصرہ کی ہوں ربیعہ نے اس سے کئی دفعہ کلام کیا مگر اس نے کوئی توجہ نہ دی اور کہنے لگی ہٹ جاؤ تم اللہ کے حرم میں اس مقام پر ہو جو عظیم حرمت والا ہے۔ پھر بھی جب اس نے اصرار کیا اور اس کو طواف سے روکنے لگا۔ تو وہ اپنے ایک محرم کے پاس گئی کہ مجھے مناسک بتاؤ تو وہ اس کے ساتھ آ گیا۔ جب عمر بن ربیعہ نے یہ بات دیکھی تو اس عورت سے ہٹ گیا۔ تو اس عورت نے زبرقان بن بدر سعدی کے شعروں سے ایک شعر پڑھنے لگی۔

تعدو الذئاب علی من لا کلاب له وتتقی مربض المستأسد الضاری

''جہاں کتے نہیں ہوتے وہاں بھیڑیے حملہ کر دیتے ہیں اور بھیڑیے شکاری شیر کے باڑے سے بچتے ہیں۔''

یہ بات منصور کو معلوم ہوئی تو اس نے کہا کہ ہر پردہ نشین یہ شعر ضرور سنے۔

عمر بن ابی ربیعہ کی ولادت اس رات کو ہوئی جب عمر بن الخطاب شہید ہوئے۔ جب اس کی ولادت کا ذکر چھڑتا۔ تو حسن بصری کہتے۔

کیسا حق بلند ہوا اور کیسا باطل نیچا ہوا؟ اس نے سمندری جنگ کی تو لوگوں نے کشتی جلا دی جس میں یہ بھی جل گیا یہ ۸۳ ہجری کی بات ہے۔

شیر اور بھیڑیے میں بھوک برداشت کرنے کی ایسی طاقت ہوتی ہے جو دوسرے حیوانوں میں نہیں ہوتی۔ لیکن شیر بہت لالچی اور حریص ہونے کے باوجود بغیر کچھ کھائے پیئے زندہ رہ سکتا ہے۔ اور بھیڑیا اگر چہ خالی گھر والا اور ترو تازگی میں بھی کم ہوتا ہے۔ مگر محنت اور جفاکشی میں زیادہ ہوتا ہے۔ جب اس کو کھانے کے لئے کچھ نہ ملے تو وہ صبح کی باد نسیم کو اپنی خوراک بنا لیتا ہے۔ اس کا پیٹ مضبوط ہڈیاں بھی ہضم کر لیتا ہے۔ لیکن کھجور کی گٹھلی کو نہیں پگھلا سکتا۔ کتا اور بھیڑیا جفتی کرتے وقت ایک دوسرے سے نر اور

Marfat.com

مادہ جڑ جاتے ہیں اور جب نر بھیڑیا اور مادہ کی گانٹھ لگ جائے تو کوئی حملہ آور ان کو جیسے چاہے مار سکتا ہے۔لیکن ایسی حالت میں ان کو پانا بڑا مشکل ہے۔ کیونکہ یہ جب جفتی کا ارادہ کرتے ہیں تو ایک علیحدہ جگہ میں چلے جاتے ہیں جہاں انسان نہ آتے ہوں۔ کیونکہ اس طرح ان کو اپنی جان کا خطرہ ہوتا ہے اور نر زمین پر لیٹ کر جفتی کرتا ہے۔ وہ تنہائی اور اکیلے پن سے موصوف ہوتا ہے۔ جب یہ دوڑتا ہے تو کودتا اور چھلانگیں لگاتا ہے اور اس شکار کی طرف کبھی نہیں جاتا جس سے سیر ہو چکا ہو۔ اور اس کی عجیب خصوصیت یہ ہے کہ اس کی ایک آنکھ سوتی ہے اور دوسری بیدار ہوتی ہے۔ جب سونے والی آنکھ کافی سو چکے تو تو اس کو کھول لیتا ہے اور دوسری کو بند کر لیتا ہے۔ تاکہ بیدار آنکھ سے اپنی چوکیداری کرے اور سونے والی آنکھ سے آرام حاصل کر لے۔

حمید بن ثور نے اس کی خصلت میں شعر کہے ہیں۔

ونمت کنوم الذئب فی ذی حفیظة   اکلت طعاما دونه وهو جائع

''میں بھیڑیے کی نیند سویا نگرانی کرتا ہوا میں نے اس کے بغیر ہی کھانا کھایا اگر چہ وہ میرا ساتھی بھوکا تھا۔''

ینام باحدی مقلتیه ویتقی   باخری الاعادی فهو یقظان هاجع

''وہ اپنی ایک آنکھ سے سوتا ہے اور دوسری آنکھ سے دشمنوں سے بچتا ہے وہ ہوشیار اور بیدار ہوتا ہے۔''

جب یہ آزاد ہو تو تمام حیوانوں سے زیادہ آوازیں نکالتا ہے۔ لیکن اگر اس کو پکڑ لیا جائے اور ڈنڈوں اور تلواروں سے مارا جائے اگر چہ کوٹ کوٹ ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے تو مرنے تک یہ نہیں بولے گا۔

اس کے سونگھنے کی حس بہت تیز ہوتی ہے اور یہ ایک فرسخ کی مسافت سے چیزوں کی بو سونگھ لیتا ہے۔ آخرت صبح کے وقت یہ بکریوں پر حملہ آور ہوتا ہے۔ کیونکہ اس کو امید ہوتی ہے کہ کتے اس وقت تھک کر سو چکے ہوں گے۔ اور دم لے رہیں ہوں گے۔ کیونکہ کتے ساری رات بیدار ہو کر چوکیداری کرتے رہتے ہیں۔

اس کی عجیب خصوصیت یہ ہے کہ جب اس کا چمڑا بکری کے چمڑے سے جڑ جائے۔ تو بکری کا چمڑا جھڑ جاتا ہے۔ جب اس کا پاؤں جنگلی پیاز کے پتوں پر آ جائے تو فوراً مر جاتا ہے۔

جب اس کو بھوک تھکا دے یا مشقت میں مبتلا کر دے تو یہ چیخنے لگتا ہے تو تمام بھیڑیے اکٹھے ہو جاتے ہیں اور ایک دوسرے کے پاس کھڑے ہو جاتے ہیں پھر ان میں سے جو پیٹھ دے کر بھاگنے لگے تو سب اس پر حملہ کر کے اس کو مار کر کھا جاتے ہیں۔ اور جب یہ کسی انسان کے سامنے آئے اور اس کو ہارنے کا ڈر ہو تو وہ چیخنے لگتا تاکہ امداد ملے۔ بھیڑیے اس کو سن کر اس انسان پر یک دم آ جاتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک اس انسان کو کھانا چاہتا ہے۔ پھر اگر انسان ان میں سے کسی کو زخمی کر دے تو وہ اس زخمی بھیڑیے کو چیر پھاڑ کر کھانے لگتے ہیں اور انسان کو چھوڑ دیتے ہیں۔ کسی شاعر نے اپنے دوست سے ناراضگی کا اظہار کیا ہے جبکہ اس کے دوست نے اس کے کسی کام میں مخالفین کی مدد کی تھی۔

وکنت کذئب السوء لما رای دما   بصاحبه یوما احال علی الدم

''تو برے بھیڑیے کی طرح ہو گیا ہے کہ جس نے جب اپنے ساتھی کے اوپر کسی دن زخم دیکھا تو اس پر ٹوٹ پڑا۔''

فطرت نہیں بدلتی: بیہقی نے شعب الایمان نے اصمعی سے ذکر کیا ہے کہ میں ایک دیہات میں گیا تو مجھے ایک بوڑھی

Marfat.com

نظر آئی جس کے سامنے ایک مری ہوئی بکری پڑی تھی اور ایک بھیڑیے کا بچہ بیٹھا ہوا تھا۔ تو میں نے اس کی طرف دیکھا تو اس نے کہا تجھے معلوم ہے یہ کیا ہے۔ میں نے کہا نہیں۔

اس نے کہا یہ بھیڑیے کا بچہ ہے۔ جس کو لے کر ہم نے اپنے گھر میں رکھا اور پالا جب یہ بڑا ہوا تو ہماری بکری مار ڈالی۔

اور میں نے اس بارے میں کچھ شعر کہے ہیں۔ میں نے کہا سناؤ اس نے شعر پڑھے۔

بقرت شویھتی وفجعت قلبی وانت لشاتنا ولد ربیب

''تو نے ہماری چھوٹی بکری کو مار ڈالا میرے دل کو پریشان کیا حالانکہ تو ہماری بکری کے دودھ سے پرورش پانے والا بچہ تھا۔''

غذیت بدرھا وربیت فینا فمن انباك ان اباك ذیب

''تو اس کے دودھ سے غذا لیتا رہا اور ہم میں پلتا رہا پھر تجھے کس نے بتایا کہ تیرا باپ بھیڑیا تھا۔''

اذا كان الطباع طباع سوء فلیس بنافع فیھا الادیب

''جب طبیعت بری ہو تو وہاں کوئی ادب نفع نہیں دے سکتا۔''

جب انسان اس سے ڈرنے لگتا ہے تو یہ انسان کی جان کے درپے ہو جاتا ہے۔ جب انسان اس میں طمع رکھے۔ تو یہ اس سے ڈرنے لگتا ہے۔ یہ اپنی زبان سے ہڈیاں توڑ دیتا ہے۔ اور تلوار کے کاٹنے کی طرح اس کو کاٹ دیتا ہے اور اس کی آواز بھی نہیں آتی۔ کہا جاتا ہے۔ عوی الذئب یعنی بھیڑیے نے آواز کی۔ اسی طرح کتے کے لئے بھی عوی الکلب کہا جاتا ہے۔ کسی شاعر نے کہا ہے۔

عوی الذئب فاستانست للذئب اذ عوی وصوت انسان فكدت اطیر

''جب بھیڑیے نے آواز کی تو مجھے اس کی آواز مجھے اچھی لگی ایک انسان نے آواز کی تو قریب تھا کہ میں اڑنے لگتا۔''

لیت شعری کیف الخلاص من النا س وقد اصبحوا ذئاب اعتداء

''مجھے معلوم نہیں کہ میں لوگوں سے کیسے چھٹکارہ پاؤں حالانکہ وہ زیادتی کرنے والے بھیڑیے بن گئے ہیں۔''

قلت لما بلاھم صدق خبری رضی اللہ عن ابی الدرداء

میں کہتا ہوں جب ابو درداءؓ نے لوگوں کو آزمایا تو میری بات کی تصدیق ہوگئی۔''

اس شعر میں شاعر نے ابو درداءؓ کے اس قول کی طرف اشارہ کیا ہے جس میں انہوں نے فرمایا کہ لوگوں کے ساتھ رہنے سے بچو۔ کیونکہ وہ جب کسی آدمی کے دل پر سوار ہو جاتے ہیں تو اس کو بدل دیتے ہیں اور جب کسی عمدہ گھوڑے پر سوار ہوتے ہیں تو اس کو ذبح کر ڈالتے ہیں اور جب کسی اونٹ پر سوار ہوتے ہیں تو اس کی پیٹھ کو زخمی کر دیتے ہیں۔

سہیلی نے غزوۂ احد کے کلام میں کہا کہ جب عبداللہ بن زبیر پیدا ہوئے تو ان کی طرف نبیؐ نے دیکھ کر فرمایا۔ **هُوَ هُوَ وَ رَبِّ الْكَعْبَةِ** یہ تو وہی ہے کعبہ کے رب کی قسم۔ جب اس کی ماں نے یہ سنا تو وہ اسے دودھ پلانے سے رک گئی۔ تو نبیؐ نے فرمایا کہ اسے

Marfat.com

ضرور دودھ پلاؤ اگر چہ اپنی آنکھوں کے پانی سے ہی کیوں نہ ہو۔ یہ بھیڑیوں میں ایک مینڈھا ہے۔ اس پر کپڑے ہیں۔ یہ ان کو بیت اللہ سے روکے گا یا وہ اس کے بدلے میں اس کو قتل کر ڈالیں گے۔

ابن ماجہ اور بیہقی نے کعب بن مالک سے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ نبیؐ نے فرمایا۔ بکریوں کے ریوڑ میں چھوڑے گئے دو بھیڑیے اتنی تباہی نہیں کرتے جتنی تباہی اس کے دین کی مال کی اور جاہ جلال کی حرص کی وجہ سے ہوتی ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے حرص کی مذمت میں یوں فرمایا:

﴿وَلَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰى حَيٰوةٍ﴾ ''یعنی آپ ان کو زندگی پر بہت حریص پائیں گے۔''

ابن عدی نے عمرو بن حنیف عن ابن عباس بیان کیا ہے کہ نبیؐ نے فرمایا کہ میں جنت میں گیا تو وہاں ایک بھیڑیا دیکھا تو میں نے کہا جنت میں بھی بھیڑیے ہیں تو اس بھیڑیے نے کہا میں نے کوتوال کے بیٹے کو کھایا تھا۔ یہی ابن عباس فرماتے ہیں اس نے کوتوال کے بیٹے کو کھایا تھا اگر وہ کوتوال کو کھاتا تو علیین میں ہوتا۔ اور میں نے اسی طرح اس بات کو تاریخ نیشاپور میں اپنے شیخ علی بن محمد بن اسماعیل کے حالات زندگی میں دیکھا ہے۔

یہ حدیث موضوع من گھڑت ہے۔

امام حاکم نے اپنی مستدرک میں مسلم کی شرط پر ایک حدیث ابوسعید خدری سے بیان کی ہے کہ ایک دفعہ ایک چرواہا حرہ میں بکریاں چرا رہا تھا کہ ایک بھیڑیے نے ایک بکری پر حملہ کر دیا چرواہا درمیان میں حائل ہوا۔ تو بھیڑیا اپنی چوتڑ پر بیٹھ گیا اور کہنے لگا اے اللہ کے بندے تو میرے اور اللہ کے رزق کے درمیان حائل ہو گیا ہے جو اللہ نے میرے لئے بھیجا تھا۔ اس آدمی نے کہا عجیب بات ہے۔ بھیڑیا کلام کر رہا ہے۔ اس بھیڑیے نے کہا میں تم کو اس سے بھی عجیب بات بتاتا ہوں۔ یہ اللہ کے رسول ہیں جو دو پتلے میدانوں کے درمیان میں لوگوں کو گزری ہوئی باتیں بتاتے ہیں تو وہ چرواہا اپنی بکریوں کو شہر کے کناروں میں لے گیا۔

پھر نبیؐ کے پاس آیا اور یہ بات بتائی تو آپؐ نے فرمایا اللہ کی قسم اس نے سچ کہا۔

بھیڑیے کی بات آدمی سے: ابن عبدالبر وغیرہ نے کہا ہے کہ صحابہ میں سے تین اشخاص سے بھیڑیے نے کلام کیا ہے (۱) رافع بن عمرہ۔ (۲) اھبان بن اوس اسلمی (۳) سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہم۔ ابن عبدالبر کہتے ہیں اسی لئے عرب تعجب کرتے ہوئے کہتے ہیں هُوَ كَذِئْبِ اَهْبَانَ. یعنی وہ آدمی اھبان کے بھیڑیے کی طرح ہے۔ واقعہ یوں ہے کہ مذکور اھبان بن اوس اپنی بکریوں میں تھا تو ایک بھیڑیے نے اس کی بکریوں میں سے ایک کو پکڑ لیا تو اھبان چیخنے لگتا۔ بھیڑیا اپنے چوتڑوں پر بیٹھ گیا اور کہنے لگا کیا تم مجھ سے وہ رزق چھینتے ہو جو اللہ نے مجھے دیا ہے تو اھبان نے کہا میں نے آج تک اس سے عجیب بات نہ سنی ہے اور نہ دیکھی کیا بھیڑیا بھی کلام کرتا ہے تو بھیڑیا کہنے لگا کیا تم اس بات سے تعجب کرتے ہو جبکہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ ان کھجوروں کے درمیان ہیں (اور اس نے اپنے ہاتھ سے مدینے کی طرف اشارہ کیا۔) وہ بات بیان کرتے ہیں جو ہو چکی ہے اور جو آئندہ ہو گی اور وہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ اور اس کی عبادت کی طرف بلاتے ہیں اور وہ لوگ ان کی بات نہیں مانتے اھبان بن اوس نے کہا پھر میں نبیؐ کے پاس آیا اور سارا قصہ سنا کر اسلام قبول کر لیا تو آپ نے مجھ سے فرمایا یہ بات لوگوں کو بھی بتاؤ۔

Marfat.com

عبداللہ بن ابوداؤد بجستانی کہتے ہیں کہ اہبان کو **مکلم الذئب** کہاجاتا تھا اور اس کی اولاد کو اولاد **مکلم الذئب** کہا جاتا تھا۔ محمد بن اشعث الخزاعی اس کی اولاد میں سے تھے۔ اور اس طرح کا واقعہ رافع بن عمیرہ اور سلمہ بن الاکوع کے ساتھ پیش آیا۔

امام بخاری کہتے ہیں کہ ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ ایک چرواہا اپنی بکریوں میں تھا کہ اچانک ایک بھڑیئے نے ان پر حملہ کیا اور ایک بکری کو پکڑ لیا تو چرواہے نے اس سے چھڑا لی تو بھیڑیا اس کی طرف مڑا اور کہنے لگا کہ درندے کے دن ان کا کون نگہبان ہوگا جس دن میرے علاوہ ان بکریوں کا کوئی چرانے والا نہ ہوگا۔ اسی طرح ایک آدمی گائے کو ہانک کرلے جارہا تھا اور اس پر بوجھ لادا ہوا تھا تو گائے نے اس کی طرف مڑ کر دیکھا اور کہنے لگی میں اس لئے نہیں پیدا کی گئی بلکہ میں تو کھیتی باڑی کے لئے پیدا کی گئی لوگوں نے کہا سبحان اللہ بھیڑیا بھی کلام کرنے لگا اور گائے بھی کلام کرنے لگی تو نبیؐ نے فرمایا اس بات پر میں ابوبکرؓ اور عمرؓ ایمان لے آئے۔

ابن الاعرابی کہتے ہیں ''السبع'' باء کے سکون سے ہے یہ وہ جگہ جس کے پاس قیامت کے دن لوگ اکٹھے کئے جائیں گے یعنی قیامت کے دن ان کا کون نگہبان ہوگا۔ اس تفسیر کو بھیڑیئے کے وہ الفاظ غلط قرار دیتے ہیں جو حدیث میں ہیں کہ جس دن میرے علاوہ ان کا کوئی چرانے والا نہیں ہوگا کیونکہ قیامت کے دن بھیڑیا ان کا چرواہا نہیں ہوگا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ فتنوں کے دن ان کا کون نگہبان ہوگا جبکہ لوگ ان کو بیکار چھوڑ دیں گے اور درندوں کی لوٹ مار کے لئے چھوڑ دیں گے اور ان کا کوئی چرواہا نہیں ہوگا۔ تو اس صورت میں بھیڑیا ان کا چرواہا ہوگا جبکہ وہ ان کے ساتھ اکیلا ہوگا اس معنی کی صورت میں باء پر ضمہ ہوگا۔ اور یہ ان سختیوں اور فتنوں سے ڈراوا ہے کہ جب واقع ہوں گے تو لوگ اپنے مویشیوں کو بیکار چھوڑ دیں گے یہاں تک کہ درندے بغیر روک ٹوک کے انہیں حاصل کرلیں گے ابوعبیدہ کہتے ہیں کہ یہ جاہلیت میں ایک عربوں میں عید کا دن تھا اس دن وہ کھیل کود اور کھانے پینے میں مشغول رہتے۔ اور سبع سے مراد وہ درندہ نہیں ہے جو انسان کو چیرتا پھاڑتا ہو۔ ابوعامر العبدی الحافظ نے اس لفظ کو باء کے ضمہ سے املا کیا ہے اور علم و اتقان میں ان کا ایک مقام تھا۔

سلیمان علیہ السلام کی عقلمندی: صحیحین میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبیؐ نے فرمایا کہ دو عورتیں تھیں جن کے بیٹے ان کے پاس تھے۔ اچانک ایک بھیڑیا آیا اور ایک کے بیٹے کو اٹھا کر لے گیا۔ یہ عورت اپنے ساتھ والی سے کہنے لگی کہ وہ تیرا بیٹا لے گیا اور دوسری کہنے لگی کہ تیرا لے گیا تو وہ دونوں اپنا مقدمہ لے کر داؤد علیہ السلام کے پاس چلی گئیں تو انہوں نے بڑی کے حق میں فیصلہ کردیا پھر وہ دونوں سلیمان علیہ السلام کے پاس گئیں اور انہیں اس بات کی اطلاع دی تو سلیمان علیہ السلام فرمانے لگے۔ میرے پاس ایک چھری لاؤ میں اس کو چیر کر تم دونوں میں بانٹ دیتا ہوں تو چھوٹی کہنے لگی نہیں نہیں اللہ اس پر رحم کرے یہ اسی کا بیٹا ہے۔ تو انہوں نے چھوٹی کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم میں نے آج سے پہلے کبھی بھی چھری کے لئے سکین کا لفظ نہیں سنا تھا ہم تو مدیہ کہا کرتے ہیں۔

اس حدیث سے اس آدمی نے دلیل لی ہے کہ جس نے راستے میں گرے ہوئے بچے کو عورت کے ساتھ ملانے کو جائز قرار دیا ہے کیونکہ وہ بھی ماں باپ میں سے ایک ہے اس بات کو صاحب تقریب نے ابن سریج سے روایت کیا ہے اور صحیح بات یہ ہے کہ اس کو اس عورت سے نہیں ملایا جائے گا جو اس کو اپنے ساتھ ملاتی ہو۔ کیونکہ ولادت پر دلیل کے وجود پر بطریق مشاہدہ امکان

Marfat.com

موجود ہے بخلاف مرد کے۔

اس میں ایک تیسری وجہ بھی ہے کہ جو عورت بغیر خاوند کے ہو اس کے ساتھ الحاق درست ہے اور خاوند والی سے یہ الحاق درست نہیں۔ کیونکہ خاوند کے علاوہ اس کے ساتھ الحاق مشکل ہے۔ اور جب ہم کہتے ہیں کہ الحاق چاہئے یہ الحاق کر دیا جائے گا اور اس کا خاوند بھی موجود ہو تو صحیح مذہب میں الحاق نہیں ہوگا۔ اور زوج سے مراد وہ خاوند نہیں جو حقیقتاً ہوگا بلکہ کسی شخص سے بھی فراش ہونا مراد ہے۔ اگر لقیط کا نسب اس عورت سے دلیل کے ساتھ ثابت ہو جائے تو اس کو صاحب فراش کے ساتھ ملایا جائے گا چاہے وہ عورت اس کی حقیقۃً بیوی ہو یا عدت میں ہو۔

امام احمد اور طبرانی نے جید سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ نبیؐ نے فرمایا کہ شیطان انسانوں کا بھیڑیا جس طرح بکریوں کا بھیڑیا ہوتا ہے جو ریوڑ سے الگ بکری کو پکڑ لیتا ہے۔ گھاٹیوں سے بچو اور عوام جماعت اور مساجد کو لازم پکڑو۔

صدقہ سے بلا ٹلنے کا عجیب قصہ: تاریخ ابن نجار میں وہب بن منبہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ بنی اسرائیل کی ایک عورت دریا کے کنارے پر کپڑے دھو رہی تھی اور اس کا بچہ اس کے سامنے چل پھر رہا تھا۔ ایک سائل آیا تو اس عورت نے روٹی کا ایک ٹکڑا جو اس کے پاس تھا وہ اس کو تو جلد ہی ایک بھیڑیا آیا اور اس کے بچے کو منہ میں دبا کر بھاگ گیا تو وہ عورت اس کے پیچھے بھاگنے لگی اور کہنے لگی۔ بھیڑیے میرا بیٹا بھیڑیے بیٹا تو اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ بھیجا جس نے بچے کو بھیڑیے کے منہ سے چھین کر اس عورت کی طرف پھینک دیا اور کہا کہ یہ لقمہ اس لقمے کے عوض میں ہے جو تو نے سائل کو دیا تھا۔

یہی واقعہ حلیہ میں مالک بن دینار سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک درندے نے کسی عورت کے بچے کو پکڑ لیا تو اس عورت نے ایک لقمہ صدقہ کیا تو اس درندے نے اس کے بچے کو پھینک دیا اور اس عورت کو یہ آواز سنائی دی کہ یہ لقمہ اس لقمے کے بدلے میں ہے۔

امام احمد نے کتاب الزہد میں سالم بن ابی الجعد سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک عورت اپنے بچے کو ساتھ لے کر نکلی تو بھیڑیا آیا اور اس کو اس سے چھین کر لے گیا۔ وہ عورت اس کے پیچھے پیچھے گئی اس عورت کے پاس ایک روٹی تھی ایک مانگنے والا اس کے سامنے آیا تو اس نے وہ روٹی اس کو دے دی پھر بھیڑیا اس کے بچے کو واپس لے آیا اور اسے دے دیا۔

اسی طرح کا ایک واقعہ باب الہمزہ میں اسود کے بیان میں گزر چکا ہے۔

ابن سعد کہتے ہیں موسیٰ بن اعین عمر بن عبدالعزیز کے دور خلافت کرمان کے علاقے میں بکریاں چرایا کرتا تھا تو بھیڑیے بکریاں اور وحشی جانور اکٹھے چرا کرتے تھے اس دفعہ ایک بھیڑیے نے ایک بکری کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کی تو ہم نے کہا۔

ہمارے خیال میں وہ نیک بندہ فوت ہو گیا ہے پھر ہم نے پتہ کیا تو معلوم ہوا کہ عمر بن عبدالعزیز اس رات کو فوت ہو چکے تھے۔ اور یہ واقعہ ۲۰ رجب ۱۰۱ ہجری کا ہے جیسا کہ اوز کے ضمن میں گزر چکا ہے۔ آپ کی مدت خلافت دو سال اور پانچ ماہ تھی۔

امام احمد نے بھی مالک بن دینار سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ جب عمر بن عبدالعزیز لوگوں کے خلیفہ مقرر ہوئے تو بکریوں کے چرواہوں نے کہا۔ یہ نیک بندہ کون ہے جو لوگوں کا خلیفہ مقرر ہوا ان سے کہا گیا تمہیں یہ بات کس نے بتائی تو انہوں نے جواب دیا کہ جب لوگوں پر عادل خلیفہ والی بنایا جاتا ہے تو بھیڑیے اور شیر ہماری بکریوں پر حملہ کرنے سے رک جاتے ہیں۔

Marfat.com

شرعی حکم: اس کا کھانا حرام ہے کیونکہ یہ اپنی کچلیوں سے شکار کرتا ہے۔

ضرب الامثال: اہل عرب نے بھیڑیے کو مختلف اوصاف سے موصوف کیا ہے تو وہ کہتے ہیں: اَغْدَرُ مِنْ ذِئْبٍ وَاَخْتَلُ وَ اَخْبَثُ وَ اَخْوَنُ وَاَجْوَلُ وَاَعْتٰی وَاَغْوٰی وَاَظْلَمُ وَاَجْرَأُ وَاَکْسَبُ وَاَجْوٰی وَاَنْشَطُ وَ اَوْقَحُ وَ اَجْسَرُ وَاَیْقَظُ وَاَعَقُّ وَالْاَمُ مِنْ ذِئْبٍ. یعنی وہ بھیڑیے بھی زیادہ غدار' فریبی' خبیث خائن' چکر کاٹنے والا' سرکش' بھوکنے والا' ظالم' جری' کمانے والا' بھوکا' چست' بے شرم' جسارت والا' بیدار رہنے والا' نافرمان اور کمینہ ہے اور عرب کہتے ہیں اخوك ام الذئب. وہ تیرا بھائی ہے یا بھیڑیا ہے یعنی تیرا بھائی بھیڑیے کی طرح ظالم ہے۔

اور عرب کہتے ہیں اخف رأسا من الذئب یعنی وہ بھیڑیے سے بھی زیادہ ہلکے سر والا ہے کیونکہ وہ اپنی ایک آنکھ سے دیکھتا ہے جیسا کہ گزر چکا ہے اور عنقریب اس کا ذکر غراب کی مثالوں میں بھی آئے گا۔ اور عرب اپنے دشمن کے خلاف بددعا کرتے ہوئے کہتے ہیں رماه الله بداء الذئب یعنی اللہ تعالیٰ اس کو بھیڑیے کی سی بھوک کی بیماری لگائے اور عرب کہتے ہیں۔ بھیڑیے کی کنیت ابوجعدہ ہے۔ کما تقدم

اور یہ بھی کہتے ہیں من استرعی الذئب الغنم فقد ظلم. یعنی جس نے بھیڑیے سے بکریاں چروائیں تو اس نے بکریوں پر ظلم کیا۔ اور یہ بھی جائز کہ اس سے مراد بھیڑیے پر ظلم ہو' کیونکہ اس کو ایسی چیز کا مکلف بنایا گیا ہے جو اس کی طبیعت میں ہی نہیں۔ اس کہاوت کو سب سے پہلے اکثم بن صیفی نے کہا تھا۔ اور اسی کہاوت کو حضرت عمر بن الخطاب اور ساریہ بن حصین کے مشہور قصے میں بیان کیا ہے۔ واقعہ یوں ہے کہ ایک دفعہ جمعہ کے دن مدینے میں حضرت عمر خطبہ دے رہے تھے تو انہوں نے کہا اے ساریہ بن حصن پہاڑ کی طرف ہو جاؤ جس نے بھیڑیے سے بکریاں چروائیں اس نے ظلم کیا لوگ ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے لیکن وہ آپ کی مراد نہ سمجھ سکے۔ پھر جب آپ نماز پڑھ چکے تو حضرت علی نے آپ سے کہا: وہ آپ نے کہا تھا۔ تو آپ نے فرمایا کیا تم نے وہ بات سنی؟ میں نے بھی اور مسجد میں موجود سب لوگوں نے تو حضرت عمر نے فرمایا میرے دل میں بات ڈالی گئی کہ مشرکوں نے ہمارے بھائیوں کو شکست دے دی ہے اور وہ ان کے کندھوں پر سوار ہو گئے ہیں تو اگر وہ پہاڑ کی طرف مڑ گئے تو جس کو پائیں مار ڈالیں گے اور کامیاب ہو جائیں گے اور اگر وہ اس سے گزر گئے تو ہلاک ہو جائیں گے۔ تو میرے منہ سے یہ بات نکل گئی۔ فتح کی خوشخبری دینے والا ایک مہینے کے بعد آیا اور اس نے بتایا کہ اس دن انہوں نے اس وقت یہ بات سنی تھی جبکہ وہ پہاڑ عبور کر رہے تھے اور وہ آواز حضرت عمر کی آواز کے مشابہ تھی وہ کہہ رہے تھے اے ساریہ بن حصن پہاڑ کی طرف ہو جاؤ تو سب لوگ پہاڑ کی طرف ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو فتح دے دی۔ تہذیب الاسماء واللغات میں یہ بات اسی طرح مروی ہے:

طبقات ابن سعد اور اسد الغابہ میں ہے کہ وہ آدمی ساریہ بن زنیم بن عمرو بن عبداللہ بن جابر تھا۔ اور عربوں نے اسی مثال کے معنی میں یہ شعر بھی کہا ہے۔

وراعی الشاه یحمی الذئب عنها فکیف اذا الرعاة لها ذئاب

''بکریوں کا چرواہا بھیڑیے سے بکریوں کو بچاتا ہے۔ اس وقت ان کا کیا حال ہوگا جب بھیڑیے ان کے چرواہے ہوں گے۔''

Marfat.com

یحییٰ بن معاذ الرازی اپنے زمانے کے علماء دنیا سے کہا کرتے تھے اے علم والو تمہارے محل قیصری اور تمہارے گھر کسروی تمہارے کپڑے طالوتی تمہارے موزے جالوتی ہے تمہاری برتن فرعونی تمہاری سواریاں قارونی ہیں تمہارے دستر خوان جاہلی اور تمہاری مذہب شیطانی ہیں تو محمدی کہاں ہیں۔

طبی فوائداور خواص: اگر بھیڑیے کے سرکو کبوتروں کے برج میں لٹکایا دیا جائے تو کوئی بلی اس کے قریب نہیں جائے گی اور نہ ہی کوئی چیز کبوتروں کو تکلیف دے گی۔ جب بھیڑیے کے داہنے ٹخنے کو نیزے کے سرے پر لٹکا دیا جائے تو پھر کوئی جماعت اس آدمی کے پاس جمع ہونا چاہے تو وہ اس کے پاس اس وقت تک نہیں پہنچ سکیں گے جب تک ٹخنہ اس کے نیزے پر لٹکا رہے گا۔ کوئی اس کی دائیں آنکھ اپنے اوپر لٹکالے تو وہ کسی چور یا درندے سے نہیں خوفزدہ ہوگا۔ اس کے خصیتین کو چیر کر اس میں نمک اور پہاڑی پودینہ ملایا جائے اور اس کو ایک مثقال کے برابر عرق جرجیر (ایک قسم کی ترکاری جو پانی میں پیدا ہوتی ہے) میں ملا کر پیئے جائیں تو کوکھ کی درد کو ختم کر دیں گے۔ جب ان کو گرم پانی اور شہد کے ساتھ ملا کر پیا جائے تو یہ ذات الجنب کی بیماری میں بھی مفید ہے اس کا خون اخروٹ کے تیل میں ملا کر کانوں میں ڈالا جائے تو بہرے پن کے لئے مفید ہوتا ہے۔ اس کا دماغ عرق سزاب اور زیتون کے ساتھ ملا کر جسم پر ملا جائے تو سردی سے جسم میں پیدا ہونے والی تمام ظاہری اور باطنی بیماریوں میں مفید ہوتا ہے۔ اس کی کچلیاں جلداور آنکھ کوئی آدمی اٹھا کر اپنے پاس رکھے تو وہ آدمی دشمن پر غالب آ جائے گا اور تمام لوگوں کا محبوب بن جائے گا۔ اس کا جگر جگر کی تکلیف میں مفید ہے۔ اس ذکر چولہے میں بھون کر اس کا ایک ٹکڑا چبایا جائے تو قوت باہ بھڑک اٹھتی ہے۔ اس کا پتہ شہد اور پانی میں ملا کر جماع کے وقت ذکر پر مل لیا جائے تو عورت اس مرد سے بہت زیادہ محبت کرنے لگے گی۔ اس کی دم گھاس پھوس کی جگہ پر لٹکانے سے گائے وہاں نہیں جاتی جب تک وہ وہاں لٹکی رہے۔ اگرچہ اس کو بہت زیادہ بھوک لگ جائے۔ اگر کسی جگہ بھیڑیے کے گوبر کی دھونی دی جائے تو چوہے اس کے قریب نہیں آئیں گے، بعض لوگ کہتے ہیں کہ چوہے وہاں جمع ہو جائیں گے۔ جب بھیڑیے اور بکری کی کھال ایک جگہ جمع کی جائے تو بکری کی کھال سے بال جھڑ جاتے ہیں۔ کما تقدم

جو آدمی اس کی کھال پر ہمیشہ بیٹھے تو وہ قولنج کی بیماری سے محفوظ رہے گا۔ جب اس کی دم کا بال کسی باجے پر باندھ دیا جائے۔ پھر اس کو بجایا جائے تو بکری کی کھال کی بنی تندیاں ٹوٹ جائیں گی اور اس کی آواز بھی نہیں آئے گی۔ جب بھیڑیے کی کھال کی دھونی دف وغیرہ کی دکان میں دی جائے جن سے عورتیں کھیلتی ہیں تو وہ آلات غنا پھٹ جائیں گے۔

اگر اس کے جلد کا طبلہ بنا کر دوسرے طبلوں کے درمیان بجایا جائے تو باقی طبلے سب کے سب پھٹ جائیں گے اس کی چربی داء الثعلب (بال جھڑ) میں بہت مفید ہے۔ پیٹ کے پیچش کی بیماری میں اس کا پتہ پینا فائدہ مند ہے۔ جب اس کا پتہ شرم گاہ پر ملا جائے تو جتنی دیر آدمی چاہے جماع کر سکتا ہے۔ اس کے پتے کو گدھ کے پتے اور پارے کے عرق کے ساتھ ملا کر طلا کیا جائے تو قوت باہ بھڑک اٹھتی ہے اور کبھی کبھی اس کی لذت سے اس کو انزال ہو جاتا ہے۔ جب کوئی اس کا پتہ کوٹ کر عرق گلاب میں ڈال کر بھنوں پر لگا کر عورت کے سامنے چلے گا تو وہ اس کو پسند کرے گی۔ جب اس کا پتہ درس گھاس کے ساتھ ملا کر چہرے پر ملا جائے تو اس سے برص کی بیماری ختم ہو جاتی ہے اس کی آنکھ اگر مرگی والے پر لٹکائی جائے تو اس کو مرگی کا دورہ نہیں پڑے گا' بھیڑیے کو گوبر میں سے نکلنے والی ہڈیوں میں ایک ہڈی لے کر درد والی ڈاڑھ پر لگائی جائے تو وہ اسی وقت اس کا درد دور ہو جائے گا۔

Marfat.com

بھیڑیے کا پتہ اور عرق بنفشہ کو ناک میں چڑھایا جائے تو اس سے پرانا سر درد آرام پا جائے گا اگر یہی چیز چھوٹے بچے کی ناک میں چڑھائی جائے تو زندگی میں کبھی بھی اس کو مرگی کا دورہ نہیں پڑے گا۔ اگر اس کی دونوں آنکھیں کسی بچے پر لٹکا دی جائیں تو اس کو کبھی مرگی کا دورہ نہیں پڑے گا۔ اگر اس کے پتے کا تھوڑا حصہ اور تھوڑی سی شہد جس کو آگ نے نہ چھوا ہو بطور سرمہ آنکھ میں ڈالا جائے تو آنکھ کے اندھیرے اور نظر کی کمزوری میں فائدہ دے گا۔ اگر بھیڑیے کی دم کے ساتھ کسی عورت کا نام لکھ کر باندھ دیا جائے تو اس عورت پر کوئی مرد قادر نہیں ہو سکے گا۔ جب تک وہ گرہ نہ کھولی جائے۔ اگر اس کا پتہ شہد کے ساتھ ملا کر ذکر پر مل کر عورت سے جماع کیا جائے تو وہ عورت اس مرد سے بہت زیادہ محبت کرنے لگے گی۔ بھیڑیے کا خون زخموں کو پکا دیتا ہے۔ (بھیڑیوں کو جمع کرنے کا ایک طلسم) تانبے سے بھیڑیے کی ایک مورت بنائی جائے جس کا اندرونی حصہ خالی ہو پھر اس میں بھیڑیے کے ذکر کو رکھ کر اس کے ساتھ سیٹی بجائی جائے تو جتنے بھیڑیے اس آواز کو سنیں گے وہ اکٹھے ہو جائیں گے۔

بھیڑیوں کو بھگانے کا طلسم: تانبے کی ایک صورت بنا کر اس میں بھیڑیے کا گوبر بھر کر بھیڑیوں کو بھگانے والی جگہ پر دفن کر دیں (تو وہ وہاں سے بھاگ جائیں گے)

خواب کی تعبیر: بھیڑیے کو خواب میں دیکھنا جھوٹ' حیلہ گھر والوں کے ساتھ دشمنی اور ان سے دھوکہ پر دلالت کرتا ہے۔ بعض نے کہا بھیڑیے سے مراد ظالم چور ہے۔ اگر بھیڑیے کا بچہ دیکھا تو چور کا بچہ مراد ہوگا۔

جس نے بھیڑیے کا بچہ خواب میں دیکھا تو گویا کہ اس نے گرے پڑے چور کی پرورش کی۔ اگر بھیڑیا گھریلو جانور بن کر نظر آئے جیسے بکری کا بچہ وغیرہ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ چور توبہ کرے گا۔ جو شخص بھیڑیے کو گھر میں داخل ہوتا دیکھے وہ چوروں سے محتاط رہے۔ جس نے بھیڑیا دیکھا وہ کسی انسان کو تہمت لگائے گا۔ لیکن جس پر تہمت لگائی جائے گی وہ۔ یوسف علیہ السلام کے واقعہ کے طور پر بری ہو جائے گا۔ جس نے بھیڑیے اور کتے دونوں کو دیکھا کہ وہ دونوں مل کر کام کر رہے ہیں تو اس سے مراد نفاق دھوکہ اور مکر ہے۔

ذوالہ

یہ بھیڑیے کا نام ہے جیسے اسامہ شیر کو کہتے ہیں۔ یہ معرفہ ہے اس کو ذوالہ اس لئے کہتے ہیں کہ یہ ہلکی چال والا ہوتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ نبیؐ ایک سیاہ لونڈی کے پاس سے گزرے جو اپنے بچے کو اچھال رہی تھی۔ اور کہہ رہی تھی۔ اے ذوائل اے سردار کے بیٹے اے ذوال۔ تو نبیؐ نے فرمایا ذوال نہ کہہ کیونکہ وہ بدترین درندہ ہے۔ یہاں ذوال ذؤالة سے مرخم ہے یعنی تاء گری ہوئی ہے۔

ہے اور قرم سردار کو کہتے ہیں۔

الذیخ

ذال کے کسرہ سے ہے بہت بالوں والے نر بجو کو کہتے ہیں۔ اس کی مونث ذیخة ہے اور جمع ذیوخ' اذیاخ' ذیخة ہے۔

Marfat.com

مشرک کبھی جنت میں نہیں جائے گا: بخاری کی احادیث الانبیاء اور تفسیر میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبیؐ نے فرمایا کہ قیامت والے دن ابراہیم اپنے باپ کو ملیں گے اور آزر کے چہرے پر سیاہی اور غبار ہوگا' تو ابراہیم اس سے کہیں گے کیا میں نے تجھ سے نہیں کہا تھا کہ میری نافرمانی نہ کر دتو وہ کہے گا آج تیری نافرمانی نہیں کروں گا۔ ابراہیم اللہ سے کہیں گے تو نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ میں تم کو قیامت کے دن ذلیل نہیں کروں گا اور اس سے بڑی ذلت کیا ہوگی کہ میرا باپ میری آنکھوں کے سامنے جہنم میں جائے۔ تو اللہ کہیں گے میں نے کافروں پر جنت حرام کر دی ہے۔ پھر کہا جائے گا ابراہیم! آپ کے پاؤں کے نیچے کیا ہے تو ابراہیم دیکھیں گے تو گندگی میں لتھڑا ہوا بجو ہوگا پھر اس کو آگ میں پھینک دیا جائے گا۔

اور اس کو نسائی' بزاز' حاکم نے مستدرک کے آخر میں' ابو سعید خدری سے روایت کیا ہے کہ نبیؐ نے فرمایا۔

ایک آدمی اپنے باپ نے ہاتھ کو پکڑ کر اس کو قیامت کے دن جنت میں داخل کرنا چاہے گا۔ تو آواز دی جائے گی کہ مشرک جنت میں نہیں جا سکتا۔ کیونکہ اللہ نے جنت مشرکوں پر حرام کر دی ہے۔ وہ آدمی کہے گا اے اللہ میرا باپ ہے۔ تو وہ مشرک بری شکل میں بدل جائے گا اور بدبودار ہو جائے گا تو وہ آدمی اس کو چھوڑ دے گا۔

راوی کہتا ہے کہ صحابہ کرام اس آدمی کو ابراہیم ہی سمجھتے تھے لیکن نبیؐ نے اس سے زیادہ کوئی نہیں بتایا۔ حاکم نے کہا ہے کہ یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے۔ پھر حاکم نے ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ نبیؐ نے فرمایا کہ ایک آدمی قیامت کے دن اپنے باپ کو ملے گا اور کہے گا اے ابا جان میں تیرا کیسا بیٹا تھا؟ وہ کہے گا بہت اچھا تھا۔ وہ کہے گا آج تو میری بات مانے گا وہ کہے گا ہاں۔ آدمی کہے گا میری تہبند کو پکڑ لو وہ اس کو پکڑے گا پھر وہ آدمی چل کر اللہ کے پاس آئے گا اور اللہ تعالیٰ مخلوق سے اعراض کر رہا ہوگا۔ تو اللہ اس آدمی سے کہے گا جنت کے جس دروازے سے چاہو داخل ہو جاؤ تو وہ کہے گا میرا باپ بھی میرے ساتھ ہے اور تو نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ مجھے ذلیل نہیں کرے گا تو راوی کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کے باپ کی شکل بجو سے بدل دے گا پھر اس کو جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ تو اللہ تعالیٰ اس سے کہیں گے کیا یہ تیرا باپ ہے تو وہ آدمی کہے گا واللہ یہ میرا باپ نہیں ہے۔

حاکم کہتے ہیں کہ یہ روایت مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

خزیمہ بن ثابت یا ابن حکیم سلمی سے روایت ہے (یہ انصاری نہیں ہے) اور ذیخ کا معنی ہے کہ تیوری چڑھانے والا اور سخت کھینچنے کی وجہ سے اکٹھا ہو جانے والا۔ یہ حدیث لمبی ہے اس کی ابن اثیر نے ''مثال الطالب'' کے شروع میں شرح کی ہے۔ بجو کی شکل میں ہونے کی وجہ یہ ہے کہ بجو نہایت احمق ہوتا ہے۔ جس طرح عنقریب بجو کی امثال میں آئے گا۔ اس کی بیوقوفی یہ ہے کہ جس چیز سے ہوشیار رہنا چاہیے اس سے وہ غافل رہتا ہے۔ اس لئے علیؓ نے کہا ہے کہ میں بجو کی طرح نہیں ہونا چاہتا۔ جو زمین پر پتھر کے گرنے کی آواز سن کر باہر نکل آتا ہے۔ اور شکار ہو جاتا ہے۔ جب آزر نے نہایت شفیق آدمی کی بات نہیں سنی اور شیطان مردود کا دھوکہ قبول کر لیا تو اس کو بیوقوف ظاہر کرنے کے لئے بجو سے تشبیہ دی گئی۔

جب گوہ زمین میں ہوتا ہے تو کہا جاتا ہے۔''اے ام طریق باہر آ اور مذکر ام عامر کو ملو۔ اور بغیر ہتھیار کے ٹڈی اور لاغر بکری پر خوش ہو جاؤ'' وہ شکاری اسی طرح کہتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کے ہاتھ اور پاؤں کو باندھ دیتا ہے پھر اس کو کھینچ کر باہر لے آتا ہے۔

Marfat.com

ہوتا ہے اور چوزوں میں بھی یہ ان سے افضل ہوتا ہے۔
اس کی آواز والدین کی آواز سے مختلف ہوتی ہے۔ اس لئے یہ قیمت میں زیادہ ہوتی ہے۔ اور لوگ اس کو حاصل کرنے کا شوق بھی رکھتے ہیں۔ ہمارے زمانے کے بعض مصنفین نے اس کو زاء اور غین معجمتین سے ضبط کیا ہے حالانکہ یہ وہم ہے۔

الربی

یہ فعلی کے وزن پر ضمہ کے ساتھ ہے۔ اس بکری کو کہتے ہیں جس نے نیا نیا بچہ جنا ہو اگر اس کا بچہ مر جائے تو پھر بھی اس کو ربی ہی کہتے ہیں۔ ہیں اس کو رباب بیس دن تک کہتے ہیں۔
بعض نے کہا جننے سے دو مہینے تک وہ ربی ہے۔ ابوزید نے اس کو بکریوں کے ساتھ خاص کیا ہے۔ لیکن باقیوں نے بھیڑوں کے ساتھ خاص کیا ہے۔ بعض نے کہا ربی معز کو کہتے ہیں اور بھیڑ کو رغوث کہتے ہیں اور اس کی جمع رباب ہے۔ میں کہتا ہوں فعال کے لفظ پر ۵ الفظوں کی جمع آتی ہے رباب جمع ربی کی رخال جو آئندہ باب میں آئے گی۔
رذال جمع رذل کی' اور بساط جمع بسط کی' (کہا جاتا ہے ناقة بسیطة یعنی لاغر اونٹنی) توام اور تم کہہ سکتے ہو هٰذَا اذرٌ تُوَام کہ یہ جڑواں موتی ہے۔ نزال جمع نذل کی۔ اور رعاء جمع راع کی۔ قماء جمع قمی کی یعنی حقیر اور جمال جمع جمل کی اور سحاح جمع سح کی یعنی بہت برسنے والی۔ عراق جمع عرق۔ حضرت علیؓ نے کہا ہے۔ دنیا اللہ کے نزدیک خنزیر کی ہڈیوں سے بھی زیادہ ذلیل ہے جو کوڑھے کے ہاتھ میں ہوں۔ ظُؤَار جمع ظئر کی ہے اور یہ چوپایہ ہے اور رثاء جمع رثی کی ہے اعزاز جمع عزیز کی اور فرار جمع فریر کی ہے اور وہ ہرنی کو کہتے ہیں۔

الرباح

راء اور بائے موحدہ مخففہ کی فتح سے ہے۔ بلی کی طرح ایک چھوٹا سا جانور ہوتا ہے۔ جس سے خوشبو حاصل کی جاتی ہے۔ اور یہی بات صحیح ہے۔ اور جوہری کو وہم ہوا اس لئے اس نے اپنے نسخے میں اپنے خط کے ساتھ یوں لکھا کہ رباح ایک جانور ہے جس سے کافور نکالی جاتی ہے۔ اور یہ بڑا عجیب وہم ہے۔ کیونکہ کافور ہند کے ایک درخت کی گوند ہے اور رباح اس کی ایک قسم ہے تو گویا کہ جب جوہری نے یہ سنا کہ زباد خوشبو حیوان سے لی جاتی ہے تو اس کا ذہن کافور کی طرف چلا گیا اور اس کا ذکر کر دیا عنقریب اس کا ذکر باب الزاء معجمہ میں آئے گا۔ جب ابن قطا نے یہ وہم سنا تو اس کی اصلاح کی اور کہا کہ رباح ایک شہر ہے جہاں سے کافور نکالی جاتی ہے۔ حالانکہ یہ بھی وہم ہے کیونکہ کافور تو ایک درخت کا گوند ہے جو لکڑی کے اندر ہوتا ہے اور پوشیدہ ہوتا ہے۔ جب اس کو ہلایا جائے تو اندر حرکت کرتا ہے اور کاٹ کر اس سے نکال لیا جاتا ہے۔
اور ابن رشیق نے اپنے اس قول میں کیا عمدہ کہا ہے۔

فکرت لیلة وصلها فی صدها　　　فجرت بقایا ادمعی کالعندم

''اس کے وصال کی رات میں نے اس کو روکنے کے بارے میں سوچا تو میرے بقایا آنسو بقمہ بوٹی کی طرح سرخ ہو کر رواں ہو گئے۔''

Marfat.com

کجاوے کے لئے مطیع ہو جائے۔

اس بات سے پہلے ابن سیرین سے روایت کیا ہے کہ ابو عبیدہ بن حذیفہ ایک قاضی تھے ان کے پاس ایک شریف آدمی آیا وہ آگ جلا رہے تھے۔ تو ان سے کوئی ضرورت کی چیز مانگی تو ابو عبیدہ نے اس سے کہا۔ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ اپنی انگلی اس آگ میں داخل کر دے تو اس نے کہا سبحان اللہ۔ آپ نے کہا کہ تم ایک انگلی کو بھی آگ میں داخل کرنے سے بخل کر رہا ہے اور مجھ سے سوال کرتا ہے کہ میں اپنا پورا جسم آگ میں داخل کر دوں۔

ابن قتیبہ کہتے ہیں کہ راحلہ اس سواری کو کہتے ہیں جو اونٹوں میں سے عمدہ اور پسندیدہ ہو اور کاملۃ الاوصاف ہو۔ جب وہ اونٹوں میں ہو تو پہچان لی جائے۔

ابن قتیبہ کہتے ہیں حدیث کا معنی یہ ہے کہ لوگ برابر ہیں کسی پر نسب میں فضیلت نہیں ہے۔ اور وہ سو اونٹوں کی طرح ہیں۔

ازہری کہتے ہیں کہ راحلہ عرب کے نزدیک عمدہ اونٹ اور اونٹنی کو کہتے ہیں۔ اور تا اس میں مبالغہ کے لئے ہے۔ جیسے کہا جاتا ہے۔ رجل نسابة و داهية.

ازہری کہتے ہیں کہ جو معنی ابن قتیبہ نے ذکر کیا ہے۔ وہ غلط ہے صحیح یہ ہے کہ دنیا سے بے رغبت ہی کامل زاہد ہوتا ہے اور وہ آخرت میں رغبت کرنے والا ہوتا ہے۔ جو بہت کم ہوتے ہیں۔ جیسے اونٹوں میں سواری کے قابل بہت کم ہوتے ہیں۔ امام نووی کہتے ہیں کہ یہ ابن قتیبہ کے کلام سے عمدہ کلام ہے۔ اور ان دونوں سے عمدہ کلام ان لوگوں کا ہے۔ کہ پسندیدہ احوال والے اور کامل اوصاف والے لوگوں میں بہت کم ہوتے ہیں جیسے اونٹوں میں سواری کے قابل کم ہوتے ہیں۔

عرب' راحلہ اس اونٹ کو کہتے ہیں جو کامل الاوصاف ہو خوش منظر ہو بوجھ اٹھانے میں اور سفر میں قوی ہو۔

امام قرطبی جو شیخ المفسرین تھے کہتے ہیں کہ جو بات میرے دل میں آئی ہے وہ یہ ہے کہ راحلہ کی جس سے مثال دی ہے وہ شریف آدمی اور سخی ہے جو لوگوں کی باتیں اور ان کے بوجھ برداشت کرتا ہے اس کے ساتھ ساتھ ان کے حقوق اور ان کے تاوان وغیرہ کا ذمہ دار بنتا ہے اور ان کی مصیبتوں کو حل کرتا ہے پس ایسا شخص قلیل الوجود ہوتا ہے۔ ایسے شخص کے لئے مفقود کا لفظ بھی بولا جاتا ہے۔ میں کہتا ہوں یہ ان دو اقوال سے بہت اچھا ہے۔

الرال

شتر مرغ کے بچے کو کہتے ہیں اس کی مونث رالۃ ہے اور جمع رئال اور رئلان ہے۔ اس کا ذکر ان شاء اللہ باب النون نعام میں آئے گا۔

الراعی

راء اور عین مہملتین کے ساتھ ہے یہ کبوتر اور قمری سے مل کر جو پیدا ہوتا ہے اس کو راعی کہتے ہیں۔ اس کی شکل عجیب ہوتی ہے۔ یہ بات قزوینی نے کہی ہے۔

جاحظ کہتے ہیں کہ یہ کبوتر اور قمری سے مل کر پیدا ہوتا ہے اس کی نسل زیادہ اور عمر لمبی ہوتی ہے۔ اس کا بدن ان دونوں سے بڑا

Marfat.com

اگر آزر کو کتا یا خنزیر کی صورت میں بدلا جاتا تو اس طرح اس کی خلقت بگڑ جاتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے باپ کو اکرانا بجو شکل میں بنایا جو درمیانے درجے میں ہے۔

''محکم'' میں ہے کہ کہا جاتا ہے۔ ذیختة اس کا مطلب ہے میں نے اس کو مطیع بنالیا ہے۔ اور ابراہیم نے اپنے باپ کی قدر دانی کی اور رحمت کا ہاتھ پھیلایا تو اس نے قبول نہ کیا۔ اس لئے وہ قیامت کے دن ذلت کی صفت پر اکٹھا ہوگا۔ یہ حکمت ان اسباب میں سے ایک ہے جو اس کتاب کے تالیف کرنے کا باعث بنے ہیں۔ جیسا کہ کتاب کے خطبہ میں گزر چکا ہے۔

باب الراء مهمله

راحلة

جوہری کہتے ہیں یہ وہ اونٹنی ہے جس پر کجاوہ کسا جا سکے گا۔ اسی طرح رحول بھی اسی کو کہتے ہیں۔

راحلة اونٹوں کی سواری کو کہتے ہیں چاہے مذکر ہو یا مونث ہو۔ اس کے آخر میں ۃ مبالغہ کی ہے جیسے داهية' راوية' علامة وغیرہ۔ اس کو راحلہ اس لئے کہتے ہیں کہ اس پر کجاوہ کسا جاتا ہے۔ یہ فاعلہ بمعنی مفعولہ ہے۔ جیسے اللہ کا فرمان ہے ﴿فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ﴾ یعنی مرضیہ قرآن میں متعدد جگہوں پر فاعل مفعول کے معنی میں آیا ہے۔ جیسے فرمایا لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ. یعنی کوئی یعنی کوئی بچنے والا نہیں یا جیسے اللہ نے فرمایا مَاءٍ دَافِقٍ یعنی ٹپکا ہوا' نیز اللہ نے فرمایا ﴿حَرَمًا اٰمِنًا﴾ یعنی محفوظ کبھی مفعول بمعنی فاعل بھی آیا ہے جیسے حجابا مستورا یعنی چھپانے والا پردہ' اور ﴿وَكَانَ وَعْدُهٗ مَاْتِيًّا﴾. یعنی آنے والا وعدہ.

حریری کہتے ہیں کبھی کبھی کنایۃ جوتے کو بھی راحلة کہتے ہیں کیونکہ وہ قدم کی سواری ہے۔ اور اس طرف شاعر نے سربستہ شعر کہا ہے۔

رواحلنا ست ونحن ثلاثة — نجنبهن الماء في كل مورد

''ہماری سواریاں چھ ہیں اور ہم تین ہیں ہم ان کو پانی کے ہر گھاٹ سے بچاتے ہیں۔''

بیہقی نے شعب کے باب نمبر ۵۵ کے آخر میں کہا ہے۔ نبیؐ نے فرمایا جس نے اپنی سواری سے اتر کر ایک گھاٹی پیدل طے کی تو گویا کہ اس نے ایک گردن آزاد کی۔

ابو احمد کہتے ہیں عقبہ سے مراد چھ میل ہیں۔

بخاری مسلم وغیرہ جوہری سے روایت کرتے ہیں وہ بالا سناد ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ لوگ سو اونٹوں کی طرح ہیں جن میں ایک بھی سواری کے قابل نہیں ملے گا۔

بیہقی نے سنن میں "باب انصاف الخصمين في الدخول على القاضي والاستماع منهما والانصات لهما'' میں اس حدیث کی تفسیر کرتے ہوئے کہا ہے کہ لوگ دین کے معاملے میں برابر ہیں۔ ان میں کسی شریف کو مشروف پر اونچے کو نیچے پر کوئی فضیلت نہیں جیسے سو اونٹوں میں ایک بھی راحلة نہیں ہوتا۔ اور راحلہ اس کو کہتے ہیں جو سواری کے لئے اور

Marfat.com

فطفقت امسح مقلتی فی نحرها اذ عادة الکافور امساك الدم

''تو میں اپنی آنکھوں کو اس کی چھاتی سے پونچھنے لگا کیونکہ کافور کی خاصیت ہے کہ وہ خون کو روک دیتا ہے۔''

الرُباح

رائے مہملہ کے ضمہ اور باء موحدہ کی تشدید سے ہے۔نر بندر کو کہتے ہیں۔اس کا حکم آگے آئے گا۔

الامثال: لوگ کہتے ہیں اجبن من رباح وہ بندر سے بھی زیادہ بزدل ہے۔

الربح

رائے مہملہ کے ضمہ اور بائے موحدہ کے فتح سے ہے۔اونٹنی کے بچے کو کہتے ہیں گویا کہ یہ ربع کی ایک لغت ہے۔اور ربح ایک پرندہ کو بھی کہتے ہیں۔یہ بات جوہری نے کہی ہے۔

الربیة

ایک چھوٹا سا جانور ہے جو چوہے اور گرگٹ کے مابین ہوتا ہے یہ بات ابن سیدہ نے کہی ہے دوسروں نے کہا وہ چوہا ہے۔

الرتوت

خنزیروں کو کہتے ہیں یہ بات جوہری نے کہی ہے۔اس نے اس سے پہلے یہ بات بھی کہی ہے کہ رت رئیس کو کہتے ہیں اور یہ شہر کے سردار ہوتے ہیں۔محکم میں ہے کہ رت ایک چیز ہے جو بری خنزیر کے مشابہہ ہوتی ہے۔اس کی جمع رتوت ہے بعض نے کہا یہ مذکر خنزیر ہیں۔اس کا ذکر خائے معجمہ میں گزر چکا ہے۔

الرثیلا

رائے مہملہ کے ضمہ اور ثائے مثلثہ کے فتح سے ہے۔یہ کیڑوں مکوڑوں کی ایک قسم ہے۔اس کو مد سے بھی پڑھتے ہیں اس کا ذکر صید کے آخر میں آئے گا۔

جاحظ نے کہا ہے مکڑی کی ایک قسم ہے اور اس کا نام عقرب الحیات بھی ہے۔

کیونکہ یہ سانپوں کو مار ڈالتی ہے۔انتہی

ابوعمرو اور موسیٰ قرطبی اسرائیلی کہتے ہیں کہ رثیلا ایک اسم ہے جو بہت سے جانوروں پر بولا جاتا ہے۔بعض کہتے ہیں کہ اس کی چھ قسمیں ہیں کچھ کے بقول آٹھ ہیں یہ سب مکڑی کی اصناف میں سے ہیں۔سمجھدار طبیبوں نے کہا کہ ان میں برائی کے لحاظ سے زیادہ بری قسم وہ ہے جو مصری ہے۔اور جو گھریلو دو قسمیں مکڑی کی ہیں ان کا ڈنگ بہت تھوڑا ہوتا ہے۔باقی اقسام سرسبز علاقوں میں پائی جاتی ہیں ان میں سے ایک قسم ایسی بھی ہے جس کو زغب کہتے ہیں اور اس کو اہل مصر صرفہ کہتے ہیں۔ان سب اقسام کے ڈنگ تقریباً بچھو کے قریب قریب ہوتے ہیں اس کا ذکر ان شاء اللہ باب الصاد صید کے ضمن میں آئے گا۔

اس کے خواص میں سے یہ ہے کہ کالی مرچوں میں اس کا دماغ ملا کر پینے سے اس کا زہر ختم ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

خواب میں یہ ایک موذی عورت پر دلالت کرتی ہے جو لوگوں کی درست کی ہوئی چیزوں کو خراب کرتی ہے اور جوڑی ہوئی چیزوں کو توڑ دیتی ہے۔ بعض نے کہا یہ دشمن ہے۔ اور دیکھنے میں حقیر اور مارنے میں شدید جنگ والا ہے۔

الرخل

بھیڑ کی مادہ اولاد کو کہتے ہیں۔ اس کی جمع رخال ہے۔ کما تقدم

الرخ

آخر میں خائے معجمہ کے ساتھ ہے۔ یہ بحر چین کے جزیروں میں ایک پرندہ ہے۔ جس کا ایک پر دس ہزار باع (دونوں ہاتھوں کے پھیلانے کی مقدار) کا ہوتا ہے۔ اس کو جاحظ نے ذکر کیا ہے۔ اور ابو حامد اندلسی نے کہا ہے ایک تاجر جو مغرب کی سر زمین کی طرف پہنچا تھا اور چین کا سفر کیا تھا اور وہاں کافی عرصہ قیام بھی کیا اس کے پاس اس کے پر کے کھنب کی جڑ تھی۔ جو پانی کی نو مشکوں کے برابر تھا۔ اور وہ کہا کرتا تھا کہ اس نے ایک دفعہ بحر چین کا سفر کیا تو ان کو ہوا نے ایک جزیرے میں جا ڈالا۔ اس کشتی والے جزیرے کے اندر گئے تاکہ وہاں سے پانی اور ایندھن لیں۔ تو وہاں انہوں نے ایک سو ذراع اونچا گنبد دیکھا جس کی روشنی اور چمک تھی۔ تو انہوں نے اس سے تعجب کیا تو دیکھا کہ وہ رخ کا انڈا تھا۔ وہ اس کو لکڑیوں اور کلہاڑوں اور پتھر سے کوٹنے لگے۔ یہاں تک کہ وہ پھٹ گیا۔ تو اس کے اندر سے ایک پہاڑ کی طرح بچہ نکلا وہ اس کے بازو سے لٹک گئے۔ وہ ان کو کھینچ کر لے گیا پھر اس نے اپنے پر جھاڑے تو ایک پر ان کے پاس رہ گیا جو اس کے بازو سے اس کی جڑ نکلی تھی۔ حالانکہ ابھی اس کی پیدائش مکمل نہیں ہوئی تھی۔ پھر انہوں نے اس کو قتل کر ڈالا۔ اور اپنے ساتھ جتنا گوشت اٹھا سکتے تھے اٹھا لیا۔ بعض نے اس کا کچھ گوشت ہنڈیا میں پکایا اور اس کو عود کی لکڑی سے ہلاتے تھے۔ پھر اس کو کھایا۔ ان میں سے کئی بوڑھے بھی تھے۔ جب صبح ہوئی تو ان کی داڑھیاں سیاہ ہو گئیں۔ پھر اس کے بعد جس نے یہ کھانا کھایا تھا بوڑھا نہیں ہوا۔ وہ کہتے تھے یہ عود جس کے ساتھ انہوں نے ہانڈی ہلائی تھی نوشاب کے درخت کی لکڑی تھی۔

راوی کہتا ہے کہ جب سورج طلوع ہوا تو اچانک رخ آ گیا اور ہوا میں اڑنے لگا گویا کہ وہ ایک بڑا بادل ہے اس کے پاؤں میں ایک بڑے مکان کی طرح پتھر تھا جو کشتی سے بڑا تھا۔ پھر جب وہ کشتی کے سامنے آیا تو یہ پتھر اس میں ڈال دیا' تو پتھر سمندر میں گر گیا اور کشتی آگے بڑھ گئی۔ اور اللہ نے ان کو اپنے فضل سے نجات دے دی۔

رخ شطرنج کے مہروں میں سے ایک ہے۔ اس کی جمع رخاخ اور رخاخہ ہے۔ ابن سیدہ نے کہا کہ سری رفاء نے کہا عمدہ بات کہی ہے۔

• وفتية زهر الآداب بينهم ابهى وانضر من زهر الرياحين

''بہت سے نوجوان ہیں کہ آداب ان میں چمکدار خوشبو کے پھولوں سے بھی تازہ اور بارونق تھے۔''

راحوا الى الراح مشى الرخ وانصرفوا والراح يمشى بهم مشى البراذين

''وہ خوشی کی طرف رخ کی چال چل کر گئے اور جب واپس آئے تو خوشی سے ایسے چل رہے تھے جیسے خچر چلتی ہے۔''

Marfat.com

اس کے عمدہ اشعار میں سے یہ بھی ہے۔

بنفسی من اجود لہ بنفسی ویبخل بالتحیة والسلام

''میری جان اس پر قربان جائے جس پر میں اپنی جان قربان کرتا ہوں حالانکہ وہ مجھے سلام دینا بھی گوارا نہیں کرتا۔''

وحتفی کامن فی مقلتیہ کمون الموت فی حد الحسام

''اور میری موت اس کی آنکھ میں اس طرح چھپی ہے جس طرح تیز تلوار کی دھار میں موت پوشیدہ ہوتی ہے۔''

تعبیر الرؤیا: خواب میں رخ کو دیکھنا عجیب وغریب خبروں اور دور کے اسفار اور اخبار پر دلالت کرتا ہے۔ بعض دفعہ صحیح اور سقیم کلام کی بیہودگی پر دلالت کرتا ہے۔ اور اسی طرح عنقاء بھی ہے۔ جس کا حکم عنقریب باب العین میں آئے گا۔

الرخمة

بالتحریک ہے۔ یہ ایک سیاہ سفید پرندہ ہوتا ہے جو خلقت میں گدھ کے برابر ہوتا ہے۔ اس کی کنیت ام جعفر ام رسالہ ام عجیبہ ام قیس ام کبیرۃ ہے اور اس کو الانوق بھی کہتے ہیں۔ اس کی جمع رخم آتی ہے۔ اس میں ہاء جنس کی ہے۔ انثی کہتے ہیں۔

یا رخما قاظ علی مطلوب یعجل کف الخاریء المطیب

''اے رخما تو موسم گرما کو مطلوب پہاڑ پر آ کر گزار جلدی کر جیسے استنجا کرنے والا گندی ہتھیلی کو صاف کرنے میں جلدی کرتا ہے۔''

رخمہ کو انوق بھی کہتے ہیں۔ کما تقدم

اس کو ذات الاسمین یعنی دو ناموں والی بھی کہا جاتا ہے اور انتہائی احتیاط کے باوجود بے وقوفی کر جاتی ہے۔ کمیت کہتا ہے۔

وذات اسمین والالوان شتی تحمق وھی کیسة الحویل

''بہت سی ذات اسمین ہیں جن کے مختلف رنگ ہوتے ہیں۔ وہ بے وقوفی کرتی ہیں حالانکہ وہ سمجھدار حیلہ گر ہوتی ہیں۔''

شعبی کے نزدیک رافضیوں کا ذکر کیا گیا تو اس نے کہا اگر وہ جانور ہوتے تو وہ گدھے ہوتے۔ اگر پرندوں میں ہوتے تو گدھ ہوتے۔

اس پرندے کی طبعی خصوصیت یہ ہے کہ یہ پہاڑوں کی صرف ڈراؤنی جگہوں کو ہی پسند کرتا ہے۔ نیز اپنے دشمنوں کے مقامات سے دور رہتا ہے۔ اور پہاڑوں میں سے سخت پہاڑوں میں رہتا ہے۔ اس لئے عرب اس کے انڈے نہ ملنے کو بطور مثال بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں اعز من بیض الانوق. وہ انوق کے انڈے سے بھی نایاب ہے۔ کما تقدم

اسکی مونث اپنے مذکر کے علاوہ کسی دوسرے کو جفتی کی اجازت نہیں دیتی۔ یہ ایک انڈہ دیتی ہے اور کبھی دو انڈے بھی دیتی ہے۔ یہ کمینے پرندوں میں سے ہے۔ اور وہ تین ہیں الو کوا اور گدھ۔

شرعی حکم: اس کا کھانا حرام ہے۔ کما تقدم

بیہقی نے عکرمہ عن ابن عباس بیان کیا ہے کہ نبیؐ نے رخمہ کے کھانے سے منع کیا ہے۔ اس کی سند مضبوط نہیں ہے۔ علامہ قرطبی

Marfat.com

نے سورۂ احزاب کے آخری حصہ کی تفسیر میں ﴿كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى﴾ کے ضمن میں کہا ہے۔ کہ انہوں نے اپنی بات سے ان کو ایذاء پہنچائی۔ کہ انہوں نے کہا کہ انہوں نے اپنے بھائی ہارون کو مار ڈالا ہے۔ تو فرشتوں نے ہارون کے فوت ہو جانے کی بات بتائی۔ اور ان کی قبر کی جگہ کو رخمہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔

اسی لئے ان کو اللہ تعالیٰ نے بہری اور گونگی کر دیا ہے۔ اس کو حاکم نے اسی طرح مستدرک میں روایت کیا ہے۔ تواریخ الانبیاء میں اور زمخشری نے کہا ہے کہ یہ اپنی آواز میں سبحان ربی الاعلی کہتا ہے۔

ضرب الامثال: لوگ کہتے ہیں کہ احمق من رخمة واموق. کہ وہ رخمہ سے بھی زیادہ بے وقوف ہے۔ تمام پرندے چھوڑ کر اس کو اس لئے بیوقوفی مخصوص کیا گیا ہے کہ یہ نہایت کمینہ اور احمق ہوتا ہے۔ نیز گندی چیزیں اور پلیدی کھا جاتا ہے۔ نیز کہتے ہیں۔ انطقی یا رخم. یعنی اے رخم بول تو اللہ کے پرندوں میں سے ہے۔ اصل اس کی یہ ہے کہ پرندے چیختے ہیں تو یہ گدھ بھی چیختی ہے تو اس کو کہا جاتا ہے یہ پرندے تجھ سے مذاق کرتے ہیں اس لئے تو کلام کر تو اللہ کے پرندوں میں ہے۔ یہ مثال اس شخص کے لئے بیان کی جاتی ہے جس کی طرف نہ توجہ کی جاتی ہو اور نہ اس کی بات سنی جاتی ہو۔

طبی فوائد اور خواص: اس کے پروں سے گھروں میں دھونی دی جائے تو گھر سے کیڑے مکوڑے بھاگ جاتے ہیں۔ اس کا گوبر شراب کے سرکے سے ملا کر برص کی بیماری پر لیپ کیا جائے تو اس کا رنگ بدل جاتا ہے۔ اور بہت فائدہ ہوتا ہے۔ اس کا جگر بھون کوٹ کر دیوانہ تین دفعہ روزانہ تین دن تک مسلسل پیئے تو شفایاب ہو جائے گا۔ جس عورت کو وضع حمل میں تنگی محسوس ہو تو وہ اپنے ساتھ اس کا سر لٹکائے تو ولادت جلدی اور آسانی سے ہو جائے گی۔

اور وہ پیلا چمڑا جو اس کے پوٹے پر ہوتا ہے اس کو خشک کر کے کوٹ کر شہد میں ملا کر پیا جائے تو ہر قسم کی زہر سے فائدہ ہوگا۔

رخمہ کے سر کی ہڈی سر درد میں اپنے پاس لٹکانے سے فائدہ ہوتا ہے۔

تعبیر الرؤیا: خواب میں رخمہ کو دیکھنا گندے اور بے وقوف آدمی کو دیکھنا ہے۔ جس نے خواب میں دیکھا کہ اس نے رخمہ کو پکڑا ہے تو وہ جنگ میں ملوث ہوگا جس میں بہت سے لوگوں کو قتل کرے گا اور بعض کہتے ہیں کہ جس نے رخمہ کو پکڑا وہ شدید بیمار ہوگا۔

نصاریٰ کہتے ہیں کہ زیادہ رخم دیکھنا لشکر پر دلالت کرتے ہیں جو آبادیوں میں اترے گا۔ اور وہ کمینے لوگ ہوں گے جو حرام کھائیں گے۔

ارطامیدورس کہتے ہیں کہ رخم اس کے لیے خیر کی دلیل ہے جس کا کارخانہ شہر کے باہر ہو۔ جیسے اینٹیں بنانے والے اور چونا گچ کرنے والے۔ اس لئے کہ رخم شہر میں داخل نہیں ہوتی۔ اور خواب میں رخم ان پر دلالت کرتی ہے۔ جو مردوں کو نہلاتے ہیں اور قبروں میں رہتے ہیں کیونکہ رخم مردے کھاتی ہے۔ اور شہروں میں نہیں جاتی' جس نے رخمہ کو کس گھر میں دیکھا اور اگر اس گھر میں کوئی بیمار ہوا تو وہ مر جائے گا اور اگر کوئی مریض نہ ہوا تو گھر کے مالک کی بیماری یا موت کا خدشہ ہے۔

الرشأ

راء کے فتحہ کے ساتھ اس ہرن کو کہتے ہیں جو طاقتور ہو جائے اور اپنی ماں کے ساتھ ادھر ادھر چلنے پھرنے لگے اس کی جمع

Marfat.com

ارشاء آئی ہے۔

ابو حفص عمر بن عمر قاضی اشبیلیہ نے یہ شعر اس وقت کہے تھے جب انہیں ایک لونڈی بطور تحفہ دی گئی اور انہیں معلوم ہوا کہ انہوں نے اس کی ماں سے بھی جماع کیا تھا۔ تو انہوں نے وہ لونڈی واپس کر دی اور ساتھ یہ اشعار بھی بھیجے۔

یا مهدی الرشای الذی الحاظه ترکت جفونی نصب تلك الاسهم

''اے رشا (ہرن) کا تحفہ دینے والے اس کی آنکھوں نے اپنے تیر میری پلکوں میں گاڑ دیئے۔''

ریحانة کل المنی فی شمها لولا المهیمن واجتناب المحرم

''اگر نگہبان نہ ہوتا اور محرم سے اجتناب کا حکم نہ ہوتا تو سونگھنے میں یہ ہر امید کا پھول ہے۔''

ما عن قلی صرفت الیك وانما صید الغزال لم یبح للمحرم

''میں نے ناراض ہو کر اس کو تیری طرف واپس نہیں کیا' بلکہ اس لئے کہ محرم کے لئے ہرن کا شکار جائز نہیں ہے۔''

یاویح عنترة یقول وشفه ما شفنی وجد وان لم اکتم

''اے عنترہ تیرے لئے ہلاکت ہو وہ کہتا ہے کہ یہ بہت اچھی شہرت والی چیز ہے لیکن اس نے میرے غم کو کم نہیں کیا اگرچہ میں نے کچھ بھی نہیں چھپایا۔''

یا شاة ما قنص لمن حلت له حرمت علی ولیتها لم تحرم

''اے بکری! جس کے لئے تو حلال ہے اس کے لئے تو شکار نہیں ہے، مجھ پر تو حرام ہے کاش کہ تو حرام نہ ہوتی۔''

ابو الفتح بستی نے کیا عمدہ شعر کہے۔

من این للرشا الغریر الاحور فی الخد مثل عذارك المنحدر

''ہرن کے لئے سیاہ دھوکہ باز آنکھیں کہاں سے آ گئی ہیں جس طرح تیرے رخسار پر بہنے والی آنکھیں ہیں۔''

رشا کان بعارضیه کلیهما مسکا تساقط فوق ورد احمر

''وہ ایسی ہرنی ہے کہ اس کے دونوں رخسار کستوری کی طرح ہیں جس کو وہ سرخ گلاب پر گراتی ہے۔''

رشك

راء کے ضمہ اور شین معجمہ کے سکون کے ساتھ ہے فارسی زبان میں بچھو کو رشک کہتے ہیں۔ قاضی امام ابو الولید بن فرضی نے کتاب الالقاب میں اور خطیب ابو علی غسانی نے تقیید المہمل میں اور قاضی ابو الفضل نے کتاب مشارق الانوار میں اور ابن جوزی وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ یزید بن ابی یزید جس کا نام سنان ضبعی ہے جوان کا بصری غلام ہے اور یہ رشک کے لقب سے مشہور ہے اس کا یہ لقب اس کی بڑی داڑھی کی وجہ سے پڑا۔

داڑھی میں بچھو: کہا جاتا ہے کہ ایک بچھو اس کی داڑھی میں داخل ہو گیا اور تین دن تک وہ اس میں رہا لیکن اس کو اپنی داڑھی کے بڑی اور لمبی ہونے کی وجہ سے معلوم نہ ہو سکا۔

Marfat.com

ابن دحیہ نے اپنی کتاب العلم المنشور میں کہا ہے کہ تعجب کی بات ہے کہ اس کو اس بات کا پتہ کیوں نہ چل سکا اور یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ نماز کے لئے وضو کرتے وقت وہ گر نہ سکے اور شاید داڑھی کے بڑی ہونے کی وجہ سے وہ خلال بھی نہ کرتا ہوگا۔ یا پھر بچھو بہت چھوٹا ہوگا تو اس وجہ سے وہ بالوں میں چھپا رہا۔ اب رہی بات تین دن کے اندازے کی تو یہ اندازہ کیسے صحیح ہوسکتا ہے کیونکہ اگر اس کے موجود ہونے کا پہلے سے ہی علم ہوتا تو وہ اس کو اپنی داڑھی میں نہ چھوڑتا پھر اس مدت کا کیسے پتہ چلا۔ انتہیٰ

دمیری کہتے ہیں میرے خیال میں احتمال ہوسکتا ہے کہ وہ کسی سیرگاہ میں گیا ہوگا یہ پھر وہ کسی زیادہ بچھوؤں والی جگہ میں گیا ہوگا اور اس جگہ پر اس کے ٹھہرنے کی مدت تین دن ہوگی پھر جب بعد میں اس کو پتہ چلا تو اس نے اندازہ لگایا کہ یہ اس وقت سے ہی میری داڑھی میں موجود ہے۔ اور یہ تاویل اس بات کو جھٹلانے سے زیادہ بہتر ہے کہ جس بات کو بڑے بڑے ائمہ نے روایت کیا ہے۔

امام حاکم نے کتاب علوم الحدیث میں یحییٰ بن معین سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ یزید نے اپنی داڑھی میں کنگھی کی تو اس میں سے بچھو نکل آیا اس وجہ سے اس کا لقب رشک پڑ گیا۔

مشہور یہ ہے کہ رشک اہل بصرہ کی لغت میں تقسیم کرنے والے کو کہتے ہیں اور اس کا نام رشک اس لئے پڑا کہ یہ زمین اور مکانات وغیرہ تقسیم کیا کرتا تھا۔ یہ بصرہ میں ۱۳۰ ہجری میں فوت ہوگیا۔ ان سے ایک جماعت نے روایت کیا ہے۔ امام ترمذی نے کہا باب ماجاء فی صوم ثلاثة ایام من شهر **حدثنا محمود بن غیلان۔ حدثنا ابو داؤد حدثنا شعبة عن یزید الرشك** وہ کہتے ہیں میں نے معاذ کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ہر مہینے میں تین دن روزے رکھتے تھے تو انہوں نے کہا: ہاں! میں نے کہا کون سے دنوں کے انہوں نے کہا کہ آپ کسی دن میں بھی روزہ رکھنے میں پرواہ نہیں فرماتے۔ امام ترمذی فرماتے ہیں۔ یہ حدیث صحیح ہے اور یزید الرشک کا نام یزید بن ابی یزید الضبعی ہے اور یہی یزید القاسم اور القسام بھی ہے۔ اہل بصرہ کی لغت میں تقسیم کرنے والے کو ہی رشک کہتے ہیں۔

رفراف

ایک پرندہ ہے جس کو ملاعب الظلہ کہتے ہیں اور اس کو خاطف الظلہ بھی کہتے ہیں۔ عنقریب اس پر کلام باب المیم میں آئے گا ظلیم (یعنی شتر مرغ) کو بھی رفراف کہتے ہیں کیونکہ یہ اپنے دوڑنے کے وقت پھڑ پھڑاتا ہے اور رفرف مچھلی کی ایک قسم ہے۔

الرق

یہ لفظ راء کے کسرہ سے ہے اور قاف کے ساتھ ہے۔ یہ پانی کے چوپاؤں میں سے مگرمچھ کے مشابہ ایک چوپایہ ہے۔ بڑے بڑے کچھوؤں کو بھی رق کہتے ہیں۔ اس کی جمع رقوق آتی ہے۔ غریب الحدیث میں ہے کہ مدینے کے فقہاء رق کو خرید کر کھاتے تھے۔ اس کو جوہری نے راء کے فتح سے بیان کیا ہے اکثر لوگ اس کو زیر سے پڑھتے ہیں۔

الرکاب

راء کی کسرہ سے ہے اونٹ کو کہتے ہیں اس کا واحد راحلہ ہے۔ اس کی جمع رکائب ہے۔

Marfat.com

جابرؓ کی حدیث میں ہے نبیؐ نے ایک لشکر بھیجا جن پر قیس بن سعد بن عبادہ کو امیر بنایا۔ وہ مشکل میں پڑ گئے تو قیس نے ان کے لئے نو اونٹ ذبح کئے۔ تو نبیؐ نے فرمایا سخاوت ان گھر والوں کا شیوہ ہے۔ اس کی جمع رکب کے وزن پر بھی آتی ہے۔ کہا جاتا ہے۔ زیت رکابی کیونکہ اس کو اونٹ کی پشت پر لادا جاتا ہے۔ رکوبہ اس کو کہتے ہیں جس پر سوار ہوا جائے۔ کہا جاتا ہے۔ مالہ رکوبة ولا حمولة ولا حلوبة. یعنی اس کے پاس سواری کیلئے' بوجھ لادنے کے لئے اور دودھ کے لئے کوئی چیز نہیں ہے۔

حضرت عائشہؓ نے سورۂ یٰسؔ میں یوں پڑھا ہے کہ فَمِنْهَا رَكُوْبَتُهُمْ رکوبة کی جمع رکائب ہے۔ انتہی

سہیلی نے اس کلام سے جو کہ اللہ نے غزوۂ بدر کے بارے میں نازل کیا ہے۔ تھوڑا سا پہلے کہا ہے کہ مرکوبۃ کی جمع رکائب آتی ہے اگر کوئی بغیر ہاء کے جمع بنائے تو کہا جائے گا عجز جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ جنت میں (عجز) بوڑھیاں نہیں جائیں گی۔ یہ بات آپ نے اپنی پھوپھی صفیہؓ سے مزاح کرتے ہوئے کہی تھی۔ اور بعض نے کہا کہ آپ نے انصار کی عورت سے کہی تھی۔ یہ بات ھناد بن السری نے اپنی کتاب الرقائق میں کہی ہے۔

الرکن

چوہے کو کہتے ہیں اس کو رکینا تصغیر کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ یہ بات ابن سیدہ نے کہی ہے۔

الرمکة

بالتحریک' یہ مونث ترکی گھوڑا ہے۔ جمع اس کی رماک رمکات اور ارماک ہے۔

یہ بات فراء نے کہی ہے جیسے ثمار اور اثمار وسیط کے ابواب البیع کے دوسرے باب میں ہے کہ اگر کوئی کہے کہ بعت هذه النعجة میں تجھے یہ بھیڑ دیتا ہوں مگر وہ ہو ٹٹو تو ایک قول کے مطابق اشارے سے فیصلہ کیا جائے گی۔ اور دوسرا قول یہ ہے کہ عبارت سے فیصلہ ہوگا۔ ابن صلاح نے کہا ہے کہ یہ لفظ نعجہ اصل میں بغلة ہے۔ کیونکہ رمکہ نعجہ کے بالکل مشابہہ نہیں ہوتی جبکہ ٹٹو اس کے مشابہہ ہوتا ہے۔

الرھدون و الرھدنة

راء کی فتح سے ہے جو حمرۃ کے مشابہہ ایک پرندہ ہے ایسی چال چلتا ہے۔ جیسے گھوم رہا ہو۔ اس کی جمع رھادن ہے۔ یہ اکثر جگہ میں خصوصاً بیت الحرام میں ہوتی ہے۔ یہ عام چڑیوں کے مشابہہ ہوتی ہے مگر وہ سرخ سیاہ ہوتی ہے۔

الروبیان

یہ بہت چھوٹی سرخ مچھلی ہوتی ہے۔

طبی خواص: اگر اس کا پاؤں کسی شربت میں ڈال کر ایسے شخص کو پلایا دیا جائے جو شربت کو پسند کرتا ہو تو وہ شربت سے نفرت کرنے لگے گا۔

اس کی گردن کی اگر دھونی دی جائے تو جنین گر جاتا ہے۔ اگر روبیان کو کوٹ جبکہ وہ تازہ ہو تو پھر اس کو کانٹے یا بدن میں چبھے

Marfat.com

ہوئے تیر کی جگہ پر لیپ کیا جائے تو وہ آسانی سے نکل آئے گا۔ اگر ان کو سیاہ چنے میں ابال کر ناف پر لیپ کیا جائے تو کدو دانہ باہر آ جاتا ہے اگر اس کو خشک کر کے پیس کر آنکھوں میں سرمہ لگایا جائے تو جس کی آنکھ میں پردہ آ گیا ہو گا اس کو فائدہ دے گا۔
اگر اس کو سکنجبین میں کوٹ کر پیا جائے تو بھی کدو دانہ باہر آ جائے گا یہ بات عبدالملک بن زہر نے کہی ہے۔

الریم

ہرنی کے بچے کو کہتے ہیں اس کی جمع آرام ہے۔ شاعر کہتا ہے۔

بھا العیر والآرام یمشین خلفہ واطلاوھا ینھضن من کل مجثم

''ہرنیاں چل رہی ہیں اور قافلہ ان کے پیچھے ہے۔ اور ان کے بچے گھنے جنگل میں چھلانگیں لگا رہے ہیں۔''
اصمعی کہتے ہیں آرام خالص سفید ہرنیوں کو کہتے ہیں۔ اس کی واحد ریم ہے۔ انہوں نے کہا کہ وہ ریگستانی علاقے میں رہتی ہیں۔ یہ ہرنیوں کی ایک قسم ہے بعض نے کہا کہ یہ قسم ان میں سے دنبہ ہوتی ہے کیونکہ اس کی چربی اور گوشت زیادہ ہوتا ہے۔
زکی الدین بن کامل القطیعی ابوالفضل کو قتیل الریم اور کثیر الھویٰ کہا جاتا تھا۔ یہ ۵۴۶ ہجری میں فوت ہوا۔ اس کے شعروں میں سے یہ بھی ہیں۔

لی مھجۃ کادت بحر کلومھا للناس من فرط الجوی تتکلم

''میری ایک روح ہے کہ جس کے زخموں کے سمندر فرط غم سے لوگوں کے ساتھ کلام کرنے لگیں۔''

لم یبق منھا غیر ارسم اعظم متحدثات للھوی تتظلم

''ان کی ہڈیاں کے صرف نشان رہ گئے ہیں۔ خواہشات کی نئی باتوں پر وہ صبر کر رہی ہیں۔''

ام الرباح

راء کی فتح سے اور با کے موحدہ کے تخفیف سے اور آخر میں رائے مہملہ کے ساتھ ہے۔ یہ خاکی رنگ کا پرندہ ہے جس کے بازو اور پیٹھ سرخ ہوتی ہے۔ انگور کھاتا ہے یہ بات مرصع میں کہی گئی ہے۔

ابو الریاح

راء کی کسرہ اور یاء مثناۃ کی تخفیف سے ہے یویو پرندے کو کہتے ہیں اس کا ذکر ان شاءاللہ کتاب کے آخر میں آئے گا۔

ذورمیح

یہ جنگلی چوہے کو کہتے ہیں۔ اس کی دم اس کا نیزہ ہے۔ بعض نے کہا کہ یہ جنگلی چوہوں کی ایک قسم ہے۔ اس کی پچھلی دونوں ٹانگیں لمبی ہوتی ہیں۔ یہ بات ابن سیدہ نے کہی ہے۔
کتاب حیات الحیوان الکبریٰ کی پہلی جلد یہاں ختم ہوگئی ہے اس کے بعد جزء ثانی باب الزاء سے شروع ہوگی۔

تمت بالخیر

Marfat.com

ہماری دیگر مطبوعات

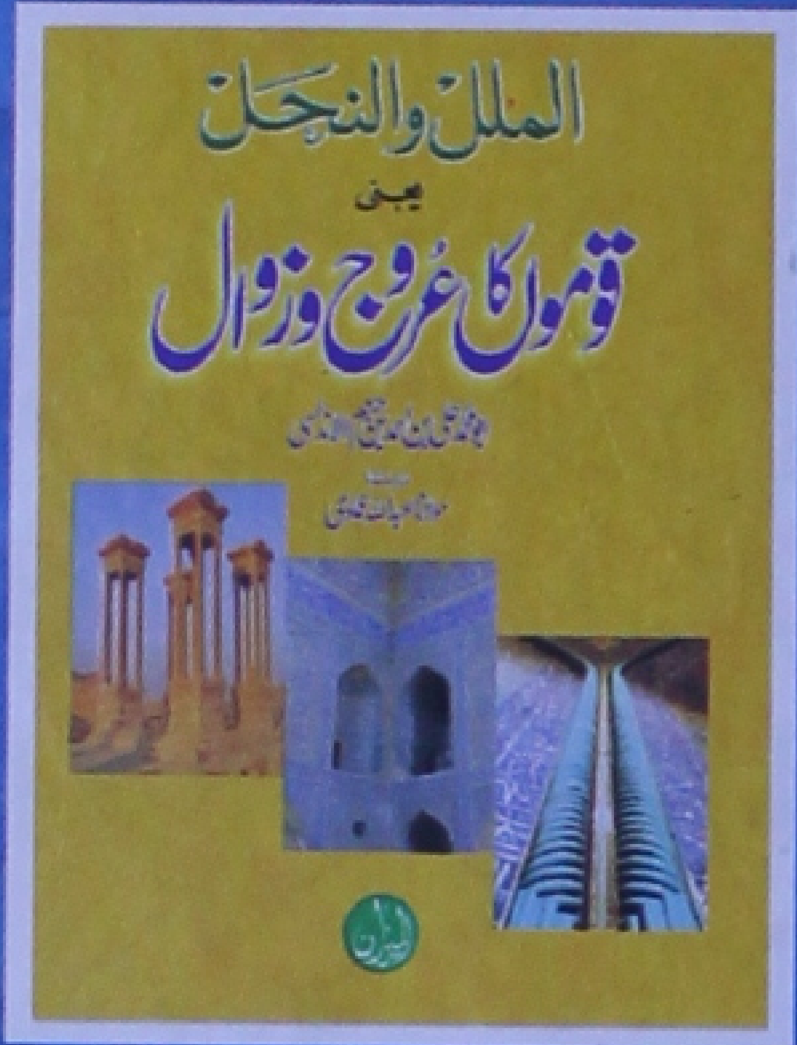

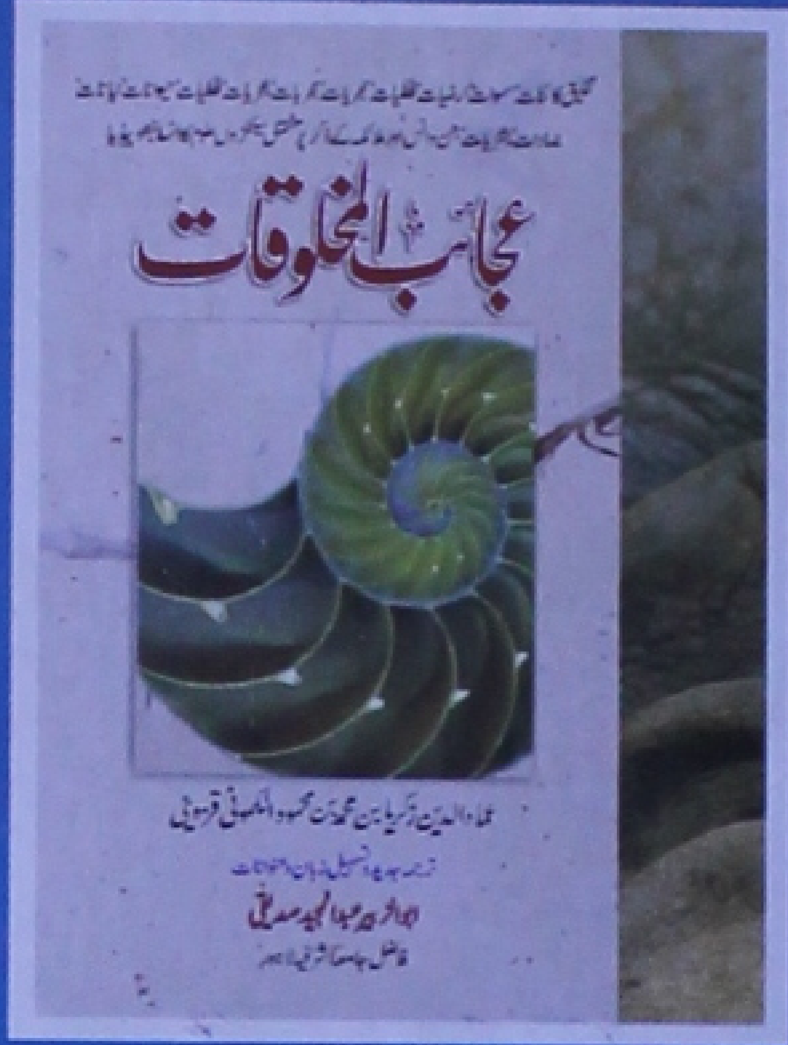

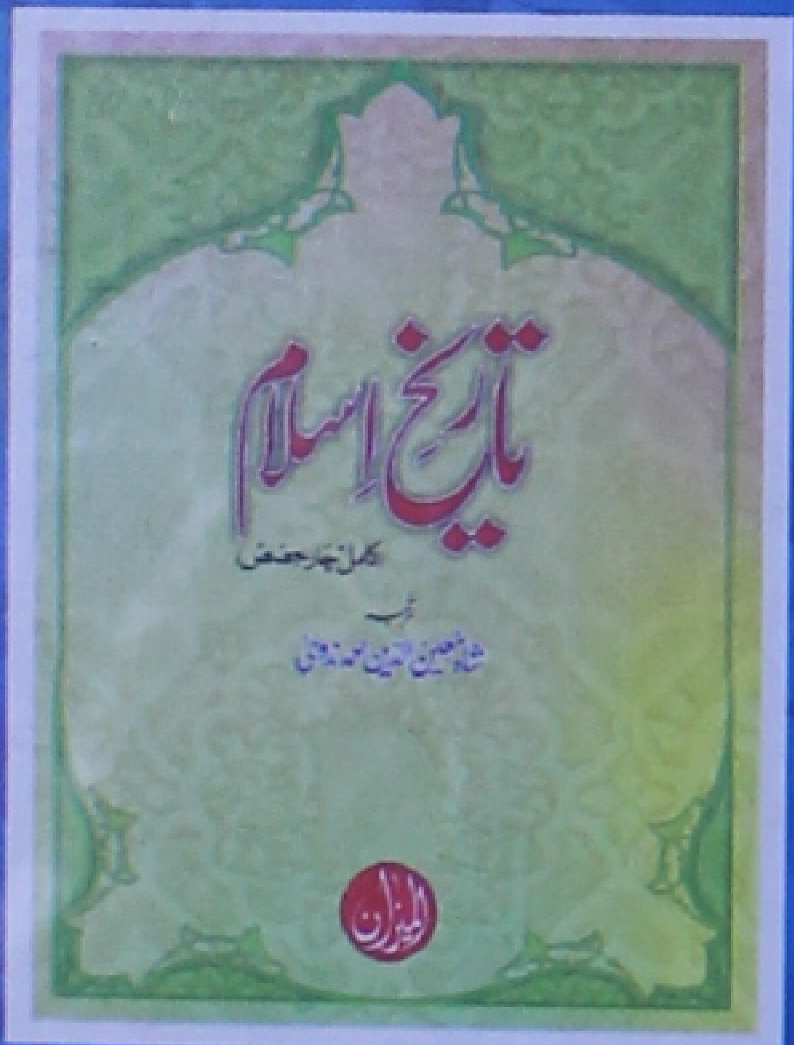

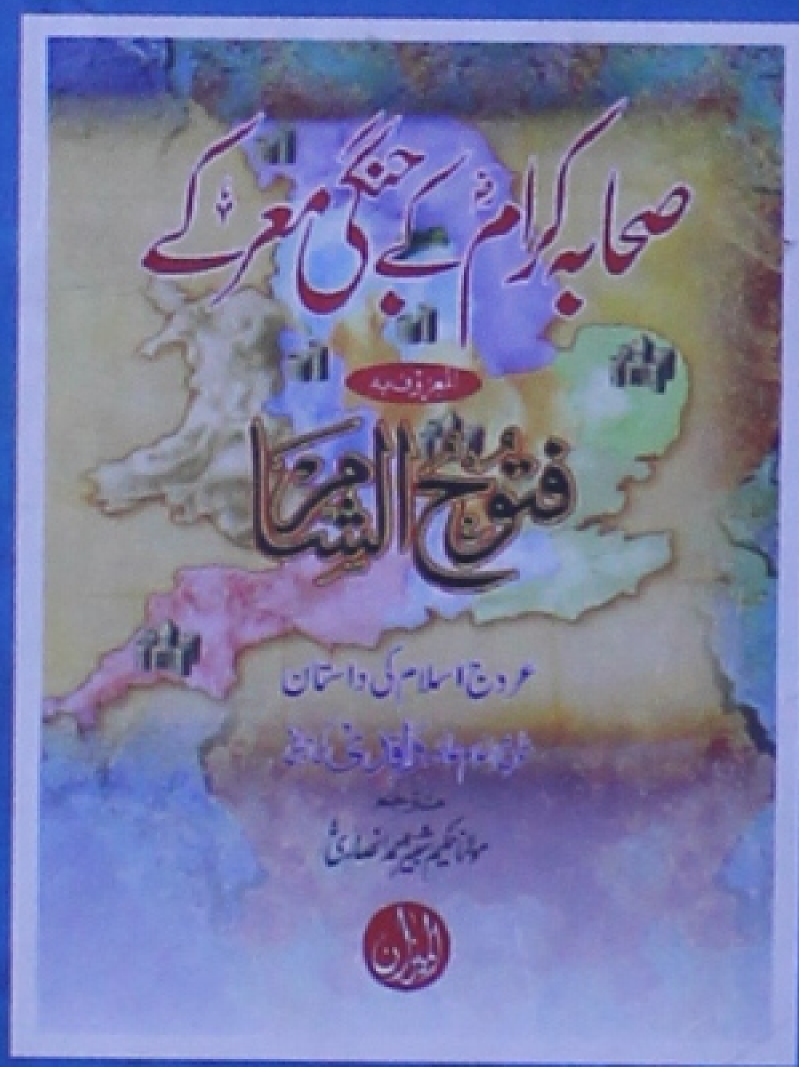

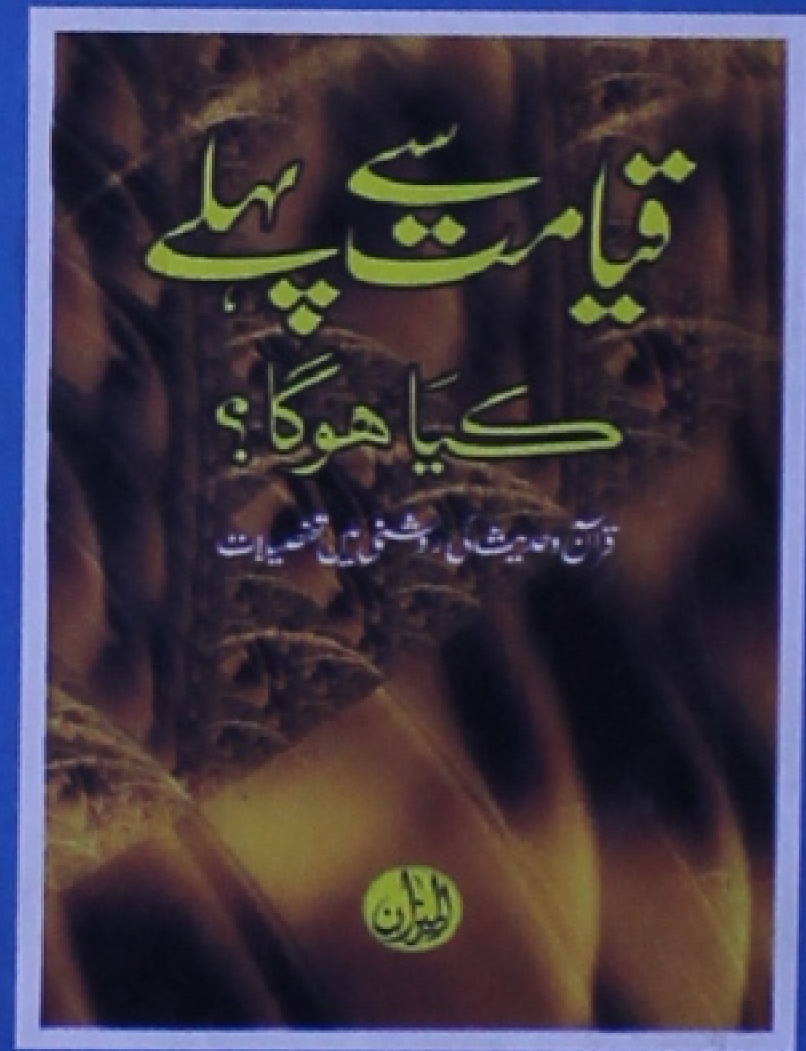

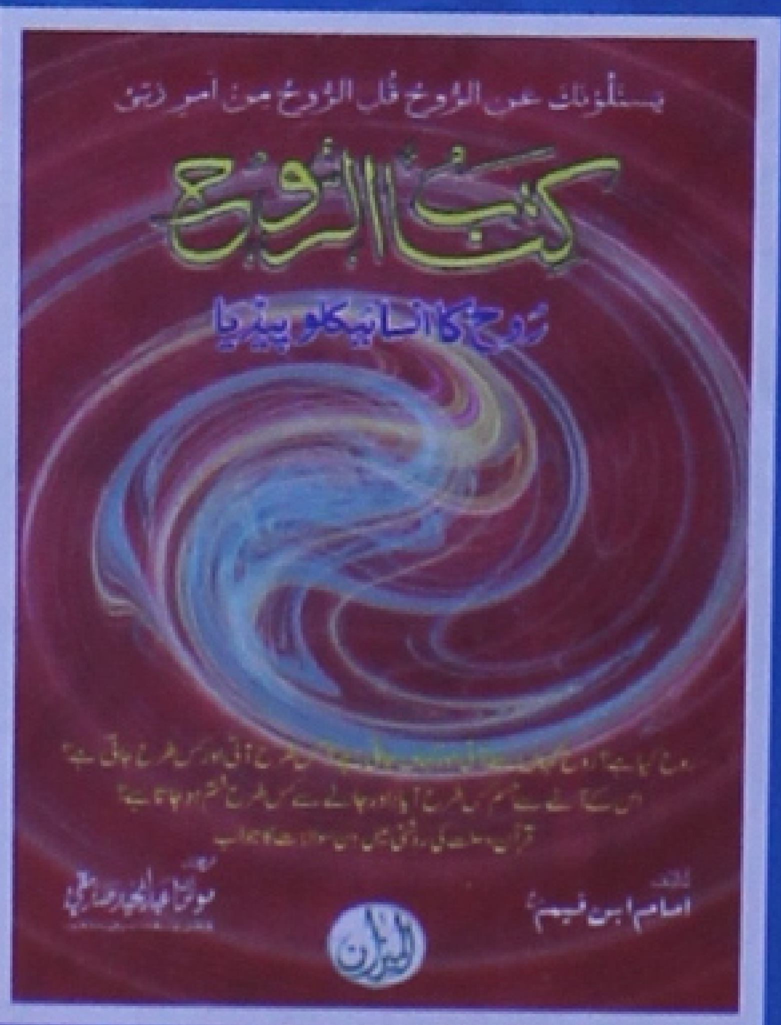

المیزان ناشران و تاجران کتب

الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور پاکستان

Ph.:042-7122981 Fax: 7212762

E-mail: info@almezaanpublishers.com

URL: www.almezaanpublishers.com